TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224010

UNIVERSAL
LIBRARY

تاریخ پر کیا ہوگا ؟ اُس کا قبلۂ مقصد صرف واقعیت ہوتی ہے ' وہ اُسی پر اپنے معتقدات اور خیالات' بلکہ تمام چیزوں کو قربان کردیتا ہے -

لیکن اس میں حد سے زیادہ تفریط ہوگئی ' اس بات سے بچنے کے لیے کہ واقعات' رائے سے مخلوط نہ ہوجائیں ' پاس پاس کے ظاہری اسباب پر بھی نظر نہیں ڈالتے ' جس سے ہر واقعہ خشک اور بے اثر ہوکر رہ جاتا ہے - مثلاً آنحضرت (صلعم) کی سیکڑوں چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کو اس طرح شروع کرتے ہیں کہ آنحضرت (صلعم) نے فلاں قبیلہ پر فلاں وقت فوجیں بھیجدیں ' لیکن اُن کے اسباب کا ذکر نہیں کرتے ' حالانکہ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوا جس کے ناگزیر اسباب نہ تھے -

(۵) ایک بڑا اور اہم مسئلہ زمانہ کا مذاق ' ذائقہ میلان ' اور میلان طبائع کا اثر ہے - یہ بالکل ممکن ہے اور واقعہ ہوں ' لیکن زمانے کے مذاق اور اثر سے واقعہ کی اصلی حالت بدل جاے - مثلاً جس زمانہ میں تصنیف و تالیف کا رواج ہوا ' مذہبی تعصب اور ہر مذہب والوں سے نفرت ' عام ہوچکی تھی - اسی زمانہ کی روایت میں اگر یہ مذکور ہو کہ اوئی نامی قتل کردیا گیا ' تو کسی اور وجہ اور سبب کی تلاش نہیں ہوتی تھی ' اسلیے کہ قتل کے لیے یہ کافی سبب تھا کہ وہ مسلمان نہ تھا - یہ تعصب جس طرح پیدا ہوا ' اور جس طرح بتدریج بڑھتا گیا ' تمام مذہبی اور تاریخی تصنیفات میں اُسی تدریج کے ساتھ اُس کے آثار نظر آتے ہیں - مثلاً حضرت عمر کے غیر مسلم رعایا کی نسبت بہت سے احکامات صادر ایسے تھے ' جن کا منشا یہ تھا [illegible] وضع و لباس میں مسلمانوں سے مشتبہ نہ ہوسکیں '

[illegible] کام اور نقل کیا ہے اور

[illegible] یہ استدعا کی ہے کہ ان احکام

کی تعمیل نہایت پابندی کے ساتھ کی جاے - قاضی صاحب ابوزہرہ نہایت سختی کے ساتھ ان احکام کی تعمیل کی تردید کرتے ہیں ' لیکن اُن کے کسی لفظ سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ ان احکام کا منشا کیا ہے ؟ یا اُس سے وہ کیوں کر مقصود ہے ' لیکن جب تعصب زیادہ بڑھا' اور متقشف فقہاء پیدا ہوے' تو یہی روایت اس صورت میں ڈھل گئی کہ حضرت عمر کے تحقیر و توہین کے لیے یہ احکام صادر ایسے تھے !

جنگ یرموک میں جب حضرت ابوعبیدہ نے تمام مفتوحہ مقامات سے فوجیں واپس بلالیں ' تو اہل حمص نے جو حکم بھیجا کہ جس قدر جزیہ جہاں جہاں سے وصول کیا گیا ہے سب واپس کردیا جاے ' اور رعایا سے کہدیا جاے کہ ہم " جزیہ اس غرض سے لیا جاتا ہے کہ کوئی دشمن چڑھ آوے تو ہم تمہاری حفاظت کریں ' لیکن چونکہ اب ہم تمہاری حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہوسکتے اسلیے وہ تمام رقم واپس کردی جاتی ہے " یہ واقعہ تمام تاریخوں میں مذکور ہے اور یہ اسلام کے عدل و انصاف کی اصلی تصویر ہے ' لیکن قاضی ابویوسف نے کتاب الخراج میں یہ واقعہ جہاں نقل کیا ہے ' وہاں اسقدر اپنی رائے بھی شامل کردی ہے کہ " حضرت ابوعبیدہ نے تالیف قلوب کے لیے ایسا کیا تھا " مہاں بعد کے تصنیفات میں یہ واقعہ اسی رائے کے قالب میں ڈھل گیا اور اب تو واقعہ کو اس رائے سے الگ کرہی نہیں سکتے -

بنو نضیر کی لڑائی میں جب یہودیوں کا محاصرہ کیا گیا ' تو آنحضرت نے حکم دیا کہ قلعہ کے گرد جو کھجور کے درخت ہیں ' کاٹ دیے جائیں ' عام ارباب سیر اس واقعہ کو اسی طرح سادہ لکھتے ہیں اور گو یہودیوں کے اس اعتراض کا ذکر کرتے ہیں کہ " محمد (صلعم) باوجود دعوی پیغمبری ایسی بے رحمی کا ارتکاب کرتے ہیں " لیکن اس اعتراض (۱) کے جواب سے بالکل تعرض نہیں کرتے کیونکہ

(۱) جنگ بنی نضیر کے ذکر میں تفصیل سے اس واقعہ کا اور اسکے اسباب کا ذکر آئیگا جس سے ظاہر ہوگا کہ یہودیوں کا اعتراض بالکل غلط تھا -

اُن کے نزدیک یہودیوں کے ساتھ جو کچھ کیا جاے عین انصاف ہے -

احادیث اور سیرت کی اکثر کتابیں عباسیوں کے زمانہ میں لکھی گئیں اور اُس وقت لکھی گئیں جب ناز و نعمت اور عیش پرستی کا ارتقا ہو چکا تھا - اس حالت کے تاریخ و روایت پر جو اثر ہوا وہ اگرچہ روایتوں کے رگ رگ میں نظر آتا ہے ' لیکن کسی کے اس کا احساس نہیں کیا -

یہ وہ زمانہ تھا کہ خلفاء عباسیہ اکثر سے شادیاں کرتے تھے ' ہزاروں حرمیں ہوتی تھیں ' مامون الرشید اور ہارون الرشید کے پاس دو دو ہزار کنیزیں نہیں اور یہ تعداد کبھی کم نہیں ہوتی تھی ' اس بنا پر جن روایتوں میں میل الی النساء اور جمال پرستی کا ذکر ہوتا تھا وہ خود بخود رواج عام پا جاتی تھیں ' اسی کا اثر ہے کہ طبقات ابن سعد اس قسم کی روایتوں سے لبریز ہے اور اور کتابوں میں بھی اسکی مخفی تلمیحات نظر آتی ہیں - اس بحث کی زیادہ تفصیل مناسب نہیں ' ورنہ ہم بہت سی روایتوں کو نقل کرسکتے تھے -

یہ وہ اسباب ہیں جنہوں نے فقہ کی روایوں پر اثر سے بچ نہیں سکتے تھے ' شماعت صرف کا اسی قدر اثر ہو سکتا ہے کہ کوئی واقعہ غلط نہ بیان کیا جاے ' لیکن ثقہ سے ثقہ راوی بھی اس سے نہیں بچ سکتا کہ اُس کے مذاق اور رائے کا اثر روایت پر پڑتا ہے - جو واقعہ راوی کے مذاق کے مناسب ہوتا ہے اس میں خود بخود زور آجاتا ہے ' وہ آجاگر ہو جاتا ہے ' دوسرے واقعات اُس کے سامنے دھندلا ہوجاتے ہیں ' اور جو جزئیات اُس واقعہ کے الٹ ہوتے ہیں بیان سے چھوٹ جاتے ہیں - امام بخاری کا عموماً یہ اصول ہے کہ ایک طویل الذیل روایت - بیسیوں ٹکڑے کرتے ہیں اور یہ ٹکڑے جہاں جہاں اور جس جس باب میں آسکتے ہیں ' اُن کے مستقل عنوان بناتے ہیں - ان ٹکڑوں کو بخاری کی روایت میں دیکھو ' تو بسا اوقات یہ معلوم ہوتے ہیں ' لیکن مستقل عنوانوں میں مقصود بالذات ہونے کی وجہ سے یہی ٹکڑے زیادہ روشن ہو جاتے ہیں ' اور اگرچہ اس طرح پر اصل روایت کا ربط بیانی نہیں ہوتی ' لیکن واقعات کی حیثیت ہر جگہ بدل جاتی ہے ' اور اکثر جگہ الفاظ تک بدل جاتے ہیں -

یہ بات معمول بہ اور عام ہے کہ راوی روایت کا جو حصہ چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے - یہی وجہ ہے کہ بخاری ' مسلم ' ترمذی وغیرہ میں ایک ہی حدیث کو دیکھو تو کسی میں وہ روایت نہایت مطول ہوتی ہے ' دوسرے میں اُس سے مختصر ' تیسرے میں اس سے بھی مختصر ' اسکی یہی وجہ ہے کہ ایک بڑی روایت میں سے راوی جو واقعات یا جو واقعہ چاہتا ہے چھوڑ جاتا ہے - اصول حدیث کی رو سے اس قسم کی اعمی بیشی کا اختیار رہیں ہے ' جہاں تک واقعہ کی نوعیت میں فرق نہ آے ' لیکن یہ ایک اجتہادی بات ہے ' یعنی ممکن ہے کہ ایک راوی کے نزدیک واقعہ کی بعض خصوصیات چھوڑ دینے سے اصل مقصد میں فرق نہیں آتا ' لیکن درحقیقت آجاتا ہو -

زمانہ اور طبیعت کا مذاق اس حالت میں نہایت سخت نتائج پیدا کرتا ہے ' مثلاً حضرت عمر کے دماغ کی نسبت یہ حکم دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے محلوں میں سور نہ لائیں ' مساجد کے سامنے صلیب نہ بنائیں ' اُن بچوں کو اصطباغ نہ دیں جو کسی مسلمان کے زیر تربیت ہوں ' کتاب الخراج اور طبری میں یہ احکام انہی تیدوں کے ساتھ منقول ہیں ' لیکن جب تعصب بڑھتا گیا تو یہ تیدیں خود بخود اُٹھتی گئیں اور ابن الاثیر وغیرہ میں یہ احکام عام احکام بن گئے ' یعنی ذمیوں کے لیے سور پالنا ' صلیب نکالنا ' بچوں کو اصطباغ دینا ' سرے سے ممنوع ہوگیا -

[الہا بقیہ]

اس بے احتیاطی کا اثر سیرت نبوي کي روایتوں پر زیادہ تر پڑا ' غلط اور صحابہ کے فضائل میں جب مبالغہ آمیز روایتوں کا نقل کرنا جائز ہوا ' تو بارگاہ رسالت کے فضائل میں جس قدر بڑھا جاتا ' کم تھا - اس قسم کي روایتیں عوام میں مقبول ہوئیں اس طرح رواج پا جاتي تھیں کہ اگر کوئي محقق ان سے انکار کرنا چاہتا تو عوام دشمن بن جاتے -

موضوعات ملا علي قاري میں لکھا ہے کہ بغداد میں ایک واعظ نے یہ حدیث بیان کي " قیامت میں خدا آنحضرت کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا " امام ابن جریر طبري نے سنا تو بہت برہم ہوئے اور اپنے دروازہ پر یہ فقرہ لکھوا کر لٹکا دیا : " خدا کا وصف ممشیں نہیں " اسپر بغداد کے عوام سخت برہم ہوئے اور امام موصوف کے گھر پر اس قدر پتھر برسائے کہ دیواریں ڈھک گئیں (۱)

ایک خاص تعدد

اس موقع پر ایک خاص نکتہ لحاظ کے قابل ہے - یہ مسلم ہے کہ حدیث و روایت میں امام بخاري اور مسلم سے بڑھکر کوئي شخص نہیں پیدا ہوا - رسول اللہ کے ساتھ اُن کو جو عقیدت اور خلوص اور شیفتگي تھي ' اُس کے لحاظ سے بھي وہ تمام محدثین کے سرتاج تھے - باوجود اسکے فضائل و مناقب کے متعلق جس قسم کي مبالغہ آمیز روایتیں بیہقي ' ابو نعیم ' دیلمي ' طبرانی وغیرہ میں پائی جاتي ہیں ' بخاري اور مسلم میں نہیں ملتیں - بلکہ اس قسم کي حدیثیں جو نسائي ' ابن ماجہ ' ترمذي وغیرہ میں پائی جاتي ہیں ' وہ بھي ان میں مذکور نہیں ' اس سے قطعي ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر تحقیق و تنقید کا درجہ بڑھتا جاتا ہے ' مبالغہ آمیز روایتیں گھٹتي جاتي ہیں - یہ روایت کہ جب آنحضرت (صلعم) عالم وجود میں آئے تو ایوان کسریٰ کے ۱۴ کنگرے گر پڑے ' آتش فارس بجھ گئي ' بحیرہ طبریہ خشک ہوگیا - بیہقي ' ابو نعیم ' خرایطي ' ابن عساکر ' اور ابن جریر ' سب نے روایت کي ہے ' لیکن بخاري اور مسلم بلکہ صحاح ستہ کي کسي کتاب میں اس کا پتہ تک نہیں !

سیرت نبوي پر جو کتابیں لکھي گئیں ' وہ زیادہ تر اسي قسم کي کتابوں (طبراني ' بیہقي ' ابو نعیم وغیرہ) سے ماخوذ ہیں ' اسلیے [illegible] نہایت احتراز سے غلط اور بے اصل روایتیں درج ہوگئیں اور اسي [illegible] پڑا کہ سیرة میں جھوٹ سچ ' ہر قسم کي

[illegible] اسکي احتراز کي گئي ہے [illegible] دیے تھے ' اکثر نظر انداز کردیے [illegible] ہے کہ روایت کا سلسلہ اصل [illegible] لیکن آنحضرت کے حالات ولادت [illegible] ہیں ' قریباً سب منقطع ہیں - [illegible] بسا نہ تھا جس کي عمر ' آنحضرت [illegible] قابل ہو - سب سے معمر حضرت [illegible] میں دو برس کم تھے ' اسي بنا پر [illegible] تعلق جس قدر روایتیں مذکور ہیں ' دولی ان [illegible] سے متصل فی ' اور اسي بنا پر ان واقعات کے متعلق نہایت دور از کار روایتیں پھیل گئیں ' مثلاً ابو داؤد نے روایت کي ہے کہ جب آنحضرت پیدا ہوئے بہت سے پرند آکر مکان میں بھر گئے ' جن کي زمرد [illegible] منقار ' اور یاقوت کے پر تھے - پھر ایک سفید بادل آیا اور آنحضرت کو اٹھا لیگیا اور ندا آئي کہ اسکے پیچھے کو مشرق و مغرب اور تمام دنیا کي سیر کراؤ کہ سب لوگ پہچان لیں (۲) یہ

[۱] موضوعات ملا علي قاري صفحہ ۱۳ مطبوعہ دہلي -

[۲] ابو داؤد نے یہ روایت نقل کي ہے اس میں بے انتہا مبالغہ آمیز باتیں ہیں - میں نے معمولی حد نقل کردیا ہے -

بے احتیاطي صرف روایتوں کے ساتھ مخصوص نہیں ' بلکہ اکثر واقعات میں اس کا پرتو نظر آتا ہے - سیرت اور مغازي کا بڑا حصہ امام زہري سے منقول ہے لیکن اُن کي اکثر روایتیں جو سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد وغیرہ میں مذکور ہیں ' منقطع ہیں ' یعني اُنہوں نے راویوں کے نام مذکور نہیں -

(۴) سیرت میں محدثوں نے جو کتابیں لکھیں ان سے بعد کے لوگوں نے اکثر روایتوں اور ان محدثین کے نام سے نقل کرلیا ' اُن بزرگوں کے مستند ہوتے ہي بنا پر لوگوں نے اُن تمام روایتوں کو بھي معتبر سمجھ لیا اور چونکہ اصل کتابیں ہر شخص کو ہاتھ نہیں آسکتي تھیں اسلئے لوگ راویوں کا پتہ نہ لگاسکے اور اسطرح رفتہ رفتہ یہ روایتیں تمام کتابوں میں داخل ہوگئیں - اس تدلیس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مثلاً جو روایتیں واقدي کي کتاب میں مذکور ہیں ' ان پر لوگ عموماً غلط سمجھتے ہیں ' لیکن اُنہیں روایتوں کو جب ابن سعد کے نام سے نقل کردیا جاتا ہے تو اُن کو معتبر سمجھ لیتے ہیں ' حالانکہ ابن سعد کي اصلی کتاب ہاتھ آئي تو پتہ لگا کہ ابن سعد نے یہ روایتیں واقدي ہي سے لي ہیں -

(۵) محدثین نے روایت کے متعلق جو اصول منضبط کیے تھے صحابہ کے متعلق اسکو بالکل نظر انداز کردیا - مثلاً اصول روایت کي رو سے رواۃ کے مختلف مدارج ہیں ' دولی راوي نہایت ضابط ' نہایت متقي فہم ' نہایت دقیقہ رس ہوتا ہے ' کسي میں یہ اوصاف کم ہوتے ہیں ' کسي میں اور بھي کم ہوتے ہیں ' یہ فرق مراتب جس طرح فطرة عام راویوں میں پایا جاتا ہے ' صحابہ بھي اس سے مستثنیٰ نہیں - حضرت عائشہ سے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ کي روایتیں پر جو تنقیدیں کیں ' اور جن کو دلائل پر گذشتہ کا ' وہ اسي بنا پر ہیں ' لیکن عام طور پر اس فرق مراتب کا لحاظ نہیں رکھا گیا - فرض کرو کہ ایک بدري ' جس نے صرف ایک دفعہ آنحضرت کو کبھي دیکھا تھا ' کسي نازک اور نہایت مشکل واقعہ کو ادا کرتا ہے ' اور پھر اسي واقعہ کو حضرت ابوبکر یا حضرت علي ادا کرتے ہیں ' تو کیا دونوں روایتوں کا ایک درجہ ہوگا ؟ کیا ہم یا قیاس کریں گے کہ بدري نے واقعہ کو اسي طرح سمجھا ہوگا ' اور اسي طرح ادا کیا ہوگا ' جسطرح حضرت ابوبکر اور حضرت علي سے امید ہوسکتي ہے ؟ حضرت عائشہ جب آنحضرت کے عقد نکاح میں آئیں تو اُن کي عمر سات برس کي تھي - اس زمانہ میں انہوں نے جو واقعات سنے اور بیان کیے اُنھي واقعات کو اگر وہ ۱۶ - ۱۷ برس کي عمر میں سن کر بیان کرتیں تو کیا دونوں روایتوں کا ایک ہي درجہ ہوتا ؟ احادیث میں بڑا غلط مدعا یہ ہے کہ بہت سي مہتم بالشان حدیثیں ' صحابہ کي صغر سن کي زمانہ کي مروي ہیں لیکن ان احادیث کي متعلق اس تفریق کا کوئي اشارہ نہیں کیا جاتا -

(۶) واقعات کے اسباب و عمل سے مطلق بحث نہیں کرتے ' نہ اُن کي تلاش و تحقیق کي طرف متوجہ ہوتے ہیں - اگرچہ امر میں شبہ نہیں کہ اس بارہ میں یورپ کا طریقہ نہایت غیر معتدل اور واقعیت کے بالکل خلاف ہے - یوروپین مورخ ' ہر واقعہ کي علت تلاش کرتا ہے اور نہایت دور دراز قیاسات اور احتمالات سے سلسلہ معلومات پیدا کرتا ہے ' اس میں بہت دیکھا اُس کي خود غرضي اور خاص مطمع نظر کو بھي دخل ہوتا ہے ' وہ اپنے مقصد کو ایک محور بنا لیتا ہے ' اور تمام واقعات اُسي کے گرد گردش کرتے ہیں بخلاف اسکے اسلامي مورخ نہایت سچائي اور انصاف اور حالص بے طرفداري سے واقعات کو ڈھونڈھتا ہے ' اُس کو اس سے کچھ غرض نہیں ہوتي کہ واقعات کا اثر اُس کے مذہب ' معتقدات ' ا

تاریخ پر کیا ہوگا ؟ اُس کا قبلۂ مقصد صرف واقعیت ہوتی ہے ' وہ اُسی پر اپنے معتقدات اور خیالات' بلکہ تمام چیزوں کو قربان کردیتا ہے -

لیکن اس میں حد سے زیادہ تفریط ہوگئی ' اس بات سے بچنے کے لیے کہ واقعات ' راے سے مخلوط نہ ہوجائیں ' پاس پاس کے ظاہری اسباب پر بھی نظر نہیں ڈالتے ' جس سے ہر واقعہ خشک اور بے اثر ہوکر رہ جاتا ہے - مثلاً آنحضرت (صلعم) کی سیکڑوں چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کو اس طرح شروع کرتے ہیں کہ آنحضرت (صلعم) نے فلاں قبیلہ پر فلاں وقت فوجیں بھیجدیں ' لیکن اُن کے اسباب کا ذکر نہیں کرتے ' حالانکہ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوا جس کے ناگزیر اسباب نہ تھے -

(۵) ایک بڑا اور اہم مسئلہ زمانہ کا مذاق ' ذائقۂ میلان ' اور میلان طبائع کا اثر ہے - یہ بالکل ممکن ہے کہ راوی ثقہ ہوں ' لیکن زمانے کے مذاق اور اثر سے واقعہ کی اصلی حالت بدل جائے - مثلاً جس زمانہ میں تصنیف و تالیف کا رواج ہوا ' مذہبی تعصب اور غیر مذہب والوں سے نفرت ' عام ہوچکی تھی - یہی روایت میں اگر یہ مذکور ہو کہ اوئی کافر قتل کردیا گیا ' تو کسی اور وجہ اور سبب کی تلاش نہیں ہوتی تھی ' اسلیے کہ قتل کے لیے یہ کافی سبب تھا کہ وہ مسلمان نہ تھا - یہ تعصب جس طرح پیدا ہوا ' اور جس طرح بتدریج بڑھتا گیا ' تمام مذہبی اور تاریخی تصنیفات میں اُسی تدریج کے ساتھ اُس کے آثار نظر آتے ہیں - مثلاً حضرت عمر کے غیر مسلم رعایا کی نسبت بہت سے احکامات صادر ایسے تھے ' جن کا منشا یہ تھا [illegible] لباس میں مسلمانوں سے مشتبہ نہ ہونے پائیں '

کلام اور نقل کیا ہے اور

روایت سے استدعا کی ہے کہ ان احکام کی تعمیل نہایت پابندی کے ساتھ کی جاے - قاضی صاحب اگرچہ نہایت سختی کے ساتھ ان احکام کی تعمیل کی تاکید کرتے ہیں ' لیکن اُن کے کسی لفظ سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ ان احکام کا منشا کیا ہے ؟ یا اُس سے ذمیوں کی توہین مقصود ہے ' لیکن جب تعصب زیادہ بڑھا ' اور منقشف فقہاء پیدا ہوے ' تو یہی روایت اس صورت میں ڈھل گئی کہ حضرت عمر نے تحقیر و توہین کے لیے یہ احکام صادر کیے تھے !

جنگ یرموک میں جب حضرت ابوعبیدہ نے تمام مفتوحہ مقامات سے فوجیں واپس بلالیں ' تو اہل حمص نے جو حکم بھیجا کہ جس قدر جزیہ جہاں جہاں سے وصول کیا گیا ہے سب واپس کردیا جائے ' اور رعایا سے کہدیا جائے کہ کہ " جزیہ اس غرض سے لیا جاتا ہے کہ کوئی دشمن حملہ آور ہو تو ہم تمہاری حفاظت کرسکیں ' لیکن چونکہ اب ہم تمہاری حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہوسکتے اسلیے وہ تمام رقم واپس کردی جاتی ہے " یہ واقعہ تمام تاریخوں میں مذکور ہے ! یہ اسلام کے عدل و انصاف کی اصلی تصویر ہے ' لیکن قاضی ابویوسف کے قالب الخراج میں یہ واقعہ جہاں نقل کیا ہے ' وہاں اسقدر اپنی راے بھی شامل کردی ہے کہ " حضرت ابو عبیدہ کے تالیف قلوب کے لیے ایسا کیا تو " مہاابعد کے تصنیفات میں یہ واقعہ اسی راے کے قالب میں ڈھل گیا اور اب تو واقعہ اور اس راے سے الگ کرہی نہیں سکتے -

بنو نضیر کی لڑائی میں جب یہودیوں کا محاصرہ کیا گیا ' تو آنحضرت نے حکم دیا کہ قلعہ کے گرد جو کھجور کے درخت ہیں ' کٹوا ڈالیے جائیں ' عام ارباب سیر اس واقعہ کو اسی طرح سادہ لکھتے ہیں اور گو یہودیوں کے اس اعتراض کا ذکر کرتے ہیں کہ " محمد (صلعم) باوجود دعوی پیغمبری ایسی بے رحمی کا ارتکاب کرتے ہیں " لیکن اس اعتراض (۱) کے جواب سے بالکل تعرض نہیں کرتے کیونکہ آن کے نزدیک یہودیوں کے ساتھ جو کچھ کیا جاے میں انصاف ہے -

احادیث اور سیرت کی اکثر کتابیں عباسیوں کے زمانہ میں لکھی گئیں اور اُس وقت کو لکھی گئیں جب ناز و نعمت اور عیش پرستی کا اوج شباب تھا - اس حالت نے تاریخ و روایت پر جو اثر ڈالا وہ اگرچہ روایتوں کے رگ رگ میں نظر آتا ہے ' لیکن کسی کے اس کا احساس نہیں کیا -

یہ وہ زمانہ تھا کہ خلفاء عباسیہ کثرت سے شادیاں کرتے تھے ' ہزاروں حرمیں ہوتی تھیں ' مامون الرشید اور ہارون الرشید کے پاس دو دو ہزار کنیزیں تھیں اور یہ تعداد کبھی کم نہیں ہوتی تھی ' اس بنا پر جن روایتوں میں میل الی النساء اور جمال پرستی کا ذکر ہوتا تھا وہ خود بخود رواج عام پا جاتی تھیں ' اسی کا اثر ہے کہ طبقات ابن سعد اس قسم کی روایتوں سے لبریز ہے اور آور کتابوں میں بھی اسکی مضحکی تلمیحات نظر آتی ہیں - اس بحث کی زیادہ تفصیل مناسب نہیں ' ورنہ ہم بہت سی روایتوں کو نقل کرسکتے تھے -

یہ وہ اسباب ہیں جن کی وجہ سے ثقہ راویوں کے اثر سے بچ نہیں سکتے تھے - ممکن ہے صرف کا اسی قدر اثر ہو سکتا ہے کہ کوئی واقعہ غلط نہ بیان کیا جاے ' لیکن ثقہ سے ثقہ راوی بھی اس سے نہیں بچ سکتا کہ اُس نے مذاق اور زمانے کا اثر روایت پر پڑنا ہے - جو واقعہ راوی کے مذاق کے مناسب ہوتا ہے اُس میں خود بخود زور آجاتا ہے ' وہ اُجاگر ہوجاتا ہے ' دوسرے واقعات اُس کے سامنے دھندلے ہوجاتے ہیں ' اور جو جزئیات اُس واقعہ سے الگ ہوتے ہیں بیان سے چھوٹ جاتے ہیں - امام بخاری کا عموماً یہ اصول ہے کہ ایک طویل الذیل روایت - بیسیوں ٹکڑے کرتے ہیں اور یہ ٹکڑے جہاں جہاں اور جس جس باب میں استعمال ہیں ' اُن کے مستقل عنوان بناتے ہیں - ان ٹکڑوں کو پوری روایت میں دیکھو ' تو سارا واقعہ [illegible] معلوم ہوتے ہیں ' لیکن مستقل عنوانوں میں مقصود بالذات ہونے کی وجہ سے یہی ٹکڑے زیادہ روشن ہوجاتے ہیں ' اور اگرچہ اس [illegible] غلط بیانی نہیں ہوتی ' لیکن واقعات کی حیثیت ہر جگہ بدل جاتی ہے ' اور اکثر جگہ الفاظ تک بدل جاتے ہیں -

یہ بات معمول ہے اور عام ہے کہ راوی روایت کا جو حصہ چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے - یہی وجہ ہے کہ بخاری ' مسلم ' ترمذی وغیرہ میں ایک ہی حدیث کو دیکھو تو اسی میں وہ روایت نہایت مطول ہوتی ہے ' دوسرے میں اُس سے مختصر ' تیسرے میں اس سے بھی مختصر ' اسکی یہی وجہ ہے کہ ایک بڑی روایت میں سے راوی جو واقعات یا جو واقعہ چاہتا ہے چھوڑ جاتا ہے - اصول حدیث کی رو سے اس قسم کی کمی بیشی کا اختیار راوی کو ہے ' جہاں تک واقعہ کی نوعیت میں فرق نہ آے ' لیکن یہ ایک اجتہادی بات ہے ' یعنی ممکن ہے کہ ایک راوی کے نزدیک واقعہ کی بعض خصوصیات چھوڑ دینے سے اصل مقصد میں فرق نہیں آتا ' لیکن درحقیقت آجاتا ہو -

زمانہ اور طبیعت کا مذاق اس حالت میں نہایت سخت نتائج پیدا کرتا ہے ' مثلاً حضرت عمر کے ذمیوں کی نسبت یہ حکم دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے محلوں میں سر نہ نکالیں ' مساجد کے سامنے صلیب نہ بنائیں ' اُن بچوں کو اصطباغ نہ دیں جو کسی مسلمان کے زیر تربیت ہوں ' کتاب الخراج اور طبری میں یہ احکام انہی قیدوں کے ساتھ منقول ہیں ' لیکن جب تعصب بڑھتا گیا تو یہ قیدیں خود بخود اٹھتی گئیں اور ابن الاثیر وغیرہ میں یہ احکام عام احکام بن گئے ' یعنی ذمیوں کے لیے سر چڑانا ' صلیب نکالنا ' بچوں کو اصطباغ دینا ' سرے سے ممنوع ہوگیا -

[لها بقية]

(۱) جنگ بنی نضیر کے ذکر میں تفصیل سے اس واقعہ کا اور اسکے اسباب کا ذکر آئیگا جس سے ظاہر ہوگا کہ یہودیوں کا اعتراض بالکل غلط تھا -

ادبيات

دعـوت درد

اٹھہ دل راحت طلب پیدا سر شوریدہ کر * آب بھی عمدیدہ ہو اور وںکو بھی عمدیدہ کر
پھوںک دے محفل کو اپنے شعلۂ آواز سے * گرمی ہنگامہ سے ہر قلب کو تفتیدہ کر
سومہ آسا اہل محفل کی نگاہوں میں سما * درہ ہستی کو اپنے اور بھی سالیدہ کر
شور پیدا کر جہاں میں نالۂ بیتاب سے * زخمہائے سینہ کو اپنے نمک پاشیدہ کر
کر دے عریاں شمع محفل کو دیا اپنا سروغ * یعنی بدر شعلۂ غم جامہ پوسیدہ کر
ہاں زبانہ دیدہ کے رفعت نہیں شمل ہلال * اور بھی اپنے تئیں کاہیدہ کو کاہیدہ کر

کارواں کی چشم خوابیدہ کا ہو جا درد تو !
جب یہ ہو تو پھر نغمہ ہو تو بن جا نالہ درد تو !

شاعرا بھر جلوہ پیدا کر اسی افسانے سے * زندہ کر دے اہل محفل کو اسی اعجاز سے
طائر سدرہ اٹھ اپنی جستجو پر کمر بستہ ہو * زور پرواز کھٹک دیتا ہے پر رکھنے پرواز سے
جبہ ساک کے پھر اندوہ و غم کی بے کراں * بھر سکھا طرز فغاں چشم تو پرداز سے
رہ خدایا جوانی کے تغافل سے نکل * سرد کر دے آشنا اپنے پرائے ساز سے
ہمنوا میں تیرے کا ہیں بھی بولا ہوا ہیں نہاں * جب تک اٹھا تک نہیں جاتا یہاں آواز سے
محو دل سے خطاب دلدادگان حسن کی * روٹھتا ہے یوں بھی کوئی عاشق جانباز سے ؟

سر اگر ہستی دیا ہے سر خوشی بھی سمجھا
ہے عنایت کی تو پھر وا سطہ خوشی بھی سمجھا

فکاہات

صلح کانفرنس کی شکست اور جنگ کا آغاز

سوت اصل سلف گورنمنٹ

Suitable Self Government.

دیکھا جو لیگ نے کہ ہوا خاتمہ تمام * از بسکہ دست حق طلبی اب دراز ہے
کہنے لگے ہیں سب کہ سیاست کا یہ نظام * مقبول خاص و عام نہیں خانہ ساز ہے
تقسیم مشرقی نے عیاں کر دیا ہے سب * ہو شاہ راہ حق میں نشیب و فراز ہے
جاری ہے ہر زبان پہ مساوات کا سبق * ہر خاص و عام پردہ در امتیاز ہے
مجبور ہو کے لیگ نے الٹایا ہے ورق * ہو سر بسر مرقع نیرنگ ساز ہے
چہرہ پہ ہے جو سلف گورنمنٹ کا نقاب * ہر دیدہ ور اسیر طلسم مجاز ہے
سمجھے نہ یہ کہ " سوت اصل " کی جو شرط ہے * تمہید سجدہ ہائے جبین نیاز ہے
سمجھے نہ لوگ یہ ، کہ یہی لفظ پر فریب * اس ملک میں طلسم غلامی کا راز ہے
سب یہ سمجھ رہے ہیں کہ اب لیگ و کانگرس * دونوں کا ایک عرصہ گہ ترکتاز ہے

* * *

جب تک کہ لوگ حلقہ بگوش خواص ہیں * جبتک زبان قوم خوشامد طراز ہے
جب تک ہیں لوگ عالم بالا سے مستفیض * جبتک بہم یہ دور " قدح ہائے راز " ہے
" احرار " سے کہو کہ نہیں کچھ امید " صلح " * مٹتا نہیں جو تفرقۂ امتیاز ہے
آزادی خیال پہ تم کو ہے گر غرور * تو لیگ کو بھی شان غلامی پہ ناز ہے

[نقاد]

شئون عثمانیہ

مظالم بلغاریا

[illegible]

(اخبار جس ترک - کے مولود العدد میں ظلم بلغاریا کے مظالم کا اقتباس)

بلغاری ممالک میں ابتدا جبھہ الابھہ مسلمان آباد تھے - اعلان جنگ کے بعد بلغاری دستہ ظلم سب سے پہلے ان محکوم مسلمانوں پر اٹھا - مکانات مسمار کیے گیے' آبادیوں کو جلا کر خاک کا ڈھیر کردیا گیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا گیا اور پھر صرف اتنا ہی نہیں' بلکہ مسلمان خاتونوں کی عصمت پر وحشیانہ حملے کیے گیے' جسکی سرگذشت قابل بیان نہیں -

یہ مظالم ان ستمگریوں کی ابتدائی مشق تھی' جو حدود عثمانیہ میں ہونے والے تھے - بلغاری فوج اسطرح مسلمانان بلغاریا کو بے خان و مکان اور بے عزت و آبرو کرتی ہوئی حدود عثمانیہ میں داخل ہوئی - انکے داخل ہونے کے ساتھہ ہی مسلمان خاندانوں کے ہجرت شروع کردی' کیونکہ انکو مظالم کا حال معلوم ہو چکا تھا - بعض خاندان تو قسطنطنیہ میں پہنچ آے اور اکثر ادرنہ پہنچ گئے - مہاجرین کی تعداد تخمیناً ایک لاکھہ پچاس ہزار تھی - قاضی ابو یوسف کے مقام بشقدر حصہ قرق دلیسا ' اولی بوغاسی ' وزیرہ ' ہارون الرشید سے نہایت بگڑ قریب جوار کے مقامات [illegible] ہے -

دادہ اغاج' قوالہ اور درامہ وغیرہ میں جو مسلمان خاندان تھے' انمیں سے جنکی جان و آبرو خدا کو بچانا منظور تھی' وہ تو اپنے اپنے شہروں سے ہجرت کرکے روانہ ہوگئے' اور زیادہ تر خدیو مصر کی اشتہاروں پر سوار ہو کے مصر پہنچگئے' لیکن بد قسمتی سے جن بلغاری حدود کے خاندان نہیں بھاگ سکے تھے' انکی جانیں بے امان تلواروں' اور انکی عزت و ناموس بلغاری وحشت ناریوں کی نذر ہوگئی -

حدودہ (سالونیکا) کے مسلمان دفعۃً دشمنوں میں گھر گئے - اسلیے انکو ترک وطن کی مہلت نہیں ملی ' انمیں تاہم دیہاتوں سے ہزارہا مسلمان بالی خیال شہر (سالونیکا) میں پہلے آچکے تھے اور یہاں انسانیت پرست دول یورپ کے قونصل موجود ہیں' اسلیے اگر یونانی اور بلغاری فوجوں نے دست درازیاں کیں تو انکی رگ انسانیت کو ضرور جنبش ہوئی ' مگر جب شریر دشمنوں کا قبضہ ہوگیا تو پھر شاید ہی کوئی سخت سے سخت وحشیانہ ظلم ایسا ہے جو ان مظلوموں پر نہ ہوا ہو اور یورپ کے قنصلوں نے خاموشی کے ساتھہ انکا تماشہ نہ دیکھا ہو -

(قرہ حوہ) کے مسلمان سب سے زیادہ بد قسمت تھے - فوجوں کے وہاں داخل ہوتے ہی قتل عام شروع کردیا - شہر کے رستے لاشوں سے پٹے پڑے تھے صرف نہر میں اتنی لاشیں پڑی تھیں کہ پانی کی روانی رک گئی تھی - (نوزی بازر) اور حدودہ (جبل اسود) کے مسلمانوں کا بھی ایسا ہی حشر ہوا -

(سالونیکا) میں عسائیوں کے مظالم کی تفصیل گو خود یورپین نامہ نگاروں نے تفصیل سے شائع کی ہے' مگر تہذیب پرور دول یورپ میں سے کسی ایک پر بھی اسکا اثر نہ ہوا ' اور اسوقت تک بلقانیوں کی اشاعت سے پہلے ہوتی تھی -

دول یورپ سے تغافل کی شکایت فی الحقیقت بے معنی ہے -

ایسی قوم کی عصمت یا جان کبھی محفوظ نہیں رہسکتی جو خود اپنے کو مٹا دینا نہ چاہتی ہو' اور دشمن سے انصاف و عدل کی امید رکھتی ہو -

(اسٹرومیجہ) میں بلغاری فوج کے داخل ہوتے ہی بلغاری دہشتگردوں نے پانچ سو مسلمانوں کو قتل کیا - (سیرز) میں جس دن فوج داخل ہوئی' اسی دن پانچ سو اعیان شہر قتل کیے گئے - (رادیستہ) میں چھ سو اہم مسلمان پاے گئے' جنکے دریغ اندر اجل ہوے اور انکے ساتھہ عورتیں بھی گرفتار کرلی گئیں - بعض مسلمانوں نے اپنی جان بچانے کے لیے تمام مال و دولت حوالے کیا' لیکن جب وہ وصول ہوگیا تو دلا کامل قتل کیے گئے - قرہ قیرہ جیدہ جودہ میں بھی مسلمان آبادیوں کی نہایت وحشیانہ طور پر عسرت کی گئی - انکو دو اشخاص ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں لیجاتے تھے' اور اپنے دوستوں کی حفاظت دیتے تھے - انمیں سے اکثر ہی ہولناک شدت مظالم کی وجہ سے مرگئیں - بہت سی آبادیوں نے عزت دیکے جان بچانے پر' موت کو ترجیح دی اور زہروں کو کھاکے ہی بھی مہلت نہیں دی گئی -

(سالونیکا) کے قریب کے ایک گاؤں میں ان اشقیاء نے مسلمان خاندانوں کے تمام مردوں کو' جنمیں بچے' جوان' بوڑھے' ہر عمر کے لوگ تھے' ذبح کرڈالا اور بزرگوں کے پیٹ تلواروں سے پھاڑ کے انمیں گھوڑے کی لید اور پٹھہ بھر دیے' صرف آبادیوں اور جوان عورتوں [illegible] اسلیے کہ انکی عصمت [illegible] پستی پر قربان ہوں -

بعض لوگوں نے ان سفاکوں سے پوچھا کہ بچوں کے تمہارا کیا قصور کیا ہے اسکے جواب میں انہوں نے کہا " یہ بڑے ہوکے اسلام کا نام بھر لینگے - اسلئے بڑوں کے پہلے ہی دن مارڈالنا چاہیے تاکہ بڑھکے نہ بھرلیں - ہم ان ممالک میں ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے - کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ یورپ کو اسلام کی نجاست سے پاک کردیں -

(سالونیکا) اور (زومیلی) کی مسجدوں کے منارے منہدم کردیے گئے - ممبر توڑ دیے گئے' اور انکی عمارتوں کو گرجا بنا دیا - تمام مسلمانوں کو شاید ان ایذا اور جلے ہی عمارتوں کی توہین پر بہت غصہ آگیا' اور بیشک میرا یہ عقیدہ ہے کہ انکی تو ہمیں اسلام و توحید کی توہین ہے - یہ شعائر اسلام ہیں' اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے خون کا آخری قطرہ بھی اسکی حفاظت میں بہادے - مگر اس مصیبت کی میرے نظر میں کچھہ اہمیت نہیں رہتی' جب میں ان ہزاروں مسلمان خاندانوں کا خیال کرتا ہوں' جن میں سے ہر ایک جسم و رجود' اسلام و توحید کی اپنے دلوں میں مسجدیں رکھتا تھا' مگر انکی لاشوں کو مٹی تک نصیب نہ ہوئی -

جب میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ایک طرف حاملین توحید کی صفیں کھڑی ہیں' اور بلغاری گولیوں کی بارش سے انکا چراغ ہستی گل کر رہے ہیں' دوسری طرف انکی عورتوں اور بچے کا پا بزنجیر کھڑے ہیں اور زار قطار رو رہے ہیں مگر ظالم مسیح پرستوں کے دل پر ذرا بھی اثر نہیں پڑتا' بلکہ وہ جس قدر آہ و زاری کرتے ہیں انکی سنگینی اور بڑھتی جاتی ہے - جب میں اس جگر پاش منظر کو پیش نظر کرتا ہوں کہ اسلامی خاتونیں جو ہمیشہ اپنی عیسائی بہنوں کو بزمہاے عیش میں لطف اختلاط اٹھاتے دیکھتی تھیں' مگر محض اپنے پاک مذہب کی ممانعت کی وجہ سے غیر مرد

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

جو ہم ہستی کی باوجود نوٹرہ ہونے اپنی مالکیہ شہرت اور مقبولیت سے زمانہ پر بہت زیادہ روشن گردی ہوئی دواؤں کی بہت سے مقامات میں تقلید اور دیگر ادویہ کے قصد ہوئی ہیں ہمدرد دواخانہ کے زیر سرپرستی حاذق اطباء شفا بخش حکیم حضرت حافظ محمد عبدالمجید مہتمم ہمدرد دواخانہ یونانی صوبہ دہلی

حافظ محمد عبدالمجید مہتمم ہمدرد دواخانہ یونانی صوبہ دہلی

اگر معاونین الھلال کوشش کرکے الھلال کیلیے دو ھزار نئے خریدار پیدا کرسکیں وہ آٹھ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً الھلال کا مالی مسئلہ بغیر قیمت کے بڑھائے حل ھو جائیگا ۔ منیجر

ایک سنیاسی مہاتما کے دو نادر عطیہ

محبوب مقوی — جن اشخاص کی قوی زائل ہو گئے ہوں وہ اس دوائی کا استعمال کریں ۔ اس سے ضعف خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا کسی اور وجہ سے بالکل نیست نابود ہو جاتا ہے ۔ دماغ میں سرور و نشاط پیدا کرتی ہے ۔ تمام دائمی دماغی اور اعصابی کمزوریوں کو زائل کرکے انسانی ڈھانچہ میں معجزنما تغیر پیدا کرتی ہے ۔ قیمت ۵۰ کوئی صرف پانچ روپیہ ۔

منجن دندان — دانتوں کو موتیوں کی طرح آبدار بناتا ہے ۔ امراض دندان کا قلع قمع کرتا ہے ۔ ہلتے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے ۔ دانت نکلتے وقت بچے کے مسوڑوں پر ملا جائے تو بچہ دانت نہایت آسانی سے نکالتا ہے ۔ منہ کو معطر کرتا ہے ۔ قیمت ایک ڈبیہ صرف ۸ آنہ ۔

تریاق طفلان — تب تلی کیلیے اس سے بہتر شاید ہی کوئی دوائی ہوگی ۔ تب تلی کو ہضم و دن سے قابو دے کر بتدریج جگر اور قوی کی اصلاح کرتا ہے ۔ قیمت فی شیشی ۱ روپیہ ۳ آنہ ۔

ملنے کا پتہ ۔ جی ۔ ایم ۔ قادری اینڈ کو ۔ شفاخانہ حمیدیہ منڈیالہ ضلع گجرات پنجاب

دستورکت اور سشن جج کے خیالات

[ترجمہ از انگریزی]

مسٹر بی ۔ سی ۔ مترہ ۔ آئی ۔ سی ۔ ایس دستورکت و سیشن جج ہوگلی و ہوڑہ

میرے لڑکے مسوزایم ۔ این ۔ احمد ایوڈ سمر [نمبر ۱ / ۱۵ ریبن اسٹریٹ کلکتہ] سے جو عینکیں خریدی ہیں ، وہ نہایت بخش ہیں ۔ ہمنے بھی ایک عینک بنوائی ہے جو اصلی درجہ کی تیار ہوئی ہے ۔ یہ کارخانہ موجودہ دور میں ایمانداری و ارزانی کا خود نمونہ ہے ۔ ملک میں اسطرح کے کارخانوں کا کھولنا یقیناً ہماری ہمت افزائی کا مستحق ہے "

کون نہیں چاہتا کہ عینی بینائی مرنے دم تک صحیح رہے ۔ اگر آپ اسکی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمائیں تاکہ لائق و تجربہ کار ڈاکٹروں کے تجویز سے قابل اعتماد اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی ۔ پی ۔ کے ارسال خدمت کیجائے ۔ اسپر بھی اگر آپکے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدلدیجا ئیگی ۔

نقلی کمانی مع اصلی پتھر کی عینک ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک ۔ اصلی رولڈگولڈ کی کمانی لگے سونے کا پترا چڑھا ہوا مع پتھر کی عینک ۷ ۔ ۶ روپیہ سے ۱۵ روپیہ تک مصصول وغیرہ ۶ آنہ ۔

مژدۂ وصل

یعنی عمل حب ریفض بہ ہر در عمل ایک بزرگ کامل سے مجھکو عطا ہوئی ہیں لہذا بغرض رفاہ عام فری دیا جاتا ہے اور خاکسار دعوی کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ جو صاحب بموجب ترکیب کے عمل کرینگے ضرور بالضرور کامیاب ہونگے ۔ ہدیہ ہر ایک عمل بغرض فاتحہ آں بزرگ ۱ روپیہ ۳ آنہ معہ مصصول ڈاک ۔

اسم اعظم — یا بدرہ یعنی پیس کا نقش اس عمل کی زیادہ تعریف کرنا فضول ہے خریدکہ یہ خود اسم باثر ہے ۔ میرا آزمودہ ہے جو صاحب ترکیب کے مواقق کرینگے کبھی خطا نہ دیگا اور یہ نقش ہر کام کیواسطے کام آتا ہے ہدیہ بغرض فاتحہ آں بزرگ ۱ روپیہ ۳ آنہ معہ مصصول ڈاک ۔

(نوٹ) فرمائش میں اخبار کا حوالہ ضرور دینا چاہیے ۔

حاکم الفقرا فیض احمد محلہ بلیسا جھانسر



(1) راکسکوپ ملیور واچ گارنٹی ۲ سال معہ مصصول دو روپیہ آٹھ آنہ
(2) مکنڈبلکیپس سلنڈر واچ گارنٹی ۳ سال معہ مصصول پانچ روپیہ
(3) چاندیکوڈبلکیپس سلنڈرواچ گارنٹی ۳ سال معہ مصصول دس روپیہ
(4) نکلکیپس انگما سلنڈر واچ گارنٹی ۳ سال معہ مصصول پانچ روپیہ

نوٹ حضرات اگر خوبصورت مضبوط سچیارقت برابر چلنیوالی گھڑیوں کی ضرورت ہے تو جلد منگا لیں اور نصف یا زیادتی قیمت اور دس بارہ سالگی گارنٹی کے لالچ میں نہ پڑیں ۔

ایم ۔ اے شکور اینڈ کو نمبر 5/1 ویلسلی اسٹریٹ دھرم تلا کلکتہ ۔
M. A. Shakoor & Co 5/1 Wellesly Street P. O. Dhrumtalla Calcutta.



لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ٦ | کلکتہ : چہار شنبہ ۵ - ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta — Wednesday, February 12, 1913.

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

اطـــلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے ' تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ' ورنہ بعد کو کوئي پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں ' اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے رہي - یہي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا اکثر ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري کے نمبر اور خط کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام ' پورا پتہ ' رقم ' اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب کا معذور ہے اور اس رجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا

(مینیجر)

شـــرح اجـــرت اشتـــهـــارات

— * —

میعاد	فی صفحہ	نصف کالم	چوتھائي کالم	چوتھائي کالم سے کم فی مربع انچ
مرتبہ	روپیہ	روپیہ	روپیہ	روپیہ آنہ
ایک	۱۵	۷	۵	۰ ۸
۳	۵۰	۲۰	۱۵	۱ ۸
۱۳	۱۲۵	۴۵	۳۰	۴ ۸
۲۶	۲۰۰	۷۵	۵۰	۶ ۸
۵۲	۳۰۰	۱۲۵	۸۰	۹ ۸

(۱) ٹائیٹل پیج کے لئے صفحہ کے حصے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر سال کے اندر صفحہ نکلا [illegible] رہیں گے لیکن انکي اجرت عام اجرت اشتہار

(۳) ہمارے کارخانہ [illegible] نہ ہے - چھاپنے کے بعد ہ بلاک پھر صاحب اشتہا

(۱) اسکے لئے ہم سج [illegible] ' البتہ حتي الامکان کوشش کي جا

(۲) ایک سال کے لئے [illegible] ے ۴ اقساط میں ' اور سہ ماہي کے [illegible] اجرت پیشگي ہمیشہ لي جائیگي اور

(۳) مینیجر کو اختیار [illegible] رت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کر

(۴) ہر اس چیز کا جو [illegible] ں امراض کي دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار [illegible] بھي دفتر کو پیدا ہو ' کسي حالت

نوٹ — کوئي صاحب [illegible] اجرت یا شرائط میں کسي قسم کي رعایت کے لئے درخواست کي زحمت دوارا نہ فرمائیں - شرح بدل ممکن

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

AL - HILAL

Propr ietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod street.

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مولانا ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت

۱ مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ٦ — کلکتہ: چہار شنبہ ۵ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, February 12, 1918.

فہرس

شذرات

تلغراف خصوصی
حدیث البغدادیہ

اسئلۃ و اجوبتہا (بجائے مقالۂ افتتاحیہ)

مجلس مولانا آزاد حضرت [صلعم]
فضیلت مجالس ذکر [صلعم]
مقلد و متبع علمائے حال و تذکرہ ان سہل
معیار تصدیق و تعدیل و اصول نقد روایت
جماعت صعلکی و فضائل و واعظین
موضوعات ذکر والادت با سعادت جلسۂ اول
روایات ثلاثۂ حافظ ابو نعیم اصبہانی
[۱] بروایت عمرو ابن قتیبہ
[۲] بروایت ابن عباس
[۳] بروایت حضرت عباس
تعدیل و نقد روایت ثلاثہ
اسرار ایوان کسرا و روایات اسرائیلی

مامورانِ عزۃ بلقان

سرنڈھ انقلاب [۲]
پرنس یوسف عزالدین پاشا مع عائلہ

ادبیات

اسیرۂ حسنہ

فکاہات

شذرات نظم

مقالات (تراجم احوال)

دیباچۂ سورہ نبی [۳]

مراسلات

سرزمین مغرب میں اعلاء کلمۃ اللہ
مسلم یونیورسٹی فونڈیشن اسپیچ

شؤن عثمانیہ

عثمانی آذر بے کے تازہ ترین اظہارات

تصاویر

چٹلجا کے خطوط مدافعت کا ایک کامل نظارہ (صفحۂ خاص)
پرنس یوسف عزالدین نامور رکن انقلاب عثمانی ۸ (ب)

تلغراف خصوصی

بنام الہلال

(قسطنطنیہ : ۱۱ فروری)

عثمانی اقدامات غیر متوقع طور پر کامیاب ہورہے ہیں - ادرنا نوپل نا قابل تسخیر - انور بے یقین ہے کہ ادرنا نوپل میں ہیں اور عنقریب معاصرہ آوزار معصورین پر حملہ آور ہونگے - میدیا اور گیلی پولی میں اہتمام افواج - سقوطری میں سخت جنگ کے بعد دشمنوں کا پچھل ڈالا گیا، ۱۰ - ہزار مجروح و مقتول، اور مانتی نیگرو کی قوت کا خاتمہ - قسطنطنیہ میں جنگی جوش حد بیان سے باہر - عجب نہیں کہ سلطان المعظم بہ نفس نفیس افواج کا معائنہ فرمائیں - مہاجرین اور مجروحین اپنی اعانت کے منتظر ہیں -

(مصباح)

یغادوس پر قبضہ

رپوٹر قسطنطنیہ سے تار دیتا ہے کہ ادرنا نوپل کے قلعہ سے محصور ترکوں نے نکل کر ۹ ماہ حال کو بلغاریوں پر حملہ کر دیا اور (ڈایدن) کی پہاڑیوں پر سنگینیں چڑھا کر چڑھ گئے اور بلغاریوں کو سخت و شدید نقصانات پہونچا کر اس پر قابض ہو گئے - چٹلجا کی ترکی فوج (پاپا یرغاس) کی فوج سے متحد ہو گئی اور دونوں نے ملکر بلغاریوں پر جو مغرب کی پہاڑیوں پر مرجود تھے حملہ کر دیا - تمام بلغاری گرفتار ہو گئے - صرف دس بلغاری بھاگ کر نکل گئے - ترکی رسالہ نے (یغادوس پر قبضہ کر لیا ہے -

شذرات

هل اتاک حدیث الجنود ؟

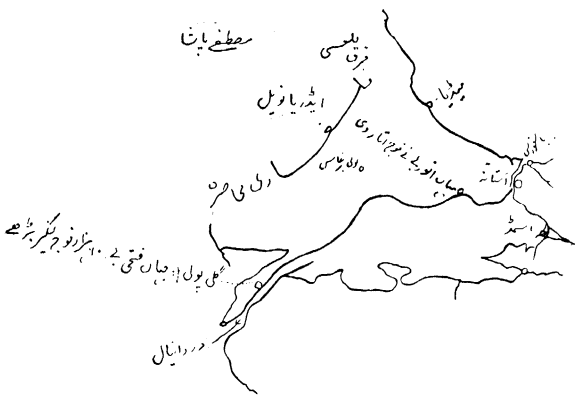
موسم بدل گیا

(ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے) نے اپنے ٹیلی گرام میں کہا تھا :

" موسم بدل گیا ہے ' ہم مت جائیں گے یا عزت ملی کر بھائیں گے !! "

جس وقت کہ ۲۳ - فروری کو (انور خانم) قصر وزارت کی کھڑکیوں کے نیچے پہنچا ہے ' تو یقیناً برسفورس کے کنارے پر ' دولمہ باغچہ سرائے کی فضاے معیط کا موسم بدل چکا تھا ' لیکن کیا اب ساحل (مارمورا) کا آسمان بھی بدل نہیں گیا ہے ؟

یادش بخیر لفٹننٹ (ریگنر) معلوم نہیں اب کہاں ہیں ؟ لیکن تاہم خود بلغاریا اور صوفیا کے اعلانات سے ایک حد تک انکی عدم موجودگی کی تلافی ہوسکتی ہے - صلح کے خاتمے کے ساتھ ہی اعلان کیا گیا تھا کہ ایڈریا نوپل کی تسخیر صرف چند دنوں کا کام ہے ' اور اب ایڈریا نوپل کی حوالگی کا نہیں بلکہ قسطنطنیہ کی حوالگی کا مطالبہ کیا جاے گا - یہ اعلان اُس زمانے کا نہیں ہے جبکہ مسٹر (اسکوبتھ) گلڈ ہال کی اسٹیج سے فارغ ہوکے ہی اس تار کو پڑھنے کیلیے مضطرب الحال تھے ' جسمیں سینٹ صوفیا کی دیواروں سے مقدس راہب کے صلیب بردوش نکلنے کی خبر دی جاتی ' بلکہ یہ ۵ - فروری کا واقعہ ہے جبکہ (صوفیا) کا یہ عام خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ " زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر ایڈریا نوپل مسخر ہو جائیگا "



لیکن " موسم بدل گیا " - اب بھی ایڈریا نوپل ہے جسپر کامل تین دن تک بے سود گولے باری کرنے کے بعد ثابت ہو گیا کہ ناقابل تسخیر ہے - چٹلجا آتش کی افشانیوں نے ایک مرتبہ بھی بلغاری سرحدی فوج کو بڑھنے کا موقعہ نہیں دیا - تین اولیوں کا خود صوفیا کو اقرار ہے مگر اب یہ کیوں دنیا پلٹ گئی ہے کہ نہ " تو پچاس ہزار ترک گرفتار " ہوتے ہیں ' نہ " تین گھنٹے کے اندر قلعوں کو تسخیر " کیا جاتا ہے ' اور نہ ایڈریا نوپل کی تسخیر کے دعوے کا اعادہ ہوتا ہے ؟

اب بلغاری فتوحات کے اڈیٹر کی شاعری اس سے زیادہ نہیں ہے کہ " ترکوں کا معقول نقصان ہوا - بآسانی پسپا کردیے گئے - کافی نقصان پہنچایا گیا " -

تاہم ابتک لندن کے سیاسی حلقے اپنے جاں فرزشاں صلیب کی طرف سے مایوس نہیں - کہا جاتا ہے کہ موجودہ خبریں زیادہ تر ترکی ذرائع کی ہیں اسلیے قابل وثوق نہیں -

بہتر ا مسٹر ایسکوبتھ کے فتح قسطنطنیہ کا انتظار ابتک ختم نہیں ہوا - اب دیکھیں ایڈریا نوپل کی تسخیر کیلیے کب تک لندن منتظر رہتا ہے !

اس سے بڑھکر موسم کی تبدیلی کیا ہوگی کہ یا تو چند دنوں کے اندر ایڈریا نوپل کی تسخیر کا اعلان تھا ' یا اعلان جنگ سے تیسرے ہی دن بلغاریا اور سرویا کی متحدہ قوت مجبور ہوگئی کہ ایڈریا نوپل کی تسخیر کے جنون سے باز آجاے ' اور اپنا پورا نقشہ جنگ بدل دے ؟

نقشۂ جنگ کی تبدیلی درحقیقت ایک عظیم الشان تبدیلی ہے - تازہ تار برقیاں مظہر ہیں کہ بلغاریا کی فوج شٹلجا سے برابر ہٹتی رہی ہے ' اور اپنے قدیمی مقامات کو چھوڑنے پر مجبور ہو رہی ہے - قسطنطنیہ کے سرکاری اعلانات جنکو رپورٹر مشتہر کرتا ہے ' جنگ کی حالت بتلاتے ہیں ' مگر آیندہ جنگ کے مقامات کی نسبت کوئی خبر نہیں دیتے ' اسلیے بحالت موجودہ کوئی قطعی راے قائم نہیں کی جاسکتی کہ لڑائی کا رخ کس طرف ہوگا ؟ تاہم یہ تو بالکل ظاہر ہو گیا کہ جدید عثمانی قوت نے جنگ کے موجودہ نقشے میں بلغاریا کو شکست دیکر ' واقعات کا رخ ازاولت دیا ہے -

اس عظیم الشان اور یکا یک پیدا ہو جانے والی تبدیلی کا پتہ ڈاکٹر (مصباح الدین) کے اُس تار سے ملتا ہے جو پچھلے ہفتے کے پہلے صفحہ پر شائع ہوا تھا ' اور جسمیں خبر دی گئی تھی کہ (انور بے) ایک فوج کے ساتھ روانہ ہوگئے ہیں ' نیز مشہور

اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ بلغاریوں کو اگر بد حواس ہوکر شٹلجا سے روانہ ہوجانا پڑا ' تو ایسا ہونا ناگزیر تھا ' کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اپنی تمام قوت کو اُس کاغذ کی طرح ' جو قینچی کے دو پلڑوں میں آگیا ہو ' پارہ پارہ کردیتے -

اس حالت کے سمجھنے کیلیے بہتر ہے کہ قلم سے چند خطوط کھینچکر میدان جنگ کا نقشہ آپکے سامنے کردوں - [نقشہ دیکھیے]

اس نقشے میں آپ دیکھتے ہیں کہ غازی (انور بے) نے ساحل مارمورا کے اس حصے پر فوج اتار دی ہے جہاں سے معاصرین ایڈریا نوپل پر بائیں جانب کو بڑھکر بآسانی حملہ کیا جاسکتا ہے - اس سے نیچے آئیے تو آپکو درہ دانیال کی وہ تنگ بحری شاخ ملے گی ' جسکے ایک طرف مارمورا ' اور دوسری جانب بحر اسود ہے - یہیں (گیلی پولی) واقع ہے ' جہاں (فتحی بے) ۶۰ ہزار فوج کے ساتھ موجود ہیں -

(انور بے) کی ناگہانی موجودگی ایک طرف تو خود معاصرین ایڈریا نوپل کے سر پر عذاب الیم بنگئی کیونکہ سامنے سے ایڈریا نوپل کے گولے ' عقب سے (انور بے) کا حملہ ' اور سر پر شٹلجا لائن کی

آتش فشانی : یوم یغشا هم العذاب من فوقهم ومن تحت ارجلهم ' ویقول ذوقوا ما کنتم تعملون (۲۹ : ۵۶) دوسری طرف جسقدر بلغاری فوج گیلی پولی کی طرف سے بڑھگئی تھی ' وہ بالکل قینچی کے اندر پھنس گئی - ایک طرف سے اگر فتحی بے کی فوج بڑھے اور دوسری طرف سے انور بے کی ' تو سمندر کے سوا اور کوئی تیسری راہ فرار باز نہیں -

پس بلغاریا کی حرکت بظاہر کسی پیش نظر جدید نقشۂ جنگ کی تکمیل پر مبنی نہیں معلوم ہوتی ' بلکہ محض ایک مضطربانہ اور بد حواسانہ اُچٹائے کی تلاش ہے - وہ بالکل مجبور ہوگئی ہے کہ غازی (انور بے) کے اقدام سے پہلے گیلی پولی کی مصروف کارزار فوج کو کسی طرح فربی کردے -

ایک تار برقی میں ظاہر کیا گیا ہے کہ " غالباً ایڈریا نوپل کے محاصرے کی جگہ اب پوری قوت (گیلی پولی) کی راہ بڑھنے پر صرف کی جاے گی " یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ درہ دانیال کی طرف سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا جارہا ہے - آغاز جنگ ہی کے زمانے میں بعض تجربہ کار جنگ نے اخبارات میں لکھا تھا کہ " بلغاریا اپنی فوجی قوت کو ایڈریا نوپل کے محاصرے اور شٹلجا کے سامنے بیکار پڑے رہنے میں کیوں ضائع کررہی ہے ؟ اسکے لیے زیادہ عقلمندانہ کارروائی یہ ہے کہ (گیلی پولی) میں اپنی قوت جمع کردے "

ممکن ہے کہ ایڈریا نوپل کی جگہ اب (گیلی پولی) جنگ کا اصلی نقطہ بن جاے ' لیکن اگر امپائر کا تار صحیح ہے تو اسکا وقت چلا گیا -

امپائر کے تار کے قبول کرلینے میں صرف ایک امر مانع ہے ' یعنے ہم اپنی خاص معلومات کی بنا پر یقین کرتے ہیں کہ اس وقت عثمانی فوج کیلیے جلد سے جلد ایڈریا نوپل کے محاصرے کا خاتمہ کردینا سب سے پہلا کام ہے ' اور غازی انور بے کا ارادہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی طرح ایڈریا نوپل میں پہنچکر وہاں کی محصور فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لیں ' اور باہر نکلکر محاصرین پر ٹوٹ پڑیں - لیکن ممکن ہے کہ مصالح نے اس راے میں تبدیلی پیدا کردی ہو - بہرحال حالات و نتائج کا انتظار ' اور راہ قیاس ناپید ' و الامر للہ العلی الکبیر -

اطـــلاع

پچھلا نمبر اس عاجز کی معجبور کن علالت کی وجہ سے نہایت بے مزہ نکلا - اسکی تلافی کیلیے یہ نمبر ڈیوڑھی ضخامت اور ایک پورے صفحہ کی تصویر کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے - درمیان میں چار صفحے ' اور آخر میں چار صفحے ' کل ۸- صفحے زیادہ ہیں -

(ایڈیٹر)

[بقیۂ نامہ واس مزوۂ بلقان صفحہ ۸ - ج -]

(۲) گورنمنٹ کی طرف سے نہیں بلکہ ذات شاہانہ ہمایوں کے دستخط سے فوراً ایک اپیل تمام ملک میں شائع کی جاے جسمیں ایک داخلی قرضے کیلیے درخواست ہو -

(۳) نیز ایک دوسری اپیل شائع کی جاے جسمیں حفاظت وطن کیلیے ایک قومی فنڈ کے قیام کی درخواست ہو -

(۴) اگر خدا نخواستہ مجوزہ کمیشن کی تحقیقات کے بعد یہی نتیجہ نکلے کہ عثمانی فوج (محمد فاتح) اور (بایزید یلدرم) کی عزت کی حفاظت سے جواب دیدیتی ہے تو پھر بھی جلالۃ مآب القوا کی منظوری کو چند لمحوں کیلیے ملتوی رکھیں ' اور ایک مرتبہ خود بہ نفس نفیس چٹلجا تشریف فرما ہوکر عثمانی فوج سے صرف اتنا دریافت فرمالیں کہ " کیا اس جسم کی حفاظت سے تم نے آخری جواب دیدیا ہے ؟ "

سلطان المعظم نے نوجوان ترکوں کی اس ملت پرستانہ معروضات کی پوری قدر دانی کی ' اور حکم دیا کہ ایک کمیشن منتخب ہو-

لیکن قبل اسکے کہ محمود شوکت پاشا وغیرہ شٹلجا روانہ ہوں ' کامل پاشا اور اسکے پس پردہ معاونین نے اپنی تدبیروں کو خاک میں ملتے محسوس کرلیا ' وہ سمجھے کہ اسکا نتیجہ قطعاً جنگ کا قیام ' اور یورپ کی اُمیدوں کی ناکامی ہوگی - وہ فوراً قصر سلطانی میں حاضر ہوا اور سرپیٹ کر کہا : " چند ناعاقبت اندیش اور دشمنان ملک نوجوان کی باتوں میں آکر آپ ملک کی حفاظت کی آخری تدبیر کو بھی غارت کر رہے ہیں - جنگ کا خیال اب محض جنون ہے - دول یورپ کا یہ احسان عظیم ہے کہ وہ صلح کا سامان کرکے ہمیں ہلاکت سے بچا رہے ہیں - جب سفراے دول دیکھیں گے کہ آپ نوجوان ترکوں کی راے پر چل رہے ہیں اور فوجی حالت کی درستگی اور تحقیق کیلیے لوگ شٹلجا جا رہے ہیں ' تو برہم ہوکر صلح کی منظوری سے دست بردار ہوجائیں گے ' پھر مرض قطعاً لاعلاج ہوجاے گا " -

دوسری طرف یکایک نوجوان ترکوں کی گرفتاریاں شروع ہوگئیں ' محمود شوکت پاشا کو نظر بند کردیا ' چھ نوجوان ترک لڑائیوں سے زخمی ہوکر لائے تھے ' انکو بھی شفاخانوں سے نکالکر قید خانے میں بھیجدیا -

یہ کارروائی جس سرعت اور طاقت کے ساتھ رات بھر کے اندر کی گئی ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجانب کا ہاتھ بھی کام کررہا تھا - نوجوان ترکوں کی گرفتاری کے بعد ہی الٹرا جنگ کے کاغذات پر دستخط ہوگئے !

اس پر آشوب وقت میں بھی جس شخص نے ان مظلوم ملت پرستوں کی علانیہ اعانت کی ' وہ یہی پرنس (یوسف عزالدین) تھے -

نوجوان ترکوں کی طرح انکو کامل پاشا گرفتار نہیں کرسکتا تھا ' یہ ولی عہد سلطنت تھے - اس نے سلطان المعظم کو یقین دلانے کی کوشش شروع کردی تھی کہ " دراصل محمود شوکت پاشا آپکو معزول کرکے پرنس کو تخت نشین کرنا چاہتے ہیں " لیکن اس وسوسہ کا چل جانا آسان نہ تھا -

وہ علانیہ انجمن کی حمایت کیلیے کھڑے ہوگئے - صرف اتنے شخص جو گرفتاری سے بچ رہے تھے ' انکے ساتھ تھے - سب سے پہلے انہوں نے سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوکر اس ابلیسیانہ ظلم و تعدی کی فریاد کی - پھر پوشیدہ طور پر فوج کے اندر اضطراب پیدا کرنے میں مدد کی - انور بے کی طلبی کا انتظام کیا ' قانون سلطنت کی رو سے وہ بہ نفس نفیس وزارت کے کاموں میں دخل نہیں دیسکتے تھے - اسلیے (جمال الدین بے) کو اپنے طرف سے وکیل مقرر کیا اور اس طرح چند دنوں کے اندر حکومت مجبور ہوگئی کہ گرفتاران انجمن کو رہا کردے -

الهلال

٥ ربیع الاول ١٣٣١ هجری

اسئلة واجوبتها

مجلس مولد نبوی (صلعم)

و احادیث ضعیفه و موضوعه

(از جناب احمد حسین خانصاحب - بی - اے)

چند دنوں کے بعد ماہ مبارک ربیع الاول آنے والا ہے ' جبکہ مولود شریف کی مجلسیں جابجا منعقد ہونگی ' لیکن جس طریقہ سے یہ مجلسیں منعقد ہوتی ہیں اور جو حالات و واقعات اسمیں بیان کیے جاتے ہیں ' معلوم نہیں جناب کا خیال اس بارے میں کیا ہے ؟ لیکن میں تو اسکو نہایت افسوس ناک سمجھتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ یہی حالات و واقعات ہیں جنھوں نے حضرت بانی اسلام کی پاک زندگی کے متعلق مخالفین کے دلوں میں شکوک پیدا کردیے ہیں -

ایک مدت سے میرا خیال تھا کہ ایک مختصر رسالہ حضرت کے حالات میں جمع کروں جسکو مولود شریف کی مجلسوں میں پڑھا جاے ' لیکن جس طرح کے حالات کا متلاشی تھا ' وہ کہیں نہیں ملتے تھے - عرصہ ہوا ایک رسالہ منشی امیر احمد امیر مینائی نے شائع کیا تھا اور لکھا تھا کہ اسمیں حالات زندگی ایک بہت بڑے عالم کی مدد سے لکھے گئے ہیں ' لیکن اسکو بھی دیکھا ' از سرتا پا رطب یابس بھرے تھے -

اس سال میں نے بطور مسودے کے ایک تحریر لکھی اور چند علماے دین کو بغرض اصلاح سنائی ' لیکن وہ اس امر پر نہایت برہم و ناراض ہوے کہ ذکر ولادت کے وہ واقعات اسمیں نہ تھے ' جو عام کتب مولود میں بیان کیے گئے ہیں - میں نے ان میں سے ایک صاحب تصنیف عالم صاحب سے عرض کیا کہ کیا یہ واقعات مستند تاریخوں اور حدیث کی کتابوں میں لکھے ہیں ؟ انھوں نے جواب میں لکھا کہ " یہ تمام واقعات و معجزات صحیح ہیں جنکو تمام مورخین و محدثین نے ہمیشہ بیان کیا ہے - بڑے بڑے علماے دین اور اکابر اسلام نے اُنکی تصدیق فرمائی ہے ' اور اندر پڑھا ہے ' اور مجلسوں میں سنا ہے - البتہ آجکل کے نیچریوں اور لامذہبوں کو انکے ماننے میں تامل ہے ' کیونکہ انگریزی کی کتابوں میں مرقوم نہیں "

آپ ہمیشہ ہم انگریزی دانوں کو الحاد اور مذہبی غفلت کا الزام دیتے ہیں ' لیکن جس انداز اور طریقہ سے دیتے ہیں ' اُسکی وجہ سے ہم نہایت خوش ہیں اور آپکو اپنا خیرخواہ اور مصلح سمجھتے ہیں ' لیکن خدا کے لیے اس بارے میں میری تشفی کر دیجیے کہ آیا یہ واقعات واقعی مستند کتابوں میں مرقوم ہیں ؟ اور ان میں شک کرنا نیچریت اور مذہب سے کنارہ کشی ہے ؟ اگر واقعی ایسا ہی ہے تو انصاف کیجیے کہ کیا یہ واقعات عقل میں آتے ہیں ؟ اور انکو آجکل کوئی تسلیم کرسکتا ہے ؟ معاف فرمائیگا اگر ایسے ہی واقعات سنا کر آپ ہم کو دینی جذبات سے برگشتگی کا الزام دیتے ہیں تو دیجیے ' ہماری سمجھ میں تو نہیں آتے - وہ واقعات یہ ہیں :

(١) جب حضرت کی ولادت کا وقت قریب آیا تو ایک مرغ سفید نمودار ہوا اور حضرت آمنہ کے پاس آیا نیز اُس شب کو تمام جانوروں اور پرندوں نے گفتگو کی -

(٢) حضرت مریم اور حضرت آسیہ کا ولادت سے پہلے آنا اور بشارت دینا -

(٣) جب حضرت عبد اللہ کا نکاح حضرت آمنہ سے ہوا تو دو سو عورتیں رشک سے مرگئیں -

(٤) حضرت کی ولادت کے دن آتشکدۂ ایران بجھ گیا ' قصر نوشیرواں کے کنگورے گرگئے اور خانہ کعبہ کے بت اوندھے ہوگئے -

(٥) ولادت کے بعد حضرت اچھے دار ایلیے غائب ہوگئے اور پھر کسی نے بہشتی کپڑوں میں لا رکھدیا -

(٦) روشنیوں کا نمودار ہونا اور عجائب عجیب آوازوں کا سنائی دینا -

(الهلال)

آپکا جوش دینی ' و محبت ایمانی ' و فکر اصلاح مجالس ذکر مولد ' مستحق تحسین و لائق تشکر ہے - فجزاکم اللہ تعالی -

آپنے ایک نہایت اہم اور ضروری بحث چھیڑدی - جی چاہتا ہے کہ بلا تامل صفحے کے صفحے لکھ جاؤں ' لیکن افسوس کہ وقت اور گنجایش سے مجبور ہوں ' لہذا چند کلمات ضروریہ پر اکتفا کرتا ہوں :

فضیلت مجالس ذکر (صلعم)

مولود کی مجالس کا عجیب حال ہے - مقصد مجلس کے لحاظ سے دیکھیے تو فقیر کے اعتقاد میں اس سے زیادہ اہم ' عظیم الموقعہ ' اور قوم کیلیے ذریعۂ ارشاد و ھدایت اور کوئی اجتماع نہیں - لیکن طریق انعقاد پر نظر ڈالیے تو اجتماعی و مجلسی قوتوں کے ضائع کرنے کی بھی اس سے زیادہ اور کوئی افسوسناک مثال نہیں ملیگی - اسلام ایک تعلیم تھی ' اور اس تعلیم کا عملی نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کہ :

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ و الیوم الاخر و ذکر اللہ کثیرا (٣٣ : ٢٢)	بیشک رسول اللہ کی زندگی میں اُن لوگوں کیلیے پیروی اور اتباع کا ایک بہترین نمونہ ہے جو اللہ اور یوم اخرت سے ڈرتے اور یوم اخرت پر ایمان رکھنے والے ' اور بکثرت ذکر کرنے والے ہیں -

حضرت (عائشہ) سے پوچھا گیا کہ اُس صاحب خلق عظیم کا اخلاق کیا تھا ؟ فرمایا : خلقہ القرآن ! اگر آنحضرت کا اخلاق دیکھنا ہے تو قرآن کو دیکھو اور کہ اس " کتابٌ مرقوم " کا وہ ایک ظلّ مجسم ' اور اسکے عملی نمونے کی ایک " لوحٌ محفوظ " ہے ! رمی دانک ' فلیدمامس المقتدسون (٨٣ : ١٨) (١)

پس مولود کی مجلسوں کا اصلی مقصد یہ ہونا تھا کہ وہ اس " اسوۂ حسنہ " کے جمال الہی کی تجلی گاہ ہوتیں ' آنحضرت کے صحیح حالات زندگی سنائے جاتے ' انکے اخلاق عظیمہ اور خصائل

(١) یہ چیز ہے کہ پیروی کرنے والوں کو اسکی پیروی کرنی چاہیے -

کریمہ کے اتباع کی لوگوں کو دعوت دی جاتی ' اور ان اعمال کا داؤں میں شرق و زلزلہ پیدا کیا جاتا ' جو ایک " مسلم و مومن " زندگی کے کبیرترین کا اصلی مایۂ خمیر ہیں ' اور جنکے اتباع نے صحابۂ کرام کی زندگی کو اس درجہ تک پہنچا دیا تھا کہ انسان الہی نے " یعجبهم و یحبونه " کے صداے محبت سے انکی مدح سرائی کی اور اتباع محبوب نے انکو خود محبوب بنا دیا :

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفرلکم و اللہ غفور الرحیم -

اے پیغمبر! مدعیان محبت الہی سے کہدو کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو (اگر تم نے ایسا کیا تو تم کو اللہ کی محبت کے درجے کی ضرورت نہ رہیگی بلکہ) خود اللہ تم کو اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی بخشدیگا وہ نہایت مہربان بخشنے والا ہے -

اگر ایسا ہوتا تو ظاہر ہے کہ ان مجالس سے بڑھکر مسلمانوں کیلیے سعادت کونین کا ذریعہ اور کیا تھا ؟ یہ تمام کانفرنسیں اور انجمنیں جنکا چاروں طرف ہنگامہ بپا ہے ' ایک طرف ' اور اس مجلس کا ایک لمحہ ایک طرف ' جو اس " اسوۂ حسنہ " کے نظارے میں بسر ہو - ہماری مجلسیں اسی ذکر کیلیے ہوتی چاہئیں ' اور ہماری آنکھیں اسی جمال جہاں آرا کے نظارے کیلیے :

خدا سر دے تو سودا دے تیرے زلف پریشاں کا

و لنعم ما قیل :

مصاحبت دیدہ من آنست ' کہ یاران ہمہ کار بگذارند ' و خسم طرۂ یارے گیرند !

لیکن بدبختی یہ ہے کہ ہمارے اعمال کی صورتیں مسخ نہیں ہوئی ہیں ' مگر حقیقت غارت ہوگئی ہے - قومی تنزل کے معنے یہی ہیں کہ تمام قومی و دینی اشغال بظاہر قائم رہتے ہیں لیکن انکی روح مفقود ہوجاتی ہے - یہ نہیں ہے کہ ہماری مسجدیں اجڑ گئی ہوں ' کتنے جہاز اور فارس ہیں جنسے مسجدیں بقعہ نور بنائی جاتی ہیں ؟ مگر رونا یہ ہے کہ دل اجڑ گئے ہیں ' اور یہ وہ بستی ہے کہ جب یہ ویران ہوجاے تو پھر آبادی کہاں ؟

مجھے یہ ڈر ہے ' دل زندہ ! تو نہ مرجاے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے !

فانها لا تعمی الابصار' ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور ؛

مجھے کہا کہنا تھا ' اور کیا کہنے لگا - پھر حال مولود کی مجلسیں بھی اپنے مقصد کے لحاظ سے ایک بہترین دینی عمل تھا ' جسکی صورت تو قائم ہے ' مگر حقیقت مفقود - محض ایک رسمی تقریب ہے جو مثل اور رسومات صحبتوں کے ضروری سمجھ لی گئی ہے - اور امراء و رؤساء نے تو اپنی نمایش اور ریاء دولت کا اسکو بھی ایک ذریعہ بنالیا ہے -

آنحضرت کے صحیح حالات زندگی اور ان انقلابات عظیمہ کے بیان کی جگہ ' (جو آپکی ولادت کے واقعہ نے مشرق و مغرب میں پیدا کردیے) کتنے افسوس کی بات ہے کہ محض چند روایات ضعیفہ و قصص موضوعہ کے بیان کرنے پر اتنے بڑے ملی و دینی جذبے کو قربان کردیا جاتا ہے ؟ اور پھر اگر محض طبقۂ عوام کا یہ حال ہو تو قابل شکایت نہیں ' لیکن تعجب اور صد ہزار تعجب ہے اس بوالعجبی پر ' کہ صدہا علماے ملت ہیں جو با وجود ادعاے رسوخ حدیث و سیر ' وسعت نظر و علم ' ان روایات کو خاموشی کے ساتھ سنتے ہیں ' خود پڑھتے ہیں ' اور لوگوں سے پڑھواتے ہیں ' مگر ایک لمحہ کیلیے بھی انکے دل میں تحقیق و تفتیش کی جنبش پیدا نہیں ہوتی :

ان هـذا من اعاجیب الـزمن !

کاش جسقدر بحث نفس انعقاد اور مجلس کے سنت و بدعت ہونے کی نسبت کی گئی ہے ' وہ اس مجالس کی اصلاح حال کیلیے کی جاتی - وہ تمام چیزیں جو قوم میں شرق و شغف کے ساتھ موجود ہوں ' درحقیقت ایک قوت ہیں ' پس سب سے اول کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اسقیم کو ضائع کرنے کی جگہ اس سے مفید کام لیا جاے - البتہ اگر اصل کار ہی جادۂ شریعت سے منحرف ہو اور صورت اصلاح مفقود ' تو پھر آسکے استیصال کی کوشش امر بالمعروف میں داخل اور ناگزیر ہے -

غفلت و مداهنت علما و تشدد بے محل

ہزار تعجب ہے اس عالم صاحب تصنیف و تالیف کے دعوئے علم پر ' جسکے جواب کے بعض جملوں کو آپنے نقل کیا ہے - درحقیقت یہی وہ مذہب کے نادان حامی ہیں ' جنکی درستانہ حمایت ' ہمیشہ دشمنوں کی مخالفت سے زیادہ مذہب کیلیے مضر رہی ہے - جن روایات کی نسبت آپنے تحقیق چاہی تھی ' انکا انکار نہ تو نیچریت ہے اور نہ الحاد ' بلکہ عین شیوۂ اسلام و ایمان ہے ' اور ہر صاحب نظر ' جسکو فن حدیث و سیر سے کچھ بھی خبر ہوگی ' ایک لمحہ کیلیے بھی ان روایات کو تسلیم نہیں کریگا -

آپ اس سعی و کوشش کیلیے مستحق تحسین تھے ' افسوس کہ اس نادان مدعی علم نے تشدد مذہبی کا بیجا استعمال کیا ' حالانکہ جو محل استعمال ہیں ' انکی ہمارے علما خبر بھی نہیں رکھتے -

بہت سے لوگ ہیں جو تشدد مذہبی اور تعصب دینی کو علماے حال کی طرف منسوب کرتے ہیں اور پھر برسوں سے اسپر رو رہے ہیں ' لیکن میں اسے صحیح نہیں سمجھتا - میکو تو شکایت ہے کہ جس درجہ تشدد مذہبی علما میں ہونا چاہیے ' افسوس ہے کہ نہیں ہے - صدہا امور ایسے ہیں جن میں صاف طور پر انکے بیجا تساہل و مداہنت کو دیکھ رہا ہوں اور حق و معروف کے اعلان سے دانستہ اعراض کیا جارہا ہے - البتہ چند چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں ' جن میں تشدد کا اظہار ہوتا ہے ' مگر چونکہ یہ اظہار بے محل ہوتا ہے ' اسلیے محض لاگن جاتا ہے ' بلکہ اکثر موقعوں میں اور مضر ہوتا ہے -

ایک بہت بڑا نکتۂ عمل یہ ہے کہ ہر قوت کا استعمال اسکے صحیح محل میں ہو - آپ اسقیم کو جس سے سمندروں میں جہاز ' خشکیوں پر ریل ' اور کارخانوں میں مشینیں چلتی ہیں ' ٹاٹ کی اوزاروں میں بھرکر غبارہ بنانے کی کوشش نہ کیجیے - ورنہ آپکی قوت اور سعی ' دونوں رائگاں جائیں گی -

یہ اس ڈھانے چھیڑنے کا وقت نہیں ' ورنہ بجاے خود ایک داستان طولانی ہے - اپنی مصیبتوں کا حال یہ ہے کہ چادر کا ٹوٹی کرشہ دھبے سے خالی نہیں - کس کس چیز کو بچاں کیجیے ' کس کس کے حال پر روئیے ' اور پھر اتنا وقت کہاں سے لائیے ؟

آسودہ شدے باید و خوش مہتابے
تا با تو حکایت کنم از ہر بابے

معیار تصدیق و تغلیط و اصول نقد روایت

لیکن ان روایات کی صحت و عدم صحت کی نسبت ضمناً جن خیالات کا آپنے اظہار فرمایا ہے ' افسوس ہے فقیر اس سے متفق نہیں - وہ ایک نہایت خطرناک اصولی غلطی ہے ' جس میں زمانۂ حال کے مدعیان تحقیق و اجتہاد اور رہروان جادۂ تطبیق عقل و نقل ' برسوں سے مبتلا ہیں - آپنے بار بار اس سوال کو دہرایا ہے کہ " اگر یہ

روایات صحیح ہیں تو کیا عقل میں آسکتی ہیں ؟ " جواباً گذارش ہے کہ روایات تو یقیناً صحیح نہیں ہیں' لیکن یہ اصول بھی کب صحیح ہے کہ جو واقعہ آپکی عقل میں نہ آ سکے ' وہ یکسر غلط و موضوع ہے ؟

آپ بلا تامل پوچھیے کہ یہ واقعات اصول فن روایت کی بنا پر کہاں تک صحیح اور قابل قبول ہیں ؟ اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اتنا پوچھ لینا ہی آپکے مقصد کے حصول کیلیے کافی ہے' لیکن یہ کہاں کا اصول تحقیق اور معیار تمیز حق و بطل ہے کہ واقعہ کی صحت کیلیے پہلی شرط آپکی عقل کی تصدیق ہے ؟ آپ لوگ آجکل بے تکلف یہ جملہ کہدیا کرتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ کیسی خطرناک سوفسطائیت کی راہ ہے ' جو اسطرح آپکے سامنے کھل جاتی ہے - ہر واقعہ کی صحت و عدم صحت کیلیے پہلی چیز' اصول روایت اور صحت نقل کے شرائط کا اجتماع ہے اور بس' نہ کہ زید و عمر کی عقل میں آنا - مجھکو یقین نہیں کہ مارکونی ٹیلی گرام اور آپکی عقل تسلیم کرتی ہو' اور غالباً آپنے اب تک اسکا عینی مشاہدہ بھی نہ کیا ہوگا ' لیکن اول مرتبہ جب اس ایجاد کی خبر یورپ کے کسی مستند پرچے میں دیکھی ہوگی ' اور تمام اخباروں میں اسکی شہرت کا غلغلہ مچا ہوگا ' تو فرمائیے ' آپنے اسکی تصدیق کی تھی یا انکار ؟

آپکو معلوم نہیں کہ یہی وہ سرحد ہے جہاں سے (باوجود اتحاد مقصد و اصول) مجھ آجکل کے مصلحین مذہب سے الگ ہو جاتا پڑتا ہے - ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ جس حدیث اور جس روایت کو اپنے خود ساختہ معیار عقلی سے ذرا بھی الگ پاتے ہیں' معاً اس سے انکار کردینے کیلیے بیچین ہوجاتے ہیں' اور پھر اس انکار محض کو " تطبیق منقول و معقول " کے مزعوب کن لفظ سے تعبیر کرتے ہے

علانیہ تمسخر نہیں شرماتے : وتقولون بافواھکم مالیس لکم بہ علم' وتحسبونہ ھینا وھو عند اللہ عظیم (۲۴ : ۱۵)

حالانکہ اگر انکو علوم دینیہ کے حصول کا موقعہ ملا ہوتا اور علم و فن پر نظر ہوتی ' تو وہ دیکھتے کہ اسی مقصد کو اصول فن کے ساتھ چلکر بھی حاصل کر سکتے ہیں -

کیا ضرورت ہے اسکی کہ ان روایات کی محض اسوجہ سے تغلیط کردی جاے کہ وہ ہماری عقل میں نہیں آتیں ' جبکہ ہم اصول مقررۂ حدیث و اثار ' وطریق جرح و تعدیل روایت ' وتحقیق ونقد درایت ' و شہادات موثقۂ ارباب علم و فن کی بنا پر بغیر ادنے دقت کے ثابت کرسکتے ہیں کہ یہ روایات ہی پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں' اور اصول فن سے لائق احتجاج نہیں - اور اسطرح بغیر سر رشتۂ اصول کو ہاتھ سے دیے ' اسی منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں -

معلوم نہیں آپنے میری گذارش کو سمجھا بھی یا نہیں ؟ میں کہتا ہوں کہ بہت سی باتیں ہیں جنسے انکار کرنے میں ممکن ہے کہ آپکے مصلحین حال اور ہم متفق ہوں ' لیکن پھر ہم میں اور ان میں بعد المشرقین ہے - وہ محض اس بنا پر انکار کرتے ہیں کہ انکی عقل میں نہیں آتیں' اور ہم اس لیے انکار کرتے ہیں کہ اصول فن سے انکا قابل تسلیم ہونا ثابت نہیں - فاین الفریق احق بالامن ان کنتم تعلمون ؟

آپ کہیں گے کہ نتیجہ دونوں کا ایک ہے ' میں کہونگا کہ منزل تک پہنچنے ہی پر سفر کی کامیابی موقوف نہیں ہے ' بلکہ بہت کچھ راہ سلوک کے تعین و انتخاب پر :

و شتان ما بین خل و خمر

آپکو نہیں معلوم' صدہا باتیں ہیں کہ آجکل کے مصلحین بھی کہتے ہیں اور انہی کو امام غزالی اور شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہما نے بھی کہا ہے ' مگر پھر دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے - ایک سے الحاد پرورش پاتا ہے اور دوسرے سے مذہب کو تقویت ہوتی ہے ' حالانکہ مقصود پہلی جماعت کا بھی تقویت مذہب ہی ہے - یہ فرق حالت بھی زیادہ تر اسی اختلاف طریق کا نتیجہ ہے - آپ لوگوں کو شکایت ہے کہ علما اجکل کی چیزوں پر متوجہ نہیں ہوتے - یہ سچ ہے ' مگر اسکو بھی تو دیکھیے کہ آپ لوگوں نے انکی نظروں کو متوجہ کرنے ہی کا کونسا سامان کیا ہے ؟ لوگ دیکھتے ہیں کہ جس چیز کو آپ " تطبیق عقل و نقل " کہتے ہیں ' وہ صرف ایک تیز و برق خرام قینچی ہے ' جس کو آپنے اٹھایا اور بے تکان قطع و برید شروع کردی - نہ علم و فن سے مس ہے ' نہ اصول و قواعد کی خبر ہے ' نہ کتابوں پر نظر ہے ' اور نہ اس زبان سے واقفیت ہے ' جس سے قرآن و حدیث کو الگ نہیں کیا جاسکتا - پھر وہ آپکی وقعت کریں تو کیا کریں ؟

مگر میں اپنے عقیدے میں اس اغماض کو بھی علما کی ایک سخت غلطی سمجھتا ہوں اور بیان رجوع کا یہ موقع نہیں' تاہم اگر وہ اپنے اغماض کی یہ توجیہ کریں تو آپ کیا جواب دیں گے ؟ -

میں جو ہمیشہ (شیخ محمد عبدہ) اور انکے مشرع طریقت (سید رشید رضا) کی تعریف کرتا ہوں تو اسکی بھی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بہ نسبت ہندوستان کے مصلحین جدید کے اس تکیے کا زیادہ خیال رکھا ہے ' حالانکہ ضرورت انکے سامنے بھی وہی تھی جو یہاں در پیش ہے -

اب آپ اپنے سوالات کا جواب لیں - عقل و تفلسف کو زحمت دینے کی ضرورت نہیں' سرے سے یہ تمام روایتیں ہی از قبیل قصص و حکایات موضوعہ ہیں ' جنکا کتب معتبرۂ حدیث میں نام و نشان تک نہیں -

طبقۂ محدثین و جماعت قصاص و وعاظ

اس تفصیل کی یہاں گنجایش نہیں مگر چند الفاظ کہونگا - یہ کیسی سخت بد بختی کی بات ہے کہ آج مسلمانوں میں جن چیزوں کی سب سے زیادہ شہرت' اور عوام و خواص میں جو بیانات سب سے زیادہ مقبول ہیں' وہی سب سے زیادہ غیر معتبر اور نا قابل تسلیم بھی ہیں - یہ حال ہر علم و فن کا ہے - تاریخ میں وہی کتابیں اور انہی اکابر کی حکایات مشہور و مقبول ہیں ' جنکے بعد ہمارے یہاں ہزارہا کاذیب کا کوئی درجہ نہیں - سیر و فضائل میں بھی انہی کتابوں کو قبول عام حاصل ہے ' جنکے مصنف محدثین کی جگہ قصاص و واعظین تھے - سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ قصص کی کتابوں پر نظر نہیں ' اور ہر علم و فن میں تمام تر دار و مدار مناظروں پر ہے - یہ لوگ محض حاطب اللیل تھے ' اور چند کتابوں سے رطب و یابس روایات کو کسی ترتیب تازہ کے ساتھ جمع کردیتے ہی انکی قوت تصنیف کا سدرۃ المنتہی تھا -

میں نے در مرتبہ " قصاص و واعظین " کا لفظ کہا ' یعنی مذہبی قصص و حکایات سے گرمی محفل کا کام لینے والے واعظ ' فی الحقیقت یہ طبقہ ہمارے یہاں ابتدا سے سرچشمۂ موضوعات و مبدء جمیع اقسام افتراء و مکذوبات' و ہجوم خرافات و حکایات رہا ہے یہ لوگ اپنے وعظ و بیانات کو انظار عوام میں دلفریب و پرکشش بنانے کیلیے مجبور تھے کہ قصص و حکایات ہی تلاش و جستجو میں رہیں اور اگر میسر نہ آئیں تو خود وضع کریں : یکتبون بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ - پھر یہ لوگ اس طرح کی تمام روایتوں کو شاعرانہ اغراق و تغلیب ' اور داستان طرازانہ اضافۂ و تحشیہ کے ساتھ اپنی مجلسوں میں بیان کرتے تھے ' اور رفتہ رفتہ مرض متعدی ہوجاتا تھا

پتہ نہیں - تیسری روایت میں خود تصریح کردی ہے کہ " بسند ضعیف " لیکن راوی کے اس انکسار طبع پر ہم قانع نہیں ہوسکتے ' کیونکہ یہ روایت ضعیف ہی نہیں بلکہ سرے سے موضوع ہے - روایت خود حضرت عباس سے ہے جو بطور جملۂ معترضہ کے انداز حدیث میں کہتے ہیں : ولد اخي عبد الله ' و هو اصغرنا (میرا بھائی عبد اللہ پیدا ہوا اور وہ ہم تمام بھائیوں میں سب سے زیادہ چھوٹا تھا) صرف یہی جملۂ معترضہ اس روایت کے موضوع ہونے کیلیے ایک محکم اندرونی شہادت ہے ' کیونکہ بالاتفاق یہ مسلم ہے کہ حضرت عبد اللہ ' حضرت عباس سے بڑے تھے نہ کہ چھوٹے -

حافظ ابن عبد البر (الاستیعاب في معرفة الاصحاب) میں لکھتے ہیں :

(عباس بن عبد المطلب) عم رسول الله يكني ابا الفضل بابنه الفضل ' و كان العباس اسن من رسول الله بسنتين و قيل بثلاث سنين - (دیکھو کتاب مذکور جلد ۲ - صفحہ - ۴۹۷ -)	عباس بن عبد المطلب آنحضرت کے چچا ' اپنے لڑکے فضل کی نسبت سے ابوالفضل کہلاتے تھے - انکی عمر آنحضرت سے صرف دو برس زاید تھی اور بعض نے کہا ہے کہ تین برس -

جب خود حضرت عباس کی عمر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے صرف دو تین برس زیادہ تھی ' تو آپکے والد سے کیونکر بڑے ہوسکتے ہیں ؟

معلوم ہوتا ہے کہ جس نادان نے یہ قصہ گڑھکر حضرت عباس کی طرف منسوب کیا ہے ' یا تو اس غریب کو اسکی خبر نہ تھی ' یا جاننا تھا اور روایت دو معتبر بنانے کیلیے قصداً یہ ٹکڑا داخل کردیا تاکہ ضمناً ایک دوسرا مغالطہ دیکر روایت کو انقطاع سے محفوظ ثابت کر دے - کفی بذلک کذبه و بهتانه علی رسول الله صلی الله علیه وسلم و عمه ' و من کذب علیه متعمداً فلیتبوّ مقعده في النار -

(۳) ایک سب سے بڑی دلیل راضع ان روایات واهیه کے نا قابل اعتبار ہونے کی یہ ہے کہ خود (حافظ ابو نعیم) نے (دلائل النبوة) میں ان روایات کو نقل نہیں کیا (۱) حالانکہ اسمیں ہر طرح کی ضعیف و منکر روایتیں بلا تامل جمع کردی ہیں - اس سے صاف ظاہر ہے کہ خود حافظ موصوف کے نزدیک یہ روایات اسدرجہ واضع طور پر موضوع تھیں ' کہ وہ ضعیف و منکر روایتوں میں بھی انہیں نہ لے سکے ' اور باوجود انکے مذاق میں سب سے بڑے ذخیرۂ دلائل و اعلام نبوت ہونے کے ' مجبوراً چھوڑ دینا پڑا -

(۴) لیکن ان سب سے بڑھکر برہان قاطع اور شہادت راضع (جو فی الحقیقت ان روایات کے موضوع ہونے کا آخری فیصلہ کر دیتی ہے) یہ ہے کہ خود حافظ سیوطی (خصائص کبری) میں تیسری روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

هذا الاثر و الاثران قبله ' فيها نكارة شديدة ' ولم اورد في كتابي هذا اشد نكارة منها ولم تكن نفسي تطيب بايرادها (فتامل) لكني تبعت الحافظ ابانعيم في ذلك ! (خصائص کبری جلد ۱ - صفحہ - ۴۹)	یہ روایت اور اس سے قبل کی جو دو روایتیں ہیں ' تو ان سب میں نہایت سخت و شدید انکار و قباحت ہے اور باوجودہ انکے اشد شدید انکار کے میں نے اس کتاب میں جو درج کیا ' تو میرا دل اس امر کو پسند نہیں کرتا تھا ' مگر میں نے محض حافظ ابو نعیم کی پیروی کے خیال سے ایسا کردیا -

حافظ (سیوطی) ہر طرح کی رطب و یابس روایتوں کے جمع کرنے بلکہ انسے استدلال کردینے میں جس درجہ کے احتیاط اور تساهل پیشہ ہیں ' وہ ارباب نظر سے مخفی نہیں - لیکن ان روایات کی

(۱) دلائل النبوة دائرة المعارف حیدر اباد میں چھپ گئی ہے - اسکے چھ حصے کے صفحہ (۳۲) میں (تزویج امنہ) کا پورا باب دیکھ جائیے ' بہت سی روایات ضعیفہ و واهیہ درج ہیں مگر ان روایات کا پتہ نہیں ! منہ -

لغویت کا یہ حال تھا کہ وہ بھی پاس ہمہ تساهل چپ نہ رہسکے ' اور بے اختیار ہوکر انکار شدید کے ساتھ اسکی معذرت کرنی پڑی کہ محض حافظ (ابو نعیم) کے اتباع کے خیال سے درج کردیتا ہوں !

وہ لکھتے ہیں کہ میرا جی نہیں چاہتا تھا کہ ان روایتوں کو درج کروں - غور کیجیے کہ جن روایتوں کے درج کرنے سے حافظ سیوطی کی طبیعت بھی اعراض کرے ' وہ کس درجہ واهی و مزخرف ہونگی ؟

آجکل مذاقب و فضائل اور واقعات و سیر میں مدعیان فن کی انتہائی سرحد حافظ سیوطی کو اقرار ہیں - لیکن یہ کیسا دلچسپ اقرار خود حافظ موصوف کا ہے کہ میں ہر طرح راهی و منکر روایتیں لوگوں کے اتباع کے خیال سے درج کر دیتا ہوں فقاعلموا و تفکروا ولا تغرنوا باصحاب العمائم العجوزاء اذ قصرها و اجازوها ' ان هم الا اصحاب اوهام و شقاشق يتقاذفون بها من العوام -

کسر ایوان کسریٰ وغیرہ

آپکے اکثر سوالات کا جواب ان روایات کی بحث میں آگیا ' نیز بعض غیر مسئول عنہ امور کا بھی ' لیکن ابھی ایک چوتھی روایت باقی ہے ' جسمیں آتشکدہ ایران کے بجھ جانے ' قصر نوشیرواں کے کنگورزوں کے گرنے ' دھنوں کے پر اسرار و عجایب اظہارات اور ایک خطبہ کہانت کا ذکر کیا گیا ہے -

یہ روایت بھی پورے دو صفحہ کی ہے - سیوطی نے (خصائص) میں اور حافظ ابو نعیم نے (دلائل) میں اسکو درج کیا ہے - اگر نقل دروں تو پورے دو کالم مطلوب ہوں - خلاصہ مضمون یہ ہے کہ " آنحضرت کی ولادت کی رات کسریٰ کے ایوان میں زلزلہ محسوس ہوا ' اسکے ۱۴ - کنگورے گر گئے ' ایران کی وہ آگ جو ہزار سال سے نہیں بجھی تھی ' بجھ گئی ' بحیرہ ساوہ خشک ہوگیا ' نوشیرواں نے وزرا اور موبدوں کو جمع کرکے اسکی وجہ پوچھی - انہوں نے کہا کہ ہم نے بھی خواب دیکھا ہے ' عرب میں کوئی انقلاب ہونے والا ہے - اسپر نوشیرواں نے نعمان بن منذر کے نام خط لکھا کہ عرب سے ایسا شخص بھیجدیں جو میرے ہر سوال کا جواب دے ' نعمان نے (عبد المسیح) نامی ایک راهب کو بھیجا ' لیکن اس نے اپنے سے زیادہ عالم (سطیح) راهب شام کو بتلایا ' اور نوشیرواں کے سوالات لیکر وہ اسکے پاس گیا (سطیح) مرض الموت میں گرفتار تھا - (عبد المسیح) نے کہا تھا کہ میرے ہر سوال کا جواب جب اس نے سر اٹھایا تو کہا : " تهري الى سطيح وقد ارخي علي الضريح ' بعنك ملك بني ساسان ' الارتجاس الايوان ' و خمود النيران ' و رؤيا الموبذان ' رأي ابلا صعابا ' تقود خيلا عرابا ' وغيره وغيره " لیکن سطیح مرگیا اور جواب کی مہلت نہ پائی " (۱)

لیکن یہ روایت بھی قطعاً نا قابل اعتنا ہے - اسکا راوی اول (مجزوم ابن ہانی) ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے - خود حافظ سیوطی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

قال ابن عساكر حديث غريب الا نعرفه الا من حديث ابن مجزوم عن ابيه ' تفرد به ابو ايوب البجلي (جلد اول صفحہ - ۵۱)	ابن عساکر نے اسکی نسبت کہا ہے کہ حدیث غریب ہے جسکو سوائے ابن مجزوم کے اور کسی نے روایت نہیں کیا ہے -

اس روایت نے واقعات بہ تغیر الفاظ و حذف و اضافۂ بعض امور ' فضایل و حکایات کی کتابوں میں بکثرت ملتے ہیں ' لیکن ۲ ایک کی بنیاد یہی روایت ہے ' والعبرة بما يروي المحدث لا بما يراه المعتمد به القصاصون الكاذبون -

(۱) پوری روایت کیلیے دلائل النبوة جلد اول صفحہ ۳۹ - کو دیکھیے - منہ

معتمد شرکت خ الاسلام ہیں ' اور کی فرجی حالت اور دیکھیے کہ اپنی عقیدۂ

ناموران غزوۂ بلقان

سرگذشت انقلاب

— : * : —

(۲)

پرنس یوسف عزالدین ولي عہد خلافۂ علیہ و نامور رکن انقلاب

(مقتبس از بعض دقائق آستانۂ علیہ)

— * —

(۲۸) جنوري کي اشاعت کے بعد هم نے اس انقلاب کي نسبت اور کچھہ لکھنے کي مہلت نہیں ملي - حالانکہ حالات وافر ' اور معلومات مزید قابل تذکرہ هیں -

انساني اعمال کي انتہائي سرحد ' سعي و جہد سے زیادہ نہیں ہے ' نتائج پر حکومت کبھي بھي آدمي نہیں ملي ' پس موجودہ معاملات کے خاتمے کي نسبت اولي پیشین گوئي نہیں کي جاسکتي - تاهم اس وقت نازک میں عزت ملک و ملت کیلیے ان ملت پرستان غیور نے جو کچھہ کیا ' اسکي عظمت و اجلال همیشہ غیر متغیر اور لازوال رہے گي - وہ ایک قابل احترام عمل تھا ' جو شروع بھي هوا اور پورا بھي هوگیا ' اور اب اپني تکمیل کیلیے نتایج مستقبلہ کا محتاج نہیں ہے - اسکا مقصد سربسجود حکومت کو ایک بار عزت سربلندي سے ساتھہ کھڑا کر دینا تھا ' اور جس وقت (انور بے) قصر وزارت کے اندر فاتحانہ داخل هوا اور پھر فاتحانہ نکلا ' یقین کیجیے کہ اسکے چند لمحوں کے اندر هي انجمن اتحاد و ترقي نے اپنے اس فرض و مقصود کو پورا بھي کردیا - اسکي سعي کي ابتدا اور مقصد کي تکمیل ' دونوں ایک ساتھہ انجام پاے - پس اب کوئي انتظار نہیں ہے جو همکو اس انقلاب کے احترام میں مانع آے ' اور هم اسکے کارنامہ هاے عزیز و محبوب کے تذکرے سے غافل رهیں -

* * *

هلال کے متعلق یہ امر ناظرین کے ذهن نشین رهنا چاهیے کہ کچھہ ... محدود ' اور وہ ایک هفتہ وار جرنل ہے - پس ترتیب دیتے هوے فرض کرلیتا ہے کہ هفتہ وار نہیں معلوم ' اخبار ناظرین کي نظر سے گذر چکے هیں ' اور اب بھي کہتے هیں اور

یا انکے کسي اهم حصے پر بحث و مذاکرہ کي انہیں ضرورت ہے ' یا ایسے معلومات کي ' جو عام ذرائع سے میسر نہیں ' اور ایسا فرض کرلینا اسکي حالت کے لحاظ سے ناگزیر ہے - پس هم همیشہ خاص معلومات کے پیش کرنے کي کوشش کرتے هیں ' اور معلومات کے حاصل کرنے کیلیے هماري جستجو و سعي خاموش و مشغول بہ کار هوتي ہے ' نہ کہ غلغلہ انداز و نمایش خواہ - موجودہ انقلاب کي نسبت بھي نہایت اضطراب سے هم اس وقت کے پورا هوجانے کا انتظار کررہے هیں جو قسطنطنیہ کي ڈاک کیلیے ضروري ہے - امید ہے کہ بہت جلد موثق ترین و مفصل تر حالات پیش کرسکیں گے - لیکن انقلاب سے ایک هفتہ پیشتر تک کے بعض ضروري کوائف هیں جو ضرور ہے کہ بالترتیب شائع کیے جائیں -

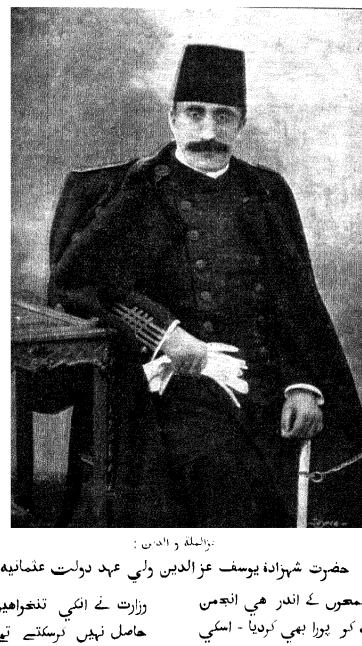
* * *

یاد هوگا کہ ڈاکٹر (مصباح الدین شریف بے) نے اپنے گذشتہ مراسلہ میں لکھا تھا :

" هم نے ولي عہد خلافت کے ذریعہ جلالۃ صاحب کو حالات سے واقف کرنا چاها ' مگر اسکو خلع سلطاني کي کوشش سے تعبیر کیا گیا ' اور هم پر تہمت لگائي گئي کہ هم تخت خلافت کو اولاد دینا چاهتے هیں ! "

یہ ایک تفصیل طلب اشارہ ہے - انجمن اتحاد و ترقي نے گذشتہ چار سالہ عہد اقتدار میں شاهزادگان قصر خلافت کي خواهشوں کا بھي ایک خاص نازک مسئلہ رہا ہے - یہ لوگ اتحادي وزارت سے خوش نہ تھے ' اور بہت سي شکایتیں بیان کرتے تھے - منجملہ انکے ایک بڑي شکایت یہ تھي کہ اتحادي وزارت نے انکي تنخواهیں گھٹا دي تھیں ' اور بیش قرار رقمیں حاصل نہیں کرسکتے تھے - سعید پاشا کي وزارت کے ساتھہ جب اتحاد و ترقي کو شکست هوئي ' تو کامل پاشا کي جماعت نے اپنے نئے اقتدار کے بڑهانے میں اس واقعہ سے بھي فائدہ اٹھایا ' اور تمام شہزادوں کي همدردي حاصل کرلي - یہاں تک کہ کامل پاشا کے وزیر اعظم هوے پر ایک شہزادے نے مدحیہ ترکي نظم بھی لکھي تھي -

مگر واقعات میں جلد جلد تبدیلي شروع هوگئي اور جنگ کے سریع السیر تغیرات نے ارادوں اور منصوبوں کے چہرے بے نقاب کردیے - پے در پے شکستوں کے ظہور ' وزارت کے تساهل ' یورپ پر اعتماد ' کامل پاشا کي بزدلي ' ذلت بخش درخواست صلح ' اور جنگ کي طیاریوں کي موقوفي ' یہ واقعات ایسے نہ تھے ' جو انکو بہت



جلالۃ السلطان عبد الحمید :
حضرت شہزادۂ یوسف عزالدین ولي عہد دولت عثمانیہ

جلد بے دل نہ کردیتے - سب سے زیادہ اس خبر نے قصر سلطانی میں ایک عام دہشت پیدا کردی تھی " کامل پاشا سلطان المعظم کو قسطنطنیہ چھوڑ دینے اور قدیم ایشیائی پایۂ تخت عثمانی (بروسہ) چلے جانے کا مشورہ دے رہا ہے " !

فی الحقیقت کامل پاشا نے اسکی پوری سعی شروع کردی تھی کہ جنگ کے آنے والے خطرات اور قسطنطنیہ پر بلغاری قبضے کا خوف دلا کر سلطان المعظم کو ترک قسطنطنیہ کیلیے راضی کرلے ' اور اس طرح تاریخ اسلام کا سب سے زیادہ ذلت بخش ' اور چالیس کروڑ چہروں کو روسیاہ کرنے والا حادثہ ' اسکی ملکی خیانت کی تکمیل کے ساتھ ظاہر ہوجاے -

صلح کی کھفگو ہوچکی تھی ' لیکن ابھی عرش خلافت کی قبر (سینٹ جیمس) لندن میں نہیں کھودی گئی تھی ' وہ سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا : " حالات بدل گئے ' اب اسکے سوا چارہ نہیں کہ جلالتمآب قسطنطنیہ کی حفاظت کو اللہ کے سپرد کریں اور جہاں تک جلد ممکن ہو ' تمام خاندان خلافت کو لیکر اپنے قدیمی پایۂ تخت میں تشریف لیجائیں ' یہ مشورہ دینے کیلیے میں مجبور ہوں ' کیونکہ آنے والے وقت کو دیکھنا نہیں چاہتا "

یہ کیا کہہ رہا تھا ؟ یہ آٹھ سو برس کے تخت حکومت کو چھوڑ کر نا مردانہ فرار کا مشورہ اُس شخص کو دے رہا تھا ' جسکے ایک بزرگ (سلطان مراد) نے جنگ (قوصوہ) کے معرکے میں اس طرح جان دی تھی کہ جانکنی کے وقت بھی اپنی پالکی کو میدان جنگ سے ہٹانے نہیں دیا !

جبکہ یہ کہہ رہا تھا ' تو یقیناً اسکے اندر سے صلیبی امیدوں کا شیطان لعین بول رہا تھا ' جن امیدوں کو آج صدیوں سے یورپ میدان جنگ میں پورا کرنا چاہتا ہے ' یہ کہہ رہا تھا ' تاکہ اسے بغیر ایک مسیحی قطرہ خون کے زائگان کیلیے پورا کردے -

آہ ! یہ چاہتا تھا کہ قسطنطنیہ کا وہ تخت ' جو آٹھ صدیوں سے کبھی خالی نہیں ہوا ' خالی ہوجاے !

" مگر کامل پاشا ' جسکی رگوں کی زندگی ڈھائی ہزار برس کی ایک مغضوب الہی اور تاج و تخت سے محروم قوم کے خون سے پرورش پارہی تھی ' اُس عثمانی خون کی حرارت کا اندازہ نہیں کرسکتا تھا جسکا ٹھہر آٹھ سو برس سے صرف تاجدار سروں اور شمشیر بکف ہاتھوں ہی میں رہا ہے - غالباً یہ پہلا موقعہ تھا کہ سلطان المعظم کو کامل کا چہرہ بغیر کسی نقاب کے نظر آیا - انھوں نے صاف کہدیا کہ " اس مشورے کی تعمیل محال ہے " !

اس اثنا میں بلغاریا بھی صلح کیلیے طیار ہوگئی تھی کہ اپنی کمزوری کو التواے جنگ کے پردے میں چھپاے - یکایک مشہور ہوا کہ کامل پاشا سخت سے سخت شرائط کے ساتھ بھی صلح کی سلسلہ جنبانی کررہا ہے -

یہ حالت دیکھکر اتحاد و ترقی کے ممبروں نے عرض و التجا کی انتہائی کوششیں شروع کردیں - سلطان المعظم کامل پاشا کی طرف سے افسردہ خاطر ہوچکے تھے ' لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ پوری کوشش کے ساتھ حالات سے انکو بے خبر رکھتا تھا ' اور یقین دلاتا تھا کہ دول یورپ نے صلح کو منظور کرکے انکے تاج و تخت کو بچالیا ہے ' اور اب اگر اسکے مانغے میں تامل ہوا تو پھر کوئی صورت بچنے کی نہیں ' اسلیے مقدم کام یہ تھا کہ کسی طرح سلطان المعظم کو اصل حال سے باخبر کیا جاے -

انجمن اس سے پہلے سلطان المعظم سے عرض حال کرچکی تھی اور دیکھہ چکی تھی کہ کامل پاشا کے تسلط سے یہ طریقہ بھی مفید مطلب نہیں ' پس اس نے قصر سلطانی کی طرف توجہ کی اور شہزادگان سلطانی کو اپنا ہم خیال بنانا چاہا -

اس سعی میں سب سے زیادہ جس شخص نے حصہ لیا وہ وارث خلافۃ عثمانی : شہزادہ یوسف عز الدین ولی عہد دولت علیہ تھے -

انھوں نے تمام شہزادگان قصر کو جمع کیا اور موجودہ وزارت کی ملک فروشیوں کی خبر دی - انکو یقین دلایا کہ اتحاد و ترقی ہی اس وقت ایک جماعت ہے جو ملک کو اس ورطۂ ہلاکت سے نجات دیسکتی ہے - انہوں نے خاص طور پر اس طرف توجہ دلائی کہ کامل پاشا نے سلطان المعظم کو قسطنطنیہ چھوڑ دینے کا مشورہ دیا تھا ' اور اب ٹرکی کی طرف سے صلح کی درخواست کرکے ذلت کی تکمیل کرنا چاہتا ہے - انہوں نے کہا کہ " اگر واقعی حالت ویسی ہی نازک اور مخدوش ہے ' جیسی کہ یہ بوڑھا وزیر ظاہر کرتا ہے ' تو پھر اس وقت اس شہر محبوب و مقدس کو ہماری سب سے زیادہ ضرورت ہے تاکہ ہم اپنے آخری قطرہ خون تک دشمنوں سے اسکو بچالیں - یہ کیا ہے کہ ہمارے عم محمد فاتح اور بایزید یلدرم کی اولاد در ' مشورہ دیا جاتا ہے کہ نامردانہ ملک اور قوم کو چھوڑ کر فرار کر جائیں ؟ "

اس مجلس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام شہزادوں اور خاندان سلطانی کے اعضا نے حلف اوقتیا کہ وہ آج سے انجمن کے ساتھ ہیں - عزت ملک کیلیے اپنی پوری قدرت صرف کر ڈالیں گے اور موجودہ وزارت کے ارادوں کو کامیاب نہ ہونے دینگے -

پرنس یوسف عز الدین کے خدمات کے حاصل ہوجانے سے انجمن کی کوششوں میں ایک نئی روح پیدا ہوگئی - انھوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سلطان المعظم سے ایک قومی وفد کی باریابی کی اجازت لیلی ' جو دو کھنٹے کے بعد انکی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا - یہ وفد انجمن اتحاد و ترقی کے رؤساء اور مختلف والاے ملت سے مرکب تھا ' اور اسکے رئیس شیخ (مرسی ظافم آفندی) سابق شیخ الاسلام تھے -

اس وفد نے حاضر ہوکر قوم کی طرف سے حسب ذیل معروضات پیش کیں :—

(۱) اس وقت تک جسقدر شکستیں دولت عثمانیہ کو ہوئی ہیں ' وہ دفتر جنگ کی غفلت ' فوج کی بے سروسامانی ' غذا کی بد نظمی ' اور باقاعدہ سپاہ کی عدم موجودگی کی وجہ ہوئی ہیں - لیکن اب رفتہ رفتہ حالت درست ہوتی جاتی ہے ' اور باوجود ہر طرح کی بے سروسامانیوں کے پھر بھی عثمانی فوج نے بلغاریا کی قوت کو سخت مجروح و مضروب کردیا ہے - پس جنگ کا ہمارے لیے اصلی وقت یہی ہے ' اگر ایک ہفتے تک ہم جنگ اور قائم رکھہ سکے ' تو صوفیا تک ہمارا کوئی مزاحم نہوگا - ایسی حالت میں باب عالی کا صلح کی درخواست میں شریک ہونا سخت غلطی ' اور ملک و ملت کی آخری عزت کو خاک میں ملانا ہے - ہم نے جنگ سے پہلے ریاست ہاے بلقان کے مطالبات کو ذلت کے ساتھہ ٹھکرا دیا تھا ' اب بھی ہم کو چاہیے کہ خواہ کچھہ ہی ہو ' لیکن جبتک تلوار کا قبضہ ہاتھہ میں ہے ذلت کا سر نہ جھکائیں -

جلالتمآب کو یقین دلایا گیا ہے کہ صلح کے بغیر چارہ نہیں ' مگر ہم نہیں سمجھہ سکتے کہ ایسا سمجھنے کی کیا وجہ ہے ' جبکہ آستانے سے لیکر شتلجا تک ہمکو عثمانی افواج کا ایک سمندر متلاطم نظر آرہا ہے ؟ اگر باڈیایی همه صلح کا ارادہ رکھی گیا گیا ہے ' تو خدا کیلیے اسمیں اسقدر جلدی نہ فرمائیے اور تم ازکم ایک مرتبہ اپنی موجودہ قوت کا صحیح اندازہ فرما لیجیے - تمام قوم کی خواہش ہے کہ ایک کمیشن تحقیقات کیلیے منظور کیا جاے ' جسکے ممبر معمود شوکت پاشا ' عزت پاشا ' ناظم پاشا ' عادل بے ' اور شیخ الاسلام ہوں ' اور اسے جلالتمآب شتلجا روانہ فرمائیں تاکہ وہاں کی فوجی حالت و قوت کا پوری تحقیق کے ساتھ معائنہ کرے اور دیکھے کہ ابھی جنگ جاری رکھی جاسکتی ہے یا نہیں ؟

ادبیات

لقد كان لكم في رسول الله :

اسوۂ حسنہ (۱)

اخلاص سے تھا (سیدنا پاک) کا ہر حال * گھر میں کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا
گھس گئی تھی نہیں ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں * چکی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا
سینہ پہ مشک بھرے جو لاتی تھیں دار دار * گو نور سے بھرا تھا ' مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباس مبارک غبار سے * جھاڑو کا مشغلہ بھی ہو ہر صبح و شام تھا
آخر کہیں جناب رسول خدا کے پاس * یہ بھی کچھ اتفاق کہ واں ادن عام تھا
محروم نہ تھے جو لوگ تو کچھ کرسکیں نہ عرض * واپس گئیں کہ پاس حیا کا مقام تھا
پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضور نے : * کل کس لئے تم آئیں تھیں ' کیا خاص کام تھا؟
عادت یہ تھی کہ آپ بھی کچھ منہ سے کہہ سکیں * (حیدر) نے ان کے منہ سے کہا جو پیام تھا
ارشاد یہ ہوا کہ " غریبان بے وطن * جن کا کہ صفۂ نبوی میں قیام تھا
میں ان کے دوستوں سے فارغ نہیں ہنوز * ہرچند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا
جو جو صعوبتیں کہ اب ان پر گذرتی ہیں * میں اسکا دمہ دار ہوں ' میرا یہ کام تھا
کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم تھا اُن کا حق * جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا"
خاموش ہو گئے (سیدۂ پاک) رہگئیں * جرأت نہ کرسکیں کہ ادب کا مقام تھا
یوں کی ہر (اہل بیت) مطہر نے زندگی * یہ ماجرای دختر خیر الانام تھا

[شبلی نعمانی]

(۱) یہ پورا واقعہ اسی تفصیل سے (سنن ابی داؤد) میں مذکور ہے -

فکاہات

شذرات نظم

بالغۂ سیاست کا آمد و آورد

کوئی پوچھے تو میں کہہ دونگا ہزاروں میں یہ بات * روش (سید مرحوم) خوشامد تو نہ تھی
ہاں مگر یہ ہے کہ تحریک سیاسی کے خلاف * اُن کی ہر بات تھی' آورد تھی' آمد تو نہ تھی

مشتق آباد ہند

لاکھ آزادی افکار کو روکا لیکن * یہ وہ افسوں ہے کہ ہر شخص پہ چل جاتا ہے
غیر کی بعثت تو گستاخ تھی مدت سے' مگر * اب تو کچھ آپ کے منہ سے بھی نکل جاتا ہے

حسرات محمد برجی

کامیابی میں بس ایک آدھ برس باقی ہے * لیگ سے سلسلۂ کانگرس باقی ہے
اب بھی آجاتی ہے کالم سے خوشامد کی صدا * جاچکا قافلہ اب بانگ جرس باقی ہے

رسی کا بل

دیزیاں اور تو بک جائیگی کتنے کتنے * کوئی اس مرحلۂ سعی میں ناکام نہیں
(سوت ابل) کا یہ مگر سلسلۂ بے معنے * ہے وہ آغاز' کہ جسکا کہیں انجام نہیں

(نقاد)

مقالات

تراجم رجال

از سید سلیمان ندوی

سیرة نبوی

(اثر : شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی)

(٤)

بقیہ " فن درایت "

سخت فروگذاشت یہ ہوئی کہ روایت کے اصول و قواعد میں فروعیت واقعہ کے اثر کا خیال نہیں کیا گیا ' یعنی یہ نہیں ملحوظ رکھا گیا کہ واقعہ کی نوعیت کے بدلنے سے شہادت اور روایت کی حیثیت کہاں تک بدل جاتی ہے ؟ مثلاً ایک شخص جو ثقہ ہے ' ایک ایسا معمولی واقعہ بیان کرتا ہے جو عموماً پیش آتا ہے اور پیش آ سکتا ہے ' تو بے تکلف یہ روایت تسلیم کے قابل ہے ' لیکن فرض کرو کہ وہی راوی ایسا واقعہ بیان کرتا ہے جو غیر معمولی اور نجویۂ عام کے خلاف ہے ' نیز گرد و پیش کے واقعات سے مناسبت نہیں رکھتا ' تو اب راوی کی معمولی درجہ کی ثقاہت کافی نہیں ہوسکتی ' بلکہ اس کو معمولی درجہ سے زیادہ عادل ' زیادہ محتاط ' زیادہ نکتہ داں ہونا چاہیے -

اس نکتہ کے ملحوظ نہ رکھنے سے روایت کے اکثر قاعدوں میں تعمیم قائم کرلی گئی ' اور اس سے بہت سی غلطیاں پیدا ہوگئیں -

مثلاً ایک بحث یہ ہے کہ روایت کرنے کے لیے کسی عمر کی قید ہے یا نہیں ؟ اکثر محدثین کا مذہب ہے کہ ٥ - برس کا لڑکا حدیث کی روایت کرسکتا ہے - محدثین کا اس پر استدلال یہ ہے کہ محمود بن الربیع ایک صحابی تھے ' آنحضرت کے وقت وہ پانچ برس کے تھے - آنحضرت نے ایک دفعہ اظہار محبت کے طور پر ان کے منہ پر کلی کا پانی ڈالدیا تھا - اس واقعہ کو انھوں نے جوان ہوکر لوگوں سے بیان کیا ' اور سب نے یہ روایت قبول کرلی - اس سے ثابت ہوا کہ ٥ - برس عمر کی روایت مقبول ہے (١) محدثین کا یہ بھی استدلال ہے کہ اگر بلوغ کی قید لگائیں ' تو بہت سے صحابہ کی روایتیں چھوڑ دینی پڑیں گی - حضرت عبد اللہ بن عباس آنحضرت کے وفات کے وقت ١٤ - ١٥ - برس کے تھے - عبد اللہ بن زبیر ٩ - ١٠ - برس کے - نعمان بن بشیر ٨ - برس کے - اسی طرح سائب بن یزید ' عبد اللہ بن جعفر ' سیور بن مخرمہ ' سلمہ بن مخلد ' عمرو بن ابی سلمہ ' یوسف بن عبد اللہ بن سلام ' ابو طفیل وغیرہ نے کم عمری ہی میں آنحضرت سے حدیثیں سنی تھیں -

اس کے برخلاف ' بعض محدثین کی رائے یہ ہے کہ کم سن کی روایت قابل حجت نہیں ' فتح المغیث میں ہے :

ولكن قد منع قوم القبول	لیکن بعض لوگوں نے بچہ کے متعلق
هنا اى في مسئلة الصبي	روایت کے قبول کرنے سے انکار کیا ہے '
خاصة ' فلم يقبلوا من	خاصة ' ان لوگوں کے نزدیک وہ روایت مقبول
تحمل قبل البلوغ لان	نہیں جو سن بلوغ سے پہلے کی گئی ہو '
الصبي مظنة عدم الضبط	کیونکہ بچہ کی نسبت احتمال ہے کہ اسنے
وهو وجه للشافعية * * *	روایت کو اچھی طرح محفوظ نہ رکھا ہوگا -
وكذا قال ابن المبارك	شافعیہ کے لیے یہی ایک دلیل ہے -
يتوقف في حديث	اسیطرح عبد اللہ بن مبارک بچہ کی
الصبي (صفحه : ١٦٣)	روایت قبول کرنے میں تامل کرتے تھے -

لیکن یہ رائیں صحیح نہیں - بے شبہ ٥ - برس کا بچہ اگر یہ یہ واقعہ بیان کرے کہ میں نے فلاں شخص کو دیکھا تھا ' اس کے سر پر بال تھے ' یا وہ بوڑھا تھا ' اس نے مجھ کو گودیوں میں کھلایا تھا ' تو اس روایت میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں - لیکن فرض کرو ' وہی بچہ یہ بیان کرتا ہے کہ فلاں شخص نے فقہ کا یہ دقیق مسئلہ بتایا تھا ' تو پھر ضرور شبہ ہوگا کہ بچہ نے صحیح طور سے مسئلہ کو سمجھا بھی تھا یا نہیں ؟

فقہا نے اس نکتہ کو ملحوظ رکھا ہے - چنانچہ فتح المغیث میں شرح مہذب سے نقل کیا ہے :

قبول اخبار الصبي المميز	بالتمیز لڑکے کی روایت اُن واقعات
فيما صريقه المشاهدة بخلاف	کے متعلق مقبول ہے جو دیکھنے سے
ما طريقه النقل كالافتاء	تعلق رکھتے ہوں ' لیکن جو باتیں
و رواية الاخبار ، نحو ه	نقادات میں داخل ہیں ' مثلاً فقہی
(نسخه مطبوعه للمنير	یا حدیث کی روایت کرنا ' تو ان
صفحه ١٢٢)	میں مقبول نہیں -

لیکن محدثین نے اس اصول کو عموماً نظر انداز کیا - فتح المغیث میں ہے :

ثم الضبط نوعان : ظاهر و باطن	ضبط (١) کی دو قسم ہے : ظاہری
فالظاهر ضبط معناه من حيث	اور باطنی ' ظاہری کے یہ معنی
اللغة ' والباطن ضبط معناه	ہیں کہ لفظ کے لغوی معنی کا لحاظ
حيث يتعلق الحكم الشرعي	رکھا جائے ' باطنی کے یہ معنی ہیں
به وهو الفقه ' ومطلق الضبط	کہ شرعی حکم جس بنا پر متعلق
الذي هو شرطه في الرازي	ہے ' اس کا لحاظ رکھا جائے ' اس
هو الضبط ظاهرا عند	کو فقہ کہتے ہیں ' لیکن جو ضبط
الاكثر ' انه يجوز نقل	روایت کے لیے مشروط ہے وہ اکثروں
الخبر بالمعنى ترمد	کے نزدیک وہ صرف ظاہری ضبط
تبديل المعنى روايته	ہے کیونکہ ان لوگوں کے نزدیک
قبل الحفظ او قبل العلم	روایت بالمعنی جائز ہے - اسی بنا
حين سمع ولهذا المعنى قلت	پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ روایت کے
الرواية عن اكثر الصحابة لتعذر	ادا کرنے میں معنی بدل جائے ' میں
هذا المعنى - قال : وهذا الشرط	اور یہی وجہ ہے کہ اکثر صحابہ کے
وان كان على ما يبدو فان	بہت کم حدیثیں روایت کیں کیونکہ
اصحاب الحديث مايعتبرونه	معنی کا نہ بدل جانا مشکل ہے '
فى حق الطفل دون المغفل	لیکن محدثین اس کا لحاظ نہیں
فانه متى صح عند هم	کرتے بلکہ بچہ جب سنے اور مجلس
سماع الطفل او حضوره	میں شریک ہونے کے قابل ہوگیا تو
اجازوا روايته (صفحه ١٢١)	اس کی روایت کو جائز سمجھتے ہیں -

ایک عجیب بات یہ ہے کہ سیرت نبوی کے نہایت اہم واقعات

(١) ضبط کا لفظ محدثین کی ایک اصطلاح ہے جسکے معنی ہیں کسی روایت کے الفاظ اور مطلب کو اچھی طرح سمجھنا اور ادا کرنا ہے

(١) یہ پوری بحث فتح المغیث صفحہ ١٢٢ تا صفحہ ٢٢ میں ہے (مدہ) '

جو آج تک معرکۃ الارا ہیں اور جن پر ارباب آراء کے مختلف گروہ قائم ہوگئے ہیں ' اکثر اُن راویوں سے منقول ہیں جو سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے - حدیثوں میں ہے کہ جب آپ نے پہلی دفعہ حضرت جبریل کو دیکھا تو گھبراتے ہوئے گھر میں تشریف لائے اور حضرت خدیجہ سے کہا کہ مجھکو اپنی جان کا ڈر ہے - بخاری کتاب التعبیر میں روایت ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو پہاڑ پر سے گرا دینا چاہا - طبری میں ہے کہ آپ کو خیال ہوا کہ میرے حواس میں فرق آگیا ہے - حضرت خدیجہ نے کہا : " نہیں خدا آپ کو ضائع نہیں کریگا " پھر وہ آپکو ورقہ کے پاس لے گئیں ' ورقہ نے آپ کا بیان سنا اور آپ کو تسکین دی -

یہ روایت کسقدر تعجب انگیز ہے ! سید المرسلین کو حضرت جبریل نظر آتے ہیں ' آپ اور دیکھ کر آپ گھبراتے ہیں ' اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا دینا چاہتے ہیں ' حواس کی نسبت شبہ ہوتا ہے ' پھر ایک عیسائی تسکین دیتا ہے ' تب کہیں جا کر تسکین ہوتی ہے !

عالم ملکوت کے واقعات اور مشاہدات ہر شخص ادا نہیں کرسکتا - انحضرت نے جو کچھ دیکھا ' جن الفاظ میں ادا فرمایا ' اسکو راوی نے کس طرح سمجھا ' کیونکر ادا کیا پھر درجہ بدرجہ ' راویوں تک آتے آتے کیا کیا تبدیلیاں ہوگئیں ؟ اس کا کون اندازہ کرسکتا ہے ؟

یہ خدا نخواستہ زراۃ کی شان میں بدگمانی نہیں ' بلکہ اقتضائے حالت ہے - اصول فقہ میں یہ بحث ہے کہ جو صحابہ فقیہ نہ تھے اُن کی روایت اگر قیاس شرعی کے خلاف ہو تو واجب العمل ہوگی یا نہیں ؟ بحر العلوم ' فخر الاسلام کا مذہب نقل کرکے کہتے ہیں :

و وجہ قول الامام فخر الاسلام	امام فخر الاسلام کے قول کی وجہ
ان النقل بالمعنی شائع و قلما	یہ ہے کہ روایت بالمعنی عام
یوجد النقل باللفظ فان حادثۃ	طور پر شائع تھی ' ایک ہی
واحدۃ قد رویت بعبارات	واقعہ مختلف الفاظ میں ادا کیا
مختلفۃ ' ثم ان تلک العبارات	گیا اور یہ الفاظ باہم مرادف
لیست مترادفۃ بل قد یزید	بھی نہیں بلکہ اکثر مجازی
ذلک المعنی بعبارات مجازیۃ	عبارتوں میں مطالب ادا کیے
فاذا کان الراوی غیر فقیہ	گئے ' اس بنا پر جب راوی
احتمل الخطأ فی فہم المعنی	فقیہ نہ ہو کا تو احتمال ہو گا کہ
المرادی الشرعی * * * و	اُس نے خطاب مقصود (شرعی)
یلزم منہ نسبۃ الکذب معتمدا	کے سمجھنے میں غلطی کی ہو '
الی المعصومی معصوم اللہ	اس سے معصوم اللہ تجھ پر یہ لازم
عن ذلک ' (شرح مسلم	نہیں آتا کہ صحابی کی طرف
مطبوعہ لکھنؤ : ۳۳۲)	جھوٹ کی نسبت کی گئی -

محدثین اس اصول سے کہ " راقعہ جس درجہ کا اہم ہو ' شہادت بھی اسی درجہ کی اہم ہونی چاہیے " بے خبر نہ تھے ' لیکن انہوں نے اس کا دائرہ محدود رکھا -

امام بیہقی کتاب المدخل میں ابن مہدی کا قول نقل کرتے ہیں :

اذا روینا عن النبی	جب ہم آنحضرت سے حلال و حرام
فی الحلال والحرام ' واذا	اور احکام کے متعلق حدیث روایت
انتقدنا فی الرجال ' واذا	کرتے ہیں تو آسمیں نہایت سختی
روینا فی الفضائل والثواب	کرتے ہیں اور راویوں کو پرکھہ لیتے
والعقاب ' سہلنا فی	ہیں ' لیکن جب فضائل اور ثواب
الاسانید وتسامحنا	و عقاب کی حدیثیں آتی ہیں '
فی الرجال - (فتح	تو ہم سہل انگاری اور راویوں کے

امام احمد حنبل کا قول ہے :

ابن اسحاق رجل تکتب	ابن اسحاق اس درجہ کے آدمی ہیں
عدۃ ہذہ الحدیث یعنی	کہ مغازی وغیرہ کی حدیثیں ان سے
المغازی ونحوہا واذا جاء	روایت کی جاسکتی ہیں ' لیکن جب
الحلال والحرام اردنا قویا	حلال و حرام کے مسائل آجائیں ' تو
ہکذا (وقبض اصابع یدیہ	ہم تو ایسے لوگ درکار ہیں (یہ کہکر
الاربع) (فتح المغیث	انہوں نے چاروں انگلیوں کو بند
صفحہ ۱۲۰)	کرکے دکھایا) -

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محدثین واقعہ کی اہمیت کی بنا پر راوی کے درجہ کا لحاظ رکھتے تھے ' اسی بنا پر ابن اسحاق کی نسبت امام احمد نے یہ تفریق کی کہ حلال و حرام میں اُن کی شہادت معتبر نہیں ' لیکن مغازی میں اُن کا اعتبار ہے - یہ وہی اصول ہے کہ جس درجہ کا واقعہ ہو ' اُسی درجہ کی شہادت ہونی چاہیے ' اور یہ کہ واقعہ کے بدلنے سے شہادت کی اہمیت بدل جاتی ہے ' لیکن افسوس یہ ہے کہ محدثین نے صرف مسائل فقہیہ میں اس اصول کا لحاظ رکھا ' فضائل و مناقب و مغازی اور ثواب و عقاب میں اسکی رعایت نہ کی ' حالانکہ فضائل و مغازی میں بہت سے ایسے موقع پیش آتے ہیں جو مسائل فقہیہ سے زیادہ اہم ہوتے ہیں فرض کرو ' یہ حدیث کہ نماز میں آمین زور سے کہی جائے یا آہستہ ؟ اس کے اثبات و نفی سے اسلام پر کیا اثر پڑسکتا ہے ؟ لیکن حضرت زینب کے نکاح کی روایت جس طرح مسند حنبل میں مذکور ہے اگر صحیح ہو تو اس کا اسلام پر کیا اثر ہوا ؟

سیرت میں بہت سے واقعات ہیں جو آنحضرت کے اخلاق سے تعلق رکھتے ہیں - ان روایتوں میں نہایت احتیاط ' تنقید ' اور تحقیق کی ضرورت تھی ' لیکن ان میں یہ اصول ملحوظ نہیں رکھا گیا اور اسی کا اثر ہے کہ ازواج مطہرات کے واقعات میں بہت سی ایسی روایتیں داخل ہوگئیں ' جو واقع میں صحیح نہیں ' اور جن کو آج مخالفین اسلام استدلال میں پیش کرتے ہیں -

(۷) فن تاریخ و روایت پر جو خارجی اسباب اثر کرتے ہیں ان میں سب سے بڑا قوی اثر حکومت کا ہوتا ہے - مسلمانوں کو ہمیشہ اس بات پر فخر کا موقع حاصل رہا ہے کہ اُن کا قلم تلوار سے نہیں دبا - حدیثوں کی تدوین بنو امیہ کے زمانہ میں ہوئی ' جنہوں نے پورے ۹۰ برس تک سنہ دھ سے لیکر ایشیائے روم اور اندلس تک مساجد جامع میں آل فاطمہ پر ناروا گالیاں ' سیکڑوں ہزاروں حدیثیں امیر معاویہ وغیرہ کے فضائل میں بنوائیں ' عباسیوں کے زمانہ میں ایک ایک خلیفہ کے نام پیشیں گوئیاں حدیثوں میں داخل ہوگئیں ' لیکن نتیجہ کیا ہوا ؟ عین اُسی زمانہ میں محدثین نے علانیہ منادی کردی کہ یہ سب جھوٹی روایتیں ہیں - آج حدیث کا فن اِس خس وخاشاک سے بالکل پاک ہے (۱) اور بنو اُمیہ و عباسیہ جو ظل اللہ اور جانشین پیغمبر تھے ' اُسی مقام پر نظر آتے ہیں جہاں اُن کو ہونا چاہیے تھا - (۲)

ایک دفعہ ایک شاعر نے مامون الرشید کے دربار میں قصیدہ پڑھا کہ " امیرالمومنین ! اگر تو آنحضرت کے انتقال کے وقت موجود ہوتا تو خلافت کا جھگڑا سرے سے پیدا ہی نہ ہوتا ' دونوں فریق تیرے ہی ہات پر بیعت کرلیتے " فوراً سردربار ایک شخص نے اُٹھ کر کہا

---

(۱) لیکن میں سمجھتا ہوں کہ خس و خاشاک ابتک باقی ہیں - آج بھی مدھا رہ احادیث کتابوں میں موجود ہیں جو محض بنو اُمید کے سیاسی دسائس کے زمرہ میں آئی تھیں اور انکے متعلق کوئی تمیز نہیں کی جاتی - (الہلال)

(۲) لیکن سیوطی نے تو ائمہ اثنا عشر رامی حدیث کا مصداق انہی کو ٹھہرایا ہے !

" تر جھوٹ کہتا ہے ' امہر المومنین کا دادا وہاں موجود تھا ' کسی نے اسکی بات تک نہ پوچھی " مامون الرشید کو بھی اس گستاخانہ جواب پر غصہ آیا مگر بات سچ تھی ' مجبوراً تحسین کرنی پڑی -

تاہم یہ قوی اور عالمگیر قدرت بالکل بے اثر نہیں رہ سکتی تھی ' اسلیے سیرت میں اُس کے نشانات جابجا پائے جاتے ہیں - مثلاً سیرت کی کتابیں عموماً اس انداز پر لکھیں گئیں ' جس طرح سلاطین کی ملکی فتوحات لکھی جاتی ہیں - تاریخ نگاری کا قدیم طریقہ یہ تھا کہ فتوحات اور رزمیہ کارناموں کو نہایت تفصیل سے لکھتے تھے - ملکی نظم و نسق اور تمدن و معاشرت کے واقعات یا تو بالکل قلم انداز کر جاتے تھے ' یا اس طرح پراگندہ اور بے اثر لکھتے تھے کہ ان پر نگاہ نہیں پڑتی تھی - سیرت نبوی بھی اسی انداز پر لکھی گئی ' جس طرح سلاطین کی تاریخیں لکھی جاتی ہیں - چنانچہ سیرت کی ابتدائی تصنیفیں مثلاً سیرت موسیٰ ابن عقبہ اور ابن اسحاق مغازی ہی کے نام سے مشہور ہیں ' ان کتابوں کی ترتیب یہ ہے کہ سلاطین کی تاریخ کی طرح سنین اور عنوان بناتے ہیں اور اسی ترتیب سے حالات لکھتے ہیں - یہ حالات تمام تر جنگی معرکے ہوتے ہیں اور غزوات ہی کے عنوان سے داستانیں شروع کی جاتی ہیں -

یہ طریقہ اگرچہ سلطنت و حکومت کی تاریخ کے لیے بھی صحیح طریقہ نہ تھا ' لیکن سیرت کی سوانح نگاری ایسے تو بالکل نامووزں ہے - ممکن ہے کہ کسی پیغمبر کو نمایاں طور پر جنگی واقعات پیش آئیں ' اور ممکن ہے کہ اس خاص حالت میں وہ بظاہر ایک فاتح یا سپہ سالار کے رنگ میں نظر آئے ' لیکن یہ پیغمبر کی اصلی تصویر نہیں ہے - پیغمبر کی زندگی کا ایک ایک خط و خال ' تقدس ' نزاہت ' حلم و کرم ' عظمت و اولوالعزمی ' اور ایثار ہونا چاہیے ' بلکہ عین اسوقت ' جب کہ اس پر سکندر اعظم کا دھوکا ہو رہا ہو ' ژرف

بین نگاہ ہیں فوراً پہچان جائیں نہ سکندر نہیں ' مرتشفہ ہے ! !

ارباب سیر نے اپنی دانست میں یہ طریقہ بہتر سمجھا کہ عام حالات زندگی کے بعد ایک جدا باب فضائل اور معاصن کا باندھتے ہیں ' اور اُس میں آنحضرت کے مکارم اخلاق کو تفصیل سے لکھتے ہیں ' لیکن اس طریقہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کتاب دو مختلف شخصوں کی تاریخ بن جاتی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے اخلاق و اوصاف بالکل الگ الگ ہیں -

تمام ارباب سیر لکھتے ہیں کہ آنحضرت نے جب (بنو نضیر) کا محاصرہ کیا تو حکم دیا کہ اُن کے نخلستان کاٹ ڈالے جائیں (قرآن مجید میں بھی اس کا اجمالی ذکر ہے) ارباب سیر یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہودیوں نے اِس حکم کی نسبت اعتراض کیا کہ " یہ انصاف اور انسانیت کے خلاف ہے " یہ اعتراض نقل کرکے ہمارے مصنفین اصلی واقعہ کی حقیقت نہیں کھولتے اور بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ جسطرح آجکل دشمنوں کے باغ اور کھیتیاں برباد کر دیے جاتی ہیں ' اُسی طرح اُس مقدس زمانہ میں بھی انداز تھا -

ارباب سیر لکھتے ہیں کہ آنحضرت کسی غزوہ کی جب طیاری کرتے تھے تو دھوکہ حملہ کرنا ہوتا تھا اسکا نام نہیں ظاہر کرتے تھے بلکہ اور کسی مقام کا نام مشہور کرتے تھے - سیرت ابن ہشام میں غزوہ بنوک میں ہے -

وکان رسول اللہ قلما یخرج فی غزوۃ الا الکنی عنها و اخبر انه یرید غیر الوجه اللذی یصمد له -

آنحضرت کا عام معمول یہ تھا کہ جب کسی غزوہ کے لیے نکلتے تھے تو نام کو چھپا لے تھے اور جدھر کا قصد ہوتا تھا اسکے خلاف ظاہر کرتے تھے -

یہ بھی سلاطین کی مصلحت کا اثر ہے - محمد بن اسحاق جن کی کتاب پر آج اس فن کی بنیاد ہے ' انہوں نے یہ کتاب خلیفہ منصور کے لیے لکھی تھی ' اس لیے غزوات نبوی کی نسبت بھی ایسا ہی قیاس قائم کر سکتے تھے -

غزوات جس انداز میں لکھے گئے ہیں ان میں بالکل شاہی تاریخوں کا انداز ہے - فوجیں آراستہ ہوتی ہیں ' بڑے بڑے نامور پہلوان میدان جنگ میں آتے ہیں ' مار دھاڑ شروع ہوتی ہے ' تیغ و خنجر چلتے ہیں ' غارت گری ہوتی ہے ' اسباب و مال لوٹ کر آتا ہے ' بیوائیں ' بچے ' بوڑھے ' گرفتار ہوتے ہیں ' اور قیدی بنائے جاتے ہیں ' مغازی نبوی کی بھی بعینہ یہی تصویر کھینچی جاتی ہے -

سخت تعجب یہ ہوتا ہے کہ بہت سے غزوات کے متعلق بخاری و مسلم وغیرہ میں ایسے واقعات موجود ہیں کہ اگر اُن کو پیش نظر رکھا جاتا ' تو غزوہ کی صورت بدل جاتی اور معلوم ہوتا کہ جو وجہہ ہوا مجبوری اور حفاظت خود اختیاری تھی ' لیکن سیرت کے مصنفین نے بخاری و مسلم کو بھی ان موقعوں پر نظر انداز کردیا -

حالانکہ میں دستور تھا کہ جب کوئی قبیلہ کسی قبیلہ پر فتح پاتا تھا تو مال غنیمت میں سے جو اُنکا حصہ خود پاتا تھا ' اس کے علاوہ عمدہ چیزوں بھی انتخاب کرکے لے لیتا تھا ' اس اور صفیہ کہتے تھے - ہمارے سیرت نگاروں نے بھی جا بجا صفیہ کا ذکر کیا ہے - چنانچہ حضرت صفیہ (حرم نبوی) کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اسی طرح حرم نبوی میں داخل ہوئی تھیں -

غرض اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں ' جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مصنفین ' جو سلاطین کے درباری تھے ' سلاطین ہی کا نمونہ پیش نظر رکھتے تھے ' اسلیے سیرت نبوی کا عام انداز بھی وہی نظر آتا ہے جو شاہی تاریخوں کا ہوتا ہے -

(لہا بقیۃ)

مغربی دنیا میں اعلاے کلمۃ اللہ

مرحومی - السلام علیکم - میں نے ہندوستان سے رخصت ہوتے ہوئے پیسہ اخبار و زمیندار کے ذریعہ اپنی عرض سفر شائع کردی تھی ' اشاعت اسلام کے متعلق اگرچہ میں نے کسی سے وعدہ کیا نہ کوئی امید دلائی ' لیکن برادران ملت نے مجھے بواسطہ یا بلا واسطہ عنوان بلا کے ساتھ رابطہ پیدا کرلیا ' اور میرے متعلق مخالف اسلامی میں وہ آمیدیں ظاہر کی گئیں ' جنکا اہل میں کبھی بھی اپنے آپکو نہیں سمجھتا - مجھے ان تعبیروں کو دیکھکر یہ تو خوشی ہوئی کہ میری قوم میں بیداری اور اشاعت اسلام کا شوق ہے ' میں جہاں نہ کسی انجمن کی طرف سے مقرر ہوکر آیا اور نہ کسی - فرضہ تاجر ببئی کی جیب نے متکفل ہوکر مجھے اشاعت اسلام کے لیے یہاں بھیجا - میں در اصل اس اصول ہی کا مخالف ہوں - چنانچہ ڈاکٹر اقبال کا سفر جاپان جوکہ انجمن کی طرف سے تجویز ہوا تھا اسلیے میں نے اسکی مخالفت کی تھی - اسلام کا درخت ذاتی قربانیوں کے خون سے سینچا گیا ہے ' اور اب ہمیں اسی کی ضرورت ہے میرے مضطرب دل کی حضرۃ احدیت مآب کی جناب میں گریہ و زاری و نیاز مندی مجھے مغربی دنیا میں لے آئی ہے اور میں آج کسی نہج پر بھی اس سفر کو ضائع نہیں سمجھتا -

مجھے یہ علم تھا کہ یہاں کا طریق عمل اور یہاں کا شعار بالکل نرالا ہے ' اسلیے میں نے عجلت سے کام نہیں لیا ' یہاں کسی ہال کو کرایہ پر لے لینا ' انمیں لیکچر دیدینا ' یا اخباروں میں چرچہ کرانو اچھے ہم وطنوں کو دھوکہ دیدینا اور اسطرح انکی جھوٹی خوشی کا

مراسلات

حریف ہوجاتا تو بہت ہی آسان کام تھا اور خصوصاً اس شہر میں جہاں تاجرانہ اصول پر ترقی سے بڑی بڑی عزت اور عصمت اور رائیں خریدی جاسکتی ہیں - مجھے نہ شہرت سے مطلب اور نہ "ان اجری علی اللہ" کے سوا اسکے اجر پر نگاہ ' اور نہ کسی انجمن یا تاجر جمعیتی کے مقابل کسی خدمت کی دعوے داری ' اسلیے میں نے یہاں کے حالات " یہ نگاہ اشاعت اسلام مطالعہ کرنا شروع کیا - آج ہندوستان سے نکلے مجھے پانچواں مہینہ ہے - اگرچہ میعاد تھوڑی ہے لیکن اس عرصہ میں میں جس نتیجہ پر آیا ہوں ' وہ برادران اسلام کی اطلاع کے لیے قوم و واقعہ کے حوالہ کردیتا ہوں - اللہ تعالی بھی جانتا ہے کہ جن نتائج پر میں پہنچا ہوں وہ غلط ہیں یا صحیح ؟ یہ لوگ سرد ملک کے باشندے ہیں اور معاملات میں جلد باز نہیں ' ابطل خیال ہوا پر قدامت پرست ہیں - نئی بات یا طریق یا تہذیب کو جلدی میں اختیار نہیں کرتے ' انمیں خود پسندی اور خود رائی بہت ہے ' متواتر کامیابی نے ان طاقت و دولت نے انمیں رعونت پیدا کردی ہے ' یہ ایشیائی دماغ کو کسی قابل نہیں سمجھتے ' ہر ایک خیر و خوبی کا منبع مغرب کو جانتے ہیں ' اگرچہ انکا خدا مشرق میں آیا - کسی مشرقی اصول یا خیال و رائے کو بعض مشرقی وجوہات باعث قابل توجہ نہیں سمجھتے - سخت عدیم الفرصت ہیں - صبح کے آٹھ بجے تک گھروں سے نکل کر اپنے کاموں پر چلے جاتے ہیں - چھ بجے شام کو ہم سے لوٹ کر گھر آجاتے ہیں - سارے دن کے تھکے ہوئے مختلف قسم کے سرور و خوشی کے اشغال میں لگ جاتے ہیں - لیکچروں میں اکثر آتے ہیں تو محض دل بہلانے یا شغل کے لیے - اسلیے یہاں کے لیکچر نصف یا پون گھنٹے کے اندر اندر ختم ہوجاتے ہیں - اس سے زیادہ انمیں بیٹھنے کی تاب نہیں - پراپیگنڈس یہاں کی دین و ایمان ہے - کوئی ضرور معروف فاضل اور وہ بھی پراپیگنڈس پر لیکچر دے ' تو ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں اور خصوصاً ایسے موقع پر جمع ہونا از روے فیشن لوازمات سے ہے - مذہب پر جسقدر لیکچر میں نے سنے ' اگرچہ بعض مواقع پر لیکچرار بہت ہی نامی تھے ' لیکن اس آباد شہر میں سامعین کی تعداد ستر اور سو کے اندر اندر دیکھی - مذہب سے انکو کوئی دلچسپی نہیں - گرجوں میں اکثر جاکر دیکھا - یہاں کا نیشن عورتوں کو معبدوں میں لے آنا جتنے رابستۂ زلف بعض مرد بھی ہوتے ہیں - باقی خیریت -

اسلام کے متعلق جن غلط فہمیوں کو یہاں آکر دیکھا ' انکا وہم و گمان بھی کبھی مجھے ہندوستان میں نہ تھا - برا سے برا تصور جو کسی مذہب یا ایسوسیشن کا تجویز کیا جاسکتا ہے وہ یہاں اسلام کا ہے - اسکے دعوے دار پادری ہی نہیں بلکہ یہاں کا پالیٹکس بھی ہے - پچاس سال گذر چکے ہیں جب ابرل پارٹی نے چاہا کہ ترک یورپ سے روانہ ہوں - یورپ میں جنگ بلکروں اور لڑکوں کے ہاتھوں میں ہے - موجودہ بلقانی جنگ بلکروں اور اخباروں کی سازش کا نتیجہ ہے - یہاں کی ابرل پارٹی کا فرض تھا کہ اگر وہ ترکوں کو یورپ سے نکالنا چاہے تو اوانکے خلاف لڑکوں کی راے پیدا کردے - چنانچہ قسما قسم کی دروغ بیانیوں اور قسماقسم کے خلاف واقعات مظالم انکے متعلق اخباروں میں ' ناولوں میں ' کتابوں میں ' شائع کیے گئے ' از گذشتہ پچاس برس کے اندر اہل مغربی اقوام کو اور عامۂ الناس کو ترکوں کا دشمن بنا دیا گیا - آج کل انگریزی کے اخباروں میں ایک قسم کی سازش ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک فقرہ بھی ترکوں کی حمایت میں نکل جاے - میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم ہندوستان میں کیا سمجھے ہوے تھے - یہاں تو دل کے کل ترکوں کے دشمن ہیں - بہر حال یہ پولیٹکل امور ہیں جن سے مجھے تعلق نہیں ' میری غرض کہنے کی یہ ہے کہ ترکوں کا بھیانک نقشہ جو پوری دنیا میں ' خصوصاً اس پچاس سال میں پراپیگنڈل اغراض سے پھیلایا گیا ' اسنے اسلام کو یہاں بدنما کردیا ہے - کیونکہ ترک اور مسلمان یہاں مترادف ہیں -

یہاں کی طرز زندگی یہاں کے خیال کے مطابق معصومانہ لہو و لعب یا دفع الوقتی ہیں مگر وہ باتیں اپنے اندر ذہنی ہیں جو میرے نزدیک فواحش میں داخل ہیں - تھیٹر اور بیلیس (پیرس) میں گیا اور واقفیت حاصل کرنے کے لیے اس خداس کے بعض دربار بھی دیکھے - پھر یہاں آیا - یہاں کے مختلف مشاغل کو بھی دیکھا - استعفار اور لاحول پڑھنا تو خیر ایسے مواقع پر ہر ایک مسلم کا اضطراری فعل ہے ' لیکن اشاعت اسلام کے نقطۂ خیال سے میں اکثر دریاے حیرت میں چلا جاتا ہوں ' اور کہتا ہوں کہ الہی یہ قوم اور اسلام کو قبول نہ کرے ؟ میں نے عرض کیا ہے کہ خود عیسائیت اور مذہب سے انکو دلچسپی نہیں - مذہبی معاملات میں دخل دینا یہ تضیع اوقات سمجھتے ہیں - اسلام سے انکو سخت نفرت ہے - اسلام انکے نزدیک مانع ترقی ہے - اور موجودہ زمانہ کی رفتار کے بالکل مخالف - پھر ان سب باتوں کے ماسوا انکی مصروفیت اور اشغال دنیوی کچھ ایسے وسیع ہیں کہ انکو فرصت بھی کسی کام کی نہیں - یہ حالت نصف سے زیادہ قوم کے ہیں - باقی امرا ہیں جنکو سمجھنا ہی نہیں آتی کہ روپیہ اور دولت کو یہاں پھینکیں ؟ ایسے فارغ البال اور مجموعہ عجائبات ملک میں انکے بہلانے کے سامان ایسے کثیر ہیں کہ انکو مذہب جیسے امور سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا - یہ تو تاریک پہلو اشاعت کا ہے جو میں نے عرض کیا اور امور بالا کو دیکھکر میں نے پسند نہ کیا کہ وقت اور روپیہ لیکچروں میں خرچ اور ضایع کروں - لیکن تصویر کا ایک روشن پہلو بھی ہے جو نہایت ہی خوش کن اور حوصلہ افزا ہے -

یہاں کے لوگ جیسے کہ اہل الراے ظاہر سمجھے جاتے ہیں ' علم اور پڑھنے لکھنے اور ہرگز نہیں - یہاں کے لوگوں کو بعض معاملات کے متعلق اخبار پڑھنے کے بعد عقل آتی ہے - صبح اٹھتے ہی یہ اخبار پڑھنے ہیں جسپر اونکو بھروسہ ہوتا ہے - پھر جو کچھ اس اخبار میں ہو یا نہو وہی انکا دین و ایمان ہے ' وہی انکی راے ہے - یہی وجہ ہے کہ پریس یہاں زبردست طاقت ہے - اس قوم کی ترقی کے اسباب میں یہ ایک سبب بھی ہے کہ جس شخص کو ایک دفعہ اہل الراے مان لیں یا اپنا لیڈر تسلیم کرلیں ' اوسکا کچھ کہدینا نقش برسنگ ہے - جنگوں میں بھی انکے سپاہیوں کی یہی حالت ہے - مذہبی ' تعلیمی ' ملکی ' سیاسی ' وغیرہ امور میں ایک وقیع صاحب الراے کسی راے کا اظہار کردے ' کل کے کل ہم آواز ہوجاتے ہیں - میرے نزدیک یہ ایک اعلی خوبی ہے ' ہر ایک شخص ہر امر میں صاحب راے نہیں دے سکتا - یہی وجہ ہے کہ ایک زبردست آدمی ایک کتاب لکھکر ایک نئی بات پیش کرتا ہے اور ملک کو اپنی زندگی میں اپنا ہم راے بنا جاتا ہے - مجھے اگر اشاعت اسلام کی کوئی صورت اسوقت تک سمجھ میں

آئي هے تو اِن اهل الرائوں کي وجه سے هے نه که عامة الناس کي وجه سے -

میں نے یہاں آکر بعض مشاهیر کلیسا سے عیسایت کے متعلق گفتگو کي - علمي معاملات میں دلچسپي رکھنے والے بعض امراء سے میں ملا - مجھے اِن سے ملکر بہت خوشي هوئي - جب میں نے عیسا ئیت کے اصولوں کے خلاف ایک نرم پیرایه میں بعض اشکال پیش کئے تو بلا تامل انهوں نے تسلیم کر لیا - بعض یہاں کے سوشیل اور تمدني جدید خیالات کو بعض قرانی آیات کا لفظي ترجمه دکھلایا ' تو وه اور بهي حیران هوے اور بعض نے کہا که هم نے محمد صلعم کے دماغ کو اتنا بلند پرواز نه سمجها تها - اِن لوگوں نے چاها که اگر اسلام کے متعلق انکو اور صحیح علم دیا جاوے تو انکي خوشي اور مزید غور و فکر کا موجب هوگا - یورپ کي گذشته نسل اور ایسا هي موجوده نسل نے مشاهیر کا ایک طبقه پیدا کردیا هے ' جو موجوده تہذیب و تمدن یورپ سے متنفر هے - بعض کے نزدیک یورپ اسوقت روما کي آخري تہذیب پر پہنچ چکا هے - جسکا نتیجه موجوده عظمت کا خاتمه هے ؛

یه بزرگ اس تہذیب و تمدن کے مقابل نئے اصول تہذیب و تمدن کے تجویز کرتے هیں اور جدید طریق تمدن کو پیش کرتے هیں - میرے دوست یه سنکر نہایت هي حیران اور خوش هونگے که وه طریق اور اصول بعض اسلام کے قریب هیں اور بعض اسلامي هیں جنکو میرے انگریزي خواں بهائي مدت هوے چهوڑ چکے هیں - یہاں کي کمیشن طلاق کي رپورٹ دیکهه کر معلوم هوتا هے که کمیشنرن اب قانون طلاق میں جو آسانیاں پیش کررهي هے ' وه بالکل اسلامي هیں ' میں نے عرض کیا هے که عام لوگ بلے آغا بلے کے قائل هیں اور اپنی راے نہیں رکھتے - جو انکے آغا هیں وه تمدن ' مال ' سوشل ' اور پولیٹکل امور میں اسلامي طریقه کا تتبع کررهے هیں - لیکن آخرالذکر جماعت کو حکمت اور ملائمت کے طریق پر یه سمجهایا جاوے که جس طریق کو وه پیش کررهے هیں اسکے بعض حصه کو قران نے تیره سو برس هوے پیش کیا - اور بعض میں یه نقص هیں اور اسلام نے اسکو اس طریقه پر پیش کیا هے - مثلاً روح اور جسم کا تعلق یا روح کي پیدائش اور حقیقت فلسفهٔ ذهني کا ایک بڑا حصه هے جسکو غزالي اور بوعلي سینا نے بہت کچهه یورپ میں رنگا هوا هے - لیکن هنري برگسن فرانسیسي حکیم نے (جو اسوقت زنده هے) روح کي جو کیفیت بیان کي هے ' وه سب پہلے فلسفه پر پاني پهیر دیتي هے - لیکن اسیکا سارا خلاصه اِس آیت کا لفظي ترجمه هے جو اٹهارویں سپاره میں هے اور جسکا خاتمه (فتبارک خالق آخر) پر هوتا هے -

پروفیسر " هکسلے " عیسایت سے بیزار هے اور اسکے فلسفه کا ایک بهاري پہلو " ان الانسان لفي خسر " هے ' جس سے نکلنا تہذیب و تمدن کا فرض هے - اسکے نزدیک اس کا علاج مذهب نے (اور مذهب اسکے نزدیک عیسایت هے) نہیں بتلایا - اسکے بعض علاج جو اسنے تجویز کئے هیں گو نامکمل اور بہت هي ناقص حالت میں هیں - مگر اس زرین اصول کے قریب آجاتے هیں جو سرورِ عصر میں اس آیت کے آگے دیا گیا هے - یعني : الا الذین آمنو وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر

حکیم اسپنسر علت العلل کو مان کر عیسائیوں کي کتابوں میں کوئي ایسي دلیل یا وجه معقول نہیں دیکهتا که اس علت العلل کا عام انسان حاصل کرسکے - یعني وه الهام کا قائل هونا نہیں چاهتا - کیا سورهٔ نحل میں اسي نیچر کي شهادت پر ' جو اس حکیم کي معلم هے ' حکیمانه دلائل اور فلسفیانه براهین موجود نہیں هیں ؟

جس - رشلزم کو آج یورپ میں پیش کیا جاتا هے اسکے خوبصورت پہلو اسلامي تعلیم میں موجوده هیں اور اسکے نقص بهي قران نے دکهلاے هیں اور یورپ اِن دنوں راستہ تجویز کیا هے - سوشلزم کا گل سرسبد اصول (جسے ہربرٹ فیبرلهي عیسایت کیلیے مہلک بتلاتا هے اور میرے نزدیک وه حقیقت الانسانیت کا نصف نقشه هے) وه کامل و مکمل حالت میں سورهٔ والتین کے اندر موجوده هے -

حکیم مل جن حریت کے اصولوں پر قربان هو رها هے - اوس سے چار چند حریت صحابه کي زندگي میں پائي جاتي هے - جس کا تاریخي کو بعض حکماے یورپ نہایت رنج کے ساتهه مفقوده هوتا دیکهه رهے هیں ' وه خود لفظ اسلام میں موجوده اور اسکے ارکان پر عمل کرنے سے انسان میں پیدا هو جاتي هے - حکیم نیڈشا (؟) کے متبعین اسبات کے محتاج هیں که جہاں تک حکیم موصوف انهیں پہنچا چکا هے ' اسکے آگے قران کي جگه هے - سفریجت (حقوق نسواں متعلقه وراثت) کي تحریک اصلي ان حقوق نسواں سے بہت نیچے هے ' جو قران نے عورتوں کو دے رکهے هیں - انگلستان جس والٹ سلیوٹریق سے سخت گهبرا رها هے ' اسکا علاج اگر کچهه هے تو کثیر الازدواجي هے -

یه چند ایک امور هیں جن پر یورپین حکما اور اهل الراے گهبرا رهے هیں - یہاں مشنري بطور واعظ بهیجکر اور اشاعت کراکر میرے نزدیک اسکے لیے یه ملک ابهي تک طیار نہیں - هاں کوئي خود مشہور و معروف هو جاے تو اسکي باتوں پر یہاں کان دهر سکتے هیں - قلم و کاغذ بهي ایک بڑي چیز هے جسکا لوها یہاں سب پر غالب هے - هندوستان سے لکهه کر یہاں کتابیں شائع هوں ' یا رهاں کے انگریزي میعادي رسالے یہاں آویں انکے لیے زدي کي ٹوري یہاں موجوده هے - اگر کوئي اور رهبه نہیں تو هندوستان کي چهاپائي اور ٹائپ اِسے قابل کردیتي هے - یه امور بالکل بے سود هیں - یہاں استقامت اور استقلال کے ساتهه بیٹهه کر اگر قلم و کاغذ سے صحیح طریق پر کام لیا جاے ' تو بہت هي مفید هوگا - یہاں بیٹهکر نه صرف انگلستان میں اشاعت اسلام هوسکتي هے بلکه یورپ اور امریکه میں اور خصوصاً اس سیاه بر اعظم میں جنکے دل بالکل نور اسلام کے لیے طیار هوچکے هیں ' اور جنکے دلوں کو اوپر کے چهروں کي طرح سیاه کرنے کي زبردست تحریک یہاں پادري حلقه میں پولیٹکل اغراض سے هو رهي هے - وه انگریزي زبان سے بهي واقف هیں ' عیسائي هیں ' لیکن عیسایت سے متنفر هیں اور اسلام کو پسند کرتے هیں - میري مراد اوس سے (افریقه) هے اسکے متعلق میں آیندہ مفصل لکهونگا - یورپ دراصل خیالات اور اصولوں کے زیر حکومت هے - هم یورپ کو تلوار اور تفنگ سے فتح نہیں کرسکتے - البته جن اصولوں کے ماتحت وه هے ' اگر انکا بہترین صورت میں ماخذ قران دکهلایا جاے تو کوئي وجه نہیں که قران آنپر غالب نه آجاے - کسي یورپین حکیم کي تحریر کو دیکهه لو ' وه یورپین تہذیب و تمدن سے متنفر هوکر ایک ایسا تمدن تجویز کررها هے جو بالکل قران کے قریب هے - انکي نگاه قران کي طرف اِس لیے نہیں جاتي که قران کے ماننے والے اُن سب خرابیوں سے جو میرے خیال میں قران کے اتباع سے حاصل هو جاتي هیں معرا هو چکے هیں - درخت پهلوں سے پہچانا جاتا هے - همکو غلط طور پر غیر اسلامي دنیا نے قران کا پهل سمجهه لیا هے حالانکه همارے اعمال و افعال کا قران ذمه دار نہیں -

لنڈن نیشنل بنک آف انڈیا
۱۷ جنوري سنه ۱۹۱۳

خواجه کمال الدین بي - اے
مقیم لنڈن

مسلم یونیورسٹی فؤنڈیشن کمیٹی کی کارروائی لکھنو میں

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی توسیع کی ضرورت ہے

مسلم یونیورسٹی فؤنڈیشن کمیٹی میں جو کارروائی ۲۷ و ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ع کو ہوئی ہے اور جو رزولیوشن اُس میں پاس ہوے ہیں اُن کے متعلق اخباروں میں جو مضامین نکلے ہیں (اور نکل رہے ہیں) اُن کے اور درستوں کے اعتراضات کے لحاظ سے میرے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہیں ہے کہ بعض اہم واقعات پر جو پردہ پڑا ہوا ہے اُس کو اُٹھاؤں - اور اس ضرورت سے ۲۷ و ۲۹ دسمبر سے پہلے کے بھی کچھ واقعات بیان کرنے ناگزیر ہیں -

مسلم یونیورسٹی فؤنڈیشن کمیٹی کے صدر دفتر (علی گڈھ) سے جب یہ اعلان شائع ہوا کہ کمیٹی موصوفہ کا اجلاس فلاں وقت اور فلاں مقام پر ہوگا تو اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ اُس اجلاس کا ایک پروگرام چلے سے مرتب ہوکر کم ارکم کا سیکریٹری کمیٹی اور ٹرسٹیان ایم - اے - او - کالج اور اُن جملہ صاحبان کی خدمت میں بھیجدیا جاوے جو اضلاع کے انتخاب کے ذریعہ سے بطور ذیلی کمیٹ جلسہ میں شریک ہونے والے تھے - اور تجویز یہ تھی کہ اوائل دسمبر میں جب اکثر حضرات ہز اکسیلنسی گورنر بہادر صوبہ کی رزنگ اندرزی کے موقع پر علی گڈھ میں جمع ہوئے تو اس وقت وہ پروگرام مرتب ہوجاوے گا - چنانچہ اس کے لیے وقت بھی مقرر ہوا لیکن جن اصحاب کی شرکت اس موقع پر ضرور تھی اُن کی عدم موجودگی کی وجہ سے اُس وقت پروگرام کا مسودہ مرتب نہ ہوسکا اور مجبوراً نواب خان بہادر محمد مزمل اللہ خاں صاحب قائم مقام آنریری سکریٹری فؤنڈیشن کمیٹی اور اس خاکسار کے اتفاق سے پروگرام کا مسودہ تیار کیا گیا (جس کا اس موقع پر بجنسہ ذیل میں درج کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے) :

اسکے بعد فؤنڈیشن کمیٹی کا اجلاس [illegible] جسمیں ایک ڈیپوٹیشن نے انتخاب نواب وقار الملک کی امارت جامعۃ العلیگڑھ اور مدعو کرنے جوابرسانی کے مصرفہ کی تجویز کے رزولیوشن [illegible] - ہم نے زائد حصہ بخوف تطویل چھوڑ دیا [الہلال]

یہ مسودہ پروگرام چھاپا گیا اور تقسیم ہوتے ہی کہا گیا کہ بعض ممبر صاحبان فؤنڈیشن کمیٹی نے خواہش کی کہ اُس کا اجراء ملتوی رکھا جاے، اور جس وقت ممبر صاحبان لکھنؤ میں عنقریب جمع ہوتے ہیں اُس وقت باہمی صلاح و مشورہ سے پروگرام مرتب کیا جاوے - چنانچہ شب مابین ۲۶ و ۲۷ دسمبر میں (جس کی صبح کو فؤنڈیشن کمیٹی کا اجلاس منعقد ہونے کو تھا) بزیر صدارت ہزاکسیلنس حضور نواب صاحب بہادر والی رام پور دام اقبالہم پروگرام کی ترتیب کی غرض سے بمقام لکھنؤ محمودآباد ہوس میں جلسہ منعقد ہوا اور ایک پروگرام اکھا گیا جس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی اور جو اس وقت میرے پاس بھی موجود نہیں ہے - اس پروگرام کا مسودہ اسکے وقت تمام وہ حضرات شریک جلسہ تھے جو اس وقت تک ہیررنجات سے لکھنؤ تشریف لا چکے تھے اور بعض دیگر حضرات اہل لکھنؤ میں سے تھے - ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ع کو قیصر باغ کی بارہ دری میں فؤنڈیشن کمیٹی کا جلسہ بزیر صدارت حضور ممدوح الشان منعقد ہوا اور اس روز جس قدر کارروائی ہوئی وہ سب پبلک کارروائی تھی - اسی کے اعادہ کی اس موقع پر ضرورت نہیں ہے - جلسہ میں بہت ہی زور شور سے دلچسپی کا اظہار کیا گیا تھا - دسرے وقت کے جلسہ کی صدارت سر راجہ صاحب محمود آباد نے فرمائی تھی -

ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کے ایک رزولیوشن نے (جس میں انھوں نے حضور چانسلر کے غیر معمولہ اختیارات کو خلاف مصلحت قرار دیا تھا) جلسہ میں بہت ہی گرما گرمی پیدا کردی تھی - یہ مباحثہ آخر وقت تک بھی اس روز ختم نہ ہوا اور ختم جلسہ کے وقت معلوم ہوتا تھا کہ ممکن فیہ مسائل اسقدر مشکل اور پیچیدہ ہوگئے ہیں کہ آیندہ اجلاس میں بھی اسکا سلجھانا دشوار ہوگا - لہذا یہ لازمی امر تھا کہ تمام وہ اصحاب جو معوزہ یونیورسٹی میں دلچسپی رکھتے تھے ان کو آپس وقت سے یہ فکر لاحق ہوئی کہ کوئی نہ کوئی تدبیر ایسی ہونی چاہیے جس سے یہ مشکل آسان ہو - دوسرا دن ۲۸ - دسمبر آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی کارروائی کا دن تھا - لہذا یونیورسٹی کے کانسٹی ٹیوشن پر غور کرنے کے لیے زیادہ وقت مل گیا تھا -

شب مابین ۲۸ و ۲۹ - دسمبر کو میں نے اپنی ایک تجویز جناب نواب حاجی محمد اسحاق خاں بہادر کے سامنے پیش کی جو عنقریب ایم - اے - او کالج اور مسلم یونیورسٹی فؤنڈیشن کمیٹی کے آنریری سکریٹری کے عہدہ کا چارج لینے والے تھے - اصولاً میری اُس تجویز کا خلاصہ یہ تھا کہ فؤنڈیشن کمیٹی، کو کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی تجویزیں ۱۱ و ۱۲ - اگست گذشتہ سے کامل اتفاق کرلینا چاہیے اور مزید براں جناب ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کے رزولیوشن کو بھی پاس کردینا چاہیے جسپر ۲۷ دسمبر کو تمام دن مباحثہ ہوتا رہا تھا - اور اُس دن کے جلسہ کے رنگ سے بھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دونوں باتیں قوم کی متفقہ (یا کم ازکم بہت بڑی اکثریت کی رائے کے) بھی عین مطابق ہیں - فؤنڈیشن کمیٹی کے ان فیصلوں سے اُس ڈیپوٹیشن کو جو ہمارے معروضات لیکر گورنمنٹ آف انڈیا میں حاضر ہوگا کافی زور اور اثر کے ساتھ گورنمنٹ میں یہ عرض کرنے کا موقع ہوگا کہ جو کچھ وہ گورنمنٹ سے چاہتے ہیں وہ قوم کی متفقہ خواہش اور دیرینہ آرزو ہے - اسی کے ساتھ ڈیپوٹیشن کو یہ اختیار بھی دے دیا جاوے گا کہ اپنے معروضات کو گورنمنٹ میں پیش کرتے وقت اور گورنمنٹ کے اعلی عہدہ داروں سے گفتگو اور تبادلہ خیالات کی حالت میں اگر ڈیپوٹیشن اپنی تجویزوں میں قومی مقاصد کی حفاظت کے ساتھ کسی ترمیم کا قبول کرلینا مصلحت سمجھے تو اُس کو قبول کرلے -

نواب صاحب ممدوح نے میری اس گذارش سے اتفاق کیا اور فرمایا کہ البتہ اس طرح پر ایک راستہ نکلتا ہے - اُس کے بعد میں نے اپنے خیالات کا اظہار اُسی شب میں علحدہ مفصلہ ذیل حضرات سے کیا :—

جناب انریبل سر راجہ صاحب جہانگیر آباد و جناب انریبل سر راجہ صاحب محمود آباد و جناب انریبل راجہ سید ابوجعفر صاحب اور جناب انریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب و جناب محمد علی خاں صاحب اڈیٹر (کامریڈ) (اور شاید کسی اور صاحب سے بھی) اور سب نے اُسکو پسند کیا اور بالآخر قرار پایا کہ اُسی شب میں کھانا کھانے کے بعد چند حضرات ایک جگہ جمع ہوکر ایسی کسی تجویز پر غور کریں جس سے کل صبح کو پیش آنے والی مشکلات حل ہوجائیں - چنانچہ محمود آباد ہوس کے بالاخانہ پر ۱۱- بجے شب کے قریب پرائیویٹ طور پر ہم سب نے (جن کا ذکر اوپر ہوا ہے اور جن میں بعض اور اہل الراے حضرات بھی شریک ہوئے تھے) ان معاملات کے متعلق مشورہ کیا جس میں بہت وقت صرف ہوگیا - میری راے تو وہی تھی جو میں اوپر عرض کرچکا ہوں مگر دیگر حضرات

نے آپنے مطالب کو دوسرے الفاظ میں ادا کیا اور جن الفاظ میں دوسرے دن ایک فیصلہ کن رزولیوشن پیش ہونا چاہئے تھا اُس کا مسودہ اُردو انگریزی میں مرتب کیا گیا ' اور میرے سوا باقی حضرات نے اُس پر اپنے اپنے دستخط ثبت فرمائے - ممبران ڈیپوٹیشن کی ایک فہرست جو کمیٹی صاحب کے پاس انگریزی میں پہلے سے مرتب تھی اُس کو میں نے اردو میں لکھا تو معلوم ہوا کہ اُس فہرست میں بہت کچھ کمی ہے ' اور یہ کہ ممبران کانسٹی ٹیوشن کمیٹی اور خاصکر وہ کل اصحاب بھی اُس میں شامل نہیں ہیں جو اس سے پیشتر قوم کی طرف سے بطور ایک ڈیپوٹیشن کے گورنمنٹ آف انڈیا کے انویٹل ممبر صاحب تعلیمات کے ساتھہ کام کرتے رہے تھے - اُس پر میں نے اپنی یہہ راے ظاہر کی کہ ممبران کانسٹی ٹیوشن اور گزشتہ ڈیپوٹیشن کے نام تو کل ہونے چاہیئیں اُن کے علاوہ اور جن ناموں کا اضافہ مناسب ہو وہ نام اور اضافہ کر لیے جاویں - چنانچہ جس قدر نام ممبران ڈیپوٹیشن کے اس وقت ہم لوگوں کو یاد آئے وہ اُس فہرست میں میرے ہی قلم سے اور اضافہ کیے گئے ' اور جہاں تک مجھکو یاد ہے اُس کے آخر میں اس قدر میں نے اور لکھا کہ " باقی اور نام بھی ہیں " - اور قرار پایا کہ صبح کو دفتر سے دیکھہ کر وہ سب نام درج کر لیے جاوینگے - (یہہ اردو کی فہرست جس میں میرے قلم سے کچھہ اضافے ہوے تھے غالباً اسوقت مسٹر محمدعلی نے مجھسے لے لی ' جس کے بعد وہ مجھکو پھر واپس نہیں ملی) اسی اثناء گفتگو میں کسی نے ہم میں سے یہہ بھی کہا کہ اس وقت صرف چند اشخاص جو یہہ مشورہ کر رہے ہیں اس کی خبر بھی لوگوں کو باہر پہونچیگی اور وہ اس بات سے ناخوش ہونگے کہ پبلک مشورہ کے بغیر یہہ لوگ کیوں بالا بالا اس قسم کی کارروائی کر رہے ہیں - میں نے اس کے جواب میں کہہ دیا تھا کہ پبلک کچھہ بھی بدگمان نہوگی اگر ہم بلا کم وکاست اس وقت کی کل روئیداد اُس کے سامنے بیان کردینگے -مسودہ رزولیوشن پر جب مجھسے اُس شب میں دستخطوں کے لیے کہا گیا تھا تو میں نے عرض کیا کہ مجھکو اس مجوزہ مسودہ رزولیوشن کی عبارت کی نسبت زیادہ غور کرنا ہے اور میرے نزدیک زیادہ شگفتگی اس میں ہے کہ ہم صاف صاف لکھدیں کہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی تجویزات ۱۱ و ۱۲ اگست گذشتہ سے فرنچائز کمیٹی کو اتفاق ہے اور صاف صاف ہمارے ایسا کرنے سے (کہ ہم اپنی کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی تجویزوں کو بالاتفاق پاس کردیں) اس کمیٹی کی خدمات کا ایک اعتراف بھی ہوگا اور ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کے رزولیوشن منشاء کو اگرچہ اس جدید رزولیوشن میں داخل کرلیا گیا ہے لیکن بصراحت اس بات کا بیان کردینا (کہ جلسہ اس رزولیوشن کو بھی پاس کرتا ہے) جلسہ کی بھی عام مسرت و اطمینان کا موجب ہوگا - اس پر مجھسے کہا گیا کہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی خدمات کا اعتراف کرنے سے کسی کو انکار نہیں ہے ' ہم اس کمیٹی کے شکریہ کا ایک علحدہ ووٹ پاس کردینگے - الغرض میرے اور باقی حضرات کے فہمایش مسودہ رزولیوشن کی عبارت کی نسبت اختلاف رہ گیا - اس وقت رات کا ڈیڑھ بج گیا تھا -جلسہ برخاست ہوا اور قرار پایا کہ میں صبح ہی آنکر اول کام یہ کرونگا کہ میں بھی اپنے الفاظ میں رزولیوشن کا مسودہ لکھوں - اس کو بھی سب صاحب ملاحظہ فرمالیں - الغرض جلسہ کے برخاست کے بعد سب سے اول راجہ صاحب جہانگیر آباد اور راجہ سید ابوجعفر صاحب اور یہ نیازمند جلسہ سے باہر آئے - راجہ صاحبان موصوف اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار ہوئے اور میں اپنے کمرہ میں چلا آیا - اُس وقت تک سب کو یہی معلوم تھا کہ صبح جلسہ ساڑھے آٹھہ بجے سے ہے - کچھہ اور ضروریات سے فارغ ہو کے ،

ہوے مجھکو رات کے دو بج گئے اور جب پلنگ پر لیٹا تو انہیں خیالات میں بہت دیر تک نیند نہ آئی اور بہت تھوڑا سونے پایا تھا جو ساڑھے آٹھہ بجے صبح کے دھڈکہ کی وجہ سے بہت جلد بیدار ہوگیا اُس وقت دماغ کی جو حالت تھی میں ہی جانتا ہوں مگر جس طرح بھی ہوسکا میں نے اپنا مسودہ تیار کیا اور اُس کو میں بجنسہ ذیل میں نقل کرتا ہوں :-

مسودہ مرتبۂ خاکسار مشتاق حسین ر رزولیوشن

ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کا رزولیوشن جسپر کامل ایک دن بحث ہوچکی ہے مفصلہ ذیل عبارت میں بالاتفاق پاس کیا جاتا ہے :-

قوانین و قواعد آرسٹیاں کالج کی دفعہ ۱۳ ضمن ۵ میں جو اختیارات اس وقت پیٹرن کالج کو حاصل ہیں وہ یونیورسٹی کی صورت میں حضور وایسراے چانسلر یونیورسٹی کی طرف بدیں کمی اضافہ کے منتقل کردیے جاویں -

رزولیوشن

کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے (جسکو یہہ فرنچائز کمیٹی تسلیم کرتی ہے) آنریبل سر ہارکورٹ بٹلر صاحب ہوم کے مراسلہ ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۲ ع کے جواب میں جو رائیں دی ہیں ' فرنچائز کمیٹی ان سے اتفاق رکھتی ہے اور اُن کو منظور کرتی ہے اور آنریبل سر راجہ صاحب محمودآباد کو مجاز کرتی ہے کہ وہ گورنمنٹ آف انڈیا کے حضور میں ایک ڈیپوٹیشن لے جانے کا انتظام فرمائیں جو مرکب ہوگا گذشتہ ڈیپوٹیشن کے ممبروں سے اور جس میں چند جدید نام اب اور اضافہ کیے گئے ہیں اور اب اُس ڈیپوٹیشن کے ناموں کی فہرست حسب ذیل ہے :-

ذیل میں اسماء کی تفصیل درج ہوتی

یہہ ڈیپوٹیشن گورنمنٹ عالیہ کے حضور میں حاضر ہوکر اور رقم کی ضروریات کو ادب کے ساتھہ عرض کرکے گورنمنٹ سے غور و تمکے واسطے درخواست کرے -اس گفتگو اور عرض و معروض کے وقت ڈیپوٹیشن کو کامل اختیار ہوگا کہ اپنی قومی یونیورسٹی کے مقاصد کا لحاظ رکھکر اگر ضرورت سمجھے تو کسی تجویز کی ترمیم یا تنسیخ ملاظور کرے -

رزولیوشن نمبر (۱) مندرجہ بالا بھی اس اختیار کے تحت میں ہوگا اور اب ڈیپوٹیشن کو گورنمنٹ میں عرض معروض کرتے وقت خصوصیت کے ساتھہ مفصلہ ذیل امور کو مد نظر رکھنا ہوگا اور اُن کے علاوہ اور جو امور قابل بحث درمیان میں آجاویں -

[ذیل میں وہ امور درج ہونے جو رزولیوشن کے تحت میں اُسوقت کی قرارداد کے مطابق درج ہونے والے تھے ' اُس کے بعد یہہ عبارت درج ہوتی :]

مجوزہ ڈیپوٹیشن کے ممبروں میں سے اگر کوئی اتفاق سے شریک نہ ہوسکتا ہو تو ایک خاص کمیٹی (۱) کو جس میں مفصلہ ذیل اشخاص شامل ہونگے :-

آنریبل سرراجہ صاحب محمودآباد -
ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب -
آنریبل مسٹر مظہرالحق صاحب -

اختیار ہوگا کہ وہ اگر ضرورت سمجھیں تو اُسی صوبہ سے جس صوبہ کا کوئی ممبر غیر حاضر ہو دوسرے کسی ممبر کو نامزد کردیں -

رز و لیوشن نمبر (۲)

گورنمنٹ میں ڈیپوٹیشن کی حاضری سے پہلے یہہ ضرور ہوگا کہ کانسٹیٹیوشن کمیٹی کی طرف سے آخر مرتبہ جو مسودات کانسٹیٹیوشن

(۱) میں نے تو ابتداء یہہ اختیار صرف آنریبل راجہ صاحب ... مفصلہ ... تھا - بعض اور حضرات کی راے سے اُس کو اور کر - ... دیا گیا تھا -

میں پہلے بھی ایک دفعہ عرض کرچکا تھا کہ اب میرا دماغ ان تفکرات کے برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے - اسپر بھی جو میں لکھنؤ چلاگیا یہ میری طرف سے قانون قدرت کی خلاف ورزی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لکھنؤ سے لوٹنے کے بعد (جہاں میں نے حتی الامکان ہر طرح کی احتیاط اپنے کھانے پینے وغیرہ میں کی تھی اور عالی جناب سرراجہ صاحب محمود آباد کی طرف سے بھی جنکا نہ میں اس موقع پر مہمان تھا ہرایک طرح سے آسایش کا پورا انتظام و اہتمام رکھا گیا تھا) اسی تھوڑے عرصہ میں چار دفعہ میری طبیعت خراب ہوئی اور پیچش وغیرہ میں مبتلا ہوا - اور اسوقت بھی میری حالت کسی سفر کے واسطے موزوں نہ تھی لیکن " چور چوری سے جائے مگر ہیرا پھیری سے نہیں جاسکتا " یہ سمجھکر کہ ترجمان کا جو سالانہ جلسہ ہے تم از تم ایک دفعہ تو اس میں ضرور شریک ہونا چاہیے اور خصوصاً اس حالت سے کہ اس حال ہی میں نواب حاجی محمد اسحاق خاں صاحب بہادر نے علی گڈھ پہونچکر اپنے معزز عہدہ آنریری سکرٹری کا چارج لیا تھا ' میرے دل نے نہ مانا اور میں علی گڈھ چلاآیا ' اس ارادہ سے کہ ایک ہفتہ یہاں قیام کروں - لیکن یہاں علی گڈھ پہنچنے سے چوتھے دن میرے بائیں پہلو پر ماچ کا اثر ظاہر ہوا ' حالانکہ میرے معزز دوست مسٹر عاصر مصطفی خاں صاحب نے میرے آرام اور حفاظت میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا تھا اور اب ڈاکٹروں کی متفقہ اور قطعی رائے یہ ہے کہ اس قسم کے حملات حواس سے قبل بڑا اب مجھے پیش آئے ' دماغی کام کرنے کی وجہ سے ہیں ' اور آیندہ وہ مجھےبہت احتیاط کے ساتھ اس قسم کی جرات سے منع فرماتے ہیں - اُن کے ارشاد کی تعمیل نہ کرنا خود کشی میں داخل ہے جس کو میرا کوئی دوست بھی یقین نہ کرےگا - میں سمجھتا ہوں (گو اس کے ساتھ مجھے افسوس بھی بہت زیادہ ہے) کہ آیندہ میں پبلک جلسوں یا صلاح و مشوروں کی صحبتوں میں بھی شریک ہونےکی مجھے معذور نہ رکھونگا بلکہ غالباً تحریر کے ذریعہ سے بھی اب مجھے اپنے خیالات کے ظاہر کرنے کا موقع نہ ملے گا ' اور اسلیے میری ذات پر قوم کو اگر کچھ بھروسہ تھا تو اُس سے بھی اب قطع نظر کرنی چاہیے اور جو کچھ کرنا چاہیے خود سوچ سمجھکر کرنا چاہیے - اس وقت اس فہرست کی حالت جو جلسہ میں منظور ہوئی ہے وہ ایک جلسہ کے برخاست کے بعد ہی پنجاب کے بعض حضرات کو شکایت پیدا ہوئی کہ ڈیوٹیشن میں پنجاب کی قابل مقامی کا لحاظ پورے طور پر نہیں کیا گیا جس کو ظاہر اسی وقت دوسرے بالکل غیر متعلقہ جلسہ میں اضطراری طور پر کی گئی جس کو کوئی شخص بھی (جو غور کی نگاہ سے دیکھیگا) واجبی اور باقاعدہ نہ سمجھیگا - جناب آنریبل سر راجہ صاحب محمود آباد نے مجھ سے اس بات کی سخت شکایت کی ہے کہ ڈیوٹیشن میں صوبہ اودھ کی قابل مقامی کا بھی مطلق لحاظ نہیں رکھا گیا - سید نبی اللہ صاحب اور سید ریز حسن صاحب کو ہم اودھ میں شمار نہیں کرسکتے - سر راجہ صاحب محمود آباد بحیثیت اپنے عہدہ پریسیڈنٹ یا وائس پریسیڈنٹ کے اہل ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں - دہلی کے حضرات میرے سامنے شکایت کرتے ہیں کہ یہ عجیب قسم کا ڈیوٹیشن ہے جو تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے گورنمنٹ آف انڈیا میں حاضر ہونے کے لیے تجویز کیا گیا ہے اور دہلی سے اتنے بڑے شہر کی طرف سے (جو اس وقت تمام ہندوستان کا پایہ تخت ہے اور جہاں خود ڈیوٹیشن شاید کسی وقت حضور وایسرائے انڈیا کی خدمت کی خدمت میں حاضر ہونے کی عزت حاصل کرے) کوئی بھی قایم مقام نہیں ' اور ارکاٹ سخت تعجب ہے کہ حاذق الملک کا سا نام اس فہرست سے کیوں متروک کیا گیا مسٹر محمد علی بحیثیت ایڈیٹر کامریڈ دہلی کی طرف سے قایم مقامی کا دعوی نہیں کرسکتے پھر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سے زیادہ کسی شخص نے بھی کانسٹیٹیوشن کے بنانے میں محنت اور جانکاہی نہیں کی ' اور گو مسودہ کانسٹیٹیوشن میں اُن سے مجھکو بہت اختلاف رہے ' لیکن جس محنت سے وہ ڈیٹیٹ سکرٹری کانسٹیٹیوشن کمیٹی اور بحیثیت سکرٹری ڈیوٹیشن انہوں نے برداشت کی اُس سے انکار کرنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے لیکن بایں ہمہ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کا نام فہرست میں ال سے اخیر تک کہیں نظر نہیں آتا آنریبل سر راجہ صاحب محمود آباد کو خود فہرست کی ترتیب کے وقت ضیاء الدین احمد صاحب کے نام کے حذف ہونے کا ایسا افسوس ہے کہ وہ اس فروگذاشت کو بمنزلہ گناہ کے سمجھتے ہیں - اسی طرح جب اُس فہرست کو مزید غور کے ساتھ دیکھا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ دوسرے صوبوں میں بھی اس قسم کی بعض اہم فروگذاشتیں ہوئی ہیں اور مجوزین ڈیوٹیشن نے سوا خدا ہی کو معلوم ہے کہ یہ اتفاقیہ فروگذاشتیں ہیں یا جو کچھ ہوا بالقصد ہوا - لیکن جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ ڈیوٹیشن کی توسیع کا نام آتا ہے تو بعض مجوزین فہرست کو یہ ذمہ نگوار گذرتا ہے ' تو اس میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں رہتی کہ انھوں نے یہ قطعی ارادہ کرلیا تھا کہ فرنڈیشن کمیٹی کے جلسہ سے جس طرح بھی ہوسکے اس فہرست کو جادی سے پاس کرادیا جاوے اور جس طرح اس قسم کی کمیٹیوں میں ہوتا چلا آیا ہے کہ آیندہ توسیع اور ترمیم کی گنجایش باقی رکھی جاتی ہے ایسا کوئی فقرہ زوایشن میں داخل نہ کیا جاوے - تو یہ اُن مجوزین کی دانستہ کار روائی ہے - صاحبان ! یہ کسی کی ذاتی میراث کا معاملہ نہیں تھا کہ چار بھائی ایک جگہ ملکر بیٹھ گئے اور میراث کو باہم تقسیم کرلیا " اس میراث میں تو تمام قوم شریک اور سہیم ہے - اُس میں ترکیب و ترکیب سے اپنے مفید مدعا مطلب براری ہرگز زیبا نہیں ہوسکتی - جلسہ کے سامنے ایک طرف تو میرا نام مجوزین فہرست میں بالکل خلاف واقعہ لیا گیا اور یہ کہکر کہ مجوزہ زوایشن بنانے میں مشتاق حسین بھی شامل ہے جلسہ کو دھوکا دیا گیا ' اور دوسری طرف اس بات کی کوشش کی گئی کہ میں جلسہ میں بالبداہت سکوت اختیار کروں - با ایں ہمہ اگر مجھکو پتے سے یہ معلوم ہوتا کہ ڈیوٹیشن کی فہرست میں غیبت میں بدل دی گئی ہے تو میں ہرگز بھی جلسہ میں خاموش نہ رہتا اور اُس وقت یقیناً حضار جلسہ کو اسماے ڈیوٹیشن پر کامل طور سے غور اور فرض کا موقع ملتا اور ضروری ترمیموں کے ساتھ فہرست پاس ہوتی اور لازمی طور پر اُسمیں یہ گنجایش بھی رکھی جاتی کہ ضرورت کے وقت اُسمیں پھر بھی کوئی ترمیم ہوسکے ' مثلاً میں ہی اب اپنی ذاتدرستی صحت کے لحاظ سے اپنے آپ کو اس قسم کے جلسوں میں شامل ہونے کے قابل نہیں پاتا ' اور اس حالت میں اگر قوم کو اس بات کی ضرورت محسوس ہو کہ میری جگہ کوئی اور صاحب ڈیوٹیشن میں شریک کئے جاویں تو جس عبارت میں کہ روزلیشن پاس ہوا ہے اس کی رو سے اس ترمیم کا کوئی موقع قوم کے ہاتھ میں نہیں ہے -

اور جو کچھ مجھکو ممبران ڈیوٹیشن کی فہرست کے متعلق بعد میں بعض ان حضرات سے جو برخاست جلسہ کے بعد وہاں بیٹھے رہ گئے تھے ' معلوم ہوا ہے وہ بھی اس قابل ہے کہ قوم کو اس پر مطلع ہونا چاہئے - اور وہ یہ ہے کہ ہم تین شخصوں کے (یعنی راجہ صاحب جہانگیر آباد اور راجہ سید ابو جعفر صاحب اور نیازمند کے) وہاں سے

چلے آئے کے بعد چند نوجوان اور تعلیم یافتہ حضرات کے رائے قائم کی اور صاف صاف کہدیا کہ ڈیپوٹیشن میں نصف ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو ہم رائے ہوں اور نصف دوسری طرح کے ہوں اس اصول کے ساتھ اس وقت وہ نئی فہرست مرتب ہوئی جو اگلی صبح کو ورزلیشن کے ساتھ جلسہ میں پیش کی گئی ۔

نیز ابھی دو چار دن پہلے علیگڈھ میں ، مجھکو ایک نوجوان و تعلیم یافتہ صاحب سے معلوم ہوا کہ ممبران ڈیپوٹیشن کی جب یہ لگی فہرست مرتب ہورہی تھی تو اس میں شریک مشورہ کرنے کے غرض سے کچھ لوگوں کے پاس موٹر کار بھیجے گئے اور آسی وقت وہ سوئے سے جگاکر اس جلسہ میں بلائے گئے اور ان سے مشورہ ہوکر جدید فہرست مرتب ہوئی ۔ جو صاحب مجھسے اس روایت کے راوی ہیں وہ بھی ان میں سے ایک ہیں جن کے پاس اس شب میں موٹر کار بھیجی گئی اور وہ شریک مشورہ ہوئے ۔ میں اوپر اپنے اس مضمون میں بیان کرچکا ہوں کہ میں نے مجوزین مسودہ رزولیشن کو یہ مشورہ دیا تھا کہ پبلک کی بدگمانی سے بچنا چاہئے ہیں ' تو جو کچھ اسی وقت رات میں ہورہا ہے وہ سب جلسہ کے وقت صاف صاف بیان کر دیا جاوے ' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحبوں نے اس وجہ سے اس کی جرات نہ کی کہ ایسا کرنے سے کہیں آنکا جھا جمایا آلہو نہ جاوے (یہاں تک کہ مجھکو بھی) جو اسوقت جلسہ میں انویٹی سکریٹری کی پوزیشن میں تھا (با فصلہ ایسے خبر رہا گیا ۔ اور ایسا ان واقعات کے بعد اس کے سوا اور کوئی رائے قایم ہوسکتی ہے کہ یہ جو کچھ کیا گیا بالقصد کیا گیا اور صرف اس نیت سے کیا گیا کہ فہرست ڈیپوٹیشن کے مجوزین واقعات کو پردہ اخفا میں رکھکر اپنے منصوبہ کو جلسہ سے چپ چپاتے پاس کرلیں ؟

میں نے اپنے ناظرین کا بہت قیمتی وقت اپنی اس گذارش میں صرف کیا ہے جس کی میں معافی چاہتا ہوں ' اور اب اس کے بعد جو کچھ عرض کرنا ضرور ہے وہ صرف یہ ہے کہ یہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا ' لیکن اب آیندہ قوم کو کیا کرنا ہے ؟ اس کی نسبت میری ناچیز رائے یہ ہے کہ فہرست ڈیپوٹیشن کے علاوہ باقی رزولیشن جو ۲۹ دسمبر ۱۹۱۲ ع کے جلسہ میں پاس ہوا اسکو بدستور قایم رکھا جاوے ' نیز اس سے بھی چارہ نہیں ہے کہ ہم کو ایک بااختیار ڈیپوٹیشن تجویز کرنا چاہئے جو گورنمنٹ آف انڈیا میں ہماری معروضات کو پیش کرے اور جہانتک اسکے امکان میں ہو اپنے آپ کو اسکا پابند رکھے کہ قوم کی خواہشات پر پورا زور دے ۔ لیکن اسمیں بھی شک نہیں ہے کہ ڈیپوٹیشن کے اختیارات میں کوئی مناسب قید ہونی چاہئے ' یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ اگر ڈیپوٹیشن کے ممبروں میں باہم اختلاف رائے ہو تو اس وقت ڈیپوٹیشن کا طرز عمل کیا ہونا چاہئے ۔ آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب نے بعض نہایت مفید مشورہ اس وقت اس معاملہ کے متعلق جلسہ کے سامنے پیش کیے تھے ۔ لیکن صاحبان حل و عقد کے) جن کو اسوقت صرف اپنے نقصان کی پاسداری منظور تھی بدون اسکے کہ اس پیش شدہ ترمیم کی نسبت غور کیا جاتا یا انکا کچھ جواب دیا جاتا) خواجہ صاحب موصوف کا ایک نام ڈیپوٹیشن کے ممبروں میں اضافہ کر دینا کافی سمجھا اور بحث آگے بڑھنے نہ دیا ۔ خواجہ صاحب کا اسم گرامی اضافہ کرنے سے غالباً مطلب یہ تھا کہ ڈیپوٹیشن کی کارروائی کے وقت جناب ممدوح اپنے خیالات کو بہت اطمینان کے چھہ ڈیپوٹیشن کے سامنے پیش کرسکیں گے ۔ لیکن اس کے بعد بھی وہ سوال بدستور کھلا رہتا ہے کہ اگر ممبران ڈیپوٹیشن کے باہم کسی مسئلہ پر اختلاف ہو تو اس کا تصفیہ کسطرح ہوگا ؟ اور اسکا بہتراں چل رہی ہے جو آسوقت خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں بیان فرمایا تھا کہ ان ان شرائط کے ساتھہ ڈیپوٹیشن کو صوبہ وائز ٹیشن مرتبہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی میں ترمیم کا اختیار ہوگا ' مثلاً یہ کہ جب تک دو ثلث ممبران ڈیپوٹیشن کسی ترمیم پر اتفاق نہ کرلیں تو اس ترمیم کو ڈیپوٹیشن ظاہر نہ کرسکے ۔ رزولیشن میں ایسا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ اسکی توضیح رزولیشن میں اور ہو جانی چاہیے ۔ اور اسی کے ساتھ کوئی ایسا فقرہ بھی رزولیوشن میں ضرور درج ہونا چاہیے کہ جب ڈیپوٹیشن ضرورت سمجھے تو اپنی فہرست میں توسیع کرسکے ۔ اور مذکورہ بالا مقاصد کی غرض سے میرے ناچیز مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کوئی طریقہ اختیار کیا جاوے :۔

اول یہ کہ مجوزہ ڈیپوٹیشن کا ایک اجلاس جلد منعقد کیا جاوے اور وہ ان دونوں باتوں کا تصفیہ کرکے اطلاع کے لیے اپنی تجاویز مشتہر کردے اور قوم کی طرف سے وہ بطور جزو پاس شدہ رزولیشن کے منصور ہو ۔

(الف) فہرست ڈیپوٹیشن کی توسیع کے متعلق ۔ اور یہاں میں صاف صاف یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ڈیپوٹیشن کے اس اجلاس کو فوندیشن کمیٹی کی منظوری کے بدون یہ اختیار نہ ہونا چاہیے کہ کانسٹیٹیوشن کمیٹی کے یا اس ڈیپوٹیشن کے ناموں میں کمی زیادے جو اس سے پہلے گورنمنٹ کے سامنے پیش ہونے والی ہے ۔ ہاں حال کے ڈیپوٹیشن کو یہ اختیار ہونا چاہیے کہ اگر وہ اور کسی جدید نام کا اضافہ ڈیپوٹیشن میں کرنا مناسب سمجھے ' تو یہ کرسکے ۔

یہاں بعض حضرات شاید یہ خیال فرمائیں کہ ایسا کرنے سے ممبران ڈیپوٹیشن کی تعداد اسقدر زیادہ ہو جاوے گی کہ اس کو گورنمنٹ شاید پسند نہ کرے ۔ لیکن اسی کے ساتھ ہم کو یہ بھی خیال رکھنا لازم ہے کہ سات کروڑ مردم شماری کے کامل اختیارات اس ڈیپوٹیشن کو سپرد ہوئے ہیں ' اور اس تمام جم غفیر کا اطمینان اور بھروسہ اس ڈیپوٹیشن کے کامل اطمینان ہونے پر منحصر ہے ۔ اور ہم کو اس امر پر بہت زیادہ غور کرنا ہے کہ جن لوگوں نے اس معاملہ میں قوم کی خدمات انجام دی ہیں اُن کی خدمات کی کہاں تک قدر شناسی بھی نہ ہونی چاہیے ۔ یہ سچ ہے کہ جو لوگ اس طرح قومی خدمات انجام دیتے ہیں وہ کسی قدر شناسی یا کسی دوسرے معاوضہ کی اُمید پر ایسا نہیں کرتے ' لیکن قوم بھی تو آخر انسانوں ہی سے مرکب ہے ۔ اُس کو یہ کب زیبا ہے کہ اپنے خدمت گذاروں کی خدمت کے اعتراف سے چشم پوشی کرے ؟ لہذا اپنی طرف سے تو ہم کو اُن کا نام قایم رکھنا چاہیے ۔

(ب) جب ممبران ڈیپوٹیشن موجودہ موقع میں (یعنی جس قدر ممبر گورنمنٹ کے حضور میں) کسی وقت کانسٹیٹیوشن کی نسبت عرض و معروض کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہوں باہم اختلاف رائے ہو تو اسکا فیصلہ کسطرح ہوگا ؟

(ج) بعض اور ضروری رزولیشن جو گذشتہ جلسہ میں وقت کی تنگی کی وجہ سے پیش نہ ہوسکے (مثلاً یہ کہ یونیورسٹی کے سرمایہ کا منافع ایم ۔ اے ۔ او کالج کی اُس قسم کی ترقی میں صرف ہوسکے جو اسکو یونیورسٹی درجہ تک پہنچانے کے لیے ضروری ہو) اُن کا پیش ہونا فیصلہ ہوجانا چاہیے ۔ دوم یہ کہ پھر ایک تاریخ اور مقام مقرر کرکے فوندیشن کمیٹی کو طلب کیا جاوے اور ان معاملات کا فیصلہ کرایا جاوے ' اور اگر اسکی نوبت آوے تو اسی جلسہ میں فوندیشن کمیٹی کی ایک منیجنگ کمیٹی بھی مع اپنے اختیارات کے منتخب ہو جاوے ۔ نوٹس بھی

شئون عثمانیہ

یہہ بھی درج کیا جاوے کہ جس قدر حضرات بھی شریک جلسہ ہو سکیں گے اُن کا فیصلہ فرنڈیشن کمیٹی کا فیصلہ سمجھا جاویگا -

میں خوب واقف ہوں کہ اسقدر جلد اور اسقدر دور دور کے حضرات کو دوبارہ اس قسم کی زحمت دینا کسقدر مشکل اور کسقدر تکلیف دہ امر ہے ' نیز یہ کہ اس دوسرے جلسہ کی کارروائی کی نسبت بھی شاید کسی قسم کا قانونی اعتراض کسی صاحب کی طرف سے پیش ہو سکے - لیکن اسکی ذمہ داری اُنہی حضرات پر ہوگی جو قومی معاملات کو قومی معاملات کی طرح اور ہر ایک امر کو پوری صفائی اور وضاحت کے ساتھہ طے کرانے کی بجاے ترکیب سے صرف اپنے منشا کو پورا کرنے سے غرض رکھتے ہیں -

یہ دو تجویزیں جو میرے خیال ناقص میں آئی ہیں وہ میں نے عرض کر دی ہیں - آیندہ اور حضرات ان کے سوا اور جو کچھہ راے قایم کریں ممکن ہے کہ اُنکی آرا اور تبادلہ خیالات سے اور کوئی بہتر اور آسان تر شکل نکل آوے -

اب آخر میں یہہ خاکسار اپنی ناتندرستی کی وجہ سے اور اپنے طبی مشیروں کے مشورہ سے اس قسم کے جلسوں اور دماغی کاموں میں شریک ہونے سے معافی چاہتا ہے ' اور پبلک سے اس التماس دعا کے ساتھہ رخصت ہوتا ہے کہ خداوند تعالے اپنے فضل و کرم سے اپنے اس عاصی گنہگار کا خاتمہ بخیر کرے اور جو دن میرے زندگی کے باقی ہوں اُن میں اپنے قوم کی کامیابیوں کی خوشی کی خبریں سنتا رہوں ' اور یہی خوشیاں انشاء اللہ میرے لیے غذاے روح کا کام دیں گی ' والسلام -

[یہہ مضمون میں نے اپنے حال کے عارضہ فالج سے پہلے لکھنا شروع کیا تھا اور بارہویں طبی ممانعت سے میں نے آج اسکا ختم کردینا ایک قومی فرض سمجھا ہے -]

علیگڈہ : } خاکسار
۲ فروری سنہ ۱۹۱۳ م } مشتاق حسین [نواب وقارالملک]

[الہلال] ناظرین اس مضمون کو اول سے اخیر تک پڑھہ لیں - ہم بشرط صحت آیندہ نمبر میں پوری تفصیل کے ساتھہ اسکی نسبت اپنے خیالات ظاہر کرینگے -

غازی انور بے
کے
تازہ تـــریـــن اظـهـــارات

— * —

مولوی ابوسعید صاحب رانڈیری جو ایک سال سے ممالک اسلامیہ کا دورہ کر رہے ہیں اس وقت قسطنطنیہ میں مقیم تھے ' جب غازی انور بے طرابلس سے پہنچے - انہوں نے ملاقات کا صریحہ حاصل کرکے انکے شعور کے وجود دریافت کیے - اس گفتگو کا خلاصہ ہم (الشعب) ناظرہ سے نقل کرتے ہیں :

(س) آپ طرابلس جو رزم کے قسطنطنیہ کیوں تشریف لائے ؟

(ج) میں نے اپنی جان کو دین اسلام اور وطن عثمانی کی خدمت کے لیے وقف کردیا ہے اسلیے میرے نزدیک طرابلسی اور غیر طرابلسی ' دونوں برابر ہیں - میں نے جب دیکھا کہ دولت خلافۃ کو خطرہ نے گھیر لیا ہے اور اسکے مصایب عنقریب تمام عالم اسلامی پر نازل ہونے والے ہیں ' تو میں نے اپنے اخوان دین ' افسران مجاهدین ' اور مشائخ عرب کی راے اس بارے میں لی - پھر میں نے اپنے ارادے کی شیخ سنوسی کو اطلاع دی ' مگر میں نے دیکھا کہ میدان جنگ میں آخر تک مقابلہ کے خیال کی بنیاد قائم کے بعد میرے یہاں آنے میں اتنے زدیک کوئی حرج نہ تھا - اسلیے میں نہایت اطمینان کے ساتھہ یہاں چلا آیا -

(س) آپ کے دربار میں قیام کے بدلہ قسطنطنیہ تشریف آوری کو کیوں ترجیح دی ؟

(ج) بیشک میرے قیام دربار میں چند ایسی خصوصیات تھیں ' جو یہاں حاصل نہیں ہو سکتیں کیونکہ وہاں میں برقہ کا حاکم عام تھا اور میرے ہی ہاتھہ میں تمام فوج کی کمان تھی ' مگر یہاں میں بحیثیت ایک معمولی افسر کے رہونگا اور مجھکو ہمچشموں پر کوئی امتیاز نہ ہوگا - پس اگر میں اپنے مخصوص مصالح کا لحاظ کرتا ' تو دربار نہ چھوڑتا چاہیے تھا - مگر چونکہ میری غرض خلافۃ اسلامیہ اور دولت عثمانیہ کی خدمت کے فرض عام کی بجا آوری تھی ' اسلیے اپنے تمام امتیازات چھوڑ کے یہاں چلا آیا

نہ میں دولتمند ہوں اور نہ دولت جمع کرنے کا خیال ہے - کیونکہ میں نے اپنی ذات کے لیے کبھی بھی کچھہ نہیں کیا جنگ بلقان شروع ہونے کے بعد جب مجھکو اور میرے بھائیوں کو اعانت دولت علیہ کے چندہ جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا تو اسوقت میرے پاس بہت تھوڑی سی رقم تھی ' مگر میں نے سب دیدی ' کیونکہ ہم لوگ طالب زر نہیں -

(س) آپ مصریوں سے کیوں نہیں ملے حالانکہ آپکو وہ بہت محبوب ہیں اور دوبارہ آپ دربار میں انکی باند ہمتی و سخاوت پر اظہار پسندیدگی فرمایا کرتے تھے ؟

(ج) بیشک میں ان سے ملتا اور مصافحہ کرنا چاہتا تھا مگر موجودہ حالات نے ذرا بھی رقت نہیں چھوڑا تھا اسلیے میں بجاے کی چمک کے ساتھہ قسطنطنیہ پہنچ جانا چاہتا تھا - اسکے علاوہ اور کوئی اور سبب نہیں -

(س) آپ یہاں کیا کرنا چاہتے ہیں ؟

(ج) وطن عزیز اور خلافت اسلامیہ کی مدافعت کے علاوہ اور کچھہ نہیں ' جو جنگ بلقان کے بعد سے نہایت شدید خطرہ میں ہے -

(س) اسکے علاوہ اور کوئی مہم بھی آپکے پیش نظر ہے ؟

(ج) اسکو میں آیندہ کے لئے چھوڑتا ہوں -

(س) ختم جنگ کے بعد دربار واپس جانے کا ارادہ ہے ؟

(ج) انتہاء جنگ کے بعد میں اپنے معاملات میں آزاد ہونگا - لیکن اسوقت تو میں فوجی نظام کا ایک تابع سپاہی ہوں اور بہر حال خدمت اسلام ہمیشہ کرتا رہونگا -

(س) موجودہ حالات کے متعلق کے متعلق آپکی کیا راے ہے ؟

(ج) میں نے چٹانوں کے قاہوں کی حالات دیکھی ' میرے نزدیک حالت ہر طرح قابل اطمینان ہے -

اطلاع ضروری

اگر کوئی صاحب الہلال نمبر ۱ جلد ۱ فروخت کرنا چاہتے ہوں تو حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں -

پتہ :— ڈاکٹر محمد جی عرف سید ولایت حسین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن - پلیگ ہوسپٹل تاراوری - شملہ

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بوڑھے تک کو ایکساں فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل وعیال والے کو گھر میں رکھنا چاہیے تازہ و ہلکی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے - رنگ بھی پتوں کے ایسا سبز ہے اور خوشبو بھی تازہ پتیوں کی سی ہے - مندرجہ ذیل امراض کیواسطے نہایت مفید اور اکسیر ہے : نفع ہو جانا ' کہٹا ڈکار آنا - ہرہ شکم - بد ہضمی اور متلی - اشتہا کم ہونا ریاح کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے -

قیمت فی شیشی ۸ - آنہ معصول ڈاک ۵ - آنہ

پوری حالت فہرست بلا قیمت منگوائیے ملاحظہ کیجئے -

نوٹ — ہر جگہ میں ایجنٹ یا مشہور ہوافروش کے یہاں ملتا ہے

اصل عرق کافور

[۱]

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کیوجہ سے پتلے دست پیٹ میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں - اور اگر اسکی حفاظت نہیں ہوئی تو ہیضہ ہو جاتا ہے - بیماری ہو جانے سے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے - اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو - ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ہے - مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے - قیمت فی شیشی ۳ - آنہ ڈاک معصول ایک سے چار شیشی تک ۵ - آنہ -

ڈاکٹر ایس کے برمن ۔ نمبر ۵ ۔ ۲ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ



سیحا کا موہنی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کاٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا صالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نے اسکے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اور اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے آگتے ہیں - جوئیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر ' نزلہ ' چکر ' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل اوپر ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

مسیحا مکسچر

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجا یا کرتے ہیں ' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اُن مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر ' اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پسند دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ' اور فروخت کرنے کے نیل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - مرسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار جسمیں درد جگر اور طحال بھی لحق ہو ' یا وہ بخار جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں وہ سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ کنٹھیاں بھی ہوتی ہیں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے ' نیز اسکی سابق تندرستی ازسرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں ' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا مزہ سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پورہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے

تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر — ہر دیوپورا لکھنؤ

ایچ - ایس - عبدالغنی کیمسٹ ۲۲۰ و ۷۳ کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

گھر بیٹھے روپیہ پیدا کرنا !!!!

مرد ' عورتیں ' بوڑھے لوگ ' فرصت کے اوقات میں روپیہ پیدا کر سکتے ہیں - تلاش ملازمت کی حاجت نہیں اور نہ قابل تنخواہ کی ضرورت - ایک سے ۳۰ روپیہ تک روزانہ - خرچ ' برائے نام - چیزیں دور تک بھیجی جاسکتی ہیں - یہ سب باتیں ہمارا رسالہ بغیر اعانت استاد بآسانی بتا دیتا ہے !! خرچ ڈاک کے لیے ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر رسالہ طلب فرمالیجیے -



تھوڑے سے یعنی ۱۲ روپیہ بڑل نٹ کٹنگ مشین پر لگالیجے - پھر اس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کر سکتے ہیں - اور اگر کہیں آپ اخبارشی کی خرید بابت مشین ۱۵۵-کرمنگالیں تو ۳ روپے - اور اس سے بھی کچھ زیادہ حاصل کرسکتے ہیں - اگر اس سے بھی زیادہ چاہیے تو چھ سوئی ایک مشین منگالیں اور ۳۰ روپیہ - روزانہ بلا تکلف حاصل کرلیں

یہ مشین مرزے اور ہر طرح کی بنیائین وغیرہ بنتی ہے -

ہم آپ کی بنائی ہوئی چیزوں کو خرید نے کی ذمہ داری لیتے ہیں - نیز اس بات کی کہ قیمت بلا کم و کاست دیدی جائیگی !

ہر قسم کے کاغذ ہوئے اون ' جو ضروری ہوں ' ہم محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتے ہیں - تاکہ روپیوں کا آپ کو انتظار ہی کرنا نہ پڑے - کام ختم ہوا ' آپ نے روانہ کیا ' اور اُسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے اور چیزیں بھی بھیج دی گئیں !

ادھر شا نیٹنگ کمپنی - نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ - کلکتہ

بکفایت اصلی پتھر کی عینک لے لیجیے



حضرات اگر آپ قابل اعتماد عمدہ و اصلی پتھر کی عینک کم قیمت پر چاہتے ہیں تو صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمائیں - ہمارے ڈاکٹروں کی تجویز میں جو عینک تہریگی وہ بذریعہ وی - پی ارسال خدمت بھیجائیگی یا اگر ممکن ہو تو اسی ڈاکٹر سے اپنی آنکھیں امتحان کراکر صرف نمبر بھیجدیں - پھر بھی اگر آپکے موافق نہ آے تو بلا اُجرت بدل دیجائیگی -

مسرز ایم - این - احمد اینڈ سنس

نمبر ۱۵/۱ ریپن اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلی کلکتہ -

Messrs. M. N. Ahmad & Sons,
15 1, Ripon St., Wellesley, Calcutta

ایک نئی قسم کا کار و بار

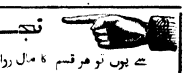
بمعی

ہر قسم اور ہر میل کا مال، یک مشت اور متفرق دونوں طرح، کلکتہ کے بازار بھاؤ پر، مال عمدہ اور فرمایش کے مطابق، ورنہ واپس، معصول آمد و رفت ہمارے ذمہ، ان دمہ داریوں اور منصلوں کا معاوضہ نہایت ہی کم ۵ روپیہ تک کی فرمایش کے لیے ایک آنہ فی روپیہ ۱۵- روپیہ تک کی فرمایش کے لیے، پون آنہ فی روپیہ ۵۰ روپیہ تک کی فرمایش کے لیے آدھہ آنہ فی روپیہ، اس سے زائد کے لیے در یافت فرمائیے، تاجروں کے لیے قیمت اور حق معصنہ دونوں تاجر انہ تفصیل کے لیے مراسلت فرمائیے

منیجر ہلال ایجنسی ۵۷ اسمعیل اسٹریٹ
انٹالی - کلکتہ

THE MANAGER, THE "HILAL" AGENCY,
57, Moulvie Ismail Street, P. O. Entally, (Calcutta)

تجارت گاہ کلکتہ



سے یوں تو ہر قسم کا مال روانہ کیا جاتا ہے مگر بعض اشیا ایسے ہیں جنکی ساخت اور تیاری کے لیے کلکتے ہی کی آب و ہوا موزوں ہے - اسلیے وہ یہاں سے تیار ہو کر تمام ہندوستان میں روانہ کی جاتی ہیں - ہمارے کارخانے میں ہر قسم کی وارنش مثلاً روغنی پیچپیلا، ہوا، براؤن، زرد، کنٹی، کاف، بکری اور بیتری کے، گائے کے سر کا چمڑا، رشین لیدر وغیرہ وغیرہ تیار ہوتے ہیں - اسکے علاوہ گھوڑے کے ساز فنائیکا گائے اور بھینس کا سفید اور گلے رنگ کا ہارنس بھی تیار ہوتا ہے - یہی سبب ہے کہ ہم دوسروں کی نسبت ارزاں نرخ پر مہیا کرسکتے ہیں - جس قسم کے چمڑے کی آپکو ضرورت ہو ہمکو اگر دیکھیں، اگر مال خراب ہو تو خرچ آمد و رفت ہمارے ذمہ، اور مال واپس

منیجر اسٹنڈرڈ ٹینری نمبر ۲۲ - کنٹوفر لین پوسٹ انٹالی کلکتہ

THE MANAGER, STANDARD TANNERY.
22, Cantophers Lane, P. O. Entally, Calcutta.

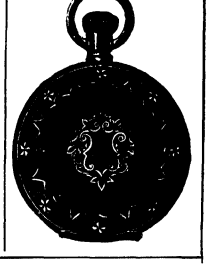
لغات جدیدہ

مؤلفہ

مولانا السید سلیمان الزیدی

یعنی: عربی زبان کے چار ہزار جدید، علمی، سیاسی، تجارتی، اخباری اور ادبی الفاظ اصطلاحات کی محققانہ و مشرح ڈکشنری، جسکی اعانت سے مصر و شام کی جدید علمی تصنیفات و رسائل نہایت آسانی سے سمجھے میں آسکتے ہیں، اور نہر الہلال جن جدید عربی اصطلاحات و الفاظ کا استعمال کبھی کبھی کرتا ہے، وہ بھی اس لغت میں مع تشریح واصل ماخذ موجود ہیں - قیمت ۱ - روپیہ - درخواست خریداری اس پتہ سے کی جاے:

منیجر المعین ندوہ، لکھنو -



۱ - ۱۵ سالز سلڈر راچ مڈل چاندی ڈبل بیس گارنٹی ایک سال معہ محصول پانچ روپیہ -

۲ - ۱۵ سالز سلڈر راچ خاص چاندی ڈبل کیس گارنٹی ایکسال معہ محصول نو روپیہ -

۳ - ۱۵ سالز ہنٹنگ راچ جو نقشہ مد نظر ہے اسے کہیں زیادہ خوبصورت سونیکا مضبوط ملمع جسکے دیکھنے پر پچاس روپیہ سے کمکی نہیں جچتی گارنٹی ایکسال معہ محصول نو روپیہ -

۴ - ۱۸ سالز انگما سلڈ راچ گارنٹی ایکسال معہ محصول پانچ روپیہ -

۵ - ۱۹ سالز گارنٹی لیور راچ اسکی مضبوطی سچا ٹایم برابر چلنے کا ثبوت صاحب مکرمی نے گارنٹی دس سال کھزیکے ڈال پر لکھا ہے جلد منگائیے معہ محصول چھہ روپیہ -

۶ - ۱۶ سالز سسٹم پٹنٹ لیور راچ گارنٹی ۲ سال معہ محصول تین روپیہ آٹھہ آنہ -

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرمتلا کلکتہ

M. A. Shakoor & Co, No. 5/1 Wellesley Street Calcutta.



لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

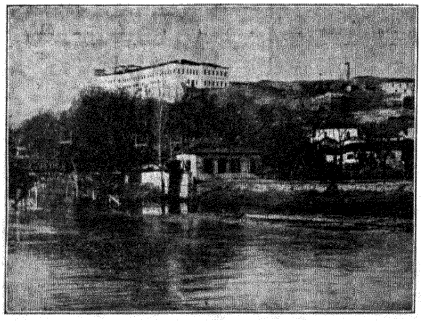
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۷ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, February 19, 1913.



اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس دلی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو نئی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی۔

(۲) اگر کسی صاحب کو پتہ کی تبدیلی کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں۔

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا پانچ آنے کے رپی۔ نیی کی اجازت۔

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے۔

(۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر اور نیز خط کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل حکم کی شکایت نہ فرمادیں

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں۔

ضرورت ہے

ایک ایف اے مسلمان کی ضرورت ہے جو الکٹریسٹی اور حساب میں خاص مہارت رکھتا ہو۔ عمر تیس اور چالیس سال کے درمیان ہو۔ خوش اخلاق اور مذہبی تعلیم سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔ تنخواہ چالیس روپیہ ماہوار سمجھ جائے آسایش و خوراک۔ انسی ٹیوٹ شبانہ روز دو انٹرنس کے طلبا رکھ جائینگے۔ نگہداشت پر آیندہ کی ترقی کا وعدہ۔

تمام خط و کتابت میر اسلم خان جنرل انوئیر۔ ہیڈ آفس۔ سول لائن۔ ناگپور۔ کے پتہ سے ہونی چاہئیے۔

اشتہارات کیلیے ایک عجیب فرصت

ایک دن میں پچاس ہزار!!!

"ایک دن میں پچاس ہزار" یعنی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کی نظر سے گذر جائے، جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں، تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ یعنی یہ کہ آپ "الہلال کلکتہ" میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے۔

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار نہیں یعنی پچیس ہزار بھی نہیں ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس امر کی واقعیت سے بھی آجکل کسی کا خبر شخص انکار نہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کی نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے۔

اگر اس امر کیلیے کوئی مقابلہ قائم کیا جائے کہ آجکل چھپی ہوی چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کی جماعت کون رکھتی ہے؟ تو بلا ادنی مبالغہ کے الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جا سکتا ہے، اور یہ قطعی ہے کہ اسکو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا۔

جس اضطراب، جس بیقراری، جس شوق و ذوق سے پبلک اسکی اشاعت کا انتظار کرتی ہے اور پھر پرچے کے آنے ہی جس طرح تمام معطلہ اور فصیلہ خریدار کے گھر ٹوٹ پڑتا ہے، اسکو آپ اپنے ہی شہر کے اندر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

اس کی وقعت، اُن اشتہارات کو بھی وقیع بنا دیتی ہے، جو اسکے اندر شائع ہوتے ہیں۔

با تصویر اشتہارات، یورپ کے جدید فن اشتہار نویسی کے اصول پر صرف اسی میں چھپ سکتے ہیں۔

سابق اجرت اشتہار کے نرخ میں تخفیف کردی گئی ہے۔

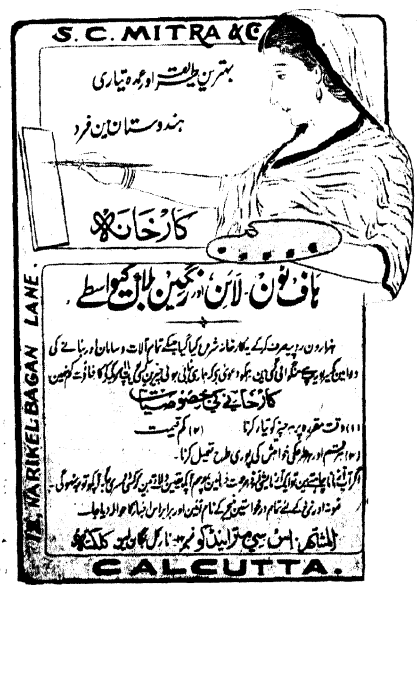
منیجر الہلال الکٹریکل پرنٹنگ ہاوس۔

۷/۱ - مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ۔

خضاب سیہ تاب

ہم اس خضاب کی بابت اس لوازمی کی ایما پسند نہیں کرتے لیکن جو سچی بات ہے اصل اپنے میں اوقات بھی نہیں، خواہ اوئی سچا کہے یا جھوٹا حق تو یہ ہے کہ جتنے خضاب اسوقت تک ایجاد ہوے ہیں ان سب سے خضاب سیہ تاب بہتر نکلا تو جو جماعہ ہم پر کیا جاے گا ہم قبول کرینگے۔ دوسرے خضاب مقدار میں کم ہوتے ہیں خضاب سیہ تاب اسی قیمت میں اسی قدر دیا جاتا ہے کہ عرصہ دراز تک چل سکتا ہے۔ دوسرے خضابوں کی بو ناگوار ہوتی ہے خضاب سیہ تاب میں ناپسند ہو بو ہے دوسرے خضابوں کی اکثر دو شیشیاں دیکھنے میں آئی ہیں اور دونوں میں سے دو مرتبہ لگانا ہوتا ہے خضاب سیہ تاب کی ایک شیشی ہوتی اور صرف ایک مرتبہ لگایا جانیکا۔ دوسرے خضابوں کا رنگ دو ایک روز میں پھیکا پڑجاتا ہے اور فیصلہ کم کرتا ہے۔ خضاب سیہ تاب کا رنگ روز بروز پڑھتا جاتا ہے اور دو چند قیام کرتا ہے بلکہ پھیکا ہوتا ہی نہیں۔ لہو لگنے بھی زیادہ دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ دوسرے خضابوں سے بال سخت اور کم ہوتے ہیں خضاب سیہ تاب سے نرم اور گنجان ہوجاتے ہیں معتصریہ کہ ہمارا کہنا تو بیکار ہے بعد استعمال انصاف آپ سے خود کہلائیگا کہ اس وقت تک ایسا خضاب نہ ایجاد ہوا اور نہ ہوگا خضاب بطور تیل کے برش یا کسی اور چیز سے بالوں پر لگایا جاتا ہے نہ باندھنے کی ضرورت نہ دھونے کی حاجت لگانیکے بعد بال خشک ہوے کہ رنگ آیا۔ قیمت فی شیشی ۱ روپیہ محصول ڈاک بدمہ خریدار۔ زیادہ کے خریداروں سے رعایت خاص ہوگی۔

ملنے کا پتہ کارخانہ خضاب سیہ تاب ڈنڈہ دلسکھ امرت سر



لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Maclcod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ 4-12.

مدیر مسئول محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۷ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday, February 19, 1913.

فہرس

تلغراف خصوصي ۱
شذرات ۲
افکار وحوادث
سفیري گزٹ نوس
هفته جنگ ۳
مقالهٔ افتتاحیه
ایک عظیم الشان اجتماع ۳
شئون عثمانیه
کامل پاشا کي " قومي مجلس " ۷
ساقز کوئي میں ترکوں کي مدافعت ۸
عثماني فقوحات
قسطنطنیه کي چٹھي ۹
نکاهات ۱۰
فرض پیشوائي کي ابجد
آینده لیگ کي صدارت
مقالات
صلح اور جنگ ۱۱
کیا صبح قیامت آ گئي ؟ ۱۲
مراسلات
الهلال اور تعلیم نسواں
دولت علیه کو قرض حسنه
ادبیات
تنزل اسلام کا اصلي ۱۶
سرگذشت ر (۳) ۱۷
ٔ دولت علیه ۲۰

تصاویر

جنگ طرابلس سے پہلے (صفحه خاص)
ے مرغزاز
: کرنیل فتحي بے
: خلیل بے

تلغراف خصوصی

بنام الهلال

(۱)

(قسطنطنیه : ۱۶ - فروري)

ایک بہت بڑي خونریز جنگ میں مانٹي نیگرو اور سروبا کي ۲ فوج اور ' جسکي تعداد سولہ هزار سے کہیں زیادہ تھي ' ترکوں نے شکست فاحش دي - چھ توپوں پر قبضہ کرلیا اور دشمن تین هزار مقتول و مجروح میدان میں چھوڑ کر بھاگ گئے -

ایڈیٹر (تصویر افکار) کو بابعالي کي طرف سے اس امر کے اظہار کي اجازت دي گئي هے که کورنمنٹ گرائي کا منشاء صلح کرنے کا هرگز نہیں هے ' گو اسکو با عزت صلح سے انکار بھي نہیں -

عبد العزیز چاویش

(سابق ایڈیٹر الهلال العثماني و حال ایڈیٹر الهدایة)

(۲)

افواہ صلح کي تکذیب

بجواب الهلال نسبت اشاعات صلح

(قسطنطنیه : ۱۸ - فروري)

محمود شوکت پاشا آج صلح کے اخبارات کو اطلاع دیتے هیں که " همارے طرف سے صلح کي کوئي خواهش نہیں - هم جنگ میں کامیاب هیں ' اور اپنے ارادوں میں پوري طرح مصمم و مستقل - ممالک خارجه کي اشاعات محض بے اصل هیں "

غازي (انور بے) ایڈریانوپل سے کسي خاص جانب روانه هوگئے هیں - کهبراؤ مت اور اسقدر جلد همارے طرف سے بدگمان نہو جاؤ - (۱)

(صباح)

(۱) هم نے تار میں لکھا تھا که اگر صلح کي افواہ سچ هے تو بتلاؤ که تم میں اور رائل میں کیا فرق هے ؟ یه اسکا جواب هے -

شذرات

— * —

هفتهٔ جنگ

اس هفتے کی خبروں میں سب سے زیادہ اهم واقعہ سقوطری کی محصور فوج کا حملہ' اور دشمنوں کا نقصان عظیم ہے -

سقوطری کے محصوروں کی حالت نہایت نازک تھی' عرصے سے وہ هر طرف سے بند هیں - خبر رسانی کا ذریعہ ان میں اور دار الحکومت میں باقی نہیں رہا - آغاز جنگ سے دشمن اپنی تمام قوتوں کو وهاں جمع کر رہا ہے' تاهم انکا اس نے سر سامانی کے عالم میں نکلکر مدافعت کی جگہ خود حملہ آوری' اور شکست عظیم کے بعد محاصرین کی قوت کا خاتمہ کردیا' اهتمنك (ریگمنٹ) کی فوجی بلغاری فتوحات سے بڑھکر' مگر ایک واقعی عثمانی فتح کا واقعہ ہے -

ناظرین کو یاد هوگا کہ ڈاکٹر (مصباح الدین شریف بے) نے سب سے پہلے اس فتح عظیم کی خبر دی تھی' مگر رپوٹر کو غالباً اس بارے میں کوئی خبر نہیں دی گئی -

ڈاکٹر موصوف نے جس معرکے کا ذکر کیا تھا' معلوم هوتا ہے کہ وہ برابر جاری رہا - ۱۶ - فروری کو شیخ (عبد العزیز شاویش) ایڈیٹر (الہدایۃ) استانبول علیہ سے تار دیتے هیں کہ مانتفی نیگوروں اور سربیا کی متحدہ فوج کو ترکوں نے شکست دی - یہ تار همیں ۱۷ - کو دن کے دس بجے ملا تھا - شام کو رپوٹر نے بھی قسطنطنیہ سے بعینہ اس خبر کی تصدیق کی -

ستنجی (دار الحکومت مانتفی نیگرو) کے تار میں کو نقصانات کا تخمینہ بتلانے سے قلم شرمندہ ہے' تاهم اعتراف کیا گیا ہے کہ نقصانات اندازے سے بھی زیادہ تھے - سب سے زیادہ یہ کہ " سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ اب دوبارہ حملہ کرنے کا ارادہ نہیں "

اخیری سطر سے ڈاکٹر مصباح الدین کے اس جملے کی پوری تصدیق هوتی ہے کہ " دشمنوں کی قوت کا بالکل خاتمہ هوگیا "

ادریا نوپل

گذشتہ اشاعت میں " هفتۂ جنگ " پر لکھتے هوئے هم نے امید ظاهر کی تھی کہ غازی انور بے ایڈریا نوپل میں هونگے - هم نے تفتیش حالت کیلیے ڈاکٹر مصباح الدین کے نام تار بھیجا کہ " انور بے اس وقت کہاں هیں ؟ "

الحمد للہ کہ همارے پر امید قیاس کی تصدیق هوگئی اور جواب میں جو تار ملا' وہ پہلے صفحہ پر درج کردیا گیا تھا - اس تار کے بعد هی ڈاکٹر انصاری اور خود رپوٹر کے تار آئے جنسے اسکی تصدیق مزید هوگئی - هم نے امید ظاهر کی تھی کہ غالباً (غازی انور بے) کا اولین کام ایڈریا نوپل کے محاصرے کی شکست هوگا' چنانچہ ۹ - فروری کا تاریخی حملہ' اور (ڈلیدن) کے مورچوں پر قبضہ' اس عمل عظیم کے کامیاب آغاز کی خبر دیتا ہے -

پچھلے نمبر میں (چٹلجا) کی جو تصویر الگ صفحہ پر شائع کی گئی تھی' اسکو اپنے سامنے رکھکر دیکھیے - آپکے دهنی جانب چٹلجا کی ابادی ہے اور بائیں جانب جو پہاڑی سلسلہ ہے' اسکے عقب میں بلغاری فوج پھیلی هوئی ہے - قصبہ بیچ چکمی کے اوپر جو پہاڑی سلسلہ نظر آتا ہے' اسکی چوٹیوں کا عقب بلغاری پیش قدمی کی انتہائی سرحد تھی مگر اب ساحل کے عثمانی بیڑے کی گولہ باری سے (جیسا کہ آپ دیکھ رہے هیں) اسکو عثمانی حدود کے اندر لے لیا ہے - قصبہ اور بائیں جانب کی پہاڑی کے درمیان ایک پل واقع ہے اور ترکی جنگی جہاز بار بروس اسکے محافظی کھڑا ہے تاکہ دشمن کی پیش قدمی سے یہ راہ همیشہ محفوظ رہے -

(ڈلیدن) کی پہاڑیاں جن پر شجاعت پیکران امرنہ نے نکلکر قبضہ کرلیا' اسی بائیں جانب کی پہاڑی کے عقب میں هیں' اور وہ ایڈریا نوپل کے بالکل محافظی مغرب میں واقع هیں - معلوم هوتا ہے کہ چٹلجا سے ایک عثمانی فوج پل کو عبور کرکے پہاڑ پر چڑھگئی اور ڈھیر سے (پاپا یوغاس) کی فوج نے نکلکر اسکا ساتھ دیا - سامنے سے ایڈریا نوپل کے محصوروں نکلے اور بندوقوں پر سنگینیں چڑھا کر پہاڑی پر چڑھنا شروع کردیا - یہ ایک ایسا متفقہ اور هر طرف سے محصور کردینے والا حملہ تھا' جس نے بلغاروں کو بھاگنے کا موقعہ بھی نہ دیا اور (جیسا کہ تار میں ظاهر کیا گیا ہے) صرف دس آدمی کسی طرح بھاگ کر بچ نکلے' باقی سب کے سب گرفتار هوگئے :

کذلک العذاب' و لعذاب الآخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون - (۶۸ : ۳۳)

صلح کی افواہ

۵ - فروری کی اشاعت میں هم نے ڈاکٹر (مصباح الدین) کا جو تار شائع کیا تھا' اسکے اخیر میں انھوں نے اطلاع دی تھی : " مشہور ہے کہ دشمن صلح کیلیے دول سے نامہ و پیام کر رہا ہے "

شاید یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ حقی پاشا کے سفر کی خبر کے ساتھی هی مشہور کیا گیا کہ موجودہ وزارت بھی رفتہ رفتہ صلح کی گذشتہ شرطوں پر رضامندی ظاهر کر رهی ہے - لیکن شیخ (عبد العزیز شاویش) کی تار برقی سے اس افواہ کی بلکلی تکذیب هوتی ہے جو وزارت کے ایک سرکاری اعلان کا حوالہ دیتے هیں - اس سے صاف معلوم هوتا ہے کہ حقی پاشا کے سفر کو کم از کم صلح کی اس حالت سے کوئی تعلق نہیں جسکو تاروں میں ظاهر کیا گیا ہے -

هم نے اسی وقت ڈاکٹر مصباح الدین کے نام بھی مسئلۂ صلح کی نسبت ایک تار روانہ کیا ہے -

---

نقشۂ جنگ

گذشتہ اشاعت میں هم نے جو قیاسات ظاهر کیے تھے' ان میں تبدیلی کیلیے اب تک کوئی وجہ پیدا نہیں هوئی -

لیکن غازی (انور بے) کے خوارق عزائم کیسے عجیب هیں ! وہ اجراے جنگ کے وقت مار مورا کے ساحل پر نمودار هوے - جبکہ دنیا انکو چٹلجا کے پیچھے دیکھ رهی تھی' تو معاً معلوم هوا کہ ایڈریا نوپل میں محصور فوج سے حملہ آوری کا کام لے رہے هیں - پھر یہ یقینی ہے کہ ۹ - فروری کے حملے کے اندر انھی کی عجیب و غریب قوت کام کر رهی تھی - اب نہیں معلوم کہ همت و عزم کی یہ برق خاطف کس طرف چمکنے والی ہے ؟

مرجودہ نقشہ جنگ میں سب سے زیادہ اهم واقعہ غازی (انور بے) کی وہ نقل و حرکت تھی' جسکی خبر امپائر کے نامہ نگار نے دی تھی - اب ۲۱ - کے ایک تار میں رپوٹر ظاهر کرتا ہے کہ ۵ - جنگی کشتیوں کا ایک مسلح بیڑا انور بے کے زیر کمان نکلا تھا کہ مختلف اهم نقاط میں فوج اتار دے' لیکن وہ بالکل ناکام رها کیونکہ اس وقت تک اسکی نسبت کچھ سنا گیا -

یہ کسی عمل کی نا کامی کی عجیب سے عجیب معلوم نہیں " کیا یہ ممکن نہیں کہ خاموشی کام کر رہے هوں ؟

(رنجلی) میں فوج کے اترنے کی کوئی خبر نہیں -

افکار وحوادث

سنہری گریمفون سے ایک نیا نغمہ

— * —

تاونسنگ اسٹریٹ لندن، اور کمالا هل بمبئي

— * —

لیڈري کا "طوطي" کہنہ مشق

اور

"استاد ازل" کا ایک نیا سبق

وما یعش عن ذکر الرحمن ، نقیض له شیطانا فهو له قرین (۴۳ : ۳۵)

"سنہري گریمفونوں سے ایک نیا نغمہ کیونکہ اس سے پہلے بہت سے نغمات خوش آہنگ نکل چکے ہیں -

مولانا روم کے زمانے میں "گریمفونوں" نہ تھا ' اداے مطلب کیلیے انکو بانسري سے کام لینا پڑا :

بشنو از نے چوں حکایت مي کند

— * —

شارحین مثنوي کا اتفاق ہے کہ "نے" سے مقصود یہاں وجود انساني ہے ' اور "نے" نے ساز" سے نغمہ سراے ازل ' کہ الانسان سري و انا سره (انسان میرا بھید ہے اور میں اسکا بھید ہوں) وہ ایک الٰہ معطل کي طرح دست الہي میں ہے - یقلبها کیف یشاء (جس طرف چاہتا ہے اسکا دل پھرا دیتا ہے) جو آواز اس "نے" سے نکلتي ہے ' ظاہر بیں سمجھتے ہیں کہ "نے" کي آواز ہے ' لیکن حقیقت شناس "باطني" کو صاف نظر آجاتا ہے کہ "نے" کي نہیں بلکہ نے بجانے والي کي سامعہ نوازي ہے - بانس کے ایک ٹکڑے میں یہ طاقت کہاں کہ ہنگامۂ موسیقي سے اقلیم جاں کو تہہ و بالا کردے ؟

نغمہ از نالیست نے از "نے" بداں

مستي از ساقیست نه از مے بداں

لیکن مولانا کي "نے" اور ایڈیسن کا "گریمفونوں" دونوں مثال کیلیے یکساں طور پر مفید ہیں اور اسوقت ہمارے کانوں میں جس نغمۂ تازہ کي صدا آرہي ہے ' آپ پوري طرح مجاز ہیں کہ ان دونوں میں سے کسي ایک کو مثال کیلیے اختیار کر لیجیے -

في الحقیقت وجود انساني کي مثال لیجیے (مولانا) کي "بانسري" ایک عجیب شے ہے اور اب (ایڈیسن) نے اوسکو زیادہ مکمل کر دیا - مسئلہ جبر اختیار کو اگر آپ اس وقت نہ چھیڑیں ' تو میں کہونگا کہ حضرات صوفیا کا یہ قول قابل اغماز نہیں کہ انسان ایک بانسري کي طرح ہے جو خدا کے ہاتھ میں ہے - وہ جس طرح کي آواز چاہتا ہے ' اسکے اندر سے سنا دیتا ہے - البتہ انسانوں کي بھي قسمیں ہیں ' اور پھر سب کي پرستش گاہیں بھي ایک نہیں - جن کا معبود وہ خالق لم یزل ہے ' انکے وجود سے اسي کا نغمۂ حق نکلتا ہے - لیکن جنکے معبود دنیاے قوتوں کے "شیاطین الانس و الجن" ہیں انہوں نے اپنے دلوں کو "نزغات شیطانیه" کیلیے وقف کر دیا ہے ' یقلبها کیف یشاء - جس طرف چاہتے ہیں ' انکے دلوں کو پھیر دیتے ہیں اور جس آواز کو چاہتے ہیں ' انکي زبان سے سنا دیتے ہیں : هل ننبئکم علي من تنزل الشیاطین ؟ تنزل علي کل افاک اثیم ' یلقون السمع و اکثرهم کاذبون (۱۹ : ۱۲۲)

القاؤ نزول الہام کے لحاظ سے دونوں کا یکساں حال ہے ' صرف سرچشمے مختلف ہیں - دونوں اپنے معبود و الٰہ کي پھونکي ہوئي آواز کا نغمہ ہیں مگر ایک کا معبود قوت الٰہیہ ہے ' اور دوسرے کي مظاہر شیطانیه - پہلا اگر اپنے معبود حکیم کو ہر وقت حاضر و ناظر یقین کرتا ہے کہ و نحن اقرب الیه من حبل الورید - تو دوسرا بھي اپنے معبودہ لئیم سے کبھي جدا نہیں کہ و من یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا ' فهو له قرین -

حضرات صوفیا کہتے ہیں کہ انسان اللہ کا بھید ہے (الانسان سري و انا سره) یہ بندگان اصنام بھي اپنے معبودوں کے راز و نیاز کا سر مخفي ہیں - یہاں تک کہ کہا جاسکتا ہے :

کرامت کاتبیں را هم خبر نیست :

اس ہفتے هز هائینس سر (آغاخاں) بالقابه الکثیرہ نے مسلمانان هند کے نام ایک چٹھي بمبئي ٹائمس میں شائع فرمائي ہے ' اور اسکا خلاصہ بذریعہ تار کے اُسي دن تمام اخبارات کو باهتمام مخصوص بھیجا گیا ہے - یہ چٹھي نہایت دلچسپ ہے اور اس قابل ہے کہ مندرجۂ صدر معارف باطنیه کو پیش نظر رکھکر اسکي اسٹیڈي کي جاے - چٹھي کا آغاز ترکوں کي دل سوزانه همدردي سے ' مگر خاتمہ ایک همدردانه مشورے پر کیا گیا ہے - وہ اسکو بہت ضروري سمجھتے ہیں کہ مہاجرین و مہاجرین کیلیے روپیہ دیا جاے - لیکن اسپر خشمگیں ہیں کہ مسلمانان هند اجراے جنگ کیلیے ترکي کو کیوں مشورہ دیتے ہیں ؟ انکو کسي کے جنگ و صلح سے کیا غرض ؟ "اپني" حکومت کي امن بخشي سے شاد کام رہیں - ترکي کیلیے صلح هي میں بہتري ہے -

اخیر میں انکا مشورہ ہے کہ اسلام کو اب اپنے دیرینہ مقبوضات سے فوراً چلا وطن هو جانا چاهیے - صرف ایشیا هي پر قناعت کر لي جاے - ایسا کرنے سے ایک نعمت گراں مایه یعني "دولت علیه برطانیه" کي سر پرستانه اعانت اور اسلام نوازانه مہر و نوازش کي دولت لا زوال حاصل هو جاے گي -

یہ ایک "بانسري" کي نئي "حکایت" یا "گریمفونوں" کا نغمۂ تازہ ہے ' جو هز هائینس کے ساز وجود سے منتقل هزار سامعہ نواز بزم و انجمن هوا ہے -

بعض ظاهر بیں بد مزہ هو رہے ہیں کہ یہ اوز کچھ خوش آیند نہیں ' لیکن باطن شناسان حقیقت کہتے ہیں کہ علامت بے فائدہ ہے - تم اُن نازنیں کو دیکھتے هو ' جنسے آواز نکلتي ہے ' اور هماري نگاہ اُن آنگلیوں پر ہے ' جو اوپر زیر و بالا پھر رہي ہیں ! نغمہ از "نے" نالیست "نے" از "بداں" !

هز هائینس نے اس ایک چٹھي میں اپنے "باطني" کمالات کے کتنے بھیس بدلے ہیں ! آغاز تحریر میں ترکوں کي همدردي کرتے هوے اپنے تئیں "مسلمان" ظاهر کرتے ہیں - اچھا دیر کے بعد انکو اس خیال سے سخت پریشاني هوتي ہے کہ "جنگ دوبارہ جاري کردي جاے" یہاں آکر وہ مرجودہ مسیحي جہاد کے مقدس علم بردار شاہ (فرڈیننڈ) کے هاتھ پر بیعت کرتے هوے نظر آتے هیں ' کیونکہ (صوفیا) سے بعینه یہي آواز دهرائي گئي ہے کہ ترکوں کو جنگ جاري کرنے کا مشورہ نہ دیا جاے -

آگے چلکر انکا چہرہ زیادہ صاف نظر آجاتا ہے - وہ بے تکان مشورہ دینے کیلیے تڑپتے ہیں کہ "اسلام کیلیے بہتر ہے کہ یورپ کو خالي کردے" اب انکا لباس بلغاري وضع کي جگہ ' انکي اصلي انگریزي وضع اختیار کرلیتا ہے ' کیونکہ انکے اس مذهب کے ابوالاباء ' (مسٹر گلیڈ اسٹون) نے بھي سنہ ۱۸۷۶ء میں یہي راے دي تھي :

"بس اب ترکوں کیلیے صرف ایک هي کام باقي رهگیا ہے یعني فوراً اپنے صدیریوں ' بک باشیوں ' قائمقاموں ' اور پاشي بزوقوں کو ساتھ لیکر ' اپنے گنجوں اور بقچے سمیت باسفورس کے پار (ایشیا میں) چلي جاے" -

البتہ گلیڈ اسٹون کا نیا تناسخ نسبةً اچھے لفظوں میں هوا ہے

الہلال

۱۲ - ربیع الاول ۱۳۳۱ هجری

ایک عظیم الشان اجتماع

مسلمانان بنگال کا قائم مقام جلسہ

سر آغا خان کے عہد اسلامی مشورے کے عطیے کی واپسی

ادلة علی الموحدین، اعزة علی الکافرین، یجاهدون فی سبیل الله، لا یخافون لومة لائم (۵ : ۶)

یہی آیت کریمہ تھی، جسکی تلاوت سے ۱۶ فروری کو تھالی بجے (ٹاؤن ہال) کلکتہ کی عظیم الشان مجلس کا افتتاح ہوا، اور اس طرح قبل اسکے کہ انسانی آوازیں اٹھیں، صدائے الہی سے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی:

یا ایها الذین امنوا من یرتد منکم عن دینه، فسوف یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه، اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین - یجاهدون فی سبیل الله، ولا یخافون لومة لائم، ذلک فضل الله یوتیه من یشاء، والله واسع علیم - انما ولیکم الله ورسوله والذین آمنوا، الذین یقیمون الصلوٰة ویوتون الزکوٰة وهم راکعون، ومن یتول الله ورسوله والذین امنوا، فان حزب الله هم الغالبون (۵ : ۶۲)

مسلمانو! اگر تم میں کوئی دین الہی کی راہ سے پھر جائے، تو اللہ کو اسکی ذرا بھی پروا نہیں، وہ ایسے لوگوں کو موجود کردیگا جنکو وہ دوست رکھتا ہوگا، اور وہ اسکو دوست رکھتے ہونگے - مسلمانوں کے ساتھ نرم دل، مگر کافروں کے مقابلہ میں نہایت سخت ہونگے - اللہ (اور اسکی صداقت) کی راہ میں جانیں لڑا دیں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے - یہ مقامات ایمان و صداقت اللہ کا ایک فضل ہے، جسکو چاہے عطا فرما دے - اسکی رحمت بڑی وسیع، اور وہ سب کے دلوں کے بھیدوں سے واقف ہے - اے مسلمانو! تمہارا دوست اللہ ہے، اسکا رسول، اور مومنین صادقین جو اپنے جان اور مال، دونوں کو اللہ کی عبادت میں صرف کرتے ہیں، اور دنیاوی طاقتوں اور حکومتوں کے آگے مغرور ہو کر اللہ نے آگے جھکے رہتے ہیں (نہ کہ وہ منافقین، جنھوں نے دین الہی کی صداقت شعاری سے منہ پھیر لیا) اور پھر یاد رکھو کہ جو شخص کفر اور کفر کی طاقتوں کی جگہ، اللہ، اسکے رسول، اور مسلمانوں کا دوست بنکر رہے گا، تو وہ اللہ کی جماعت میں سے ہوگا اور اللہ ہی کی جماعت (آخر میں) غالب آنے والی ہے -

جبکہ سورۂ (مائدہ) کے اس آٹھویں رکوع کی صدا میرے کانوں میں آرہی تھی، تو میں نے سوچا - اللہ اکبر! دنیا کی غیر فانی صدائیں ہر زمانے اور ہر وقت میں اس طرح آزمایشوں سے بے پروا ہیں؟ اگر یہ غیر فانی صداقت نہیں ہے تو کیا ہے کہ ایک طرف تو تنہا ایک شخص کے ارتداد کو دیکھتا ہوں، اور دوسری طرف حد نظر تک نظر آنے والے، اُن ہزارہا مومنین صادقین کا ایمان ہے جو زبان حال سے شہادت دے رہے ہیں کہ: من یرتد منکم عن دینه، فسوف یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه، اذلة علی المومنین، اعزة علی الکافرین " ولله علی من العالمین "

* * *

شیخ احمد موسی المصری جب تلاوت مبارک سے فارغ ہوئے تو مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لا پانکی پور کی صدارت کی تحریک کی گئی - اس عاجز نے جو الفاظ اس تحریک کی تائید کرتے ہوئے کہے تھے، وہ یہ تھے کہ "مسٹر مظہر الحق کی محض قابلیت اور لیاقت کا اعتراف اس موقعہ پر غیر ضروری سمجھتا ہوں، کیونکہ میرے عقیدے میں سب سے بڑی تعریف انکی یہ ہے کہ وہ مسلمانوں میں آخری در برسوں سے نہیں، بلکہ ابتدا سے ایک آزاد خیال اور تعلیم یافتہ مسلمان رہے ہیں - اور یہی بات فخر ہے -

مسٹر مظہر الحق نے پہلے اردو میں اغراض مجلس کی تشریح کی، اسکے بعد اپنا انگریزی ایڈریس پڑھکر سنایا جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے -

(مسٹر مظہر الحق کی اسپیچ کا خلاصہ)

" مجھکو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہماری جماعت میں لوگوں کا جوش بے انتہا بڑھا ہوا ہے - میں اس امر سے بھی واقف ہوں کہ یہانکے انگلش انڈین پریس کا ایک گروہ ترکی کے متعلق سخت حملہ آور ہو رہا ہے، تاہم میں آپ لوگوں سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ بد زبانی کا جواب بد زبانی سے نہ دیں، اور کسی دوسروں کے الفاظ بقلم یا اشتعال انگیز ہوں مگر آپکی تقاریر نہ کریں - یاد رکھیے کہ بعض زبان کی بے اعتدالی سے اولی نتیجہ نکل نہیں سکتا، بلکہ اس سے ہمارے دوستوں کی ہمدردی بھی ہم سے جاتی رہتی ہے - اور جس غرض سے سختی کی جاتی ہے، وہی حاصل نہیں ہوتی -

ہم لوگوں کا مقصد عدل و انسانیت اور تہذیب و نوع پرستی کی حمایت ہے اور بہتر ہے کہ انصاف ہی اسکا حکم ہو -

اعتدال اور مرتبے کے خیال کو ملحوظ رکھکر آپ اپنے اصلی خیالات پوری آزادی کے ساتھ صاف صاف بیان کریں اور اسمیں کسی طرح کا خوف نہ کریں، میں خیالات کے چھپانے کا قائل نہیں ہوں (چیرز)

گورنمنٹ کیساتھ اس سے بڑھکر اور کیا بد سلوکی ہوسکتی ہے کہ ہمارے اصلی خیالات پوشیدگی میں مدفون رہیں، اور صاف طور پر ظاہر کرنے کی جگہہ، دل ہی دل میں انکو سوچتے رہیں؟

گورنمنٹ کیلیے نہایت ضروری ہے کہ ہر مسئلہ کے متعلق تمہارے جذبات اسکے سامنے ہوں، اور تمہاری کسی خواہش سے بے خبر نہو - اگر ایسا نہ کیا جائے تو پھر کیونکر امید کی جاسکتی ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ تمہاری قسمت نہ ٹوٹنے والے رشتے کے ساتھ وابستہ ہے، وہ تمہاری صداؤں کا جواب دینگے اور تمہاری مدد کرینگے؟ (چیرز)

جو رحشیانہ مظالم اس خونفناک جنگ میں مسلمانوں پر کیے گئے ہیں، مشکل ہے کہ اس بیسویں صدی میں انپر یقین کیا جائے - میں نے اول اول جب ان مظالم کی خونریں سرگذشتوں کو پڑھا تو مجھکو خیال ہوا کہ یہ صحیح نہیں ہیں - کاش میرا شبہ صحیح

ہوتا ' لیکن افسوس کہ بیانات اسقدر قوی ' اور راوی اس درجہ صادق القول اور ثقہ ہیں کہ مجبور مجبوراً اثبر یقین کرنا پڑا "

اسکے بعد انھوں نے اُن مظالم کی تشریح کی ' اور نامہ نگار ڈیلی ٹیلی گراف کی وہ تازہ ترین شہادت پیش کی جسمیں بلغاریا ' سرویا ' اور یونان ' تینوں ریاستوں کے چشم دید مظالم بیان کیے ہیں ' پھر کہا :

" آپکو انسانی تاریخ کے صفحوں پر ایسے خوفناک اور رحشیانہ مظالم کی مثالیں نہیں ملیں گی - مسلمانوں اور معلوم ہے کہ کس طرح مسٹر گلیڈ سٹون نے ارمینیا کے مرضی مظالم کی داستانسرائی سے ترکوں کے خلاف جد و جہد کی تھی ' اور پھر کس طرح ترکی کے متعلق تمام یورپ میں غیظ و غضب پھیلا دیا تھا ' اور سلطان عبد الحمید اور " قاتل اعظم " کے نام سے یاد کیا تھا - لیکن کیا آج تمام سر زمین یورپ میں ایک راستباز ہستی بھی نہیں ہے جو مظلوم مسلمانوں کو انصاف دلانے کیلیے آواز بلند کرے ؟ یا انسانیت اور نوع پرستی کی ہمدردی صرف عیسائیوں ہی کیلیے مخصوص کر دی گئی ہے ؟

ہمکو امید تھی کہ ہمارے شہنشاہ کے وزرا ایسے الفاظ نہیں کہیں تامل کرینگے جن سے قیصر ہند کی درویش رعایا کے دلوں کو صدمہ پہنچے - تھوڑا سا ضبط اور زبان کے طرفی کی جسی قدر سختی ' یہ دو باتیں اگر عمل میں لائی جائیں ' تو حصول مقصد کے ساتھ ۷۰ - ملیں قلوب اسلامیہ اسطرح زخمی نہ ہونے -

میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو گورمنٹ برطانیہ سے چاہتے ہیں کہ ٹرکی کی حمایت میں اپنی عملی حصہ لے - ٹرکی تو اپنے لیے خود ہی لڑے گا ' (چیرز) البتہ ہماری گورنمنٹ کی طرف سے اوسی بات ایسی کہ ہونی چاہیے ' جس سے اسکی آزادی میں فرق آجاے -

ہمارا فرض بالکل غیر پیچیدہ ہے ' اور اسمیں ہمارے مذہب کی شرکت بھی ہمیں حاصل ہے - ہم لوگ اپنے برادران اسلامی کی حتی الامکان امداد کرینگے - یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ خلیفہ عثمانی اسلام کے مقدس مقامات کا محافظ ہے ' اور ترکی کا تنزل عین اسلام کا تنزل ہے - پھر اسکے تنزل سے کہ صرف اسلام ہی کیلیے خطرہ ہے بلکہ تمام ایشیا کی عزت و اقتدار کیلیے - میں اپنے ہم وطن ہندو اور مسلمانوں ' دونوں سے ایسا طور پر التجا کرتا ہوں کہ ہلال احمر کی اعانت کیلیے اٹھ کھڑے ہوں - ہمارے ہندو بھائی اس موقعہ پر مسلمانوں کی دائمی شکر گذاری حاصل کرسکتے ہیں - تمام دنیا میں اس واقعہ کو مشہور ہوئے دو کہ انسانیت کی ایک مصیبت عظمی میں ہندوستان کی دو بڑی قوموں نے برابر کا حصہ لیا (چیرز)

(ہز ہائنس سر آغا خان کا مشورہ)

حضرات ! ہندوستان میں مسلمانوں کی جو عام رزش اس وقت میں رہی ہے ' اسکی نسبت نہایت افسوس کے ساتھ میں سر آغا خان کی تحریر کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں ' جو حال میں رسالہ کے ایک اخبار میں شائع کی گئی ہے اور جسکی خبر تمام ہند میں تار کے ذریعہ پھیلائی گئی ہے - شخصاً میں ہز ہائینس کی استقدر عزت اپنے دل میں رکھتا ہوں کہ نہیں سمجھتا اس کی کہ ظاہر کروں ؟ لیکن اگر میں ایک ملی مسئلہ کی نسبت فرائض کی د کی بنا پر خاموشی اختیار کرلوں ' تو اپنے اسلامی فرض کے ا نے سے اپنے تئیں بالکل قاصر یقین کرونگا - (چیرز) میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہزہائینس نے جن خیالات کا اپنی امر ریمیں اظہار کیا ہے ' ان سے مسلمانان ہند کی کسی قابل ذکر جماعت کو اتفاق نہیں (سنو ! سنو !) اپنے خیالات اسلام کے خلاف ہیں ' اور اس ملک کے اہل اسلام انکو نا منظور کرتے ہیں (صدائے تصدیق)

یہ کہنا کہ " جو لوگ ترکوں کو جنگ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں ' وہ بغیر دعمہ دار اشخاص ہیں اور اپنی قطعہ انگیزی سے واقف نہیں " مسلمانوں کے جذبات سے کورا چشم پوشی کرنی ہے ' ہزہائینس کو جاننا چاہیے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے جنگ کے اجرا کیلیے جو مشورے دیے ہیں وہ اسلیے ہیں کہ ترکوں پر ایک نہایت مشکل اور صعب موقع آپڑا ہے ' وہ چاہتے ہیں کہ اپنی خواہشوں سے انکی عسمت بڑھائیں (چیرز)

یہ کہنا کہ " ترکوں کو غیر دعمہ دار مشاہر دینگی بالکل غلط فہمی پر مبنی ہے - موجودہ واقعات نے بتلادیا ہے کہ جو صلح دی گئی تھی ' وہ بہت مضحکہ تھی اور ترکوں نے جنگ جاری رکھی (چیرز)

ہز ہائنس فرماتے ہیں کہ " ترکی کو صرف ایشیائی سلطنت ہونے پر مانع ہو جانا چاہیے اور یورپ نے تمام صوبوں کو چھوڑ دینا چاہیے " لیکن میرے ایسے کو اسکا دل اپنا ہی مسئلہ ہے کہ ترکی شخص مسلمانوں کا لیڈر ہوکر مسلمانوں کے خلاف ایسے الفاظ منہ سے نکال سکتا ہے ! (چیرز)

فی الحقیقت اس کی تمام تحریر ایسی ہی خیالات کی رنج سے لبریز ہے -

ہم امید کرتے ہیں کہ ہز ہائینس نے یہ خیالات عارضی ہونگے اور جب انکو مسلمانوں کے اصلی جذبات معلوم ہونگے تو وہ اپنی راے کے واپس لے لینے میں تامل نہ کرینگے "

اسکے بعد انہوں نے وہ تار پڑھا ' سنایا ' جو بدقال کے مختلف مقامات کی انجمنوں سے آے تھے ' اور جلسہ جلسہ کی تجاویز سے اپنا اتفاق رائے ظاہر کیا گیا تھا ' اور زور دیا تھا کہ ہم اور اپنے ہمدرد شریک کار تکیں بھیجیے -

آنریبل مسٹر (فضل حق) ممبر ایسمبل بدقال نے مظالم بلقان کی نسبت پہلا رزولوشن پیش کیا ' اور اپنی تقریر میں اُس پریشانہ خونریزی و درندگی کے واقعات کو تفصیل بیان کیے جو زیردست ثابت ہوئے ہیں ' اور جنکی شہادت موجود ہے اب اس درجہ قطعی الثبوت اور تواتل انکار میں ' کہ انکی وقعت کیلیے مسٹر ایسکوتھ کی سند کی ضرورت نہیں ' اور سر اڈورڈ گرے کا سرگرم تجاہل ' دونوں کے اثر ہیں -

اس رزولیوشن کے متعلق اردو ' بنگالہ ' اور انگریزی میں مقدمہ پر جوش اور مدلل و مبسوط تقریریں کی گئیں ' اسکے بعد جلسہ نماز عصر کیلیے ملتوی کردیا گیا -

عصر کے بعد دوسرا رزولیوشن مولوی انجم الدین صاحب رئیس دیلی المکرم کے انگلستان کے اس طرفدارانہ رویے کی نسبت پیش کیا ' جو آثار جنگ سے دو ہفتہ پیشتر اظہارات ' ٹرکی پر تحمیلہ ادرنہ و جزائر کیلیے اصرار ' اور اعلان جنگ مقدس و رحشت فزا فرانہ مظالم عظیمہ سے اغماض و خاموشی سے بالکل ثبوت کو پہنچ چکا ہے -

مولوی صاحب نے رزولیوشن پیش کرنے کیلیے ایک مبسوط التقریر تحریر میں مسلمانوں کے جذبات کی تحقیر ' اور مسٹر ایسکوتھ ' مسٹر چیمبرلن ' سر ایڈورڈ گرے کے گذشتہ اور قسمیہ بیانات پر نہایت تفصیل سے بحث کی تھی -

انکے بعد ایڈیٹر (الہلال) نے تقریر کی -

اگر قلمبند ہوسکا تو مضمون کے آخر میں درج کرنے کی کوشش کرونگا -

مولوي واجد حسين صاحب وايل هائي كورٹ و سكرٹري بنگال برانچ شيل كانفرنس ' اور مولوي محمد اكرم صاحب ايڈيٹر محمدي نے بھي اس موقعه پر مبسوط تقريريں كي تھيں -

اسكے بعد تيسرا رزولوشن پيش هوا :

That this meeting expresses its strong disapproval of the letter of His Highness the Aga Khan, published in a Bombay paper, as it does not voice the opinion of the Indian Mussulman and considers it as most inopportune and misleading.

" مسلمانوں كا يه قائم مقام جلسه هزهائنس سر آغا خاں كي اس چٹھي كي نسبت ' جو انهوں نے بمبئي كے اخباروں ميں شائع كي هے ' اپني انتها درجه كي ناراضگي ظاهر كرتا هے ' ايونكه جو خيالات اُس ميں ظاهر كيے گئے هيں ' وه مسلمانان هند كے اصلي خيالات نهيں هيں نيز ان خيالات كو سخت بے موقع اور گمراه كننده خيال كرتا هے " -

ابھي اس رزولوشن سے متعلق تقريريں شروع بھي نه هوئي تھيں كه تمام جلسه ميں سر آغا خاں كے ذكر نے ايك سخت برهمي اور غصه كي شورش پيدا كردي - معلوم هوتا تھا كه اب پبلك اس نام كو سادر و اعتدال كے ساتھه سننے كيلئے بالكل طيار نهيں هے اور اس نام سے اسقدر متاثر و متعالم هے كه سننے كے ساتھه هي اظهار غيظ و غضب كيلئے بے اختيار هوجاتي هے - جونهي هزهائينس كا نام رزولوشن ميں آيا ' معا انكار و تعريض كي صدائيں هر طرف سے اُٹھنے لگيں بهت سي آوازيں نهايت سخت و شديد الفاظ و القاب كے ساتھه مختلف سمتوں سے سننے ميں آئي تھيں جنكا ذكر يهاں مناسب نهيں سمجھتا ' اور جو يقيناً نامناسب اور قابل تنبيه و مواخذه تھيں - مسٹر مظهر الحق نے اعمال داشمندي اور قابليت صدارت كے ساتھه لوگونكو اس بے اعتدالي سے روكا ' اور نهايت سخت كے ساتھه سرزنش كي - اگر وه نه روكتے تو زبانيں دلوں كے بے اختيارانه جوش سے اسقدر بے قابو هو رهي تھيں كه عجب نهيں ' تمام جلسے ميں اُن سخت و شديد الفاظ كي تكرار متعدي هو جاتي -

اگر ميرے بعض نيك گمان احباب اجازت دیں تو بغير اميد صلهٔ و مزدِ تحسين كے كهه سكتا هوں كه اس سرزنش و تنبيه ميں نے بھي حصه ليا تھا -

چند الفاظ جو اس موقع پر ميں نے كهے تھے ' بهتر هے كه انكي ابتدائي تمهيد كا خلاصه قلمبند كردوں :

(ايڈيٹر الهلال كي تقرير)

اُس آخري شكريهٔ صدارت سے پہلے جسكے ليے ابھي انريبل مسٹر فضل حق آپكے سامنے آئيں گے ' ميں اپنے جوش خيالات سے بے اختيار هوں كه مسٹر مظهر الحق كا خاص طور پر شكريه ادا كروں - آپكو معلوم هے كه ايك چھوٹے سے چھوٹے فرض كے ادا كرنے كيلئے بھي بڑي سے بڑي قرباني كي ضرورت هوتي هے ' پس جب ايسي راست باز انسان كي زبان سچائي كيلئے كھلے ' تو اسپر نه جاؤ كه اُس نے ايك عام اور بالكل ظاهر و آسان بات كهدي ' بلكه اسكو ديكهو كه اس نے سچائي كا اعلان كيا ' اور سچائي خواه كتني هي آسان قسم كي هو مگر قرباني اور ايثار سے خالي نهيں - پھر ديكهو كه زمانه ايسا پر آشوب هو رها هے ' اور باطل پرستي كي عالمگير حكومت نے دلوں كو كس قدر مرعوب كرديا هے ؟ هر دلعزيزي كي زنجير سے كوئي پاؤں خالي نهيں ' اور دل اور زبان كهيں بھي متفق نهيں - پس نهايت سچي تعريف كے مستحق هيں مسٹر مظهر الحق ' جنهوں نے عين موقعه پر تمام مسلمانان هند كے دلي جذبات كي ترجماني كي ' اور اپني تقرير صدارت كا بڑا حصه هزهائنس سر اغا خان كي ضلالت انديش اور مسلم آزار تحرير كي تغليط كيلئے مخصوص كرديا (چيرز)

ميں خاص طور پر اس اعلان حق كي تعريف پر اسليے زور ديتا هوں كه ميرے تجربے ميں هزهائنس سر آغا خان كا مسئله هميشه مدعيان حريت و حق كوئي ليئے ايك سب سے بڑي آزمائش رها هے (چيرز)

برادران غيور ! هم كو چاهيے كه اپنے مقصد كے اظهار ميں بالكل غير متشدده هوں ' اور جب اپني صدا بلند كريں تو اسقدر صاف هو كه اسكے سمجھنے ميں ذرا بھي دير نه لگے - اس رزولوشن كے پيش كرنے سے همارا مقصد يه نهيں هے كه سر آغا خان كي تحقير و تذليل كريں ' بلكه يه ' كه اپني قوم كو تحقير سے بچائيں (چيرز)

هم اس وقت جس كام ميں مصروف هيں وه دوسروں كي نيتوں اور چھپے هوے بھيدوں كا تجسس نهيں هے بلكه صرف اپني نيت اور كھلے هوے خيال كا اظهار - هم نهيں جانتے كه سر اغا خاں كي نيت اس مشوره كے دينے سے كيا تھي ؟ مگر هم بتلا سكتے هيں كه همارے دل كے خيالات اس بارے ميں كيا هيں ؟ پس يه جو اچھا هے يا بُرا هے گو اسي پر حمله هو ' ليكن اسكا مقصد حمله نهيں هے بلكه صرف اپني بريت (چيرز)

برائيوں كے ذكر كے وقت نيكيوں كو ياد ركھنا ايك مشكل ترين اخلاقي رياضت هے - خاص الخصوص ايسي حالت ميں ' جبكه نيكي كي شكل افسرده مگر برائيوں كا هيكل مهيب هو ' تاهم هم پوري كوشش كرينگے كه اس اخلاقي رياضت سے عهده برا هو سكيں - هم كو ياد هے كه هزهائنس نے پچھلے چند برسوں كے اندر بهت سے كام كيے هيں - انهوں نے تھوڑے عرصے كے اندر علي گڈھ يونيورسٹي كيليے ايك بڑي رقم فراهم كردي اور متعدد كاموں ميں اپنے حبيب خاص سے بڑي بڑي رقميں دیں - روپے كا خرچ كرنا ايك بڑي الوالعزمي كي بات هے ' اور هم هرگز نهيں چاهتے كه موجوده حالات پر اسقدر زور دیں كه اس گذشته الوالعزمي كو صدمه پهنچے ' تاهم اسلام كے ايك هزار ساله نقش قدم كو سرزمين يورپ سے محو كردينے كے مشوره كي جگهه ' شايد يه زياده بهتر تھا كه مسلمانان هند كي بعض تعليمي عمارتيں روپے سے محروم رهجاتيں - نڈي برائي همارے ليے اسقدر ڈراونا نهيں هے كه اگر پراني بھلائي اسكي جگهه نه ملتي ' تو هم شكايت كي جگهه يقيناً شكر گذار هوتے "

مسٹر (مظهر الحق) نے كها :

" اس رزولوشن كے متعلق چند الفاظ ميں مكرر كهنا چاهتا هوں - مجكو افسوس هے كه رزولوشن كے پيش هوتے وقت بعض صاحبوں نے بے اعتدالانه جوش كا اظهار كيا - ميں سكو پسند نهيں كرتا - همارا مقصد اس تجويز كے پيش كرنے سے صرف يه هے كه انگلستان ميں هزهائنس كي تحرير همارے خيالات كي نسبت كوئي غلط فهمي پيدا نه كردے - هزهائنس كي نسبت مجھكو ذاتي طور پر معلوم هے كه انكے دل ميں قوم كا درد هے - انكي خدمات سے همیں انكار نهيں - ليكن يه انكي ايك غلطي هے اور هم كو اپنے طرز عمل سے ثابت كرنا هے كه غلطي خواه كتني هي بڑے شخص كي هو ' مگر هم اسكے ٹوٹنے كيليے طيار هيں (چيرز)

قوم كا فرض هے كه وه اپنے ليڈروں كي عزت كرے ' ليكن اسكے يه معنے نهيں هيں كه انكي هر غلط راے تسليم بھي كرلي جاے - قوم كو سچي تنقيد چاهيے كيليے هر وقت طيار رهنا چاهيے اور ليڈروں كا فرض هے كه

[بقيه مضمون كيليے صفحه - ۱۹ - ديكھيے]

شئون عثمانیہ

کامل پاشا کی " قومی مجلس "

— * —

جو ۲۲ - جنوری کو صلح و جنگ کے فیصلے کیلیے منعقد ہوئی تھی

(مقتبس از جرائد متعلقہ آستانہ علیہ)

— * —

(خاندان سلطانی کی مجلس)

سب سے پہلے ۲۲ - جنوری یوم چہار شنبہ ۱۰ بجے ' بصدارت جلالتمآب سلطان المعظم ' مابین همایونی میں شاهی خاندان کے معزز اعضاء کی ایک مجلس منعقد هوئی - مجلس میں رأی عہد یوسف عز الدین افندی - شہزادہ ضیاء الدین افندی - شہزادہ رشید الدین آفندی - شہزادہ عبد المجید آفندی بھی شریک تھے - شہزادہ صلاح الدین آفندی ' نا درستی مزاج کی وجہ سے شریک نہ هوسکے - تمام حاضرین آدھہ گھنٹہ جلالتمآب کے سامنے موجودہ حالات پر گفتگو کرتے رہے اور اسکے بعد صحبت برخاست هوگئی (۱) -

حاضرین کے جانے کے بعد کامل پاشا اور جمال الدین افندی (شیخ الاسلام) کو شرف بار یابی عطا هوا - اسی درمیان میں ایک فرمان سلطانی شایع کرایا گیا کہ قومی مجلس کی صدارت کامل پاشا کو دیجائے - مجلس میں شرکت کے لیے جو لوگ مدعو کیے گئے تھے ' وہ قصر سلطانی میں آنے لگے - اسماعیل خیالی بک مدیر علم تشریفات سلطانیہ ' اور رشید پاشا مصاحب حضرت سلطانیہ استقبال کرتے تھے -

(فہرست شرکاء مجلس)

حاضرین مجلس میں علاوہ ۲۱ - وزیروں اور مستشاران صدارت کے اعیان قوم میں سے حسب ذیل اشخاص شامل تھے :

سعید پاشا (سابق وزیر اعظم) فرید پاشا (سابق وزیر اعظم) مختار پاشا (سابق وزیر اعظم) رشید عاکف پاشا ' فواد پاشا ' داماد فرید پاشا ' رضا پاشا (لقتلنت) عمر رشدی پاشا ' آرام آفندی ' ارستیدی ازاریان افندی ' محمود اکرم (ملک الشعراء) حسنی پاشا ' حلیم بک ' عبد الرحمن شرف بک (مورخ السلطان) رضا آفندی ' پرنس سعید حلیم پاشا ' سلیمان پاشا ' شریف جعفر پاشا ' شریف ناصر بک ' عارف حکمت پاشا ' عبد القادر آفندی ' عزت پاشا ' علی غالب بک ' فائق بک ' تعوفت بک ' ماروداور داؤد افندی ' معمی الدین پاشا ' نوری بک ' شکری پاشا -

علماء میں سے حسب ذیل اشخاص آئے تھے :

شیخ محمد اسعد افندی (امین باب فتاوے شیخ الاسلام) شیخ ابراهیم ادهم افندی (قاضی لشکر روم ایلی) قاضی لشکر اناطول - وکیل تعلیمات مذهبی - شیخ مصطفی عاصم افندی - شیخ ماهر سعید افندی وغیرہ وغیرہ -

ان حضرات کے علاوہ حسب ذیل اشخاص بھی شریک تھے :

عزت پاشا (رئیس ارکان حربیۂ عمومیہ) هادی پاشا فاروقی (معاون رئیس ارکان حربیہ عمومیہ) فرید پاشا (رئیس دائرہ سواران) عبد الله پاشا (فریق اول) ناظم پاشا (رئیس صیغہ صنائع حربیہ) خورشید پاشا (فریق حالی و سابق ناظر بحریہ) احمد پاشا (رئیس دائرہ محاسبات) حسنی پاشا (مفتش قطعات عسکریہ) خلیل پاشا (رئیس معاملات بحریہ) راسم پاشا (رئیس دائرہ مصارف) عبدی پاشا (رئیس دائرہ لیمان) صدقی بک (رئیل رئیس ارکان حربیہ بحریہ) احمد سالم بک (رئیس ثانی دائرہ ملکیہ) سعید بک (رئیس ثانی دائرہ تعلیمات) توفیق بک (رئیس ثانی دوائر مالیہ و اشغال و معارف) شیخ علی حیدر افندی (رئیس محکمہ تمیز نظارت عدلیہ) عثمانی بک (رئیس دائرہ نظارۃ عدلیہ) رشید بک (رئیس دائرہ استدعاء) اسماعیل حقی بک (باش مدعی عمومی) جمیل پاشا (امین شہر آستانہ) سوزی بک (مدیر علم جنگی خانہ) وغیرهم -

(اتحادی عیان ملت کا شرکت سے انکار)

مگر (محمود شوکت پاشا) نے معذرت کہلا بھیجی کہ بیماری کی وجہ سے شریک نہیں هوسکتے - شیخ موسی کاظم آفندی (سابق شیخ الاسلام اتحادی) نائل بک ' ابراهیم پاشا ' شریف علی حیدر بک سلیمان افندی بستانی (ممبر دیورت و مترجم هومر) ضیاء الدین معدن توفیق پاشا ' حقی پاشا (سابق وزیر اعظم) پرنس صباح الدین بک ' یہ لوگ نہ تو شریک هوے ' اور نہ انہوں نے کوئی معذرت بھیجی -

(آغاز مجلس)

قصر سلطانی میں قاعۃ العز (هال آف ایمپیریر) مجلس کے لیے تجویز کیا گیا تھا - جب لوگ جمع هوگئے تو کامل پاشا شرکت جلسہ کے لیے جلالتمآب سلطان المعظم کے پاس سے اٹھے اور قدیمہ کے آگے کرسی صدارت پر بیٹھے - کرسی کے دهنی جانب شیخ الاسلام ' اور بائیں جانب سعید پاشا سابق وزیر اعظم تھے - حاضرین کی تعداد قریباً ایک سو تھی - سعید بک (مدیر تحریرات باب عالی) اٹھے ' هوے ' اور دول کی یہ یاد داشت پڑھکے سنائی جو حسب ذیل تھی :

(یاد داشت دول سنہ)

هم سفراء آسٹریا ' انگلستان ' روس ' جرمنی ' اور اطالیا جنکے دستخط اس یاد داشت پر هیں ' جلالتمآب سلطان کے وزیر کو اپنی اپنی حکومتوں کی طرف سے ' جنکے هم تابع هیں ' اطلاع دیتے هیں -

چونکہ همارے سلطنتوں کو عدم اعادۂ جنگ سے سخت رغبت ہے ' اسلیے انہوں نے خیال کیا کہ جلالتمآب سلطان کی نظر اس جوابدہی کی طرف مبذول کریں جو دول عظمی کے نصائح نہ قبول کرنے کی صورت میں (بہ صورت عدم قیام امن عامہ) ان پر عائد هوگی - نیز یہ کہ اگر جنگ شروع هوگئی اور آستانہ کی حالت مناقشہ انگیز هوگئی یا اعادۂ جنگ کی وجہ سے دولت علیہ کے ایشیائی ممالک میں سے کوئی ملک مفتوح هوگیا ' تو باب عالی ایسے ضرر کی هرگز ذمہ دار نہ هوگا جو اس تنگی فرصت سے (جس پر هم اسوقت متنبہ کر رہے هیں) اور جس سے نکلنے کے لیے هم کو شان هیں) نکلنے میں دول عظمی سے کسی قسم کی مدد کی امید نہ رہے -

اگر دولت عثمانیہ نے صلح منظور کرلی تو پھر ان نقصانات کی تلافی یوں کی جائیگی کہ آسانہ میں اپنے مرکز کو قوی کرنے اور اپنی وسیع ایشیائی مقبوضات سے (جو دولت عثمانیہ کی حقیقی قوت کے سرچشمے هیں) فائدہ اٹھانے کے باب میں دول عظمی کی مادی و اخلاقی مدد سے فائدہ اٹھا سکے گی - جلالتمآب سلطان کی حکومت کو معلوم هونا چاهیے کہ باب عالی جسقدر یورپ کے نصائح کی (و

(۱) یہ خاندان سلطانی کی اجراء جنگ کیلیے آخری کوشش تھی ' جسکا حال آئندہ اشاعت میں هم درج کرینگے [الہلال]

نصالح ' جنمیں یورپ اور دولت عثمانیه ' دونوں کے مصالح یکجا هیں) اتباع کی طرف میلان و رضا مطلق ظاهر هوگا ' اسی قدر عملی حیثیت سے اسکو دول عظمی کی مدد ملیگی -

اسلیے دول عظمی صدر باب عالی کو نصیحت کرتی هیں اور اس سے خواهش ظاهر کرتی هیں (بحالیکه وہ خود ذاتم متفق هیں) که ادارہ ریاستهاے بالقان کے لیے چهوڑدے - اور مسئله جزائر ارخبیل کے حل میں دول عظمی پر اعتماد کرے - اسوقت باب عالی کو حق هوگا که مسلمانان متعلقه کے مصالح اور ادارہ میں مساجد اور مذهبی معابد کے احترام کی محافظت میں دول عظمی کی مساعدت پر رجوع کرے - دول امید دلاتی هیں که مسئله جزائر ارخبیل کو اسطرح حل کرنے کی درایت عثمانیه کو ان تمام خطروں سے محفوظ کر دے جو اسکے مستقبل کو لیے خوف انگیز هیں -

(ترجمه از جریدهٔ ...)

هم هیں سفراے دول عظمی :

بومیزز	سفیر فرانس
کیپس	سفیر روس
کیلر اوانهم	سفیر انگلستان
بالا ویچیاین	سفیر آسٹریا
د انکهام	سفیر جرمنی
کیسیار کارنی	سفیر اطالیا

(دوسرا لیی تقریر)

یاد داشت پڑهنے کے بعد (مرحوم) ناظم پاشا وزیر جنگ نے هوے اور حاضرین اور موجوده جنگ کے حالات اور فریقین جنگ کے لشکروں کے مواقف (پوزیشن) سے مطلع کیا - انکے بعد عبد الرحمن بک وزیر مال نے هوے اور مالی حالت کی حقیقت سے ناظرین کو آگاه کیا - انکے بعد دونوں انعامی وزیر خارجه نے هوے اور بیان کیا که انکو سخت سردی لگ گئی هے جسسے رجه سے وہ آواز اتنی بلند نهیں کرسکتے که سب سن سکیں ' اسلیے آنهوں نے اپنے بیانات ایک کاغذ پر لکهدیے هیں جو انکی طرف سے سعید بک وزیر مال نے حاضرین کو سنائے - انکے بیانات میں سیاست عامه کی حالت ' هر سلطنت کے طریقے ' اور ان اعلانات کے متعلق جو تمام دول نے اپنی سفراء کی معرفت بهیجے هیں ' تشریحات نهیں -

انکے بعد شیم مصطفی افندی صدر اعظم سابق ' داماد خاندان سلطانی ' مشیر خواه پاشا ' شیخ محمود اسعد افندی ناظر دفتر خاقانی ' رشید عارف پاشا ' لفوت بک ' سعید پاشا سابق وزیر اعظم ' یکے بعد دیگرے کهڑے هوے اور هر شخص نے اپنے اپنے نوعیه تقریر کی - ان تمام مقررین نے بالاتفاق موجوده معاملات کے نرمی و امن کے ساتهه طے هونے پر زور دیا -

انکے بعد اسمعیل حقی بک نایب صدر مجلس هوے اور اجراے جنگ کی فرمایش کرتے هوے چند مسائل کے متعلق پوچهه کیا ' اور زور دینا چاها که جنگ شروع کی جاے ' لیکن ناظم پاشا نے ان کی تقریر کے لفظوں اور خلاف رفعه بیان کرکے انکی تردید کردی - ان لوگوں میں سے جب هر شخص اپنے خیالات ظاهر کرچکا تو دول عظمی کے ساتهه نرمی و آشتی سے حقوق دولت عثمانیه کی حفاظت کے ضروری هونے کی طرف تمام رائیں کی گئیں -

رشید پاشا وزیر داخلیه اور نور الدین افندی وزیر خارجه نے چند ضروری باتیں پیش کیں - انکے بعد صدر سلطانی عبد الرحمن بک نے تقریر کی - پهر ناظم پاشا کهڑے هوے اور اغاز جنگ سے موجوده حالت جیسی سمجهه رهی تهی لوگوں سے بیان کی - دوران تقریر میں انهوں نے کہا : " اسوقت فوج کی تمام ضروریات پورے طور پر موجود هیں - اور اسکی ادائی (منزل) حالت بهی بهت اچهی هے "

سعید پاشا (سابق وزیر اعظم) نے پوچها : کیا یه مجلس کونسلی سرکاری حیثیت رکهتی هے ؟ جواب دیا گیا که یه مجلس شوری هے -

حاضرین میں بجز چند اشخاص کے سب وزارت کی راے سے متفق تهے - ۴ - بجے مجلس برخاست هوئی - سعید پاشا سابق وزیر اعظم نے فاصل پاشا کا هاتهه پکڑ کے رہنے تک مشایعت کی ' اور اسکے بعد اعضاء مجلس قصر سلطانی کے هال میں منتشر هوکر کهانے پینے میں مشغول هوگئے -

درمیان مباحثه میں جلالتمآب سلطان المعظم کو تمام واقعات کی خبر ملتی رهتی تهی -

ساقز کی محافظ فوج کی شجاعت

— * —

اخبار (اوبنه) عثمانی کو اپنے نامه نگار ازمیر سے اطلاع ملی هے : ساقز کی عثمانی محافظ فوج کے دشمن کی فوج کا ' جو اس سے کئی چند زیاده تهی ' نهایت بهادرانه مقابله کیا - وہ اس امید پر که عقوب عثمانی بیڑا محاصره کو اٹها دینے کے لیے در دانیال سے نکلیگا ' برابر نهایت مصائب و متاعب برداشت کرتی رهی - جب اسکو عثمانی اور یونانی بیڑوں کی معرکه آرائی کی خبر پے پهل ملی تو اس نے نهایت فرح و شادمانی کے ساتهه اس خبر کا استقبال کیا - وہ امید کرتی رهی که عثمانی بیڑہ اسکی مدد کیلیے فوراً نمودار هوگا -

رسد کے خرچ هو جانے کیوجه سے جب اسکی حالت بهت سخت نازک هوگئی اور اسمیں مقابله کی طاقت نه رهی ' تو دو یا سه عسکری اشارات کے ذریعه سے اطلاع دی که هم هر طرف سے گهیرے هوے هیں - اگر عثمانی بیڑا هماری مدد کو نه آگیا تو هماری حالت سخت نازک هو جائیگی - لیکن عثمانی بیڑا ان معصور بهادروں کی مدد نه کرسکا اور مجبوراً فوج کے شهر حواله کر دیا - یونانی نمائندوں نے انکی اور انکے ماتحتوں کی شجاعت کا اقرار کیا اور تلوار باندهنے کی اجازت دی -

(عثمانی فتوحات)

آستانه علیه میں خبر آئی هے که ایک عثمانی آهن پوش جهاز جزیره اسٹرو پالیا کے قریب تک پهنچگیا - جهاں اسکا مقابله چار جنگی اشتیوں سے هوا - انپر یونانی پهریرے اڑ رهے تهے - لیکن عثمانی جهاز نے تین اشتیوں کو غرق آب کردیا - صرف ایک نے بهاگ ساحل میں پناه لی -

عثمانی فوج کے شکریں کی سرحد پر (جو ساحل اشقودره پر واقع هے) واپس آگیا هے -

قسطنطنیه کی چٹهی

—⊃:*:⊂—

ڈاکٹر محمود الله جو اللکته سے ڈاکٹر انصاری کے مشن کے ساتهه گئے هیں ' اپنے خط میں لکهتے هیں :

(۵ - جنوری) همارا قیام اسپتال (قادرگاه) میں هے جو استنبول میں واقع هے - یه ایک بهت بڑا اسپتال قابله گردی کا هے مگر بالفعل ایک جنگی اسپتال بنا دیا گیا هے - یهاں کے مریض بهت اچهی حالت میں هیں - بلجیم کی (یعنی رس روزاں) نهانکی بڑی نرس اور ڈاکٹر سهامی هر ایک یهودی هیں ' انکے بڑے ڈاکٹر هیں - ترک همارے ساتهه نهایت خلق اور مهمان نوازی سے پیش آتے هیں ..... پرسوں جمعه کو همارگ مسجد جامع میں نماز کے واسطے گئے تهے - اسی مسجد میں سلطان المعظم بهی تشریف لائے -

نہی سلطان کی سواری ہمارے پاس سے نکلی ' ہمنے سلام کیا اور خوشی کے نعرے بلند کیے - سلطان المعظم نے اپنے ایدی فاتح کے ذریعہ سلام کہلا بھیجا - ہم سب نے سلطان المعظم کے ساتھ نماز ادا کی جسکے بعد حضرت سلطان ایوب انصاری کے مزار پر گئے یہ ایک عالیشان عمارت اور بہت آراستہ ہے - یہاں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان ہے - یہاں سے ہم سلطان محمد فاتح کے مقبرے کو گئے - یہاں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کی - مقبرے کی دیوار پر ایک نہایت خوشنما لقبہ ہے ' جسمیں ایک حدیث بطور پیشین گوئی فتح قسطنطنیہ کے متعلق لکھی ہوئی ہے اب ہمارک جاہ میدان جنگ جائیوا لے ہیں ..... لڑائی کی صعوبتیں خوبیں یہاں بھی امید ہیں - ہندوستان کے بعض اخبارات میں یہاں سے زیادہ وضاحت سے معلوم ہوتی ہیں (لڑکی سے) بڑی جانبازی سے کام کر رہے ہیں - جہاد کا کوئی اعلان نہیں ہوا ہے - سفنے میں آیا ہے کہ عراق اور شام کی فوجیں لڑائی کیواسطے تیار ہیں ..... آج شام کو ہمیشہ زندہ رہیگا - ٹرکی کی مالی حالت بھی اچھی نہیں ہے... ..... عنقریب ایک عظیم الشان جنگ ہوانیوالی ہے - ایڈرنا نوپل کے محصورین کی حالت بہت اچھی ہے - ٹرکی قلعے بہت مضبوط حالت میں ہیں ..... یہ سنکے ایسا افسوس ہوا کہ سالونیکا او بغیر لڑائی کے تھسین پاشا نے یونانیوں کے حوالہ کردیا مگر حال ہی خبر ہے کہ پرسوں ترکوں نے ایک زبردست فتح یونانیوں پر اسی سلونیکا کے قریب حاصل کی -

(۲۱ جنوری) تمام ترک اپنے ہندوستانی برادران دینی کی ہمدردی سے بیحد مشکور ہیں - اور ہندوستان کے اس اظہار ہمدردی وعقیدت پر سخت تعجب ہے - معزز پاشا اور دیگر اکابر قوم بھی ہمارے خلوص اور محبت سے بہت متاثر ہوئے ہیں اور ہمارلوگوں سے نہایت محبت اور احسانمندی سے پیش آتے ہیں -

(۱۶) تازہ ڈاک سے معلوم ہوا کہ اسماعیلدسی اسمیل عمر پاشا نے ہمارے طبی مشن کی ایک پر تکلف دعوت کی - پاشا نے موصوف کا محل نہایت شاندار اور آراستہ ہے - دعوت میں ہر اسمیلدسی اسمد پاشا جو امراض

فکاہات

شذرات نظم

—:*:—

درس پیشوائی کی امید

میں نے یہ حضرت والا سے کئی بار کہا : * یہ تو انداز خوشامد ہے ' اسے کیا کیجیے ؟
مسکرا کر یہ کہا سمجھے ' کہ ہاں سچ ہے ' مگر * کامیابی کی یہ امید ہے ' اسے کیا کیجیے ؟

اتحاد اسلام کی پہلی کانفرنس

لیگ نے سلف گورنمنٹ کی جو کی خواہش * وہ یہ سمجھی تھی کہ یہ طرز بدیع اچھا ہے
لیکن اب اسنے یہ سمجھا کہ غلط تھا وہ خیال * کہ ملازم بھی اچھا ' جو مطیع اچھا ہے

اب کے ہوجائیگا اس جرأت بیجا کا علاج
لیگ محرم ہے تو ہونے دو ' شفیع اچھا ہے

کشاف

خبر آئی کہ لڑائی پھر شروع ہوگئی - ترکی ہیڈا (در دنیل) سے نکل کر (بحر ایجیئن) میں یونانیوں سے لڑنے گیا ہے - شدید لڑائی میں بھی لڑائی شروع ہوگئی - ایکی مرتبہ سخت لڑائی ہوگئی اور خدا سے امید ہے کہ ترکوں کی فتح ہو - دشمنوں نے مقاومہ مقامیں کے کل مسلمانوں کے ساتھ جو قساوت کی ہے ' وہ یہاں سے باہر ہے اکثر جگہ چھوٹے چھوٹے بچے اور عورتیں پکڑ کے زندہ جلادی گئیں - انکے ظلم کی باتیں سنکے ہی تاب نہیں -

(۱۳ جنوری) ڈاکٹر انصاری مع چند ترکی افسروں اور ڈاکٹروں کے وہ مقام دیکھنے گئے ' جہاں ہسپتال قائم ہوگا اس مقام کا نام (عمر کوی) ہے اور شتلجہ لین کے بہت قریب ہے - یہاں ناظم پاشا سے بھی ملاقات ہوئی - ناظم پاشا نہایت خلق اور گرمجوشی سے پیش آئے - لڑائی کی بابت بہت گفتگو رہی - پاشائے موصوف سخت افسوس کرتے تھے کہ فوجی انتظام بہت خراب ہے - سفنے میں آیا ہے کہ وزارت بدل جائیگی - ایک پارٹی لڑائی جاری رکھنے کی طرفدار ہے اور دوسری پارٹی صلح کر لینا چاہتی ہے - وقت بہت نازک ہے مگر خدا میں سب قدرت ہے - وہ اسلام کا نام

چشم کے ایک ماہر خیال کیے جاتے ہیں ' اور ڈاکٹر طلعت بے اور بعض اور مشہور ترکی ڈاکٹر بھی مدعو تھے - کھانے سب انگریزی اقسام کے تھے ' جیسا کہ آپکو مینو (فہرست طعام) سے معلوم ہوگا - ایک مفصل تقریر میں میزبان نے ہمارے مشن کا شکریہ ادا کیا اور اثنائے گفتگو میں مختلف ممالک کے مسلمانوں کے درمیان رشتۂ اخوت و محبت قائم کرنیکے ذرایع پر بحث کرتے ہوئے کہا : کیا اچھا ہوتا اگر ہم میں اور ہمارے ہندوستانی برادران دینی میں رشتۂ مناکحت قائم ہوا ہوتا ! ہندوستانی لوگ ترکی عورتوں سے اور ترک ہندوستان کی عورتوں سے بے تکلف شادیاں کرتے اور اس طریقہ سے وہ رشتۂ یگانگت قائم ہو جاتا جسکی اسلام کو بہت سخت ضرورت ہے - اس تجویز کو ہم سب نے بہت پسند کیا بلکہ ہمارے ساتھ کے ایک شخص نے اسکی تائید میں کہا کہ تجویز تو بہت اچھی ہے مگر ترک بھی آیندہ یورپ کی عیسائی عورتوں سے مناکحت کرنا چھوڑ دیں کیونکہ یہ انکی خرابی نسل کا باعث ہوتا ہے - یورپ کی عیسائی لیڈیوں سے ہماری ہندوستانی عورتیں کہیں بہتر ہیں - اس پر لطف تقریر کے بعد ڈاکٹر انصاری نے طلعت بے سے درخواست کی کہ

مقالات

ہم سب ہز ایکسیلنسی انور بے کی زیارت سے بیحد مشتاق ہیں - آپ ہمارا یہ اشتیاق اسی طرح انکے گوش گذار فرمادیں - انہوں نے جواب دیا : بہت اچھا ' میں انکو فوراً مطلع کرونگا ' وہ بالفعل شتلجہ میں ہیں - مگر امید ہے وہ دل آپلوگوں سے ضرور ملیں - چوتھائی دوسرے دن ٹھیک تین بجے ہز ایکسیلنسی انور نے نہایت بے تکلفی سے تن تنہا اسپتال میں ہمارلوگوں سے ملنے تشریف لائے یہ پہلا موقعہ تھا کہ ہمنے انکو دیکھا - وہ نہایت خوشرو جواں ' تقریباً بیس سال کے معلوم ہوتے ہیں - انکے چہرے پر ایک عجیب دلفریب مسکراہٹ ہے - فوج میں اسسے زیادہ اونچی ہر دل عزیز نہیں - ہم سب نے نہایت گرمجوشی سے اونکا استقبال کیا اور اونکے قومی فرزندوں جسقدر تعریف الفاظ میں ہوسکی ' ہمنے کی - انہوں نے بھی ہمارا تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور ہمارے خلوص و محبت کی بہت قدر کی - اسکے بعد وہ ہمارلوگوں کو ساتھ لیکر بیماروں کے وارڈ کی طرف چلے - ہر سپاہی کی پیٹھ نہایت شفقت سے ٹھونکتے اور نہایت محبت اور دلدہی کے لہجے میں اس سے باتیں دیتے تھے - اونکا ہر ہر لفظ ہمدردی اور امید سے بھرا ہوا تھا - وہ اونکو سمجھاتے تھے کہ " زخم نکرو اور اپنی تکلیفونکا خیال اپنے دل سے اُٹھادو ! دیکھو ! تمہارے بھائی کتنے دور دراز فاصلہ سے سفر کی صعوبتیں جھیلکے صرف اسلیے آے ہیں تاکہ تمہاری مصیبت دور کریں اور تمہاری تکلیفوں میں شریک ہوں - پس تمکو چاہیے کہ اپنے ان بھائیوں کی تکلیفونکا خیال کرو اور اپنے مصائب بھول جاؤ - جلدی سے اچھے ہو جاؤ تاکہ اُنکے مرتبہ اور اپنی شجاعت اور جانبازی کے جوہر دنیا پر دکھلا سکو" اس قسم کے دل بڑھانے والے مگر محبت سے بھرے ہوے الفاظ ایک ایک سپاہی سے کہتے تھے ' جسطرح کوئی شفیق باپ اپنے پیارے بیٹے سے باتیں کرتا ہے - ہر سپاہی ان باتوں کو سنکے جوش و خروش سے نعرہ ہاے تحسین بلند کرتا تھا ' گویا واقعی اونکی تکلیفیں دور ہوگئیں تھیں ! اسکے بعد ہم سب صحن میں تھوڑی دیر بیٹھے جہاں بہت سے گروپ لیے گئے ' جنمیں سے ایک میں ہز ایکسیلنسی ہمارے مشن کے ساتھ بیٹھے ہیں اور ایک تصویر تنہا علیحدہ خود اونکی اور ایک گروپ اون مسلمان روسی عورتوں کا ہے ' جو مہجر رہیں کی امانت کے واسطے ملک روس سے آئی ہیں - میں یہ سب تصویریں دستیاب ہونے پر آپکی خدمت میں روانہ کرونگا - ہز ایکسیلنسی نے یہ بھی وعدہ فرمایا تھا اپنا ایک دستخطی فوٹو بطور یادگار کے ہر ممبر مشن کو عنایت کرینگے -

درشنبہ کے دن یقیناً ہمارا مشن (عمر دولی) روانہ ہوجائیگا - ترکوں کی وہ جماعت جسر انجمن ہلال احمر کی بانی ہے ' نہایت جوش اور ہمدردی سے مہجرین اور مہاجرین کی امانت کا کام کر رہی ہے - تمام اسپتال جو دار السلطنت میں یا اسکے قرب و جوار میں قائم ہیں ' وہ اسی ہلال احمر کی کوششونکا نتیجہ ہیں - نسیم عمر پاشا ' اسد پاشا ' اور طلعت بے کی کوششیں ہزاروں تعریفوں کے لایق ہیں - ۴۰۰ معزز خاندانوں کی خاتونیں دن رات اسی کام میں مشغول ہیں کہ ان مصیبت زدہ ترکوں کی ہر طرح سے امانت کریں - ایک معنے میں انکی کوششیں گورنمنٹ سے زیادہ قابل تحسین ہیں -

انگلستان اور اسلام

(۳)

صلح اور جنگ

با زندگی اور موت

— : * : —

از مسٹر " بلنٹ "

— : * : —

جنگ بلقان کے نتائج بلقانیوں کے حق میں جو کچھ ہوے والے ہیں ' اُس کی جھلک صاف صاف ہمیں نظر آرہی ہے - شاہ فرڈیننڈ اور سلطان المعظم میں جو صلح ہوے والی ہے ' اُس کے متعلق عام شرائط کا اعلان ہوچکا ہے ' صرف جزئیات کا تصفیہ باقی ہے - یہ بھی ہفتہ عشرہ میں ہو جائیگا - کہا جاتا ہے کہ سلطان ادرنہ ' نوپل ' سواحل مارمورا ' اور در دانیال پر قبضہ رکھنے کے مجاز ہونگے - ترکوں کے یورپین مقبوضات کا بقیہ ' اتحادیوں کے حصے میں آئیگا کہ وہ آپس میں جس طرح چاہیں تقسیم کرلیں - اِس میں کوئی مزاحم اور دخیل انداز نہ ہوگا - اتحادی اِس کے آپ ذمہ دار ہونگے - یہ بھی کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے کہ اقرباٹسک کے بندرگاہ کس کے حوالے کیے جائینگے؟ اور نہ یہی بات قابل اعتنا ہے کہ البانیہ کا آیندہ حشر کیا ہوگا؟ ایک امر مسلم ہے اور رہس ' اور وہ یہ ہے کہ یہ تمام ممالک ' سلطنت عثمانیہ سے ہمیشہ کے لیے جدا کردیے گئے - بالفاظ دیگر " اسلام " سے اِن کا تعلق بالکل قطع کردیا گیا - البانیہ کے مسلمانوں نے ترکوں کے ساتھ ناعاقبت اندیشانہ فساد چھیڑ کر اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی ماری ہے - آیندہ کے لیے قومیت کے لحاظ سے اُن کا مرتبہ کچھ ہی کیوں نہ ہو ' ایک خودمختار اسلامی حکومت کی آزادی وہ اب کسی طرح نہیں پائے گے - ہاں اپنی اِس علیحدہ دیرینہ اینٹ کی مسجد کے ساتھ یورپ کی چکی کے نا خدا شناس پاٹ میں اچھی طرح پس پسا کر ' بوسینیا کی طرح عیسائی حکومتوں کی عالیشان عمارت کا مسالہ بن جائینگے -

وہ بات جو حقیقت میں غور طلب ہے ' اور نتائج کے جس حصے کے متعلق ابتک ہمیں کچھ بھی علم نہیں ' یہ ہے کہ باسفورس کی تاریخی نشست گاہ میں خلافت عثمانیہ کو سیاسی حیثیت سے کونسا درجہ ملیگا؟ آیا سچ مچ اُسکے قدیمی آزادانہ اور فوجی و ملکی اختیارات و اقتدارات یورپ کے بچے کھچے ٹکڑوں ہی پر سہی ' مگر رہنے دیے جائینگے ؟ یا یہ دول یورپ کے قرضے کی شکنجے میں کس ہی جائینگی ؟ آیا سلطان کو اپنی بقیہ مسلمان رعایا پر حکم راں رہنے دیا جائیگا ؟ یا اب سے وہ ایشیا میں صرف ایک نمایشی خرل بنا کر رکھے جائینگے - جس طرح مصر میں خدیو رکھے گئے ہیں ؟ یعنی ایک ایسے شخص کی صورت میں ' جسکی ظاہری شان شوکت تو بہت کچھ ہو ' لیکن جو در اصل متحدہ یورپ کی طرف سے محض ایک وظیفہ خوار تخت کا پتلہ ہو ؟ در حقیقت یہ ایک نہایت نازک اور اہم مسئلہ ہے - ایسا مسئلہ ' جس سے دنیاے اسلام کا گہرا تعلق ہے -

(اِیجپٹ) کے مسلمان ناظرین پر وہ واقعات جن سے قسطنطنیہ میں موجودہ افسوس ناک حالت پیدا ہوگئی ہے ' بخوبی ظاہر ہوچکے

ہیں - انگلستان اور روس کے دفاتر خارجہ میں ترکوں کی انتظامی حکومت کو تباہ کرنے کی نیت سے جو سازش ہوئی تھی ' اُس کا بیان بھی بارہا کیا جا چکا ہے -

اِن دونوں میں سے ہر ایک کا مطلب علیحدہ تھا - انگلستان اس انتظامی حکومت کو تباہ کرکے قاہرہ میں اپنا مطلب یعنی مصر پر برطانیہ کا دوامی دخل حاصل کرنا چاہتا تھا - روس چاہتا تھا کہ باسفورس اور در دانیال کے اندر سے اپنے جنگی جہازات کی آمد و رفت کی کھلی اجازت حاصل کرلے - عیسائیوں کے ان دونوں پر ہوس مطالبوں کا قسطنطنیہ کے نوجوان ترکوں کی حکومت نے ٹکا سا جواب دیدیا تھا اور اپنے جواب پر استقلال کے ساتھ قائم تھی - پس اس اینگلو رشین مطالبہ پر آپ کے لیے اس بات کا ایضرورت محسوس ہوئی کہ وہ حکومت جو ملک کی سچی خیر خواہ تھی اور عثمانی پارلیمنٹ جسکی پشت پناہ تھی ' اپنی جگہ ایک ایسی حکومت کے لیے خالی کردے ' جو اجانب کے ہاتھوں میں دست پتلی بنکر رہے - ساتھ ہی ساتھ وہ سخت گیر پارلیمنٹ ' جسکا فیصلہ اوٹی زبردست ہاتھ متزلزل نہ کرسکتا تھا ' توڑ دی جاے - [بعد انتظامی وزارت کی پارلیمنٹ]

ہم ہمیشہ بتلاتے رہے ہیں کہ گذشتہ سال کے واقعات کی سچی تاریخ اگر لوئی ہے تو یہی ہے - ڈاؤننگ اسٹریٹ (سر اِدورڈ گرے کا آفس) اور سینٹ پٹرس برگ (روسی دارالحکومت) کیطرف سے اطالیونکو طرابلس پر دس دھاڑے ڈیوقی کے لیے مستعدی کے ساتھ جو تائید ملی تھی ' اسکا راز اسی تاریخ میں مضمر ہے - نیز دول یورپ کے اس دباؤ کی تاریخ بھی ' جو سلطان پر شاہ اطالیہ کے ساتھ شرمناک صلح کرنے کے لیے ڈالا گیا تھا ' یہیں پنہاں ہے - گذشتہ گرمیوں میں البانیہ اور مقدونیہ میں نوجوان ترکوں نے جس فساد کا نئے سرے سے مقابلہ کرنا پڑا تھا ' اسکا بھی بعید اسی میں پوشیدہ تھا - یہی فساد بڑھتے بڑھتے تین مہینے ہوے قسطنطنیہ میں قابل ترین نوجوان ترک اور زبردست یعنی شوکت پاشا کے خلاف فوجی بغاوت کی شکل میں نمودار ہوا ' اور انجام کار شوکت پاشا اور نوجوان ترکوں کی حکومت کو اسی فساد کے استعفا دینے پر مجبور کیا ' اور اسکی جگہ ایک قدامت پسند فریق کو یعنی انگلستان یعنی کامل پاشا کی سرگردگی میں لا بٹھایا - اس ملک فروش نے عثمانی پارلیمنٹ کو ڈھٹائی اور بے ضابطگی کے ساتھ برطرف کردیا ' اور یورپ کے اِشارے پر ناچنے والے وزرا کے ماتحت ' پرانی بے قاعدہ حکومت پھر سے قائم کردی -

یہ سارے ہتھنڈے انگلستان کے تھے البتہ اسکا نیا سازشی آشنا : روس بھی اسکا ساتھ دیتا جاتا تھا - آگے چلکر انگلستان کی بلقانی کمیٹی اور لندن کے وہ لبرل اخبارات بھی جو گورمنٹ کے زیر اثر ہیں ' انکے مرید بنگئے -

جنگ بلقان کا انتہائی انجام جو کچھ ہوا ' شاید وہاں تک سر اِدورڈ گرے کی نیت ابتداء نہ پہنچی ہوگی ' با ایں ہمہ جو مصیبت ناک واقعات اِس جنگ کے اتفاء میں ظہور پذیر ہوے گئے ہیں ' بلا شک و شبہ انگلستان کی حکومت اُن سبھوں کے لیے ذمہ دار ہے - انگلستان کی صلح کے بموجب کامل پاشا نے تمام فوجی اور ملکی انتظامات کا محکمہ جوانمرد اور لائق فارنی افسروں سے خالی کردیا - سودے کے بابت تجربہ کار اور ہوشیار معاملہ شناس نوجوان ترک حاکموں کی جگہ ' گذشتہ حکومت کے وقت کے بد اخلاق ایجنٹ مقرر کیے گئے - فوج کے بڑے بڑے افسروں کے ہاتھ سے ' جنکی تعلیم اعلی پیمانے کی تھی ' اختیارات چھین لیے گئے ' اور یہ اختیارات اُن نکمے اشخاص کو دے دیے گئے جو مدت سے برطرف کردیے گئے تھے ' مگر اِس نئی پرانے خیالات کی قدر پرک وزارت کے ہاتھ بٹانے والے درست تھے -

سب سے مہلک کام یہ کیا کہ شوکت پاشا کو ' جو (رائل ڈرگوائنڈرز) کے اعلی درجہ کے قابل اور لئیق شاگرد تھے ' جنھوں نے فوج کے جنرل اسٹاف کی اصلاح جدید طریقے کے مطابق کی تھی ' اور جنکی دماغ میں تمام مقبوضات سلطنت عثمانیہ کے بچاؤ کی جنگی تدبیریں کل کی کل محفوظ تھیں - برطرف کرکے انکی جگہ (نظام پاشا) کو مقرر کردیا - نظام پاشا فوجی علوم کے پرانے مکتب کی ایک جاہل یادگار ہے - وزارت جنگ کے اعلی عہدے پر آکر اسنے نگرانی افواج میں (جسکا مادہ اسمیں مطلق نہ تھا) جو غفلت برتی ' اسیکا نتیجہ تھا کہ فوج کی حالت میں اس قدر جلد ابتری پھیلتی گئی ' سب سے مضر بات یہ ہوئی کہ کامل پاشا نے (جسکا دستور العمل یہی تھا کہ انگلستان کی خواہشات کے مطابق چلا کرے اور انگریزوں کی نصیحت کو سر انکھوں سے مان لیا کرے) اس بھروسے اور اس اعتماد پر کہ انگریزی مدبری کا سہارا ایسا نہیں ہے جو کبھی بے نتیجہ رہے آنے والے جنگ ایلیے دیدہ و دانستہ ایسی قسم کی تیاری نکی - نتیجہ یہ ہوا کہ جسوقت انتحادیوں نے اعلان جنگ کردیا تو ترکی فوج بالکل بے سروسامان تھی - نہ توپ بردار کی کوئی سامان تھا ' نہ رسد مہیا تھی ' اور نہ آلات جنگ ہی موجود تھے - اتنا بھی تو نہ تھا کہ جنگ کرنے کی کوئی باترتیب اسکیم پیش نظر ہوتی !

مختلف آرمی اور علیحدہ علیحدہ جگہوں میں غیر مستعد پڑی ہوئی تھیں ' حتی کے آخری وقت تک بھی رنگروٹ کے سپاہی مجتمع نہیں کیے گئے - ان ساری باتوں کے لیے بالضرور کامل ذمہ دار ہے -

اگر ساتھ ساتھ جب ترکوں کی حکومت کے اگلے وقتوں کو یاد کرتا ہوں ' تو اس یقین اور دل سے مٹانا مشکل ہوجاتا ہے کہ یہ پیر فرتوت ' جو حمیدیہ اور اسکے اگلے عہد کی یادگار ہے ' اپنے ملک پر ان ساری مصیبتوں کے لانے کیلیے ایک نہ ایک نوع سے ضرور ساجھی تھا - یہ بالکل یقینی ہے کہ کامل نے یا تو خود بخود ' یا انگلستان کے سفیر کے ورغلانے سے یہ خیال کرلیا ہوگا کہ یورپ کے مقبوضہ صوبجات در اسلامی قبضے میں رہنا قطعاً ناممکن ہے ' اور اسی خیال سے انکے بچانے کیلیے جو کچھ ایسا کام لیکر جسکو اصلی کوشش کہا جا سکے - بہر حال کامل سزا اور رد کیے جانے کے بجاے ' کامیاب قرار دینے کیلیے صرف اتنی سی بات پر نظر ڈال لینا کافی ہے کہ ایک ایسے وقت میں جب کہ سلطنت عثمانیہ کی حالت آج سے چار مہینے قبل کیطرح نازک تھی اور ہر طرف سے خطرات اسکے سر پر منڈلا رہے تھے - سلطنت کے انتظام کی باگ کامل کے ہاتھ میں دیدی گئی - کامل انگلستان کا پیمان دادہ نوکر تھا اور سلطان کی فوجی تباہی کیلیے انگلستان اور اسکے ساتھ ساتھ ہمیشہ کیلیے مورد الزام رہنا پڑیگا -

یہ ساری باتیں تو اس یادگار عکر و فریب کے گذشتہ واقعات کے متعلق تھیں ' آیندہ کی نسبت میرا خیال ہے کہ دیکھنے والے دیکھینگے کہ سلطان کے یورپین مقبوضات میں سے اگر کچھ حصہ انکے قبضے میں رہ جائیگا تو اس سبب سے نہیں رہیگا کہ انگلستان انکی کسی قسم کی اِعانت کریگا - کیونکہ انگلستان نے انہیں کوئی مدد نہیں دی ہے ' بلکہ صرف جرمنی کی بدولت رہیگا - اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہی جرمنی ہے جس نے بیچ میں پڑکر شاہ فرڈیننڈ کو قسطنطنیہ تک بڑھ آنے سے روکا ہے - آیندہ کیلیے بھی اسی پر بھروسہ

کیا جاسکتا ہے کہ اگر ابھی ایسا وقت آجائیگا تو وہ روکے گی - میرا یہ بھی خیال ہے کہ یہی جرمنی ہے جو انگلستان اور روس کے اصلی منشاء یعنے درداینال سے روسی جنگی جہازوں ایجیے آمد و رفت کا راستہ کھول دیئے جانے کی مزاحمت کریگی [لیکن جرمنی کے متعلق یہ خیال درست نہیں ' بعد کے واقعات کے پردے اٹھادینگے - الهـلال] - میری رائے میں یہی سب سے بڑا اہم مسئلہ ہے جو بہت جلد ہمارے سامنے پیش آنے والا ہے - اگر یہ راستہ کھل گیا تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ قسطنطنیہ میں سلطان محض کے دست و پا بندا نہ رہینگے جائیں ' نیز کہ اسوقت یورپ کی ہر بھری طاقت کے اختیار میں ہوگا کہ جس وقت سے ایسے چاہینگی اُن پر دباؤ ڈالینگی ' اور ساحل پر گولہ باری کی دھمکی سے اُسکی تکمیل کرالینگی - سلطان ایک طرف سے تو بحر قازم کی طاقتوں ' یعنے انگلستان اور فرانس کے ' اور دوسری طرف بحر اسود کی جانب سے روس کے تابع فرمان بنجائینگے - یہ ایسی صورت ہے جو ایتلاف مثلث - (جرمنی ' اسٹریا ' ایطالیہ) کو مشکل سے پسند آئیگی ' کیونکہ اُس حالت میں جب ابھی ایتلاف مثلث (جرمنی ' اسٹریا ' ایطالیہ) اور اتحاد مثلث (روس ' فرانس ' انگلستان) کے درمیان عظیم معرکہ آرائی ہو جائیگی ' تو تاوں کو مجبوراً اول الذکر کے مقابلہ میں آخر الذکر کا ساتھ دینا پڑیگا - انہی وجوہ سے میرے خیال میں یہ بھی صاف نظر آئیگا کہ جب یورپین کانفرنس کے سامنے عثمانیوں کی آیندہ قسمت کے جملہ مسائل پیش ہونگے ' اور اسوقت تک عثمانی حکومت سر اندرڈ گرے ہی کے ہاتھوں میں رہی ' تو انگلستان آبنائے باسفورس سے راستہ کھولدیئے جانے کے مسئلہ میں روس کا حامی رہیگا - عثمانی سلطنت پر ایسی ہی اچھی مصیبت نہیں آسکتی کہ درداینال کا راستہ کھل جانا ایک ایسا امر ہوگا ' جس سے بڑھکر خطرناک اور مہلک دشمنی مسلمانوں کی زندگی بیساتھ نہیں ہو سکتی - کیونکہ اس حالت میں خلافت اسلامی اُن دین اشد ترین دشمنان اسلام کے ہاتھوں میں پڑجائیگی ' جنسے اسوقت اسلام کا مقابلہ ہو رہا ہے ' یعنے شمال مغربی افریقہ میں فرانس ' مصر میں انگلستان ' اور وسط ایشیا میں روس -

خلیفۂ اسلام عیسائی یورپ کا ایک ادنی چاکر بنجائیگا -

یہی سبب ہے کہ اسوقت جو مصیبت کی تاریک گھٹائیں مسلمانوں کے معاملات پر ہر طرف سے چھائی ہوئی ہیں ' اسمیں اس خبر کو روشنی کی سب سے عمدہ جھلک سمجھنے پر آمادہ ہوں کہ شاہ مرتبندق نے سلطان سے آپس میں بلغاری عثمانی اتحاد قائم کرنے کی ایک تجویز پیش کی ہے - میری رائے میں اگر یہ اتحاد قائم ہوگیا ' تو وہ سب سے بڑا اور مضبوط اتحاد ہوگا ' جو خلافت کی آزادی کے قائم رکھنے کا ذمہ دار ہوسکے ' اور یہی وہ اتحاد ہوگا جو اغیار کی ہوسوں کو عملی طور پر روک دے سکے - یہ پہلا موقعہ نہیں ہے کہ اس قسم کے اتحاد کا خیال پیدا ہوا ہو - علانیہ طور پر نہ سہی ' لیکن سنہ ۱۹۰۸ ع کے انقلاب ترکی کے بعد سے لیکر آجتک خاص خاص صحبتوں اور موقعوں میں بارہا اس اتحاد کا ذکر آچکا ہے ' اور میں بذات خود ہمیشہ اس اتحاد کا موید رہا ہوں - میرا خیال ہے کہ سلطان کے لیے یہ بہترین موقع ہے کہ ایک آزادانہ فرصت کی مہلت کو کام میں لاکر اپنی سلطنت کی اس ضرورت کو پورا کرلیں اور اپنی پچھلی شکست کی تلافی کرلیں - اگر یہ ممکن نہو اور اگر طالعنے راے ہوئی کہ باسفورس اور درداینال کا راستہ کھولدیا جاے ' تو میرے خیال میں یہ اس سے ہزار درجہ بہتر ہوگا کہ قسطنطنیہ سے تخت خلافت کو ہٹا کر ایشیاے کوچک میں لیجایا جاے - [لیکن اسکا وقت چلا گیا -

جو ایک ارزنی ہوئی خبر عثمانی بلغاری اتحاد کی ارزنی تھی ' اسکی پھر تصدیق نہیں ہوئی - [الهـلال]

اس اہم ترین مسئلہ سے قطع نظر کرکے ' جسکا ہر پہلو نہایت نازک اور دقیق ہے ' عثمانی سلطنت کی فوری ضرورت یہ ہے کہ حکومت کا انتظام اُن نااہل اور نامراد ہاتھوں سے لے لیا جاے جنھوں نے اسکے ساتھ خیانت کی ہے - (عامل) پھر اُسی تیزہ رتارگوتھ میں ڈھکیل دیا جاے جس سے وہ چار مہینے ہوئے اپنے ملک میں تباہی لائے کے لیے انگلستان کا دوست بنکر نکلا تھا - نیز عثمانی پارلیمنٹ کو سر نو جمع کیجائے - شوکت پاشا دوبارہ وزیر جنگ مقرر ہوں فوجی انتظامات اپنے ہاتھوں میں لیں ' اور پارلیمنٹ کی نامزدگی سے ایک ایسی وزارت قائم ہو ' جسکے ارکان اپنے وطن کے سچے خیر خواہ ہوں - [الحمد للہ کہ یہ امید اب واقعہ ہے - الهـلال]

سلطنت کی اس عام مصیبت میں میرا خیال ہے کہ مصر کا حصہ بہت کم ہوگا - غالب ہے غالب یہیں تک ہے کہ ہمارا دفتر خارجیہ سلطان کی فوجی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر کسی نہ کسی شکل میں ممالک خدیویہ پر برطانوی دخل کی منظوری حاصل کرلیگا - یہ ایک افسوس ناک بحث ہے - میں نہیں چاہتا کہ آج اس مسئلہ کو طول دوں -

تتمـــہ

مدں مضمون لکھ ہی رہا تھا کہ اس امر کا اعلان سننے میں آیا کہ " صلح کی گفتگو لندن میں ہوگی تا کہ ٹرانوئے والا سر اندرڈ گرے کی صلح سے فائدہ اٹھا سکیں " یہ اعلان اصلی حالات کے لحاظ سے ایک عجیب شرمی قسمت کا اعلان ہے - ساتھ ہی ساتھ وہ برقی خبر بھی ' جو سر اندرڈ گرے کے اخبار (ویسٹ منسٹر گزٹ) میں ایشیاے کوچک کی حکومت کی شرحی کے نیچے خصوصیت کے ساتھ نمایاں طور پر شائع ہوئی ہے ' کچھ کم نا مبارک نہیں ہے - ایک تار چھپا ہے کہ روس اور انگلستان کے سخت اصرار پر باب عالی نے اس بات کا فیصلہ کرلیا ہے کہ " اناطولیہ " اور " میا پرٹیمیہ " کی حکومت کے انتظام کے لیے ۱۶ - روسی اور انگریزی انسپکٹر مقرر کرے اور اُن ممالک کی ذمہ دار پبلک کو ایک حد تک صاف گورنمنٹ عطا کردے - اسکے یہ معنی ہیں کہ ایشیائی ٹرکی میں سر اندرڈ گرے کی مشہور معروف ایران والی پالیسی دہرائی جاے ' یعنی زار روس کے ساتھ انتظام حکومت کی تقسیم کی وہ پالیسی ' جو بہ الفاظ دیگر " غارت گری بلا جنگ و جدال "۔ کے موزوں تر الفاظ سے تعبیر کی جا سکتی ہے -

[الهـلال]

یہ مضمون مسٹر بلنٹ نے ۸ - دسمبر کو لکھا تھا ' اسلیے واقعات ما بعد کا اسمیں ذکر نہیں - مسٹر موصوف کو مشرقی مسئلے کے اسرار و رموز پر جیسا اچھا عبور ہے ' اور عملی الخصوص وزارت خانہ لندن کے پوشیدہ دسائس و فریب سے جیسی محرمانہ واقفیت رکھتے ہیں ' اسکا ثبوت انکی کتاب " تاریخ سری مصر " سے ملیگا ہے - لیکن (ایڈیٹر) کے مضامین بھی ہمیشہ ایک تازہ شہادت ہوتے ہیں - پچھلے دنوں الهلال کے صفحوں میں آپنے انکا مضمون پڑھا تھا ' جسکے قیاسات اور اظہارات حرف بحرف صحیح ثابت ہوے - اب یہ دوسرا مضمون ہے - جسمیں صلح کانفرنس کے انعقاد تک کے واقعات کی بنا پر انھوں نے اپنی رائیں ظاہر کی ہیں -

اسلام دوستی کی یہ سرگذشت اس حکومت کی ہے ' جس کو آجکل اسکے بغیر تنفرہ کے ایجنٹ ' مسلم نواز اور رفادار اسلام ظاہر کرتے ہوے اپنے خدا اور اپنے ضمیر ' دونوں سے نہیں شرماتے : واللہ یعلم انہم لکاذبون الخاسرون -

کیا صبح قیامت آگئی

اور مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہونگے ؟؟

بسلسلۂ " مستقبل الاسلام " نمبر (۱)

در رہ منزل لیلی کہ خطرہاست بجان
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

ہاں ' بنی نوع انسان کی تاریخ میں ایک نیا باب کھل گیا ہے - اقوام و ملل کے سمندر میں تلاطم بپا ہے - عمل اور انکشاف کی دنیا میں ایک ہیجان ہے - موت یا زندگی کی لڑائی شروع ہوگئی ہے - مظالم ' نا انصافیاں ' اور خونی ہنگامہ آرائیاں مشرق اور مغرب میں ہر آن متلاطم و متحرک ہورہی ہیں - ہاں ' ایک شور اور ایک طوفان ہے ' جو ایشیا ' افریقہ ' یورپ میں اٹھ رہا ہے اور شمال کو جنوب ' جنوب کو شمال ' اور مشرق کو مغرب ' مغرب کو مشرق بنانے کے لیے چین ہے - پھر صدیوں کے بعد اب شہادت گاہیں سنسان مقامات میں قائم ہوگئی ہیں - دار و رسن کی خونی نمایش گاہیں کھل گئی ہیں' جان سپاری اور خوں ریزی کے بازار اور دکانیں بھی لگادیگئی ہیں - شہید اعظم نقۂ الاسلام بھی دار پر منصور کی طرح لٹک رہا ہے - مرا دو ' طرابلس' ایران' عرب ' اور مقدونیہ کی پہاڑیوں سے کتنے بیزبان شہید ہیں ' جو یا صباحاہ یا صباحاہ پکار رہے ہیں' انکی لاشیں ایک صدا ہیں' جو کہتی ہیں کہ

" اے اسلام کے نام لیواؤ ! خواب غفلت سے جاگو ! کیا دیکھتے نہیں کہ یورپ نے کمر باندھی ہے کہ ممالک اسلامیہ کو نیست و نابود کردے " پھر وقت آگیا ہے کہ کوہ صفا پر چڑھکر خدا کے برگزیدہ نبی کی روح اطہر نداکے : " انا النذیر العریان " اور بتائے کہ عالم فتنہ و فساد سے پُر ہے ' جہالت کا اندھیر ہے' خباثت پھیلی ہوئی ہے - نوع بشر پر جور و جفا کی چھریاں چل رہی ہیں ' لڑائی جھگڑے چھوڑ کر بھائی بھائی بن جائے اور مفسدوں اور فتنہ انگیزوں کو فنا کرکے ایک عالم کو نجات دلانیکا وقت آگیا ہے -

بظاہر دنیائے اسلام کے زندہ رہنے کی کوئی امید نہیں ہے - معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۵ع میں کوئی اسلامی سلطنت پردۂ دنیا پر باقی نرہیگی - تمام دنیا کے مسلمانوں کی حالت اب ایسی نازک ہوگئی ہے کہ آیندہ دس برس کے اندر انکو آبادیاں اور بستیاں چھوڑ کر پہاڑوں' جنگلوں ' اور بے نام و نشان گوشوں میں پناہ گزیں ہونا پڑیگا - بلکہ آنیوالی اپنے آپکو مسلمان کہتے ہوئے بھی حجاب آئیگا اور مصلحت وقت کی تعمیل ضروری کےلحاظ سے اپنی شخصیت چھپانے ہی میں عافیت نظر آئیگی - آج ہم دو اتنا وقت ہے کہ اپنے مظالم شہیدوں کے نام لے لیکر بین کرسکیں ' مگر نہیں معلوم کہ دل کیسے اسباب پیش آجائیں ؟ ممکن ہے کہ شاید ماتم و شیون کی بھی فرصت نہ دیجائے - اور ہر آنسو کے بہانے کے واسطے اجازت اور مصلحت کا منہ دیکھنا ہو ! مسلمانوں ہی نے اپنے آپکو مٹاکر پچھلے زمانہ میں اخوت ' عالمگیر رحمدلیت ' اور حقوق العباد کی مشعلیں اسوقت روشن کی تھیں ' جب کہ ایک طرف رومی صلیب پرستوں کی سفاکیوں سے خلق خدا بیزار ہوگئی تھی ' دوسری طرف ایرانی آتش پرستوں کی زیادتیوں سے دنیا خوں کے آنسو رو رہی تھی - اب بھی عالمگیر امن و امان اور عالمگیر سکون کے لئے ایشیا افریقہ ' اور یورپ کی زمین مسلمانوں کا پاک خون مانگتی ہے - ہاں ' ہمارے بدلنے سے دنیا بدلجائیگی ' اور ہمارے ایثار میں تمام عالم کی آزادی مضمر ہے -

یورپ نے طرابلس غرب میں کیا کیا قیامت نہ اٹھائے ؟ تبریز اور مشہد مقدس میں وہ کرنسی بیرحمیاں ہوسکتی ہیں - جو عمل میں نہیں آئیں ؟ اور اب کونسی ہمت دھرمی اور بیدردی ہے جو سلطنت عثمانیہ کے خون ناحق کے واسطے نہیں کی جارہی ہے ؟ یورپ کے برتاؤ پر ایسا ہم فرقان مجید کے اس نتیجہ خیز شذرۂ معرفت سے سبق نہیں لے سکتے ؟

ولن ترضی عنك الیهود ولا النصری حتی تتبع ملتهم (پارہ اول سورہ بقر رکوع ۱۴ - آیت ۸)

اور (اے پیغمبر) نہ تو یہود ہی تم سے کبھی راضی ہونگے اور نہ نصاریٰ ہی ' الا یہ کہ تم ان ہی کا مذہب اختیار کرلو -

ان تمسسکم حسنة تسؤهم وان تصبکم سیئة یفرحوا بها - وان تصبروا وتتقوا لایضرکم کیدهم شیئا (سورہ آل عمران) (۱۲ : ۱۱)

(مسلمانو !) اگر تم کو کوئی فائدہ پہنچے تو انکو برا لگتا ہے اور تمکو کوئی گزند پہنچے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم (انکی ایذاؤں پر) صبر اور (انتقام میں زیادتی سے) بچتے رہو تو (اطمینان رکھو کہ) انکے فریب سے تمہارا کچھ بھی نہیں بگڑتا ہے -

پھر کیا ایسی حالت میں مسلمانوں کو صرف یہی مناسب ہے کہ وہ ایک جلسہ کرکے سر ایڈورڈ کرے کے وزارت خانے میں تار بھیجیں اور اس بارگاہ احدیت کی طرف تھوڑی دیر کے واسطے بھی رجوع نہوں ' جسکے احکام جبروتی کے آگے تمام دنیوی طاقتیں ہیچ ہیں ؟

اب وقت تار بازوں کا گیا - اب وقت اپنے خدا ' اپنے ہادی' اپنے دل اور اپنے عالمگیر منتشر شیرازہ کے چاروں طرف غور و فکر کرنیکا ہے -

آستیں نکلی ہوئی جیب و گریباں چاک چاک
دامن محشر سے وابستہ میرا دامان رہا

قوموں کی زندگی میں آہار اور جوش کا وقت اتفاق سے آتا ہے - اسلامیت کی زندگی میں بھی یہہ وقت ایک دور ارتقالبی کے چکر سے آگیا ہے - اسکے نشیب و فراز پر غور کرنا اور ایک مستقل اور دوامی تحریک کی روح پھونکنا جانبازوں اور فدائیوں کا کام ہے - اب بھی اسلامیت کے پریشان ذروں میں کچھ شرف نفس کا جوہر باقی ہے - حب وطن ' حمیت قوم ' اور عزت کی موت اور ذلت کی حیات پر ترجیح دینے اور اسکے سمجھنے کا میلان پا یا جاتا ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ کے دیوتاؤں کے پوجنے ' یورپ کے علوم و فنون کے پس خوردہ کھانے ' اور یورپ کی تہذیب خوں آشام کی رس کرنے سے مسلمان مایوس ہوگئے ہیں ' اور وہ دیکھ رہے ہیں کہ جنگی تعمیروں کے تخم یورپ کے آتش فشاں دہن میں بکھر گئے ان میں نمو اور حیات کے آثار مطلق نہیں - سائنس ہی جنگی محدود بالارض اور سطحی کوششیں ہولیں ' ان سے آجتک نہ تو کوئی نتیجہ مرتب ہوا ' اور نہ آیندہ اسکے ہونیکی امید ہے - ایسے پر آشوب اور پر شور وقت میں ایشیا ' افریقہ ' اور یورپ سے آواز بلند ہورہی ہے کہ:

(۱) خانۂ کعبہ کے آزاد دامن امن میں ایک عالمگیر جمعیت فدائیان اسلام کی بہت جلد منعقد ہو - جہاں عربی میں با خبر مسلمان سونچکر بتائیں کہ مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی حالت کسطرح محفوظ رہ سکتی ہے - اس شورائے کعبہ کی تجویزیں اور قراردادیں مختلف مقامی زبانوں میں عالمگیر طریقہ سے شائع کی جائیں :

(۲) نوجوان تعلیم یافتہ مسلمان ' جنکو اپنے دور افتادہ بھائیوں کا درد ہے ' ہجرت کریں ' یا کم سے کم سمجھیں زمانہ کے واسطے ممالک اسلامیہ میں جا بسیں اور سمجھیں کہ دور کی ہمدردی اور قریب کی ہمدردی میں آسمان و زمین کا فرق ہوتا ہے - اسطرح اپنے بھائیوں کو اس عالمگیر سلسلہ آمد و رفت سے بیدار کریں اور سیلاب یورپ کی مدافعت کے پشتے اپنے جسم ' اپنے عمل ' اپنے مال اور اپنے جان سے پختہ کریں - ہجرت اور اخوت کو مسلمانوں کی تاریخ سے ایک معنی خیز تعلق ہے -

(۳) یورپ نے اُن اسباب اور ایک سخت عالمگیر طریقہ سے بالکلیات کردیا جائے ' جن سے ممالک اسلامیہ کا قلع قمع کیا جارہا ہے - اپنے دار العلوم ' اپنے مدارس ' اور اپنے چپے چپے میں بدیشی اسپنسر سے چلائیں سے کیا تھا کہ اگر اپنی شخصیت اور محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو یورپ کے دل ضروری علوم و فنون اپنی زبان میں اور - ایک چپہ زمین کا یورپ کے اجارہ دار اور ندیدا - اپنی عورتیں انہیں ندیدا اور اپنی عورتیں اپنے گھر میں نہ لانا - بظاہر معمولی ہونا مگر باطنا مشرقی رہنا -

(۴) عربی زبان بولنے ' عربی زبان سیکھنے ' اور عربیت کے چپے چپے کو اپنے اوپر آمادہ ہو جانا ' جس سے مراد اصل کے طرف میلان یا طبع ہی راہیں نکلیں ' اور مسلمانان عالم میں اپنے سر چشمہ سے قریب ہوتے جائے -

(۵) قرآن مجید پڑھنے اور سمجھنے کے فوری ان تھک وسایل اور طریقے پیدا کرنا ' تاکہ مسلمانان عالم اور معلوم ہو جائے کہ ہمارا رہنما غیر فانی ہے ' اور ہم کو اسپر یوں اعتماد ہے کہ اسی کی بدولت ہم نے ایک طرف زمینوں کے چھکے چھڑا دیے اور دوسری طرف آتش پرستوں کا طمطراق پامال کردیا ' اور علوم و فنون کی مشعل لیکر دنیا میں اجالا اور دیا تھا -

(٦) مسلمانان عالم کے دل سے یہ خیال نکالنا کہ یورپ تہذیب و ترقی کا داروغا ہے اور وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے - بلکہ یہ جاگزیں کرنا کہ اسکی امور زیاں اسکی مقصد کو اجالا کر رہی ہیں اور وہ اسوقت دوسرے کی امور زیاں سے فائدہ اٹھا رہا ہے -

قرآن مجید کو لایالونکم خبالا (تمہاری تمہیں ضرر پہنچانے میں ہرگز دریغ نہ کرینگے) کا معلم ہے -

(۷) ہزار ہا نوجوان مسلمان یورپ ' امریکہ ' اور جاپان بھیجے جائیں جو سیاسیات اور واقعات جدیدہ کے تجربوں کے علاوہ فنون عملیہ کے ماہر ہوکر آئیں اور وہ بلاد اسلامیہ میں تقسیم کردیے جائیں - ابھی اسکا وقت ہے - ممکن ہے کہ آیندہ دس برس میں کسی مشرقی کو کوئی علم اور فن یورپ اور امریکہ والے نہ بتائیں -

(۸) مسلمانان عالم کا ایک (خزانۃ الاسلامیہ) خانہ کعبہ کے صدر مقام میں قائم ہوا کرے - جس میں زکوۃ ' اوقاف اور چندہ کا روپیہ فراہم ہوا کرے - بلکہ مسلمانان عالم اسکے واسطے اپنے اوپر ایک خاص ٹیکس (فدیۂ اسلام) کے نام سے مقرر کرلیں - اسی سے مختلف ضرورتیں پوری کریں -

* * *

یورپ نے بڑی مستعدی اور سرگرمی سے ممالک اسلامیہ کے زیر و زبر کرنیکا تہیہ کرلیا ہے ' لیکن تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ ایسی ظالمانہ تحریکوں کی ابتدا بڑے دھوم اور بڑے تیز رفتاری کے ساتھ ہوئی ہے ' مگر ایسی تحریکوں کے تروتے اور مدافعت کے واسطے جو انتظامی طریقے پیدا کئے جاتے ہیں ' انکا آغاز بہت سست اور کمزور ہوا ہے - لیکن بعد چندے وہ ظالمانہ تحریکیں دھیمی پڑ جاتی ہیں اور اسکے برخلاف مدافعت پسند طریقے رفتہ رفتہ زور پکڑ جاتے ہیں - یہی حال یورپ اور اسلام کا ہوگا - اسلیے کہ موجودہ واقعات نے مسلمانوں کو یورپ سے بیزار کردیا ہے - ان میں اخوت ' ہمدردی ' اور جاں نثاری کی چنگاریاں زدہ ہوکر کئی میں جو زمانہ کی آب و ہوا سے مشتعل ہوکر شعلۂ برق کا کام دینگی -

(فاران) کی چوٹیوں سے آوازیں آرہی ہیں اور (مدینہ) کے غیر فانی بادشاہ کی فوجیں اراستہ ہو رہی ہیں -

(محمد نذیر هاشمی غازیپوری)

[بذیل مراسلات]

الہلال اور مسئلۂ تعلیم نسواں

— * —

محسن قوم و ملک ! السلام علیکم

آپکی آزادانہ و منصفانہ رائے زنی کا مرقع صفحات الہلال میں دیکھکر مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں بحیثیت فرقۂ اناث کی ایک ادنی فرد ہونیکے آپنے اس پبرس فرقہ کی بابت کچھہ عرض کروں مگر درۂ بے مقدار کا خورشید تاباں کے مقابلہ میں تیزی دکھلانا علامت حماقت و قابل مضحکہ فعل ہے - بھلا کہاں میں کندۂ ناتراش پردہ نشین ہندوستانی لڑکی ' اور کہاں آپ جیسے عالم متدبر واجب التعظیم بزرگ -

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

عرض مدعا سے قبل میں یہ گوشگذار کردینا انسب سمجھتی ہوں کہ آپ میری اس بیباکی کو میری خیرہ چشمی پر محمول نفرمائیں -

میں آپسے صرف اسقدر نہایت منت سے التجا کرتی ہوں کہ آپ کبھی اسی مناسب موقع پر حقوق نسواں پر روشنی ڈالیں جسکے ضمن میں تعلیم نسواں و حجاب نسواں پر بھی اپنی قیمتی رائے کا اظہار فرمالیں -

اگرچہ یہ بد نصیب مسئلے مقاصد الہلال سے قطعی بے تعلق ہیں مگر میرا دل خود رفتہ مجبور کر رہا ہے کہ آپ جیسے ہمدرد قوم کے روبرو اپنے عزیز بیکس و مجروح فرقہ کی حالت زار کا فوٹو پیش کرکے آپکے خیالات پائیزہ معلوم کروں ' خواہ خلاف توقع ہی کیوں نہو - و نیز مجھے یہ بھی امید ہے کہ شاید آپکا صرف اپنیکمرتبہ زور قلم دکھلانا بد نصیب مستورات کی حمایت میں اثر سنگدل قلوب کو موم کرے میری بعض ہمجنسوں کو جہالت کے غار عمیق میں گرنے سے بچالے اور آپکے زور دار فقرے ' آپکا سحر آفریں انداز تحریر ' ممکن ہے کہ میری مانند اثر حضرات کے دلوں پر رعد و برق کا سا اثر دکھاے - ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء -

افضال الہی سے ہندوستان کے لا تعداد بزرگان قوم فرائض قومی کو انجام دے رہے ہیں مگر راقم برگشتگی بخت زنان ' کو کوئی خدا کا بندہ صادق مسیحاے وقت بنکر مستورات کے الم پنہاں کی خبر نہیں لیتا ' جو ہر عورت کے دل میں بصورت جہالت موجود ہے - الا ماشاء اللہ - میں مقرروں کہ تعلیم نسواں کی اہم ضرورت ہندوستان میں زیادہ تر محسوس ہوچکی ہے ' مگر آہ آہ 11 ابھی تعلیم اخوان ملک کیطرح علم نہیں ہوئی ' میرا دعوی غلط نہوگا اگر میں کہوں کہ فیصدی دس عورتیں زیور تعلیم سے مزین نظر آئینگی اور چشم بد دور فیصدی نوے مرد - بس یہی خیال ہمیشہ میرے قلب مضطرب میں ہیجان پیدا کیے رہتا ہے -

میں غالبا ادائے فرض انسانیت سے قاصر رہونگی اگر الہلال کی نسبت چند کلمات عرض نہ کردوں - میرے خیال میں اگر مسلمانان عالم کی بیداری کا کوئی ذریعہ ہوسکتا ہے تو وہ الہلال ہے - اور الہلال کو ہی خیر اندیشانہ (حقیقی معنوں میں) پالیسی رکھنے کا شرف حاصل ہے - آپکے پائیزہ خیالات ناصحانہ انداز بیان کو دیکھکر بیساختہ میرے منہ سے نکلتا ہے کہ :

اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ

آخر میں میں امید کرتی ہوں کہ میری مرقومۂ بالا ناچیز التجا شرف قبولیت حاصل کریگی فقط -

راقمہ آنمہ

آپکی ایک ناچیز ہندوستانی بہن

مراسلا

اورئینٹ بنک آف انڈیا لمیٹڈ

بطرف

بسر پرستی رایت آنریبل سید امیر علی صاحب بالقابہ

ترکی سلطنت کو اسلامی قرض حسنہ

—:—

چونکہ ڈائرکٹران اورئینٹ بنک آف انڈیا لمیٹڈ سے یہ استدعا کیگئی ہے کہ اسوقت ترکی سلطنت اور مالی فایدہ و امداد پہونچانے کیواسطے ایک ایسے عام اسلامی قرض حسنہ کا انتظام وبندوبست عمل میں لایا جائے جسمیں بالاتفاق تمام مسلمانان ہندوستان کی شرکت و شمولیت ہو - لہذا یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایک بوجھ ہزاری رقم زر ' بنک کیطرفسے بذریعہ جاری کرنے ایسے میعادی تمسکات قرضہ کے بہم پہونچائی جائے ' جو بالکل بغیر سود کے ہوں اور پھر یہی رقم کثیر بطور قرضۂ حسنہ گورنمنٹ عثمانی کو بھی اسی طرح بالکل بغیر کسی سود کے دیدی جائے - اسپر بنک ' سرکار عثمانی سے صرف ایک قلیل سی مقررہ رقم محض بطور کمیشن فقط اُن اخراجات کو پورا کرنیکی خاطر لیدا قبول کریگا جو کہ اس قرض حسنہ کے اجرا وقیام وغیرہ کے متعلق ہونگے - اور کافی رقوم سرمایہ کے جمع ہوجانے پر بنک کے ڈائرکٹران فوراً روپیہ مذکور کو اُس بندوبست داد رستد اور کاروبار قرضہ میں داخل کردینگے جو کہ ترکی سلطنت کے ساتھہ کیا جائیگا - اور وہ یا تو اس شرط وقرار داد پر ہوگا کہ یہ ایک سراسر جدید قرضہ ہے جو سود کی آلایش سے بالکل پاک و مبرا رکھکر ہندوستانی مسلمانوں کی طرف سے دیا جاتا ہے - اور یا یہ کہ روپیہ مذکور سرکار عثمانیہ کے اُن صرجودہ قرضہ جات کا کوئی ایک حصہ یا اُنکی کسی مقدار کے حاصل کرنے میں دیدیا جائیگا ' جوکہ دولت عثمانیہ کی طرف سے بصورت تمسکات عثمانیہ جاری کئے گئے ہیں - بالفعل جیسا کہ مشورہ دیا گیا ہے ' صاحبان موصوف طریقۂ اول اختیار کرنا بوجہ اسکے زیادہ پسند کرینگے کہ طریقہ مذکور بلحاظ کثیر ہندوستانی مسلمانوں کے مذہبی احساسات اور انکی لایق قبولیت و قابل قدر خواہشات کے زیادہ تر معزز و سرفراز اور زیادہ تر مقبول ومناسب وفایدہ بخش اور زیادہ تر قابل منظوری ریسندیدہ کی ہے -

اس غرض کے واسطے جو بانڈز (یعنے تمسکات) منجانب بنک جاری کئے گئے ہیں - اُنکو " مسلم لون بانڈز " (یعنے اسلامی تمسکات قرض حسنہ) کہا جاتا ہے - اور یہ بہت ہی قلیل مالیت کے ہیں - یعنے انکی قیمت فی قطعہ صرف مبلغ پانچ روپیہ ' مس روپیہ ' اور پچاس روپیہ تک رکھی گئی ہے - نیز یہ دسہ تمسکات مذکورہ اُنکے ہر ایک اصل مالک یا جایز وارث و جانشیں کے حق میں حسب ضابطہ واجب الادا قرار دیئے گئے ہیں ' اور انکا کل روپیہ بغیر سود کے اُنکی تاریخ اجرا سے دس سال بعد بلا ام وکاست واپس ملجائیگا - لیکن اگر قرضۂ مذکور کی واپسی ادائیگی یا برطرفی منجانب سلطنت ترکی دس سال کی میعاد گذرنے سے پیشتر ہوجائے ' تو اس حالت میں روپیہ مذکور اُن تمسک داروں کو واپس دیدیا جائیگا جو کہ اسوقت اُسکو واپس لینا چاہیں ' اور تمام روپیہ جو کہ اس مد میں ' وصول ہوگا بنک کی طرف سے اِنویسٹ (یعنے کسی اور کاروبار میں لگا کر مفید) نہیں کیا جائیگا - تاوقتیکہ ترکی حکام کے ساتھہ جو بندوبست و داد رستد اور کاروبار قرضہ کا ہوا ہو ' وہ بالکل مکمل اور پورا نہ ہوجائے - لیکن حساب فلوٹنگ یعنے چلت میں جمع رکھا جائیگا - اور اس سررشتہ قرض حسنہ کے مربی و سرپرست رایت آنریبل سید امیر علی صاحب بالقابہ اِس امر کے با قاعدہ انتظام وغیرہ کیواسطے حسب ضابطہ ایک ایسا بورڈ بھی قائم فرمائینگے جسمیں کئی ایک اعلی عہدہداران سلطنت ترکی اور کئی ایک بارسوخ معزز انگریز صاحبان جو سلطنت ترکی کے محب اور دوستدار ہیں شامل و شریک ہونگے - تاکہ وہ ہمارے ہندوستانی تمسک دار بھائیوں کے فوائد اور حقوق کی بوجہ احسن نگرانی و حفاظت فرسکیں - اور اس امر کو بھی ملحوظ رکھیں کہ جو روپیہ ہندوستان سے جمع کرکے دیا جائے وہ ٹھیک اپنے موقعہ اور محل مناسب پر لگایا جائے - چنانچہ اس ارادے میں رائیٹ آنریبل سید صاحب ممدوح کے ابھی سے نئی سرپرآوردہ وزرائے سلطنت ترکی سے گفتگو فرمائی ہے ' اور بنک کو اپنی منظوری بھیجدی ہے - پس ڈائیرکٹران بنک یہ امید اور یقین کرتے ہیں کہ اگر ہندوستان کا ہر ایک ایسا مسلمان جو اپنے اسلام کی خاطر کسی طرح کم از کم پانچ روپیہ تک بھی قرض دینے کی استطاعت رکھہ سکتا ہو ' اس اسلامی قرض حسنہ کا تمسک دار بنجائے ' تو ایک بہت ہی تھوڑی مدت اور قلیل عرصہ کے اندر ہی اور زور روپے - اس مد میں اکٹھے ہوکر جمع ہوسکتے ہیں - پس ڈائیرکٹران مذکور اسیواسطے ہر فرد مسلمان اور ہر ایک پیرو اسلام سے بطور اپیل یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ اس اسلامی قرض حسنہ کو ایک کامیاب نتیجہ پر لانے میں ہرگز کوئی بھی رکاوٹ نہ رہنے دیویں - اور اس طرح دنیا کو یہ ثابت کردیانیں کہ اس ملک کے مسلمان بھی ابھی تک کیا کچھہ کامیابی حاصل کرسکتے ہیں -

فارم درخواست برائے خرید تمسکات طلب فرمائیے اور براہ مہربانی اسکا پورا پورا اندراج فرماکر بمعہ کل رقم کے جو اُن تمسکات کی بابت واجب الادا ہو ' جسکے واسطے درخواست دیجائے ' بنام منیجر صاحب ہیڈ آفس اورئینٹ بنک آف انڈیا لمیٹڈ لاہور یا بنک مذکور کی کسی شاخ کے منیجر کو براہ راست راقم کے پاس بھیجدیجئے -

مقام لاہور مورخہ ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۳ ع

(دستخط) احمد حسن بیرسٹرایٹ لا
منیجنگ ڈائیرکٹر اورئینٹ
بینک آف انڈیا لمیٹڈ لاہور

ایک انگریز کی شریفانہ اخلاقی جرأت

مسٹر (ارپرے هربرٹ) نے انگلستان کی انجمن حامی بلقان کی ممبری سے استعفاء ایک خط کے ذریعہ سے دیا ' جو انہوں نے اخبارات میں شائع کیا ہے - مسٹر موصوف اس خط میں انجمن کے اس رزولیوشن کو سخت ناپسند کرتے ہیں جسمیں یہ طے کیا گیا ہے کہ دول عظمی پر زور ڈالا جائے کہ وہ مطالبات کے حاصل کرنے میں رہاستہاے بلقان کی مدد کریں اور ترکی پر زور ڈالیں کہ وہ بلقان کے مطالبات مں و عن تسلیم کرلے - مسٹر موصوف کہتے ہیں کہ یہ تجویز اس ناطرفدارانہ پالیسی کے خلاف ہے جو انگلستان نے اختیار کی ہے - اسکے بعد مسٹر موصوف ناظرین کی توجہ ان وحشیانہ مظالم کی طرف منعطف کرتے ہیں جو بلغاری ' سربی ' اور یونانی فوجوں نے مسلمانوں پر کیے ہیں - پھر وہ کہتے ہیں کہ بلقانیوں کے وحشیانہ و انسانیت سوز مظالم طشت از بام ہوگئے ہیں ' اور اسقدر ناقابل انکار مسلم اور غیر مسلم ذرائع سے ثابت ہوگئے ہیں کہ انمیں شک کی گنجایش نہیں ' پس اگر انجمن کی بنیاد تعصب مذہبی یا جنسی کے بدلے حق پرستی اور مظلومی کی دستگیری کے اصول پر ہے تو اسکو اپنا اول فرض یہ سمجھنا چاہیے تھا کہ وہ علی الاعلان بلقانیوں کے وحشیانہ مظالم پر اظہار نفرت کرتے

ناموران غزوۂ بلقان

سرگذشت انقلاب

— * —

پر اسرار ۱۲ - جھنڈیاں

— * —

(۳)

— * —

اب گذشتہ انقلاب کے تفصیلی حالات آنا شروع ہوگئے ھیں - گذشتہ ڈاک کے مصری اخبارات میں کو تار برقیوں سے زیادہ نہیں ' اور غرب (المورد) تو بالکل سکتے کی حالت میں ھے ' لیکن قسطنطنیہ کے اخبارات میں انقلاب کے ابتدائی' اور انگریزی ڈاک میں بعض نہایت دلچسپ تفصیلات ھیں - ھم آج کی اشاعت میں ان معلومات مامہ کا خلاصہ درج کرتے ھیں - آئندہ پرچہ میں اپنے مراسلہ نگار جلیل : (ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے) کی چٹھی شائع کرینگے ' اور اسکے بعد اسی سلسلے میں غازی (انور بے) کی خود نوشتہ سوانح عمری -

* * *

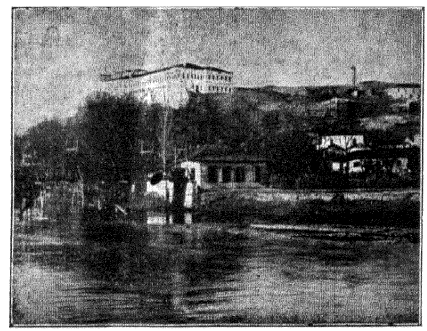
گورنمنٹ کو افسروں کی طرف سے بار بار آگاہ کردیا گیا تھا کہ فوج بلا کسی خیال کے جنگ کو دوبارہ جاری دیکھنا چاھتی ھے اور وہ انکے لیے سخت مضطرب ھے - نیز انجمن اتحاد و ترقی کے مدبرین بھی برابر اسی پر زور دیے جارھے تھے ' مگر کامل پاشا اسکا سخت مخالف تھا - اسکا خیال تھا کہ وہ خطرات جو دوسروں کو سامنے نظر آتے ھیں ' اسکے سامنے بالکل ھیچ ھیں - اسکو ناظم پاشا پر پورا بھروسہ تھا اور اسلیے ان خطرات کی کچھہ بھی پیش بندی نہیں کی گئی -

اس ھونیوالے انقلاب کی صبح کو (طلعت بک) نے کامل پاشا سے ملاقات کی اور اثنائے گفتگو میں صاف طور سے ظاھر کردیا کہ "یا تو باب عالی اس موقع پر دول کی یاد داشت کو منظور کرنے سے انکار کردے ' یا پھر ایک سخت خونریزی کیلیے مستعد ھو جاے ! "

* * *

اس مبارک دن کی دوپہر ڈھل چکی تھی' تین بجے کا وقت تھا اور خاموشی اور سکون کے خلاف کوئی بات نہیں ھوئی تھی' کہ یکایک آنے والے حادثے کا پہلا نشان ظاھر ھوا - امجد بک (والی ادرنہ) ایک گھوڑے پر سوار نظر آے ' جنکے ساتھہ پانچ سوار اور تھے - جونہی انھوں نے باب عالی کے طرف جانے کیلیے اپنے گھوڑیکے لگام موڑی ' معاً بارہ آدمیوں کی ایک جماعت قریب کے قہوہ خانے سے نکلتی ھوئی نظر آئی ' اور سڑک پر پہنچتے ھی انھوں نے بغل سے سرخ و سفید رنگ کی جھنڈیاں نکالیں اور انکو بلند کرکے کھول دیا -

یہ عجیب پر اسرار جھنڈیاں تھیں ' جن پر قرآن کریم کی آیات اور چوٹی کام سے لکھی ھوئی تھیں ' اور خاموش و سادی فضاے شہر کو متحرک و متلاطم کرنے میں ایک نا قابل فہم طلسمی تاثر رکھتی تھیں - اس جماعت نے جلد جلد قدم بڑھانا شروع کردیا - یکایک ایک دوسری راہ سے ۱۲ - جھنڈے نمودار ھوے - انکے نیچے بھی ۱۲ - یا ۱۵ آدمیوں سے زیادہ تعداد نہ تھی - چند لمحوں کے بعد ایک دوسرے راستے سے ایسی ھی جماعت نکلی ' اور پھر تیسری اور چوتھی اور پانچویں ' غرض پہلی جماعت اپنی سرخ و سفید جھنڈیوں کو لیے ھوے جوں جوں بڑھتی جاتی تھی ' نئی نئی جماعتیں پورے سکون اور خاموشی سے آآ کر ملتی جاتی تھیں - پندرہ بیس منٹ کے اندر شہر کا کوئی راستہ جو باب عالی تک جاتا ھے ' پر اسرار ۱۲ - والی جماعت سے خالی نہیں رھا ' اور بغیر کسی شور و ھنگامے کے ' باب عالی تک پہنچتے پہنچتے ایک بڑی جماعت فراھم ھوگئی -



یورپین ترکی کا نظارۂ آخری

سلانیک کا ایک صنعتی باغ

جونہی یہ کروہ باب عالی کے بڑے پھاٹک پر پہنچا ' ایک جانب سب کی نگاھیں اٹھہ گئیں - سب نے دیکھا کہ غازی (انور بے) ایک گھوڑے پر سوار چلے آرھے ھیں -

* * *

اب یہ ایک پوری باقاعدہ جماعت تھی ' جسکی تعداد سو کے قریب تھی - غازی انور بے کے بعد سب سے زیادہ قابل ذکر نیازی بک اور طلعت بے ھیں ' جو سب سے آگے تھے - انکے علاوہ انجمن اتحاد و ترقی کے رھنما اور " فدائی " ممبروں کی جماعت تھی -

صدر دروازے سے بڑھتے ھی جماعت نے سب سے پہلے نعرہ لگایا :

" حکومت سے دست بردار ھو جاؤ ! ھم ملک کو بچالیں گے ! " -

اس نعرے کے ساتھہ ھی پوری جماعت نے باب عالی کے اندر داخل ھونا چاھا - جو محافظ دستۂ فوج وھاں موجود تھا ' اس نے کسی طرح کی مزاحمت نہیں کی -

قومی جماعت کا باب عالی کے سامنے نمودار ھونا اور پھر یکایک اندر داخل ھوجانا ' اسقدر جلد ظہور میں آیا کہ تمام واقعہ بالکل ایک طلسم معلوم ھوتا ھے -

لیکن در اصل اس واقعہ پر کچھہ بھی تعجب نہیں کرنا چاھیے - تعجب کا اصلی مراز اتحاد و ترقی کے پر اسرار اعمال ھیں ' جس نے

بطال طرابلس : غازي فتحي بے

جو ۶۰ هزار فوج کے ساتھه کیمپ پرلي میں مصروف کارزار هیں :
اللهم انصره و انصر عساکره !



یه عجیب تماشا دنیا اور دیکھنا چاهتا تھا - مي الحقیقت یه ایک پوري مکمل اور باقاعده طے شده کارروائي تھي ' جسکے تمام اسباب و لوازم پیشتر سے فراهم کرلیے گئے تھے -

جناب عالي کي محافظ فوج نے کچھه تعرض نهیں کیا ' لیکن کیوں کرتي ' جبکه وه خود اتحاد و ترقي کے جان نثار اور فدائي تھي ؟ صبح هي سے اسکا انتظام کرلیا گیا تھا اور باقاعده محافظ دستے کي جگه (آرمک بلٹن) کے سپاهي متعین کیے گیے تھے - یه انجمن کي خاص مددگار جماعت هے -

انجمن کو اس کارروائي کا موقع کیونکر ملا ؟ خاص جناب عالي کي محافظ فوج کو دفعتاً بدلدیے گئي ؟ کیا اسکي اطلاع دفتر جنگ ' وزارت ' اور پولیس کو نهیں هوئي ؟ یقیناً یه ایک معمه هے ' جسکا حل کرنا سردست مشکل هے (۱)

تاهم اس سے اندازه کیا جا سکتا هے که انجمن اپنے اس سخت ترین دور مصیبت میں بھي ' جبکه دنیا یقین کرتي تھي که اسکي زندگي کے آخري دن هیں ' اپنے اندر کیسي عجیب اور اعجوبه خیز قوت انقلاب رکھتي هے ؟ اور اسکي تدابیر مخفیه کس درجه پخته ' اور اسکے نشانے کس درجه سے خطا هیں ؟

جماعت آگے بڑهکر چند لمحوں اپنے رائے اور خاموش سپاهیوں کے دستے کے سامنے نیازي بے (بالکل اسطرح ' جیسے کوئي تھیٹر میں پارٹ کرتے هوے کهتا هے) چلا کر کها :

" میں اپنے آپکو ملک کي عزت بچانے آیا هوں ' جسکے حقیر و ذلیل کرنے ' ٹھکرانے اور روندے جانے میں خائن گورنمنٹ نے کوئي دقیقه اٹھا نهیں رکھا - اگر تمهاري مرضي یهي هے تو بهتر ' میں بھي راضي هوں - مجکو مار ڈالو ! میرے سینے اور گولیوں سے چھلني کردو ! میں اپنے سامنے تڑپي کي دل خون کن تذلیل و تحقیر تو نهیں دیکھونگا ! زندگي میں یه سننے سے ' مرنے کے بعد سننا بهتر هے که تڑپي کیلیے اب دنیا میں عزت نهیں ! "

اب اس تھیٹر کا آخري ایکٹ باقي تھا - غازي انور بے ' خلیل بے ' جمال بک آگے بڑهے - انکے پیچھے طلعت بے ' عمر بے ' نیازي بے اور مدحت بک تھے - یه تمام لوگ وزارت اعظم کے دفتر میں جهاں اس وقت وزرا کي مجلس ' یاد داشت کا جواب لکھنے کیلیے منعقد تھي ' اپنے معمولي کپڑوں میں بے باکانه داخل هوگئے -

اصلی نشست کے هال کا دروازه چند قدموں کے فاصلے پر تھا که سب سے پہلے کامل پاشا کا ایڈیکانگ (نافذ بے) نکلا اور ریوالور لیے هوے وسط راه میں راسته روک کر ٹھهرا هوگیا - لیکن معاً ایک گولي چلي اور وه زمین پر دهیر تھا -

اسکي متابعت ناظم پاشا کے ایک خفیه ایجنٹ اور ایڈي کانگ (توفیق بک) نے کي ' لیکن اسکو بھي مهلت نهیں ملي - سب کے اخیر میں خود (ناظم پاشا) باهر نکلا اور (انور بے) کو دیکھکر کها : " یه کیا گستاخي هے ؟ "

ایک پراے افسر (مصطفی نجیب) نے کها : " گستاخي ' گستاخي تم کررهے هو ! "

ساتھه هي فیر کردیا اور متواتر تین گولیاں اسکے جسم سے نکل گئیں .....

کامل پاشا کے مصاحب نے (ناظم پاشا) کے قاتل کو مار ڈالا ' لیکن خود بھي نه بچ سکا - بعض لوگوں کا بیان هے که کسي " ندائي " کي گولي اسکے حصے میں آئي - بعض اسکے قاتل کو ایک فوجي افسر بتلاتے هیں -

* * *

گولیوں کے چھوٹنے کي آواز سنکر محافظ دستۂ فوج میں ایک جنبش پیدا هوئي - ایک دو سپاهیوں نے (انور بے) کي طرف بندوق کي نالي بھي کردي ' لیکن آس نے کسي بات پر توجه نهیں کي - وه اپنے ارادوں میں منهمک ' اور کرنیا کسي طے شده نقشه کے مطابق ایک کے بعد ایک منزل سے گذر رها تھا - وه سیدھا هال کے اندر چلا گیا اور کامل پاشا کے سر پر ٹھهرے هوکر حاکمانه لهجے میں بغیر کسي تمهید کے بولا :

" میں حکم دیتا هوں که یا تو لڑائي جاري رکھنے کي قسم کھاو اور یا اس کرسي کو چھوڑ دو ! اگر تم نے ذرا بھي پس و پیش کیا تو یاد رکھو که اسي وقت یه تمام فضا خون آلود هو جائیگي "

کامل پاشا نے جو اس وقت بالکل سرد پڑ گیا تھا ' ڈرتے ڈرتے جواب دیا :

" میرا خیال جنگ جاري رکھنے کے خلاف هے - میں استعفا دیتا هوں "

(انور بے) نے صرف اتنے هي کو کافي نهیں سمجھا ' بلکه اسي وقت استعفا کا مضمون کاغذ پر لکھکر پیش کردیا اور کامل نے بلا کسي وقفه کے دستخط کردیے -

استعفا جیب میں رکھکر اس نے هال کے چاروں طرف نظر ڈالي اور تمام سابق وزرا سے کها :

" براه عنایت آپ تمام حضرات اپنے آپکو نظر بند یقین کریں "



خلیل بک

مشهور اتحادي رئیس ' اور سابق صدر دار الشوری :

* (۱) لیکن آیندہ نمبر میں همارے خاص مراسله نگار جلیل کي چٹھي شاید اس معمے کو ایک حد تک حل کردے - (الهلال)

یہاں تک کہ نئی وزارت قائم ہوجائے "
یہ لوگ رات کے دریچے رہا کردیئے گئے تھے -

* * *

اس اثنا میں کیا حکومت بالکل غافل رہی ؟

نہیں ' لیکن ' انجمن کے جاہدوں نے سب کو سلادیا تھا ' اور اب بیدار کرنے کی وقتی کوشش نے فائدہ نہیں - باب عالی کی محافظ فوج کا حال لکھ چکا ہوں ' اور پھر مزید یہ کہ اسکا افسر غایب تھا - اس پورے عرصے میں سپاہیوں کو کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ موجودہ حالات میں انہیں کیا کرنا چاہیے ؟

محافظ دستے کے افسر نے ایسا ظاہر اپنے کی کوشش کی ' گویا اتفاقاً اسکے آنے میں دیر ہوگئی ' لیکن در اصل ایک شریک انقلاب افسر اسپر مسلط کردیا گیا تھا کہ حرکات نہ ہوسکے -

خاص شہر کے حاکم کی سرگذشت نہایت عجیب ہے - اول تو اسکو بہت دیر میں اطلاع ملی ' پھر سب سے نزدیک کے فوجی بارک میں جا کر سپاہیوں کو جمع کرنا چاہا ' مگر معلوم ہوا کہ وہ تو سب کے سب سازش میں شریک ہیں !

وہ دوڑا ہوا دوسری پلٹن میں گیا ' لیکن وہاں افسر موجود نہ تھے ! سپاہیوں کو حکم دیا کہ طیار ہوں ' مگر انہوں نے نہایت سرد مہری سے یہ جواب دیکر ٹالدیا کہ " افسروں کے معاملات میں ہم دخل نہیں دیتے " ! بالآخر نا امید ہوکر خاموش ہوگیا !!

لیکن یہ خاموشی ' سپاہیوں کی عجیب خاموشی سے بھی عجیب تر تھی - کیا یہ خود بھی شریک سازش تو نہ تھا ؟

عجیب نہیں ' کیونکہ اب دنیا بدل گئی تھی اور ہر چیز کا مالک (انور ے) تھا !

* * *

تھوڑی ہی دیر کے بعد (غازی انور ے) دوبارہ نمودار ہوا - اب اسکے ہاتھ میں فرمان سلطانی تھا : " ہز بکسلنسی محمود شوکت پاشا وزیر اعظم مقرر کیے گیے "

اس خبر کے اعلان کے ساتھ ہی کمیٹی نے پہلا کام یہ کیا کہ عوام میں سکون اور با قاعدگی پیدا کرنے کی انتہائی کوشش شروع کردی ' جنکے ہجوم اور ہنگامے سے ایک محشر جوش و خروش بپا تھا - کمیٹی کے ممبروں ہی میں یہ کام تقسیم کردیا گیا ' کیونکہ اب انکے سوا پبلک کو کوئی خاموش نہیں کرا سکتا تھا -

اسکے ساتھ ہی اتحاد و ترقی کے مخالفین و معاندین کی گرفتاریاں بھی شروع ہوگئیں - دارل خارجہ کے سفرائے مقررین کیلیے محفوظ مقامات مہیا کیے اور اسطرح سعید پاشا (پسر کامل پاشا) مختار بک (پسر شیخ الاسلام) اور محمل کے ماتحت سکرٹری رشید پاشا کے فوراً بھاگ کر سفرا کے یہاں پناہ لی -

اب دیکھنا یہ ہے کہ انجمن کا سلوک اپنے دشمنوں کے ساتھ کیسا رہتا ہے ؟ وہ دشمن ' جنسے انتقام لینے کی آج پوری طاقت حاصل ہے - کیا انجمن انکو سخت سزائیں دینا پسند کریگی ؟

* * *

بظاہر سازش کنندوں کی تعداد بہت قلیل تھی ' وقت اور فرصت اس سے بھی کم ' تاہم انہوں نے جس مستعدی ' چالاکی ' اور حیرت انگیز سرعت کے ساتھ ایک عظیم الشان انقلاب پورا کردیا ' وہ ہمیشہ نا قابل فراموش رہے گا -

ٹیلی فون اور ٹیلی گراف کے وہ تمام تار کاٹ ڈالے گئے تھے ' جو باب عالی ' محل سلطانی ' اور دفتر جنگ میں باہم مخابرہ کا ذریعہ ہوسکتے تھے - اسماعیل افندی ایک شامی اتحادی ہے ' جو کمیٹی کے ماتحت خفیہ پولیس کا افسر تھا - اسکے ماتحت سپاہیوں کا ایک گروہ اور خفیہ پولیس کے آدمی دیدیے گئے تھے ' تاکہ تمام اخبارات کے دفاتر کی نگرانی کریں ' نیز انکے دروازوں پر سخت پہرہ بٹھا دیا گیا تھا کہ نہ تو کوئی شخص اندر سے نکل سکے ' اور نہ باہر کا کوئی شخص اندر جاسکے -

انقلاب کے ظہور کے ساتھ ہی گورنمنٹ کے تمام ممبروں کی گرفتاری میں بھی عجیب و غریب قوت کا اظہار کیا گیا - صرف یہی لوگ نہیں ' بلکہ وہ بیرونین اشخاص بھی گرفتار کرلیے گئے تھے ' جن سے انجمن کو کسی طرح کا خطرہ تھا -

انیورلیا ریاورے کا ڈائرکٹر : ایم - مگنلی ' جرمن قنصل خانے کا مترجم : ہر ریپور ' اور ایک انگریز مسٹر ڈگھم نامی ' جو نیشنل بنک کا منیجر تھا ' اسی وقت گرفتار کرلیے گئے تھے اور پانچ بجے تک گرفتار رہے -

اگرچہ اور تمام وزرا رات کے ۳ بجے رہا کردیے گئے ' لیکن عبدالرحیم پاشا وزیر مال ' اور رشید پاشا وزیر داخلہ اب تک مقید ہیں -

---

[بقیہ مضمون مقالۂ فتتاحیہ صفحہ ۶ -]

اسطرح کی نکتہ چینی سے نہ گھبرانا چاہیں - انکی ہر ہر کار چاہیے کہ جس جوش سے اسکی سچی رائے میں اسکا ساتھ دیں ' انکی ہی سختی سے اسکی غلطی پر نکتہ چینی بھی کریں - ابھی مولانا آزاد اپکے سامنے تقریر کر رہے تھے ' لیکن کیا یہ غلط راہ چلیں گے تو ہم انکو چھوڑ دیں گے ؟ (آواز) نہیں)

* * *

مسٹر محمد شریف بیرسٹرات لا نے تحریک کی کہ اس جلسہ کے روزنامچہ میں یہ قول وزیر اعظم انگلستان کے پاس بھیجی جاے ' نیز انگلستان اور ہندوستان کے اخبارات میں شائع ہوں -

آخر میں انریبل مسٹر فضل حق نے پریسیڈنٹ کیلیے ووٹ اف تھینکس کی تحریک کی اور چودھری نواب علی صاحب کی تائید سے بالاتفاق منظور ہوئی -

یہ جلسہ جس قوت اور عظمت کے ساتھ منعقد ہوا ' اب اسکا اندازہ آپ روداد کے لفظوں سے کیا کرینگے - جو لوگ کلکتہ کی حالت سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کل تک یہاں مسلمانوں کے جمع کرنے سے زیادہ کوئی کام مشکل نہ تھا ' لیکن اب اچھے عرصے سے حالت متغیر ہے - ٹرن ہال میں پچھلے دنوں سب سے بڑا مسلمانوں کا جلسہ " مسلم لیگ " کے سالانہ اجلاس کا ہوا تھا ' لیکن باوجود داخلے کیلیے ٹکٹ کی شرط اٹھادینے کے ہمیشہ کرسیاں اپنی بے رونقی پر متاسف رہیں -

برخلاف اسکے یہ ایک حقیقی معنوں میں مسلمانوں کا قائم مقام جلسہ تھا ' جسمیں ہر طبقے اور ہر درجے کے لوگ شریک تھے - بیرسٹر ' وکلا ' زمیندار ' رؤساء ' اور عام تعلیم یافتہ مسلمانوں کا شاید ہی کوئی ایسا عظیم الشان مجمع منعقد ہوا ہو - جوش اور اضطراب کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صبح سے موسم بالکل بدل گیا تھا ' اور عین جلسہ کے اجتماع کے وقت بارش ہو رہی تھی ' تاہم پورا ہال ' دونوں طرف کے برآمدے ' سامنے کی گیلریاں ' اور سیڑھیوں تک انسانوں کے سوا اور کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی - تقریروں کے اثنا میں جس جوش و خروش کا اظہار ہوا ' وہ بھی ہمیشہ یادگار رہیگا - مظالم کی خونیں سرگذشتیں جب سنائی جاتی تھیں ' تو ہزاروں آنکھیں اشکبار نظر آتی تھیں - ہزہائنس سر آغا خاں کے ذکر پر مجمع میں جو برہمی پیدا ہوئی ' اُس سے بھی داروں کی حالت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے -

مقامی پریس نے بالاتفاق جلسہ کی اہمیت کا اعتراف کیا ہے -

* * *

ہم نے اس جلسہ کی روئداد الہلال کے مقالۂ افتتاحیہ کے حصے میں درج کی ' حالانکہ ناظرین ہماری عادت سے واقف ہیں کہ جلسوں کی رپورٹیں ' اور تقریروں کے خلاصے کبھی بھی رسالے میں درج نہیں کرتے ' حتیٰ کہ ایک مرتبہ کے سوا کبھی ہم نے اپنی بھی اوپنی تقریر الہلال میں شائع نہیں کی ' باوجودیکہ کئی ماہ سے کلکتہ میں کوئی ہفتہ اس سے خالی نہیں جاتا -

اس کا سبب بیان کرنے سے پہلے در رائیوں اور درج کر دینا ضروری ہے جو ہندوستان کے مشرق و مغرب ' در مخالف سمتوں سے حال میں ظاہر کی گئی تھیں -

ابھی شاید ایک ہفتہ بھی نہیں گذرا کہ مقامی اینگلو انڈین اخبار نے مسلمانوں کی موجودہ پولیٹکل حالت پر ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھا تھا ' جسمیں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ " اچھل مسلمانوں نے تراپی کے معاملات کی نسبت جو صدائیں بلند کرنا شروع دیدی ہیں ' وہ تمام تر چند انتہائی خیال کے نوجوانوں کی اشتعال انگیزی کا نتیجہ ہے ' جنکو بنگالی اکسٹریمسٹ لوگوں سے مدد مل رہی ہے "

گویا اسکی نگاہ میں وہ صدا جلسے جو تمام اطراف ہند میں ہو رہے ہیں ' بیسیوں عظیم الشان اجتماع جو کلکتہ میں ہر ہفتے منعقد ہوتے ہیں ' اور علی الخصوص اُس ماس میٹنگ کے ڈیڑھ لاکھ مسلمان ' جو ۶ - فروری کو ہالیڈے اسٹریٹ کے میدان میں جمع ہوے تھے - سب کے سب نیشلسٹ ہندوں اور انکے مجہول العقل ساتھی مسلمانوں کے غیر ذمہ دار مذاکرات تھے !

یہ ہم کو معلوم ہے کہ گلیلیو (Galileo) نے سنہ ۱۶۳۰ ع میں دوربین ایجاد کی تھی ' جسکو مسیحیت کے ہاتھوں سخت مصیبتیں اٹھانی پڑیں ' کیونکہ اسلام اور علم ' دونوں مسیحیت کے ہاتھوں یکساں طور پر ظلم سہتے رہے ہیں ' لیکن ہم کو معلوم نہیں کہ سنہ - ۱۹۱۳ ع میں (انگلشمین) کے پرنٹنگ ہاوس میں کوئی ایسی ٹیلسکوپ ایجاد کی گئی ہے ' جس سے قریب کی اشیا بڑی نظر آنے کی جگہ ' کئی سو حصے چھوٹی نظر آتی ہیں !

دوسری رائے ہمارے ایک اردو معاصر کی تھی جس نے لکھا تھا کہ:

" جب سے الہلال نکلا ہے ' کلکتہ کے مسلمانوں کے جلسوں کا اعتبار جاتا رہا ' کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہاں اب جسقدر چھوٹے بڑے جلسے ہوتے ہیں ' وہ صرف ایک ہی شخص کے خیالات کا عکس ہیں " -

اگر کوئی تنہا شخص ایک پورے شہر کے خیالات میں تبدیلی پیدا کردے ' جسکے اندر تین چار لاکھ مسلمان بستے ہیں ' تو اسکو اس قوت کیلیے خدا کا شکر گذار ہونا چاہیے ' لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ یہ دونوں نزدیک اور دور کی نظریں ٹرن ہال کے اس جلسے کی کیا تاویل کرینگی ؟ یہ ایک پورا قائم مقام جلسہ تھا ' جسمیں نہ صرف کلکتہ ' بلکہ بنگال کے عمائد و نائبین شریک تھے - رزولیوشن جسقدر پیش ہوے ' انکو ایڈیٹر الہلال نے پیش نہیں کیا ' بلکہ ان لوگوں نے پیش کیا ' جنکا نام غالباً (انگلشمین) نے اکسٹریمسٹ مسلمانوں کی یاد داشت میں ابھی درج نہیں کیا ہوگا - پھر کیا یہ جلسہ بھی اکسٹریمسٹ ہندوؤں کی سازش کا نتیجہ ہے ؟

اصل یہ ہے کہ تم نے خود ہی ہم کو ٹھوکر لگا کر بیدار کیا ہے ' پھر جب ہم کروٹ بدلتے ہیں تو کبھی بگڑتے ہو ' اور کبھی اپنے دل کو تسلی دینے کیلیے فرض کرلیتے ہو کہ بیداری کا وجود نہیں - یہ بالکل بے فائدہ ہے - حقائق و واقعات آج جھٹلائے جا سکتے ہیں ' مگر کل کو انکے نتائج سے بچنا آسان نہوگا -

فہرست

زر اعانہ دولۃ علیۃ اسلامیہ

— * —

(۱۱)

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب احمد دین صاحب بغدادی :			
چندۂ کلکتہ	۰	۱۰	۲۳
چندۂ نوزائیان جاوا جو میاں علم نبی اوپالیہ والے			
صلع جہلم جاوا نے بھیجا ہے	۰	۰	۳۰۷
میاں محمد امین صاحب خلیفہ	۰	۰	۵۰
بذریعہ جناب مولوی محمد شہاب الدین - مسافر -			
مانکتلہ - محلہ میاں داج قدم رسول نمبر ۲۴۷ کلکتہ :			
نقد	۹	۱	۵۶
زیور ذیل - چاندی کی مچھلی ایک عدد - چاندی کا طوق			
ایک عدد - چاندی کا جوشن ایک جوڑا ہاتھ کا بالا			
چار عدد (چاندی کا) - چاندی کی بالیاں پانچ عدد -			
انگشتری دس عدد زنجیر چاندی کی ایک عدد -			
چاندی کی کوڑی ایک دانہ کا پھول سونے کا چھ عدد -			
گلاس پیتل کا ایک -			
اچوا - ریشمی ساڑی ایک - کرتا ایک - لوئی ایک - پگڑی ایک -			
بذریعہ جناب عبد اللطیف صاحب ناظر صلع پر بھنی - ٹاسک	۰	۱	۱۹
بذریعہ مولوی اختر احمد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ - محلہ			
مجاہد پور ز ضلع گاہور سیلون			
حضرت مولوی سلطان احمد خاں صاحب	۰	۳	۲۷
اختر احمد خاں صاحب	۰	۵	۲
حاجی عبد علی خاں صاحب	۰	۰	۲
حسن جان صاحب	۰	۰	۲
ولی بخش صاحب	۰	۸	۰
عبد علی صاحب	۰	۸	۰
میاں جان صاحب	۰	۴	۰
آمی میاں	۰	۴	۰
بذریعہ جناب نواب علی صاحب - بی - اے - ایل - ایل -			
بی - وکیل پاڑہ بیلی			
سید فضل احمد صاحب - مسولی	۰	۰	۱
امداد شاہ سید علی صاحب بہاری	۰	۰	۱۰
گمنام	۰	۰	۲
جناب محمد حسین صاحب - سلہٹی - شاہجہان پور	۰	۰	۷
شیخ بغالی	۰	۰	۱
اینگلو سنسکرت ٹائپ فاونڈری	۰	۰	۴
اہلیہ شفقت حسین صاحب کھنڈوہ	۰	۸	۱
والدہ صاحبہ ,, ,,	۰	۸	۰
ہمشیرہ صاحبہ ,, ,,	۰	۰	۱
نیاز علی خانصاحب مدنلا ڈپٹی وزارت کے شکریہ میں	۰	۰	۱۵
عبدالرحیم صاحب - سوئب ڈیرہ پائندہ	۰	۱	۵
عبد القادر خان	۰	۸	۰
مسماۃ محبوبن صاحبہ	۰	۶	۰
,, انیس صاحبہ	۰	۶	۰
عبد الرحمن صاحب پانڈہ	۰	۰	۲۰
خواجہ محمد یوسف صاحب حیدر آباد دکن	۰	۰	۵
حبیب الحق صاحب بھاگلپور	۰	۰	۵
علیم نظام الدین صاحب بانکی پور	۰	۰	۲
متین احمد صاحب بانکی پور	۶	۲	۱
چند مسلمان علیا بانکی پور	۰	۵	۱
ایک صاحب از گونڈی	۰	۰	۸
عبد الکریم صاحب کوھیما	۰	۰	۸۵
احمد حسین صاحب راجشہ مراد آباد	۰	۰	۱
عاشق علی خانصاحب کوھیما	۰	۹	۱۱۴
غیرت پرستان غیور مسلمانان (ڈھیرہ اسماعیل خان)			
بذریعہ حزب اللہ خانصاحب	۰	۰	۳۶۰
میزان	۶	۳	۲۱۴۳
سابق	۰	۱۵	۹۵۱۳
مجموعہ کل	۶	۲	۱۱۶۵۷

Printed & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street. CALCUTTA.

عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بوڑھے تک کو ایکساں نافعہ کرتا ہے ہر ایک اہل وعیال والے کو گھر میں رکھنا چاہیے ۔ تازہ رڑا پتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے ۔ رنگ بھی پتوں کے ایسا سبز ہے ۔ اور خوشبو بھی تازہ پتیوں کی سی ہے ۔ مندرجہ ذیل امراض کیواسطے نہایت مفید اور اکسیر ہے : نفخ ہو جانا ' کھٹا ڈکار آنا ۔ دردِ شکم ۔ بدہضمی اور متلی ۔ اشتہا کم ہونا ریاح کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے ۔

قیمت فی شیشی ۸ - آنہ محصول ڈاک ۵ - آنہ

پوری حالت فہرست بلا قیمت منگوا کر ملاحظہ کیجئے ۔

نوٹ — ہر جگہ میں ایجنٹ یا مشہور و معزز شخص کے یہاں ملتا ہے ۔

اصل عرق کافور

[۱]

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی ایجوجہ سے پتلے دست پیٹ میں درد اور قے اکثر ہو جاتے ہیں ۔ اور اگر اسکی حفاظت نہیں ہوئی تو ہیضہ ہو جاتا ہے ۔ بیماری ہو جانے سے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے ۔ اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو ۔ ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے ' اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ہے ۔ مسافروں اور غیر ملکوں کا یہ ساتھی ہے ۔ قیمت فی شیشی ۳ - آنہ ڈاک محصول ایک سے چار شیشی تک ۵ - آنہ ۔

ڈاکٹر ایس کے برمن ۔ نمبر ۲۵ رتارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ



مسیحا کا موہنی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چمکانا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل ۔ چربی ۔ مسکہ ۔ گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کاٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے ۔ لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا ۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لاجواب ہے ۔ اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں ۔ جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے دردِ سر ' نزلہ ' چکر ' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل انویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے ۔

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے ۔قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک ۔

مسیحا مکسچر

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجا یا کرتے ہیں ' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اُن مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر ' اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طلبی مہورہ کے میسر آسکتی ہے ۔ ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے ۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار ۔ مرسمی بخار ۔ باری کا بخار ۔ پھرکر آنے والا بخار ۔ اور وہ بخار ' جسمیں درم جگر اور طحال بھی ملحق ہو ' یا وہ بخار ' جسمیں ملیریا اور قے بھی آتی ہو ۔ سردی سے ہو یا گرمی سے ۔ جلتی بخار ہو ۔ یا بخار میں دردِ سر بھی ہو ۔ بالا بخار ۔ یا آسامی ہو ۔ زہر بخار ہو ۔ بخار کے ساتھ گلٹیاں بھی ہو نکلی ہوں ۔ اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار اٹھا ہو ۔ ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھرک نہ ہو جاتی ہے ' اور تمام اعضا میں ہوں سالم پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے ' نیز اسکی سابق تندرستی از سرنو آجاتی ہے ۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں ' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو ۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو ۔ کھانا میں ہضم ہوتا ہو ۔ تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں ۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں ۔

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ

چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

ہر بوتل ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے

تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

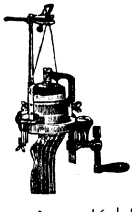
المشتہر ۔ ر پور پراٹنر

ایم ۔ ایس ۔ عبد الغنی کیمسٹ ۲۲۰ و ۷۳

کولو ٹولہ اسٹریٹ ۔ کلکتہ

47 گھر بیٹھے روپیہ پیدا کرنا !!!!

مرد ' عورتیں ' لڑکے ' فرصت کے اوقات میں روپیہ پیدا کر سکتے ہیں ۔ تلاش ملازمت کی حاجت نہیں اور نہ قلیل تنخواہ کی ضرورت ۔ ایک سے ۳۰ روپیہ تک روزانہ ۔ خرچ ' برائے نام ۔ چیزیں دور تک بھیجی جاسکتی ہیں ۔ یہ سب باتیں ہمارا رسالہ بغیر اضافی استاد بآسانی سکھا دیتا ہے جو مشین کے ساتھ بھیجا جائیگا ۔ پراسپیکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب فرمالیجے ۔



تھوڑے سے بضاعی ۱۲ روپیہ بذل نقد کٹنگ (یعنے سپاری تراش) مشین پر لگالیجیے ۔ پھر اُس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کر سکتے ہیں ۔ اور اگر کہیں آپ آدرشہ کی خرد باف موزے کی مشین ۱۵۵ - کو منگالیں تو ۳ روپے ۔ اور اس سے بھی کچھ زیادہ حاصل کرسکتے ہیں ۔ اگر اس سے بھی زیادہ چاہیے تو چھ سوئی ایک مشین منگالیں جس سے موزے اور گنجی درنو تیار کی جاتی ہے اور ۳۰ روپیہ ۔ روزانہ بلا تکلف حاصل کرلیں یہ مشین موزے اور ہر طرح کی بنیان (گنجی) وغیرہ بنتی ہے ۔

ہم آپ کی بنائی ہوئی چیزوں کے خرید نے کی ذمہ داری لیتے ہیں ۔ نیز اس بات کی کہ قیمت بلا کم و کاست دیدی جائیگی !

ہرقسم کے کاغذ ہوئے ارن ' جو ضروری ہوں ' ہم محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتے ہیں ۔ تاکہ روپیوں کا آپ کو انتظار ہی کرنا نہ پڑے ۔ کام ختم ہوا ' آپ نے روانہ کیا ' اور آسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ اسکے ساتھ ہی بننے کے لیے اور چیزیں بھی بھیج دی گئیں !

ادرشہ نیٹنگ کمپنی ۔ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ ۔ کلکتہ ۔

سب ایجنٹ شاہنشاہ اینڈ کمپنی ۔ نمبر ۸۰ نذیر بازار ۔ قصاکہ

تجارت گاہ کلکتہ

سے یوں تو ہر قسم کا مال روانہ کیا جاتا ہے مگر بعض اشیا ایسے ہیں جنکي ساخت اور تیاري کے لیے کلکتے هي کي آب و هوا موزوں ہے - اسلیے وہ یہاں سے تیار هو کر تمام هندوستان میں روانہ کي جاتي هیں - همارے کارخانے میں هر قسم کي وارنش مثلاً روغني بچھیلا ، هوا ، براؤن ، زرد ، نقشي ، کاف ، بکري اور بھیڑ کے کاٹے سے سرکا چمڑا ، رشین لیدر وغیرہ وغیرہ تیار هوتے هیں - اسکے علاوہ گھوڑے کے سازدانوں کا کاٹے اور بھینس کا سفید اور کالے رنگ کا وارنش بھي تیار هوتا ہے - یہي سبب ہے کہ هر دوسروں کي نسبت اوزاں نرخ پر مہیا کرسکتے هیں - جس قسم کے چمڑے کي اپنو ضرورت هو همکو در دیکھیں ، اگر مال خراب هو تو خرچ آمد و رفت صرف دینگے ، اور مال واپس

منیجر اسٹنڈرڈ ٹینري نمبر ۲۲ - کنٹوفر لین پوسٹ انٹالی کلکتہ

THE MANAGER, STANDARD TANNERY.
22, Cantophers Lane, P. O. Entally, Calcutta.

ایک مسلمان ڈاکٹر

(پنشن یافتہ سب اسسٹنٹ سرجن) کسي ایسے مقام پر بود و باش کرنا چاهتا ہے جہاں وہ انگریزي دوا خانہ کھولکر علاج معالجہ سے اپني گذران کر سکے - ابتدا اگر ڈاکٹري یا غیر ڈاکٹري خدمت کا براے نام معوضہ ملسکے تو سہارے کو کافي هوگا - بفضلہ تعالی اپنے کام میں هوشیار، بیس سال کا تجربہ رکھتا ہے، دیانت دار، هر کام میں مستعد، انگریزي کي لیاقت انٹرنس تک، ڈاکٹري میں سوا سو روپیہ ماهوار تک تنخواہ پائي ہے - علاوہ ڈاکٹري کے ایک بڑي تجارتي کارخانہ کا عرصہ تک منتظم رہا - اگر کوئي صاحب مطلع کرینگے کہ آنکے یا کسي دوسرے قصبہ یا موضع میں ایک ڈاکٹر کے پریکٹس کي گنجایش ہے یا ضرورت ہے تو باعث مشکرگي هوگا -

پتہ

ڈاکٹر صولت - مقام آرہن - براہ گرنا - ریاست گوالیار - وسط هند

خیالات ازاں

جو اردو کے پنچ کے مشہور اور مقبول نامہ نگار عالیجناب نواب سید محمد خاں بہادر - آئي - ایس - او - (جنکا فرضي نام ۳۵ برس سے اردو اخبارات میں مولانا آزاد رہا ہے) نے پر زور عام طرافت رقم کا نتیجہ اور اپني عام شہرت اور خاص دل چسپي سے اردو کے عالم انشا میں اپنا آپ هي نظیر ہے بار دیگر نہایت آب و تاب سے چھپکر سرمہ کش دیدہ اولا بصر ہے - دیول کے پتلے سے بذریعہ ریلوے ایبل پارسل طلب فرمائیے اور مصنف کی جادو بیاني اور معجز کلامي سے فائدہ اٹھائیے خیالات آزاد ۱ روپیہ ۴ آنہ - سوانعمري آزاد ۱۲ آنہ علاوہ محصول -

الـمـشـتـهـر

سید فضل الرحمن نمبر ۶۲ ڈالٹا لین کلکتہ -

دنیا میں سب سے زیادہ قیمتي کیا شے ہے؟

بینائي

اگر آپ اپني بینائي کي حفاظت کرنا چاهتے هیں تو صرف اپني معمولہ دور و نزدیک کي بینائي کي کیفیت تحریر فرمائیے - هم اپنے تجربہ کار ڈاکٹروں کي صلاح سے قابل اعتماد اصلي پتھر کي عینک واجبي قیمت پر بذریعہ وي - پي - ارسال خدمت کرینگے - اسپر بھي اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت کے بدلدیجائیگي -

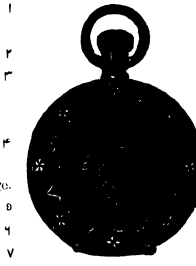
نوٹ — اگر کوئي صاحب یہ ثابت کر سکیں کہ همارے کارخانہ کي عینک اصلي پتھر کي نہیں هیں تو دو چند قیمت واپس کیجائیگي -

مسرز ایم - ان - احمد اینڈ سنس

مخترعین چشم و تاجران عینک وغیرہ

نمبر ۱ / ۱۵ ریپن اسٹریٹ ڈاننغانہ ویلسلي کلکتہ

Messrs M. N. Ahmed & Sons,
Ophthalmic Opticians & Importers of Optical goods,
15/1 Ripon Street, P. O. Wellesley, Calcutta.



۱ - ۱۵ سالز - سلڈر راچ مس چاندي - ڈبل ر خوبصورت کیس - ر سچا ٹائم - گارنٹي ایک سال معہ محصول پانچھر روپیہ -

۲ - ۱۵ سالز - سلڈر راچ خالص چاندي ڈبل منقش کیس سچا ٹائم - گارنٹي ایکسال معہ محصول نو روپیہ -

۳ - ۱۵ سالز هنٹنگ کیس سلڈر راچ جو نقشہ مد نظر ہے اسے کہیں زیادہ خوبصورت سونیکا پائدار ملمع دیکھنے سے پچاس روپیہ سے کمکی نہیں جھتي - پرزے پائدار - سچا ٹائم - گارنٹي ایکسال معہ محصول نو روپیہ -

۴ - ۱۷ سالز - انگما سلڈر راچ - فانیت (پتلي) - نکل - کیس اوپن فیس (کھلا منہ) کسي حرارت سے بند نہ هوگي - گارنٹي ایکسال معہ محصول پانچھر روپیہ -

London Watch Syndicate Lever 10 years guarantee Nickel Case size 18 Rs. 6/- only including postage.

۵ - ۱۸ سالز - دس سال گارنٹي لیور لنکن راچ معہ محصول چھہ روپیہ -

۶ - ۱۶ سالز - راسکوف - پٹنٹ لیور راچ - مضبوط - سچا ٹائم - گارنٹي ایک سال معہ محصول تین روپیہ آٹھہ آنہ

۷ - ۱۹ سالز - راسکوف لیور راچ سچا وقت برابر چلنے والي - گارنٹي ایکسال معہ محصول دو روپیہ آٹھہ آنہ -

المشتہر :— ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلي اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرمتلہ کلکتہ
M. A. Shakoor & Co, No. 5/1 Wellesley Street, P. O Dharamtollah, Calcutta.



لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

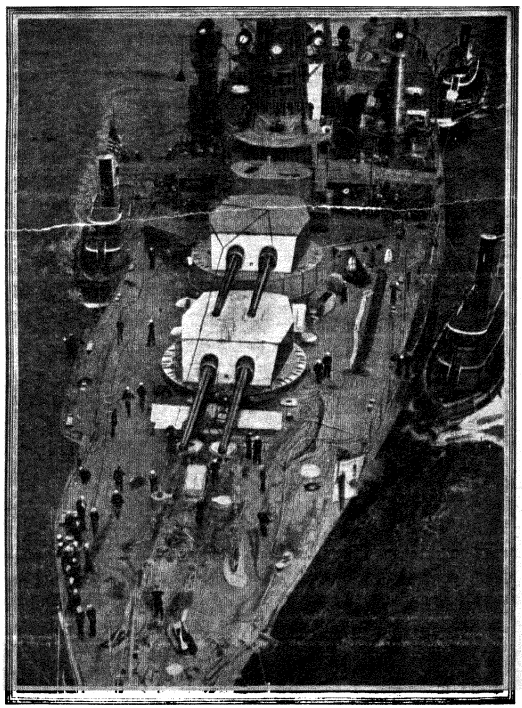
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
- ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۸ | کلکتہ: چہارشنبہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday February 26, 1913.



قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو في پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے ري - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا - (منیجر)

شـــرح اجـــرت اشتـــهـــارات

—*—

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۴ صفحوں پر اشتہارات کو جگہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکي اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائـــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہ دیں، البتہ حتي الامکان کوشش کي جاے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگي ہمیشہ لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جزے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشي مشروبات کا، نحش امراض کي دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھي دفتر کو پیدا ہو، کسي حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نوٹ ـــ کوئي صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ - مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.
Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۸ | کلکتہ: چہارشنبہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲
Calcutta: Wednesday, February 26, 1913.

فہرس

تلغراف خصوصی ۱
شذرات ۲
مقالۂ افتتاحیہ
حدیث الماشیہ (۱) ۵
مقالات
معجزہ و خوارق (۱) ۹
نکاہات
مسلم یونیورسٹی کا نصاب تعلیم
ادبیات
جواب شکوہ کا اقبال ۱۲
مذاکرۂ علمیہ (اسئلۃ و اجوبتہا)
ردیم ۱۳
شئون عثمانیہ
فرانس سے ایک مسلمان انصاف ۱٦
انگلستان اور اسلام (۳) ۱۷
مصر کی ڈاک ۱۸
مراسلات
اعلان ۱۸
فاموران غزوۂ بلقان
عثمانی جنگی جہاز "بارباروس" ۱۹
فہرست زر اعانۂ دولۂ علیۂ اسلامیہ (۱۲) ۲۰

تصاویر

مسٹر مظہر الحق بیرسٹرات لا (پانکی پور) ۳
چرتھی صدی ہجری کی تحریر کا ایک ٹکڑہ ۱۵
عثمانی جنگی جہاز "بارباروس" کے بالائی حصے کا ایک منظر ۱۹

تلغراف خصوصی

— * —

(قسطنطنیہ : ۲۵ - فروری)

گیلی پولی میں دشمنوں نے عقب سے حملہ کیا - نہایت ذلت انگیز شکست کے ساتھہ فرار پر مجبور ہوے - ۸ - سو لاشیں اور ایک توپ میدان جنگ میں چھوڑیں - ہمارے ۸۰ - شہید اور ۱۰۰ - زخمی ہوے -

ایڈرینوپل پر دشمنوں کی قوت بالکل ضعیف اور ناقابل ذکر ہے - بلغاری فوج میں رسد کی قلت، اور فوجی بے دلی کے آثار شدت سے نمایاں - تدابیر و انتظامات کے نتائج عنقریب نمایاں ہونگے - (مصباح)

(۲)

(۲۲ - فروری)

برف باری کی شدت سے گیلی پولی میں دشمنوں کی نقل و حرکت بالکل بند ہوگئی - سخت مصائب میں مبتلا ہوگئے - (انور بے) کی نسبت ابھی کوئی خبر نہیں - ہمارے خلاف گذشتہ عہد کے مفسدین سرگرم فساد ہیں - ایک بہت بڑی سازش کا انکشاف ہوا - پانچ مفسد لیڈر گرفتار کیے گئے -

(مصباح)

ایک پر منفعت کاروبار

—:※:—

یا الہلال کی ایجنسی

— * —

الہلال گو ہفتہ وار ہے، مگر اسکی ایجنسی مشہور روزانہ اخبارات سے ان ایجنسیوں کیلیے پر منفعت نہیں - اس وقت دہلی، بانکی پور، پٹنہ، جہانسی، حیدر آباد، وغیرہ مقامات کے ایجنٹ پچیس تیس روپیہ یومانی ماہوار پیدا کرلیتے ہیں - پھر ایک صدائے دینی و ملی کی اشاعت میں معین ہونے کا اجر اخروی اسکے علاوہ - شرائط بہت سادہ اور آسان ہیں - ۲۵ - فی صدی کمیشن کچھہ کم معاوضہ نہیں - بہت جلد خط و کتابت کیجیے - (منیجر)

شذرات

چندہ هلال احمر

ایک خطرۂ عظیم

(۱)

دفتر جامعت الهلال سے لوگوں کے بکثرت خطوط همارے پاس آتے رهے هیں، جن میں هم سے پوچھا گیا هے که اعانۂ هلال احمر کے چندے کو کہاں بھیجا جاے؟ اور فلاں فلاں ذرائع معتمد هیں یا نہیں؟

بارها اصرار کیا گیا که اسکا جواب الهلال میں دیں، تاکه عام طور پر لوگوں کو معلوم هوسکے اور جو حضرات اپنے لطف و نوازش سے اس بارے میں الهلال کے مشورے کو رفیع سمجھتے هیں، انکے لیے موجب بصیرت هو۔

لیکن هم نے آجتک الهلال میں نه تو اس بحث کو چھیڑا، اور نه کبھی ذرائع ترسیل زر کی نسبت کوئی خاص راے دی۔

جب کبھی لوگوں کے خطوط آئے، تو انکو جوابات دیدیے گئے اور حتی المقدور اسپر اصرار کیا که ۲۰ - پونڈ تک بھی رقم جمع هوکر تو براه راست ترکی بھیجدیں۔

خود بھی هم نے کبھی چندہ جمع کرنے کی کوشش نہیں کی اور همیشه صرف ترغیب و تشویق هی کو اپنے لیے کافی سمجھا۔ خود کلکته میں بھی جس قدر روپیه جمع هوا، مقامی انجمن هلال احمر کے سپرد کردیا۔ اسی اثنا میں بعض اخوان طریقت اور احباب و مخلصین سے خاص طور پر اسکی تحریک کی نوبت آئی، اور ایک صحبت میں کچھ روپیه جمع هوگیا۔ ان بزرگوں کے اصرار کے ساتھه یہی راے هوئی که یه عاجز هی اپنے ذریعه سے روانه کرے۔

مجبوراً اس رقم سے الهلال کی "فهرست زرعائله" اهوالدمی گئی اور جو روپیه خود بخود اکثر آجاتا تھا اور یا واپس کردیا جاتا تھا یا انجمن کے سپرد کردیا جاتا تھا، وہ بھی اسی میں شامل هونے لگا۔

هم نے ارسال زر کے ان ذرائع کی نسبت جو هندوستان میں موجود هیں، کبھی بحث نہیں کی؟ صرف اسلیے که اسطرح کے امور میں هم همیشه سخت سے سخت احتیاط کو بھی ضروری سمجھتے هیں۔ عام لوگوں کے جوش اور میلان کا بچھه عجیب حال هوتا هے۔ وہ معاملات کو انکی اصلی اور معهود حالت میں دیکھنے کے عادی نہیں۔ اکثر ایسا هوتا هے که اشخاص کی نیتوں کے اخلاص کے ساتھه، سب سے اس کم هی کے نسبت بے دلی پیدا هوجاتی هے، جسمیں وہ اشخاص بھی اور صدها اشخاص کے ساتھه شریک تھے۔

یه ایک نہایت ضروری نکته هے، جسکی طرف سے کم کرنے والوں کو اغماض نہیں کرنا چاهیے۔

پس اس بنا پر هم نے اس کام کو عرفی میں، باوجود طرح طرح کے مخالف اعتبار کے جو چندے کی وصولی اور ارسال و طریق ارسال کی نسبت همیشه پیش نظر رهے، خاموشی هی کو اولی و مناسب سمجھا۔

لیکن اب دیکھتے هیں که خاموشی مصلحت سے گذر کر معصیت تک پہنچ گئی هے۔ کیونکه اس بارے میں همارے معلومات ظن و قیاس نہیں، بلکه اب یقینیت تک پہنچ گئی هے۔

پس مجبور هوئے هیں که مسلمانوں کو انکی سب سے بڑی اسلامی خدمت اور مالی سرگرمی کیلیے علانیه مشوره دیں۔

اس امر کے اظہار کیلیے کسی توضیح و تشریح کی ضرورت نہیں که جو روپیه آج ترکی کی اعانت کیلیے باسم و حقیقت اعانت اسلام جمع هو رها هے، وہ کس درجه قیمتی هے؟ بیوہ عورتوں نے اسکے لیے فاقے گوارا کیے هیں، اور غریب ماؤں نے اپنے بچوں کے هاتھوں سے پیسے چھین کر اسمیں شامل کیے هیں۔ یه روپیه نہیں هے، بلکه دل و جگر کی قاشیں هیں، جو اسلام پرستی اور عشق الهی سے بھرے هوئے سینوں نے پیش کی هیں، اور سچی اور حقیقی قربانیاں هیں، جو اس صدی میں پہلی مرتبه فرزندان اسلام کر رهے هیں۔

پھر اگر اس میں سے ایک پیسه، پیسے کے اگر دس حصے هو سکتے هیں تو دسواں حصه بھی ضائع جاے، اور اس مقصد میں صرف نه هو، جسکی امید اور آرزو میں وہ دیا گیا هے، تو همارے دلوں میں ناسور پڑ جانے چاهئیں، اور هم کو اپنے منه سے خون تھوکنا چاهیے۔ انصاف کیجیے که جب ایک چکی پیسنے والی بڑھیا عورت اپنی دن بھر کی کمائی آپکے حوالے کرتی هے، تو اسکو پورا یقین هوتا هے که یه چند پیسے اسلام اور فدائیان اسلام کی خدمت و راحت میں صرف هونگے، اور پھر چند دنوں کے بعد یه یقین کرکے ایک نا قابل اندازه روحانی خوشی حاصل کرتی هے که اسکی دی هوئی رقم اس مقصد میں صرف هوگئی۔ نہیں سمجھه سکتا که اس ذمه داری کو کن لفظوں میں بیان کروں جو اس بڑھیا کے اس مقدس یقین سے چنده کی ترغیب دینے والوں، چنده لینے والوں، چنده کی انجمنوں، تمام اخبارات، بلکه تمام پرستاران خدا سے اسلام کے ذمے عائد هو جاتی هے

مگر ایسا کہنا بے فائده هے، کیونکه میری بضاعت اور میرا علم مجھسے کہتا هے که غریب بڑھیا کا ایمان اور اسکی نیت جتنی صحیح هے، افسوس که اسکا یقین اتنا صحیح نہیں!

احباب یقین فرمائیں که اس بارے میں میرے احساسات جس درجه درد انگیز هیں، انکو بیان کرنے کی قلم اور الفاظ میں قدرت نہیں، اور علی الخصوص اس وقت، که دل کی طرح میرا جسم بھی سخت بیمار هے۔

اول تو اصولاً دیکھیے که حالت کیا هے؟ چندے کا کوئی با قاعده انتظام نہیں، کوئی ارگنا ئزیشن نہیں، ناموں میں اتحاد اور باهمی تعاون نہیں۔ دینے والے هاتھه هیں اور وصول کرنے والی جیبیں یا پھر وہ بنکیں، جہاں اپنے نام سے وہ جمع کرا دیں۔ جس شخص کا جی چاهتا هے فرضی انجمنیں قائم کرلیتا هے۔ چندہ کیلیے فہرستیں پھیلادیتا هے۔ نه کوئی حساب و کتاب هے اور نه کوئی نگرانی و احتساب۔

لیکن تا هم یہاں تک بھی مضائقه نه تھا اگر اس درجے سے بلند هوکر نظروں کو دیکھنے کیلیے قابل اطمینان حالت نظر آتی، مگر اصلی رونا تو اسکا هے که یه بھی نہیں۔ حالات عموماً چند در چند خدشات و خطرات سے محصور هیں اور بہت سی حالتوں میں صریح اور بین طور پر نا قابل اطمینان۔ پھر زیاده افسوس یه هے که انکی تشریح کر نہیں سکتا که وہی مصلحت کار خاموش رهنے پر مجبور کرتی هے۔

خیر، اس سے آگے بڑھیے اور فرض کیجیے که یہاں سے روپیه بحفاظت تمام قسطنطنیه کی "مرکزی هلال احمر" میں پہنچ گیا اور وهاں سے باقاعده رسید بھی آپکے پاس آگئی۔ یه سعی و کوشش کی آخری سرحد هے۔ لیکن طول طویل تاریل مراسلات، کافی جستجو و تحقیق، معتبر و موثق ذرائع سے استفسارات، پوری ذمه داری

اور اپني راے کي عزت کو ملحوظ رکھنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ اس اخري سرحد کے بعد بھي ہمکو اطمینان نہیں ! !

یہ نہایت دل شکن اور افسوس ناک خیالات ہیں جو ہم ظاہر کر رہے ہیں - مگر ناظرین کو اس امر کا اندازہ ہوچکا ہے کہ ہم اس قسم کے امور میں اپني راایوں کي قیمت کچھہ نہ کچھہ ضرور قائم رکھنا چاہتے ہیں - پس وہ سمجھہ سکتے ہیں کہ کوئی ایساهی یقین ' اور کوئي ایسي هي سخت مجبوري هوگي ' جس نے ان خیالات کے اعلان پر مجبور کیا: واللہ علی ما اقول شہید -

هم چار ماہ سے اس بارے میں قسطنطنیہ کے بعض احباب سے خط وکتابت کررہے تھے - پھر اسپر اکتفا نہ کرکے هم نے بعض ذمہ دار اصحاب سے بھي خط وکتابت کي اور پچھلے دنوں ایک چھوٹے صفحےکي چٹھي خرد هزیکسنسي محمود شوکت پاشا اور شیخ مرسی کاظم افندي کو لکھي - اسمیں علاوہ آور اُمور کے دوصفحے صرف اسي بارے میں تھے - پھر تار کے ذریعہ درخلاصۂ استفسار امور کا جواب نفیاً یا اثباتاً طلب کیا جو الحمد للہ کہ ہمکو پہنچ گیا ہے -



وہ ایک راسخ‌باز ' ازاد خیال ' اور قابل تعریف مرد :
مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ات لا (پانکي پور)
جو آخر کے دو سالوں سے نہیں ' بلکہ ابتدا سے اپنے سیاسي اعتقادات میں صراط مستقیم پر ہیں ' جنہوں نے لیگ کے گذشتہ جلسے میں " سوئٹ اہل سلف گورنمنٹ " کے بے معني نصب العین سے حق پرستانہ مخالفت کي - وہ کلکتہ کے گذشتہ ٹرپ ہال کے جلسے میں مسلمانان هند کے اصلي جذبات کے بہترین عنوان اور ترجمان و وکیل تھے - فجزاہ اللہ تعالی عن المسلمین خیر الجزاء -

اس وقت تمام عالم اسلامي سے اگر چند اخص الخواص مخلصین اسلام منتخب کیے جائیں ' تو انکي تعداد بہت زیادہ نہوگي ' مگر بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ ایسے لوگوں کي فہرست میں سب سے زیادہ نمایاں نام مصر کے پرنس (عمر طوسون پاشا) کا هوگا ' جو في الحقیقت ایک مخلص ترین خدمتگار ملت اور ایک سچا جاں نثار اسلام ہے - یہ شہزادہ غیور واسلام پرست آج دو سال سے مرکز اسلام کے انتہائی مصائب میں جو گرانمایہ خدمات انجام دے رہا ہے ' اسکي نظیر اس پوري صدي میں بمشکل ملیگي - طرابلس میں غازي (انور بے) کے پاس (با وجود طرفسے راہ کے مسدود هونے کے) هزاروں مجاهدین کیلیے سامان جنگ کي کثرت اور هر طرح کي ضروریات قیام ومکان کي موجودگي نے ایک عالم کو متحیر بنا دیا تھا ' مگر یہ راز لوگوں کو معلوم نہیں کہ کون خاموش قوت تھي ' جو یہ سب کچھہ عصر میں بیٹھے بیٹھے انجام دے رہے تھي ؟ یہ سب کچھہ پرنس (عمر طوسون) کي فدا کارانہ کوششوں کا نتیجہ تھا ' اور آج جنگ بلقان کے مرقعہ پر بھي وهاں جو کچھہ هو رہا ہے ' اسي خدائے ملت و اسلام کي مجاهدات کا نتیجہ ہے -

هم نے اس بارے میں پرنس موصوف سے بھي مراسلات کیں اور ارسال زر کے متعلق خاص طور پر مشورہ طلب کیا -

قسطنطنیہ کي موجودہ انجمن هلال احمر جنگ یونان کے زمانے میں قائم هوئي تھي ' لیکن اُس زمانے میں با لکل سرکاري تھي اور جسقدر روپیہ جاتا تھا وہ یلدیز میں جمع کردیا جاتا تھا - جنگ طرابلس کے شروع هونے کے بعد انجمن نے از سر نو کام شروع کیا ' لیکن اب سرکاري خزانے یا دفتر وزارت سے اسے کوئي تعلق نہیں ' صرف ایک انجمن ہے جو عام پر جوش صبروں اور بعض عہدہ داران سلطنت سے مرکب ہے ' اور جس قدر ترکي میں اور ترکي سے باهر کي امداد سے روپیہ جمع هوتا ہے ' اسکو بطور خود اپني تحویل میں رکھکر زخمیوں کي خدمت ' طبي وفود کے ارسال ' اور شفاخانوں میں بیماروں کي خبرگیري کا انتظام کرتي ہے -

حکومت کو اعتراف ہے کہ جنگ طرابلس میں اسکے مشنوں نے عمدہ خدمات انجام دي تھیں -

سب سے پہلے ابراهیم پاشا اسکے پریسیڈنٹ بنائے گئے تھے ' پھر حلمي پاشا هوے - یہ انزیري عہدہ ہے ' نہ کہ بہ حیثیت عہدۂ سرکاري -

اپنے ذاتي شوق سے جو عورتیں کام کرتي هیں ' اور جنمیں بڑا حصہ مصري اور یورپین ترکي کي مہاجر عورتوں کا ہے ' انکے علاوہ ایک جماعت یورپین نرسوں کي بھي انجمن نے نوکر رکھے لي ہے -

اب سب سے مقدم بات قابل غور یہ ہے کہ یہ انجمن حکومت سے کوئي تعلق نہیں رکھتي ' پس اسکو روپیہ دینا ' خواہ وہ کیسي هي مفیدہ کام کرنے والي انجمن هو ' مگر حکومت کو روپیہ دینا نہیں ہے -

آپ یہي کہہ سکتے هیں کہ قسطنطنیہ کي ایک انجمن کو روپیہ دیا ' مگر دراصل اپ اس یقین کے بھوکے هیں کہ اپنے ترکي حکومت اور دراصل خلافت کو روپیہ دیا -

یہ صاف بات ہے (جیسا کہ هم نے محمود شوکت پاشا کو لکھا ہے) اور اسکو چھپانے کي ضرورت نہیں کہ مسلمانان هند گرهلال احمر کي غرض سے روپیہ بھیجتے هیں ' مگر اس سے مقصود اصلی ترکي حکومت کي خدمت انجام دینا ہے ' جسکو وہ اپنے عقیدے میں اسلام کي عزت کا محافظ سمجھتے هیں - پس ایسي حالت میں ضرور ہے کہ انکي مدد حکومت کے هاتھوں تک پہنچے جو سمجھہ سکتي ہے کہ اس وقت مدد کے مستحق وہ زخمي هیں جو اچھے هوکر میدان جنگ میں جائیں گے ' یا وہ صحیح و سالم انسان هیں ' جنکے قوت و ضعف پر چند لمحوں کے اندر دائمي فتح و شکست کا دار مدار ہے ؟

جنگ کي حالتوں کا آپکو یا هم کو تجربہ نہیں اور نہ علم - فرض کیجیے کہ آج پچاس هزار زخمي مرهم پٹي کے محتاج هیں ' لیکن ساتھہ هي ایک هزار صحیح و سالم جنگ آزماؤں کو غدا کي بھي ضرورت در پیش ہے ' اور اگر بر وقت نہیں ملتي تو عجب نہیں کہ ایک قیمتي زمین کا ٹکڑہ هاتھہ سے نکلکر فتح و شکست کا نقشہ بدلدے - پس ایسي حالت میں ان پچاس هزار زخمیوں کي مرهم پٹي ضروري ہے یا هزار آدمیوں کي زندگي ؟

هم هلال احمر کیلیے روپیہ جمع کرتے هیں مگر پہنچنا چاهیے ایسے هاتھوں میں جو اصلي اور مقام ضرورت کے لیے اسکو صرف کریں -

هفتہ جنگ یہ ہفتہ بالعمل خاموشی میں گذر رہا ہے - (حقی پاشا) کے سفر انگلستان کی نسبت طرح طرح کی افواہیں مشہور کی گئیں ' مگر بالاخر انہوں نے لندن میں ظاہر کردیا کہ میرے سفر اور ان افواہوں سے کوئی تعلق نہیں ' نیز ایڈریانوپل اور جزائر کو چھوڑ کر صلح کرنے کا بھی کوئی ارادہ اپنے ساتھ نہیں رکھتا -

ایک اہم بالعقد ترکی کا مالی مسئلے کی مشکلات کو حل کرنا ہے -

موجودہ وزارت کے تدبر و دانشمندی کا یہ ایک دوسرا ثبوت ہے کہ مالی مسئلہ کے انتظامات میں وہ غیر متوقع کامیابی حاصل کر رہی ہے - ریوٹر نے اس بارے میں صرف اتنی خبر دی ہے کہ بازاروں اور پوزٹ کی زمین کی ضمانت پر (بلجیم) سے نصف ملین پونڈ قرضہ وصول کیا گیا ہے - نیز حکومت نے بہت سی چیزوں فروخت کردیں ' جن سے اتنی بھی رقم آ رہی وصول ہوگئی اور اس طرح سپاہیوں کی تنخواہ اور رسد کے وقتی انتظام کی طرف سے اطمینان ہوگیا -

لیکن فی الحقیقت جو انتظامات عظیمہ روپیے کے طرف سے اطمینان کامل حاصل کرلینے کیلئے (طاعت بے) نے بغیر استمداد دول یورپ کیے ہیں ' وہ اس سے زیادہ وسیع اور عظیم الشان ہیں ' اور امید ہے کہ جنگ کی ایک طویل مدت تک کیلئے حکومت کو مالی افلاس سے نجات مل جائیگی -

لیکن جبکہ دولت عثمانیہ جنگ جاری رکھنے کیلئے ان دقتوں سے روپیہ فراہم کر رہی ہے ' تو اُن مسلمانان ہند کو اپنا فرض نہیں بھولنا چاہیے ' جنہوں نے آتے جنگ پر آمادہ کیا ہے -

بمبئی کے عثمانی قونصل کو جو اطلاعات قسطنطنیہ سے ملی ہیں ' انسے معلوم ہوتا ہے کہ ایڈریانوپل پر خفیف سی گولہ باری جاری ہے - کوئی بڑا مقابلہ نہیں ہوا - گیلی پولی اور بلیر میں ترکی قوا مستحکم و شدید ' اور دشمنوں کی قوت نقل و حرکت کی حرکات نہیں کرتی -

معلوم ہوتا ہے کہ ایڈریانوپل کے طرف سے گیلی پولی کی راہ بڑھنے کے ارادے میں بھی بلغاریا و سرویا کو پوری ناکامی ہوئی ہے اور خبروں کا تانتا (بقول ایک مشہور انگریزی ضرب المثل کے) بھی معنے رکھتا ہے کہ اچھی خبر ہے -

مگر ہم کو یقین ہے کہ ترکی (افسوس ہے) کسی نہایت ہی عظیم الشان مخفی ارادے سے سرگرم کار ہیں ' اور گو ابھی خود قسطنطنیہ میں کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں ؟ مگر عنقریب وہ اپنی محیر العقول اور اچنبھے ساز صورت میں دنیا کے سامنے ظاہر ہونے والے ہیں -

یہ کیسی تمسخر انگیز مگر شرارت و دسائس سے لبریز حرکت ہے کہ ادھر تو میدان کارزار گرم ' اور صلح برہم ہوچکی ہے ' اور ادھر البانیہ کی تقسیم ' سقوطری کا الحاق ' رومانیا اور بلغاریا کے مقبوضہ مقامات کے سرحدی نقشے ' اور تقسیم و تحدید کے مشورے طے پا رہے ہیں !

اسٹریا اور روس میں جنگی طیاروں کی خبریں پھر گرم ہیں ' رومانیا اور بلغاریا کی کشیدگیاں بڑھتی جاتی ہیں ' مگر امید نہیں کہ ان بادلوں کی گرج اس وقت برس سکے -

۲۳ - فروری کا تار مظہر ہے کہ - ایڈریانوپل میں گولہ باری جاری ہے ایک بلغاری آلہ موائی جسے روسی لفتست چلاتا تھا ترکی لین میں اترا اور گرفتار کرلیا گیا - ایک قوی بلغاری فوج کاذیکوئی سے بڑھ رہی تھی درگھٹے کی جنگ کے بعد پسپا ہوگئی - اسی وقت دشمن کی اور فوج بڑھی اور البسان کی پہاڑیوں پر قبضہ کرلیا لیکن ترکی والنٹیروں نے رات کے حملے میں قبضہ واپس لے لیا -

اسٹریا و روس فوجی تیاری کر رہے ہیں جرمنی و فرانس فوجی طیاروں میں سرعت کے ساتھ کوشاں ہیں - ایم ڈیل کیس فرانس کی جانب سے سینٹ پیٹرسبرگ میں سفیر مقرر کیا گیا ہے جس سے پیرس میں اتری خوشی ہوئی - مسٹر پانیکار کے تقرر پر فرانس کے ساتھ روس نے درستی کا مزید اظہار اسطرح کیا ہے کہ مسٹر پانیکار کو آرڈر آف سینٹ اینڈرو عطا کیا -

---

گذشتہ سفیجور اور اتوار ہم نے بانکی پور میں بسر کیا ' اور کیا مبارک ہیں زندگی کی وہ گھڑیاں ' جو دل کی ایک تپش ' اور انکھوں کے ایک قطرۂ اشک کے ساتھ بسر ہو جائیں !

بالعموم مسلمانان بانکی پور میں جو خود فروشانہ جوش و خروش ' اور اسلام پرستانہ ولولہ و اضطراب اس موقعہ پر نظر آیا ' وہ ہمارے لیے ایک نہایت امید افزا منظر تھا - ہم نے دیکھا کہ آگ بھڑکی ہے ' تو تندور کا کوئی گوشہ تپش سے خالی نہیں ' اور دلوں کی صفیں ہر جگہ برہم ہیں - اسمیں کسی خاص شہر کی خصوصیت نہیں - البتہ آگ اسلیے ہے ' تا کہ اس سے کام لیا جائے ' اور کوئی ایسا چراغ روشن کرلیا جائے جو چولہے کے ٹھنڈے ہوجانے کے بعد بھی جلتا رہے - یہی ایک خیال ہے ' جسکی خاش موجودہ جنگ کے انداز سے اس وقت تک ہمارے دل میں ہے ' اور انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے -

انجمن اسلامیہ بانکی پور کے جلسے میں اس عاجز کی تقریر " واقعۂ میلاد النبی " پر تھی ' اور وہ صرف اسی غرض سے شام کو منعقد ہوا تھا - یہ جلسہ اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ قوم کے آگے ذکر میلاد کا ایک نیا نمونہ پیش کیا گیا -

عنوان تقریر : لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تھا -

دوسرے دن عیدگاہ کے میدان میں ہلال احمر کا جلسہ عام تھا - بیس ہزار آدمیوں کا اجتماع ' دانا پور تک سے جاسوسوں کا پیدل آنا اور شریک جلسہ ہونا ' اللہ اکبر کی صدا ہائے پیہم ' اور پھر وہ محویت و بیخودی کی سرشاری ' جس سے مجمع کا کوئی کونہ خالی نہ تھا ' فی الحقیقت ایسے مناظر نہ تھے جو ہمیشہ میسر آئیں ' اور ایسی صداقتیں نہ تھیں جو جاد بھلادی جائیں -

میں تمام بزرگان و کارفرمایان بانکی پور کو انکی اس مستحق صد تحسین و اتباع بیداری و خدمات جلیلہ پر مبارکباد دیتا ہوں اور شکر گذار ہوں اس پر جوش و خلوص استقبال اور اظہار محبت و نوازش کیلئے ' جو اس عاجز کیلئے انہوں نے ظاہر فرمایا ' اور جسکا ایک لمحہ کیلئے بھی اپنے تئیں اہل نہیں سمجھتا -

طلباے شہر کے جوش و محبت کے اظہارات خاص طور پر ہمیشہ یاد رہینگے -

البتہ یہ دیکھکر سخت افسوس ہوا کہ باہمی نزاعات و مخاصمات اور فریقانہ مدافعات کے مرض متعدی سے آجکل کی اسلامی خدمات کی مقدس فضا بھی خالی نہیں ' اور ہر جگہ کا یہی حال ہے - میں امید کرتا ہوں کہ ہلال احمر کے جلسہ کی اخیر تقریر میں جو معروضات اس عاجز نے پیش کی تھیں ' بزرگان بانکی پور اسے انصاف نہ فرمائیں گے -

---

الهلال

۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ هجری

حدیث الغاشیه

(۲)

نشهٔ نیم شبی کا عجم خمار
یا
یونیورسٹی فونڈیشن اسپیچ

جزئی سادہ دل امروز دیگر چوں ہر بار
بہ سخن ہائے فریب تو تسلی شد و رفت

جنوری کے اوائل میں میں نے لکھنؤ کی گذشتہ صحبتوں کی نسبت ایک افتتاحی مضمون لکھا تھا ' لیکن بعض دیگر مضامین کی اهمیت و ضرورت نے اسکو وقت پر شائع ہونے کی مہلت نہ دی - شاید سردست اس بحث کو دوبارہ نہ چھیڑتا لیکن نواب وقارالملک بہادر کی تحریر گرامی نے (جو پچھلے دنوں علی گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شائع ہوئی ہے ' اور جسکو ہم نے بھی الہلال میں نقل کیا تھا) ایک نیا موقع اس ذکر کا پیدا کر دیا ہے -

میں اس وقت سخت بیمار ہوں اور بستر پر لیٹے لیٹے یہ سطور لکھ رہا ہوں - اس بارے میں نہایت تفصیل سے بحث کی ضرورت تھی ' مگر اس وقت تفصیل ممکن نہیں - پس صرف چند ضروری امور کی طرف اشارہ کروںگا ' کیونکہ وقت نکلا جارہا ہے -

الہلال نمبر (۵) میں جو مضمون " حدیث الغاشیہ " کے عنوان سے نکلا ہے ' وہ در اصل اس لیجسلیٹو اسمبلی کا ایک ابتدائی تذکرہ تھا ' جو میں نے لکھنؤ سے آکر لکھا تھا - میں نے اس مضمون کو اس تحمید مناجات سے شروع کیا تھا کہ : الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور (حمد و ثنا اس قادر و قیوم کیلیے ہے جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی عطا فرمائی)

فی الحقیقت ان جلسوں کے ذکر میں پہلی چیز جو سامنے آتی ہے ' وہ لیڈروں کے اس اجماعی و رہبانی اقتدار کے طلائی بت کا پارہ پارہ ہونا ہے ' جسکی مشرکانہ پرستش نے برسوں سے مسلمانوں کے اجتہاد فکر اور آزادی رائے کو فنا کردیا تھا ' اور جسکے رعب و ہیبت کے آگے آجتک قومی قوت کو ظاہر ہونے کی جرأت نہیں ہوئی تھی - قومی رائے اور آزادی خیال کی یہ ایک موت تھی ' جس نے پوری قوم کو ایک بے جان لاش بنا کر لٹادیا تھا ' لیکن لکھنؤ کے جلسوں میں اس لاش نے زندگی کی پہلی ورزش لی - اور غالباً ہمارے لیڈروں کو پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ چاندی سونے کی قوت کے علاوہ دنیا میں اور قوتیں بھی بستی ہیں -

لیڈری کے اقتدار کا یہ بت عجیب الخواص تھا - یہ طلائی تھا ' اسلیے جب کبھی شمع کی چوٹیوں سے آفتاب نکلتا ' تو اسکا جسم ایک شعلۂ جوالہ کی طرح چمکنے لگتا - اس وقت دیکھنے والوں کی آنکھیں حیرہ ہو جاتیں - لیکن تاریکی میں اسکی صورت مہیب تھی ' اور دیکھنے والوں کیلیے خوفناک - لکھنؤ کے جلسوں میں اسنے اپنی دونوں صورتیں دکھلائیں - وہ چمکتا بھی تھا اور مہیب بھی بنتا تھا '

ایسی کہ تو آنکھیں خیرہ ہوئیں ' اور نہ لوگوں کے دل ہلے - بالآخر عاجز آکر مجبور ہوا کہ ایک عظیم الشان بت کا معبودانہ اقتدار و جلال چھوڑ کر ' عام انسانوں کی طرح عاجزانہ مکر و سازش کی پوشاکوں سے کام لے ' اور جس قوت کو میدان جنگ میں شکست نہ دیسکا ' اس سے سازش کے خیموں میں عہدہ برا ہو : کذالک یفعلون بما کانوا یفسقون (۷ : ۱۲۲)

ہم اس امر کو اپنی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اب دہرانے کی ضرورت نہیں - ہم نے بارہا لکھا ہے کہ قومی کاموں میں تنظیم اور تشکیل کیلیے جسدرجہ لیڈروں کی ضرورت ہے ' اس سے کہیں زیادہ انکا خود مختارانہ اقتدار مضر اور مہلک بھی ہے - اسلام دنیا میں صرف اسلیے آیا ' تا کہ انسانوں سے ان تمام اقتداروں کو چھین لے ' جنکے ذریعہ وہ تحکم اور جبر کے ساتھ غیر مسئولانہ حکومت کرتے ہوں ' اور پھر خواہ یہ اقتدار دنیوی رؤساء کے ہاتھوں میں ہو ' خواہ مذہبی پیشواؤں کے حکومت کے ہاتھ میں ہو ' یا اسی بت خانے کے پوجاریوں کے قبضہ میں ' کہیں ہو ' اسلام اسکا دشمن ہے ' اور اسکو شرک کی صفات قرار دیتا ہے ' کیونکہ اصلی نزدیک غیر مسئول ہونا اللہ کی صفت ہے ' پس جو شخص اس صفت کو اللہ کے سوا کسی اور طاقت میں تسلیم کرتا ہے ' وہ خدا کی صفت میں دوسرے کو شریک کرتا ہے : ما کان لرجل ان یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون اللہ - (۳ : ۷۳) (۱)

وہ اس طرح کے اقتدار کو صرف " اللہ " کے ساتھ مخصوص کردیتا ہے : (ان الحکم الا للہ) اور اسی کو دین قیم قرار دیتا ہے : (ذلک الدین القیم) پھر اگر اس اقتدار کا حق دنیوی امور میں کسی شے کو ہے ' تو وہ صرف قوت " شوریٰ " یا جماعت کا اجماع و مشورہ ہے ' اور وہ بھی اپنے تمام اعمال میں احکام الہیہ کے تابع رہنے پر مجبور -

پس یہ ایک شرک جلی تھا ' جو ایک کھلی بت پرستی کی صورت میں تمام پیروان توحید پر مساط ہوگیا تھا - ہر شخص ' جو (علی گڈہ) کو چندہ دینے کیلیے روپیہ رکھتا ہو - ہر شخص ' جسکے پاس علم کی جگہ چاندی سونا ہو - ہر دولت مند ' جو اسی اجتماع کے موقعہ پر ایک پر تکلف ڈنر دیسکتا ہو - ہر رئیس ' جسکے پاس سازشوں کیلیے بہت سی موٹرگاڑیاں ہوں - ہر قیمتی پوشاک ' جسکی جیب بھاری ہو - ہر آواز ' جسکے گرد ایک حلقۂ تحسین ہو ' غرضکہ ہر وہ شے ' جسکا وزن بھاری ہو ' اور زرگ سنہری ہو ' اس امر کا قدرتی حق رکھتی تھی کہ سات کروڑ انسانوں کا اپنے تئیں معبود و مسجود ظاہر کرے ' اور قومی رائے ' آزادی خیال ' حق و صداقت ' علم و فضل ' تجربہ و دانشمندی ' غرضکہ دنیا کی ہر شریف قوت سے جبراً اپنے آگے سجدہ کرائے - اسکی زبانیں حکم ہوں ' اسکا حکم شریعت ہو ' اور اسکی شریعت غیر منسوخ : یفعل مایشاء و یختار :

وکذالک جعلنا	اور اسی طرح ہر انسانی آبادی میں ہم نے
فی کل قریۃ	بڑے بڑے لوگ پیدا کیے کہ وہی ان میں
اکابر مجرمیہا	بد اعمال بھی تھے ' تا کہ ان آبادیوں میں
لیمکروا فیھا ' وما	مکر و فساد پھیلائیں - حالانکہ وہ جسقدر مکر
یمکرون الا بانفسھم	کرتے ہیں ' اپنے ہی ساتھ کرتے ہیں (کیونکہ
وما یشعرون	وہ انہی کے آگے آنے والا ہے) مگر وہ اس
(۶ : ۱۲۴)	حقیقت کو نہیں سمجھتے -

ہم نے لکھا تھا کہ اولین منزل لیڈروں کی لیڈری کا نہیں ' بلکہ اسکی ہیبت و سطوت کے تسلط کا بت ہے ' ایک مرتبہ بھی

(۱) یہ حق کسی انسان کو حاصل نہیں کہ خدا اسکو کتاب و عقل یا حکم نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے احکام کی پرستش کرو اور اسطرح مجھکو پوجو !

هفتهٔ جنگ

یہ ہفتہ بالعموم خاموشی میں گذر رہا ہے - (حقی پاشا) کے سفر انگلستان کی نسبت طرح طرح کی افواہیں مشہور کی گئیں ' مگر بالآخر انہوں نے لندن میں ظاہر کردیا کہ میرے سفر کو ان افواہوں سے کوئی تعلق نہیں ' نیز ایڈریانوپل اور جزائر کو چھوڑ کر صلح کرنے کا بھی کوئی ارادہ اپنے ساتھ نہیں رکھتا -

ایک اہم واقعہ ترکی کا مالی مسئلے کی مشکلات کو حل کرنا ہے - موجودہ وزارت کے تدبر و دانشمندی کا یہ ایک دوسرا ثبوت ہے کہ مالی مسئلہ کے انتظامات میں وہ غیر متوقع کامیابی حاصل کر رہی ہے - ریوٹر نے اس بارے میں صرف اتنی خبر دی ہے کہ بارلوں اور پرنڈ کی زمین کی ضمانت پر (بلجیم) سے نصف ملین پونڈ قرضہ وصول کیا گیا ہے - نیز حکومت نے بہت سی چیزوں فروخت کردیں ' جن سے اتنی ہی رقم اور بھی وصول ہوگئی اور اس طرح سپاہیوں کی تنخواہ اور رسد کے وقتی انتظام کی طرف سے اطمینان ہوگیا -

لیکن فی الحقیقت جو انتظامات عظیمہ روپیے کے طرف سے اطمینان کامل حاصل کرلینے کیلیے (طاعت بے) نے بغیر استمداد دول یورپ کیے ہیں ' وہ اس سے زیادہ وسیع اور عظیم الشان ہیں ' اور امید ہے کہ جنگ کی ایک طویل مدت تک کیلیے حکومت کو مالی افلاس سے نجات مل جائیگی -

لیکن جبکہ درات عثمانیہ جنگ جاری رکھنے کیلیے ان دقتوں سے روپیہ فراہم کر رہی ہے ' تو ان مسلمانان ہند کو اپنا فرض نہیں بھولنا چاہیے ' جنہوں نے آتے جنگ پر آمادہ کیا ہے -

بمبئی کے عثمانی فواصل کو جو اطلاعات قسطنطنیہ سے ملی ہیں ' انسے معلوم ہوتا ہے کہ ایڈریانوپل پر خفیف سی گولہ باری جاری ہے - کوئی بڑا مقابلہ نہیں ہوا - گیلی پولی اور بلیر میں ترکی فوجا مستحکم و شدید ' اور دشمنوں کی قوت نقل و حرکت کی جرأت نہیں کرتی -

معلوم ہوتا ہے کہ ایڈریانوپل کی طرف سے گیلی پولی کی راہ بڑھنے کے ارادے میں بھی بلغاریا و سرویا اور پوری ناکامی ہوئی ہے اور خبروں کا کہ انا (بقول ایک مشہور انگریزی ضرب المثل کے) یہی معنے رکھتا ہے کہ اچھی خبر ہے -

مگر ہم کو یقین ہے کہ بلغاری (انور بے) کسی نہایت ہی عظیم الشان مخفی ارادے سے سرگرم کار ہیں ' اور گو ابھی خود قسطنطنیہ میں کسی کو معلوم نہوگا کہ وہ کیا کر رہے ہیں ؟ مگر عنقریب وہ اپنی محیر العقول اور انگیز ساز صورت میں دنیا کے سامنے ظاہر ہونے والے ہیں -

یہ کیسی تمسخر انگیز مگر شرارت و دسائس سے لبریز حرکت ہے کہ ادھر تو میدان کارزار گرم اور صلح برہم ہوچکی ہے ' اور ادھر الدانیل کی تقسیم ' سقوطریی کا الحاق ' رومانیا اور بلغاریا کے مقبوضہ مقامات کے سرحدی نقشے ' اور تقسیم و تحدید کے مشورے طے پا رہے ہیں !

اسٹریا اور روس میں جنگی طیاروں کی خبریں پھر گرم ہیں ' رومانیا اور بلغاریا کی کشیدگیاں بڑھتی جاتی ہیں ' مگر امید نہیں کہ ان بادلوں کی گرج اس وقت برس سکے -

۲۴ - فروری کا تار مظہر ہے کہ - ایڈریانوپل میں گولہ باری جاری ہے ایک بلغاری آلۂ ہوائی جسے روسی لفٹننٹ چلاتا تھا ترکی لین میں اترا اور گرفتار کرلیا گیا - ایک قوی بلغاری فوج جو کاذیکوئی سے بڑھ رہی تھی در گھاٹے کی جنگ کے بعد پسپا ہوگئی - اسی وقت دشمن کی اور فوج بڑھی اور البسان کی پہاڑیوں پر قبضہ کرلیا لیکن ترکی دلاوروں نے رات کے حملے میں قبضہ واپس لے لیا -

اسٹریا و روس فوجی تیاری کر رہے ہیں جرمنی و فرانس فوجی طیاروں میں سرعت کے ساتھ کوشاں ہیں - ایم ڈیل کیس فرانس کی جانب سے سینٹ پیٹرسبرگ میں سفیر مقرر کیا گیا ہے جس سے پیرس میں بڑی خوشی ہوئی - مسٹر پائنکار کے تقرر پر فرانس کے ساتھ روس نے دوستی کا مزید اظہار اسطرح کیا ہے کہ مسٹر پائنکار کو آرڈر آف سینٹ اینڈرز عطا کیا -

---

بانکی پور کے جلسے

گذشتہ سنیچر اور اتوار ہم نے بانکی پور میں بسر کیا ' اور کیا مبارک ہیں زندگی کی وہ گھڑیاں ' جو دل کی ایک قیس ' اور انکھوں کے ایک قطرۂ اشک کے ساتھ بسر ہو جائیں !

بالعموم مسلمانان بانکی پور میں جو خود فروشانہ جوش و خروش ' اور اسلام پرستانہ ولولہ و اضطراب اس موقعہ پر نظر آیا ' وہ ہمارے لیے ایک نہایت امید افزا منظر تھا - ہم نے دیکھا کہ آگ بھڑکی ہے ' تو تنور کا کوئی گوشہ تپش سے خالی نہیں ' اور دلوں کی صفیں ہر جگہ برہم ہیں - اسمیں کسی خاص شہر کی خصوصیت نہیں - البتہ آگ اسلیے ہے ' تا کہ اس سے کام لیا جائے ' اور کوئی ایسا چراغ روشن کرلیا جائے جو چولہے کے ٹھنڈے ہوجانے کے بعد بھی جلتا رہے - یہی ایک خیال ہے ' جسکی خاطر موجودہ جنگ کے آغاز سے اس وقت تک ہمارے دل میں ہے ' اور انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے -

انجمن اسلامیہ بانکی پور کے جلسے میں اس عاجز کی تقریر " واقعۂ میلاد نبوی " پر تھی ' اور وہ صرف اسی غرض سے شام کو منعقد ہوا تھا - یہ جلسہ اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ قوم کے آگے ذکر میلاد کا ایک نیا نمونہ پیش کیا گیا -

عنوان تقریر : لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تھا -

دوسرے دن عیدگاہ کے میدان میں ہلال احمر کا جلسہ عام تھا - بیس ہزار آدمیوں کا اجتماع ' دانا پور تک سے جلوسوں کا پیدل آنا اور شریک جلسہ ہونا ' اللہ اکبر کی صدا ہائے پیہم ' اور پھر وہ محویت و بیخودی کی سرشاری ' جس سے مجمع کا کوئی گوشہ خالی نہ تھا ' فی الحقیقت ایسے مناظر نہ تھے جو ہمیشہ میسر آئیں ' اور ایسی صدائیں نہ تھیں جو جلد بھلادی جائیں -

میں تمام بزرگان و کارفرمایان بانکی پور کو انکی اس مستحق صد تحسین و اتباع بیداری و خدمات جلیلہ پر مبارکباد دیتا ہوں اور شکر گذار ہوں اس پر جوش و خلوص استقبال اور اظہار محبت و نوازش کیلیے ' جو اس عاجز کیلیے انہوں نے ظاہر فرمایا ' اور جسکا ایک لمحہ کیلیے بھی اپنے تئیں اہل نہیں سمجھتا -

طلبائے شہر کے جوش و محبت کے اظہارات خاص طور پر ہمیشہ یاد رہیں گے -

البتہ یہ دیکھکر سخت افسوس ہوا کہ باہمی نزاعات و مناقشات اور فریقانہ مدافعات کے مرض متعدی سے آجکل کی اسلامی خدمات کی مقدس فضا بھی خالی نہیں ' اور ہر جگہ کا یہی حال ہے - میں امید کرتا ہوں کہ ہلال احمر کے جلسہ کی اخیر تقریر میں جو معروضات اس عاجز نے پیش کی تھیں ' بزرگان بانکی پور انسے اغماض نہ فرمائیں گے -

---

الهلال

۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ هجری

حدیث الغاشیه

(۲)

نشه نیم شبی کا عجم خمار
یا
یونیورسٹی فونڈیشن اسپیچ

جزئی ساده دل امروز دیگر چون هنر بسیار
به سخن های فریب تو تسلی شده ز زمت

جنوری کے اوائل میں میں نے لکھنؤ کی گذشته صحبتوں کی نسبت ایک افتتاحی مضمون لکھا تھا ' لیکن بعض دیگر مضامین کی اهمیت و ضرورت نے اسکو وقت پر شائع هونے کی مهلت نه دی - شاید سردست اس بحث کو دوباره نه چھیڑتا لیکن نواب وقارالملک بهادر کی تحریر گرامی نے (جو پچھلے دنوں علی گذه انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شائع هوئی هے ' اور جسکو هم نے بھی الهلال میں نقل کیا تھا) ایک نیا موقع اس کار کا پیدا کر دیا هے -

میں اس وقت سخت بیمار هوں اور بستر پر لیٹے لیٹے یه سطور لکھه رها هوں - اس بارے میں نهایت تفصیل سے بحث کی ضرورت تھی ' مگر اس وقت تفصیل ممکن نهیں - پس صرف چند ضروری امور کی طرف اشاره کرونگا ' کیونکه وقت نکلا جارها هے -

الهلال نمبر (۵) میں جو مضمون " حدیث الغاشیه " کے عنوان سے نکلا هے ' وه در اصل اس لیڈنگ آرٹیکل کا ایک ابتدائی ٹکڑا تھا ' جو میں نے لکھنؤ سے آکر لکھا تھا - میں نے اس مضمون کو اس تحمید مناجات سے شروع کیا تھا که : الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا ' و الیه النشور (حمد و ثنا اس قادر و قیوم کیلیے هے جس نے همیں موت کے بعد زندگی عطا فرمائی)

فی الحقیقت ان جلسوں کے ذکر میں پهلی چیز جو سامنے آتی هے ' وه لیڈروں کے اس اجماعی و رهبانی اقتدار کے طلائی بت کا پاره پاره هونا هے ' جسکی مشرکانه پرستش نے برسوں سے مسلمانوں کے اجتهاد فکر اور آزادی رائے کو فنا کردیا تھا ' اور جسکے رعب و هیبت کے آگے آهنگ قومی قوت کو ظاهر هونے کی جرأت نهیں هوتی تھی - قومی رائے اور آزادی خیال کی یه ایک موت تھی ' جس نے پوری قوم کو ایک بے جان لاش بنادیا تھا ' لیکن لکھنؤ کے جلسوں میں اس لاش نے زندگی کی پهلی کروٹ لی - اور غالباً همارے لیڈروں کو پهلی مرتبه معلوم هوا که چاندی سونے کی قوت کے علاوه دنیا میں اور قوتیں بھی بستی هیں -

لیڈری کے اقتدار کا یه بهت عجیب الخواص تھا - یه طلائی تھا ' اسلیے جب کبھی شعلے کی چوٹیوں سے آفتاب نکلتا ' تو اسکا جسم ایک شعلهٔ جواله کی طرح چمکنے لگتا - اس وقت دیکھنے والوں کی آنکھیں خیره هوجاتیں - لیکن تاریکی میں اسکی صورت مهیب تھی ' اور دیکھنے والوں کیلیے خوفناک - لکھنؤ کے جلسوں میں اسنے اپنی دونوں صورتیں دکھلائیں - وه چمکتا بھی تھا اور مهیب بھی بنتا تھا '

لیکن نه تو آنکھیں خیره هوئیں ' اور نه لوگوں کے دل هلے - بالآخر عاجز آکر مجبور هوا که ایک عظیم الشان بت کا معبودانه اقتدار و جلال چھوڑ کر ' عام انسانوں کی طرح عاجزانه مکر و سازش کی کوششوں سے کام لے ' اور جس قوت کو میدان جنگ میں شکست نه دیسکا ' اس سے سازش کے خیموں میں عهده برا هو : کذالک یلوهم بما کانوا یفسقون (۷ : ۱۲۲)

هم اس امر کو اگلی مرتبه لکھه چکے هیں که اب دهرانے کی ضرورت نهیں - هم نے بارها لکھا هے که قومی کاموں میں تنظیم اور تشدل کیلیے جسدرجه لیڈروں کی ضرورت هے ' اس سے کهیں زیاده انکا خود مختارانه اقتدار مضر اور مهلک بھی هے که اسلام دنیا میں صرف اسلیے آیا ' تا که انسانوں سے اُن تمام اقتداروں کو چھین لے ' جنکے ذریعه وه تحکم اور جبر کے ساتھه غیر مسئولانه حکومت کرتے هوں ' اور پھر خواه یه اقتدار دنیوی رؤساء کے هاتھوں میں هو ' خواه مذهبی پیشواؤں کے حکومت کے هاتھه میں هو ' یا سیاسی بت خانے کے پرجاریوں کے قبضے میں ' کهیں هو ' اسلام اسکا دشمن هے ' اور اسکو شرک کی صفات قرار دیتا هے ' کیونکه اسلے نزدیک غیر مسئول هونا الله کی صفت هے ' پس جو شخص اس صفت کو الله کے سوا کسی اور طاقت میں تسلیم کرتا هے ' وه خدا کی صفت میں دوسرے کو شریک کرتا هے : ما کان لرجل ان یوتیه الله الکتاب والحکم والنبوة ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون الله - (۳ : ۷۳) (۱)

وه اس طرح کے اقتدار کو صرف " الله " کے ساتھه مخصوص کردیتا هے : (ان الحکم الا لله) اور اسی کو دین قیم قرار دیتا هے : (ذلک الدین القیم) پھر اگر اس اقتدار کا حق دنیوی امور میں کسی شے کو هے ' تو وه صرف قوت " شوریٰ " یا جماعت کا اجماع و مشوره هے ' اور وه بھی اپنے تمام اعمال میں احکام الهیه کے تابع رهنے پر مجبور -

پس یه ایک شرک جلی تھا ' جو ایک کھلی بت پرستی کی صورت میں تمام پیروان توحید پر مسلط هوگیا تھا - هر شخص ' جو (علی کذه) دو چنده دینے اپنے تئیں رزیله رکھتا هو - هر شخص ' جسکے پاس علم کی جگه چاندی سونا هو - هر دولت مند ' جو کسی اجتماع کے موقعه پر ایک پر تکلف ڈنر دیسکتا هو - هر رئیس ' جسکے پاس سازشوں کیلیے بہت سی موٹرگاڑیاں هوں - هر قیمتی پوشاک ' جسکی جیب بھاری هو - هر آواز ' جسکے گرد ایک حلقهٔ تحسین هو ' غرضکه هر وه شے ' جسنا وزن بھاری هو ' اور رنگ سنهری هو ' اس امر کا قدرتی حق رکھتی تھی که سات کروڑ انسانوں کا اپنے تئیں معبود و مسجود ظاهر کرے ' اور قومی رائے ' آزادی خیال ' حق و صداقت ' علم و فضل ' تجربهٔ و دانشمندی ' غرضکه دنیا کی هر شریف قوت سے جبراً اپنے آگے سجده کرائے - اسکی رائیں حکم هوں ' اسکا حکم شریعت هو ' اور اسکی شریعت غیر منسوخ : یفعل مایشاء و یحتکم :

وکذالک جعلنا	اور اسی طرح هر انسانی آبادی میں هم نے
فی کل قریة	بڑے بڑے لوگ پیدا کیے که وهی ان میں
اکابر مجرمیها	بد اعمال بھی تھے ' تا که ان آبادیوں میں
لیمکروا فیها ' وما	مکر و فساد پھیلائیں - حالانکه وه جسقدر مکر
یمکرون الا بانفسهم	کرتے هیں ' اپنے هی ساتھه کرتے هیں (کیونکه
وما یشعرون	وه انهی کے آگے آنے والا هے) مگر وه اس
(۶ : ۱۲۳)	حقیقت کو نهیں سمجھتے -

هم نے لکھا تھا که اولین منزل لیڈروں کی لیڈری کا نهیں ' بلکه اسکی هیبت و سطوت کے تسلط کا بت هے ' ایک مرتبه یهی

(۱) یه حق کسی انسان کو حاصل نهیں که خدا اسکو کتاب و عقل یا حکم نبوت عطا کرے اور وه لوگوں سے کهے که الله کو چھوڑ کر میرے احکام کی پرستش کرو اور استاد مجبور بنجاؤ!

اگر یہ دیوتا گرادیا گیا' تو پھر اس بساط پیشوائی کے تمام مہرہ ہائے اصنام خود بخود سرنگوں ہو جائیں گے - پس نہایت ضروری ہوا' وہ اس امر کا ثبوت بہم پہنچائے کہ تمام اس مشرکانہ عبدیت کا بت تو قومی رائے کے گرز ہاں سے مجروح ہو چکا ہے' اور اگرچہ گذشتہ ایک سال کے عرصے میں موسم کی تبدیلی کے آثار بالکل ناپید اور ظاہر تھے' تاہم یہ پہلی شدت ہے جو قوم کے افراد کو دی' توقع سے زیادہ اور تمہیدوں کے برخلاف - اور قومی رائے کی یہ پہلی آواز ہے جو مسلمانوں کی مجلس میں الٰہی' امید سے زیادہ قوی' اور توقع سے زیادہ بلند - زنجیریں بہت ہلائی تھیں' اور پاؤں مدتوں سے مقید - صدا کا پھنچنا سخت تھا' اور صید بظاہر مزور' لیکن الحمد للہ کہ رہائی کی پہلی کوشش کا نتیجہ بے اثر نہ رہا' اور بند کو ٹوٹنے نہیں مگر دھیلے ضرور ہوگئے :

قاتل تو ہوگئے ہیں وہ تاثیر عشق سے
موقع نہ مل سکا سو یہ حکمت کی بات ہے

ہمارے عقیدے میں یہ انقلاب حالت ایک الٰہی کار و بار تھا' جو صرف اسلیے تھا کہ تمام عمارتوں اور بصیرتوں کا موجب ہو' تاکہ پھر سے بنیں' اور اندھے بینا ہوں - تا کہ اس ابدی و ازلی قانون کا ایک نیا معجزہ تم دیکھو کہ حق اور صداقت کی اولو العزمی قوت زوال نہیں سکتی' اگرچہ شیطان کے بڑے بڑے مظاہر جمع ہو جائیں - اور سچ ہمیشہ سے ایک ابھرنے والا جوہر ہے' اگرچہ جھوٹ کی بڑی بڑی چٹانوں سے آ کے دبا دیا جائے : و یحق اللہ الحق بکلمتہ و لو کرہ المجرمون (۸:۴۲) و ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع و ھو شہید (۵۰ : ۳۷)

(۲)

درخت سب ہوتے ہیں' لیکن ہر شخص کی نصیب میں یہ نہیں ہوتا کہ پھل بھی لائے - پس نہایت مبارک ہے وہ ہاتھ' جو تخم پاشی کے بعد بھی اپنے دامن میں اسکے پھلوں کو بھی دیکھ لے - مسلمانوں میں بھی حرارت کی تاریخ تقسیم بنگال کی مساعی سے شروع ہوئی ہے - اس سے پہلے صرف خال خال اشخاص تھے' جنکو ہائرسی' کہنے کے وقت قوم مقصد' اور اسی طرح کے بعض بعض اصطلاحات خاص سے یاد کیا جاتا تھا' مگر قوم کی قوم صرف اس شریعت پر عامل تھی کہ بیٹوں کی لازمی پھیلنے' اپنے ہم جنس پر " سمعنا و اطعنا " کہہ کر سر بسجود ہو جائے اور مسلمانوں کیلئے ظاہری و استبدادی کی جو شریعت (پالیسی) انہوں نے مقرر کردی ہے' اس سے سر مو انحراف نہ کیجئے کہ :

بے جا حکم شرع اب خوردن خطاست

(طحطاوی) نے (حاشیہ در المختار) میں مذاہب اربعہ کی تقلید کی نسبت لکھا ہے میں آلہدیا تھا کہ : من خرج عن ھذہ الاربعہ فی ھذا الزمان' فھو من اھل البدعہ و النار اس سے بھی شدید تر حال ان ملی کے چلمنیوں کی تقلید کا تھا کہ جو شخص انکی تقلید سے انکار کرے' وہ قطعاً قوم کے خارج از دائرہ ابدی ہے - رہائی اکراسیر " اجماع " ہوگیا تھا' کوئی بھی مسلمانوں کی " مسلمہ قومی پالیسی " پر " مجرمانہ " کا سواد اعظم نہیں تھا : من شذ شذ فی النار!

پھر غور کیجیے کہ اس ملی حرمت کے بیچ کو جمع پنجرے' پھوٹے' اور ابھر کر بلند ہوئے کیونکر مدت ملی ؟ اسباب ظاہری میں سے کیا سامان تھا' جو اتنے میسر ہوا ؟ زمین بظاہر نا موافق تھی' اور چند اوزاروں کے سوا' جنکے دیکھے کیلئے درآمد' اجتماع' سازش' اور رئیسانہ و حاکمانہ اقتدار' تمام قوتیں مستعد تھیں' کون تھا جس کے آبپاشی کی ہو ؟ اعزاز ظاہری اور رسوخ دینوی جن ہاتھوں میں ہے' ان میں سے ایک مقدس بھی نہ تھا جس کے ساتھ دنیا ہو' مگر یا ایں ہمہ آپ نے الہنور میں دیکھا کہ درخت پھل آور ہوچکا ہے' اور اسکی شاخیں قوی اور تنومند ہیں - پس یہ فی الحقیقت ایک بہت بڑی نعمت و احسان الٰہی ہے' جسکے شکر میں گردنوں کو سر بسجود' اور زبانوں کو زمزمہ سنج تحمید و تقدیس ہو جانا چاہیے :

الحمد للہ الذی — تمام حمد و تقدیس اس خدائے حکیم و قدیر
ھدانا لھذا و ما — کیلئے' جس نے اس راہ حق و حریت کی طرف
کنا لنھتدی لولا — ہماری ہدایت کی' اور یقیناً ہم ہدایت نہ پاتے'
ان ھدانا اللہ — اور ضلالت سے نہ نکلتے' اگر اسکی ہدایت
(۷ : ۴۲) — بخشی کی نصرت ہماری مدد نہ کرتی -

یہ بھی ایک ظہور تھا اس اعلان حق و معروف کی طاقتوں کا' جنکی طرف ہم نے پچھلے دنوں "فاتحۂ جلد جدید" کے زیر عنوان اشارہ کیا ہے -

۳

ایک بڑی بصیرت جسکی صدا اس انقلاب حالت سے نکلتی ہے' یہ ہے کہ جو کوششیں حق اور سچائی کے اعلان کیلئے کی جائیں' خواہ زمانہ انکی کی انکی مخالفت کرے' لیکن وہ دریا کے پانی کی طرح اپنی راہ خود نکال لیتی ہیں' اور کبھی ان لوگوں کی محنت ضائع نہیں جاتی' جو آزمائش معیت چھوڑ کر حق و صداقت کا ساتھ دیتے ہیں - کارساز قدرت کا وعدہ ہے کہ : " انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی " میں کسی کام کرنے والے کے کام کو ضائع و زائل نہیں کرتا - قرآن کریم میں ہر جگہ " والعاقبۃ للمتقین " فرمایا گیا ہے' اور اسکے بھی یہی معنے ہیں کہ دنیا میں انجام کار کی کامیابی صاحبان حق و معروف کی کیلئے ہے -

پس ہم ان تمام حامیان حق و معروف کو مبارکباد دیتے ہیں' جنھوں نے پچھلے سال قوم میں ارادی خیال اور طلب حقوق کی تحریک پیدا کرنے میں حصہ لیا - اس نصرت فرمائے حق نے کسقدر قلیل عرصے کے اندر انکی سعی مشکور کے نتائج حسنہ اندر دامان لے ؟

حق و صداقت کا اعلان کوئی آسان کام نہیں ہے - اس کے لیے بہت بڑے صبر و انتظار اور تحمل و ضبط کی ضرورت ہوتی ہے - انکی پاک ہستیاں ہیں' جنھوں نے دنیا میں اسکے بیج بوئے' اور اپنی بڑی بڑی زندگیاں اسی آبپاشی میں صرف کردیں - پھر انکے جانفرسا حق و صداقت ہیں' جنھوں نے اپنے اشک ہائے امید اور خونہائے حسرت و آرزو سے اس بیج کے پودے کو سینچا' مگر با ایں ہمہ انکی آنکھوں نے اسکے برگ و بار کا منظر دیکھنا نصیب نہ ہوا - نسلوں پر نسلیں گذر گئیں' جب کہیں جا کر وہ بیج ثمر آور ہوئے -

آج مسلمانوں کی اعمال زندگی کی ہر شاخ میں جو حالت ہو رہی ہے' وہ حامیان حق و صداقت کے ایسے ہی قربانیوں کی طالب ہے' جو صبر و انتظار کی انتہائی قوتیں اپنے اندر رکھتی ہوں' اور جنکا نتیجہ ابدیت کے صبر دنوں' بلکہ اپنے کام میں منہمک و مشغول ہوں - ہم ایک پرزی قوم کو چاہتے ہیں کہ از فرق تا بقدم بدل دیں - انفرادی اعمال و معتقدات کا ایک نقشہ ہمارے سامنے ہے' ہم چاہتے ہیں کہ اسکو یکسر اولٹ دیں - ہمارے سامنے ایک سر بفلک عمارت ہے' جسکی دیواریں پہاڑوں کی چٹانوں سے' اور جسکی چھتیں لوہے کی سلاخوں سے بنائی گئی ہیں' ہم چاہتے ہیں کہ اسکو مسمار کردیں' اور ایک ایسی نئی عمارت بنائیں جسکی چھت ہی نہیں' بلکہ بنیاد بھی نئی ہو - پھر اگر یہ ارادہ عظیم ہے' تو ضرور ہے کہ انتظار کی قوت بھی شدید' اور صبر کا پیمانہ بھی بڑا ہو - اس راہ کے مسافر

کي تسکين کيليے يہ بس کرتا ہے کہ راہ صحيح اور موصل الی المقصود ہے - کچھہ ضرور نہيں کہ ہمارے ہي قدم منزل مقصود تک پہنچيں - ہم نہوئے ' مگر ہمارے نقش قدم پر چلنے والے منزل مقصود تک پہنچيں گے' اور جو سفر کا خط ہم نے کھينچ ديا ہے' وہ انکي کاميابي کے آخري نشان تک رہنمائي کريگا :

نفس نہ انجمن آرزو سے باہر کھينچ !
اگر شراب نہيں انتظار ساغر کھينچ !

جب حالت يہ ہو' تو پھر اس انقلاب کے ظہور کو کہيں نہ ايک غيبي نصرت اور ايک احسان الہي سمجھا جاے ' جسکي کوششوں کے نتائج ايک سال سے بھي کم عرصے ميں ظاہر ہوگئے ' اور جو بيسيوں سالہا سال کے انتظار کي برداشت کے بعد بزرگ وار لاتے ہيں ' انھوں نے چند مہينوں کے اندر ہي اپني ٹہنياں پھيلاديں ؟ البتہ يہ جو کچھہ ہوا ' محض ايک ابتدائي مظہر نصرت ' اور مستقبل کا پہلا نمونہ تھا ' پھر تغير صرف ايک محدود دائرے کے اندر ہوا اور ابھي ہمارے اعمال اور اپنے ايمان و ايقان ميں معلوم تر ہو جائيں - کل سعي کي اسليے ضرورت تھي کہ بہرحال سعي کرني چاہيے ' ليکن آج اسليے ضرورت ہے کہ خود نتائج بھي سعي کي دعوت دے رہے ہيں - کل تک لوگ غافل تھے' پس ضرور تھا کہ انھيں ہشيار کيا جاے' مگر اب لوگ آنکھيں مل رہے ہيں' پس ہم کو بھي اٹھنے والوں سے غافل نہيں ہونا چاہيے :

واپس کہ کعبہ نمايان شود ز پا منشيں
کہ نيم گام جدائي ہزار فرسنگ ست

(٤)

اگر ہوا موافق نہو' دريا مہربان نہو' اور ستارے رہنمائي نہ کريں تو کشتيبان کيا کرسکتا ہے ؟ ليکن تاہم کشتي اگر سلامت جاے تو کشتي چلانے والے کا حق تعريف کہ ہي نہيں سکتا - جو تغيرات اس وقت مسلمانوں کے خيالات ميں ہوے ہيں ' وہ ايک قدرتي نتيجہ ہے اُن تغيرات کا ' جنھوں نے چاروں طرف سے ہمارا محاصرہ کرليا ہے ' تاہم جن لوگوں نے ان تغيرات کا ساتھہ ديا ' اور انکي صدا کے سننے کے ايسے کانوں ميں استعداد پيدا کرلي - ہے کہ اس معاملہ نے " عمل " ميں انکو بھي شمار کيا جاے -

ہم سمجھتے ہيں کہ اس سلسلے ميں سب سے پہلے نواب (وقار الملک بہادر) قبلہ کے اُس مضمون کا ذکر کرنا چاہيے ' جو انھوں نے دربار دہلي سے آنرمليکردہ گزٹ ميں لکھا تھا ' اور جسميں گورنمنٹ کي اصول کے طرف دعوت نہيں دي گئي تھي ' مگر مسلمانوں کے " مسلمہ قومي پاليسي " کے بہت پر يقيناً اس سے ايک ضرب کاري لگي -

اسکے بعد شمس العلما مولانا شبلي نعماني نے بعض مضامين (مسلم گزٹ) ميں لکھے ' اور اسکا اعتراف کرنا چاہيے کہ انھوں نے تغير خيالات ميں سب سے زيادہ مدد دي - اسکے ساتھہ ہي (مسلم گزٹ) کي اشاعت بھي قابل ذکر ہے ' جو الحمد للہ کہ بدستور خدمت ملت ميں سرگرم ' و قلع و قمع استبداد سياست ميں مصروف پيکار ہے - اس سلسلے ميں ہم اپنے شيوہ آفريں دوست

اور اپنے ايمان و ايقان ميں مستحکم تر ہو جائيں - کل سعي کي اسليے ضرورت تھي کہ بہرحال سعي کرني چاہيے ' ليکن آج اسليے ضرورت ہے کہ خود نتائج بھي سعي کي دعوت دے رہے ہيں - کل تک لوگ غافل تھے' پس ضرور تھا کہ انھيں ہشيار کيا جاے' مگر اب لوگ آنکھيں مل رہے ہيں' پس ہم کو بھي اٹھنے والوں سے غافل نہيں ہونا چاہيے :

واپس کہ کعبہ نمايان شود ز پا منشيں
کہ نيم گام جدائي ہزار فرسنگ ست

(٤)

اگر ہوا موافق نہو' دريا مہربان نہو' اور ستارے رہنمائي نہ کريں تو کشتيبان کيا کرسکتا ہے ؟ ليکن تاہم کشتي اگر سلامت جاے تو کشتي چلانے والے کا حق تعريف کہ ہي نہيں سکتا - جو تغيرات اس وقت مسلمانوں کے خيالات ميں ہوے ہيں ' وہ ايک قدرتي نتيجہ ہے اُن تغيرات کا ' جنھوں نے چاروں طرف سے ہمارا محاصرہ کرليا ہے ' تاہم جن لوگوں نے ان تغيرات کا ساتھہ ديا ' اور

فکاہات

—:○(*)○:—

مسلـــم يونيورسٹي کا نصاب تعليم

— * —

ہمـــارے ايڈيٹروں کے مشغلے اب بڑھتے جاتے ہيں * کہ اب سازش کي بھي باقاعدہ تعليم ہوتي ہے
ہماري مجلس قومي کے جب اجلاس ہوتے ہيں * تو اخلاقي قواعد ميں بھي کچھہ ترميم ہوتي ہے
بٹھائے جاتے ہيں کالج کے لڑکے مـــدرو پائيس ميں * سکھائي جاتي ہے جو کچھہ نکي اسليم ہوتي ہے
اِدھر اسٹيج پر سرگوشيـــاں ہوتي ہيں آپس ميں * اشـــاروں ميں اُدھر فرد عمل تقسيـــم ہوتي ہے
طلســـم چشـــم و ابـــرو کے جو اسرار نہاني ہيں * نو آموزوں کو اُن کي دم بـــدم تعليـــم ہوتي ہے
کسي پر تالياں بجتي ہيں تحقيـــر و اہـــانت کي * کسـي کي ہـــر ادا پـــر عـــزت و تکريـــم ہوتي ہے
کسي آزاد کے کان ميں کچھہ پھونک ديتے ہيں * کہ جس سے کچھہ اميد شيوۂ تسليـــم ہوتي ہے
شکايت ہوتي ہے جب تشنـــہ کامان تفـــاخر کو * تو پھر جام سفارت ميں بھي کچھہ تعميم ہوتي ہے
يہـــاں تک تو خدا کے فضـــل سے ہم نے ترقي کي * اب آگے ديکھيے اس فن ميں کيا ترميـــم ہوتي ہے

(بقاء)

مسٹر محمد علی کو بھی نہیں بھول سکتے ' جنھوں نے فی الحقیقت یونیورسٹی کے معاملے میں آزاد خیالی کی تعلیم متصل اور پے ہم دی تھی اور جسنے موجودہ حرکت کی تشکیل میں بہت زیادہ مدد دی - فجزاھم اللہ تعالیٰ عن الاسلام و المسلمین خیر الجزا ' و وفقنا اللہ و ایاھم کما یحبه و یرضاه فی القول و العمل و الاعتقاد -

اس موقعہ پر یہ کہدینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ جو کچھ ہوا محض سیاسی اعتقادات کا تغیر ہے ' اور میں اس وقت کا منتظر ہوں جب کسی صحیح مذہبی تبدیلی کا ثبوت بین نمایاں ہو ' کیونکہ بغیر اسکے کوئی ہنگامۂ تغیر میرے لئے تشفی بخش نہیں ہوسکتا - البتہ چونکہ نئی گرفتاری کیلیے پچھلی گرفتاری سے آزاد ہونا ضروری ہے ' اسلیے اس تغیر کو بھی اس سلسلے کی ابتدا سمجھتا ہوں - الامر بیدہ سبحانه ' له مقالید السموات و الارض -

(۵)

یہاں تک تو ہم نے لکھنؤ کے جلسوں پر اس حیثیت سے نظر ڈالی ہے ' جہاں تک انکا تعلق تغیر خیالات ' اور قومی رائے کے ظہار قوت سے ہے ' لیکن اب اس نتیجے پر بھی نظر ڈالنی چاہیے جو اس معرکہ آرائی کے بعد پیدا ہوا -

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ معرکہ ابتدائی ' اور حریف نوآموز تھا ' جنگ میں علانیہ ہتیاروں ہی سے نہیں ' بلکہ سازش و خدع کے چھپے ہتیاروں سے بھی کام لیا گیا - اسلیے با ایں ہمہ اظہار قوت و مقاومت قوم کو شکست ہی قبول کرنی پڑی -

تا ہم اس شکست کو شکست نہ سمجھنا چاہیے ' کیونکہ در اصل قوم نے اپنے حریفوں سے شکست نہیں کھائی ' بلکہ اس دھوکے میں آکر تلوار رکھدی کہ اب مقابل حریف نہیں بلکہ خود اسی کے تیغ آزما ہیں - حریفان شاطر نے جب دیکھا کہ دست و بازو شل ہوگئے ہیں ' اور آیندہ جنگ کی طاقت نہیں ' تو پھر یہ تجویز کی کہ صلح کی ایک سازش گاہ منعقد کی جاے ' اور قوم کو خود قوم کے بھیس میں آکر شکست دی جاے - بے خبروں نے یکایک ایک صداے صلح سنی - نادان سمجھے کہ ہماری آواز ہے ' حالانکہ اب لہجہ بدلا ہوا تھا مگر آواز اُنھی کی تھی ' جو اب اس ظاہر کا باطن ہوگئے تھے -

وہ حلقہ ہاے زلف کمیں میں ہیں ایخدا
رکھہ لیجیو میرے دعوے وارستگی کی شرم

(۶)

اس اجمال کی تفصیل اب کیا کروں کہ وقت گذرگیا :

تو خود حدیث مفصل بخوان ازیں مجمل

نام نواب صاحب قبلہ نے یہ مضمون لکھکر گذرا ہوا ورق پھر الٹ دیا ہے - فوندیشن کمیٹی کا پہلا دن فی الحقیقت " بزرگان قوم " کیلیے ایک " یوم الفزع الاکبر " تھا - لوگوں نے دیکھا کہ العاق " اور " مسلم " کے انتساب کا جھگڑا چکانے آے تھے ' یہاں میجر سید حسن بلگرامی نے اختیارات کی ایک نئی بحث چھیڑ دی :

یہ بعد از انفصال اب آرہی ہے جھگڑا نکل آیا -

جلسے کے وقفوں میں اس تجویز کے استرداد و ترمیم کی پوری کوششیں کی گئیں ' اور اسٹیج کے میدان میں جسقدر حربے دکھالائے جاسکتے تھے ' ایک ایک کرکے سب سے کام لیا ' مگر معلوم ہوا کہ ڈھال چھوے کی نہیں بلکہ پتھر کی ہے - نہ دور کے تیر کام دیتے ہیں نہ سامنے کی تلواریں - لوگوں کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ تجویز کے خلاف تمام ہال سے ایک آواز بھی اونچنے والی نظر نہیں آتی تھی - اگر اس وقت روک لیے جاتے تو نتیجہ معلوم تھا کہ کیا نکلتا - اسلیے مصلحت نے سرگوشی کی کہ ایک دن کے وقفے کے بعد بقیہ کارروائی دوسرے دن پر ملتوی کردی جاے - یہی وقفہ قیامت کا وقفہ تھا :

کرتے ہیں بھرنے کو یاں خالی تفنگ

(۷)

جو جوش عام لوگوں نے طبقۂ مستبدین کے خلاف جلسے میں ظاہر کیا تھا ' اسمیں شک نہیں کہ اسمیں بے اعتدالی اور تفریط ضرور تھی - لیکن چونکہ گیند بہت زور سے زمین پر پٹکا گیا تھا اسلیے اسکے دور تک اچھلکر بلند ہونے کی بھی شکایت نہیں کی جاسکتی - قدرتی امنگوں اور قوتوں کو دبانیے کا تو اور زیادہ اچھل کر نمودار ہونگے - پھر جن لوگوں نے برسوں پھیکے پکوانوں سے اپنی ارنچی دکانوں کو سجایا تھا ' اگر آج ایک وقت کیلیے ضرورت سے زیادہ نمک کھانے میں پڑگیا ' تو کم از کم انکو تو شکایت نہ کرنی چاہیے - اگر یہ بے اعتدالی بھی تھی تو بے اعتدالی ہی کے جواب میں :

محتسب خم شکست و من سرمست :
سن بالسن و الجروح قصاص

(۸)

دوسرا دن گذشتہ کے ماتم اور آیندہ کی فکروں میں بسر ہوا اور بالآخر اس " شام بلا " کی تاریکی قیصر باغ کی برجیوں پر نمودار ہوگئی ' جسکی پردہ پوش تاریکی میں نہیں معلوم کیا کیا کچھ ہونے والا تھا - یاران شاطر نے اس تاریکی کی فرصت کو " مطالب براری " کیلیے غنیمت سمجھا کہ رات بھر کی مہلت میں کسی کی حریف نوازی اور نرم دلی جسقدر جرأت دلاے ' متمتع و کامیاب ہو رہیے ' ورنہ پھر صبح ہجراں کا مطلع محشر نمودار ہونے کیلیے سر پر کھڑا ہے -

که در تاخیر آفتها ' و عاشق را زیان دارد

اتفق میں خبر آئی کہ (ہز آنر) کے ہاں (ڈنر) ہے - ہم نے کہا کہ انا للہ و انا الیه راجعون - قومی طاقت کے ہزاروں آہنی حربے ایک طرف ' اور ان نقرئی چھری کانٹوں کی جھنکار ایک طرف - حریت پسندوں سے پوچھا کہ کہیے ! اس نازک کا بھی کوئی جواب آپکے ترکش میں ہے ؟ جواب ملا کہ نہیں ' شکست کا اعتراف ہے

چشم اگر اینست ' وابرو این ' و ناز و عشوه این '
الفراق اے هرش رتقوی ! الوداع اے عقل و دین !

لیکن پھر ہم نے دل کو تسلی دی - اطباے قدیم و جدید کا اتفاق ہے کہ چھ گھنٹے کے بعد غذا کے جزم سے معدہ خالی ہوجاتا ہے - جاسہ رات کو نہیں بلکہ صبح آٹھ بجے ہے ' اور انگریزی کھانا بوجہ سادہ رہے آمیز ہونے کے قدرتی طور پر زود ہضم ہوتا ہے - اب ایسی بھی یہ غذاے نفیس کیا ثقیل ہوگی ' کہ صبح تک معدے میں فروکش رہے ' اور آوازیں نکلیں تو حاق کی جگہہ معدوں سے !

مگر افسوس کہ دوسرے دن ہماری طبی معلومات میں ایک انقلاب عظیم واقع ہوا - (طبی کانفرنس) کے آیندہ اجلاس میں ہم اس مسئلہ کو پیش کرینگے - ہمیں اب یقین ہے کہ غذا جتنی نفیس و لطیف ہوتی ہے ' اتنی ہی زیادہ ثقیل بھی ہوتی ہے - نیز اگر بقراط بھی کہیں ملیں ' تو ہم انسے اس بارے میں لڑنے کیلیے طیار ہیں کہ " شام کی غذا کم از کم دوسرے دن کی دوپہر تک تو ضرور معدے میں موجود رہتی ہے " [باقی آیندہ]

مقالات

معجزہ و خوارق

— * —

(۱)

— * —

معجزہ کے باب میں سب سے پہلی بحث یہ پیدا ہوتی ہے کہ "معجزہ دلیل نبوت ہے یا نہیں" ؟ آجکل کے زمانے میں جو سرمایہ "جدید علم کلام" کے نام سے فراہم کیا گیا ہے - اسمیں ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ معجزہ دلیل نبوت نہیں ہو سکتا - ہم چاہتے ہیں کہ سب سے پہلے اسی سوال پر نظر ڈالیں -

در اصل یہ رائے مشہور مسلمان حکیم : (قاضی ابو ولید ابن رشید) کی کتاب سے ماخوذ ہے' اسلیے پہلے ہم انکی رائے بتمامہ نقل کردیتے ہیں

ابن رشد کے مقدمات

معجزہ سے جب نبوت پر دلیل لائی جاتی ہے تو مقدمات دلیل یہ ہوتے ہیں :—

(۱) نبی سے معجزہ صادر ہوا -

(۲) جس سے معجزہ صادر ہوتا ہے وہ نبی ہوتا ہے -

مقدمہ اولیٰ کا ثابت ہونا دو مقدموں پر مبنی ہے :

(الف) معجزہ ممکن الوقوع ہے اور واقع ہوتا ہے -

(ب) مدعی نبوت نے تعیین کے ساتھ معجزہ دکھایا -

وہ کسی حکمت عملی یا صفائی مشق کا نتیجہ نہ تھا' نہ نظر بندی تھی' نہ تخیل تھا -

(۲) دوسرا مقدمہ - اسکا ثبوت بھی دو مقدمات پر موقوف -

(الف) رسالت و نبوت کا وجود ہے -

(ب) معجزہ بجز نبی کے کوئی نہیں دکھا سکتا -

ابن رشد کی تقریر کے متعلق دو امر قابل اعتناء

حکیم ابن رشد کی طولانی تقریر سے جو مقدمات ہمنے نقل کیے ہیں' انکے متعلق دو امر قابل لحاظ ہیں :

(۱) معجزہ کے ثابت کرنے میں نہایت دقت و دشواری ہے -

(۲) جبتک مقدمات اربعہ ثابت نہوجائیں' معجزہ دلیل نبوت نہیں ہوسکتا -

ہم سب سے پہلے امر اول کیطرف توجہ کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ خود علامۂ موصوف نے اثبات نبوت کیلیے کونسی دلیل اختیار کی ہے اور اُس میں کیا سہولتیں ہیں -

ابن رشد کی دلیل نبوت

و اما الذي دعا به الناس و تعددا هم به' هو الكتاب العزيز' فقال تعالى : قل لئن اجتمعت الجن والانس على ان يا توا بمثل هذا القرآن' لا ياتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا و قال : فأ توا بعشر سور مثله	لیکن وہ چیز جسکے ذریعہ سے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا اور انکے مقابلہ و معارضہ میں پیش کیا' کلام پاک ہے - فرمایا اللہ رب العزت نے "کہدے اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ اگر تمام جن و آدمی ملکر قرآن کی مثل بنانا چاہیں تو انسے ناممکن ہے -

[۹]

معتريات - واذا كان امر هكذا' فخارقه صلى الله عليه وسلم الذي تعدى به الناس وجعله دليلا على صدقه فيما ادعى من رسالته' هو الكتاب العزيز - (الكشف عن مناهج الادلة - صفحه - ۷۷)	اگرچہ انکا بعض' بعض دوسریکا معاون اور مددگار ہو جاوے" اور فرمایا اللہ پاک نے "لاؤ ایسی دس سورتیں بناکر" جب یہ حال ہے تو وہ امر خارق عادت جسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کے ثبوت میں پیش کیا صرف کلام مقدس ہی ہے

اس تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ ابن رشد نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مطلقہ اور رسالت عامہ کو صرف خدا کی الہامی اور مقدس کتاب سے ثابت کیا ہے اور آپ کے خوارق عادات میں سے بعض قرآن پاک کو معجزہ تسلیم کیا ہے (یعنی قرآن کے مبارک ارشاد' بلیغ جملے' فصیح عبارت' بلیغ معانی' جامع ہدایتیں' پر تاثر نصائح' مکمل تعلیمیں) اسکے نزدیک یہ جملہ امور صاف طریقہ سے بتاتے ہیں کہ بے شبہہ یہ کتاب خدا کی کتاب ہے' اور صاحب کتاب نبی مامور ہیں -

پھر ان تمامی باتوں کے ساتھ جب اسکا خیال اسطرف مائل ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے' جاہل اور وحشی قوم میں پیدا ہوئے' انہی میں پرورش پائی' انہی میں ہمیشہ رہے اور باوجود اسکے ایسی کتاب پیش کی' تو آپ کی رسالت کا پورا اور کامل یقین ہو جاتا ہے -

و يتأكد هذا المعنى بل يصير الى حد القطع واليقين التام اذا علم انه صلى الله عليه وسلم كان اميا نشأ في امة اميّة عامية بدوية لم يمارسوا العلوم قط ولا انتسبوا اليهم عالم ولا تداولوا الفحص عن الموجودات على ما جرت به عادة اليونانيين و غيرهم من الامم والذين املت الحكمة فيهم في الاحقاب الطويلة (الكشف صفحه ۸۰)	آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت پورے طور پر ثابت ہوتی ہے بلکہ یقین کامل کے مرتبہ کو پہنچ جاتی ہے' جب یہ امر جانا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے' ایک جاہل اور وحشی قوم میں پیدا ہوئے' جنہوں نے کبھی علم کی طرف توجہ نکی اور نہ اسکی مشق کی - نہ کوئی علم انکی طرف منسوب ہوا' نہ موجودات عالم کی تحقیق و جستجو کا انمیں رواج تھا' اور نہ یونانیوں اور دوسری قوموں کا سا دستور تھا جنمیں حکمت کی تکمیل ہوئی -

اسمیں کچھہ شک نہیں کہ علامۂ ممدوح نے جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونیکو نہایت شاندار عنوان اور واضح برہان سے ثابت کیا ہے' اور سچ یہ ہے کہ اس سے بڑھکر کونسی دلیل قاطع و مانع ہوسکتی ہے ؟ یقیناً ایک مسلمان یا ایک معمولی منکر کو یہ دلیل نہایت آسانی سے مطمئن کرسکتی ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ کسی منکر دیرینہ یا ایک مخالف مناظر کی بھی اس برہان سے تشفی ہوسکتی ہے یا نہیں ؟ ہماری رائے میں ہرگز نہیں ہوسکتی' بلکہ جسقدر دشواریاں معجزات میں ہیں انکی بھی دشواریاں اس راہ میں بھی ہیں - معجزات سے دلیل لانے میں اگر مقدمات اربعہ کا ثبوت نصب العین ہے' تو کلام پاک سے استدلال کرنے میں مقدمات ذیل کا اثبات ضروری ہے :

ابن رشد کي دليل اس مقدمہ پر موقوف ہے

(۱) خدا کا وجود ہے -
(۲) خدا مرید و متکلم ہے -
(۳) نبوت کا وجود ہے اور اسکي ضرورت ہے -
(۴) وحي کي حقيقت کيا ہے -
(۵) کلام اللہ اس لحاظ سے معجزہ ہے -
(۶) اسے مثل کوئي بنا سکتا ہے نہ اسي نے بنايا -
(۷) يہ مثل ہونا معدل من اللہ ہونيکي دليل ہے -
(۸) نبوت پر اسکي دلالت قطعي ہے -
(۹) اسکي عبارت فصيح و بليغ ' ہدايات و تعليمات کامل اور سزاوار التقرير ہيں -
(۱۰) آنجناب صلي اللہ عليہ وسلم اُمي تھے -

معجزہ کے ثبوت کيليے گويا چار مقدمے يا سات درکار ہيں' اگر اسے بواسطہ دس مقدمات کي ہاجت ہے - اور جب تک مقدمات عشرہ ثابت نہوئے ' کتاب اللہ کا دليل نبوت ہونا ناممکن ہے - پھر اگر تمام مقدمات بالفرض تسليم بھي کرليے جائيں' جب بھي تفدگو ختم نہيں ہوتي - ديگر انبياء عليہم السلام کي نبوت پر ايمان لانيکا واسطا ذريعہ ہوگا ؟ اگر اسي صداقت رسالت عامہ کے اثبات کتاب کو ايمان و تعليم کے ذريعہ سے دلايا جائے ' تو دوسرے مقدمات سے سبکدوشي نہيں ہوتي -

(۱) ہر نبي کے پاس کتاب تھي -
(۲) اسکي تعليم کامل مکمل من اللہ تھي -
(۳) تعليم کي غايت خدا پرستي تھي -
(۴) انہيں تعليموں پر اسي عمر بھر قائم رہا اور کبھي منحرف نہوا -

غرض ان مشکلات اور صعوبتوں کے دور ہوجانے بعد ہر فہميدہ آدمي سمجھ سکتا ہے کہ اس صورت سے نبوت کو ثابت کرنا کچھ ہي مشکلات نہيں رکھتا - بلکہ اسکا پايہ اگر زيادہ نہيں تو تمام معجزہ کے برابر ہے - علامہ ابن رشد کے اخيرہ مقدمات مذکورہ ميں سے بعض بعض کو اعتراض کے قالب ميں بيان کيا ہے اور پھر انکے جوابات ديتے کي زحمت گوارا کي ہے ' ليکن بعد اسکے کہ آنکے کلام پر کوئي تنقيد کيجائے ' يہ کہنا کافي ہے کہ اس دقت و طوالت اور تفصيل و توضيح کے ساتھ تو معجزات سے بھي مقصد حاصل ہو سکتا ہے -

اس جگہ يہ ظاہر کرديا بھي مناسب ہے کہ ہم دليل مذکور کو يا دگر دلائل جنکو ائمہ من اہل الحق نے اپني قابل قدر تصانيف ميں ذکر فرمايا ہے ضعيف و ناسزاوار نہيں سمجھتے اور نہ معجزہ ہي کو اثبات نبوت کي قوي دليل جانتے ہيں - بلکہ جسطرح معجزہ کے بارہ ميں ہرہان اتي ہونيکا عقيدہ رکھتے ہيں - ويسا ہي اتني ثابت قطعيت اور واقعيت کا اعتقاد رکھتے ہيں ' اگر اسي اعتبار سے معجزہ کو ان پر فضيلت ہے تو اس درجہ کي وجہ سے ان ادلہ اور معجزات پر ترجيح ہے - اگر ان سے نبوت کي اصليت اور حقيقت کھلتي ہے تو اس سے اسنا خاصہ اور مخصوص اشعاني پہچاني جاتي ہے جو جس قسم کي مشتبہ معجزہ کيليے سد راہ ہيں اگر بالکل ويسي نہيں تو دوسرے رنگ کي دقتيں وہاں بھي قدم قدم پر ساتھ ہيں - يہ بھي ہماري غرض نہيں ہے کہ جو مقدمے پہلے مذکور ہوئے ہيں انکا ثبوت ناممکن ہے اور کسي کو آجتک انکے اثبات ميں کاميابي نہيں ہوئي ' بلکہ مطلب محض زحمت و اشکال کا دکھلانا ہے - اور اس حيثيت سے دونوں کي يکساں حالت ہے بلکہ بعض وجوہ سے معجزہ ميں صفائي اور وضاحت زيادہ ہے - اسکو ہم اخر محبث ميں انشاء اللہ بيان کرينگے -

ميرے نزديک ہر نبي کي نبوت تين طريقوں سے ثابت ہوتي ہے -

(۱) مقدس تعليمات برگزيدہ ہدايات سے -
(۲) اسکي پاک زندگي کے پاکيزہ حالات سے -
(۳) معجزات سے -

ايک خاص خيال سے مصنف کا زيادہ مخالفت نکرنا

کہا جا سکتا ہے کہ مستقل دلائل نبوت کے صرف دو طريق ہيں - معجزات بطور شاہد اور مويد کے ہيں' معجزات انکے ساتھ ملکر نبي کي نبوت کو راضح کرديتے ہيں' اور وہ اذعان جو تعليم و نصائح پر غور کرنے سے پيدا ہوتا ہے' اسکو بہت کچھ بڑھا ديتا ہے جيسا خيال حکيم ابن رشد کا ہے :

واما الخارق الذي هو ليس في نفس وضع الشرائع مثل انفلاق البحر ونحو ذلك يدل دلالة ضرورية على هذه الصفة المسماة بالنبوة و انما تدل اذا اقترنت الى الدلالة الاولى -

ليکن وہ خرق عادت جو جنس قوانين شرائع سے خارج ہے' جيسے دريا کا پھٹنا وغيرہ' تو اسکي دلالت نبوت پر بديہي نہيں ہے - بلکہ اسکي دلالت نبوت پر اسوقت ہوتي ہے' جب وہ پہلي قسم کي دلالت کے ساتھ ملتے ہيں -

پھر دو سطر کے بعد فرماتے ہيں :

تعلمن هذا يقتضي ان تقديم الامر في دلالة المعجزة على الانبياء ' يعني ان المعجزة في العالم و العمل هو الدلالة القطعية على صفة النبوة ' واما المعجزة في غير ذلك من الافعال ' مثل شهادة انها و مقتضي انها (الشفاء صفحہ ۸۹)

انبياء کي نبوت پر معجزات کي دلالت ميں اس امر کا سمجھنا ليذا ضروري ہے کہ وہ معجزہ جسکا تعلق علم و عمل دونوں سے ہوتا ہے (کوئي کتاب وغيرہ) اسکي دلالت نبوت پر قطعي ہوتي ہے - اور جسکا تعلق علم و عمل سے نہيں ہوتا نہ اسميں کوئي اخلاقي و روحاني اصلاح ہوتي ہے - تو وہ شاہد اور مقتضي ہے -

تو ہمکو اس تقرير سے کچھ زيادہ مخالفت نہيں ' ہمارے مخاطبہ صرف يہ لوگ ہيں جنکا مابي اعتقاد يہ ہے کہ کسي نبي سے کوئي معجزہ خلاف قانون جاري صادر نہيں ہوا ' بالخصوص آنجناب صلي اللہ عليہ وسلم سے کوئي امر ما فوق العادت تمام عمر ميں کبھي نہيں دکھايا - نہ معجزہ سے مسئلہ نبوت پر روشني پڑتي ہے اور نہ وہ مثل شاہد و مويد کے کسي موقع ميں پيش ہيے جاتے ہيں - ليونکہ ہمارا اعتقاد يہ ہے کہ معجزہ نبوت کي مستقل دليل ہے - اور ہم ازکم اسکي تائيد و تقويت کي تصديق سے تو کسي طرح انکار نہيں کيا جا سکتا -

ابن رشد معجزہ کے منکر نہيں

يہ بھي واضح رہے کہ علامہ حکيم ابن رشد معجزات کے منکر نہيں ہيں بلکہ انکے کلام کا مقاد محض اسقدر ہے کہ اس راہ ميں چونکہ کاج و پيچ بہت زيادہ ہيں' لہذا اسکو چھوڑکر دوسري شاہراہ پر چلنا چاہيے اور اس سے علحدگي اختيار کرني چاہيے - وہ خود صاف صاف فرماتے ہيں :

واعلم ان تبيين من حال الشارع صلى الله عليه وسلم انه لم يدع احدا من الناس ولا امة من الامم الى الايمان برسالته و بما جاء به بأن قدم علي يدي دعواه خارقا من خوارق العادات مثل قلب عين من الاعيان الي عين اخري ' وما ظهر

شارع صلي اللہ عليہ وسلم کے حالات پر نگاہ کرنے سے تمکو معلوم ہوگا کہ آپ نے کسي شخص يا کسي گروہ کو اپني رسالت کي تصديق اور ان تمامي چيزونکے ايمان کي طرف جنکو آپ لائے اسطرحسے نہيں بلايا کہ اپنے دعوے کے ثبوت ميں آپ نے کوئي خرق عادت دکھايا ہو مثلاً ايک

علي يديه صلى الله عليه و سلم من الكرامات و الخوارق فانما ظهرت في اثناء احواله من غير ان يتحدي بها (الكشف صفحه ۷۷)

جوهر کو دوسرا جوهر بنادیا هو (لکوئیکو سانب بنادیا هو وغیره) اور جو خوارق آپ سے صادر هوئے وه اثناے حالات میں ظاهر هوئے بغیر اسکے که آپ نے اُنسے مقابله کیا هو -

اس تحریر کے بعد هم اُن اعتراضات کي طرف متوجه هوتے هیں جو منکرین معجزات کي جانب سے پیش کئے جاتے هیں - اسي ضمن میں ابن رشد کے مقدمات اربعه مذکوره کا بهي جابجا بیان آجائیگا - جنهیں معجزه کا دلیل نبوت هونا موقوف هے -

اعتراضات جو مثبتین معجزات پر وارد هوتے هیں

معجزه پر جو اعتراضات وارد کیے جاتے هیں وه دو قسم کے هیں اکثر ایسے هیں جنکا تعلق امکان وقوع سے هے اور بعض ایسے هیں جو استدلال سے متعلق هیں' چنانچه هم سبکو تفصیل سے بیان کرتے هیں-

(۱) معجزه چونکه خلاف قانون قدرت هے اسلیے نا ممکن هے -

(۲) کسي خارق عادت کا وجود هوا یا نهیں ؟

(۳) خرق عادت سے کیا مراد هے ؟

(۴) مانا که کسي خارق عادت کا وجود هوا مگر اسکا کیونکر اطمینان هو که اُسکے لیے دیگر اسباب مخفیه نه تھے ؟ بهت ممکن هے که سحر یا شعبده یا مسمریزم کي قسم کي اثر هو - منجمله شرایط کے ایک شرط معجزه کي یه بیان کیجاتی هے که کوئي شخص اسکا مقابله نکر سکے' لیکن اسکا ایسے یقین هوسکتا هے که کوئي معارضه نهیں کرسکتا اور دنیا میں ایسے شخص سے بهي جواب نهوسکے کیا مراد هے؟ اگر یه مراد هے که اظهار کے وقت اُسکا جواب نهوسکا تو ازیں بهي بهت سے لوگونکو پیمبر ماننا هوگا - زردشت وغیره سے جو باتیں ظاهر هوئیں اسوقت اسکا کوئي مقابله نه کرسکا - اور اگر یه مراد هے که قیامت تک نه هوسکیگا تو یه پیشین گوئي کیونکر کیجا سکتي هے که یوم آخر تک اسکي نظیر نا ممکن هے ؟

اعتراضات مذکوره کے جوابات

معجزه چونکه خلاف قانون قدرت تسلیم کیا جاتا هے اسلیے نا ممکن هے -

اس سوال کا جواب تین مقدموںکي تحقیقات پر مبنی هے -

(۱) قانون قدرت سے کیا مراد هے ؟

(۲) کوئي امر خلاف قانون فطرت نهیں واقع هوسکتا - اسکے واسطے کیا دلائل هیں ؟

(۳) کیا هم یه کهه سکتے هیں که فلاں واقعه خلاف قانون قدرت هے- اور قدرت سے کیا مراد هے

معترضین کهتے هیں :

جو امور هزارهں لاکهوں تجربات اور بار ها کے مشاهدوں سے ثابت هوچکے هیں مثلاً آگ کا جلانا ' سیکڑوں افراد آگ کے دیکھے گئے لیکن کوئي آگ ایسي نه ملیگي جو گرم یا جلانیوالي نهو - یا پاني کا بهنا اور سیال هونا - برف کي ٹهنڈک - سنکهیا کا زهر قاتل هونا - جمادات کا غیر متحرک هونا وغیره وغیره - یه تمام قوانین ایسے مستحکم هیں که انکے مخالف کوئي مثال آجتک عملی نه ان میں کبهي تبدیلی هوئي -

پس انهي کا نام قوانین قدرت هے اور یهي فطرة الله کهلاتے هیں- اصول و نظام کا مرتب سلسله جو همارے پیش نظر هے اور جنکو دنرات هم آرماتے هیں ' علت و معلول - سبب و مسبب ' شرط و مشروط کا وسیع کارخانه' جو سارے عالم میں پهیلا هوا هے - اور جنهیں اس دنیا کا نظام قائم هے رهي عادت الهیه ' سنت مستمره اور اصول فطرت کے لقب سے پکارے جاتے هیں -

قرآن کریم سے استدلال

نیز معترضین قرآن کریم سے استدلال کرتے هیں که کوئي واقعه خلاف قوانین فطرت و ضوابط مقرره نهیں هوسکتا خداوند پاک نے خود اسکي نسبت اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا هے :

(۱) انا کل شيء خلقناه بقدر - همنے هر چیز کو ایک خاص اندازه سے پیدا کیا هے -

(۲) و کل شيء عنده بمقدار هر ایک چیز اسکے نزدیک ایک مقدار معین پر هے -

(۳) و خلق کل شی فقدره تقدیرا - هر چیز کو اسنے پیدا کیا اور اسکے لیے مناسب اندازه مقرر فرمایا -

(۴) لا تبدیل لخلق الله خدا کي خلقت میں تبدیلي نهیں هے

(۵) ولن تجد لسنة الله تبدیلا تو خدا کي عادت میں تبدیل نه پائیگا -

(۶) ولن تجد لسنة الله تحویلا خدا کے طریقه کو ٹالتا هوا تو نه پائیگا -

(۷) سنة الله التي قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تحویلا یه خدا کا طریقه هے جو قبل سے چلا آتا هے اور خدا کے طریقه میں تو کچهه تغیر نه پائیگا -

کلام پاک کي ان سات معتبر شهادتوں سے ثابت هوگیا که خلاف فطرت امور کا واقع هونا نه صرف دشوار بلکه نا ممکن اور محال هے - خداوند ذوالجلال کے یه سات قولي وعدے هیں اور جو صحام نظام اُس نے اپني قدرت و حکمت کے موافق جاري فرمایا هے وه اسکا عملي وعده هے - ایسي حالت میں اگر کوئي امر خلاف قانون قدرت تسلیم کیا جائے تو اسکے یه معني هونگے که اُسکا عمل ' قول کے بالکل مخالف هے اور سب سے بڑا الزام کذب و خلف وعد کا عائد هوگا جس سے اسکي ذات پاک مبرا هے " -

یهاں تک هم نے جو کچهه لکها هے - قانون قدرت کي تشریح اور دلائل میں معترضین کا اصلي استدلال هے -

---

خون ناحق

— * —

هر روز ہمارے اخبار اور مسلمانوں کے صفحۂ دهر سے مظالمکے لرزه خیز پرده میں خفیه سازشیں کارفرمي هیں - اگر آپ اس سرسبز سطح کا چپه چپه اوپر کا انکشاف چاهتے هیں تو اخبار خون ناحق کا مطالعه کیجئے - جسمیں سوا مل طرابلس اور اٹلي کے خونیں ڈرامونکو اور ایسي دل هلادینے والي سرخیوں میں پیش کیا گیا هے جسے ایک نظر دیکھنے سے هر دردمند انسان کے بهول بهلیاں میں پهپهر انسان محو حیرت هو جاتا هے - خان بهادر لسان العصر مولانا سید اکبر حسین صاحب جم اله بادي مد ظله فرماتے هیں " جس ناحق بهت عمده مجموعه مضامین کا هے - اس سے ظاهر هوتا هے که دنیا میں اس جنس کي نسبت کیا خیالات تھے - اور مسلمانوں کے دلوں پر کیا گذري تھي - نه که زمانه وه چاهیگا نه یه لوگ وه چاهینگے لیکن هشدار کے روی حالات گذشته کا آیینه دیکھنے " اور بهت سے بزرگوں اور سینکڑوں اخباروں کے تعریفیں کي هیں - لیکنهائي چهپائي میں بقول فاضل

الدیتر الهلال آجکل کي بهتر سے بهتر مطبوعات بهي اسکا مقابله نهیں کرسکتیں ' تقطیع ۲۰ - ۳۰ کلاں - ضخامت ۱۲۸ صفحے - قیمت مجلد ایک روپیه چار آنه غیر مجلد ایک روپیه - ملنے کا پته :—

محمد انوار هاشمي - مدیر مکتبه قادریه

لال کورتي - میرٹهه

ادبیات

جواب شکوہ
کا
اقبال

ساز نیرنگ میں ہر تان نئی ہے میری * طرز آہنگ ہر اک آن نئی ہے میری
رنگ دنیا سے الگ شان نئی ہے میری * آگہی شیوہ ہوں پہچان نئی ہے میری
چشم نظارہ گئی انجمن آرائی ہوں
آئنہ خانۂ قدرت کی تماشائی ہوں

سرمۂ چشم تماشا ہے تماشا میرا * دلکشی حسن ہے انداز ترا میرا
آفتاب فلک قدس ہے ذرا میرا * عقل کل سنتا ہے افسانۂ سودا میرا
رنگ لایا ہے میرا ذوق تکلم کیسا ؟
جرش زن رحمت باری کا ہے قلزم کیسا ؟

شان رحمت کی ادا ! میری شکایت دیکھو * آگئی کام مصیبت کی حکایت دیکھو
مجھسے ناچیز پر اسدرجہ عنایت دیکھو * ہم سخن بندے سے معبود کی قسمت دیکھو
ایسی رحمت کے فدا شان کرم کے صد قے
طرز شفقت کے فدا شان کرم کے صد قے

جب ہوا درد جگر آگئے اب پر نالے * پہنچے تا عرش بریں دل سے نکل کر نالے
خوب جی بھر کے لگائے رے چکر نالے * را ہرو پا کے مجھے بن گئے رہبر نالے
تیز رو ایسے کہ دم بھر میں اثر تک پہنچے
ایک پرواز ہی میں عرش کے در تک پہنچے

سچ ہے ہم تجھسے ترے الطاف کے سائل ہی نہیں * ہو اگر آنکھ تو پردہ کوئی حائل ہی نہیں
ہم کو رونا ہے یہی ہم کسی قابل ہی نہیں * جادہ افروز تو جس دامن ہو وہ دل ہی نہیں
ڈھونڈھنے والے نے جس چیز کو ڈھونڈھا پایا
مصر میں جذب طلب سے مہ کنعاں آیا

پیرو نخجیر عرب دل سے اگر ہم ہوتے * کیوں پریشاں صفت گرد سفر ہم ہوتے
سرمۂ دیدۂ ارباب نظر ہم ہوتے * خسرو رکشور و اقبال و ظفر ہم ہوتے
امت احمد ذی شاں ہیں فقط کہنے کو
کافر آئیں ہیں ' مسلماں ہیں فقط کہنے کو

راہ پر آئیں وہ ہمت ہی نہیں ہے ہم میں * ڈھالیں بتخانے وہ طاقت ہی نہیں ہے ہم میں
سختیاں سہنے کی جرأت ہی نہیں ہے ہم میں * بندہ بن جانیکی عادت ہی نہیں ہے ہم میں
دل میں رکھتے ہیں تو رکھتے ہیں ہجوم العاد
دیں کے پردے جلانی ہے سموم العاد

ناصیہ سائی کے آثار جبینوں میں نہیں * ذکر تک کعبے کا ہم دیر نشینوں میں نہیں
رسم شناسی کے مثالیں سفینوں میں نہیں * داغ الفت جسے کہتے ہیں وہ سینوں میں نہیں
ننگ دارین ہیں ہم امت احمد ہوکر
بندگی شیوہ نہیں بندۂ سرمد ہوکر

وہ نظر ہی نہیں قدرت کا تماشا کیسا ؟ * آنکھ رکھتے نہیں گلشن کا نظارا کیسا ؟
کرتے ہیں بندگی بت ' ترا سودا کیسا ؟ * ہم جو میخوار نہیں ' نشۂ صہبا کیسا ؟
عازم بتکدہ ہیں راہ حرم بھول گئے
تجھسے جو عہد کیا تھا اے ہم بھول گئے

اب نہ وہ ہم ہیں نہ وہ رات کی بیداری ہے * وہ تضرع ہے نہ فریاد ' نہ وہ زاری ہے
جنس نایاب غفلت کی خریداری ہے * گرمش جذب نوائی نئی مے خواری ہے
دل شیدا جو بغل میں نہیں سودا بھی نہیں
سوز الفت جو نہیں داغ تمنا بھی نہیں

جسکو دنیا میں نہ پوچھے کوئی وہ فن ہم ہیں * جس سے بغیہ نہو ' وہ دھرمیں سوزن ہم ہیں
جام ٹوٹے ہوے ' اجڑے ہوے مسکن ہم ہیں * ایک بھی بہول نہو جسمیں ' وہ گلشن ہم ہیں
کوئی مونس نہیں ' ہمدم نہیں ' غمخوار نہیں
ہم ہیں وہ جنس ' کوئی جس کا خریدار نہیں

اب وہ محفل نہیں ' وہ خم نہیں ' وہ جام نہیں * وہ طریقہ نہیں وہ ملت اسلام نہیں
عمل احمد مختار سے کچھہ کام نہیں * یہی باعث ہے ' جو راحت نہیں آرام نہیں
اپنی محفل میں نہیں روشنی شمع ولا
ایک کے دل میں نہیں روشنی شمع ولا

ذرق العباد ہے ' پابند نبی ملت کیسی ؟ * جانتے ہی نہیں ہوتی ہے شریعت کیسی ؟
طرز اغیار پہ مائل ہے طبیعت کیسی ؟ * بے خبر رہتی ہے کرنیں سے غفلت کیسی ؟
فکر امروز ' نہ ہے کچھہ غم فردا ہم کو
قدر ضرورت ہے ' نہ بہبود نبی پروا ہم کو

جتنے عالم ہیں ' عمل سے انہیں بیزاری ہے * زہد کے جسم میں پوشاک ریا کاری ہے
قلب کے مدرسے میں درس حسد جاری ہے * کچھہ دوا جسکی نہیں ' وہ ہمیں بیماری ہے
دل میں ہے شوق صنم ' نام زباں پر تیرا
جب یہ حالت ہے ؟ پھر ہے کوئی کیونکر تیرا

ننگ اسلام ہیں ' جتنے ہیں جہاں میں مسلم * کیسے پابند ہیں زنجیر زباں میں مسلم
محو رہتے نہیں تکبیر و اذاں میں مسلم * روزے رکھتے نہیں ماہ رمضاں میں مسلم
بت پرستی کے خیالات تراویحوں میں
شرکت رشتۂ زنار ہے تسبیحوں میں

وہ خطا کار ' کہ ہم چلتے نہیں راہ صواب * آنکھہ رکھتی نہیں آنکھوں میں ہدایت کی کتاب
کثرت جرم کی پروا ' نہ غم روز حساب * خانقاہوں میں پیا کرتے ہیں غفلت کی شراب
قلب میں داغ محبت کا نہیں ' سوز نہیں
کیا اجالا ہو یہاں شمع دل افروز نہیں ؟

کب ہے ' اسلاف کا دستور ہمارا دستور * ہم میں آزار کی خو ' رحم تھا ان کا دستور
دشمنی اپنا چلن ' انکا تولا دستور * خرد وہ اچھے تھے ' تو اچھا تھا طریقا دستور
عشق کے داغوں سے گلزار تھے سینے اُن کے
تیری توحید کے دفتر تھے ' سفینے اُن کے

اب وہ ایمان ' نہ وہ جوش ' نہ وہ روزہ نماز * آرزو درد زباں ' اور دلوں میں نہ گداز
وہ پرستش کا طریقہ ' نہ وہ انداز نیاز * جانب کلشن معنی نہ وہ شوق پرواز
باغ اندلس میں وہ ' ہاے ! نشیمن نہ رہے
مفہدم ہوگئے مسلی میں وہ مسکن نہ رہے

قوم اسلام میں توحید کی دولت نہ رہی * بادہ آشامی خم خانۂ همت نہ رہی
دل کے آئینے میں تصویر صداقت نہ رہی * وہ محبت وہ مروت وہ حمیت نہ رہی
وہ نمازی میں نہ وہ شوق جبیں سائی ہے
ضعف اسلام کی گھنگور گھٹا چھائی ہے

ایک وہ عہد تھا ' قیصر بھی تھے ' فغفور بھی هم * تابع حکم تھے ' جتنے تھے سلاطین عجم
کبھی ہارے نہ پسر حد کوشش سے قدم * ہر راحت تھا بس اک سایۂ شمشیر درهم
ہر جگہہ جلوہ توحید دکھایا کس نے ؟
قطرہ پایا تر لبے بحر بنایا کس نے ؟

آج اگر حال زبوں ہے ' تو الم کیوں ہے * قلب اقبال ہوا ہے ' تو اچھلنا کیا ہے
دیکھئے باغ اجڑتا ہے ' کبھی پھلتا ہے * تگدل میں ' تو کریں صبر بھی اچھا ہے
جب بہار آتی ہے ' کلیوں کی چٹک کہتی ہے
کب ہمیشہ خلش تنگ دلی رہتی ہے

جناب صاحبزادہ مصطفی خاں صاحب " ہرر "
ہوم سکریٹری ریاست رامپور

مذاکرۂ علمیہ

اسئلۂ واجوبتھا

ریڈیم

(از جناب مولوی علی احمد صاحب از گجرات)

ایک عرصے سے (ریڈیم) کی نسبت یورپ کے رسائل میں مضامین نکل رہے ہیں ' جنسے معلوم ہوتا ہے ' کہ یہ ایک نیا عنصر ہے ' جو دریافت ہوا ہے - حال میں ایک اخبار نے کسی امر' یکن رسالے سے نقل کیا ہے ' کہ اسکی ایک نئی مقدار کسی مشہور ڈاکٹر نے پیدا کرلی ہے - براہ عنایت آپ تحریر فرمائیں کہ یہ کیونکر دریافت ہوا ' اور اسکے خواص کیا ہیں ؟

(الہلال)

بیسویں صدی میں علم الکیمیا کے اکتشافات اسدرجہ حیرت زا ہیں کہ اگر آج سے دو صدی قبل کے واقعات ہوتے تو وہ تخیل انسانی کی فسانہ طرازی سمجھے جاتے - ریڈیم جسکی نسبت آپ دریافت فرماتے ہیں ' ان حیرت زا اکتشافات کی ایک خاص مثال ہے -

(ریڈیم) چند ایسے صفات کا مجموعہ ہے ' جنمیں سے بعض صفات دیگر عناصر میں کمیاب اور بعض نایاب ہیں - اس اجنوبگی کا نتیجہ یہ ہے ' کہ اسکا صحیح تصور بغیر مشاہدہ کے ' ناممکن نہیں تو بیحد مشکل ضرور ہے

امریکہ کے ایک علمی رسالے (میکانک) نامی نے ایسے لوگوں کے لیے ' جنھوں نے ریڈیم کو ابھی نہیں دیکھا ' ایک قریب الفہم و محسوس تشبیہ شائع کی تھی - وہ لکھتا ہے :

" تم تصور کرو کہ تمہارے پیش نظر ایک جنگی جہاز ہے - جہاز کے گرد و پیش میلوں تک ایک قسم کا گیس ' پھیلتا ہوا چلا گیا ہے - جسقدر چیزیں گیس اور اسکے حدود کے اندر ہیں ' انکو یہ گیس ہر چہار طرف سے محیط ہے ' جہاز میں توپیں نصب ہیں ' جنکے دہانے بندوقوں سے ۴۰ ہزار گونہ زیادہ سرعت کے ساتھ ' پیہم گولے برسا رہے ہیں - جہاز میں بندوقیں بھی ہیں جن سے فی ثانیہ (سیکنڈ) ۱۷۵ - میل جانے والی گولیوں کی بڑھ لگی ہوئی ہے - ان گولیوں سے شعاعیں نکل رہی ہیں ' جو خون ' گوشت ' چوب ' استخوان ' بلکہ آہن و سنگ میں بھی نفوذ کر رہی ہیں - راہ میں جو چیزیں حائل ہوتی ہیں ' انکو شعاعوں کے امواج متلاطم تباہ کردیتی ہیں - جہاز کے حوالی میں جو لوگ ہیں ' انمیں کوئی صحیح و سالم نہیں - قریب و بعد کے اعتبار سے کوئی اندھا ہوگیا ہے ' کوئی لنگڑا ہوگیا ہے ' اور کوئی صرف جلگیا ہے -

اس جہاز کو تم اسقدر چھوٹا فرض کرو کہ ایک سوئی کے ناکے سے جہازوں کا ایک بیڑا نکلجائے - (ریڈیم) کے ذرات یہی چھوٹے جنگی جہاز ہیں "

سنہ ۱۸۹۵ ع میں رنٹجن (۱) نے جب اپنے تحقیق کردہ شعاعوں کا اعلان کیا ' تو تمام علمانے ان شعاعوں کا راز دریافت کرنے کے لیے انکا نہایت انہماک سے مطالعہ شروع کردیا - ان علماء میں مرسیر پوانکرے (Pioneare) نامی ایک فرنچ عالم تھا - مرسیر پوانکرے کو یہ خیال آیا ' کہ ان شعاعوں میں اور اس چمک میں (جو ان شعاعوں کی تولید کے وقت پیدا ہوتی ہے) کوئی تعلق ضرور ہے - مرسیو مذکور نے اپنا خیال علما کے سامنے پیش کیا - روس کے ایک عالم (نیوگلاسکی) نے اس خیال پر نہایت توجہ مبذول کی ' اور اس تعلق کی تفتیش کرنی چاہی - (نیوگلاسکی) نے فوٹوگراف کی ایک تختی لی ' اور اس کو ایک سیاہ کاغذ سے لپیٹ کے اس پر شیشے کا ایک مربع ٹکڑا رکھا ' اور اس ٹکڑے پر کیمیاوی چونے کے چند دانے ڈالدیے - دوسرے دن اس نے تختی کو الٹ کے دیکھا تو اس پر سہ گوشہ شیشے کی تصویر کھنچی ہوئی پائی - اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ شعاعیں شیشے کے کناروں پر منعرف ہوجاتی ہیں - ان در واقعات سے وہ حسب ذیل دو نتیجوں پر پہنچا :

(۱) (کیمیاوی چونے) کی شعاعیں کاغذ سے بھی نفوذ کر کے فوٹوگراف کی تختی پر اثر کرتی ہیں -

(۲) یہ شعاعیں رنٹجن کی شعاعیں نہیں ہیں ' کیونکہ اس طرح کا انعراف ان میں مطلقاً نہیں ہوتا -

گو نیوگلاسکی کو یہ معلوم ہوگیا ' کہ شعاعیں رنٹجن کی شعاعیں نہیں ہیں ' مگر تاہم یہ تحقیق نہ کرسکا کہ یہ کون سی نئی شعاعیں ہیں ؟ نیوگلاسکی کے بعد ایک فرانسیسی پروفیسر (بٹرل) نے ان نامعلوم الحقیقۃ شعاعوں کے تجارب شروع کیے - پروفیسر مذکور کو معلوم تھا کہ (اورینیم) جن مادوں کے اجزاء میں شامل ہوتا ہے ' وہ مادے بالخاصہ روشن ہوتے ہیں - اسلیے اس نے اپنے تجارب میں کیمیاوی چونے کے بدلے (جیسا کہ نیوگلاسکی کیا کرتا تھا) اورینیم کے مرکبات دھوپ میں رکھنے کے بعد شیشے پر رکھے -

یہی عمل وہ کئی دن تک کرتا رہا - ایک دن وہ دھوپ میں رکھنے کے لیے تیار تختی کر رہا تھا کہ یکایک ابر آگیا - آفتاب کے چھپ جانے کی وجہ سے ' اس نے تختی ایک ڈبے میں مع اور یرینیم کے نمک کے رکھدی - اتفاق سے ایک ہفتے بعد تختی پر رکھی تھی - کئی دن کے بعد پھر وہ ڈبا اسکو ملا - تختی کو الٹکے جو دیکھتا ہے ' تو اسمیں کنجی کی شکل بنی ہوئی ہے ! یہ حسن اتفاق کی ایک عجیب رہنمائی تھی -

اس واقعہ سے اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا ' کہ فوٹوگراف کی تختی پر (اورینیم) کا نمک تاریکی میں بھی اثر کرتا ہے - اس واقعہ کے بعد سے اس نے تختی کو دھوپ میں رکھنا چھوڑ دیا ' مگر اسوقت تک وہ شعاعیں نامعلوم الحقیقت نہیں - اسلیے اس نے تجارب کا سلسلہ برابر جاری رکھا -

پروفیسر مذکور نے اورینیم کے مختلف نمکوں کا تجربہ کیا ' مگر سب کا نتیجہ ایک ہی نکلا - البتہ ایک نئی بات یہ دریافت ہوئی ' کہ وہ مقدنی شے ' جس سے اورینیم نکالا جاتا ہے ' خود اورینیم سے زیادہ اس بارے میں شدید الاثر ہے - اس انکشاف نے بآسانی اس نتیجے تک پہنچا دیا ' کہ اس معدنی مٹی میں اورینیم کے علاوہ کوئی جزء ایسا بھی ہے جو فوٹوگرافک تختی پر اثر کرنے والے اجزا کے علاوہ ہے -

(۱) رنٹجن مشہور جرمن مکتشف ہے ' جس نے سنہ ۱۸۹۵ میں " شعاع غیر مرئی " کو تحقیق کیا - ان شعاعوں کا خاصہ یہ ہے کہ اجسام کثیفہ اسکے لیے حائل وحاجب نہیں ہوسکتے ' اور ان میں سے گذر کر اپنی روشنی پہنچادیتی ہے - آہنگل جسم کے اندر جسکی حالت آپ روشنی کے ذریعہ دیکھی جاتی ہے - مئہ

اس نتیجہ کی اشاعت ہوتے ہی' علما نے اس جزء کے علحدہ کرنے کی کوشش شروع کردی - اس کوشش میں کامیابی ہوئی اور یہ جزء اسکے محقق اول (پکرل) کے نام سے موسوم کیا گیا -

ان شعاعوں کی بابت یہ بھی تحقیق ہوا' کہ انمیں منجملہ دیگر خواص کے ایک یہ خاصیت بھی ہے' کہ کہربالیت سے بھرے ہوے جسم کو خالی کرسکتی ہیں - اس خاصیت کے دریافت ہو جانے پر ریڈیم کی تحقیق میں بیحد مدد ملی' کیونکہ اب الیکٹرسکوپ کا استعمال ممکن ہوگیا -

(الیکٹرسکوپ) ایک نہایت بسیط آلہ ہے' جس سے کسی جسم میں کہربالیت کے عدم و وجود کے متعلق فیصلہ کیا جاتا ہے - یہ ایک شیشے کا ظرف ہوتا ہے' جسکے منھ پر کارگ لگا ہوتا ہے - اس کارگ میں ایک مسی تار ہوتا ہے تار کے نیچے معمولی طلائی ورقوں سے زیادہ باریک' دو طلائی ورق ہوتے ہیں - یہ آلہ جب کسی ایسے جسم سے لگایا جاتا ہے' جسمیں کہربالیت ہوتی ہے'



چوتھی صدی ھجری کی تحـــریر کا ایک ٹکڑہ
یعنے علامۂ سید (شریف الرضی) المتوفی سنہ ۴۰۶ - جامع کتاب (نہج البلاغہ) کے ہاتھہ کی تحریر' جو علامہ موصوف کے خود نوشتہ نسخہ نہج البلاغہ کے آخر میں موجود ہے -

تو خواہ مقدار میں کتنی ہی کم کیوں نہ ہو' یہ دونوں طلائی ورق اس سے فوراً متاثر ہوجاتے ہیں- انمیں معاً کہربالیت پیدا ہوجاتی ہے' اور ایک دوسرے سے الگ ہوکر کہربائی اثر کا ثبوت قطعی دیدیتے ہیں -

اس اکتشاف کے بعد میڈم (کوری) نامی پولینڈ کی ایک فاضل عورت شعاعہاے پکرل کے مطالعہ پر اپنی توجہ مبذول کی - اس مطالعہ سے میڈم موصوفہ کا مقصد اس مادہ کا دریافت کرنا تھا' جس سے یہ شعاعیں پیدا ہوتی ہیں -

اسٹرومی حکومت نے میڈم موصوفہ کی اس رائے میں ہرطرح کی اعانت کی - وہ عرصہ تک اپنے تجارب میں مصروف رہیں' اور بالآخر ایک نیا عنصر دریافت کرلیا' جو فوٹو گراف کی تختی اور الیکٹرسکوپ پر (اوریانیم) سے بھی زیادہ شدید اثر رکھتا ہے - میڈم موصوفہ پولینڈ کی رہنے والی تھیں - اسی مناسبت سے اس عنصر کا (نام پولینیم) رکھا گیا -

اس عنصر کے اکتشاف کے بعد بھی' میڈم موصوفہ نے عملیات کیمیاویہ کا سلسلہ جاری رکھا - یہاں تک کہ میڈم کوری اور اسکے شوہر نے متحدہ کوشش سے (ریڈیم) کو تحقق کیا -

(ریڈیم) کا سب سے پہلا ذرہ جو میڈم اور پروفیسر کوری نے نکالا تھا' نمک کی طرح کا ایک چھوٹا سا ذرہ تھا - یہ ذرہ تاریکی میں چمکتا تھا' اور اسکی روشنی اوریانیم سے ۱۸ - لاکھہ گونہ زیادہ تھی -

میڈم موصوفہ کا طریق استخراج نہایت دیر طلب و پریشان کن ہے' اور اس طریقہ سے مہینوں کی مرتوڑ کوشش کے بعد کہیں چند ذرے نکلتے ہیں -

ریڈیم اور دیگر معدنیات میں یہ فرق ہے' کہ ریڈیم جلد حل ہوجاتا ہے - اسکی اور دیگر معدنیات کی سرعت انحلال میں وہی نسبت ہے' جو رفتار میں ایک بیل گاڑی کو اکسپریس ٹرین سے ہے -

ریڈیم کی عمر کے متعلق علماء کیمیا کا تخمینہ ہے' کہ وہ ۱۲۱۱ سے زاید ڈھائی ہزار سال تک رہسکتا ہے - اسی بنا پر خیال کیا گیا ہے کہ ریڈیم کسی دوسرے مادہ سے پیدا ہوتا رہتا ہے' ورنہ اب تک فنا ہوگیا ہوتا - مگر وہ مادہ جس سے ریڈیم پیدا ہوتا ہے اب تک غیر معلوم ہے -

دوران تحلل میں ریڈیم سے مختلف رنگوں کی شعاعیں نکلتی ہیں - جو یونانی ابجد کے تین حروف : الفا' بٹا' اور گما' کے نام سے موسوم کی گئیں ہیں -

(شعاعہاے الفا) نہایت چھوٹے ذرات ہیں جو ایجابی کہربائی سے نکلتے ہیں - ان ذرات کی شرح رفتار ۱۵ - ہزار فی ثانیہ ہے - ان ذرات کا حجم ہیڈروجن کے جواہر سے دوگونہ زیادہ ہوتا ہے -

(شعاعہاے بٹا) وہ ذرات ہیں جو سلبی کہربائی سے پیدا ہوتے ہیں - ان ذرات کا حجم (ہیڈروجن) کے حجم سے ہزار گونہ چھوٹا ہوتا ہے' انکی شرح رفتار روشنی کی شرح رفتار کے برابر ہے - یعنی کم از کم شرح رفتار فی ثانیہ ۳ - لاکھہ کیلو مٹر ہے -

(شعاعہاے گما) جسم مشن کی حقیقت رکھتی ہیں -

مار میڈک بکتھل

شئون عثمانیہ

انکا ایک خاصہ یہ ہے' کہ انکی راہ میں جسم کوئی شے حائل ہوتی ہے ' تو اس شے ' اور شعاعہائے بنّا کے تصادم سے ' (شعاعہائے گما) پیدا ہو جاتی ہیں -

ریڈیم سے ایک قسم کا گیس بھی پیدا ہوتا ہے - اس گیس کے خواص کے متعلق اسوقت تک صرف اسقدر معلوم ہوسکا ہے' کہ جو شے اس سے مس ہو جاتی ہے' اسمیں بھی شعاع انگیزی کی قوت پیدا ہو جاتی ہے -

خالص ریڈیم صرف ایک ذرہ ہے' جو میڈم ر پرفیسر (کوری) کی عرقریز کوششوں کا نتیجہ ہے - اسکے علاوہ ریڈیم کی جسقدر اور مقدار ہے' وہ (اکاور) و (برہم) نامی دو عنصروں سے مائی ہوئی ہے -

ریڈیم تمام مادوں سے زیادہ گراں بہا ہے - اسکی گراں بہائی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے ' کہ ایک چھوٹے سے ذرے کی قیمت جو خوردبین کی مدد کے بغیر نہیں دکھائی دیسکتا ' ۵ - ہزار ڈالر ہے -

اس مادہ میں عجیب ترین شے وہ دقائق کہہ‌الے سلبی ہیں ' جنکا اصطلاحی نام (شعاعہائے بنّا) ہے - ان دقائق کی حرکت سے ایک قسم کی برقی رو پیدا ہوتی ہے - تلغراف اسلکی (وائر لیس ٹیلیگراف) کی بنیاد انہی تموجات پر ہے' جو ان ذرات کی حرکت سے ایتھر میں پیدا ہو جاتے ہیں -

اسکی قیمت کی گرانی اور خواص کی عجوبگی سے تاجر و عالم' دونوں واقف ہیں ' اور اگر کبھی ریڈیم کے کسی ذرے کو صدمہ پہنچتا ہے' تو اسکی خبر گھر گھر پھیل جاتی ہے -

فرانس سے ایک صدائے انصاف

— * —

ترکوں کے حق میں

— * —

فرانس کے ایک مشہور اہل قلم اور صحافی (۱) موسیو (جو رینس) نے حال میں ایک مضمون اخبار (لامیتا) میں شائع کیا ہے ' جسکا عنوان (انصاف کا ایک ذرہ !) ہے - ہم چاہتے ہیں کہ اسکا خلاصہ شائع کردیں - وہ لکھتا ہے :

کیا لوگ مجھے اسلیے ملامت کر رہے ہیں' کہ میں عثمانیوں کے ایک گروہ‌وحش اور سچے دوست کی صورت میں ظاہر ہوتا ہوں ؟ افسوس ! صد افسوس !!

میرے لیے اس سے بہتر اور کیا تھا' کہ میں نے زیر دستوں کی طرف اس میلان کے ظاہر کرنے کی جرأت کی ' جسکو میرا سینہ چھپائے ہوئے تھا ؟ یہ کیا ہے' کہ میں کسی طرف سے طاقت اور قوت کے نام پر خروش تحسین کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں سنتا ؟ میرے کانوں میں طامہ ہائے حقوق اور فتح و ظفر کی آواز بازگشت کے علاوہ کوئی آواز نہیں گونجتی ؟ گویا دنیا میں تلوار کی چمک ہی ایک روشنی ہے ' جس سے انسانی نظریں ضیاء اندوز ہو سکتی ہیں !!

میں اس امر سے انکار نہیں کرتا کہ ان الم انگیز و غم خیز واقعات کے (جو ہمارے زمانے میں وقوع پذیر ہوئے ہیں) ناگوار نتیجے کے ایک حصہ کی ذمہ داری دولت عثمانیہ کے کاندھے پر بھی ہے - اسکے علاوہ وہ ایک طویل مدت تک عہد استبداد کا جوا لادے رہی' جس نے اس کو اس سخت پست درجوں تک پہنچا دیا ' اور اسکے قویٰ کو کمزور کر دیا -

مگر عثمانیوں کے شدید ترین دشمن بھی اس امر سے انکار نہیں کرسکتے ' کہ شرف و عزت نفس عثمانیوں کی ایک فطری خصوصیت ہے' پس اگر یورپ میں ذرہ بھر انصاف ہوتا ' تو وہ انکو عصر مبادی جدید کے اقتباس میں مدد دیتا - لیکن یورپ نے اسکے بدلے شقاق و فساد کی تخم پاشی کو ترجیح دی اور سختی کو کام فرمایا ' تاکہ وہ ایسی دلیلیں اور عذر پیدا کرسکے' جنکے ذریعہ سے درشتی و قساوت آمیز مداخلت کے لیے راستہ صاف ہو جائے -

ر یاستہائے بلقان نے اس فرصت اضطراب کو مغتنم شمار کیا' اور بلقانی عیسائیوں کو آزاد کرنے کے دعوے سے بیدزوں کی طرح دولت عثمانیہ پر ٹوٹ پڑ' اسکے جسم کو ان دل یورپ کی موجودگی میں نوچنے لگیں' جن کے امکان میں تھا ' کہ بلقانی عیسائیوں کی خوش حالی کے لیے دولت عثمانیہ سے کوئی ضمانت لے لیتیں - یورپ نے پہلی صوبوں سے جو کچھ لے چکا ہے' اسکے بعد دولت عثمانیہ کے ایشیائی صوبوں کی باری عنقریب آتی ہے - کیونکہ اب یہ بھوکے بھیڑیے اپنے دانت نکالنے وقت مناسب کے انتظار میں بیٹھے ہیں -

دنیا میں کسی عظیم‌الشان قوم کا عالم اقبال سے زوال ہونا دلوں کے لیے سب سے بڑا الم انگیز واقعہ ہے - گو وہ اپنی زندگی میں بعض لغزشوں کی بھی مرتکب کیوں نہ ہوئی ہو - جب ہم تاریخ کی طرف رجوع کرتے ہیں' تو معلوم ہوتا ہے' کہ پرلینڈ کی سلطنت چند لغزشوں کی مرتکب ہوئی تھی ' مگر جس ہی اس نے ہمتیں صرف کرنا اور افتادگی سے اٹھنا شروع کیا ' ویسے ہی اس پر وہ تمام بھوکے بھیڑیے ٹوٹ پڑے ' جو اسکے گرد و پیش گھوم رہے تھے' اور فرانس خوف سے کہ کہیں اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو جائے اس کا جسم نوچنا شروع کر دیا - یہی حالت بعینہ دولت عثمانیہ کی ہے -

اس کے بھی جس ہی گذشتہ زمانہ کے کثافتوں کو اپنے جسم سے زائل کرنے کے لیے دامن جھاڑا ' فوراً سب کے دلوں میں طمع و حرص سرایت کر گئی ' اور اس خوف سے کہ اگر اسکو اپنی پرا گندگی کی فراہمی کا موقع دیا گیا ' تو یہ طالئی فرصت ہاتھہ سے نکلجائے گی ' ایسمیں (با ایں ہمہ دیرینہ عداوت و بغض) سازشیں شروع کردیں - لیکن بہر حال میں اس سیاست کو سخت ناپسند کرتا ہوں ' کیونکہ یہ اس سنگ دلی کے قریب اور ان پست مطامع کی علامت اور نتیجہ ہے ' جو تمام عالم پر چھائی ہوئی ہے -

افسوس ! انسانیت پسند جماعت اور سوشیلزم خواہشوں کا بازو اسقدر قوی نہیں ہے کہ ان مطامع سافلہ ' قساوۃ سبعیہ ' اور خدع رفریب کے مقابلہ میں کھڑی ہو سکے -

انسان کے لیے سخت مشکل ہے' کہ وہ حماقت و بیحیائی کے آسدرجہ کا امور کرسکے' جو مسئلہ مشرقی کی نسبت یورپ میں حالات کی رفتار کو بدلنا کر رہی ہے - صرف یہی مسائل انصاف سے خالی

(۱) اردو زبان میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو انگر ے کی جگہ
بستعمال کیا جاسکے ' اور ان لوگوں کی نسبت کہا جا ے اقدر
نہیں ہیں ' لیکن مستقل طور پر مضمون نگار ہیں امعارج کے
لوگوں کو " صحافی " کہتے ہیں - جو بہت جلد سا ی مضایقہ
ہیں اگر اردو میں بھی یہ لفظ رائج ہوجائے -

نہیں ' بلکہ تمام مسائل کی ایسی ہی حالت ہے - انمیں ایک مبدء اساسی بھی ایسا نہیں ملیگا ' جو انکے خیالات کی ضلالت پر نگراں یا مسلط ہو -

ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ ایک طرف تو ایک اسلامی شہر (ادرنہ) کو درلست عثمانیہ سے ذرا دھمکا کے چھین لینا چاہتا ہے - دوسری طرف جزائر ارخبیل کو یونان کے ساتھ ملانے کے لیے جنسیت کے حقوق کو ذریعہ قرار دیرہا ہے -

خلاصہ یہ کہ یہ غلط سیاست اعتدال و تفکر اور انصاف سے بالکل خالی ہے - پس اگر بلقانی رکلا اس عظیم الشان ہولناک تساہل کی قدر کرتے ' جو عثمانی رکلا نے دوران اجلاس کانفرنس میں ظاہر کیا تھا اور صلحنامہ پر دستخط کر دیتے ' تو مقدونیہ ' ایدرس ' کریٹ ' اور البانیا اور ترجنا کا ایک حصہ انکے قبضہ میں باسانی آجاتا - ریاستہاے بلقان کے لیے یہ مناسب تھا کہ رومانیا کی مداخلت کا خوف نہ کرتیں ' اسلیے کہ اس ریاست کے لیے یہ نہایت مشکل ہوتا کہ اختتام جنگ کے بعد تلوار علم کر کے غنیمت میں اپنا حصہ بزور حاصل کرے -

" اسلام جزیرہ نماے بلقان پر خیمہ زن تھا " یہ ایک افسانہ ماضی ہو جاتا اگر ریاستہاے بلقان ' جو کچھ انکی قسمت میں تھا ' اس پر راضی ہو رہتیں - اس صورت میں کام کرنے کے لیے انکے سامنے ایک وسیع میدان تھا - خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ باشندگان شہر کی ایک جنسی ان قرتوں کے مادے کا سرچشمہ تھی ' جنھوں نے اسکے لیے دولت عثمانیہ پر حملہ اوری کا راستہ تیار کردیا -

بلاد عثمانیہ کی حالت اسکے بالکل برعکس ہے - کیونکہ وہ متعدد متضاد اقوام پر مشتمل ہیں - جنکے جنس اور عقائد ایک دوسرے سے مختلف ہیں - اور اب کل مقدونیہ ' تراقیا ' سلانیک ' مناستر ' اسکوب ' میں آباد ہونے والے متعدد عنصروں نے باہم اتحاد کی مہم ' بلغاریا ' سہ رویا ' اور یونان کے کاندھوں پر راہ دی ہے - یقیناً یہ مہم اپنی نوعیت میں سخت ہوگی ' جسکی سختی ان شہروں کے الحاق سے بے انتہا بڑھجائیگی ' کیونکہ انکی آبادی کا اکثر حصہ مسلمان ہے -

بلقانیوں کی قدرت میں یہ بات تھی کہ وہ ان امور کو سمجھتیں - یورپ کو لازم تھا کہ وہ چشم انصاف سے ان قربانیوں کو دیکھتی جو عثمانی برداشت کر رہے ہیں ' اور بلقانیوں کے ان غلو امیز مطامع کو لم کرنے کے لیے مداخلت کرتا - مگر اسکے بدلے ہم ان درندوں کی سی آوازیں سنتے ہیں ' جو اپنی زبان حال سے کہہ رہے ہوں : " ہمیں تو اپنے پیٹ بھرنے ہی سے رغبت ہے اور بس "

مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ بلقان کے بھیڑیوں کی دماغی قوت انکے دانتوں میں منتقل ہوگئی ہے ' اور یورپ کے دماغ پر فالج گر گیا ہے ' جسکی وجہ سے وہ بے سوچے سمجھے ان بلقانی بھیڑیوں کی صداے بازگشت کو دہرا رہا ہے ' حالانکہ انکی حرص کا پیٹ اتنے ممالک کے ملجانے پر بھی نہیں بھرا .....

یورپ کو جنگ عام کا خوف ہے ' مگر یہ اسلیے کہ وہ اس سیاست بوریی نہیں کرنا چاہتا ' جسکی بنیاد عدل و اعتدال پر ہو اور جسمیں تعصب کی آواز پر بے چوراہے کی بھیڑوں کی طرح دوڑنے کے بدلے ' عقل و فہم ' مظلوموں کی دستگیری ' اور حریصوں کی طمعرانیوں کو روکنے کے اصول کی پیروی کی گئی ہو -

انگلستان اور اسلام

(٤)

ایک حق پرست انگریز کی چشمی ٹائمز لندن کے نام

ان معلومات سے جو مجھے اور نیز اکثر اشخاص کو موصول ہوئے ہیں ' یہ معلوم ہوتا ہے ' کہ مقدونیہ میں ناجائز حملوں کے رسائل عملی طور پر ترتیب دیے گئے اور یہ ' کہ بہت سے بے گناہوں پر نہایت ہیبت ناک قتلہاے عام عمل میں آئے -

گذشتہ آخری ایام میں مرد ' عورتیں ' اور بچے قتل کیے گئے ' اور اب تک یہ وحشیانہ عمل جاری ہیں بلکہ روز افزوں ' جنکا مقصد اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو فنا کردیا جاے -

چنانچہ ان ہولناک واقعات سے بھاگنے والے مہاجرین کی تعداد کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انکی تعداد نصف ملین نفوس سے زیادہ ہے - اگر یہ معلومات صحیح ہیں (جیسا کہ میرا عقیدہ ہے) تو یہ واقعات دنیا کے ہولناک ترین واقعات ہیں ' جو اس زمانہ میں مسیحیت کے نام سے عمل میں آئے ہیں !

میں وہ آخری شخص ہوں جو جنگی کار روائیوں میں انسانیت کی مرعات کا منتظر ہے مگر یہ کار روائیاں (نظائع و مظالم) جنگی کار روائیوں سے بالکل بے تعلق ہیں -

انگریزی حکومت اس مسئلہ کی اہمیت کو کم کرنا چاہتی ہے اسکی اس خواہش نے اسی قدر لوگوں کے غیظ و غضب کو زیادہ ابھارا ہے ' جسقدر کہ مظالم کی بری خبروں کی اشاعت ہوئی ہے علی الخصوص وہ لوگ ' جو میری طرح خیال کرتے ہیں کہ انگریزی سیاست کے ستونوں میں سے ایک ستون عیسائیوں اور مسلمانوں کے حسن تعلقات کی ترقی ہے -

جب ہم اس جوش و خروش کو یاد کرتے ہیں جو ان خونریزیوں کے یہاں پیدا کردیا تھا جنکے ارتکاب کرنے والے چند کروز وحشی البانی تھے ' تو مقدونیہ میں ان ہولناک و بدترین واقعات پر خاموشی ' جن سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ' تمام دنیا کے مسلمان کے ساتھ ایک سخت اور کھلی ہوئی بد سلوکی ہے -

مقدونیہ میں فتح بلقان سے قبل کتنے مسلمان تھے ؟ اور آج کتنے ہیں ؟

یہ کیا عذاب علیم ہے جو ان بدبخت ستم رسیدہ مخلوقات پر نازل کیا گیا ہے ؟ یہ کیا ستم ہے کہ ہزاروں مرد اور عورتیں نہایت بے رحمی کے ساتھ زندہ دفن کردیے گئیں ؟ کیا یہ مظالم ان ترکی باشی بزوقوں کی کار روائیوں سے سخت تر نہیں ہیں ' جن پر گذشتہ زمانہ میں تمام یورپ اتھہ کھڑا ہوا تھا ؟

کیا بلغاری عہدہ داروں نے ان بدبختوں میں سے کسی ایک شخص کو پھانسی دی ؟ (ناظرین کو غالباً یاد ہوگا کہ ہمیشہ ایسے موقع پر حکومت عثمانیہ نے یورپ کے صداے سرزنش طلبی کے جواب میں لبیک کہا اور مجرموں کو سخت سزائیں دیں اور اگر اصلی مجرموں کا پتہ نہیں چلا تو یورپ نے نا کردہ گناہ لوگوں کو سزا دینے پر مجبور کیا - الہلال)

بیشک مسیحیت اور اخلاق کا شرف یورپ سے ان مظالم کی کامل تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے ! بیشک اس قسم کی تحقیقات اور ان حکومتوں کو تنبیہ ' جن کی رعایا ان نظائع کے مرتکب ہوتی ہے ' عالم اسلامی کے تعصب کی تاریکی دور کرنے اور مسیحیت کو انظار مسلمین میں خوش امید بنانے کیلیے ہزاروں مشن کی جماعتوں سے زیادہ مفید ہوگی -

مراسلات

مصر کی ڈاک

موجودہ وزارت کی پالیسی

تصریحات وزیر اعظم

وزیر اعظم کا خیال ہے :

(۱) آیندہ سے ممالک عثمانیہ کا نظام حکومت لامرکزی ہوگا - یعنی تمام ممالک چند حصوں پر تقسیم کیے جائینگے - ہر حصہ چند ولایات پر مشتمل ہوگا -

(۲) حکومت اجنبی مفتشوں (انسپکٹرس) سے مدد لیگی - مرکزی حکومت و ولیٰ تمام بڑے بڑے منطقوں میں ہر مشیر کے ساتھ ایک اجنبی مفتش اور ہر منطقہ میں ایک مفتش عام ہوگا -

(۳) تمام ولایات میں زراعتی بنکوں کے قائم کرنے کے متعلق قانون وضع کیا جائیگا -

(۴) امپیریل عثمانی لیجاٹیوں کی - زراعتی کانفرنس وغیرہ کے ایسے معاہدے ہونگے -

---

ان تمام عثمانیوں اور جن کی عمر ۲۹ - اور ۴۵ - کے درمیان ہے' شریک جنگ ہونے کا حکم دیا گیا ہے -

---

اتحادیوں نے ایک انجمن باسم "جمعیت دفاع وطنی" قائم کی ہے -

(کامل پاشا) پر مزاج گرا ہے - حالت خطرناک ہے -

(ناظم پاشا) کی طرح (کامل) پاشا بھی مارڈالا گیا ہوتا - مگر اطال الطرابلس (عثمانی افسر) نے اسکو اپنی لاری میں بٹھا کے گھر تک پہنچا دیا اور عثمان ہر چند سپاہیوں اور ڈاکٹروں کو لیکر آئے -

---

ایک عثمانی نامہ نگار لکھتا ہے

اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ دولت عثمانیہ کی مالی حالت بیان در حقیقت اتنی ہی خراب ہے جتنی کہ انگلش اور یورپ کی خبروں سے معلوم ہوتی ہے ؟ واقعہ یہ ہے کہ دولت عثمانیہ کی مالی حالت خواہ اتنی ہی خراب تسلیم کیجائے مگر اتنی خراب تو ہرگز نہیں ' جتنی خراب مشہور کرنے کی کوشش انگلستان اور فرانس نے دارالسلطنتوں سے کیجارہی ہے اور انگلستان کی مالی حالت سے تو بہر حال بدرجہا بہتر ہے - ہاں یہ صحیح ہے کہ اس کو ائتلاف مذاہب سے جسطرح زاے اور کرنی مدد مل رہی ہے ' اسطرح روس سے مالی مدد بھی ملیگی اور انگلستان اور فرانس خاموش رہینگے کیونکہ انکو اسلام کے دیرینہ دشمن روس کی دوستی اور خاطر داری مسلمان رعایا کی خاطر داری سے زیادہ عزیز ہے -

دولت عثمانیہ کو مسلمانان مصر و ہندوستان کی طرف سے پیش قرار مدد مل رہی ہے ' چنانچہ وزیر اعظم نے مجھسے بیان کیا کہ اسوقت مصر سے ۳۰ لاکھ گنی (۳ کرور پچاس لاکھ روپیہ) موصول ہوچکی ہے - ہندوستان سے بھی مبلغ خطیر موصول ہوچکا ہے اور ہورہا ہے - پس اگر مسلمان اپنے اسلامی مرکز کی مدد جاری رکھینگے تو انکو اسکی مالی حالت سے اسقدر مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں جسقدر مایوس کرنے کی کوشش لندن اور پیرس کررہے ہیں -

الموید کے نامہ نگار کی چٹھی سے معلوم ہوتا ہے :

چنلجا اور گیلی پولی کے درمیان اسوقت دو لاکھ پچاس ہزار فوج سے کم نہیں - اس فوج کا قوام لازی ' کردی ' عربی ' اور ترکی عناصر سے ہے جنھوں نے عہد کیا ہے کہ یا موت ہے یا فتح - اس فوج کے ساتھ ہی توپیں بھی ہیں جو حال میں جرمن سے منگوائی گئی ہیں رسد کا سامان بھی معقول ہو گیا ہے - مخالف نوجوان ترک جیسے بطل الطرابلس اور بے و فتحی بے وغیرہ کے آجانے سے فوجوں میں ایک غیر معمولی جنگی جوش پیدا ہوگیا ہے -

اعلان

عظم الله اجورنا و اجورکم بمصابنا بعلي بن موسى الرضا عليه السلام

۲۸ - صفر سنہ ۱۱ ہجری سے ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۰ ہجری تک جو واقعات آل محمد علیہم السلام پر گذرے انکو آجتک نہ کوئی بھولا ہے نہ بھول سکتا ہے علی الخصوص اُن دو مظلوموں کے دل خون ان واقعات جو دنیا سے رخصت میں مہمان بلاکر عالم غربت میں افتراے بیدینی سے قتل کیے گئے اور بعد قتل و دفن انکے قبور مقدسہ سے بھی وہ سلوک کیے گئے جنکی یاد میں زمانہ کی آنکھیں ہمیشہ خون کے آنسو روتیدگی - حسین بن علی اور علی بن موسی الرضا علیہم السلام جن میں سے ایک اولاد پر دغا کے مہمان ہوا اور دوسرے بنی معاویہ کے ظلم سے تین دن کے بھوے پیاسے کربلا کے جنگل میدان میں شہید ہوا بے غسل و کفن آسی سرزمین میں دفن ہوے اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد متوکل عباسی کے ظلم و ستم سے انکی قبر انور بھی کھودنے کا حکم دیا گیا اور دوسرے کو مامون رشید عباسی نے مہمان بلاکر زہر دغا سے شہید کیا اور اس تہذیب کے زمانہ میں روسیوں کے ظلم و ستم سے اس قبر شریف پر گنبد نما جو کیفیت پیدا ہوا کوئی شخص یقین کرسکتا ہے کہ کوئی مسلمان کسی وقت اس ظالمانہ کاروائی کو فراموش کرسکتا ہے یا زمانہ کا ظالم ہاتھ بھی ان واقعات کے گہرے نقوش کو اہل ایمان کے دلوں سے محو کرسکیگا ہرگز نہیں ! دنیا جسوقت تک باقی ہے اس وقت تک نہ حسین بن علی کی مظلومی اور بے وطنی کے ظلم فراموش ہوسکتے ہیں نہ علی بن موسی الرضا کی بیکسی اور مامون و سلطنت روس کے مظالم سہو محو ہوسکتے ہیں - مجھے ان واقعات کے یاد دلانے کی کوئی ضرورت نہ تھی لیونکہ گذشتہ ربیع الثانی سے ہر اہل ایمان کا دل مظلوم رضا کے نے امن ہوجانے سے اس درجہ بیچین ہو رہا ہے کہ کسی وقت ان واقعات کی یاد دل سے محو نہیں ہوتی لیکن آل انڈیا شیعہ کانفرنس کی مرکزی کمیٹی نے جو رزولیوشن سالگذشتہ پاس کیا تھا آسکی تعمیل میں یہ یاد دہانی البتہ میرا ایک فرض تھا جو اس مختصر تحریر کے ذریعہ ادا کرکے جمیع مومنین سے التماس ہے کہ ۱۱ - ربیع الثانی کو اپنے اپنے مقامات پر غریب الغربا امام رضا علیہ السلام کی مجالس عزا برپا کریں اور باہم ایک دوسرے سے رسم تعزیت ادا کرکے ارواح طیبہ حضرات معصومین کو شاد کریں -

الـــــــــــــــــوداع الی الخیر

خادم قوم السید علي غضنفر عفي عنه

ناموران غزوۂ بلقان

عثماني جنگي جہـــاز " باربروس "

— * —

بحر مارمورا میں ترکوں کا بحري کارنامہ

— * —

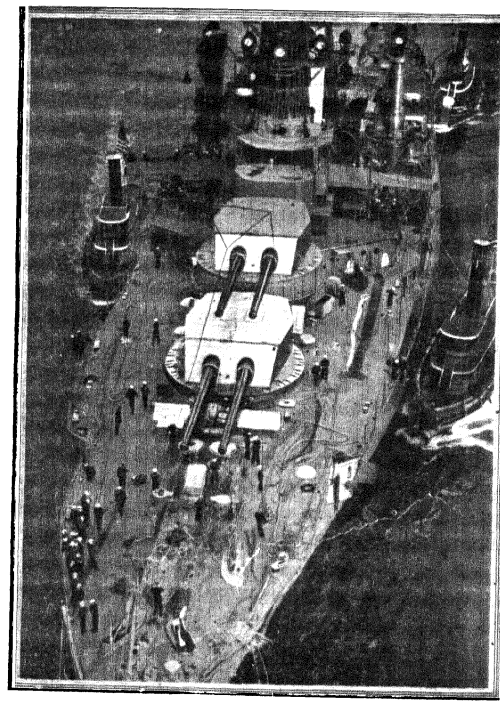
پچھلے نمبر کے ساتھ " چنلجا لائن " کا جو نقشہ شائع ہوا ہے اسکو پیش نظر رکھیے -

عثماني جنگي جہاز " باربروس " جو عظیم الشان بحري فاتح : (خیر الدین باربروس) کے نام کے ساتھ تاریخ عثمانیہ کے گذشتہ بحري کارناموں کو یاد دلادیتا ہے - آپکے سامنے آیا ہے -

" چنلجـــا لائـن " کے مخدوش بائیں حصے کو ' یہي جہاز ہے ' جس نے اپني ساحل کي آتش افشانیوں سے بلغاریوں کے لیے سد سکندري بنا دیا -

۲۸ - نـومبـر کي رات موت و ہلاکت کي ایک عظیم الشان رات تھي ' جبرقي سرعت سے چھوٹنے والي مشین گن کے گولوں ' گولیوں کي بے ہم بارش اور دس ہزار آہن پوش انسانوں کے فیصلے کن عزم کے ساتھ نمودار ہوئي -

ایک بلغاري حملہ تھا ' جو (ڈایدن) کي پہاڑیوں کو عبور کرکے ' مغربي جانب سے چنلجا لائن کے ابتدائي خطوط کو مسمار کردینا چاہتا تھا -



عثمانی جنـگي جہاز : " باربروس " کے بالائي حصے کا ایک منظر

یہ حملہ بالکل اچانک کیا گیا ' اور بلغاري افسروں نے پورا عزم کرلیا تھا کہ کسي طرح " چنلجا " لائن کو ایک خفیف سا نقصان بھي پہنچا کر ' اپني فتوحات کے جغرافیے کو وسیع کرلیں -

مغربي پہاڑیوں تـک دشمن کا پہنچ جانا بہت خطرناک تھا - زیادہ تر اسلیے کہ یہاں ساحل کے عثماني بیڑے کي زد بآساني نہیں پہنچ سکتي تھي ' لیکن ساحل کیولیے یہاں کے نشانے بہت خوف ناک تھے -

بلغاري حملے کے نمودار ہوتے ہي ترکي قلعہ کي باٹري نے جواب دینا شروع کردیا ' مگر اب یہ اچھا مؤثر کارروائي نہ تھي ' کیونکہ دشمن معرکے حصے تک بڑھ آیا تھا اور قلعہ کي ضرب اسکے لیے صحیح نشانہ نہیں ہوسکتي تھي -

یقیناً یہ حالت نازک تھي -

دشمن آگے تو نہیں بڑھ سکتا تھا ' لیکن اگر وہاں زیادہ عرصے تک قائم و قابض رہجاے گا ' تو ترکي قلعہ ' ساحل کي آبادي ' اور خود ساحلي بیڑے کو سخت نقصان پہنچانا اسکے اختیار میں ہوگا -

وہ قصبہ اور سامنے کے پہاڑ کے درمیاني پل کا راستہ اپني گولہ باري سے بند کردیگا ' جسکا نتیجہ یہ نکلیگا کہ ترکي فوج اپنے حملے کے ایک بہترین راستے کو کھودیگي -

* * *

وقت نازک اور فرصت قلیل تھي - صرف ایک ہي علاج باقي رہگیا تھا اور وہ ساحل کے جنگي بیڑے کے ہاتھ تھا ' یعني بعیر ایک لمحہ کے ضائع کیے ' فوج کا ایک حصہ مع توپخانے کے ساحل پر اتار دیا جاے اور وہ پل کو عبور کرکے دامن کوہ میں پہنچ جاے - اس ترکیب سے دشمنوں کے گولوں کا جواب ممکن ہوجاے گا -

مگر ایسا کیونکر ہو ؟ جنگ آگ اور دھوئیں کا کھیل سہي - لیکن پھر جلتي ہوئي آگ میں تو کوئي انسان کود نہیں جاتا ؟ جو فوج ساحل پر اتریگي ' اسکے سروں پر گولوں کي بارش ہوگي ' جو مٹھوں کي رفتار کے حساب سے چھوٹ رہے ہیں - چاروں طرف پھٹنے والے گولوں کے مہلک آلات ہونگے جو آگ اور دھوئیں کي فضا کے اندر پھٹ پھٹ کر زندگي کي علامات زمیں سے محو کررہے ہیں !

ساحل کي زمیں یکسر موت و ہلاکت ہے ' پھر روح اور خون رکھنے والا کون انسان ہے جو اپنے تئیں اسکي آغوش میں سپرد کردیگا ؟

* * *

" اس زمین کا ہر ذرہ اپنے طابعداروں سے قربانی چاہتا ہے - عثمان اول کی نسل نے نہیں معلوم آٹھ سو برس سے اندر زندگی اور خون کی کتنی قربانیاں کر کے ان درجوں کو خریدا ہے آج بھی اسکی مٹی ہم سے بھی مانگتی رہی - جو ہمیشہ مانگتی رہی - پھر کیا ترکی اسلام کا فرزند ہے جو اسکو - دان دے ؟ "

یہ جوش اور خود رفتگی کا ایک شعلہ تھا ' جو لفظوں کی صورت میں جہاں " دار برس " کے کیمپوں (خیموں) کی زبان سے نکلا اور سارا ترکی فضاے تاریک میں قومی قربانی اور قومی فرض کی ایک نئی روشنی نمودار ہوئی '

وہ اسکے بالالی تعجب پر ہوا تھا - جو ترکی تمام روشنی کل اردی کئی تھی تاکہ دشمنوں کو نقل و حرکت معلوم نہ ہوسکے - لیکن ابھی ابھی ساحل پر پھلے والے گولوں سے روشنی پیدا ہو اور (خیموں) کے چہرے کو نمودار دیدینی تھی - آج کی دہشت انگیز تاریکی میں دشمنوں کے گولوں کے اندر سے آگ نکلتی تھی ' اور اسکا دل بھی ایک آتشکدہ تھا -

مگر جو شعلے اسکے منہ سے نکل رہے تھے انکی روشنی خاموش تھی '

* * *

ایک سکنڈ کے بعد اس نے پھر تقریر شروع کی ' اسکے ساتھی سپاہیوں کی صفیں خاموش ہوتی تھیں -

اس نے کہا

" دشمن ساحلے کی پہاڑیوں پر پہنچ چکا ہے - اگر ہم گھنٹے اسکو اور مہلت دی گئی ' تو وہ اسپر پوری طرح قابض ہوجائے گا - وہاں اسکے توپخانے قائم ہوجائیں گے ' اور پھر ہمیں معلوم اسکو وہاں سے ہٹانے کیلیے اتنی ترکی قربانیوں کی ہمیں ضرورت ہو ؟ نہیں معلوم پھر کتنی ترک عورتوں کو بیوہ ہونے پڑے ؟ کتنی شیر خوار بچوں کو داغ یتیمی سہنا پڑے ؟ کتنی آنکھیں پل بدلتی جائیں ' اور کتنے خونوں کے سیلاب نہیں ؟ لیکن اس وقت صرف چند مقدس لاشوں کی ہمیں ضرورت ہے ' جو قوم کو زندہ رکھنے کیلیے مرنا گوارا کرلیں ' اور اسطرح ایک سخت آنے والی ہلاکت سے اپنے بھائیوں کو محفوظ کردیں - صرف ایک ثبوت اور سر آدمی ! یہی چیز ہے ' جو آٹھ سو برس کی " تاریخ عثمانی " آج ہم سے مانگتی ہے - اگر ہم کسی طرح ساحل پر اور انکی توپوں کا جواب دینے لگے ' تو یقین ہے کہ وہاں قائم نہ رہسکیں گے ' اور پھر دل کو کسی بڑے حملے کی بربادی ہمارے فوج کو گوارا نہیں کرنی پڑیگی - ..... سب سے پہلے میں خود اپنا خون پیش کرتا ہوں ! "

* * *

یکایک " دار برس " کو کے عظیم الشان ہیکل ایک خفیف سی جنبش ہوئی ' اور فوراً اشتیاق سمندر میں ڈالدی گئیں - سو آدمیوں کی یہ ایک مختصر جماعت تھی ' جس نے ساحل کی طرف بڑھنا شروع کردیا -

سامنے سے گولوں کی انگارہ بارش ہو رہی تھی ' اور پھٹنے والے گولوں کی آتش افشانیوں سے تمام ساحل ایک فضاے آتشیں ہو رہا تھا ' مگر یہ اشتیاق بے خوف و خطر جارہی تھیں - پھر کیا ان کشتیوں میں انسان نہ تھے ؟

انسان تو تھے ' مگر وہ انسان ' جنکو اپنی زندگی سے بڑھکر قوم و ملت کی زندگی عزیز ہے - پس رہ جاے تھے ' تاکہ خود مرجائیں لیکن اپنی قوم و ملت کی عزت کو زندہ کردیں !

ساحل تک پہنچنے سے پہلے ایک کشتی کو گولہ لگا اور غرق ہوگئی صرف تیں کشتیاں ساحل تک پہنچیں ' اور ۷۵ - سپاہیوں نے آرام پل کر عبور کرنا چاہا - ۱۵ - راہ میں گولوں سے آورگئے - اب صرف ۶۰ - شخص باقی تھے -

آنہوں نے دامن کوہ کے قریب پہنچتے ہی ایک زلزلہ انگیز نعرۂ تکبیر بلند کیا ' اور بجلی کی سرعت سے پہاڑ پر چڑھنا شروع کردیا - بائقاری اس خیال میں تھے کہ ترکوں کی ہشیاری سے پہلے ہم اوپر تک پہنچ چکے ہیں اور اب اتنا باہر نکلنا محال ہے - لیکن اس نا گہانی آواز نے انکے ہوش و حواس پراگندہ کردیے ' اور ہر شخص یہ سمجھنے پر اختیار ہوگیا کہ " ترکی فوج پہاڑ تک آگئی " -

* * *

۶۰ - آدمیوں میں سے صرف ۱۷ - آدمی اوپر تک پہنچ سکے - آنہوں نے تمام پہاڑیوں اور دشمنوں سے خالی پایا ' کیونکہ انکے پہنچنے سے پہلے وہ مورچیں چھوڑ کر بھاگ چکے تھے !

* * *

صبح کو (خیموں) کو جنلیجا کے فوجی شفا خانے میں پہنچا دیا گیا ' کیونکہ اسکا تمام جسم زخموں سے چور تھا -

وہ زندہ رہا ' لیکن اگر وہ زندہ نہ بھی رہتا ' جب بھی وہ زندہ تھا !

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

—:⁂:—

(۱۲)

	پائی	آنہ	روپیہ
جمال الدین صاحب کھاوہ	-	-	۱
محمد جمیل صاحب موضع مروری ضلع گیا	-	-	۲
عبد الحق حسنی صاحب کولوہ	-	-	۸
سید محمد علی صاحب شاہجہانپور	-	-	۵۶
احمد حسن صاحب - بمبئی	-	۸	۱
احمد حسین صاحب مالگن	-	-	۱۰
ابو رحمت اللہ صاحب تھانیدار	-	-	۵۰
سید ابو احمد صاحب شاہجہانپور	-	-	۱۰
بذریعہ مظہر الحسن صاحب :—			
عبد الحی احمد صاحب طالب حسن صاحب	-	-	۲
احمد علی وصی احمد صاحب	-	-	۲
علی الحسان الحمی صاحب مرحوم	-	-	۱
بذریعہ مولوی عبد الرافع صاحب ہلدا نورے :—			
اعلم بخش صاحب	-	۸	۱
ولی محمد صاحب	-	۹	-
ہدا بخش صاحب	۹	۲	۱۰
امیر صاحب	-	۲	-
عالم صاحب	-	۲	-
اعلم کریم بخش صاحب	۳	۲	-
بذریعہ مولوی محمد عبد الحق صاحب آروی :—			
مولوی محمد عبد الحق صاحب آروی	-	-	۱
مولوی عزیز صاحب آروی	-	-	۱
مولوی صدیق صاحب جہانوی	-	-	۱
منشی عاشق مولوی صدیق صاحب جہانوی	-	-	۱
مولوی عبد الحق صاحب بجنوری	-	۸	-
ایک بزرگ از اللہ باد بنام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں	-	-	۱
بذریعہ مولوی شمس الدین احمد صاحب - مارواڑ روڈ :—			
باقی بیس عدد پیکٹوں کی - دو عدد کم ہونے - نقد	-	-	۲۷۵
میزان	۲		۵۲۶
میزان سابق	۶		۱۱۶۵۷
میزان کل	۶	۴	۱۲۱۸۳

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Ptrg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض: جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو - منہ کا ذایقہ خراب رہتا ہو - رات کو کم خوابی ستاتی ہو - اعضاء شکنی - لاغری جسم - ضعف منہانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سر چکراتا ہو - سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو - تمام بدن میں یبوست کا غلبہ رہتا ہو - ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجاے اور پھنسے پانی کو جی نہ چاہے - معدہ میں جلن معلوم ہو - بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضاے رئیسہ کمزور ہوجائیں - رقت - سرعت انزال کمی باہ کی شکایت دس بدن زیادہ ہوتی جاے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے - جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجۂ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں - ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے - دنبل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے - جب کسی کو کاربنکل ہو تو اُسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کر لینا چاہیے - اس راج روگ سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مر چکے ہیں -

مرض کی تشریح اور ماہیت: ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شبانہ روز کی محنت ہے بعض دفعہ کثرت جماع - کہنہ سوزاک اور کثرت اندزال کا باعث ہوتا ہے - صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ منہانہ کے ریشہ وغیرہ پاے جاتے ہیں - کبھی ابتداے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے -

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج روگ کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ - شیرینی - چاول ترک کردو - وزنہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ روگ درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں - جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہوسکتا - یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قواء اور جملہ امراض زدیہ سے محفوظ رکھتی ہیں -

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے - جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے - یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے -

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لیے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور سدھا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرنے کے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے کھوئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے - آنکھوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں - جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں - ہاضمہ بول - ضعف منہانہ - نظام عصبی کا بگاڑ - اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہو جاتے ہیں -

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خان - ٹالپر والی ریاست خیرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی -

محمد رضا خان - زمیندار موضع چٹہ ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا - دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجاے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے -

عبد القدیر خان - محلہ غرقاب شاہ جہان پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خان صاحب اور محمد تقی خان صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفیعہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں -

پتہ بـــ

عبد الوہاب قینچی کلکٹر - غازیپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہوں - بجاے ۳ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے -

سید زاہد حسن - قینچی کلکٹر الہ آباد — مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا - بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا - قوت مردمی جاتی رہی - آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے -

رام ملائن پوسٹماسٹر جنرل — پیشاب کی کثرت - جاتی رہی - مجھ کو رات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا - آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی -

اِنکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں -

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں - ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دارو خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آنہ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دور ۲ درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

افیم چانڈو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے آرام - دو روپے

روغن اندمال

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے بھگندر - خنا زیرے کھاۃ - کاربنکل زخم

حب دافع

زردی چہرہ - کمزوری - ضعف جگر دو ہفتہ دو روپے

برأ لساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع در دکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی - خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ مسیرہ کرامانی

مقوی بصر - محافظ بدائی - دافعہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء سرخی - ضعف بصر وغیرہ * قیمتہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

اطلاع - ڈاکٹر ایس - کے برمن کي خوبصورت تصویردار کانوري جنتري سنه ۱۹۱۳ع کي متفرق جگهه کي دس شریف آدمیوں کا نام اور پته لکهنے پر بلا قیمت و محصول بهیجي جاتي هے -

عرق پودینه

ولایتي پودینه کي هري پتیوں سے یه عرق بنا هے اسکا رنگ پتي کے رنگ کاسا هے اور خوشبو بهي تازي پتیوں کي سي آتي هے یه عرق ڈاکٹر برمن کي صلاح سے ولایت کے نامي دوا فروش نے بنایا هے ریاح کولیے نهایت مفید دوا هے پیٹ پهولنا قبض کا آنا پیٹ میں درد بدهضمي متلي اشتها وغیره ریاح کي علامات دور هوجاتي هیں - قیمت في شیشي ۸ آنه محصول ۵ آنه

ڈاکٹر ایس کے برمن ۱۰۰ مٹیا برج ستارا چند دت اسٹریٹ کلکته

انگریزي حکومت کا مسلمان هوجانا

— * —

اب بالکل یقیني هے - کیونکه حضرت شیخ سنوسي کے خلیفه نے بمقام بیروت سیدي خواجه حسن نظامي سے آئنده حالات کي نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کي تهیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسي کے حصه اول و دوم میں شائع کردیا گیا تها) سب هو بهو سچي ثابت هوئیں - اب صرف انگریزي حکومت کے مسلمان هو جانیکي پیشین گوئي باقي هے - جو خدا نے چاها تو عنقریب پوري هوگي - پس اگر آپ یه پیشین گوئیاں اور ٹرکي و ایران مامي الغدوص افغانستان و چاپان و چین وغیره کے انجام کار کو دیکهنا چاهتے هیں - تو رساله شیخ سنوسي کے دونوں حصے خرید لیجئے - قیمت هر دو آنه آنه -

کلیات اکبر - لسان العصر و جدان العالم خان بهادر مولوي سید اکبر حسین الهابادي کے زبردست کلام کے دونوں حصے چهپ کر تیار هیں - کاغذ لاهاي چهپائي نهایت اعلی هے - اور صرف هارے هاں دستیاب هو سکتے هیں - قیمت هر دو حصص ۳ روپیه ۸ آنه -

مضامین خواجه حسن نظامي میں غدر کے اور تیموریه خاندان کے سچے مگر نهایت درد ناک قصے درج هیں نیز آلو - مچهر - دیاسلائي وغیره عنوانوں پر نهایت مزیدار اور معني خیز مضامین هیں -

سفرنامه هندوستان بمبئي، گجرات، کاٹهیاواڑ: سومنات وغیره مقامات کا دلچسپ سفرنامه: بطریق روزنامچه از سیدي خواجه: حسن نظامي دهلوي قیمت ۸ آنه -

اسلام کا انجام مصر کے شیخ المشائخ کي حوصله افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۳ آنه

اسرار مخفي رموز کا خزانه بس دیکهنے کے قابل قیمت ۳ آنه -

ترکي فلم شاه مشتاق احمد صاحب منجم دهلوي کي پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسه

دل کي مراد - شاه صاحب کے طلسماتي تعویذ قیمت فیروه آنه -

کارکن حلقه نظام المشائخ دهلي سے منگالیے

شائقین تواریخ و تصوف کو مژده

—:○ * ○:—

کل نئي تصنیف هے - تمام اولیاے کرام و صوفیاے عظام جو دهلي کي مقدس سرزمین میں مدفون هیں ان کے حالات میں درج کئے گئے هیں - زائرین کے لیے اس سے بهتر کوئي رهنما نهیں هو سکتا - قیمت حصه اول ۶ آنے حصه دوم محصول ڈاک و خرچ پي - پي پیکنگ وغیره ۱۰ آنے -

یخ عبد الغفاریه - مصنفه صوفي کرام الهي صاحب ڈنگوئي - ۴۲ تواریخوں کا لب لباب هے - معترضین کے [illegible] اجل مولوي سید احمد صاحب ، مولف اله [illegible] فرماتے هیں که

ب [illegible] ان کي نظر سے نهیں گذري قیمت ۲ روپیه ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ پي - پي ۳ آنے -

المشتهـــــــهر - منیجر اسلامیه بک ڈپو و جنرل اخبار ایجنسي بازار بلي ماران - دهلي -

---

حمیدیه هـــوٹل

—:○ * ○:—

نمبر ۱۳۱ لوئر چیت پور روڈ

—:*:—

همارے هوٹل میں هر قسم کي اشیاے خوردني و نوشیدني هر وقت طیار ملتي هیں نیز اسکے ساتهه مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور آرام ده کمروں کا بهي انتظام کیا گیا هے جو نهایت هوادار، فرنشڈ اور بر لب راه واقع هیں جن صاحبوں کو کچهه دریافت کرنا هو بذریعه خط و کتابت منیجر هوٹل سے دریافت کر سکتے هیں - جنگ ترکي و اٹلي اور جنگ بلقان کي جمله تصویریں همارے هوٹل میں فروخت کے لیے موجود هیں مع تصویر شیخ سنوسي وغیره -

المشتهـــــــهر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیه هوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

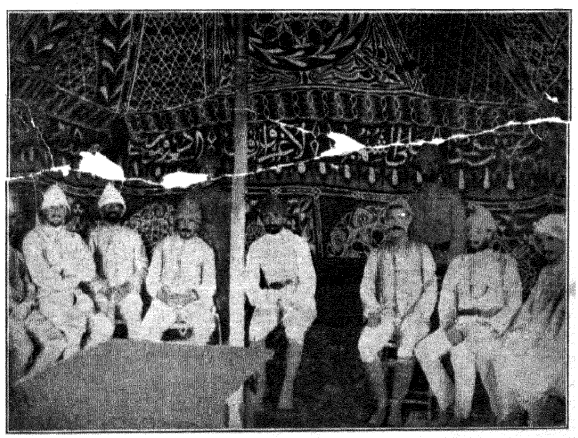
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ - مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۹ | کلکتہ: چہارشنبہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday, March 5, 1913.



افکار و حوادث

— * —

ناصح مشفق

— * —

مسلمانوں کے اگر دشمن بڑھتے جاتے ہیں تو خوشی کی بات ہے کہ نئے نئے دوستوں کی بھی کمی نہیں - مذجملہ انکے ایک نئے درست دلنواز اور ناصح مشفق صوبجات متحدہ کے جدید فرمانروا ہیں - کیا ہوا اگر (فرقی نقد) ہمارے خلاف اعلان جہاد مقدس کرتا ہے' کیونکہ (سر جیمس مسٹن) بھی موجود ہیں' جو اسکو بالکل غلط بتلاتے ہیں -

ہم سمجھتے ہیں کہ ہز ائر جیسے اس صوبے کے تخت فرمائروائی پر متمکن ہوے ہیں' اتنا زیادہ وقت ہمارے ہی فکر میں بسر ہوتا ہے - وہ ایک صوبے کے حکمران ہیں جس میں مسلمان بستے ہیں' پس انکو بڑی پریشانی ہے کہ نہیں گمراہیوں میں مبتلا نہ ہو جائیں - اسلیے اتنا بڑی وعظ ناصح مشفقانہ و حکیمانہ سے خالی نہیں جاتا - وہ ہمارے قومی کالج کے پیٹرن ہیں' اسلیے انکو بہ حیثیت ایک مسلمان فقیہہ کے طلباے کالج کیلیے فتوا دینا پڑتا ہے کہ ترکوں کے غم میں روزہ رکھنا جائز نہیں' مزید براں یہ کہ صحت کیلیے بھی مضر ہے - انکو " اسلام کی شاندار روایات " کے تحفظ کی سب سے زیادہ بے چینی ہے' اسلیے علی گڈھ کالج کے وعظ میں ارشاد ہوا تھا کہ اپنے اقبال کی گذشتہ باتیں بھول جاؤ' اور اب ارشاد ہوتا ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اسکو بھی بھلا دو !

پچھلے دنوں کورنمنٹ میں وعظ فرماتے ہوے آپ اپنے اس دام محبوب کو فراموش نہ کر سکے !

دام میرا مجھسے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

ہز ائر نے فرمایا:

میں یہاں کے مسلمان حضرات کو ایک دوستانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں - مسلمانوں کے داروں کو بہادر ترکوں کی شکستوں اور زخمیوں اور بیواؤں کی حالت زار سے سخت ۔ آپ نے عملی ہمدردی کا ثبوت کے لیے چندہ

چند دن گذرے ہیں کہ (سراغا خان) نے ہمکو نصیحت کی تھی - ہز ائر کی طرح وہ بھی مسلمانوں کے حکمران ہیں - لیکن انکی تمہید بھی بعینہ یہی تھی کہ چندہ دو - شاید جو نصائح حقیقی آگے چلکر ارشاد ہوا کرتے ہیں' انکے لیے مخاطب میں استعداد سماعت پیدا کر نے کیلیے اس تمہید داپذیر سے کام لینا ناگزیر ہے -

بہر حال نصیحت کی صدا خواہ کہیں سے آے' اسکا جواب شکر اور پھر عمل ہے - شکر کیلیے تو ہم ہمہ وجوہ مستعد ہیں' اور جب انگلستان کے بڑے بڑے حکمران عہدہ داروں کو یاد کرتے ہیں' تو ہز ائر کی شکر گذاری اور زیادہ بڑھجاتی ہے - لیا ہوا اگر ہز ائر کو ہماری چند باتیں پسند نہیں' لیکن تاہم انکو " دربارۂ مسیحیت " کے نظارے کا تو شوق نہیں ہے ؟

اب رہا عمل' تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گو ہم اسکیلیے طیار ہوں' لیکن ہمارے چاروں طرف کے اسباب اسکے لیے طیار نہیں ہیں - ہز ائر ہمارے ماؤں اور اپنے نصائح سنا سکتے ہیں' لیکن دماغوں سے ہماری عقلیں چھین نہیں سکتے - وہ اپنی دوستانہ نصیحت کے پیچھے اپنی قوت حکمرانی کا گمان رکھا سکتے ہیں' لیکن ہماری آنکھوں پر پردہ نہیں ڈال سکتے - انکے اختیار میں ہے کہ غلط کو صحیح بتلادیں' مگر انکے لیے ابھی اس قوت کو حاصل کرنا باقی ہے کہ سچ کو جھوٹ ثابت کردیں - وہ اگر نہیں کہ ہماری عقلیں ضعیف اور ہمتیں پست ہیں' تو ہم مان لیں گے' لیکن وہ اسکا کیا ثبوت دیتے ہیں کہ وہ ہمکو نصیحت کر رہے ہیں' لیکن اگر وہ نہیں کہ ہم عقل سے بالکل محروم ہیں' تو اے تسلیم کرنے کیلیے ابھی طیار نہیں - البتہ آنکو نصیحت فرمانے کی نصیحت کا' اور مخاطبین کی سماعت کا بھی حال رہا' تو عجب نہیں کہ وہ وقت بھی آجاے - اور یہ پھر انکی مزید خوش قسمتی ہوگی -

---

سنہ انیس سو تیرہ میں ایک صوبے کا حکمران اپنی سرکاری تقریر میں ہم سے خواہش کرتا ہے کہ واقعات کو جھٹلاؤ اور دنیا کو بھول جاؤ اور خود یہ بھول جانا ہے کہ الحمد للہ اب اسکے مخاطب شمالی نائجیریا کے وحشی نہیں ہیں' بلکہ ہندوستان کے لکھنے پڑھنے والے انسان ہیں ! انسانی جرائموں کی اس عجیب ترین مثال کو دنیا بھلا جاے ؟ وہ کہتے ہیں کہ " اس دور افتادہ ملک میں نہ آپکو حالات معلوم ہیں اور نہ ہمکو " ممکن ہے کہ مسلمانوں کی [illegible] آنکو اس کی مہلت نہ ملتی

(سر جیرڈ لوتھر) کس حکومت کا کونسل ہے ' اور اُس نے مختار پاشا کو یہ کہکر کس طرح دھوکے میں رکھا تھا کہ " جنگ کیلیے تُرکی کوئی طیاری نہ کرے ' ہم ریاستوں کو کسی طرح جنگ شروع کرنے نہ دینگے " اور اسلیے خواہ کتنے ہی پردے ڈالے جائیں ' مگر ہم اس حکومت کو بیک نظر شناخت کرلے سکتے ہیں ' جس نے قرائن کی اس درد انگیز شکست کے اسباب فراہم کیے -

پھر ان تمام باتوں کو جانے دیجیے - ہم ہز آنر کی خاطر اُس حکومت کے پہچاننے سے کیونکر انکار کردیں ' جسکا وزیر اعظم سالنیک کے فتح کی خبر سنکر اپنے مقدس صلیبی خوشی کے جوش کو دبا نہ سکا اور قسطنطنیہ کے فتح کی اُس امید تا ہم و رسوا کن کا اعلان کردیا ' جسکے اینتک پورا ہونے کی شرمندگی کو تو ہمارے ہز آنر بالقابہ کا دل بھی ضرور محسوس کرتا ہوگا ' مگر مواعظ و نصائح میں اسکے اظہار کا کوئی موقع نہیں -

پھر اگر ہز آنر کی محبت فرمائیوں کی خاطر اس واقعہ کو بھی فراموش کردیں ' تو اس یاد داشت کا کیا جواب ہوگا ' جسکے نیچے " مسیحی اتحاد " کے تمام دستخطوں کے ساتھ سب سے بڑی " اسلامی سلطنت " کے بھی دستخط تھے ' اور جسکا یہ مضمون تھا کہ تُرکی فوراً تمام مفتوحہ اور غیر مفتوحہ مقامات بلغاریا کے حوالہ کر دے ؟ کیا ہز آنر چاہتے ہیں کہ پانچ ہزار مسلمان عورتوں کو ایک مسجد میں جلا دیا جائے ' سر ایڈورڈ گرے کی صم بکم بارگاہ سے جواب دیا جائے کہ " ہم کچھ نہیں کرسکتے " اور پھر بھی ہم اپنے تئیں اپنے ناصحوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیں تا کہ وہ ہماری آنکھوں پر باطمینان پٹی باندھ دیں اور کانوں کو آہنی چادروں سے بند کردیں ؟

اصل یہ ہے کہ نصیحت کرنا آسان ہے مگر درد مندوں کے دل کو سمجھنا مشکل ہے - ہز آنر نے نصیحت فرمائی کی مشق تو خوب کرلی ' لیکن دلوں کے سمجھنے کی مشق باقی ہے :—

بزیر شاخ گل افعی گزیدہ بلبل را
نوا گراں نخوردہ گزند را چہ خبر؟

ہز آنر اللہ کا شکر کریں کہ خدائے انکو اس قوم میں پیدا کیا ہے ' جو ہمارے اقبال مرحوم کی جانشین ہے ' اور ہماری کمزوری کے مقام سے جسکی دکان کی آرائش ہوئی ہے - قوت و حکومت کا جو خلعت ہمارے جسم پر راس نہ آیا ' قدرت نے وہ اسکے کاندھوں پر [illegible]

ہر جادہ کہ از نقش [illegible]

سر ایڈورڈ گرے جواب دیں کہ " ایک غیر طرفدار حکومت کیلیے یہ محال ہے کہ وہاں جاکر اسکا انسداد کرے "

ہز آنر اپنے قلب مبارک پر ہاتھ رکھکر فرمائیں کہ ایسی حالات میں اسکے خیالات اپنی قومی حکومت کی نسبت کیا ہونگے ؟

(ہز آنر) کسی ایسے " مسیحی اتحاد " سے بالکل بے خبر ہیں جو اسلام کو مٹانے کیلیے کیا گیا ہے ' اور اسکو صرف چند فتنہ انگیز مفسدوں کا اختراع سمجھتے ہیں - یہ اچھی بات ہے ' اور ہندوستان میں ہمارے حکمران یورپ اور انگلستان کے واقعات سے عملاً لاعلم ہی رہیں تو انکے اور ہمارے ' دونوں کیلیے بہتر ہے - لیکن افسوس کہ جس طرح ہز آنر اپنے آپ کو اور ہمکو ' دونوں کو یورپ کے " بین الاقوامی " فلسفۂ سیاست کے سمجھنے سے قاصر سمجھتے ہیں ' ویسا ہی ہم بھی خود اپنے تئیں اور انکو ' دونوں کو واقعات کے قدرتی اثر کے محسوس کرنے سے بھی قاصر پاتے ہیں - ہز آنر کی قدرت سے باہر ہے کہ وہ " مشرقی مسئلہ " کی اُس پوری تاریخ کو ہم سے چھپا سکیں جو گذشتہ نصف صدی کے " بین الاقوامی مسائل " کی اصلی محور رہی ہے - سلطان عبد الحمید نے ممالک غیر کی خبروں اور یورپ کے اخباروں کی فوج میں اشاعت بند کردی تھی ' مگر گورنمنٹ آف انڈیا کے ہم شکر گذار ہیں کہ اُس نے ایسا نہیں کیا ہے - پس جو کچھ ہمیں معلوم ہے ہم اس پر ہز آنر کی تصدیق و تغلیط کے محتاج نہیں -

فرڈیننڈ اور شاہ یونان اعلان جہاد کرتا ہے ' جس طرح چوتھی صلیبی جنگ میں پادریوں کے گروہ جنگ مقدس کا صبح و شام وعظ سناتے تھے ' اسی طرح بلغاری اور سروی پادری فوج کے ساتھ ساتھ بائبل در بغل سفر کرتے ہیں ' لیکن تمام یورپ کی فضا میں ایک صدائے اعتراض بھی نہیں اٹھتی - یہ کیا ہے ؟ اگر شیخ الاسلام بھی بلغاریا کے مقابلے میں اعلان جہاد کر دیتا ' تو کیا انگلستان اور یورپ کی حکومتیں خاموش رہ سکتیں ؟

با وجود اسکے انگلستان سے مسٹر [illegible]
جاتے ہیں اور اعلا[illegible]

الهلال

۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۱ هجری

حدیث الغاشیه

(۳)

نشۂ نیم شبی کا عہد خمار
یا
یورپین رسٹی فوندیشن کمیٹی

وہ " شیفتہ " کہ دھوم تھی حضرت کے زھد کی ،
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے !!

(۱)

مرغ اسحر کی گرفتاری اور صیاد کے مہر کی تعاقل شعاری کا مرثیہ ہمارے شعرا کی بدولت ایک دلچسپ داستان بنگئی ہے -

فرض کیجیے کہ کوئی قیمتی چڑیا آپنے ہزاروں آرزوں اور تمنائیں سے پکڑی ہو ، اور اسکا مضعفۂ ضعیف آپکی مضروط مٹھی میں اس طرح دبا ہوا ہو ، کہ ذرا انگلیوں کو آزاد سخت کیجیے تو غریب کی ناخنی پسلیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں -

لیکن یکایک آپکو ایک ٹھوکر لگی ، اور اب جو دیکھتے ہیں تو ہاتھہ خالی ہے ، اور وہ صید ستم سامنے کے کسی درخت کی بلند ٹہنی پر بے فکر و بے پروا بیٹھا ہوا چہچہا رہا ہے - گویا اسطرح آپکو چیلنج دے رہا ہے کہ صیادی کا دعوا ہے ، تو یہاں آکر گرفتار کیجیے !

آپ حسرت سے دیکھتے ہیں اور انقلاب حالت پر خونبار ہیں ! اللہ اللہ ! ابھی چند لمحے پہلے جو مشت پر و بال اپنی زندگی و موت کیلیے ہمارے رحم کا محتاج تھا ، اب ہماری بے بسی و لاچاری پر اپنی ارادانہ پرواز نشانیوں سے طعنہ زن ہے !

بعینہ یہی حال فونڈیشن کمیٹی کے پہلے اجلاس کا تھا ، وہ میدان سخت پہنچہ ، جنھوں نے قومی آزادی اور جماعتی رائے کی سنہری چڑیا کو برسوں اپنی آہنی انگلیوں میں دبا کر رکھا تھا ، اور استبداد گرفت کا یہ حال تھا کہ اف کرنے کی بھی اجازت نہ تھی ، اب چشم تر اور نگاہ خونبار سے دیکھہ رہے تھے کہ ایک ہی جست برق رفتار میں انکے قبضے سے نکل گئی ہے ، اور وہ ہاتھہ ، جو کل تک کسی کے پر و بال مقید سے بھرے ہوے تھے ، اب خالی ہیں ، اور جی بھر کے اپنی محرومی اور بے بسی پر ماتم کرلیں !

نا کامی سے بڑھکر نا کامی کے طعنوں کی تکلیف ہوتی ہے - ستم یہ تھا کہ یہ بے مہر چڑیا اڑکر چلی نہیں گئی تھی ، بلکہ سامنے کے ایک درخت پر بیٹھی ہوئی تھی - کبھی اپنے پروں کو ہلا ہلا کر یاد دلاتی کہ ابھی پرتھے ، جنکو آپکے قبضے میں حرکت کی بھی اجازت نہ تھی ، جان اب کسطرح ہوا میں پھیلائے جا رہے ہیں ؟ کبھی گردن ہلا ہلا کر چہچہاتی ، اور اسمیں یہ دلدوز طعنہ مضمر تھا کہ دل تک بھی زبان تھی ، جو کسی کے خوف و ہیبت سے ہلنے کا تصور بھی نہیں کرسکتی تھی - آج آپکی زبان بھی اسکے سامنے کھلتے ہوے کٹ کٹ جاتی ہے !

فانظر کیف کان عاقبۃ المکذبین !

(۲)

بہر حال انقلاب حالت نے لیڈروں کے کیمپ میں ایک تہلکہ مچا دیا ، پچھلی جنگ کی ہزیمت سامنے تھی ، اور اللہ کی خوفناک ہزیمتوں کے تصور سے اس " ایڈری " کے " سومنات " کا ہر بت لرزں و ترساں تھا :

فاقبل بعضہم علی بعض یتلاومون ، قالوا یا ویلنا انا کنا طاغین !
پس انکے بعضہم ایک دوسرے کو ملامت کرنے ، اور اخر کار سب بول اٹھے کہ ہاے ہمارے کم بختی ! بیشک ہم بڑی نافرمانیوں اور گمراہیوں میں مبتلا تھے !
(۶۸ : ۲۰)

تاہم ایک ہی رات درمیان میں باقی رہگئی تھی ، اور جو کچھہ ہونا تھا ، ضرور تھا کہ طلوع آفتاب کی روشنی سے پہلے ہی انجام پا جاے - پس جب " سومنات " کے چوڑے پتوں نے دیکھا کہ ہمارا عمل السحر کچھہ کام نہیں دیتا ، تو :

قال اوسطہم ، الم اقل لکم ، لولا تسبحون
ان میں جو سب سے بہتر آدمی تھا ، بولا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اپنے (اس آخری) معبود کی تسبیح و تقدیس کیوں نہیں کرتے (جو تمام مشکلوں کو حل کرنے والا ہے ؟)
(۶۸ : ۱۸)

یہ اس طرف اشارہ تھا کہ طاقتوں اور قوتوں کے اس " بت اعظم " سے کیوں نہیں خواستگار اعانت ہوتے ، جسکی سحرکار انگلیوں کی بوقلمونی سے اس مقدر کے تمام چھوٹے بڑے سکّے بت طاقت حاصل کرتے ہیں ؟

افرءیتم اللات (پھر) کیا تم نے " لات " اور " عزیٰ " والعزیٰ ، ومنوٰۃ الثالثۃ الاخریٰ ؟
اور منات ، تیسری (سب سے بڑی) اس (سب سے چھوٹی) بت اور ہے ، اور جسکا نام " منات " ہے ؟
(۵۳ : ۱۹)

دعا مستجاب ہوئی اور بالآخر " اعمال و اشغال منحنیہ " کی یہ عظیم الشان رات اس طرح شروع ہوئی کہ سب سے پہلے اس " مقدس عمل تسخیر " کو انجام دیا گیا ، جس کا ظاہری و سادہ نام ظاہر بیں لڑکوں کی زبان میں (ڈنر) ہے ، اور ہمارے اصطلاح میں : بل ہی فقدۃ ، ولکن الشراذمۃ لا یعلمون [illegible] میں داخل-

(۳)

زبان صداقت شعار اور دلائل عدالت اثار روایت کرتے ہیں کہ یہ " عمل " سترہ پارہ بجے تک بجمیع شرائطہ جاری رہا :

اور جو کچھہ کہ ہوا ، قابل اظہار نہیں

" تسخیر کواکب " کے عمل کی مشکلات آپ کو یاد ہوں گی ، اگر آپ نے کبھی کسی پرچھیے جنھوں نے اس فن کے علم و عمل ، دو دستگاہ حاصل کی ہیں - پھر مقصد جیسا اہم ہوتا ہے عمل بھی قوی ہونا ہے - اس عمل میں بڑی مشکل " قران السعدین " نہیں ، بلکہ " قران الضدین " کا مرانج اور زہرہ ، دونوں کو جمع کرنا تھا ، اور مشکل کیہنچتا تھا کہ " زحل " نے فرمان سے پاؤں قدم نہ کا پہنچنے سخت تھا ، مرانج اور زہرہ ، دونوں کو ایک کر ہی کے چھوڑا ، یہاں تک کہ " زہرہ " سے وعدہ لے لیا کہ [illegible] حضرت " مرانج " کے برج

اس صحبت فلکی میں تو یہ عجائب و غرائب انجام پا رہے تھے ' اور ادھر زمین کے بسنے والوں کی قسمت سر پیٹ رہی تھی :

بگز ز سعادت و محبوست ' نہ مرا
نامید بعمزہ اشت و مرباغ بقہر !

(٤)

اصل یہ ہے کہ پہلے اجلاس میں جن بعض زبان آوران ارادی کے سرگروہ تقریریں کی تھیں ' انکی نسبت لیڈروں نے پہلے ہی سمجھ لیا تھا کہ انہی ان سنہری تقریروں کیلیے آگ کی آزمائش باقی ہے - ۲۶ - دسمبر کے جلسے میں جبکہ لفظوں کی جگہ زبانوں سے شعلے نکل رہے تھے ' تو (راجہ صاحب محمود آباد) ہمارے مجلس طراز دوست مسٹر (محمد علی) کو مخاطب کرکے دل ہی دل میں ضرور کہتے ہونگے :

کہا مجلس طرازوں کے چھاؤنا کا سب مزے
تم اتفاق سے نہیں تنہا اگر میلے

بالآخر انتظار میں زیادہ دیر نہیں لگی ' اور بہت جلد تنہائی کا " گوشۂ خلوت " ہاتھ آگیا - خلوت کے اسرار و انوار محبوبان مجلس تک تو پہنچتے نہیں ' ہم ایسے نیچروں کو انکا خبر؟ تاہم یہاں تک تو تمام راوی متفق ہیں کہ (راجہ صاحب) نے اپنی شکست کا اعتراف کیا اور کہا کہ اگر ہرانا ہی چاہتے تھے تو ہار جانے کا اقرار کرتے ہیں - اب اور کیا چاہتے ہو ؟ :

بیا کہ ما سپر انداختیم اندر جنگ است !

کہا جاتا ہے کہ (راجہ صاحب) نے کہا تھا کہ " جب تک مسٹر محمد علی رام نہ کیے جائیں گے ' کچھ نہیں ہوتا " یہی سبب ہے کہ اس " خلوت شب " کی بارات کا دولہا انہی کو بنایا گیا ' اور رات بھر " سہرے " کی ترانیں و آرایش میں صرف ہوگئی - خیر ' ہمکو اس سے کوئی بحث نہیں کہ رات بھر کی بیداری خلوت میں کیا کچھ کیا گیا ؟ ہم تو صبح کی چشم خمار آلود ' اور زلف پریشان کی ادائیں دیکھنے والوں میں تھے - اور یہ جو اپنے حصے میں آیا ' تو اسپر شاکی بھی نہیں - ہمارے دوست کے ہم وطن بلکہ انکے سابق رفیق (یوسف علی خاں ناظم) کا فلسفہ اس موقعہ کیلیے ہمیں یاد تھا :

کہا ادائیں شب کی تو سب لوگ دیکھتے ہیں ' مگر
ہم انکی بڑی ادائیں سحر کو دیکھتے ہیں

(٥)

خیر ' یہ تو اس " شب وصل " کی شام تھی ' اسکے ذکر کو کہیں جلد نبٹڑایئے ' کیونکہ اصلی پر لطف حصہ تو اسکے بعد آتا ہے ' جبکہ زندان بادہ گساراں نے " حجلۂ نیم شبی " ارستہ کیا ' اور [illegible] بھیج بھیج کر ایک ایک شریک پیمان کی قسمت خفتہ گساری سے بیدار کیا کیا :

قت آں نیست کہ در حجرہ بخوابی تنہا !
ہ از عیش " یعنی :
حبیب کم نہیں وصل حبیب سے !

لیجیے کہ دسمبر کے آخری ہفتے کی سرد راتیں ی زلف کمر سے گذر چکی ہے ' ایک کنج خلوت تی گرم ہے ' اور گرم گرم سازشوں کی :
ب ہے ' بیٹھے ہیں جا بجا ساقی !
سی مدعی زہد کو الزا [illegible] کہ منصف

فراموش کو منہ سے لگائے ہی بنی ' جو کسی کے "دست طلائی" نے پیش کیا تھا ' تو انصاف کیجیے ' آخر پہلو میں دل کس کے نہیں ہے ؟ اور پھر یہ تو وہ مقام ہے کہ ہاروت و ماروت کے قدم بھی لڑکھڑا گئے تھے :

ساقیا مرنج از من ' عالم جوانیہا ست !

خون صحبت آرمایان شبدیدہ کا بیان ہے کہ یہ بادہ گساری رات کے دو بجے تک جاری رہی تھی - اللہ اللہ !! جاڑے کی راتیں اور پچھلے پہر کی " پر اسرار " صحبتیں !! آپ الزام و اعتراض کی فکر میں ہیں ' اور " رات کے دو بجے " کے لفظ سے نہیں معلوم کیسے کیسے خیالات میرے دماغ میں گذر رہے ہیں ؟ رات کی تاریکی ' پچھلا پہر ' زندان شاطر و کہنہ مشق کا ہجوم ' اور بعض نوجوان و نوآموز مدعیان حریت ' پھر شغل مے پرستی کا یہ عالم ! اب کیا کہوں کہ کیا کہنا چاہتا ہوں ؟

مست بر بستر من افتد و رندان دانند
حالت مست ' کہ بر بستر ہشیار افتد !

(٦)

اب ادھر کی سنیے - یہاں تو شب زندہ داران بادہ گساری " صبح خمار " کی اعضا شکنیوں میں کروٹیں بدل رہے تھے ' اور ادھر صبح اٹھ بیٹھے ہی تھے اجلاس کا حال تماشائیان بزم سے بھر گیا - ایک دن پہلے حصول مقصد کیلیے جو تدابیر گرنا گوں و بوقلموں اختیار کی گئی تھیں ' منجملہ انکے ایک تدبیر خاص یہ تھی کہ جلسہ کیلیے ٹکٹ مقرر کر دیا گیا ' اور یہاں تک ہمیں بھی اتفاق تھا " کیونکہ آج اسٹیج پر پردے سے جو پتلیاں نکلنے والی تھیں ' وہ تھیٹر کے اسرخفتہ یاد کیے ہوئے ایکٹروں کی طرح ایک تماشے سے زیادہ نہ تھیں ' اسلیے ضرور تھا کہ (باصطلاح عوام) اس " تماشہ گھر " کیلیے ٹکٹ بھی مقرر کیا جاے ' لیکن اسپر طرہ یہ تھا کہ ٹکٹ کیلیے پہلے تو یہ شرط لگائی گئی کہ صبح آٹھ بجے سے پہلے لے لیے جائیں ' حالانکہ جانوں میں آٹھ بجے تک رات کی لہر سے فضا بھی صاف نہیں ہوتی - پھر ٹکٹ کیلیے تھیٹر کے صدر دروازے پر ٹکٹ گھر کی کھڑکی کا اعلان کیا گیا تھا ' لیکن جو لوگ وہاں پہنچتے تھے انسے کہا جاتا تھا کہ راجہ صاحب کے ہاں جایئے - راجہ صاحب کے ہاں سے صدا آتی تھی کہ جانے کے ہیں ' اسی طرف پچھلے پانوں پھریے :

یاں سے واں ' واں سے یہاں ' حکم ہوا وصل کی شب
ہم اٹھاتے ہی بچھاتے رہے بستر اپنا !

اس سے غالباً مقصود اصلی یہ تھا کہ ان مشکلات کی وجہ سے ارادہ خیال طبقے کی مجازی جمع نہ ہو سکے - یہ بھی خبر ارزی تھی کہ ایک جماعت کل کیلیے باہر سے ٹھیکے پر بلائی گئی ہے - ایک جماعت راوی ہے کہ پولیس کی قوت سے بھی کام لینے کا ارادہ کیا گیا تھا - لیکن صبح کو پھر ان تمام انتظامات کے عمل میں لانے کی ضرورت باقی نہیں رہی ' کیونکہ رات کے قول و قرار کے بعد سب مطمئن ہوگئے تھے ' کہ جب خیموں میں باہم صلح کرلی ہے ' تو میدان جنگ میں لڑائی کا اب کیا خوف ؟ (ناظم پاشا) جب ساتھ ملگیا تھا ' تو (کامل پاشا) بے فکر ہوگیا تھا ' کیونکہ اس نے سمجھ لیا تھا کہ فوج کی اصلی قوت اسکے ہاتھ میں ہوگی نہیں لیکن اس وقت تو ضرور ہے -

(٧)

غرضکہ آٹھ بجے سے جلسہ منعقد ' اور " صاحبان حل و عقد " کا منتظر تھا ' لیکن کسی بزرگ کا پتہ نہیں ' اور اب پتہ لگے تو کیونکر؟ جس جنگ کیلیے یہاں فوج جمع تھی ' اسکی صلح رات کے دو بجے کی تاریکی ہی میں انجام پا چکی تھی - اب جلسے میں شرکت

کیلیے کیا ایسی جلدی آ پڑی تھی ' جو جلدی کی جاتی ؟ بہر حال آدھر روزمائی میں دیر ' ادھر مشتاقان دید کی بے صبری ' عجیب کشمکش تھی :

ہوتا ہے از دحام تمنا اسی قدر
ہوتی ہے جتنی دیر کشود نقاب میں

خدا خدا کرکے صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب بطور مقدمۃ الجیش کے تشریف لائے - گو خود انکا آنا جلوۂ یوسفی نہ تھا ' لیکن اپنے ساتھہ " نسیم پیراہن " کی بشارت ضرور رکھتا تھا - انھوں نے سب سے پہلے " صحبت نیم شبی " کا اعلان کیا ' اور " جنگل میں منادی کرنے والے یوحنا " کی طرح خبردہی کہ " راہ صاف کرو ' کیونکہ آسمان کی پاد شاہت اب قریب ہے ! ! "

(۸)

یہاں تک کہ دس بجے - صدہا نظر ہاے منتظرہ ' اور صدا ہاے مضطرب کی صفوں سے گذرتی ہوئی " ارباب حل و عقد " کی قطار جلوہ فروش ہوئی ' اور " مجلۂ سازش " (۱) کے تمام " عروسان شب زندہ دار " ایک ایک کرکے نظر نواز بزم و انجمن ہوے - چہروں نے پہلی ہی نظر میں ارباب نظر سے رمز فروشی کی کہ رات بھر میں رنگ بدل چکے ہیں :

شب تو شراب خوردہ ' با تو صد نشانہا ست !

انھی میں ہمارے شیوہ طراز دوست مسٹر (محمد علی) بھی تھے - صحبت نیم شبی کا خمار آنکھوں میں ' اور شب بیداری کی افسردگی چہرے پر - جی میں آیا کہ بڑھکے پوچھیں :

تو شبانہ می نمائی ' بہ برے بزمی امشب ؟
کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد !

لیکن ہمارے دوست نے اپنی ایک رات کی حریف پرور اداؤں سے نئے دوستوں کا ایسا حصار ہجوم پیدا کرلیا تھا ' کہ اب اسکا موقعہ ہی کب باقی رہا تھا ؟

جو ہم میں تیرے ہوئیں صرف
افسوس وہ دلربا ادائیں !

(۹)

در اصل اب فونڈیشن کمیٹی کی تمام بحث آکر اسپر ختم ہوگئی تھی کہ ڈاکٹر میجر (سید حسن) بلگرامی کا زوابھوشن منظور ہو یا غیر منظور - تمام دیگر مسائل طے پا چکے تھے ' اور اصلی پتھر جو ارباب کار کو حصول یونیورسٹی کی راہ میں نظر آتا تھا ' یہی زوابھوشن تھا -

اس زوابھوشن کا مقصد فی الحقیقت کسی قومی یونیورسٹی کیلیے اصل بنیاد ' اور بمنزلۂ بنیاد کار کے تھا ' یعنے گورنمنٹ کے اختیارات کا مسئلہ - زوابھوشن کے الفاظ یہ تھے :

" قوانین کالج کی دفعہ ۴۱ - ضمن ۵ - میں جو اختیارات اسوقت پیٹرن کو حاصل ہیں ' انسے زیادہ اختیارات یونیورسٹی کی صورت میں ' حضور وایسراے کو بحیثیت چینسلر نہ دیے جائیں "

میجر صاحب نے اس تجویز کو بعد از ہزار سعی و مجاہدت پیش کیا ' اور تمام آزاد خیال طبقے نے (جو قوم کو قومی یونیورسٹی کے دعوے میں ایک گورنمنٹ یونیورسٹی خرید نے سے بچانا چاہتا تھا ' اور جسکی قیمت میں علی گڈہ کالج بھی ہاتھہ سے جاتا تھا) ساتھہ دیا اور آخر تک ساتھہ دینے کیلیے طیار تھا - اب جو وہ تشریف لاے ' تو اسٹیج پر آتے ہی میں نے انسے پوچھا : فرمائیے کیا ارادہ ہے ؟ کہا کہ " صلح کاری کے ساتھہ کام کرنا بہتر ہے ' اور مجھکو یقین دلایا گیا ہے کہ بحالت موجودہ میرا زوابھوشن پاس نہیں ہوسکتا " (حالانکہ آخری خیال درست نہ تھا)

میں نے اسی وقت " انا للہ " کا جو پرسوں کی شام کو زبان پر گذرا تھا ' اعادہ کیا ' کہ اپنے قیاسات کی پوری تصدیق ہوگئی - اب " صلح " کی خواہش ہے ' گو تمام یورپین ٹرکی ہاتھہ سے جاے -

میجر صاحب کانفرنس کی صدارت کیلیے تشریف لاے تھے ' اور فی الحقیقت جس قابلیت اور صداقت کے ساتھہ انھوں نے اپنے فرض کو ادا کیا ' وہ انکی عظمت کیلیے بہت بڑی چیز ہے - پس بہتر تھا کہ وہ فونڈیشن کمیٹی کے اجلاس میں حصہ نہ لیتے اور اس زوابھوشن کو پیش ہی نہ کرتے - وہ نئے نئے قوم کے سامنے آئے اور آتے ہی اپنے تئیں ایک از مایش میں ڈال دیا ' حالانکہ از مایش کی راہ دوسری ہے :

عاشقی شیوۂ رندان بلا کش باشد

۲۶ - کی سہ پہر کو ہمیں خیال ہوا تھا کہ کہیں میجر صاحب کی استقامت " ارباب حل و عقد " کے مقابلے میں مرعوب نہ ہوجائے ' ہم نے خیال کیا تھا کہ اگر وہ اپنی تجویز میں ترمیم پسند کردینگے یا واپس لے لیں گے ' تو معاً کوئی دوسرا شخص اسکو پھر پیش کردیگا - لیکن افسوس کہ ۲۸ - کی صبح کو حالت بدلگئی - ہم ایک شعر یاد کرنے لگے ' جسکا پہلا مصرعہ یاد نہیں آتا تھا - دوسرا مصرعہ یہ ہے :

اگر ماند شبے ماند ' شبے دیگر نمی ماند

(۱۰)

با وجودیکہ مجلس " نیم شبی " کے قول و قرار صلح سے دل مطمئن اور منصوبے قوی تھے ' لیکن پھر بھی جنگ کے اجرا کا خوف دلوں میں باقی تھا - اسکے لیے علاوہ اور بہت سی تدابیر مختلفہ کے جو بارہ دری کے دروازے اور خود اندر بھی کی گئیں تھیں ' ایک خاص تدبیر خود اسٹیج پر بھی ارادوں کی مخبری کرتی تھی - دو قطاروں کی مصنف پلٹنیں پریسیڈنٹ کی کرسی اور میز کے چاروں طرف فرش پر بٹھائی گئی تھیں ' اور نہیں معلوم اس بلغاری محاصرہ کا (ایڈریا نوپل) کونسا تھا ؟ بعض اشخاص جو کل تک جلسوں میں اپنی پگڑیوں کے ذریعہ ممتاز تھے ' ہم نے خاص طور پر دیکھا کہ آج کے پیش آنے والے واقعات سے متنبہ ہوکر ترکی ٹوپی کے یونیفارم سے لیس ہوکر آے تھے - شاید اسلیے کہ آزروں کے پگڑی اتار نے سے پہلے خود ہی اُتار بیٹھیں ' یا اسلیے کہ جنگ کے موقع جس مستعدانہ چستی و چالاکی کے خواہاں ہوتے ہیں ' انکے لیے پگڑی کے زرد کسل پیچ مناسب حال نہیں -

ہم نواب (وقار الملک) بہادر کے پیچھے ہی بیٹھے ہوے تھے - ہم نے دیکھا کہ اس حالت کو بطور خود نواب صاحب قبلہ نے محسوس فرمایا ' اور ان لوگوں سے باصرار کہا کہ اسطرح نہ بیٹھیں ' غالباً یہ بھی فرمایا تھا کہ اس سے لوگوں کو شبہات پیدا ہوتے ہیں (مگر یہ آخری جملہ یقینی طور پر یاد نہیں ' ممکن ہے کہ کسی اور نے کہا ہو) لیکن وہ نبرد آزمایان جنگ ' جو آج اپنے دست و بازو کے جوہر دکھلانے کیلیے جمع ہوے تھے ' بھلا ان نصائح و احکام کی کب پروا کرنے والے تھے ؟

اس ہجوم و حصار سے ایک خاص مقصود بظاہر یہ نظر آتا تھا کہ اگر کوئی شخص مخالفت میں تقریر کرنے کیلیے آمادہ ہو ' تو اسکو بروقت اسکا موقعہ ہی نہ ملے ' کیونکہ اول تو مقرر کیلیے کھڑے رہنے کی کہیں جگہ ہی نہ تھی - دوسرے اس معاصرے

(۱) سازش کا لفظ شاید پہلے بھی کہیں لکھا چکا ہے - لیکن یہ میری جانب سے نہیں ہے ' بلکہ بعینہ نواب صاحب قبلہ کا لفظ ہے - جو انھوں نے اپنے مضمون میں لکھ چکے استعمال فرمایا ہے - منہ -

کي صفوف کي رجهه سے راه مرور اسطرح بند هوگئي تهي' که وهاں تک پهونچنے کیلیے کلي منٹوں کي جد و جهد مطلوب تهي - خود هم اور خواجه غلام الثقلین اگر اتفاق سے بالکل اسٹیج کے کنارے پیشتر هي سے بیٹهے هوے نه هوتے' تو تقریر کرنے کا موقعه هي نه ملا هوتا' کیونکه جتني دیر میں مخالف اٹهکر کنارے تک پهنچنے کي کوشش کرتا' اتني دیر میں رزولیوشن پاس هي کردیا جاتا (جیسا که بعد کو به جبر کیا گیا)

ایک اور تدبیر خاص وه تهي' جسکے ذریعه موافقت کے چیرز اور مخالفت کا شور و هنگامه پیدا ارنے کي کوشش کي گئي تهي - یعني اسٹیج پر بیٹهنے والي جماعت کا ایک طبقه نیچے مجلس کي مختلف قطاروں میں متفرق هوکر بیٹهه گیا تها' تاکه وقت ضرورت مجمع کے هر حصے سے ایک ایک صداے موافق اٹهکر شور مچاوے' اور معلوم هو که هر طرف سے صدائیں اٹهه رهي هیں - اس انتظام کا سلسله اخر مجمع تک موجود رکها گیا تها - اسٹیج کے سامنے کي تمام کرسیوں پر بهي شریکاں راز اشخاص بٹهالے گئے تهے' تاکه اگر کوئي مخالفت میں تقریر کرے' تو معاً نیچے سے آوازیں اٹهنا شروع هوجائیں' اور اسکے هنگامے میں مجمع کي مخالف صدائیں مدغم هوکر مفقود هوجائیں - چنانچه جونهي آنریبل خواجه غلام الثقلین نے ترمیم پیش کي' گو وه مخالفت میں نه تهي' بلکه صرف ترمیم تهي' تا هم شور و غل کي آوازیں معاً سنائي دینے لگیں -

هم نے یه بهي سنا تها (والعهدة علی الراوی) که رات کے پیمان و عهد کے بعد بعض ممتاز ازادي خواه اشخاص نے ایک کاغذ اپني تمام جماعت میں پهرا دیا تها ' جسمیں " صحبت نیم شبي " کے صلح نامے کا ذکر تها ' اور لکها تها که اب ۲۶ - کے جلسے کے تمام ازاد خیال لوگوں کو اسي کي تائید کرني چاهیے' اور کسي مزید مخالفت کي ضرورت نهیں - هم نهیں کهه سکتے که کهاں تک یه درست هے ؟ مگر باره دري کے دروازے پر جب ثبت دیکهنے والوں اور آنے والوں میں هاتها پائي هوي تهي' تو هم شور و غل سنکر باهر نکلے تهے - هم نے اپنے ایک درست کو دیکها تها ' جنکے هاتهه میں ایک کاغذ تها ' اور ایک حلقۂ احباب میں کهڑے باتیں کر رهے تهے - هم نے اپنده ارادوں کي نسبت پوچها مگر وه ٹال گئے - والله اعلم بحقیقة الحال -

قصه مختصر یه که بڑے بڑے سامان کیے گئے تهے ' اور چاروں " صلح " هوچکي تهي' اسلیے اب انتظامات خرد انهي کے هاتهوں انجام پا رهے تهے' جو ۲۷- کي شام تک خود فریق جنگ اور " ازاد خیال " جماعت کے سرغنه سمجهے جاتے تهے ' اور در اصل افسوس بهي اسي کا هے :

نیم بسمل اُس نے کر چهوڑا ' تو کچهه پروا نهیں
پر یه غم هے ' اعتبار دست قاتل اٹهه گیا

(۱۱)

بهر حال مجلس جم چکي تو پرده اٹها ' اور اس تماشے کا ایک هي ایکٹ شروع هوگیا - سب سے پہلے همارے عشوه فرما دوست مسٹر (محمد علي) باهر نکلے اور رزولیوشن پیش کیا ' وه بیٹهے تو میجر (سید حسن) بلگرامي اٹهے اور نه تائید کي :

یکے بدزدي دل رفت و پرده دار یکے !

اب نه ۲۶ - کے معرکے تهے اور نه موید:

یه لوگ بهي غضب هیں که دل پر یه اختیار!
شب مرم کرلیا ' سعسر آهن بنالیا !

۲۶ - کي سه پهرکر همارے درست کا مزاج بهت گرم تها ' انکي تقریر اتني پرجوش تهي که اسکي بے اعتدالي هم کو بهي ناگوار گذري اور انکے کان میں کہا که خدا را ذرا لب و لهجه نرم کیجیے - عالي الخصوص یه بات همیں کچهه اچهي نظر نهیں آئي که سارا زور " جوش محمد " اور " متین الله " کے ضائع پر وه صرف کر رهے تهے اور تقریر صرف صاحبزاده آفتاب احمد خاں صاحب پر شخصي ایراادت کرنے میں جاري تهي - حالانکه بهتر تها که بغیر تشخص و تعین کے وه سب کچهه کهتے - هم کو اعتراف هے که صاحبزاده آفتاب احمد خاں نے اس وقت قابل تعریف ضبط و تحمل سے کام لیا ' اور اپني تقریر میں ایک لفظ بهي نهیں کہا - گو جلسه انکا مخالف تها ' مگر غصه تو وه شے هے که موقعه شناسي کي مهلت هي کب دیتا هے ؟

لیکن آج انکي تقریر اتني ٹهنڈي تهي که پرسوں جن لوگوں نے انکے جوش کے انگاره سے اپني انگیٹهیاں روشني کي تهیں ' آج انکے آغاز تقریر هي سے جمهائیاں آنے لگیں - پرسوں همارے درست کے هاتهه میں شامپین کے جام تهے ' آج انهوں نے چاهـا که ٹهنڈے پاني هي کو والن گلاس میں بهر بهر کر تقسیم کردیں - سودا بهي نهیں -

هم نے تقریر کا پہلا لفظ هي چاکه کر اپنے قریب کے بیٹهے هوے احباب سے کهدیا تها که آج یا تو صرف پاني هے ' یا پاني اسقدر ملا دیا هے که بو اور ذائقه ' دونوں کا پته نهیں :

مرا اے مي فروش آں بیخودي نیست
مگـر در بـاده آبے کـرده باشي

سب سے پہلے همارے درست نے قسمیں کهانا شروع کیں که مجهپر خدا کیلیے اعتماد کیجیے ' لیکن وه بهول گیے که زیاده قسمیں کهانا اولي اچهي علامت نهیں سمجهي جاتي گو اچهي علامت هو:

قسم سچي سهي ' پهر بهي ضرورت کیا هے کهانے کي !

همارے درست کو معلوم نهیں که اعتماد حاصل کرنے کا ذریعه قسمون اور عهد و پیمان میں نهیں هے ' بلکه کسي اور هي چیز میں هے - سچا اعتماد پیدا کرنے والوں نے کبهي خود قسمیں نهیں کهائي هیں ' بلکه اپني استقامت اعمال کے زور سے اعتماد کي قسمیں دنیا سے لي هیں - اس نکتے کو (خانخاناں) نے سمجها تها :

به کیش صدق و صفا حرف عهد بیکارست
نگاه اهل محبت تمـام سوگند ست !

الم تر الي الذین یزکون انفسهم ؟ بل الله یزکي من یشاء !

قبل اسکے که کوئي کچهه کهے ' خود انهي نے ڈیپوٹیشن کي تجویز کو " سادي چک بک " سے تعبیر کیا ' اور پهر واقعتاً بالله جهد ایمانهم کا سلسله شروع هوا - کیا یه اسکا ثبوت نه تها که خود انکا ضمیر بهي اس وقت عالم اضطراب میں هے ' اسلیے خود هي اپنے سے کهتے هیں ' اور خود هي جواب دیتے هیں ؟ صاف معلوم هوتا تها که آج جو کچهه زبان سے نکل رها هے ' اس سے همارے درست کو خود بهي حیا آ رهي هے :

میں اپني چشم شوق کو الزام خاک دوں
تیري نگاه شرم سے کیا کچهه عیاں نهیں ؟

(۱۲)

غرضکه دو دن کي فریقانه معرکه آرائي کو اب آور کهاں تک طول دیا جاتا ؟ اسکا فیصله یوں کیا گیا که بین بین طریقه پسند کیجیے که خیر الامور اوسطها - کفر و اسلام ' دونوں کو اختیار کیجیے - اهرمن اور یزداں ' دونوں کو رام کیجیے - ایک هي طرف کیوں جهکیے جب دونوں کي خوشنودي حاصل هوسکے ؟ صرف کعبے هي کے کیوں هو رهیے جب بتکدے سے بهي رسم و راه رهسکے ؟ ایک هاتهه میں زنار برهمن لیجیے اور دوسرے هاتهه میں سبحهٔ زاهد -

یعنی ایک ہاتھہ ایمان سے ملائیے اور دوسرا وقف مصاحفۂ نفاق - یعنی ایک ہاتھہ میں " جام غلامی " اور دوسرے میں " سندان حریت "

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق
ہر ہوسنا کے ندادند جام و سندان باختن

مذبذبین بین ذالک ' لا الی ھا اولاء ' ولا الی ھا اولاء ! (۴ : ۱۴۲) :

معشرق ما بشیوہ ہر کس موافق ست
با ما شراب خورد و بزاھد نماز کرد

ترجمہ بعض و نکفر بعض باتوں میں راہ ایمان اختیار کرینگے اور بعض میں راہ کفر ' وہ یریدون ان یتخذوا بین چاہتے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان ذالک سبیلا (۴ : ۱۵۰) کوئی تیسری راہ اختیار کریں -

حقیقت یہ ہے کہ اس " جمع اضداد " کی راہ نہایت مشکل ہے - ایک ہاتھہ میں جام باطل پرستی رکھیے ' اور دوسرے میں سندان حق پرستی ' اور دونوں کو باہم زور زور سے ٹکرایئے ' مگر شرط یہ ہے کہ باطل کے جام بلوریں میں بال تک نہ آئے ' اور سندان حق پرستی بھی ہاتھہ سے الگ نہو !

ہر ہوسنا کے ندادند جام و سندان باختن !

آپ کی خبر نہیں ' مگر اپنی کمزوری کا تو ہمیں صاف صاف اعتراف ہے - اس شعبدہ بازانہ چابک دستی کی مشق کیلیے بڑی بڑی قابلیتوں کی ضرورت ہے ' یہ مقامات عالیہ ہم تہی دستان کمال کو ابھی حاصل نہیں ہوے -

(۱۳)

میجر صاحب کی تائید کے بعد میں نے تقریر کرنی چاہی ' لیکن خواجہ غلام الثقلین صاحب نے کہا کہ وہ رزولیوشن کی نسبت ایک ترمیم قامبند کرچکے ہیں ' اسکو پیش کرینگے - چنانچہ خواجہ صاحب نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھہ تقریر کی اور دانشمندانہ طریقہ سے بعض اختیارات مہمہ کے محفوظ رکھنے کی ضرورت راضح کی - لیس انتظامات مخفیہ سرگرم کار تھے - مخالفت کی آوازیں اٹھنا شروع ہوگئیں -

اس عرصہ میں ' میں کیا سوچ رہا تھا ؟ تمام قیاسات کی تصدیق ہوچکی تھی ' اور معلوم ہوگیا تھا کہ آزاد خیال پارٹی کی قوت کو شکست دینے کیلیے ایک عنصر ' مرکب سے الگ کرلیا گیا ہے - پھر آور جو جو تدبیریں ۲۶ - کے مدعیان آزادی اور ہنگامہ ورمایان حریت کو اپنے قابو میں لانے کیلیے کی گئی تھیں ' وہ بھی کامیاب ہوگئی ہیں - ایک پورا جال ہے ' جسمیں سب کے پاؤں پھنس گئے ہیں - پھر کیا رنگ بدلا ہوا دیکھکر میں بھی خاموش ہوجاؤں ؟

یہ اب مفت کی ہر دل عزیزی اور احسان مندی تھی جو بعیر کہ نقصان کے حاصل ہوتی تھی - کیونکہ تمام مدعیان آزادی حق پرستی سرجھکا چکے تھے ' اور اب اس حق و باطل کے مرکب بھوں ھی کا نام " حق خالص " تھا ' پس آزاد خیالی اور حق پرستی پر کوئی آنچ نہیں آتی ہے ' اور ہر داھزیزی کی دولت ہاتھہ آجاتی ہے - حق بھی اپنے ھی حصے میں آتا ہے ' اور باطل کا دامن بھی نہیں چھوٹتا - پھر کیا مضائقہ اگر چند لمحے کی خاموشی سے مدتوں تک کام دینے والی کمائی پیدا کرلی جاے ؟

یہ خیالات تھے جو اس موقعہ پر قدرۃً ہر دماغ میں گذر سکتے تھے ' لیکن گو قوت کا ایک لمحہ کیلیے بھی دعوا نہیں ' تاہم ایسے ایسے نزعات طاقتیہ کیلیے تو الحمد للہ اپنے پہلو میں ایک قوت رکھتا ہوں - " ہر دو بڑی " کی خواہش سب سے بڑا " شیطان " ہے جسکی ایک نگاہ کے ساتھہ ھی ہمتوں اور استقامتوں کی بڑی بڑی چٹانیں پانی ہو جاتی ہیں ' لیکن جس دن میں نے اپنی پہلی آواز کے دن سے اپنے پاؤں کو راہ حق گرفتی کی اس اولین زنجیر سے آزاد کر لیا ' اور استقامت کی توفیق اللہ کے ہاتھہ میں ہے -

میرے عقیدے میں " ہر دلعزیز " کا زیادہ صحیح نام " منافق " ہے اور یہ محال قطعی ہے کہ ایک شخص " حق گر " بھی ہو اور پھر بزم ایمان و کفر ' دونوں میں ہر دلعزیز ہو - جو لوگ چلنا چاہتے ہیں ' انکو سمجھہ لینا چاہیے کہ انکے سامنے صرف دو ہی راہیں ہیں ' حق و باطل ' کفر و ایمان ' نور و ظلمت ' اور خدا پرستی و شیطان پرستی ' انھی دو راہوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرلیں - یہ بالکل فضول کوشش ہے کہ دونوں میں سے کوئی نئی درمیانی راہ پیدا کی جاوے - میں نے تو ارادہ کرلیا ہے کہ خواہ کچھہ ھی کیوں نہو ' لیکن اپنے ظاہر و باطن کو ایک راہ پر رکھونگا ' اور جو دل میں ہوگا ' اسی کو زبان کے حوالے کرونگا ' دعا کرتا ہوں کہ خدا جلد مجھے کسی سخت آزمایش میں ڈالے ' اور مجھے اپنے دل کی استقامت کے آزمانے کا موقعہ ملے - وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون -

مجکو بعض صاحبوں نے روکا کہ اب مخالفت میں تقریر کرنا بے فائدہ ہے - نواب اسحاق خاں صاحب نے کہا کہ ایک بات پر اب سب متفق ہوگئے ہیں ' مخالفت سے کیا فائدہ ؟ لیکن در حقیقت ان بزرگوں کی غلطی تھی - مخالفت اسلیے نہیں کی جاتی کہ موافقت کی صدائیں بلند ہوں ' اور لوگ چیرز کا ہنگامہ بپا کر خیر مقدم کریں ' بلکہ صرف اسلیے کی جاتی ہے کہ ایمان اور ضمیر کا حکم ہوتا ہے کہ ایسا کرو - یہ حکم بالکل اس سے بے پروا ہے کہ لوگوں کا کیا حال ہے ؟ کوئی سچی بات اسلیے نہیں ترک کردی جاسکتی ' کہ لوگ اسکا استقبال نہیں کرینگے - سچ ' سچ ہے اگرچہ تمام عالم میں ایک بھی اسکا دوست نہو - البتہ یہ حالات و واردات اور ہیں - جنکے سمجھنے سے اپنے بزرگوں اور دوستوں کو ابھی عرصے تک معذور و معذور سمجھتا ہوں :

حریف کاوش مژگان خوں رانش نئی خاصم
بدست آور رگ جانے ' و بشتر را تماشا کن

جس چیز کو آپ لوگوں نے " ایمان " سمجھا ہے ' اپنے عقیدے میں بھی کفر ہے - حق کی پرستش کیلیے ازلیں سے قربانی ہے اور آپکا دماغ ابھی اسکا تصور بھی نہیں کرسکتا - ساری عمر نفس کی پرستش میں کٹی ہے ' اب چند لمحوں کے اندر آپکو خدا کیسے دکھلا دوں ؟ اپنی اپنی راہ ہے ' اور اپنا اپنا مذہب :

و للناس فیما یعشقون مذاھب

آپ لوگ معذور ہیں ' لیکن میری راہ میرے لیے چھوڑ دیجیے ' اور جہاں جا رہا ہوں ' جانے دیجیے - آج نہیں ' مگر کل بلاؤنگا کہ حقیقت کیا ہے ؟ - خدا کا ہاتھہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ' اور " مستقبل " سے بڑھکر کوئی جج نہیں - عنقریب کھل جاے گا کہ میں کس راہ پر تھا ' اور آپ کہاں جا رہے تھے ' اور وہ مقلب القلوب اپنے بندوں کے دلوں کو میرے لیے کھولتا ہے یا آپکے لیے ؟ البتہ جن دلوں کو خدا اپنے نور ھدایت کیلیے چن لیتا ہے ' ان میں اور تم میں ابھی فرق ہے کہ وہ آج جس چیز کو دیکھتے ہیں ' تم کل دیکھو گے - اسی معاملے کو دیکھو ! جسمے میں صرف میں ہی ایک مجرم تھا ' جس نے مخالفت کی - اور سب خاموش رہے ' یا سر شاری نفاق سے جھومتے رہے - لیکن آج سیکڑوں ہیں جو سر پیٹ رہے ہیں - پھر یہ کیا ہے ؟ کیا یہ ایک الہی نشانی نہیں ہے جو حقیقت کے چہرے کو بے نقاب کررہی ہے ' اور بتلا رہی ہے کہ کس کی زبان اللہ کے ہاتھہ میں ہے جو اسکو کھلواتا ہے ' اور کس کے دل نفس کے قبضے میں ہیں ' جو انھیں ہلنے نہیں دیتا ؟ پھر کیا کوئی انکھہ ہے جو دیکھے ! کوئی کان ہے جو سنے ! اور کوئی دماغ ہے جو سوچے ؟

و ھو الذی انشا لکم السمع و الابصار و الافئدہ ' قلیلاً ما تشکرون (۲۳ : ۶۰) [اور وہی خدا ہے قدیر و حکیم ہے - جس نے تمہارے لیے کان ' آنکھیں اور دل پیدا کیے ' تا کہ تم سنو ' دیکھو ' اور سوچو بچارو ' مگر افسوس کہ تم بہت ہی کم اسکا شکر کرتے ہو]

ناموران غزوهٔ بلقان

انقلاب عثماني

(٤)

— * —

(انور بے) کي طلسمي سے ورود قسطنطنيه تک

—:*:—

(مقتبس از بعض جرائد عثمانيه و مراسلهٔ د ڈ مخدوم الدين بے)

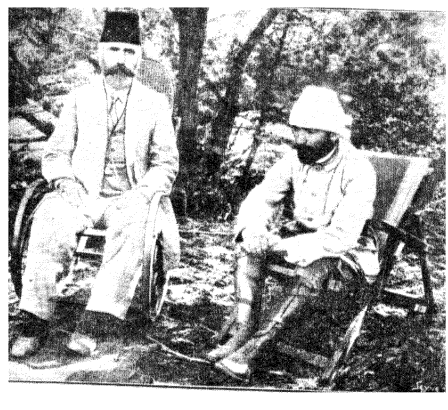
— * —

تبارک الذي بيده الملکوت ' و هو علی کل شيء قدير !

—:*:—

انقلاب پر ٹي هفتے گذر گئے - اس عرصے ميں عربي اخبارات کے مضامين ' ٹائمس اور ڈيلي ٹيلي گراف وغيره کے نامه نگاروں کي مراسلات ' اور آور مختلف ذرائع سے ٹي هوئي معلومات شائع هوتي رهيں - ليکن با ايں همه اصلي عقده اب تک لاينحل هے !

عين انقلاب کے دن جو واقعات گذرے ' انکي صحيح روايت کا تجسس بعد کو هو رهے گا - وه علانيه پيش آنے والے واقعات تھے جو روز روشن ميں سب کو نظر آے - ليکن اس سربستهٔ طلسم کي اصلي گره يه هے که جو کچھه پردے کے باهر دنيا نے ديکھا ' اسکا ساز و سامان ' پردے کے اندر کيونکر کيا گيا ؟ يه ايک ميدان کارزار تھا ' جس نے صبح کو فتح و شکست کا فيصله کر ديا ' ليکن وه کون تھا ' جس نے شب کي تاريکي ميں اسکا نقشه مرتب کيا ؟ يه ايک کلمهٔ الهي کي حفاظت ' اور تخت خلافت کے بقا کے ليے فوز اکبر کا دن تھا ' اور ضرور تھا که اسکو نتيجات دينے کيليے دست خلاق کسي دست محارق کو اپنا آله بناے - پس اس نے بنايا اور اپني تلوار اپنے بندوں کے هاتھوں ميں پکڑا دي ' ليکن پھر وه کون تھا ' جو اس نيابت الهي کا مستحق هوا ' اور جسکے دست حق پرست نے " سيف الله المسلول " سے ملقب هونے کا استحقاق پيدا کيا ؟



غـازي انـور بے درنه ميں روانـگي سے پہلے
اواخـر نومبـر سنـه ۱۹۱۲ -

اس آخري سوال کے جواب ميں بغير کسي تامل کے کہا جاسکتا هے که (انور بے) - ليکن پھر نصـرت الهي کي يه قوت قاهره ' اسلام پرستي اور خدمت ملي کا يه مجسمهٔ رشيد ' عقول و مدرکات انسانيه کيليے يه ايک برق اعجاز ' يعني (انور بے) اندرون طرابلس اور صحراے ليبيا سے کيونکر باسفورس کے کنارے پہنچ گيا ؟

ان سوالات کا ابتک کہيں سے جواب نہيں ملا ' بھي وه اصلي عقده هے ' جو اب تک لاينحل هے اور جب تک حل نہو ' اس وقت تک هم اس انقلاب معجب و عزيز کے متعلق با کمال تاريکي ميں هيں -

ليکن ميں آج اسے حل کرونگا .....

* * *

اتحاد و ترقي کي وزارت کي شکست کے ساتھه هي جنگ بلقان شروع هوئي تھي - گروه فريقانه مخاصمات کا ايک شديد ترين دور تھا ' تاهم ياد هوگا که بمجرد اعلان جنگ کے اتحاد و ترقي نے اپنا اعلان صلح شائع کر ديا تھا اور لکھديا تھا که چونکه حکومت کو غيروں سے مقابله پيش آگيا هے ' اسليے اب آپس کي رنجشيں بھول جانا چاهئيں -

جارحيت بے ' طلعت بے ' اور خليل بے ' فوج ميں داخل هوگئے تھے - ليکن با ايں همه (کامل پاشا) کي وزارت نے رياست هاے بلقان سے لڑنے کي جگه انهي کو اپني اصلي جنگ کا نشانه قرار ديا ' اور انکي جانب سے گذشته باتوں کے بھولنے اور ٹي کارشوں کو دور کرنے کي جتني زياده کوشش هوئي ' اتني هي کامل پاشاے اپنے حاکمانه اقتدار سے سختيان شروع کرديں - تا که ايسا کرنے کيليے مجبور تھا - وه ايک پٹلي تھي ' جسکي درز انگلستان کے هاتھه ميں تھي ' اور اس نے کامل کو اسليے وزير نہيں کرايا تھا که اپنے مقدوني پيش روؤں سے لڑے ' بلکه سليے که ملک کي اصلي محافظ جماعت (اتحاد و ترقي) کو ايک کردے -

سب سے پہلے پريس پر مصيبت آئي ' اخبارات بندهي ' گيے ' پھر جلا وطنياں شروع هوئيں - فرضي مقدمات قائم کيے گيے ' ايک فرضي عدالت شديد وقتي ضرورت کي فرضي تو ٹي ' فرضي سزائيں دي گئي ' اور سب سے آخر يه ' که ايک فرضي سازش کا ظاهر کرکر گرفتاريان شروع کر ديں -

في الحقيقت اس چند ماه کي فرصت ميں انجمن اتحاد و ترقي کي قوت کو دالمي طور پر کچل ديا گيا تھا ' اور (پورٹ) (انگلو ٹرکش) اتحاد اپنے ديرينه منصوبوں ميں کامياب هوگيا ' ليکن تاهم اس جز کے کچھه ريشے زمين کے اندر باقي رهگئے تھے ' صداقت کي اگر ايک چنگاري بھي باقي رهجاتي هے ' تو آتش تيز کيليے کافي

انہ ں کے بقیۃ السیف ممبر زمانے کو مخالف دیکھکر خاموش ہو گئے تے ' لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ کامل نے پہلے تو اصلی فرصت جنگ کو دول یورپ اور علی الخصوص اس بساط سیاست کے سب سے بڑے خطرناک شاطر (انگلستان) کے اعتماد پر قربان کردیا ' اور اب صلح کی سازش شروع ہو گئی ہے ' تو صبر نہ کر سکے ' اور با وجود بے پر و بالی کے ایک مرتبہ اوزے کی آور کوشش کی -

(کامل پاشا) نے انجمن کے ممبروں کے تعلقات قصر سلطانی سے با لکل منقطع کر دیے تے ' اور اس امر کا نہایت شدید انتظام کیا تھا کہ کوئی شخص بغیر کامل کی وساطت کے سلطان المعظم سے مل نہ سکے - اسمیں یہ مصلحت تھی کہ جنگ کے حالات اور فوجی رقومی آواز سے سلطان المعظم با لکل بے خبر رہیں ' اور جو اطلاعات کامل پاشا اُن تک پہنچادے ' اُسی پر اعتماد کرتے رہیں -

پس سب سے پہلی کوشش جس سے انجمن نے اپنا موجودہ دور حیات شروع کیا ' خاندان سلطانی کی اعانت کو حاصل کرنا تھا ' اسی کا نتیجہ وہ قومی وفد تھا جو شہزادہ یوسف عزالدین کی سعی سے بارباب بارگاہ سلطانی ہوا ' اور جسکی سرگذشت ہم (انقلاب عثمانی) نمبر (۲) میں لکھہ چکے ہیں -

لیکن کامل پاشا کا ستارہ ابھی اوج پر تھا - اُس نے فوراً ایک فتنۂ تازہ بپا کر دیا ' اور ایسی چال چلی ' کہ سلطان المعظم کو چند لمحوں کے اندر اپنے ہاتھوں میں کرلیا - اس نے کہا کہ اتحادی آپکو تخت سے اُتارنے کی تدبیریں کر رہے ہیں - پرنس یوسف اسلیے انکا ساتھہ دیتا ہے کہ تخت نشین بننے کے منصوبوں میں ہے - ساتھہ ہی ایک فرضی سازش کی خبر دی جو گویا محمود شوکت پاشا کی سرکردگی میں انجام پا رہی ہے ' اور تمام اتحادی اور خاندان سلطانی کے ممبر اسمیں شریک تے -

اسی کا نتیجہ وہ عام گرفتاری تھی جس نے چند گھنٹوں کے اندر ۸۰ سو انجمن کے ممبروں اور ہواخواہوں کو دنیا سے الگ کردیا -

* * *

جو لوگ بچے تے ' وہ قسطنطنیہ سے خفیہ نکل گئے - صرف آٹھہ آدمی شہر میں اسلیے رہگئے ' تاکہ ان گرفتاران ظلم کی رہائی کی تدبیریں کریں -

یہ ایک نہایت خطرناک قیام تھا ' جو ان آٹھہ فدائیان ملت نے گوارا کیا - قید خانے کے دروازے انکے منتظر تے ' اور کمال پاشا کی آنکھیں بیدار تھیں ' تا ہم انکی غیرت نے گوارا نہیں کیا کہ رفیقان کار زندان بلا میں گرفتار ہوں ' اور وہ انکو چھوڑ کر اپنے عیش کدوں کی راہ لیں -

انکو بڑی تقویت (شہزادہ یوسف) سے ملی جس نے انکو اپنی حفاظت میں لے لیا تھا اور عہد واثق کیا تھا کہ انکی اعانت سے کبھی دست بردار نہوگا -

یہی آٹھہ آدمی تے ' جنکو آنے والے حوادث و انقلاب کا اصلی بانی ' اور اتحاد و ترقی کے نئے دور کا مبدء اصلی سمجھنا چاہیے -

ان میں سے چھہ آدمی حسب ذیل ہیں ' جنکے نام ہم کو معلوم ہوسکے :

(۱) ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے
(۲) عزیز بے (غازی انور بے کے چھوٹے بھائی)
(۳) خلیل بے (جنکی تصویر دو مرتبہ الهلال میں شائع ہو چکی ہے)
(۴) عمر ناجی بے مفاستری
(۵) عثمان نجاتی بے سب ایڈیٹر طنین
(۶) شریف نوری بے ایڈیٹر اخبار " عثمانی " سلانیک

کامل پاشا کی ان لوگوں پر نظر تھی - اس نے گرفتاری کیلیے پوری تجسس کی ' لیکن یہ لوگ اسطرح پوشیدہ رہے کہ اسکو انے قسطنطنیہ سے چلے جانے کا یقین ہوگیا -

* * *

ان آٹھہ آدمیوں میں پانچ انجمن کے " ندائیوں " میں سے تے - " ندائی " کروہ اور انکے پسر اسراو خرائض کا بیان آگے آے گا -

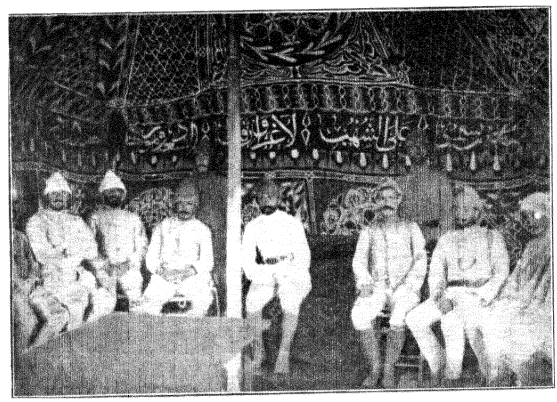
ان لوگوں کے سامنے دو کام تے - مقدم ترین کام گرفتاران حکومت کو رہا کرانا تھا - اسکے بعد انقلاب حالت کی سعی -

محمود شوکت پاشا بھی نظر بند کردیے گیے تے اور انسے اس بارے میں کوئی مدد نہیں ملسکتی تھی -

ترکی میں باوجود انقلاب دستور کے ابتک پبلک اوپینین کوئی شے نہیں ہے ' اور اصلی طاقت فوج ہے - جو لوگ انجمن اتحاد و ترقی کو الزام دیتے ہیں کہ اس نے فوجی قوت کو انقلاب حمیدی کے بعد بھی اپنے قبضے میں رکھا ' وہ بھول جاتے ہیں کہ قسطنطنیہ پیرس یا نیویارک نہیں ہے - جب ہر تحریک اور ہر جماعت اپنے ہر طرف مخالف قوتوں کا حصار پاے ' تو اپنے زندہ رہنے کیلیے مجبور ہے کہ کسی نہ کسی قوت کو اپنا حامی بنائے - ترکی میں فوجی آواز کے سوا اور کسی آواز میں قوت نہیں ہے " اور ابھی عرصے تک یہی حالت رہے گی -

پس ضرور تھا کہ اس وقت بھی فوج ہی سے مدد لی جاتی - فوجی افسروں کا بڑا حصہ ہمیشہ اتحادیوں کے ساتھہ رہا اور اب بھی ساتھہ تھا ' مگر انقلاب وزارت نے انکے تعلقات فوج سے بالکل منقطع کردیے تے ' اور انکو کچھہ خبر نہ تھی کہ اتحادیں پر کیا گذر رہی ہے ' اور موجودہ حکومت ملک کے ساتھہ کیا کر رہی ہے ؟ -

یہ جماعت دو حصوں میں منقسم ہو؟؟



ادرنہ کے ایک خیمے میں غازی انور بے اور انکے ہم راز

یہ اس راز دارانہ مصلحت کا مرقع ہے ' جہاں روانی سے ایک دن پہلے غازی موصوف نے مشورت کیلیے اپنے چند رفیقاں ہمراز اس کو جمع کیا تھا -

بدلکے پوشیدہ (چٹلیا) چلے گئے - چٹلیا جانے کیلیے بھی بڑے انتظامات کی ضرورت تھی ' فوجی چوکیاں قدم قدم پر قائم تھیں اور ان سب کو دھوکا دینا ممکن کہ تھا - اسکے لیے یہ تدبیر لی گئی کہ سامان رسد کی جو گاڑیاں صبح شام روانہ ہوتی تھیں ' ان میں سے ایک گاڑی کے محافظ سپاہیوں کو قبضے میں کیا گیا اور انکی جگہہ چار ممبر بھیس بدلکر گاڑی کے ساتھہ روانہ ہو گئے -

رھاں پہنچکر چٹلیا کے مختلف قلعوں اور گوھیوں میں شب کے وقت ان لوگوں نے دورہ کرنا شروع کر دیا - فوج میں جو خاص معتمد اتحادی افسر موجود تھے ان پر اپنے نئیں ظاھر کیا اور ملک کی موجودہ حالت کا افسانہ سنایا - انکو پہنچے ھوے ابھی تین دن ھی گذرے تھے کہ یکایک تمام فوجی حلقوں میں ایک جنبش عام پیدا ھوگئی اور غیظ و غضب اور برھمی کے اثار دیکھکر ناظم پاشا گھبرا گیا - لیکن با ایں ھمہ کچھہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ اسکا مقصد کیا ھے ؟ چوتھے دن تمام افسروں کا ایک وفد اپنے اپنے فوجی حلقوں کی قائم مقامی کے ساتھہ ناظم پاشا کے پاس آیا اور خواھش کی کہ " سلطان المعظم ایک ارادۂ خاص کے ذریعہ اتحادی ممبروں کو فوراً رھا کردیں ' ورنہ ھم مجبوراً اس غرض سے قسطنطنیہ جائیں گے "



قسطنطنیہ میں غازی انور بے اور سجاس مشورہ وسط میں غازی موصوف ھیں ' اور دونوں طرف اتحاد و ترقی کے مخصوص ممبر

ناظم مجبور ھوا کہ اس بارے میں عاجلانہ کارروائی کرے - اس نے وہ مشہور تار برقی سلطان المعظم کے نام روانہ کی ' جسمیں فوجی اغتشاش کی اطلاع دی گئی تھی اور نیز درخواست کی تھی کہ " فوراً اتحادی جماعت کی رھائی کا حکم نافذ فرمائیے ' ورنہ فوج ھاتھہ سے نکلی جا رھی ھے " ادھر قسطنطنیہ میں شہزادہ یوسف عزالدین سرگرم کار تھے - وہ علانیہ حمایت کیلیے آگے بڑھے ھوے ' نتیجہ یہ نکلا کہ کامل پاشا کی کچھہ نہ چلی ' اور ارادۂ سلطانیہ جاری ھوگیا کہ فوجی عدالت کی جگہہ ایک علانیہ سول کورٹ میں متہمین کی تحقیقات کی جاے اور اگر جرم قطعی الثبوت نہ ھو تو رھائی میں ایک لمحے کی بھی **تاخیر نہو** -

عشق ملت اور خدمت وطن کے سوا انکا اور جرم ھی کیا تھا ؟ با الخر تمام گرفتاران ظلم رھا ھوگئے -

* * *

اب انجمن کی قوت تازہ ھوگئی - یہ وھی وقت تھا جسکی نسبت (ڈاکٹر مصطفےٰ الدین) نے اپنے گذشتہ خط میں لکھا تھا کہ "اب ھم ارادہ میں - اب اتحادی ھونا کوئی جرم نہیں - ھمارے دست عمل پیشتر کی طرح مقید نہیں رھے "

ان آٹھہ آدمیوں نے اپنے مشن کا پہلا کام یوں انجام دیا -

* * *

انسانی فطرۃ کے فضائل کا سب سے بڑا مظہر وہ ھے ' جب وہ با وجود مصائب و الام میں مبتلا ھو جانے کے ' اُن کاموں کو انجام دینے کیلیے جوشتہ ھے ' جنکر آرام و راحت کی گھڑیوں میں بھی انجام دینا مشکل ھے - ان بقیۃ السیف آٹھہ آدمیوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ در لاکھہ سپاھیوں کے دل ھاتھہ میں لیکر ' آٹھہ سو آدمیوں کو کی نجات اور بقا کی آخری تدبیریں بھی

(٢)

صلح نامہ اڈلی و دولت علیہ کے نافذ ھو جانے کے بعد (غازی انور بے) نے قطعی ارادہ کرلیا تھا کہ ابھی چند برسوں تک طرابلس سے نہ ھلیں اور جس " عربی طاقت " کے پیدا کرنے کا اس جنگ نے سامان کر دیا تھا ' اور جو کامل دیڑھ سال کی لگاتار سعی و مجاھدت کے بعد رجود میں آئی تھی ' ضرور تھا کہ اب اسکو تکمیل تک پہنچایا جاے - سب سے بڑا اھم کام یہ تھا کہ (شیخ سنوسی) اور قبائل عرب کو جنگ پر قائم رکھا جاے ' اور اندرون عرب میں نشر تعلیم و تربیت کی مہمات کو ترقی دی جاے -

وہ اپنے کاموں میں مصروف تھے ' اور ٹرکی کے تازہ حالات سے بے خبر ' کہ یکایک پرنس (عمر طوسون پاشا) نے انکو کامل پاشا کے برسر اقتدار ھونے کی خبر دی ' اور لکھا کہ مختار پاشا کا نام محض ایک دھوکا ھے - ٹرکی حزب الحریۃ و الائتلاف کامل پاشا کے پردے میں کام کر رھی ھے -

ساتھہ ھی وہ خطوط بھی انکو پہنچاے جو آستانۂ علیہ سے اس بارے میں آئے تھے -

یہاں یہ ظاھر کر دینا ضروری ھے کہ طرابلس میں (انور بے) کے قسطنطنیہ سے تعلقات اب صرف (عمر طوسون پاشا) کے ذریعہ قائم تھے ' کیونکہ سرکاری ڈاک جو کبھی براہ ٹیونس اور کبھی براہ مصر انکے پاس پہنچتی تھی ' وہ تبدیل وزارت کے ساتھہ ھی کامل پاشا کے ھاتھہ میں آگئی تھی اور اب محال قطعی تھا کہ اس کے ذریعہ اُن میں اور انجمن اتحاد و ترقی میں تعلق باقی رھسکتا - پس تغیر وزارت کے ساتھہ ھی ' انھوں نے اپنے درستوں کو لکھدیا تھا کہ آئندہ خاص مراسلات پرنس موصوف کے ذریعہ کی جائیں -

کامل پاشا کے اقتدار اور انجمن کی شکست کی خبر نے اگرچہ غازی انور بے کو نہایت مضطرب کردیا تھا تاھم وہ اپنی جگہہ سے نہ ھلے - اس زمانے میں کلکتہ کا مشہور مجاھد طرابلس (حاجی عبد الغنی) درنہ میں مقیم تھا اور اسکے خیمے اور غازی موصوف کے خیمے میں صرف چند قدموں کا فاصلہ تھا - اسکا بیان ھے کہ :

" بمجرد ان حالات کے معلوم ھونے کے (انور بے) کے چہرے کی دائمی شگفتگی پر کبھی کبھی افسردگی غالب آنے لگی تاھم وہ اپنے کاموں میں منہمک اور اپنے ارادوں میں مصروف تھے - البتہ انکی خاموشی بڑھگئی تھی - فرصت کے چند لمحوں میں قدیمی عادت کے خلاف اکثر چپ بیٹھے رھتے "

انور بے کو یقین ھوگیا تھا کہ اب حالات خطرناک ھیں - اور کامل پاشا کا برسر حکومت ھونا اسکا ثبوت قطعی ھے کہ اجانب و اغیار کسی مہلکۂ عظیم میں کلمۂ اسلام کو مبتلا کرینگے - تاھم ایک وقت میں دو کام نہیں ھو سکتے ' اسلیے فرض کا تقاضا یہی ھے کہ اپنے موجودہ وظیفہ عمل میں مصروف رھوں -

مقالات

مسئلۂ اسلامیہ

یا

مسئلۂ شرقیہ

(بسلسلۂ " مستقبل الاسلام ")

سیاسی مضمون نگار بسا اوقات مستقبل کے متعلق پیشین گوئیاں کرتے ہیں ' جو سیاسی راز آشنائی ' واقعات و حوادث کے تجارب ' تاریخ ماضی کی ورق گردانی ' اور حال کے غائر مطالعہ پر مبنی ہوتی ہیں -

منجملہ ان عنوانات کے ' جن پر ان مضمون نگاروں نے خامہ فرسائیاں کی ہیں ' ایک عنوان (مسئلہ اسلامیہ) ہے ' جسکی پر فریب تعبیر (مسئلہ شرقیہ) کے نام سے کی جاتی ہے - (مسئلہ شرقیہ) پر جسقدر مضامین شائع ہوتے ہیں ' انکے خیالات اور تعبیر میں اسیقدر اختلاف ہے ' جسکی وجہ کچھ تو ازاء کا اختلاف ' اور مصالح دول کا تعارض ہے ' اور کچھ اہل مشرق کو مغالطہ اور فریب دینے کی تدابیر کا تنوع و اختلاف - مگر با ایں ہمہ اس امر سے ہر مضمون نگار کو اتفاق ہے کہ مشرق اور اہل مشرق کے متعلق یورپ کے سامنے ایک نہایت پر خطر ' پیچیدہ ' اور لاینحل مسئلہ درپیش ہے ' جسکی کشائی گرہ مغربی افق سیاست کی صفائی اور با ہم دگر دوستانہ تعلقات پر مبنی ہے -

یورپ کے دول ستہ کا اتحاد مسئلہ شرقیہ کے حل کی سب سے پہلی اور سب سے آخری شرط تھی ' جو حال کی متحدہ یاد داشت کی صورت میں پوری ہوگئی ' اسلیے اب مشروط کا وجود بھی کچھ دور نہیں - پس ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو اس نقشۂ حل کا علم ہوجائے ' جو عرصہ ہوا ترتیب دیا جا چکا ہے ' اور جس پر (غالباً) نظر ثانی کے لیے لندن میں مجلس سفراء منعقد کی گئی تھی -

مسئلہ شرقیہ کے مقاصد

(۱) دولت عثمانیہ کی اسطرح تقسیم ہو کہ ہر سلطنت کو اسکی حسب ضرورت ٹکڑے ملیں ' اور ساتھ ہی یورپ کی قوتوں کے توازن میں فرق بھی نہ آئے - اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے نقشۂ تقسیم حسب ذیل ترتیب دیا گیا تھا -

انگلستان ... ... مصر ' سودان ' اور عرب
فرانس ... ... شام
جرمن ... ... اناطولیا -
اطالیا ... ... قیروان اور طرابلس
روس ... ... آستانۂ علیہ (قسطنطنیہ)
آسٹریا ... ... سالونیکا اور بحر ادریاٹیک میں کوئی بحری اسٹیشن

(۲) عموماً اہل مشرق کے اور خصوصاً اہل اسلام کے شیرازہ کو پراگندہ کرنا ' تا کہ عیسائی نو آبادیاں قائم کیجا سکیں ' اور مشرق اور مغرب قریب کی زرخیزیوں سے مغرب بعید کے سامان عیش و طرب مہیا کیے جاسکیں -

(۳) مشرقی اقوام کے مذہب میں تغیر پیدا کیا جائے ' کیونکہ بغیر مذہبی تبدیلی کے اسلام کی پولیٹکل قوت کا خاتمہ نہوگا ' پس ضرور ہے کہ یسوع مسیح کی بادشاہت عالمگیر بنائی جائے ' اور زمین کے ہر قطعہ پر پرستاران صلیب کا جھنڈا لہرائے -

مسئلہ شرقیہ کا سبب اصلی

مسئلہ شرقیہ کے اغراض سے مجملاً معلوم ہوگیا ہوگا کہ اسکی افرینش کے اسباب کیا کیا ہیں ؟ مگر اب ہم اسکو کسی قدر تفصیل سے بیان کرتے ہیں -

گو یورپ خود ستایانہ طور پر مدعی ہے کہ وہ تعصب کی قید و بند سے آزاد ہوگیا ' مگر واقعہ یہ ہے کہ آج اسکی قوت قاہرہ اور اساط عامہ کی زندگی ہی تعصب کے دم سے ہے - وہ دو نوں قسم کے تعصبوں میں گرفتار ہے - مذہبی بھی اور قومی بھی -

اقوام یورپ کا تعصب جنسی اسقدر مشہور و معروف ہے کہ اسکے متعلق زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں - مثال کے لیے امریکہ ' افریقہ ' اور ہندوستان کے باشندوں کے ساتھ ان کے متعصبانہ برتاؤ کی ہزارہا شہادات عینی و یقینی کافی ہیں -

یورپ کے طرف تعصب مذہبی کے انتساب سے لوگوں کو تعجب ہوگا ' کیونکہ یورپ نے اپنی بالاخوانوں میں "مذہبی بے تعصبی" کا وصف نہایت بلند آہنگی سے بیان کیا ہے -

مگر یہ واقعہ ہے کہ یورپ با ایں ہمہ علمی و صناعی ترقی کے مذہبی تعصب میں آج بھی اسی مرکز پر ہے ' جہاں جنگ صلیبی کے زمانہ میں تھا - دیکھو ! ایک ارتھوڈاکس بطریق کو آستانہ میں پھانسی دیجاتی ہے - انگلستان جو مذہباً پروٹسٹنٹ ہے ' اور فرانس جو مذہباً رومن کیتھولک ہے ' یہ دیکھتے ہی فوراً اپنی اپنی جنگی قوتوں کی نمایش کرتے ہیں اور تعزیر و پرداش کے غلغلوں سے تمام یورپ میں آگ لگ جاتی ہے - لیکن جب ایران میں عاشورہ کے دن ثقۃ الاسلام کو پھانسی دیجاتی ہے ' تو دونوں خاموش رہتے ہیں - آرمینیا میں نا خواندہ و وحشی کرد اور البانیوں کے ہاتھوں چند عیسائی قتل ہوتے ہیں تو تمام یورپ بھونک اٹھتا ہے - انگلستان کا وزیر اعظم غصہ سے از خود رفتہ ہوجاتا ہے اور کہتا ہے کہ ان اشقیاء (مسلمانوں) کے ہاتھوں سے یہ کتاب (قرآن حکیم) ایکے جلادو ' کیونکہ جب تک یہ کتاب انکے ہاتھوں میں رہیگی ' وہ ہمیشہ متعصب رہیں گے - لیکن ایران ' طرابلس ' اور مقدونیہ میں مساجد کی توہین کیجاتی ہے - عورتوں کی عصمت پر حملے ہوتے ہیں - عورتیں اور مرد ' بوڑھے اور بچے ' سب بلا تمیز تہ تیغ کیے جاتے ہیں ' مگر کوئی جنبش پیدا نہیں ہوتی - اور پھر جب پارلیمنٹ میں سوال ہوتا ہے تو اسکا جواب دیا جاتا ہے کہ " نا طرفدار حکومت کے لیے یہ نا ممکن ہے کہ وہ مظلوموں کی حمایت کے لیے میدان کار زار میں جائے "

مختصر یہ کہ مسئلۂ شرقیہ کا سر چشمہ یورپ کا مذہبی اور جنسی تعصب ہے ' اور اسکے سوا کچھ نہیں -

مسئلہ شرقیہ کا آغاز

اٹھارویں صدی کے اواخر میں ینگ چری فوج کی بے قاعدگیوں ' افسروں کی نا فرمانیوں ' اور یونان ' رومیلی ' اور ایشیائے کوچک کے عیسائیوں کی بغاوتوں نے دولت عثمانیہ کی حالت نہایت مخدوش کردی تھی ' یہانتک کہ بد اندیش ایک طرف رہے ' اسکے خیر خواہ بھی نفس آخریں شمار کرتے تھے -

اس فرصت کو غنیمت سمجھکے روس اور آسٹریا نے یورپین ٹرکی کی تقسیم کی بابت سنہ ۸۷ ۱۷ - میں ایک معاہدہ کیا - یہ معاہدہ اگر نافذ ہوگیا ہوتا ' تو آج دولت عثمانیہ پرستاران صلیب

کي قلمرو ميں کب کي داخل هوچکي تهي' مگر اسوقت تک مسيحي اتحاد کي تکميل کا وقت نهيں آيا تها - ايک طرف خود دول يورپ ميں باهم اختلاف تها ' دوسري طرف تراوں ميں باوجود گونه گوں مفاسد کے ايسے اشخاص موجود تهے ' جنهي قوت تدبير نے اتحاد دول کو منعقد هونے نهيں ديا -

مسئلہ شرقيہ کا دوسرا دور

سنہ ۱۸۲۵ - ميں يونانيوں نے استقلال کا علم بغاوت بلند کيا ' جسکے نتيجے هزاروں عيسائي بطور والنٹير کے جمع هوگئے - ايک ارتهوڈکس بطريق کو قسطنطنيہ ميں پهانسي ديگئي تهي جسکي وجہ سے تمام دول يورپ دولت عثمانيہ کي مخالفت پر دست بدست هوگئيں - جب که دولت عثمانيہ استقلال خواہ يونانيوں سے برسر پيکار تهي ' تو روس نے دفعتہً اسکے خلاف اعلان جنگ کرديا - انگلستان اور فرانس ' روس کے ساتهہ ملگئے اور ايک بحري مظاہرہ (نيول ڈيمونسٹريشن) کرکے سلطان المعظم کو مجبور کيا که وہ جنگ کو موقوف کرديں اور يونان کو خود مختاري ' دردانيل اور ڈينوب ميں جہاز راني کي آزادي' اور روس کو تراں جنگ ديں!

يہ مسئلہ شرقيہ کا دوسرا دور تها ' جسميں روس کے ساتهہ آسٹريا کے بدلے فرانس اور انگلستان دست بدست تهے -

مسئلہ شرقيہ کا تيسرا دور

مسئلہ شرقيہ کا تيسرا دور سنہ ۱۹۱۱ - سے شروع هوتا هے - اطاليا کے دولت عثمانيہ سے بے وجہ اعلان جنگ کيا اور تمام دول يورپ نے ناطرفداري کي پاليسي اختيار کي - انگلستان ميں قتل عام هوا ' اور سب سے خاموشي اختيار کراي - انگلستان مسئلہ مصر کي وجہ سے در پردہ اس دور کا سرغنہ تها - ٹراي نے صلح سے انکار کيا تو مقدونيا کي رياستوں کو برسر پيکار کرديا گيا - بالآخر سلطنت عثمانيہ نے طرابلس کو خود مختار کرديا اور اطاليا اسکے الحاق کا اعلان کرتي هے -

موجودہ حالت

اسکے بعد رياستہاے بلقان کے اعلان جنگ سے ايک نيا زمانہ شروع هوتا هے - دول نے پهر ناطرفداري کي پاليسي بظاهر اختيار کي اور اسکے ساتهہ هي يہ بهي اعلان کيا که کوئي جغرافي تغير نه هوگا - مگر جب رياستہاے بلقان نے اُن سازشوں سے ميدان جنگ ميں نالده اٹهايا ' جنکے ذريعہ دول يورپ نے ٹراي فوج کو طيطاي کا موقع نهيں ديا تها ' تو اپنے سابقہ اعلان کو واپس ليليا اور مفتوحہ ممالک ايک طرف رهے ' غير مفتوحہ مقامات (اڈريانوپل ' سقوطري ' جزائرايجين' کريٹ) سے دست بردار هونے کيليے متفقہ يادداشت کے ذريعہ دولت عثمانيہ پر زور ڈالا گيا - يادداشت کو پر اثر بنانے کے ليے انگلستان ' فرانس ' اور اطاليا نے اپنے جنگي جہازوں کو نقل و حرکت کا حکم بهي ديديا تها -

سابق نقشۂ تقسيم کے بعض دفعات کا نفاذ

تيسرے دور ميں سابق نقشہ کي بعض دفعات نافذ کردي گئي هيں - مثلاً طرابلس (جسکو دولت عثمانيہ نے خود مختار کرديا هے اور جهاں کے باشندے اپني خود مختاري برقرار رکهنے کے ليے اسوقت تک شمشير بکف هيں) اطاليا کو دلوادیا گيا هے - کريٹ پر يوناني جهنڈا بلند کيا گيا' باوجوديکہ دول يورپ نے اسکي حفاظت کا قانوني عہد کيا تها - ايک اتالين اخبار کے بيان کے بموجب اختتام جنگ کے بعد مصر کي خود مختاري اور برطانيہ کي فوجي نگراني کا فرمان بهي سلطان المعظم سے ليا جاليگا اور اسکي خبر مسٹر (بلنٹ) بهيجکے هيں -

نقشۂ تقسيم تيسرے دور ميں

اس دور ميں ممالک عثمانيہ کا نقشۂ تقسيم کسيقدر بدلگيا هے - (سالونيکا) آسٹريا کے بدلے بلقانيوں کو ديديا گيا هے - (اناطوليا) پر روس قابض هونا چاهتا هے -

جرمني کے مصالح اناطوليا سے زيادہ اور دور آبہ دجلہ و فرات سے وابستہ هيں -

گو مسئلہ اسلاميہ کا يہ ايک نهايت نامکمل خاکہ هے' مگر تاهم اس سے اسقدر اندازہ هو سکتا هے که عيسائي دنيا اسلام کے ساتهہ کيا کرنا چاهتي هے ؟

کيا مسلمان اسقدر سادہ لوح اور دير فهم هيں که با ايں همہ واقعات وہ اب بهي هلال کے ليے صليب کي معاونت کے اُميد وار رهينگے ؟ کيا وہ اس درجہ خوش گمان اور دير شک هيں که اب بهي انگلستان کے دعوئے " مذهبي بے تعصبي " کو باور کرليں گے ؟

کيا وہ اسقدر فريب خوردہ هيں که " انصاف و مسارات کي ماں " " انساني همدردي سے لبريز " اور " قديم شاندار روايات " کي شيريں تراپيوں کے دام ميں گرفتار رهينگے - ؟

کيا وہ اسقدر سرد جوش هيں که اب بهي گلفرو شان يورپ کي مسلم دشمني اور صريح مظالم کي حيلہ طرازي و عذر جوئي ان کو متنبہ نه کرے گي ؟ اور کيا وہ اسقدر غير عاقبت انديش هيں که اب بهي " مساعد نفس " کے طلائي اصول کے بموجب حفاظت اسلام کے ليے با قاعدہ اور مسلسل کوشش شروع نه کرينگے ؟

پهر سب سے آخر يہ که جو منافقين کفر پرست زبانيں اب تک انگلستان کے " سب سے بڑي اسلامي سلطنت " هونے کا وعظ کرتي هيں اور مسلمانوں کو مشورہ ديتي هيں که هر طرف سے انکهيں بند کرکے صرف انگلستان کي مسلم نوازي پر آسرا لگاے بيٹهے رهيں' کيا انکو اب بهي اپنے ضمير اور اپنے خدا سے شرم نه آے گي ؟

ضرورت هے که ان سوالات کا جواب زبان قال کے بد لے زبان حال سے ديا جاے -

مسلمانوں کو ياد رکهنا چاهيے که اگر انهوں نے ان عبرت آموز واقعات سے فائدہ نه اٹهايا ' اور حفاظت اسلام کي مسلسل اور باقاعدہ کوشش شروع نه کي' تو وہ وقت دور نهيں جب طرابلس اور تلي پولي کي مسجدوں کي طرح خانہ کعبہ کي طرف بهي صليب کا جهنڈا لهرا تا هوا بڑهے گا' اور پارليمنٹ ميں کسي سوال کے جواب ميں کها جاے گا که هندوستاني مسلمانوں کے مذهبي ابال کے ليے ايک ناطرفدار حکومت ميدان کارزار ميں نهيں جاسکتي -

[بقيہ مضمون صفحہ ۱۳ کا]

اور همکو يقين هے که تم (اے معزز اهل صليب) همارے وطني جذبات کي پوري قدر کروگے اگرچہ وہ تمهاري راے کے خلاف هو - اور تمهاري قوم کے وہ جذبات جو که ممالک متحدہ بلقان کے ساتهہ هيں هم سے انصاف کرنے کيليے مانع نهونگے اسليے که وہ البانيہ جسپر مکار و خائن نصاري چاروں طرف سے هجوم کررهے هيں' اُسکي نظر ميں عُلم هلال سے بهتر کوئي ملجاء و ماوي نهيں هے -

اور اگر اس لڑائي ميں الباني قوم فتحياب هوئي' تو ملت البانيہ' مجلس مقدس روسي کي نهايت ممنون هوگي که اوسنے ولايت متحدہ ميں الباني چرچ کا اعتراف کيا هے - اور اگر هم مغلوب هوں اور اپني وطني مصيبتوں کے بعد زندہ رهيں تو آپ سے اميد کرتے هيں که آپ همکو باقي مصيبت کے دن کاٹنے کے ليے سائبريا کے گرجا گهروں ميں رهنے کي اجازت عطا فرمائيں گے -

شئون عثمانیہ

مظالم سرویا

— * —

ایک جنگی نامہ نگار کی چٹھی - ایک مشہور انگریزی اخبار میں

— * —

اطالی ' آسٹروی ' اور ناروی قونصلوں کی رپورٹوں نے یہ ثابت کردیا ہے کہ البانیا میں سروی افسروں اور سپاہیوں کی گزشتہ گوں ستم رانیوں کی خونیں داستانیں ' محض افسانہ نہ تھیں بلکہ اصلی واقعات تھے -

گذشتہ چند ہفتوں کے اندر یورپ میں جنگ عام کے چھڑ جانے کا رہمی خوف بدقسمت البانیوں کے حق میں کسیقدر مفید ثابت ہوا تھا ' کیونکہ مظالم کا مقیاس الحرارت ایک حد تک گر گیا تھا -

راحت و آرام کی گھڑیاں گو عموماً مختصر و زود فنا ہوتی ہیں مگر بدبخت قوموں کے حق میں اور بھی خفیف اور جلد گذر جانے والی ہوتی ہیں - ستمزدہ البانی شدت مظالم کی کمی سے زیادہ عرصہ تک راحت اندوز نہ ہوسکے ' اور دز بارہ مظالم کی گرم بازاری شروع ہوگئی -

آسٹروی قونصل نے شروع ہی سے روزنامہ مظالم کی جمع و ترتیب کے ساتھ اعتنا کیا ' اور ان خونیں مناظر کو فراہم کرتا رہا جو سروی افسروں اور سپاہیوں کی تلواروں اور سنگینیں البانی مرد ' عورت ' بوڑھے ' بچے ' مسلم ' اور غیر مسلم اشخاص کے خون کے ساتھ ملکر پیدا کر رہی تھیں - اتفاق سے مجھے ان روزنامچوں کے مطالعہ کا موقع ملگیا میں نے ان کو بہت غور سے پڑھا ' اور اب میں بوثوق کہتا ہوں کہ سروی جنرل (چانکر پٹچ) کی ماتحت فوج کے مظالم اور سیہ کاریاں دینا کے ان بدترین واقعات میں سے ہیں ' جن کو تاریخ نے عہد وحشت کی یادگار کے طور پر محفوظ رکھا ہے - میں ان ان روزنامچوں کے مطالعہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ ہے کہ ساحل بحر ادریاٹک پر مارچ کے دوران میں نہ صرف غیر مسلح البانیوں کو تہ تیغ کیا گیا ' بلکہ بہت سے البانیوں کے اعضاے جسم کو اس بری طرح کاٹا گیا ' کہ شاید انسانی عہد وحشت کی تاریخ بھی اسکی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہوگی - اسکے علاوہ بہت سے غیر مسلح نوجوانوں ' کمر خمیدہ بوڑھوں ' بیکس عورتوں ' اور معصوم بچوں کا قتل عام کیا گیا ' جسکا کوئی شمار نہیں کیا جا سکتا -

روزنامچوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان وحشیانہ ستمکاریوں کا اصلی باعث خلاف اسلام مسیحی جوش تھا ' جو سروی فاتحوں کے سینوں میں جوش مار رہا تھا - اسکی ایک روشن دلیل یہ ہے کہ تمام البانیا میں سروی فاتحوں کی تلواروں اور سنگینوں کے تختۂ مشق صرف مسلم سر اور مومن سینے تھے -

اس سے بھی روشن تر اور قطعی فیصلہ کن دلیل یہ ہے کہ روزنامچوں کے بیان کے بموجب ان متعصب فاتح افسروں نے علی رؤس الاشہاد اعلان جہاد کیا اور سروی افسروں نے اپنی اپنی فوجوں کو جنگ کے لیے برانگیختہ کرتے ہوے کہا " ہمارے بادشاہ یسوع مسیح کہتے ہیں کہ " میرے وہ دشمن جو نہیں چاہتے کہ میں ان پر حکومت کروں انکو یہاں لاؤ اور میرے سامنے قتل کرو " اسلیے ہمارے جہاد مقدس کا مقصد صرف اسوقت پورا ہوگا جب کہ ہم البانیہ کی زمین ناپاک مسلمانوں سے پاک کردیں - پس ہمارا یہ اصلی مقصد ہے کہ البانیہ میں آخری مسلمان کو بھی تہ تیغ کردیں " - ظاہر ہے کہ افسروں کی زبان سے اس قسم کا اعلان پھاڑی بھوکے بھیڑیوں پر کیا اثر کریگا ؟

سروی فوج میں (جو متعصب ' رحشی ' جاہل ' اور لٹیروں کا مجموعہ تھی) ایک آگ سی لگ گئی - " مسلم کشی " کے جوش سے ہر سروی سپاہی لبریز ہوگیا - " مسلم کشی " سروی فوج کا تکیہ کلام ہوگیا تھا ' جسکی صداے بازگشت زبان تیغ سے بھی آنے لگی - (کمانور) اور (اسکوب) میں ۳ - ہزار نفوس سے زائد ذبح کیے گئے جنمیں صدہا وہ معصوم بچے بھی تھے ' جن کی زبان ابھی اسلامی کلمہ سے آشنا بھی نہیں ہوئی تھی ! !

یہ البانی افسانۂ غم انگیز (ٹریجڈی) کا پہلا درز (پارٹ) تھا - اسکے بعد کا دور اس سے بھی زیادہ خونچکاں ہے - یعنی (پرشٹنہ) میں ۵ - ہزار البانی ذبح کیے گئے - جملہ معترضہ کے طور پر یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ تمام مقتولین وہ نہیں ہیں ' جو میدان جنگ میں کام آئے ہیں ' بلکہ صرف وہ لوگ ہیں ' جنکا شکار بلقان کے مقدس مجاہدین نے کیا -

منجملہ ان خونیں تماشوں کے جو سروی مجاہدین نے البانیہ کے تماشاگاہ میں کھیلے ہیں ' ایک تماشہ یہ تھا :

سروی سپاہیوں کی ایک ٹولی آتی ہے اور اسلامی محلوں کے مکانات میں آگ لگاتی پھرتی ہے - گھر والے نکل نکل کے بھاگتے ہیں ' دروازوں پر سروی سپاہیوں کے پرے کے پرے نظر آتے ہیں ' وہ ان بھاگنے والوں کو گرفتار کرلیتے ہیں ' مرد وہیں بندوقوں کے ہدف بنائے جاتے ہیں ' اور کچھہ سپاہی بچوں کو گود میں لی ہوئیں بیکس ماؤں پر ٹوٹ کر ' ان کی گود سے بچوں کو چھین لیتے ہیں - بلکتے ہوے بچے درختوں کی ڈالیوں میں لٹکائے جاتے ہیں ' اور نمایشی جنگروں کے پھلوں کی طرح سروی چمکتی ہوئی تلواریں اپنی کاٹ کے جوہر دکھاتی ہیں - اسکے بعد ستمدیدہ ماؤں پر حملہ کیا جاتا ہے اور اسکے بعد جو واقعات پیش آتے ہیں انکے بیان سے میں اپنے قلم اور اپنے اخبار کے صفحات کو آلودہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا -

قتل و غارت سروی فوج کا ایک شغل تفریح تھا - دس دس بارہ بارہ سپاہیوں کی ٹولیاں مسلمانوں کے گھروں میں گھس جاتی تھیں ' اور مال و اسباب کو لے درنج لوٹ لیتی تھیں - اگر گھر میں کوئی ہتیار ایک طرف ' ایک بڑا چاقو بھی نکلتا تھا ' تو فوراً گھر والوں کو سزاے موت سناء یجاتی تھی اور بندوق کا منہ یا تلوار کی دھار اسکا فوراً نفاذ کردیتی تھی - اسطرح سروی دیوان انصاف سے ۳۵ - ۳۶ مسلمان البانی روزانہ سزا یاب ہوتے تھے -

سروی مظالم کا علم صرف غیر سروی ذرائع ہی سے نہیں ہوا ہے بلکہ بعض سروی دھان رقلم نے بھی انکی داستانسرائی کی ہے -

(ہر ٹر مٹیچ) سیکریٹری سابق وزارت سرویا بتصریح بیان کرتا ہے کہ اس نے باتنائے سفر (بزدیرینہ) اور (ایبک) کے درمیان کے دیہاتوں میں اٹھتے ہوے دھوؤں اور شعلوں کے سوا اور کچھہ نہیں دیکھا - راستہ میں نہایت کثرت سے سرلیاں ملیں اور (دیا کودہ) تو سرلیوں کی جہازی معلوم ہوتا تھا !!

بلغراد کے اخبارات قتل و غارت کی داستانیں سروی فوج کے کارنامہ ہاے زریں کے زیر عنوان بیان کرتے تے - چنانچہ ایک اخبار نے لکھا تھا کہ کرنیل (ارستوچ) کے زیر کمان صلیبی مجاهدین جوں ہی (بر زویں) میں داخل ہوے ' افسروں نے ان سے کہا :

" اے بہادر مجاهدو ! خداوند یسوع مسیح کا حکم یاد کرو اور اسکی تعمیل کرو ! " یہ سنتے ہی سروی مجاهد " مسلمانوں کے گھر زنجیر

توڑ پڑے - اور نہیب و سلب ' قتل و نہب کا بازار گرم ہوگیا - یہاں تک کہ تمام شہر دشمنان مسیحیت سے پاک کردیا گیا - "

برایب ' قوصوہ ' قرشیدتزہ کے مظالم نا قابل بیان ہیں -

برزوین کے ایک معزز البانی نے مجمعے بیان کیا : جو " البانی سروی سپاهیوں کی شکایت بالا دست افسروں کے پاس لیجاتا تھا ' قطعاً قتل کردیا جاتا تھا "

البانیا کے قرضدار عیسائی اپنے مسلمان قرضخواهوں کے متعلق سروی افسروں سے جاکر اگلتے تے کہ وہ باغی ہیں - سروی افسر محض ایک شہادت پر بلا مزید تحقیق کے انکو سزاے موت کا حکم دیتے اور انکی تمام مملوکات اس قرضدار مخبر کو نہایت ارزاں قیمت پر دیدیجاتی تھی -

(فریوفیلس) نامی ایک گاوں میں جب سروی فوج داخل ہوئی ' تو باشندگان شہر سروی افسر فوج کے پاس گئے اور جان بخشی کی درخواست کی - افسر نے انکو تسلی دی اور ان سے وعدہ کیا کہ انکی جان ' آبرو ' اور مال ' تینوں میں سے کسی کو صدمہ نہیں پہنچیگا - مگر جوں ہی یہ بدنصیب باشندے گھر واپس پہنچے ' ۷ کے دریغ ۴۰ سر شخص قتل کردیے گئے - یہاں تک کہ گاوں بھر میں ۱۲۰ مسلم خاندانوں کے علاوہ ' تمام خاندان تہ تیغ کردیے گئے تے -

(باتا) میں تمام مسلمان قیدی جانوروں کی طرح ذبح کیے گئے - بیان کیا جاتا ہے کہ جسطرح شکاری فخر کے موقع پر یہ دیکھتے ہیں کہ کس نے زیادہ شکار مارے ؟ اسیطرح سروی افسر مفاخرت کے موقع پر یہ دیکھتے ' کہ کس نے زیادہ مسلمان مارے ؟!

صلیب احمر کے ایک ڈاکٹر کا بیان ہے کہ سروی جنرل (اسٹیفا نوویچ) نے صدها آدمیوں کو در تکوے کرکے انکو توپوں سے اڑوا دیا - اسی ڈاکٹر کا یہ بھی بیان ہے کہ (سلنجہ) کے قریب سروی جنرل (زوکو ویچ) نے ۹۵۰ البانی مسلمانوں کو ذبح کیا -

ان مظالم کو پڑھکر یورپ کی عموماً اور دولت برطانیہ کی خصوصاً دانستہ خاموشی کیوجہ سے قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نوں صلیبی جنگ میں کیا دولت برطانیہ بھی شریک ہے ؟ ہر انگلش مین و نیز وہ تمام مسلمان جو هندوستان اور مصر میں برطانی اثر کے قیام کے طرفدار ہیں ' ضرور دل سے خواستگار ہونگے کہ اس کا جواب نفی میں ہو ' مگر یاد رکھنا چاهیے کہ اهل مشرق اب اسقدرسادہ لوح اور طفل مزاج نہیں رہے کہ سابق کی طرح ڈپلو میٹک جوابوں سے بہل جائیں - ان کی تسلی اب صرف اس جواب سے ہو سکتی ہے جو زبان عمل سے دیا جائے - اس لفظ پر پہنچکے افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ اسوقت انگریزی زبان عمل کے جواب کا میلان نفی کی جگہ ' اثبات کی طرف ہے -

الهلال کی ایجنسی

— * —

هندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' انگریزی اور گجراتی هفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو با وجود هفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ

البانیا اور دولت علیہ

مقتبس از " الراي العام "

— * —

مترجمۂ جناب قمر شاہ خاں صاحب (رامپور)

— * —

ایک ارتھوڈکس البانی پادری مقیم بوسٹن (امریکہ) نے حسب ذیل کھلی چٹھی البانیا کی مجلس بطریق کے نام شائع کی :

ایک چٹھی فادر الگزنڈر ہرتوفنز کی (جو نیو یارک میں روسی بشپ ہیں) ہمکو ملی ' جسمیں انہوں نے عیسائی البانی مقیم امریکہ کے خیالات دربارۂ جنگ بلقان معلوم کرنا چاہے ہیں - اگرچہ مراسلۂ مذکورہ خاص طور پر لکھا گیا ہے اور فادر موصوف نے دوستانہ لہجہ میں ظاہر کر دیا ہے کہ وہ ہماری رائے پر معترض نہیں ہیں ' لیکن ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اپنی پالسی ظاہر کرنیکے لیے اس مسئلہ پر پوری طرح بحث کریں اور اپنی سیاسی حالت اور اوسکے اسباب وضاحت سے بیان کردیں ' تا کہ کسیکو غلط فہمی واقع نہو ' اور اگر اوں اسباب کے بوضاحت بیان کردینے میں ہم کامیاب ہونگے ' تو ہمکو یقین ہے کہ مجلس مقدس کے معزز ارکان اور کنسیۂ روسیہ اور محترم روسی قوم ہماری رائے کو (جو اس مسئلہ میں ہے) سمجھہ لیگی اور ہمارے جذبات کو انصاف کی نظر سے دیکھے گی -

عیسائی البانی اپنے مسلمان بھائیوں کے دل و جان سے شریک ہیں اور اجنبی حملہ آوروں کے مقابلہ میں جرات کیساتھ وطن کی مدافعت کررہے ہیں - اسکی تفصیل بیان کرنا اور سمجھنا نہایت سہل ہے ' اسلیے کہ اگر کوئی شخص نقشے میں جزیرہ نماے بلقان پر غور کریگا تو البانی زمین کو یونان ' مونٹی نیگرو ' اور سروی قومونکا رزمگاہ پائیگا - اور جو شخص بلقان کے سیاسی حالت سے واقف ہے اوسپر روشن ہے کہ اگر اس لڑائی میں ترکوں کو شکست ہوئی تو البانیا دول بلقان میں تقسیم ہوجائیگا اور نقشۂ یورپ سے ہمیشہ کیلیے محو کر دیا جائیگا -

جملہ البانی بلا لحاظ اختلاف مذاهب ' اور آپس کے سیاسی جھگڑوں کے ' اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ یہ جنگ محض اسلیے ہے کہ البانی قوم اپنے حقوق کی حفاظت پر قادر ہونے سے پیشتر پیس ڈالی جاے - اس خیال کا مزید یہ واقعہ ہے کہ ممالک بلقان نے سلطنت عثمانیہ پر ایسے وقت میں اعلان جنگ کیا ' جبکہ حکومت عثمانیہ اس طویل خونریز شورش البانیا کو ختم کردینے پر راغب تھی اور سرکاری طور پر اوسنے البانیوں کی قومیت کا اعتراف کرکے ہمکو وطنی مدارس جاری کرنیکا حق اور آزادی عطا کردی تھی - ممالک بلقان نے سلطنت عثمانیہ پر اپنے ناگہانی حملہ سے البانیوں کو ان وطنی حقوق سے متمتع نہونے دیا جو کسی دوسریکے حقوق کے خلاف و مضر نہیں ہیں ' بلکہ وہ طویل زمانہ جس میں البانی ادبار و مظالم میں پڑے ہوے تے ' اوسکو حکومت عثمانیہ اور البانیہ کے باهمی معاهدہ کے ختم کردیا تھا -

ہماری اس پالیسی کے یہ اسباب ہیں - اور علاوہ اسکے اور بھی اسباب ہیں مگر سردست انکا ذکر کافی ہے :

ہر زمانہ میں عیسائی البانیوں کو ترکوں کے ساتھہ متحد رکھنے والا پہلا سبب یہ رہا ہے کہ گذشتہ زمانے میں عثمانیوں سے زیادہ ہمکو ممالک متحدہ بلقان سے مضرتیں پہنچی ہیں ' ثانیاً البانیونکا اعتقاد ہے کہ اونکے معاملات میں ریاست بلقان ترکوں سے زیادہ مشفقانہ سلوک نہیں کریگی -

گذشتہ زمانہ میں جو خوفناک مظالم یونانی پادری

جنوبي البانيه ميں كيے هيں' ان سے آپ لوگ خود هي واقف هيں -
اسيطرح همیں يه بهي ياد دلانيكي ضرورت نهيں معلوم هوتي كه
يونانی بشپوں نے همارے ملكي زبان پر كيا كيا آفتيں ڈهائي تهيں ؟
اور آرتهوڈاكس البانيوں پر عام طور پر كيسے ناكرده افعال كے وه مرتكب
هوے هيں ؟ نيز محض سياسي وجوه كي بنا پر وه البانيوں كو بيتسما
دينے سے انكار كرتے تے ' اور علاوه اوسكے يونانی پادريوں كے جاسوس
حكومت سے البانيوں كي مخبريان كرتے رهتے تے - زمانهٔ عبد الحميد
ميں البانيه كے صدها بچوں پر نزول مصائب كے باعث بهي رهي هوے
اور انكي جرائم پيشه ٹولیوں نے اونكے ورغلانے سے عوام كو اور پادريوں كو
(جنكا كوئي جرم بجز سچي محبت وطن كے نه تها) قتل كيا -
ان مظالم كي تائيد ميں (جو يوناني بشپوں نے البانيوں پر جائز ركهے)
هم خود بلغاريوں كو شهادت ميں پيش كرتے هيں - كيونكه ان تمام
مصائب ميں وه بهي همارے شريك حال رهچكے هيں اور اس بات كي
دليل (كه رياست هاے بلقان كي كاميابي كي صورت ميں البانيونكي
كيا حالت هوگي) وه معامله هے ' جو سرويه نے بعد معاهدهٔ برلن كے
كيا تها - سرويه كو اس معاهده كے ذريعه ايك قطعه البانيه كا ديا گيا
تها ' ليكن اس عيسائي سلطنت نے مدليت و تهذيب كي مهم كو
اس البانی زميں ميں اسطرح انجام ديا كه ايك لاكهه البانيونكو نكال
ديا اور اونكي جائدادیں بلا معارضه ضبط كرليں ' اور اس وجه سے هزاروں
انسان بهوك اور سردي كے شدائد سے مرگئے اور يك قلم فنا هوگئے -

جو سرزمي اپني مالك كي تاريخ سے واقف هے ' اگر اس
رهشيانه اور انتهائي ظلم سے انكار كرے ' تو همارے پاس حجت
تمام كرنے كيليے صدها شهادات موجوده هيں -

همارے پالیسي مانٹي نيگرو كي نسبت اگرچه بظاهر ايسي
معلوم هوگه هم مانٹي نيگرو كي اس مهربانيونكي ناشكري كرتے هيں
جو اونهوں نے دو سال پهلے مالیسوروونكي شورش كے وقت هم پر كي تهيں
جبكه هم نے اونكے ملك ميں پناه لي تهي - ليكن حقيقت
يه هے كه جسقدر گيهوں پناه گزينونكو ديا گيا تها ' اوس سے دس گنا
زياده قيمت تركوں نے بادشاه نكولاس كو ادا كردي اور جبكه رقم
پهنچگئي تو بادشا نے سرداران البانيه كو تركوں كي شرائط قبول كرنے
پر مجبور كيا اور وه بغير حصول ضمانت اپنے اپنے ملك كو واپس گئے -
اور ايك بڑي دليل اس بات كيليے كه مانٹي نيگرو كے خاندان
شاهي كي دوستي محض مال پر مبني هوتي هے اور اس امر كي '
كه همارا پهلا قول بادشاه كي نسبت اختراع نهيں هے ' وه معامله هے
جو جنگ روس و جاپان كے زمانه ميں پيش آيا - اوسوقت سلطنت
روس اپني مالي مشكلات كي وجه سے اس بات پر مجبور هوگئي
تهي كه جو امداد سالانه مانٹي نيگرو كو ديا كرتي تهي روك لے -
اس سے يه نتيجه نكلا ' كه وليعهد مانٹي نيگرو پرنس دينيلو نے
امير البحر تركيو اور جاپاني فوج اور بيڑے كا جام صحت نوش كيا -
جبكه اهالي مانٹي نيگرو نے روس كے ان انعامات كي تحقير كي '
جسنے مانٹي نيگرو كي آزادي كيليے لاكهوں جانيں اور كروڑوں روپيه
كي قرباني كي هے ' تو همكو البانيوں كے ساتهه انصاف كي كيسے اميد
هوسكتي هے ؟ وه همكو اسوقت متهم كرتے هيں كه عيسائيونكي ايذائي
ميں هم عثمانيونكے شريك هيں ' ليكن همارے پاس اس باطل
تهمت كا جواب اونهي كي گذشته سياست هے -

علاوه ازيں ممالك بلقان نے باوجود عيسائي هونيكے البانيوں
كي قوميت مٹانے ميں سلطان عبد الحميد كي مدد سے درگذر
نهيں كي - اور نئي ٹركي كے پرده ميں رياست هاے بلقان اون تمام
قومي مهموں ميں شريك رهيں ' جو تركوں نے البانيوں پر هيجيں -
ان وجوه سے هم نے وطن كي حفاظت كيليے ضروري سمجها كه ه

ايسے سلطان كے مخالص رهيں ' جسكي زندگي نهايت پاك هے ' اور
ايسي حكومت كي مدد كريں ' جسنے البانی قوم كے ساتهه عدل
و انصاف كيا هے ' يعني دولت عليه عثمانيه كي -

هم يه بهي ظاهر كردينا چاهتے هيں كه هم رياست هاے بلقان سے
اس ليے مقابله نهيں كر رهے هيں كه همارے دل ميں ان عناصر سے
كينه هے جو ممالك بلقانيه سے مركب هيں - بلكه اونكي ظالمانه
سياست اور تهذيب البانيه كے لغو دعوونكي وجه سے - بلقانيوں ميں
جو خوبياں هيں ' اونكي هم ضرور قدر كرتے هيں -

ليكن هم افسوس كرتے هيں كه وه اپني كوششيں اس ظالمانه
جنگ پر صرف كر رهے هيں ' جس كا نفع بجز اونكے بادشاهوں اور
مدبرين كے كسيكو نهيں پهنچ سكتا - كيونكه جس مهم كے واسطے يه
دوڑے هوئے هيں ' وه عقلمندوں كي رائے ميں اونكي قابليت اور
فوجي حيثيت سے زياده هے - يه كها جاتا هے كه عيسائي تهذيب
ممالك بلقان ميں عثماني تهذيب سے بهتر هے - حالانكه يه كهنا
اسيقدر صحيح هے ' جتنا كه قرون وسطے ميں صليبي متعصبونكا اون
مسلمان عربونكي نسبت (جو تهذيب كے انتهائي عروج پر تهے) ايسا كهنا
صحيح تها - كيونكه بلغاري ' يوناني ' سرويوں نے مقدونيه ميں ايك
دوسرے كے مقابله ميں وه وه شرمناك حركات كيے هيں ' جنكي مثال تاريخ
عثماني ميں نهيں ملسكتي ' اور انهي شرمناك افعال كا وه عنقريب
پهر اعاده كرنے والے هيں - اس جنگ ميں فتح ياب هونيكے بعد تقسيم
مال غنيمت كے وقت ايك دوسرے كا گلا دبائيگا - يورپ كا فرض تو صرف
يهي هے كه كهڑا ديكهتا رهے ' ليكن همارے دلي خواهش هے كه ايسي
نوبت نه آئے ' اور عثماني لشكر ان طمع كے نشه ميں مخمور غارتگرونكا
تكبر توڑ كر هميشه كيليے اونكي بدمزاجي نكالدے -

يه هے خلاصه اون اسباب كا ' جس نے البانيونكو بلقانيوں كي
صليبي كے مقابلے ميں عثماني هلال كيطرف مائل كرديا هے ' كيونكه
البانی اس لڑائي كو مسيحيت كي لڑائي بمقابله اسلام كے نهيں
سمجهتے هيں - وه جانتے هيں كه يونانيوں اور بلقان كے سلافي
بے رقوفوں كي اپني حدوده كي توسيع كے ليے يه ايك كوشش هے '
اور يه توسيع صرف همارے سرزمين هي سے هو سكتي هے ' پس
عثماني محض همارے ليے لڑرهے هيں -

ممالك متحده امريكه ميں البانيوں نے اس كو خوب سمجهه ليا
هے - يهانتك كه اونهوں نے مشرقي اور مغربي ولايت ميں جو جلسے
منعقد كيے ' اونميں اس بات پر متفق هوگئے كه تركوں سے جو جو
كدورتيں هيں اونكو بهول جانا چاهيے ' اور حكومت عثمانيه كے ساتهه
كامل اتحاد ركهنا چاهيے -

يهي نهيں بلكه اونهوں نے عثماني لشكر كي فتح كيليے نماز كا
اعلان كيا ' اور بوسنّا ' سوئت ' بورج ' اضلاع ولايت ماس '
پذارود ' مابن ' ماستواد ' نيريارك ' اورون ' هابر ' ميں تركونكي
فتح كيليے دعا مانگي - چنانچه سلطاني لشكر كي فتح كے ليے
دعا مانگي گئي ' هم نے اپنے قوم كو روتے هوئے ديكها ' اور اگر چند
مهينے پهلے هم ايسا كرتے ' تو يهي البانی اور همارے مسلمان بهائي همكو
سنگسار كرديتے -

حالات موجوده كے متعلق البانی قوم كي پاليسي آپ پر واضح
كرنيكے ليے جسقدر كهنے كي گنجائش تهي ' هم كه چكے ' اور همارے قول
كو يقين هے كه آپ پورا مدلل اور مبنّي - معتمد پائيں گے -

هم فرض ... ب ورزوس السريث)
ماسٹر نصير الدين (كرايه)

يال سے ' اور اپني
ممكو... ه ...

مراسلات

معلس تشمیل مسلم یونیورسٹی علی گڈہ کا مجوزہ:

خانہ ساز ڈیپوٹیشن

(اسلامی اخبارات اور مسلم پبلک کے لئے ضروری توجہ کی ضرورت)

— * —

جہاں یہ دیکھکر بے حد مسرت ہوتی ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ترک بھائیوں کی مصیبت اور اپنی مصیبت' اور ایرانیوں' مراکشیوں' اور طرابلس کے جانباز عربوں کی تباہی اور اپنی تباہی سمجھکر ان کی موجودہ مشکلات و مصائب میں اپنی گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے لیے چندہ جمع کرنے اور دیگر اخلاقی امداد دینے میں اپنی پوری سرگرمی دکھا کر قدیم شاندار اسلامی روایات کو تازہ کر رہے ہیں' وہاں یہ دیکھکر ارحد رنج و افسوس ہوتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے خاص ہندوستانی معاملات کو نہایت بے پروائی کی نظر سے دیکھ رہے ہیں اور انھوں نے ایک ایسے قومی معاملہ کی طرف سے' جسکے متعلق اخبارات و پبلک جلسوں میں نہ صرف بہت ہی گرما گرم مباحثے ہوچکے ہیں' بلکہ جس کو متفقہ طور پر مسلمانان ہندوستان کی قومی حیات و ممات کا مسئلہ قرار دیا گیا ہے' مطلقاً آنکھیں بند کر لی ہیں -

یہ امر یقیناً موجب مسرت ہے کہ کوئی کے معاملہ میں جب ہزهائینس (آغا خاں) مسلمانوں کی عام رائے کے خلاف ایک مضمون لکھتے ہیں تو مضمون شایع ہونے کے چند گھنٹے بعد ہی فوراً آغا خاں کے خیالات و رویہ پر اظہار نفرت و حقارت کیا جاتا ہے اور پھر لکھنؤ' لاہور' مدراس' ہندوستان کے تمام طول و عرض میں جہاں جہاں وہ مضمون پہنچتا ہے' مسلمانوں میں ایک ہلچل اور عام بے چینی پیدا کردیتا ہے - ہر جگہہ اور ہر مقام پر اظہار ناراضگی کے جلسے منعقد ہوتے ہیں - ملامت اور نفرت کے ریزولیوشن پاس کئے جاتے ہیں - بے اطمینانی و بے اعتمادی کے تار دوڑائے جاتے ہیں - مگر کیا یہ امر موجب افسوس نہیں کہ قوم کا مسلمہ لیڈر نواب وقار الملک بیماری کی حالت میں اپنا قومی فرض سمجھکر انسٹیٹیوٹ گزٹ علی گڈہ میں ۱۰- صفحے کا ایک مبسوط مضمون لکھتے ہیں اور قوم فروشوں کی (۱) قوم فروشی کے بھانڈے کو اخبار کے ہزاروں پر پھوڑ دیتے ہیں اور مسلمانان ہندوستان اس کو بے پروائی کی نظر سے دیکھکر اسکی طرف متوجہ بھی نہیں ہوتے ؟ نہ مسلمانوں کی کسی انجمن کے جلسہ میں ان قوم فروشوں کے خلاف کوئی ریزولیوشن پاس ہوتا ہے - نہ کوئی اسلامی کمیٹی یا پبلک جلسہ اس خانہ ساز ڈیپوٹیشن کے خلاف ملامت و نفرت کا اظہار کرتا ہے - نہ کوئی اسلامی اخبار اس قوم فروشانہ کارروائی پر کوئی خاص نوٹس لیتا ہے اور نہ مجوزہ خانہ ساز ڈیپوٹیشن کے متعلق بے اطمینانی و بے اعتمادی کے تار دوڑائے جاتے ہیں ! کیا مسلمانوں کو نواب صاحب قبلہ کے اس مضمون کی صداقت میں کوئی شک و شبہ ہے ؟ میرے خیال میں قوم کا وہ کون بد نصیب فرد ہوگا' جسکا یہ خیال ہو - اور جس صورت میں کہ نواب صاحب قبلہ کے مضمون کی تردید میں اسوقت تک قوم فروشوں کے کیمپ سے ایک آواز بھی نہ اٹھی ہو' بلکہ نواب صاحب قبلہ کا پہلا رسالہ ہے' جو [illegible] عدد اللہ صاحب [illegible] کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اور اب ایک عمدہ اور سستا ڈیپوٹیشن تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کیلیے اسکے بھیجنے بی - اے - ایل - ایل - بی - اور آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - ٹرسٹیان کالج کے مضامین مندرجہ انسٹیٹیوٹ گزٹ و مسلم گزٹ سے ہوتی ہے تو کوئی خفیف سا شک و شبہ بھی کیونکر باقی رہ سکتا ہے -

تو پھر اے ہندوستان کے مسلمانو! کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا تمام سرمایہ' تمہاری تمام عمر کی پونجی' تمہارا تمام بنا بنایا کھیل' یعنی مدرسۃ العلوم علی گڈہ' جس پر کئی ایک بزرگان قوم کی زندگیاں صرف ہوچکی ہیں - جس پر قوم کا بے شمار روپیہ خرچ ہوچکا ہے - جس پر قوم کی نگاہیں اٹھتی ہیں اور جو قوم کی تمام امیدوں کا مرکز ہے' گورنمنٹ کے حوالہ کردیا جاے ؟ ہندوستان کے مسلمانو! کیا تم اس بات پر رضامند ہو کہ مدرسۃ العلوم کی وہ سچی آزادی کا بھی خاتمہ ہوجاے ؟ اور کیا تم اس بات کے لیے تیار ہو کہ یونیورسٹی اگر تمہیں مل بھی جاے تو اسکا نام مسلم یونیورسٹی نہ ہو بلکہ علی گڈہ یونیورسٹی ہو' جو آزاد' اسلامی' اور مکمل یونیورسٹی نہ ہو' بلکہ گورنمنٹ کی' غیر اسلامی' اور محدود یونیورسٹی ہو؟ اگر ان تمام باتوں کا جواب نفی میں ہے تو پھر اے مسلمانو! ہر وقت کیوں کوشش نہیں کی جاتی کہ مسلمانوں کا کالج مسلمانوں ہی کا رہے - مسلمان گورنمنٹ سے نماز بخشوانے گئے تھے' مگر وہاں تو چند جاہ طلبوں اور خود غرضوں کی طفیل اور ان قوم فروشوں کے صدقے' جنکے جسموں میں (کامل) کی روح کام کر رہی ہے' الٹے روزے بھی مسلمانوں کے گلے پڑ رہے ہیں - مسلم یونیورسٹی' تو کیا ملیگی؟ کالج بھی جاتا رہیگا - اور جو تھوڑی بہت آزادی اسوقت مسلمانوں کو کالج میں حاصل ہے اس سے بھی مسلمانوں کو ہاتھہ دھونے پڑینگے -

پس میں تمام مسلمانوں سے بالعموم اور اسلامی اخبارات' انجمنوں' اور مسلم یونیورسٹی پرارنشل کمیٹیوں سے بالخصوص نہایت زور سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس معاملہ کی اہمیت و نزاکت کو پورے طور پر محسوس کریں اور قوم فروشوں کی اس قوم فروشانہ کارروائی کے خلاف جو لکھنو میں درون پردہ راتوں رات کیگئی ہے زبردست آواز بلند کریں اور مجوزہ خانہ ساز ڈیپوٹیشن کے متعلق اپنی بے اطمینانی و بے اعتمادی صاف ظاہر کردیں - ورنہ اگر قوم خاموش رہی اور موجودہ خانہ ساز ڈیپوٹیشن ... جس میں اکثریت ایسے حضرات کی ہے جو گورنمنٹ کی شرائط پر یونیورسٹی لینا چاہتے ہیں اور عام پبلک اوپینین (عام رائے) کی بے وقری کرنے پر تلے ہوے ہیں' حضور وایسراے کے پاس پہنچ گیا تو یقیناً اسکا نتیجہ وہی ہوگا' جو مسلمانوں کی تعلیمی تباہی کے سوا اور کچھہ نہیں ہوسکتا - یعنی یونیورسٹی کو گورنمنٹ کی پیش کردہ شرائط پر ان تمام قیود اور پابندیوں کے ساتھہ جو مجوزہ مسلم یونیورسٹی کو گورنمنٹ یونیورسٹی بنادینگی' منظور قبول کرلیا جائیگا - آسوقت قوم کا شور و غل بالکل بے کار' بے سود' اور صداے بے ہنگام ثابت ہوگا - یکے نقصان مزید و دیگر شماتت ہمسایہ والی مثل صادق آئیگی' اور سواے اسکے اور کیا ہو سکیگا کہ قوم مسٹر محمد علی اڈیٹر کامریڈ سے خطاب کرکے یہ مصرعہ پڑھے - (۱)

(۱) اس مصرعہ کے لکھنے کا بھلا یہ کوں موقعہ تھا ؟ ہمارا خیال مسٹر محمد علی کی نسبت ایسا نہیں ہے - البتہ اس سے ایک لغزش ضرور ہوگئی (الہلال)

جھوٹي قسم سے آپکا ایمان تو گیا ؟

اسلامي اخبارات کي خدمت میں خاکسار در بارہ یہ عرض کرنیکي اجازت چاھتا ھے کہ وہ نواب صاحب قبلہ کے مضمون کو تمام و کمال نقل کرکے اس آواز کو تمام قوم تک پہونچائیں اور اس پر نہایت آزادي کے ساتھ راے زني کریں - ورنہ بعد از وقت طویل و عریض لیکھنے کا فائدہ معلوم -

(الهـلال) کلکتہ نے اگرچہ سب سے پہلے نواب صاحب قبلہ کے مضمون کو تمام و کمال نقل کردیا تھا مگر اسکے متعلق اپنے خیالات ظاھر کرنے کا جو وعدہ کیا تھا وہ ابھي تک پورا نہیں کیا - مسلم گزٹ نے چند اقتباسات اور مختصر سے اڈیٹوریل نوٹ پر اکتفا کرکے خاموشي اختیار کي - زمیندار نے ایک مدت کے بعد اس مضمون کو پانچ یا چھہ کالموں میں شایع کیا اور باوجود " ایک زبردست اور دل ھلادینے والي آواز " اور " ایک گہري سازش کا انکشاف " کے زبردست عنوان قائم کرنے کے خود اسکا اپنا دل ذرا بھي نہیں ھلا - آنریبل مسٹر محمد شفیع کي صدارت مسلم لیگ کے خلاف تو صدائے بے ھنگام بلند کرنے کیلیے لیڈروں پر لیڈر لکھے جاتے ھیں مگر گہري سازش کے انکشاف کے متعلق درسطروں کا نوٹ لکھنے کیلیے بھي گنجایش و فرصت نہیں - وکیل و پیسہ اخبار بالکل ھي خاموش - آبزرور نے ایک مختصر سا نوٹ لکھدیا تھا اور بس - (کامریڈ) بھلا کیا لکھیگا - وہ تو خود ایک فریق ھے - نواب صاحب قبلہ کے مضمون کا تو وہ بھولے سے بھي ذکر نہیں کرتا ' البتہ اس بات پر خوشي ظاھر کرتا ھے کہ ھز ھائي نس آغا خاں اور راجہ صاحب محمود آباد حضور وایسراے سے ڈیوٹیشن کي حاضري کے متعلق خط و کتابت کر رھے ھیں !

خاکسار مقبول احمد سکرٹري پراونشل } ریاست کشمیر
کمیٹي مسلم یونیورسٹي - } ۲۸ - فروري سنہ ۱۹۱۳ع

ایک تجویز

— * —

غازي انور بک کي خود نوشتہ سوانح عمري

— * —

۱۲ - ربیع الاول کے اخبار میں جو آپ نے آیندہ نمبر میں انور بے کي خود نوشتہ سوانحعمري کے درج کرنے کا وعدہ کیا ھے ' اسکي نسبت میں یہ راے دونگا کہ شائع کرنے سے قبل اس کاحق تالیف رجسٹري کرادیا جائے اور آیندہ پرچے سے برابر تین چار پرچوں تک خریداران الهلال کو اطلاع دیجائے کہ وہ اس نمبر کو کم سے کم ڈھائي روپیہ کو وصول کریں اور ھر ایک خریدار اس نمبر کا ایک اور خریدار پیدا کرے ' اور یہہ روپیہ جو اس طریقہ سے وصول کیا جاے ' زر اعانۂ ھلال احمر میں جمع کرکے قسطنطنیہ بھجدیا جاے تا کہ وہ انور بے کي راے سے اسکو صرف کریں - میں سمجھتا ھوں کہ یہہ ایک بہت ھي حقیر رقم ھوگي لیکن اس سے ھمارا وہ جوش محبت معلوم ھوجائیگا جو انور بے کي ذات کے ساتھہ ھمکو ھے - خداوند کریم اس کو اپني امن و امان میں رکھے ' اور اسکي کوششوں اور مساعي کو مشکور کرے - اگر یہہ تجویز آپ منظور نکریں تو بھي وہ رسالہ جس میں مذکورہ بالا سوانح عمري درج ھو میرے پاس دس روپیہ میں ري پي کردیجئے گا - میں ایک قانع آدمي ھوں جیسا کہ آپ جانتے ھیں - لیکن آج مجھکو اپني حالت کارنج ھے ' کاش میں کچھہ دے سکتا یا کر سکتا -

(از بھوپال)

فهـــرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

—:::—

(۱۳)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنة

	پائي	آنہ	روپیہ
مولوي واحد حسین صاحب وکیل ھائیکورٹ کلکتہ	-	۶	۶
بذریعہ قافلہ مولوي شهاب الدین صاحب مالک بلہ			
بزرگان کالنارا بھاٹ بڑا نقد	-	۲	۸۸
" تین بکس معہ زنجیر و تعویذ چاندي کے دو عدد			
بذریعہ ڈاکٹر عبد الله خانصاحب بلاسپور	-	-	۱۲۵
بذریعہ میاں حسین صاحب محلہ کوک پور پانکي پور	-	۳	۱
نور محمد صاحب سب اورسیر (ماھم) جھانسي	-	-	۵
بذریعہ نیاز علي خانصاحب سپرنٹنڈنٹ نہر جھاجر			
مکمل عید ورژس	-	۵	۳۶۱
بذریعہ ولي محمد صاحب عدنمي اونسیور	-	۸	۲۱۲
بذریعہ مولوي حبیب الغني خان صاحب صولت			
(کرایہ - کلکتہ) :—			
لعدنت چے - ایف - ایاث صاحب بہادر (پلٹن نمبر ۱۸			
گورکھا - دیوکڑہ)	-	-	۲۰
شیخ محبوب میاں صاحب (کرایہ)	-	-	۱
معرفت مولوي حیات بخش صاحب (بالو دڑار)	-	۲	۳
منشي کرامت علي صاحب (کرایہ)	-	۸	۱
معصوم بچوں کي عیدي	۶	۲	۱
حافظ ظلم حسین صاحب (کرایہ)	-	-	۱
بابو آستانہ صاحب (کرایہ)	-	-	۱
منشي عبد العزیز خان (بالو دڑار)	-	-	۳
جذب کرام بخش عطار صاحب (میرٹھ بوز)	۳	۷	-
جذب عبد الحکیم صاحب (میرٹھ بوز)	۶	۳	-
" عبد المجید خان صاحب (کرایہ)	-	-	۱
" شیاو میاں صاحب (کرایہ)	-	۳	-
" شیخ مهیب الرحمن عرف موجو میاں (کرایہ)	-	۸	-
" سید دلاور علي صاحب (کرایہ)	-	۳	-
" مکھو میاں صاحب (کرایہ)	-	۸	۱
متفرقات	۹	۸	۲۹
جذب محمد حنیف صاحب	-	۲	-
میزان	-	۳	۸۶۵
میزان سابق	۶	۴	۱۲۱۸۳
میزان کل	۶	۷	۱۳۰۴۸

مبلغ چالیس روپیہ جو بذریعہ مولوي حبیب الغني خانصاحب صولت کرایہ زرد کلکتہ وصول ھوا تھا فہرست نمبر ۹ میں شائع کیا گیا تھا آج اسکي تفصیل درج ذیل کي جاتي ھے :—

منشي احمد علي صاحب (خضرپور - کلکتہ)	-	-	۲۸
مولوي اظہر السعدین صاحب (کرایہ)	-	-	۵
محمد اسمعیل استاگر صاحب (کرایہ)	-	-	۲
قاضي صوبہ جان صاحب (کرایہ)	-	-	۱
جذاب اسمعیل میاں صاحب جھاڑنلا روڈ	-	-	۲
ماسٹر اعلم الدین (راؤنڈ اسڈریٹ)	-	-	۱
ماسٹر نصیر الدین (کرایہ)	-	-	۲

فکاہات

—:(*):—

(۱)

سر آغا خاں کا خطاب ترکوں سے

—:*:—

گفت با ترک حضرت آغا * انچه گویم به گوش در گیرید
بگذارید خاک یورپ را * دل ازاں مرز و بوم، بر گیرید
ایشیا مسکن قدیم شماست * باز آں خاک را مقر گیرید
دل به صید رمیده نتواں بست * یک شکار شکسته بر گیرید
اسپ، گر زیر ران نمی آید * بگذارید و مادہ خر گیرید
کار پیشیهٔ شما کشت است * مرغزارے و گاو نر گیرید
بانگ توپ و تفنگ درد سر ست * ناوک و خنجر و سپر گیرید
نوبت ریل و تلغراف گذشت * قاصد و پیک و نامه بر گیرید
کار دنیا کسے تمام نکرد * هر چه گیرید مختصر گیرید

(۲)

ترک سے حضرت آغا نے یہ ارشاد کیا: * کیوں ہو بے فائدہ یورپ میں گرفتار الم ؟
ایشیا میں اگر آجاؤ تو پھر تا بہ ابد * پاؤں پھیلا کے پڑے چین سے سوؤگے چہ غم ؟
نظر آجائگي بیکاري آلات جدید * جب کہ تم وادي تاتار میں رکھوگے قدم
ریل یا تارکي پھر ہوئي نہ حاجت تم کو * ڈاک پہنچانے کو آجائینگے مرغان حرم
خود ہي کہدوگے کہ بیکار ہیں سب توپ و تفنگ * نظر آئیگا جو تیر افگنیوں کا عالم
سلک بحري کي ادا دل سے اُتر جائیگي * دیکھه لوگے جو کمندوں کا وہ پیچ اور وہ خم
فائدہ کیا ہے کہ تم ریل کا احسان اُٹھاؤ * آپ کا اسپ سبک سیر ہے کس بات میں کم ؟
آپ صحرا میں چلائیں گے جو خشکي کا جہاز * پھر نہ کچھه بھاپ کي حاجت ہے نہ طوفانکا غم
لطف جو بانگ جرس میں ہے وہ سیٹي میں نہیں * زیر کوکبه نہیں سکتا کوئي ہم پایهٔ بم
لمپ کي شعله فشاني میں کہاں وہ انداز * شمع کي بزم طرازي کا جو کچھه ہے عالم
فیصله بیٹھه کے چوپال میں کردیگا جو پنچ * ہوگا یورپ کے قوانین سے بڑھکر محکم
اور مانا بھي کہ فردوس بریں ہے یورپ * حضرت خواجهٔ شیراز یہ کرتے ہیں رقم

پدرم روضهٔ رضواں بہ دو گندم بفروخت
ناخلف باشم اگر من بہ جوے نفروشم

کشاف

یونیورسٹي ڈپوٹیشن

—*—

آپ نے " بعث سفارت " پہ جو کي تھي تقریر * تھا حقیقت میں وہي شیرۂ ازاد رشي
دفعۂ طبع مبارک نے جو بدلا انداز * سب کو حیرت تھي کہ کیوں آپ نے کي کج روشي
یا تو اس زور سے تھے آپ " سفارت " کے خلاف * یا کہ خود آپ بھي شامل تھے اُسي میں بخرشي
بادۂ جام سفارت طرب انگیز سہي * آپ کي شان کو زیبا نہ تھي یہ بادہ کشي

* * *

کھینچکر اک نفس سرد یہ ارشاد ہوا: * " ذوق ایں بادہ نہ دانی بخدا تا نہ چشي

نقاد

PRINTED & Published by A. K. AZAD at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض: جن لوگوں کو پیشاب بار بار آناہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ منہ کا ذایقہ خراب رہتا ہو - رات کو کم خوابی ستاتی ہو - اعضاء شکنی - لاغری جسم - ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سرچکراتا ہو - سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو - تمام بدن میں یبوست کا غلبہ رہتا ہو - ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجاے اور ٹھنڈے پانی کو جی ترسے - معدہ میں جلن معلوم ہو - بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہو جائیں اعضاے رئیسہ کمزور ہوجائیں - رقت - سرعت اور کمی باہ کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جاے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے - جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے آنکو مندرجۂ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں - ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے - دنبل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے - جب کسی کو کاربنکل ہو تو اُسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کر لینا چاہیے - اس راج بھوزے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مرچکے ہیں -

مرض کی تشریح اور ماہیت: ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شدیدہ روز کی محنت ہے بعض دفعہ کثرت جماع - کہنہ سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے - صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پاے جاتے ہیں - کبھی ابتداے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے -

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ - شیرینی - چاول ترک کردو - ورنہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ ردی درجہ ذیابیطس میں اُس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں - جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہوسکتا - یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قوا اور جملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں -

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے - جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے - یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے -

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرنے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے کئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے - آنکھوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں - جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں - سلسل بول - ضعف مثانہ - نظام عصبی کا بگاڑ - اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجانے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہو جاتے ہیں -

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خان - ٹالپر والی ریاست خیرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی -

محمد رضا خان - زمیندار موضع چٹھ ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا - دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجاے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے -

عبد القدیر خان - محلہ غرقاب شاہ جہان پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خان صاحب اور محمد تقی خان صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفیعہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں -

عبد الوہاب قبطی کلکٹر - غازیپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کررہا ہوں - بجاے ۴ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے -

سید زاہد حسن - قبطی کلکٹر الہ آباد — مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کررکھا تھا - بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا - قوت مردمی جاتی رہی - آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے -

رام ملازم یونیمائسڈر جنرل — پیشاب کی کثرت - جاتی رہی - مجھ کو رات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا - آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی -

اِنکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں -

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں - ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دارپا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دور ۲ درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

انکے کھانے سے افیم چانڈو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فیلڈ پانچ روپے

حب دافعۂ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام - دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل - ناسور - بھگندر - خنا زیر کے گھاؤ - کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے - ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات - قیمت دو ہفتہ دو روپے

برألساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع در دکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی - خوں جاتا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمۂ مسیرہ کراماتی

مقوی بصر - محافظ بنائی - ڈائیفہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء سرخی - ضعف بصر وغیرہ * فیلڈ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

سارٹمی کین آ

پتہ :-

اطلاع - ڈاکٹر ایس - کے برمن کي خوبصورت تصویردار کانوري جنتري سنہ ۱۹۱۳ع کي متفرق جگھہ کي دس شریف آدمیوں کا نام اور پتہ لکھنے پر بلا قیمت و محصول بھیجي جاتي ہے -

عرق پودینہ

راویتي پودینہ کي ھري پتیوں سے یہ عرق بنا ہے اسکا رنگ پتي کے رنگ کاسا ہے اور خوشبو بھي تازي پتیوں کي سي آتي ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کي صلاح سے راقم کے تجربي دوا فروش نے بنایا ہے رواج کیلیے نہایت مفید دوا ہے پیٹ پھولنا ڈکار کا آنا پیٹ میں درد بدھضمي متلي اشتہا وغیرہ رواج کي علامات دور ھوجاتي ھیں - قیمت في شیشي ۸ آنہ محصول ۵ آنہ

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۱۰ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

انگریزي حکومت کا مسلمان ھوجانا

— * —

اب بالکل یقیني ہے - کیونکہ حضرت شیخ سنوسي کے خلیفہ نے بمقام بیروت سیدي خواجہ حسن نظامي سے آئندہ حالات کي نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کي تھیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسي کے حصہ اول و دوم میں شائع کردیا گیا تھا) سب ھو بہو سچي ثابت ھوئیں - اب صرف انگریزي حکومت کے مسلمان ھو جانیکي پیشین گوئي باقي ہے - جو خدا نے چاھا تو عنقریب پوري ھوگي - پس اگر آپ یہ پیشین گوئیاں اور ترکي و ایران عامي الغرض افغانستان و جاپان و چین وغیرہ کے انجام کار کو دیکھنا چاھتے ھیں - تو رسالہ شیخ سنوسي کے دونوں حصے پڑھئے - قیمت ھر دو آنہ آنہ -

کلیات اکبر - انسان العصر و جدان الملۃ خان بہادر مولوي سید اکبرحسین الہ‌آبادي کے زبردست کلام کے دونوں حصے چھپ کر تیار ھیں - کاغذ لاجواب چھپائي نہایت اعلی ہے - اور صرف ھمارے ھاں دستیاب ھو سکتے ھیں - قیمت ھر دو حصص ۳ روپیہ ۸ آنہ -

مضامین خواجہ حسن نظامي میں غدر کے اور تیموریہ خاندان کے سچے مگر نہایت درد ناک قصے درج ھیں نیز آلو - مچھر - دیاسلائي وغیرہ عنوانوں پر نہایت مزیدار اور معني خیز مضامین ھیں -

سفرنامہ ھندوستان بمبئي، کنجرات، کاٹھیاواڑ، سومنات وغیرہ مقامات کا دلچسپ سفرنامہ: بطریق روزنامچہ از سیدي خواجہ حسن نظامي دھلوي قیمت ۸ آنہ -

اسلام کا انجام مصر کے شیخ المشائخ کي حوصلہ افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۳ آنہ

اسرار مخفي رموز کا خزانہ بس دیکھنے کے قابل قیمت ۴ آنہ -

ترکي فتح شاہ مشتاق احمد صاحب منجم دھلوي کي پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسہ

دل کي مراد - شاہ صاحب کے طلسماتي تعویذ قیمت ڈیڑھ آنہ -

کار کن حلقہ نظام المشائخ دھلي سے منگالیے

شائقین تواریخ و تصوف کو مژدہ

—:○ * ○:—

مزارات اولیاے دھلي بالکل نئي تصنیف ہے - تمام اولیاے کرام و صوفیاے عظام جو دھلي کي مقدس سر زمین میں مدفون ھیں ان کے بسیط حالات سالہا سال در تحصص میں درج کئے گئے ھیں - زائرین کے لیے اس سے بڑھکر کوئي رھنما نہیں ھو سکتا - قیمت حصہ اول ۶ آنے حصہ دوم ۲ آنے ھر دو حصص معہ محصول ڈاک و خرچ رجي - پي پیکنگ وغیرہ ۱۰ آنے -

ھندوستان کي اسلامي تاریخ عہد افغانیہ - مصنفہ مولوي کرام الہي صاحب ذکاوتي - ۴۲ تواریخوں کا لب لباب ہے - معترضین کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے ثبوت سے جواب دیا گیا ہے - فاضل اجل مولوي سید احمد صاحب مولف لغات آصفیہ فرماتے ھیں کہ اس سے بہتر ھندوستان کي تاریخ اب تک ان کي نظر سے نہیں گذري قیمت ۲ روپیہ ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ رجي - پي ۳ آنے -

المشتہـــــــــہر - منیجر اسلامیہ بک ڈپو و جنرل اخبار ایجنسي بازار بلي ماران - دھلي -

---

حمیدیہ ھـــوٹـل

—:○ * ○:—

نمبر ۱۳۱ لوئر چیت پور روڈ

—:*:—

ھمارے ھوٹل میں ھر قسم کي اشیاے خوردني و نوشیدني ھر وقت طیار ملتي ھیں نیز اسکے ساتھہ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور ارام دہ کمروں کا بھي انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ھوادار، فرنشڈ اور بر لب راہ واقع ھیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا ھو بذریعہ خط و کتابت منیجر ھوٹل سے دریافت کر سکتے ھیں - جنگ ترکي و اٹلي اور جنگ بلقان کي جملہ تصویریں ھماري ھوٹل میں فروخت کے لیے موجود ھیں مع تصویر شیخ سنوسي وغیرہ -

المشتـــــــــــــہر شیخ عبـــد الکریم مالک حمیـدیہ ھوٹل

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۰ | کلکتہ: چہارشنبہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲
Calcutta: Wednesday, March 12, 1913.



قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس اوني پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو في پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو اپنے دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے زي - پي کي اجازت -

(۴) [illegible] حاصل ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) [illegible] کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط میں عمداً یا سہواً کسي قسم کے تغیر و تبدل سے دفتر جواب ہے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا - (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے اوني اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۴ صفحوں پر اشتہارات کو چھپہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر چھپہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن اکي اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو چھپہ دیں، البتہ حتي الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگي ہمیشہ لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشي مشروبات کا، نقش امراض کي دراوندکا اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالي نقصان کا ادنیٰ شبہہ بھي دفتر کو پیدا ہو، کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ ـــ کوئي صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا عذر بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام محی الدین احمد

مقام اشاعت
۱ - مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor :
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.
Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly " " 4-12.

نمبر ۱۰ — کلکتہ: چہارشنبہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲
Calcutta: Wednesday, March 12, 1913.

فہرس

تلغراف خصوصی ۱
شذرات ۲
مقالۂ افتتاحیہ
حدیقۃ الشاہیہ (۳) ۵
مقالات
تاریخ قدیس یورپ کا ایک صفحہ ۹
استعفا اور خط ۱۰
اولڈ برٹز ایسوسی ایشن ۱۱
شئون عثمانیہ
مطالبات بلقان اور ائتلاف مثلث ۱۲
مراسلات
یادگار حادثۂ ہائلۂ مشہد مقدس ۱۳
فہرست زر اعانۂ دولت علیہ اسلامیہ ۱۴
نامہ ہائے غزاۃ بلقان
سرگذشت ائتلاف (۵) ۱۵

تصاویر

باب عالی کے دروازے پر انقلاب — صفحۂ خاص
خواہونکا ہجوم
مشہور "ارشک" پلٹن کے سپاہی — صفحہ خاص
جمال عشق و شرافت ۹
مشہور مجاہد دستہ ۱۵
نامور مدافع ۱۶
غازی اد ... ق جا رہے ہیں ۱۶

تلغراف خصوصی

فتح عظیم

—:*:—

بحری کارنامے

— * —

(قسطنطنیہ: ۱۲ - مارچ)

— * —

بجواب "الہلال"

تسخیر (جانینا) کی یہاں ابھی خبر نہیں دی گئی ہے - البتہ جنگ شدید کی خبریں برابر ملتی رہیں - بلغاریوں اور یونانیوں میں باہم تباہ کن جنگ شروع ہوگئی - "تصویر افکار" کا تار چھپا ہے کہ ابتک ۱۲ - سو بلغاری اور ایک ہزار یونانی باہم دگر لڑکر مقتول ہو چکے ہیں -

(۲)

تائید الہی ایک نصرت عظیم کی صورت میں ظاہر ہوئی - "حمیدیہ" جہاز کی آتش افشانیوں نے سروین استحکامات جنگ میں ہلاکت اور تباہی پھیلا دی - میدرا میں فوجی بارک مع سپاہیوں کے خاک کا ڈھیر ہوگئی - رسد اور غلہ کے ذخائر برباد ہوگئے -

التماس

(۱) نمبر ۷، و ۸، جلد (۲) قبل از وقت ختم ہوگئے ہیں - دوبارہ چھپنے پر خاطر خدمت کئے جائینگے - شائقین ذرا توقف فرمائیں -

منیجر

شذرات

مسٹر مظہر الحق کا استعفا

ذالک فلیتنا فس المتنا فسون !

مسلم یونیورسٹی دیپوٹیشن

ومنهم ظالم لنفسه و منهم مقتصد و منهم سابق بالخيرات باذن الله ذالک هو الفضل الكبير (۳۵ : ۳۱)

اس جماعت میں کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو طریق ہدایت و صداقت کو چھوڑ کر اپنے نفوس پر ظلم کر رہے ہیں - بعض ان میں سے درمیانی راہ چلتے ہیں' اور پھر انھی میں بعض نفوس قدسیہ ایسے بھی ہیں' جو اعمال نیک میں راسبق بڑھنے پیش قدمی کر رہے ہیں - یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے جسکی انکو توفیق دی گئی ہے -

کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوے تو یہی رندان قدم خوار ہوے !

ناظرین کو معلوم ہے کہ میں تذکرہ چیں ہوں' مقتدا سرا نہیں - میرا دستور العمل یہ ہے :

قصیدہ گر خراسی بپشگاں بسرود عرفی
تو از قبیلۂ عشقی ' وظیفہ ات بزل ست

حق کوئی کی راہ میں عموماً دو قوتیں مانع ہوتی ہیں : دولت و طاقت' اور ذاتی تعلقات و وابستگی - اپنے زمانے میں احباب کم از کم اتنا تو اندازہ کر چکے ہیں ، الحمد للہ یہ دونوں پتھر میری راہ میں حائل نہیں ہو سکتے :

ہم لعبۂ غم بتکدہ سنگ نہ ما بود
رفتیم و صنم بر سر محراب شکستیم

دولت و طاقت اور حکومت و اقتدار کے مقابلے میں جو کچھ اپنا حال ہے' وہ محتاج بیان نہیں - زبان اور قلم' دونوں اسکا جواب دیسکتے ہیں - رہے ذاتی تعلقات' تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کے پچھلے اجلاس کے واقعات میرے لیے واقعی پر از اشکال تھے - مسٹر محمد علی نہ صرف میرے ایسے درست ہی ہیں' جن سے درستانہ حد سے بھی گذر کر' برادرانہ و عزیزانہ تعلقات رکھتا ہوں' بلکہ یہ بھی ہے کہ مجھکو انکی دوستی نہایت عزیز ہے - تاہم کچھ دنوں تک خاموش رہا اور پھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ تعلقات کا مسئلہ نہیں بلکہ عقیدے اور رائے کا سوال ہے - تعلقات کی ایسی تاروں کی کیا حقیقت ہے؟ اس راہ میں تو زنجیریں بھی ٹوٹ جاتی ہیں -

پس جو کچھ میری رائے تھی' بلا تامل حوالۂ قلم کر دی - دوستی کیا چیز ہے ؟ ہماری خون اور نسل کی رشتہ داریوں کو بھی حق اور عقیدے کے آگے ہیچ ہونا چاہیے -

با ایں ہمہ میری نکتہ چینی ہی آج مجھکو مجبور کرتی ہے کہ (مسٹر مظہر الحق) کی تعریف میں جسقدر ممکن ہو' اسراف کروں - وہ اسراف نہیں' بلکہ عین اعتدال

میں دیکھ رہا ہوں کہ زمانہ کس قدر پر آشوب ہے' اور حق و راستی کی مظلومی کس درجہ درد انگیز حد تک پہنچ چکی ہے ؟ کوئی نہیں ہو اسکی خاطر تھوڑی سی تکلیف گوارا کر لے - کوئی نہیں جو خدا کی خوشنودی کی خاطر اسکے چند بندوں کا غصہ جھیل لے' اور پھر کوئی نہیں جو اپنے قول ہی کی عزت کیلیے اپنے عمل کو بھی قابل عزت بنائے - ہر دعوا دلیل سے محروم' ہر قول عمل کا مخالف' اور ہر سفیدی نمایش اور نفاق کی سیاہی سے آلودہ ! تعریف کی خواہش سے دماغ مخبوط ہو رہے ہیں' مگر کوئی نہیں جو پہلے تھوڑی سی مذمت گوارا کرے' تعریف کا اپنے تئیں مستحق ثابت کرے - حالانکہ کوئی درستی بغیر دشمنی کے' کوئی محبوبی بغیر مبغوضی کے' اور کوئی تعریف بغیر تحمل مذمت کے حاصل نہیں ہو سکتی - جو لوگ دنیا سے "تعریف و مدح" مانگتے ہیں' انکو پہلے یہ بتلانا چاہیے کہ اسکے لیے انھوں نے کیا کھویا ہے ؟ :

أحسب الناس ان يتركوا ان يقولوا آمنا وهم لا يفتنون ؟ ولقد فتنا الذين من قبلهم فليعلمن الله الذين صدقوا وليعلمن الكاذبين - ام حسب الذين يعملون السيئات ان يسبقونا ؟ ساء ما يحكمون ! (۲۹ : ۳) و من يجاهد فانما يجاهد لنفسه' ان الله لغني عن العالمين (۲۹ : ۶)

کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ زبان سے ایمانداری اور راستبازی کا دعوا کردینگے اور بغیر آزمائے ہوے چھوڑ دیے جائیں گے ؟ (حالانکہ) جو لوگ ان سے پہلے گذر چکے ہیں' خدا نے انکو بھی آزمایش میں ڈالا تھا (اور یہ ناگزیر ہے پس) عنقریب خدا ان لوگوں کو معلوم کرکے رہے گا جو اپنے دعوے صداقت میں سچے ہیں - اور انکو بھی' جو اپنے اندر جھوٹ کے سوا کچھ نہیں رکھتے - کیا جن لوگوں کی قوتیں اعمال بد میں خرچ ہو رہی ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے ؟ اگر ایسا سمجھتے ہیں تو یہ کیا ہی بری سمجھ اور کیا ہی برا فیصلہ ہے ! یاد رکھو کہ جو سچائی اور راست بازی کی راہ میں تکلیف اٹھاتا ہے تو وہ اپنے ہی بھلے کیلیے ایسا کرتا ہے - خدا دلیلوں کے تمام لوگوں اور انکے اعمال سے بے نیاز ہے -

مسٹر (مظہر الحق) نے مسلم یونیورسٹی کے ڈیپوٹیشن کی میری سے استعفا دیدیا' جسکو ایک مبسوط تحریر کی صورت میں آپ آج کی اشاعت میں پڑھیں گے - میں اپنے عقیدے اور اپنی بصیرت کے مطابق یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ انھوں نے استعفا نہیں دیا ہے' بلکہ سچائی اور راستبازی کی ایک ایسی مثال عظیم قوم کے سامنے پیش کر دی ہے' جسکے نمونے عرصے سے ہماری کارفرما جماعتوں میں ناپید و معدوم تھے - خدائے مومنوں کی سب سے بڑی خصلت یہ بتلائی ہے :

يجاهدون في سبيل الله ولا يخافون لومة لائم -

حق کی راہ میں جہد و سعی کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کرتے -

محبوب اعتراف ہے کہ مسٹر (مظہر الحق) نے اس حقیقی خصلت ایمانی کا نمونہ قوم کو دکھلا دیا -

ذلک ' فلیتنا ... ہے' جسکی پیروی کرنے فس المتنا فسون ! ... نی چاہیے -

نہیں سمجھتا کہ اسکے ... اللہ تعالی اس خدمت جلیل اور عمل ... خیر دے' اور اس وقت کے دکھلانے میں ... قوم پرستی اور راست بازی کی ایسی ... ہوں :

فلسم ازي كالدعاء اعم نفع
و اعظم في مكافات الصديق

مسٹر (مظہر الحق) یاد رکھیں کہ اگر وہ قوم کی خاطر کچھ کھونے کیلیے طیار ہیں' تو قوم بھی اپنی بہترین متاع نذر دینے کیلیے طیار ہے- غریب قوم کیا کرے ؟ وہ تو اپنا دل ہاتھوں میں لیے ہوے کب سے حیران و سرگردان پھر رہی ہے ' مگر افسوس کہ کوئی خریدار ہی نہیں ملتا - کونسا دروازہ ہے جس پر وہ نہیں پہنچی ' اور اعتماد کی کونسی آواز تھی' جس کو اس نے نہیں آزمایا ؟

نفائس دل و دین می دهم به قیم نگاه
به من معاملهٔ این که راست گفتارم

اس ڈیپوٹیشن کی تحریک جس طریقوں کی ساتھ کی گئی ' پھر ممبروں کا جس طرح انتخاب ہوا ' اور انتخاب میں جن جن ذرائع و رسائل مخفیہ سے کام لیا گیا ' وہ نواب صاحب قبلہ کی زبان مبارک سے قوم سن چکی ہے - پس در حقیقت ایک ایسی جماعت میں شریک رہنا' جسکی پیدایش سازش کے ذلیل حمل سے ہوئی ہو' خود اپنے ضمیر اور ایمان کو الوداع معصیت کرنا تھا - ڈیپوٹیشن کا جانا اور رسمی آمد و رفت محض ایک دلخوش کن حیلہ تراشی ہے ' تا کہ کسی طرح آزاد خیال طبقہ رام کیا جاسکے - مسٹر (مظہر الحق) کا نام بھی اسی لیے رکھا گیا تھا ' تا وہ لوگ سمجھیں کہ ایسے ایسے آزاد خیال لوگ اسمیں شریک ہیں ' اور پھر اسکی طرف سے بالکل مطمئن ہو جائیں -

حقیقت یہ ہے کہ یہ ڈیپوٹیشن یونیورسٹی کے اہم مسائل میں کسی تغیر کا ذریعہ نہیں ہوسکتا - اور نہ ہونے کا ارادہ ہے - گورنمنٹ کو اب اسپر کوئی اعتراض نہیں کہ علی گڈھ کی محدود یونیورسٹی کے نام میں " مسلم " کا لفظ بڑھا دیا جاے اور یہ تو ساری دنیا کو معلوم ہوچکا ہے کہ اسکولوں کے الحاق تک وہ راضی ہوچکی ہے - پس ڈیپوٹیشن کی تجویز سے مقصود یہ تھا کہ انہیں منظور کردہ چیزوں کو قوم کے سامنے اسطرح پیش کر دیا جاے کہ وہ سمجھے ' یہ خاص مراعات نہیں جو ڈیپوٹیشن کے سعی و کوشش کرکے حاصل کرا دیں -

تاہم مسٹر (مظہر الحق) نے نہایت دانشمندانہ کارروائی کی کہ اتمام حجت کا پورا موقعہ دیا ' اور پہلی مجلس میں شریک ہوکر اور اپنے خیالات ظاہر کرکے مستعفی ہوے - انہوں نے ایک مثال قائم کردی کہ ایک راست باز آدمی کو ایسے موقع میں کیا کرنا چاہیے ؟

مسٹر (مظہر الحق) نے مستعفی ہوکر تمہارے سامنے مقابلہ کرنے کیلیے کیسے عبرت انگیز منظر پیش کردیے ہیں ! ایک طرف
تو وہ لوگ ہیں جو اپ
میں اپنی آزاد خ
ہ لوگ ہیں
ممبری کو ا
سی درسہ
ایسے ط
ں منکروا
ے ٹھکرو
ر آزاد
جو آپ
ن من کا
فلله الحا
له يصعد

یشن کی شرکت کی عزت کے معارضے
کردینے کیلیے طیار ہیں - دوسری طرف
ب صاحب قبلہ) اس ڈیپوٹیشن کی
ے عظیمی سمجھتے ہیں ' جسمیں اب
تصور بھی انکے لیے تکلیف دہ ہے -
حق) ہیں ' جنکو بے طلب اسکی شرکت
مگر انہوں نے سچائی اور اصول کی خاطر
ں عزت کی پروا نہیں کی جو صداقت
ی ' پس اسکا بہترین معارضہ وہ عزت ہے '
ں انہوں نے اپنا گھر بدار حاصل کرلی ہے -
ہو لوگ عزت کے بھوے ہیں انکو
معلوم ہونا چاہیے کہ تمام عزت بخششیں
له هي کے هاتھ میں ہیں - تمہارے

الطیب ' و العمل الصالح يرفعه
(۳۵ : ۱۱)
اعمال صالحہ اسی کی درگاہ تک پہنچتے ہیں اور وہی نیک عمل کرنے والوں کے درجوں کو بلند کرتا ہے -

مسٹر (مظہر الحق) نے اپنی چٹھی میں ۵ - مارچ کے جاسے کی جو کارروائی درج کی ہے ' اس سے ممبرزین ڈیپوٹیشن کی نقاب پوشی کا خاتمہ ہوگیا ہے ' اور جو بات ہمیں ۲۸ - دسمبر کی صبح کو معلوم تھی' امید ہے کہ اب دنیا کو ۵ - مارچ کے بعد اچھی طرح نظر آجاے گی - (مسٹر مظہر الحق) نے تجویز پیش کی تھی کہ کارروائیوں سے قوم کو بے خبر نہ رکھا جاے - اس سے ہم ازکم اتنا تو ہر جانتا کہ ہر شخص کی نسبت قوم کیا فیصلہ دیسکتی ہے اس نے قوم کی خواہشوں کو کہاں تک یاد رکھا ہے ؟ لیکن ہم نے سنا ہے کہ یہ تجویز جب پیش کی گئی' تو ایک ہی نام کے دو آزاد خیال بزرگوں یعنے مسٹر محمد علی (ہامرد) اور مسٹر محمد علی (جینا) نے مخالفت کی - اور مصر ہوے کہ کارروائیاں مصیغہ راز رکھی جائیں -

اگر یہ سچ ہے تو ہمیں ایک سال کے گذشتہ واقعات ایک مرتبہ یاد کرلینے چاہئیں - ۱۱ - اگست سنہ ۱۹۱۲ - کو کانسٹیٹیوشن کمیٹی کا جو اجلاس لکھنو میں ہوا تھا ' اسمیں ہمارے دوست "راز داری" کے سخت مخالف تھے - کامرڈ کی پچھلی فائل کی بھی اسکے لیے ورق گردانی کی جا سکتی ہے - یہ اب دنیا کیوں پلٹ گئی ؟

مانا کہ ڈیپوٹیشن کی تجویز ضروری تھی ' صلح جنگ سے بہتر ہے ' اور قوم کو قسموں کی عزت کا پاس کرنا چاہیے - لیکن کیا اب ہمارے دوست کیلیے "راز داری" کا گذشتہ نقاب تاریک بھی انکے مطلعوں لیڈروں کی طرح ضروری ہوگیا ؟

مشاطه ما قصه زلفي سبب بداؤ میں
کیا اُس نے اس نظر کو بھی پر فن بنا دیا ؟

ممکن ہے کہ تم اپنے اعمال قوم سے مخفی رکھنے میں کامیاب ہوجاؤ لیکن میرے عزیز دوستو ! تم بڑی نادانی میں پڑے ہو - خدا کی آنکھ سے بچنے کیلیے تمہارے پاس کوئی پردہ نہیں ہے :

او ليس الله با علم
بما في الصدور
العالمين ؟ (۲۹ : ۹)
دیا اللہ تعالیٰ اُن چھپے ہوے بھیدوں سے واقف نہیں ہے جو دنیا کے سینوں میں مدفون ہیں ؟

بہر حال قوم کے ہاتھ میں مسٹر (مظہر الحق) نے بہت اچھی کسوٹی دیدی ہے - مدعیان آزادی و راستی کی آزمایش کی یہ بہترین تجویز ہیں - اب دیکھنا یہ ہے کہ ممبران ڈیپوٹیشن میں اور بھی کسی کا قدم ہے ' جو اس طرح سچائی کی طرف حرکت کرے ؟ مسلمان اگر اپنی بے وقوفی پر رحم کھائیں' تو انکے لیے کم کرے کا یہ اصلی وقت ہے -

نہایت ضروری ہے کہ ہر مقام پر جاسے ایسے جائیں اور نواب (وقار الملک) بہادر کی تائید میں آوازیں بلند ہوں : هذه تذكرة فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا -

---

هفتهٔ جنگ اس هفته کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بلقانی فوجوں میں سے صرف یونانی فوج جنگ آزما ہوئی - نتیجہ جنگ کے جسقدر معلومات ہیں وہ یونانی ذرائع سے ہیں' جن پر اعتماد و عدم اعتماد کا فیصلہ اب ہر شخص کیلیے آسان ہوگیا ہے - انہیں کے ۴- ماہ حال کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانی بیڑے نے (جینینا) کے قلعہ (سنیٹا ڈوارنتا) پر گولی باری کی - جس سے ایک ترکی توپخانہ ضائع ہوا - اسکے بعد یونانی بیڑا فوج کے

آثارے میں کامیاب ہوگیا - ۶ - کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل (سارٹورز) سواروں کے تین سکوادرن لیے ہوے جنیوا میں داخل ہوگیا -

"داخل ہونے سے پہلے دن نہایت سخت جنگ ہوتی رہی' جس میں یونانیوں نے ایک ایا نقشہ جنگ اختیار کیا تھا - یونانی فوج نے اپنا بایاں بازو آگے بڑھایا اور یونانی پر خوفناک گولے پھینکے - توپی توپیں خاموش ہوگئیں - اس عرصہ میں فوج بائیں جانب ہوتی - گولہ باری دوسرے دن صبح تک نہایت شدت کے ساتھ جاری رہی - پیادہ فوج آگے بڑھی اور شکست دیتی ہوئی سرعت و بہادری کے ساتھ (یونانی) میں سیلاب سمندر کی طرح امڈتا آیا - یونانی دباتے ہوے جنیوا تک چلے گئے - راستہ میں انہوں نے آدمی اور توپیں گرفتار کیں - ۹ - کا تار بیان کرتا ہے کہ یونانی سواروں نے دو سکوادرنوں نے شامل جنیوا پر توپیں سر کرتے ہوے ۲ - ہزار ۳ - سو ترک مہاجروں کو گرفتار کرلیا - یونانی ریلیعہد اپنے تار میں بیان کرتا ہے کہ جنیوا میں ۳۵ - ہزار ترکی فوج تھی - سب نے اپنے آپکو حوالہ کر دیا "

ان اطلاعات کی عثمانی ذرائع اطلاعات نے تکذیب نہیں کی' مگر یہ اطلاعات خود آپ اپنی تضعیف کر رہی ہیں - مثلاً بیان کیا جاتا ہے کہ جنیوا میں ۳۵ - ہزار فوج نے ہتیار ڈالدیے اور کوئی وجہ نہیں بیان کیجاتی - حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ۳۵ - ہزار سپاہی بے وجہ ہتیار نہیں ڈالدیا سکتے - اسکے علاوہ ۶ - کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جنیوا فتح ہوگیا' مگر ۹ - کے تار میں بیان کیا جاتا ہے کہ یونانی سواروں نے شمال جنیوا پر گولہ باری کرتے ہوے ۲ - ہزار ۳ - سو ترک مہاجروں گرفتار کیے - اگر در حقیقت جنیوا ۶ - کو فتح ہوگیا تھا تو پھر ۹ - کو شمال جنیوا پر گولہ باری کیوں کی گئی ؟ علاوہ ازیں جس تار میں تسلیم شہر کی خبر بیان کی گئی ہے' اسمیں خود صیغۂ تضعیف یعنی " یہ رپورٹ کی گئی ہے " استعمال کیا ہے -

---

میں سیاسی حقوق طلبی کے جذبات زور

نازیبان لندن افزوں ہیں :

خرش طبیعی ست ' بیا تا همه بیمار شویم

یہ عام قاعدہ ہے کہ جب کسی جماعت میں کوئی خاص جذبہ عالمگیر اور راسخ ہوجاتا ہے تو دو جماعتیں پیدا ہوجاتی ہیں - ایک معتدل اور دوسری گرم - اسوقت حقوق طلب خاتونوں میں بھی دو جماعتیں ہیں : ایک معتدل ہے' جو صرف قانونی ذرائع سے حقوق حاصل کرنا چاہتی ہے ' اور دوسری گرم ہے جو مسٹر (نلک) کے مسلک پر عمل کرتی ہوئی کہتی ہے کہ بغیر قانون شکن ایجی ٹیشن کے مطالب براری ممکن نہیں - موخر الذکر میں ایک گروہ ہے جو اپنے آپ کو مرجی کہتا ہے - کیونکہ وہ حقوق طلبی کے لیے جسلحہ بھی استعمال کرنا چاہتا ہے -

جب سے لبرل گورنمنٹ بر سر اقتدار ہوئی ہے ' اس گروہ نے زور کی زندگی تلخ کردی ہے - مرجی گروہ کی کار روائیوں کا آغاز دسمبر سنہ ۱۹۰۵ - سے ہوتا ہے - دسمبر سنہ ۰۵ - میں سر هنری کیمپبل بینر مین جب وزیر اعظم ہوے ' تو مع اپنے رفقاء وزارت کے البرٹ هال میں گئے اور ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر کی - مس (کرالسٹیبل پانکھرسٹ) گیلری میں بیٹھی تھیں - انہوں نے وہیں سے ایک جھٹکا هلا دیا ' اور بآواز بلند پوچھا : " لبرل گورنمنٹ عورتوں کیلیے کیا کرنا چاہتی ہے ؟"

اسکے بعد ہی هاوس آف کامنس پر حملہ ہوا ' جو کچھ عرصہ کے بعد فرو ہوگیا - لیکن یہ ایک مہلت جنگ تھی - تھوڑے ہی دنوں کے بعد پھر حملہ کیا گیا اور اسوقت سے اسوقت تک برابر جاری ہے - فوجی گروہ نے ایذا رسانی کی صدها شکلیں اختیار کی ہیں - قریباً تمام وزارت خانوں کے هر ممبر پر حملے کیے - تار کاٹ دے گئے - کھڑکیاں توڑ ڈالی گئیں - لیٹر بکس اهاز کر پھینک دیے - خطوط ضائع کردیے - ذیل میں هم انکے یادگار حملوں کی ایک مختصر سی فہرست درج کرتے ہیں -

وزرا پر حملے

(۱) ۷ - دسمبر سنہ ۹ - کو لیمپٹن اسپسل واقع فولکیسٹن میں وزیر اعظم پر حملہ کیا گیا -

(۲) ۱۴ - نومبر سنہ ۹ - کو مسٹر چرچل برسٹن میں انکے کوڑے سے مارے گئے -

(۳) ۲۳ - نومبر سنہ ۹ - کو هاوز سیس کارڈ پھرینڈ میں هنگامہ پیدا کر کے دق کیے گئے -

(۴) ۱۸ - جولائی سنہ ۱۲ - کو جب کہ وزیر اعظم مع مسٹر جان ریڈمنڈ کے ڈبلن اسٹریٹ میں گاڑی پر جا رہے تھے' ان پر کلھاڑیاں پھینکی گئیں -

(۵) ۲۰ - جولائی سنہ ۱۲ - کو وزیر اعظم پر چیسٹر میں حملہ کیا گیا -

پارلیمنٹ پر یورش

۱۱ - فروری سنہ ۸ - کو ۵۰ - عورتوں نے هاوس آف کامنس پر حملے کیے اور اس جرم میں گرفتار کی گئیں -

۳۰ - جون سنہ ۸ - کو ۹ - عورتیں اسی جرم میں گرفتار کی گئیں

۳۰ جون سنہ ۹ - کو ۱۲۰ - عورتیں اسی جرم میں گرفتار هوئیں -

۱۲ - نومبر سنہ ۱۱ - کو ۲۲۳ - عورتیں اسی جرم میں گرفتار هوئیں -

جائداد پر حملے

۱۸ - جون سنہ ۸ - کو وزیر اعظم کے محل پر یورش کی گئی -

یکم مارچ سنہ ۱۲ - کو ویسٹ منسٹر اور ویسٹ اینڈ کی کھڑکیوں کے توڑے جانے سے ۴ - هزار پونڈ کا نقصان هوا -

۲۶ - نومبر سنہ ۱۲ - کو تمام شہر کے لیٹر بکسوں سے خطوط نکال دیے گئے -

۳۰ جنوری سنہ ۱۳ - کو لیمبتھ پیلس اور ویسٹ اینڈ کی چھ کھڑکیاں توڑی گئیں -

ان واقعات کے بعد دو نہایت عظیم الشان واقعے اور هوے - ایک یہ کہ مسٹر لائڈ جارج کا مکان اڑا دیا گیا - دوسرا یہ کہ بولنگ کلب کے تمام خیموں میں آگ لگادی -

خود شناسی سرچشمه هے حقوق ش
آغاز هے حقوق طلبی کی - حقوق طلبی
هونے کے بعد ' پھر فنا نہیں هوسکتا - یہ
جاتی ہے ' اتنی هی زور سے نکلتی ہے - یہ
پہنچ جاتا ہے تو اسکے لیے بند قانون ' مرده
جنکر اسکی معمولی سی جنبش
بالا دست جماعت کو زیر دست جماعتوں
پیدا کرنے سے پہلے حقوق بخشی کے لیے
رہنما چاہیے کہ حقوق طلبی کا جذبه س
ایک هی صورت سے رضی هو سکتا ہے '
ہے ' آسے فوراً دیدیا جاے -

۲ ' اور حقوق شناسی
ا جذبه ہے جو یہ
' جتنی دبائی
زری قوت کو
جاتے ہیں '
بتی ہے -
شناسی
ر - یاد
' صرف
گتا

الهلال

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ هجری

حدیث الغاشیه

— * —

(٤)

— * —

نشهٔ نیم شبی کا عیش خمار

یونیورسٹی فونڈیشن اسپیچ

— * —

رات اور زلف کا یہ افسانہ !

قصہ کوتہ ' بڑی کہانی ہے

(۱)

صداقت کی مظلومی کوئی نیا واقعہ نہیں ہے - اسپر آزمایش رابطہ کے ایسے ایسے هلالات خیز وقت آئے هیں' جب خدائی بھی پر چند دلوں کے سوا اس کا کہیں نشیمن نہ تھا ' لیکن باوجود اسکے سچ' سچ رہا ' اور باطل باطل - صداقت اپنے حامیوں کی کثرت و قلت اور استقامت و تزلزل سے همیشه بے پروا رهی ہے اور همیشه رہے گی - وہ تمہارے پاس اسلیے نہیں آتی کہ تمہاری محتاج ہے ' بلکہ اسلیے کہ تم اسکے محتاج هو - اگر تم نے اپنے تئیں اهل ثابت نہیں کیا تو تم سے اپنا رشته کاٹ لیگی اور کسی اور مستقیم دل کو اپنا نشیمن بنائیگی - اگر ۲۶ - کی شام تک یونیورسٹی کے بارے میں همارا خیال حق تھا ' تو ۲۷ - کی شام کے (ڈنر) کے بعد ' اور دو بجے کی خلوت نیم شبی کی صبح کو وہ باطل نہیں هوسکتا تھا - اگر ۲۶ - کی سہ پہر کو سچ ' سچ تھا ' اور صدها آوازیں اسکا استبدال کرتی نہیں ' تو ۲۸ - کی صبح کو بھی وہ سچ تھا ' گو ایک آواز بھی اسکی حمایت کیلیے نہیں اٹھتی تھی - سچ کی کسوٹی اسکے حامیوں کی کثرت نہیں ہے - اسکے لیے اتنا هی کافی ہے کہ وہ سچ ہے - حق کی پرستش کے ایمان بکف مدعیوں کی استقامت اگر متزلزل ہے تو کیا مضائقه ؟ حق کی قوت کا استحکام متزلزل نہیں هوسکتا - حقیقی قوت اسمیں ہے ' اور جن مبارک هستیوں کو اسکے عام کے پیچھے جگہه مل گئی ہے ' انجام کار فتح یابی بھی انهی کے حصے میں آئیگی -

تلک الدار الاخرة ' نجعلها للذین لا یریدون علواً فی الارض و لا فسادا ' و العاقبة للمتقین -

اور یہ اخر کی کامیابیوں کا گھر انکے لیے ہے ' جو دنیا میں بڑائی اور پیشوائی نہیں چاهتے اور نہ فساد پھیلاتے هیں ' اور یہ انجام کار کہ انجام کار فتح یابی بھی انهی کے حصے میں آئیگی -

آپ دیکھتے هیں کہ سورج مشرق سے نکلتا ' اور مغرب میں ڈوبتا ہے - والذی نفسی بیده ' میں بھی بعینه اسی طرح دیکھه رہا هوں کہ سچائی غربت و کس مپرسی سے اٹھائی ہے ' اور فتح و کامرانی کا علم بکف لہراتی ہے - یہ میرا یقین اور میری بصیرت ہے - اگر نظر نہیں آتا تو میں کاهلا بھی نہیں سکتا -

(۲)

پہر حال میں نے مخالفت میں تقریر کی ' اور نرم و خوشگوار پر استدلال و نرم جملوں ' اور معانی پھر آرام و الفاظ شہد اور نام کی چیکھه ' صاف صاف لفظوں میں اس کارروائی کو ناقابل اعتماد بتلایا - یہ پیشتر سے معلوم تھا کہ اسکا نتیجه کیا هوگا ؟ مگر اظہار حق اور امر بالمعروف نتیجه کے خیال سے بے پروا ہے - وہ ایک فرض ایمان اور محض تعبد الہی ہے ' اور وقت کے بدلاؤ اور لوگوں کے مذہب پھیر دینے سے اسکا حکم نہیں پھر سکتا - میرے لیے اسقدر کافی ہے کہ آج ' جبکہ بعد کو خرابی بصیرت یونی کارروائی کے ڈیفنڈرس کی مخالفت میں اٹھه رہی ہیں ' اور طرح طرح کے القاب اسکو دیے جارہے ہیں ' الحمد للہ کہ اپنے ضمیر اور ایمان سے شرمندہ نہیں هوں ' اور دلوں کی عدالت اور نگاهوں کی بصیرت اپنے کہ سکتا ہوں کہ اس جس جگہه کہڑا ہوں کے قدم آج پہچانتے هیں ' وہ عدن اس وقت بھی میرے قدموں کے نیچے تھی ' اور جو زرخیزی وقت گذر جانے کے بعد آج نظر آرہی ہے ' وہ عدن وقت پر میں دنیا کو دکھا رہا تھا ' اس وقت تم نے نہیں دیکھا ' اور اب اپنی آنکھوں کو مل رہے هو - پہلے کہ اپنے سروں کو پیٹو : ان فی ذالک لایات لقوم یعقلون -

(۳)

میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ استقبال جوش ' خروش ' جمع و اجتماع ' ادعا و شورش ' اور هنگامه رستخیز ' کے بعد یونیورسٹی کی قسمت پھر چند شخصوں کے هاتھوں میں دیدیا جائیگا ہے ؟ یہ بھی کہا تھا کہ قوم اور اب اپنی قسمت کے فیصلے ایسے کسی پر اعتماد نہیں کرنا چاهیے -

اس آخری فقرے کی چبھن بہت سخت تھی - بڑے بڑے کرسیوں کے بڑی بڑی وجوہ (جسکے لیے قرآن اور میں نے بہت اچھی تشبیه دی ہے کہ " کانهم خشب مسنده ") کچھ تلملا تلملا کر بولنے اور مضطرب هو هو کے دیکھنے :

رایت الذین فی قلوبهم مرض ' یهرعون الیك من السمرت ! (۴۷ : ۳۹)	جن لوگوں کے دل مرض ضلالت سے بیمار هو رہے هیں ' (اعلان حق کے وقت) تم دیکھو گے تمہاری طرف مضطرب هو هو کے دیکھه رہے هیں ' جیسے کسی پر موت کی بے هوشی طاری هو اور اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رهجائیں !

(٤)

لیکن یہ بالکل بے فائده تھا :

من حسرب المجسرب ' حلت به الندامه

یہاں محض اشخاص پر اعتماد کا سوال نہیں ہے بلکہ حالات پر - اور اگر حالات پر همیں اعتماد نہیں ' تو یہ کوئی بتلانے کی بات نہیں ہے - اگر یونیورسٹی کی قسمت کا فیصله ان اشخاص کے هاتھه میں هوتا ' جو همارے سامنے پیش کیے گئے هیں ' تو باوجود انکی تمام کمزوریوں کے پہلا شخص میں هوتا ' جو کہتا کہ اعتماد اور راضی نامه داخل اردو - یہ اپنے میں همارا کوئی حرج نہیں ہے جناب سر (راجه صاحب محمود آباد) پر همیں اعتماد ہے - کون کہتا ہے کہ شخصاً میجر سید حسن یاورامی اور مسٹر محمد علی لائق اعتماد نہیں؟ یہ تو همیں آسوقت معلوم نہیں تھا کہ (نواب وقار الملک) بہادر ڈیپوٹیشن

کی موجودہ صورت کے مجوزوں میں شریک نہیں ہیں - انکا نام بھی فہرست میں شامل تھا' پھر قوم میں کون شخص ہے جو اپنے سیاسی حساب فعلہ الاتفی اعتماد نہیں ہے؟ لیکن اصلی سوال یہ نہیں تھا - سوال یہ تھا کہ اپنے حالات بھی قابل اعتماد ہیں' حساس ہے یا بےحس مبتلا ہوگا؟ کیا آس فضائے آھنی پر بھی بھروسہ کیا جاسکتا ہے' جہاں ہوائیں خوشبوؤں اور عنبروں کی جانشین بارود کا بدبودار دھواں دیتی ہیں؟

ہر سب زبانوں کی تبدیلی زبانوں کی ایسی مثالیں ہمکو دکھلاتی ہیں کہ ایک رات کے اندر جنگ کے خواستگار صلح کے ارزو مند ہو جاتے ہیں' اور جو چیز عام تسلیم سمجھی جاتی تھی' آج اسکا نام بھی نہیں لیا جاتا - پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اعتماد و عدم اعتماد کے سوال کو چھوڑتے ہیں؟ ہم تو اسقدر بے ظرف اور ہر فریب نرم میں آجانے والے ہیں کہ سب سے پہلے اسی کیا حقیقت ہے' ہم نے تو ایک دن اپنے دلوں کو حوالے کر دیا ہے - لیکن آخر کیا ہمسے اب تک کسی نے اپنے دلوں کو چھین لیا ہے؟

ہم اپنے کسی حالت کو دیکھتے ہیں کہ چار آدمیوں کی مجلس میں بھی اسکی اور جرأت نہیں ہوتی کہ جو کچھ دل میں ہے اسکو صاف صاف حوالۂ زبان کر دے' پھر ہم اور بنلایا جائے کہ خواستگاران اعتماد میں وہ نفوس قدسیہ کون ہیں' جو گورنمنٹ ہائس میں آس استقامت کو ظاہر کرینگے' جس کی مثال ۲۸ - دسمبر کو قیصر باغ کی بارہ دری میں پیش کی جا سکتی ہے؟

ہم کو سب پر اعتماد ہے مگر اعتماد نہیں ہے اپنی بدبختی پر' اعتماد نہیں ہے اپنی محرومی پر' اعتماد نہیں ہے آن واقعات و حالات پر' جو اس ڈیپوٹیشن کو پیش آئیں گے' اور جسکے سامنے کہ اسی کی استقامت چلے گی اور کہ دعوئے عزم و آزادی - جماعت جتنی وسیع ہوتی جاتی ہے' اتنی ہی اسکی قوت بڑھتی جاتی ہے' اور جتنی کم ہوتی جاتی ہے' اتنی ہی راہ دیوے والوں اپنیلیے دقتیں بڑھتی جاتیں ہیں - آپ ایک جلسے میں ہزارے ہزار اور ایک بہت بڑی جماعت کے صدائے اتفاق سے کوئی قدم ہزار جس طرح کورنمنٹ پر اثر نہیں پیدا کرتے ہیں' کیا حضور وزیرائے کے سامنے بھی اسی طرح کر سکتے ہیں؟ حال اور کہ سکتے ہیں مگر وہ ہمدردیاں آپ ہیں' آپ نہیں ہیں:

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں؟

(۵)

جو لوگ جلسے میں شریک تھے انکو یاد ہوگا کہ ہمارے اخبری الفاظ کیا تھے؟ ہم نے کہا تھا:

" تم اس وقت نادانی اور غفلت کے ہاتھوں ایک ایسے ہر مگر وہ وقت دور نہیں ہے جب " اعتماد " کی اس اخری آزمایش پر بھی تم کو مایوس ہونا پڑیگا "

ابھی وہ وقت نہیں آیا' مگر نزدیک ابھی سے شروع ہوگیا ہے - انشاء اللہ العزیز اس کا اصلی وقت بھی آپہنچے گا - آسوقت ہم پھر ایک اور نکتہ اپنے انہی الفاظ کو دہرائیں گے: زمان آخری اقریب ام بعید ما ترمدون - [اور میں نہیں جانتا کہ جس وقت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا ابھی اسمیں دیر ہے؟ - ۲۱ : ۱۰۹]

(۶)

جلسے میں اس وقت تین طرح کے لوگ تھے: " مجلس نیم شبی " کے محرمان راز - انکے متبعین' جو خود باریاب صحبت نہ تھے مگر انکے تمام احکام جاری ہوگئے تھے - اور کچھ عام لوگ' جو اس ناگہانی انقلاب سے بالکل بے خبر تھے اور سادہ دل اور بے خبر حال ہونے کی وجہ سے کوئی آواز اور رائے نہیں رکھتے تھے -

ان تینوں کا عجیب حال تھا - ان میں بہت سے تعلیم یافتہ اور بہت سے سرگرم معتبران آزادی و حریت بھی تھے' مگر یہ سب اس تیغ تیز سے زخمی ہوے تھے (مسٹر (محمد علی) اور تحریک کی مجروح زیر میجر صاحب کو تائید کرتے ہوے دیکھا - ایک دن پہلے تک آزادی کا عام انہی کے ہاتھوں میں دیکھ چکے تھے - پس سمجھیے کہ جب انہی حضرات کے طرف سے تحریک و تائید ہو رہی ہے' تو ضرور وہی اپنے ہی مطلب کی بات ہوگی' کوانہی ہماری سمجھ میں نہیں آتی '

یہی مبتلاے مذاق تقلید جو دل تک پرانے لیڈروں کے اندھا دھند اتباع کی صورت میں خاتمان سوز عقل و دانش تھا' آج آزادی کے عہد تازہ میں نئے لیڈروں کے اتباع کی صورت میں فہم و دراست کی کرین کا طوق بنا - درد و ندامت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اپنائے عصر کی غلامی بھی مقلدانہ تھی' اور اب آزادی بھی مقلدانہ ہے - کچھ حصہ نئے دور کا کھو جائے' اور ہم محدثوں کے گرفتار تقلید دماغ (جو بالکل شل اور معطل ہوگئے ہیں) کچھ نہ کچھ فکر و اجتہاد کے عادی ہو جائیں - تو پھر شاید ہر شخص اپنی سمجھ سے ہر بات کو سمجھنے کی کوشش کرے - وما ذلک علی اللہ بعزیز!

(۷)

اب قدیم و جدید' اور مستبدین و احرار کی " متحدہ سازش " سے بد حواس ہوکے نہیں بنا بنایا کھیل بگاڑنا چاہے - ہر طرف سرگوشیاں شروع ہوگئیں:

یحسبون الخیر شر	راز دارانہ سرگوشیاں شیطان کی وسوسہ
شیطان لیحزن	اندازی ہوتی ہیں' تاکہ مسلمان
الذین آمنوا'	اس کی وجہ سے ازردہ خاطر ہوں' حالانکہ
و لیس بضار هم	بغیر مشیت الہی کے یہ سرگوشیاں
شیئا الا باذن اللہ'	اچھے بھی نقصان نہیں پہنچا سکتیں -
و علی اللہ فلیتوکل	مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر طرف سے
المومنون (۵۸ : ۵۸)	ہٹ کر صرف اللہ ہی پر اعتماد کریں -

معلم خواجہ غلام الثقلین صاحب کو بھی ڈیپوٹیشن میں شریک کرلیا گیا - انکا بیان ہے کہ مجھے اسٹیج کے " اقصاے مغرب " سے " مشرق دانی " کی طرف پھینچ کر لیگئے - وہاں قسمیں کھا کھا کر اطمینان دلایا اور مختلیں کیں کہ مجھ جاؤ - کیا کرتا؟ مجبوراً ماننا ہی پڑا:

فصدقوا ایمانهم	انہوں نے بچوا کر لیے اپنی قسموں کو ڈھال
جنة (۵۸ : ۵۳)	بنا رکھا ہے -

کسے کو مے ہے تند و تلخ' پہ ساقی ہے دلربا
اے شیخ بن پڑیگی نہ تجھ سے ہاں کیے بغیر

خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ جب معاملہ یہاں تک پہنچا' تو میں نے بھی مناسب نہ سمجھا کہ اور زیادہ مخالفت کروں - عرصے کے بعد کانفرنس میں آیا تھا - لوگ کہتے کہ اسی نے چلتی گاڑی میں رخنہ ڈالا تھا -

پھر حال یاران طریقت نے خواجہ صاحب کو بھی چپ کرا ہی دیا:

کسے پا مال اک نظر میں قرار و ثبات ہے
اسکا نسخہ دیکھنا' نگہ التفات ہے

اب خواجہ صاحب سے کیا گلہ شکوہ کریں؟ وہ کہتے ہیں مجھے قسموں نے فرصت ہی نہ دی:

کسے ناز و عشوہ سے' غمزہ سے لگا لیتے ہیں
وہ جسے چاہتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں

خواجہ صاحب نے بھی دیکھا کہ کسی کی منتیں مفت میں ہاتھ آتی ہیں' یہ ضد اور ہٹ کا موقعہ نہیں:

بسزا ہسزہ ہسر جو محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ مفتسرں سے نہیں "چپ رہو خدا کیلیے"

لے دیکے ایک خواجہ صاحب ہمارے ساتھ اٹھے تھے - انکو بھی ہمارے دوست اسٹیج سے پیچھے لے گئے ! بیچارے (میر حسن) کو بھی یہی شکایت تھی :

جو کوئی آئے ہے نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے
ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جائیں ؟

ہم تو اُس وقت تقریر کر رہے تھے - کسے معلوم کہ اسٹیج کے گوشوں میں کیا ہو رہا ہے' ورنہ خواجہ صاحب کو پہلے ہی سے خبردار کر دیتے :

اے دل سنبھل ' وہ دشمن جساں مہرباں ہے اب!

خیر' پھر ہے - آپ لوگ اپنے سر مفت میں کیوں الزام لیں ؟ صلح ہوتی ہو تو جنگ کیوں کریں ؟ الزاموں اور مخالفتوں کیلیے تو ایک زبان پسند ' نفع فراموش ' محروم عقل و دانش دماغ مجھ دیوانے ہی کا بنا ہے - آور کوئی کیوں بدنام ہونے لگا ؟

قسمت کیسا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

دنیا کو یہ عقلمندی و دانش ' اور مجھ کو اپنا جنوں و نفع دشمنی مبارک رہے - میں دعا مانگتا ہوں :

و یرحم اللہ عبداً قال آمینا !

(۸)

(کامل پاشا) نے جب اپنے اعمال مخفیہ کو انجام دینا چاہا تو چاروں طرف نظر ڈالی - فوجی قوت صلح کی مخالف تھی - اس کے سونپنے کہ بغیر (ناظم پاشا) کے ملک کامیابی نہیں ہو سکتی - پہلے ناظم صلح کے اشد شدید مخالف تھے ' اور (چنلجہ) سے تار پر تار دیتے تھے - لیکن جب ۲۳ - جنوری کے سراے (درملہ بابعیچہ) میں " قومی مجلس " منعقد ہوئی ' تو اس تماشے کا ہر ایکٹر اپنے پارٹ کی مشق کر آیا تھا - ناظم پاشا سب سے پہلے کھڑے ہوے اور کہا کہ جنگ سے کیا فائدہ ؟ بہتری اس میں ہے کہ صلح کر لی جاے - اب کامل پاشا خاموش تھا ' اسلیے کہ (ناظم) کے اندر سے اُسی کی صدا نکل رہی تھی' اسکو اب ملک کے کی ضرورت ہی کیا تھی ؟

یہاں بھی آج " قومی مجلس " تھی ' اور صلح کی سعی و ارزو سے شدید - نہ تو سر (راجہ صاحب) کو اب ملک کے کی ضرورت ہوئی' نہ اپنے اعوان و انصار کو' صرف ایک ہمارے دوست ہی کافی تھے :

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی !

(۹)

غرضکہ کہاں تک اس افسانے کو طول دیجیے - زلف یار کی آجنگ اور پیمایش کرسکا ہے ؟

ما جرا ها ست بان زلف فسون ساز مرا

بالآخر وہی ہوا ' جسکا ہزاروں تمناؤں اور آرزوؤں کے ساتھ انتظام کیا گیا تھا' :

یاں اہل فسوں ساز نے باتوں میں لگایا '
دے پیچ ادھر زلف ادزا لیگئی دل کو

مسٹر ممتاز حسین بیرسٹرایٹ لا لکھنو نے بولنا چاہا ' مگر اب کون سوتے دیتا ہے ؟ یاراں کار فرما پر ایک ایک منٹ ایک ایک برس کا گذر رہا تھا - جلدی تھی کہ نہیں معلوم کن کن اعمال مخفیہ اور وظائف "نصف اللیل" کے بعد اپنا بخت خفتہ بیدار ہوا ہے' اور لوگوں کی آنکھوں پر نیندگی طاری ہوئی ہے - کہیں ایسا نہو کہ ادھر انکی آنکھ کھلے ' اور ادھر اپنی قسمت پھر چادر منہ پر ڈال لے -

بہزار مشکل انکو تھوڑا سا وقت دیا گیا' لیکن ادھر ایک لفظ منہ سے نکلتا تھا' ادھر کھڑی دکھائی جاتی تھی کہ وقت ہو گیا !

اسکی محفل کی دیکھنا تیزی
بات کا انقطاع ہوتا ہے

تقریر کیا کرتے ' انھیں وقت کی حساب فہمی سے فرصت ہی نہیں ملتی تھی - مجبوراً خاموش ہو گئے -

(۱۰)

جن لوگوں کی کشت امید میں ۲۶ - کی شام تک خاک اڑ رہی تھی' آج دیکھتے تھے تو کھلیان امنڈتی آرہی ہیں - خوف تھا کہ یہاں کی فضا کا کیا ٹھکانا ؟ کہیں پھر موسم بدل نہ جاے - یکایک غل مچا کہ وزیرلیوشن پاس کردو ! سر راجہ صاحب نے مجلس سے پوچھا کہ منظور ہے ؟

این سخن را چہ جوابست تو ہم میدانی !

یہاں خود ہی دست سوال تھا اور خود ہی زبان جواب ؟

خود کردہ را خود کردہ کو کرد خود کنال کردہ

بعد یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات تھی ؟ اگر " حاقہ بیم شی" کا بس چلتا تو اس سوال کا جواب زبان کی جگہ دل کے ٹکڑوں کی پیشکش سے دیتے کہ دل و جان سے منظور ہے' کہیں خدا کیلیے پاس بھی کیجیے ؟

ساقی مے دے' کہ اہل مجلس
پانی پانی پکارتے ہیں !

یکایک شور اٹھا کہ "منظور ! منظور ! منظور!! " اسٹیج اور اسکے ارد گرد جو حلقہ تھا' وہی منظوری دینے والا تھا اور وہی منظوری دینے والا - نہ سوال میں دیر لگی اور نہ جواب میں -

(۱۱)

وزیلیوشن کے پاس کر دینے کی خوشی کے ہیجان نے ہوش و حواس کھو دیے تھے ' جن اور جوانوں نے پر و ں اپنی گلا بازی سر گرم تقریروں میں دکھائی تھی ' آج انکی گرج اس ہنگامے کے بیا درکے میں گم آگئی - چیختے چیختے گلا بیٹھ بیٹھ جاتا تھا ' مگر سینوں کے اندر آوازوں کا ایک سمندر بہہ رہا تھا - اور اگلتے اگلتے منہ دکھ جاتے تھے' مگر برق و رعد کا سیلاب تھا کہ کسی طرح تھمتا ہی نہیں ہوتا تھا - " بلغاری معاصرہ" کی پلٹنیں اپنی بیکاری سے جھنجھلا اٹھا سی گئی تھیں - اب انھوں نے ایک گھنٹے کی خاموشی کی تسبیر یوں نکالی کہ کچھ دیر کیلیے بارہ دری کے اسٹیج اور "ہارمسٹن سرکس" کا تماشا گاہ فرض کرلیا اور لگے بے تکان قلا بازیاں کھانے :

دل کے تمنیں شوق سے ذوق نگاہ
کہے طفلی شور مستانہ ہی رقص !

جن لوگوں نے کن سچیجب و غریب کھلونوں کو نہیں دیکھا ہے ' محال ہے کہ انھیں اسکی کیفیت سمجھائی جاسکے - چہرے جوش و ہیجان سے سرخ' گردنیں کی رگیں ابھری ہوئیں' گلے شدت شور و ہنگامے سے پڑے ہوے' منہ سے جھاگ میں اچھلتی ہوئی تھوکیاں' اور پاؤں کو اضطراب رقص سے قرار نہیں - منہ سے لفظ اور آواز ہی تھی ' اور چونکہ غریب غریب تھوے تھے' اسلیے آپس ہی میں ایک دوسرے کے چہرے پر پڑ رہی تھی - رومال نکال کر منہ پونچھتے اور پھر کف اڑاتے - منتظمین جلسہ کو کیا معلوم تھا کہ بارہ دری کے اسٹیج سے میدان رقص کا کام لیا جاے گا ورنہ اسکی رعایت ملحوظ رکھتے - نتیجہ یہ تھا کہ جوش تو اچھا

میں گردش رقص کی جگہ نہیں ملتی تھی ' اسلیے جو رقاص جہاں کھڑا تھا ' وھیں اپنے پاؤں سے اسٹیج کے چوبین تختوں کو کوٹ رہا تھا !!

یہ ایک رقص معلوم کا اصلی اینٹ تھا اگر (سرھاری اورنگ) زیب ھوتا اور اس مجمع کو دیکھتا ' تو یقین ھے کہ ان پڑھوں نوجوانوں کی ایک کھیپ تو ضرور اپنے ساتھ لیجاتا -

(١٢)

لیکن اس عجیب الخلقت تماشے کا ایک خاص منظر تو رہ ھی گیا -

جوانھی رزولیوشن کے پاس کرنے کا غل مچا ' ھم نے دیکھا کہ معاً سر (راجہ صاحب محمود آباد) اپنی کرسی سے مضطربانہ اٹھے ' اور (نواب وقار الملک) بہادر کے ھاتھوں کو لے اختیارانہ چوم لیا چاھا - نواب صاحب قبلہ کی جو سچی عظمت قوم کے دل میں ھے ' اسکے لحاظ سے اگر (راجہ صاحب) انکے قدم بھی چوم لیتے تو یہ کوئی بڑی بات نہ تھی ' لیکن رزولیوشن کے پاس کرنے کے ساتھ ھی اس مضطربانہ اور بیخودانہ تعظیم کا ھم مطلب نہ سمجھے کہ دست بوسی کی قیمت نقد لیلیے کوئی متاع نقد بھی ھونی چاھیے - مگر اب خود نواب صاحب قبلہ کی تحریر کرامی سے یہ عقدہ حل ھوگیا ' اور معلوم ھوگیا کہ واقعی اُس وقت راجہ صاحب اپنی بے اختیارانہ اظہار ممنونیت میں حق بجانب تھے -

یاد ھوگا کہ نواب صاحب قبلہ نے اپنی تحریر میں ایک جگہ ارقام فرمایا ھے :

" بعض معزز درسٹوں نے پرائیوٹ طور پر مجھسے پوچھا کہ کیا آپ رزولیوشن کی تائید کرینگے ؟ میں نے عرض کیا کہ میرے مرتبہ مسودہ اور اس میں اختلاف ھے اسلیے میں تحریم پیش کرونگا - اس پر مجھسے بہت اصرار کیا گیا کہ میں ایسا نہ کروں ورنہ جاسے میں بہت گڑبڑ ھوجائیگی * * * * * مسٹر محمد علی نے رزولیوشن پیش کرتے ھوے کہا کہ رات کو بڑی رات گئے تک اس رزولیوشن کے متعلق مشورہ ھوتا رھا اور فلاں فلاں صاحبوں کے اتفاق سے (جن میں میرا نام بھی انھوں نے لیا) اسکا مسودہ مرتب ھوا ھے (حالانکہ یہ صحیح نہ تھا کیونکہ نواب صاحب کے مجلس سے چلے آنے کے بعد بعض لوگوں کو موٹر کاریں بھیجکر بلوایا گیا اور خود بھی اس رزولیوشن کا مسودہ ' اور ممبران ڈیپوٹیشن کی فہرست مرتب کی - نواب صاحب قبلہ کے سامنے یہ بات قرار پائی تھی کہ صبح کو خود ایک مسودہ رزولیوشن مرتب کرکے پیش کرینگے ' چنانچہ بقیہ رات جاگ کر اور سخت تکلیف و مشقت برداشت کرکے انھوں نے مرتب فرمایا ' لیکن صبح کو کسی نے پوچھا تک نہیں کہ وہ مسودہ کہاں ھے - الھلال)

اسپر میں نے اپنے اُن معزز درسٹ کو جنھوں نے خاموش رھنے کی تاکید کی تھی توجہ دلائی کہ اس رزولیوشن کی ذمہ داری اب میرے اوپر بھی آتی ھے ' مگر انھوں نے اس وقت سکوت فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا - اُس وقت میں نے اپنے آپ کو سخت مشکل میں پایا * جلسے میں ایک طرف تو میرا نام مجوزین فہرست میں خلاف واقع لیا گیا * * * * اور جلسے کو دھوکا دیا گیا ' دوسری طرف اس بات کی کوشش کی گئی کہ میں جلسے میں بالکل سکوت اختیار کروں "

اب اس " عقدۂ دست بوسی " کا حل بالکل سامنے ھے - یہ مضطربانہ اظہار تعظیم و تکریم اسلیے تھا کہ " اگر آپ خاموش نہ رھتے تو یہ کشتی طوفانی کیونکر ساحل مراد تک پہنچتی ؟ "

(١٣)

حریفان خلوت نے " صحبت نیم شبی " کی مجلس خاص کے مزے لوٹے ' لیکن اس بادہ گسارا نہ فیاضی کا اعتراف چاھیے کہ صبح کی مجلس عام کو بھی سرشاری و بیخودی سے * * نہ رکھا - کیونکہ بارہ دری سے نکلکر جو کچھ گذری ' اسکی ذمہ دار تو اوٹی نہیں اسے سکتا اور کیوں اسے ؟ لیکن اسمیں شک نہیں بارہ دری کے اندر تو سبھی مست تھے :

کسے را بیخود اس در میں ھیں سب حاتم
اندنوں کیسا شراب سستی ھے !

لیکن ھم کہیں کہہ چکے ھیں کہ ھمارے ساقی مآب درست نے پلائی تو ضرور کوئی ایسی ھی شے ' جسکا زنگ سرخی مائل ' اور طرز کے ایسے ڈاولواہ انگیز تھا ' لیکن اسمیں شک ھے کہ نہیں پانی تو زیادہ نہیں ملا دیا تھا - کیونکہ ھم نے ٢٨ - ھی کو دیکھا کہ شام ھوتے ھوتے جمھائیاں آنی شروع ھوگئیں تھیں ' اور چہرے اکثر بے حال تھے - بارہ دری سے نکلنے کے بعد ھی چند معمولیان ازادمی ملے جنسے ھم نے پوچھا کہ یہ کیا ھنگامہ تھا ؟ لیکن وہ رزولیوشن کا مطلب بھی نہ بتلاسکے ! جب کہا کہ بے سمجھے بوجھے آپنے بھی تو " رقص معلوم " میں حصہ لیا تھا ' تو بیساختہ انکے سر میں خارش شروع ھوگئی ' حالانکہ اب ھاتھ کی جگہ ' سر نہیں بلکہ پیشانی تھی :

کیسا ھے سانپ نکل ' اب لکیر پیٹا کر

رھاں تو سب دم بخود رھے لیکن ڈیپوٹیشن کی شرکت کا مسئلہ ایسا نہ تھا ' جو بعد کو یاد نہ آتا - ھم نے سنا ھے کہ بقیہ تمام دن اسی معرکہ آرائی میں صرف ھوا :

یہ بعد از انفصال اب آور ھی جھگڑا نکل آیا

بزرگان پنجاب نے فوراً اپنا بستر لپیٹا کہ ھماری قائم مقامی کا لحاظ نہیں رکھا گیا ' اور صحبت نیم شبی کی کسی کو خبر بھی نہیں دی ' گویا اگر تو تمام صوبوں کی قائم مقامی کا کامل لحاظ رکھا گیا تھا !! سنا ھے کہ جذاب (راجہ صاحب) اسٹیشن در تے ھوے گئے ' کہ خدا کیلیے آرزو جوچی میں آے کیجیے ' مگر رزتھکر تو نہ جائیے :

تم ھی سچے سہی اس بات کا جھگڑا کیا ھے ؟

مسٹر محمد علی نے پہلے اگلے بستروں پر قبضہ کیا تھا مگر نہ چلی - جذاب راجہ صاحب گئے اور داروں پر اسطرح قبضہ کرلیا کہ در منبر اور بڑھا دیے :

زنجیدہ میروی ز سر کوئے او سلیم !
چوں میشود ' نیاید اگر از قفا کسے ؟

بمبئی کے لوگوں کو بھی سخت شکوہ تھا - ھمارے ایک درست نے کہا کہ " صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کو اعلان جنگ دے آیا ھوں - جب یہ حال ھے تو آئندہ سے الفراق بینی و بینک " معلوم نہیں کہ اس الٹی میٹم کا کیا جواب ملا ؟

الھلال کی ایجنسی

— * —

ھندوستان کے تمام اردو ' بنگالہ ' گجراتی اور مرھٹی ھفتہ وار رسالوں میں الھلال پہلا رسالہ ھے ' جو ہاروھ ھفتہ وار ھونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ھوتا ھے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ھیں تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جایئے -

مقالات

تاریخ تمدن یورپ کا ایک صفحہ

—:(*):—

ممبر "کارلٹن"

ریاست موناکو کے مختصر حالات

فرانس کے شہر (نیس) سے مشرق کی طرف ایک چوتھی سی خود مختار ریاست (موناکو) نامی واقع ہے - اس ریاست کے تین طرف ممالک فرانس' اور ایک طرف بحر روم ہے -

اس ریاست کی کل کائنات صرف تین مقامات ہیں : شہر موناکو' کوہ کارلو' اور کنڈا - ریاست کی آبادی ۱۹ - ہزار ہے - جسمیں ۱۰ ۲۴ - شہر موناکو میں' ۳۷۹۴ - کوہ کارلو میں' اور ۹۲۱۸ کنڈا کے باشندے ہیں -

رئیس کا نام شہزادہ (البرٹ) ہے' جو اپنے باپ شہزادہ چارلس ثالث کے وفات کے بعد تخت نشین ہوا -

کوہ کارلو کے قمار خانہ بننے کے اسباب

ریاست بہت چھوٹی ہے - اس کی آمدنی اتنی نہ تھی کہ اسے چارلس ثالث' سابق فرمانروائے ریاست کے تمام مصارف اس سے نکل سکتے - اسلیے اس نے پیرس کے ایک باشندے سے توسیع آمدنی کی بابت مشورہ کیا - یہ شخص نہایت چالاک اور فطین تھا - اس نے کہا کہ یہ کوئی مشکل معاملہ نہیں' نہایت آسانی سے آپ ایک بڑے والی ملک کی آمدنی پیدا کرلے سکتے ہیں - اب تک آپنے صرف اپنی ریاست کی قلیل آمد نی کو صرف کیا - اب بہتر ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی دولت مند قوموں کی دولت

اهل هاے معجبت خواہ سے میرا هاتھہ تر کردیا تھا !

وہ قمار خانے کی طرف روانہ ہو گیا - کاش وہ کسی طرح دیکھہ سکتا کہ یاس و حسرت کی نگاہیں کس طرح اسکا تعاقب کر رہی ہیں ؟ وہ مشق قمار سے بیخود تھا - کاش اسے

یاد آتا کہ ایک دل ہے ' جو اسی کی طرح قمار محبت میں بازی ہار چکا ہے ' اور اب تقدیم یاس دشمن کے قبضہ میں ہے !!

صبح کو "وہ" اٹھی - بیچنے کو گرد میں گیا اور قمار خانے میں آکر اپنے گم گشتۂ قمار کو تلاش کیا - اسکا سر چکرا رہا تھا مگر اس کو سنبھا ہوا تھا کہ رات کو پولیس کا ایک گروہ

اسنے ہوٹل کو گرفتار کرنے کیا ہے - اب اسکی آنکھیں خشک تھیں - سفر حیات کی ایک خاص منزل انسےونکلی تھی ہے ' مگر وہ اس سے گذر چکی تھی - وہ راہ پوچھتی ہوئی

بعد خالے کے دروازے پر پہنچتی - بجھہ اسکی گرد میں تھا - دروازے کے روزنوں سے جھانک کر دیوانہ لگی کہ طرق و زنجیر کی اس فضاے محن میں وہ کہاں ہے ؟

وس کہہ سکتا ہے کہ اس وقت اسکے دل میں کیا خیالات گذر رہے تھے ؟ عورت کے دل کو' اس کذاب مشقی' اس طالم جمیل' اس عقدۂ حسن کے دل کو' اس دنیا میں کون سمجھہ سکتا ہے ؟

پر متوجہ ہوں - اسنے لیے صرف ایک عمدہ قمارخانہ قائم کرنے کی ضرورت ہوگی -

چارلس ثالث نے اوہ مشورہ پسند آیا ' اور اس نے (دبول) اور کنڈا دو فرانسیسی شخصوں کو اپنی ریاست میں قمار خانہ قائم کرنے کا لائسنس دیدیا - ان دونوں شخصوں نے ملک ایک عمدہ قمارخانہ قائم کیا ' لیکن بعض حالات ایسے پیش آئے کہ اسمیں کامیابی نہیں ہوئی -

جمال عشق و شرافت

فرانس کے ایک مشہور ناول نگار مصور نے اس تصویر کے ذریعہ "قمار بازی" کے نقائج معلوم کرنا چاہا ہے نتیجہ دکھایا ہے -

(طاعس) ایک سنگ دل قمار باز ہے ' رات کو گھر سے نکلا - جس طرح قضا نے اسی سوئی ہوئی قطب کی طرف رفتی ہے ' اسی طرح قمار باز دل بھی قمار خانے کی جسقدر ہے ہٹ نہیں سکتا - لیکن عین اسی وقت اس کو ' عین اسی اور دل بھی کہا جسکی محبت کی ہوئی بالکل اسی طرح "طاعس" کے سر پر دل کی طرف پھری ہوئی تھی !

اسی بیچنے نے اپنے شوہر خونخوار کی جیب دیکھا ' بسیار جو بہ ایک قطعہ نصیب نہیں ہوا تھا کیونکہ خود اسنے اس کو پورا پورا شامیں واقع کی تھی - وہ بلک رہا تھا ' لیکن اسی حالہ میں اسنے عزیز سے آنکھیں ملائیں اور کہا تو آب اوہمیں ہے ' جنمیں حسرت و مایوسی کے آنسو بہے ہوے تھے (طاعس) کی طرف دیکھا -

آہ ! "عورت" کی نظر ' جبکہ اسمیں مایوسی ہو ' آہ وہ فطرت عالم کی حاضرات جمیل ' جسکی نگاہ قاہر امیدوں اور مایوسیوں کی مقناطس گاہ ہے ' ایسی دیکھہ سکتا ہے کہ خود کسی نگاہ سے رحم امید کی طالب ہو ؟

لیکن (طاعس) نے اسکی نگہ امید پر ' اور اشک داد خواہ ' کی حقارت کی - اس نے بے پروائی سے اسے ٹھوکرا دیا - وہ چیخی لیکن کس طرح امداد تعاقب کر رہی ہیں ؟ وہ مشق قمار سے بیخود تھا - کاش اسے

وہ قمار خانے کی طرف روانہ ہو گیا - کاش وہ کسی طرح دیکھہ سکتا کہ یاس و حسرت کی نگاہیں کس طرح اسکا تعاقب کر رہی ہیں ؟ وہ مشق قمار سے بیخود تھا - کاش اسے

یاد آتا کہ ایک دل ہے ' جو اسی کی طرح قمار محبت میں بازی ہار چکا ہے ' اور اب تقدیم یاس دشمن کے قبضہ میں ہے !!

صبح کو "وہ" اٹھی - بیچنے کو گرد میں گیا اور قمار خانے میں آکر اپنے گم گشتۂ قمار کو تلاش کیا - اسکا سر چکرا رہا تھا مگر اس کو سنبھا ہوا تھا کہ رات کو پولیس کا ایک گروہ

اسنے ہوٹل کو گرفتار کرنے کیا ہے - اب اسکی آنکھیں خشک تھیں - سفر حیات کی ایک خاص منزل انسےونکلی تھی ہے ' مگر وہ اس سے گذر چکی تھی - وہ راہ پوچھتی ہوئی

بعد خالے کے دروازے پر پہنچتی - بجھہ اسکی گرد میں تھا - دروازے کے روزنوں سے جھانک کر دیوانہ لگی کہ طرق و زنجیر کی اس فضاے محن میں وہ کہاں ہے ؟

وس کہہ سکتا ہے کہ اس وقت اسکے دل میں کیا خیالات گذر رہے تھے ؟ عورت کے دل کو' اس کذاب مشقی' اس طالم جمیل' اس عقدۂ حسن کے دل کو' اس دنیا میں کون سمجھہ سکتا ہے ؟

بلاک کے ۹ - لاکھ کی لاگت سے نہایت ماہر انجینیروں کی زیر نگرانی ایک پر شوکت عمارت اور ایک دلکش باغ تیار کرایا ' اور ہمیگ سے اپنا تمام سامان قمار بازی بھی لے آیا - رفتہ رفتہ اس قمار خانے کی شہرت پھیلنے لگی - دور دور سے لوگ آ آ کر شریک ہونے لگے ' اور تھوڑے ہی دنوں کے اندر قمار خانہ یورپ اور امریکہ کے قمار بازوں کا ایک عظیم الشان مرجع ہوگیا -

قمار خانے کی آمدنی

اس قمار خانے کی آمدنی اس تخمینے سے کہیں زیادہ ہے ' جسقدر ان حالات کے عام نے بعد ایسا چاہتا ہے ' نگرانی باغات ' اصلاح ریلوے کے مصا لاکھ فرنک سالانہ دیدے ' بلاک کے بیچ

اس کے اسی قمار خانے کے خا کے بعد دس ملین پونڈ جمع ہو لیے

لیکن ایک نئی مشکل یہ پیدا قمار خانہ پسند نہ تھا - قمار خانے کے ہوا کہ رعایا کے رئیس نے مقابلہ میں موقعہ سے عجیب طرح سے فائدہ اٹھایا کہ تسلم رعایا ٹیکاس سے معاف کر ٹیکس کی پوری رقم میرا قمار خانہ

اس تجویز کے رعایا کے دلوں پر ج ان مصارف کے معلوم ہونے کے لیا گیا ہے) بیجا نہیں ' کہ بلاک کا سالانہ کی بچت تھی !!

قمار خانے کا لائسنس اور اسکا معاملہ

اس قمار خانے کا لائسنس بلاک ہاتھ میں گیا - اس امیدپر کے لائسنس لیے کی ' اور اسکے مقابلہ میں ریاست دیدی تھی - لیکن اسکے بعد یہ رقم برابر سنہ ۱۹۰۷ - میں امپیٹی نے ۵ لاکھ ۹ - لاکھ پونڈ ادا کیے ' اور سنہ ۶۱۷ میں ۹ لاکھ پونڈ ' اور سنہ ۳۷ ع میں

قمار خانے کے بند کرنے کی درخواست

قمار خانے کی دلکشی اور عالمگیر کے دولتمند خاندانوں کے ممبر یہاں آنے اور قسمت آزمائی کرنے لگے - قمار خانے کے قواعد اس طرح سے ترتیب دیے گئے تھے کہ اکثر الاوقات طور پر کھیلنے والے ہارتے تھے ' گو بظاہر وہ سمجھتے تھے کہ جیت رہے ہیں جایا کرتے ہیں - نہیں معلوم کہ اعظم اور یورپ کے اکثر شعصوں اور خاندانوں کے خزانہ ہائے عظیمہ تھے ' جو اسکی سرزمین میں مدفون ہیں! آزادانہ قمار بازی کے جلو میں افلاس ' اور افلاس کے جلو میں اجتماعی مفاسد ہمیشہ رہتے ہیں - انگلستان اور فرانس نے اسکی روز افزوں دلکشی پر توجہ کی اور رئیس پرنرز ڈاکے قمار خانہ بند کرنا چاہا - ممکن ہے کہ انگلستان اور فرانس کلید (قسطنطنیہ) کی حوالگی کی بابت دولت عثمانیہ کے مقابلہ میں کامیاب ہوں ' کیونکہ وہ ایک ایشیائی سلطنت ہے ' مگر یورپ کی ایک ریاست کے مقابلے میں (گو وہ اکثر کی چھوٹی کہوں نہ ہو؟) اور کی بڑی بڑی فوجی اور اخلاقی قوتیں بھی بیکار ہیں - رئیس نے اس مطالبہ پر اس کے جواب میں صاف کہدیا کہ اگر قمار خانہ کے بند کرنے پر وہ مجبور کیا گیا تو اپنی خود مختاری سے دست بردار ہوجائیگا اور شہنشاہ جرمنی کی ماتحتی قبول کرلے گا - اس جواب سے مدبران فرانس وانگلستان کے ہوش اڑ گئے ' اور یاد داشت واپس لیلی گئی -

و فی ذلک ، فلیتنافس المتنافسون ! !

استعفا اور خط

مسلم یونیورسٹی ڈیپوٹیشن

مولانا سکریٹری صاحب مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی

ہوں ' نہایت آزردہ کے ساتھ غور پوزیشن میں اپنی ممبری کے قائم رہنی فائدہ پہنچا سکتا ہوں ؟ ہوں کہ جس نتیجہ پر پہنچا '

مسلمانان ہندوستان کے لیے معقول مجھے اپنے خیالات کی بالتفصیل

ے اجلاس بانکی پور کی استقبالیہ ارت کی مشغولیت کی وجہ سے میں شریک نہ ہوسکا ' اور میری ہی ممبران ڈیپوٹیشن کی فہرست

ں کہ اگر میں اسوقت موجود ہوتا تو ے اختلاف کرتا ' جسکا منشا یہ ہو کامل اختیارات دیدے جائیں - میں رل کا سخت مخالف ہوں کہ چند انتخابی ہی نمایاں کاموں کہ ہو) غیر ے جائیں -

کہ ہے ' جس سے تمام قوم کو نہایت ضروری اور ضروری سمجھتا ہوں ' ہر طبقے اور ہر حلقے سے چندہ آیا ہے - شاہ راجگان ' یتیم و بیوہ ' فقرا و درویش ' سب نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق چندہ میں حصہ لیا - میں نے اپنے سورے میں فراہمی چندہ کے کام میں شرکت کی تھی - میں بلا مبالغہ اور الفاظ کے بدلل ہوں ' میرٹھ میں ' شہر بشہر اور قصبہ بقصبہ اسطرح پھرا ہوں ' کہ میرے ہاتھ میں کاسۂ گدائی تھا ' اور کوچہ و بازار میں دریوزہ گروں تک سے پیسے اور پائیاں وصول کر رہا تھا - اسلیے میری حقیقت ایک معتمد علیہ شخص کی ہے - میں اپنے آپ کو ان لوگوں کے سامنے جوابدہ سمجھتا ہوں جنھوں نے اس بارے میں اعتماد کیا تھا

اور ذمہ دار ہوں اس کا ' کہ " لیڈروں " کی " دوڑیق " پر چندہ دینے والوں نے جو وعدے کیے تھے ' وہ واجبی طور پر پورے کیے گئے یا نہیں ؟

لکھنؤ کے جلسہ میں میرے نزدیک یہ ہونا چاہیے تھا کہ چند اصولی امور مثلاً چانسلر کے اختیارات ' کالجسز اور اسکولوں کا الحاق ' یونیورسٹی کی ساخت وغیرہ ' قطعی و مختتم طور پر طے ہو جاتے ' اور دیگر جزئیات ایک چھوٹی سی کمیٹی کے سپرد کردیے جاتے -

جب کہ میرے یہ خیالات ہیں ' تو اب بآسانی اندازہ ہو سکتا ہے کہ مجھے اسوقت کتنی مایوسی ہوئی ہوگی ' جب ۲۵ - دسمبر کو لکھنؤ پہنچکے بعد سنا ہوگا ' کہ اس جلسہ میں ۲۳ آدمیوں کی ایک کمیٹی کو " بلینک چک " دیدیا گیا ہے اور انکو اختیار دیا گیا ہے کہ جو چاہیں کریں ' حتی کہ اگر چاہیں ' تو قوم کے طول طویل غور و تامل کے بعد بالاتفاق طے کردہ امور کو بھی بیدردی اور بے خیالی سے پامال کر دیں ؟

ہمارے محترم لیڈر نواب وقار الملک بہادر محمودآباد ہاوس میں فروکش تھے - میں یہ خبر سنتے ہی سیدھا انکے پاس گیا - میں نے کہا کہ اس فیصلہ کن ڈیپوٹیشن کیلیے جو تدبیر اختیار کی گئی ہے ' وہ قوم کے مصالح کے لیے سخت مہلک ہے - نواب صاحب نے جواب میں فرمایا : " میں اسکا ذمہ دار نہیں " -

جلسہ کے بعد نواب صاحب نے پریس میں ایک نہایت مبسوط خط بھیجا ہے ' جسمیں ان تمام اعمال پر سے پردہ اٹھا دیا ہے جو ردوبدل سازی کے لیے اختیار کیے گئے تھے - یہ خط نہایت سنگین اور گراں وزن اعتراضات پر مشتمل ہے - اسکی اشاعت پر ایک مہینہ گزر چکا ' مگر باوجود اسکے اب تک نہ اسکی تردید کی گئی ہے اور نہ تشریح !

مجھے امید ہے کہ مبالغہ طرازی کو سمجھی جائیگی اگر میں کہوں کہ سب سے زیادہ ذمہ دار اور معزز قلم سے نکلے ہوے اس خط نے تمام قوم میں بے چینی پیدا کردی ہے اور اس کمیٹی کے خلاف قوم کے طرف سے قابل التفات آوازیں بلند ہو رہی ہیں -

یہ خط جب پریس میں آیا تو اسی وقت ڈیپوٹیشن کی ممبری قبول کرنے میں مجھے پس و پیش ہوا ' اور بالآخر میں نے فیصلہ تو بھی کیا کہ اس اعزاز کی بالاکراہ منظوری سے انکار کردوں ' لیکن میرے بعض ایسے بہی احباب نے ' جنہوں نے اس تحریک میں سرگرم حصہ لیا تھا ' دوستانہ طور پر مشورہ دیا کہ اسکی پہلی ہی منزل میں مستعفی ہوکے ' ایک نازک تریں وقت میں قوم سے کنارہ کشی کرنے کا الزام اپنے سر نہ لوں - ان احباب نے مجھے یہ بھی مشورہ دیا کہ میں کمیٹی کے اولین جلسہ میں ' جو ۵ - ماہ حال کو دہلی میں منعقد ہونے والا تھا ' شرکت کروں اور ممبروں کے سامنے اپنے خیالات ظاہر کروں - مشورہ معقول تھا - میں نے قبول کرلیا -

چنانچہ اسی خیال کا نتیجہ تھا کہ میں دہلی گیا اور میں نے ایک باقاعدہ رزولیوشن کی صورت میں یہ تحریک کی کہ کمیٹی کی تمام کارروائی عام طور پر (پبلک) کی جاے ' اور وقتاً فوقتاً شائع کیا جاتا رہے کہ ہم اب تک کیا کر چکے ہیں اور کیا کیا کرنا چاہتے ہیں ؟ (تاکہ قوم کو ہماری نسبت راے قائم کرنے کا موقعہ ملے) -

میں نے یہ بھی تحریک کی کہ ڈیپوٹیشن میں کثرت راے سے جو اشخاص اختلاف کریں ' انکے نام بھی شائع ہونا چاہئیں ' تاکہ کم از کم قوم کو یہ معلوم ہوجاے کہ ڈیپوٹیشن کے فلاں فلاں ممبر نے فلاں راے دی تھی ' کو اکثرت راے کے آگے نہ چلی -

میں نے کہا کہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی کارروائی میں جو خفاء کیا گیا تھا ' اس نے عام قلوب میں بے اعتمادی اور شکوک پیدا کردیے تھے اور اسلامی اخبارات نے نہایت سخت زبان میں اسکی مخالفت کی تھی - میرے پاس اس یقین کے وجوہ ہیں کہ قوم اسلامی اخبارات ہی کے ساتھ ہے - پس اگر یونیورسٹی کی تحریک کو کامیاب بنانا ہے تو کمیٹی اپنے ساتھ عام راے کا بھی دفتر رکھے - میں پیش بینی کرتا ہوں کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو مستقبل میں نہایت شدید مشکلات اور ناگوار تفرقے کا خطرہ ہے ' جس سے مطلع رہنا بحیثیت ایک فرد قوم کے میرا فرض ہے -

میں نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ اسوقت ۳۰ - لاکھ روپیہ جمع ہے مگر یہ نہ بھولنا چاہیے کہ مصارف یونیورسٹی کے سمجھنے میں یہ ایک قطرہ سے زیادہ نہیں - ابھی بالکل آغاز ہے اور آج کے بعد پھر بارہا ہمکو قوم کی مدد کی ضرورت پڑیگی - پس ممبران کمیٹی قوم کے ساتھ جیسا برتاو کرینگے ' ویسے ہی برتاو کی انکو قوم سے بھی امید رکھنا چاہیے ' جب کہ آیندہ ضرورتوں کے لیے وہ اسنے سامنے ہاتھ پھیلائینگے -

اگر ممبر اسوقت قوم کے فیصلہ کی عزت کرینگے اور انکی پیروی ' تو قوم پسندیدگی ' مسرت ' اور گرمجوشی کے ساتھ انکا استقبال کریگی ورنہ اسمیں عالمگیر " نفرت " پیدا ہو جائیگی ' جس کا ایک اور صرف ایک ہی سبب یہ ہوگا کہ کمیٹی نے قوم کی رائے ظاہر نہیں کی ' بلکہ اپنی شخصی راے ظاہر کی ' اگرچہ وہ قومی رائے سے کتنی ہی مختلف تھی -

جیسا کہ پہلے سے میرا خیال تھا ' میری راے کو اکثر حاضر الوقت ممبروں نے منظور نہیں کیا - " اخفا " اور " رازداری " پر اصرار کیا گیا ' مصلحتاً اسوقت فیصلہ صادر نہیں ہوا اور آیندہ اجلاس لکھنؤ کے لیے ملتوی کردیا گیا -

حال میں کمیٹی کے طرف سے دہلی کے جلسے کی ایک روداد شائع ہوئی ہے - میں دیکھتا ہوں کہ میری تحریک کا اسمیں کہیں ذکر نہیں اور رہی اپنی پرائی " اخفا " کی پالیسی پر عمل ہے -

ان حالات کی بنا پر میں محسوس کرتا ہوں کہ راست بازی کے ساتھ ایسے ڈیپوٹیشن کے ساتھ نہیں رہسکتا ' جسکی کارروائی کی تائید میں دیدہ و دانستہ نہیں کرسکتا - اسلیے اب آپ کو استعفا دینے پر مجبور پاتا ہوں ' اور اس خط کے ذریعہ استعفا پیش کرتا ہوں - مجھے یقین ہے کہ میرے استعفا سے کمیٹی کے لیے معاملہ ہموار ہوجائیگا ' اور اسکو کام کرنے میں آسانی ہوگی -

اخیر میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر مجھے ایک لحظہ کے لیے بھی یقین ہوتا کہ آپکی کمیٹی کے لیے (موجودہ طرز عمل کے باوجود) میں مفید ثابت ہوسکتا ہوں تو نہایت خوشی سے اس عظیم الشان کام میں آپکے ساتھ شریک ہوتا ' جو اسوقت آپکے سامنے ہے -

چونکہ معاملہ عظیم الشان اور عام اہمیت کا ہے ' اسکے علاوہ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ پبلک کو میرے استعفا کے اسباب معلوم ہوجائیں ' اسلیے اس خط کو پریس بھیجنے کی آزادی حاصل کرتا ہوں -

مظہر الحق

(بیرسٹر ایٹ لا - پٹنہ بہار)

اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

— * —

میں نہایت ممنون ہونگا اگر آپ مجھے اجازت دینگے کہ اپنی اخبار کے ذریعہ سے جملہ ہمدرد اور مسلمان اولڈ بوائز صاحب مدرسۃ العلوم علی گڈھ کو خواہ وہ ممبر ہوں یا نہ ہوں اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے طرفسے مدعو کروں کہ وہ ایسوسی ایشن کے سالانہ جلسہ کو ذکر میں جو ۲۱ - ۲۲ - ماہ حال کو طالع ہذا میں منعقد ہوگا تشریف لاکر شرکت فرماویں - چونکہ اس سال کے جلسہ میں بہت سے نہایت اہم امور کو طے کرنا منظور ہے اسوجہ سے یہ جلسہ معمولی جلسہ نہ ہوگا جملہ صاحب کا تشریف لانا نہایت ضروری ہے - جو صاحب ممبر ہوں مگر کسی وجہ سے تشریف نہ لاسکیں وہ بدرجہ مجبوری اپنی تحریری راے پندرہ ماہ حال تک دفتر ایسوسی ایشن میں بھیجدیں -

نیاز مند شوکت علی انریری سکریٹری اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

شئون عثمانیہ

المسألة الشرقیہ

(۲)

مطالبات بلقان اور ائتلاف مثلث

ایڈریانوپل کا مطالبہ کس کی طرف سے ہے ؟

— * —

از قلم نشان زادہ اکبر (ترکی)

— * —

ہم کو اس امر کا یقین ہے کہ بلغاریوں نے ادرنہ جسکے لیے اسوقت دستخط ہوئے ہیں' جب کہ انکے دلوں میں جنگ کی طرف ذرا بھی میلان نہ تھا - پھر یہ کہ ان کو ابھی طرح معلوم تھا کہ دولت عثمانیہ اپنے سابق دار الخلافہ کو اسی طرح کبھی حوالے نہیں کریگی' بلکہ یہ تو انکی صلح کی پہلی شرائط سے بھی معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس شہر کی سپردگی کا مطالبہ نہ کرینگے' اور چنانچہ ہے قسطنطنیہ واپس آنے کے بعد انکو پارلیمنٹ کی گفتگو سے بھی معلوم ہوتا تھا کہ بلغاریوں نے مسئلہ ایڈریانوپل سے قطع نظر کرلیا ہے -

یا اس ہمہ الحدی فائنانس کے منعقد ہونے کے بعد ادرنہ پول کے لیئے پر اصرار ہونا اور یہ کہنا کہ بغیر اسکی حوالگی کے صلح نہ کرینگے' کیا معنی رکھتا ہے ؟ کیا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چنانچہ میں اظہار تساہل محض ایک فریب تھا' جس کا مقصد یہ تھا کہ انکو اپنی پراگندگی کے جمع کرنے اور ایڈریانوپل کے ذخائر کے ختم ہو جانے کے لیے وقت ملجائے - ادرنہ پول ہی بالکل انکا خیال تھا کہ اسمیں زائد سے زاید آٹھ ماہ جنگ سے ایک ماہ تک کے لیے سامان خورد و نوش ہوگا ' اور اس بنا پر شہر خود بخود مسخر ہو جالیگا -

مگر اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ جرمن اور آسٹریا کو نقصان پہنچانے کے لیے دول ائتلاف مثلث کی طرف سے بلغاریا پر زور ڈالا گیا ہے کہ وہ ادرنہ یا پول کی حوالگی پر اصرار کرے' اور چونکہ فائنانس لندن میں ہو رہی تھی اور کامل پاشا نے سر ایڈورڈ گرے کے مشوروں سے فائدہ اٹھا کے لیے امید ظاہر کی تھی' اسلیے امید قوی تھی کہ (بلغاریا) کو ایڈریانوپل مل جائیگا -

(ائتلاف مثلث)میں تین سلطنتیں ہیں: روس' فرانس' اور انگلستان - روس کے زور ڈالنے کی وجہ تو ظاہر ہے' کیونکہ اگر ادرنہ پول بلغاریا کو ملگیا تو سلافی عنصر کی قوت بڑھجائیگی جس کا روس اپنے آپ کو ملجاؤ ماوا کہتا ہے - فرانس و انگلستان کے زور ڈالنے کی وجوہ بھی جلد سمجھ میں آجاسکتے ہیں - یہ تو اچھی طرح معلوم ہے کہ انگلستان اور فرانس کو روس کی خاطر داری منظور ہے - اور یہ خاطر داری اس حد تک عزیز ہے کہ اپنی گورنمنٹ محکوم مسلمان رعایا کی دلازاری میں بھی دریغ نہیں - دنیا جانتی ہے کہ ایران کی قیامی کا بانی روس اور اسکا مددگار انگلستان ہے' کیونکہ اگر انگلستان نے اپنی چشم پوشی نہ کی ہوتی' تو اسکی یہ حالت نہ ہوتی - انگلستان اور فرانس کو روس کی خاطر داری اسواسطے عزیز ہے کہ وہ اسوقت طاقت کا دیو ہے اور اسکی طاقت اور جنگجوئی کو سب تسلیم کرتے ہیں' اسلیے اسکی دوستی جرمنی کے عفریت اعظم کے خوفناک حملے سے (جس سے انگلستان اور فرانس کانپ رہے ہیں) بچنے میں مدد یگی -

دولت عثمانیہ ایک خوان یغما ہے' جسمیں یورپ کی تمام سلطنتیں حصہ دار ہیں - انگلستان نے اپنے لیے مصر' فرانس نے شام' جرمنی نے بغداد' روس نے ارمنستان' اٹلی نے طرابلس تجویز کرلیا ہے اور ہر سلطنت اپنے اپنے پیش نظر حلقے میں اپنا اپنا اثر پھیلا رہی ہے - مگر یہ خیالی تقسیم اسی وقت واقعی ہوسکتی ہے جب کہ مریض (ترکی) کے اخیر انفاس موقوف ہو جائیں اور آفتاب ہستی ہمیشہ کے لیے بحیرۂ باسفورس میں غروب ہوجائے - اسمیں دشواری یہ ہے کہ بعض حصوں کے متعلق ابھی طے نہیں پایا کہ وہ کون لیگا ؟ خوف ہے کہ کہیں تقسیم کے وقت جنگ شروع ہو اور تمام یورپ میں آگ لگجائے - اسلیے یورپ کی رائے ہے کہ مریض کے دست و بازو قطع کردیئے جائیں تاکہ آیندہ وہ مقابلہ کے قابل نہ رہے - ساتھ ہی کچھ عرصے تک زندہ بھی رہ جائے تاکہ اسکے معمور و سادہ لوح' ناواقف' عدو فراموش' اور دوست دشمن میں تمیز نہ دینے والے ہم مذہبوں پر اسکے ذریعہ اثر قائم کیا جائے - یہ ہمارے عقائد میں ترمیمیں ہو - جو کچھ ہم اسمیں پھردیں وہی پڑھائے گئے - مسلمان چوراہے کی بتیوں کی طرح آواز پر دوڑیں اور نصرانیت کی قربانگاہ طمع پر ذبح کر دیئے جائیں -

اسمیں کوئی شک نہیں کہ مصر کا انگلستان کے قبضہ میں آجانا انگریزی مصالح کے لیے نہایت مفید ہے مگر کیا مسلمان اسکے لیے راضی ہوسکتے کہ مصر کی (جو دماغ اسلام کہلاتا ہے) آزادی (گو زبانی ہی سہی) خاتمہ ہو جائے ؟ شام کا فرانس کے قبضہ میں آجانا فرانسیسی مصالح کے لیے نہایت مفید ہے مگر مسلمانان مراکش و الجزائر و ٹیونس اس پر راضی ہونگے کہ دولت عثمانیہ کے جسم سے ایک ٹکڑا اور کاٹ لیا جائے ؟ بیت المقدس کا اسی عیسائی سلطنت کے قبضہ میں آجانا' دنیائے عیسائیت کے لیے ایک مزید عظیم ہوگا ' مگر کیا اسیطرح دنیائے اسلام کے لیے ماتم انگیز خبر نہ ہوگی ؟ خانہ کعبہ پر صلیبی جھنڈے کا لہرانا عیسائی دنیا کے لیے از خود رفتہ کردینے والی خبر ہوگی ' مگر کیا کوئی مومن قلب جسمیں رائی برابر بھی ایمان ہوگا ' اسوقت پھٹ نہ جائیگا ؟ پس ایسی قوم سے جو ہم سے ہر حیثیت سے مختلف ہو' اسکے مصالح کے قربانی کی درخواست کرنا یا امید رکھنا ' ایک ناجائز درخواست اور امید ہے ' اور اسکا جواب ذات آمیز خاموشی کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا -

یورپ میں حکومت تجارت کے مرادف ہے - یورپین حکومتیں صرف اسوقت اپنی کسی مصلحت سے دست کش ہوسکتی ہیں' جب ثابت ہوجائے کہ اس سے زیادہ اہم مصلحت کو ضرر یا فائدہ پہنچتا ہے - پس اگر ائتلاف مثلث کی اسلامی رعایا یہ چاہتی تھی ' کہ انکی حکومتیں اپنے مصالح کے مقابلہ میں رعایا کے جذبات کا لحاظ کریں ' تو انکا اولین فرض یہ تھا کہ آپنے آپ کو آبادی کا ایک ایسا جزو ثابت کرتیں ' جس سے حکومت کے مصالح پر اثر پڑتا -

اہل مغرب نہایت دانشمند ہیں - جزئی جزئی واقعات سے نہایت اہم نتائج اخذ کرتے ہیں' اندرون ملک کے سیاسی تغیرات اور ان سے

مراسلا

آبادي کے تاثير کا اندازہ کرليتے هيں - اندروني تغيرات کے مقابله ميں مسلمانوں کي جو حالت رهي اس سے انکو يه انداز هوگيا که مسلمان آبادي کے عنصر مؤلف، ترقي کے سد راه، حاکم پرستي کا پيکر، پاليسي کے نقاب پوش، اور حق فروش اشخاص پر ايمان لانے والے هيں -

حکمران قوم سے جذبات کي پاس داري کي اميد صرف اس جماعت کو رکھنا چاهيے، جو اپنے آپ کو حکمران گروه کي نگاه ميں وزنـدار اور اهـم ثابت کر چکي هو - اور اهميت کار نامه هاے اسلاف کے اعاده سے نهيں حاصل هوتي، بلکه صداقت، حريت، عزت غيرت، حميت، اور ايثار سے ثابت هوتي هے - پس جب که اتلاف مثلث اور اسکي مسلمان رعايا ميں صرف حکومت کا تعلق تها، اور اس حيثيت سے اس نے اپنے آپ کو نهايت پست ذوق، کم حوصله خرشامد طراز، اور جذبات کش ثابت کر ديا، تو ايسوں اتلاف مثلث مسلمانوں کے جذبات کے ليے اپنے قيمتي مصالح کي قرباني کرنيں ؟

خلاصه يه که اقترے جنگ پر دستخط کرنے سے پهلے بلغاريا کا ادرياناپول اور جزائر ايجين کي حوالگي پر مصرنه هونا، مگر لندن ميں صلح کانفرنس کے منعقد هوتے هي ان دونوں مطالبات پر نهايت شديد اصرار کرنا، بلغاني پاليسي ميں ايک پراسرار تغير هے اور غالباً يه دول اتلاف مثلث کے اشاره سے هوا هے - باب عالي نے ان بيجا مطالبات کا يه جواب ديا هے که اس نے مقدونيا جسميں سالونيکا ايسا اهم شهر موجود هے، ديديا - البانيه کي حد بندي انکي مرضي پر چهوڑ دي، اور کريت ميں تعلقات عثماني کے بقا و عدم بقا کو دول کے هاتهه ميں ديديا - ان اهم رعايتوں کے بعد وه ادرياناپول کے دينے پر راضي نهيں، کيونکه وه قسطنطنيه کي کنجي هے، اسکے باشندوں کا بيشتر حصه مسلمان هے، ليکن جب اس جواب پر بهي بلغاني اصرار مهي فرق نه آيا اور اتلاف مثلث کا زور پڑا تو باب عالي نے مضافات ادرياناپول کے تين مقام : مصطفي پاشا، قرجه علي، اور طمراس بهي ديدينے کا وعده کيا اور بعض اشخاص کا بيان هے که بحيره ابيض تک دده اغاج نامي مقام بهي ديدے کا وعده کيا هے -

(يه کامل پاشا کي آخري فياضيان تهيں، ليکن قدرت نے صفحهٔ وزارت اولت ديا : و لعل الله يحدث بعد ذلک امرا - الهلال)

يادگار حادثه هائلـه مشهـد مقـدس

— * —

۱۱ - ربيع الثاني

— :*: —

مولانا ! ميں نے ۲۶ - فروري سنه ۱۹۱۳ ع کے الهلال ميں جناب سيد علي غضنفر صاحب کا اعلان پڑها اور بڑے شوق سے پڑها - مجهے سيد صاحب موصوف کے ان خيالات سے اتفاق هے جو انهوں نے اُن مصائب و مظالم کي نسبت ظاهر فرمائے هيں، جو حضرت امام حسين اور حضرت علي بن موسي الرضا عليهما السلام پر وارد هوے اور جنکي ياد قيامت تک نه صرف مسلمانوں کے، بلکه هر ايک انصاف پسند اور صاحب درد شخص کے دلکو بيچين و بيقرار رکھے گي -

رزسيونکا تشدد، رزسيونکا ظلم، رزسيونکا بلا تميز سن و سال زن و مرد کو ذبح کر ديدينا، علماء اسلام کو سرليوں پر چڑهانا، اور انکے پاک سينوں کو جنميں خداے واحد کي توحيد، رسول برحق کي رسالت، اور اسلام کا پاک نور متمکن تها، گولوں اور سنگينوں سے پاش پاش کر ديدينا، اور پهر روضه مبارک حضرت موسي الرضا پر گولا باري کرکے اسے سخت سے حرمت کرنا، کيونه ايسے دل هلادينے والے واقعات هيں جو صفحه هستي سے کوئي دنيوي طاقت نهيں مٹا سکتي - سال گذشته ميں جب مظالم کا ظهور هوا تها، تو يهه ايک قدرتي امر تها که هر مسلمان کے دل ميں اسکي وجه سے رنج پيدا هو، چنانچه مجهے بهي سخت قلق هوا اور طبيعت عرصه تک بيچين رهي - مگر بعد ازاں ميں سمجهه گيا تها که ان تمام مظاهرات عالم ميں قدرت خداوندي کا ايک خاص راز هے، جسکا نه تو هم سر دست احساس هي کرسکتے هيں اور نه هماري دنيوي بلکه کم رده بصيرت آنکهيں ديکهه سکتي هيں - کيونکه يهه امر يقيني تها که اگر گذشته کار هيں تو مسلمان اور اگر شريعت و طريقت محمدي (صلعم) کو فراموش کرکے مضمحل عالم بنگئے هيں تو مسلمان، اور مسلمان بهي وه، جو زنده و موجود هيں - پهر اس بزرگ طريقت اور امام برحق اور رسول کے چچے کا کيا قصور تها جو آج سے قريباً ۱۳ - سو سال پيشتر اس دنيا فاني سے رحلت کرگيا تها، جسني پاک زندگي خدا رسول کے احکام کي کما حقه پابندي اور خاق خدا کي خدمت هي ميں بسر هوئي تهي ؟ يهي وه چيزيں هيں جنهيں ميں رازالهي يا حکمت خداوندي خيال کرتا هوں اور يه حکمت نهايت هي معني خيز حکمت هے اور اسکے اصلي و عملي نتائج کے ظهور کے ليے همميں چند سال منتظر رهنا پڑيگا - ميرا ايمان هے که جو نتائج اس حکمت بالغه سے ظاهر هونگے وه ايسے هونگي جنسے دنيا کي قوموں کي تاريخيں بدلتي هے اور جنکے ذريعه دنيا ميں قومين اپنے ليے خود تاريخ پيدا کرتي هيں -

سيد علي غضنفر صاحب کے اعلان مذکوره آل انڈيا شيعه کانفرنس ميں جمله مومنين کو مشوره ديا هے که ۱۱ - ربيع الثاني مطابق ۲۰ مارچ سنه ۱۹۱۳ کے دن تمام اطراف و اکناف هندوستان مجالس برپا کريں اور باهم ايک دوسرے سے رسم تعزيت ادا کرکے ارواح طيبه حضرات معصومين کو شاد کريں -

مجهے سيد صاحب موصوف کے اس مشوره سے اتفاق بهي هے اور ميں اس تجويز کا مخالف بهي نهيں هوں - چاهتا که انعقاد مجالس تعزيت اور فاتحه خواني کا تعلق هے، اسے تو ميں ضروري و لابدي خيال کرتا هوں - يه بات بهي نهايت ضروري هے که رسمي مظالم کي ياد ميں ۱۱ - ربيع الثاني کو ايک خاص اهميت ديجاے اور اسے بهي محروم سے کم نه سمجها جاے کيونکه اس قسم کي تقريروں سے طبيعت پر ايک خاص اثر پيدا هوتا هے اور اگر کسي بنده خدا کے دامن درد پيدا هو جاے اور وه ان مجالس سے متاثر هو کر عملي قدم کرنے کي طرف مايل هو جاے تو بلا شبه ايسي مجالس بدعت خير ثابت هوتي هيں - مگر بات يه هے که اب وه وقت نهيں رها که هم گهروں ميں بيٹهکر رويا کريں - قومي تنزل کي بديهي نشاني اگر هوسکتي هے تو اس سے بڑهکر نهيں که افراد قوم ميں يا تو اپنے تنزل کا احساس هي نه هو، اور اگر هو تو اسباب ادبار کے دور کرنے کي طاقت، جرات، يا خيال تک نه آنے - کسي خيال کو عمل ميں لانا اور بعد ازاں اسپر کاربند هونا بهترين وسايل ترقي ميں شمار هوتا هے - عورتوں کي طرح گهر ميں بيٹهکر رونے اور بيان کرنے کا زمانه گذر گيا - مصائب و آلام کي مهيب صورتيں بدلکر همارے

سامنے کھڑي ہے - ہماري آنکھيں ' ہمارا دل ' ہمارے قوائے دماغي بلکہ جسم و جان بھي اس بات کو محسوس کر رہے ہيں کہ يورپ کي عيسائيت نے اور شام پرور مدبروں نے ايشيا و افريقہ ميں نہيں بلکہ يورپ ميں بھي اسلام کي بيخکني اور بربادي ديکھنے کمر باندھلي ہے اور کوئي دن خالي نہيں جاتا کہ يورپ کے دفاتر خارجيہ ميں اسي اسلامي طاقت يا مسلمان افراد قوم کي تباہي اور ارادہ کي محکوم بنانے کے سامان پر غور نہيں کيا جاتا ہو - اس بيانسے کسي عقلمند آدمي کو انکار نہيں ہوسکتا کہ موجودہ زمانہ اسلام کي زندگي اور موت کا زمانہ ہے - يا تو اسلام کي عزت ' اسلام کا وقار ' اور اسلام کي عظمت انہيں چند سالوں ميں بحال رہيگي اور يا ہميشہ کے ليے خداناخواستہ مفقود و نابود ہوجائيگي - يہ ايسے زبردست اور صريح نتائج ہيں کہ اسے انکار کرنا محض جہالت ہے -

مولانا ! يہ وہ وقت ہے جسوقت اسلام مسلمانوں سے اون قربانيوں کا ملتجي ہے جو کسي قوم يا کسي دين کو معراج ترقي پر پہنچانے کيليے ہر ايک مرد بشر پر لازمي خيال کي گئي ہيں - يہ وقت ہے جب اسلام اس امر کا ملتمس ہے کہ مسلمان قرون اولي کے صفات پيدا کريں اور اسلام اور اسلامي ترقي کے مقابلہ ميں کسي چيز کو بھي عزيز نہ رکھيں - مسلمانوں کي مذہبي اور ملکي تاريخ ايسے کارناموں سے بھري ہوئي ہے جو صرف ايک مسلمان ہي کيليے نہيں بلکہ ہر ايک دستور و عقلمند کے ليے مايہ ناز ہوسکتي ہيں - يہ وہ وقت ہے کہ مسلمانوں کي متفقہ عملي کوشش اسبات ميں صرف ہوني چاہيے کہ صرف اون اسباب پر غور کريں ' جو اسوقت اونکو ہلاکت سے بچا سکتے ہيں ' بلکہ اون اسباب کو پيدا کريں ' اور اونپر کاربند ہوں ' اور اونہيں اپنا دستورالعمل بنائيں - اب تبصروں کا وقت نہيں بلکہ عمل کرنے کا وقت ہے -

حضرت امام حسين عليہ السلام کي شہادت کے عملي نتائج پر اگر غور کيا جائے تو صاف ظاہر ہوجائيگا کہ آپ نے خدا اسے رسول ' اور اسلام کي حقانيت کے اظہار ميں ہر ايک قسم کا آرام ' سلطنت ' سامان آسائش و حکومت وغيرہ کو ترک کر کے اپنے بچے ' اپنے بھائي ' اپنے درست و اقارب ' سب کے سب اہل اطمينان اور صبر و تحمل سے قربان کرديے اور حرف شکايت تک لب پر نہ لائے - يہ تمام تکاليف صرف اسليے برداشت کي گئيں کہ يزيد کي بيعت کي بدعت کا اظہار رسول کے گھرانے سے نہ ہو اور رسول کي امت اون تمام محرومات و ممنوعات سے بچے ' جو يزيد نے فسق و فجور کے عالم اسلام ميں رائج کردي تھيں -

اسلام کے فدائي ايسے ہي ہوتے ہيں اور اسلام اسبات پر ناز کرتا ہے کہ اسکي فدائيوں کي نظير ايسي ہي معدوم ہے ' جيسا کہ خود اسلام کا سا کسي اور دين کا ہونا معدوم ہے -

مجالس محبورۂ سيد علي حيدر صاحب ميں مومنين کا يہ فرض ہونا چاہيے کہ اُن اسباب کو پيدا کريں جو ايران ميں تحريک بيداري کا باعث ہوں - جنکے ذريعہ ايرانيوں کو اسبات کا علم ہوجائے کہ اونکي آزادي ' اونکي قومي زندگي ' اور اونکي قومي سلطنت معدوم ہوگئي ہے اور اگر اونہوں نے اپنے اندر کوئي تغير پيدا نہ کيا تو وہ بھي اِنھي چند سالوں کے اندر ہي صفحہ ہستي سے معدوم ہوجائينگے جيسا کہ آج تساہل شعار اور دست و پا قوموں کا حشر ہوا ہے -

زيادہ نياز

حکيم امين الدين بيرسٹر ايٹ لا

فہرست

زر اعانۂ دولت عليۂ اسلاميہ

—:❖:—

(۱۳)

ان الله اشتري من المومنين انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنة

—:❖:—

ايک سو پچيس روپيہ جو بذريعہ ڈاکٹر عبد الله خانصاحب سنگاپور بھيجا وصول ہوئے اور جنکي مجموعي رقم فہرست نمبر ۱۲ ميں شائع کي گئي ہے :—

	پائي	آنہ	روپيہ
محمد عبد الله خانصاحب سنگاپور	۰	۰	۱۰
ميرزا عبد الله خان صاحب	۰	۰	۵
ڈسوزا عبد الرحمان خانصاحب منيجر اسٹيمر	۰	۰	۳
محمدي عبد الواحدي صاحب ہيڈ کلرک	۰	۰	۳
محمدي اکبر محمد خانصاحب چيفار سابق	۰	۴	۰
[illegible] صاحب ريٹائرڈ ڈپٹي	۰	۰	۵
محمدي علي حسن صاحب منيجر جوہرسيل	۰	۰	۴
کاوس ڈاکٹر محمد ايم	۰	۸	۳
مسلمان ڈاکٹر	۰	۰	۴
وہ ڈاکٹر موتي	۰	۲	۴
مسلمان سنگاپور	۰	۰	۲
سيٹھ ابراہيم خانصاحب حاجي عبد الرزاق	۰	۰	۲
عبد الله خانصاحب	۰	۸	۲
شيخ رحيم بخش کانسٹيبل سنگاپور	۰	۰	۱
ميرزا اصغر بيگ کانسٹيبل	۰	۰	۱
محمدي محمود خانصاحب کانسٹيبل	۰	۱	۱
احمد خان صاحب کانسٹيبل سنگاپور	۰	۰	۱
الہي بخش صاحب ہيڈ کانسٹيبل	۰	۰	۱
مظہر خانصاحب کانسٹيبل سنگاپور	۰	۰	۱
محمدي سليمان خان صاحب جمعدار جيل	۰	۰	۱
شمس احمد بخش صاحب سے اوزي	۰	۰	۱
ڈرائيور خانصاحب حوالدار	۰	۰	۱
محمود علي صاحب بيراري	۰	۰	۱
مظہر خانصاحب سنگاپور	۰	۰	۱
نبي بخش صاحب سنگاپور	۰	۰	۱
ولي علي صاحب سنگاپور	۰	۰	۱
شيخ نبي صاحب	۰	۰	۱
عالم رحيم بخش صاحب	۰	۰	۱
سيد خانصاحب	۰	۰	۱
شمس الله بخش صاحب	۰	۰	۱
محمدي عبور خانصاحب	۰	۸	۰
اکبر خانصاحب	۰	۸	۰
ميرزا احمد بيگ صاحب	۰	۸	۰
رجب علي صاحب بورہ	۰	۴	۰
مفا	۳	۱	۰
برادران مدون	۹	۲	۴
(۱) معرفت محمدي محمد عبد العلي صاحب پٹواري	۰	۰	۷
(۲) معرفت ملتفي محمود خانصاحب ملازم پوليس	۰	۰	۵
(۳) معرفت ميرزا اميربيگ صاحب کانسٹيبل	۰	۵	۸
(۴) معرفت عبد الله خانصاحب	۰	۰	۵

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض: جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہے منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو - رات کو کم خوابی ستاتی ہو - اعضاء شکنی - بدی جسم - ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سرچکراتا ہو - سر میں درد اور طبیعت میں سستی آجاتا ہو - تمام بدن میں یبوست کا غلبہ رہتا ہو - ہاتھ پاؤں میں جلن اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجاے اور نہفتے پانی کو جاتے - معدہ میں جلن معلوم ہو - بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضاے رئیسہ کمزور ہوجائیں - رقت - سرعت اور کمی باہ کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جاے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے - ان لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے آنکر مندرجۂ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں - ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے - دنبل کے مرض پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے - جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسکے جواب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کرلینا چاہیے - اس راج پھوڑے سے سینکڑوں ہزار قابل لوگ مرچکے ہیں -

مرض کی تشریح اور ماہیت: ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی محنت شبانہ روز کی محنت ہے بعض دفعہ کثرت جماع - کہنہ سوزاک اور کثرت شراب کا باعث ہوتا ہے - صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پاے جاتے ہیں - کبھی ابتداے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے -

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ - شیرینی - چاول ترک کردو - اگر سستی کروگے تو پھر یہ زہریلا درجہ ذیابیطس میں اُس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں - جو لوگ اپنے زیادہ آگے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہوسکتا - یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قوا اور جملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں -

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ برجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے - جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے - یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے -

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرنے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے - آنکھوں کو طاقت دیتی ہے منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں - جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں - دماغ پول - ضعف مثانہ - نظام عصبی کا بگاڑ - اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کے فوراً دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو یہ شکایت دور ہوجاتے ہیں -

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں - ٹالپر والی ریاست خیرپور سندھہ — پیشاب کی شکایت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم غلام صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی -

محمد رضا خاں - زمیندار موضع چٹہ ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس مریض کو فائدہ معلوم ہوا - دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجاے اب ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے -

عبدالقدیر خاں - محلہ غرقاب شاہ جہاں پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے میرے عبدالشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی آب کے دفعیہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں -

پتہ:

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

عبدالوہاب کلکٹر - غازیپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کررہا ہوں - پچاے ۴ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے -

سید زاہد حسن - کلکٹر الہ آباد — مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کررکھا تھا - بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا - قوت مردمی جاتی رہی - آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے -

رام سلائم پرنسپل سز جدول — پیشاب کی کثرت - جاتی رہی - مجھہ کو رات میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا - آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی -

انکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں -

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھہ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں - ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دماغ خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا - نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھہ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دور ۲ درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

افیم کھانے سے - افیم چاندو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فیلولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

نیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام - دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل - ناسور - بھگندر - خنا زہر کے گھاؤ - کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے - ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات - قیمت دو ہفتہ دو روپے

برألساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانست فوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع درد دکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی زخمی ہو یا سادی - خون جاتا بند اور مسے خرد بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ صمیرہ کراماتی

مقوی بصر - محافظ بینائی - دافعہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء سوجی - ضعف بصر وغیرہ * فیلولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

اطلاع - ڈاکٹر ایس - کے برمن کي خوبصورت تصویردار کافوري جنتري سنه ۱۹۱۳ع کي متفرق جگهه کي دس شریف آدمیوں کا نام اور پته لکهنے پر بلا قیمت و محصول بهیجي جاتي هے -

عرق پودینه -

ولایتي پودینه کي هري پتیوں سے یه عرق بنا هے اسکا رنگ پاني کے رنگ کاسا هے اور خوشبو بهي تازي پتیوں کي سي آتي هے یه عرق ڈاکٹر برمن کي صلاح سے ولایت کے نامي درا فروش نے بنایا هے ریاح کیلیے نهایت مفید درا هے پیٹ پهولنا ڈکار کا آنا پیٹ میں درد بدهضمي متلي اشتها وغیره ریاح کي علامات دور هوجاتي هیں - قیمت في شیشي ۸ آنه محصول ۵ آنه

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکته

انگریزي حکومت کا مسلمان هوجانا

— * —

اب بالکل یقیني هے - کیونکه حضرت شیخ سنوسي کے خلیفه نے بمقام بیروت سیدي خواجه حسن نظامي سے آئنده حالات کي نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کي تهیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسي کے حصه اول و دوم میں شائع کردیا گیا تها) سب هو بهو سچي ثابت هوئیں - اب صرف انگریزي حکومت کے مسلمان هو جانیکي پیشین گوئي باقي هے - جو خدا نے چاها تو عنقریب پوري هوگي - بس اگر آپ یه پیشین گوئیاں اور ترکي و ایران عامي الخصوص افغانستان و چاپان و چین وغیره کے انجام کار کو دیکهنا چاهتے هیں - تو رساله شیخ سنوسي کے دونوں حصے پڑهئے - قیمت هر دو آنه آنه -

کلیات اکبر - لسان العصر و جدان الملة خان بهادر مولوي سید اکبر حسین الهٰ آبادي کے زهدیه کلام کے دونوں حصے چهپ کر تیار هیں - کاغذ لاجواب چهپائي نهایت اعلی هے - اور صرف همارے هاں دستیاب هو سکتے هیں - قیمت هر دو حصص ۳ روپیه ۸ آنه -

مضامین خواجه حسن نظامي میں غدر کے اور تیسرے باغیان کے سچے مگر نهایت درد ناک قصے درج هیں نیز آلو - مچهر - دیاسلائي وغیره عنوانوں پر نهایت سودمند اور معني خیز مضامین هیں -

سفرنامه هندوستان بمبئي، گجرات، کاٹهیاواڑ، سومنات وغیره مقامات کا دلچسپ سفرنامه بطریق روزنامچه از سیدي خواجه حسن نظامي دهلوي قیمت ۸ آنه -

اسلام کا انجام مصر کے شیخ المشائخ کي حوصله افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۳ آنه

اسرار مغفي رموز کا خزانه بس دیکهنے کے قابل قیمت ۳ آنه -

ترکي علم شاه مشتاق احمد صاحب منعم دهلوي کي پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسه

دل کي مراد - شاه صاحب کے طلسماتي تعویذ قیمت فیروه آنه -

کارکن حلقه نظام المشائخ دهلي سے منگائیے

شائقین تواریخ و تصوف کو مژده

— :○ * ○: —

مزارات اولیاے دهلي بالکل نئي تصنیف هے - تمام اولیاے کرام و صوفیاے عظام جو دهلي کي مقدس سرزمین میں مدفون هیں ان کے بسیط حالات سلسله وار دو حصوں میں درج کئے گئے هیں - زائرین کے لیے اس سے بڑهکر کوئي رهنما نهیں هو سکتا - قیمت حصه اول ۶ آنے حصه دوم ۲ آنے هر دو حصص معه محصول ڈاک و خرچ وي - پي پیکنگ وغیره ۱۰ آنے -

هندوستان کي اسلامي تاریخ عهد افغانیه - مصنفه صوفي کرام الهي صاحب ڈگرولي - ۴۲ تواریخوں کا لب لباب هے - معترضین کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے ثبوت سے جواب دیا گیا هے - فاضل اجل مولوي سید احمد صاحب مولف لغات آصفیه فرماتے هیں که اس سے بهتر هندوستان کي تاریخ اب تک ان کي نظر سے نهیں گذري قیمت ۲ روپیه ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ وي - پي ۳ آنے -

المشتهـــــــر - منیجر اسلامیه بک ڈپو و جنرل اخبار ایجنسي بازار بلي ماران - دهلي -

حمیدیه هوٹل

— :○ * ○: —

نمبر ۱۳۱ لوئر چیت پور روڈ

— : * : —

همارے هوٹل میں هر قسم کي اشیاے خوردني و نوشیدني هر وقت طیار ملتي هیں نیز اسکے ساتهه مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور آرام ده کمروں کا بهي انتظام کیا گیا هے جو نهایت هوادار، فرنشڈ اور بر لب راه واقع هیں جن صاحبوں کو چهپه دریافت کرنا هو بذریعه خط و کتابت منیجر هوٹل سے دریافت کر سکتے هیں - جنگ ترکي و اٹلي اور جنگ بلقان کي جمله تصویریں هماري هوٹل میں فروخت کے لیے موجود هیں مع تصویر شیخ سنوسي وغیره -

المشتهـــــــر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیه هوٹل

سسٹم راسکوپ لیورواچ ۱۹ سائز



مضبوط سچا وقت برابر جانے والي معه محصول دو روپیه آنه ایم - اے - شکسوراینڈ کو دیاسلائي اسٹریٹ ڈاکخانه دهرمتلا کلکته -

5/1 Wellesley Street P. O. Dharamtollah Calcutta.

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ (القرآن الحکیم)

الہلال

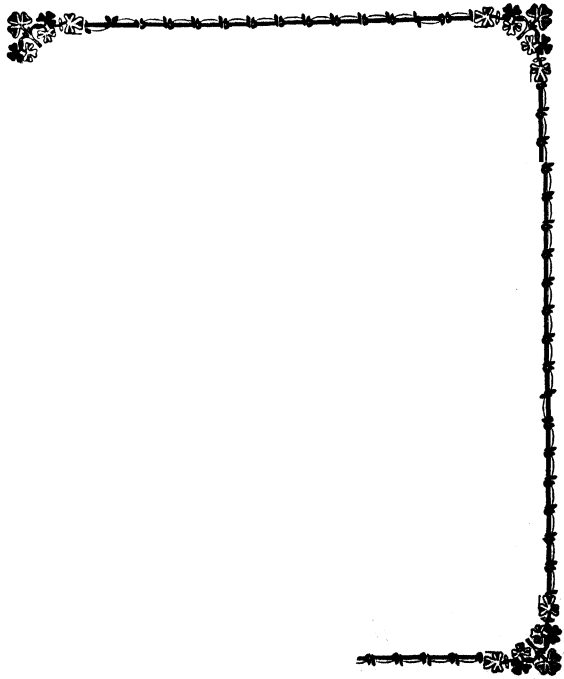
ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۱ | کلکتہ: چہارشنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲
Calcutta: Wednesday, March 19, 1913.



قیمت فی پرچہ

اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا - (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

[illegible] اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو

[illegible] نمایاں رہیں گے لیکن انکی

مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد

دیں، البتہ حتی الامکان

ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور
میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ

[illegible] روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا

[illegible] مشروبات کا، فحش امراض کی دواؤنکا
[illegible] نقصان کا ادنیٰ شبہہ بھی دفتر کو پیدا

[illegible] ادا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد الحسینی الہاشمی الہلالی

مقام اشاعت
۷ - ۱ میکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor :
Abul Kalam Azad.
7-1 Mcleod street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address.
"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly " " 4 - 12.

نمبر ۱۱ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, March 19, 1913.

فہرس

شذرات ۱
افکار و حوادث ۲
مقالۂ افتتاحیہ
اسئلۃ و اجوبتہا
خلیفہ مامون الرشید عباسی ۳
افجمن ہلال احمر کی رسید
مظالم بلقان
تلخیص مزید مشاہیر
مقالات
وقایق وحقایق
دیدۂ اسپار ۹
انتقاد
مطبوعات اردو ۱۱
ترجمہ تفسیر کبیر اردو جلد اول ۱۳
نکاحات
یونیورسٹی فوٹ شن کمیٹی کا اجلاس لکھنؤ ۱۲
سرکل اہل سلف کیرنمنٹ ۱۲
"ماہین اللہ" اور "چرش مصد"
مذاکرات علمیہ
قطب جنوبی (کپتان روابرٹ اسکاٹ)
مراسلات
ترکوں کی مالی امداد
فہرست زراعانہ ہلال

شذرات

"ایک شکستہ دل مسلمان"

مندرجۂ صدر دستخط سے یہ خط پہنچا۔ آپنے جن امور کو لکھا ہے وہ صحت سے خود اس عاجز کے پیش نظر ہیں اور اپنے کاموں میں مصروف ہوں۔ بعض احباب کی فراہمی کا انتظار اور مقاصد پیش نظر، زالا مزیدہ سجانہ، انہ سے تعجب ہے کہ آپ نے ایسا
رکتابت کا سلسلہ جاری

ہفتۂ

"حمیدیہ" جہاز کا
جدید وزارت کا مرتب
نصرت نیسی (ایڈریانوپل) کی شہید راہ تشعب و عام پرستی
ایضاً

" حمیدیہ کے پچھے سرپرستی اشدر گاہ پر درود میں گولہ باری کی - اسکے بعد سینٹ جان اور میدوا پر آتش افشانی کرتا رہا - دشمنوں نے زبردست توپوں سے مقابلہ کیا مگر پچھے نہ چلی - یونانیوں کے سات جہازوں میں سے ایک اسی وقت غرق ہو گیا اور باقی بھی غرق ہو چکے ہونگے " -

رائٹر کے ۱۵ - کے تار سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے -

پاس عثمانی نے ۱۷- کے تار میں یوں لکھا گیا ہے :

۱۶- سات اندرہ اور بلیر کی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا - بدھا میں ہماری فوج دشمن سے کئی بار معرکہ آرا ہوئی سب میں دشمن کو شکست ہوئی - (ایڈلف کوئی) پر قبضہ کرنے ہوئے دشمن کو سخت نقصان پہنچایا -

---

بلقانی اتحاد کا خاتمہ

باوجود اس سخت گیرانی کے جو خبروں کے اظہار میں کی جا رہی ہے بلقانی اتحاد کے خاتمے کے واقعات و حالات اب دنیا کے سامنے آنے لگے ہیں - اور یہی ہونا تھا -

سلانیک کی خانہ جنگیوں کے واقعات مختلف تفصیل نہیں - یونانیوں نے سرزمین اور باغیوں میں اندر سخت خانہ جنگیں ہوئیں اور درجنوں عرب کے صفحہ ارضی سے معدوم ہوئے - ان خونریزیوں کے اخفا کی کوشش کی جا رہی ہے -

۱۸ - کو خبر آئی ہے کہ یونانیوں نے سلانیک میں سخت جبر کے حکومت کی پالیسی پر اعتماد کرتے ہوئے کہا :

" سرپرستی اور یونانی مفاد کے مطابق میں اخباروں کو گرفتار کرنے میں ان قانون کے مشورہ سفارتخانہ حکومتوں کی رضا سے اتحاد بلقان خطرہ میں ہے " -

---

شاہ یونان کا قتل

شاہ یونان کا ناگہانی قتل کے سب اسباب

تار ہائے تازہ تیم حالت میں ہیں - آج ۸ - بجے صبح کی خبر ہے

مقتول کے سلانیک میں تشریف لے جانے سے

اطمینان عام ہونا ایک بات

کے سوء حرکات کے سبب تھی

کے فعل سے ایسا کیا تھا

ت تھا -

افکار و حوادث

—⊂:*:⊃—

عرصہ ہوا ہم نے (الہلال) میں چند افتتاحی مقالات لکھے تھے اور مسلم یونیورسٹی کے خراب گراں کی اس تعمیر سہل کو (جو آرڈیل میجر نعلم کے تعمیر نامے سے لیبٹی نے حاصل کی تھی) " نشۂ شام کی نصف شب " سے موسوم کیا تھا کہ :

بنتی نہیں ہے بادۂ و ساغر کہے بغیر

مگر یاد ہوگا کہ ہمارے بعض احباب نے اسے ناپسند فرمایا تھا - شاید اسلیے کہ ایسا کہنا ان جامہائے ہوش اگن کی تحقیر تھی جنکی پے در پے بخشش نے نشۂ کامل صحبت کی یہ حالت کردی تھی کہ :

حریفاں را کہ سر ماند و نہ دستار !

لیکن یہ شراب ہی ایسا جسما ہوش و سرور نصف شب تک بھی ساتھ نہ دے ' اور پہلی ہی پہر میں یہ حالت ہوجاے کہ جن ہاتھوں میں پچھلے دیر پہلے شعلۂ حیات سے لبریز جام تھے ' اب دیاسلے کو شدت اعتنا نشہ و زور اضطرار شمار سے قریب کی سل بیکار رکھتے ہیں !

کہ رود اخر شرد ایں نشہ و من در خمار افتم

بہر حال ہم نے اس تشدیہ کی صحت پر زیادہ اصرار نہیں کیا :

صحبت شرمسار رہ ' ایسا کہ سمجھا نہ جائیں

چھیڑتا جا کوئی شعرۂ پیچیدہ کرتا

لیکن ۲۸ - دسمبر کو پانیر پچھلے اخبار میں رات کے " دو بجے " ہو حارت بادہ گساری مذکور ہوئی تھی ' ہم سمجھتے ہیں کہ اسکی صحیح مطلب تو نامہ نگار ہی از صحیح جانتے ہیں لیکن نہیں ' ہمارے مخاطب ہوئے ہیں ' از سعادتی پیدائی جاتی ہے - اگر نشۂ شام کی نصف شب خمار میں بسر کرنے کو ہوئی تو ہمارے میں ہمارا کوئی حرج نہیں ' اب دو بجے کی پچھوئی پھر بھی بادہ آشامیوں کو دیکھنا چاہیے کہ صبح تک سرور قائم رکھتا ہے یا نہیں ؟

یہی سبب ہے کہ ہم نے گذشتہ اشاعتوں میں اس سرگذشت کی سرخی میں اور صبح کر دی - ہمارے درست " نشۂ شام کی نصف شب " پر معترض ہے - اور اب " نشۂ نیم شبی کی صبح خمار " کو دیکھ کر فرماتے ہیں :

درنی تو بات مدعی کی نہ لے

خدۂ صبح خوامت ہی سہی !

ہم نے یہ تحقیق سنا ہے کہ اس صحبت کا خاتمہ گو دو بجے ہوا مگر ہوا تھا - اسلیے " نیم شبی " کی ترکیب پر اعتراض

ں تحریر نگرامی کی نسبت
ے پہلے تو ہمکو اس احسان
ا باوجود عطالت و ضعف
ر اس خاموشی کی
ے کہ مجبور کیے گیے
ب کی صداقت شعاری
ب شاندار حصہ ہے ' جرانکی
ِ فساد میں ممتاز و نمایاں
، اگر مخالف عناصر کا غلبہ اور
انکا وہ تاریخی کیریکٹر ہر معاملہ

میں اپنی عظمت کا اعتراف کرانے کیلیے طیار ہے' جسکے لیے انکا زمانۂ قیام حیدرا باد ہمیشہ مشہور رہا ہے -

جو سازشی خاموشی و تجاهلانه و مقلدانه تغافل انکی اس تحریر کی نسبت ظہور میں آیا ' ہم ادب عرض کرینگے کہ نواب صاحب اسپر توجہ نہ فرمائیں - ہم سے زیادہ بہتر اور زیادہ عملی طور پر انہیں معلوم ہے کہ حق کی معیت کیلیے اصلی سوال فرض کا ہے' نہ کہ نتیجہ کا - اسکی تکمیل نتیجہ کی محتاج نہیں ہے' بلکہ صرف اعلان کی - قوم اور ابتک اسکا چیلنج ہوا دماغ واپس نہیں ملا ہے - وہ مسمریزم کے معمول کی طرح ابتک اپنے اختیار میں نہیں ہے - کسی بات کیلیے عمل سمجھائیے اور ایک ہی وقت میں بہت سی آوازیں بلند کردیجیے ' تو چاروں طرف سے منتشر کنہ آ آ کر جمع ہونے لگتا ہے - چپ رہیے تو کسی کو ہوش نہیں کہ یہاں چلنا چاہیے اور یوں چیرانا ہے ؟

ایک عجب کی بات ہے کہ سال بھر سے یونیورسٹی کیلیے ایک شور قیامت بپا ہے - جس کو دیکھیے آرمی کے شراب میں بدمست - اخباروں میں یہی ذکر ' جلسوں میں اسی کے رزولیوشن ' صحبتوں میں اسی کا چرچا - پھر ۲۶ - دسمبر کو دیکھیے تو معلوم ہوتا تھا کہ آرمی کے سوا کے یہ جانباز پرچہری نہیں معلوم آج انکے خون کو کے رہیں گے ؟ لیکن جب معاملہ آخری مرحل تک پہنچا اور رہی ہونے لگا ' جسکے خوف سے سال بھر تک آرمی کے رہنماؤں کو نیند نہیں آتی تھی ' تو سب کو اسطرح جزب کا سانپ سونگھ گیا کہ :

اب آنکھیں رہتی ہیں دن بھر پھر بند !

ناداں ! سال بھر سے چیخ رہے تھے کہ قوم کی قسمت چند آدمیوں کے ہاتھ میں دیدیا نہیں چاہئے ' پھر یہ کیا تھا ' جو چیخ سے آنکھیں بند کرکے تم نے دیدیا ؟

تو دانی حساب کم و کاہش را !

پھر اس وقت کو بھی جانے دو - کہا جائے گا کہ ہوش و حواس ہی اس کے درست تھے - لیکن تین ہفتے کے بعد جب قوم کے سب سے بڑے بزرگ اور قابل احترام رہنما کے واقعات پر سے پردہ ہٹا ' اور اس وقت تک تو ۲۸ - دسمبر کی چھٹی ہوئی عقل واپس آگئی ہوگی - پھر بھی اسی کی رٹ کھائی ؟ کوئی جلسہ منعقد ہوا ؟ کوئی رزولیوشن پاس کیا گیا ؟

نواب صاحب وقار مطمئن رہیں - آج لوگ انکی آواز سے تغافل کرسکتے ہیں لیکن کل نہیں کرسکیں گے - البتہ اس وقت محض تاسف ہوگا ' اور آج تلافی صفات کی فرصت باقی ہے -

---

نواب صاحب وقار نے مضمون کے لئے انتخابات ہوئے ہیں - البتہ ایک حصہ اور عزیز دیکھنے میں نہ آیا - صرف ۲۶ - کے دیکھیے - رات اور ڈیوٹیشن کے ممبروں کی فہرست مرتب ہوئی اور قرار پایا کہ پہلے ممبروں کو قطعی طور پر رکھا جائے - اسکے بعد یہ فہرست اوزا دی گئی ' اور بقول نواب صاحب کے اپنے آبائی مزاج کی تقسیم کی طرح چار آدمیوں نے بیٹھکر جسطرح جی میں آیا باہم تقسیم کرلیا - کہا کیا کہ ہماری پارٹی کے نصف اور تمہارے نصف ' چار و چنڈو ختم ہوا :

بردند و برادرانہ قسمت کردند

کسی صوبے کی قائم مقامی کا پتہ نہیں - بنگال سے ایک آدمی نہیں - پہلے سے بھی کسی کو نہیں لیا - پہلے ممبر صاف الگ کردیے گئے - جن لوگوں سے اپنے ذاتی تعلقات اور دوستیاں تھیں' جن جن شہروں میں وہ رہتے تھے ' رہی رہاں کے قائم مقام ہوگئے -

پھر نواب صاحب سے کہا کہ آپ رزولیوشن ' انہوں نے اس پیری و علالت میں صبح تک جاگ کر رزولیوشن کا مسودہ طیار کیا ' اور صبح کو منتظر رہے کہ حسب وعدہ لوگ آئیں گے ' مگر جلسے میں پہنچے تو وہاں ایسے لوگ موجود تھے ' جو انکے سامنے انکی عدم موجودگی کی اور موجودگی سے تعبیر کرنے کے بے امان حربے سے آراستہ تھے !

پھر جب نواب صاحب نے اختلاف کرنا چاہا تو انکو روکا ' اور اصرار کیا کہ خاموش رہیں - اسمیں ادنی شک نہیں کہ رزولیوشن کے مجوزوں میں نواب صاحب کے بھی شامل ہونے کی فریب دہی نے لوگوں کو اور زیادہ مطمئن اور خاموش اردیا تھا -

نواب صاحب قبلہ نے اس موقعہ پر قوم سے معذرت کی ہے کہ وہ باایں ہمہ حالت خاموش کیوں رہے ' مگر دیکھیے تو شب بیداری کی تکلیف و قدرتی ضعف و نقاہت کے سبب سے وہ فہرست کے نام کو غور سے کہ سن سکے ' اور اچھا اس خیال سے بھی خاموش رہے کہ مخالفت اس موقعہ پر موجب تفریق و نزاع ہوگی - اور پھر بصورت غلطی بعض نہایت درد انگیز لفظوں میں قوم سے معافی مانگی ہے ' جلکر پڑھکر ہمارے دل پر سخت چوٹ لگی اور بے اختیار انکھوں میں آنسو آگئے - اول تو جس قوم کی حالت ایسی افسوس ناک ہو ' جیسی کہ انکے مضمون کے سامنے تعامل کرنے میں نظر آرہی ہے ' وہ انکی مستحق ہی کب ہے کہ نواب صاحب قبلہ کی زبان مبارک سے آگے معافی خواہ ہو ؟ اور پھر جو اچھا ہو' ہم تو انکو یقین دلاتے ہیں کہ انکی خاموشی پر ادنی اعتراض نہیں کیا جائیگا - انکی مجبوریاں واضح ہیں - ہم نے خود آنکھوں محسوس کیا تھا کہ ایسی کی نشست انکے لیے سخت تکلیف دہ ہے - وہ بیٹھ نہیں سکتے اور گردانی سر کی شدت سے مضطرب الحال ہیں - ایسی حالت میں مشکل تھا کہ وہ اپنی کے احتساب کا وقت دے سکے بالفرض اگر وہ ادنی غلطی بھی تھی تو اس مضمون کی اشاعت کے بعد اسکی تلافی ہوگئی - وہ ایسے درد انگیز لفظوں میں قوم سے رخصت ہوئے جانتے ہیں ! حالانکہ امت قوم کے پاس انکے بعد آزر کیا ہے ؟ اللہ تعالی انکے انفاس مبارک میں برکت دے اور ابھی عرصے تک انکا سایہ ہمارے سر پر قائم رکھے - وہ فرماتے ہیں کہ آئندہ سے میں نہ کسی جلسے میں شریک ہوں گا اور نہ ادنی تحریر بھی لکھ سکونگا - میں کہتا ہوں کہ آپ تو ان لوگوں میں ہیں ' جنکا صرف قوموں میں رہنما ہی قوموں کی عزت و عظمت کیلیے کافی ہے - ہم کا یہاں سوال نہیں -

---

ترکی فتح

— * —

چنلجا لائن پر ایک خونریز جنگ

— * —

قسطنطنیہ ۱۹ مارچ

آج کا سرکاری بیان ہے کہ چنلجا میں پیدل سپاہ کے ساتھ سخت خونریز جنگ کے بعد ترکوں کو شاندار فتح حاصل ہوئی -

مزید یہ کہ ترکی سپاہ تمام چنلجا لائن پر دشمن کے ساتھ مستعدی سے مصروف جنگ ہے -

الهلال

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ هجری

اسئلة واجوبتها

— * —

خليفة مامون الرشيد عباسي

اور

الزام قتل حضرت امام رضا (ع)

— * —

از مولانا محمد حسین صاحب (ایڈیٹر نقاد طرابلس)

— * —

الهلال نمبر ۸ - جلد ۲ - صفحہ ۱۹ - سے صفحہ (۱۳۸) تک دوسرے کالم میں بعنوان " اعلان " یہ تاریخی غلطی دیکھکر مجھے سخت حیرت ہوئی کہ جذب سید علی مضطر صاحب نے مامون الرشید عباسی کو حضرت امام علی ابن موسیٰ رضی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قاتل قرار دیا ہے - تمام صحیح تاریخوں نے (جنکے نام گنانا میرے ایسی قابلیت ظاہر کرنے کے ضرورت نہیں) مامون الرشید کو صحب اهل بیت ظاہر کیا ہے اور حضرت امام علی ابن موسیٰ رضی علیہ السلام کو اپنے بعد خلیفہ قرار دینے کا ذکر کیا ہے - ایسے جلیل القدر خلیفہ اور صحب اهل بیت پر حضرت امام کو " مہمان بلا کر دغا سے شہید " کرنیکا الزام لگانا " اس شخص کو اور نیز حضرت امام کے روح مطہر کو تکلیف دینا ہے - اگر جناب کو فرصت ہو اور الهلال کے بیش قیمت کالموں میں اپنچہ کھجلائش نکل سکے ' تو براہ کرم اس تاریخی مسئلہ پر اپنچہ تھوڑا سا تحریر فرما کر ممنون فرمائیں -

قطع نظر اس تاریخی غلطی کے عنوان اعلان کے تحت میں سی بے محل واقعہ کا بیان کرنا جسقدر صاحب اعلان کی خوش مذاقی ظاہر کرتا ہے ' اسکا ذکر خارج از بیان ہے - ایک جلیل القدر مسلمان بادشاہ اور ابن عم رسول اللہ صلعم کو برا کہکر ہمارے جذبات سے اپیل کرنا کہ " ایک مجلس عزاء حضرت امام علی ابن موسیٰ رضی علیہ السلام منعقد کریں اور رزمیوں کے ساتھہ مامون الرشید بے گناہ کو بھی برا کہکر ایک دوسرے سے رسم تعزیت ادا کریں اور بطرح راجح طبیہ حضرات مجلس کو شاد کریں " کس قدر غلط و ناموزوں و مفدہ انگیز طریقہ ہے ؟

الهلال

میں جناب سے اس خیال میں بالکل متفق ہوں کہ مولوی سید علی مضطر صاحب نے اظہار مقصد کیلئے اپنا یہ طریقہ اختیار نہیں کیا ' حالانکہ اسے اختیار میں تھا - وہ بغیر ایک مختلف فیہ تاریخی الزام کو چھیڑ کے ' اپنا مقصد اچھی طرح انجام دے سکتے تھے -

میں مصلحت عمومی کا قائل ہوں ' مگر اسکا قائل نہیں کہ کسی خوف سے تاریخی تحقیقات و مذاکرات و مناظرات کا دروازہ بند کردیا جاے - تاہم غالباً سید علی مضطر صاحب ایک مفید وقت اور نافع عموم اهل اسلام تحریک کی دعوت دے رہے تھے - مناظرہ نہیں کر رہے تھے - وہ وقت گذشتہ الزامیں کی یاد تازہ کرنے کا نہ تھا -

تاہم معاف کیجیے - اب کو بھی اسپر برہم ہونے کی چنداں ضرورت نہ تھی - دیکھیے ' مسٹر امین الدین صاحب بیرسٹرات لا نے گذشتہ اشاعت میں اپنا تمام وقت اصل تحریک کی نسبت اس طرح مشورہ دینے میں صرف کیا ' اور ان امور سے قطع نظر کر کے اس غلطی کی پیروی کی ہے ' جو سید صاحب سے ہوی تھی -

پھر حل طلب آپکے پوچھنا ہے تو کیا کریں اگر جواب نہ دیں ؟ روزنامہ سر دست ان بحثوں کی ضرورت نہیں دیکھتا -

واقعہ شہادت حضرت امام رضا (ع)

— * —

حضرت امام (علی بن موسی الرضی) علیہ و علی ابائہ و اجدادہ الصلوۃ و السلام کی وفات کا واقعہ آج ہی نہیں ' بلکہ غالباً واقعہ کے وقت ہی سے مشتبہ رہا ہے - عام تاریخوں کا ابتدائی بیان تو یہ ہے :

و کان سبب موتہ انہ اکل عنباً ' فاکثر منہ فمات فجاۃ - (مختصر الدول صفحہ ۲۳۳)

انکی موت کا سبب یہ ہوا کہ انگور بہت اکثرت سے کھا لیے تھے ' جنھوں نے نقصان پہنچایا اور بکایک انتقال فرما گئے -

لیکن یہ سبب اسقدر مہمل اور بے معنی ہے کہ کوئی شخص تسلیم نہیں کر سکتا -

پس اسمیں شک نہیں کہ آپکو انگور میں زہر ملا کر دیا گیا - جس طرح آجکل کی سرکاری خبریں ہوا کرتی ہیں ' اسی طرح سرکاری اعلان میں انتقال کی وجہ یہ بیان کی گئی ہوگی کہ اکثرت سے انگور کھا لئے تھے !

اس امر کی اسی زمانے میں کافی شہرت ہوگئی تھی کہ انتقال زہر کی وجہ سے ہوا - چنانچہ (کاب عباسی) سے لیکر ابن اثیر وغیرہ تک ' سب زہر خورانی کو تسلیم کرتے ہیں ' اور اسکی نسبت خاص خاص تفصیلات بھی بیان کرتے ہیں -

الزام قتل کا اصلی ملزم

لیکن زہر اس نے دیا ؟

انصاف یہ ہے کہ اس بارے میں (مامون الرشید) کا دامن مشتبہ ضرور ہے ' اگرچہ ہمارے پاس دلیل قطعی کوئی نہیں - دونوں پہلو قوی ہیں ' اور سوء ظن سے اجتناب شاید قرین احتیاط سمجھا جاے -

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تاریخ کی راہ مذہبی عقیدت اور حسن ظن کی متحمل نہیں ہوسکتی - یہاں بحیثیت " ابن عم رسول اللہ " (صلعم) کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مسلمان حکمراں مامون الرشید نامی شخص کی نسبت ہے -

انتقال خلافت اور عباسیہ کی رسمی

اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سنہ ۲۰۰ - ہجری میں مامون الرشید نے ارادہ کیا کہ اپنے بعد کسی شخص کو ولی عہد مقرر کر دے - اس غرض سے اس نے تمام بنی عباس و علویوں کو جمع کیا اور کچھ عرصے کے غور و فکر کے بعد ایک مجلس منعقد کرکے حضرت امام (علی بن موسی الرضی) کی ولی عہدی کا اعلان کر دیا :

انہ نظر فی بنی العباس و بنی عمہ ' فلم یر فی اهلہ احد اکمل من علی بن موسی الرضا ' فعهد الیہ بالخلافۃ

اس نے تمام بنی عباس و علی خاص کر امام

يجد احداً افضل ولا ازرع ولا اعلم من علي بن موسي - فلذلك عقد له العهد من بعده -

علي بن موسي سے بڑھکر صاحب علم و تقدس نه پاتا - پس انهي کو اپنے بعد ولي عهد خلافت مقرر کيا -

عباسيوں کا لباس رسمي سياه تها ' اور علويوں کا سبز - بيعت کے بعد اُس نے احکام جاري کيے که آج سے سياه لباس ترک کرديا جاے اور تمام فوج و اعيان ملک سبز لباس اختيار کريں -

اس واقعه کے تمام عباسيوں اور بني هاشم ميں بڑهي و غيظ و غضب کي آگ بهڑکا دي - لوگوں نے علانيه کهلا شروع کيا :

لا تخرج الخلافة من ايدينا ! يه ممکن نهيں که خلافت همارے هاتهوں سے نکلکر همارے دشمنوں (سادات و علويوں) کے هاتهه ميں چلي جاے -

(مامون) خراسان ميں تها - دارالخلافت بغداد ميں تمام لوگ اسکي طرف سے پهر گئے - يهاں تک شورش بڑهي که عباسيه اسکي بيعت توڑ کر اسکے چچا (ابراهيم بن المهدي) کے هاتهه پر بيعت کي - (مبارک) کے لقب سے وه تخت پر متمکن هوا - (اغاني) نے لکها هے که چونکه ابراهيم شعر و موسيقي ميں درجهٔ امتياز رکهتا تها ' اسليے مشهور شاعر (ابو فراس بن حمدان) نے يه شعر لکها :

مشئم عليه ام مشهم ' و هل لكم شيخ المغنين ابراهيم ام لهم ؟

مامون کا تشيع اور انکار

مامون الرشيد نے عباسيه کے استحقاق خلافت کے ايسے عظيم الشان اور بنيادي مسئله ميں کيوں تغير کيا ؟ اور کيوں بني هاشم و عباسيه کي دشمني مول لي ؟

ميں ايک لمحه کيليے بهي اسکو تسليم نهيں کرسکتا (جيسا که برادران شيعه کا خيال هے) که يه محض ايک مکر و خدع اور حضرت امام کو شهيد کرنے کي ترکيب تهي - اگر مامون کے تشيع اور محبت اهل بيت کي را قعيت سے انکار بهي کرديا جاے ' جب بهي يه سوال باقي رهتا هے که ايسا کرنے کي اسکو ضرورت هي کيا تهي ؟ اگر اسي سبب سے (حالانکه وه معلوم نهيں) حضرت امام کو وه شهيد هي کرنا چاهتا تها ' تو کيا اسکي يهي تدبير تهي که ايک ايسا عظيم الشان تغير مسئله خلافت ميں کرے ' اور تمام دنيا کو اپنا دشمن بنا لے ' پهر اسکے بعد اسکو شهيد کرا دے ؟

اصل يه هے که مامون کي محبت اهل بيت اور مذاق تشيع سے انکار کرنا ' تاريخ کي شهادات موثقه کي بنا پر جهه توهين هے - اسنے (برا مکه) کي گود ميں پرورش پائي تهي جو شيعه تهے - عجميوں کي سوسائٹي ميں رها ' اور اس وقت تک شيعيت کو سياسي لحاظ سے مخصوص بعجم سمجهنا چاهيے - تخت نشين هونے کے بعد بهي اسکا ساتهه (خاندان سهل) کے ساتهه رها اور يه شيعه تهے - اُس نے اعلان کرديا تها که " جو شخص جعفر کو اچها نهيں کهتا ' وه اطاعت سے باهر هے " (متعه) کي حلت کا جيسا شديد اور جا حکم اُس نے ديا تها ' وه تاريخوں ميں موجود هے - حضرت امير عليه السلام کي افضليت کي نسبت اسکے مباحثے طول طويل هيں -

خليفه عمر ابن عبد العزيز نے باغ (فدک) سادات کو ديديا تها ' مگر پهر اسکے بعد انکے قبضے ميں نهيں رها - مورخين نے تصريح کي هے که مامون الرشيد نے در بارہ سادات کو واپس کر ديا که انهي کا حق هے -

تمام عباسيه ميں اسي کا عهد هے که سادات و علويئين کي قدر و منزلت ' حتي که ملکي عهدوں پر فائز هونے کے واقعات نظر آتے هيں - اسکے زمانے ميں سادات نے متعدد فوجي تحريکيں دعوئے خلافت کے

سانهه شروع کيں ' مگر مامون نے هميشه درگذر ' عفو ' اور نرمي و آشتي سے کام ليا - حالانکه ظاهر هے که وه (سفاح) اور (رشيد) کا جانشين تها ' اور اسي تخت پر بيٹها تها ' جس پر (منصور) بيٹهے والا تها -

پس حضرت امام کو ولي عهد مقرر کرنے کا اصلي سبب قوي ' محبت اهل بيت اور ازالهٔ شغف خاندان علي کے سوا اور کچهه نهيں هوسکتا -

اب اور سياسي سبب

البته صرف ايک سبب اور هے ' جو اسکے ذيل ميں بيان کيا جا سکتا هے - اور ميں اسکو سياسي نظر سے بهي سمجهتا هوں - يعني (عجمي) اقتدار کي افزايش ' اور عربي قوت اور ضعيف کرنے کي تدبير ' جو في الحقيقت اغاز عهد عباسيه سے شروع هوئي تهي - برامکه ' آل نوبخت ' اور خاندان سهل وغيره کے بعد ديگرے اسکے ارکان و دعات ميں سے رهے ' اور خود مامون کا وجود عجمي انوکي فتح يابي کا ايک واقعه تها - هارون الرشيد کے زمانے ميں جب (امين) اور (مامون) کي ولي عهدي کي رقيبانه کشمکش هو رهي تهي ' تو وه در اصل عجم و عرب کي مدافعت و مسابقت کي معرکه آرائي تهي - مامون کي کاميابي نے عجمي اقتدار کو قائم کرديا ' اور سادات و علويئين کي طرفداري ' اس وقت تک عجم کا سياسي مذهب تها -

طبري ' ابن اثير ' ابن عبدربه ' اور مغربي وغيره نے تصريح کي هے که حضرت امام رضا کي ولي عهدي کا معامله در اصل (فضل بن سهل) کے هاتهوں انجام پايا -

پس اس ولي عهدي کا ايک دوسرا سبب قوي يه بهي تها که اسکے ذريعه بني هاشم و عموم عرب کا زور توڑا جاے ' اور عجمي اقتدار هميشه ايليے تخت خلافت پر قابض و محيط هو جاے -

بهر حال سبب اولي هو ' مگر يه ولي عهدي ايک سچي خواهش اور ارادے کا نتيجه تهي - مکر و خدع اور حيله طراشي نه تهي ' گر آور مدعا موقعوں پر ايسا بهي هوا هو -

ولي عهدي کے بعد

البته اصلي سوال يه هے که جب (امام رضي) کي ولي عهدي کا اعلان هوگيا ' اور اسکي وجه سے تمام بغداد ميں ... هو ... حتي که مامون کي خلافت بهي قا ... لوگوں نے ابراهيم مبارک ... خلافت کو الٹ د ... که اپني حا ... کر دے ...

فرمان روائي کا تاج کو لعل ، جواهر کا هوتا هے ' مگر اسکے اندر هلاکتوں اور خطروں کے کانٹے بهرے هوتے هیں -

منصور نے (ابو مسلم) کے ساتهه کیا کیا اور اُس نے کیا کیا تها ؟ اُس نے چهه سو برس تک رهنے والی حکومت دلائی اور منصور چند لمحوں کي زندگي دینے پر بهي راضي نه هوا ! (هادي) کي موت کا واقعه بهلایا نهیں جا سکتا ' جو اسي خاندان کا واقعه هے - (رشید) کے ساتهه (رشید) ظاهر اچهے تعلق تها ' وه محتاج تشریح نهیں - اور سب باتوں سے قطع نظر کیجیے - خود تخت خلافت کے ملنے میں (بعض وهمی) کي مساعی ایسي عظیم و یاد گار تهیں ؟ مگر اس شخصي حکومت اور پولیٹکل مجبوري نے جو اچهے (رشید) سے کرایا ' وه تاریخ عباسیه کا ایک مشهور افسانه ثم هے - (امین) مامون کا بهائي تها - جب قید خانے میں اسپر تلوار چلائي گئي تو اس نے کهیے تو کهال بها تها : " انا ابن عم رسول الله ! انا ابن هارون ! انا اخو العاصمین ! الله الله في دمي ' الله الله في دمي ! ! " میں رسول الله کے چچا کا فرزند هوں ' هارون کا بیٹا هوں ' مامون کا بهائي هوں - ظالمو ' میرے ساتهه یه کیا کر رهے هو ؟ لیکن کچهه نه چلي اور دلاور قتل کر دیا گیا - (ذوي الریاستین) نے (مامون) کے ساتهه رهي کیا تها ' جو (ابو مسلم) کے منصور کے ساتهه ' (ماهر) نے (امین) کے ساتهه ' اور (میر جمله) نے (عالمگیر) کے ساتهه ' مگر بالآخر جب اسکا اقتدار جما اور (ابو مسلم) ایسي حالت پیش آئي ' تو اُسي حکومت نے تحفظ کیلیے (جو اسکي سعي سے ملي تهي) مجبور هوا که چند آدمیوں کو بهیجکر حمام میں قتل کرا دے '

(طاهر) ذوالیمینین کے ساتهه بهي اسکو ایسا هي سلوک کرنا پڑا - خاندان آل عثمان کي تاریخ پڑهیے - آخر وه بهي تو انسان تهے ' جنهوں نے اپني اولاد اور قتل کرایا ' اور بهائیوں کے قتل کے واقعات کو تو اون شمار کر سکتا هے ؟

(شاهجهان) اور (اورنگ زیب) ایسي امتیازت شخصي حکومت کیلیے جن کانوں پر مجبور هوے ' انکے لیے دور جانے کي ضرورت نهیں -

هم جب اُن لوگوں کي نسبت بحث کرتے هیں ' تو همارا هاتهه ' هوتا هے ' جو اسي کے طرے میں الجها چاهے تو تڑپ جاتا جسمیں چتر شاهي اور تاج حکومت

ے هے -

ے سامنے هے - هم نے

، گذهایش

کرام میں تو اوني شک نهیں ' لیکن خاندان عباسیه کي مخالفت اور دهمي نے اسکو مجبور کر دیا - ورنه وه خود اپني راے پر قائم اور مستقیم تها - '

ولي عهدي کے واقعه نے تمام بغداد میں بغاوت پهیلا دي تهي ' اور (ابراهیم) کے هاتهه پر بیعت بهي لي جاچکي تهي ' لیکن (ذوي الریاستین) اي در بار خلافت پر حکومت تهي - اس نے (مامون) کو ملک کي حالت سے بے خبر رکها - کوئي شخص بغیر اسکے حکم کے کوئي خبر مامون تک نهیں پهنچا سکتا تها - هرمه نے جرات کي ' مگر (ذوي الریاستین) کے دسائس کا شکار هوا - یهاں تک که (حسن بن سهل) مقابلے کیلیے روانه هوگیا ' اور پهر بهي (مامون) کو یهي خبر دي گئي که "ابراهیم بغداد میں غالب الریاست کي حیثیت سے کام کر رها هے ' کوئي خط شے کي بات نهیں "

امام رضا کا صبر اور احسان عظیم

یه حالت دیکهکر امام (علي رضا) سے صبر نهوسکا - وه ایک دن آئے اور مامون سے کها :

یا امیر المومنین ! ان الناس ببغداد قد بایعوا علیک ابراهیم بن المهدي (الفخري صفحه ۲۰۰ -)

یا امیر المومنین ! بغداد میں لوگ آپ کے مخالف هوگئے هیں - اس سبب سے که آپکے بجکسر ولي عهد مقرر کیا ' اور سیاه لباس کي جگهه سبز لباس پهننے کا حکم دیا - انهوں نے آپکي بیعت توڑ دي هے ' اور آپکي جگهه آپکے چچا ابراهیم بن مهدي کے هاتهه پر بیعت کر چکے هیں -

اب (مامون) کي آنکهیں کهلیں - وه اب تک (ذوي الریاستین) کے هاتهه میں ایسي طرح ایک عنصر معطل تها ' جیسا که عرصے تک (اابر) بیرم کے هاتهه میں رها تها - اسکو اپني بے خبري اور معطلي کے حس کے ساتهه اُس طوفان هلاکت کا بهي علم هوا ' جو اهل بیت کي محبت اور امام رضا کي ولي عهدي کي بدولت اسکي طرف بڑهرها تها -

تاریخ مشاهدے کا نام نهیں هے ' بلکه روایت کا ' اور پهر قرائن و تجسس ' ظنون غالبه ' اور بحث و تعلیل کا - غور کرنا چاهیے که قدرتي طور پر (مامون) اس وقت ان خیالات سے در چار هوا هوگا ؟ اور حفظ حکومت و نفس کے کن مصالح وقت کو پیش نظر کر دیا هوگا ؟

دسیسۂ قتل ذوي الریاستین

اُس نے وهي کیا جو هر شخصي حکمران ایسے موقعه پر کرتا هے - ایک جماعت باهر کے لوگوں کي (ذوي الریاستین) کے پیچهے لگادي :

ثم جماعة علي مثل ، فقتلوه في الحمام ثم اخذ هم وقد مهم ایضرب اعناقهم فقالوا له : " انت امرتنا بذلك ثم تقتلنا ؟ " فقال لهم : " انا اقتلكم باقرارکم ' واما ما اد عیتموه علی

پهر مامون نے ایک جماعت فضل کے قتل کیلیے خفیه لگا دي ' جنهوں نے اسکو حمام میں قتل کر ڈالا - پهر مامون نے قاتلوں کو پکڑوا بلوایا ' اور قتل کا حکم دیا - اسپر انهوں نے کها که " خود آپ هي نے تو هم کو حکم دیا تها که آپ قتل کردیں - جب اسني تعمیل کي تو اب هم کو اولٹا قتل کیا جاتا هے ؟ " لیکن مامون نے اس قانوني پیچ سے انکو چپ کرادیا که " تمهارا جرم تو

من اني امرتكم ثابت هے که خود قتل کا اقرار کرتے
بذلك ، فدعوى هو - رها میرا حکم دینا ' تو یه محض
ليس لها بينة "تم تمهارا دعوا هے ' جس کے لیے کوئی دلیل
مرب اعناقهم رحمل نہیں ! " پھر مسئل اس قتل نرویا اور
رؤسهم الى الحسن انسے سروں کو حسن بن سہیل کے پاس
بن سهل ، كتب بهیجوا یا اور فضل کے مرنے پر تعزیت
بعزيه ويوليه مكانه - کی اور اسکی جگہه اسکو مقرر کیا -

درحقیقت (مامون الرشید) کی اصلی حکومت اسی دن سے شروع هوئی هے ' جس دن امام علی رضا نے اسکو ملک کی حالت سے باخبر کیا ' اور یه انکا حکومت مامونی پر ایک احسن عظیم هے - اسوقت اگر (ذی الریاستین) تھوڑے دن آور زندہ رهتا ' تو مامونی خلافت کا بالکل خاتمه تها -

پھر حال (مامون) کے ملکی شورش کا پہلا علاج تو یه کیا - اب اسکے بعد اس شورش کی علت اصلی ' یعنی خلافت کا خاندان عباسی سے سادات میں منتقل هونا ' اور امام علی رضا کی ولی عہدی کا مسئله درپیش تها -

داقعهٔ شهادت امام رضا

مامون کو معلوم هوگیا تها که میں سادات کی دوستی کے ساتھه اسی طرح تخت خلافت پر قائم نہیں رهسکتا - عباسیوں نے ابراهیم کے هاتھه پر بیعت کرلی هے ' اور اگر اسکو شکست دے بھی دیگئی' جب بھی یه فتنه ایسا نہیں هے جو پھر نه ابھرے -

(ذی الریاستین) کی قوت پر اسکو بڑا بھروسه تها ' لیکن مجبوراً خود هی آگے هاتھه سے کھونا پڑا - پس اسکے سوا اب چاره نه تها که عباسیوں کی خواهش کے آگے سر جھکا دیا جاے اور جس علت سے شورش پیدا کی هے ' اسکو دور کرکے تلافی مافات کی جاے -

سفر کرتے هوے سنه ۲۰۳ - میں (مامون) طوس پہنچا ' اور چند دنوں ٹھیلیے ٹھہر گیا که (هارون الرشید) کی قبر یہاں تھی - حضرت امام علی رضا بھی اسکے ساتھه تھے - دفعهٔ بیمار هوے اور دفعهٔ انتقال کرگئے - حضرت کی علت مسموم انگوروں کا کھانا ایک مسلم واقعه هے -

مامون نے اپنی زندگی پر نہایت سے ماتم کیا' یہاں تک که تین دن تک قبر پر مجاوری کی -

جنازے کے ساتھه ننگے سر چلکر مشائعت کی اور حکم دیا که (هارون الرشید) کی قبر کھود کر اسی میں اپنے دفن کیا جاے' تا که انکی برزات سے رشید کی مغفرت هو -

خاندان اهل بیت کے مشہور مداح (دعبل) نے اسی واقعه کی نسبت هجو لکھی تھی :

ما ينفع الرجس من قرب الذكي ' ولا
على الذكي بقرب الرجس من ضرر

واقعات کا یہی حصه هے ' جہاں پہنچکر مامون کا دامن مشتبه هو جاتا هے ' اور قرین قیاس و معقل معلوم هوتا هے که اس نے و سیاست (ذی الریاستین) کے ساتھه برتی تھی ' وهی امام علی رضا کے ساتھه برتنے پر مجبور هوگیا هو -

یه تو یقینی هے که عباسی شورش کے بعد (مامون) کے اس طرز عمل میں پورا تغیر هوگیا تها جو اس سے پہلے سادات و علویئین کے ساتھه تها - شعار علویئین (لباس سبز) کے اختیار کرنے میں اسکا اهتمام بلیغ اور کوشش هوچکا هے - جب سنه ۲۰۴ - میں خراسان سے بغداد پہنچا ' تو خود اسکا اور اسکے ساتھیوں کا لباس سبز تها - جو بار دربار میں آتے تھے' وہ بھی سبز لباس هی پہنے هوتے تھے -

آٹھه دن تک یه حالت قائم رهی' لیکن جب اس نے دیکھا که عباسی اس بارے میں اعتراض کررهے هیں' تو معاً حکم دیدیا که لباس بالکل بدل دیا جاے اور رهی پرانا عباسی شعار ' یعنے سیاه رنگ کے کپڑے سب پہن لیں !

واقعه کا دوسرا پہلو

— * —

یہاں تک هم نے جو کچھه لکھا ' وہ (مامون) کی شہادت قتل کے قرائن اور قیاسات تھے ' جنکو سادہ و قدرتی ترتیب کے ساتھه هم نے پیش کر دیا -

لیکن اسکے ساتھه هی ایک دوسرا پہلو بھی تاریخی رعایت' اور قرائن عقلی کی تقویت' دوار چیزوں رکھتا هے ' اور انصاف کے خلاف هے که اسکی طرف سے آنکھیں بند کرلی جائیں -

(مامون) مصلحت وقت کی وجه سے مجبور هوگیا تها - امام علی رضا کا دشمن نه تها - لیکن تمام عباسی تو ولی عہدی کے بعد سے قطعی انکے جانی دشمن هوگئے تھے - پھر کیا عجیب هے که انکے اور مامون کے مخالفین نے خود اوپنی سازش کی هو' اور انگور میں زهر ملا کر دیدیا هو ؟

جو مورخین (مامون) کی شہادت قتل کے مخالف هیں ' وہ اسی پر زور دیتے هیں که مخالفین مامون و حضرت رضا نے ایک سازش کرکے یه معامله انجام دیا -

مخالفین امام قتل

انکے دلائل کی رقعت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا - سب سے زیادہ قدیم راے اس بارے میں مورخ یعقوبی مشہور به (ابن واضح کاتب عباسی) کی هے - وہ تیسری صدی کا مشہور مورخ هے ' اور عہد مامونی کے تمام واقعات خود اس عہد کے لوگوں سے روایت کرکے بیان کرتا هے - اسکا بیان هے که یه سازش (علی بن هشام) کے کی تھی - مامون کو اس سے کوئی تعلق نہیں تھا -

(ابن اثیر) بھی اس واقعه سے انکار کرتا هے ' اور بعد کو متاخر تاریخیں لکھی گئیں ' سب میں شہادت مامون کے خیال کو (قیل) کے ساتھه لکھا هے ' اور اسکی صحت پر زور نہیں دیا هے -

(یعقوبی) کی شہادت کو اس لیے قوی سمجھا جاتا هے که وہ بظاهر شیعیت کی طرف مائل نظر آتا هے - ذا الفنر اذرد فاندیك (جو ایک بے طرف اور مسیحی مصنف هے) التقاء المقدوح میں لکھتا هے : " قال يعقوبي في عرضه في الشيعة ' دون السنيه " - قرب عہد اور تقدم زمانه اسکو معتمد تر بناتا هے -

البته مقاتل میں (فخر الدین ابن الطقطقی) نے زیادہ بھیانک اور ایک حد تک قوی لب و لہجه میں اس الزام کو لکھا هے - لیکن اسکی نسبت مخالفین الزام نہیں کرسکتے هیں که وہ عباسیه کا سخت مخالف تھا - حتی که قتل معتصم اور فتنهٔ تاتار و ہلاکوی بغداد کے واقعه پر بھی چندان متاسف نہیں -

حاصل تعقیب و تفتیش

پس ایسی حالت میں سچ یه هے که کسی خاص پہلو کو ترجیح دینا مشکل هے - واقعه کی نوعیت اور اسکے گرد و پیش کے حالات اس طرح کے هیں که (مامون الرشید) کا پوزیشن مشتبه ضرور هے - اور ساتھه هی یه بھی ممکن هے که عام مخالفین امام نے یا بقول (ابن واضح) علی بن هشام نے ایسا کیا هو -

بہر حال کوئی قطعی راے بحالت موجوده نہیں دی جا سکتی - همارے نزدیک دونوں پہلو ممکن الوقوع هیں -

بحالت موجودہ ہم نہیں سمجھتے کہ ہا هم دگر الزام دهي میں کیوں وقت ضائع کریں ؟ اگر (مامورین) سے فی الحقیقت یہ جرم سرزد هوا تو اللہ کي عدالت کھلے والي ہے اور وهاں آپکي یا میری وکالت کي ضرورت نہیں - اگر نہیں هوا تو بخشدو اور بھول جاؤ - ملاعنہ رسمیہ کے مظالم کي ایسی اس واقعہ کے یاد کرنے پر موقوف نہیں - آج جو کچھ هو رها ہے ' جب اُس سے ہمیں عبرت حاصل نہیں هوتي ' تو دل جو کچھ گذر چکا ہے ' اسکے دهرانے سے کیا فائدہ ؟

جس زجوہ مقدس کي ولي عہدي کي تبریک میں (ابو نواس) نے یہ اشعار کہے تھے ' آج اسکي قدر مبارک کا تحدید شدستہ هو چکا ہے اور تمام اسلامي دنیا خاموش ہے :

مطہرون نقیات جیوبهم
تجري الصلوة علیهم ایما ذکروا
من لم یکن علوي الحتین تذسبه
فما له في قدیم الدهر مفتخر
اللهم لما بري خلقا فاتقنه
صفا کم و اصطفاکم ایها البشر
فانتم الملا ' الاعلی ' وعمد اسم
علم الکتاب و صاجاءت به السور

انجمن هـلال احمر قسطنطنیه

کي رسید

— * —

متعدد مقامات سے بکثرت خطوط اس مضمون کے آئے هیں :

" هم نے چندہ هلال احمر کا رزیدہ جمع کرکے بعض صاحبوں کے سپرد کیا انهوں نے بیان کیا کہ براہ راست قسطنطنیہ روانہ کردینگے - اب وہ ایک چھپي هوئي رسید دکھلاتے هیں ' اور کہتے هیں کہ یہ انجمن هلال احمر قسطنطنیہ سے آئي ہے ' مگر هم لوگوں کو اطمینان نہیں - کوئي ایسي شناخت بتلائي جاے ' جس کے ذریعہ اصلی رسید کو پہچان سکیں "

(الـهـلال)

شناخت کیا بتلائي جاے - انجمن هلال احمر قسطنطنیہ کي ایک رسید کا بعینہ عکس چھاپ دیا جاتا ہے - اسے دیکھ لیجیے اور خدا را مشتبہ اور خدشے کے مواقع سے بچیے :



انجمن هلال احمر قسطنطنیہ کي رسید

اصلي رسید اس عکس سے طول و عرض میں دگني ہے - وہ نہایت قیمتي طباعت کا نمونہ ہے ' اور جس طرح بینک کي چک بکس ' یا کرنسي نوٹ پر مختلف رنگوں کي نقاشي هوتي ہے ' اسي طرح کي چھپي هوئي ہے - چاروں طرف چھوٹے چھوٹے سرخ هلالوں کي جدول ہے - اندر کي سطح هلکے آسماني رنگ کي ' اور وسط میں سرخ دائرۂ هلال کے اندر هلال احمر کے دو والنٹیروں کي تصویر ہے - سطح کے اندر سفید حرفوں میں " عثماني هلال احمر جمعیتي " نمایاں نظر آتا ہے ' اور بالعموم صدر جمعیۃ یا مفتش کے اسپر دستخط هوتے هیں -

جو رسیدیں آپکو دکھلائي گئي هیں ' انکو بغور دیکھ لیجیے - اگر ایسي نہیں هیں تو فوراً دفتر الهلال میں اطلاع دیجیے - یہاں مشتبہ اشخاص و ذرائع کي فہرست مرتب هو رهي ہے ' اور بذریعہ خط و کتابت تنبیہ و تہدید کا سلسلہ جاري -

مظـالم بلقـان

— * —

مظـالم کا ثبوت

همعصر انگلشمین کا نامہ نگار اندرس لکھتا ہے :

" جیسا کہ میں بارها اپنے خطوط میں لکھہ چکا هوں " ارمینیا کے مفروضہ مظالم کي وجہ سے مسٹر گلیدسٹون کي بدولت تمام یورپ گونج اٹھا تھا ' اور ترکوں کو ملامت کررها تھا - حالانکہ انکا بڑا حصہ تو خود بلغاریا کي ایجاد تھي ' اور کچھہ نہایت روشن اور بے شرم مبالغہ و اختراق - لیکن یہي مظالم کا ثبوت جب دوسرے پیر میں آگیا تو ریڈیکل پارٹي کے پاس اسکے لیے ایک لفظ بھي نہیں تھا ؟

سر ایڈورڈ گرے نے دیدہ و دانستہ ان قتلهاے عام کي بابت هماري قونصل کي رپورٹ کو دبا دیا ہے - الرتہ مارلے انکے اس فعل کي تصدیق میں کہتے هیں : " اس قسم کے مدفون واقعات کو اکھاڑنا (گو وہ صحیح هي کیوں نہ هوں) جذبات کو تلخ کرنا اور صلح کو نا قابل حصول بنانا ہے " مگر مسٹر گلیدسٹون نے قونصل کي رپورٹ کو دبا دینا تو درکنار (اور اگر دباتے بھي تو کیا دباتے ' انکے پاس کوئي رپورٹ هي نہ تھي) صوفیا اور قسطنطنیہ کے قصوں پر اعتبار کرلیا تھا ' اور یہي فرضي قصے تھے جنهوں نے کنسروٹو پارٹي کو صرف اسواسطے اکھاڑ پھینکا کہ وہ ترکوں کي حامي "

راقم خط اس زمانے میں ڈیفرنو میں تھا - اسکے بعد ترکي اور بلغاریا کا سفر کیا - اس بناء پر بذات خود ترکوں کے خلاف مفروضہ الزامات تکذیب کے کیلیے سند و شہادت رکھتا ہے -

تلخیـص حـوائد عثمـانیہ

— * —

ایک معرکہ شدید

میدان جنگ سے آئے هوے تاروں سے معلوم هوتا ہے کہ گیلي پولي کے قریب ایک شدید معرکہ هوا ' جسمیں میدان عثماني فوج کے هاتھہ رها -

اکسا میلا میں دشمن کو شکست

اکسا میلا (واقع گیلي پولي) میں بلغاري قوت اسقدر کمزور هوگئي کہ تاب مقابلہ نہ لاسکي - ایک شدید معرکے میں سخت شکست کھاکے گاؤں سے بالکل چلي گئي ہے -

جب سے دشمن کي فوج سامنے سے هٹي ہے ' عثماني فوج کي پیشقدمي گیلي پولي سے شمال کي طرف برابر جاري ہے -

ایک خونریز معرکہ

حال میں جنوب چرکس کوئي میں عثماني اور بلغاري ، فوج کے تفتیش کن حصوں میں ایک خونریز اور هولناک رن پڑا - جانب برچھوں اور سفید هتھیاروں سے هوا کي - عثمانیوں نے دشمنوں کو اسکے فوجي مواقع (پوزیشنوں) سے نکالدیا اور خود اس پر قابض هوگئے - دشمن کے نقصانات شدید تھے - آستانہ میں آئے هوے تاروں سے معلوم هوتا ہے کہ جتنے بلغاري شریک جنگ هوے ' اسمیں سے صرف دس بچے - باقي سب کام آئے - عثمانیوں کو غنیمت میں بکثرت هتیار ملے -

اور رذائل ثلاثہ کا ازالہ نہ ہوجائے - اور یہ بغیر اسکے ایک مشت خاک بھی نہیں بن سکتا -

جو بد دیانتیاں اسوقت مظہر عام پر آچکی ہیں' کہو چاہیے کہ اپنے دامن سے مقفعل ہوں' تو بہ کریں' آیندہ صلاح کا عزم جازم کریں - اور جو سوالات ابھی پردۂ خفا میں کے اندر مستور ہیں' انکے لیے بھی سبق عبرت حاصل کریں' اسلیے کہ خیالات فاسدہ کے خانہوں کا اندر بھی زوز بد دیکھا پڑیگا - واللہ محیط بما تکتمون -

" لیڈر " کچھ زید' عمرو' بکر' کا نام نہیں' بلکہ عبارت کے صفات مذکورہ کے مجموعہ سے - فطرت انسانی ہر اس شخص کو لیڈر مانتی ہے جسے طیار ہو' جسکے اندر خصائل اربعہ مجتمع ہوں' اور اسکی ذات رذائل ثلاثہ سے پاک ہو -

سر (آغا خاں) ہوں یا سر (علی محمد خاں) ' (کامریڈ) ہو یا (الہلال) - اپنی ہو' ہم اسی شخص کو لیڈر تسلیم کرینگے جو مندرجۂ ذیل شرائط پوری کرے -

(۱) حق پرستی میں استقلال ہو - سوائے رضاء عظمت واقتدار ' حرص مال ' ہوس القاب ' غرضہ دنیاوی ترغیب ' دامن صداقت چھوڑا دینے میں کامیاب نہو -

(۲) قومی کامرانیوں کی انی اسانی اور آرام طلبی کو چھوڑ دیجائے اور کامل جانفروشی کے ساتھ قومی مفاد حاصل کرنے کی کوشش کی جاے -

(۳) خلوص کے جملی اظہار' اور مصنوعی انہماک سے سخت پرہیز کیا جائے - یاد رہنا چاہیے کہ مصنوعی انہماک اور جعلی خلوص' جعلی ثروت کیطرح ایک دن ضرور پکڑے جائینگے - اسلیے کہ جسطرح جعلی نوٹ چلانے والے کی آواز میں خوف پنہاں ' اور ہاتھ کی حرکت میں ایک غیر محسوس رعشہ پرشیدہ ہوتا ہے' اسیطرح جعلی خلوص نمائی' اور مصنوعی انہماک آرائی اپنے اندر مکر اور فریب کی لھٹک رکھتی ہے' جسکو دیدہ وری اور ژرف نگاہی کی آنکھ جلد سے جلد محسوس کرلیتی ہے' اور اس سے چھپ نہیں سکتی -

(الہلال)

ہمارا مدت سے ارادہ تھا کہ الہلال میں ایک باب کسی ایسے عنوان کا رکھیں' جسکے نیچے متفرق طور پر ہر طرح کے خیالات' جو ایک مطالعہ درست و صاحب فکر دماغ میں ہمیشہ گذرتے ہیں' اور کسی مستقل مضمون کی صورت میں جمع نہیں کیے جاسکتے ' شائع ہوں -

مختلف امور کے متعلق بیسیوں ایسے خیالات ہمارے دماغ میں گذرتے ہیں' جنکو اگر قلمبند کیا جاے تو موجب بصیرت ہوں' لیکن ضائع جاتے ہیں - کتابوں کے مطالعہ کے وقت آرا و معلومات کو جنبش ہوتی ہے ' اور اگر متفرق نوٹوں کی صورت میں انکا ما حصل محفوظ ہو جاے' تو اکثر حالتوں میں مفید ہو' مگر ویسا نہیں ہوتا - (رقائق و حقائق) کی سرخی اسی غرض سے ہم نے قائم کی ہے -

بعض چیزیں کمپوز کرنے کیلیے دینا چاہتے تھے کہ یہ مضمون پونچھا - جذبۂ عبارت پذیری پر (گویا مکمل اور سرسری طور پر) مگر جیسے لفظوں میں اظہار خیالات تھا - اسلیے اسی کو اس عنوان کے نیچے دایں خیال درج کر دیا گیا ' کہ کسی خاص سلسلۂ و ترتیب سے مربوط نہ تھا -

اس مضمون میں دو خیال ایسے ظاہر کیے ہیں ' جسے ہم متفق نہیں - ایک مضمون کے تیسرے کالم میں یہ خیال کہ " لیڈری

انتقاد

مطبوعات اردو

نہایت شرمندہ ہیں کہ زیادہ کیلیے تقاضیں بکثرت آرہی رہیں لیکن ہم نے آجتک ایک لفظ نہیں لکھا - بعض حضرات کی شکایتیں اس درجے میں ہوئیں کہ پھر کہنی پڑیں' مگر اپنی مجبوریوں کو کیا کریں ؟

سب سے پہلی بات جو کہ الہلال نے پیش نظر جو رکھی ہے' وہ ہندوستان سے باہر نے ہیں - جب احباب اپنی عزت افزائی سے تعریف کرتے ہیں' تو ہم اپنے دل میں شرمندہ ہوتے ہیں کہ آجتک دس صفحوں میں جتنے ہندو اردو کے مضامین شائع کیے ہیں کے سوا آواز اسمیں ہوتا ہی کیا ہے ؟ پورے رسائل کو چھوڑ دیجیے' تمام اردو کے بعض بڑے بڑے رسائل کی ضخامت اور نوع مضامین کا مقابلہ کرو اور سوچو کہ کیوں سامنے ہی ہمیں یاد آجاتا ہے کہ ان رسائل کی قیمت کتنی ہے' اور انکا وسیع حلقۂ اشاعت اپنے ساتھ رکھتے ہیں ؟

این بیست کہ صحرا ے سخن جادہ ندارد
واز زن روش اسپ تظری را چہ گنہ ہست ؟

ان حالات کی وجہ سے اگر اخباروں پر زیادہ کا صفحہ بھی ہمیشہ الہلال میں رکھا جاے تو اور ضرورتی مضامین کیلیے جگہ کہانسے آے ؟

پھر اس سے بھی بڑھکر دقت یہ ہے کہ ابتداے عصر کے " ریویو " کو " تقریظ و مدحت سرائی " کا مرادف سمجھ لیا ہے ' اور جب بھی کوئی چیز اخباروں میں ریویو کیلیے بھیجی جاتی ہے ' تو مقصود بھی ہوتا ہے کہ اسکی تعریف کی جاے - مقفا کا اصول ہے کہ " اصل ہر شے کی اباحت ہے تا وقتیکہ کوئی شے عارض حرمت نہو" اسی طرح اخبارات نے بھی یہ اصول قرار دے لیا ہے کہ " اس

[بقیہ پہلے کالم کا]

کی باگ کا ' تاج سلطنت اور دست عاما میں مشترک طور پر آنا ' مرهٹی اقتدار اور زوال دولت معلیہ کا سبب ہوا "

اس سے مقصود (اورنگ زیب) کا لیپرنٹر ہے - مگر یہ خیال صحیح نہیں ' واقعات تاریخی کے خلاف ہے ' نیز زوال دولت سے اسے کیا تعلق ؟ - والقصہ بطولہا -

نیز لکھا ہے کہ " لیڈر کی صرف پبلک زندگی زیر احتساب ہو سکتی ہے' نہ کہ پرایویٹ " ایک لحاظ سے تو یہ صحیح ہے - قرآن کریم نے بھی سورہ (حجرات) میں فرمایا ہے کہ " ولا تجسسوا " تجسس نہ کرو - لیکن اس سے ایک اصولی غلط فہمی بھی پیدا ہوتی ہے - ہمارا ذاتی اعتقاد یہ ہے کہ " لیڈر " کیلیے اولین شے یہ ہے کہ اسکی زندگی اپنے تمام اعمال ظاہر و باطن حتی کہ جزئیات حیات میں بھی قوم کیلیے ایک نمونہ ہو - پس جو شخص اپنے آپ کو اس حیثیت سے پیش کرتا ہے ' ضروری ہے کہ اسکی زندگی میں کوئی راز نہو' اور اسکی پرائیوٹ الف بھی ایک کھلا صفحہ ہو - قوم کو حق حاصل ہے کہ وہ صرف اسٹیج ہی پر نہیں' بلکہ اسکے گھر میں بھی اسکا تعاقب کرے - ہمارے سلف صالحین نے پبلسٹی کے یہی معنی ہم کو سمجھاے ہیں -

فکاہات

— * —

یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا اجلاس لکھنؤ

یہ فیض ہے جماعت " احرار " کا غرور * اب قوم کو جو شخص پرستی سے عار ہے
آزادیِ خیال کا جو کچھ کہ ہے اثر * یہ سب انہی کسی فیض کا منت گذار ہے
لیکن یہ دیکھنا ہے کہ یہ عزم ، یہ تڑپ * ہے دیرپا ، کہ جوش جوانی بہار ہے ؟
* * *
اب کے جو لکھنؤ میں دکھایا گیا سماں * سچ پوچھیے تو مضحکۂ روزگار ہے
دیکھا یہ ہے کہ ہر اک توسنِ بساط * میدانِ رزم و عرصہ گہ نبرد و دار ہے
غل ہے کہ وہ " مقدمۃ الجیش " آگیا * اب انتظارِ فوجِ پسِ کار زار ہے
احرار کی صفوں کی صفیں ہیں جمی ہوئیں * مجلس تمام ، عرصہ گہ کارزار ہے
اسٹیج پر ہر ایک پھڑکتا ہے اسطرح * گویا حریفِ رستم و اسفندیار ہے
ہاتھ اٹھا رہے ہیں ، یا علم فتح ہے بلند * چلتی ہوئی زبان ہے ، یا دو الفقار ہے
ہر نوجواں ہے نشۂ آزادی میں مست * جو ہے وہ حریت کا سر پر خمار ہے
احرار کہہ رہے ہیں : " یہ مانیگے ہم کبھی * ریشو کا ویسرائے کو کیا اختیار ہے ؟
الحاق اگر نہیں ہے تو ہر سعی ہی عبث ' * مساوات کا لفظ خاص ہمارا شعار ہے "
جو والیانِ ملک ، کہ تھے زیبِ انجمن * سب دم بخود ہے تھے کہ یہ کیا خلفشار ہے ؟
* * *
یا صبح دم جو دیکھیے آکر تو بزم میں * نے وہ خروش و جوش نہ وہ گیر و دار ہے
ٹوٹی ہوئی طنابیں ہیں ، عالم سرنگوں ہیں سب * بارودے تیغ گیر جو تھا ، ریشہ دار ہے
" سازش " کا ایک جال بچھایا ہے ہر طرف * ہر شخص اسکی فکر میں مصروف کار ہے
سر مستیاں ہیں دور قدم ہائے زار کی * ہر شخص " حکمتِ عملی " کا شکار ہے
* * *
جو بات کل تلک سبب ننگ و عار تھی * وہ آج مایۂ شرف و افتخار ہے
جس بات پر کہ نعرۂ نفریں بلند تھے * اب وہ قبول خاطرِ ہر دیدہ وقار ہے
کل کہہ چکے ہیں کیا ؟ یہ نہیں اب کسی کو یاد ' * اب نکتہ ہائے زیر لبی پر مدار ہے
خود آپ اپنے ہاتھ سے کھائی ہے ' گو شکست * کہتے ہیں پھر ' " یہ فتح مبیں یاد گار ہے "
* * *
حیران تھے عوام کہ کیا ماجرا ہے یہ ؟ * یہ کیا دو رنگیے چمن روزگار ہے ؟
" احرار " کا طریق عمل ہے اگر یہی * پھر کامیابیوں کا عبث انتظار ہے

(نقاد)

سوٹ ایبل سلف گورنمنٹ

Suitable Self Government.

— : * : —

کل کہہ رہی تھی لیگ یہ احرار قوم سے : * " جو جو بلا نہیں سمجھ پڑی تھیں وہ ہٹ گئیں
اب قید " سوٹ ایبل " سے ہو کب دیکھیے نجات * وہ بیڑیاں تو خیر کسی طرح کٹ گئیں "

" متین الملہ " اور " جوش متحد "

اعتدال آئے نہ پایا ہے نہ آئیگا کبھی * آپ کی طرح سے مجھکو بھی کھٹکا تھا
یہ تو ہونا ہے کہ اچھلے گی اسی زور سے اب * آپ نے قوم کو جس زور سے دے پٹکا تھا

(نقاد)

نقد اور ریویو کی مدح ہے ' تا وقتیکہ ہمارے اغراض ذاتی کے منافی نہو "

۴ اصول خواہ کتنا ہی قابل قدم ہو ' مگر اسمیں شک نہیں کہ آسان بہت ہے - کتابوں کا ڈھیر سامنے رکھا ' اور رسمی الفاظ مدح و تحسین تقسیم کرتے گئے -

کاش اس آسانی اور سہل کاری سے ہم بھی فائدہ اٹھا سکتے - مگر افسوس کہ ہمارے لیے ہر کام میں دقتیں ہی ہیں - ہم چاہتے ہیں کہ جسقدر کتابیں ریویو کیلیے آئیں' جب تک انپر ایک کافی نظر نہ ڈال لیں ' اور شنا سانہ رائے بھی کیلیے مستعد نہو جائیں ' ایک لفظ حوالۂ قلم نہ کریں - ریویو نویس در حقیقت پبلک کی طرف سے بہت بڑی ذمہ داری اپنے سر رکھتا ہے - وہ لوگوں کو مشورہ دیتا ہے کہ فلاں کتاب کا مطالعہ کریں ' اور فلاں اخبار خریدیں - پس بہت ضروری ہے کہ یہ مشورہ پوری امانت داری اور دیانت پژوہی کے ساتھ ہو' کہ " المستشار مؤتمن "

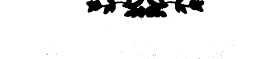
لیکن اسکے لیے بڑا وقت چاہیے - جن لوگوں کو اپنے کتب خانے کی تازہ ترین اور جدید الا شاعہ ذخیرۂ علوم کے مطالعہ کا موقعہ نہیں ملتا ' وہ آجکل کے اردو پریس کی اکلی ہوئی مطبوعات کے مطالعہ کیلیے کہاں سے وقت لائیں ؟

ممکن تھا کہ یہ کام ہم کسی اور صاحب کے حوالے کر دیتے ' مگر اول تو ابھی دفتر خرد ہی قحط الرجال کا مرثیہ خواں ہے ' پھر ڈرتے بھی تھے کہ الہلال میں جو کچھ لکھا جائیگا ' وہ ہماری طرف منسوب ہوگا اور کتابوں کی نسبت نہیں معلوم کیسا رائے قایم کی جائے اور کیا لکھدیا جائے !

ایک یورپ کے اخبار و رسائل ہیں ' جنکو علم و فن کی بہترین مطبوعات کے نقد کیلیے جگہہ نکالنی پڑتی ہے - ایک ہمارے قسمت ہے کہ ہر شخص جو قلم پکڑ سکتا ہے ' چند صفحے سیاہ کرکے چھپوا لیتا ہے اور پھر تمام اخباروں کو ذمہ دار سمجھتا ہے کہ انمیں نہیں اپنے کام کے کام اسکی مدحت سرائی کیلیے وقف کر دیتے ؟

بہر حال اس مشکل کا علاج اچھا نہیں - کتابیں ہر طرح کی اس کثرت سے جمع ہوگئی ہیں کہ اگر چند سطروں میں بھی ذکر کیا جائے' تو بھی صفحوں کے صفحے مطلوب - ہم آجتک اس اُمید سے جمع کرتے رہے کہ شاید دیکھنے کا وقت ملے' مگر افسوس کہ آجتک وقت نہیں ملا ' اور کس کو معلوم کہ کل ملے گا ؟ مجبوراً بالفعل یہی کرتے ہیں کہ کتابوں کی ایک ڈھیری بغیر کسی ترتیب و تقدم و تاخر کے سامنے رکھہ لیتے ہیں ' اور ٹائٹل پیج ' فہرست ' اور درمیان کے صفحوں پر ایک نظر ڈالکر ' لکھنا شروع کر دیتے ہیں - یہ ریویو نہیں بلکہ ایک طرح کی رسید کتب ' اور یا محض اعلان ہے - سردست اسی پر قناعت فرمالیجیے - حضرات مصنفین کرام سے معافی خواہ ہیں اُس تاخیر کیلیے' جو ہوئی' اور اس اختصار کیلیے جس پر خود بھی ہم متاسف ہیں - آیندہ نمبر سے یہ کام کسی اور صاحب کے متعلق کر دیتے ہیں ' اور پھر امید ہے کہ شکایت کا موقعہ نہو -

یہاں یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ " انتقاد " الہلال میں ایک ضروری باب رہے گا ' جسکا اصلی مقصد یورپ اور ممالک اسلامیہ کی جدید مطبوعات پر نقد و بحث و مذاکرہ ہے ' یا پھر ہندوستان کی بعض مخصوص اور اہم مطبوعات پر' مثلاً (کتاب الانساب سمعانی) پر ہم ریویو لکھہ رہے ہیں' جو حال میں یورپ سے شائع ہوئی ہے -



ترجمہ تفسیر کبیر
اردو جلد اول

— * —

قیمت ۲ - روپیہ - ادارہ الہلال

علامۂ (رازی) رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کبیر کا یہ اردو ترجمہ ہے' جس کو جناب مولوی محمد اسحاق صاحب دہلوی نے مرتب فرمایا ہے -

تفسیر (کبیر) کی نسبت اگر اچھہ لکھوں تو کئی صفحے مطلوب - کبھی نہ کبھی تفصیلی طور پر اس موضوع پر لکھنا ضرور ہے ' لیکن یہاں اسقدر لکھدینا کافی ہے کہ (تفسیر کبیر) علم تفسیر' کلام و عقائد ' اختلاف ملل و مذاہب' اور جمع معقول و منقول کا ایک ایسا ذخیرہ ہے' جو اگر آج موجود نہوتا ' تو نہیں معلوم کہ ان ان اہم مباحث اور معلومات سے ہم محروم رہجاتے ؟

قدماء (معتزلہ) نے تطبیق معقول و منقول اور انداز کلام و حکمت پر تفسیر لکھنے کی بنیاد رکھی - تاریخ و تراجم میں ہم اُن تفسیر کا حال پڑھتے ہیں - مگر بدقسمتی سے (فہرست ابن الندیم) اور (حاجی خلیفہ) کے باہر انکا کوئی وجود نہیں - وہ تمام سرمایہ عمدہ ہی محرومی سے ضائع ہوگیا - آج کہ (فخر الدین رازی) کی تفسیر کا پتہ ہے کہ (ابوبکر اصم) کا - کہ (ابو القاسم بلخی) کی تفسیر ملتی ہے ' جسکی نسبت (ابن خلکان) لکھتے ہیں کہ " ۱۲ - جلدوں میں تھی اور تاریخ اسلام میں پہلی ضخیم تفسیر ہے " اور کہ (ابو مسلم اصفہانی) کی وہ تفسیر (جامع التاویل لمحکم التنزیل) ملتی ہے ' جو فی الحقیقت ایک ذخیرۂ مباحث حکمیہ و معارف کلامیہ تھی ' اور جسکی نسبت خود امام رازی کا قول ہے کہ " حسن الکلام فی التفسیر ' اکثر العرض علی الدقائق و اللطایف "

اگر امام (طبری) کی تفسیر کہ نقل آئی' تو حکیمانہ انداز کی تفاسیر کی طرح ' نقل و روایات و جمیع احادیث و آثار کا بھی تفسیر میں کوئی بڑا ذخیرہ ہمارے پاس نہ تھا -

پس تفسیر کبیر قرآن مجید کے اکثر مشکل مقامات تفسیر کی نسبت جو عمدہ اور بصیرت افزا مباحث رکھتی ہے' اس سے بھی بڑھکر ہمارے نزدیک اسکی خصوصیت یہ ہے کہ آج بھی ایک تفسیر ہے' جسکے ذریعہ سلف و قدماء کے معارف و مباحث کا پتہ چل جاتا ہے ' اور ہر مسئلہ کی نسبت ہر طرح کی ارا ء و توجیہات سامنے آجاتی ہیں - اگر یہ تفسیر نا پید ہو جاتی' تو نہیں معلوم کیسی سخت تاریکی میں ہم اپنے آپ کو پاتے -

جناب مولوی اسحاق صاحب نے اسی تفسیر کے اردو ترجمہ کی بنا ڈالی ہے' اور اسکا پہلا ٹکڑہ ہمارے سامنے ہے - سرسری نظر میں ہم جسقدر اندازہ کر سکے ' ترجمہ سلیس ' عام فہم ' اور مطلب خیز ہے - تقطیع بڑی ' اور کاغذ اور چھپائی نہایت عمدہ - سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کتاب کے عالی ہمت پبلیشر نے ہمکو اطلاع دی ہے کہ جسقدر نسخے اسکے فروخت ہونگے ' انکی نصف قیمت چندہ (ہلال احمر) میں دیدیں گے ' اور اسکا حساب دفتر الہلال کے ذمے چھوڑ دیا ہے - پس ہم سفارش کرتے ہیں کہ ناظرین الہلال ایک ایک نسخہ اس کتاب جلیل کا ضرور خریدیں - انکی ہر طرح کی معلومات میں اضافۂ خطیر ہوگا -

مذکرۂ علمیہ

قطب جنوبی

— * —

کپتان روابرٹ اسکاٹ

— * —

بحر انطلا طیک کا اعصائۂ عم

— * —

(۱)

تمدن یورپ کے خال و خط میں جو چیز سب سے زیادہ نمایاں ہے' وہ اصلی علم پرستی' اور پھر علم پرستی کی راہ میں طلب صادق ہے۔

طالب صادق مطلوب کی تحصیل میں پامردی' سرفروشی' اور سرگرمی کے ساتھ مصروف رہتا ہے - نہ نار و نعم اور راحت و آرام اسکے لیے بند پا ہوتے ہیں' اور نہ مساعی کی ناکامی اور اشخاص کی موت اسکے لیے حوصلہ کسل ہوتی ہے - اسکی نظر میں مطلوب اور صرف مطلوب ہوتا ہے - وہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور اسوقت تک کرتا رہتا ہے جب تک کہ مطلوب حاصل نہ ہوجائے یا ہستی کی دل سامان نہ ہو جائے :

دست از طلب نہ دارم تا کام من برآید
یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید

اس محک پر یورپ کی علمی' صنعتی' تجارتی' مذہبی' غرض کہ تمام اصناف طلب میں سے ایک ایک لو اٹھا' تم کو صاف نظر آئیگا کہ ہر طلب' طلب صادق ہے - اسی صدق طلب میں یورپ کی تمام کامرانیوں کا راز مضمر ہے -

یورپ کی تاریخ صدق طلب کی صدہا عجیب پرور اور پر احترام مثالوں سے لبریز ہے' اور جیسا کہ زندہ اقوام کا قاعدہ ہے' ہمیشہ اس فہرست میں نئے نئے اعداد کا اضافہ ہوتا رہتا ہے -

من جملہ انکے بیسویں صدی میں صدق طلب کی ایک درخشاں مثال (بحر انطلا طیق) کی انکشاف قوت کا وہ اعصائۂ عم ہے' جسکا تذکرہ اب تک صفحۂ جرائد پر جاری ہے' اور صفحات قلوب پر ہمیشہ منقش رہے گا -

بحر انطلا طیق میں انکشافی مہمیں کی اجمالی تاریخ

بحر انطلا طیق کے طویل و عریض کوہپائے برف کی تحقیقات کا خیال سب سے پہلے سنہ ۱۷۳۸ - میں ایک فرانسیسی سرفروش و اکتشاف دوست' بوویٹ (Bovet) نامی کے دل میں پیدا ہوا' اور وہ اس مہم پر روانہ ہوا' لیکن چنداں کامیابی نہیں ہوئی - (بوویٹ) کے بعد ایپٹن (Captain cook) تک - جنوری سنہ ۱۷۷۳ - میں اسی مہم پر روانہ ہوا - یہ دوسری کوشش نسبۃً کامیاب ثابت ہوئی (کک) حلقہ انطلا طیق سے گذرتا ہوا عرض البلد کے ۷۱ - درجہ ۱۰ - دقیقہ تک جانب جنوب پہنچ گیا تھا' لیکن اس سے آگے نہ بڑھسکا -

نیم کامیابی طالب صادق کے لیے مہمیز ثابت ہوتی ہے - یکے بعد دیگرے پیہم چند مہمیں آور روانہ ہوئیں' اور مجاہدین علم کی جاں فروشیوں کا سلسلہ برابر جاری رہا -

سنہ ۱۸۲۲ - میں تحقیقات کا ایک قدم آور آگے بڑھا - ویڈل (Weddel) نامی ایک اسکچ کی مہم تین درجے اس مقام سے آگے تک پہنچ گئی' جہاں تک کہ کک کی مہم پہنچی تھی -

سنہ ۱۸۳۹ - میں ایک مہم ایریبس (Erebus) اور ٹیرور (Terror) نامی دو جہازوں میں امیرالبحر سر جیمس رس (Sir James Ross) کی زیر قیادت انگلستان سے روانہ ہوئی -

یہ مہم اول پیکر دیوارہائے برف کو چیرتی ہوئی' ڈھائی میل پار نکل گئی - انکشف شدہ زمین کا نام جنوبی وکٹوریا لینڈ (South Victoria Land) اور اسکی بلند چوٹیوں میں سے ایک کا نام ایریبس ماونٹ (Erebus mount)' دوسرے کا نام (ٹیرور ماونٹ) (Terror mount) اور تیسرے کا نام رس بیرئر (Ross Barrier) رکھا گیا -

رس کی اس بے بدیل کامیابی نے اسکو دوسری مہم کی ترغیب دلائی -

سنہ ۴۱ - و ۴۲ - کے درمیان میں وہ پھر روانہ ہوا' اور ایک قطعہ زمین کے ظہور کا اعلان کیا - اسی اور بعد میں اسکاٹ نے دریافت کیا' اور کنگ ایڈورڈ کی مفتقہ لینڈ (King Edward VII land) نام رکھا -

گو اس دفعہ اسکی کوشش تاج کامرانی زیب سر نہ کرسکی' مگر تاہم اسکو ایک نمایاں شعاع امید نظر آئی' جسکی روشنی میں وہ تیسری دفعہ پھر روانہ ہوگیا -

رس کے تیسرے سفر نے اس برفستان کے متعلق جغرافی معلومات میں اضافۂ خطیر کیا - سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قطب تک سفر کا راستہ کھل گیا -

اسی کامیابیاں ہیں' جن کی بدولت صف مکتشفین میں رس سب سے زیادہ بلند نشست پر متمکن نظر آتا ہے -

رس کے بعد اماذکر جیرلچ (Gerlache) کے زیر قیادت اور بلجیم کی حکومت کی زیر سرپرستی ایک مہم روانہ ہوئی - یہ مہم ۷۱ - درجہ ج' تک پہنچی - ابتدا سفر میں اس پر نہایت خوفناک شدائد کا حادثہ ہوا' بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر اکتشاف قطب شمالی کے مشہور مہماں طراز: کاپٹن کک (Cook) کے بہادر ہاتھ مدد کے لیے نہ بڑھتے' تو یقیناً یہ مہم فنا کے نا پیدا کنار سمندر میں غرق ہوگئی ہوتی - (جیرلچ) کی مہم کے بعد سے آنیوالی صدی کے آخر تک کوئی عظیم الشان مہم نہیں ہوئی -

بیسویں صدی کے آغاز نے شوق اکتشاف کا ایک نیا دور شروع کیا - صلاے سرفروشی کے زمزمۂ شہادت نے روس کا زمانہ یاد دلا دیا - جرمنی' اسکاٹلینڈ' اور برطانیہ نے اکتشافی مہمیں روانہ کیں - جرمنی کی مہم کا نام (Gauss) کے زیر قیادت تھی' جو سنہ ۱۹۰۳ - میں واپس آئی - اسکو کوئی نئی زمین نہیں ملی' مگر نہایت اہم علمی نتائج سے پر دامن آئی - اسکاٹلینڈ کی مہم اسکاٹیا (Scotia) نامی جہاز میں ڈاکٹر ڈبلیو - ایس - بروس (Dr W. S. Bruce) کے زیر قیادت تھی - یہ جرمنی کی مہم سے زیادہ کامیاب ثابت ہوئی - عرض البلد کے ۸۲ - درجے اور ۲۷ - دقیقے ج تک بڑھتی چلی گئی تھی - چند مقامات دریافت بھی کیے' جنکا نام کنگ ایڈورڈ لینڈ (King Edward Land)' مارنٹ مارکم (Mount Markham)' اور (Mount Long Staffe) رکھا گیا - ان مقامات کے علاوہ جنوبی ملک کے طبقات الارض اور علم النفس کے متعلق نہایت بیش بہا معلومات کے ساتھ واپس آئی تھی -

برطانوی قومی مہم اسی کیپٹن اسکاٹ کی زیر قیادت تھی' جسکی حسرت انگیز مرت کا افسانہ آج ایک عالم کی زبان پر جاری ہے - اس تمہید سے مقصود یہ تھا کہ آپکے حالات کی طرف متوجہ ہوں -

مہم حالات

(اسکاٹ) کا پورا نام رابرٹ فیلکن اسکاٹ ' اور باپ کا نام جان ایدورڈ اسکاٹ ہے - جون سنہ ۱۸۶۸ - کو بمقام آرٹ لینڈس ڈیونپورٹ پیدا ہوا - اپنے خاندان میں سب سے بڑا تھا - تعلیم سٹوبنگٹن ہاوس (Stubbington House) میں ہوئی - تعلیم کے بعد سنہ ۱۸۸۲ - میں صیغۂ بحریہ میں داخل ہوا - سنہ ۱۸۶۸ - میں ترقی پاکے ایچ - ایم - ایس میجیسٹک کا تار پیدو لفٹننٹ ہوا - دوسرے برس فرسٹ لفٹننٹ ' اور تیسرے برس کمانڈر ہوا - سنہ ۱۹۰۴ - میں کیپٹن کے درجہ تک ترقی کی ' پھر سنہ ۱۹۰۵ - میں آنریری ڈی - ایس - سی آف کیمبرج اور میڈچسٹر بنایا گیا - سنہ ۱۹۰۸ - میں اس کے متوفی لیفٹن آرتھ ہوریس ہی لڑکی (کیتھرائن) سے شادی ہی -

اسکاٹ لینڈ ' امریکہ ' سویڈن ' ڈنمارک ' فلینڈیلف ' اور انٹریو کی جغرافی انجمنوں اور نیز شاہی جغرافی انجمن نے اسکو طلائی تمغے دیے تھے -

آغاز شہرت

قدرت کا ہاتھہ صلاحیت اور تناسب کا خالق ہے - جس شخص کے لیے وہ تشریف شہرت قطع کرنا چاہتا ہے ' اسکا اقدام بھی ویسا ہی بنا تا ہے - اسکاٹ نے ۱۴ - برس کے سن میں طالب علمانہ زندگی ختم کی - سرد ممالک میں ۱۴ - کا سن ایسا ہی ہے ' جیسے ہندوستان میں ۸ - یا ۹ - برس کا - اسلیے پیش دست لڑکوں کی طرح صیغہ بحریہ میں داخل ہوا اور اپنے بالا دستوں کے احکام کی تعمیل کرنے لگا - اس بچے نے چھوٹے چھوٹے کام لیے جاتے تھے ' اور اسی طرح لیے جاتے جسطرح کہ بچوں کے لیے جاتے ہیں - مگر یہ کسے معلوم تھا کہ جو بچہ آج اسقدر چھوٹے چھوٹے کام کر رہا ہے ' وہی کل اسکا بڑا کام کریگا ' جسکی نظیر پیش کرنے سے جہاز رانی کی تاریخ قاصر ہوگی ؟ اور جس بچے کی بحری زندگی کا سب سے پہلا دن اسقدر بے شان ہے ' اسکی بحری زندگی کا سب سے آخری دن اسقدر پر شان ہوگا ؟

وہ ۱۵ - برس کی عمر تک کام کرتا رہا - سولھویں برس ایچ - ایم - ایس میجیسٹک کا تار پیدو لفٹننٹ بنایا گیا - پھر ایک سال کے بعد ہی اول درجہ کے لفٹننٹ تک ترقی کی اور اسکے بعد دوسرے برس کمانڈر ہوگیا -

عجب کی مہموں کا آغاز

۳۸ - سال کی عمر اور ۱۹ - برس بحری تجربہ کے بعد اس نے قطب جنوبی کی تحقیقات کے لیے روانہ ہونے کا ارادہ کیا - گو راستہ موت کے بیسشاں سے ہوتا ہوا گیا تھا ' مگر اسکو معلوم تھا کہ نامور لیمی بھی نہیں مرتے ' اور حیات جاوید موت کے منہہ میں جاکر ' وہ پر شوق و بیخوف دل ' ۱۹۰۱ - کو کیوس (Cawes) برفستان میں داخل ہوکر دیے قطعہ لینڈ) دریاف (McMurdo Cay) میر ایک بطی السیر ' ۱۹۰۲ - ۱

رہتی ہے - پس ۶ اگست ' سنہ اور دوسرے سال ں (اسک ایڈورڈ سرما خلیج میکمرڈو ج شروع کیا ' اور ۳۰ - دسمبر سنہ سے تک پہنچ گیا - متعدد مہموں کے کا بعد انطلاطیک

دو
اسفار
کے نو
الشہ

آور روانہ ہوئیں -

گو ان دنوں مہموں کو اسکاٹ کے حالات سے براہ راست اوپی تعلق نہیں ' مگر سلسلۂ اکتشاف کی تکمیل کے لیے انکا بیان ضروری ہے -

سر ارنیسٹ شیکلٹن (Sir Earnest Shackelton) نے اکتشاف جنوبی کی غرض سے ایک مہم بھیجنے کا ارادہ کیا - چنانچہ اپنے زرپنہ اور چند دیگر احباب کی مالی مدد سے ایک مہم ترتیب دی - اور نمرد (Nimrod) نامی وھیلیر جہاز (Whaler) میں یکم جنوری سنہ ۱۹۰۸ - کو لیورپی لینڈ سے روانہ ہوئیا - اس مہم میں سب سے بڑی بات یہ تھی کہ پہلی مرتبہ موٹر گاڑیں استعمال کی گئیں جو تجربہ سے نہایت کار آمد ثابت ہوئیں -

اس مہم کے اہم ترین نتائج حسب ذیل ہیں :

(۱) پروفیسر ڈاوڈ (Pro. David) نے ماونٹ ایریبس (Mount Erebus) پر چڑھکے یہ دریافت کیا کہ اسکی چوٹی کی بلندی ۱۳ - ہزار ۳ - سو قدم - ہے - یہ ایک آتش فشاں کے دھانے کا کنارہ ہے ' اور اسکے غار (Abyss) کا عمق ۹ - سو قدم کے اندر ہے -

(۲) پروفیسر صدور کے ۷۲۹۰ - قدم عروج ' ۷۲ - درجہ اور ۲۵ - دقیقے طول ' اور ۱۵۶ - درجے اور ۱۶ - دقیقے ش - عرض البلد پر قطب مقناطیسی کو دریافت کیا -

(۳) قطب کی طرف حملہ کیا گیا -

۲۹ - دسمبر سنہ ۱۹۰۸ - کو ۴ - آدمیوں کی ایک ٹولی ۹۱ - میل کی بلندی اور برف سے ڈھکے ہوئے گلیشیر کے راستہ روانہ ہوئی - ۲۶ - نومبر کو یہ اسکاٹ کی تحقیقی اور جنوبی حد کو عبور کرچکے ' چند دن بعد تمام جانور مرگئے - آدمیوں نے خود گاڑیاں کھینچیں ' اور بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائیں - سات دن میں بمسلسل تمام بیئرڈمور (Beardmore) نے برفستانی نوروں (Glacier) کی چڑھائی کو طے کیا - جنوبی قطب کے حدب (Plateau) میں انکے - اب مدرل مقصود صرف ۹۷ - میل کے فاصلہ پر تھی ' اور بالکل ممکن تھا کہ وہاں تک پہنچ جاتے ' مگر عدا کی یہ وقت بھی اور واپسی کی مسافت کی طوالت کے واپس ہو جانے پر مجبور کردیا -

اس مہم کے ۱۲۷ - دن میں عرض البلد کے ۸۸ - درجے ۲۳ - دقیقے ج تک ۱۵۳۰ - جغرافی میل زمین دریافت کی -

امنڈسن (Amundsen) نے اڑا بحر ارطیق (Arctic) کی تیاری شروع کی ' مگر بعد کو نقشہ مہم بدلدیا ' اور ارطیق کے بدلے جنوب کی طرف روانہ ہوا - یہ مہم خلیج وھیلس (Whales Bay) میں ۱۴ - جنوری کو داخل ہوئی -

اس نے اسک ایڈورڈ کی سطح کے قریب دریائے بارہر (Great Barrier) میں موڑ قائم کیا تھا -

تمام خزاں کا موسم سیل (ایک قسم کی مچھلی ہے : Seal) کی مزاحمتی اور برف کے لیے مجبورہ خطوط پر نوداموں کی تیاری میں صرف ہوا ' نومبر میں جنوب کی مہم روانہ ہوئی - راستہ دشوار تھا ' لیکن کے پہاڑوں سے ہوتا ہوا گیا تھا ' اور بیس میل کی یوم کے حساب سے بارہیر (Barrier) کو قطع کیا ۱۰ - ہزار قدم چڑھائی کے بعد مہم حدب (Plateau) تک پہنچی - سفر کے بقیہ حصہ میں نرم ڈھالو زمین ملی ' جسکے بعد ۱۶ - دسمبر کو منزل قطب نمایاں ہوا اور جغرافی دنیا کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی -

خوش قسمتی سے موسم سازگار تھا - سفر واپسی بخوبی انجام پذیر ہوا اور مہم ۱۴ - جنوری سنہ ۱۹۱۲ - کو واپس پہنچ گئی -

مراسلات

ترکوں کي مالي امداد

* * *

"وزير طور پر صرف اوقاف سے معين ہے

(۱) سارے مسلمانان روز مسلمانان ہند کي آزادي ميں مجاهدين ترکي کي مالي امداد کا مسئله ايک عقدة لا ينحل هو گيا هے - ايک طرف جب هم ديکهتے هيں که ترکوں کي مالي امداد کے نام هي سے اسلام کي حميت و حماست کا مسئله وابسته هے اور دوسري طرف جب هم محروسه اور مهذب اصحاب کو اس قليل عرصه ميں لاکهي رقم کے جمع کر دينے پر قادر ديکهتے هيں تو اس ترکي امداد کا سوال اور بهي مشکل هو جاتا هے - ضرورت مقتضي هے که في الفور لاکهي روز روپيه انهاں کي امداد کيلئے مهيا هو جائے - مسلمان هے که قوم کے سرمايه دار اصحاب ايسي مالي امداد کے مهيا کرنے پر آماده بهي هو جائيں ' ليکن سوال تو وقت کا هے - هم ضرورت آج هے اور امداد کا پهنچنا ايک مدت چاهتا هے - جس سے يهه خطره پيدا هوتا هے که حدا فاصله کا " تواتي از بعاق زرده شود مرز گزاشته " کا مصداق نه هو جائے - ايسي حالت اور نازک وقت ميں کيا اوني صورت اس ترکي امداد کي مسلمانوں کے هاتهه ميں پاني هے ' تو وه اسلامي اوقاف کے معزز ممبران متولوں کي خاص نظر عنايت سے وابسته هے ' اور انکي انتهي پر وقت مالي امداد اسلامي دنيا کے ذريعه کي خاص طور پر متعلق هے بشرطيکه وه اپنے اوقاف سے ايسي مالي امداد کے بهم پهونچانے ميں کسي وقت و ضرورت کو ملحوظ رکهکر عجلت سے کام ليوں -

(۲) يهي وه خاص وقت هے جسمے ليے اوقاف کے آوزوں روپے کا بهکر استعمال ليا جاسکتا هے - اور خدا و رسول کے آزمودہ معزز اور همدرد متولي ان اوقاف کي ذمه داري سے عهده برا هوسکتے هيں اور عند الناس مشکور -

(۳) اسلامي اوقاف کا بهاري حصه صرف اگر اوني هوسکتا هے ' تو وه بالخصوص اسلامي روايات اور شان کا تحفظ - ترک اس وقت اسلامي روايات کے تحفظ ليليے اپني جانوں کو قربان کر رهے هيں - ان اوقاف کي خطير رقوم سے جنکا جائز مصرف اگر معاملات ميں ظهور پذير نهونے سے جنگ يورپ کي تعويق ميں پڑا رهنا ضروري سمجها گيا هے ' ترکوں کو مالي امداد بهم پهونچانا ' ان اوقاف کا بهترين مصرف هے - رنگون ' بمبي ' سورت ' کلکته ' مدراس ' اجمير شريف ' پاک پٹن شريف ' سرهند شريف ' بهوپال شريف ' ٹونسه شريف - کوٹه شريف ' دهلي ' لاهور ' پشاور ' و ديگر جمله شهرون و قصبون کے متوليون اور مقدس انفاس سجاده نشينون اور پيرون سے نهايت اخلاص اور عاجزي کيساتهه استدعا کيجاتي هے که اپنے اپنے اسلامي اوقاف کي گراں بها رقوم کو هفته عشره کے اندر اندر ترکوں کي مالي امداد ميں منتقل کرنے ميں عجلت سے کام ليںگے - کيونکه اسوقت غنيم يعني عدوے اسلام کو تمام دنيا کے گرجوں اور کليساؤں سے روز مره بيش از بيش رقوم فراهم هو هو کر پهنچ رهي هيں -

(۴) معزول سلطان عبد الحميد خاں غازي اپني بيش بها فراهم کرده رقوم کو جو جرمني کے بينکوں ميں جمع تهيں ' ترکوں کي امداد ميں ديکر اسلامي ديار نے ايسے ايک قابل تقليد مثال قايم کرديے هيں - اور ايک معزول سلطان کا اپنے معزول قسطنطنيه کي امداد ميں اپني مال فراهم کرده رقوم کا ديديا اس امر کي بين دليل هے که معزول سلطان نے اپنے غاربوں کو خطرے کي حالت ميں ديکهکر يه امداد نهيں کي ' بلکه اسلامي لشتي کو خطرے ميں ديکهکر -

(۵) اسلامي اخباروں اور رسالوں سے هماري عاجزانه درخواست هے که اس استدعا کو جلد سے جلد اپني قابل راي ايسا تهه اپنے خبروں اور رسالوں ميں شائع کرکے عند الله و عند الرسول ما جور رهوں -

ڈاکٹر ايم - اے - سعيد انصاري - بي - ايم - ايس - سي
سکريٹري هلال احمر شمله

فهرست

زر اعانه دولت علية اسلاميه

(۱۵)

ان الله اشتري من المومنين انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنة

			روپيه	آنه	پائي
			۵۷	۲	۰

وبان صاحب جو جالنه - مخمل سادي ۱۰ عدد - چهوهه سادي ۳ جوڑے - پاڻه سبوز سادي ۲ عدد - پس زانجير دار سادي ۳ عدد - واليان سادي ۱۲ عدد - پاني سوڻلي ايک عدد - ڪاپهول سادي ۲ عدد - انگيٺي ۱۹ عدد جوڑ و بالس - سوڻلا پاني ايک عدد - سوڻلي پان ڊبول ۳ عدد - گوزي ۲ عدد ٽاڪاس - هاڻي ايک عدد رسمي بڪزي - ايڪ ايک عدد گده

بذريعه مظهر حسين خانصاحب - بڙاول ضلع
(جو زيورات خوشي کرت ادا ڪيا ڪرتا) ۰ ۵ ۲۴

	۶	۷	۱۲	
	۰	۰	۱	
	۰	۰	۱	
	۶	۱۲	۱	
ديگر ادا کرده	۰	۰	۷۵	
۰ نومبر	۰	۰	۲۷۵	
ياں - سکندر علي				
پيرو	۰	۰	۲۰۰	
	۰	۰	۱۲۰	
	۰	۴	۱۳	
	۰	۰	۱۰	
	۰		۳	
			۱	
			۳	
			۷۹	
			۱۳	

), at T

AL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض: جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ منہ کا ذایقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو کم خوابی ستاتی ہو۔ اعضاء شکنی۔ لاغری جسم۔ ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلتے پھرتے سے سر چکراتا ہو۔ سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو۔ تمام بدن میں پیوست کا غلبہ رہتا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجاے اور ٹھنڈے پانی کو جی ترسے۔ معدہ میں جلن معلوم ہو۔ بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضاے رئیسہ کمزور ہوجائیں۔ رقت۔ سرعت اور کمی باہ کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جاے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے۔ جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجۂ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے۔ دنبل پشت پر کبھی کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کو کاربنکل ہو تو اُسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کرلینا چاہیے۔ اس راج پھوڑے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مرچکے ہیں۔

مرض کی تشریح اور ماہیت: ذیابیطس میں جگر اور اہلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شبانہ روز کی صحبت ہے بعض دفعہ کثرت جماع۔ کہنہ سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پاے جاتے ہیں۔ کبھی ابتداے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ۔ شیرینی۔ چاول ترک کردو۔ وزنہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ ردی درجہ ذیابیطس میں اُس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں۔ جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہوسکتا۔ یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قوا اور جملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں۔

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے - جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے - یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرنے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ اعضاے کھائے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے - آنکھوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں - جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں - سلسل البول - ضعف مثانہ - نظام عصبی کا بگاڑ - اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجانے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہو جاتے ہیں۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خان - ٹائپروائٹر ریاست خیرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی۔

محمد رضا خان - زمیندار موضع چٹھہ ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا - دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجاے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے۔

عبد القدیر خان - محلہ غرقاب شاہ جہاں پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے عبد الشکور خان صاحب اور محمد تقی خان صاحب کے بھائی کو زیادتی کے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں۔

عبد الوہاب قبلی کلکٹر - غازیپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کررہا ہوں - بجاے ۴ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے۔

سید زاہد حسن - قبلی کلکٹر الہ آباد — مجھ عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کررکھا تھا - بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا - قوت مردمی جاتی رہی - آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے۔

رام ملازم پرنسپلسٹر جنرل — پیشاب کی کثرت - جاتی رہی - مجھ کو رات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا - آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی۔

اِنکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں۔

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زون کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور اچھے پیدا ہوتے ہیں۔ ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دماغ کو خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا تولہ روپیہ زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھا کے صبح اجابت یا فراغت اگر قبض ہو دو درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

افیم کھا کے سے افیم چھاڑو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فیتولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام - دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل - ناسور - بھگندر - خنازیر کے گھاؤ - کاربنکل زخم کا بھترین علاج ہے - ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات - قیمت دو ہفتہ دو روپے

برأل ساعۃ

ایک در قطرہ لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع درد کان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی زخمی ہو یا سادی - خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ صمیرہ کراعاتی

مقوی بصر - محافظ بدائی - دافعہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء سوزش - ضعف بصر وغیرہ ۴ فیتولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

پتہ بہ

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

درد سر و درد رياح کي دوا





رياحي درد لحظه ميں پھاڑ هوجاتا هے - يه دوا لحظه ميں اسکو پاني کر ديتي هے - درد رياح جيسے ٹپک - چمک - ٹيس - رگوں ميں لهر کن کشي سے جاهے جسقدر تکليف هو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع هوتي هے درد سر کے واسطے بهي اس دوا کا ايساهي فايده هے - نصف سر ميں هو يا تمام سر ميں کسي وجه سے کيساهي درد هو اس دوا سے رفع هوجاتا هے صرف يهي نهيں اگر سر کٹا جاتا هو پهٹا جاتا هو - آوزا جاتا هو - اس دوا سے فوراً بند هوتا هے - اندفس لوگ ذرا ذرا سي باتوں ميں سر دکهايا کرتے هيں کام ميں يا مصيبت کي باتوں ميں فکر و تردد ميں عيش و عشرت ميں دن کو رات اور رات کو دن بنانے ميں کل شکايتيں سر پر آجاتي هيں - اور هاے رے درد سر پکارا کرتے هيں ڈاکٹر برمن کي دوا ايسے لوگوں کے ليے هے - دوا کے استعمال سے فورا درد بند هوتا هے - اسلئے هر خاص و عام کو يه دوا اپنے پاس رکهنا لازم هے -

(قيمت ۱۲ ٹکيوں کي ايک شيشي (۶ آنه) محصول ڈاک ايک سے چهه ڈبيه تک ۵ آنه)

ڈاکٹر ايس کے برمن ٹيبٹ ڈسپنسري تارا چند دت اسٹريٹ کلکته

انگريزي حکومت کا مسلمان هوجانا

— * —

اب بالکل يقيني هے - کيونکه حضرت شيخ سنوسي کے خليفه نے بمقام بيروت سيدي خواجه حسن نظامي سے آئنده حالات کي نسبت جسقدر پيشين گوئياں کي تهيں (اور جنکو کتاب شيخ سنوسي کے حصه اول و دوم ميں شائع کرديا گيا تها) سب هو بهو صحيح ثابت هوئيں - اب صرف انگريزي حکومت کے مسلمان هو جانيکي پيشين گوئي باقي هے - جو خدا نے چاها تو عنقريب پوري هوگي - پس اگر آپ يه پيشين گوئياں اور ترکي و ايران علي الخصوص افغانستان و جاپان و چين وغيره کے انجام کار کو ديکهنا چاهتے هيں - تو رساله شيخ سنوسي کے دونوں حصے هر دو آنه آنه -

کليات اکبر - انسان العصر و جذاب الملة خان بهادر مولوي سيد اکبر حسين الهبادي کے زبردست کلام کے دونوں حصے چهپ کر تيار هيں - کاغذ لهائي چهپائي نهايت اعلي هے - اور صرف همارے هاں دستياب هو سکتے هيں - قيمت هر دو حصص ۳ روپيه ۸ آنه -

مضامين خواجه حسن نظامي ميں غدر کے اور تيسرے خاندان کے سچے مگر نهايت درد ناک قصے درج هيں نيز آلو - مچهر - ديا سلائي وغيره عنوانوں پر نهايت مزيدار اور معني خيز مضامين هيں -

سفرنامه هندوستان بمبئي، گجرات، کاٹهياواڑ: سومنات وغيره مقامات کا دلچسپ سفر نامه: بطريق روزنامچه از سيدي: خواجه: حسن نظامي دهلوي قيمت ۸ آنه -

اسلام کا انجام مصر کے شيخ المشائخ کي حوصله افزا پيشين گوئياں - قيمت ۴ آنه

اسرار مخفي رموز کا خزانه بس ديکهنے کے قابل قيمت ۴ آنه -

ترکي فتح شاه مشتاق احمد صاحب منجم دهلوي کي پيشين گوئياں - قيمت ۲ پيسه

دل کي مراد - شاه صاحب کے طلسماتي تعويذ قيمت ڈيڑه آنه -

کارکن حلقه نظام المشائخ دهلي سے منگائيے

شائقين تواريخ و تصوف کو مژده

— :o * o: —

مزارات اوليـــا دهلي بالکل نئي تصنيف هے - تمام اوليائے کرام و صوفيائے عظام جو دهلي کي مقدس سرزمين ميں مدفون هيں ان کے بسيط حالات سلسله وار دو حصوں ميں درج کئے گئے هيں - زائرين کے ليے اس سے بهوکر کوئي رهنمـا نهيں هو سکتـا - قيمت حصه اول ۶ آنے حصه دوم ۲ آنے هر دو حصص معه محصول ڈاک و خرچ ري - پي پيکنگ وغيره ۱۰ آنے -

همدوستـــان کي اسلامي تاريخ عهد افغانيه - مصنفه صوفي کرام الهي صاحب ڈنگوئي - ۴۲ تواريخوں کا لب لبـــاب هے - معترضين کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے ثبوت سے جواب ديا گيا هے - فاضل اجل مولوي سيد احمد صاحب مولف لغـات آصفيه فرماتے هيں که اس سے بهتر هندوستان کي تاريخ اب تـک ان کي نظر سے نهيں گذري قيمت ۲ روپيه ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ ري - پي ۳ آنے -

المشتـــــهر - منيجر اسلاميه بک ڈپو و جنرل اخبار ايجنسي بازار بلي ماران - دهلي -

حميديه هـــوٹـل

— :o * o: —

نمبر ۱۳۱ لوئر چيت پور روڈ

همارے هوٹل ميں هر قسم کي اشياے خوردني و نوشيدني هر وقت طيار ملتي هيں نيز اسکے ساتهه مسافروں کے قيام کيليے پر تکلف ازو آرام ده کمروں کا بهي انتظام کيا گيا هے جو نهايت هوادار، فرنشڈ اور بر لب راه واقع هيں جن صاحبوں کو کچهه دريافت کرنا هو بذريعه خط و کتابت منيجر هوٹل سے دريافت کر سکتے هيں - جنگ ترکي و اٹلي اور جنگ بلقان کي جمله تصويريں هماري هوٹل ميں فروخت کے ليے موجود هيں مع تصوير شيخ سنوسي وغيره -

المشتـــــــــهر شيخ عبـــد الکريم مالک حميديه هوٹل



سسٹـم راسکوپ ليرروچ ۱۹ سائز

مضبوط، سچا وقت، برابر چلنے والي، معه محصـول دو روپيه آٹهه آنه

ايم - اے - شکور اينڈ کو نمبر ۱ - ۵ ويلسلي اسٹريٹ ڈالخانه دهرمتله کلکته -

M. A. Shakur & Co., 5/1, Wellesley Street, P. O. Dharamtollah, Calcutta.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

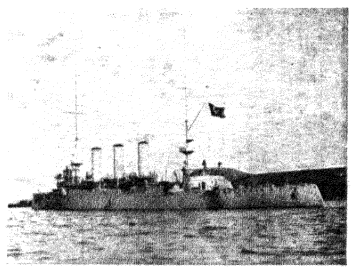
احمد المکنی بابی الکلام الحسینی

مقام اشاعت
۱ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۲ | کلکتہ: چہارشنبہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday March 26, 1913.



قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو في پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے دے - یہي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا -

(منیجر)

شـــرح اجـــرت اشتـــہـــارات

—*—

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۳ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکي اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائـــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہہ دیں، البتہ حتي الامکان کوشش کي جاے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگي ہمیشہ لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشي مشروبات کا، نعش امراض کي دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسي حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نوٹ ـــ کوئي صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 Mcleod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام محی الدین احمد

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۲ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, March 26, 1913.

فہرس

شذرات ۲
مقالۂ افتتاحیہ
العرب
مذاکرۂ علمیہ
قطب جنوبی (کپتان رابرٹ اسکاٹ) (۲)
علوم جدیدہ کی ترقی
فہرست زراعتہ دولت علیہ اسلامیہ
فکاہات
ایک ایٹالین مصوری کی ملت
ترکوں کو صلاح ترک مسدود
خرمداری تمسکات
نامہ رسان غزۂ بلقان
شئون عثمانیہ
اخبار و حوادث
پیشقدمیاں
ادرنہ میں رسد
حوالی اشقودرہ
حملہ اشقودرہ
خسائر جبل اسود
اسطول عثمانی
۵۰۰ بلغاری
حمیدیہ
نوم میڈیا
مالی حالت کی اصلاح
طرابلس الغرب
شیخ سنوسی کا وفد
ترکی سفارت
ایک اجتماع عظیم
اعتراف سائل

تصاویر

امیر البحار فراسیسی قونصل او پیلیے سے ملاقات ہے ۶
سفیر فرانس شاہ بروشیا سے گفتگو فرما ہے
جہاز "حمیدیہ" شدستگی کے بعد ۱۳
جہاز "حمیدیہ" میں گیارہ کز مربع سوراخ ہوگیا ہے
اور قسطنطنیہ جارہا ہے
جہاز "حمیدیہ" مرمت کے بعد
کپتان حسین رؤف بیک امیر "حمیدیہ"

التماس

نمبر ۷، ۸، جلد (۲) قبل از وقت ختم ہوگئے ہیں - دوبارہ چھپنے پر حاضر خدمت کئے جائینگے شائقین ذرا توقف فرماویں -

منیجر

شذرات

—:o*o:—

هفتہ جنگ

—:*:—

چتلجہ ۱۷ تک عثمانی سرکاری روداد جنگ کے بموجب خطوط چتلجا پر ابھی حملہ عام نہیں ہوا ' خفیف مقابلات (اسکرمیشیز) ہوتے رہے - ۱۹ کو عثمانی پیادہ فوج ایک پرجوش معرکے کے بعد فتحیاب ہوئی' فتحیابی کے بعد بھی تمام خطوط پر دشمن سے معرکہ آرائی رہی - ۲۱ کو صوفیا کے ایک تار سے معلوم ہوا ہے' کہ دو تہائی کرنیزوں نے بلغاریا کے میمنہ پر حملہ کیا ' شدید جنگ ہوئی' تہائی فوج پانچ سو مقتول و مجروح چھوڑ کے پسپا ہوئی' شام کو پھر حملہ آور ہوئی' پھر پسپا ہوئی دیکھئے - ۲۳ کے عثمانی سرکاری تار سے (جو عدرنوپل کے عثمانی قونصل عام) کو موصول ہوا ہے' معلوم ہوتا ہے کہ خطوط چتلجا پر سکون طاری ہے -

ان خبروں سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے ' کہ چتلجا میں خطوط کے استحکام اور فوج محفوظ کے جوش و ہمت میں اونی فرق نہیں آیا ہے ' فوج برابر حملہ کے حملے کرتی ہے' اور جیسا کہ قاعدہ ہے ابھی ناکام ہوتی ہے اور ابھی ناکام -

---

ادرنہ ۲۰ کو عثمانی فوج نے دشمن کے اگلی پوزیشنوں پر گولہ باری کی' عثمانی سرکاری تار سے معلوم ہوتا ہے' کہ دشمن کی فوج انشیلری کی تاب نہ لاسکی اور بہت سے خندق چھوڑ کے پیچھے ہٹ گئی - ۲۲ کو ادرنہ سے ترکی زبست لندن میں اس مضمون کا تار موصول ہوا ہے' کہ مدافعت بہادرانہ طور پر جاری ہے' قلعہ پوری طرح مضبوط ہیں' انتظام کامل طور پر دوبار ہے غذا افسر تقسیم کرتے ہیں' ۲۰ کو صوفیا کا تار بیان کرتا ہے' کہ حملہ عام ہوا کیا' جسمیں حملہ آور مشرق کے دو قلعہ بند نقطوں پر قابض ہوگئے -

---

دریائے اسکمپی اب تک کو دنیا کو یہ یقین دلایا گیا تھا' کہ البانیہ بالسال فتح ہوگیا مگر ۲۵ کے سنڈیچی سے آگے ہوے تار سے معلوم ہوتا ہے' کہ البانیہ کے دریائے اسکمپی میں جاوید پاشا جانبازانہ مدافعت کر رہے تھے ' مگر آخرکار ۲۵ کو پاشائے موصوف نے مع ۱۵ ہزار فوج کے سروی فوج کے آگے ہتھیار ڈالدیے (؟)

یڈپلینی درازر سے جانب جنوب و مشرق ۷۵ میل کے فاصلہ پر ایک ٹیپلیبی نامی ایک مقام تھا انھینس کے ۲۷ کے تار سے معلوم ہوتا ہے' کہ یونانیوں نے اس پر بھی قبضہ کرلیا ہے -

---

حملہ عربی

آج آپ شوڑن عثمانیہ میں طرابلس الغرب کے زیر عنوان چند خوشگوار و امید افزا خبریں پڑھینگے' یہ خبریں عثمانی ذرائع کی ہیں' انکا خفیف پرتو آپ روسہ کی اس تار برقی میں بھی دیکھینگے' جو ذیل میں درج کیجاتی ہے -

۲۴ مارچ روسہ '

بارودی بے کے زیر قیادت عربوں کے ہاتھوں اطالوی بہت دق ہورہے ہیں' حملوں کو موقوف کرنے کے لیے' در اطالوی کالموں نے حملہ کیا ' اور گیرین سے جنوب کی طرف ایک مضبوط مرکز (پوزیشن) پر دست بدست جنگ کی ' عرب ۲۲۰ مقتول چھوڑ کے چلے گئے ' اطالویوں کے ۲۴ زخمی ہوے ' اور ۱۳ کام آئے

آپ اس سے اندازا معلوم ہوگیا ہوگا ' کہ عربوں برابر حملے کر رہے ہیں' رہی مقدار نقصانات کی صحت و عدم صحت تو اسکا تجربہ آپکو سنہ ۱۱ ع میں اچھی طرح ہوچکا ہے -

* * *

اعداء اسلام میں خانہ جنگی کے آثار

جاوا کی میں عام طور پر' مسلمان اور کیتھولک ارتھوڈکس ہونے پر علانیہ مجبور ایسے جارہے ہیں ' اس سلسلہ میں نہ معلوم کتنے اعلام مسیحی علماء اور مشائخ شہید کیے گیے ' ان تمام مسلم دشمنی کی خبروں کے جواب میں تو تمام یورپ نے صرف اس پہلے پر اتفاق کیا ہے کہ جنگ میں ایسا ہی ہوتا ہے ' مگر جسٹن میس پیلسک نامی ایک پادری کے قتل نے ' تمام کیتھولک دنیا میں آگ لگادی ہے ' والذا میں اس واقعہ کی تفصیل یہ بیان کی گئی ہے ' کہ اولا پیلسک سے ارتھوڈکس ہونے کی فرمایش کی گئی' جب اس نے انکار کیا' تو اسکو دھمکایا گیا ' جب وہ تہدید سے بھی متاثر نہ ہوا ' تو اسکے پیڑے چاٹ کر ڈالے گئے ' اور اسکو اسقدر مارا گیا کہ اسکی پسلیاں اور ہاتھ پیر ٹوٹ گئے ' اور وہ زمین پر گر پڑا ' مگر اب بھی وہ ارتھوڈکس نہ ہوا ' آخر ایک شخص نے اسکے جگر میں سنگین بھونکدی اور وہ مرگیا -

ایک آسٹریا جہاز " اسکودرا " نامی گرفتار کرلیا گیا ہے ' اور جبراً سربی فوج کی نقل و حرکت میں استعمال کیا جا رہا ہے' سقوطری پر گولہ باری میں آسٹریا کا ایک یتیم خانہ' خانقاہ' اور چند اور عمارتیں منہدم ہوگئی ہیں - ان وجوہ سے آسٹریا اور مانٹی نیگرو کے تعلقات نہایت تلخ ہورہے ہیں -

عام طور یقین کیا جاتا ہے ' کہ پولا سے آسٹریی بیڑے کی روانگی کا تعلق انہی واقعات سے ہے ' گو سرکاری طور روانگی کی وجہ حسب عادت نمائشی جنگی بیان کی گئی ہے -

حال میں آسٹریا کے مانٹی نیگرو سے حسب ذیل مطالبات کیے تھے -

(۱) قتل پادری کی تحقیقات آسٹریی قونصل کے سامنے کی جائے -

(۲) آیندہ مذہب کی کارروائی فوراً موقوف کردیجائے ' اور اس قسم کے جسقدر واقعات اسوقت تک ہوے ہیں' وہ سب کالعدم سمجھے جائیں -

(۳) " اسکودرا " فوراً چھوڑ دیا جاے -

(۴) سقوطری کے غیر ملکی لوگوں کو شہر چھوڑنے کی اجازت دیجائے -

مانٹی نیگرو نے نمبر اول کے جواب میں پادری پر بغاوت کا الزام لگایا ہے ' نمبر دوم کی رافقیت سے انکار کیا ہے ' نمبر سوم کے بابت فوری تحقیقات کا وعدہ کیا ہے - اور نمبر چہارم کے منظور کرنے سے انکار کیا ہے ' مزید یہ اطمینان دلایا ہے ' کہ آیندہ آشتی کا رخ صرف قلعوں کی طرف ہوگا -

مگر آسٹریا کے نزدیک یہ تمام جوابات ناکافی ہیں ' اسلیے اس نے الٹیمیٹم دیدیا ہے ' کہ اگر غیر ملکی باشندوں کے ترک سقوطری تک گولہ باری موقوف نہ رہی ' تو وہ فوجی طاقت سے کام لیگی - اس الٹیمیٹم کی وجہ سے مانٹی نیگرو پر غیر معمولی خوف و اضطراب چھایا ہوا ہے - اس نے اپنے حلیفوں کو اسکی اطلاع دی ہے ' اور دنیا کے سامنے یہ اعتراض کیا ہے ' کہ یہ کارروائی ناطرفداری کے خلاف ہے - مگر سوال یہ ہے ' کہ اسوقت مانٹی نیگرو کہاں تھا جب "سخت

آمندسن فریم (Frame) میں اپنی جماعت لیے جارہا تھا' خلیج رھیلس (Whales Bay) میں غیر متوقعہ طور پر ٹیرانوا ارر فریم سے ملاقات ھوئی - جہاز لفٹنٹ کیمپبل (Liet. Campble) کے زیر سر گرھی ایک جماعت اتار کے' شمال کی طرف لوٹا' ارر اپریل میں نیوزیلینڈ پہنچگیا - جہاز پھر جنوب واپس گیا ارر یکم اپریل سنہ ۱۲ کو ۱۹ مارچ تک مہم کی خبریں ایکے نیوزیلینڈ واپس آیا -

۲ نومبر سنہ ۱۲ کو اسکاٹ کے زیر سر گرھی ایک جماعت جنوب کے لئے روانہ ھوئی' راستہ میں برف کے تودے چھوڑتی جاتی تھی' تاکہ واپسی میں نشان راہ کا کام دیں' سد (Barrier) پر مہم کی شرح رفتار ۱۰ میل فی یوم تھی -

۳۱ دسمبر کو ۸ ھزار ۶ سو قدم عرزج (Altitude) پر حدب ملا -

۲۵ جنوری کو ۱۲ آدمیوں کی ایک جماعت مع ۸ یابوں ارر دو کتوں کی ٹیموں کے گو داموں کی تیاری کے لیے روانہ ھوئی- اس جماعت کی روانگی کے کسیقدر بعد ایونس کے جنوب کی طرف بحر برف (Sea - Ice) پھٹی - اس شگاف نے جماعت ارر مذکاگاہ میں مراسلت کا راستہ پیدا کردیا - جماعت مختصر ارر بار زیادہ تھا' اسلیے صرف ھٹ پوائنٹ (Hut - Point) سے ۷ میل جانب مشرق' جنوب' ر مشرق سد برف (Ice - Barrier) پر ایک مرکزی خیمہ کے نصب میں جماعت ۳۰ جنوری تک مشغول رھی -

جماعت نے رسد کا اصلی حصہ اسی خیمہ میں چھوڑ دیا' ارر ھلکے برجھ لیکے' ایک مقام کی طرف روانہ ھوئی' جسکا نام بعد کو کوارٹر کیمپ (Corner Camp) رکھا گیا' شمال ر جنوب کی طرف یہ کوچ قریباً ۲۷ میل کا تھا' ارر جزیرۂ سفید (White-Island) کے غاروں سے بچنے کے لیے جنوب کی طرف واپسی سے پہلے کیا گیا تھا -

۸ فروری کو یہ جماعت دنیوپ کی طرف روانہ ھوئی' رات کو کوچ ارر دن کو آرام کرتی تھی' موسم خاص طور پر ناسازگار تھا - تین یابوؤں کی کمزوری ارر لاغری نے' آگے لیجانے کی اجازت نہ دی' اسلیے وہ واپس کردیے گئے -

راہ میں شدید برفباری ھوئی' دو یابو مرگئے' ایک زندہ بچا' بقیہ یابوؤں ارر کتوں کو لیے ھوے جماعت ۱۶ فروری کو عرض البلد کے سازھے ۸۹ درجے تک پہنچی' موسم ناسازگار ارر جانور مسلوب القوی تھے' پیشقدمی کی کامیابی مرھوم' ارر جانستانی اغلب نظر آتی تھی' عاقبت اندیشی عنانگیر ھوئی' اسکاٹ نے پیشقدمی کا ارادہ فسخ کردیا' ارر ایک گودام بنائے واپسی کا فیصلہ کیا' گودام میں ایک ٹن سے زاید سامان رسد رکھدیا -

ایک معجزہ نما جاں بری

گودام سے فراغت کے بعد' یہ جماعت کتوں کو لیکے مرکزی خیمہ کی طرف واپس ھوئی' راستہ میں جزیرہ سفید کے قریب ایک گوشہ ملا - روشنی نہایت کم' بلکہ نہ تھی' جماعت نے اسکو قطع کرنا شروع کیا' دوران قطع میں ایک سخت خطرناک سانحہ پیش آیا'

برفستانی گاڑیوں میں کتے جوتے ھوے تھے' جزیرۂ سفید کے غاروں کے قریب جب یہ گاڑیاں پھنچیں' تو کتے ان غاروں میں گر پڑے اسوقت حالت یہ تھی' کہ ایک طرف پل پر گاڑیاں رکی ھوئی تھیں' دوسری طرف غار میں اکثر کتے لڑکھرے تھے' ارر ساز دونوں میں رشتہ اتصال نہ - بالکل ممکن تھا' کہ کتے زیادہ پھڑکتے ارر مع گاڑی کے غار کی تہ پر ھوتے - اسوقت حالت خطرناک نازکی کے اس نقطہ تک پہنچگئی تھی' جہاں حراس پراگندہ' خاطر آشفتہ' ارر تدبیر آفرینی عنقیم ھوجاتی ھے' مگر اسکاٹ کو آھن اندامی ارر پختہ عزمی کے ساتھہ' ثبات قلب ارر اجتماع حراس سے بھی بہرہ وافر ملا تھا' تین گھنٹہ کی مسلسل جانفشانی ر عرقریز کوشش کے بعد وہ کتوں کے نکالنے میں کامیاب ھوا - ۶۰ قدم کی افتادگی نے ایک کتے کو بہت بری طرح زخمی کیا تھا' اسلیے وہ جانبر نہوسکا -

اسکاٹ مرکزی خیمہ آیا' یہاں آکے دیکھا' تو صرف ایک یابو اچھا بچا تھا -

۲۴ فروری کو اسکاٹ مع چند آدمیوں ارر ایک یابو کے روانہ ھوا - روانگی کا مقصد یہ تھا' کہ ٹوارٹر کیمپ میں مزید رسد فراھم پہنچائے - واپسی میں ۲۷ کو سخت برفباری ھوئی' مگر مرکزی خیمہ قریب تھا' اسلیے ۲۸ کو یہ جماعت خیمے واپس پہنچگئی -

جیسا کہ اسکاٹ نے اپنے روزنامچہ میں لکھا ھے یہاں ایک غیر معمولی طوفان بپا ھوچکا تھا' جو تین دن تک رھا تھا' ارر جس نے برف کا ایک انبار عظیم جمع کردیا تھا -

یابو کو دیوار ھاے برف کی پناہ میں راھنے کی کوشش کیگئی' مگر آندھی نے جھونکوں نے اس کوشش کو بے سود ثابت کیا' ارر مسلمین جانور کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی - ان حالات کی بنا پر اسکاٹ نے بعیر کسی تاخیر کے' ھٹ پوائنٹ واپس آنے کا فیصلہ کیا -

ایک معدہ شدید

ایک یابو کو برفباری سے سخت تقصان پہنچا تھا' اوٹیس' گرین' ارر اسکاٹ اسکی حفاظت کے لیے پیچھے رھگئے' ارر بارس چیری (Cherry) گیرارڈ (Garrard) ارر کرین (Crean) چار نہایت عمدہ یابوؤں کو لیکے کتوں کے پیچھے پیچھے چلے -

یہ جماعت جب ھٹ پوائنٹ کے قریب پہنچی' تو اسوقت بحر برف میں شگاف پڑھرھے تھے' یہ دیکھکے وہ فوراً واپس ھوئی' واپسی میں وہ جنوب کی طرف ۴ میل تک چلی گئی -

جانوروں کی خستگی ر ماندگی برابر بڑھ رھی تھی' یکم مارچ کو ۲ - بجے ماندگی اس حد تک پہنچگئی' کہ جماعت کو مجبوراً منزل کرنا پڑی -

کرنل ۴ - بجے کا عمل تھا' کہ ایک خرخراہٹ نے بارس کو بیدار کردیا' بارس نے اٹھکے دیکھا' تو معلوم ھوا' کہ برف کے تودے پھٹ رھے ھیں ارر سیلاب کی طرح سرعت کے ساتھہ خیمہ کی طرف بڑھتے چلے آرھے ھیں -

یابوؤں کے باندھنے کے لیے ایک قطار میں میخیں گاڑی گئی تھیں - دیکھا' تو ایک یابو غائب ھوگیا ھے' یہ حالت دیکھکے جماعت جنوب ر غرب کی منجمد برف ایوطرف روانگی کا فیصلہ کیا' برفستانی گاڑیاں لادی گئیں ارر جماعت روانہ ھوگئی - گاڑی کے کھینچنے میں غیر معمولی مشاکل پیش آے - یابو ایک بہتے ھوے تودہ برف (Floe) سے اچک کے دوسرے بہتے ھوے تودہ برف پر جاتے تھے ارر دوسرے سے تیسرے پر' رھلم جراً -

دوپہر ھوتے' جماعت سد (Barrier) کے قریب پہنچی' اسوقت حالت سنگین سے سنگین تر ھوگئی تھی' پیچھے گرم تعاقب سیلاب تھا ارر آگے سد کی نا قابل صعود دیوار برف' اس امید پر' کہ شاید دیوار برف میں کوئی شگاف ملجاے' راسن مشرق کی طرف گرم سیر ھوا' اتفاقاً اسکو ایک شگاف ملگیا - جسکے سہارے سے وہ سطح پر چڑھگیا -

اسکاٹ کی ٹولی نے بیمار یابو کی جان بری کی ھر ممکن کوشش کی' مگر ناکامی ھوئی - یہ ان سوانح سے بالکل بیخبر تھی' جو راسن کی ٹولی کو پیش آنے تھے' اسلیے جب اسنو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ھوئی' تو وہ رھاں سے روانہ ھوگئی' دوپہر کے چلے وہ لب سد پر پہنچی' یہاں اسکو غیر متوقع ھولناک منظر نظر آیا' اس نے دیکھا' کہ بحر برف ندارد ھے ارر سد کی برف پیر کے نیچے

پھنس رہی ہے' یہ حالت ایک عظیم الشان آنے والے سیلاب کی گرد راہ تھی' اسکاٹ فوراً تاڑ گیا' ولسن سے ملاقات ہوئی تو اس نے بیان کیا کہ " عینک کی مدد سے میں نے یابوروں کو بحر برف میں بہتے ہوے دیکھا ہے " اس روایت سے اسکاٹ کے خیال کی تائید ہوئی' کھنڈ بھر کے بعد اریں آتا ہوا دکھائی دیا' جب وہ قریب آگیا' تو اس نے اپنی سرگذشت بیان کی' جسکے سنتے ہی ارنیس اور اسکاٹ' اریں کو اپنے همراہ لیکے' مغرب کی طرف ولسن کی ٹولی کے بقیہ اعضاء کو نکالنے کے لیے روانہ ہوے -

ایک ہفتہ کے گرد انھوں نے چلنا شروع کیا' چلتے چلتے ۶ بجے شام کو خوش قسمتی سے گم شدہ ٹولی نظر آئی -

اب مرجیں تہ نشین ہوگئیں تھیں اور شمال و مغرب کی طرف منجمد برف کا پہاڑ هنگامی طور پر موقوف ہوگیا تھا

آئیس (ایک قسم کا درخت ہے) کی رسی کے ذریعہ سے تمام آدمی بغیر کسی دقت کے نکال لیے گئے - کام رات کو بھی جاری رہا' برفستانی کاڑیوں اور سامان کے نکال لینے میں بھی کامیابی ہوئی' یابو ۳۰ میل کے فاصلہ پر تھے' وہ نہیں نکالے جاسکے' آخر شب کو قریباً ۳ بجے منجمد برف میں پھر حرکت شروع ہوئی' ۸ بجے' صبح کو پھر یہ حرکت سکون سے بدلگئی' اب یہ لوگ شمال کی طرف روانہ ہوے' یہ دیکھکے کہ یابوروں نے اپنے اکثالے کی غیر معمولی جوش کے ساتھ پرورش کی ہے' اور ٹیس اور بارس ایک طویل چار گانے منجمد برف تک پہنچے' اور باقی لوگ سد کے حصہ زاریں میں خاندق کھود نے لگے' پہنچے ہوے برف کے تودے نا ہموار اور سطح آب سے بلند تھے' ارنیس' اور بارس نے یابوروں کو جست کی ترغیب دی' ایک تو نکل آیا' مگر دوجست میں ناکام رہے اور غرق ہوگئے' منجمد برف سے پھر شمال کی طرف حرکت شروع کی -

اسکاٹ مع اپنے رفقاء کے روانہ ہوا' ۴ مارچ کو یہ لوگ کیسل رزک (Castle Rock) سے مشرقی پہاڑیوں پر چڑھے اور ۵ کو بخیریت هنٹ پرالنٹ پہنچگئے -

اس سفر میں تین نہایت توانا اور قوی هیکل یابو ضائع ہوگئے' جیسا کہ اسکاٹ نے اپنے روزنامچہ میں لکھا ہے' ان تین قوی و توانا یابوں کا ضائع ہونا مہم کے لیے ایک سخت صدمہ تھا اور اگر چند اور یابو باقی نہ رہتے تو تمام نقشہ درہم برہم ہو جاتا -

یہ تمام مصائب ایک مرج کا کرشمہ تھے' جو دس میل تک پھیلی ہوئی تھی' اس مرج میں کھلی ہوئی برف کے پانی کے علاوہ سد اور خاندق کی برف کے بڑے بڑے ٹکڑے بھی تھے' یہاں کی یہ حالت صرف اسی سال نہ تھی' بلکہ سنہ ۱۹۰۲ ع سے یہ ہی حالت رهتی ہے - یہ جماعت ڈسکوری هارس پہنچی' مگر یہاں دیکھا' تو مکان کی عجیب حالت تھی' تھوڑیاں ٹوٹی ہوئی اور پشت قلابوں سے نکلے ہوے تھے' اندر برف سخت (solid ice) پٹی پڑی تھی' فوراً سب نے ملکے اندر کی برف نکالی' اور شکستہ مقامات کی ضروری مرمت کی' مرمت کے بعد اس کھاے برفستان میں اس مکان نے بڑا آرام دیا -

ایک عرصہ تک ان لوگوں کو انجماد سمند کا انتظار کرنا پڑا' اس عرصہ میں انکے بود و ماند کی وہ حالت تھی' جو انسان کی آغاز تمدن میں تھی - ٹیں اور چند اور دھاتوں کو ملاکے ایک ایک ناهموار اور بدقوارہ انگیٹھی' اور ایک بھدا اور سادہ چراغ تیار کیا گیا تھا' چراغ میں رھیل کی چربی جلائی جاتی تھی' غذا سیل تھی' جو ایک دور پہاڑی کے قریب ملتی تھی اور وہ بھی بہت تھوڑی' گو ایسا کبھی نہیں ہوا کہ بالکل نہ ملی ہو -

علوم حدیثہ کی ترقی

اور

جرائم و خبائث

—:*:—

علم ایک آلہ ہے' جس طرح کے ہاتھہ میں ہوگا' ویسا ہی نتیجہ پیدا کریگا -

علمی ترقی ایک طرف محافظین مال و دولت کیلیے ایسے ایسے طلسمی صندوق اور آہنی الماریاں ایجاد کرتی ہے' جسکو دیکھکر عقل کو تعجب اور دماغ کو تحیر ہوتا ہے - لیکن ساتھہ ہی دوسری طرف چوروں کے لیے ایسے ایسے آلات عجیبہ اور وسائل نادرہ بہم پہنچا دیتی ہے' جنکے ذریعہ سے اُس طلسم محافظ کی کنجی وہ ڈھونڈہ نکال لیتے ہیں' اور جس علم نے مال کی حفاظت کرائی تھی' وہی علم دوسرا نقاب منہہ پر ڈالکر اُسکی قزاقی بھی کرا دیتا ہے !!

* * *

حال میں انگلستان کے ماہرین علوم چوروں نے جس عجیب علمی طریقہ سے ایک صندوق کو کھولنا چاہا تھا' اسکا تذکرہ آجکل علمی رسائل میں بکثرت کیا جا رہا ہے -

ہالین رائڈ کنٹ کے ایک جوہری کے یہاں آہنی الماری کے اندر ۸۰ پونڈ کے قیمتی موتی رکھے تھے' ۳ فروری کی رات کو چوروں کی ایک باقاعدہ جماعت نقب زنی کے بعد' دکان میں پہنچی' اور بالکل علمی طریقہ پر الماری کے کھولنے کی کوشش کی - وہ یقیناً کامیاب ہوتے' مگر تکمیل کار میں دیر ہو گئی' یہاں تک کہ صبح کے چھہ بجے گئے' غریب جوہری کی قسمت خفتہ بیدار ہوئی' اور پولیس کی موجودگی نے ان ماہرین علم و فن کو ایک قیمتی تجربے کی تکمیل کا موقعہ نہیں دیا -

* * *

نقب زنوں نے سب سے پہلے ایک ہلکے قسم کا خیمہ استعمال کیا' جو اسی غرض سے اُنکے همراہ تھا -

خیمہ اسطرح نصب کیا گیا تھا' کہ اُس کے اندر دیوار کا وہ حصہ آگیا تھا' جس کے ساتھہ لگی ہوئی اندر کی طرف آہنی الماری تھی - یہ چادر کمپنی کی ساختہ تھی' جسکی مضبوطی' اور کیل پرزوں کا استحکام مسلم ہے -

جب الماری کی دیواروں میں سے راہ پیدا کرنے کی کوشش کامیاب نہیں ہوئی' تو اس جماعت نے دوسرا طریقہ اختیار کیا - انھوں نے الماری کے ایک رخ کی تہہ پر نہایت سخت اور خوفناک شعلہ بازی شروع کردی' اور علمی اصول سے اسمیں اسقدر انتہا درجہ کی حرارت اور نداوت پیدا کی' کہ تھوڑی ہی دیر کے اندر سطح میں ایک بڑا سوراخ پیدا ہوگیا - اتنا بڑا سوراخ' کہ جس سے بآسانی ہاتھہ اندر چلا جائے !

فائر پر وفنگ کا قاعدہ ہے' کہ حرارت کے پہنچنے سے پگھلکے' دھار کی سیال صورت میں بہنے لگتی ہے' اور الماری کے اندرونی اور بیرونی حصے مین حائل ہو جاتی ہے - اسی لیے

[بقیہ کالم کا بقیہ]

ناداری میں نہایت حقیر چیز کی بھی بہت قدر هوتی ہے - اتفاق سے رهاں ایک پرانا صندوق ملگیا' اسکے متعلق اسکاٹ اپنے روزنامچہ میں لکھتا ہے کہ :

" کہ ایک پرانی میگزین کے ایک صندوق کے اکتشاف کا هم نے بیحد لطف اٹھایا اور اس سے بہت آرام ملا " (باقی آیندہ)

آلماري کي ديوار ميں اسکے عقلمند موجد نے دو انچ کي فاصلہ پر رونگ دے دي تھي -

اگر آکسيجن (Oxygen) کي دھار کا رخ کسي ايسي دھات کي طرف، جو پہلے گرم کي جا چکي ہو، پھير ديا جاے، تو قاعدہ ہے کہ دھات بھڑک اٹھتي ہے، اور فوراً آئرن آکسڈ (Iron oxide) کي شکل ميں جل جاتي ہے - ايسي ٹيلن (Acetylen) کے ساتھہ آکسيجن کي آميزش اسي غرض سے ہے -

يہ چيزيں جن آلات و رسائل علميہ کے ذريعہ سے کي گئي تھي، انکا ايک مرقع آجکي اشاعت کے ساتھہ علحدہ صفحہ پر چھاپا جاتا ہے - اسکو پيش نظر رکھہ ليجيے -

تصوير ميں دو لمبے چونگے ہيں - ان ميں سے ايک ميں ايسي ٹيلين ہے اور دوسرے ميں آکسيجن، ان دونوں چونگوں ميں گيس کي اتني مقدار آسکتي ہے، کہ دو تين گھنٹے تک متصل شعلے نکلتے رہيں - ايسي ٹيلين شعلے پيدا کرتا ہے، اور آکسيجن حرارت کو سخت خوفناک حد تک تيز کرديتا ہے -

يہ دونوں گيس دو ربر کي ناليوں سے ہوکے، مہنال کے پاس مل جاتے ہيں، اور اپني متحدہ اور مزيد طاقت سے آگ اور بربادي کے ايک ديوتا کي قوت بن جاتے ہيں -

تاہم يہ ايک سخت خوفناک تماشہ تھا - اسي ليے نقبزنوں نے ايک کيميا ري تجربہ کرنے والے پروفيسر کي طرح، اپنے چہروں کے آگے ابرک کا ايک تختہ آويزاں کر ديا تھا، تا کہ شعلوں کي حرارت سے آنکھيں محفوظ رہيں - اس تختے ميں ايک سوراخ تھا، جس کے اندر سے گيس کے نالي کي مہنال داخل کردي گئي تھي -

آپ ديکھہ رہے ہيں، کہ فرش پر ايک ناند رکھي ہوئي ہے - اس ميں پاني ہے، اور يہ اسليے ہے، تاکہ الماري سے جو دھار پگھلکے بہے، وہ اسميں آجاے - اگر يہ احتياط نہ کي گئي ہوتي، تو اس مادے سے تمام عمارت ميں آگ لگ ہوتي!

ايسي ٹيلن کا اس غرض سے استعمال حال کي اکتشافات ميں سے ہے، پہلے اسکي جگہہ نائٹرو گليسيرين (Nito glycerime) استعمال کيا جاتا تھا -

الماريکي چول کے سامنے درازے کے شگاف ميں گارا بھر ديا گيا تھا - اس گارے ميں نائٹرو گليسيرين کيليے ايک پيالہ نما ظرف رکھا گيا تھا -

انفجار کے ليے ايک خاص طرح کے فتيلے سے کام ليا گيا تھا -

* * *

يہ علم کے کرشمے ہيں، جو محافظ و سارق، فرشتۂ امن اور ديو جنگ، وسيلۂ راحت اور ذريعۂ خسران، دونوں ہے -

الهـــلال کي ايـجنسي

— * —

هندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتي اور مرهٹي هفته وار رسالوں ميں الهلال پہلا رساله ہے، جو باوجود هفته وار هونے کے، روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا ہے - اگر آپ ايک عمده اور کامياب تجارت کے متلاشي هيں تو اپنے شہر کيليے اسکے ايجنٹ بن جايئے -

تصحـــيـــح

نمبر ۱۱ کے صفحہ ۱۸۹ ميں نيچے سے پانچويں سطر ميں " علم النفس " کے بدلے " علم وظائف الاعضاء " هونا چاهيے -

فهـــرست

زر اعانـــۂ دولت علية اسلاميـــه

—:**:—

(۱۶)

ان الله اشتري من المومنين انفسهم و اموالهم، بان لهم الجنة

مبلغ - ۵ - ۳۶۱ جو بذريعہ نيازعلي خانصاحب سپرنٹنڈنٹ نہر جہلم منگلا هيڈ ورکس وصول هوے اور جنکي مجموعي رقم نمبر ۱۳ ميں شائع کي گئي ہے -

	روپيہ	آنہ	پائي
مولوي الله دتا	۲	۰	۰
مستري ذاکر حسين	۲	۰	۰
خواجہ فرزند علي سب اورسيئر	۱۲	۸	۰
احمد علي ميٹ	۳	۰	۰
مستري چراغ دين	۶	۳	۰
چودهري اميرخان	۲	۰	۰
چودهري نيازعلي خان سپروائزر	۶۶	۰	۰
مسمات صاحبہ چودهري نيازعلي خان	۵	۰	۰
اهليہ چودهري نيازعلي خان	۷	۰	۰
مستري محمد شريف	۱	۰	۰
ميان عبد الغني سب اورسيئر	۱۸	۰	۰
قاضي سيد احمد سب اورسيئر	۱۸	۰	۰
اهليہ صاحبہ قاضي سيد احمد	۱۰	۰	۰
ڈاکٹر فضل کريم	۱۰	۰	۰
خان محمد مبين اورسيئر	۳۰	۰	۰
مولوي زحمت علي سب اورسيئر	۱۱	۳	۰
ميان صدر دين ملک	۳	۰	۰
قاضي محمد اعظم ملک	۲۰	۸	۶
ميان سردار محمد سب اورسيئر	۱۵	۳	۰
ميان عبد الکريم ملک	۳	۰	۰
ميان عبد الرحمان پوسٹ ماسٹر	۵	۰	۰
مستري عطا محمد	۵	۰	۰
ميان ضياء الدين ملک	۱۵	۸	۰
مستري عبد الکريم	۳	۰	۰
ميان فضل کريم	۲	۰	۰
ميان فيروز دين ملک	۲	۰	۰
شيرخان جمعدار بمعہ مزدوران	۵	۳	۰
مستري غلام قادر	۲	۰	۰
غلام محمد ميٹ	۱	۰	۰
نظير بيگ ڈرائور	۵	۰	۰
هنڈو ڈرائور	۱	۰	۰
خدا بخش ميٹ بمعہ مزدوران	۱	۸	۰
ساون لوهار	۲	۰	۰
غلام محي الدين فٹر	۶	۰	۰
غلام قادر فٹر	۵	۰	۰
مستري محسن خان	۳	۰	۰
نادو ڈرائور	۵	۰	۰
غلام محمد ميٹ و مزدوران	۱۳	۰	۰
پير دين ڈرائور	۲	۰	۰
روشن دين فٹر	۵	۰	۰
مستري حسن محمد	۱	۰	۰
رحيم خان	۱	۰	۰
برزت فٹر ورک پلس ميٹو	۸	۰	۰
جماعت ڈرائور	۱	۳	۰
بدر دين ڈرائور	۲	۰	۰
رجب علي ڈرائور	۲	۰	۰
مراد بخش ڈرائور	۱	۳	۰
سيف علي ڈرائور	۶	۰	۰
ڈهيرو ڈرائور	۲	۰	۰
روشن ميٹ و مزدوران	۴	۸	۰
الف دين نهيدار و مزدوران	۵	۹	۰
پيرا حجام	۲	۰	۰
متفرق معرفت ميان عبد الغني	۷	۹	۰
ديگر متفرق	۳	۰	۰

فکاہات

(۱)

لیگ کی دائم المرضی کی علت اصلی

حضرت لیگ نے اب کی سر مجلس یہ کہا * کہ "بس اب "سلف گورنمنٹ" کی طلبگاری ہے
وہ گئے دن، کہ نہ تھی حق طلبی پیش نظر * اب تو میرے رگ و پے میں بھی یہی ساری ہے
وہ گئے دن، کہ تساہل تھا مرا طور عمل * اب تو جو بات ہے، وہ شیوۂ خود داری ہے
اگلی اسکیم سے جو کچھ کہ رہا ہے باقی * وہ فقط شیوۂ تعلیم "وفاداری" ہے
میں نے یہ "سوٹ ایبل" کی جو لگائی ہے قید * یہ عجب نکتۂ آئین جہانداری ہے
فن انشا و بلاغت کا بھی رکھا ہے لحاظ * کوئی کیا جانے، کہ کیا اس میں فسوں کاری ہے
میں نے اس لفظ میں رکھے ہیں ہزاروں پہلو * ایک جملہ ہے، مگر لاکھ پہ بھی بھاری ہے
آپ جلسا اسے کھینچیں گے اچک جائے گا * سادگی میں بھی وہی شیوۂ عیاری ہے
یاں تلک کانگرس کا بھی نہ پہنچا تھا خیال * نہ سمجھیے گا، کہ یہ بھی کوئی فنکاری ہے
ہوتی جاتی ہیں، جو یہ ایگ کی شاخیں قایم * چشمہ فیض ہے، جو چار طرف جاری ہے
الغرض جلسۂ سالانہ کے ہوتے ہوتے * آپ دیکھینگے کہ کیا لیگ کی جاری ہے

* * *

یہ تو سب کچھ ہے، مگر دیکھیے اب تک جائے
بات کرنے کی حریف آپ کو بیماری ہے

(نقاد)

(۲)

ترکوں کو صلاح ترک یورپ

نہیں کچھ امتیاز دوست دشمن اس زمانے میں * کرم فرما جنہیں سمجھے تھے، وہ نکلے ستم آرا
وہ آغا خاں، جنہیں ہندوستاں کے سادہ دل مسلم * کہا کرتے تھے کل تک "نا خدا ہست کشتی مارا
ہیں لکھتے آج ایک مضمون ٹائمس آف ہمدی میں * جسے پڑھکر ہر ایک مسلم کا دل ہر تا ہے صد پارہ
وہ لکھتے ہیں کہ "بہتر ہے کہ یورپ چھوڑدے ترکی * اٹھالے جائے ارض ایشیا کو اپنا پشتارا
یہ ایسی رائے ہے؟ کیوں ہے؟ نہ پوچھو اس معمے کو * یہ ہیں اسرار پنہاں انکے افشاء کا نہیں یارا
مگر کہنا یہ ہے، سنتے ہی یہ مضمون شور افزا * بڑھا جوش و خروش ایسا کہ ہر اک شخص بنکارا
جہاں دیکھا، جسے دیکھا، مخالف ہی نظر آیا * نہیں دو چار، ہم آہنگ تھا ہندوستاں سارا

* * *

بھری ایک سانس ٹھنڈی اور پڑھا یہ شعر حافظ کا * سنا جب حضرت شفاف نے یہ ماجرا سارا
من آرآں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم * کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

* * *

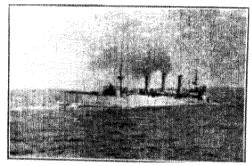
کہا عقدہ نہ اغا خاں کی اس شوری طرازی کا * بہت ہم عقل دوڑایا کیے، ہر چند سر مارا
نظر آیا بالآخر ایک سیاح جہاں دیدہ * کہ حل کرد او ز نیرو فراست ایں معمارا
کہا اس نے "صلاح ترک یورپ پر تعجب کیوں؟ * مگر شاید نمی دانی تو قوم و ملک اغا را
یہ ایرانی ہیں، جو ہیں عاشقان خانہ برانداز * ہے انکا قول یہ با وصف فقد شاہی دارا
اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل مارا * بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

خریداری تمسکات

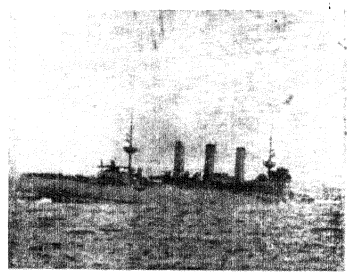
بہت چھینٹے دیے بارد مزاجوں نے انہیں، لیکن * کسی صورت نہ مقیاس الحرارت کا دبا پارا
یہ بڑھتا جوش جب دیکھا، ترحمی بلکے ترکوں کے، * بڑھا کر ہاتھ چندے کا، مسلمانوں کو ٹہکارا
یہ پالیسی، یہ تدبیریں، ہیں پالیٹکس کے جوہر * کبھی تعریف فرمادی، کبھی دھمکس لکھ مارا

(غماز)

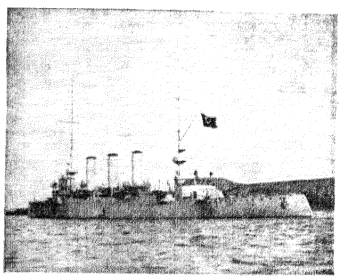
ناموران غزوۂ بلقان



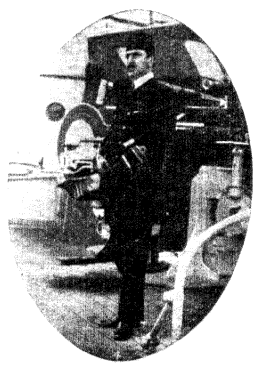
"حمیدیہ" شکستگی کے بعد
قسطنطنیہ جا رہا ہے حصۂ
پیشین زیر آب ہے -



"حمیدیہ" میں اکارہ اد مربع سوراخ ہوگیا ہے اور قسطنطنیہ
کو واپس جا رہا ہے



" حمیدیہ " مرمت کے بعد



کپتان حسین رؤف آمائیر " حمیدیہ "

" حمیدیہ " گذشتہ سال جنگ بلقان میں بغاریا کے مقابلہ میں معرکہ آرا ہوا تھا ۲۲ نومبر کو ایک ضرب شدید نے اسمیں ۱۱ مربع گز کا ایک شگاف پیدا کردیا' جہاز مرمت کے لیے قسطنطنیہ روانہ ہوگیا' رفتار میں اسکی حالت یہ تھی' کہ پانچ انچ کے علاوہ تمام جہاز غرق آب تھا -

شگاف کا طول و عرض اور رفتار کی حالت دیکھتے ہوے کسی کو بھی یہ امید نہ تھی کہ " حمیدیہ " قسطنطنیہ پہنچیگا' مگر دانا ایں اسکے پختہ کار و دانشمند کمانڈر غازی رؤف حسین بک نے سرشتہ ہمت ہاتھ سے نہیں دیا اور ایسی مہارت و چابکدستی کو کام فرمایا' کہ عالمگیر مایوسی کے علی الرغم " حمیدیہ " قسطنطنیہ پہنچگیا -

قسطنطنیہ میں اسکی مرمت ہوئی -

چند روز تک " حمیدیہ " کے متعلق اخباروں پر خاموشی طاری رہی' ایک دن دفعۃ یہ خبر آئی کہ " حمیدیہ " نے " میسیدونیا " پر گولہ باری کی اور اس خوش اسلوبی سے کی کہ مورخ الذکر کے لیے غرق و تسلیم کے علاوہ کوئی صورت نہ رہی' اسلیے اس نے اپنے آپ کو ڈبو دیا -

حال میں " حمیدیا " نے " میڈیا " پر گولہ باری کی تھی' اور جلتے چلتے اس قادر اندازی کے ساتھ دو نشانے مارے' کہ سردی بارکش اور میگزین میں آگ لگ گئی' جس سے ایسا شدید نقصان ہوا' کہ دشمن کو بھی اعتراف کرنا پڑا -

شئون عثمانیہ

اخبار و حوادث

تلخیص جرائد عربیہ

چنقلعہ

ادھر دو دن تک تو موسم اچھا رہا ' مگر چنقلعہ اور بلغاریوں کے بیچ کی وادی فریقین کی پیشقدمیوں میں حائل رہی - بظاہر معلوم ہوتا ہے ' کہ عثمانی توپوں کی زد سے بچنے کیلیے بلغاری دور گاوں جلا کے پیچھے ہٹ گئے ہیں

دولت عثمانیہ کے جمع شدہ فوج کا ایک حصہ تو ازمید اور میذیا میں اتار دیا ہے ' اور بقیہ نامعلوم مقامات پر جہازوں کے ذریعہ سے روانہ کردیا ہے ' مرخر الذکر فوج دسواں امیونی کی ہے ' اسکے قائد بطل الطرابلس انور بے ہیں ' مگر عنقریب آپکے ساتھہ خورشید بک بھی روانہ ہونے جائینگے - انور بے کے اپنا شعار " فتح یا موت " قرار دیا ہے -

---

خالقہ دری پر (جو چنقلعہ کے محاذات میں واقع ہے) بلغاریوں کے سفید اساطہ نے حملہ کیا ' عثمانیوں نے جواب دیا ' شدید جنگ ہوئی ' دشمن سخت نقصان کے ساتھہ پسپا ہوگیا -

افسروں کے ۹ یونٹی اور ایک بلغاری جملہ ۱۰ جاسوس گرفتار کیے ہیں ' یہ جاسوس عدالت جنگ کے حوالہ کردیے گئے ہیں -

---

پیشقدمیاں

چنقلعہ میں عثمانی فوج کی پیشقدمیاں جاری ہیں ' بلغاری فوج کے اہم حصے تشرلو کی طرف ہٹ رہے ہیں ' بلغاری واپسی کے وقت تھوڑی فوج چھوڑ آتے ہیں ' یہ بھی رد فوج ہے ' جس سے اور عثمانی فوج سے بار بار جھاس کی پہاڑیوں پر چند خفیف مناوشات ہوئے ' نقصانات غیر اہم ہیں -

---

ادرنہ

— * —

سخت گولہ باری ہوئی ' صرف شہر پر تخمیناً ۱۵۰ گولے گرے -

محلہ (قرقش) کو عزیزی شکری پاشا قائد ادرنہ نے غیر لڑنے کیلیے خاص کردیا ہے - اسلیے یہ محلہ خاطردار سمجھا جائیگا -

---

ادرنہ میں رسد

بعض خاص ذرائع سے معلوم ہوا ہے ' کہ البطل العظیم شکری پاشا نے آغاز محاصرہ کے وقت سرکاری گوداموں میں رسد کی مقدار وافر جمع کرلی تھی ' محاصرہ سے گھبرا کے بعض بلغاری بطل موصوف کے پاس آئے ' اور تسلیم کی درخواست کی ' بطل موصوف نے اس درخواست کے جواب میں انہیں پھانسی دلوادی ' تاکہ آئندہ کسی کو اس قسم کی درخواست کی جرات نہ ہو -

حوالی اشقودرہ

— * —

(نیو فری پریس) کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے :

جنگ کے متعلق جبل اسود کی سرکاری روئدادیں مبالغہ سے لبریز ہوتی ہیں ' اشقودرہ کے متعلق قابل اعتماد خبروں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے ' کہ ترابوش ' بردانفرل ' اور بادیکہ میں جو معرکے ہوئے ' انکا انجام مانٹی نیگرو کی شکست پر ہوا ' کرنل (یوونوتیش) کے زیر قیادت (بادیکہ) پر حملہ کیا گیا تھا ' مگر ناکام رہا ' سخت نقصان کے ساتھہ واپس ہونا پڑا -

ترابوش پر بھی نہایت جوش و ہمت کے ساتھہ حملہ کیا گیا ' مگر بیکار گیا ' قلعوں کو بالکل نقصان نہیں پہنچا ' بلکہ محافظ فوج کا جوش اور بڑھگیا ' اشقودرہ میں بلوہ کی خبر بالکل بے بنیاد ہے ' سامان غذا و جنگ کافی مقدار میں موجود ہے - آخری وقت تک مدافعت پر فوج تلی ہوئی ہے -

(خرن ترک) کا نامہ نگار خصوصی تار دیتا ہے :

مانٹی نیگرو اشقودرہ کے محاصرہ میں تنگ گیری صرف سردی توڑنے پر ترسکتے ہیں ' تاہم عثمانی فوج کی ہمت میں فرق نہیں آیا ہے ' اعادۂ جنگ کے دوسرے ہی دن عثمانی فوج نے شہر سے خروج کیا ' اور دفعۃً سروی فوج پر آتش باری شروع کردی ' جس سے سروی فوج کا سخت نقصان ہوا -

ذیلی میل کا نامہ نگار تار دیتا ہے :

عثمانی نکلے ' انکے ساتھہ البانی والنٹیر بھی تھے ' تین سروی رنجیمنٹوں پر حملہ آور ہوے ' سخت جنگ کے بعد دشمن نے ہتیار ڈالدیے -

---

حملہ اشقودرہ

قرائن سے معلوم ہوتا ہے ' کہ اشقودرہ پر حملہ موقوف ہوگیا ہے - جمعہ اور ہفتہ کو شہر پر ہر طرف سے سخت گولہباری ہوتی رہی ' مگر اسکے بعد دفعۃً موقوف ہوگئی ' اور اب دو دن سے سکون تام طاری ہے -

بردیکا کے جانب جنوب بڑے بڑے غار ہیں ' یہاں کہا جاتا ہے ' کہ ان غاروں کی وجہ سے حملہ ناممکن تھا ' اسلیے سروی حملے کا نقشہ بدل گیا ہے ' مگر یہ احتمال صحیح نہیں ' کہ موجودہ سکون تعمیر نقشہ کا نتیجہ ہے -

یہ معلوم ہے ترکوں نے یکشنبہ کو انجلوا بالکل خالی کردیا ہے ' انور ترابوش کی بلندیوں اور اطراف و جوانب کی طرف مانٹی نیگرو کی پیشقدمی کا منظر نہایت عجیب و غریب تھا ' مگر میدان جنگ میں بعض حرکات میں دیر ہوئی ' جسکی وجہ سے انکو واپس ہونا پڑا -

---

خسائر جبل اسود

سٹندجی (دار السلطنت مانٹی نیگرو) میں آئی ہوئی خبروں کے بموجب مانٹی نیگرو کو دار دنجرات کے معرکوں میں سخت نقصان ہوا ' حوالی ترابوش کے نقصانات بھی اسی کے قریب قریب تھے - انگریزی انجمن صلیب احمر کے طبی مشن (جو پہاڑ کی بلندیوں اور ٹیلوں پر خیمہ زن ہے) کا کام غیر معمولی طور پر بڑھگیا

گذشتہ چند دن میں صرف زرخاج کے انگریزی شفا خانے میں ۴۵۰ - زخمیوں کا علاج کیا گیا - اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے' کہ دیگر مقامات کی کیا حالت ہوگی -

بسترلوند کو (کنارو) سے معلوم ہوا ہے' کہ محاصرہ اشقودرہ میں پیہم ناکامیوں کی وجہ سے اہل جبل اسود کے دلوں میں نومیدی سما گئی ہے - حال میں سروری فوج کی مدد سے جو حملہ کیا گیا تھا اسمیں سخت نقصان کے ساتھہ ناکامی ہوئی' شفا خانے مریضوں سے بھرے ہوئے ہیں' متصل پانچ دن کے معرکے میں مقتولین کی تعداد ۳ ہزار ۵ سو ہے

ابتک حکومت کی طرف سے ہمیشہ فتوحات اور قرب تسلیم کی خبریں شائع ہوجاتی رہیں ' جس سے قوم نے اُمید کی نہایت بلند عمارتیں قائم کیں (گر وہ ہوا میں تھیں) اب محافظ فوج کی حیرت انگیز مدافعت نے آنکھیں کھولدی ہیں' اور بتا دیا ہے' کہ اب تک جو کچھہ شائع کیا گیا ہے' وہ محض مبالغہ طرازی ہے' اسکے علاوہ ادھر دول یورپ نے اشقودرہ کو البانیہ سے ملحق کرنے ارادہ ظاہر کیا - ان وجوہ سے اہل جبل کے قوی رز بانحطاط ہیں اور یہ حالت اسوقت تک روز افزوں ہے -

---

اسطول عثمانی

— * —

عثمانی بیڑے کی نقل و حرکت کی نسبت زیادہ نہیں کہا جا سکتا ' مگر اسقدر یقینی ہے' کہ آہن پوش " مسعودیہ " نے بہت بڑے بڑے گولے (ترکوس) کے آگے کے بلغاری مورچوں پر پھینکے -

جنگی جہاز " آثار توفیق " (قاضیکوی) میں دو تباہ کن کشتیوں کے ساتھہ لنگر انداز ہے -

" مجیدیہ " کی بابت کہا جاتا ہے کہ بحر اسود میں پھر رہا ہے - یہاں یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ " حمیدیہ " جدہ پہنچگیا اور وہاں عثمانی ارباب حکومت سے اسکے ریاں (جہاز کے افسر اعلی) سے یہ بیان کیا کہ عنقریب بحرارخبیل میں واپس جائیگا -

جہاز " طور غود رئیس " (رز دستو) میں بلغاری نقل و حرکت کی نگرانی کررہا ہے -

---

۵۰۰ بلغاری

جون ترک سے ایک ایسے شخص نے ' جو خود معرکہ میں شریک ہوا تھا ' بیان کیا ہے' کہ جو لوئی پر " باربروسا " کی گولہ باری نے ۵۰۰ سو بلغاری ضائع کیے -

---

حمیدیہ

دس بجے شب کو " حمیدیہ " آبہاے حیفا میں پہنچا ' یہاں وہ کوئلے اور دیگر ضروریات کے لیے آیا ہے ' جہاز کے کمانڈر غازی رؤف حسین بک ہیں' چند آدمی ان سے ملنے جہاز پر گئے ' کمانڈر موصوف جوش اور شجاعت سے لبریز ہیں' آنے والوں سے نہایت اچھی طرح ملے اور دوران گفتگو میں تبسم کرتے ہوے کہا کہ " ہم اور ہمارے رفقا ملک و ملت پر نثار ہونے کے لیے تیار ہیں' ہم حفظ ناموس اسلام و آزادی وطن کی راہ میں موت کو قابل رشک خوش قسمتی سمجھتے ہیں " -

---

فوج مہدیا

جون ترک قسطنطنیہ کو نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ جو عثمانی میدیا میں اتاری گئی تھی' وہ برابر بلغاری فوج سے معرکہ آرا ہو رہی ہے' عثمانی فوج کئی بار نافہ شہر تک گھستی ہوئی چلی گئی اور بے قاعدہ جنگیں برپا کیں - یہ فوج اسوقت تک بلغاریوں کو سخت نقصان پہنچاچکی ہے -

---

مالی حالت کی اصلاح

— * —

صباح (ترکی اخبار) کا بیان ہے : کہ " آخری جلسہ میں معمورہ شوکت پاشا وزیر اعظم نے ۲۷ اقتصادی تجوزوں پر غور کیا ہے' جنکے لائسنس کمپنیوں کو دیے جائیں گے -

---

طرابلس الغرب

شیخ سنوسی کا وفد

— * —

سید السنوسی کا وفد سید عبد العزیز' سید احمد' اور دو اور بزرگ جملہ ۴ اعضاء سے مرکب ہے - یہ وفد خشکی کے راستہ سے شام ' اسکندریہ ' اور تونس ہوتا ہوا ۱۰ فروری کو آستانہ پہنچا ہے -

جلالتمآب سلطان المعظم کی طرف سے مابین ہمایونی کے مدیرثانی رجائی بک' حکومت کی طرف سے طلعت بک' (تشریفات کے ایک عہدہ دار) اور مجلس امانت و آستانہ کی طرف سے' باش کاتب ممدوح بک' استقبال کے لیے گئے ' وفد جب (راس القصر) پہنچا ' تو خزانہ کے کنکدانے فوج کے ایک دستے کے ساتھہ' استقبال کیا - اصطبل خاص سے گاڑیاں بھیجی گئی تھیں ' انہی پر سوار ہو کے (سراے مجیدیہ) میں آئے اور رہیں فروکش ہوے -

جلالتمآب کے نذرانہ کے لیے یہ وفد سید السنوسی کی بندوق خاص لایا ہے -

---

عربی حملہ

— * —

(ٹائمس) کا جنگی نامہ نگار قصر یغرنی (یہ ایک شہر ہے جو دھیبات کی راہ سے طرابلس کے جنوب و غرب میں ۷۰ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے) تار دیتا ہے :

طرابلس کی خود مختار حکومت نے اطالیا سے پھر معرکہ آرائی شروع کردی ہے' ۴ ہزار کی جمعیت شیخ العرب کے زیر علم' اور دو سو کی جمعیت بلاہ تورتج سے آئے ' زوارہ میں جمع ہوئی - سخت جنگ ہوتی رہی' بالآخر اہل عرب فتح یاب ہوے - اطالیوں کے انسان اور حیوان ' دونوں کی ایک تعداد کثیر کام آئی -

ارادہ ہے' کہ اس حکومت عربی کا انتظام رومی ہو' جو شیخ بارونی نے قصر یغرنی میں تجویز کیا تھا ' شیخ بارونی نے بڑا کام کیا ہے ' ترکوں اور عربوں کو انہوں ہی نے ملایا - عربوں میں انکی بڑی شہرت ہے - (شیخ سلیمان بارونی کے حالات اور تصاویر الہلال میں بارہا شائع ہو چکی ہیں - الہلال)

ایک اجتماع عظیم

— * —

حفظ استقلال ' تشکیل حکومت' اور تعیین قائد

کے لیے

بیسویں صدی میں حق کشی اور عدل سوزی کی واضح ترین مثال مسکین طرابلس ہے' طرابلس خود مختار کیا گیا ' اطالیا نے آسکے الحاق کا اعلان کیا ' اہل طرابلس نے الحاق کو نامنظور کیا

مگر بایں "دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت" نے سب سے پہلے اور اسکے بعد دیگر دول یورپ نے اطالیا کے الحاق کو تسلیم کیا -

کیا در حقیقت عہد الحاق طرابلس کو نامنظور کرتے ہیں ؟

اسکا جواب گو نفی میں زبان و قلم دونوں سے دیچکے ہیں ' مگر جس پرمعنی ' اثر انگیز ' اور باقاعدہ طریقے سے ۱۲ اور ۱۳ ذیحجہ سنہ ۱۳۳۰ھ کو کیا گیا ہے ' اسکی نظیر اس سے پہلے نہیں ملسکتی ۱۲ ذیحجہ کو الیطل العظیم سلیم سلیمان بارودی کی زیر صدارت ایک اجتماع عام ہوا ' قریب دو سو کے ۳ سو قبائل نے اپنے زعماء و شیوخ شرکت کے لیے بھیجے ' جاسے کا منظر عجیب پر اثر ' پر عظمت اور پر ہیبت تھا ' جلسہ گاہ شیوخ ' اعیان ' مجاہدین ' اور عام لوگوں سے پُر تھی ' شیوخ و اعیان اپنے لباس فاخرہ میں اور مجاہدین دوم لباس جہاد میں تھے ' مجاہدین کی کمروں میں جانظ ناموس اسلام مقدس تلواریں بندھی ہوئی تھیں ' جو خاموشی کی آواز میں کہہ رہی تھیں ' کہ اگر وہ نہ ہوتیں تو مراکش ' تونس ' نیز الجزائر کی طرح طرابلس پر بھی آج صلیب پرستار حکمران ہوتے -

ہر گاہ رسمہ دفاع وطن و حفظ استقلال کے جوش سے لبریز تھا ' چہروں سے ثبات عزم کے آثار ظاہر ہو رہے تھے ' جلسہ کا افتتاح شیخ بارودی نے ایک دلنشین اثر انگیز ' اور شجاعت انگیز تقریر سے کیا ' آغاز تقریر میں شیخ موصوف نے اطالیا کی دریدہ دہنی ' نوب کاری اور بدعہدی ' بعض اخبار وطن کے انخداع ' اور اسکے تلخ نتائج کی طرف توجہ دلائی ' اسکے بعد اتحاد اور حفظ استقلال کی ترغیب دیتے ہوئے کہا -

" ۱۴ مہینہ ہو گئے ' تم اٹلی کے اپنے جوش رسالت کی بدولت اپنے بزدل دشمن کے پامال کرنے میں کامیاب ہوتے رہے ' اس طویل مدت میں ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں آیا ' جس سے تمہارے جوش و خلوص یا اتحاد و اتفاق پر حرف آتا ' اس بنا پر میں سمجھتا ہوں ' کہ مجھ یہ کہنے کا حق ہے ' کہ تم نے اپنا مرکز نظر صرف اتفاق و ائتلاف قرار دیا ہے ' وَرَبِّ اللّٰہ فی ذٰلک "

آگے چلکے کہا " کہ میں اس فرصت سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں ' اور اپنی طرف سے اور تمام عالم اسلامی کی طرف سے اس غیرت عربیہ اور حمیت اسلامیہ پر ' تم کو مبارکباد دیتا ہوں ' جسکا اظہار تم نے افریقہ کے دیرینہ اور آخری اسلامی ملک کی مدافعت میں کیا ہے - تم کو معلوم ہے ' کہ افریقہ کل تک توحید کے زیر نگیں تھا ' مگر آج تثلیث کے زیر حمایہ ہے ' اس وسیع قطعہ زمین میں اب آزاد اسلامی حکومت کی اگر کوئی یادگار ہے ' تو وہ طرابلس الغرب ہے ' پس تمہاری مدافعت صرف وطن عزیز کی راہ میں نہیں ہے ' بلکہ ملت بیضاء کی راہ میں بھی ہے " اسکے بعد شیخ جلیل نے ان چند اشخاص کا شکریہ ادا کیا ' جنہوں نے اس مدافعت میں خاص طور پر حصہ لیا ہے ' اسکے بعد کہا -

" کہ میں اپنے خطبے کے ختم کرنے سے پہلے تم لوگوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں ' کہ آج پھر ہم دین و استقلال کے عہد مدافعت کی تجدید کریں ' اور قسم کھالیں ' کہ ہم اسوقت تک ہتھیار نہیں رکھینگے ' جب تک خدا ہمارے اور ہمارے دشمنوں میں فیصلہ نہ کردے ' وہو احکم الحاکمین تمام حاضرین نے قسم کھائی ' فتح و ظفر کی دعا اور شیخ جلیل اور مجاہدین کی ستائش کا خروش بلند ہوا ' اور جلسہ برخواست ہوا -

۱۴ کو پھر شیوخ قبائل جمع ہوئے ' اور حسب ذیل عہد نامہ لکھا گیا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

— * —

اس فرمان سلطانی کی بناء پر ' جو ہم کو یکم ذیحجہ کو مرصول ہوا ہے اور جو ہم کو انتظامی خود مختاری دیتا ہے ' ہم اس عطیہ سلطانی کو کمال مسرت و ممنونیت کے ساتھ قبول کرتے ہیں ' اور اور اپنے قائد سلیمان بارونی کو تکلیف دیتے ہیں ' کہ وہ اس اعلان کی اطلاع جن کو جن کو دینا ضروری ہو ' ان کو ان کو دیدیں اور ایک حکومت قائم کریں ' جو بموجب قواعد شرع و اصول عمران ' حفظ راحت ' قیام امن ' حفاظت دین و وطن ' وغیرہ وغیرہ ان تمام اعمال کو انجام دے ' جنکی ضرورت ہے ' اور نیز حفظ راحت اور مدافعت استقلال کے لیے تمام وسائل مثلاً جمع مال ' فراہمی اسلحہ وغیرہ وغیرہ کو اختیار کرے والتوفیق من اللہ والنصر بیدہ -

اس عہد نامہ پر سب نے دستخط کے ' دول یورپ کو اعلان استقلال و تشکیل حکومت کی اطلاع دیگئی ' استقلال کا علم بلند کیا گیا ' برج اور پولس کے عہدوں پر نئے اشخاص مامور کیے گئے ' جو اپنے فرائض نہایت جوش ' مستعدی ' اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں -

اس ملکی انقلاب کے بعد مجاہدین اسلام کو حملہ کا حکم دیا گیا ' چنانچہ اور سرین میں دو ہوائی کمپنی کے ہوئے ' جسمیں دشمن کے سپاہیوں کے علاوہ بڑے افسر مارے گئے -

انکشاف سازش

حال میں اطالیہ جنرل مولا مانی نے اہل جبل کے اعیان و اشراف کے پاس چند جوابات بھیجے تھے ' جسمیں انکو سبز باغ دکھا ئے تھے ' مگر حسن اتفاق سے اسکا پتہ لگ گیا ' مکتوب الیہم فوراً گرفتار کرلیے گئے ' خانہ تلاشیاں ہوئیں ' جسمیں مزید اطالیہ فرمانات اور کے ہر آمد ہوئے ' یہ اعلانات ان خائنوں کے پاس پوشیدہ طور پر اسلیے بھیجے گئے تھے ' کہ وہ انکو قبائل میں تقسیم کردیں اور اطاعت کی ترغیب دیں -

---

مشایخ میں پولیٹکل تحریک

— * —

خانقاہ نشینوں کی جنبش

— * —

زمانہ وہ ہے ' کہ مشائخ صوفیہ اپنے خلوتکدوں سے باہر آئیں اور پالیٹکس و سیاست میں ہاتھ ڈالیں - مگر کونسی سیاست ؟ سودا نوشی اور قانون خوری کی نہیں ' اپنے بزرگوں اور جدہ و عما مہ کی آبرو ریزی کی نہیں ' صرف حفاظت روحانیت کی سیاست ' نئی روشنی والوں کو خدا کا راستہ انکی عقل اور سمجھ کے موافق بتانیکی سیاست - لہذا توحید کے نام سے ایک اخبار نکالنے کی تجویز ہوئی ہے ' جو میرٹھ سے ہفتہ وار یا تصویر ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۱۳ع سے جاری ہوگا - یہ اخبار مشائخ کو کام کرنیکے طریقے بتلائیگا - یہ حلقہ نظام المشائخ کا زیر دست آرگن ہوگا ' جو حلقہ کے اغراض کو عمل میں لانیکی کوشش کرنگا ' یہ خانقاہ نشینوں میں جنبش پیدا کرنگا - اسکے نگران اور سرپرست مولانا خواجہ نظامی دہلوی ہونگے - قیمت سالانہ ۳ روپیہ نمونہ ایک آنہ کے ٹکٹ آنے پر دیا جائیگا ' مفت نہیں - الہلال کا حوالہ ضرور دیجیے

منیجر اخبار توحید
لال کورتی میرٹھ

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض: جن لوگوں کو پیشاب بار بار آنا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو - رات کو کم خوابی ستاتی ہو - اعضاء شکنی - لاغری جسم - ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جائے ہو اور پاؤں پھرنے سے سر چکراتا ہو - سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو - تمام بدن میں پھوسٹ کا غلبہ رہتا ہو - ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جہاں رگڑ جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجائے اور ٹھنڈے پانی کو جی نہ چاہے - معدہ میں جلن معلوم ہو - بیرقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضاء رئیسہ کمزور ہوجائیں - رقت - سوجش اور کمی باہ کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جائے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے - جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجہ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں - ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے - دنبل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے - جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسکے پیشاب میں بقیناً شکر ہوتے کا خیال کر لینا چاہیئے - اس راج پھوڑے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مر چکے ہیں -

مرض کی تشریح اور ماہیت: ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شدائہ روز کی صحبت ہے بعض دفعہ کثرت جماع - کہنہ سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے - صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے زخم وغیرہ پیدا ہوجاتے ہیں - کبھی ابتداء عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے -

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ - شیرینی - چاول ترک کردو - روٹی اگر سکھا کر کھاؤ تو بہتر ہے ورنہ یہ ردی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں - جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہوسکتا - یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کثیر قوار اور جملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں -

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے - جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے - یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے -

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرنے کے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے - آنکھوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں - جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں - سلسل بول - ضعف مثانہ - نظام عصبی کا بگاڑ - اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجانے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہو جاتے ہیں -

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خان - تانیٹرو ائی ریاست خیرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی -

محمد رمضان - زمیندار موضع چٹھہ ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مرض کو فائدہ معلوم ہوا - دن میں ۱۲ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے -

عبدالغفور خان - متعلقہ غرقاب شاہ جہان پور — گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبدالشکور خان صاحب اور محمد تقی خان صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دورہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں -

پتہ بہ

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

عبدالوہاب قینچی کاٹنے والے - فاضلپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہوں - بجائے ۳ - ۴ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے -

سید زاہد حسن - قینچی کاٹنے والے آباد — مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا - بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا - قوت مردمی جاتی رہی - آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے -

رام سلام پوسٹماسٹر جنرل — پیشاب کی کثرت - جاتی رہی - مجھ کو رات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا - آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی -

انکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں -

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسی آگے سے کھنچے اور انمیں پیدا ہوتے ہیں - ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دماغ خشک کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپیہ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو تو ۲ درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

افیمی کھانے سے جو اعضاء ناکارہ بالکل چھوٹ جاتے ہیں قیمتہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

لیکوریا رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام - دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے آگے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل - تا سو روپیہ تک انعام - خدا زید کے گھاؤ - طاہر کے زخم کا بہتوں علاج ہے - ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری - کمزوری دور مرض تلی سے نجات - قیمت دو ہفتہ دو روپے

برأل ساعۃ

ایک دو قطرے آگے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو حوض کے لئے ایکروپے

دافع در دکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی زخمی ہو یا ساذی - خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ صمیرہ دراساتی

مقوی بصر - محافظ بصارت - نافعہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء سیمی - ضعف بصر وغیرہ ۵ فیتراء صمہ سلائی سنگ بشب دو روپے

درد سر و درد ریاح کی دوا



ریاحی درد لحظہ میں پہاڑ ہو جاتا ہے - یہ دوا لحظہ میں اسکو پالی کردیتی ہے - درد ریاح جیسے ٹپک - چمک - ٹیس - رگوں میں لہر کن کمی سے چاہے جسقدر تکلیف ہو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتی ہے درد سر کے واسطے بھی اس دوا کا ایسا ہی فایدہ ہے - نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی رجہ سے کیسا ہی درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے صرف یہی نہیں اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو - آرا جاتا ہو - اس دوا سے فوراً بند ہوتا ہے - اندنوں لوگ ذرا ذرا سی باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں کام میں یا مفت کی باتوں میں فکر و تردد میں عیش و عشرت میں دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کل شکایتیں سر پر آجاتی ہیں - اور ہاے رے درد سر پکارا کرتے ہیں ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے لوگوں کے لیے ہے - دوا کے استعمال سے فورا درد بند ہوتا ہے - اسلئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے -

(قیمت ۱۲ ٹکیوں کی ایک شیشی (۶ آنہ) محصول ڈاک ایک سے چھہ ڈبیہ تک ۵ آنہ)

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵۰۷ چتار اچندوت اسٹریٹ کلکتہ

ریویو آف ریلیجنز - یا مذاہب عالم پر نظر

اردو میں ہندو ستان اور انگلستان میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - اس کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا بھی ایک پرچہ ہے جس کو دوست دشمن کے دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند ایک راؤں کا اقتباس حسب ذیل ہے :—

الہیاں لکھنؤ - ریویو آف ریلیجنز ہی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - عربی میں الحناء اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے بہتر پرچے کسی زبان میں شایع نہیں ہوئے - اس کے زور آور مضامین بہ علم و فضل کو ناز ہے -

کریسنٹ لورپول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں - اس کی تردید میں نہایت ہی فاضلانہ مضمون اس میں لکھا گیا ہے - جس سے عمدہ مضمون آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا -

مسٹر روب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور یہی رسالہ اس روکوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو جہالت سے سچائی کی راہ میں ڈالی گئی ہیں -

ریویو آف ریویو - لندن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مضمون سے دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاہور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہے - جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے سالانہ قیمت انگریزی پرچہ ۴ روپیہ - اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ - اردو ۲ - تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین قادیان - ضلع گورداسپور آنی چاہیئیں *

شائقین تواریخ و تصوف کو مژدہ

مزارات اولیاے دھلی بالکل نئی تصنیف ہے - تمام اولیاے کرام و صوفیاے عظام جو دھلی کی مقدس سرزمین میں مدفون ہیں ان کے بسیط حالات سلسلہ وار در حصوں میں درج کئے گئے ہیں - زائرین کے لیے اس سے بہتر کوئی رہنما نہیں ہو سکتا - قیمت حصہ اول ۶ آنے حصہ دوم ۲ آنے ہر در حصص معہ محصول ڈاک و خرچ وی - پی پیکنگ وغیرہ ۱۰ آنے -

ہندوستان کی اسلامی تاریخ عہد افغانیہ - صفحہ صوفی کرام الہی صاحب ڈنگوئی - ۴۲ تواریخوں کا لب لباب ہے - معترضین کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے ثبوت سے جواب دیا گیا ہے - فاضل اجل مولوی سید احمد صاحب مولف لغات آصفیہ فرماتے ہیں کہ اس سے بہتر ہندوستان کی تاریخ اب تک ان کی نظر سے نہیں گذری قیمت ۲ روپیہ ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ وی - پی ۳ آنے -

المشتہـــــــر - منیجر اسلامیہ بک ڈپو و جنرل اخبار ایجنسی بازار بلی ماران - دھلی -

حمیدیہ ہـــوٹـــل

نمبر ۱۳۱ لوئر چیت پور روڈ

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اشیاے خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھہ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور ارام دہ کمروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار' فرنشڈ اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت منیجر ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہماری ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

المشتـــــــر شیخ عبـــد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

سسٹم راسکوپ لیورواچ ۱۹ سائز

مضبوط' سچا وقت' برابر چلنے والی' معہ محصول دو روپیہ آٹھہ آنہ

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرمتلہ کلکتہ -

M. A. Shakur & Co., 5/1, Wellesley Street, P. O. Dharamtollah, Calcutta.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۰ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۳ | کلکتہ: چہارشنبہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday April 2, 1913.



اصلاح

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو في پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے رپي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا - (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکي اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں، البتہ حتي الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگي ہمیشہ لي جائیگي اور نہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشي مشروبات کا، نقش امراض کي دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ ـــ کوئي صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor :
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod Street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address.
"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4 - 12.

جلد ۲ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — ہجری ۱۳

Calcutta : Wednesday, April 2, 1913.

فہرس

تلغراف خصوصی
شذرات ۲
مقالۂ افتتاحیہ
حدیث الحاشیہ ۳
مقالات
انگلستان اور اسلام (۵) ۸
اخلاق ۹
مذاکرۂ علمیہ
العیاۃ ۱۲
فہرست زراعانہ دولت علیہ اسلامیہ ۱۳
ادبیات
خلافت فاروقی کا ایک واقعہ ۱۴
غزل „
مراسلات
تلغراف خصوصی ۱۵
فکاہات
لیک مع حسرت ایبل „

تصویر

شکری پاشا (صفحۂ خاص)

تلغراف خصوصی

(مصطفیہ ۳۰ مارچ)

ادرنہ مسخر ہوگیا' دشمن کا قصبہ شہر پر نہیں ہوا' بلکہ کھنڈروں پر' اور غیر معمولی قربانی کے بعد - چارش

(مصطفیہ ۳۱ مارچ)

ہاں آسخیبر کی خبر صحیح' مگر غیر معمولی مدافعت کے بعد' دشمن کے نقصانات شدید تھے' چٹلجا میں ہماری حالت اچھی' مصر میں سازش کے سامان ہو رہے ہیں - مصباح

اعتذار

— * —

جدائی ہوں کہ میں کن لفظوں میں اپنی اس ندامت' اور پریشانی کا اظہار کروں' جو گذشتہ نمبر کے صفحۂ مکاتبات کو دیکھکر مجھپر طاری ہوئی' اور ایک امر جو ہوچکا ہے' نہیں سمجھتا کہ کیونکر اسکے اثر کو محو کرسکوں - میں دو ہفتے سے سفر میں ہوں' اور گذشتہ نمبر کا اکثر حصہ میری موجودگی میں مرتب ہوچکا تھا - میری عدم موجودگی میں ایک نحو نظم "شغاف" کے بے معنی نام سے درج کردی گئی' جسکے اشعار کا وزن تک درست نہیں' اور ایک شعر بھی ایسا نہیں جو قابل اشاعت و اندراج ہو - رسالہ چھپکر شائع ہوا' تو میری نظر سے بھی گذرا - عرض نہیں کرسکتا کہ جس وقت اس نظم پر پہلی نظر پڑی' تو کس درجہ طبیعت کو اضطراب و رنج ہوا - سراسیمہ ہوکر رہگیا کہ ہوکر ہزاروں ناظرین الہلال کو اسی وقت اپنی بے خبری کی اطلاع دوں !

نہایت شرمندگی کے ساتھہ ناظرین سے معافی خواہ ہوں کہ میری مجبوری پر نظر رکھکر معذرت کو قبول فرمائیں - غالباً یہ پہلا ادبی گناہ ہے' جو الہلال سے سرزد ہوا ہے' اور میری معذرت واضح ہے : والعذر عند ذرام الناس مقبول

چاہتا ہوں کہ گذشتہ نمبر کا وہ صفحہ اس نظم کو نکالکر مکرر چھپوالوں' اور وہ الہلال کے ساتھہ شائع کردیا جائے' تاکہ اس صفحہ کو سے خارج کرکے اسکی جگہ یہ ورق لگادیا جائے - کم از کم محفوظ رہے گی -

(نقیب ابو الکلام)

فہرس

— * —

تلغراف خصوصی
شذرات ۲
مقالۂ افتتاحیہ
حدیث الحاشیہ ۳
مقالات
انگلستان اور اسلام (۵) ۸
اخلاق ۹
مذاکرۂ علمیہ
العیاۃ ۱۲
فہرست زراعانہ دولت علیہ اسلامیہ ۱۳
ادبیات
خلافت فاروقی کا ایک واقعہ ۱۴
غزل „
مراسلات
تلغراف خصوصی ۱۵
فکاہات
لیک مع حسرت ایبل „

تصویر

شکری پاشا (صفحۂ خاص)

[بقیہ شذرات صفحہ ۳ کا]

پر شدید گولہ باری کی - بلغاریوں میں بے انتظامی پھیل گئی اور بہ ہزار تدبیروں نے سنگینوں سے مخالفانہ حملہ کرنے مقابل کے ڈھالو مقامات کے نیچے بلغاری فوج کا صفایا کردیا - ۴ ہزار بلغاری مقتول مجروح ہوے - بلغاریوں کے لیے اب یہ ناممکن ہے' کہ وہ چٹلجا خطرط مدافعت پر حملہ کریں - کیونکہ اس صورت میں ان کو میمنہ پر ترکوں کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہے -

شذرات

تسخیر ادرنہ

۲۷ - مارچ کی صبح تقسیم میں اخبار پر بلغاریا کے "اہل اسلام" کی خبر شائع ہی' دفتر سے ابھی وقت متعدد تار قسطنطنیہ روانہ کیے گئے - جوابات آئے' مگر دیر میں' ابھی ایسے ان تاروں کے جواب میں تاخیر ہوئی' جو دفتر میں تعریف دریافت حال موصول ہوئے تھے - یہ حوادث صفحہ اولی میں درج ہیں' اخبار نے جو تار برقیں شائع ہی ہیں - انکے بموجب زیادہ تر واقعات حسب ذیل ہے -

۲۵ مارچ ۱ بجے شب اور بلغاریوں نے ایک متحد الوقت حملہ عام کیا - ۳ بجے شب ۵۰ منٹ پر غیر معمولی پر جوش مقاومت کے علی الرغم بلغاریوں نے سنگینوں سے حملہ کیا' اور مسلسل حصہ پیشین کے تمام آگے بڑھے ہوئے مقامات اور قلعوں کے خط سے ٹھیک مشرقی ہی طرف کے تمام قلعہ بند نقطوں پر قابض ہوگئے - اس معرکہ میں بلغاریوں نے دو افسر میں توپیں ۳ زندہ افسر اور ۳ سو آدمی گرفتار کیے -

اسی دن دوپہر کو شمس چوپاں سرور اندیدی نامی ایک مقام پر جو (قلعوں کے خط سے قریبا ایک میل مغرب کے فاصلہ پر واقع ہے) پر قابض ہوگئیں - اسی دن غروب جنوبی مقامات سے بھی ہٹا دیے گیے - ۲۶ کو حملے ہی کیا گیا' پہلے مرہٹیوں کے گیے بھیجے گئے' گلوں کے بعد آہنی پوش و سپر دار سپاہی روانہ ہوئے' قلعہ کی دیوار ۴۰ قدم بلند چٹان سے اٹھائے بنائی گئی تھی - دیوار چاروں طرف سے اور ہے کے خال سے گھیری ہوئی تھی' بلغاری فوج نے اس خال کو واٹا شروع کیا' دن بھر' سنگینوں تک نوبت پہنچی' اور سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی -

جنوب ادرنہ میں سروریوں سے بلغاریوں کو بعد مدد ملی' سروری فوج کا پورا ایک ریجمنٹ تمام آیا - آخری حملہ کے آثار میں بلغاری خس و خشاک کی طرح مار گئے اور ترکی مقامات (پوزلشنز) تک پہنچنے سے پہلے پوری پوری احتیاطیں روانہ ہوگئیں - ترکوں کے سامان سدا' گولاموں' اسلحہ خانوں' توپخانوں' سقاخانوں' اور داروغوں' میں آگ لگائی -

۲۶ و ۲ بجے سہپر پاشا کے جنرل اوٹف کے سامنے ہتھیار ڈالدیے - صبح میں بلغاری مورخ اعلام دیے گئے کہ اس معرکہ میں ۱۱ ہزار بلغاری مقتول ہوئے ہزار عثمانی گرفتار ہوئے ۲۸ مشین گنیں اور ۶ سو ۵۰ متحدالمقاصد تسلیم کی توپیں بدست ملیں -

قلعہ اسکدار خاص (مسجد بلغاری فوج کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے ہی اطلاع دیے گئی تھی) ایلن بزار کے' کہ صرف ۸۰ میدانی توپیں اس پوزیشن کے لیے کافی ہوئی تھیں' جو دائرہ کے مشرق میں واقع ہے اور قلعہ اور مسجد سے ۱۰ میل کے میدان میں دو تین میل کے درمیانی فاصلہ پر ۱۰۰ توپیں لگائی ہوئی تھیں - صرف ایک روز میں ۳۰ ہزار پھینکے والے گولے پھینکے گئے' جانبوں نے عملی طور پر تمام قلعوں کو ڈھا دیا - بعد میں داخلے کے معلوم ہوا' کہ یہ تمام قلع ایسے ہوئے درندہ ولکنہ گنبد ہیں' جن پر مٹی کی استرکاری ہے - توپوں کے نصب کرنے کے لیے صرف زمین کھود کے جگہ بنالی گئی ہے - یہ ترکی انسانے تھے' کہ جدید وضع کے زبردست قلعے بنے ہوئے ہیں - اسکی مضروطی اور سب سے زیادہ اہمیت اسوجہ سے حاصل ہے' کہ وہ تدریجی طور پر مضبوط مقام ہے - اگر بلغاری اصل حقیقت سے آگاہ ہوتے تو نامہ نگار استوار مقاومت کی وجہ بلغاریوں کی لاعلمی ثابت ہونا چاہتا ہے' مگر یہ اسنا جہل یا تعصب ہے' زبردست خود عثمانی تسلیم کرتے ہیں' کہ انکے حالات سے انکے دشمن ان سے زیادہ واقف ہیں' اور دنوں کہ ہوں جب کہ افسر قلعوں کی تعمیر میں مزدوری کرتیں اور ایک ایک توپ کے اوپر آنکھ سے بیٹھے دیکھیں - (الہلال)

یہ اس مقام کا' جو صرف ایک مورچہ بند فوجی ایمپ تھا' تین مہینے قبل ہی سنگینوں سے فتح کر لینے - شکری پاشا کے پاس نہ تمام توپیں بھی تھیں' جنکی نسبت کہا جاتا تھا' کہ انکے پاس موجود ہیں - جب دشمن کی فوج بلند مقامات کی طرف حملوں پر حملے کر رہی تھی' تو شکری پاشا نہایت خوش اسلوبی سے اپنے توپخانوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیتے تھے جس سے دشمن کو یہ معلوم ہوتا تھا' کہ انکے پاس بہت توپخانے ہیں - جب بلغاری شہر میں داخل ہوے' تو انکو یہ بات دیکھکے

سخت حیرت ہوئی' کہ مرہٹیوں کے گلے شہر کے قریب ہی چپا گاہیں میں چر رہے ہیں - قلعہ کی فوج اور شہر کی رعایا بھی بریشان نہیں معلوم ہوتی تھی -

---

اس تفصیل کے پڑھنے کے بعد اب آپ غور کریں' کہ ۲۵ مارچ کو حملہ ہوتا ہے' عثمانی فوج غیر معمولی جوش کے ساتھ مدافعت کرتی ہے' مگر با ایں دشمن کامیاب ہوتا ہے' اسکے بعد دو اور تین میل کے درمیان فاصلہ پر ۱۶۰ ساٹھ توپیں گولہ باری کرتی ہیں' جنمیں سے صرف ایک قلعہ پر ۸۰ توپیں آگ برساتی ہیں - اسکے بعد دشمن کی فوج بڑھتی ہے' اور قلعی چال کاٹ ڈالتی ہے - اسکے بعد اور بڑھتی اور سنگینوں تک نوبت پہنچتی ہے ۱۲۷ دن کے محصورین ہمت و شجاعت کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں' بلغاری فوج کے ساتھ سروی فوج بھی شریک ہے' سروی فوج کے پورے ریجمنٹ کے ریجمنٹ اڑ جاتے ہیں' بلغاری بھی خس و خاشاک کی طرح کاٹے جاتے ہیں' مگر وہ آگے بڑھتے ہیں اور شہر پر قابض ہو جاتے ہیں - یہ تصویر جنگ کا ایک رخ ہے' دوسرا رخ یہ ہے' کہ قلعوں کی مدافعت کرنے والوں کے لیے زمین میں گڑھے کھودے گئے ہیں' توپوں کی تعداد ناکافی ہے' مگر قلعہ اپنے حسن انتظام سے انکی تعداد کمی چند زیادہ بتاتا ہے' دشمن مقام پر مقام لیتا چلا جاتا ہے' مگر جب دست بدست جنگ کا موقع آتا ہے' تو عثمانی فوج جوش کے ساتھ مقابلہ کرتی ہے' مگر ایسے اسباب جمع ہو جاتے ہیں' کہ با ایں پر جوش مدافعت و مقاومت دشمن شہر میں داخل ہو جاتا ہے -

اب سوال یہ ہے' کہ عثمانی فوج نے ۲۵ کو ۱ بجے شب سے پہلے ۲۶ کے ۳ بجے دن تک کی فیصلہ دن و خونناک صدت میں - جیسا کہ دوسرا کہدے پہلے کہدینے سے زیادہ حوصلہ کمسل اور ہمت سوز ہوتا تھا - ایک ہمت کے ایسے پست عثمانی' سردہ جوشی' اور خونریزی کا اظہار کیا؟ کیا شکری پاشا نے شہر پر بلغاریوں کے استیلاء تام سے پہلے اختیار کاسے؟ کیا اگر شکری پاشا اختیار نہ ڈالتے تو شہر پر بلغاریوں کا قبضہ نہ ہوتا؟ اور مختصراً یہ کہ کیا محصورین نے مقاومت کا آخری دقیقہ اٹھا رکھا؟

اگر ان تمام سوالات کے جوابات نفی میں ہیں' تو اب سوال یہ ہے' کہ محصورین نے اس عہد کو پورا کیا یا نہیں جو انہوں نے بطل الطرابلس انور بے سے کیا تھا؟

انسان کے اختیار میں صرف کوشش ہے' کامیابی اسکے محدود اختیار سے باہر ہے میدان جنگ میں ایک سپاہی کا اس سے زیادہ حوصلہ نہیں' کہ وہ جانبازی' یا مردمی' اور دانشمندی کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرے' اگر اس نے ایسا کیا' تو مستحق آفریں ہے ورنہ سزاوار پاداش' شکست ہو یا فتح'

اسلئے اگر مشاہیر و ابطال ایسی صف میں ہیرولین ورز عثمان پاشا بھی ہیں' تو یقیناً مدافع جلیل غازی مختار پاشا بھی انکے درش بدرش ہونگے -

---

یہ تفصیل تما متر صوفیا اور ادلک نامہ نگار کے بیان کی موافقت صورت ہے' اور بیک نظر معلوم ہوجاتا ہے' کہ اسوقت تک بلغاریوں کے عجز کی عذر جوئی اور فتح کی تفخیم و تعظیم کی کوشش کی گئی ہے' لیکن با ایں اگر اسمیں مبالغہ و اغراق کا عنصر اس حد تک نہیں' کہ واقعیت کا عنصر فنا ہوگیا ہے' تو اس تسخیر سے ان معلومات کی تکذیب نہیں ہوتی' جو الہلال کے صفحات میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں - ان تمام معلومات کا خلاصہ دو عنوانوں کے تحت میں آسکتا ہے ایک عدم تسلیم کا معاہدہ اور دوسرے سامان کی کافی مقدار - اول الذکر کے متعلق ہم ابھی تفصیل کے ساتھ لکھ آئے ہیں - رہا امر دوم' اسے بھی آپ ایک بار پھر تفصیل تسخیر پر ایک غلط انداز نظر ڈالیں' آپ کو اسمیں زرخط مقامات میں ملینگے' کہ معصورین کے سامان میں آگ لگادی' جب محاصرین داخل ہوے تو اسوقت گئے چراگاہوں میں چر رہے تھے' پس ایسا بسے اس امر کی شہادت نہیں' کہ سامان کی کمی کہ تھی -

---

اس بحث میں سب سے آخری نقطہ یہ ہے' کہ آیا وزارت سابقہ کی راے صحیح تھی ؟ اور کیا انتقلات اور اجزاے جنگ انعقادیں کی خود کامی یا حکام باری تھی ؟ ابھی اسباب تسخیر تاریکی میں ہیں' جسقدر تفصیل آئی ہے وہ اجمال سے بھی کم ہے' اسلیے اسکا صحیح جواب نہیں دیا جاسکتا' مگر " آقاے کامل " کی مجوزہ تم ہاہ فروری مجلس کی کارروائی (حر الہلال نمبر ۷ میں شائع ہو چکی ہے) کے پڑھنے کے بعد ہم جس نتیجہ پر پہنچے تھے' وہ یہ تھا' کہ مجلس نے فیصلہ صلح کی بنیاد دو امور پر ہے -

(۲) تاراج ایشیاء کا خوف

(۱) مالی مشاکل کا نا قابل حل ہونا

پس اگر ہم صحیح نتیجہ پر پہنچے تھے تو ہم کو اس بحث میں اوئی دخل نہیں' کہ یا ایں تسخیر انعقادی وزارت عملی وزارت سے نسبتاً کامیاب رہی -

محمود شوکت پاشا کے شمشیر کے قبضہ پر عاقبہ رہا تو تاراج کی دھمکی دینے والے پھر تاجداری کے ذمہ داری میں ریوس ہوگئے اور مالی مشاکل کا انتظام - جو انجمن ایسے بالمند' ملک کے پرستار ہونے کے باوجود کامل نہ کہیں ہو سکا تھا - اس حد تک ہوگیا' کہ واجب الادا قسطوں میں بے دقت دی نہیں - اور دو ماہ تک جنگ جاری رہی اور ابھی ہے -

اگر یہ صحیح ہے' کہ ایک خیر شریف کے لئے حملہ اور تو اپنے حریم کی حوالگی حرام ہے اور اسوقت تک مدافعت کرنے رہنا فرض ہے' جب تک کہ اسکے قوی جواب نہ دیدیں' تو ہم کہتے ہیں کہ ادرنہ - وہ ادرنہ جسکے چپہ چپہ پر اسلامی یادگاریں بندھ ہیں' جہاں اسلام کے نامور و درخشاں فرزند مدفون ہیں' اور سب سے آخر میں مگر سب سے مقدم یہ کہ' جو قسطنطنیہ کی کنجی ہے - کی حوالگی (جو کامل چاہتا تھا) ترکوں کے لئے حرام تھی' اور انکا فرض تھا' کہ اسکی مدافعت اسوقت تک کریں جب تک کہ

اسکے امکان میں ہو (جیسا کہ اتحادی وزارت نے کیا) ادرنہ کی تسخیر اسی تسلیم سے بدرجہا زیادہ بہتر ہے اور نہ ایک سپاہی کے جسے میدان میں زخمی ہو کے گرفتار ہونا' کے زخمی ہونے' ہتھیار ڈالنے سے ہزار حال اور بدرجہا بہتر ہے -

---

چنانچہ تسخیر ادرنہ کے بعد چنانچہ کے متعلق خبروں کی حالت تشویش انگیز تھی - عثمانی مراکز کی خاموشی نے - غیر عثمانی مراکز کو مضطرب و ہزیمت کی داستانسرائی کرنے تھے - ۲۵ مارچ کو صوفیا سے اطلاع دی گئی تھی' کہ بلغاری آگے بڑھے' دشمن پس پا ہوا' اب بلغاری عثمانی خط ریلوے ڈیوس کے درمیانی حصہ پر قابض ہیں - ۲۷ کو بلغاری سفارتخانے نے اطلاع دی' کہ بلغاری شہر پر قابض ہوگئے - ۲۸ کو رویٹر کو قسطنطنیہ سے کہ خدر ملی " کہ چنانچہ میں جنگ ہو لی' حسبا نتیجہ ترکوں کے خلاف نکلا' ابتداً یہ انتظام قائم رہا' مگر آخر میں بے انتظامی پھیلگئی - معلوم ہوتا ہے ترک خودرہ ہوگئے ہیں' ترکوں نے شہر ۲۶ ہی کو خالی کردیا تھا' اسوقت وہاں نہیں' جہاں وہ ذخیرہ میں تھے - اسی سنگین بلغاری حملہ کی عمدت نہیں' مگر انور کے ہی مضبوط فوج پیشگاہ (درانت) پھیردیگئی ہے - چنانچہ پر جوش جنگ کے بیان میں مراسلہ ایسا کیا گیا ہے - گذشتہ نصف ماہ میں چنانچہ سے قسطنطنیہ صرف ۵ سو بھی آئے ہیں " - مگر ۳۰ کو خبروں کا رخ دیگیا - قسطنطنیہ سے سرکاری طور پر اطلاع دیگئی' کہ دشمن نے دوبیکچکمجی کے آگے کے مقام پر قبضہ کرلیا تھا' مگر سخت نقصان کے بعد نکالدیا گیا اور عثمانی فوج نے دوبارہ اس مقام پر قبضہ کرلیا -

یہ تو کر سرکاری تھا' مگر معرکہ کی اہمیت کے باب میں خاموشی تھا' یکم اپریل کو رویٹر نے تفصیل شائع کی' جس نے معرکہ کی اہمیت اور اس جوش جنگ سے پردہ اٹھادیا' جو عثمانی فوج نے ادرنہ کے ہمت شکن اور استقامت افگن سانحہ کے بعد دکھائی' تفصیل بجسدہ درج ذیل ہے -

یکم اپریل - رویٹر فوج کے ساتھ جو خاص نامہ نگار ریلیچکمجی کے معرکہ قرار میں موجود تھے انہوں نے اس جنگ کی مفصل خبریں بھیجی ہیں' جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی نہ صرف نہایت شدید تھی' بلکہ چنانچہ کے آیندہ قرارناموں پر اس کا نہایت ہی اہم اثر پڑے گا - بلغاریوں کا مقصد یہ تھا' کہ لڑائی فوج جو خلیج چیلیکمجی کے مغربی جانب میں مرتفع میدان پر قابض ہے' اس کا تعلق قلب جیش (صلی لری فوج) سے' جو چنانچہ کے خطوط مدافعت پر موجود ہے' منقطع کردیں - ۲۵ - مارچ کو بلغاریوں نے عظیم الشان فوجی جمعیت سے پیش قدمی کی - نہایت شدت سے پوری فوج کا جزو اعظم قلبی مورچوں کی طرف بھاگا - اس کے بعد دو روز تک خونخوار گولہ باری ہوتی رہی - بلغاریوں کو اس حالت میں جبکہ یہ مضبوط حصے میں مورچے بنود تھے میدانوں میں چھوڑنے کی کوشش کی تھی' لڑائی توپوں کی سخت آتشباری کا سامنا کرتا رہا - جس کی حالت توپوں (لیڈس) سے برابر مدد مل رہی تھی - بلغاریوں نے جمعہ کے دن صبح کو دھاوے کی تازہ کی میں یہ کوشش کی' کہ ایک جناحی پیش قدمی (فلینک مارچ) کے ذریعہ سے چنانچہ کے خطوط مدافعت کے سامنے ایک آخری حملہ کرکے چیلیکمجی کی مغربی جانب میں ترکوں کے پیر اکھیڑدیں' لیکن دھوے کے موقوف ہوجانے پر بلغاری فوج مورچے کے جال میں گرفتار ہوگئی' اور ترکوں نے اس

(بقیہ صفحہ اول کے آخر میں -)

الهلال

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ هجری

حدیث الغاشیه

(۵)

جاء الحق و زهق الباطل

ان الباطل کان زهوقا

ارلا یرون انهم یفتنون فی کل عام مرة او مرتین ثم لا یتوبون ولا هم یذکرون (۹ : ۱۲۷)

کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے ' کہ کوئی برس ایسا نہیں گذرتا ' جس میں ایک یا دو مرتبہ یہ لوگ آزمایشوں میں نہ ڈالے جاتے ہوں ' مگر باوجود اسکے نہ تو وہ اپنی بد اعمالیوں سے توبہ کرتے ہیں ' اور نہ ان تنبیہوں سے عبرت پکڑتے ہیں ! !

معتقد ہوں کعبے کا ناظم ' مگر جا کر وہاں
عبرت آتی ہے ' کہ کیا بتخانہ ویراں ہوگیا ؟

میں لکھتے لکھتے ہی پھر بیمار ہوگیا تھا ' اسلیے یونیورسٹی ڈیپوٹیشن کے ٹرکے کی نسبت کچھہ نہ لکھہ سکا -

لیکن اب ضروری ہے کہ اسکی نسبت چند کلمات عرض کروں :

دنبال تو بودن گنه از جانب ما نیست
یا غمزه بگیر ' تا دل مردم نه ربایند

کوئی واقعہ ہو ' اسپر سرسری نظر ڈالکر نہیں گذر جانا چاہیے ' اور عبرت و بصیرت اندوزی کیلیے ہر وقت مستعد رہنا چاہیے - کامیابی اور ناکامی ' دونوں میں ہمارے لیے ذخائر عبرت ہیں ' فتح و شکست ' دونوں ہم کو نصیحت کرسکتی ہیں - اور غور کیجیے ' تو تنبه و اعتبار کا اصلی وقت فتح ہی کی گھڑیاں ہیں - شکست کا وقت تو ماتم و حسرت میں بسر ہو جاتا ہے : مبشر عبادی الذین یستمعون القول ' یتبعون احسنه - اولئک الذین هدا هم الله ' و اولئک هم اولو الالباب - (۳۹ : ۱۹) (۱)

اس خبر کو سنتے ہی ہر شخص کی زبان سے بے اختیارانہ صدا جو نکلی ہوگی ' وہ یہی ہوگی کہ " حق نے باطل پر ' حریت نے استبداد پر ' اور قوم نے افراد پر فتح پائی "

یقیناً فتح پائی ' رات کی پردہ پوش اور جرائم پرور تاریکی میں نہیں ' بلکہ علانیہ روز روشن کی فیصلہ کن روشنی میں فتح پائی - سازش و خدع کے ہتھیاروں سے نہیں ' بلکہ حق اور راست بازی کے حربۂ الهی سے فتح پائی - دولت و رسوخ ' دیدبۂ و سطوت ' جمعیت و قوت اور ادعا و تعدی کی نمایش فروشیوں کی طاقت ڈھلا کر نہیں ' بلکہ بے سروسامانی ' ضعف و عاجزی ' قلت اعوان و انصار ' اور فقدان اسباب و رسائل کے ساتھہ فتح پائی - یقیناً یہ ایک فتح مبین تھی ' مگر حق و باطل کی آویزش کی تاریخ میں یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے ' بلکہ اسکے خوارق و معجزات کو سنیے ' تو انکے آگے اس فتح کی حقیقت ہی کیا ہے ؟ اس سر زمین عجائب خیز کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر سچائی کی فتح و نصرت کا ایک صحیفۂ خوارق رکھتا ہے ' اور نہیں معلوم آغاز عالم سے اس وقت تک حق و باطل میں کتنے معرکہ ہا سے زہرہ گداز ہوچکے ہیں ؟ اول تو ان واقعات کے مقابلے میں یہ معاملہ ہی کونسا ایسا عظیم الشان تھا ؟ پھر باطل پرستی نے اسی دنیا میں جیسی جیسی عظیم الشان دنیوی قوتیں ' اور قاہر و جابر فوجیں ' اپنے ساتھہ رکھی ہیں ' انکو سامنے لایئے تو معلوم ہو ' کہ اس معرکے میں وہ ساز و سامان ہی کسے میسر تھا ؟ ہم نے حق و باطل کی جنگ آرائی کی تاریخ میں بڑے بڑے عظیم الشان تختوں کو اوندھے دیکھا ہے ' جنکی سطح سونے کی تھی ' اور جنکے حواشی پر لعل و جواہر سے گلکاری کی گئی تھی - ہم نے ان عظیم الہیئۃ اور قدیم البنیان مندروں اور ہیکلوں کی دیواروں کو سرنگوں دیکھا ہے ' جنکے صحن چاندی سونے اور لعل و جواہر کے درخشان بانوں سے رنگے ہوے تھے - ہم نے تاریخوں میں ان معرکوں کی سرگذشت پڑھی ہے ' جنمیں باطل پرستی کی فوجیں بے کنار سمندر کی طرح پھیلی ہوئی تھیں ' مگر حق کا علم اپنے سالے میں صرف ایک ہی وجود بے سروسامان رکھتا تھا ' مگر با ایں همه عاقبت کار اسی کے لیے تھی - حق و صداقت کا حریف آج ہی پیدا نہیں ہوا ہے - وہ مع اپنی طاقتوں اور قوتوں کے ہمیشہ سے موجود ہے ' اور جب کبھی حق سے مقابل ہوا ہے ' تو اس نے اپنی طاقتوں کی انتہائی نمائشیں کی ہیں - پس جس صداے حق کی فتح یابیوں کی تاریخ ایسے عظیم الشان مقابلوں کا افسانہ سناتی ہو ' اسکے لیے آجکل کے بعض مدعیان کار فرمائی کے نمایشی ہتھیار کیا حقیقت رکھتے ہیں ؟ جس دست و بازو نے آہن پوش حریفوں کی صفیں الٹ دی ہوں ' اور باطل پرستی کے مہیب دیوؤں اور عفریتوں کو انگلیوں پر چرخ دیکر دے پٹکا ہو ' اسکے لیے چاندی سونے کی چند متحرک پتلیاں کیا رعب و سطوت پیدا کرسکتی ہیں ؟

پس اس بنا پر جو کچھہ ہوا ' اسمیں آپکے لئے ندرت اور تعجب کی کوئی بات نہیں ' البتہ غور کیجیے تو عبرت و بصیرت ضرور ہے : و ان الظالمین بعضهم اولیاء بعض ' و الله ولی المتقین (۴۵ : ۱۸)

(۲)

سب سے پہلی بصیرت جو اس واقعہ میں ہمارے لیے ہے ' وہ رہی ہے ' جس کو آغاز اشاعت الہلال سے بار بار کہہ چکا ہوں ' لیکن وہ میرا ایک ایسا اعتقاد مستحکم اور ایقان قلبی ہے ' جسکی صدا ہر آن و ہر لمحہ میرے اندر سے اٹھتی رہتی ہے ' اور میں خواہ کتنی ہی مرتبہ اسکو دہراؤں ' لیکن تھکتے نہی جگہ ہر مرتبہ ایک راحت تازہ پاتا ہوں - وہ حق کی فتح مندی ' اور ہر مظہر باطل کی شکست کا قانون الہی ہے ' جس نے ابتدا ہی سے اپنے حلقہ بگوشوں کو پیغام نصرت سنادیا تھا کہ :

و تلك الدار الاخرة نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض و لا فسادا ' و العاقبة للمتقین (۲۸ : ۸۳)

اور آخر کار کامیابیوں کا گھر انکے لیے ہے ' جو دنیا میں پیشوائی اور لیڈری کے خواہشمند نہیں ' اور نہ اپنے اغراض

(۱) پس اللہ کی طرف سے بشارت ہے ' اس بندوں کیلیے ' جو کلام حق کو کان لگا کر سنتے ہیں ' اور اسکی اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں ' یہی لوگ ہیں ' جنکے دلوں کو خدا نے ہدایت کیلیے کھول دیا ہے ' اور یہی عقل سلیم رکھنے والے ہیں - (منہ)

فی الارض لا و مفاسد کیلیے دنیا میں فساد پھیلاتے ہیں ' فسادا ' والعاقبة اور یاد رکھو ' کہ ہر کام کا انجام و آخر صرف للمتقین - اللہ سے ڈرنے والوں ھی کیلیے ہے -

قرآن کریم میں " العاقبة للمتقین " ہر جگہ اسی لیے کہا گیا ہے ' کہ اغراض فاسدہ اور مقاصد ردیہ گو بظاہر حق و صداقت کے مقابلے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ' انکی کامیابی محض وقتی و ہنگامی عارضی ہوتی ہے ' اور انجام کار کی فتح و فیروزمندی انکے حصے میں نہیں آسکتی - یہی آخر کی کامیابی ہے ' جسکو خدا تعالے نے اس دنیا میں اپنی تائید غیبی کے اعلان کیلیے ایک نشانی قرار دیا ہے ' اور یہ اسی کا دست نصرت ہے ' جو حق کو نتائج و عواقب کی نصرت بخشکر بتلا دیتا ہے ' کہ خود یہ کس کے ساتھ ہے ؟ اگر ایسا نہو تو پھر دنیا شیطان کا تخت گاہ بن جائے اور خدا کی پرستش سے نسل آدم کی آنکھیں محروم ہو جائیں -

کیا نہیں دیکھتے ' کہ قرآن کریم میں ہر جگہ خدا تعالی نے ان لوگوں کے اعمال کو (جنکے اغراض و مقاصد مرضات الہی کی خواہش اور فروغ صداقت و حق پژوہی سے خالی ہیں) ہمیشہ ان چیزوں سے تشبیہ دی ہے ' جو اپنے اندر کوئی نہ کوئی کامیابی و ہنگامی اثر و جلوہ ضرور رکھتی ہیں ' لیکن پھر آخر میں انکی ناکامی نمایاں ہو جاتی ہے - مثلاً ایک جگہ فرمایا :

اعمالہم کسراب بقیعة ان لوگوں کے کاموں کی مثال ایسی
یحسبه الظمآن ماء ' ہے ' جیسے کسی چٹیل میدان میں
حتی اذا جاءه لم یجده چمکتا ہوا ریت ' کہ پیاسا آدمی دور سے
شیئا و وجد الله عنده آسے پانی سمجھکر دوڑتا ہے ' لیکن
فوفاه حسابه و الله سریع جب قریب پہنچتا ہے ' تو ریت کے
الحساب - (۲۴ : ۳۹) تودوں کے سوا اور کچھ نہیں پاتا -

* * *

ایک دوسرے موقعہ پر مکڑی کے جالے کی مشہور مثال دی :

مثل الذین اتخذوا من دون ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے علاوہ اور
الله اولیاء کمثل العنکبوت ' لوگوں سے دوستی کرتے ہیں ' مکڑی
اتخذت بیتا ' و ان اوھن کی ہے ' مکڑی گھر بنالے اور تو بتائی
البیوت لبیت العنکبوت ' ہے مکڑی گھروں میں کمزور ترین اسی کا
لو کانوا یعلمون (۲۹ : ۴۰) گھر ہے ' کاش یہ لوگ سمجھتے -

پہلی آیت میں اعمال ضلالت کی مثال اس شخص کی سی بتلائی ' جو پیاسا ہو ' مگر دریا کی جگہ ریگستان اور سمندر سمجھکر اسکی طرف دوڑے ' اور بالآخر ناکامی اور نامرادی کے سوا آسے کچھ حاصل نہو - دوسری آیت میں مکڑی کے جالے سے تشبیہ دی ہے ' کہ جو کام رشتہ الہی اور تعلق ایمانی کی قوت سے خالی ہوتے ہیں ' انکی ہستی مکڑی کے جالے کی طرح ہوتی ہے ' کہ جبتک وہ قائم ہے ' نہایت مرتب و منظم نظر آتا ہے ' لیکن جونہی ہوا کی ایک ہلکی سی موج بھی اس پر سے گذری ' اور ہیچ ' مکڑی کا جالا کیسی عجیب اور مرتب چیز ہے ! کس ترتیب اور نظم کے ساتھ اسکا ایک ایک تار دوسرے سے ملحق ہے ' اور کس درجہ کامل طور پر اشکال ریاضی کے تسویہ و تناسب کے ساتھ اسکے دائرے ' دائروں کے مدارج ' اور ہر درجے میں متعدد جالے ہوتے ہیں ؟ پھر اس صنعت و سعی پر نظر ڈالیے ' جو جالے کے بنانے میں وہ کرتا ہے ' کیسی خود فراموشانہ محویت کے ساتھ ایک ایک تار کو بنتا ہے ' اور کس آن تک سعی کے ساتھ ' ٹوٹنے کے بعد پھر از سر نو بنانا شروع کر دیتا ہے - وہ گویا ایک نہایت منظم ' مرتب ' اور خوشنما عمارت ہوتی ہے ' جس کی تعمیر میں حیات دنیوی کی پوری قوت صرف کر دی جاتی ہے - یہ اس همہ اسکے ثبات و قرار کا یہ حال ہوتا ہے ' کہ اسکی تعمیر و تکمیل کے عین عروج کی حالت میں ' اگر ہوا کی ایک ہلکی سی حرکت بھی مقابل ہو جائے ' تو ایک لمحہ کیلیے بھی قائم نہیں رہسکتا ' اور چشم زدن میں نابود و مفقود ہو جاتا ہے -

بعینہ یہی حالت ان تمام کاموں کی ہوتی ہے ' جو حق و معروف کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں - یہ نہیں ہے ' کہ انکو کامیابی نصیب نہیں ہوتی - اگر وہ ابتداے ناکام و نامراد رہیں ' تو عاقبت امور - اور نتائج اعمال کے فاتح و ظفر کا فیصلہ بیکار ہو جاے - وہ بظاہر کامیاب ہوتے ہیں ' اور مکڑی کے جالے کی ظاہر فریبی کی طرح دیکھنے والوں کو انکی کامیابی نہایت خوشنما اور منظم نظر آتی ہے - وہ اپنے مقاصد ضلالت کی انجام دہی میں اس سے کم محنت و سعی نہیں کرتے ' جس قدر ایک مکڑا جالے کے بننے میں تمام عمر کرتا رہتا ہے - وہ اپنی دراصل ' اپنی عزت ' اپنا رسوخ ' اپنی صحت ' اور اگر قابلیت حاصل ہے ' تو اپنی قابلیت غرضکہ تمام قوتوں اور وقت اعمال ضلالت کو دیتے ہیں - پھر دنیا دیکھتی ہے ' کہ ایک نہایت خوشنما اور مرتب دائرہ یکلخت طیار ہو گیا ہے ' جس میں طرح طرح کے خانے ' اور طرح طرح کے اشکال و صور بنے ہوے ہیں - لیکن جس طرح مکڑے کے جالے کی ہستی اس وقت تک ہوتی ہے ' جب تک ہوا کا کوئی جھونکا اسپر سے نہیں گذرتا ' اسی طرح اسکی زندگی بھی صرف اتنی ہی دیر تک دنیا کے بصر مرعوب رہتی ہے ' جب تک یاد حق و صداقت میں حرکت نہیں ہوتی ہے ' اور آسکا رخ آسکی طرف نہیں ہوا ہے - مکڑا اپنی تمام زندگی ایک ایسی شے کے بنانے میں صرف کر ڈالتا ہے ' جس کو وہ اپنے لیے بہترین ذریعۂ آرام و راحت سمجھتا ہے ' مگر در اصل آسکی تمام زندگی ایک محض نا پا ئدار اور سریع الفنا عمارت بنانے میں ضائع جاتی ہے - یا لکل اسی طرح یہ گمراہ کن اعمال سمجھتے ہیں ' کہ ہمارے محنت ایک محفوظ اور مفید اغراض عمل کے انجام دینے میں خرچ ہو رہی ہے ' حالانکہ " تار عنکبوت " کی طبارہ کی طرح ' انکی زندگی اور محنت کی یہ نا مرادانہ تباہی ہوتی ہے ' اور وہ خود اپنے ہاتھوں اپنی قوتوں کو ضائع کر دیتے ہیں -

پس حق کے مقابلے میں باطل کی کامیابی سے مغرور نہیں ہونا چاہئے ' کہ کامیابی تو ضرور ہوتی ہے ' لیکن ثبات و قرار اور نتیجۂ آخر کی کامیابی ایک شے ہے ' جس پر اس آسمان کے نیچے حق کے سوا اسی کا قبضہ نہیں - یہ بہت ممکن ہے ' کہ باطل کی سعی و محنت ایک نظر مرتب چیز ہمارے سامنے پیش کردے ' اور بظاہر معارم ہو کہ کامیاب ہوگیا - لیکن یہ کامیابی ایسی ہی کامیابی ہوتی ' جیسی کہ مکڑے کو جالے کے بننے اور طیار کردینے میں حاصل ہوتی ہے - یہ نہیں ہوتا کہ اسکی سعی ناکام رہے - وہ جس گھر کو بنانا چاہتا ہے ' اسکی تعمیر میں پوری طرح کامیاب ہو جاتا ہے - لیکن اسکو دیکھنا چاہیئے کہ جس مصالح اور سامان سے بنایا جاتا ہے ' اس سے کوئی پائدار چیز بن ہی نہیں سکتی -

(۳)

فی الحقیقت غور کیجیے ' تو انسانی اعمال کی ضلالت کیلیے اس تشبیہ و تمثیل سے بڑھکر اور کوئی بیان نہیں ہو سکتا تھا ' اور اصل یہ ہے ' کہ قرآن کریم کے سب سے زیادہ اسرار و معارف اسکی تمثیلوں اور تشبیہوں ھی میں ھیں لیکن :

تقاصر عنه افهام الرجال

(٤)

میں نہیں چاہتا تھا کہ " پولیٹیکل ڈیپوٹیشن " کی شکست میں اس قانون الٰہی کی ایک عبرت انگیز بصیرت پوشیدہ ہے - ایک مرتبہ گذشتہ تین ماہ کے واقعات کو یاد کر لیجیے اور دیکھیے کہ کس انتہائے جد و جہد اور تحمل سعی و جانفشانی کے ساتھ " ارباب حل و عقد " نے اس ڈیپوٹیشن کی عمارت کھڑی کی تھی ' اور بعض لوگوں نے اپنی کیسی کچھ گراں بہا چیزیں اسکے پیچھے نہیں بھینی تھیں - راتوں کی نیندیں اسکے لیے قربان کی گئیں ' دن کا آرام و راحت اسکے لیے غارت ہوا - بہت سے دوستوں سے دست برداری کی گئی ' اور اس مہم کے لیے جنگ کی فتح مندیوں کی نمائش و شہرت سے بھی ہاتھ اٹھالیا گیا ' مگر باایں ہمہ اس جد و جہد ' جوش و خروش ' تزویر و ادعا ' طمانیۃ و استعلا ' اور اظہار سطوت و جبروت کے بعد کیا نتیجہ نکلا ؟ یہ کہ صدائے حق و معروف کے ایک جھونکے ہی میں اس بیت عنکبوت کا خاتمہ تھا : وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت ' لوکانوا یعلمون :—

ہم جنہیں چیز سمجھتے تھے ' یہ معجساتے میں
نکلا اِک جام کی قیمت بھی نہ امثال اپنا !

جیسا کہ بارہا لکھ چکا ہوں ' اس موقعہ پر بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں ' کہ اس واقعہ کو سرسری نظر کے حوالے نہ کیا جائے - یہ ایک بیّن ترین مثال تازہ ہے ' اس امر کی کہ حق کی آواز صدا ' ضائع نہیں جا سکتی ؛ اور گو دنیوی اور انسانی طاقتیں کتنی ہی مخالف ہوں ' لیکن وہ بالآخر کام کر جاتی ہے - کام کرنے والوں کیلیے امید اور ہمت کا یہ ایک پیغام ہے ' اور مخدولی قوت حق و معروف کیلیے عبرت و موعظۃ کا ایک تازیانہ : ذلک الامثال نضربہا للناس لعلہم یتفکرون -

(٥)

۲۶ اور ۲۸ - دسمبر کو جو اجتماع لکھنؤ میں ہوا تھا ' وہ صحیح طور پر نیشنلزم کی آخری فیصلہ کرنے کیلیے کافی سمجھا گیا ' اور یونیورسٹی کے انتخاب کے مسئلہ کو بظاہر عام اتفاق رائے سے منظور کرالیا گیا - جلسہ کے بعد بھی ایک عرصے تک کوئی صدائے مخالف نہیں اٹھی ' اور پھر جناب نواب صاحب قبلہ کی تحریر شائع بھی ہوئی ' تو اسمیں نفس مسئلۂ انتخاب وفد و تفویض اختیارات کاملہ کی نسبت چنداں اعتراض نہ تھا ' بلکہ زیادہ تر اشخاص وفد کی قلت و کثرت اور طریق انتخاب کی بے قاعدگیوں پر اظہار تاسف کیا گیا تھا - نہ یہ کہ تحریر کا ماحصل ڈیپوٹیشن کی شکست اور بالکلیہ برہمی - ایسی حالت میں ظاہر ہے ' کہ اس کارروائی کی مخالفت بحالت موجودہ بالکل بے سود نظر آتی تھی - اس کو اسکا خیال بھی ہوسکتا تھا ' نہ اس تمام کارروائی ہی کو سرے سے باطل کردیا جائیگا ؟ اور قوم کو اس سے چھینی ہوئی " بلنک چک بنک " پھر واپس ملجائیگی - جلسے میں جو آواز مخالفت کی بلند کی گئی تھی ' وہ " لکھنؤ کی ناکام کوشش " تھی ' اور اب " کامیاب حلقے کیلیے کوئی وجہ نہ تھی ' کہ لکھنؤ کی " کامیابی " کا " للتہ کی ناکامی " سے مبادلہ کرے - لیکن باوجود اسکے عرصے کے بعد جب آواز بلند کی گئی ' تو در ہفتے کے اندر ہی اسکا اثر ہر طرف سے نمایاں ہونے لگا ' اور رفتہ رفتہ حالات میں اس درجہ تغیر ہوا ' کہ اضافہ و اصلاح ہی نہیں ' بلکہ سرے سے ڈیپوٹیشن ہی کا خاتمہ کر دینا پڑا ' اور جس عمارت کو تکمیل تک پہنچا کر اسکے گنبد اور برجیوں کیلیے اینٹیں چنی جا رہی تھیں ' اسکی بنیاد ہی مسمار ہوگئی ! !

پس یہ نتیجہ بتلاتا ہے کہ ہمارے آگے " کامیاب " کاموں خواہ کیسی ہی محکم زمینی قلعہ ہو ' اور خواہ مقاومت کا اصلی وقت گذرہی کیوں نہ جائے ' لیکن تاہم اعلان حق کی طاقت تسخیر اپنا اثر دکھلائے بغیر نہیں رہتی ' اور اسکے لیے صرف یہ دیکھنا چاہیے ' کہ خود ہماری نیت اور حق پرستی کا کیا حال ہے ' مقابل و حریف کی کامیابی کا کوئی سوال نہیں - آجکل حق کی غربت و کس مپرسی کا ایک خاص سبب یہ بھی ہے ' کہ لوگ اعلان حق و سعی اصلاح کی ضرورت محسوس کرتے ہیں ' لیکن اس خیال سے قدم نہیں اٹھاتے ' کہ مخالف کامیاب ہوچکے ہیں ' اور اب انکی مخالفت کا مناسب اور اصلی وقت نہیں ہے - اسی کا نتیجہ ہے ' کہ اشخاص نکتہ چینی کی طرف سے بے پروا ہوگئے ہیں ' اور سمجھتے ہیں ' کہ ایک مرتبہ اگر وہ کسی طرح اپنے کاموں کو کامیاب دکھلادینے میں کامیاب ہوجائیں گے ' تو پھر کامیاب کاموں کی مخالفت کر بے سود رہے وقت سمجھکر ' کوئی مخالفت کا تصور بھی نہیں کریگا - اس طرح کے کاموں کیلیے انہوں نے بعض خاص اصطلاحیں وضع کرلی ہیں - مثلاً " طے شدہ مسئلہ " - " اتفاق عام کا فیصلہ " - " اکثرت رائے کا فیصلہ " " اکثرت رائے کا قرار دادہ " - قوم بھی بالعموم ان ترکیبوں سے مرعوب ہوگئی ہے ' اور کسی بندۂ خدا کو مخالفت کا خیال ہوتا ہے ' تو یہ سمجھکر خاموش ہوجاتا ہے ' کہ اب مخالفت کا وقت باقی نہیں رہا - ایک طے شدہ اور اتفاق عام کے فیصلہ کردہ مسئلے کی نکتہ چینی کرنا بالکل بے اثر بلکہ تمسخر انگیز ہوگا -

مذہب ' اخلاق ' اور قانون ' ہر لحاظ سے یہ ایک سخت خطرناک اور اصولی غلطی ہے ' اور در اصل اعلان حق و امر بالمعروف کے سد باب کی ایک علت قوی ' لیکن میں اس وقت صرف اس تازہ ترین مثال پر توجہ دلاؤنگا - جو لوگ کسی سچی بات کو سچ کہنے کیلیے اسکا سچ ہونا کافی نہیں سمجھتے ' اور اسکی ضرورت دیکھتے ہیں ' کہ لوگ اسے سچ مان بھی لیں ' انکو اس مثال سے عبرت پکڑنی چاہیے - میں نے جب عین جلسے میں ڈیپوٹیشن کی تحریک کی مخالفت کی تو اس سے با لکل بے پروا تھا ' کہ نتیجہ کیا نکلے گا ؟ پھر الہلال میں مضامین کا سلسلہ شروع کیا ' تو اس وقت بھی یہ خیال پیش نظر نہ تھا ' کہ سردست اس کوشش میں کامیابی ہوگی یا نہیں ؟ کیونکہ بار بار کہہ چکا ہوں ' میرے عقیدے میں حق کی اس سے بڑھکر کوئی توہین نہیں ہوسکتی ' کہ اسکے اعلان کو نتائج اور کامیابی کے ظہور کا محتاج قرار دیا جائے - اور اگر ایسا ہو تو اس دنیا میں ' جسکا نصف کرہ ہر وقت تاریک رہتا ہے ' کبھی بھی حق کی روشنی ظاہر نہو - پس یہ محض ایک عقیدے اور رائے کا اظہار تھا ' اور نتائج کے انتظار سے بالکل بے پروا ' تاہم اگر نتیجہ خدا کے ایک عاجز بندے کے پیش نظر نہ تھا ' تو کون کہہ سکتا ہے ' کہ اس نصرت فرمائے حق و صداقت کی مشیت میں بھی نہ تھا ' جس نے ہر کام میں عواقب امور کی کامیابی کو اپنی نصرت بخشی کی ایک آیت مبین اور اثر عظیم قرار دیا ہے ؟ ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم ' وان یخذلکم ' فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ ؟ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون -

نتیجہ نکلا ' اور جس سرزمین میں ایک اینٹ بھی اپنی جگہ سے ہلائی نہیں جاسکتی تھی' وہاں آج ایک پوری بنی بنائی عمارت اس طرح منہدم ہوگئی ہے' کہ اسکے اطلال و آثار تک کا پتہ نہیں' اور (فارنچیشن کمیٹی) کا میدان جس طرح ۲۸ - دسمبر کی صبح سے پہلے صاف تھا ' اب پھر ریسماسی بار عمارت سے سبکدوش ہوگیا ہے ' قوم کو " چک بک " واپس ملگئی ہے ' اور آیندہ خواہ بنک کی دیواروں کے نیچے سرنگ کھود کر خزانہ ہی کیوں نہ نکال لیا جاے' مگر الحمد للہ اب تک کوئی چک اسکے نام نہیں گئی ہے -

(٦)

ایک سب سے بڑی عبرت اس واقعہ میں قوم کیلیے یہ ہے ' کہ وہ اپنی قوت کا اندازہ کرے ' اور محسوس کرے کہ تغیرات حالات نے جو ہیبت و جبروت اسکی آواز میں پیدا کردیا ہے ' یہ کیسی بدبختی ہے ' کہ خود وہ اُس سے غافل ہے ؟ تلوار اگر کند ہوگئی ہے تو شکایت کا موقعہ نہیں ' لیکن افسوس اسکے حال پر ہے ' جو اپنے ہاتھہ میں ایک ایسی تیغ تیز رکھے ' جس کی باڑ کے خوف سے حریف کانپ رہا ہو' لیکن خود وہ اسکے جوہر سے بے خبر ہو -

دو سال سے قوم نے اپنی راے اور آواز کی جو ہیبت اشخاص کے دلوں پر قائم کردی ہے ' وہ اصلی قوت عمل ہے ' بشرطیکہ قوم اُس حربے سے کام لے' نیز یہ ' کہ صحیح' معتدل' اور بروقت کام لے- فارنچیشن کمیٹی کے گذشتہ اجلاس' اور پھر ڈیپوٹیشن کی شکست ' یہ دو متضاد واقعات ہیں' جنکو جمع کرنا ہوں ' تو اصلیت سامنے آجاتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم کی بیداری میں شبہ نہیں' اسکی قوت اور ہیبت کے اعتراف سے بھی دلوں کو انکار نہیں' مگر زبانوں کو انکار ہو - لیکن مصیبت یہ ہے ' کہ درسوں کی تقلید ' اور اعتماد نے دماغوں کو معطل کردیا ہے ' خود اپنی سمجھہ اور فکر سے کام لینے کی عادت مفقود ہے ' اور میدان عمل میں نو آموزی اسپر مستزاد - نتیجہ یہ ہے ' کہ پہلے اشخاص کی قوت و استبداد سے شکست کھاتی تھی - اب قوت سے نہیں ' مگر غلط فہمی' سادہ لوحی' نو آموزی' اور خدع و فریب سے شکست کھا جاتی ہے - پھر اصلی مصیبت یہ ہے' کہ تقلید و اعتماد بیجا کی عادت دیرینہ اب بھی زنجیر پا ہے ' اور وقت پر معاملات کو سمجھنے اور غور کرنے کی قوت پیدا نہیں ہوئی ہے - لیکن ساتھہ ہی چونکہ حس و بیداری کے وجود میں شک نہیں اور حقوق کے مطالبہ کا خیال پیدا ہوگیا ہے ' اسلیے اگر حقیقت سے پردے اٹھا دیے جائیں ' اور کوئی آواز چیخ چیخ کر اپنی طرف متوجہ کرنے کی پوری کوشش کرے ' تو فوراً ایک حرارت ہر طرف پیدا ہوجاتی ہے' اور لوگ ساتھہ دینے سے انکار نہیں کرتے -

آج جس قوم کی صدا نے " ارباب حل و عقد " کو مجبور کیا کہ ڈیپوٹیشن کی کارروائی کو منسوخ کردیں ' وہ اُس وقت بھی موجود تھی ' جب ۲۸ - دسمبر کو ڈیپوٹیشن کی تجویز نعرہ ہاے مسرت کے غلغلوں اور چھرز کے صدا ہاے متصل و پیہم کے ہنگاموں میں پاس کی گئی تھی- ڈیپوٹیشن کی مخالفت میں جو خیالات آج الہلال کے صفحات پر شائع ہوے ' یہی خیالات تھے ' جو عین تجویز کے پیش ہونے کے بعد ظاہر کیے گئے تھے ' اور سننے والوں میں بھی بہت سے اشخاص وہی تھے ' جنھوں نے الہلال کے صفحات پر آج نظر ڈالی - مگر پھر غور کیجیے کہ نتائج دونوں وقت کے کیسے مختلف بلکہ متضاد ہیں ؟

اسکی علت وہی ہے' جو سطور بالا میں ظاہر کی گئی- قوم کی بیداری اور صداے حق کی سماعت کیلیے مستعدی میں شک نہیں ' لیکن اسکا کیا علاج ؟ کہ وقت پر کام کرنے والوں کی تیزگ طرازیوں اور شعبدہ سامانیوں کا ہجوم آے اصلیت کے سمجھنے کی مہلت ہی نہیں دیتا ؟ لوگ قطعاً غلط فہمی میں پڑگئے ' اور بالکل نہ سمجھے' کہ ہم سے کیا مانگا جا رہا ہے اور کیا ہے جو ہم نے اٹھا کر دیدیا ہے ؟ خریداروں نے دراصل یہ سمجھنے کی کسی کو فرصت ہی نہ دی : کہ :

مشتری چہ اس سبو و بہاے مہ چاند ست ؟

لیکن جب کچھہ زمانہ گذرگیا ' اور اسکے بعد اصلی حالات بہ عنوان خاص لوگوں کے سامنے پیش کیے گئے ' تو غلط فہمی دور ہونا شروع ہوئی ' اور جو بات وقت پر نہ سمجھے تھے' اب ہر شخص کے سمجھ میں آنے لگی- نتیجہ یہ نکلا کہ جلسے بھی منعقد ہوے' تجویزیں بھی پاس ہوئیں ' مضامین بھی نکلنے لگے ' اور قوم اپنی طاقت سے کام لینے کیلیے مستعد ہوگئی -

پھر اس پہلو پر بھی نظر رہے ' کہ نواب صاحب قبلہ کا مضمون نکلا ' لیکن کس طرح نذر غفلت و اغماض ہوکر رہگیا ؟ اس موقعہ پر بھی لوگ محتاج تھے' کہ انکی غفلت پر ایک زور صداے تاسف بلند کی جاے ' ان تمام حالات سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے ' کہ بیداری پیدا ہوگئی ہے ' مگر بیدار کرنے والوں کا کام ختم نہیں ہوا ہے ' بلکہ سب سے زیادہ اہم کام ابھی باقی ہے - یہ بیداری کچھہ مفید نہیں ہوسکتی ' اگر کوئی ہاتھہ غفلت کے تارک موقعوں پر بھی بیدار رکھنے کیلیے ہر وقت مستعد نہ رہے ' اور ہمیشہ معاملات کی تہ اور اصلیت سے خبردار نہ کرتا رہے - لوگ اٹھہ بیٹھے ہیں مگر چلنے کے قابل نہیں ' اور پھر لیٹ جانے کا بھی وقت لگا رہتا ہے - پس وقت ہے' کہ کام کرنے والے قوم کی بیداری کی زیادہ رجز خوانی نہ کریں ' بلکہ بیداری کو قوی ' کرنے اور دماغ میں صحیح ہشیاری پیدا کرنے کی سعی میں مصروف ہو جائیں -

(٨)

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قوم نے اپنی آواز میں جو قوت پیدا کرلی ہے ' وہ ایک اصلی قوت عمل ہے ' جسکے بغیر کوئی نیا دور پیدا نہیں ہوسکتا تھا ' تاہم یہ ایک قوت ہے ' اسی حالت میں مفید ہے جبکہ اسکا استعمال صحیح ہو' پس یہ بڑی سخت اور مہلک غلطی ہوگی' اگر لوگ ان کامیابیوں پر مغرور ہو جائیں ' اور افراد اپنی قوت سے جو بیجا فائدہ اٹھاتے تھے ' ویسا ہی غلط فائدہ قومی قوت اور راے کے نام سے بھی اٹھایا جاے - بہت بڑی ضرورت اس امر کی بھی ہے' کہ اس قوت کا استعمال ہمیشہ حزم و احتیاط' اور اعتدال' و صحت طریق استعمال کے ساتھہ ہو -

(باقی آیندہ)

مقالات

انگلستان اور اسلام

(۵)

اثر خامہ محرم سیاست مسٹر بلنٹ

ترکوں اور بلغاریوں کی جنگ کا آخری نتیجہ خواہ کچھ ہی ہیں نہ ہو - سلطان المعظم اس وقت کم از کم اس بات پر مبارکباد کے مستحق ہیں ' کہ کامل پاشا کی وزارت سے برطرفی کے ساتھ آنہوں نے ایک نہایت فتنہ انگیز مفسد کے چنگل سے ' جو اسلامی اغراض کے حق میں سخت غدار تھا ' چھٹکارا پالیا ہے - یورپ کی تینوں شدید ترین دشمنانِ اسلام طاقتوں ' یعنے انگلستان - فرانس اور روس نے ' بالخصوص انگلستان نے ' اس وزیر کو کے ذریعے سے ' جس حکومت عملی کو کام میں لانا چاہتا تھا ' اُسکی اصلی تعریف - نیز اصلی مطالب برآری ' یعنے سلطنت عثمانیہ کو آپس میں بقدر بخ تقسیم کرلینے کے جو طریقے عمل میں لائے جارہے تھے - اُنکی مفصل سرگزشت " ایجیپٹ " کے ناظرین پر پوشیدہ نہیں ہے - پچھلے چھ مہینے میں مختلف مضامین کے ذریعے سے ہم صحیح واقعات پر روشنی ڈالتے رہے ہیں - اور وزیراعظم قسطنطنیہ ' جو نامیمون وناہمبارک بورسا انگریزی وزارت پر کرتا رہا تھا ' اُس سے جو تباہی خلافت پر آنے والی تھی - اس پر بھی ہم متعدد مواقع پر متنبہ کرتے رہے ہیں - ہمیں اس بات کا علم تھا ' کہ سراذرد کرنے سے اسلام کی معالفت پر امرچسپت بادیدہ کی ہے - ہمیں یہ بھی معلوم تھا کہ ڈاوِ نگ اسٹریٹ (دفتر سراذرد کرنے) سے انگریزی مدبری کی جو آواز نصیحت کی صورت میں بلند ہوگی - وہ اسلام کے حق میں ایک غدار آواز ہوگی - ہم یہ بھی بتلاتے رہے ہیں ' کہ سلطان کو یورپ میں اگر دوستی کی کہیں کچھ توقع ہوسکتی ہے - تو " اتحاد مثلث " سے نہیں ' بلکہ " ایتلاف مثلث " کی صرف اُس طاقت سے ' جسکا نام جرمنی ہے - کامل " اتحاد مثلث " کی اغراض کا نمایندہ تھا - اسکا رزل انگلستان ' فرانس ' اور روس کی راہ میں ایک سنگ گراں ہے - اور سراذرد کرنے کے منہ پر تو ایک ایسا طمانچہ ہے ' جسے وہ یاد ہی کرتے ہوں گے -

جسوقت سے ' کہ موجودہ جنگ میں قسمت کا رخ یورپ میں عثمانی افواج کی طرف سے پھرا ہوا نظر آنے لگا ہے ' اسوقت سے ہمارے دفتر خارجیہ کی دن رات یہی کوشش رہی ہے ' کہ کسی نہ کسی طرح پھسلا بہلا کر جرمنی کو بھی سلطان کے ایشیائی مقبوضات کی مجوزہ تقسیم میں اپنا سہیم بنالے - اسکے لئے حلقہائے مصالح کی مشہور و معروف صورت سامنے موجود ہی ہے - یہ ٹھہرائی گئی تھی ' کہ ایشیائے کوچک جرمنی کے لئے حلقہ مصالح قرار دیا جائے ' فرانس کو لبنان اور ترکی آرمینیا میں آزادانہ اختیارات دلوائے جانے کو تھے - قسطنطنیہ کو ایک مشترکہ بین الاقوامی نفع بخش کمیشن کے سپرد کردیا جاتا - اور در دانیال یورپ کے کل جنگی جہازات کے لئے کھل جاتا - عثمانیوں کے ایشیائی صوبجات عیسائی طاقتوں کی مختلف اغراض - ملکی ہوں یا مالی - کے نشانے بنادیے جاتے - ممکن تھا ' کہ یہ ساری باتیں ایک ہی دفعہ نہ ہوتیں - لیکن رفتہ رفتہ ہر طاقت اپنی اپنی فرصت کے وقت اپنے مقاصد و اغراض کی تکمیل کرالیتی - سلطان کی برائے نام حکومت صرف اس غرض سے برقرار رکھدی جاتی ' کہ جب کبھی کسی طاقت کو مسلمانوں کے جذبات کو عیسائی حکومت کے ماتحت کرنے کی ضرورت پڑے - تو اسمیں اُنکے ذریعہ سے سہولیت اور آسانی ہو - یہی تجویز تھی ' جو یورپ کی مجتمعہ طاقتوں کی طرف سے امن عامہ کے لئے پیش کی گئی تھی - یہ تجویز خصوصاً سراذرد کرنے کے دماغ سے نکلی تھی - یہ محض ایک خرش نصیبی کی بات ہے ' کہ قیصر جرمنی نے اپنک اس انگریزی سازش میں شرکت منظور نہیں کی ہے - اور سلطنت عثمانیہ کی تقسیم کا خیال اگرچہ ہمارے دفتر خارجیہ نے بالکل ترک نہیں کردیا ہے ' پھر بھی کم سے کم تھوڑے عرصے کے لئے تو یہ تقسیم ملتوی ہوگئی ہے - لئے وزیر اعظم ' محمود شوکت پاشا ' ایک با دیانت شخص ہیں - اور ان پر اعتماد کیا جاسکتا ہے ' کہ وہ اسلام کے ساتھ غداری نہ کرینگے - کم سے کم اسوقت تو جرمنی انکی تائید اور حمایت کے لئے مستعد ہے - اصلی اور حقیقی حالت یہ ہے ' جو میں نے اوپر بیان کردی - سراذرد کرنے کے دل کی کیفیت غصے کے مارے جو کچھ ہو رہی ہوگی ' وہ محتاج بیان نہیں - لیکن اب آنکے لئے اسکے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہے ' کہ وہ دروازہ بر جان دروازہ کھکھٹائے ' اس طمانچے کے ضرب کو بطیب خاطر برداشت کرلیں ' اور اپنے اندرونی جذبات کو چہرے سے نمایاں نہ ہونے دیں - اب جنگ کے ختم کرانے کے لئے سلطان پر نہیں بلکہ بلقانی حلیفوں پر دباؤ ڈالا جائے گا - قسطنطنیہ پر چڑھائی کی اجازت نہ دیجائیگی - یہ بھی ممکن ہے ' کہ ادرنہ اور پول سلطان ہی کے قبضے میں رہنے دیا جائے -

ان تمام واقعات میں جس بات سے ہمیں سب سے زیادہ دلچسپی ہے ' اور جو درحقیقت نیل پر اسلامی آزادی کی اُمیدوں سے متعلق ہے ' وہ یہ ہے ' کہ قسطنطنیہ میں کامل کے زوال کے ساتھ وہ خاص سازش بھی کچھ دنوں کے لئے ملتوی اور دبدی پڑی ہے ' جو مصر پر انگریزوں کے قانونی دائمی تسلط کو اپنے کی نیت سے کی گئی تھی - یقیناً پچھلے سال موسم سرما میں سراذرد کرنے اور کامل کے درمیان یہ امر قطعی طور پر فیصلہ پاچکا تھا کہ " سلطان مصر کو اپنی سلطنت سے کلیۃً " آزاد کرکے انگریزوں کی نگہداشت میں رکھدینگے - خدیو یا شاہ کا لقب اختیار کرلینگے - اس درجے پر پہنچنے کے یہ معنی ہونگے ' کہ اصلی اختیارات اُن سے مطلقاً سلب ہوجائینگے - خراج جو باب عالی کو دیا جاتا ہے ' اُسکے عوض میں ایک معقول رقم یکمشت ترکوں کو دیدی جائیگی - جسکی اُنہیں اشد ضرورت ہے - ملکی قرضے کی ادائگی کا بار انگلستان کی گردن پر رہیگا - درامی فوجی تسلط کے ذریعے سے امن اور سیاسی انتظامات قائم کرانے کے بعد مصر پر پورا فبضہ آپ سے آپ ہوجائیگا - مصری حب الوطنوں کی رضامندی اُنہیں ایک قسم کی رعایت دیکر ' جو انتظامی حکومت (کانسٹی ٹیوشن) کے نام سے موسوم ہوگی ' لے لی جائیگی - ان جدید انتظامات کو حکومت خود مختاری کا شاہدار لقب عطا کیا جائیگا - اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے ' کہ اگر بلغاریوں کے ساتھ صلحنامے پر دستخط ہوچکنے کے بعد بھی کامل عہدہ وزارت پر مامور رہتا ' تو وہ ایک ایسے حکمنامے پر ضرور دستخط

کردیتا جس سے انتظامات مذکورۂ بالا کی ' ایک ہی دفعہ نہیں تو بتدریج' تکمیل ہوکر رہتی - یہ فرمان نچھپہ اسی انداز اور اسی پیرایے میں جاری کیا جاتا ' جو حال میں طرابلس کو خود مختارانہ حکومت عطا کرنے وقت اختیار کیا گیا تھا - خوش قسمتی سے انگلستان کے اشاروں پر چلنے والے وزیر کے زوال نے اسلام کے خلاف اس بڑی سازش کا ایک طرح سے خاتمہ کردیا ہے اور ہم تو سمجھتے ہیں ' کہ اب اس کارروائی کی تجدید بہت جلد نہ ہونے پائیگی -

ساتھ ہی ساتھ ہم " ایجپٹ " کے مسلمان ناظرین سے ' خواہ وہ مصر میں ہوں ' یا روم میں ' یا ہندوستان میں ' اپیل کرتے ہیں ' کہ وہ اس امر کی نسبت دھوکا نہ کھائیں ' کہ اسلام کو جس خطرے کا اس وقت مقابلہ ہے ' اسکی حقیقت اور اصلیت کیا ہے ؟ واقعہ یہ ہے ' کہ اسلام ہماری نام نہاد " لبرل انگلش گورنمنٹ " کے ہاتھوں تباہ اور برباد ہو رہا ہے - مسلمانوں کو چاہئے کہ اس موقع پر جہاں انکے مذہب کا تعلق ہو ' اور جس جگہ بقیہ ماندہ آزاد اسلامی حکومتوں کی بہبودی پیش نظر ہو ' لفظ " لبرلیزم " (آزاد خیالی) سے دھوکا نہ کھائیں - آزاد خیال انگلستان کو مسلمانوں کی ترقی سے ذرہ بھر ہمدردی نہیں ہے - انگلستان انکی ترقی کے خلاف اور زوال ہے ' اور ہمیشہ اسکا سر کچلا کرتا ہے -

پس " لندن مسلم لیگ " یا " آل انڈیا مسلم لیگ " جیسی انجمنوں ' (جنہیں اسلامی جذبات کی نمایندگی کا دعوے ہے) ' کا اس وقت گورنمنٹ کے آگے منت سماجت کے ساتھ درخواست کرنا ' محض حماقت ہے - انصاف کے احساسات سے درخواست کرنا بھی سراسر بے سود ہے - یہ احساسات تو کب کے اٹھ گئے ہیں - انگریزی معدلت گستری یا حریت پسندی کی دہائی سے بھی کوئی کام نہیں نکلنے کا - اس قسم کی عبارتیں یا ارچھی تصور کی جاتی ہیں ' اور کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں - اگر انگریزوں کے دلوں پر ' جہاں تک مسلمانوں کے معاملات سے اسکا تعلق ہے ' کسی دلیل کا کوئی اثر ہو سکتا ہے ' تو وہ یہ ہے ' کہ شاہی اقتدار کو صدمہ پہنچانے کا خوف دلایا جائے ' اور علی الاعلان صاف صاف کہدیا جائے ' کہ جسوقت تک ' کہ انگریزوں کی شراکت فرانس ' روس ' اطالیہ ' اور دیگر اسلام کی دشمن سلطنتوں کی کارروائیوں میں جاری رہے ' اس وقت تک حکومت برطانیہ ہندوستان نے کروڑوں مسلمانوں کو اپنے دل سے وفادار رعایا شمار نہ کرے - اور جب کبھی ہندوستان میں انگریزوں کے لیے مصیبت کا دن نمودار ہو ' تو ان کروڑوں میں سے ایک سے بھی دوستی یا امداد کی توقع نہ رکھے - اگر اس قسم کے الفاظ اس وقت ایڈران مسلم لیگ کی زبانوں سے دلیری اور ہمت کے ساتھ نکلینگے ' تو انکا اثر ڈاؤننگ اسٹریٹ (دفتر وزیر خارجیہ انگلستان) پر پڑیگا - ایسے الفاظ اسلام کی اس نازک ترین خطرے کی حالت میں ' اسکے لئے ان تمام مدت سماجت اور آنسوؤں سے ضرورت سے زیادہ دور اندیش اکثروں نے پچھلے چھ مہینے میں ہمارے بے پروا وزراء سے آگے ضائع کئے ہیں ' بدرجہا مفید ثابت ہونگے - بلکہ سرمایہ دلال اجمراور جنگ کے جاری رکھنے کے واسطے دوسرے قسم کے سرمایوں کے لئے جو چندے جمع کئے جا رہے ہیں ' انسے بھی زیادہ سود مند ہونگے -

الاخـــلاق

— * —

تمہید

مشرق کے علوم و فنون ' صنائع و تجارت ' معاشرت و سیاست ' مجتمعاً یہ ' کہ تمام مظاہر زندگی اصلاح طلب ہیں - اسلیے یہ صحیح ہے ' کہ مشرق کو کسی اصلاح سے استغناء نہیں - لیکن یہ ایک نا قابل انکار صداقت ہے ' کہ قوم میں مذہبی ' سیاسی ' اجتماعی ' وغیرہ وغیرہ گروہ گوں اصلاحات کا آغاز اسوقت تک کامیاب نہیں ہوتا ' جب تک کہ اسکے افراد میں ایک ایسا گروہ نہ موجود ہو ' جسمیں طول تفکر ' حسن تمییز ' اصابت رائے ' اور جرأت اخلاقی ہو -

یہ گروہ عموماً نوجوانوں میں سے پیدا ہوتا ہے - کیونکہ انمیں بڑھاپے کی عافیت اندیشیوں کے بدلے جوانی کی ولولہ خیزیاں ہوتی ہیں ' جوان کو حریت پرستی اور حق گوئی کی طرف بڑھاتی ہیں - اسلیے ایک مصلح کا فرض اولیں نوجوانان قوم کی اخلاقی اور دماغی پر داخت ہے -

تعریف

جسطرح کہ سنگ چقماق میں آگ پوشیدہ ہے ' اسی طرح انسان میں گروہ گوں صدہا قوی پوشیدہ ہیں - ان قوی سے جب ابتداءً کام لیا جاتا ہے ' تو اسی قدر تعمد و تکلف کی ضرورت ہوتی ہے ' لیکن جب عرصہ تک برابر سلسلہ استعمال جاری رہتا ہے ' تو پھر انکی یہ حالت ہوجاتی ہے ' کہ انکے استعمال کے لیے قصد و ارادہ کی ضرورت نہیں رہتی ' بلکہ حسب موقع وہ از خود کارفرما ہونے لگتے ہیں - اور اگر بہت زیادہ عرصہ تک انکا استعمال جاری رہتا ہے ' تو وہ اسطرح جزو زندگی بنجاتے ہیں ' کہ ان سے علیحدگی کے لئے نہ صرف ارادہ کی ضرورت ہوتی ہے ' بلکہ تکلیف ہوتی ہے - جب انسان کسی قوت کے استعمال کا اس درجہ تک خوگر ہوجاتا ہے ' تو یہ خوگری عادت یا خاق کہلاتی ہے -

اخلاق کی مثل بدری

تم نے بارہا دیکھا ہوگا ' ایک آہنی تار بالکل سیدھا تھا ' مگر جو کسی شے پر لپیٹا گیا ' تو اسکی بھی وہی شکل ہوگئی اور اگر زیادہ عرصہ تک لپٹا رہا ' تو وہ شکل تار میں اس درجہ راسخ ہوگئی ' کہ اسے سیدھا کرنا دشوار ہوگیا - قوی اخلاقی کی بھی بعینہ یہ ہی ہے - وہ ابتداءً بے شکل ہوتے ہیں ' لیکن جب عرصہ تک مخصوص اسلوب پر استعمال کیے جاتے ہیں ' تو وہ اپنی شکل اختیار کرلیتے ہیں -

اقسام اخلاق

گو ہمارے زبان میں اخلاق کا استعمال
اخلاق حسنہ کی ایک خاص صنف
میں ہوتا ہے ' چنانچہ خوش
ملاقات میں اعتماد و ا
اہ اخلاق کا دائرہ معاش
نام ہے ' اگر عادات
اگر برے ہیں تو
میں اسوقت
ذمیمہ سے گزر -
(۱) اخا
پیدا ہوتا ہے '
ہے ' تم نے
کے خ
کر

(۲) اخلاق کیسي - یه وہ اخلاق هیں ' جو انسان صحبت سے سیکھتا هے اور رفتہ رفتہ وہ اسمیں قریباً اتنے هي جاگیر هو جاتے هیں' جتنے که اخلاق طبیعي راسخ هوتے هیں -

یه تقسیم کانٹ کي تهي ' پر ریفیسر ڈیوي امریکي نے اخلاق کي حسب ذیل تقسیم کي هے -

وہ اخلاق جنکا تعلق -

(۱) ادراک سے هے -

(۲) جذبات سے هے -

(۳) ارادہ سے هے -

اخلاق متعلق بادراک وہ اخلاق هیں' جن کے ذریعه سے کاذب و صادق ' وهم و شک ' ظن و یقین' وغیرہ وغیرہ میں تمیز هوتی هے -

اخلاق متعلق بجذبات وہ اخلاق هیں' جنکا تعلق جذبات سے هے' جیسے حسن دوستي ' لذت پسندي ' وغیرہ وغیرہ -

اخلاق متعلق بارادہ وہ اخلاق هیں' جنکا تعلق ارادہ سے هے' جیسے صبر ' استقلال ' حلم ' وغیرہ وغیرہ -

سرچشمہ اخلاق

انسان میں اخلاق کے تین سرچشمے هیں :-

(۱) وراثت

(۲) مورثات

(۳) ارادہ

وراثت - عموماً بچه جس شخص سے جسقدر قریب هوتا هے ' اسیقدر اس سے زیادہ مشابهه هوتا هے ' مثلاً بچه سب سے زیادہ والدین سے قریب هوتا هے' اسلیے وہ نسبتاً سب سے زیادہ والدین سے مشابه هوتا هے - والدین کے بعد والدین کے بالمقابل سے قریب هوتا هے' اسلیے تیسري یا چوتهي پشت کے لوگوں کي بنسبت ان سے زیادہ مشابه هوتا هے ' واضح رهے ' مگر یه قاعدہ کلیه نهیں بسا اوقات اسکے خلاف شهادتیں ملتي هیں -

مورثات خارجیه - اسکي دو قسمیں هیں -

(۱) غذا مادي' جیسے آب و هوا ' چنانچه تجربه سے ثابت هوتا هے معتدل ممالک کے لوگ عموماً راحت طلب' عیش پسند اور هوتے هیں' لیکن غیر معتدل ممالک کے لوگ جانی و چوبند' چالاک ' محنتي اور جفاکش هوتے هیں - غیر معتدل ممالک کے باشندے سریع الانفعال هوتے هیں - جلد خوش هوتے هیں - اسي قدر جلد ناراض هوتے هیں - ممالک کے باشندے بطی الانفعال هوتے هیں' مگر جب ناراض هوتے هیں' تو وہ ناراضي جلد زائل نهیں هوتا

ر بیک لفظ صحبت یا سوسائٹي -
ں سے زیادہ اپنے همعیشوں
اس سے هوسکتا هے ؛
ک هوتے هیں' بلکه
ے رشته دار دو
هم دیگر اس سے
هم پیشه لوگوں
" که تم اپنے
تم کیسے هو"
صحبت
سبب
ت

اور صحبت کا اثر نهایت سخت راسخ هوتا هے' مگر با ایں انسان کا ارادہ اگر قوي هے' تو وہ اس اثر کو زائل کرسکتا هے '

اگر هم عبرت آموز نظر سے اشخاص کي زندگي کا مطالعه کرینگے ' تو همکو بهت سے لوگ ملینگے' جنمیں انکے بزرگان خاندان اور انکي صحبت کے خلاف اخلاق موجود هونگے - یه بالکل بدیهي هے' که ان اخلاق کا سرچشمه نه وراثت هوگي اور نه صحبت ' اب جو چیز رهجاتي هے ' وہ طبیعت کا میلان اور ارادے کي مساعدت هے - پس یهي دو چیزیں انکا سرچشمه هونگي - اسي بناء پر علماء اخلاق کا یه خیال هے ' که انسان کا مستقبل وراثت اور صحبت سے زیادہ اسکے ارادے پر موقوف هے - اس نظریه کي مزید تائید اس واقعه سے بهي هوتي هے ' که دنیا میں جتنے ارباب اخلاق پیدا هوے هیں ' وہ ایسي قوموں میں سے پیدا هوے هیں ' جنکي اخلاقي حالت نهایت بدتر تهي' اور قطعاً ان میں سے ایک بڑے ارباب اخلاق کے پیدا هونے کي امید نهیں کي جا سکتي تهي -

ارادے کے مدارج مختلف هیں' بعض اشخاص کا ارادہ فطرتاً نهایت قوي هوتا هے ' اور بعضوں کا کمزور' اور بعض کا متوسط درجه کا -

جسطرح جسم ورزش اور نگهداشت سے بڑهتا هے ' بعینه یه هي حالت ارادے کي بهي هے - اگر کوشش کیجائے تو ایک کمزور ارادہ قوي اور ایک قوي ارادہ قوي تر هوسکتا هے - بچپن میں تمام قوي انساني کا آغاز ظهور هوتا هے - اسوقت وہ هر طرح کي تربیت قبول کرے کے لئے تیار هوتے هیں - اسلیے ارادے کي تربیت اور تقویت کا بهترین زمانه طفولیت کا زمانه هے - اسي لئے مغرب میں بچوں کو تیسرے یا چوتهے هي برس سے استواري عزم و پختگي ارادہ کي تعلیم دیجاتي هے -

اخلاق کي آراستگي

اخلاق کي ماهیت اور اسباب کے معلوم هونے کے بعد اب یه سوال پیدا هوتا هے' که انکي آراستگي یا تهذیب کا کامیاب ترین ذریعه کیا هے ؟

قدرت نے انسان میں مختلف قوي ودیعت کیے هیں' جنکي نشوونما کے لیے غذا اور ورزش کي ضرورت هے - مگر جسطرح ' که ان قوي کے جو هر مختلف هیں ' اسیطرح انکي غذا اور ورزش بهي مختلف هے' جسماني قوي کي غذا اور ورزش ماکولات و مشروبات اور العاب ریاضیه (جمناسٹک) هیں' مگر اخلاقي قوي کے لیے یه چیزیں بیکار هیں ' انکي غذا افکار عالیه' اور انکي ورزش زمانه کي کشمکش هے - جسطرح ' که هر شخص کے جسم کے لیے ایک هي قسم کي غذا اور ایک هي نوعیت اور ایک هي حد تک کي ورزش مفید نهیں' اسیطرح هر شخص کے لیے ایک هي نوعیت کے افکار عالیه اور ایک هي نوعیت و شدت کي کشمکش زمانه مفید نهیں - اسلیے آراستگي اخلاق کے شائق کے لیے دو امور نهایت ضروري هیں -

(۱) اخلاقي غذا کے لیے ایسے افکار کا انتخاب ' جو اسکي طبیعت کے مناسب هوں

(۲) زندگي کي ان کشمکشوں سے اجتناب ' جو اسکي طبیعت کے غیر مناسب هوں -

شرائط کامیابي

جسطرح انسان کي جسماني ترقي کے لیے اسلاف کي صحت' آب و هوا کي عمدگي' قوي کے استعمال و تعطیل' میں اعتدال' حزن و مسرت میں توازن' وغیرہ وغیرہ شرائط هیں' اسیطرح اخلاقي ترقي کے لیے بهي چند شرائط هیں -

اولین شرط والدین کے جسم و عقل کي تندرستي هے - مگر افسوس

جسقدر یہ شرط مقدم ہے ' اسی قدر اسکی طرف سے غفلت کیجاتی ہے ' مائیں جو بچوں کے پالنے میں رات کو رات ' اور دن کو دن ' نہیں سمجھتیں ' اور باپ جو ارادہ کی تعلیم و تربیت میں کسی چیز سے بھی دریغ نہیں کرتے ' عموماً اس نہایت اہم شرط سے چشم پوشی کرتے ہیں - وہ اپنی صحت لذائذ زندگی ' یا غفلت کی بدولت تباہ کر دیتے ہیں ' اور اسکا خمیازہ نہ صرف وہ خود کھینچتے ہیں ' بلکہ انکے بعد آنے والی نسلیں پشتہا پشت تک کھینچتی رہتی ہیں - یہ واقعہ ہے ' کہ ہزار ہا بچوں کی جسمانی ' دماغی ' اور اخلاقی کمزوری کے ذمہ دار انکے والدین کی کمزوری ہے -

دوسری شرط حسن تربیت ہے ' بیشک یہ صحیح ہے ' کہ ذاتی یا بوراثے میں اصلاح اخلاق محال نہیں ' لیکن قریب محال ضرور ہے ' کیونکہ انسان جسوقت پیدا ہوتا ہے ' اسوقت وہ بالکل لوح سادہ ہوتا ہے ' وہ ہر قسم کے نقش قبول کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے ' لیکن جب ایک نقش کھنچ جاتا ہے ' اور اسکا مٹانا اکثر دشوار طلب اور کبھی نا ممکن ہو جاتا ہے ' اسلیے جو قوم چاہتی ہے ' کہ اسکی آیندہ نسلوں کی اخلاقی حالت عمدہ ہو ' اسکو چاہئے ' کہ اس سادہ لوح پر شروع ہی سے عمدہ نقش اوینچے - اسکے لئے اسکو حسب ذیل امور ملحوظ رکھنا چاہئیں -

(۱) ایسی فضاء کا انتخاب جو اخلاق رذیلہ کی سمیت سے محفوظ ہو -

(۲) اخلاق قوی کا صحیح اندازہ ' تا کہ جو حصہ کمزور ہو ' اسکو خاص طور پر قوی کیا جاے -

(۳) مزاحم نظر کے لیے کوئی بلند شے پیش کرنا

(۴) افکار عالیہ کی تلقین -

(۵) روزانہ زندگی میں اصول اخلاق کا انطباق -

حسب ذیل قوی کو خاص طور پر ابھارنا چاہیے

(۱) حقیقت پرستی -

(۲) جرأت اخلاقی -

(۳) استواری عزم -

ایڈیٹر کی آمدورفت اور مشغلہ

مشرق میں بچوں کی اخلاقی تربیت کا بہترین آلہ " قمچی " یا " تسمہ " سمجھا جاتا ہے - یہ نہایت سخت غلطی ہے - مارے سے بجز اسکے کہ بچے کے دل میں معلم کی ہیبت اور اس عادت سے نفرت پیدا ہو ' اور کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا -

بچے کی اخلاقی تربیت کا صحیح ترین اصول یہ ہے ' کہ جس عادت سے باز رکھنا منظور ہو ' پہلے اسکے فوائد اور نقصانات اسکو سمجھا لئے جائیں ' اور اسکے بعد اسکے چال چلن کی نگرانی رکھی جاے ' فراموشی کے وقت اسکو یاد دہانی کیجاے ' یاد دہانی کے ساتھ بچے کو اسکے فوائد و مضار کی طرف متوجہ کیا جائے ' اس طرح بچہ بہت جلد خود بخود تعمیل حکم کرنے لگے گا -

بچے کی پہلی اخلاقی درسگاہ گھر ہے ' اور اسکے بعد مدرسہ کا نمبر ہے - مگر گھر میں صرف زمین تیار ہوتی ہے ' تخم پاشی درحقیقت مدرسہ میں آکے ہوتی ہے - اسلیے جسطرح زمین کے تیار کرنے میں سخت توجہ کی ضرورت ہے ' اسیطرح تخم پاشی اور اسکے آبیاری کے لیے بھی اعتناء شدید کی حاجت ہے - نصاب میں اخلاقی کتابوں کا داخل کرنا ' یا دارالخطابہ (لیکچر روم) میں اخلاقی تقریروں کا ہونا ' اسوقت تک مفید نہیں ہو سکتا ' جب تک کہ خود مدرس کی شخصیت با اخلاق نہ ہو - کتاب کے نقوش اور تقریروں کے ہوائی تموجات معلم ہیں ' مگر مردہ ' لیکن مدرس زندہ معلم ہے ' اور یہ ظاہر ہے ' کہ انسان پر جو ایک زندہ معلم کا اثر ہو سکتا ہے ' وہ ایک مردہ معلم کا نہیں ہو سکتا - پس اگر مدرس کی کتاب زندگی میں اخلاقی سبق نہیں ' تو محض نصاب کی کتابوں یا دار الخطابہ میں بلاغت بار تقریروں سے اخلاقی تربیت کی امید غلط امید ہے -

دیگر امور کی طرح یہ نکتہ بھی مغرب کے پیش نظر اور مشرق کے پس پشت ہے ' مغرب میں بچوں کے لیے مصنف ' معلم ' اور مربی ' بزرگ شخصیت و علمیت کے لوگ ہوتے ہیں - مگر مشرق میں اسکے بالکل برعکس ہے مروجہ اس میں بچوں کی تعلیم و تربیت کم درجہ کا کام سمجھا جاتا ہے ' اسکو صرف وہ لوگ کرتے ہیں جو دیگر ذرائع سے معاش پیدا نہیں کر سکتے ' اسی کا نتیجہ ہے ' کہ مشرق کے فرزند اعلی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی مغرب کے فرزندوں سے اخلاق میں پیچھے رہتے ہیں -

بندوق کی متوالی انکھہ

—:*:—

مادہ پرستی نے دلہیر نشانے

—:*:—

وقت آگیا ہے ' کہ زمانہ کے الحاد - دہریت اور خدا فراموشی کے خلاف اسلامی توحید کے ہتیار اٹھالیں جائیں - اسلیے میرٹھ سے ایک ہفتہ وار اخبار توحید کے نام سے جاری کیا جائیگا - اخبار توحید ہند و ستان بھر میں اپنی شان کا سب سے پہلا اخبار ہوگا - وہ ایمان - عرفان کی آسمانی آندھیاں لیکر آئیگا اور نئی تہذیب کے عقائد زمینی اور قیاس کے تنکوں کی طرح اڑا کر ہند و ستان سے صاف کریگا - اسمیں اردو ادب کے مستانہ مضامین ہونگے - تصویریں ہونگی - کارٹون شائع کئے جائینگے ' ملک کے اخبارات و رسائل پر بے باکانہ تنقید ہوگی - وہ نرم کو گرم اور گرم کو نرم بنایگا - اسکی عبارت ایسی صاف اور آسان ہوگی کہ عورتیں اور بچے بھی سمجھ سکیں - اسکے ایڈیٹر ' نگران اور سرپرست مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی ہونگے - پہلا پرچہ خدا نے چاہا تو ۱۵ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ ع کو نکلیگا - اگر آپ یورپ کے دلدادہ ہیں ' تو ہرگز نہ منگائے ' ورنہ ایک آنہ کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ طلب کیجیے - سالانہ چندہ صرف ۳ روپیہ ہے - الہلال کا حوالہ دیجیے -

منیجر اخبار توحید لال کورتی میرٹھ

مرض طاعون کی دوا

یہ دوا حفظ طاعون و مرض طاعون کے لیے بیحد مفید ہے - جن حضرات کو ضرورت ہو ذیل کے پتہ سے مفت طلب فرمادیں

سپرنٹنڈنٹ ادویہ شفا خانہ - لکھنو

الهلال کی ایجنسی

— * —

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح یکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں ' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

مذاکرۂ علمیہ

الحیاۃ

—:o*o:—

یورپ کی علمی شیفتگی اور شیفتگی کے ساتھ کوہ کن مساعی کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، مختصراً یہ ہے، کہ وہ علم کے نشر و اشاعت اور توسیع و تقدم کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے، اس سلسلہ مساعی کا ایک حلقہ اسکے مجامع علمیہ ہیں -

ان مجامع کے سالانہ جلسے عموماً مختلف عواصم و امصار میں ہوتے ہیں - شرکاء جلسہ ملحدوسخ اور مشاہیر علما ہوتے ہیں - ان صحبتوں میں قیادۃ افکار کے ملل و اہم معاملات (علمی تقریروں) کا ایک سلسلہ ہوتا ہے، جسمیں صاحب معاملہ اپنی سال بھر کی کاوش کے نتائج بیان کرتا ہے - یورپ کی تمام علم پرست اقوام میں اس قسم کے مجامع موجود ہیں، چنانچہ برطانوی قوم میں بھی اس قسم کا ایک مجمع ہے - سال گذشتہ اس مجمع کا جلسہ ۷۵ - برس کے بعد دوسرے دار بقام دنڈی منعقد ہوا تھا - جلسہ کے صدر پروفیسر هیکر تھے، پروفیسر موصوف علم وظائف الاعضا کے مشہور عالم اور ادنبرا یونیورسٹی میں اس فن کے پروفیسر ہیں -

پروفیسر موصوف نے اپنے خطبہ رئیسیہ (پریسیڈنشل ایڈریس) کا موضوع "حیات" قرار دیا تھا - جسکا ایک حصہ آج شائع کیا جاتا ہے - "علم الحیوانات" فن دقیق، اور اردو کے لیے بالکل نیا ہے، اور فلسفیانہ اسلوب بیان اس پر مستزاد، خطبہ کو سرمایہ الفہم بنانے کے لیے مجبوراً جابجا معرب و اقتباس کرنا پڑا، اسلیے عالباً اس مضمون کی تعبیر ترجمہ کے بدل اقتباس زیادہ موزوں ہوگی -

تعریف

حیات کیا شے ہے؟ ہر شخص کو اسکا علم یا ظن علم ہے، یا کم از کم حیات کے معمولی اور واضح مظاہر کا علم ہے، اسلیے اکثر یہ خیال ہوتا ہے، کہ اسکی تعریف صحیح مشکل نہیں، مگر واقعہ یہ ہے، کہ اسکی تعریف میں بڑے بڑے ارباب اندیشہ سرگرداں ہیں -

اسپنسر نے تو اپنی کتاب (جو اس کے مبادی علم الحیات پر لکھی ہے) کے دو باب تعریف کے لیے وقف کر دیے، اور تمام سابق تعریفات پر بحث کرنے کے بعد ایک تیسری تعریف پیش کی، مگر آخر میں خود بھی اعتراف کیا، کہ اس سے بھی حیات کی کوئی جامع و مانع تعریف نہیں ہو سکی -

حیات کی عامیانہ تعریف (جو اکثر اہل انگلست لکھا کرتے ہیں) یہ ہے "کہ حیات زندوں کی حالت کا نام ہے" راسٹر نے کلوق پانیر کی پیروی میں حیات کی یہ تعریف کی "نہ حیات ان مظاہر کے مجموعہ کا نام ہے، جو تمام زندوں میں مشترک ہیں"

مگر یہ دونوں تعریفیں تو ایسی ہیں، کہ انکے نام سے تعریف کو شرم آتی ہے - میرا اسوقت یہ مقصد نہیں، کہ میں آپکا وقت ایک ایسی گرہ کی کشایش میں مشغول کروں، جسکے آگے اکابر فلاسفہ نے سپر ڈالدی ہے - خصوصاً اسلیے کہ علم کے تقدمات حدیثہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ زندہ اور غیر زندہ مادوں میں فرق اس سے کم واضح ہے، جتنا کہ ان تقدمات کے قبل سمجھا جاتا تھا، اسلیے اب حیات کی جامع و مانع تعریف اور بھی زیادہ مشکل ہوگئی ہے -

حیات کا ضد موت نہیں

اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ حیات کا ضد موت ہے، مگر یہ ایک شدید غلطی ہے، موت کا لفظ حیات سابقہ پر دلالت کرتا ہے، گو دلالت التزامی ہے، یعنی موت اسوقت ہوگی، جب کہ پہلے حیات ہو -

علم وظائف الاعضا میں بتاتا ہے، کہ موت کا شمار مظاہر حیات میں ہے، موت بھی زندگی کا ایک دور ہے، مگر آخری اور انتہائی -

اسکے علاوہ تضاد کے لئے احد الضدین کا موجود ہونا ہر حالت میں ضروری ہے، مگر ہم دیکھتے ہیں، کہ مثلاً جمادات نہ زندہ ہیں اور نہ مردہ، اسلئے حیات کا شمار ان کلمات میں کرنا چاہیے، جو اضداد نہیں رکھتے -

ایک عالمگیر غلطی

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ "نفس" و "حیات" دونوں ایک ہی چیزیں ہیں، اس خیال کا منشا غالباً یہ ہے، کہ نفس کا تصور اسوقت تک نہیں ہو سکتا ہے، جب تک کہ اسکے ساتھ حیات کا تصور بھی نہ کیا جائے، اسکے علاوہ تصور نفس میں جسقدر ارتقاء ہوا ہے، وہ زندہ اجسام کے ترقی یافتہ ترین مظاہر حیات کے مطالعہ سے ہوا ہے -

گو یہ خیال عالمگیر ہے، مگر کسی خیال کا شیوع اسکی صحت کی دلیل نہیں، نفس و حیات میں کامل فرق ہے، اور یہ فرق اسوقت تک نہیں جا سکتا، جب تک کہ نفس کے معنی میں اس حد تک وسعت نہ پیدا کیجائے، جہاں پہنچکے "نفس" اپنے مابہ الامتیاز معانی سے محروم ہوجائے - یہ اسلئے، کہ جن مسائل کا تعلق "حیات" سے ہے، ضرور انکا تعلق مادہ سے بھی ہے، پس حیات کا وجود بمعنی علمی بغیر مادے کے نا ممکن ہے، اسکے علاوہ مظاہر حیات از ر مظاہر مادہ کے طارق بحث ایک ہی ہیں -

مظاہر حیات کے نتیجہ بحث سے معلوم ہوتا ہے، کہ "حیات" پر بھی انہی قوانین کی حکومت ہے، جن کی حکومت جمادات پر ہے، جسقدر ہمارا مطالعہ مظاہر حیات عمیق ہوتا جاتا ہے، اسی قدر ہم اس نظریہ (تھیوری) کے اعتقاد سے قریب از گذشتہ یا یعنی، مخصوص مگر غیر معلوم اسباب کی طرف انتساب، سے از ہوتے جاتے ہیں - پس اگر نفس و حیات دونوں مرداف ہونگے، تو اسکے معنی یہ ہونگے، کہ مباحث نفس بھی مباحث مادہ سے اسی قدر قریب ہیں جسقدر کہ مباحث حیات قریب ہیں، حالانکہ ان دونوں علوم کے مباحث میں وہ نسبت ہے جو خط قطر کے دونوں کناروں میں ہے -

مظاہر حیات

حرکت ذاتیہ حیات کا روشن ترین مظہر ہے - ہم ایک کتے کو چلتے یا پرندے کو اڑتے دیکھتے ہیں، تو ہم جان لیتے ہیں، کہ زندہ ہے، ہم خرد بین سے ایک قطرہ آب کو دیکھتے ہیں، تو اسمیں ہم کو بیشمار متحرک ذرے نظر آتے ہیں، یہ دیکھکے ہم کہہ اٹھتے ہیں، کہ یہ قطرہ ذی روح مادوں سے پر ہے - ہم خرد بین سے دیکھتے ہیں، ایک صاف مادہ ہے، اسکے بعض حصے ابھرے ہوئے ہیں، یہ مادہ مختلف شکلیں بدلتا ہے، اسکے ابھرے ہوئے حصے پھیلتے ہیں، یہ مادہ ایک طرف سے دوسری طرف حرکت کرتا ہے، پس ہم یقین کرتے ہیں، کہ یہ ذی روح ہے، اور اسکو ہم (امیبا لیما کس) اور اس حرکت کو حرکت امیبوئید کہتے ہیں -

ہم دیکھتے ہیں، کہ ہمارے اجسام کے خلایا اور خون کے سفید کروی ذرات ہمیشہ حرکت کرتے رہتے ہیں - ہم یہ بھی محسوس کرتے ہیں، کہ یہ حرکات اس سابق الذکر مادے کے حرکات سے ایک حد تک مشابہ ہیں اس تشابہ فی الحرکۃ سے ہم یا نتیجہ اخذ کرتے ہیں، کہ اجسام کے خلایا اور خون کے سفید کروی ذرات میں بھی حیات ہے - ہمارے نزدیک اس تشابہ سے اس سے زیادہ قرین عقل کوئی دوسرا نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا -

في روح و غير في روح مادون میں تشابه فی الحرکت

لیکن بعض علماء طبیعیات بعض ایسے اجسام میں، جو کسی حالت میں بھی ذی روح تسلیم نہیں کیے جا سکتے، ایسی حرکتیں دکھاتے ہیں، جو عموماً ذی روح مادوں میں ہوتی ہیں - مثلاً روغن زیتون اور سیماب کے قطرات میں وہ ایک قسم کی حرکت دکھاتے ہیں، جسکی نوعیت کسیطرح بھی ذی روح اجسام کی حرکت کی نوعیت سے ممتاز نہیں ہوتی ہے، حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں، کہ مقسم الذکر کی حرکت کیمیاوی و طبیعی اسباب و علل کا نتیجہ ہے -

جذبش مژگان اور انقباض عضلات پر جب ہم دقت نظر کے ساتھ بحث کرتے ہیں، تو ان دونوں حرکتوں اور حرکت امیبہ میں تشابه کی ایسی صورتیں نظر آتی ہیں، جن کی بنیاد پر ہم کو یقین ہو جاتا ہے، کہ یہ حرکات حرکت امیبہ کے ہم نوع ہیں، اور یہ کہ انکی پیدایش بھی قریباً حرکات امیبہ کی طارح ہوتی ہے -

نقیصہ تشابه

اس میں کوئی شک نہیں، کہ وہ مرکب حرکتیں جو ذی روح مادوں کی ما بہ الا متیاز ہیں، دفعۃً پیدا نہیں ہوئیں، بلکہ اس بسیط حرکت کی ترقی یافتہ صورت ہیں، جسکا ظہور اکثر جمادات میں بھی ہوتا ہے - مرکب حرکات کا آغاز، خواہ ان حرکات کی شکل میں ہو ا ہو، جنکو امیبا پیدا کرتی ہے، یا ان حرکات مژگان کی شکل میں، جن کو نقاعیات یا خلایا ہدبیہ پیدا کرتی ہیں، یا عضلات کے ان انقباضات کی شکل میں، جو ارادے کے زیر اثر پیدا ہوتے ہیں، یا قلب کے ان حرکات کی شکل میں، جو نفس کے انفعال و تاثر سے پیدا ہوتے ہیں - بہر نوع ہم اس نتیجہ کے نکالنے پر مجبور ہیں، کہ حرکات مادہ کے عام قوانین کے تابع ہیں، اور یہ، کہ انکا رجوع ایسے اسباب کے ساتھ وابستہ ہے، جو حرکت جمادات کے اسباب کے مشابہ ہیں -

تمثیل و عدم تمثیل

مگر ایک معترض یہ کہسکتا ہے، کہ ممکن ہے، کہ رجوع تشابه سطحی ہوں - اور یہ صرف امکان نہیں بلکہ واقعہ ہے، چنانچہ ہم جب دقت نظر کے ساتھ ذی حیات مادوں کی طبیعت (نیچر) سے بحث کرتے ہیں، تو ہم کو ذی حیات مادوں میں بعض ایسے امور ملتے ہیں، جو غیر ذی حیات مادوں میں نہیں ملتے، مثلاً تمثیل، عدم تمثیل اور تعایل غذا -

لیکن یہ اعتراض صحیح نہیں - جن امور کی طرف معترض اشارہ کرنا چاہتا ہے، وہ ایسے حالات کا نتیجہ ہیں، جنکو حیات سے وابستہ کرنے کا وہم بھی کسی فہمیدہ دل میں نہیں گذر سکتا - اسکی بہترین مثال سیال مادوں کے وہ تغیرات ہیں، جسمیں ایک جھلی درمیانی پردہ بنکے باہم آمیزی میں حائل ہوجاتی ہے -

مظاہر کیمیاوی

مادہ کی دو قسمیں ہیں، آلیہ، اور غیر آلیہ - کچھ عرصے سے بعض لوگوں کا خیال ہے، کہ مادہائے آلیہ اور غیر آلیہ کی کیمیا باہم دیگر بالکل مختلف ہوتی ہے - مادہائے آلیہ اور غیر آلیہ میں حد فارق گذشتہ صدی کے اوسط تک تو نہایت واضح نظر آتی تھی، مگر اسکے بعد، علم نے جتنے قدم آگے رکھے، اتنی ہی وہ حد غامض ہوتی گئی، اور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی، کہ اب بالکل غیر محسوس ہے - کل تک ذی روح مادوں کی کیمیا علم الکیمیا کے دائرہ بحث سے خارج سمجھی جاتی تھی، مگر آج وہ مادہائے آلیہ کی کیمیا کی ایک شاخ ہے، اور علماء حیات کے ہاتھ سے فلسفے علماء کیمیا کے ہاتھ میں جارہی ہے -

(باقی آیندہ)

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

—:ﷺ:—

ان الله اشتري من المومنين انفسهم و اموالهم ، بان لهم الجنة

(۱۷)

فہرست نام بزرگان موضع بیگرن جمعی مجموعی رقم ۸ - ۲۱۲ بذریعہ ولی محمد صاحب عباسی، سالار زردے پور، وصول ہوئی اور فہرست نمبر ۱۳ میں شائع کی گئی -

	باقی	آنہ	روپیہ
اعلم بخش جوهان موضی بیگرن	-	-	۱۰
کرم بخش اکوان	-	-	۲
علی محمد ساندنا	-	-	۱
الله دیالی اجمیری	-	-	۵
احمد جوهان	-	-	۱
عمر مژوال	-	-	۱
محمد مژوال	-	-	۱
علی محمد خاکی	-	-	۱۵
رهیمدا مژوال	-	-	۲
عبد العزیز مژوال	-	-	۲
نور الدین جوهان	-	-	۱
محمد بخش	-	-	۱
نورا کسرا	-	-	۱
قائم گلوت	-	-	۳
نورا مژوال و صد حمدا	-	-	۲
هاشم هاشمی وال	-	-	۲
یعقوب نیم	-	-	۱
بخشا اجمیری	-	-	۱
چدا بخش هاشمی وال	-	-	۵
محمد مروازه	-	-	۲
نورا مژوال موضی بیگرن	-	۱۳	-
والله اکبر بلاری	-	-	۱
کرم بخش ماله	-	-	۱
الله بخش مژوال	-	-	۱
رمضو ولد اسمعیل جوهان	-	-	۱
واحد ولد قادر جوهان	-	-	۱
اله بخش کهلوله	-	-	۲
خدا بخش اجمیری	-	-	۱
حسنا اجمیری	-	-	۱
سلطان جوهان	-	-	۱
سلمان جوهان	-	-	۱
رضا علی لوهیه	-	-	۱
علاؤ الدین جوهان	-	۱۳	۱
واصل جوهان	-	-	۱
محمد جوهان	-	-	۱
حسنا بدیار	-	-	۱
حواجو مژوال	-	۸	-
راجو جوهان	-	-	۱
الله بخش اجمیری	-	۸	-
الله بخش سوامی	-	-	۱
رمضو جوهان ولد ولی بخش	-	-	۱
قاسم مژوال	-	-	۱
امیر هاشمی وال	-	-	۱
واصل ولد قادر جوهان	-	-	۱
رزاق سروازی	-	-	۱
احمد کهلوت	-	-	۱
رسول اجمیری	-	-	۱
رمضو و سر واصل جوهان	-	-	۱
واحد ولد واصل جوها	-	-	۱
احمد ولد الله بخش جوهان	-	-	۱
الله راہی جیزی راز	-	-	۱

(باقی آیندہ)

مراسلات

تلغراف خصوصي

الهلال كي مالي حالت

۱۵- فروري كو دس روپيه كا ايك منى آرڈر خدمت شريف ميں

اور فضيلتوں كو ميں ايا اروں ؟ تمام جهان جانتا هے - صرف ظاهري محاسن كا ذكر كرتا هوں - كاغذ ايسا عمده جو بڑي بڑي قيمت كي اردو كتابوں كو بهي نصيب نهيں - چهپائي نهيس راعلے ' تصاوير سے مزين - غرض اخبار كي ظاهري خوبياں ديكهكر يقين كرنا پڑتا هے ' كه سالانه چنده اصل لاگت دينے سے مشكل كفايت كرتا هوگا - ليكن ايك اور خصوصيت هے ' جو الهلال و دگر اردو اخبارات سے بهيجكر ساتهه هي ايك تفصيلي خط بهي لكها گيا تها - آج آپ كے كارڈ مورخه ۱۲ - فروري سے معلوم هوتا هے ' كه همارا وه خط آپكو نهيں پهنچا - لهذا دس روپيه كے منى آرڈر بهيجنے كي غرض مكرر بيان كرتے هيں -

هندوستان كي اسلامي دنيا ميں (الهلال) كا وجود ايك نعمت غير مترقبه اور رحمت الهي سے كم نهيں - اسكي معنوي خوبيوں ممتاز ثابت كرتي هے - يعني هر هفته وه خاص اور طرلاني ٹيلي گرام ' جو پلے صفحه ميں درج هوتا هے ' همارے خيال ميں گويا اخبار كي جان هے - ڈائنر مصباح الدين كي صداقت دلوں پر خاص طرح كا اثر كرتي هے - بلكه مرده دلوں ميں ٹلي روح پهونك ديتي هے - با ايں همه اسميں كوئي مبالغه نهيں هوتا - مسلمانوں كو خوش كرنے كيليے افراط و تفريط سے كام نهيں ليا جاتا - جو بيان هے ' واقعي '

[۱۵]

فكاهات

ليگ

مع

سوت ايبل

ليگ كو " سلف گورنمنٹ " هے اب پيش نظر * للّٰه الحمد ' كه حل هو گئي ساري مشكل
اب يه بيچاره شكايت ' كه وه آزاد نهيں * اب يه نهلا غلطي هے ' كه وه هے پا در گل
ملك كے جمله مسائل كي يهي هے بنياد * اور جو پهيه هے ' اسي چيز ميں هے سب شامل
ليگ نے حق طلبي ميں جو يه حسرات كي هے * واقعه يه هے ' كه هے مدح و ثنا كے قابل
پهيه تو هے ليك ميں حسرے يه كشش اي پيدا * آپ سے آپ جسر پهيچتا هے ادهر دامن دل
ايك والوں نے جو اسٹيم پيه كيں تقريريں * سرد پڑ اس كے خيالات غلط ' سب باطل
اس دليري سے هر اك حرف ادا هوتا تها * بعض كهتے تهے كه " هے سوت ادب ميں داخل "
الغرض ليگ نے اور مجلس ملكي كے حدود * يوں ملے آكے بهم ' بحسر سے جيسے ساحل

* *

هاں تو اب عرض هے يه خدمت عالي ميں جناب * " كيجيے سلف گورنمنٹ كا مقصد حاصل
امتحانات سول كے ليے لندن كي يه قيد ' * هے يه رفتار ترقي كے ليے سخت مخل
يه جو پيمايش ارضي كا هے سي ساله رواج ' * ملك كے حق ميں هے يه زهر سے بڑهكر قاتل
جو مناصب كه ولايت كے ليے هيں مخصوص * آه ابناے وطن بهي نه هيں اسكے قابل
صيغه فوج ميں تخفيف مصارف هے ضرور * سيئه ملك په افسوس ! كه بهاري هے يه سل "

* *

ليگ نے سن كے يه سب ' مجهه سے به آهسته كها * " آپ سمجهے بهي كه اس لفظ كا كيا تها مهمل ؟
همكو گو سلف گورنمنٹ كي خواهش كي نهي * شرط يه بهي تو لگا دي نهي كه هو " سوت ايبل "
آپ جو كهتے هيں ' وه هے حد ادراك سے دور * هم كو اس جواب پريشان ميں نه كيجيے شامل
يه وه باتيں هيں ' جو مخصوص هيں يورپ كے ليے * آپ طے پلے غلامي كي تو كرليں منزل ! ! "

(وصاف)

مراسلات

تلغراف خصوصي

الہلال کي مالي حالت

—:o:—

۱۵- فروري کو دس روپيہ کا ايک منيي آرڈر خدمت شريف ميں

اور فضيلتوں کو ميں کيا کہوں ؟ تمام جہان جانتا ہے - صرف ظاہري محاسن کا ذکر کرتا ہوں - کاغذ ايسا عمدہ جو بڑي بڑي قيمت کي آرڈر کتابوں کو بھي نصيب نہيں - چھپائي نفيس و اعلےٰ ' تصاوير سے مزين - غرض اخبار کي ظاہري خوبياں ديکھکر يقين کرنا پڑتا ہے ' کہ سالانہ چندہ اصل لاگت کيليے بمشکل کفايت کرتا ہوگا - ليکن ايک اور خصوصيت ہے ' جو الہلال کو ديگر آرڈر اخبارات سے

بھيجکر ساتھہ ہي ايک تفصيلي خط بھي لکھا گيا تھا - آج آپ کے کارڈ مورخہ ۱۲ - فروري سے معلوم ہوتا ہے ' کہ ہمارا وہ خط آپکو نہيں پہنچا - لہذا دس روپيہ کے منيي آرڈر بھيجنے کي غرض مکرر بيان کرتے ہيں -

ہندوستان کي اسلامي دنيا ميں (الہلال) کا وجود ايک نعمت غير مفرقبہ اور رحمت الہي سے کم نہيں - اسکي معنوي خوبيوں

ممتاز ثابت کرتي ہے - يعني ہر ہفتہ وہ خاص اور طولاني ٹيلي گرام ' جو پہلے صفحہ ميں درج ہوتا ہے ' ہمارے خيال ميں گويا اخبار کي جان ہے - ڈاکٹر مصباح الدين کي صداقت داري پر خاص طور کا اثر کرتي ہے - بلکہ مردہ دلوں ميں نئي روح پھونک ديتي ہے با ايں ہمہ اسميں کوئي مبالغہ نہيں ہوتا - مسلمانوں کو خوش کرنا کيليے افراط و تفريط سے کام نہيں ليا جاتا - جو بيان ہے ' واقعي

فکاہات

ليگ

مع

سوت ايبل

ليگ کو " سلف گورنمنٹ " ہے اب پيش نظر * للّٰہ الحمد ' کہ حل ہو گئي ساري مشکل
اب يہ بھيجا ہے شکايت ' کہ وہ آزاد نہيں * اب يہ کہنا غلطي ہے ' کہ وہ ہے پسا در گل
ملک کے جملہ مسائل کي يہي ہے بنياد * اور جو کچھہ ہے ' اسي چيز ميں ہے سب شامل
ليگ نے حق طلبي ميں جو يہ جرات کي ہے * واقعہ يہ ہے ' کہ ہے مدح و ثنا کے قابل
کچھہ تو ہے ليگ ميں جسنے يہ کشش کي پيدا * آپ سے آپ جو کھنچتا ہے ادھر دامن دل
ليگ والوں نے جو اسٹيج پہ کيں تقريريں * کردئے اس نے خيالات غلط ' سب باطل
اس دليري سے ہر اک حرف ادا ہوتا تھا * بعض کہتے تھے کہ " ہے سرے ادب ميں داخل "
الغرض ليگ کے اور مجلس ملکي کے حدود * يوں ملے آکے بہم ' بحر سے جيسے ساحل
* * *
ہاں تو اب عرض ہے يہ خدمت عالي ميں جناب * " کيجيے سلف گورنمنٹ کا مقصد حاصل
امتحانات سول کے ليے لڑکوں کي يہ قيد ' * ہے يہ رفتار ترقي کے ليے سخت مخل
يہ جو پيمايش ارضي کا ہے سي سالہ رواج ' * ملک کے حق ميں ہے يہ زہر سے بڑھکر قاتل
جو مناصب کہ ولايت کے ليے ہيں مخصوص * آج ابنائے وطن بھي تو ہيں اسکے قابل
ميغہ فوج ميں تخفيف مصارف ہے ضرور * سينۂ ملک پہ افسوس ! کہ بھاري ہے يہ سل "
* * *
ليگ نے سن کے يہ سب ' مجھ سے يہ آہستہ کہا * " آپ سمجھے بھي کہ اس لفظ کا کيا تھا مطمح ؟
ہمنے گو سلف گورنمنٹ کي خواہش کي تھي * شرط يہ بھي تو لگا دي تھي کہ ہو " سوت ايبل "
آپ جو کہتے ہيں ' وہ ہے حد ادراک سے دور * ہم کو اس خواب پريشاں ميں نہ کيجيے شامل
يہ وہ باتيں ہيں ' جو مخصوص ہيں يورپ کے ليے * آپ طے پہلے غلامي کي تو کرليں منزل ! ! "

(وصاف)

جسکي بتدریج دیگر ذرائع سے تصدیق هو جاتي هے - یه ایک ایسی خصوصیت هے' جو آجتک کسي اردو رسالے کو نصیب نهیں هوئي اور سب سے پہلے الهلال هي نے اسکي راہ پیدا کی - هم دل سے چاهتے هیں' که هر هفته ان خاص تاروں کا سلسله جاري رهے - اب یه بات باقي رهي' که آپ اخبار کي موجوده آب و تاب قایم رکهکر ایسے ذرائع اور تاروں کا خرچ کب تک برداشت کرسکینگے ؟ هم طلسم هو کا اگر ناظرین الهلال اس معاملہ میں اپنا هاتهه نه بٹائینگے - اسي غرض سے دس روپیه کي ناچیز رقم بذریعه منی آرڈر بهیجکر سابق خط میں هم نے آپ سے درخواست کي تهي' که الهلال کے دیگر ناظرین کو بهي اس معني کي ترغیب دیتے هوئے الهلال آپ اس خط کو اخبار میں درج کر دیں - کیونکه جو لوگ ان تاروں کو نهایت شوق اور دلچسپي سے دیکهتے هیں' وہ امید کیونکر نه رکهي جاے' که وہ اس مبارک سلسله کے استحکام میں امداد دینے کے متعلق بهي ویسي هي سرگرمي سے کام لینگے — مگر معلوم هوا' که همارا وہ خط هي آپ کو نهیں پهونچا - آپ کا مخلص

حاجي محمد یوسف ایند امیني (مدراس)

(الهـــلال)

اس لطف فرمائي کا شکرگذار هوں - جو خلوص اور سچي همدردي جناب کے خط کے هر لفظ سے ظاهر هوتي هے' یقین فرمائیے که حقیر کیلیے اصلي قدر و قیمت آسي میں هے - جناب نے الهلال کي مالي حالت اور مصارف کي کثرت کا ذکر چهیڑدیا' میں نے تو اسے مدت هوئي بهلا دیا هے ' اور یه پرهکر هنس پڑا هوں که :

گل نشکفد به بستر همه چون عروز من
مشت خس چیدم و بر بستر خواب انداختم

تلغرافات کے مصارف پر کیا موقوف هے ؟ ایک زخم هو' تو آپکو مرهم بنانے کي زحمت دوں ' کس کس زخم پر پٹي باندهیے گا ؟ آغاز اشاعت سے اس وقت تک اخبار کي مالي حالت کا جیسا کچهه حال رها هے ' وہ دفتر کے لوگوں کے سوا اور کسي کو معلوم نهیں هو سکتا - ۱۲ - روپیه قیمت هوتي ' جب بهي موجوده اشاعت کافي نه تهي ' چه جائیکه پچهلي شش ماهي میں صدها خریداروں کے نام ۳ - روپیه میں اخبار جاري کردیا گیا تها - ان امور پر اگر اپني نظر هوتي ' تو شاید اس سفر کي پهلي منزل سے بهي گذرنا محال تها - ابتداے عصر کا قاعده هے ' که همیشه کسي نه کسي عنوان سے اپني حالت پر ناظرین کو توجه دلاتے رهتے هیں ' اور اپنے اظهار درد سے غرضي کا زمانے کي توجه سے مقابله کرتے هیں ' مگر اپنے تئیں کچهه یه شان دریوزه گري پسند نه آئي ' اور طبیعت نے گوارا نهیں کیا ' که اور بهت سي دقتاں سنجیدوں کو چهوڑکر اپني حالت کا نالہ و فغاں شروع کردیں - گذشته جنوري کے آغاز میں " فاتحه جلد جدید " لکهتے هوے خیال هوا تها ' که دفتر کي مالي حالت کا نقشه هي کم از کم ناظرین کے آگے پیش کردیں ' که گو یه کام شخصي هے ' مگر کم از کم اتنا ضرور هے ' که اغراض شخصي نهیں هیں ' مگر پهر دل نے کها ' که یه بهي رهي درکانداري کا چهوتره هے ' گو اسپر بوریاے قناعت بچها دي گئي هو - بهتر یه هے ' که سب کچهه آسي کے اعتماد پر چهوڑ دو ' جسکے اعتماد پر یوں بهي اپنا سب کچهه چهوڑتا هوا هے : وعلی اللہ فلیتوکل المومنون -

تلغرافات خصوصیه کا سلسله کئي ماه سے جاري هے - مصارف کا اندازه اس سے کرلیجیے ' که دیڑه روپیه في لفظ براہ یورپ ترکي کے تاروں کي شرح اجرت هے - اور پورے شمار تار جو تحقیق و تفتیش حالات ' و تاکید و طلب جوابات میں یهاں سے بهیجے جاتے هیں' انکا خرچ اسکے علاوہ هے' مگر آپ ملاحظه فرماتے هیں' که آجتک کبهي الهلال میں هم نے اتنا بهي نهیں لکها ' که یه کوئي آسکي قابل ذکر خدمت هے ' یا ایک خصوصیت و مزیت هے - هم سمجهتے هیں' که انسان کے لیے راہ عمل صرف ایک هي هے ' اور کوئي نهیں ' یعني کام کیے جاے ' اور نظر صرف اپنے فرض و عمل پر رکهے - اگر لوگ اسکي کوئي قیمت محسوس کریں' تو یه فضل و لطف هے' نه کریں تو کوئي وجه شکایت نهیں - اپني نظر دنیا پر نهیں هے ' بلکه اپني نیت اور اپنے دل پر هے - جب تک اپني نیت کي طرف سے اطمینان هے ' اس وقت تک یقین هے ' که الهلال کے کاموں کي محافظت اور اسکے قیام و استحکام کي نگراني میرے ذمے نهیں ' بلکه اس کار فرماے حقیقي کے ذمے هے ' جسکا وعده هے ' که وہ کام کرنے والوں کے کام کو کبهي ضایع نهیں کرتا (انّي لااضیع عمل عامل منکم من ذکر و انثی) پس خواہ الهلال کے مصارف تخمیني هي ناقابل برداشت هو جائیں ' میري صحت و توانائي گهٹا هي نا امید کردے ' اور جمعیت خاطر اور سکون و فرصت کي طرف سے خواہ کتنا هي مایوس هو جاؤں ' تاهم میرے لیے کهبراهٹ کي کوئي وجه نهیں - میں مطمئن هوں' اور اپنے کاموں کي طرف سے بے فکر و بے پروا - کشتي کو دوانے والا سمندر هے ' یا اسکي موجوں کو اٹهانے والي هوا ' لیکن یه دونوں قوتیں جس فرماے قاهر کي تابع فرمان هیں ' جب وہ میرے ساتهه هے' تو کشتي کے ڈوبنے کا کیا خوف ؟ من له العون فله الکمال !

مایفتح اللہ للناس — اللہ تعالی اپني رحمت کا دروازہ
من رحمة فلا ممسك — لوگوں کیلیے کهول دے ' تو کوئي
لها ' وما یمسك فلا — اسکا بند کرنے والا نهیں ' اور
مرسل له من بعده ' — اگر بند کردے ' تو کوئي نهیں
وهو العزیز الحکیم — جو پهر آے کهول سکے ' (۳۵ : ۲)

اپنے دس روپیه کي جو رقم بطور عطیه کے مرحمت فرمائي هے ' وہ جناب کي جانب سے " زراعانة دولت علیه " میں شامل کردي گئي هے - اللہ تعالی اس لطف و نوازش کیلئے جناب کو جزاے خیر عطا فرماے - سب سے بڑا عطیه ' جسکے لیے آپ سے اور نیز اپنے تمام لطف فرما احباب سے عاجزانه التجا کرتا هوں ' صرف یهي هے ' که اپني دعاؤں میں اس خادم کو نه بهولیں ' اور درگاہ رب العزت میں ملتجي هوں ' که میري نیت اور مقاصد کو اس راہ میں استقامت عطا فرماے ' اور وساوس و خطرات سے محفوظ رکهے ' که اصل کار یهي هے -

---

عربي
فارسی اور اردو ٹائپ کی
اعلیٰ ترین چھپائی کیلیے
مطبع الهلال احمد سعید
مسقط
سے



PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Ptg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض: جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو - منہ کا ذایقہ خراب رہتا ہو - رات کو کم خوابی ستاتی ہو - اعضاء شکنی - لاغری جسم - ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سرچکراتا ہو - سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو - تمام بدن میں یبوست کا غلبہ رہتا ہو - ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجاے اور تھنڈے پانی کو جی ترسے - معدہ میں جلن معلوم ہو - بیرقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضاے رئیسہ کمزور ہوجائیں - رقت - سرمست اور کمی باہ کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جاے تو سمجھیے لو کہ مرض ذیابیطس ہے - جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے آنکو مندرجۂ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں - ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے - دنبل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے - جب کسی کو کاربنکل ہو تو اُسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کرلینا چاہیے - اس راے پر سوسے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مر چکے ہیں -

مرض کی تشریح اور ماہیت: ذیابیطس میں جگر اور اپلیہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شدائہ روز کی محنت ہے بعض دفعہ کثرت جماع - کہنہ سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے - صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پاے جاتے ہیں - کبھی ابتداے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے -

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل نہ نکلے **تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری** ان گولیوں کو کھاؤ - شیرینی - چاول ترک کردو - ورنہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ زدی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست پگل جاتے ہیں - جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہوسکتا - یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قوا اور جملہ امراض زدیہ سے محفوظ رکھتی ہیں -

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے - جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ بڑھتی ہے - یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے -

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرنے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ ایک کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے - آنکھوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں - جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں - سلسل بول - ضعف مثانہ - نظام عصبی کا بگاڑ - اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجانے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہو جاتے ہیں -

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خان - ٹالپر والی ریاست خیرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اکر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی -

محمد رضا خان - زمیندار موضع چٹہ ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا - دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجاے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے -

عبد القدیر خان - محلہ غرقاب شاہ جہان پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خان صاحب اور محمد تقی خان صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفعیہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں -

عبد الوہاب قپتی کلکٹر - مازیور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کررہا ہوں - بجاے ۴ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے -

سید زاہد حسن - قپتی کلکٹر الہ آباد — مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کررکھا تھا - بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا - قوت مردمی جاتی رہی - آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے -

رام ملازم پوسٹماسٹر جنرل — پیشاب کی کثرت - جاتی رہی - مجھ کو رات میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا - آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی -

اِنکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں -

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں - ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

داروا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھہ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت یا فراغت اگر قبض ہو دور ۲ درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

افیم کھانے سے افیم چانڈو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فیتولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

ایسدار رطوبات کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام - دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل - ناسور - بھگندر - خنا زبر کے گھاؤ - کاربنکل زخم کا بھترین علاج ہے - ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات - قیمت دو ہفتہ دو روپے

برأ لساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع در دکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی - خون جاتا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ مصیرہ کراماتی

مقوی بصر - محافظ بنائی - دافعہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء سوجی - ضعف بصر وغیرہ ۵ فیتولہ معہ سلائی سنگ پشب دو روپے

پتہ

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ، مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

عجری ١٤ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱ جمادی الاول ۱۳۳۱ عجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday, April 9, 1913.



قیمت فی پرچہ سارھی تین آنہ

اصلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے ' تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ' ورنہ بعد کو في پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں ' اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے رپي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا -

(منیجر)

شـــرح اجـــرت اشتـــهـــارات

—*—

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکي اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائـــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہ دیں ' البتہ حتي الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگي ہمیشہ لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو خرچے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشي مشروبات کا ' نقش امراض کي دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالي نقصان کا ادنیٰ شبہہ بھي دفتر کو پیدا ہو ' کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ ـــ کوئي صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
مسلمان ابوالکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکته

عنوان تلغراف
« الهلال »

قیمت :
سالانه ۸ روپیه
ششماهی ٤ روپیه ۱۲ آنه

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor :
Abul Kalam Azad.
7-1 Nicood Street,
CALCUTTA.
Telegraphic Address
"AL - HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4 - 12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱٤ ، ۱۵ — کلکته : چہار شنبه ۱ و ۸ جمادی الاولی ۱۳۳۱ هجری — جلد ۲
Calcutta : Wednesday, April 9 and 16, 1913.

فہرست

شذرات
مقالۂ افتتاحیه
سقوط ادرنه اور ایک دقیقه فروگزاشت (۱) ۸
ایضاً نمبر (۲) ۱۱
مراسلات
صداقت صغرا (ایک خط) ۱۳
اختلال دولت عثمانیه ۱۷
مسئله تعطیل جمعه ۱۸
فکاهات
جرات صداقت ۱۶
عدل ۱۰
مذاکرۂ علمیه
العیات نمبر (۲) ۱۹
مقالات
هلال اور صلیب ۲۱
فہرست زراعانه دولت علیه اسلامیه (۱۸) ۲۸

تصاویر

مسجد سلیم (ادرنه) کا منبر (لوح)
سلطان سلیم ثانی (رح) } (صفحهٔ خاص)
مقبرهٔ سلطان سلیم (رح) }
خواجه کمال الدین صاحب - بی . اے . مقیم لندن

اطلاع

پچھلے ہفتے رسالے کی اشاعت میں بہت تاخیر ہوئی تھی - اگرچہ نہ ملتا تو پھر یہ تاخیر آیندہ ہفتوں تک متعدی ہوتی ، اور پچھلے دنوں اسکا دور برابر قائم رہتا ہے - پس بجائے پچھلے ہفتے کی اشاعت کے آج نمبر (۱۴) اور نمبر (۱۵) اکٹھے شائع کیے جاتے ہیں ، تاکہ کسی خارج چند دنوں کی تاخیر کا ایک مرتبہ بل نکل جائے -

منیجر

المكتبة العلمية الاسلامية في علمي گڈه

اس کتب خانه میں متفرق علم و فن کی کتابیں مطبوعه مصر ، شام ، یورپ اور قسطنطنیه وغیره سے لاکر مجدد وقتی ہیں اور نہایت مناسب و معقول قیمت پر شائقین کی خدمت میں روانه کی جاتی ہیں — خاکسار مکتبه المنار کی کتابیں ، حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبده اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانے میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشیں کی تعمیل مستعدی کے ساتھه کی جاتی ہے - کتب خانه کی جدید فہرست تیار ہو گئی ہے جو آده آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مفت روانه کی جاتی ہے *

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بیحد دینی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشته ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مسلسل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچاس روپے ہیں *

یہه کتب خانه رسالہ المنار کا نائب ممالک ہندوستان میں سمجھا جاتا ہے ، اور جن اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانه مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانه فرمائیں ، رسیدیں وصول ہونے پر رسالہ براہ راست ان کی خدمت میں جاری کرا دیا جائے گا *

المشتهر
منیجر المکتبة العلمیة الاسلامیة ، هیدرسد العلم ، علی گڈه

شذرات

اینده نمبر کے بعض اهم مضامین

اس نمبر میں مقالۂ افتتاحیہ کے جو دو نمبر درج کیے گئے ہیں' ان میں پہلا نمبر تمام سفر کے بعض اوقات پر افسردہ کے خیالات کا نتیجہ ہے' مگر دوسرے میں اس اہم تحریک کی تمہید ہے' جو آٹھ ماہ سے پیش نظر تھی' اور اب وقت آگیا ہے کہ اسکا اعلان کیا جاے - امید ہے کہ آئندہ اشاعت میں اسکو پیش کر سکونگا -

ایڈیٹر

شاہ یونان یا مجاهد صلیب کا ماتم

— * —

علی گڈھ سے ایک صاحب ارقام فرماتے ہیں : " شاہ یونان ہمارے ملک معظم کے عزیز تھے اسلیے انکے قتل کی خبر پر بعض مسلمان اخبارات نے نہایت تعزیات اور ماتم گذاری کے مضامین لکھے' اور کہا کہ گو وہ اس وقت اسلام کے مقابلے میں مصروف جنگ تھا' تاہم مسلمانان ہند کی وفا داری کا اقتضا یہی ہے کہ وہ تعلقات شاہی کو ملحوظ رکھکر اداب رسم تعزیت ادا کریں -

تعجب ہے کہ جناب کی نظر سے وہ تحریر نہیں گذری ؟ پھر خدا کیلیے فرمایئے کہ کیا ایک ایسے پادشاہ کے مرنے کا ماتم کرنا ہمارے لیے مذہباً جائز ہے' جس نے اسلام کے مٹانے کے ایک مسیحی اتحاد میں حصہ لیا ہو' اور جو عین اس جنگ کے زمانے میں مرا ہو' جو خلافت اسلامی کے مٹانے کیلیے کی جا رہی تھی ؟ اور کیا مذہباً ہم کو ایسی ہی وفاداری کی تعلیم دیگئی ہے؟"

میں نے وہ مضامین دیکھے تو نہیں مگر بعض اشخاص ذکر کرتے تھے -

لیکن میں متعجب ہوں کہ آپکو اس طرح کے مضامین پر تعجب کیوں ہوا ؟ مسلمانان ہند کی تقریر و تحریر کی تاریخ میں یہ انوکھا لیا واقعہ ہے ؟ جس قوم کی زندگی غیروں کی پرستش اور انکے بھینٹے ہوے اعزاز کے صلۂ و مزہ پر ہو' اسکے لیے یہ ادنی عجیب بات نہیں -

ہم نے اپنے تئیں بھول کر غیروں کی چوکھٹوں پر سجدہ کے لیے ہیں - ہم نے غیروں کی خاطر اپنوں کو چھوڑ دیا ہے - ہم نے انکی ایک نظر التفات کی قیمت میں ایمان و راستبازی تک کی متاع کو لگا دیا ہے - ہم نے انکی خوشنودی کیلیے اپنے آپ کو انکے ہاتھ میں دیدیا ہے' اور انھوں نے جب کبھی ہمارے خاک غلامی پر لوٹتے ہوے سروں کو کچلنا چاہا ہے' تو خود ہمارے ہی رہنوں نے پتھر کا کام لیا ہے - ہم نے سب کچھ کر چکے ہیں اور کرنے کے لیے طیار ہیں - پھر ان سب کے مقابلہ میں یہ ایسی کونسی بڑی بات ہے' اگر مجاہدین صلیب میں سے ایک کے مرنے پر ہم نے اپنے اخبار کا ادنی گوشہ وقف کر دیا ؟

آپکو تو اس کا تعجب ہے' اور میں کہتا ہوں کہ اگر اس عبدۃ الحکام اور عبید الدنیا گروہ کو کسی طرح علم ہو جائے کہ ہمارے شہر کے ڈپٹی کمشنر بہادر اہ جہل اور مغیرہ کی تعریف سے خوش ہو جاتے ہیں' تو یقین کیجیے کہ انکو ایک لمحے کیلیے بھی تامل نہ ہوگا' اور ان کے مناقب و فضائل میں صفحے کے صفحے بھر ڈالنے فخر و شرف سمجھ لیں !

آپ پوچھتے ہیں تو اپنا خیال ظاہر کر دیتا ہوں کہ الحمد للہ اپنے خیالات کے اظہار میں بالکل بے پروا اور بے باک ہوں' اور شاید اسلام اور نفاق ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے - سب سے پہلے اس بارے میں اسی اصول کو تلاش کیجیے اور پھر دیکھیے کہ بہ حیثیت مسلمان ہونے کے ہمارا فرض کیا ہے ؟

اسلام نے تنگ دلی اور جنسی و مذہبی تعصب کی تعلیم نہیں دی ہے - وہ انسانی انصاف و خصائل کے اعتراف' اور انسانی رحم و محبت کے جذبات کو محض تمیز مذہب و قوم کے تابع نہیں کر دیتا - اس نے ہمکو سکھلایا ہے کہ ہم ہر اچھے انسان کا احترام کریں' خواہ وہ کسی مذہب کا ہو' اور خوبیوں اور رحمتوں کی طرف بڑھیں' خواہ وہ کسی مذہب کے پیرو اور کسی قوم کے فرد میں ہوں - قرآن نے ان مسیحی رہبانوں اور منصف عیسائیوں کی تعریف کی ہے' جو سچائی کا ادب کرتے تھے' حق کی مخالفت میں حصہ نہیں لیتے تھے' اور اچھے اعمال انجام دیتے تھے - اسکے مذہبی تسامح اور بے تعصبی کے نظائر اسقدر کثیر ہیں کہ دہرانے کی گنجایش نہیں -

لیکن تاہم اس قانون احسان عام اور محبت عمومی سے بھی بالاتر ایک شے ہے' اور میں اجمال کے فرضی غوغاے بے تعصبی میں اس اقرار سے نہیں شرماتا کہ وہ حق کی حمایت' اللہ کی پرستش' اور ہدایت و صداقت کے قیام کا جہاد ہے - اسلام ہماری ہستی کا مقصد یہی بتلاتا ہے کہ ہم دنیا میں خدا کے قائم مقام ہوں' اور اسکی زمین میں سچائی اور روشنی کو ہمیشہ قائم رکھیں - پس اگر کسی قوم' کسی جماعت' کسی ملک' کسی مذہب' اور کسی فرد کی طرف اللہ کی ہدایت اور اسکی ہدایت کے پیروں کی مخالفت کی جاے' حق کی روشنی پر ظلمت غالب آنا چاہے' ظلم و تعدی اور قتل و غارت کا اعلان ہو' یعنے انسانوں کی دوستی اور خدا کی محبت' دونوں چیزوں میں مقابلہ پیدا ہوجاے' تو پھر اسکا حکم ہے کہ تم سب سے اپنا رشتہ منقطع کر لو' اور صرف خدا کا' حق کا' اسکے دین کے پرستاروں کا' اسکی عبادت گاہوں کا' اور اسکی بھیجی ہوئی روشنی کا ساتھ دو' یعنی خدا کی دوستی کی خاطر اُن سب کے دشمن ہو جاؤ - پہلی صورت میں جس درجہ احسان عام' خلق و محبت' اور رافت و شفقت عمومی کا حکم تھا' اس دوسری صورت میں اتنا ہی سختی و شدت' قہر و غضب' اور غیظ و غلظت کا حکم ہے - اسکا عام حکم تو یہ ہے :

لایذا کم اللہ عن	اللہ تعالی تم کو اس سے نہیں روکتا کہ تم
الذین لم یقاتلوکم	اُن غیر قوموں سے' جنھوں نے تم سے
فی الدین و لم	دین کی مخالفت میں جنگ نہیں کی
یخرجوکم من	ہے' اور تم کو تمہارے وطنوں سے نہیں
دیارکم ان تبروھم	نکالا ہے' دوستی و نیکی اور انصاف و عدل
و تقسطوا الیھم' ان	کے ساتھ پیش آؤ - بلکہ اللہ تو
اللہ یحب المقسطین	عدل و انصاف کرنے والوں کو دوست
(۶۰ : ۷۹)	رکھتا ہے -

نرمی و رافت عمومی کے احکام تو اتنے ہیں کہ انکا استقصا ممکن نہیں - حضرت موسی کو فرعون جیسی شریر ہستی کو مخاطب کرنے کیلیے نصیحت کی کہ " رقولا لہ قولا لینا " بات میں کرنا تو نہایت نرمی سے کرنا - خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا : " فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ' و لو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک " اور یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ اس نے اپنا نرم دل اور صاحب رافت و شفقت بنایا' اور اگر کہیں طبیعت

میں سختي اور غلظت ہوتي تو لوگ کبھي پاس نہ آتے - پھر عام طور پر کہا :

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

اللہ کي راہ کي طرف دعوت دو تو اسطرح ' کہ حکمت وموعظۃ کے ساتھ ' سختي و جنگ و جدل کي حالت نہو-

خاص یہود و نصارا کي نسبت کہا :

ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتي ھي احسن

یہود و نصارا سے جب کبھي مجادلہ کرو تو بہتر اور احسن طریقے سے -

عام طور پر مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنے اندر نرمي و محبت ' آشتي و رافت پیدا کریں - حتي کہ فرمایا :

وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا ' واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما - (۲۰ : ۶۵)

رحمان کے نیک اور سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر نہایت فروتني کے ساتھ چلتے ہیں ' اور جب جاہل انسے جہالت کي باتیں کرتے ہیں تو سختي و تشدد کي جگہ ' صرف سلام کرکے الگ ہو جاتے ہیں -

یہ تو عام اور اصلي احکام ہیں ' لیکن سوال یہ ہے کہ ہم تو قوموں کے ساتھ نرمي و محبت کرتے ہیں ' لیکن قومیں ہم سے تنگ دلي برتتي ہیں - ہم محبت دیلیے طیار ہیں ' مگر وہ محض اسلیے کہ ہم خداے واحد کے پرستار ' اور دین الہي کے پیرو ہیں ' عداوت و دشمني ' ظلم و تعدي ' قساوت و بے رحمي ' اور خوں ریزي و بربادي کا ہمیں مستحق سمجھتي ہیں - وہ ہم پر حملہ کرتي ہیں ' ہم کو دین حق کے قیام سے روکتي ہیں ' ہمارے شہروں پر چڑھ آتي ہیں ' ہمارے مساجد پر قبضہ کرنا چاہتي ہیں ' ہمارے تخت حکومت کو الٹ دینا چاہتي ہیں ' ہماري عورتوں کي عصمت پر حملہ آور ہوتي ہیں ' اور ہمکو ہماري آبادیوں اور زمینوں سے نکل جانے پر مجبور کرتي ہیں - پھر ایسي حالت میں کیا ہم اپنے تئیں متقي سے نہ بچائیں ؟ کیا حفظ نفس کا حق طبیعي ہمارے لیے نہیں ہے ؟ اور پھر کیا ہم دین مقدس کي بے حرمتي ' شعائر الہیہ کي بے ناموسي ' اور پیروان توحید کي مظلومي کا حس اپنے اندر نہ پیدا کریں ؟

جب کہ ایسي صورت پیش آجاے تو پھر آسي قرآن کا ' جس نے گذشتہ آیات میں احسان عام اور محبت عمومي کا حکم دیا تھا ' یہ حکم ہے :

انما ینھا کم اللہ عن الذین قاتلوکم في الدین وأخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ' ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون (۶۰ : ۸)

بیشک اللہ تعالے تم کو ان ظالم قوموں سے دوستي رکھنے کي اجازت نہیں دیتا جنھوں نے تمھارے ساتھ بغض اسلام کے ساتھ جنگ کي ہے ' اور تم کو تمھارے شہروں اور گھروں سے نکالا ہے ' اور جو شخص ایسے ظالموں سے دوستي رکھے گا تو اُس کا شمار بھي ظالموں ھي میں ہوگا -

اور پھر ایسے لوگوں کے ساتھ مقاتلہ کرنے کا حکم دیا کہ :

قاتلوا في سبیل اللہ الذین یقاتلونکم (۲ : ۱۸۷)

اللہ کیلیے اُن دشمنوں سے قتال کرو ' جنھوں نے تمھارے ساتھ قتال کیا ہے -

پہلے حکم دیا تھا کہ نرمي کرو ' مذھبي دعوت بھي دو تو آشتي و محبت سے - انحضرت (صلعم) کے اخلاق کرامہ اور رافت و شفقت کو اللہ کي رحمت فرمائي سے تعبیر کیا تھا ' لیکن اس حالت میں فرما دیا اپنے اندر سختي پیدا کرو کہ اب کفر کے مقابلے میں جسقدر تمھارے اندر سختي ہوگي ' اتنا ہي ثبوت ایمان ہے :

قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ' ولیجدوا فیکم غلظۃ -

اپنے آس پاس کے دشمنوں سے لڑو اور چاہیے کہ یہ تمھارے اندر سختي اور شدت محسوس کریں -

اور پھر اسي بنا پر اُن یہود و نصارا سے دوستي و محبت کے رسوم ادا کرنے کي قطعي ممانعت کردي ' جو مسلمانوں پر حملہ آور ہوے ہوں ' یا جنھوں نے اسلام کے خلاف کسي جارحانہ سازش میں حصہ لیا ہو ' اور جو شخص انسے اس قسم کے تعلقات رکھے ' اسکے لیے نہایت شدید وعید نازل کي :

یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاری اولیاء بعضھم اولیاء بعض ' ومن یتولھم منکم ' فانہ منھم (۵ : ۵۴)

مسلمانو ! اُن یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ جو مسلمانوں کي مخالفت کي سازش میں باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور پھر جو ایسا کریگا تو یقین رکھے کہ اسکا شمار بھي اُنھي میں ہوگا -

غور کرو ! کیسي سخت و عید اُن لوگوں کیلیے فرمائي ' جو اُن عیسائیوں سے رسم و راہ دوستي اختیار کریں ' جنھوں نے مسلمانوں سے مقاتلہ کیا ہے ؟ فرمایا کہ ایسے لوگوں کا شمار بھي انھي عیسائیوں کے ساتھ ہوگا ! فنعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا -

اور متعدد مقامات میں عام طور پر تمام دشمنان حق و اسلام کي نسبت فرمایا ' مثلاً :

لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ' ومن یفعل ذلک ' فلیس من اللہ في شي (۳ : ۲۷)

مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے برادران دیني کو چھوڑ کر کفار کو اپنا دوست نہ بنالیں - اور جو ایسا کریگا تو پھر اس سے اور خدا سے کچھ سروکار نہیں -

پھر سورۂ (نساء) میں فرمایا :

یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المومنین (۴ : ۱۴۳)

مسلمانو ! مسلمانوں کو چھوڑ کر ان کفار کو اپنا دوست نہ بناؤ ' جنھوں نے تمھارے خلاف تلوار اٹھائي ہے -

اتنا ہي نہیں ' بلکہ اُن تمام لوگوں کیلیے جو دین الہي کي کسي نہج پر بھي مخالفت کرتے ہوں ' یا شعائر الہیہ کي تضحیک و تمسخر جذبا شیوہ ہو ' اور یا احکام اسلامي کي ہنسي اڑاتے ہوں (جیسا کہ آجکل خود ملاحدۂ مسلمین اور متفرنجین مارقین و مفسدین کا شیوہ ہے) یہ حکم صاف سورہ (مائدہ) میں نازل فرمایا :

یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزواً ولعبا (۵ : ۶۰) واذا نادیتم الی الصلوۃ ' اتخذوھا ھزواً ولعبا (۵ : ۶۳)

مسلمانو ! اُن لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ جو تمھارے دین کے ساتھ ہنسي اور تمسخر کرتے ہیں اور گویا اسے ایک کھیل سا بنا لیا ہے - جب تم نماز کیلیے اذان دیتے ہو تو یہ نماز کا تمسخر اڑاتا شروع کردیتے ہیں -

اب آپ سمجھ گئے ہونگے کہ اس بارے میں اصلي طور پر اسلام کي تعلیم کیا ہے ؟ پس یقین کیجیے کہ آج جن لوگوں نے اسلامي آبادیوں پر حملے کیے ہیں ' لاکھوں مسلمانوں کو انکے گھروں سے نکالا ہے ' عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کردیا ہے ' اور تخت اسلام کو اوراق دینے کیلیے اپنے تمام قواے شیطانیہ کو کام میں لا رہے ہیں ' اور پھر آور جن قوموں اور حکومتوں نے انکي کسي صورت میں بھي اعانت کي ہے ' یا اس برخلاف اسلام سازش میں شرکت ہے ' وہ سب بموجب ان نصوص قرآنیہ اور احکام شریعۂ حقۂ اسلامیہ کے ' ایک لمحہ ' اور ایک دقیقے کیلیے بھي اسکے مستحق نہیں کہ ہم انکے ساتھ رسم و راہ دوستي اور طریق مودت و رلایت کو کام میں لائیں ' یا انکے ساتھ

نرمی و محبت اور شفقت و رافت کا سلوک کریں - اور اگر ایسی ' تو پھر اللہ ' اسکے ملائکہ مقربین ' اور رسل مبشرین و منذرین کی نظروں میں ہمارا شمار بھی انہی دشمنان خدا کے ساتھ ہے -

جب اس درجے میں تعلیم اسلامی کا یہ حال ہے ' تو پھر آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ان میں سے ایک خبیث ترین رکن اتحاد مسیحی ' اور ملعون ترین مجاهد صلیب پرستی ' یعنی شاہ یونان معذول — مثل ہونے پر ہمارے لیے عین ایام جنگ میں صف تعزیت بچھانا ' اور مسیحی علائم میں برادرانہ و عزیزانہ شرکت دکھلانے کیا حکم ہو سکتا ہے ؟ و من یتولہم منکم ' فانہ منہم ' ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین -

شاہ یونان ' وہ شخص تھا ' جسکے اقدام سب سے پہلے صلیب کے شیطان لعین نے حامل ارکے صداے جہاد دی تھی ' اور آغاز جنگ ہی میں اس جنگ کو اسلام کے برخلاف جنگ مقدس قرار دیا تھا - پس میں تو ایک سیدھا سادھا مسلمان ہوں ' اپنے دلی اعتقاد کے اخفا پر قادر نہیں ' میں تو صاف صاف کہتا ہوں کہ اس شریر انسان کے قتل کے واقعہ پر میرے دل اسکے سوا اور کچھ نہیں دیسکتی کہ اسکے حامیوں اور شریکوں پر ' اور اسکی فوج و سامان لشکر پر ' اللہ کی ' اسکے ملائکہ کی ' اور چالیس کروڑ پیروان دین الہی کی لعنت اور پھٹکار ہو ' اور ہر نفس پر جو اسکے نقش قدم پر چلے ' اور اسلام کے برخلاف صلیبی جہاد کا اعلان کرے یا در پردہ اسکے ساتھ سانز رکھتا ہو - اولئک یلعنہم اللہ ' ویلعنہم لاعنون (۲ : ۱۵۹)

اولئک ماواہم ' جہنم ' وبئس المصیر (۳ : ۱۲۰)

یہ ہیں جنکا آخری ٹھکانا دوزخ ہے ' اور وہاں سے پھر نکلنے کی انکے لیے کوئی راہ نہیں -

---

ہفتۂ جنگ

سقوطری کی آبادی قریبا ۱۵ - ہزار ہے - باشندے نسبتاً البانی اور مذہباً رومن کیتھولک عیسائی ہیں -

جبل اسود کی یہ کوشش تھی کہ جسطرح ممکن ہو سقوطری کو ملحق کرلیا جائے ' لیکن آسٹریا کا اصرار تھا کہ وہ ہر حالت میں البانیا کی خود مختار ریاست کا جزو قرار دیا جائے - آسٹریا کے اصرار کی پشت پر ایک خوفناک موج تھی ' اور خوف تھا کہ اگر اسکی فرمایش پوری نہ کی گئی ' تو وہ قطرفداری کی نیام سے تلوار باہر کھینچ کر ' میدان کارزار میں اتر آئے گی - پھر اگر اسٹریا میدان میں آگیا تو اسکے مقابلے کے لیے روس بھی اترتا ' اور اگر روس اترا ' تو جیسا کہ جرمنی کے ذمہ دار اخبار نے (رئشتاگ) میں بار بار کہا ہے ' وہ بھی اپنے حلیف کی مساعدت سے خاموش نہیں بیٹھ سکتا ' اور جرمنی اترا تو فرانس بھی اتریگا اور اسطرح (بقول بسمارک) کرہ آتش فشاں بلقان کی ایک چنگاری تمام یورپ کو جلا دیگی -

یورپ کی ملکی اور تجارتی تمام تر مسئلہ مشرقیہ پر موقوف ہے - اور مسئلہ مشرقیہ کا حل باہمی اتفاق و اعتماد یورپ پر - انگلستان جسکی شاہنشاہی کا مدار ہندوستان پر ہے ' اس اتفاق کے لیے نہایت مضطرب تھا ' کیونکہ مسئلۂ مصر اور خلیج فارس کا حل (جسکا براہ راست ہندوستان پر بڑا اثر پڑتا ہے) مسئلۂ مشرقیہ ہی کے حل پر موقوف ہے -

اسلیے انگلستان نے " منقسمہ یورپ " کی شیرازہ بندی کی کوشش کرکے ' ایک اتحادی سازش کی ' اور لندن میں سفراء دول کی ایک مؤتمر (کانفرنس) بلائی گئی - اس کے سامنے دیگر نزاع انگیز مسائل کے علاوہ ' حدود البانیا کا مسئلہ بھی پیش کیا گیا تھا -

اس مؤتمر نے ۳۱ - مارچ کو یہ فیصلہ کیا کہ سقوطری البانیا کے ساتھ شامل رہے اور جبل اسود مؤتمر السفراء کے اس فیصلہ کو مانے ' ورنہ تامل ایک مظاہرۂ بحریہ کیا جائے -

شرکاء مظاہرہ اسوقت تک متعین نہیں ہوے تھے - خیال کیا جاتا تھا کہ روس ' فرانس ' اور انگلستان شریک مظاہرہ نہ ہونگے -

۵ - اپریل کو رائٹر نے یہ تار شائع کیا تھا کہ اگر مظاہرہ ناکامیاب ہوا اور سقوطری ساقط ہوگیا تو آسٹریا ۱۵ - پونڈی برٹانیکیہ لیکے سٹفنیچی (دارالسلطنت جبل اسود) پر حملہ کردیگی -

۶ - اپریل کو مؤتمر کے فیصلہ کی اطلاع جبل اسود کو دی گئی ' جسکے جواب میں کہا گیا کہ یہ مظاہرہ اصول ذ طرفداری کے خلاف ہے - ۹ - اپریل کو رائٹر نے یہ خبر شائع کی :

" اگر دول نے جبل اسود کے مقابلہ میں طاقت کو کام فرمایا تو وہ اپنی خود مختاری سے دستکش ہوکے سرویا میں مدغم ہوجائیگا "

۱۰ - کو ناگہ بلغاری شروع ہوگئی - باستثناء روس ' تمام دول یورپ شریک ہیں - روس کے محکمۂ جنگ نے ایک اعلان شائع کیا ہے ' جسمیں ظاہر کیا ہے کہ روس کے لیے نا ممکن ہے کہ ان تدابیر کی مخالفت کرے ' جن کو دول اپنے فیصلے کے لیے ضروری سمجھتی ہیں - اس اعلان میں جبل اسود کو مشورہ بھی دیا گیا ہے کہ اپنے اصرار سے باز آجائے - ۱۱ - کو ناگہ بندرگاہ نے ایک شاہی کشتی کو گرفتار کیا ' جو تین کشتیوں کی حفاظت میں جارہی تھی -

۱۲ - کو رائٹر تار دیتا ہے کہ سٹنجے کے ایک سرکاری تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جبل اسود سقوطری کے معاوضے کے مسئلے پر غور کرنے کے لیے تیار ہے - کل کا تار ہے کہ ایک سرکاری اعلان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ جبل اسود سر تسلیم خم کردیگا ' مگر خون کی ندیوں کے بہنے کے بعد - مگر بظاہر آخری حالت امید نہیں -

---

صلح

رائٹر کی خبروں کا خلاصہ حسب ذیل ہے :

دولت عثمانیہ نے شرائط مداخلت منظور کرلیے ہیں - دول کی یاد داشت کے جواب میں بلغاریا نے سارس سے ایڈیا نوپل تک کے بدلے ' انیوس سے لیکے میدیا تک سرحد تجویز کی ہے - جواب الجواب میں دول نے اس تقسیم کو منظور کیا ' مگر جزائر ایجین کو وہ اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہیں اور تاوان و قرض کے مسئلے کو اس کمیشن کے ہاتھ میں ' جو پیرس میں بیٹھیگا - ۱۰ - دن کیلیے حلفاء بلقان اور دولت عثمانیہ میں ہنگامی صلح طے ہوئی ہے -

ہمیں اس خبر کی صحت میں تامل ہے -

اتحاد بلقان

سلانیک پر قبضے کے لیے بلغاری اور یونانی ' دونوں اپنی اپنی جگہ پر فوجی تیاریاں کر رہے ہیں ' اور عجب نہیں کہ مقدونیہ کے لیے بھی سرویا اور بلغاریا تیاریاں شروع کردیں - ڈاکٹر ڈیناف نے ۱۱ - کو بلغاری وکلا کو مخاطب کرکے ہوے ' اس خوف کی طرف اشارہ کیا ' جو بلغاریا و دیگر حلفاء کے آئندہ تعلقات کے باب میں پیدا ہوگیا ہے - ڈاکٹر ڈیناف نے کہا کہ اپنے حق سے کم پر بلغاریا کبھی راضی نہ ہوئی -

ڈاکٹر ڈیناف نے ایک تقریر میں بیان کیا ہے کہ سرویا و بلغاریا عہد نامہ بالکل صاف ہے - اختلاف کی صورت میں زار روس حکم ہوتا - لیکن یونانی اور بلغاری عہد نامہ نہایت عجلت میں تیار ہوا تھا - اسمیں تقسیم کی بابت کوئی دفعہ نہیں ہے - تمام سرحد کا فیصلہ فوج کی تعداد اور نقصانات جنگ کے اعتبار سے ہوگا -

مراسلا

صدا بہ صحرا

بعض ایک خط

منجانب کمال الدین ایڈیٹر مسلم اینڈ اسلامک ریویو

بخدمت

ممبران اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ منعقدہ لکھنؤ

— * —

برادران اسلام - السلام علیکم ورحمة الله و برکاته - چند ماہ ہوے جب میں ہندوستان سے چلا - میرے اس سفر سے میری اغراض سفر کے متعلق بہت سے بیوجہ قیاسات بعض اصحاب کے دلوں میں پیدا کردیے - بہر حال میں کسی دنیوی مفاد کے لیے یہاں نہیں آیا تھا -

اشاعت وتبلیغ اسلام میری زندگی کا ایک اعلی مقصد رہا ہے - اسی خیال نے مجھے ہندوستان میں جب تک میں وہاں رہا بیقرار رکھا ' اور اس دنیا کی طرف میرے آجانے کا بڑا بھاری باعث بھی یہی تھا - میں یہاں آن رسائل و اسباب کو دریافت کرنے کے لیے آیا تھا جو اسلام اور علوم اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں یہاں استعمال ہو سکتے ہیں - لیکن میرے یہاں کے قیام نے مجھ پر بعض ایسے اور امور کا انکشاف کیا جو مجھے پہلے معلوم نہ تھے اور میرا گمان ہے کہ شاید آپ میں سے بھی اکثر کو وہ باتیں معلوم نہونگی - آج آپ اپنی آیندہ بہتری اور قومی بہبودی کے رسائل سوچنے اور انپر غور کرنے کے لیے جمع ہوے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اس موقعہ سے فائدہ اٹھاکر آپ کی توجہ اور غور کو ان حالات کی طرف منعطف نہ کروں جو مجھ پر یہاں آکر کھلے ہیں ' تو میں ایک قیمتی موقعہ کو گویا ہاتھ سے گنواتا ہوں -

اسلامی سلطنتوں کی قطع برید کرنا اور پھر آخر کار اُن کا خاتمہ کردینا ہی اس وقت بعض کے زیر نظر نہیں ' بلکہ روے زمین سے ہمیں بحیثیت قوم مسلم مٹادینا نصب العین ہو رہا ہے - موروں (مسلموں) کا جو حشر اندلس میں ہوا ' وہ ہر جگہ ہمارے انتظار میں ہے اور ہمارا نسیاً منسیا ہونا اب وقت کا سوال ہے -

بد قسمتی سے ہر جگہ یورپ کی عالمگیر خواہش اقتدار و تحکم کی روک ہم مسلمان ہی ہوے ہیں ' ہم ہی نے ہر جگہ عیسائیت کو بحیثیت مذہب مغلوب کیا ہے ' لہذا اگر بعض کلیسیا اور بعض ڈپلومیٹک حلقوں میں ہماری ہستی پسند نہیں کیجاتی ' تو یہ کوئی حیرت افزا بات نہ تھی ' لیکن اب تو اور رجوع کر چوز کر مجھ ہمدردی انسانی کے متقاضی مغربی بلاد میں بظاہر یہی سمجھا گیا ہے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو - ہمارا خاتمہ کردیا جاوے -

برادران ! اس سے آپ حیران نہ ہوں کہ مغربی دنیا نے ہمارے متعلق یہ راے کیوں قائم کرلی ؟ اس کے اسباب دریافت کرنا کوئی معمال امر نہیں - یورپ نے اسلام اور مسلم کا جو مفہوم سمجھ رکھا ہے ' اگر وہ صحیح اور درست بُنیاد پر ہے ' تو پھر میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ کیوں ایک دل کا صاف انسان ' جس کو کچھ بھی ہمدردی بنی نوع ہے ' یورپ کی اس کام میں مدد نہ کرے جس کی غرض یہ ہے کہ **اسلام کو اب دنیا سے مٹا دیا جاے**

لیکن اگر یہ امور یورپ میں عمداً غلط بیانیوں اور کسی کو ارادتاً بدنام کرنے کے ارادہ نے پیدا کر رکھے ہیں ' تو پھر عام طور پر اہل یورپ کا کیا قصور ہے ؟ اور ایسا ہی اس سے بھی کوئی فائدہ مترتب نہ ہوگا کہ ہم ان غلط بھائی کرنیوالوں اور اپنے بدنام کنندگان کا احتساب کریں - میرے نزدیک بہترین علاج یہ ہے کہ ہم یورپ کے مطلع سے اس جہالت کے بادل کو ہٹادیں ' جو اس وقت یورپ پر محیط ہو کر اہل یورپ کو اسلامی محاسن دیکھنے کے ناقابل بنا رہا ہے -

تعداد از دواج ' غلامی ' جزیہ ' جہاد ' صرف یہی مسائل نہیں جن کی غلط تعبیر و کروزانہ نفرت اور تاخق کے غصہ کو یہاں بھڑکا رہی ہے ' بلکہ اب تو ہر ایک اسلامی شعار زیر عتاب ہو رہا ہے اور نا قابل اصلاح سمجھا گیا ہے - ہمارے اصول الہیات ہوں یا ہمارا فلسفہ اخلاق ' ہمارا تمدن ہو یا ہمارا اقتصاد ' ہمارے خانگی امور ہوں یا مجلسی امور ' الغرض ہمارا ہر امر بھیانک اور رحشیانہ سا نظر آ رہا ہے - ہمارا مفہوم الوہیت مزیل شان باری تعالی ' اور ہمارا اندازہ انسانی انسانیت پر حملہ خیال کیا گیا ہے - نہ تو ہم فرقہ اثبات کی نیک فطرت و عصمت پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہمیں فرقہ ذکور کی قدر انزالی اناث پر بھروسہ ہے - کہا جاتا ہے کہ ہم حسد و رقابت سے مغلوب ہوچکے ہیں اور اسی لیے ہم نے بنی نوع کو اُس خوشی سے محروم کر رکھا ہے جو عورت اور مردوں کے خصوصاً بال وغیرہ میں خلاملا اور بے تکلف ملنے جلنے سے پیدا ہوتی ہے - ہم تو حقیقی خوبصورتی اور علو شان کی طرف سے بھی بالکل اندھے ہیں چنانچہ ہم پسند نہیں کرتے کہ ہم اپنی مستورات کے دل لبھانے والے محاسن اور ان کی خوبصورتی کا کسی غیر کو قدردان ہونے دیں ' حالانکہ یہ حسن و خوبی اور عورتوں کو نہ صرف ہماری ہی بلکہ دنیا کی عام مسرت اور خوشی بڑھانے کے لئے ید قدرت نے عطا فرمائی تھی ' اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہم نے مخلوق کے نصف بہترین حصہ یعنے عورتوں کو چار دیواری میں بند کردیا ہے اور جو کچھ اُن میں خیر و خوبی تھی اس طرح اس کا قلعہ قمع کردیا ہے - ہمارے اصول اخلاق بھی عجب بےآہنگی اور بے جوڑ ترکیب اپنے اندر رکھتے ہیں - ایک رہبانیت ہے تو کہیں عیش پرستی - یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسلام جذبات بہیمیہ کو تو ضرور مشتعل کرتا ہے لیکن حلیم جذبات کے نمو کیلئے اسمیں کوئی جگہ نہیں - اس سے مذہبی خبط بھڑکتا ہے اور اسلام عقل اور جس مشترک کا خون کرتا ہے - یہی وجہ ہے کہ مسلم زور بازو سے فتوحات بھی کرلیتا ہے اور تلوار کے زور سے مفتوحہ علاقوں پر قبضہ بھی رکھ لیتا ہے لیکن مفتوحہ اقوام پر عمدہ حکومت کرنا اسلام کا کام نہیں - القصہ جہالت ' تنگدلی ' تند مزاجی ' درندگی ' عیش پسندی ' نواجی حسالات سے نا مناسبت اور نہ معلوم اور کس قدر نفرت انگیز اسی طرح کی باتیں مغربی لوگوں نے ہمارے سر تھوپ رکھی ہیں اور جنکے ذریعہ پادری اپنے نرم الفاظ کے لفافہ میں ' اور بین الاقوامی سفرا اپنے طنز آمیز اشارات میں ہمارے خاص " محاسن " بیان کیا کرتے ہیں - یہ تو ضرور کہا جاتا ہے کہ اسلام پر بھی دن آچکے ہیں - اسلام نے بھی بنی نوع کی



داعی اسلام :
جناب خواجہ کمال الدین صاحب
بی - اے - سکریٹری انجمن

اس حد تک تو ضرور خدمت کی ہے کہ وحشی اقوام کی اصلاح کی ہے - اسلام اب بھی مغربی تہذیب اور مغربی مذہب کا راستہ صاف کرنے میں بعض جگہ کام آسکتا ہے - مثلاً وسط افریقہ میں - لیکن جہاں اب تھوڑا تہذیب و ترقی ہوچکی ہے - وہاں اسلام (اپنے سے بہتر چیز کے لیے جگہ خالی کردینی چاہیے -

یہ مختصر سا خلاصہ ان امور کا ہے' جو اخبارات' میعادی رسائل' کتب' تھیٹر' تماشہ گاہ' تصاویر متحرک' اور عام گفتگو کے ذریعہ مجھ پر اپنے تعاق اور اپنے مذہب کے متعلق صرف چھ ماہ کی میعاد میں منکشف ہوے - حالانکہ گذشتہ بیس سال سے مذہب ہی میرے زیر مطالعہ رہا لیکن یہ باتیں بیس سال میں مجھ پر اپنے اور اپنے مذہب کے متعاق منکشف نہ آئیں' اور آج بھی کس طرح' جبکہ یہ سب کی سب باتیں دروغ' افترا' اور نہایت ہی بیجا غلط بیانی ہے - اس میں شک نہیں کہ ابتدا میں یہ امور بعض دشمنان اسلام کے عمداً یہاں پیدا کردینے - لیکن اب تو یورپ میں لکھوانا کا بھی یقین ہے اور انگلستان کا اسمیں کوئی استثنا نہیں - لہذا یہ اسی غلط یقین اور غلط محاکمہ کی بنیاد پر ہے کہ یورپین اقوام ہمارے مخالف طبع بعض باتیں سوچا کرتی ہیں اور ایسا کرنے میں وہ اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتی ہیں - وہ اپنے غلط خیال و محاکمہ میں بنی نوع کی بہبودی چاہتے ہیں اور اس کے مذہبی پیرو ہم اور قرآن مزا پسند کرتے ہیں - ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم نے نصف دنیا کو خراب کر رکھا ہے اور اسلئے یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ بقیہ نصف اور ہمارے مضر اثر سے بچا لیا جاوے - لہذا یہ کوئی حیرت انگیز امر اب نہ سمجھیں' جیسا کہ میں نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ امریکہ میں ریاستہاے متحدہ بذریعہ قانون مسلمانوں کا سرزمین امریکہ میں روکنے کا ارادہ رکھتی ہیں - ایسا ہی یہ امر بھی کچھ عجیب نہیں اگر یورپ' جو اس وقت خود بخود ہی خیر خواہی خلق اللہ کا محافظ بن بیٹھا ہے' اسلامی سلطنتوں کو خاک میں ملانے کی تجاویز میں ہے - ممکن ہے کہ اسلامی سلطنتوں کی تقسیم یورپ نے اپنے درباروں میں مدت سے روا رکھی ہو - مگر وہ تقسیم اب گذشتہ دس سالوں کے اندر اندر معرض عمل میں آرہی ہے - جب ان کے نزدیک اسلام بھی نوع کے لئے لعنت کا حکم رکھتا ہے تو پھر جتنی جلدی یہ دور ہو' انتہائی اچھا ہے - یہی تو وجہ بظاہر نظر آتی ہے کہ یورپ بالمثل خاموش رہا اور سرد مہرانہ بے اعتدائی سے ان وحشیانہ مظالم اور خلاف انسانیت ظالمانہ حرکات کو دیکھتا رہا' جو ہزاروں ایسے مسلمانوں کی موت کا باعث ہوے جو ہرگز شامل جنگ نہ تھے - نہ ہیں' مقدونیہ اور البانیہ میں تمام اصول انسانیت و شرافت بالجزم اور مانتی لیگن ان وحشیوں کے پاؤں تلے روندے گئے - تمام قوانین و ضوابط جو جنگ کو نفرس کے بدلنے' وہ جنگ بلقان و طرابلس میں توڑدیے گئے - لیکن یورپ پر اس کا اثر نہ ہوا - چہ جائیکہ ان عدیم المثال مظالم سے کوئی خفیف سا افسوس و رنج ہی اہل یورپ کو ہوتا - بلکہ ان پر پردہ ڈالنے اور ان کو خفیف کرنے کی کوشش کی گئی اور ان کی تشریحات کی گئیں - ذیل کی چٹھی سے' جو اتفاقاً آج ہی یہاں کے اخبار ڈیلی نیوز میں شائع ہوئی جس میں میں یہ خط لکھ رہا ہوں' معلوم ہوجائیگا کہ کس طرح لکھور کہا متدین انسانوں سے حقیقی واقعات چھپا کر' ان مظالم کے متعلق محاکمہ کرنے میں ان کو گمراہ کیا جاتا ہے :

قتل عام مقدونیہ

جناب - ہم میں سے بعض اپنے عیسائی بھائیوں کے خلاف الزام یقین کرنے کے کیسے حریص ہیں' لیکن الزامات خواہ کیسے ہی خطرناک ہیں' اگر سچ بھی ہوں تو بھی ایک ترک کو اس کے خلاف شکایت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں - کیونکہ یہ تو اس کے اپنے ہی ہاتھ کا بویا ہوا پھل ہے جو آج کاٹنا پڑا - جو خطرناک نقشہ سنہ ۱۸۹۶ ع کے قتل عام آرمینیا کا ایک چشم دید جہازی نے مجھ سے بیان کیا تھا' اس کا اثر اس وقت تک میرے دماغ پر ہے - اگر عیسائی باقاعدہ افواج نے ایسے افعال کئے ہیں جو ایک عیسائی کے شایان نہ تھے تو یہ تو اس تعلیم کا نتیجہ ہے جو صدیوں سے مسلمانوں نے ان کو دی ہے اور یہ ایک مزید وجہ ہے کہ مسلمانوں کی حکومت کو اب مٹادیا جائے - ایک ظلم رسیدہ قوم یا تو غریب آرمینیوں کی طرح بزدل ہوجائیگی یا اہل کریٹ کی طرح تند خو ہوجائیگی - مسلمانوں نے ہر جگہ مصر اور ہندوستان میں عیسائی حکومت سے فائدہ اٹھایا لیکن عیسائیوں کی حالت تو کہیں بھی اسلامی حکومت کے ماتحت درست نہ ہوئی - اگر یہ الزامات صحیح ہیں تو بیشک یہ ایک نہایت ہی دردناک مثال ہیں -

سیسٹ مارکس ونٹر — لا ہینیبل لوئیس

وائٹ چیپل — ۱۳ فروری سنہ ۱۹۱۳ ع

اسمیں شک نہیں کہ انگلستان کو جو مراعات ہماری ہیں' ان کی وجہ سے وہ بیشک اب تک الگ رہا ہے' لیکن مجھے خطرہ ہے کہ ہماری مبینہ پستی اور ہماری معکوسی فطرت کو کچھ ایسی ناقابل اصلاح سمجھی گئی ہے کہ شاید انگلینڈ اب ایسے کمزور کا ساتھ نہ دے - ابھی ابھی اس کی پشتینی دوستی مبدل بغیر جانب داری ہوچکی ہے اور یہ غیر جانب داری بھی ممکن ہے قائم رہے یا نہ رہے -

برادران! جسمانی طور پر تو میں آپ سے بہت دور ہوں لیکن میرا دل آپ کے ساتھ ہے - میری یہ چٹھی جس تکلیف کا باعث ہوگی اس کی اذیت اور اہمیت کو میں یہاں بیٹھا محسوس کر رہا ہوں' لیکن آپ صبر سے کام لیں اور نہایت تہذیب دل کے ساتھ ان تجاویز پر غور کریں' جن سے اس مصیبت کا علاج ہو - ہمارے متعلق یورپ نے جو محاکمہ اور قیاس کیا ہے اگر وہ درست ہے' تو پھر شکوہ و شکایت ہی کیا - اگر ہمارے دین لوگوں کے اب تک چہروں میں تو پھر ہم اس بات کے ہی مستحق ہیں' یعنی اگر یورپ دریاے جہالت میں غرق ہے اور ہمارے متعلق عمداً افترا اور غلط بیانی کا شکار ہو رہا ہے تو پھر ہمارا فرض ہے کہ ہم یورپ کو اس غلطی سے نکالیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آزادی اور حریت کی جس سرزمین میں بیٹھا ہوں اس میں کبھی ایسے انسان نکلیں گے - زیادہ توضیح کے لئے میں آپ کو آج سے پچیس سال پہلے کے دن یاد دلاتا ہوں جبکہ انگلستان ٹرکی کا رفیق تھا - اس وقت ہم انگلستان کی مدد پر حصر کرتے تھے -

اگر گلیڈسٹن کی متعصب مسیحی نظرت اسلام کو نہ دیکھ سکتی تھی' اور وہ بھی چاہتا تھا کہ ترک بیک بینی و دوگوش یورپ سے نکال جاویں تو حرج نہ تھا - اس کے برخلاف یہاں ایک زبردست عام راے بھی تھی جس کا گلیڈسٹن کو مقابلہ کرنا تھا - چنانچہ وہ دنیا سے رخصت ہوگیا' لیکن اس آزرو کو سانھ ہی لے مرا - انگلستان کی محبت عثمانیہ کو نفرت عثمانیہ سے

بدل دینا ایک بڑا بھاری کام تھا - چنانچہ اس کمیٹہ اور گذشتہ کام کو سرانجام دینے کے لیے بدگر' مفتری' جھوٹ بولنے والوں کی ایک نسل پیدا ہوگئی - ترکوں کے برخلاف بلحاظ قوم تو کیا کہا جاسکتا تھا ' اس لیے ہر ایک قابل نفرت امر اسلام کے سر تھوپا گیا - کیونکہ یہ ترکوں کا مذہب تھا ' اور اس مذہب کو جو دنیا میں امن' روشنی' اور تہذیب لایا ' اور جس کی تعلیم نے کل تہذیب جدیدہ کے بنیادی اصول تعلیم کیے ' اس مذہب کو تاریک سے تاریک رنگوں میں ظاہر کیا گیا جس کا نتیجہ موجودہ حالات ہوگئے -

خدا تعالی کی مصلحت نے ہمیں برطانوی سلطنت کے زیر سایہ رکھا ہے اور کئی طریق پر یہ سلطنت ہمارے لئے مفید بھی ہوئی ہے - اب بھی انگریزی قوم انصاف و نصفت شعاری کی حامی ہے - اب بھی کمزور کا ساتھ دینا اس قوم کا شعار ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ اگر عمدہ رہنمائی سے با ضابطہ روشنی کی گئی اور ہم نے اپنے معاملات سے یہاں کے لوگوں کو اطلاع دی تو یقیناً یہاں پالیسی بدل سکتی ہے - علاوہ ازیں "جان بل" اپنے معاملہ کو خوب سمجھتا ہے اور کسی کے لیے اپنے معاملہ کو نہیں بگاڑ سکتا -

جن لوگوں نے ہمارے خلاف یہ صورت حال پیدا کر رکھی ہے وہ بھی بڑے ہوشیار ہیں' وہ بھی روشنی میں لگے ہی رہتے ہیں کہ یہاں کے متدین لوگوں کو ہمارے معاملات اصلی حالت میں نظر نہ آویں - وہ جانتے ہیں کہ مسلمانان ہند کی متفقہ آواز اگر یہاں پہنچ گئی تو یہاں کے خیالات اور رائے کے بدلنے کے لئے کافی ہوگی - اسلیے ہمارے حالات اور کاروبار کو اُلٹے طور پر یا نہایت ہی خفیف کرکے بیان کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے - مثال کے طور پر میں آس دلچسپی کا ذکر کرتا ہوں جو آج کل ہمیں معاملات ٹرکی سے ہے - وہاں سلطنت کے بڑے بڑے شہروں میں آپ عظیم الشان وقیع جلسے کر رہے ہیں ' جن کی اہمیت نے اعلی افسران سلطنت تک کو آپ کا ہمدرد بنا رکھا ہے - لیکن یہاں کا اخبار پنچ سال گزشتہ اپنے ناظرین کی آنکھوں میں خاک ڈالتا ہے ' جب وہ اپنی ۳۱ - کی اشاعت میں بیان کرتا ہے کہ کلکتہ' لاہور' یا دیگر مقامات کے اسلامی جلسے جو بلقانی جنگ کے متعلق برطانوی طریق عمل پر ہو رہے ہیں ' چنداں قابل التفات نہیں - کیونکہ نوجوان ٹرکوں کی طرح یہ جلسے بھی چند نوجوان مسلمانوں کی شورش سے ہیں - تمام مسلمان قوم تو اسوقت سخت تھراہٹ اور بے چینی میں ہے اور یہاں کنسرو یٹو جماعت کا یہ آرگن لوگوں کو یقین دلاتا ہے کہ ہم کو ٹرکی سے کوئی تعلق نہیں اور نہ مسلمانان ہند کو اس قدر انجام ٹرکی کے متعلق تشویش ہی ہے' بلکہ یہ تو انڈیا مسلم لیگ کے چند نوجوان ممبروں کی کارروائی ہے - جب ہماری حکمران قوم کی یہ بدقسمتی ہے کہ اُس میں ایسے نا قابل اعتبار وقائع نگار اور قوم میں رائے پیدا کرنے والے ایسے نا اہل انسان پیدا ہوگئے ہیں ' تو پھر اگر وہ کوئی غلطی کر گذرے تو اُس قوم کا کیا قصور ؟ یہ تو محکوم قوم کا پہلا فرض ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کو اپنے حالات سے صحیح اطلاع دینے کا مناسب انتظام کریں - ہمارے نوجوان وطن بھی بڑے ہی ہوشیار اور سمجھ دار ہیں - مدت سے انہوں نے اس راز کو سمجھ لیا ہے اور نہایت ہی اطمینان بخش اس کا علاج کرلیا - انہوں نے یہاں نہایت ہی نامعلوم لیکن نہایت ہی کارگر ذرائع پیدا کرلیے جن سے وہ اپنے مفید خیالات پیدا کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور اپنی پیش بینی کے ثمرات حاصل کر رہے ہیں -

برادران قوم ! آج آپ لکھنؤ میں اُن امور پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں جو بالکل آپ کے قریب پیش نظر ہیں - لیکن خدا را اپنے ہم وطن ہندو بھائیوں کی طرح الگ تھلگ کی چار دیواری میں اپنے اغراض و مفاد کو محدود نہ کرو - مسلم تو کل روئے زمین کا باشندہ ہے - اُس کا وطن تو کل دنیا ہے - وہ تو اواحمی حالات کا غلام نہیں *

برادران ! نہیں ایک دن خدا اور اس کے رسول کے سامنے حاضر ہونا ہے جس نے تم میں اپنا مقدس پیغام چار کناف عالم میں پہنچانے کیلیے ودیعت کیا ہے لیکن اب نصف دنیا کا دروازہ تم پر بند ہونے لگا ہے اور بقیہ نصف دنیا میں تمہارے دشمنوں نے تمہارے دن گن چھوڑے ہیں - ان حالات کے پیدا کرنے کا ذمہ دار ایک حد تک یورپ کا وہ شوق بھی ہے ' جس کے ماتحت وہ کل دنیا پر اپنی عظمت قائم کرنے کی فکر میں ہے - لیکن اس کا بڑا بھاری باعث وہ غلط رائے اور غلط مطالعہ' اور غلط مفہوم ہے - جو مغرب میں اسلام کے متعلق قائم ہوچکا ہے - یہ افترا اور بہتان جو ہم پر یہاں لگائے جاتے ہیں اچھے تو پادریوں کی مہربانی ہے اور اچھے ایک سخت گہری پولیٹیکل مصلحت کا نتیجہ ہے - بدگو مفتریوں کے نہ تھکنے والے قلم نے ہم کو زیادہ تر نقصان پہنچایا ہے - اب اگر ضرورت ہے ' تو اس کے مقابل ایسے ہی قلم کی ہے جو حمایت میں اُٹھے ! یاد رکھو اور خوب یاد رکھو یورپ کے آلات حرب تمہیں اس قدر خاک میں نہیں ملا رہے ہیں ' بلکہ یورپ کی تمولہ کردہ وہ عام رائے یہ کام کر رہی ہے جو ہمارے متعلق ہے اور جس نے یہ ایام بد ہمارے لیے پیدا کردیے ہیں - خدا نے چاہا تو ترک نواس مصیبت سے نکل ہی جاویں گے - لیکن ہمارا یہ حیثیت قوم روے زمین پر قائم رہنا اُس رائے اور مطالعہ کی تبدیلی پر منحصر ہے ' جو نہایت رذیل طریق پر ہمارے خلاف قائم ہو چکی ہے -

برادران ! یہ ایک بڑا بھاری مسئلہ آپ کے سامنے ہے اور آپ کی فوری اور آنی توجہ اور غور کا چاہتا ہے - میں تو یہاں عاجزانہ طریق پر اپنی مذہبی دھن میں آنکلا تھا اور دولت کمانا تو میرا مقصد ہی نہ تھا - میں تو خود اپنی روز افزوں چلتی وکالت کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں جسکے متعلق آپکا انتخاب کردہ پریسیڈنسی آفیسر اطلاع دیگا - لیکن مجھے یہاں آکر اپنے ارادہ کو کچھ بدلنا پڑا - میں اپنے نقصوں سے واقف ہوں اور یہ بڑا بھاری کام ہے جو میرے سامنے ہے اور اس کام کا حق آسی صورت میں ادا ہوسکتا ہے جب ہمدردانہ روشنی مل جل کر ہو - میں تو دل سے چاہتا ہوں کہ میری جگہ کوئی مجھسے بہتر اور زیادہ کامل انسان آئے - میرا دل چاہتا ہے کہ لندن میں اپنے روزانہ اور ہفتہ وار اخبار ہوں جو ہزاروں میں مفت تقسیم ہوں' روئے زمین پر ہوں' مصدقہ ہوں' روئے آبزرور ہوں' روئے ریویوز اور ریلیجنز' روئے زمیندار ہوں '

خدا آپ کے ساتھ ہو اور آپ کے دلوں میں وہ ضروری باتیں القا کرے جس سے آپ کے معاملات کل روئے زمین پر مضبوط و مستحکم ہوں -

ابوالکلام دہلوی بھائی
خواجہ کمال الدین } ۱۵۸ - فلیٹ اسٹریٹ - لندن

الہلال کی ایجنسی

— * —

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو بارجوہ ہفتہ وار ہونے کے * روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

احرار اسلام

ادبیات

جرات صداقت

صدقوں حضرت (عباس) بھی تھے شامل اُنمیں * کم سے کم یہ، کہ رسالت پہ نہ تھا اُن کو یقیں
(بدر) میں آئے لڑے، اور گرفتار ہوئے * بستہ تقدیر میں تھی خانۂ زنداں کی زمیں
قیدیوں نے لیے جو گھیرا ہوا تھا طیار * اتفاقات سے تھا خانۂ مسجد کے قریں
رات کو حضرت عباس کراہے اکثر * قید کرتے ہوئے اوروں نے جو مشکیں تھیں کسیں
دیر تک سرور عالم کو رہی ہے خواہی * کروٹیں لیتے تھے اور نیند نہ آتی تھی قریں
وجہ پوچھی جو صحابہ نے، تو یہ فرمایا: * "آتی ہے کان میں عباس کی آواز حزیں"
جب سنا یہ، تو وہیں کھول دیے ہات اُن کے * چین سے حضرت عباس نے راتیں کاٹیں

* * *

تھا انہی حضرت عباس کا پوتا (منصور)، * جو کہ ایوان خلافت میں ہوا تخت نشیں
ایک دن حکم دیا اُسنے کہ (اولاد رسول) * ایک جا جمع کیے جائیں، جو مل جائیں کہیں
پھر دیا حکم کہ ان سب کو پکڑ کر زنجیر * کہہ دو اِن سے کہ بنیں خانۂ زنداں کے مکیں

* * *

ایک دن سیر کو اس شان سے نکلا (منصور) * پا بزنجیر تھے سادات یسار اور یمیں
ساتھ ساتھ آتے تھے پیدل جگر و جان رسول * اور منصور تھا زیب حرم خانہ زیں

* * *

ایک نے مجمع سادات سے بڑھکر یہ کہا: * "گرچہ اس لطف کے مشکور ہیں ہم خاک نشیں
عمرو بدر میں لیکن جو کیا ہم نے سلوک * وہ تو کچھ اور تھا، ہے یاد بھی تمکو کہ نہیں؟"

(شبلی نعمانی)

غزل

مرا کہ یک دل و صد گونہ آرزو ہا ہست * شکیب و صبر چکویم کہ نیستم، یا ہست
دلم بہ ناز کشی لعل او ہمی لرزد * کہ بوسہ ہے ادب و شوق ہے محابا ہست
ز تاک عاطفت انداز خود چہ می ترسی * بیا کہ برلب من شکوہ ہائے بیجا ہست
حدیث خلد چو گویند با من مجلسیاں * گماں برم کہ مگر گوشۂ ز صحرا ہست
ز سینہ تا بسرِ دامنِ تو راہ دراز * ہنوز در ادب آموزی تقاضا ہست
بہ سعی جانے من اس مہاد کز عمرے * مدار زند کیم عہدہ ہائے فردا ہست
ہزار حیف کہ در ملک حسن نتواں یافت * بجز متاع جفائے کہ ہست و ہر جا ہست
بیا کہ ما و تو ہر دو برابر افتادیم * ہر آں قدر کہ وفا با تو نیست، با ما ہست
جفا کنی و بہ ایں خیرگی نمی ترسی * کہ روز داد نہ امروز نیست، فردا ہست
ہنوز نشۂ دوشینہ در دم باقی است * کہ درس گویم و بعنم ز جام و صہبا ہست

(شبلی نعمانی)

اختلال دولت عثمانیه

اور

مصائب اسلامی

حضرت مولانا - السلام علیکم - آجکل جو مصائب اسلامی دنیا پر حسب مشیت ایزدی نازل هو رهے هیں ' وہ اظہر من الشمس هیں - وہ مسلمان خوش قسمت هیں جو اخباری دنیا سے باهر رهتے هیں - جنکو اسوقت تک معلوم بهی نهیں که قسطنطنیه کهاں هے ؟ کهاں جنگ هو رهی هے ؟ اور فریقین جنگ کون هیں ؟ ایسے بیخبر مسلمانوں کی تعداد بهی کروروں سے کم نهیں ' مگر جو لوگ جانتے هیں که قسطنطنیه مرکز خلافت هے اور اسوقت صلیب پرستوں کی مظفر و منصور فوجیں اس اسلامی مرکز کے دروازہ تک پهر پهنچگئی هیں اور بزرگ شمشیر دروازہ توڑکر اندر داخل هونیکے لیے تیار هیں ' ایسے لوگوں کی تعداد بهی اسوقت کروروں سے کم نهیں - یہاں پرسوں پنجشنبه کے روز معلوم هوا که بلغاریوں نے ایڈرنا نوپل تسخیر کرلیا ' توحید وهاں سے رخصت هوئی اور نقابت کا دور دوره شروع هوگیا - میری زبان سے اسوقت یه اختیار یهی نکلا " یالیتنی مت قبل هذا " وکنت نسیاً منسیاً " اب بهر حال جنگ کا خاتمه هے - عارضی صلح کے خاتمه پر بلغاریوں نے جو دهمکی دی تهی اور جسکی وقعت همارے اسلامی نظرنمیں کیدز بهبکی سے زیاده نه تهی ' اسکی واقعات نے تصدیق کر دی -

اب میں اپنے چند خیالات جناب کی خدمت میں عرض کرنا چاهتا هوں - مجهے یقین هے که یهی خیالات اسوقت لاکهوں مسلمان دلوں میں موجود هونگے اور اگر آپ اپنی راے ان خیالات کے متعلق اپنے اخبار کے ذریعه سے ظاهر فرمائینگے تو خالی از فائده نهوگا -

جسوقت بلغاریوں نے فرق کلیسا پر صلیب کا جهنڈا نصب کیا اسیوقت مسٹر گلیڈسٹن کی آرزوکی تکمیل هوگئی ' یعنی خداوند واحد کے پرستاروں کا سرزمین یورپ سے نام ونشان مٹ گیا : اللهم مالک الملک توتی الملک من تشاؤ وتنزع الملک ممن تشاؤ !!

اب بهلا اس صلیبی سیلاب کو کون روک سکتا هے ؟ خدا کے لیے تر بلاشک سب کچهه ممکن هے مگر خدا کی جو مشیت هے وہ اون اسباب سے صاف ظاهر هے جو ارسنے اسوقت پیدا کررکهے هیں - ترکوں میں نه تو اتفاق هے نه دولت ' نه علوم اور نه قوت انتظامیه - البته بلحاظ شجاعت و شهامت وہ اسوقت بهی دنیا میں اپنی نظیر نهیں رکهتے مگر خالی شجاعت سے بنتا هی کیا هے سوڈان کے درویش جس قسم کے بهادر تهے وہ دنیا کو معلوم هے - آخری جنگ میں انکی شجاعت هی انکی شکست کا باعث هوئی - ترکوں کے مقابله میں ایک طرف تو تمام صلیبی دنیا هے اور دوسری طرف خود اندرونی فساد هے - میں نے جسوقت آپکا وہ پرچه دیکها " جسکے ٹائٹیل پیج پر ناظم پاشا کولی کها کوگرتا هوا نظر آتا آنها تر میری زبان سے بے اختیار نکلا که " خدا حافظ اوس قوم کا ' جسکے گهر کے دروازہ تک زبردست دشمن پهنچگیا هو اور وہ آپسمیں ایک دوسرےپر بندوق کا نشانه بنا رهی هو "

ترک کیوں مغلوب هوئے ؟ اسکے جواب میں خود اهل یورپ تسلیم کرتے هیں که بلقانیوں نے ترکوں کو مغلوب نهیں کیا ' بلکه بلقانیوں کے سامان رسد رسانی نے ترکوں کے سامان رسد رسانی کو مغلوب کرا لیا - یعنی یه جنگ سپاهیوں کی جنگ نهیں تهی بلکه بلغاری محکمه کمسریٹ ' ترکی محکمه کمسریٹ سے لڑ رها تها - بلغاریوں کے پاس کهانیکو موجود تها اور بیچارے ترک بهوکے تهے - میرے خیال میں اس بد انتظامی کا ذمه دار کوئی خاص شخص نهیں ' بلکه اسکا باعث عام خرابی نظم و نسق هے جس سے غالباً ترکی گورنمنٹ کا کوئی محکمه بهی آزاد نهیں -

پس ایسی صورت میں اگر آغا خاں نے ترکوں کو یهی مشوره دیا که اب آینده کے لیے یورپ کو ترک کردو اور ایشیا کو اپنا موطن سمجهو تو اسمیں کیا برائی هے ؟ قدرت نے سامان هی ایسا مهیا کر دیا هے که لا محاله یورپ چهوڑنا پڑے - مسلمانوں کے لیے تو یهی غنیمت هے که اسیطرح ترک ایشیا هی میں اپنا قدم مضبوطی سے جمالیں ' ورنه سامان تو کچهه ایسا نظر آتا هے که یهاں بهی انکو آرام و چین نصیب نه هوگا -

(۲) مجهے سخت تعجب هوتا هے جبکه میں بعض سر برآورده اسلامی اخباروں میں اس امر کی تحریک دیکهتا هوں که مسلمانوں کو یورپین ساخت کی اشیا کا استعمال ترک کردینا مناسب هے -

پولیٹکل مقاطعه کی لازمی نتیجه تمدنی اور تجارتی مقاطعه هے یورپ کے اسباب کا بائیکاٹ کرنا قریباً ایسا هی ناممکن هے جیسا که آفتاب کا مغرب سے طلوع هونا - ممکن هے که بعض امراء قوم بعض اشیاء یورپ کا استعمال چهوڑ دیں ' مگر اس سے یورپ کیا صدمه محسوس کریگا - کام وہ کرنا چاهیے جو ممکن هو ؟ نه که یه که آپ کوہ هماليه کو اوسکے مقام سے هلا دینے کی کوشش کریں - یه تو ممکن هے که آپ دو چار پهسر وهانسے اٹها لائیں مگر پهاڑ کو اوسکی جگهه سے هلا دینا ناممکن اور محال هے - اسیطرح چند اصحاب کا بعض اشیاء یورپ کو بائیکاٹ کردینا ممکن هے ' مگر ایسا عام بائیکاٹ جسے اهل یورپ محسوس کریں از قبیل محالات هے - مگر باوجودیکه بائیکاٹ صاف طور پر ایک نا ممکن امر هے ' تاهم بعض صاحب الرائی نهایت سنجیدگی سے اسباره میں خامه فرسائی فرما رهے هیں -

(۳) میں کچهه بهت متمول نهیں هوں تاهم جسقدر مجهکو خدا نے همت دی هے میں مسلمان مصیبت زدگان جنگ کی امداد کے لیے روپیه بهیجتا رها هوں ' اور مجهے یقین هے که اسوقت خیرات کا مصرف سب سے زیاده بهتر اور مقدم یه هے که اپنے اون مسلمان بهائیوں کی جو اس جنگ کے سبب سے گرفتار مصیبت هیں حتی المقدور روپیه کے ذریعه سے امداد کیجائے - اس سے بڑهکر میرے خیال میں کوئی کار خیر نهیں - مگر تمسکات قرض کی خرید کے بارے میں میری راے تاواں تذبذل هے - میں نے کئی دفعه ارادہ کیا که کچهه تمسکات خریدوں مگر چند خیالات اسوقت تک مانع رهے هیں اور وہ یه هیں -

ٹرکی کی مالی حالت اسقدر خراب کیوں هے ؟ خرابی کا باعث بجز اسکے اور کیا هے که انتظام سلطنت سزاوار تحسین نهیں - اگر ممکن هے که اسوقت کارکنان سلطنت (ماضی و حال) کی جیبیں روپیوں سے پر هوں اگر چه خزانه سلطنت بالکل خالی هے ' تو کیا ممکن نهیں که اسوقت جو روپیه گورنمنٹ ٹرکی کو بطور قرض دیا جائے وہ بجائے اسکے که اسلامی اور قومی کاموں میں صرف هو بعض غدار اهلکاران سلطنت کے پرائیوٹ خزانوں میں پهنچ جائے اور انکے لیے مزید عیش و عشرت کا سامان مهیا کرے ؟ اس موجوده جنگ کے نتائج صاف بتلا رهے هیں که ان نتائج کے ذمه دار ترک سپاهی نهیں بلکه ترک اسٹیٹسمین هیں ' پس همکو کسطرح یقین هوسکتا هے که یه روپیه جو اسوقت هم علحده بطور قرض کے بهیجینگے وہ فی الحقیقت ترک سپاهیوں هی کے کام آئیگا - اسوقت ترکی میں کوئی مستقل حکومت نهیں - دن یا اس سے بهی زاید پارٹیاں هیں اور وہ ایک دوسرے کی جان کی دشمن - گذشته وزارت کا انقلاب ایک مشهور اور ممتاز ترک افسر کی جان قربان کرنیکے بعد واقع هوا - اسوقت هندوستان کے اسلامی اخباروں نے خوشیوں کے

نعرے لگائے اور بڑے جوش سے ترکوں کو اجرائے جنگ کا مشورہ دیا مگر نتیجہ کیا ہوا ؟ - وہ جو پرسوں معلوم ہوگیا جبکہ پیروان یسوع مسیح صلیب کا جھنڈا ہاتھوں میں لیے ہوئے اس شہر میں داخل ہوئے جو کبھی سو برس تک ترکوں کا دار السلطنت رہچکا ہے - آج اس مسجد کی کیا کیفیت ہوگی جسکی تصویر کچھ عرصہ ہوا آپکے اخبار میں شائع ہوئی تھی ؟ انا للہ و انا الیہ راجعون - یہ جو کچھ ہوا حسب فرمان ایزدی ہوا مگر اسکی ذمہ داری کا بوجھ کسکی گردن پر ہے ؟ تمام ترکی اخبارات کی گردنوں پر - خواہ وہ کامل پاشا کے پیرو ہوں اور خواہ ممبران انجمن اتحاد و ترقی - عجیب شان ایزدی ہے کہ ایک طرف تو ترکوں جیسی شجاع قوم اور دوسری طرف چار چھوٹی چھوٹی ریاستیں - اور یہ چاروں صرف چار دن کے عرصہ میں ایک ایسی عظیم الشان سلطنت کا شیرازہ پراگندہ کردیں ! اسکا باعث سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ ادھر ترک مزے سے میٹھی نیند سو رہے تھے اور ادھر سالہا سال سے بلقانی اس جنگ کے لیے تیاریاں کر رہے تھے - ترکوں کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ ہماری ہمسایہ ریاستیں اس تیاری میں مصروف ہیں اور انکی فوجی طاقت کس پایہ تک پہنچگئی ہے - اس غفلت اور کوتاہ اندیشی کا نتیجہ وہی ہوا ' جو ہونا تھا - اب آپ فرمائیں کہ اگر اس صورت میں ہمارے ہندوستانی مسلمان مرحوم کو دو تین کروڑ روپیہ بطرائق قرض حسنہ یا بامید منفعہ گورنمنٹ ترکی کے نذر کردیں تو کیا نتیجہ اسپر مرتب ہوگا ؟ کیا یہ روپیہ انکو خواب غفلت سے بیدار کردیگا ؟ اور کیا اس روپیہ سے وہ اسلامی عظمت جسکا رونا آج تمام اسلامی دنیا رو رہی ہے از سر نو یورپ میں قایم ہو سکتی ہے ؟

(۴) مجھکو ترکوں سے بعنایت ہمدردی ہے جسکا باعث صرف یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور نیز اسوقت تک انکا شمار خود مختار قوموں میں ہے - مگر کیا یہ صحیح امر ہے کہ قسطنطنیہ عرش خلافت ہے ؟ اور سلطان روم (خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ) خلیفۃ المسلمین ہیں ؟ میرا عقیدہ تو یہ ہے (اور اگر اسکی خلاف کوئی معقول دلیل موجود ہے تو میں یہ عقیدہ بدلنے کے لئے تیار ہوں) کہ جناب پیغمبر خدا صلعم کی وفات کے بعد صرف تیس سال تک خلافت قایم رہی ' بعد ازاں سلطنت قایم ہوگئی ' آخری خلیفہ حضرت امام حسن علیہ السلام ہوے اور اسلامی دنیا میں پہلا پادشاہ حضرت معاویہ - پس اصل مرادز خلافت مدینہ منورہ تھا - جب یہاں مسلمانوں کے ہاتھسے خلافت کا خاتمہ ہوا تو پھر ایک نئی قسم کی خلافت سلطنت کے رنگ میں مختلف مقامات میں جلوہگر ہوئی - ترک بادشاہوں نے نوزر شمشیر سلطنت قایم کرلینے کے بعد ایک خاص موقعہ پر اپنے آپ کو عباسی خلافت کا وارث بنالیا - یہ خلافت بہر حال اس خلافت سے بالکل مختلف تھی جو پیغمبر خدا صلعم کی وفات کے بعد مدینہ منورہ میں قایم ہوئی تھی - پس اگر یہ خلافت وہ خلافت نہیں تو پھر اس خلافت سے مراد کیا ہے ؟ کعبہ کی حفاظت خدائے تعالی کے اختیار میں ہے ' اسوقت تک ترکوں کی تلوار نے اسے محفوظ نہیں رکھا - غیر قوموں نے اگر اسوقت تک کعبہ مقدس کا رخ نہیں کیا تو اسکا باعث یا تو یہ ہے کہ وہ عام اسلامی جوش جہاد سے خائف ہیں اور یا یہ کہ وہ اس رنگستانی سرزمین کو اپنی توجہ کے لائق نہیں سمجھتے - بہر حال اگر کسی مخالف قوم نے کبھی اسطرف توجہ کی تو خدا خود اپنی گھر کی حفاظت کے لیے کافی ہے - جو انجام اصحاب فیل کا ہوا وہی انجام غالباً اس فوج کا بھی ہوگا -

خاکسار

محمد احتشام الحق

مسئلۂ تعطیل جمعہ

— * —

مسٹر غزنوی کے سوال کا گورنمنٹ کی طرف سے جو جواب دیا گیا اسکے بعد تعطیل جمعہ (نصف روز کی) ضرورت ہے یا نہیں ؟

— * —

مسلمان ایک مدت سے اس بات کو محسوس کرتے تھے کہ جمعہ کے دن سرکاری عدالتوں کے کھلے رہنے سے مسلمان ملازموں کو عملاً ایک فرض مذہبی کے ادا کرنے سے باز رہنا پڑتا ہے - چنانچہ ایک دو سال سے اسکے متعلق مسلمانوں نے کوشش شروع کی ' اور مسٹر غزنوی کی تحریک و سعی سے گورنمنٹ بنگال نے دو گھنٹہ کی چھٹی منظور کرلی - حال میں مسٹر غزنوی کے سوال پر گورنمنٹ کے ممبر نے کونسل میں کہا کہ گورنمنٹ بہ خوشی اسبات کو منظور کریگی کہ جو مسلمان ملازم جمعہ کے ادا کرنے کے لیے چھٹی طلب کرے ' اسکو اجازت دیدی جاے ۔

اس کارروائی سے بعضوں کو یہ خیال پیدا ہوکر اطمینان ہوگیا ہے کہ اب جمعہ کی تعطیل (نصف روز) کی تحریک کی ضرورت نہیں رہی - لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اس کارروائی نے عملی مسئلۂ کو حل نہیں کیا ' گورنمنٹ کے طرف سے جو جواب دیا گیا ہے ' اسکا مطلب بظاہر یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان ملازم ' اپنے افسر سے جمعہ کے دن نماز کے لیے چھٹی طلب کریگا تو وہ اسکو چھٹی دیدیگا - لیکن یہ اجازت اور دو گھنٹہ کی عام تعطیل ' دو مختلف باتیں ہیں -

اجازت کے حکم کا منشا یہ ہے کہ ہر ملازم کو ہر دفعہ جمعہ کے دن - اجازت طلب کرنی پڑیگی - اس صورت میں ظاہر ہے کہ خاص خاص حالات میں اکثر ملازموں کو خود اجازت طلب کرنے میں تامل ہوگا - مثلاً جب وہ دیکھیگا کہ اسکا افسر مسلمان نہیں ہے ' اور اسکو کسیکی مذہبی پابندی کی نسبت ' دفتر کے کام کے پورا ہونے کا زیادہ لحاظ ہے ' تو اس صورت میں گو ملازم کو یہ یقین ہوگا کہ اجازت بہ ہر حال مل جائیگی ' تاہم اسکو بار بار اجازت طلب کرنے میں پھر بھی تامل ہوگا - بخلاف اسکے اگر یہ معلوم ہو کہ مسلمانوں کو جمعہ کے دن ۲ - گھنٹے کی عام اجازت ہے ' تو بے تکلف ہر شخص اس اجازت سے مستفیض ہو سکیگا -

اسکے علاوہ مسلمانوں کی اصلی خواہش یہ ہے کہ یہ دو گھنٹہ کی چھٹی مسلمان ملازموں کے ساتھہ مخصوص نہ رہے ' بلکہ عام طور پر جمعہ کے دن آدھے دن کی تعطیل دیدی جاے - اسلیے کہ اگر یہ تعطیل مسلمانوں کے ساتھہ مخصوص رہی تو مسلمان ملازموں کو یہ اندیشہ رہیگا کہ غیر مسلمان افسر ہمیشہ مسلمان ملازموں کو اپنی ماتحتی میں لینا پسند نہ کرینگے - کیونکہ ان کو ہمیشہ یہ نظر آیگا کہ ہر آٹھویں دن ایسے ملازموں کی وجہ سے سرکاری کاموں کے انجام دینے میں دو گھنٹے ضائع ہوجاتے ہیں -

ان وجوہ کی بنا پر ' ہم تمام اسلامی اخبارات اور اہل الراے حضرات سے مستدعی ہیں کہ وہ بہ تفصیل و توضیح اس امر کے متعلق اپنی راے کا اظہار کریں ' کہ آیا گورنمنٹ کی موقت اور محتاج الاعادۃ اجازت پر قناعت کرلینی چاہیے یا عام تعطیل کے لیے درخواست کرنی چاہیے ؟

اور یہ ' کہ اسپر اتفاق کرنا چاہیے کہ یہ نصف روزہ تعطیل مسلمانوں کے ساتھہ مخصوص رہے ' یا عام کردی جاے ؟

شبلی نعمانی - لکھنو

مذکرۂ علمیہ

الحیات

علم الحیات پر ایک خطبۂ علمیہ

اور

اکتشافات حدیثہ کے بعض نتائج مہمہ

— * —

(۲)

— * —

پچیس سال ہوے کہ (تامس گریہم) نے حالت ہلامیہ میں مادے کے خواص پر اپنے ملاحظات شائع کیے تھے - یہی ملاحظات ہیں جو علم الحیات کے عصر جدید کا دیباچہ ثابت ہوے -

ذی حیات مادوں کے خواص کے سمجھنے میں ان سے بیحد مدد ملی - ہمارے عملیات طبیعیہ و کیمیاویہ جس قدر ترقی کرتے جاتے ہیں' اسی قدر ہم کو یقین ہوتا جاتا ہے کہ طبیعی و کیمیاوی حیثیت سے ذی حیات مادے' حیوانات ہی کی طرح ہیں - ذی حیات مادے ہمیشہ سیال شکل اختیار کرکے رہتے ہیں - اس سیال شکل میں ہلامیات کے علاوہ بلور نما اجسام بھی ہوتے ہیں' جو کبھی ہلامی ذرات سے متصل ہوتے ہیں اور کبھی غیر متصل -

ہلامیات اور بلور نما اجسام سے مرکب ذی روح مادوں کے گرد' ایک جھلی سی ہوتی ہے - یہ جھلی اکثر ہلامیات کی ہوتی ہے اور کبھی اسکے ساتھ ایک روغنی طبقہ بھی ہوتا ہے - یہ جھلی گو سیال ہلامی اور ایک دوسرے سیال میں حائل ہوتی ہے مگر تاہم ان دونوں سیالوں میں باہم برابر مبادلہ ہوتا رہتا ہے - سیال ہلامی سے پرٹوپلاسم (۱) نامی ایک شے پیدا ہوتی ہے - پرٹوپلاسم میں چند اور جھلیاں بھی ہوتی ہیں - ان جھلیوں میں بسا اوقات ایسے طبیعی یا کیمیاوی صفات پائے جاتے ہیں' جن کی بدولت بعض مادوں کا پرٹوپلاسم کی صورت میں منتقل ہوجانا' یا اس سے بالکل نکل آنا' نہایت آسان ہوجاتا ہے -

ان طبیعی حالات میں پیدا ہونے والے تغیرات' اور ان تغیرات کا مجموعہ' جو پرٹوپلاسم میں پیدا ہونے والے کیمیاوی اسباب کا نتیجہ ہوتے ہیں' انکی تمثیل و عدم تمثیل کا باعث ہوتا ہے - جنکے مماثل تغیرات' خارج از جسم بھی طبیعی یا کیمیاوی ذرائع سے پیدا کیے جا سکتے ہیں -

(۱) آگے چلکر (خلایا) اور (خلیہ) کا لفظ آے گا' اسلیے ان دونوں اصطلاحوں کی حقیقت سمجھ لینی چاہیے - حیوانات اور نباتات کے اصل حیات کی ابتدائی تکوین ایک خورد بینی تھیلی سے ہوتی ہے' جو اسقدر دقیق ہے کہ بغیر آلۂ خورد بین (میکروسکوپ) کے نظر نہیں آسکتی - اسکے اندر ایک متحرک سیال مادہ مثل ایک لعابی مادے کے ہوتا ہے - اسی کو انگریزی میں Protoplasm پرٹوپلاسم کہتے ہیں - افسوس کہ اسکے لیے سردست ہم کوئی اصطلاح وضع نہ کرسکے' اور نہ کوئی عربی لفظ اجمال کے تراجم جدیدۂ عربیہ میں ملا -

اسی سیال مادے میں ایک آزر جیز مدل گٹھلی کے نیوکی ہوئی نمودار ہوتی ہے' اور اسی سے پھر نباتاتی و حیوانی جانیں کی تکوین ہوتی ہے - یہی گٹھلی ہے' جسکے لیے عربی لفظ (نواۃ) ہم نے مضمون میں جابجا استعمال کیا ہے -

یہ صحیح ہے کہ تحول و انتقال کے ان تمام درمیانی دوروں کا استیعاب ہم نے نہیں کیا ہے' جنمیں سے جسم میں داخل ہونے والے مادوں کو گزرنا پڑتا ہے' لیکن جب تک کہ تغیرات کا حاصل بھی ابتدائی دور اور بھی انتہائی نتائج ہوگئے (بشرطیکہ انکی رفتار طبیعی و کیمیاوی قوانین کے مطابق ہو) اسوقت تک ہم کو اس نتیجے کے نکالنے کا حق ہے کہ ذی حیات مادوں کے تغیرات کے اسباب بھی وہی معمولی کیمیاوی و طبیعی اسباب ہیں -

نمو و توالد جمادات و مادہ ہاے غیر حیات

ممکن ہے کہ کوئی شخص کہے کہ مادہ ہاے ذی حیات اور جمادات میں مابہ الامتیاز' صرف اول الذکر کا نمو اور توالد ہے - ایسا ہمیشہ کہا جاتا ہے' مگر میرے عقیدے میں شاید ہی کوئی دعوی اس خیال سے زیادہ غلط اور بے اثر ہو - تحقیقات قریبہ اور تجارب حالیہ نے کامل طور پر ثابت کردیا ہے کہ جمادات میں بھی نباتات و حیوانات کی طرح قوت نشو و نما موجود ہے' اور رفتار نمو کی سستی و تیزی کے سوا کوئی شے نہیں' جو دونوں میں ما بہ الامتیاز ہو - مکھی کے دانے میں منٹوں کی سوئی چکر لگاتی ہوئی نظر آتی ہے لیکن منٹ کے بڑے کانٹے پر جب تک نہایت غور کے ساتھ نظر نہ جمائی جاے' اسکی حرکت محسوس نہیں ہوتی - پھر گھنٹے کا کانٹا تو بالکل ساکن و جامد اور غیر متحرک محض نظر آتا ہے' اور با وجود اسکی حرکت کے علم یقینی کے' کوئی نظر اسکی حرکت کو محسوس نہیں کر سکتی - پھر کیا ہم میں کوئی شخص بھی اسکے لیے طیار ہے کہ مکھی کی منٹ کی چھوٹی سوئی کی حرکت کو تسلیم کرے' مگر بڑے کانٹوں کی حرکت سے انکار کرے ؟

یہی حال مخلوقات عالم کی نشو و نما کی رفتار کا ہے - بعض نہایت سریع السیر ہیں اور اسلیے انکی قوت نمو کو ہر نظر محسوس کرتی ہے - بعض اس سے کم سریع ہیں' اور انکا مشاہدہ زیادہ غور کا محتاج ہے - آخری درجہ جمادات کی نشو و نما کا ہے' کہ انکی حرکت گھنٹے کی سوئی کی طرح نہایت بطی السیر' اور دیر رفتار ہے' اور بغیر ایک معتد بہ وقت کے گذرنے اور اسکے خلۂ رفتار کے درجوں پر نظر رکھکر مقابلہ کرنے کے' کسی طرح اسکا اندازہ نہیں کیا جا سکتا -

جمادات میں عدم نمو کی تعلیط کے لیے میں یہاں (بلورات غیر آلیہ) کی مثال کافی سمجھتا ہوں : (آلیہ اور غیر آلیہ کی تشریح گذشتہ نمبر میں گذر چکی ہے)

(بلورات غیر آلیہ) کو اگر انکی ضروری غذا ملتی رہے تو انمیں بھی توالد و تکاثر ہوتا ہے - انکے مختلف اصناف ہیں' اور ہر صنف کے نمو کی ایک خاص حد ہے - ان بلورات کا نمو جب اس حد خاص تک پہنچ جاتا ہے تو پھر مثل حیوانات کے قدے' انکے حجم میں زیادتی نہیں ہوتی بلکہ نئے بلور پیدا ہونے لگتے ہیں - یہ بھی دریافت ہوا ہے کہ جب بلورات اصطناعیہ وسط مناسب میں رکھے جاتے ہیں' تو انمیں بھی نمو ہوتا ہے' اور انکے نمو اور ذی روح مادوں کے نمو میں حیرت انگیز مشابہت ہوتی ہے -

جمادات میں توالد التناسل

ان کا مشاہدہ ہے میں توالد بالتناسل کا انکار بھی صحیح نہیں - دریائی متعلق (لوئیب) کے مباحث نے ثابت کردیا ہے کہ

انڈوں کی تلقیح (۱) جسکا شمار اب تک حیات کے مخصوصات میں تھا ' کسی ایسے ذی حیات مادے سے نہیں ہوتی' جو نر سے منتقل ہو کے آتا ہو - اعضاء ' انسجہ ' اعضاء ' مختصراً یہ کہ تمام جنین کی تیاری نر کے جراثیم کے بغیر ایک بسیط کیمیاوی مادہ کے ذریعہ سے ممکن ہے - اور کبھی ایسی بھی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ صرف میکانیکی (یعنی میکانک کے آلات کے ذریعہ) یا کہر بالی ذریعہ سے حرکت و انقباض اسکے لیے کافی ہوتی ہے -

ذی حیات مادے کی ترکیب ممکن ہے

شروع میں علماء کیمیا کا یہ خیال تھا کہ ذی حیات مادوں کی ترکیب وقت و اتفاق میں انتہائی نقطہ پر ہے' اور اسکا اندازہ صحیح مستبعد ہے - اسلیے وہ یقین کرتے تھے کہ ذی حیات مادے کی ترکیب ممکن نہیں - مگر اب ہم اس رائے کے رکھنے پر مجبور نہیں ہیں - اپکو معلوم ہو چکا ہے کہ حیات کی اولین شکل ایک مادۂ خوردبینی (۲) ہے' جو ایک مجموعۂ ذرات' اور بعض حالتوں میں کسی خاص شکل سے متشکل ہوتا ہے - وہ ظروف حیات کے تمام خلایا میں تغذیہ و توالد کا سے سب سے اول ذریعہ ' اور اس درجہ اہم درجہ رکھتا ہے کہ بیجا نہیں' اگر ارباب کیمیا اُسے خلایا کا خلاصۂ حیات قرار دیں -

اس مادۂ خوردبینی کو (نوات) کے لفظ سے یاد کرتے ہیں -

موسیو موشیر' اُس کی پیدایش میں پروفیسر روسل' اور اسکے تلامذہ کے مباحثہ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ نوات کی ترکیب کیمیاوی غیر معمولی درجہ کی نہیں ہے - اسلیے ہم کو امید ہے کہ ایک دن انسان اس مادے کو بھی بنا سکیگا جو نوات کا مادۂ خمیر ہے - یہ کہنا صحیح نہیں کہ اعمال و افعال کے باب میں نوات کی ترکیب کیمیاوی کی جگہ اسکی شکل کو اہمیت حاصل ہے ' کیونکہ وہ تمام لوگ جو مباحث میں خورد بین سے مدد لیتے رہتے ہیں ' جانتے ہیں کہ نوات کی شکلیں بیحد مختلف ہیں اور نہ صرف مختلف ہیں بلکہ بعض نوات کی تو کوئی خاص شکل ہی نہیں ہوتی - صرف پر تو بلا سم میں پراگندہ ذرات کی شکل میں موجود ہوتا ہے - اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ نوات کی شکل اور اسکے تغیرات غیر اہم ہیں' بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نوات کی شکل اسکے اعمال و افعال کا مبنیٰ و اساس نہیں ہیں - یہ ایک مسلم واقعہ ہے کہ وہ مادہ جو معمولی خلایا میں آکے نوات کی شکل اختیار کرلیتا ہے ' بعض بسیط ذی حیات مادوں میں بالکل ترقی یافتہ ذی حیات مادوں کی طرح فرائض طبیعی انجام دیتا ہے' حالانکہ انمیں عمل خلایا کا کوئی وجود نہیں ہوتا -

ترکیب حیات کی ترکیب کیماوی

ذی حیات مادوں کے عناصر قوام کی تعداد مختصر ہے - انمیں چار عنصر یعنی کربون ' ہیدروجین ' آکسیجین ' اور نیٹروجین تو ہمیشہ ہوتے ہیں - ان عناصر اربعہ کے ساتھ فاسفورس بھی ضرور ہوتا ہے - فاسفورس برتر بلاسم اور مادہ نوائی' دونوں میں ہوتا ہے مگر مقدم الذکر میں کم' اور موخر الذکر میں زیادہ -

تجارب سے معلوم ہوتا ہے کہ شاذ حالتوں کے علاوہ تمام مظاہر حیات کے لیے کم از کم ۷۰ - فی صدی پانی کی ضرورت ہے ' لیکن بقاء زندگی کے لیے اتنے پانی کی ضرورت نہیں - چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ اگر بالکل نہیں تو ایک بڑی مقدار میں پانی نکلجانے کے بعد بھی بعض ذی حیات مادوں کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آیا -

پانی کی طرح بعض نمک ہائے غیر آلیہ کا وجود بھی ضروری ہے - ان نمکوں میں مقدم ترین نمک ' کلورڈ سودیم اور بعض نمک ہائے کلسیم ' میگنیشیم' اور آھن ہے - انھی تین عنصروں سے حیات کے مرکب کا قوام ہے -

امکان تولد ذاتی

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ مادہ ہائے حیات کی تولید یا بالفاظ دیگر تولید حیات محال نہیں ہے ' جیسا کہ اب تک سمجھا جاتا ہے -

(بیور) کے تجارب کے بعد سے ذی حیات خوردبینی مادوں میں تولد ذاتی کا قائل اب بجز معدودے چند اشخاص کے اور کوئی نہیں -

جہاں تک مجھے علم ہے ' مشاہیر ارباب علم میں ڈاکٹر سٹین کے علاوہ اور کوئی شخص اب قدیم عقیدہ پر قائم نہیں' مگر ڈاکٹر مرصوف بھی اپنے متعدد تجارب کے اجرا اور مقالات و کتب کی اشاعت کے باوجود اب تک اپنی رائے کی صحت لوگوں سے تسلیم نہیں کراسکے - بہر نوع میں تجارب بیور کے نتائج کو مانتا ہوں - اسوقت تک جو دلائل پیش کیے گئے ہیں اگر انمیں شک ہے تو کوئی مضائقہ نہیں' تجربے اور مشاہدے کی منزل اخیر جب تک رونما نہو' اس سفر علم میں ہمیشہ شکوک سے دو چار ہونا پڑتا ہے ' لیکن ساتھ ہی اس شک کو اصل امر کے اعتراف سے مانع نہ ہونا چاہیے - یہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ غیر ذی حیات مادوں سے ذی حیات مادوں کی تولید ممکن ہے -

حیات نتیجہ نشو و ارتقاء ہے

انسان نے اپنے دور وحشت اور تمدن ' دونوں میں ہمیشہ یہ عقیدہ رکھا ہے کہ " حیات کا فیضان مادے میں نہیں بلکہ ماورق الطبیعۃ مبدء سے ہے" لیکن اس وقت ہمارا دائرہ' معلومات و تجسس ہے' اعتقاد نہیں ہے' یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ اعتقاد بصورت ایک دعوے کے ہے مگر کسی علمی بنیاد پر قائم نہیں اور اسلیے علمی دنیا میں واجب التسلیم نہیں ہو سکتا - ہمکو یہ اعتقاد رکھنے در کنا

---

(۱) تلقیح سے مقصود نطفۂ حیوانات کی وہ حالت ہے ' جب وہ بیضۂ رحم آنات کے ساتھ ملتا ہے -

(۲) انگریزی میں ایک اصطلاحی اسم ہے : مائی کروب Microbe یعنی وہ نہایت دقیق اور مثل ذرات کے جراثیم نباتاتی و حیوانی ' جو تمام فضائے ارضی میں پھیلے ہوے ہیں اور کوئی جگہ نہیں جو انسے خالی ہو - علوم جدیدہ کا یہ ایک عظیم الشان اکتشاف ہے ' اور اسکے علم تشریح و حدت اور عام الجوّ و الہوا میں ایک عجیب انقلاب پیدا کردیا ہے - سب سے پہلے ان جراثیم کو ایک فرانسیسی مکتشف پروفیسر (پاسٹر) نے دریافت کیا تھا ' اور فی الحقیقت اُس نے عالم انسانیت کی سب سے بڑی خدمت انجام دی - ان جراثیم کا جسم اسقدر دقیق ہوتا ہے کہ خوب میں نظر آنے والے ذرات بھی انکے مقابلے میں نہایت کبیر الحجم ہیں - انکو چشم غیر مسلح (یعنی بغیر آلات مصغرہ کے) نہیں دیکھ سکتی ' اسلیے انکے دیکھنے کیلیے ایک نہایت قوی المنظر آلہ مائی کراسکوپ Microscob ایجاد کیا گیا ہے ' جسکے لیے بہت عمدہ لفظ ہمارے یہاں خورد بین کا رائج ہوگیا ہے - انگریزی میں ان جراثیم کو مائی کروب کہتے ہیں ' اور آجکل عربی میں بھی یہی لفظ میکروب کے ہجوہ میں رائج ہوگیا ہے - مگر ہم نے اسکی جگہ (خورد بینی جراثیم) کا لفظ وضع کیا ہے -

اسی طرح مرجیز جو خورد بین ہی کے ذریعہ نظر آتی ہو' اور نہایت دقیق الجرم ہو' خورد بینی کی ترکیب سے موسوم کی جاسکتی ہے - یہاں (مادۂ خورد بینی) سے تمونس حیات نباتاتی و حیوانی کی وہ ابتدائی شکل مراد ہے ' جو بصورت ایک گانھلی کے پر تو بلاسم میں پیدا ہوتی ہے اور نیوکی رکھتی ہے - اجمال عربی کے تراجم علمیہ میں اسکو (نواۃ) کہتے ہیں اور وہی لفظ ہم نے بھی اختیار کیا ہے - یہ کوئی اصطلاح نہیں ہے بلکہ گٹھلی کو عربی میں نواۃ کہتے ہیں -

یہ گٹھلی بھی اسقدر چھوٹی اور دقیق ہے کہ بغیر [illegible] کے نظر نہیں آسکتی - اسی لیے اسکو مادۂ خورد بینی کہنا چاہیے - جمادات [illegible]

چونکہ خوردبینوں کے ذکر میں ضمناً [illegible] تریتا کے [illegible] اسلیے چند الفاظ اسکی نسبت بھی

مقالات

ہلال و صلیب

اور

مستقبل الاسلام

از مسٹر منیر حسین قدوائی بیرسٹرایٹ لا (لکھنؤ)

حضرت مولانا ! تسلیم - لکھنؤ گیا اور معلوم ہوا کہ آپ کئی روز ہوئے تشریف لیگئے -

اب نہ جانے جناب کا قیام کہاں ہے ؟ چلئے اخبار نویل بھی گیا - صاحب بھی سمجھیے کہ ہوہی گئی - میں چار ماہ پیشتر ہی اپنے دوست سپرردی کو لکھ چکا تھا کہ یورپ سے اسلام نکل گیا - ویسا ہی ہوا - اور ابھی کیا ہے - جیسا میں نے مولانا باری صاحب کو لکھا ہے ' ان دو برسوں میں مسلمانوں پر سنگین ترین مشکلات اور حادثات کا بوجھ گرا ' لیکن آئندہ دو برس میں جو واقعات ظاہر ہونگے ' انکے مقابلے میں یہ بھی گرد ہو جاوینگے -

مسلمانوں کی آخری لڑائی ہو چکی - عیسائیوں نے اونکو شکست دی - اور شکست بھی فاش - لیکن ابھی ایک آخری معرکہ عیسائیت کو اسلام سے کرنا باقی ہے - وہ بھی ہوکر رہیگا ' اور مجھے بہت اندیشہ ہے کہ جلد ہی ہو - اس معرکہ میں بھی اگر مسلمان غافل رہے تو یہی نتیجہ ہوگا جو ہوا ' بلکہ اس سے بھی بدتر -

اسلام کی زندگی

کیا ہماری زندگی سے وابستہ ہے ؟

میں یہ نہیں کہتا کہ اس معرکے کے بعد اسلام فنا ہو جائیگا - نہیں ' اسلام کبھی بھی فنا نہ ہوگا - آفتاب فنا ہو جائیگا - مہتاب فنا ہو جائیگا ' مگر نور اسلام چمکتا رہیگا - اسلام باوجود مسلمانوں کے شکست کھانے کے بھی بڑھ رہا ہے - اور اگر مسلمان اسلام کو چھوڑ بھی دیں ' تب بھی اسلام فنا نہ ہوگا - خدا ضرور کوئی دوسری قوم پیدا کریگا جو اسکے نام اور اسکے اسلام کی عزت کو برقرار رکھے - باسکہ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کا مٹ جانا ہی شاید اسلام کے لئے مفید ہوگا - اب وہ کون ہے جو اس برگزیدہ مذہب کو بدنام کر رہا ہے ؟ وہ کون ہے جو دوسروں کو اوسپر طعنہ زنی کا موقع دیتا ہے ؟ کسنے اوسے یورپ سے نکلوایا ؟ کسنے اوسکو میچک لنڈن سے تشبیہ دلائی کہ جسقدر تاریکی ہو اوسی قدر وہ کھلتا ہے ' اور جہاں روشنی ہوئی ' جہاں تہذیب ہوئی ' بس وہ مٹ کر رہجاتا ہے ؟ یہ سب اس زمانہ کے مسلمانوں ہی کی بدولت اسلام نے سما ' ورنہ اسلام تو تاریک سے تاریک مقام کو روز روشن سے روشن تر کر

[بقیہ پچھلے کالم کا]

بھی حیات کا وجود ہو ' مگر ہمارا کرۂ ارضی اپنے ہر ذرہ میں جو طبیعی قوت نشوونما رکھتا ہے ' ظاہر ہوگا ' اگر اسکو دوسرے کروں سے حیات مستعار لینے کا محتاج قرار دیا جاے - جبکہ نشو و ارتقا کا قانون ہر ذی حیات میں ہے ' اور پھر اصل حیات کو اس قدرتی قانون کا نتیجہ قرار دینے میں کونسی مشکل درپیش ہے ؟

حیات کا وجود ایسے اسباب سے ہے ' جو کائنات میں مادے کی گونا گوں شکلوں کے اسباب کے مماثل ہیں اور بالفاظ دیگر حیات کا وجود بھی قانون ارتقاء تدریجی سے ہوا ہے -

بعض جلیل القدر علماء کا خیال ہے کہ حیات کرۂ ارض پر پیدا نہیں ہوئی بلکہ کسی سیارے سے آئی ہے ' اور عجب نہیں کہ حاضرین میں سے بعض حضرات کو وہ مذاقشہ یاد ہو ' جو اس مجمع کے اجلاس سنہ ۱۸۷۱ - منعقدہ ادنبرا کے خطبۂ رئیسیہ میں سر (ولیم ٹامسن) کے ایک اعلان پر ہوا تھا ' جبکہ معلم موصوف نے کہا تھا کہ حیات کرۂ ارض میں ذرات الاذناب (دمدارستارے) کے ذریعہ سے آئی اور اسی سے حیوانات میں زندگی پیدا ہوئی !

اس راے پر مختلف و متعدد اعتراضات ہوے تھے جنمیں سے بعض کا جواب آسان نہ تھا - ایک شخص نے اعتراض کیا تھا کہ زمین سے قریب ترین نظام نجمی تک پہنچانے کے لیے ذرات الاذناب کو ۶۰ - ملین سال کا زمانہ چاہیے ' اور اس نظام کے قریب ترین سیارے سے زمین تک آنے کے لیے ۱۵۰ - سو ملین سال - جب وہ ارض کے جو سے گزرینگے ' تو انمیں اس حرکت و احتکاک (رگڑ) سے اشد شدید حرارت پیدا ہو جائیگی -

پس اولاً یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جراثیم حیات اسقدر طویل مدت تک ایثرنکر زندہ رہے ؟ اور اگر یہ مان بھی لیا جاے کہ وہ زندہ رہے تو انھوں نے وہ حرارت کیونکر برداشت کی جسکو کوئی ذی حیات برداشت نہیں کرسکتا ؟

بعض علما نے ایک اور راے اسی کے قریب قریب ظاہر کی ہے - وہ کہتے ہیں کہ غالباً جراثیم حیات اس غبار دالائی میں موجود تھے ' جو فضاء نجوم میں پھیلے ہوے ہیں - اور پھر ذرات الاذناب کی طرح گرم ہوے بغیر زمین پر گرپڑے - آر - ہینرس کا بھی مذہب ہے - وہ کہتا ہے کہ اگر جراثیم حیات اسی قسم کی شعاعوں کے ذریعہ سے ایتھر میں رلیس کردیے جائیں ' تو اکثر زمین سے قریب ترین نظام نجمی تک پہنچنے میں ۹ - ہزار سال ' اور مریخ تک پہنچنے میں بیس دن لگینگے -

یہ مذاہب مسئلہ نشو حیات کے حل کو قریب کرنے کے بدلے کائنات کے ایسے گوشے میں پہنچا دیتے ہیں ' جہاں تک شاید ہماری رسائی نہ ہوسکے ' اور ہم کو اسکا اعتراف کرنے کیلیے اپنے حد فہم و ادراک سے ماورا کوئی سطح تلاش کرنی پڑے -

اگر ان مذاہب کے آگے سر تسلیم خم کردیا جاے ' تو اسکے یہ معنے ہونگے کہ گویا ہمکو نشو حیات کا کوئی علم نہیں اور نہ ہوسکتا ہے - اسمیں شک نہیں کہ بدقسمتی سے اسکا جزء اول صحیح ہے ' مگر ہم کو امید ہے کہ جزء دوم صحیح ثابت نہ ہوگا -

جب ہم مادۂ ارضی کے ان قوا کے نشو و ارتقا پر غور کرتے ہیں ' جن کا اسوقت تک ہم کو علم ہوا ہے تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ان مذاہب کو غیر ممکن سمجھنا ہمارے لیے جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے - کیونکہ ہم دیکھتے ہی کہ اصل نشو و ارتقا کے ذریعہ سے اس مسئلہ کا حل ان مذاہب کے حل سے نسبتاً قریب ہے اور عموم حادثہ اسکی تصدیق و توثیق سے معذور ہیں - ہم مسلم کرلیتے ہیں کہ کرۂ ارض کے علاوہ دنیا کے دسی اور گوشے میں

چکا ہے - وہ تو ربع مسکوں پر تہذیب و علم کا علم بلند کر چکا ہے - وہ تو تمام معلوم مذاہب کو اخلاق کا سبق دیچکا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اسلام کے پیرو نہیں ہو سکتے تو ہمکو چاہیے کہ ہم ضرور ایسا مذہب اختیار کرلیں جسکی پابندی کرسکیں - جو اسقدر ارفع تو ہو مگر اسقدر نہ ہو اسلام ہے - مسلمانوں کا عیسائی ہونا انسان اور صاحب دین پرمشش ہونا اچھا ہے بدنسبت اسکے کہ وہ اپنے افعال اور اعمال سے خدائے اسلام کو بدنام کریں - اور خدائے لا شریک کی عبادت سے لوگوں کی طبیعتوں کو ' اوانکے سامنے اپنی ذلیل حالت پیش کرکے ' پھیر دیں -

مسلمانوں کی زندگی

بعنوان روح اسلامی کے متعلق ہیں

یا پھر کمر ہمت چست کریں ' اور سچے اور پکے مسلمان بنیں -

مجھے یقین واثق ہے کہ اگر مسلمان مسلمان ہو جائیں ' تو پھر وہ اوس عروج اور مرتبہ پر پہنچے بغیر نہ رہیں ' جسپر وہ کبھی پہونچے تھے - اسلام - اسلام - اسلام -

مسلمانوں کے ہر مرض کی دوا اسلام ہے - ہمکو اس معربی تہذیب کی ضرورت نہیں ہے - ہمکو اس موجودہ مادی تعلیم کی بھی ضرورت نہیں ہے - ہمکو اس نئی معاشرت کی بھی ضرورت نہیں ہے - ہمکو "ترقی یافتہ" ملکی قوانین اور نظام کی بھی ضرورت نہیں - ہم اوس وقت کیا برے تھے جب ہمارے غریب بھائی بادشاہوں کے سامنے اپنے پہلے پہلے فتوحات جا کر انہیں مبہوت کردیتے تھے ؟ ہم اوس زمانہ میں کیا برے تھے ' جب ہمارے امیر اونٹ کی مہار پکڑے ' اپنے ملازم کو اوپر سوار کیے ' بیت المقدس کے بے باعظمت اور عیسائیوں کے معزز مقام کی فتح کے لیے داخل شہر ہوتے تھے ؟ ہم اوس وقت کیا برے تھے ' جب ہمارا ہر فرد راہ خدا میں مجاہد تھا - جب ہم میں سے کسی کو ملک میں احتیاج نہ ہوتی تھی ' بلکہ کل ملک کا خراج ہمارے بیت المال کو ملتا تھا ؟ جب ہم خرمے پر زندگی آسودگی سے بسر کرتے تھے ' اور جب ہم علم کی بنیاد اخلاق اور روحانیت پر رکھتے تھے ' جس سے ہمکو ایک طرف تو روحانی طاقت سے ارہام باطلہ کو فنا کر دیا تھا ' اور دوسری طرف مادی راحت کی ضروری چیزیں فراہم کرلی تھیں -

کیا ہمارے وہ پرانے عمامے اور عبائیں ہمکو چست سے چست کام کرنے میں مانع ہوتی تھیں ؟ کیا ہم انہیں پہنے ہوئے بودھابست اور فرانس اور اسپین تک نہیں پہونچے تھے ؟ کیا ہماری آس قدیم معاشرت نے دنیا کو پاکیزہ و طاہرہ اور صاف بود باش نہیں سکھا دیا ؟ کیا حرمت انسان اور امانت یقیمان و ایکسان میں ہمسے کوئی دوسری قوم بڑھسکی تھی ؟ کیا ہمارا سادہ اور قرآنی قانون ہماری ہر ضرورت کے لیے کافی نہیں ہوگیا تھا ؟ کیا اس تمام عالم میں باوجود اس ترقی عقل سیاسی و مادی کے کوئی حکومت ایسی قائم ہو سکی جو مساوات ' حریت ' اخوت کے اصولوں پر اس ضبطیلی اور خوبی سے قائم ہوئی ہو ' جیسی حضرت عمر (رض) کے وقت میں تھی ؟ کیا وہ پورا حق اسلام نے ہمارے نفسوں پر مقرر کردیا تھا ' اوس قانونی گرفت اور پرلاس کی روک تھام سے کمزور اور کم اثر تھا جو آج ہمپر مسلط ہے ؟ نہیں - ہم اوچھے پھر چاہیے سوا اسلام کے - اسلام ! سلام اسلام ! ہمارے ہر مرض کی دوا اسلام - اسلام کا ہمارے اوپر کسقدر احسان ہے ؟ اسلام کا دنیا پر کسقدر احسان ہے ؟ ہم اسلام سے پہلے کیا تھے ؟ جاہل - اسلام نے ہمکو کیا بنا دیا ؟ انسان - دنیا اسلام کے پیشتر کیا تھی ؟ تماشہ گاہ - اسلام نے دنیا کو کیا بنا دیا ؟ دارالعلم والعمل - جبتک مسلمانوں میں اسلام کی محبت رہی - جبتک اونہوں نے اسلام کی سچی اور دلسے پیروی کی ' اوسوقت تک اونہوں نے زوال نہیں دیکھا - وہ آپسمیں بھی لڑے - انہوں نے ظلم بھی کیا - لیکن جبتک اونکا عقیدہ بچا رہا - جبتک وہ باوجود ذاتی عناد اور بشری کمزوریوں کے اسلام کے دلدادہ رہے - اوسکے اصولوں کا احترام کرتے رہے - آسوقت تک آنہوں نے نیچا نہیں دیکھا - اسلام نیچا دیکھنے کی چیز ہی نہیں ہے - اوسکی ساخت ہی صنائع عالم کے ایسی زکیی ہے کہ ہر چیز سے بالا اور بلند رہے - جس شخص میں اسلام کی روح ہے وہ پست نہیں ہوسکتا - اوسکی گردن کسی کے آگے جھک نہیں سکتی - روحانیت پر کوئی مادی چیز غالب نہیں آسکتی - کیا روح کو کوئی توپ کے گولے سے اوڑا سکتا ہے ؟ کیا وہ قوم جسمیں اسلام کی روح ہو توپ و تفنگ سے فنا کی جا سکتی ہے ؟ نہیں - مگر چاہیے تو اسلام کی روح - اگر وہ نہیں تو کچھ نہیں - مسلم بلا اسلامی روح کے بد ترین انسان ہے - مسلمان اسلامی روح کے ساتھ افضل الناس ہے - میں آیندہ کی عیسائیت اور اسلام کی دوبارہ معرکہ آرائی کو اپنی دوربین آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں - میری روح اس اندیشہ سے لرز جاتی ہے کہ مبادا اوس وقت بھی مسلمانان عالم اسلامی روح سے معرا نہ ہوں - مسلمانوں میں اگر اسلامی روح نہیں تو وہ کمزوروں سے بھی مغلوب ہوجائینگے - اگر اونمیں اسلامی روح ہے تو وہ کسی طاقت دار سے طاقت دار قوت سے بھی مغلوب نہ ہونگے -

گذشتہ سے سبق

اگلے زمانہ میں جو سبق ملا وہ تاریخی واقعات ہیں - کیا اوس زمانہ کے قریب قریب ہر معرکہ میں یہ نہیں ہوا کہ مسلمان تعداد میں کم - فوجی ساز و سامان میں کم - قواعد و ضوابط فوجی سے بے خبر - پھر بھی فتح اونھی کے ہاتھ میں رہتی تھی ؟ وہ کون قوت تھی جو (ضرار) کو ایک نیزہ ہاتھ میں لیکر ننگے بدن ' ایک تیغ و تبر اور زرہ بکتر سے مسلح جوان کے مقابلہ پر آجانے کیلیے آمادہ کرتی تھی ؟ اور وہ کون سی قوت تھی جو قبل اسکے کہ غنیم کی تلوار اوسکے ننگے بدن پر گرے ' اوسکے نیزے کی ذرہ سی انی کو زرہ بکتر کے پار پہونچا دیتی تھی ؟ یہ وہی اسلامی روح کی قوت تھی -

پھر وہ کون قوت تھی جو دشمن پر فتح کرنے کے بعد بھی اسلامی مجاہدین میں اسقدر زہد باقی رہنے دیتی تھی کہ شراب خوار اور لحم الخنزیر سے پر شکم غنیم پر غالب آجاتے تھے ؟ وہی اسلامی روح تھی -

اور وہ کون اخلاقی جرأت اور اولوالعزمی تھی جو حضرت خالد کو بحالت ایک معمولی سپاہی کے اوسی جان نثاری اور شیردلی پر آمادہ و مستعد رکھتی تھی ' جیسی وہ حیثیت ایک کمانڈر انچیف اور سپہ سالار افواج کے اُن میں تھی ؟ یہ بھی وہی اسلامی روح تھی -

ہماری آنکھوں کے سامنے ایک حسرتناک اور عبرتناک واقعہ یہ پیش آیا کہ عین اوسوقت ' جب غنیم دار السلطنت اسلامی کے دروازے پر ہے ' ایک سپہ سالار اور ایک زبردست معزول کیا گیا ' لیکن اوسکے لیے مادی قوت کی ضرورت پڑی اور اوس فعل نے ایسے نازک وقت پر بھی عمارت ذاتی کی آگ بھڑکا دی - اور کتنوں نے اوس غیرت کے انتقام کے جوش میں وطن مرکزی تک پر تیاری کرلی - ترکوں پر اس سے زیادہ نازک وقت پھر پڑ نہیں سکتا ' جو اطراف بڑا ' پھر بھی اونھیں ایکا نہ ہوا - پھر بھی وہ ذاتی عناد کو دبا نہ سکے - سلطنت کا بڑا حصہ ہاتھہ سے نکل گیا ' مگر باہمی جنگ و جدل موقوف نہ ہوئی -

مستقبل

اچھا ' اب یہ ہو چکا ہے - باب مسیحیت بھی مسلمانوں کے ہاتھہ سے گیا - البانیہ بھی گیا - سکندر ذوالقرنین کا وطن بھی گیا - سلطان

سلیم کا مقدرہ بھی گیا - اور سال بھر کے اندر فرض کر لیجیے کہ قسطنطنیہ کے بھی نکل جانے کا سامان ہو گیا - اب قسطنطنیہ میں ترک امیر وقت تک ہیں' جبتک زار فردیناند کی مرضی ہے ' یا جبتک انگلستان قسطنطنیہ کا معاوضہ اپنے لیے افغانستان ' ایران یا تبت وغیرہ کی طرف درس سے نہیں طے کر لیتا - پھر آخر اب کرنا کیا ؟ بس رونا اور کوسنا ' یا کچھ اور بھی ؟ کیا ہم لوگ یہ سمجھکر بیٹھ رہینگے کہ اسلام یورپ سے نکل گیا اور قصہ ختم ہو گیا ؟ کیا ہم اب بھی اسلام کے نام اور مسلمانوں کی عزت کی حفاظت کی ذمہ داری تنہا ترکوں کے اوپر ڈالے رہینگے ؟ اور کیا ہم یہ سمجھتے رہینگے کہ اسلامی روح کے بغیر ترک باقی اسلامی مقامات کو اسلام کی حکومت میں محفوظ رکھسکیں گے ؟

مسلمانوں پر یہ نازک ترین وقت ہے - میدان کارزار میں ازمیر شکست ہوئی - لیکن کیا اب ان میں اسلامی روح اسقدر مفقود ہو گئی ہے کہ حمیت اور غیرت بھی جاتی رہی ؟ کیا بس اب وہ شکست کو مان کر ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ جاوینگے ؟ کیا روس کی چالوں پر ازمنوں نے کبھی غور نہیں کیا ؟ کیا ازکی نظر اسقدر کند ہو گئی ہے کہ ازمنوں نے اس واقعہ کو بھی نہیں دیکھا ' جو ایڈریا نوپل کی فتح کی خبروں سنکر ڈیومائے روس (Duma) کے ایسے موقر اور ذمہ دار جماعت نے خوشی سے برپا کیا ؟ کیا ارمینا اور شام اور یمن اور مصر میں فساد کی جڑیں باقی نہیں ہیں ؟

آخری فیصلے کا وقت

اب وقت اسکا آ گیا ہے کہ نہ صرف ترکوں کو ' بلکہ مسلمانان عالم کو یہ طے کر لینا ہے کہ وہ کسی مقام پر حاکم اعلی بنکر رہینگے یا نہیں ؟

ترک تنہا اگر چاہیں بھی' تب بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ حاکم اعلی رہیں - ذراسی صدمہ داریوں نے اس جنگ بلقان میں عملاً یہ دکھا دیا کہ ترک تنہا ہرگز مسلمانوں کی عزت داری برقرار نہیں رکھسکتے -

اب اس جنگ کے بعد تو اور بھی مشکل ہو گیا - ترکوں سے بڑا حصہ ملک کا نکل گیا اور اونکے ذرائع آمدنی کم ہو گئے -

چھ عیسائی طاقتیں روز قوتیں - اب متحدہ قوت بلقان ایک آرتھوڈکسی دشمن جان پیدا ہو گئی -

سیاست دانوں کو معلوم ہے کہ انگلستان کی سی دولت مند اور وسیع الذائع سلطنت کو اپنی بحری قوت کے صرف دو سلطنتوں کے برابر رکھنے میں بھی ایڑی تک پسینہ آنا پڑتا ہے - پھر ترکوں سے یہ کیسے توقع ہو سکے کہ وہ اپنی بحری اور بری ' دونوں قوتوں کو چھ سات زبردست قوتوں کے برابر رکھسکیں گے ؟

ظاہر ہے کہ ترک اب کسی دوسری سلطنت پر بھروسہ نہیں کر سکتے - پھر آخر وہ تنہا کیسے مسلمانوں کی عزت کے برقرار رکھنے کی ذمہ داری کر سکتے ہیں ؟ اب تو اونکو اپنی شکستہ حالت کا درست کرنا ہی مشکل ہوگا - سال آئندہ اگر زار فردیناند یا زار نکولس کو بیت المقدس پر حملے کا شوق ہوا - یا مسلمانوں پر رعب جمانے کے لیے جس طرح آج قسطنطنیہ کا ایک دن کے لیے لینا ضروری سمجھا جاتا تھا ' کل مدینہ یا بغداد کا دکھا دینا ضروری تصور ہوا تو اوسکی مدافعت کیسے ہوگی ؟

آج کل کی جنگ کے بعد طاقت دار سے طاقت دار قوتیں فقعمدی کی حالت میں بھی ٹوٹ جاتی ہیں - پھر بیچارے ترک کیا اونگے ؟

یہ وقت نہایت مشکلات کا ہے - ہجوم آفات ارضی و سماوی ہے - مسلمانوں بلکہ کل ایشیا والوں پر اس شکست کا اثر جو ترکوں کو ہوئی' بہت خراب پڑیگا - لیکن ایسے سنگین وقت میں بھی اگر کوئی چیز آڑے آ سکتی ہے' اگر اس شکست کو کوئی چیز فتح بنا سکتی ہے ' اگر آئندہ حالت کو کوئی چیز محفوظ کر سکتی ہے ' تو وہ بھی اسلامی روح ہے -

ہمارے مقدم کام

ہم کو تین کام کرنے چاہئیں -

۱ — ہمکو ایک مضبوط اور بہت وسیع پین اسلامک Pan-Islamic (اور اگر دوسری قومیں دل سے شریک ہوں تو پین ایشاٹک Pan-Asiatic آرگینزیشن Arganisation- بنانا چاہیے - جو اوسی طرح ہر ہر ملک میں مسلمانوں اور ایشائیوں کی پشت پناہی کرے ' جسطرح ہر جگہ بلقانی کمیٹیاں Balkan Comaitees بلقان نے عیسائیوں کی کرتی تھیں -

۲ — ہمکو مسلمانوں میں عام طور پر' اور ترکوں اور عربوں میں خاص طور پر' قدیم اسلامی روح پھونکنے کی کوشش کرنا چاہیے - یہانتک کہ ہر پھر مسلمانوں کا حاصل زندگی کلمۂ لا الہ الا اللہ کی حفاظت و اشاعت بنادیں -

۳ — کل یورپ پر نقش کر دینا چاہیے کہ اب کسی ایشیائی یا افریقی ملک کی ایک انچ زمین بھی یورپ کا غصب کرنا' کل ایشیائیوں کی نظروں میں خار ہوگا - اور انکو یورپ سے بیزار بنادیگا - ایشیا اور افریقہ کی خود مختار سلطنتیں قریب قریب کل مٹ گئیں اور جو رہگئی ہیں ' بہت کمزور ہیں - لیکن پھر بھی ایشیا کے پاس ایک ایسی چیز ہے جو یورپ کے پاس نہیں - یعنی روحانیت! ایشیا اور افریقہ کے باشندے تعداد میں بھی کم نہیں ہیں ' اسلیے ہم ایشیائیوں کی حالت مایوسی کی نہیں ہے - ہمکو صرف خواب خرگوش سے بیدار ہونے کی ضرورت ہے - اگر ہم بیدار ہو گئے تو بلا شبہ ہماری عزت سب قومیں کریگی - وہ عزت کرنے پر مجبور ہونگی -

مغربی تمدن کا زوال

مادی ترقی کا رخ آجکل عروج پر ہے ' لیکن جو کوئی چشم بینا رکھتا ہو' وہ دیکھ سکتا ہے کہ اوس ترقی کی حد ہو گئی ' اور اب انتہا کا آغاز ہے - تہذیب مغرب کے عروج کو بہت زمانہ نہیں ہوا - لیکن اسمیں پستی اور شکستگی کے آثار شروع ہو گئے ہیں - ملکی نظر سے دیکھیے تو لیبر اوزسچن Labour-Question (یعنی مسائل عمال - الہلال) درپیش ہیں - جو شدید معرکہ کلاس Class (یعنی سوسائٹی کے مختلف مدارج کے تصادم - الہلال) کی خبر دیتے ہیں - معاشرتی نظر سے دیکھیے تو سفریجسٹس Sufferettes (حقوق طلب عورتوں) کا مسئلہ خانگی خوشی میں خلل انداز ہونے والا ہے -

تجارتی نظر سے دیکھیے تو یورپ کی قوتوں میں خود تجارتی رقابت اس خونریزی سے ہو رہی ہے ' اور کشاکش زندگانی اسقدر مہیب ہو گئی ہے کہ قوتوں اور قوموں اور ملک سامان بور و بحر مہیا رکھنے پر مجبور ہو رہا ہے تا کہ وہ رقیب سے اپنے کو بچاسکیں - جبتک ایشیا کے ملک ٹوٹنے اور ازجولان گاہی کو باقی تھے رہانتک آپسمیں صاف ہوا اور متفق ہوتے رہے - جب وہ باقی نہ رہینگے تو آپس ہی میں خون خرابہ ہوگا ' اور تہذیب مادی کا خاتمہ -

اس تہذیب مادی کا اثر اخلاق اور عادات انسانی پر بھی مضر ہو رہا ہے - وہ وقت آ گیا ہے کہ معاہدے کوئی چیز نہ سمجھے جاویں ' وہ وقت آگیا ہے کہ کمزور کی حمایت کے بجائے اسکو روند دیا جاوے - کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ تہذیب زیادہ عرصہ تک باقی رہسکتی ہے ؟

ایشیا کی تہذیب بدرجہا زیادہ پائدار تھی - اور اب بھی اگر وہ

عروج پر پہنچا دیجارلے تو رہی دنیا کے کاروبار کے چلانے میں زیادہ کام آسکتی ہے -

مگر ایشیا کی قو میں بیدار بھی تو ہوں - ایشیائی تہذیب کا رنگ بھی تو دیکھ ہو -

میں جانتا ہوں کہ لوگ اسے فیناٹزم Fanaticism اور جنون کہینگے - میں جانتا ہوں کہ اس حالت بربادی و تباہی میں یہ بات منہ سے نکالنا بہتوں کو ہنسا دیگا - لیکن میں کہے بغیر نہیں رهسکتا کہ ایشیا کو عروج دینے کا مادہ سب سے زیادہ اسی قوم میں ہے' جس نے مذہب اسلام اختیار کیا ہو- عیسائیت کے "مذہب مخالف" "faith antayonistic" میں میں عیسائی تہذیب کی جگہ لینے کا مادہ ہے -

صرف اسلام ہی جامع روحانیت و مادیت ہے

(۲) مسلمانوں کا خمیر ہی ایسا تیار کیا گیا ہے کہ انمیں قوم ارسط ہونے کی قابلیت ہو' اور جو عیسائی مادیت اور ہندوں کی روحانیت کے بین بین ایک تہذیب قائم کر سکے - میں عرض کرچکا ہوں کہ تنہا روحانیت سے کام اسلیے نہیں چلسکتا کہ مقابلہ خالص مادیت سے ہے -

اگر ایک چور کوئی مال لیے جا رہا ہو' تو پہلا کام تو یہ ہونا چاہیے کہ مال رکھا لیا جاے اور قوت مادی سے کام لیا جاے - اسکے بعد پھر چاہیے کہ چور کی درستی اخلاق کے لیے ارسطو روحانی اثر ڈالا جاے کہ وہ چوری کا ارادہ ہی نہ کرے' اور اپنے پڑوسی کو امن سے سونے دے -

روحانیت بہت اعلی چیز ہے - مگر مادی ترقی کے بغیر ہم روح کی برتری قائم نہ رکھ سکینگے -

ہمارا تمدن سادہ رہے - ہم تجارت میں بھی بہت ترقی نہ کرینں - ہمکو اسلیے روپیہ کی بھی بہت ضرورت نہ ہو کہ ہم قناعت پیدا کرینں' اور کشائش زندگانی کو زیادہ شدید نہ بنا دینں - لیکن جب ہمارے اوپر دفعتاً برس طرح چھاپہ مارا جائیگا' کہ جسطرح طرابلس کے عربوں پر مارا گیا تھا' تو ہم کیا کرینگے ؟

یورپ کا آج حال یہ ہے کہ یورپ کے علاوہ افریقہ' ایشیا' امریکہ' کہیں کوئی ایسی زمین رہ چھوڑنا نہیں چاہتا' جہاں کے لوگ' اور جہاں کا مال اوسکے تلوار کے بقا میں معین ہو -

مذاہب ہند اور مقابلۂ مادیت

ایسی حالت میں ہم اگیاسی روحانیت کو لیکر چاٹ نہیں سکتے - جاپان مادی تہذیب کو اختیار کر رہا ہے' مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اوسکا بھی وہی حال ہوگا جو عیسا لیوں کا ہوا - روحانیت مفقود ہو جاوینگی' انسانیت ختم ہو جاویگی' اور انسان ایک ایسی کل بنجا ویگا جو روپیہ اور سامان عیش نفس ڈھالا کرے - میں یہ اسوجہ سے نہیں کہتا کہ میں بدہ مذہب کی روحانی قوت سے بے خبر ہوں - عیسائی مذہب کی اور بدہ مذہب کی روحانیت میں کچھہ بہت فرق نوعیت کا نہیں - ہاں بدہ مذہب کی روحانیت عیسائیت سے ارفع اور ارجمند ہے - مگر دونوں کی روحانی حالت اس جہان کون و فساد کے لیے مناسب نہ تھی - جسطرح مادیت کے عیسائی روحانیت پر غلبہ کر لیا' اور عیسائی تہذیب محض خود غرضی اور بہیمیت کی طرف منتقل ہو گئی' اسی طرح مجھے اندیشہ ہے کہ بدہ مذہب کی روحانیت کا بھی یہی حال ہوگا - جاپان اپنی شجاعت خاص قابل رشک ترقی پیش کر رہا ہے' بلکہ مغربی رنگ میں اپنے کو رنگ رہا ہے' اور جو شجاعت اوسنے کی کامیابی ہوئی ہے' اسلیے وہی رنگ اختیار کر لینے کی اور بھی رغبت ہوگی - مسلمانوں کی ٹرکی بھی اوسی رنگ پر آرہے تھے' مگر اونکے تو قدرت کی جانب سے ایک طمانچہ سخت رسید ہو گیا - لیکن جاپان کو میاب ہوا' اور روس کو اوسنے معقول سبق دیدیا' جسکا اثر حکمت اور روباہیت سے جلد ضائع کیا جا رہا ہے' مگر پھر بھی جاپان کی کامیابی میں شک نہیں' اور اوسکو مغربی رنگ اختیار کرنے پر وہ کامیابی کافی ترغیب دیسکتی ہے' بلکہ دیکھی ہے - ابھی کئی دن ہوے کہ شاہ جاپان کی قتل تک کی سازش کا اظہار ہوا تھا - یہ بھی مغربی رنگ ہے - ہندوؤں کی تہذیب بھی بہت اعلی اور فلسفیانہ ہے - اوسکی روحانیت درجہ کمال کو پہونچی ہوئی ہے - لیکن روحانیت کے اعمال پر پہونچنے کا نتیجہ یہ ہے کہ مادی ترقی قبول کرنے کی قابلیت صحیح نہیں رہی ہے - ہندوستان کے الوالعزم مدبر امکانی کوشش ہندو کے اصلاح تمدن کی کر رہے ہیں - ہندوستان کے مسلمانوں کی نسبت ہندو نے بہت کچھہ مادی رنگ حاصل کیا ہے - لیکن اگر غور سے دیکھیے تو ہندو رنگ کے لیے رکاوٹیں حد سے زیادہ ہیں - جنکا ہزار برس میں بھی پوری طرح سے دفع ہونا آسان نہیں -

اصل یہ ہے کہ ہندو کی تہذیب زمانۂ موجودہ کے بالکل خلاف ہے - اور یہ کسیطرح آسان نہیں نظر آتا کہ ہندوں کی قوم مادیت اور روحانیت' دونوں سے فائدہ حاصل کرے - پس اگر کوئی قوم مادیت کے مقابلے کے لیے باقی رہتی ہے تو وہ رہی ہے جسکو مادی تہذیب نے ابھی ابھی زندا ہے - میں پھر کہونگا - اور پھر کہونگا - اور پھر کہونگا - کہ مادی تہذیب کے مقابلہ کے لیے' نہیں مادی تہذیب کو نیچا دکھانے کے لیے' مسلمانوں سے زیادہ کوئی قوم موزوں نہیں -

اونمیں وہ روحانیت ہے جو مادیت سے سازگر سکتی ہے' اور جسپر پھر مادیت غالب نہیں آسکتی - اگر ذرا برابر بھی اسبات کی کوشش کی جاے کہ اوسکا اپنی حالت قائم رہے -

اسلام ایسی معمولی تعلیم نہیں دیتا کہ کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا اوسکی طرف پھیر دے -

وہ یہ بھی نہیں کہتا کہ سردی کے نالے سے اونٹ کا پار ہو جانا آسان ہے لیکن مالدار آدمی کا بہشت میں جانا آسان نہیں -

مسلمان یہ آہستہ آہستہ ہی سے کرسکتے ہیں کہ اپنی تہذیب اسلامی اور ایشیائی پر قائم رہیں اور پھر بھی یورپ کے ہم سطح آجائیں -

اونمیں ذات پات چھوت اچھوت کے جھگڑے کہاں ہیں ؟ اونمیں خود سری اور بادشاہ پرستی کی خرابیاں کہاں ہیں ؟ آج کل یورپ نے جمہوری اصول اختیار کر رکھا ہے - اور تجربہ نے یہ بتا دیا ہے کہ ظلم کو روکنے کے لیے اس سے بڑھکر کوئی طریق حکومت نہیں -

پھر مسلمانوں سے بڑھکر جمہوریت پسند اور کون ہو سکتا ہے ؟ ہر مسلمان کے خمیر میں ڈیما کریٹزم Dimocratisim ہونا چاہیے -

مسلمان ہی ایک ایسی قوم ہے جو غیر اسلامی اصول حکومت سے مستغنی ہو سکتی ہے -

اصل میں موجودہ تہذیب قائم ہی اسلامی اصول پر ہوئی تھی لیکن چونکہ عیسائی مذہب میں تہذیب کے اخلاقی حالت پر بچا رکھنے کا سامان نہ تھا' حضرت مسیح کے تہذیب و معشرت کے اصول منضبط نہ کیے - اسلیے عیسائیوں میں وہ اسلامی تہذیب اور بالکل مادیت ہوگئی' اور اب اسکو اسلامی تہذیب کہنا' خود عیسائی تہذیب کہنا بھی غلطی ہے -

اور یہ تہذیب بیسویں صدی کی تہذیب ہے - جسکی بنیاد بالکل اصول حریت Ultorcan Principh پر ہے -

اب ایشیائی قوموں پر یہ دیکھنا ہے کہ ایسی تہذیب کے مقابلے

کے لیے کون سي تہذیب چاہیے اور اس تہذیب کے دبانے کے لیے کون مذہب یا کون قوم مناسب ہے ؟ میں مسلمان ہوں - محض پیدائشی مسلمان نہیں - بلکہ میں سمجھتاہوں کہ اگر میں کسي مذہب کا پابند ہوسکتا ہوں تو اسلام ہي کا - اگر میري گردن کسي کے آگے عاجزانہ جھک سکتي ہے تو وہ خدا ہے ' اور خدا بھي وہي ' جو ان صفات کا ہو :

ھو اللہ الذي لا الہ الا ھو ' عالم الغیب و الشہادہ ' ھو الرحمن الرحیم - ھو اللہ الذي لا الہ الا ھو ' الملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر - سبحان اللہ عما یشرکون - ھو اللہ الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنی ' یسبح لہ ما في السمارات و الارض ' و ھو العزیز الحکیم -

اگر مذہب ضروري ہے تو اسلام کے سوا کوئي نہیں

اگر میں کسي انسان کا ایسا معتقد ہوسکتا ہوں کہ اسکے ارشادات کو بلا چون و چرا قبول کروں ' تو ارس انسان کا ' جو حقیقي طور پر رحمت للعالمین تھا - جو واقعي اکمل البشر اور افضل الناس تھا - جسکا سر دنیا کے گراں قدر و بلند مرتبہ شخصوں سے بھي بلند تھا - میں مسلمان ہوں - مسلمان ہونے پر مجھے فخر ہے - اور میري دلي آرزو یہ ہے کہ میں تمام دنیاکو نعرۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لگاتے سنوں - میں اسکا اقرار کرتا ہوں کہ میرے لیے اس سے زیادہ اور کوئي خوشي کي بات نہیں ہوسکتي کہ کل ایشیائي اور افریقي باشندے مسلمان ہوجاویں - مسلمان سے ہرگز میرا مطلب آجکل کے مسلمان نہیں ہیں - بلکہ قرون اولی کے مسلمان - ایسے مسلمان جو عمل صالح سے مسلمان تھے -

ایسے مسلمان جنکي زندگي ' جنکي موت ' جنکی نیکیاں ' اور جانفروشیاں ' سب اپنے اللہ کے لیے تھیں - جو بیکسوں پر رحم کرتے تھے - یتیموں کي مدد کرتے تھے - سچ بولنا جنکا شعار تھا - دوسروں کے لیے خود تکلیف اوٹھانا جنکا شیوہ تھا - جو جانوروں تک پر ظلم کے روادار نہ تھے - جو کسي موقع پر انصاف سے نہ ہٹتے تھے - جو راہ حق پر نہ صرف اپني جانیں بلکہ کل اپنے خاندان کي جانیں اور مال نثار کردیتے تھے - جنکي جرات اخلاقي و جسماني دونوں اعلی ترین مرتبہ پر تھیں - الغرض میں ایشیا اور افریقہ کیا ' کل دنیا کا مسلمان ہوجانا چاہتا ہوں - سچے دل سے چاہتا ہوں - اور اسمیں جو کوشش ہو ' اسے کرنے کیلیے موجود ہوں - لیکن اس کے ساتھ ہي میں یہ نہیں کہتا کہ اور پیغمبروں میں عظمت اور بزرگي نہ تھی - میں تو " لانفرق بین احد من رسلہ" کا قائل ہوں - رام ہوں ' یا کرشنا - شیو ہوں ' یا بدھا - یہ سب وہ گراں قدر لوگ تھے ' جنکي عظمت جسقدر ہم کریں کم ہے - اگر ایشیا کے سب باشندے محمد عربي (صلعم) کا پیرو اپنے کو نہیں کہنا چاہتے ' تو ہمیں یہ تو نہ چاہیے کہ اونکو آگے کرنے سے محض تعصب کي بنیاد پر پس و پیش کریں ؟

یہ سب کو معلوم رہنا چاہیے کہ اسلام کے اصول عالمگیر ہوگئے ہیں - اور با الخرہي کل بني نوع انسان کے اصول ہونگے - اگر وہ ترقي پذیر رہا اور کمال ترقي تک پہونچا -

ایسي حالت میں ارس سے تعصب رکھنا خود اپنا نقصان کرنا ہے - و اگر اسوقت یہ امر قابل لحاظ نہ ہو ' تب بھي یہ دیکھنا تو ضرور ہے کہ کون قوم ' یا کس مذہب کے پیرو اسوقت مادي تہذیب کا کامیابي سے مقابلہ کرسکنے کي اہلیت رکھتے ہیں ؟ جو قوم یا جو مذہب اسکي امید دلائے ' ارس کو کل ایشیا و افریقہ کو بلکہ دنیا کے کل ارس حصے کو ' جو روحانیت کے عنصر کو تہذیب سے مفقود ہونے دینا نہ چاہے ' ارسي قوم اور ارسي مذہب کو آگے کرکے استقلال ' تحمل ' اور دانشوري کے ساتھ حمایت کرني چاہئے -

میں جو خیالات جانوں کي بابت رکھتا ہوں ' وہ میں ظاہر کرچکا ' لیکن اگر روحانیت پسند باشندگان عالم یہ سمجھتے ہوں کہ جانوروں کي قوم اور بودہ مذہب ہي مادي تہذیب و ترقي کا مقابلہ کرکے روحانیت کا بول بالا کرسکتا ہے ' اور روحانیت پسند قوموں کو غلامي سے آزاد کرا سکتا ہے ' تو بلا پس و پیش میں کہونگا کہ مسلمانوں کو بھي فوراً چاہیے کہ جانوں کو آگے کرکے ارسکي حمایت کیلیے کمر بستہ ہوجائیں -

اب تنگ دلي ' تعصب ' اور بیجا جذبہ داري کا وقت نہیں ہے - جانوں اگر عالم گیري کي ہمت رکھتا ہے ' تو اسے بیشک میدان میں آنا چاہئے ' اور روحانیت کے مقصد کو اوٹھانا چاہئے - بہر صورت اب وقت خواب کا باقي نہیں رہا -

روحانیت بالکل مغلوب ہورہي ہے - اگر اب بھي اوسکا تحفظ نہ کیا گیا ' تو پھر کامیابي محال نہیں تو ہزار چند زیادہ دشوار ہو جاویگی -

ہم مسلمانوں کو ہمارے خدا نے خیرالامم کہا ہے - اسلیے سب سے زیادہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس حالت کو محسوس کریں - اور بني نوع انسان کے شرف کو برقرار رکھیں -

وقت کا سوال

مسلمانوں کے لیے سوال اب یہ نہیں ہے کہ ترک جئیں یا نہ جئیں - عرب زندہ رہیں یا نہ رہیں - اونکے لیے سوال اب یہ نہیں ہے کہ ایڈریا نوپل رہے یا نہ رہے - قسطنطنیہ رہے یا نہ رہے - اونکے لیے اب اسکا سوال بھي نہیں رہا کہ یورپ سے اسلام خارج ہو یا نہ ہو ' اور افریقہ میں اسلامي سلطنت خود مختار باقي رہے یا نہ رہے - یہ عظیم الشان مسئلہ اونکے لیے خارج از فکر ہے - بغداد میں خلافت کے چراغ کو گل کردیا تھا - اور قطع نظر ان امور کے جنگ صلیبي یہ اول ہي نہیں ہوئي -

مسلمانوں کي شان یہ ہے کہ مصیبت پر ثابت قدمي دکھا دیں - اونکے جوش شجاعت اور فیض سخاوت ' دونوں کو مصیبتوں کي حالت میں ترقي ہوتي ہے -

مسلمان بلا شبہ شکست کھا گیے ہیں - مگر کیا اونکي ہمت بھي ٹوٹ گئي ہے ؟ کیا وہ مایوس بھي ہوگیے ؟ کیا انہوں نے

لا تقنطوا من رحمت اللہ

کے جادو اثر اور جان بخش ارشاد کو فراموش کردیا ہے ؟

اسطرف مجھے غریب مسلمانوں سے ملنے کا اتفاق ہوا تو مجھے یقین کامل ہوگیا کہ ابھي مسلمانوں کے دل مردہ نہیں ہوگئے - ابھي اونمیں اسلام کي محبت موجود ہے -

اگر اسلام کي خدمت کا شوق کم ہوا ہے تو ہم ایسے مسلمانوں میں ' جن پر مغربي عنصر غالب آگیا ہے -

افسوس ہے تو یہ کہ وہ بیچارے مسلمان جنمیں اسلام کا درد ہے مادي تہذیب سے نابلد ہیں - وہ یہ نہیں جانتے کہ کسطرح وہ حسن و خوبي سے آج کل اسلام کي خدمت کرسکتے ہیں - اونمیں اب بھي ایسے جواہر نکلینگے جو اسلام کے لیے قرب کے منہ میں گھس جاویں - اپني سمجھ کے موافق وہ ہر طرح کي اسلام کي خدمت کرنے کو تیار ہیں -

لیکن اونکو چونکہ مادي تہذیب سے واقفیت کم ہے اسلیے وہ بہتوں ضرورت مدد کي سوچ نہیں سکتے -

اور ہم لوگ جو سوچ سکتے ہیں اونکو شراب و کباب سے بلکہ

کوٹ اور ٹراوزرس Trousers کی شکلیں دیکھنے سے فرصت نہیں - ہمیں بدقسمتی سے یورپ کی تہذیب کا سکہ اسقدر بیٹھ گیا ہے کہ اگر ذرا برابر بھی اس سے انحراف کریں تو شرمندہ ہو جاتے ہیں -

معلوم تو یہ ہوتا ہے کہ مغرب نے ہمارے جسم ہی کو نہیں بلکہ ہماری روح کو بھی مغلوب کر لیا ہے -

اگر یورپ ہمسے یہ کہے کہ اسلام یورپ میں رہنے کے قابل نہیں - تو ہم بھی فوراً کہدینگے کہ ترکوں کو یورپ سے نکلو اور ایشیا میں آ کر اسٹیمبول کی پرورش سے زندگی بسر کرنا چاہئے !!

اگر یورپ ہمسے یہ کہے کہ اسلام جمہوریت کے ساتھ نہیں چلسکتا تو ہم بھی فوراً یہ تسلیم کر لیں گے کہ ایران اور ترکی میں جو اندوہ ناک انقلابات ہوے، وہ اسی وجہ سے ہوے !!

یہ تو بڑے بڑے معاملات ہیں - ہماری افسوس ناک حالت تو یہ ہے کہ ہم ذرا سے ٹب میں پانی بھر کر نہانے کو، باوجود اسکے کہ وہ طب اور سائنس کی رو سے قطعاً مضر اور گندہ طریقہ ہے، صرف اسلیے پسند کرتے اور اختیار کرتے ہیں کہ یورپ میں وہ رائج ہے -

افسوس کہ ہم میں بھی اسکی قابلیت نہیں کہ ہم اپنی تہذیب کو پھر بلند مرتبہ پر پہونچائے، اور اپنے ملک - اپنے مذہب - اپنی قوم کے عروج کے طریقے نکالیں - لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو بھول گئے ہیں - اور اسپر فخر کرتے ہیں کہ ہم مہذب بھی اگر سمجھے جاتے ہیں تو اس حالت میں کہ مغرب کی پیروی اور بھلی ہر طرح کی تہذیب پر کاربند ہوں -

میں نے ایک غزل کہی تھی - اوسکا ایک شعر یہ تھا :

برا ہو اس محبت کا - بھلا ہو حسن دلکش کا
میں اپنے آپ سے گم ہوں مگر میرا پتا تم ہو

آخر کے " بھلا " کو بھی " برا " کہکر، مسلمانوں کی حالت کے مطابق اسے بنا سکتے ہیں -

مادی تہذیب کی اس نمایشی دلآویزی اور عقل فریبی نے مسلمانوں کو خود اپنے سے بھلا دیا ہے - اور مغربی تہذیب کا نشان انکے لیے بھی قائم کر دیا ہے - وہی معیار تہذیب و انسانیت ہے -

مولانا ! یاد رکھیے کہ قادر حقیقی ہم بھی لوگوں سے شدید باز پرس کریگا کہ ہمنے آن دلدادگان اسلام کی حمایت کیوں نہ کی، جو اسطرح سے اسلام کی خدمت کو تیار تھے -

آپ نے جو پالیسی اختیار کی ہے اور جس عظیم الشان خدمت کو اپنے ذمے لے لیا ہے، وہ یقیناً اصلی اور صحیح علاج ہے - آپ مسلمانوں میں مذہبی روح پھونکنا چاہتے ہیں، اور معارف قرآن کے ذریعہ سے -

بیشک اوسکا اثر ہوگا - بلکہ بہت کچھ ہو چکا ہے، لیکن وقت اوسکا مقتضی ہے کہ اسکے اثر کو ضائع نہ کیا جاے اور کوئی عملی کام شروع کر دیا جاے -

میری خدام کعبہ کی اسکیم Scheme کو بھی آپ نے قال کہا اور میرے پاس ٹھیک مسودہ بھی نہیں ہے -

کچھ کرنا، اور جلد کرنا ضروری ہے - آپ یہ تو دیکھیں کہ آپ تو ایک بہت بڑا کام کر رہے ہیں یعنی " الهلال " کی روشنی ہند میں پھیل رہی ہے - میں تو بیکار ہو رہا ہوں - کچھ تو کروں - خدام کعبہ کی اسکیم چلے تو اُسی کام کو کروں -

جو پین اسلامک Pan. Islamic انجمن کی مالخولیائی اسکیم تھی اوسے بھی بھیجتا ہوں - ملاحظہ فرمائیے - آپ تو ارسیر نہ ہنسیئے، مگر ہندوستان کے نوے فی صدی مسلمان اوسکو پڑھکر مجھے مجنوں ضرور کہینگے - وہ کہیں گے کہ عمل میں لانے والی چیز نہیں - اچھا نہیں - اور پھر نہیں - اور پھر نہیں - شاید وہ وقت بھی آجاے کہ وہ قابل عمل ہوجاے - جو چیز فوراً عمل کی ہو اوسے کرنا چاہیے -

بہرحال کچھ کرنا چاہیے - پھر اوٹھیے - اب دیر کیا ہے ؟ سوچ کیا ہے ؟ انتظار کیا ہے ؟

والسلام

الهـــلال

پیش نظر امور سے یہ عاجز غافل نہیں - گذشتہ آٹھ ماہ سے شب و روز یہی فکر دامنگیر رہی ہے - لیکن میری نظر اور پہلوؤں سے پڑھی تھی - میں اُس بہترین طریق عمل، اور ایک نقطۂ کار کا متلاشی تھا، جسکے چاروں طرف اپنی موجودہ صدہا ضرورتیں جمع ہوسکیں - بہرحال جو کچھ سوچنا سوچنا تھا، سوچ چکا ہوں، اور رحمت الہی کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے راہ سوجھا دی ہے - آیندہ نمبروں میں اسکی توضیح دیکھہ لیجیے گا - آجکی اشاعت کے مقالات افتتاحیہ گویا اسی کی تمہید میں - آپکی اسکیم " خدام کعبہ " بھی شائع کر دیتا ہوں - وما توفیقی الا باللہ - علیہ توکلت والیہ انیب -

---

همـــارا لیـڈر کون هے

—○*:○—

آخری فیصلہ کی گھڑی

— * —

دنیا بھول میں ہے - روحوں کی تھیلی اور پتلوں کی جیب میں لیڈر کو تلاش کرتی ہے - ہمارے رہنما حجازی رسول (صلعم) ہیں - تیرہ سو برس کی پائدار رہبری کو چھوڑ کر ہم خود غرض، بے اعتبار - اور مقلدین فرنگ لیڈر نہیں چاہتے - آخری فیصلہ کی ساعت اب آگئی - توحید کی روشنی اخباری دنیا کی تاریکی میں نمودار ہونا چاہتی ہے - وہ ہفتہ وار اخبار توحید ہے - ہر ہفتہ بیچ تقطیع کے آٹھ صفحوں پر میرٹھہ سے شائع ہوا کریگا - خط اور چھپائی نہایت صاف - لڑائی کی تصویریں - مفید و دلچسپ اسلامی کارٹون - تازہ اخبارات و رسائل کا ضروری خلاصہ - انقلاب انگیز طوفانی چال، بیدین کے لئے بہزچال - امن و امان کے لئے نیک فال - ہر خاص و عام کے سمجھنے کے قابل باتیں - وہ طریقے جنسے ملک میں لیڈر شناسی کا ملکہ پیدا ہو - مولانا حسن نظامی دہلوی کی ایڈیٹری، نگرانی، اور سرپرستی میں میرٹھہ سے ۱۰ اپریل سنہ ۱۳ ع کو جاری ہو جائیگا - قیمت سالانہ صرف ۳ - روپیہ - نمونہ ایک آنہ کے ٹکٹ آنے پر ملیگا - مفت نہیں - الهلال کا حوالہ ضرور دیجیئے -

منیجر اخبار توحید - لال کوٹھی - میرٹھہ

(اعلانات)

دھلی میں غدر

پہلے تیموری تاجدار اور اسکے خاندان کی کیا شان تھی - اور غدر کے بعد کیا ہوگئی - پھولوں کی سیج پر سونے والی شہزادیاں ظلم و ستم کے کانٹوں پر کیونکر سوئیں - اُنکے معصوم بچوں نے کس کس کے طمانچے کھائے بہادر شاہ غازی اور انکے لال دھوں پر کیسی کیسی بیتائیں پڑیں - شہنشاہ ہند کے بیٹوں اور نواسوں نے دہلی کے بازاروں میں کسطرح بھیک مانگی - ایسے سچے اور چشم دید قصے مضامین خواجہ حسن نظامی میں بکثرت جمع کیے گئے ہیں - یہ مجموعہ ڈھائی سو صفحہ کا ہے - جسمیں مضامین غدر کے علاوہ اور بھی بہت سے دلچسپ مضمون خواجہ حسن نظامی کے ہیں - قیمت صرف ایک روپیہ -

اگر ہندوستان میں انگریزی چراغ گل ہو جائے

خدا نخواستہ حکومت کا نہیں بلکہ انگریزوں کی پھیلائی ہوئی نئی روشن کا چراغ اگر گل ہوجائے اور اہل ہند اپنے قدیمی تمدن اور پرانی روشنی کے اصول کو اختیار کر لیں تو اسوقت نئی روشنی کی بولتی ہوئی تاریخ لسان العصر اکبر الہ آبادی کے کلام میں جوں کی توں مل جائیگی - کلیات اکبر کا یہ لاجواب مجموعہ دو حصوں میں ہمارے ہاں موجود ہے - قیمت تین روپیہ آٹھہ آنے -

یورپ اپنے گھر میں رہے

ایشیاء و افریقہ میں اسکا رہنا عقل اور فطرت کے خلاف ہے - یہ مقولہ مصر کے زبردست بزرگ اور تمام مسلمانوں کے شیخ المشائخ کا ہے جو انہوں نے اپنی کتاب مستقبل الاسلام میں لکھا ہے - اس کتاب میں ایسی دل کو لگنے والی پیشین گوئیاں ہیں کہ مسلمان علی الخصوص ایشیائی آنکھہ دیکھکر باغ باغ ہو جاتی ہے - اسکے اردو ترجمہ کا نام اسلام کا انجام ہے - قیمت چار آنے -

زار روس کی ہتکڑیاں

اس کا بھید شیخ سنوسی کے رسالوں میں ہے جسمیں ظہور حضرت امام مہدی اور شہنشاہ انگلستان کے مسلمان ہونے اور آئندہ زمانہ کے ہولناک انقلابات کی سچی پیشین گوئیاں ہیں -

حصہ اول ۴ آنہ - حصہ دوم کتاب الامر ۴ آنہ - حصہ سوم فیضان ۸ آنہ -

ہندوستان میں جہاد

سلطان محمود غزنوی نے سومنات میں کیونکر جہاد کیا - اسکے چشم دید منظر روزنامچہ خواجہ حسن نظامی میں ملینگے جسمیں سفر بمبئی سومنات کاٹھیاواڑ گجرات وغیرہ کا دلچسپ تذکرہ ہے - قیمت ۸ آنہ

محدث گنگوہی کی گرفتاری

عارف و فاضل حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ غدر کے زمانہ میں کیونکر گرفتار ہوئے اور آخیر کیا کیا تکلیفیں اسکا ذکر انکی نئی سوانح عمری میں ہے - یہ کتاب نہیں ہے حقائق و معارف کا عظیم الشان خزانہ ہے - با تصویر قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ - اسرار مخفی بھید - ۴ آنہ ترکی فتح کی پیشین گوئیاں قیمت دو پیسہ - دل کی مراد قیمت ۱۰ آنہ - رسول کی عیدی قیمت ۲ آنہ

یہ سب کتابیں کارکن حلقہ نظام المشایخ دہلی سے منگائیے -

سسٹم راسکوپ لیرروچ ۱۹ سائز

مضبوط ' سچا وقت ' برابر چلنے والی ' معہ محصول دو روپیہ آٹھہ آنہ

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرمتلہ کلکتہ -

فهرست

زر اعانة دولت علية اسلامية

—:⇔:—

(١٨)

ان الله اشترى من المومنين انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنه

⇔

بذيله فهرست اسماء بزرگان موضع بيگرن' جلكي مجموعي رقم ٨ - ٢١٢ بذريعه جناب ولي محمد صاحب عباسي ' ساكن ارمه پور' وصول هوئي اور فهرست نمبر ١٣ ميں شائع كي گئي تهي -

	پائي	آنه	روپيه
سبحان نيورا	-	-	١
حسان مرزوال	-	٨	-
فاضل مرزوال	-	-	١
الله بخش هانسي وال	-	-	١
امير حسنا - جوهان	-	٦	-
امام الدين جوهان	-	١٠	-
فاضو جوهان	-	٨	-
نعمت گوپي	-	-	١
قادر اجميري	-	٨	-
الله ركها مرزوال	-	٨	-
محمد ولد قاسم هانسي وال	-	٨	-
نبي بخش هانسي وال	-	-	١
الله ركها اجميري	-	٨	-
الله بخش ولد داؤد لاهوري - بيگوں	-	-	١
الله ركها ولد نورا هانسي وال	-	٨	-
رحمو ولد فاضل جوهان	-	-	١
الله بخش ولد كريم بخش	-	١٠	١
چهوٹو اجميري	-	٨	-
كريم چاندنا	-	-	١
واجو	-	-	١
رسول	-	-	٣
فاضل	-	-	١
الله بخش	-	-	٣
نبي بخش پنيله	-	-	٣
هاشم جان وال	-	-	١
داؤد لاهوري	-	-	١
نورا جان وال	-	-	٥
حسنا ولد ميرو	-	-	٣
دپٹو	-	٨	-
نبي بخش كدواسا وال	-	-	١
كلو	-	-	٩
گوٹو ولد قادر	-	-	١
نبي بخش	-	-	٣
نورا پٹيل	-	-	٦
دهرلا	-	٨	-
نبي بخش ولد امام بخش نداف بيگوں	-	-	١
چاندو	-	-	٢
امام بخش چوني بيگوں وال	-	١٣	٤
كالو	-	-	١
رحمان ولد ميرو	-	٨	-
شهاب الدين چهپه بيگوں	-	-	٥

	پائي	آنه	روپيه
كريم بخش	-	-	١
جمال الدين	-	-	١
اسحاق	-	-	٣
مسماة فاطمه بيوه نورا	-	٣	-
ابراهيم نيلگر بيگوں	-	-	٢
حسنا	-	-	٣
پير بخش	-	-	٥
غريب	-	-	١
خدا بخش	-	-	١
خواجو	-	-	١
خواجو بهاوازه والا	-	٦	-
نبي بخش	-	٣	-
گدا سچا	-	-	٢
الله نور سمرقندہ والا	-	-	١
قدرت الله خان كوتوال	-	-	٥
دوست محمد خان همدرد سپاهي بيگوں	-	-	٢
دراز خان	-	-	٣
گلاب خان ولد نبي بخش	-	-	٢
نصر معجي خان	-	٨	-
اكر خان	-	-	١
پير خان ولد مدح خان	-	-	١
مير خان	-	-	١
چاند خان	-	٣	-
مرزا خان	-	٩	-
لعل خان	-	-	١
تاجو سازكر بيگوں	-	-	١
عالم داعظي	-	٢	-
الله بخش مصور	-	-	١
محمد قولر والا	-	-	٢
حسنا آهاكر	-	-	٩
مستان شاه	-	-	١
چهوٹو ورق ساز	-	-	١
رحيم بخش بهوجه	-	٨	-
رحمان سوزكر	-	٨	-
حسن شاه صاحب جفت فروش	-	٨	-
نبي بخش جعفر	-	٤	-
بهورا شاه جعفر	-	-	١

اسمائے بزرگان شاهجهانپور جنكا چنده ... ... ١٥٦ - بذريعه جناب مولوي سيد محمد نبي صاحب وكيل شاهجهانپور وصول هوا اور فهرست نمبر ١٢ ميں شائع كيا گيا -

سيد محمد غلام رباني صاحب ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	٢٠
سيد رفيق حسن صاحب محله خليل	-	-	٥
حكيم سيد جميل الدين صاحب محله نجو خليل	-	-	٢
مشيره سيد محمد حسن صاحب ميان محله نديري	-	-	٥
سيد محمد حسين صاحب ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	١
عنايت احمد خاں صاحب محله عليري	-	-	١
محمد كفور عالي خاں صاحب محله تاربى بهادر گنج	-	-	٥
سيد شرف عالي ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	٥
سيد عبد الحكيم ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	١٠
اهليه سيد محمد نبي ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	٥٠
اهليه سيد غلام رباني ميان محله جهنڈا كلاں	٦	٥	١٠
مشيره سيد غلام رباني ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	٩٧

	روپیه	آنه	پائی
اهلیه قاضی محمد حسین صاحب محله جهندا کلاں	۶	۱۱	۳
سید محمد یوسف میاں محله جهندا کلاں	-	-	۱۵
سید حسین احمد میاں محله جهندا کلاں	-	-	۵
چند مسلمانان شاهجهانپور	-	۹	۲

بذریعه سید بشارت علي ز سید مظہر امام صاحب

هنسلي نقرئي ايک - کنگن نقرئي ايک جفت - مالي نقرئي ۹ عدد - جهومر نقرئي ايک - بٹانا نقرئي ايک جفت - چهلا نقرئي ايک جفت - جوشن ايضاً ايک جفت - آرسي ايک - انگوٹهي نگدار ايک - پائنداں برنجي ايک معه بوڈهوڑ - حصه برنجي خرد و کلاں ايک - کمور برنجي ايک - مالي ملیگیا ايک - برنجے ايک - اوٹا برنجي ايک - پائنداں معه بوڈهوڑ ايک - پائنداں مدوں ايک - بوڑهه معه مسي ۵ عدد - ايضاً کلاں خرد و کلاں بدهنا و بدهني - ايضاً ۵ عدد - کٹورہ مسي ايک - گلاس اليومونيم ايک - کهرے پلم-ري دوعدد - کوزي چيني کهرے ايک - مگريٹ ليس دوعدد - ٹسبيم ايک - سولي ليس ايک - سولي مفصل ايک - اٹا ايک - بيچهک ايک - چاقو ايک - صافه ايک - اچکن جامه داني ايک - مهد نامه معه جزدان ايک - اکتاب از قسم ناول گياره جلد - کلاوند سرخ ايک - رجب فيلي سوداگر بنس ايک - نقد ۱۵ ۴ ۰

بذریعه ڈاکٹر فضل شاه صاحب جهنگ پت ۱۰۱ ۷ ۰

جناب عبد الحميد خاں صاحب	-	-	۵
خاں بهادر سردار لشکر	-	-	۰
حاجي کريمداد خاں	-	-	۵۰
معرفت جناب خانصاحب منشي مراز الدين	-	-	۹
کريمداد ملازم هسپتال	-	۱	۱
منشي صوبه خاں بريدج پوسٹماسٹر	-	-	۳
منشي فيض محمد خاں کرد اور قانونگو	۸	-	۸
مرزا محمد حسن مراثض نويس	-	-	۲
جناب ڈاکٹر فضل شاه	-	-	۱۰
سيد عبد الخالق	-	-	۳
بقايا رقم جو که پهلے چندوں سے بچي تهي ۰	۱۵		۲

بزرگان ٹيٹا گڑه - کلکته در گهوڑياں جيبي - ز نقد ۰ ۱۴ ۳۵۵

جناب خليل الرحمن صاحب باقر گنج - بانکي پور	۰	۶	۶
بزرگان جمولي ضلع مرٹهن بذريعه محمد يعقوب صاحب	-	-	۱۳۰
عبد القادر صاحب ضلع قاره غازي خاں	-	-	۲۰
بذريعه حبيب النبي خانصاحب مرحوم	-	-	۲
بزرگان صاحب بگاں بمقام کالي گهاٹ بذريعه نعمت صاحب مستري	۶	۱	۶۰
ايس - ايم - پيارے صاحب از مغلدم پور - گيا	-	-	۳۱
ايک خاتون از دنار پور - سوهاگ پور بذريعه	-	-	۱۹۵
سيد احمد صاحب (مليگڈه)			
بزرگان پرهل گنج ضلع گورکهپور بذريعه سيد محمد قاسم صاحب کلرک تهانه	۹	۱۲	۱۶
جناب چودهري اعجاز رسول صاحب رڈولي	-	-	۲
بزرگان بايزيد پور ضلع مونگير بذريعه شمش الدين صاحب	۱۲		۱۶
شيخ محمد عطا الله صاحب طالب علم الٰه آباد	-	-	۳
نبي بخش - خدا بخش صاحب بستي مونتي خاں هوشيار پور -	۲		۲۵
نذير الدين صاحب نعماني رڈولي	-	-	۵

برادران هنود و اسلام رياست جبر نهاري ضلع هسر پور بذريعه
جناب منشي عبد الرحمن صاحب و فخر الحسن صاحب ۰ - - ۲۵۰

(به تفصيل ذيل)

چنده متفرق جو عيد گاه ميں بقر عيد کر

رسول هوا	۶	۱۲	۱۲
منشي عبد الوحيد صاحب معه اهليه خود ۰		۱۰	۳
منشي عبد العزيز صاحب معه اهليه ريسرخ ۰		-	۷

	روپیه	آنه	پائی
بابو سعيد احمد صاحب ڈاکٹر شفاخانه ريلوے ۰		۷	۱۴
جناب والده صاحبه ڈاکٹر صاحب ممدوح	-	-	۱۰
منشي عوض علي صاحب پيشکار	۶	۱۲	۱
منشي احمد حسين صاحب کمال الدوله	-	۱۰	۱
منشي ڈهوري خانصاحب	-	۱۴	۱
منشي عبد الباسط صاحب	-	۶	۶
مرزا احمد حسين صاحب سرشته دار حضور دربار ۰		-	۲
منشي رجب علي خانصاحب مضروم پيمائش ۰		۵	۱
نجف خانصاحب سوار	-	۱۳	-
منشي فخر الرحمان صاحب	۶	-	۹
مرزا بخش صاحب سوداگر	-	۸	۱۱
سيد سرفراز علي صاحب سوداگر	-	-	۲
منشي رسول خانصاحب افسر ريزم	-	۱۲	۴
منشي صادق حسين خانصاحب			
سب انسپکٹر پوليس	-	-	۶
شمس الدين صاحب سوداگر مهوا	-	-	۱
قوم چنده جو معاله رياست جرهاري مين			
رصول هوے	۶	۸	۶
عبد الجليل خانصاحب عرف پول خان	-	-	۵
چهرٹے خاصاحب سپاهي	-	۸	۲
امام خانصاحب سپاهي	-	۱	۳
رسولي هرن باز صاحب	۳	۱۱	۰
منشي امير الله خانصاحب اهامد ايجنٹي			
معه اهليه خود	-	۶	۵
منشي عبد الکريم صاحب سرشته دار ريلوے ۰		-	۵
بيگم صاحبه صدارالمهام صاحب	-	-	۲
والده صاحبه حافظ يوسف علي	-	-	۱
حکيم مهر خانصاحب حکيم ايوب	-	-	۱
منشي عبد المجيد صاحب مورسال	-	-	۴
منشي احمد جان صاحب باکول	-	۹	۱
منشي امجد علي صاحب	-	-	۱
مولوي محمد ابراهيم صاحب مجسٹريٹ			
درجه سوم	-	-	۱
جمن خانصاحب ٹهيکدار آبکاري	-	-	۲
شيخ الهي بخش صاحب سوداگر	-	-	۳
سيد باقر حسين صاحب	-	۹	۱
مير اصغر علي صاحب ارر صير	-	-	۱
شيخ غازي صاحب تماکو فروش	-	-	۱
منشي بهادر خان صاحب مدرس			
انگريزي	-	-	۱
ديوان شيخ محمد صاحب	-	-	۱
سيد عبد الرحيم صاحب حضور دربار	-	-	۱
حکيم احمد حسين صاحب حضور دربار	-	-	۲
شيخ مداري خليفه چرزني	-	-	۱
محمد خانصاحب	-	-	۱
رمضان صاحب	-	-	۱
مرزا واجد بيگ صاحب ٹهيکدار تعجرات	-	-	۱
منشي ارشاد حسين خانصاحب مورسال	-	-	۱
منشي عبد الحکيم صاحب سب انسپکٹر پوليس ۰		-	۲

	پائي	آنه	روپيه
نورن باچھ والا	-	۲	-
گيو شتر سوار	-	۳	-
نوربيگ	-	۲	-
مہر خانصاحب شتر سوار	۶	-	-
خدا بخش صاحب	۶	-	-
جھنگي باجے والا	-	۱	-
رمضان تلنگا	۶	-	-
ديوان خان تلنگا	-	۱	-
مسماة بڑي بہو فعل خانه	-	۱	-
شيخ روشن صاحب	-	۲	-
کھڑي صاحب	-	۱	-
شيخ نتھو صاحب	-	۲	-
رسول بخش صاحب	-	۱	-
مرزا فوجي صاحب	۲	-	-
مرزا بشارت صاحب	-	۱	-
چھوٹے خانصاحب	۲	-	-
يوسف خانصاحب گولہ انداز	-	۴	-
غازي خانصاحب چابک سوار	-	۲	-
شيخ کلو گولہ انداز	-	۲	-
نور خانصاحب سپاهي	-	۲	-
نور خانصاحب سپاهي	-	۲	-
دايم خانصاحب سپاهي	-	۱	-
بدلو سيقل گر	۲	-	-
باسط سپاهي	۲	-	-
شيخ اسمعيل صاحب	-	۵	-
شيخ بشارت	-	۵	-
بادل خانصاحب سپاهي	۳	-	-
يعقوب بيگ گولہ انداز	-	۳	-
مرزا بشارت بيگ صاحب	-	۴	-
شيرعلي صاحب عطر فروش	-	۴	-
علي مرزا صاحب گولہ انداز	-	۵	-
دايم خانصاحب پهلوان	-	۸	-
مرزا نجف بيگ صاحب	-	۴	-
مرزا خاتم بيگ صاحب	-	۴	-
مرزا کريم بيگ	-	۸	-
محمد شيرخانصاحب مدرس	-	۲	-
رمضان بيگ صاحب	-	۲	-
فتح خانصاحب	-	۱	-
علي خانصاحب بلم بردار	-	۱	-
منو خانصاحب	-		-
نتھو خانصاحب	-		-
مدار حسين بيگ صاحب	-	۱	-
شيخ غازي صاحب	-	۱	-
رضا بيگ صاحب	۳	-	-
منو بيگ صاحب	۳	-	-
محمد بيگ صاحب	۳	-	-
وزير قہار صاحب	-	۱	-
نبي بخش صاحب	-	۲	-
قاسم بيگ	-	۳	-
رجب قہار	-	۱	-
حافظ فقير محمد صاحب	-	۲	-
پيٹو صاحب	-	۱	-

	پائي	آنه	روپيه
گلاب خانصاحب	-	۲	-
چھوٹے خانصاحب	-	۱	-
صدو خانصاحب ممن تار	-	۶	-
مظفر حسين صاحب چوکيدار	-	۱	-
غلام اکبر خانصاحب مختار	-	۴	-
شيخ عبد الله صاحب سپاهي	-	۲	-
حسين خانصاحب سپاهي	-	۲	-
دين محمد صاحب سپاهي	-	۲	-
شيخ خدا بخش رمضان چوکيدار	-	۸	-
نجف خانصاحب چوکيدار	-	۴	-
غازي خانصاحب برقنداز	-	۲	-
سري بهشتي	-	۱	-
نبو صاحب سپاهي	۱	۱	-
شيخ عثمان	-	۴	-
امير خانصاحب موزه دار	-	۴	-
عبد الرشيد صاحب مختار	-	۴	-
شيخ الهي بخش صاحب سوار	-	۴	-
خاهي الله دين صاحب	-	۴	-
ميربخش - شترخانه	-	۱	-
عبدو سبزي فروش	-	۲	-
سيقول سبزي فروش	-	۲	-
صاں خانصاحب افسر دوم	-	۴	-
پيٹو خانصاحب	-	۲	-
اصلم باجے والا	-	۲	-
زرجه محمد اصاں خانصاحب	-	۱	-
خالد سپاهي	-	۱	-
به ذريعه شيخ چاند صاحب سپاهي	-	۳	-
منشي گلاب خانصاحب صوبه	-	۳	-
ٹوندي رنگريز	-	۱	-
ڈاڈي خلاصي	-	۱	-
کھڑي منشا سطاسب	-	۲	-
پير خانصاحب گولہ انداز	-	۲	-
حسين بيگ منشا	-	۱	-
قربان علي سپاهي	-	۱	-
مرزا مداري بيگ صاحب	-	۲	-
بقائي بساطي	-	۲	-
جمن منهار	-	۳	-
لعل محمد منهار	-	۱	-
شيخ بهوري	-	۴	-
عثمان خانصاحب طالبعلم	-	۴	-
گلو سائيس	۶	۱	-
پيٹو خانصاحب سپاهي	-	۴	-
مرزا ولايت علي بيگ	-	۲	-
جهسو خانصاحب سپاهي	-	۲	-
کالي خانصاحب سوار	-	۴	-
دلاو سپاهي	-	۲	-
فقيري جمعدار تحصيل	-	۴	-
حسن خان وزن کش	-	۴	-
مان خانصاحب سپاهي	-	۴	-

	پائي	آنه	روپيه
نورن باجہ والا	۰	۲	۰
گيو شتر سوار	۰	۲	۰
نور بيگ	۰	۲	۰
مہر خانصاحب شتر سوار	۶	۰	۰
خدا بخش صاحب	۶	۰	۰
جھنگي باجے والا	۰	۱	۰
رمضان تلنگا	۶	۰	۰
ديوان خان تلنگا	۰	۱	۰
مسماۃ بڑي بہو قبل خانہ	۰	۱	۰
شيخ روشن صاحب	۰	۲	۰
کھري صاحب	۰	۱	۰
شيخ نتھو صاحب	۰	۲	۰
رسول بخش صاحب	۰	۱	۰
مرزا نوجي صاحب	۲	۰	۰
مرزا بشارت صاحب	۰	۱	۰
چھوٹے خانصاحب	۲	۰	۰
يوسف خانصاحب گولہ انداز	۰	۴	۰
غازي خانصاحب چابک سوار	۰	۲	۰
شيخ کلو گولہ انداز	۰	۲	۰
نور خانصاحب سپاهي	۰	۲	۰
نور خانصاحب سپاهي	۰	۲	۰
دايم خانصاحب سپاهي	۰	۱	۰
بدلو سيقل گر	۳	۰	۰
باسط سپاهي	۳	۰	۰
شيخ اسمعيل صاحب	۰	۵	۰
شيخ بشارت	۰	۵	۰
بادل خانصاحب سپاهي	۳	۰	۰
يعقوب بيگ گولہ انداز	۰	۳	۰
مرزا بشارت بيگ صاحب	۰	۴	۰
شبرعلي صاحب عطر فروش	۰	۴	۰
علي مرزا صاحب گولہ انداز	۰	۵	۰
دايم خانصاحب پہلوان	۰	۸	۰
مرزا نجف بيگ صاحب	۰	۴	۰
مرزا خاتم بيگ صاحب	۰	۴	۰
مرزا کريم بيگ	۰	۸	۰
محمد شبرخانصاحب مدرس	۰	۲	۰
رمضان بيگ صاحب	۰	۲	۰
فتح خانصاحب	۰	۱	۰
علي خانصاحب بلم بردار	۰	۱	۰
منو خانصاحب	۰		۰
نتھو خانصاحب	۰		۰
مدار حسين بيگ صاحب	۰	۱	۰
شيخ غازي صاحب	۰	۱	۰
رضا بيگ صاحب	۳	۰	۰
منو بيگ صاحب	۲	۰	۰
محمد بيگ صاحب	۳	۰	۰
وزير قہار صاحب	۰	۱	۰
نبي بخش صاحب	۰	۲	۰
قادر بيگ	۰	۳	۰
رجب قہار	۰	۱	۰
حافظ فقير محمد صاحب	۰	۲	۰
پيٹو صاحب	۰	۱	۰

	پائي	آنه	روپيه
گلاب خانصاحب	۰	۲	۰
چھوٹے خانصاحب	۰	۱	۰
مدو خانصاحب ہرن باز	۰	۶	۰
مظفر حسين صاحب چوکيدار	۰	۱	۰
غلام اکبر خانصاحب مختار	۰	۴	۰
شيخ عبد الله صاحب سپاهي	۰	۲	۰
حسين خانصاحب سپاهي	۰	۲	۰
دين محمد صاحب سپاهي	۰	۲	۰
شيخ خيراتي روشن چوکيدار	۰	۸	۰
نجف خانصاحب چوکيدرے	۰	۴	۰
غازي خانصاحب بوقنداز	۰	۲	۰
سوي بھشتي	۰	۱	۰
نبو صاحب سپاهي	۱	۱	۰
شيخ عثمان	۰	۴	۰
امير خانصاحب مور بردار	۰	۴	۰
عبد الرشيد صاحب مختار	۰	۴	۰
شيخ الهي بخش صاحب سوار	۰	۴	۰
حاجي اله دين صاحب	۰	۴	۰
ميربخش - شترخانه	۰	۱	۰
عبدو سبزي فروش	۰	۲	۰
سبقول سبزي فروش	۰	۲	۰
مان خانصاحب افسر دوم	۰	۴	۰
پيٹو خانصاحب	۰	۲	۰
اصلم باجے والا	۰	۲	۰
زوجہ محمد امان خانصاحب	۰	۱	۰
خاند سپاهي	۰	۱	۰
بہ زريعہ شيخ چاند صاحب سپاهي	۰	۳	۰
منشي گلاب خانصاحب مور	۰	۳	۰
ٹوندي رنگريز	۰	۱	۰
قالتي خلاصي	۰	۱	۰
کھري منشکا سطاسب	۰	۲	۰
پير خانصاحب گولہ انداز	۰	۲	۰
حسين بيگ منکا	۰	۱	۰
قربان علي سپاهي	۰	۱	۰
مرزا مداري بيگ صاحب	۰	۲	۰
بقائي بساطي	۰	۲	۰
جمن منہار	۰	۳	۰
لعل محمد منہار	۰	۱	۰
شيخ بہوري	۰	۴	۰
عثمان خانصاحب طالبعلم	۰	۴	۰
گبو سائيس	۹	۱	۰
پيٹو خانصاحب سپاهي	۰	۴	۰
مرزا ولايت علي بيگ	۰	۲	۰
جمعو خانصاحب سپاهي	۰	۲	۰
کالبخانصاحب سوار	۰	۴	۰
دلو سپاهي	۰	۲	۰
فقيري جمعدار تحصيل	۰	۴	۰
حسن خان وزن کش	۰	۴	۰
مان خانصاحب سپاهي	۰	۴	۰

	پائی	آنه	روپیه
شمشیر خانصاحب وزن کش	۰	۰	۱
شیخ سبحان وزن کش	۰	۲	۰
رستم خانصاحب وزن کش	۰	۸	۰
شیخ مقیم صاحب وزن کش	۰	۴	۰
شیخ خدین صاحب وزن کش	۰	۲	۰
مداری صاحب وزن کش	۰	۲	۰
شیخ عاشق سپاهی	۰	۴	۰
اسمعیل خان ولد پیر خان	۰	۳	۰
گولے باجے والا	۰	۱	۰
گل خانصاحب کاتبی	۰	۲	۰
تاج محمد صاحب کاتبی	۰	۱	۰
بهورا	۰	۲	۰
رمضان قاضی	۰	۱	۰
ظهور الله صاحب	۰	۲	۰
شیخ اکرام صاحب	۰	۱	۰
پیر خانصاحب جمعدار	۰	۴	۰
للو منشی صاحب	۰	۱	۰
خدا بخش چوکیدار	۰	۱	۰
دختر نصب علی صاحب	۰	۲	۰
پیر خانصاحب سپاهی	۰	۱	۰
صلو رتنویر	۰	۱	۰
حاکم رنگریز	۰	۱	۰
عبدل خیاط	۰	۱	۰
عمر صاحب	۰	۱	۰
رمضان فراش	۰	۱	۰
نتهالئن چوکیدار	۰	۴	۰
بشارت بیگ صاحب	۰	۲	۰
بدهو صاحب	۰	۱	۰
رحیم صاحب	۰	۱	۰
ایک مسلمان	۰	۲	۰
خواجو صاحب	۰	۴	۰
سید برکت علی صاحب	۰	۲	۰
میر صاحب	۶	۰	۰
مان خانصاحب سوار	۰	۴	۰
سید برکت علی صاحب چرکهاری	۰	۲	۰
شیخ رحیم صاحب	۰	۲	۰
میر خانصاحب جمعدار پولیس	۰	۲	۰
مرزا مظهر صاحب	۰	۱	۰
مرزا چنگی صاحب	۰	۱	۰
شیخ سبحان صاحب	۰	۱	۰
میکو صاحب	۶	۰	۰
مرزا حسن صاحب	۰	۱	۰
وزیر خانصاحب سوار	۰	۴	۰
شیخ امیر تلنگا	۰	۱	۰
قاسم علی صاحب	۰	۱	۰
مهر خانصاحب سپاهی	۰	۲	۰
شیخ چاند	۰	۲	۰
ایک مسلمان	۰	۲	۰
رحم خانصاحب تلنگا	۰	۰	۱
فقیری صاحب	۰	۴	۰
منشی عبد الحکیم صاحب طالب علم	۰	۱۲	۰
والده صاحبه فخر الرحمان خان محرر	۰	۰	۱
اهلیه صاحبه فیض محمد	۰	۰	۱
محمد خانصاحب سپاهی	۰	۴	۰

	پائی	آنه	روپیه
مولا بخش	۰	۲	۰
زوجه حیات خانصاحب	۰	۲	۰
فجو حجام	۰	۴	۰
للی حجام بذریعه امام خان	۰	۲	۰
محبوب بخش صاحب ٹهیکدار	۰	۰	۱
محصول منی آرڈر	۰	۸	۲

جناب عبد الرزاق صاحب موهیه (آسام)	۰	۰	۲۰۰
جناب عبد المعید حبیب النعق صاحب شیخپور ضلع گورکهپور	۰	۰	۲
جناب عبد العزیز خانصاحب مهراهی	۰	۰	۵
جناب وحید الحق صاحب ستلپور	۰	۰	۷
جناب محمد یوسف صاحب اورسیر پلیسر	۰	۰	۱۷
برادرم جناب عبد العزیز صاحب اورسیر لرنیلم	۰	۰	۵
جناب صوفی نور محمد صاحب ٹهیه دار	۰	۰	۲۰
جناب عالم حیدر خانصاحب	۰	۰	۵
جناب نایو دیسر دام صاحب	۰	۰	۵

بذریعه جناب سید قطب الدین منیجر - هسوا - گیا	۰	۱۰	۳۸
(به تفصیل ذیل)			
بزرگان موضع هسوا ضلع گیا	۰	۳	۲۶
،، بهیدور ،،	۰	۰	۷
،، پالی خورد ،،	۰	۲	۳
،، صکهولی ،،	۰	۳	۲

بذریعه جناب ابو ظاهر محمد طاهر حق صاحب بهار - پٹنه			
(به تفصیل ذیل)			
بزرگان موضع توسی ضلع گیا	۰	۰	۷۲
،، گودر هزاری باغ	۰	۰	۲۵
ایک بزرگ جنکا نام ظاهر کرنے کی اجازت نهیں	۰	۰	۳
ایک بزرگ از کید گنج - الله باد	۰	۰	۱

بذریعه جناب احمد سعید صاحب افضل کڈه - بجنور	۰	۳	۵۹
(به تفصیل ذیل)			
امام بخش صفری قصاب صابیا والا	۰	۰	۱
عصمت الله پٹواری والا	۰	۰	۱
منشی مجیب الله	۰	۰	۱
حکیم ٹولا	۰	۸	۰
حبیب الله ولد محمد بخش	۰	۴	۰
علی محمد ولد الهی بخش	۰	۸	۰
نبی ولد خدا بخش	۰	۴	۰
رفعتی حجام	۰	۴	۰
خدا بخش قصاب	۰	۶	۰
نبی رنگساز	۳	۸	۰
رحمت الله ولد الهی بخش	۰	۰	۳
بشیر احمد میکپور	۰	۰	۱
آصف آباد	۰	۴	۱
احمد سعید صاحب	۰	۰	۲۰
نبی ولد ایزه بخش	۰	۸	۰
مولا بخش رنگساز	۰	۲	۰
عبد الرزاق صوجه	۰	۸	۰
محبوب علی	۰	۴	۰
مولا بخش نداف	۰	۸	۰
جهجو نداف	۰	۲	۰
کالو نداف	۰	۲	۰
کریم بخش نداف	۰	۲	۰

درد سر و درد رياح کي دوا



رياحي درد لعظه ميں پہاڑ هو جاتا هے - يه دوا لعظه ميں اسکو پاني کر ديتي هے - درد رياح جيسے ٹيک - چمک - ٹيس - رگوں ميں لہر کن کني سے چاهے جسقدر تکليف هو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع هوتي هے درد سر کے واسطے بهي اس دوا کا ايساهي فايده هے - نصف سر ميں هو يا تمام سر ميں اسي وجه سے ايساهي درد هو اس دوا سے رفع هو جاتا هے صرف يهي نہيں اگر سر کٹا جاتا هو پهٹا جاتا هو - اُڑا جاتا هو - اس دوا سے فوراً بند هوتا هے - اندنوں لوگ ذرا ذرا سي باتوں ميں سر دکهايا کرتے هيں کام ميں يا صفت کي باتوں ميں فکر و تردد ميں عيش و عشرت ميں دن کو رات اور رات کو دن بنانے ميں کل شکايتيں سر پر آجاتي هيں - اور هاے رے درد سر پکارا کرتے هيں ڈاکٹر برمن کي دوا ايسے لوگوں کے ليے هے - دوا کے استعمال سے فورا درد بند هوتا هے - اسلئے هر خاص و عام کو يه دوا اپنے پاس رکهنا لازم هے -

(قيمت ۱۲ ٹکيوں کي ايک شيشي (۶ آنه) محصول ڈاک ايک سے چهه ڈبيه تک ۵ آنه)

ڈاکٹر ايس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹريٹ کلکته

حميديه هوٹل

نمبر ۱۳۱ لوئر چيت پور روڈ

همارے هوٹل ميں هر قسم کي اشياے خورد و نوش هر وقت طيار ملتي هيں نيز اسکے ساتهه مسافروں کے قيام کيليے پر تکلف اور ارام ده کمروں کا بهي انتظام کيا گيا هے جو نهايت هوادار، فرنشڈ اور بر لب راه واقع هيں جن صاحبوں کو کچهه دريافت کرنا هو بذريعه خط و کتابت منيجر هوٹل سے دريافت کر سکتے هيں - جنگ ترکي و اٹلي اور جنگ بلقان کي جمله تصويريں همارے هوٹل ميں فروخت کے ليے موجود هيں مع تصوير شيخ سنوسي وغيره -

المشتهر شيخ عبد الکريم مالک حميديه هوٹل

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

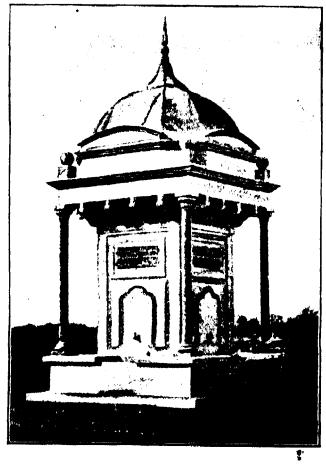
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۶ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۵ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, April 23, 1913.



قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے ' تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ' ورنہ بعد کو في پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں ' اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے وي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام ' پورا پتہ ' رقم ' اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے ذمہ دار نہ ہوگا - (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہ دیں ' البتہ حتي الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگي ہمیشہ لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جُزو کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشي مشروبات کا ' نعش امراض کي دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھي دفتر کو پیدا ہو ' کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ ـــ کوئي صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا ردوبدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد الحسینی

مقام اشاعت
۷۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad.
71-1 McLeod Street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address.
"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۱۶ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۵ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta Wednesday, April 23, 1913.

فہرس

شذرات
مقالۂ افتتاحیہ
البلاغ
مقالات
صفحہ من تاریخ العرب
معاصرۃ ابن المقفع
مذاکرۂ علمیہ
انتقاد
رد دی ترکس اف ترکومانی
کاروان طرابلس
معارضات طرابلس
باب المراسلۃ و المناظرۃ
الاخلاق
مراسلات
تسطنطنیہ دی جنگی
مجلس خدام کعبہ
فہرست زراعتہ دولۃ علیہ

تصاویر

جامع سلیم ادرنہ کا حوض (تکملہ پیج)
جامع سلیم کا ایک داخلی منظر (صفحہ خاص)
جامع سلیم کا منبر ۳
کبش (ایک رومی الۂ معاصرہ) ۷

تلغراف خصوصی

(قسطنطنیہ ۲۲ - اپریل) ۱۹ تاریخ کو ہماری وزارت کا ایک جلسہ ہوا، جسمیں تمام اتحادی شریک تھے - ۲۳ - رایوں سے برخلاف ۱۲ - کے قرار پایا کہ "عربی زبان" کے مسئلے کو اہل عرب کی دیرینہ خواہش کے مطابق منظور کرلیا جاے - نیز یہ کہ بیروت، دمشق، اور مکۂ معظمہ میں بہت جلد سرکاری یونیورسٹیاں قائم کی جائیں - آپنے اپنے خطوط میں اسکی خواہش کی تھی پس یہ خوشخبری برادران اسلام کو پہنچا دیجیے - خدا ترکوں اور عربوں کے اتحاد سے نئے دور اسلامی کا افتتاح کرے - مصلح

شذرات

شمس العلما مولانا شبلی نعمانی

اور مسئلۂ "الندوہ"

(مسلم گزٹ) لکھنؤ میں منشی بہجت علی کانورزی برادر منشی احتشام علی صاحب، اور منشی اسحٰق علی کانورزی ایڈیٹر الناظر ہی دو محرروں نے علی ہیں، جنمیں رسالہ الندوہ کے موجودہ ایڈیٹر مولوی محمد الیاس صاحب مدرس دارالعلوم کے ایک مضمون "جہاد" کی نسبت بعض واقعات و حالات درج کیے ہیں

جسکو سب سے پہلے اس واقعہ کی نسبت خود مولانا شبلی نے اله آباد سے ایک خط میں مجھ لکھا تھا کہ "الندوہ میں ایک سخت مضمون جہاد کے متعلق نکلا ہے جو ندوہ کے مقاصد کے خلاف ہے"

اس سے زیادہ اسمیں کچھ نہ تھا اور یہ شاید چار پانچ مہینے کی بات ہے -

میں نے اسکے بعد ایک دو مرتبہ الندوہ کے پرچے دفتر میں تلاش کرائے مگر معلوم ہوا کہ یا تو یہ پرچہ نہیں آیا، اور آیا تو اب نہیں ملتا -

اسکے بہت عرصے کے بعد لکھنؤ سے ایک صاحب کی مراسلت آئی جس میں اُس مضمون کی تائید تھی، میں نے انکو خود اس مضمون کا خط لکھا تھا کہ "جہاد کی نسبت میرا جو

البلاغ

— * —

اقترب للناس حسابهم وهم في غفلة معرضون !

لوگوں کے نتائج اعمال کا وقت قریب آ لگا ' لیکن اسپر بھی وہ غفلت میں سرشار اور اللہ کے طرف سے منھ موڑے ہوئے ہیں ! !

— * —

استجیبوا لربکم من قبل ان یاتی یوم لا مرد له من الله ' مالکم من ملجا یومئذ و مالکم من نکیر - فان اعرضوا ' فما ارسلناك علیهم حفیظا - ان علیك الا البلاغ (۴۲ : ۴۶)

اے غافل لوگو! اُس فیصلہ کن دن کے آنے سے پہلے اپنے خدا کا کہا مان لو' جو اُس کے طرف سے اعمال بد کے نتائج میں آنے والا ہے ' اور اُسکا ٹلنا ممکن نہیں - اُس دن نہ تو تمہارے لیے کہیں پناہ ہوگی ' اور نہ تم اپنے اعمال بد سے انکار ہی کرسکوگے !!

اگر اسطرح سمجھا دینے پر بھی یہ لوگ رو گردانی کریں تو (اے پیغمبر) ہم نے کچھہ تم کو اُن پر داروغہ بنا کر تو بھیجا نہیں ' تمہارے ذمے تو بس حکم الہی کا پہنچا دینا ہی ہے - ماننا یا نہ ماننا سننے والوں کا کام ہے -

— * —

ایڈریا نوپل جو خلفاء بلقان کی راہ کامیابی میں بظاہر آخری مانع کامیابی تھا ' بالآخر مسخر ہوگیا ' مع (جامع سلیم) کی مقدس محرابوں کے ' جنھوں نے دو صدیوں سے اپنے نیچے صرف سجدہ ہاے نیاز ' اور زمزمہ ہاے توحید و تکبیر ہی کو دیکھا تھا ' اور مع اُن بلند اور عظیم الہیئتہ منداروں کے ' جن پر آج تک روزانہ اعلان و شہادت توحید کی ایک صدا بھی قضا نہ ہوئی تھی - وہ فتح ہوگیا ' حالانکہ ہمارے جوش و بیداری کا لشکر عظیم ابتک غفلت و سرشاری کے قلعہ میں محصور ہے اور عبرت اور تنبیہ کے پیہم ہجوم ابتک اُسے مسخر نہیں کرسکے !! فیا حسرتا ! ویا ویلتا ! و یا ندما ! !

لمثل هذا یذرب القلب من کمد
ان کان في القلب اسلام و ایمان !

میں سفر میں تھا جب میں نے ارل باریہ خبر سنی - میں نے دیکھا کہ اس خبر کی تصدیق کے بعد بھی دنیا ویسی ہی تھی ' جیسی اس سے پہلے - میں نے دیکھا کہ ہم اپنے کاروبار میں مصروف ' اور اپنی احتیا جات میں بدستور منہمک ہیں - وقت پر کھانا کھاتے ہیں اور وقت پر آرام دہ نیند کے انتظار میں بستروں کو تلاش کرتے ہیں - زندگی کی مصروفیتوں میں کوئی تغیر نہیں ہوا ' اور اپنے اندر بھی دیکھا تو حالت ویسی ہی پائی ' جیسی کہ کل تک تھی - حالانکہ ہم میں سے کوئی بھی اس خبر کے سننے کیلیے طیار نہ تھا -

میں نے سوچا کہ کیا کسی دن اسی طرح قسطنطنیہ کے مسخر ہوجانے کی خبر آ جائیگی ؟ قسطنطنیہ کیا شے ہے ؟ میں نے سوچا کہ کیا ایک دن ہماری آخری متاع عزت یعنی بیت جلیل خلیل اللہ اور مسجد مطہرۂ رسول اللہ پر بھی ملاعنۂ صلیب کے حملہ آور ہوجانے کی خبر آجائیگی ' اور ہم اسی طرح اپنی وقار مدہوشی میں آگے بڑھجائیں گے ؟ فماذا جری علی المسلمین ؟ و من لذي دفع بهم من علیین الی اسفل سافلین ؟

و لقد اخذناهم بالعذاب ' فماستکانوا لربهم و مایتضرعون ! ( ) اور ہم نے ان لوگوں کو عذاب میں گرفتار کردیا پھر انکو کیا ہوگیا ہے کہ اب بھی اپنے خدا کے آگے نہیں جھکتے ' اور اپنی غفلت پر نہیں روتے ؟



جامع سلیم (ادرنہ) کا محراب و منبر

دنیا میں قومیں کیلیے بڑے بڑے کام ہیں - بہت سی ہیں جنکو اپنے ایوان حکومت اور تخت جلال کی آرایش کرنی ہے - بہت سی ہیں' جنکو اپنے عظیم الشان متمدن شہروں' اور اپنی عالمگیر تجارت کی حفاظت مقصود ہے - بعض اپنی قومی دولت و ثروت کے بڑھانے کی فکر میں ہیں' اور بعض خدا کی زمینوں پر قبضہ کرنے کے انتظام میں' لیکن غور کرو کہ اب ہمارے لیے دنیا میں کیا کام باقی رہگیا ہے ؟ حکومتیں باقی نہیں رہیں کہ انکے دبدبۂ و سطوت کا نقارہ بجائیں ' دولت و ثروت کب کی جا چکی ہے ' اور جو رہگئی ہے ' وہ بھی برف آتش زدہ ہے - نئی زمینوں پر قبضہ کرنے کی فکر کیا کریں کہ جو چند گوشے اپنے ایام ذلت و نکبت بسر کرنے کیلیے باقی رہگئے تھے ' انکے لایق بھی نہ نکلے - تہذیب و تمدن کی جگہ وحشت و جہالت ہمارا مایۂ انسانیۃ سمجھا جاتا ہے ' اور دنیا کی قومیں کی فہرست میں ہمارے نام کے ساتھہ " وحشی " اور " نا قابل حیات زندگی " کے القاب لکھے جاتے ہیں' کیونکہ اللہ کی زمین پر رہنے کے اب قابل نہیں رہے - ہم سے زمینیں چھین لینی چاہیئں ' اور جسقدر جلد ممکن ہو ' ہمارے بار ذلت سے دنیا کو پاک کر دینا چاہیے - ہماری تیرہ سو برس کی تاریخ کے بعد ' آجکل کی سرگذشت حیات صرف اتنی ہی باقی رہگئی ہے ؟ فیا للعار ! و یا للاسف ! ! و آہ ! آہ تم آہ ! !

گلشنے عارض ہے نہ ہے رنگ حنا تو !
اے خوں شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا !

ہماری تمام متاع اقبال لٹ چکی ہے - ایوان حکومت کھد رہے ہیں' اور تخت شاہی اُلٹ گئے ہیں - اب ہمارے پاس کچھہ باقی رہگیا ہے' تو بس یہی چند مسجدوں کی محرابیں ہیں' اور چند عبادت گاہوں کے صحن' اور یا پھر وہ گنبد سبز' جسکے نیچے دنیا کا سب سے بڑا انسان سو رہا ہے !

لیکن آج ایڈریا نوپل کی جامع سلیم کے صحن میں بلغاریوں کے بوٹوں کی گرد اُڑ رہی ہے' کون کہہ سکتا ہے کہ کل اور کیا کچھہ نہ ہوگا ؟

پھر اے وہ لوگو کہ اپنے ایوان حکومت کی حفاظت نہ کرسکے' کیا آج خدا کی عبادت گاہوں کی محرابوں اور اُسکی صدائے توحید بلند کرنے کے منداروں کی بھی حفاظت نہ کروگے ؟ ؟

* * *

غفلت سرشت انسان کا قاعدہ ہے کہ بہت سی مصیبتیں اسکے لیے اسقدر جگر دوز اور زہرہ گداز ہوتی ہیں کہ انکا تصور بھی کرتا ہے تو کانپ اٹھتا ہے - لیکن پھر جب وقت آجاتا ہے ' اور وہ مصیبت سر پر آکر کھڑی ہوجاتی ہے ' تو کچھ نہ دیر متحیر رہکر ' کچھ دیر رو دھو کر ' اور کچھ دیر ماتم و فغاں سنجھلی لیکے آگے بڑھجاتا ہے ' اور جس وقت کے تصور سے روح کانپتا تھا ' اسکو اسطرح جھیل جاتا ہے ' گویا کوئی واقعہ ہوا ہی نہ تھا !

ایک مدت سے ہم عالم اسلامی کے آخری مصائب کے تصور سے کانپ رہے ہیں - " آخری وقت " اور " فیصلہ کن وقت " ہماری زبانوں پر ہے - ہم اس وقت کا ذکر کرتے تھے ' جب اعداے اسلام ہمارے نیست و نابود کردینے کیلیے اکٹھا ہو جائیں گے - ہم اس مصیبت کبریٰ کے خیال سے اور اٹھتے تھے ' جب دشمن قسطنطنیہ کے در وازوں پر آپہنچیں گے - ہم ہاتھوں کو ملتے تھے کہ ہشیار ہوں کیونکہ ایک وقت آنے والا ہے ' جب آخری فیصلے کی گھڑی سر پر آجائیگی - ہم سوتیں کو جگاتے تھے کہ اٹھ کھڑے ہوں ' کیونکہ وہ " فزع اکبر " اور " طامۃ الکبریٰ " کا وقت کبھی نہ کبھی آنے والا ہے ' جبکہ فما وقا ' اور موت و حیات کا فیصلہ آخری ہوجائیگا -

پھر اگر آنکھیں کھولکر دیکھو تو اس وقت موجودہ ' اور مصیبت منتظرہ کا دن تو آگیا ' اور اگر اسکی آخری ساعت نہیں آئی ہیں ' تو اسکو بھی دور نہ سمجھو - لیکن کیا اپنی غفلت پیشگی کی عام عادت کی طرح ' اس بارے میں بھی ہمارا ویسا ہی حال ہوگا ' جیسا کہ ہر آنے والی مصیبت کے آجانے کے بعد ہوا کرتا ہے ؟ کیا ہم اسے بھی جھیل جائیں گے ؟ کیا چند آنسوؤں کی زنائش ' اور چند آہوسکی تشش سے زیادہ اور کچھ نہ ہوگا ؟ اور کیا پانی سر سے گذر جائیگا اور ہمارے ہاتھوں کو حرکت نہ ہوگی ؟

خاک بدہم ' تھوڑی دیر کے لیے فرض کرلو کہ وہ سب کچھ ہوگیا ' جسکے ہوے میں اب کچھ دیر نہیں ہے - چشم تصور سے غلم کرکہ جس آخری ساعت کے تصور سے ڈرتے تھے اور ڈراتے تھے ' وہ مع اپنی آخری خطرناکیوں اور بربادیوں کے آگئی - انگلستان نے عرب و عراق اور حجاز و حرمین کی ریاست کی دیرینہ آرزو پوری کرلی - شام پر فرانس نے قبضہ کرلیا ' بقیہ ایشیا جرمنی نے زیر نگاہ آگیا - قسطنطنیہ اور در دانیال کا بھی وہ حشر ہوگیا ' جو مسئلہ مشرقی کے انحلال کے وقت سب سے پہلے ہونا رہیتا ' اور اپنی موت کی آخری خبر بھی ہم نے موجودہ جنگ کی خبروں کی طرح ریوٹر کی زبانی سن لی ' تو پھر بتلاؤ کہ اس وقت اسکے سوا اور کیا ہوگا ' جو کچھ ہے کہ اس وقت ہو رہا ہے ؟ کیا دور دار اور سر شکراؤگے ؟ کیا آبادیوں کو چھوڑ کر جنگلوں اور صحراؤں میں چلے جاؤ گے ؟ کیا گلتا اور جمنا کی سطح تم کو اپنی آغوش میں لیکر بچا لیگی ؟ یا بحر عرب کی موجوں میں تمہیں پناہ مل جائیگی ؟

اگر ایسا نہوگا تو پھر کیا دنیا میں کوئی انقلاب عظیم ہوجائیگا ؟ کیا آفتاب اپنے مرکز حرکت کو چھوڑدیگا ؟ کیا زمین حرکت سے معطل ہوجائیگی ؟ کیا ستارے آپس میں ٹکرا جائیں گے ؟

اگر یہ بھی نہوا تو کیا ہم رات کا سونا اور دن کا کار و بار چھوڑدیں گے ؟ کیا کھانا پینا بالکل بند کردینگے ؟ اور کیا ہمکو زندگی کی احتیاج باقی نہیں رہیگی ؟

حالانکہ ہم دنیا کے اندر تبدیلی پیدا ہونے کی خواہش کا کیا حق ہے ' جب ہم خود اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرسکتے ؟

* * *

دنیا اس طرح کبھی نہیں بدلی ہے ' اور نہ ہماری امیدوں اور دلولوں کی تابع نہیں - ایران نے بابل کو مسمار کردیا مگر آفتاب اُسی وقت طلوع ہوا ' جیسا کہ روز ہوتا تھا - سکندر نے ایران میں آگ لگادی ' مگر انسان نے اپنے گھروں کو ' اور صحرا کی چڑیوں نے اپنے آشیانوں کو نہیں چھوڑا - بابل و نینوا کے عظیم الشان تمدن برباد ہوگئے ' مگر انکی بربادی کے ماتم میں شاید کلدانات نے ایک ذرے نے بھی رحمت نہ اُٹھائی - یونان اور روما کی عبرتی کے طلائی مندروں اور سنگی دار العلوموں کی دیواریں سرنگوں تھیں ' اور اسکندریہ کے بیت العلم کا چراغ گل ہوگیا تھا ' مگر عرب کے شتر سواروں نے کب اسکی پروا کی ' اور اس انقلاب عظیم نے کب کاروبار عالم کو معطل کیا ؟

اس کائنات ارضی کی گھڑی اپنے کیل پرزوں پر چل رہی ہے ' اور وہ ان حوادث و تغیرات سے بند نہیں ہوسکتی - پس اسکی تبدیلی کی خواہش بے فائدہ ہے - اسمیں نہ کبھی تبدیلی ہوئی ہے ' اور نہ ہماری خاطر اب ہوگی - یہ کوئی تعجب کی بات نہیں - البتہ ایک دنیا خود تمہارے اندر موجود ہے ' سخت تعجب اور حیرت ہے اگر ان حوادث و انقلابات سے خود اسکے اندر کوئی تبدیلی نہوا اور اگر اس وقت نہوگی تو پھر اور کس وقت کا انتظار ہے ؟

ہماری سنی بدبختی اسمیں ہے کہ ہم اپنی قسم و شکست کو ابد زیا نرپل کے سامنے ڈھونڈھتے ہیں ' حالانکہ اسکا اصلی میدان تو ہمارے دل کے اندر ہے - زمانی انقسام اضافی بصیرتوں کی جب تک ہم خود اپنے اندر قسم یاب نہوئے ' اس وقت تک باہر بھی کامیاب نہیں ہوسکتے -

العجل العجل ! الساعۃ الساعۃ !

ہاں ایک وقت آنے والا تھا اور وہ آگیا - ایک یوم الفصل تھا ' جس کا آفتاب طلوع ہوگیا - پرانی پیشین گوئیوں میں کہا گیا تھا کہ آفتاب مغرب سے نکلے گا ' اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا - ہم دیکھ رہے ہیں کہ آفتاب مغرب سے نکل چکا ہے اور توبہ کا دروازہ (کہ فقد صائۃ اصدوازیی ما بدبختان عالم بود) روز بروز ہم پر بند ہو رہا ہے -

پس وقت آگیا ہے کہ جس کو اُٹھنا ہے اٹھے، جس کو چلنا ہے چلے، اور جس کو اپنے روٹھے ہوے خدا سے صلح کرلینی ہے کرلے - کیونکہ ساعت آخری، نتائج سامنے، مہلت قلیل، اور فرصت مفقود ہے

فتنبہوا عباد اللہ و فروا ایہا المسلمون الغافلون ! و جاھدوا فی اللہ حق جہادہ ' و لا تسئوا کالذین قالوا سمعنا و ہم لا یسمعون ' ان شر الدواب عند اللہ ' الصم البکم الذین لا یعقلون -

جستجوے مقصود و توفیق الٰہی

موسم گذر رہا ہے - آسمان ہمیشہ مہربان نہیں ہوتا ' اور وقت جاکر پھر واپس نہیں آتا - آج آٹھ ماہ سے میں دیکھ رہا ہوں کہ عالم اسلامی میں جو ایک عام حرکت بیداری پیدا ہوگئی ہے ' اور موجودہ مصائب نے بالخصوص مسلمانان ہند کے دلوں پر جو اضطراب طاری کردیا ہے ' وہ ایک اصلی اور حقیقی قوت کار ' اور ایک آخری فرصت عمل ہے ' جس سے اگر کوئی صحیح اور موصل الی المقصود کام نہ لیا گیا ' تو پھر ہمیشہ حسرت و ماتم کے سوا آور کچھ نہوگا -

روپیہ کا فراہم کرنا ' جذبات و عواطف اسلامیہ کو حرکت میں لانا ' مجالس تذکرہ مصائب ' اور مجامع تحریک و تشویق ' اور اسی طرح کی تمام باتیں' دراصل ضمنی اور بطور ذرائع و وسائل کے تھیں - پھر اگر ہماری تمام بیداری صرف آلات ہی طیاری میں صرف ہوگئی ' اور اصل عمل کی توفیق نہ ملی ' تو یہ ایک بہت بڑی بد بختی ہوگی -

لوگوں کی نظر سطحی اور بالائی چیزوں پر تھی مگر میں حقیقت حال کو سوچ رہا تھا - لوگ متاسف تھے کہ مجلسیں خوشدلانہ نہیں ' انہیں بدل ڈالیے ' مگر میں روز رہا تھا کہ بنیاد کھوکھلی ہوگئی ہے ' اسکی درستگی ہی کیا تدبیر ہو؟

اصلی چیز یہ تھی کہ یہ وقت کے مصالب در اصل کی دائمی اور مستمر اسباب کا نتیجہ تھے ' جو پچھلی دو صدیوں سے عالم اسلامی پر طاری ہیں' اور جب تک اس سرچشمہ اور بند کو کیا جائے' جہاں سے سیلاب نکلتا رہا ہے' اس وقت تک صرف پانی کے دہل پھر پھر کر پھینکنا ' یا در و دیوار اور مضبوط بنائے کیلیے مصالحہ جمع کرنا ' بالکل لا حاصل ہے -

میں اپنے کاموں سے غافل نہ تھا - (الہلال) میں جو کچھ لکھ رہا تھا' اسکو ایک اہمیت کیلیے بھی اپنی ہمتوں اور عزموں کا اصلی مصرف نہیں سمجھتا' بلکہ ہمیشہ کسی اور مقصود حقیقی کی طرف جانے کیلیے ایک وسیلۂ و ذریعہ یقین کیا' لیکن مشکل یہ تھی کہ طریق عمل کا فیصلہ آسان نہ تھا -

اس عرصے میں لکھنے اسکیمیں بنائیں ' اور پھر الٹ دیا چھاپ کیا ' لکھے راہیں سامنے آئیں اور پھر ایک قدم اٹھا کر واپس آ گیا - ہمارا مرض ایک ہی نہیں ہے' اور ہمارا ٹھہر ہر طرف سے آجز ہوا ہے - ضرورت ایک ایسی راہ عمل کی تھی ' کہ ایک ہی راہ ہو ' جو نقطہ ایک وقت میں انسان ایک ہی راہ پر چلا سکتا ہے ' لیکن ایسی ہو کہ پھر اسکے بعد کسی دوسری راہ کے تلاش کی ضرورت باقی نہ رہے ' اور ہمارے تمام امراض کیلیے ایک نسخہ رشید' اور علاج جامع ہو -

آپ یقین کیجیے کہ میں نے بہت سوچا - انسانی دماغ کسی چیز پر جسقدر غور کرسکتا ہے' شاید میں نے ہمیشہ کیا' اور متصل اور پیہم کیا' مگر با ایں ہمہ کسی ایک تجویز اور راہ پر پہنچکر نہ رک سکا - یہاں تک کہ میں تھک گیا ' اور قریب تھا کہ مجھپر عالم تحیر و تعطل طاری ہو جائے اور قوت فیصلہ جواب دیدے -

اللہ والی الذین امنوا
یخرجہم من الظلمات الی النور

لیکن جب کہ میں تلاش مقصود میں بھٹک رہا تھا ' تو اس نے ' جس کا ہاتھ ہمیشہ سرگشتگان حیرانی کا دستگیر' اور گم گشتگان تحیر کیلیے رہنما و دلیل ہے ' مرا ہاتھ پکڑ لیا ' اور چہرۂ مقصود کو بے نقاب کردیا - میں نے اس بجلی کی طرح جو اچانک ظلمت طوفانی میں چمکتی ہے ' اسکو دیکھا ' پر اس نے بجلی کی طرح مجھسے بے وفائی نہ کی ' اور اپنی روشنی دیکر پھر واپس نہ لی : والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ' وان اللہ لمع المحسنین (۲۹ : ۶۹)

اب میری حیرانی ختم ہوگئی ہے - میں ظلمت میں نہیں بلکہ الحمد للہ کہ روشنی میں ہوں' پس طیار ہوں کہ آنکھوں' اور جو راہ آسانے دکھلائی ہے ' بلا توقف اسکی طرف روانہ ہو جاؤں - یہ ' جو داؤں کو ٹھوکتا ' دماغوں کی جھنجھلاتی ' آنکھوں کو دھلاتا ' اور ہاتھوں کو پکڑتا ہے ' ضرور ہے کہ اپنی راہنمائی کا دروازہ اب بھی کھلا رکھے گا ' اور ٹھوکروں اور گمراہیوں سے بچائے گا - یہ ہو اس دل کے ساتھ ہے ' جو اسکے ساتھ ہوتا چاہے ' اور ہر اس بھروسہ کرنے والے کو پہنچائے راتا ہے ' جو اسپر بھروسہ کرے : واللہ بالغ امرہ یخرجھم من الظلمات الی النور - (۲ : ۲۵۸)

من انصاری الی اللہ ؟ ؟

پھر کونسی ہے جو میرے ساتھ چلنے کے لیے طیار ہو ؟

وہ آنکھیں کہاں ہیں جو ہمیشہ درد ملت سے خونبار رہتی ہیں ؟ وہ دل کہاں ہیں ' جو حس مذہبیت اور فکر مآل سے زخمی ہو رہے ہیں ؟ میں چاہتا ہوں کہ انکو دیکھوں ' اور میں طیار ہوں کہ انکے آگے اپنی تجویز پیش کروں -

مناسب کمی نہیں ' سپاہیوں کی کثرت ہے

یہ ایک سخت غلطی ہے کہ لوگ اپنی مستعدی اور ہمت کو کام کے نتیجوں اور پیش ہونے پر موقوف رکھتے ہیں ' حالانکہ جو چلنے والے ہیں انکے لیے زمین کے تمام کوسے لمبے پڑے ہیں -

پس میرے اعتقاد میں پہلی چیز کامیں کی تلاش نہیں ہے ' بلکہ کام کرنے والوں کی تلاش - دنیا میں کاموں کی کبھی بھی کمی نہیں رہی ہے' اصلی کمی کام کرنے والوں کی ہے - موجودہ زمانہ اسلام پر ایک ایسا ہولناک دور ہے - ہمارے اندر بھی' اور ہم سے باہر بھی - دشمنوں نے ہر طرف ہجوم کیا ' اور اپنی کوشش نہیں جو حملہ آوروں کے اسلحہ کی جھنکار سے خالی ہو - پس جو لوگ اپنے اندر ایک سپاہی کا جوش ' اور ایک جانثار کی ہمت رکھتے ہیں ' انکے لیے میدان کار کی کوئی کمی نہیں ہے - وہ مستعد ہو کر بڑھ چلیں' پھر دیکھنا گروہ اسلامی ہے جو آج اپنے جانبازوں کے ورود کا منتظر نہیں' اور دیکھنا میدان ہے ' جہاں سے " اجیبوا داعی اللہ ! " کی صدائیں نہیں آ رہی ہیں ؟

پس قبل اسکے کہ میں اپنے کاموں کا معرکۂ زار دکھلاؤں ' چاہتا ہوں کہ معلوم کروں کہ انکے سپاہی مستعد پیکار ہیں ' اور کتنے ہیں جو آج اپنے خدا اور اپنی ملت کو اپنی زندگی اور اپنی قوت کا بھینٹ چڑھا دینا چاہتے ہیں ؟ میں بہت جلد اپنی تجویزوں کی ایک اسکیم پیش کرونگا' لیکن پہلے مجھے جواب دیجیے کہ کتنے ہیں جو آج اپنے تئیں خدا کو دیدینے کیلیے بالکل مستعد ہیں ؟

پھر کہتا ہوں کہ آج ' جبکہ ہماری قومی زندگی کا کوئی شعبہ بھی ایسا نہیں ہے جو محتاج احیاء نہو' کاموں کی کوئی کمی نہیں ہے - کمی صرف مجاہدین حق ' اور جان نثاران ملت کی ہے - آپ اگر اپنی زندگی میں سے ' جسکے چوبیس گھنٹے روزانہ فکر نفس و جاں میں صرف ہوتے ہیں ' کچھ وقت اپنے اسلام اور اپنے خدا کو بھی دینا چاہتے ہیں ' تو انکا ہمزے ہوجیے ' اور اپنے تئیں ظاہر کیجیے - کاموں کا فیصلہ معنوں اور لفظوں میں ہو جائے گا -

حزب اللہ

پس میں اعلان کرتا ہوں کہ ابنائے ملت میں سے جو ارباب درد آج کام کرنے کیلیے اپنے اندر کوئی سچی مستعدی اور اسکا اضطراب پاتے ہیں ' وہ اس پرچے کو دیکھتے ہی صرف اتنی زحمت گوارا فرمائیں کہ اپنا اسم گرامی معہ نشان و شغل و پیشہ کے ایک کارڈ پر لکھکر دفتر الہلال میں بھیجدیں - یہ وہ ہے جو طریق کار پیش نظر ہے (اور جو اپنی ابتدائی منزلوں سے گذر بھی چکا ہے) اسمیں پہلی چیز یہی سمجھتا ہوں کہ مجاہدین حق اور جان نثاران ملت کی ایک فہرست جلد سے جلد طیار ہوجائے -

یہ بھی ظاہر کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ صرف دعوت سیر چمن اور تماشائے لالہ زار کی نہیں ہے - میں کانٹوں پر لوٹنا چاہتا ہوں ' اور ایسے ہی ایذا درست اور زیاں پسند لوگوں کا طالب ہوں جنکو مرہم کی راحت سے زخم کی سوزش زیادہ محبوب ہو -

کیونکہ میں عمل کی دعوت دیتا ہوں ' اور راہ عمل ابھی بھی پھولوں کی چادر نہیں بچھی ہے - پس جو مخلص اپنا اسم گرامی بھیجیں ' پہلے اپنی مستعدی اور انتخاب دل کا بھی پورا اندازہ کریں :

گریزد از صف ما ہر کہ مرد غوغا نیست !
بسیکہ کشتہ نشد از قبیلۂ ما نیست !

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ' اولئک الذین ھداھم اللہ ' و اولئک ھم اولوا الالباب -

بقیہ صفحہ دوم صفحہ ۱۲ کالم ۱

حوالے بھیجے ' تاکہ میں سمت اپنی دلچسپی اور توجہ کا ثبوت دیا ہے ' اسی طرف توجہ کروں : فجزاہم اللہ تعالی عنی خیر الجزاء و ثبتہم معالم -

عود الی المقصود

اب دعوہ وار چند سطور اپنے مخدوم محترم کی خدمت میں بہت دوڑگیا - (۱) پہلی بات جو میں نے کہی تھی وہ یہ ہے کہ اوائل تاسیس حدیقہ میں اصطلاحات کا مسئلہ بہت اہم ہے اور ایک نہایت معمولی توجہ و غذا دہ کا محتاج ' لیکن جس قدر اب حصات اسامی مشکل اور ایک امر عظیم اور مانع شدید راہ تراجم و تصانیف میں سمجھتے ہیں ' اس عنصر کے خیال میں امور ذیل کے بالکل خلاف ہے - میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آتی کہ اگر اردو زبان میں ترجمے چاہیے مسعود ہوجائیں تو صرف اصطلاحات کا مسئلہ نہیں حل ہوگا یعنی جیسے کہ یہ بھی کسی ایسی مشکل بات نہیں - البتہ اسکی ضرورت ہے کہ علوم مجوزہ سے پوری واقفیت ہو ' اور مترجم میں اس کام کی صلاحیت - اگر یہ نہیں تو پھر اسکے یہ معنی ہیں کہ آپ مترجم بھی نہیں - مترجم کے معنی صرف یہ قدرت اور قابلیت بھی شامل ہے ' جس کے ذریعہ زبان غیر ایسی اصطلاحات کا ترجمہ کیا جائے - اگر ایک شخص اصطلاحات کے یاد میں قاصر ہے تو اسکے یہ معنی ہیں کہ وہ مترجم ہی نہیں ہے -

پس یہ جو آپ نے کہا ہے کہ " اردو زبان علوم کے ترجمے ایسے نقابل ہے " ایک ایسی بات ہے ' جو آپ ایسے علمی صدق کو زیبا نہ دے سکتا ہے اور نہ چاہیے - آجتک تو یہ سب اردو سے کام ہی لیتے آیا ہے کہ آپ اسے قابل اور ناقابل ہونے کا بے تکلف فیصلہ دیدیا ؟ میں پوچھتا ہوں کہ ایک انسان ایسی بات کو ناقابل نہیں ' البتہ وسعت نظر ' اور قدرت وضع الفاظ و تراکیب ' اور علوم ادبیۂ عربیہ و فارسیہ پر نظر مجوزی چاہیے -

میں اپنی علم تحریرات میں لئے الفاظ اور مناسب حال عربی مصطلحات و تراکیب کے اخذ و ترک کا حتی المقدور خیال رکھتا ہوں - لیکن علوم سے اگر مقصود فلسفہ ہے تو اسمیں تو اپنی اصطلاح ایسی بھی نہیں ' جو عربی میں نہ ہو - البتہ بعض وہ علوم جنمیں اضافہ ہوتے ہیں ' اور بعض وہ ' جو زمانہ کے حال سے متعارض سمجھے جاتے ہیں ' اپنے ساتھ ایک ذخیرہ نئی اصطلاحات کا بھی لاتے ہیں ' مگر اہل ادب اور واقفان فن سمجھ سکتے ہیں کہ جو چیز ہے اپنا ہی قصور ہے ' ورنہ انکے لیے بھی وضع الفاظ کا مسئلہ چنداں مشکل نہیں -

میں بہت جلد خاص اسی مسئلے پر مع ایک مخصوص الفاظ و اصطلاحات کے اپنے خیالات ظاہر کرونگا -

(۲) " مائیلیڈ " (Mimi) ایسے ہمارے یہاں بہت مدت سے ایک لفظ موجود ہے اور وہ کافی ہے ' یعنے " نفس "

(۳) اسکے بعد آپنے ایک نہایت اہم اور دلچسپ مسئلے پر توجہ فرمائی ہے بعد " اخلاق میں وراثت کا اثر " -

لیکن اسکے بعد بھی آپ " نفس " اور اسکے اعمال کی بحث کرتے ہوئے طریق حل مباحث و مناقشہ نہیں سے الگ ہوگئے ہیں - بیشک انقلاب فلسفۂ قدیم و جدید کے درمیانی دور میں بھی مثل دور سابق ' اس مسئلہ کو تسلیم کرتے تھے ' اور کانٹ نے اسپر زور دیا ' لیکن غالباً جناب کا یہ خیال درست نہیں کہ اب تجربہ نے اس خیال کے اساطین فلسفۂ و اخلاق اسے بالکل قائل نہیں - آجکل تو فلسفۂ و اخلاق پر تعدد مذاہب کا ایک ہنگامہ عظیم طاری ہے - مضمون زیر نقد میں بہت سے ضروری امور پر جید الحفظ کی ملاحظات پر توجہ دلائی تھی ' نہ کہ علمی اصول پر بحث و تنقید - اس مسئلے کے متعلق درجنوں دعووں کے دلائل و مباحث کا بہت بڑا ذخیرہ پیش نظر ہے ' اور اب جناب نے یہ بحث چھیڑ دی ہے تو مستقل عنوان سے اسکی نسبت جواب عرض کرنا نہ محتاج بسط و استقصاء ہے -

(۴) بیشک تربیت اولاد کا مسئلہ اہم ترین مسائل علم و اخلاق ' و عمدہ اصلاح انسانیہ ' و عماد ترقی ملت و نسل قوم ہے ' اور کس قوم نے ہرگز بدون بخت کوئی قوم نہیں ' جسکے والدین اپنی اولاد کی جسمانی و دماغی پرورش سے بے پروا ہوں - آپ لوگ تو صرف اسلیے اسے ضروری سمجھتے ہیں کہ موجودہ زمانے کے علم پیدا کرنا بھی (Pedagogy) (علم التعلیم و التربیۃ) کے لحاظ سے ضروری ہے ' مگر میں اسلیے ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلام کے خدائے حکیم نے قرآن عام میں حکم دیا ہے کہ :

یا ایہا الذین آمنوا ! مسلمانوں ! اپنے آپ کو اور اپنی اولاد قوا انفسکم و اھلیکم اور متعلقین کو آگ کے عذاب سے نارا - (۶۶ : ۶) بچاؤ جو کہ سخت پیش آنے والا ہے -

اور فی الحقیقت (بقول حضرت امیر علیہ السلام " ما قاسہ الرازی فی نفسہ) اس آیت کریمہ میں اولاد کی تربیت و تعلیم اور ہر مسلمان پر عرض فرمایا ہے تاکہ وہ ان تمام عذابوں سے دنیا میں بچیں ' جو ہر طرح کے جہل و ضلالت سے پیش آتے ہیں -

لیکن معاف فرمائیے گا ' جو ترک مآل کے پالیٹکس میں حصہ لیتے ہیں ' یا اسلامی مسائل کے ذکر سے حرارت و اشتعال پیدا کرنے کی سعی کرتے ہیں ' ان پر ہرگز ہرگز یہ بات ضرورت نہ تھی - بچوں کی تربیت ماں باپ ہی کرسکتے ہیں ' لیکن سیاسی اور جنگی مصالب کے وزراء کے بعد نہ مائیں باقی رہتی ہیں ' جو بچوں کو گود میں کھلائیں ' اور نہ باپ باقی رہتے ہیں ' جو تلوار دوش فلسفہ پر حکمت ہیں - آج جو انقلابات مسلمانوں پر طاری ہو رہے ہیں ' انہوں نے گویا ایک جنگ کا ضرور ہم پر ضروری کردیا ہے - یہ ضرور ہے کہ فن حرب کی تعلیم ' اور علوم و صناعۃ کا حصول ہم میں ایسی قوتیں پیدا کردیگا ' جو برائے راست میدان جنگ میں کام آئیں گی ' لیکن جنگ کے ایام میں ان باتوں کی مہلت نہیں ہوتی ' بلکہ صرف اسکی ' کہ خوش اخلاق و بد اخلاق ' واقف فن اور جاہل مطلق ' جیسے کچھ آدمی میسر آ جائیں ' اور ہتیار کاندھے پر رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں ' انکو دشمنوں کے سامنے بھیجدیا جائے اور پھر امن کی مہلت نکالکر اصلی اور تدریجی طرق تقویت و تعلیم کی طرف متوجہ ہوں -

---

پس اس وقت اپنی چیز یہ نہیں ہے کہ موجودہ حالت سے ہم اپنی بہتر حالت تیونکر بنائیں ؟ بلکہ یہ کہ اپنی اچھی بری موجودہ حالت میں ہی کسی طرح زندہ اور باقی رہسکیں - اگر ذرا بھی زندگی کی طرف سے اطمینان ہو تو پھر وقتی اور ضروری امور کو چھوڑ کر صحیح اصول علاج کے مطابق بتدریج اپنا علاج کرائیں گے -

والعاقبۃ للمتقین

مقالات

صفحة من تاريخ الحرب

ترجمة

تسليم حضرت يسوع مسيح

— * —

مدافعة محصورين

— * —

في مذكرة معاصرة ادرية

(۱)

"الشيء بالشيء يذكر" عربي كي مشهور ضرب المثل هے - جنگ جيسكه انديزا (ايدرياذوبل) اور (سفوطري) كي حيرت انگيز مدافعت نے پلوٹرك "يوناني اسمتھ" اور پورٹ ارتھر كے واقعات دهرا ديے هيں، همارا ذهن بے ساخته ان اقوام سالفه كي طرف منتقل هوتا هے، جنهوں نے اب سے كئي هزار برس قبل اپني ملت و وطن اور اپنے مذهب عزيز كي مدافعت اس استقلال اور جانفروشي سے كي تهي كه اسكي خونيں داستانيں آجتك آرائش صفحات تاريخ هيں!!

— ** —

قديم نہيں معاصرے اور مدافعت

— * —

دنيا ميں جنگ كے آغاز كے ساتھه هي محاصره اور محصورانه مدافعت شروع هوگئي تهي - انسان نے جب پہلے پہل وحشيانه زندگي سے ترقي كركے شهري زندگي شروع كي هيگي تو مختلف قومں، نسلوں، جماعتوں اور خاندانوں كي باهمي جنگ جوئي نے طاقتور كو محاصرے كي ترغيب دي هوگي اور مغلوب و ضعيف محصور هوجانے پر مجبور هوگيا هوگا - سب سے زيادہ قديم ترين محاصره، محاصرۂ ازوت هے، جو بسي مينك اعظم كي زير قيادت كيا گيا تها - يه محاصره ۲۹ برس تك جاري رها، مگر تفصيلي حالات معلوم نہيں -

اسكے بعد سب سے زيادہ دنيا كا قديمي محاصره طرواده (Troy) هے، جس كا افسانه يونان كے مشهور سحر طراز اور ابو الشعرا هومر (Homer) نے الياد (Iliad) ميں نظم كيا هے، اور گو شاعرانه افسانه طرازي اور يوناني علم الاصنام كے خرافات كي آميزش سے اسكے اصلي واقعات معلوم كرنا مشكل هيں، تاهم اسميں شك نہيں كه وه زمانۂ قديم كي ايك بہت بڑي انساني خوں ريزي، اور تاريخ حرب كا ايك عظيم الشان جنگي محاصره تها -

يه محاصره ۱۰ برس تك جاري رها تها، اور اسكي نسبت جنگ و مقاتلات كے عجيب و غريب واقعات هومر بيان كرتا هے -

اس هولناك محاصرے كے بعد، فرون اولى نے محاصروں كي تاريخ ايك حد تك تاريخي روشني ميں آجاتي هے، اور دنيا كے دو مشهور قديم ترين محاصرے يروشليم (بيت المقدس) اور قرطاجنه (كارتھيج) كے همارے سامنے آتے هيں - اس وقت مختصراً انهي دو محاصروں كي طرف متوجه هونگے -

— * —

محاصرۂ بيت المقدس

— * —

قديم ترين محاصره

— * —

تاريخ عروج و زوال اسم كا ايك ورق انگيز افسانه!

— * —

[illegible] - زمين موسوي سے بهي پهلے كا زمانه تها، وه زمانه جسے آزمائش و ابتلا كے ايك هيولاے عظيم سے تعبير كرنا بيجا نه هوگا، يروشليم ضيطس (Titus) نے بني اسرائيل كي هزار سالہ عظمت و جبروت كے مسند، حضرت (داؤد) نے عظيم الشان هيكل، اور انهوں نے (سليمان) پر فوج كشي كي تهي - اسرائيل كے گهرانے كي يه وه آخري بربادي تهي، جسكي (يسعيا) نبي نے خبر دي تهي، اور نسل انسان كي بد اعماليوں كي وه سب سے آخري سزا تهي، جس پر (حزقيل) نبي نے ماتم كيا تها، اور خداوند خدا نے روتے هوے "اے اسرائيل كي بدكار عورت! تو نے مجھے چهوڑديا" پس ميں غيروں كو بهيجونگا، جو تيري عصمت و ناموس اور پاپ اڑاديں گے" (حزقيل ۱۶: ۲۱)

اسي زمني وحشي كي آخري ضرب "اسي تها، جسكے بعد جلاني خداوندي كے همپيشه كے ليے والد اسرائيل سے اپنا چهره هٹا ليا، اور (يسعيا) نبي زبان سے (فرمان) كي چڑيوں كو اڑاتا، مطلع و آماده بغاوت هوا، بعداً مفعولاً (۱۷: ۳)

معاصرے كا آغاز

رومي فوج نے شهر كے قريب پهونچ كر اپنا قاصد بهيجا، اور باشندگان شهر سے اپنا وه سفير حواله كرديں، مگر وه بيت المقدس كے مستحكم حصار، اور آهني عمارات جنگ كي طرف سے مطمئن تهے، انهوں نے تسليم شهريت (عربي ميں حوالگي كے معنوں ميں "تسليم" بولتے هيں اور اسكا ترجمه ميں رائج هونا چاهيے) انكار كرديا -

اب رومي فوج نے اپنے محاصره كا قريب تر - ۴۰ هزار آهن پوش فوج نے چاروں طرف سے شهر كا محاصره ڈاليا -

بيت المقدس اس وقت نهايت محفوظ تها - اسے بعد ديگرے تين نهايت مستحكم شهر پناهيں تهيں، اور اسكي هر فاصلے مدافعت كے آلات و اسباب جنگ نهايت مضبوط عمارتيں زاويتي تهيں - (جوسفس) نے رومي فوج كے چار حصے كرديے - تين حصے شمالي جانب پر متعين كيے، جو يروشليم شهر پناه سے ايك ميل كے فاصلے پر جم گئے - اور باقي ايك حصه جانب مشرق مقرر كيا، جو مشهور مسجدي مقدس پہاڑ (كوه زيتون) كے حوالي ميں تها -

قديم آلات حرب

رومي فوج كے ساتھه اس زمانے كے تمام نهايت آلات جنگ بے شمار تهے - علي الخصوص طويل و وزني گرز، سنگ بار منجنيقيں، آتش افشاں پيچه دار حربے، اور قديم زمانے كا وه عجيب و غريب آلۂ جنگ، جسكے ليے عربي ميں (كبش) كا لفظ مستعمل هوگيا تها -

(گرز) قديم قوموں كا سب سے بڑا آلۂ جنگ تها، جس كو رستم و سهراب كے كاندهوں پر شاهنامے ميں هم نے هميشه ديكها هے - ليكن رومنيوں كے پاس ايك خاص طرح كا گرز هوتا تها، جسكو محاصرے ميں استعمال كيا كرتے تهے - يه معمولي گرز سے بہت زيادہ

لعنا ' اور اسکے ضرب کا اثر بہت زیادہ وزنی ہوتا تھا ' اور شہر پناہ کی دیواروں ' اور قلعہ کے دیواروں کے توڑنے میں کام آتا تھا -

(منجنیق) ایک شدید الاصابہ مشین تھی ' جسکے ذریعہ بڑے بڑے وزنی پتھر بلند سے بلند تر محصور شہر کے اندر پھینکے جاتے تھے - یہ (میکانک) سے تعلق رکھنے والی اصل کا معرب ہے ' اور علم الحیول (فن جمع آلات) کے متعلق ہے - یونانیوں نے اسکو ایجاد کیا ' عربوں نے بھی اپنی جنگوں میں اس سے بہت کام لیا ہے - یہ کوئی قدیم چیز کے طور تھی - پتھر کے پھینکنے کے لئے جب اس سے بڑے پتھر پھینکے جاتے تھے ' تو انکی ضرب دیواروں اور مکانوں پر نہایت سخت پڑتی تھی -

(الیش الضخم) لکڑی کے بنائے جاتے تھے - اسکے نیچے پہیے لگے ہوتے تھے ' تاکہ گاہے گاہے اسکو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں سہولت ہو - اسی کے کئی حصے ہوتے تھے - اس میں بیٹھکر حملہ آور محصورین کی طرف تیروں سے برساتے تھے ' اور اسکے برجوں سے آشوب برجوں اور سوراخ کی دیواروں اور عمارتوں پر پھینکتے تھے -

(کبش) اس مکان کا بھی بہت ہی معمولی تھا - اچھے قسم کی لکڑی کو کھینچتے تھے ' اور اچھے حفاظت کرتے تھے - یہ کافی شہر پناہ کے توڑنے میں جاتی تھی ' اور اندر کی فوج محصورین کی آندھی سے محفوظ رہتی ' دیواروں میں نقب لگا دیتی تھی -

عربوں نے اسکو (کبش) اسلئے کہا ہے کہ اسکے سامنے کے رخ پر ایک میخ کی بڑی بڑی عظیم الشان سر رمیاں کرو مع انکے بسنے والوں کے بھیجا تھے تھے - مگر انھوں نے اس پیمان رعہد کو توڑ دیا ' جو مصر کی علما می سے نجات پانے کے بعد خداوند خدائے قدوس سے سینائے پہاڑ پر باندھا تھا - جب وہ طرح طرح کی بد اعمالیوں اور فسق وفساد میں مبتلا ہوگئے تو رحمت الہی انسے روٹھ گئی ' اور اس نے اپنی برات کی جگہ اپنے قہر و غضب کو بھیج دیا - خدا کا اس دنیا میں سب سے بڑا قہر یہ ہے کہ وہ کسی قوم سے حکومت اور مال وزوالی کی عزت چھین لے ' اور غیر قوموں کی غلامی ومحکومی کی زنجیریں اسکے پاؤں میں ڈالدے - پس یہودیوں ایسے بھی اب دنیا میں اس سزا کے سوا کچھ نہ تھا - (بخت نصر) کی فوج کشی اور (بابل) کی قید کے بعد (عزرا) کی آمد و کی مہلت بڑھادی تھی ' پر انھوں نے اس فرصت سے بھی فائدہ نہ اٹھایا - اسلیے ضرور تھا کہ آخری غضب الہی کسی جانب قوم کے استیلاؤ تسلط کی صورت میں ظاہر ہو - اور یہ جب بھی کسی قوم سے روٹھتا ہے تو اسکی عادت ہے کہ اپنی کسی ظاہر مخالفین اور اسیر مسلط فرمادیتا ہے - پھر وہ اسکے تخت حکومت کو ویران کر دیتی ہے ' تعلیم ومحکومی کی بیڑیاں اسکے پاؤں میں ڈالدیتی ہے ' اور عزت ملی اور شرف قومی کی روح اسکے اندر سے نکالدیتی ہے !!

رومیوں کا یہ حملہ یہودیوں ایسے کسی سنسناٹ غضب الہی کی



کبش

(رومی کا ایک ... کی تھا ' اور جس میں بیٹھ کر محاصرین حملہ کرتے تھے)

میخ کے محصورین سر بلند کر کا دیا جاتا تھا - (دیکھو تصویر کبش)

شہر کی بیرونی شہر پناہ اور رومی لشکر کے شمالی حصے کے مابین جو آزاد قطعہ تھا ' رومن کے تمام درخت اکھیڑ ڈالے گئے تھے ' تاکہ فوجی نقل و حرکت میں مانع نہوں -

اطراف شہر کی سرسبزی کا اس وقت یہ حال تھا کہ یہ تمام قطعات طرح طرح کے شاداب درختوں کی کثرت سے ایک جنت ارضی کا منظر معلوم ہوتے تھے ' اور اس کثرت کے ساتھ تھے کہ صرف انکی جڑوں کے کھودنے اور انکے سے میں کامل چار دن رومی فوج کے صرف ہوئے !!

یہ شام کی سرزمین تھی ' جسکی نسبت قرآن کریم نے سورہ (بنی اسرائیل) میں فرمایا ہے : " فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا " ہم نے بیت المقدس کے اطراف کو اپنی برکات سے مالا مال کردیا تھا !

اسکے بعد فوج شمال کی جانب بڑھی ' اور ایک ایسے مقام پر خیمہ زن ہوگئی ' جہاں سے بیرونی حصار شہر کا ایک گوشہ نظر آتا تھا - یہاں محاصرین نے چند برج تعمیر کیے ' اوران میں بیٹھکر بیت المقدس پر سنگی گولے برسانا شروع کردیے -

واعضدوا ! یا اولی الابصار !

یہ وہی بیت المقدس تھا ' جس کو خداے ذوالجلال نے اپنی رحمت و برکت کا نشیمن بنایا تھا - ابراہیم (ع) کے گھرانے سے جو الہی وعدے ہوے تھے ' انکے ایفا کا پہلا گھر اسی میں تھا - بنی اسرائیل کی عظمت و جبروت کے سلسلے اسکی شہر پناہ سے نکلتے تھے ' اور دنیا

اخری سزا تھی ' جسنے بعد بنی اسرائیل کی عظمت کا چراغ ہمیشہ کیلیے گل ہوگیا : ضربت علیہم الذلۃ و المسکنۃ و باؤ بغضب من اللہ - (بخت نصر) اور بابلیوں کا زوردہ پہلا عذاب تھا ' اور یہ آخری - انھی دو عذابوں کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے کہ :

و قضینا الی	اور ہم نے بنی اسرائیل سے انکی کتاب
بنی اسرائیل فی	توراۃ میں صاف صاف کہدیا تھا کہ تم ضرور
الکتاب لتفسدن	زمین پر دو مرتبہ فساد میں مبتلا ہوگے
فی الارض مرتین '	اور اپنی بد اعمالیوں میں مغرور ہوکے نہایت
و لتعلن علوا کبیرا -	سخت زیادتیاں کروگے ' تو اے بنی اسرائیل
فاذا جاء وعد	کے لوگو ! جب تم میں ظہور فساد و عدوان
اولاھما ' بعثنا علیکم	کا پہلا وقت آیا ' تو ہم نے تمہارے مقابلے
عبادا لنا اولی بأس	میں (بابل کے) اُن لوگوں کو بھیجدیا ' جو
شدید ' فجاسوا	نہایت جابر اور سخت کیر تھے - وہ تمہاری
خلال الدیار ' و کان	بستیوں کے اندر پھیل گیے (اور وہ سب
وعدا مفعولا	کچھ کیا جو انکو کرنا تھا) اور اللہ کے وعدے
(۱۷ : ۳)	کو پورا ہونا تھا ' اور وہ پورا ہوکر رہا -

یہ قوموں کے اعمال کے قدرتی نتائج ہیں - جس بیت المقدس پر ملائکۃ الہی رحمت و برکت کے پھول چڑھاتے تھے ' آج حملہ آوروں کے برجوں سے اسپر پتھروں کے گولوں کی بارش ہو رہی ہے !!

و ما کان اللہ لیظلمھم ' و لکن کانوا انفسھم یظلمون -

عروج و زوال قوم کا یہ قانون الٰہی ہے ' اور اسے کسی نہ کسی نہ آج وہ پیروان اسلام ' جنکو خدا نے بنی اسرائیل کی اس عظمت و جبروت کا جانشین بنایا تھا ' اور جو اُس خلافت ارضی کے وارث ہوے تھے ' جسکی اہلیت (داود) اور (سلیمان) کی نسل میں باقی نہیں رہی تھی ' تاریخ نے ان نتائج قریبہ سے عبرت پکڑیں ' اور آنے والے وقت سے ڈریں :

کذالک یضرب اللہ الامثال ' لعلھم یتذکرون !

اسی طرح اللہ گذشتہ قوموں اور ملکوں کی مثالیں بیان کرتا ہے ' تاکہ شاید غافل قومیں عبرت پکڑیں ! !

رومی پیس قدمی

یہودیوں کی حالت اُس وقت نہایت افسوس ناک تھی - بابل کی قید اور عرصے کی غلامی نے پھر اُسی سیرۃ اولیٰ پر پہنچا دیا تھا ' جس سے دریائے اردن کے اندرے حضرت موسیٰ نے انہیں نجات دلائی تھی -

تاہم اُنھوں نے اس موقعہ پر اپنے تمام قوتوں کو جمع کیا ' اور پوری جانبازی سے مدافعت کا سامان کرنے لگے - سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ رومیوں نے سے آلات جنگ اور اسلحۂ ہلاکت انکے پاس نہ تھے ' اور سنگ باری کے برجوں ' عظیم الشان دبابوں ' اور آتشین روغن کی بارش کا اولی جواب نہیں دیسکتے تھے -

پھر ممکن تھا کہ وہ اسکا جواب دیسکے ' مگر قدرت الٰہی نے پھیکے ہوے عذاب یا اپنے اعمال بدکے نتائج کا انکے پاس کیا جواب تھا ؟

فاذھم العذاب و ھم ظالمون (۱۶ : ۹۰)

پس عذاب الٰہی نے انہیں جا پکڑا اور وہ اپنے طالموں کی وجہ سے ایسے مستحق تھے -

نتیجہ یہ نکلا کہ اچھوہ عرصے کے بعد یہودی شہر کی سر حد محاصرین نے فتح کرلی -

اب رومیوں کے زیادہ شدت اور مستعدی سے قدم آگے بڑھے ' اور کوہ (زیتون) کی مشرقی فوج نے اپنی منجنیقوں کا رخ مقدس (ہیکل) کی جانب دیدیا - سامنہ ہی مشتعل روغن (نفت) کی بارش بھی شروع ہوئی - آجبل عربی و فارسی میں قراسن تیل اور نفت کہتے ہیں ' مگر یہ ایک دوسرا معدنی تیل تھا ' جو نہایت سریع الاحتراق تھا ' اور جس مقام پر پڑتا تھا ' بمجرد ایک دوسرے تیل کے پڑنے کے ' اُس سے شعلے بھڑکنے لگتے تھے - قدیم زمانے کی بہت سی متمدن قوموں نے اسکو استعمال کیا ہے ' اور جنگ صلیبی کے عہد میں بزمانۂ محاصرۂ عکہ مسلمانوں نے بھی اس سے کام لیا تھا -

یہودی اب نہایت مضطرب ہوے ' کیونکہ منجنیقوں کے گولے اور روغن نفت کی پچکاریاں ہیکل کی دیواروں تک پہنچنے لگیں - بعض پرانی جنگوں میں انھیں چند منجنیقیں مل گئی تھیں - وہ نکالی گئیں ' اور محصورین کی طرف سے بھی گولہ باری کا جواب دیا جانے لگا - لیکن ابھی اس انتظام کو زیادہ دیر نہیں گذری تھی ' کہ ایک اس سے بھی بڑھکر مصیبت کی خبر ملی - یعنے لوگوں نے دیکھا کہ شمالی شہر پناہ کے اندر جا بجا سوراخ ہوگئے ہیں !

اس خبر کے پھیلتے ہی محصورین کے دل بیٹھ گئے - ہمتوں نے جواب دیدیا - بالآخر مایوس ہوکر پیچھے ہٹ آئے ' اور اس طرح شہر کی پہلی شہر پناہ پر رومی قبضہ ہوگیا -

اب دوسری شہر پناہ کے محاصرے کیلیے برج طیار ہونے لگے -

اس عرصے میں رومیوں نے بارہا باشندوں سے تسلیم شہر کی درخواست کی - سمجھایا کہ اس طرح انکی جانیں تہہ تیغ ہونے سے بچ جائیں گی ' مگر یہودی قید بابل کا نظارہ دیکھ چکے تھے - انھوں نے ہر مرتبہ اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا ' اور بدستور محصور رہے -

محصورین کی آخری سعی

اسلحہ کے باب میں یہودی رومیوں سے بہت کمزور تھے - اسلیے زور در زور مقابلہ ناممکن تھا - اسکے علاوہ ایک شہر پناہ مسخر ہوچکی تھی اور اس سے قوم کی اخلاقی حالت میں بھی فرق عظیم پیدا ہوگیا تھا - اسلیے یہودیوں نے بھی سمجھ لیا تھا کہ کمزور مگر با تدبیر اقوام کے مشہور ہتھیار " حیلہ طرازی " سے کام لیا جاے -

چنانچہ انھوں نے شہر پناہ کے اندر سے ایک عمیق سرنگ رومی لشکر گاہ تک دوڑا دی ' اور اسکا نتیجہ معاً ظاہر ہوگیا - بعد زمین نے مجوف ہو جانے کی وجہ سے لشکر گاہ کے تمام برج دھنسنا شروع ہوگئے - رومیوں نے اس سے واقعی سخت نقصان پہنچا اور کئی دن کی متصل محنت کے بعد پھر دو بارہ برج تعمیر کیے گئے - تاہم جس مضبوط سامان کے ساتھ وہ آے تھے ' اسپر ان نقصانات کا کوئی اثر نہیں پڑسکتا تھا - فوج محاصرہ کیسے بدستور پڑی رہی -

دوسری شہر پناہ بھی یہودیوں نے چھوڑ دینی پڑی ' اور رومانی فوج فتحمندانہ اسپر بھی قابض ہوگئی !

اب یہودی نیسری شہر پناہ میں محصور تھے ' اور یہ آخری حفاظت کا انتظام تھا ' کیونکہ اسکے بعد چوتھی شہر پناہ تھی - اسی کے اندر ہیکل اعظم اور تمام عمارات مقدسہ تھے ' اور اسکے مفتوح ہو جانے کے بعد بچنا دشوار تھا -

انھوں نے اپنے پورے سرکشیں کھودیں اور اس محنت و جانفشانی کے ساتھ ' کہ چند دنوں کے بعد ہی تمام زمین اور ہیکل اور رومی برجوں اور عمارات محاصرہ پر انہوں نے زبردست نقصان دہ طریقے پر مہیم ہوگئے - اس سے رومیوں کا غیظ و غضب اور بھڑک اٹھا ' اور جوش انتقام نے مجنوں کردیا - انہوں نے اپنی عظیم الشان منجنیقوں اور بڑے بڑے دبابوں کو پورا حملہ پر لگا دیا - وہ برابر ہلاکت اور بربادی پھیلاتے ہوے بڑھتے تھے - یہاں تک کہ آخری شہر پناہ میں بھی شگاف پڑگئے -

خرچیل نبی کی پیشین گوئی

اس سے بھی بڑھکر مصیبت عظمیٰ یہ تھی کہ آتش انگیز روغن نفت کی بارش سے مقدس ہیکل کی دیواروں تک پہنچنا شروع ہو گیا تھا - بدبخت یہودیوں نے ہر چند کوشش کی ' مگر یہی ہزار سالہ عظمت کے گھر کو نہ بچا سکے - اصل یہ ہے کہ اب اسرائیل و اسحاق کا خدا بھی اُسے نہیں بچانا چاہتا تھا - اسکا بڑا حصہ آتشزدگی سے برباد ہوچکا ' اور گنبدوں اور میناروں میں سنگی گولوں سے سوراخ پڑگئے - (خرقیل) نبی نے کہا تھا : " میں ہیکل کے گنبدوں پر غیر قوموں کے لگاے ہوے دھبے دیکھ رہا ہوں " یا الٰہی اس بدبخت اور خدا کی مغضوب قوم کی آخری سزا کی تکمیل ہوگئی ' اور عروج و زوال امم کے قانون الٰہی نے نفاذ کی اولی انسانی سعی روک نہ سکی - رومیوں کے بڑھتے کی گولہ باری کا اب جواب ممکن نہ تھا -

خاتمہ !

ایک دن صبح کو یہودیوں نے دیکھا کہ رومی لشکر عظیم قتل و غارت ' اور نہب و سلب کے ہتیار ہاتھوں میں لیے ' آخری شہر پناہ کے اندر داخل ہو رہا ہے :

فجاسوا خلال الدیار ' وکان وعداً مفعولا ! ! (۱۷ : ۳)

پس وہ بستیوں اور آبادیوں میں پھیل گئے ' اور اللہ کے وعدے کو پورا ہونا تھا اور پورا ہو رہا -

مذکرۂ علمیہ

پھر یہ سب کچھ ہوا جو اسکے بعد ہونا تھا - اُس قتل و غارت کا کون اندازہ کر سکتا ہے ' جو اگلے دن تک اس مقدس شہر میں جاری رہا ؟ عورتوں اور بچوں تک کو خونخوار فاتحوں کی تلوار سے (جان نہ تھی - عمارتیں جل رہی تھیں ' اور دیواریں زمین کے برابر ہوگئی تھیں - جو بچ رہے تھے ' وہ قیدی بنا لیے گئے ' اور جو بھاگ گئے ' انہوں نے پھر بھی اسرائیل کے ہزارہا سالہ گھرانے کی نسبت کوئی اچھی خبر نہیں سنی !!

فكاين من قرية اهلكناها وهي ظالمة ' فهي خاوية على عروشها ' و بئر معطلة و قصر مشيد - افلم يسيروا في الارض فتكون لهم قلوب يعقلون بها ' او اذان يسمعون بها ' فانها لا تعمى الابصار و لكن تعمى القلوب التي في الصدور - (۲۲ : ۴۵)

پھر انسانوں کی کتنی بستیاں ہیں کہ ہم نے انہیں ہلاک و برباد کردیا ' کیونکہ وہ نافرمان تھیں ' اور انہوں نے احکام الہی سے سرتابی کی تھی - پس وہ اس طرح اوندھی گر گئیں ' کہ انکی بلند و بالا عمارتوں کی دیواریں اپنی چھتوں پر گر پڑیں ' انکے کنوئے بیکار و معطل ہوگئے ' اور پکی ایٹوں کے عظیم الشان بنائے ہوئے محل ویران نظر آنے لگے ! پھر کیا دنیا کے عامل انسانوں نے زمین پر سیر و سیاحت نہیں کی ہے ؟ اور گذشتہ قوموں اور ملکوں کے ان انقلابات کو نہیں دیکھا ہے ؟ اگر نظر عبرت سے دیکھتے تو انکے پاس دل ہوتے ' جو انجام کار کو سمجھتے - اور کان ہوتے ' جو صدائے الہی کو سنتے - اصل یہ ہے کہ جب کسی قوم کے برے دن آتے ہیں ' تو اوندھی آنکھیں اندھی نہیں ہو جاتیں ' بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں ' جو انکے سینوں کے اندر پوشیدہ ہیں !

انتقاد

ودہ دی ٹرکس ان ٹرپولی

With The Turks in Tripoli

مسٹر ای - این - بینٹ (E. N. Benit) کے سیاحت نامۂ طرابلس کا ذکر اردو اخبارات میں بارہا ہوچکا ہے ' اور اسکے اقتباسات اکثر اخبارات نے شائع کیے ہیں - جس صداقت اور بے تعصبی کے ساتھ اس شریف انگریز اہل قلم نے حالات جنگ پر بحث کی ہے ' اور غیر مسلموں اور اسلام کے متعلق جو برمحل عواطف خیالات ظاہر کیے ہیں ' وہ یقیناً ہماری شکر گذاری کا مستحق ہیں -

موجودہ زمانے میں جنسی و سیاسی تعصب جس خوفناک و تاریک درجہ تک پہنچ گیا ہے ' وہ قرون مظلمہ (Middle Ages) کے مذہبی تعصبات کے خونین مصالب سے بھی زیادہ عالم انسانیت کیلیے خطرناک ہے - یہ سچ ہے کہ اب کوئی محاکمۂ تعذیب و رجائیین (Inquisition) نہیں ہے ' جو کافروں اور ساحروں کو زندہ جلا دیتی ہو ' تاہم وہ متمدن قومیں اپنے ترقی یافتہ قواے جنگ ' اور نا قابل مقاومت وسائل تسلط کے ساتھ موجود ہیں ' جو لاکھوں انسانوں کو باسم تہذیب و دعوت مدنیت ' محض اس جرم پر قتل کردینا جائز سمجھتی ہیں ' کہ وہ نسل قوقاسی سے نہیں ہیں ' یا ہیں تو جنس ابیض کے وجود کی موجودگی میں انکا وجود کچھ ضروری نہیں !

اسی جنسی تعصب کی یورپ کے موجودہ افکار و اقلام پر حکومت ہے - تاریخیں ' سفر نامے ' سیاسی اسفار ' اور اخبار و رسائل ' غرضیکہ قلم اور سیاہی کی آمیزش سے جس قدر اشیا طیار ہوسکتی ہیں ' اُن سب کے اندر اسی جنسی تعصب کا شیطان حلول کرگیا ہے - نامور اہل قلم ' اور قابل سے قابل مغربی سیاح ' جب مشرقی اوضاع و اطوار اور عادات و خصائل کی تصویر کھینچتا ہے ' تو اپنے قلم کو اس تعصب کے رنگ و روغن سے الگ نہیں رکھ سکتا -

علی الخصوص مغرب و مشرق ' اور اسلام و مسیحیت کی جنگ آرائیوں میں انصاف اور صداقت بالکل ایک بے اثر جذبہ ہوگیا ہے -

یہ فی الحقیقت دنیا اور انسانیت کیلیے ایک مصیبت عظمیٰ ہے ' اور تمام گذشتہ ارمنۂ ظلم و ظلمات سے ' یا اس ہمہ شیوع علم ' و ترقیات علمیۂ عظیمہ ' و رفع مدار مدنیۃ و عمران ' و اتحاد و نبا دل آزاد اقوام و ملل ' و ادعاے مساوات و نوع پرستی و بے تعصبی ' زیادہ خطرناک و مہلک ' اور ایک خوفناک ترین دور انسانی ہے -

پھر جنسی تعصب کے ایک ایسے تاریک عہد میں جو خیال حال چند نفوس صالحہ یورپ کی سرزمین میں نظر آجاتے ہیں ' اور قومی پاسداری کی خدمت سے پاک و بری ہونے منصفانہ اظہار حق کرتے ہیں ' انکے وجود کو بسا مغتنم اور انکی خدمت انسانیۃ کو مستحق تحسین و امتنان یقین کرنا چاہیے -

(استہار)

ہاتھہ پاؤں کی ، گواہی

قرب قیامت کے آثار

خدا نے سچ فرمایا تھا کہ قیامت کے دن نافرمان بندوں کے ہاتھہ پاؤں انکے اعمال کی گواہی دینگے - اخبارات اور رسالے نئی تہذیب کے دادادوں کے ہاتھہ پاؤں ہیں - اب وہی اس برباد کن تہذیب کے کرتوت کے خلاف شہادت دینے والے ہیں -

سب سے پہلی آواز میرٹھہ میں بلند ہوئی - یہ صدا ہفتہ وار ہے - یہ صدا ان سینکڑے اور آنکھیں دیکھیں گی - اور زبان اردو مزا چکھیگی - وہ ہفتہ وار اخبار توحید ہے - وہ دل مسلم کی امانت ہے - اوسکو غیب کے اشارات میدان شہود میں لاتے ہیں - اسمیں ہر ہفتہ زبردست اور عام فہم مضامین ہونگے - تازہ واقعات عالم پر اپنے زنی ہوگی - لڑائی کی تصویریں ہونگی - اہل یورپ کے اون دل آزار اور توہین کا جواب ہر ٹوڈوں میں دیا جائیگا جو یورپ کے اخبارات میں مسلمانوں کے خلاف آجکل چھپ رہے ہیں - اسکے ایڈیٹر ' نگران اور سرپرست حواجہ حسن نظامی دہلوی ہونگے - ۱۵ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ ع کو پہلا پرچہ نکلیگا - سالانہ چندہ صرف ۳ - روپیہ نمونہ ایک آنہ کے ٹکٹ بھیجکر منگا لیے - مفت نہ ملیگا - الہلال کا حوالہ ضرور دیجئے -

منیجر اخبار توحید - آل انڈیا - میرٹھہ

ایسے ہی لوگوں میں سے ایک قابل تمجید شخص ' کتاب زیر بحث کے مصنف مسٹر ای - ان - بینٹ بھی ہیں -

جنگ طرابلس کے شروع ہوتے ہی وہ معائنہ حالات کیلیے روانہ ہوگئے - غالباً اخبار مانچسٹر گارجین کی نامہ نگاری کی حیثیت سے گئے تھے - ٹیونس کا راستہ ' جو اس وقت اندرون طرابلس کیلیے ایک ہی دروازہ تھا ' اختیار کیا - درنہ پہنچکو ترکی کیمپوں میں ٹھہرے اور تین ہفتے لڑائیوں کو اپنے سامنے دیکھا - یہ وقت جنگ کا اصلی زمانہ تھا - اندرون طرابلس اور صحرا کے عربی قبایل جوق جوق آرہے تھے ' شیخ سنوسی کی عمدردی پوری طرح حاصل ہوچکی تھی ' اطالیوں کی پے در پے شکستوں اور ناکامیوں نے جراتوں اور ہمتوں کو بڑھا دیا تھا ' اسلیے انکو اصلی حالات معلوم کرنے ' اور صحیح رایوں کے قایم کرنے کا پورا موقعہ ملا - وہ ترکی افسروں کے ساتھ کیمپوں میں رہے - عربوں کے آن صحرائی خیموں میں ' جنکے اجزاے ترکیبی ایک پھٹے ہوے کمل ' اور ایک کھجی درخت کی خشک شاخ سے زیادہ نہیں ہوتے ' بارہا بیٹھے اور انکے جذبات ملیہ و دینیہ کا مطالعہ کیا - وہ بادیہ نشین قبایل ' جو ہزاروں کی تعداد میں ترکی کیمپوں کے سامنے کے میدانوں میں ' اپنے اونٹوں کے پاس ' کھلے اسمان کے نیچے پڑے رہتے تھے ' اور جوش فدا کاری ملت ' و حفظ خاک وطن مقدس ' و عشق اسلام محبوب میں نہ دنگی کی ریگستانی آبش کی انمیں پورا تھی ' اور نہ رات کی مہلک اور مرض پرور ہوا ؤ رطوبت کی ' انکے سامنے تھے اور انکو پورا موقعہ حاصل تھا کہ اسلام کی جنگی و سیاسی قوت کے اس آخری غیر مستعمل خزانے کی قدر و قیمت کا اندازہ کریں -

پس انکا سفر گو مختصر تھا ' لیکن ان نادر مواقع کی وجہ سے بہترین مواد ' اور قابل وثوق آرا کے جمع کرنے کا سامان اپنے ساتھ لاے ' اور جس سنجیدہ انداز روایت ' اور منصفانہ طریق بحث و استدلال کے ساتھ انھوں نے اس سے کام لیا ' وہ ایک عام سیاحت نامے کی سطح سے اس نا مکمل روز نامچے کی قیمت بڑھا دیتا ہے -

اٹلی کے اس حملے اور نیز یورپ کے موجودہ ظالمانہ و قاتلانہ حرص کا انھیں نہایت درجہ و تاسف سے اعتراف ہے - صدہا مواقع پر انھوں نے اہل عرب کی قوت و شجاعت اور جانفروشی و جذبات صمیمیہ کی داد دی ہے - غیر قوموں کے ساتھ عربوں کے رحمدلیانہ سلوک ' اور اسلام کے تعصب کے افسانوں پر جابجا ہنسی اوڑاتے ہے - جن عربوں کو یورپ میں وحشت و بربریت کا خوفناک خیر سمجھا جاتا ہے ' انھوں نے دیکھا کہ فرشتوں کی سی مہربانی ' اور قدسیوں کی سی نیکی کے ساتھ وہ انسے ملے ' انکی دعوتیں کرتی چاہیں ' اور انکے منصفانہ خیالات کے شکر گذار ہوے -

عربوں کی شجاعت و جانفروشی کی شہادتوں نے جب ایک عالم کو متحیر کردیا ' تو بعض اخبارات نے اس اثر کو بے وقعت کرنے کیلیے طرح طرح کے افسانے مشہور کیے - مثلاً لکھا کہ ترکوں سے انکو بیش قرار رقمیں ملتی ہیں ' اور اگر ایک دن کا وظیفہ بھی نہ ملے تو فوراً اٹلی سے مل جاتیں -

مگر مسٹر بینٹ نے جو حالات دیکھے ' وہ بالکل اسکے متضاد تھے - وہ آغاز کتاب ہی میں لکھتے ہیں :

" عربوں کے لیے نومبر کے مہینے میں جب برش ہوئی ہے ' بڑی سخت آزمائش کا وقت تھا ' لیکن انھیں ذرا بھی لغزش نہ ہوئی - چنانچہ طرابلس کا واقعہ ہے کہ جب سنہ ۱۹۰۸ع سے لیکر سنہ ۱۹۱۰ع تک بوجہ امساک باران قحط پڑا تھا ' تو ہزاروں عرب باقہ شتی کی معیشت سے تنگ آ کر ٹیونس وغیرہ ترک وطن کرنے چلے گئے تھے -

لیکن اس موقع پر جبکہ باران رحمت کا نزول ہوا تو میدان جنگ میں تھے ' اور اپنے اہلبیتوں سے منزلوں دور - بعض ان میں سے تھوڑے دنوں کے لیے اپنے اپنے وطن کی غرض سے گئے ' لیکن اکثروں نے اپنے آیندہ حکم کو حب وطنی پر قربان کردیا اور باوجود اس اندیشہ کے ' کہ آیندہ انھیں اور نیز انکے بال بچوں کو رزق میسر آنا ناممکن ہوگا ' اپنی جگہ سے نہ ہلے -

اٹلی والے زشوتیں دیکر اپنا رہ مال نکالنا چاہینگے ' جس کام کو بزور شمشیر انجام دینے کے ناقابل ہیں - لیکن میرے خیال میں اسلامی قوت و یک جہتی عربوں کے فطری الہم پر غالب آیگی "

جیسا کہ مسٹر بینٹ نے بھی لکھا ہے ' یہ ضرور تھا کہ عربی کو انکے ضروری ما یحتاج کے انتظام کیلیے ایک رقم ضرور دی جاتی تھی ' مگر ظاہر ہے کہ ایسا ہونا ناگزیر تھا - وہ ' جو اپنی زراعت ' اور اپنے اصلی رسائل گذران چھوڑ کر اپنی جانیں قربان کرنے کیلیے آگئے تھے ' کیا اسکے بھی مستحق نہ تھے کہ در وقت کے کھانے کیلیے چند آنے روز دیے جائیں ؟ پھر یہ کوئی ایسی رشوت تو نہ تھی جو ترک اٹلی کے قیمتی تحفوں اور طلائی طشتوں کو ٹھکرادینے کے معارض میں انھیں دیتے ہوں ' اور نہ انکے لیے معرک جنگ ہو سکتی تھی -

اصل یہ ہے کہ جنگ عرب کا اصلی مذاق ہے - تاریخ نے بتلا دیا ہے کہ عرب ہر کام کیلیے موزوں ہے - تخت پر فرمال روائی کیلیے بھی ' اور امن کے تمدن و تہذیب کے لیے بھی - لیکن سچ یہ ہے کہ جنگ کی قوت اسکے اندر کی اصلی آگ ہے ' اور جب بھڑکا دی جاے ' بھڑک سکتی ہے - ترکوں نے اپنے تمام زمانۂ حکومت میں سب سے بڑی سخت خطرناک غلطی (جسکے نتایج اب بھگت رہے ہیں) یہ کی کہ ہمیشہ اہل عرب کی طرف سے بے پروائی برتی - انکو مٹایا اور ذلیل کیا ' اور انکو خلافت کا رقیب سمجھکر کبھی ابھرنے اور قابل بننے کا موقعہ نہیں دیا - نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام کی اصلی کارفرما قوت محض صحراؤں کی ریگ اور اونٹوں کے غولوں کے اندر محدود ہوکر رہ گئی ' اور اہل عرب تو کوئی موقعہ اپنی قدیمی روایات عظیمہ کے زندہ کرنے کا نہیں ملا -

جنگ طرابلس میں غازی انور بے کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس ترکوں کے سب سے بڑے شخص نے عربوں کے اندر ایک تحریک پیدا کردی ' اور انکو موجودہ حالت سے با خبر کردیا - پس آگ بھڑک اٹھی ' اور عامل چوک اٹھے - اسمیں نہ طامع یزید دخل ہے اور نہ بیش قرار تنخواہوں کو - پس اور آجکل کے دور مصائب میں یہ بھولنا نہیں چاہیے کہ اسلام نے مستقبل قریب کو اگر پر امید بنایا ہے ' تو یقیناً اسمیں اسلام کے اصلی محرک قوت ' یعنے عربوں کی زندگی اور تحریک کو دخل غالب ہوگا : وما ذالک علی اللہ بعزیز -

یہ ضرور ہے کہ طرابلس کی جنگ ترکوں اور اطالیوں کی جنگ تھی اور انکے ہمسایوں کے باشندوں کیلیے سیاسی اور قومی جذبات کے لحاظ سے اٹلی کے اندر ولی بڑی کشش نہ تھی - یہی سبب ہے کہ اس زمانے میں بڑے بڑے انگریزی اخبارات نے اس حملے کو قابل اعتراض بتلایا اور بعضوں نے تو بہت سخت مضامین لکھے - پس حق پسند انگریزوں کیلیے اظہار حق کی یہ ولی بڑی آزمایش نہ تھی - بر خلاف اسکے موجودہ جنگ بلقان جو مسیحی جہاد کے نام سے کی گئی ہے ' اور جو یورپ اور اسلام سے خالی اور دیدے کے صلیبی و لڑنے پر مبنی ہے ' انگلستان کے باشندوں کیلیے ادعاے حق پرستی و مظلوم نوازی کا اصلی امتحان تھا - اور دیکھنا تھا کہ مسٹر بینٹ '

مسٹر میکالا اور مسٹر ایڈمنڈ برک جیسے ہی طرح' اتفاق اور اتحاد حق پرستی ہیں' جو صداقت انصاف بلند دیکھ سکتے ہیں ؟

بیشک اس ہنگامۂ قتال و غارت میں چند پست اور زبوں رحم و انصاف ہی بھی بھی ہی اسٹیج میں آئی ہیں - فرانس کے مشہور اخبار برنیا (انگریزی) کے مضمون ایک اچھی صداقت کا رسالہ بنگئا ہیں - جس نے اور ترکوں کی حمایت' اور ترکی سوشلسٹی کے ایک مشہور لیڈر جوراس فرانسیسی کی حکومت کے بد کام ہے' اور یہ تعصب کے ان صداؤں میں سات اور مسلمانوں پر حملہ آوری سے ہی قوم کا کوئی حصہ نہیں' والشان کا معلوم ہوا !

اصل یہ ہے کہ انگلستان کی بدقسمتی اس وقت صلیبی جذبات کا سمار ہوگیا ہے' اور یہ جذبہ اعلیٰ و مخالف پر اس طرح حاوی ہے کہ ہمارے لیے انصاف و رحم کی صدا اب دریائے ٹیمس کے کنارے نہیں اٹھ سکتی '

اٹلی کے فراقانہ حملہ طرابلس کی تاریخ میں بھی (موجودہ جنگ کی طرح) انگلستان کا نام پہلے صفحہ میں لیا جائیگا -

مسئلہ مصر و عرب بیلسے ایسا ہوا ضروری تھا' اور اسلامی طرف عملی پیش قدمی کا طرۂ افتخار سر ایڈورڈ گرے کی الاسلامیت اور حاصل ہوا' لیکن سچ یہ ہے کہ انگلستان کی وزارت خارجیہ میں آج سے پہلے ہی یہ مسئلہ اپنے ابتدائی مرحلے سے گذر چکا تھا' اور جس وقت اٹلی نے ٹرپولس اور الجزائر پر حملہ کیا ہے' اسی وقت اٹلی نے وزیر خارجی (انگریزی) کے لارڈ (سالسبری) سے مراسلات شروع کردی تھیں - لارڈ سالسبری نے اس معاملہ کے اپنے مشیر کے ذریعہ سر آمید ہیکش اور حمایت پوری حاصل کرلیا تھا' اسکور مشیر (پیرس) نے دیباچہ کتاب میں نقل کیا ہے - اسکا خلاصہ یہ ہے :

" اب ہی تجدید کا لارڈ سالسبری پر پہنچ اور ہوا - انہوں نے مجھ سے مفصل دیل مضمون کا تار دینے کی ہدایت کی ہے - " اسمیں اس امر سے اتفاق ہے کہ سب بحر روم (میڈیٹرینین) کی موجودہ حالت الا قوامی حالات میں معمولی یا اہم تبدیلی کا وقت آیا' اور اس موقع پر یہ ضروری ہوگا کہ اٹلی طرابلس پر قبضہ کرلے " ایک مدت میں سالسبری اور آپ سے اتفاق نہیں ہے - انکا خیال ہے کہ طرابلس پر قبضہ کرنے کا ابھی وقت نہیں آیا - لارڈ سالسبری نے اپنی رائے دیل سے جملہ پر ختم کی ہے - وہ کہتے ہیں کہ " گورنمنٹ طالیہ کو طرابلس مل جانیکا' لیکن ایک سکاریہ ہے' جو چاہتا ہے کہ ہمیں اور مزا در شکار اڑائے' اسوقت اسکے انتظار اڑنا چاہیے' جب اسکے سکار بدروح کی رد پر نہ آجائے' تا کہ اثر نشانہ پورا نہ پڑے اور ہالی زخم آجائے' جب بھی گرفتار ہو جائے "

اسکے بعد مسٹر بینت لکھتے ہیں :

" دول یورپ کو جس میں انگلستان بھی شامل ہے' اٹلی کی مزاحمت کے اردوں سے واقفیت تھی اور انہوں نے نہایت خاموشی کے ساتھ ان ارادوں کے پورا ہونے میں شہ دی - ہمارے یہاں خارجہ تعلقات کی یہ حالت ہے کہ جس طرح ملک تجار کے کاشتکاروں اور دیگر عمالی کے معاملات میں اولی دخل نہیں' اسی طرح عوام انگلستان کو اپنے محکمۂ خارجیہ پر بھی اولی اختیار نہیں ہے - حقیقت یہ ہے کہ ایسا واقعہ کبھی دل خوش کن نہیں ہوسکتا' جسے ہمارے ملک نے ۹۰ - فی صدی باشندے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں اور جسے بین الاقوامی ذکاء کہنا نہایت موزوں ہوگا - اور اسپر طرہ یہ کہ ہمارا محکمۂ خارجیہ بلا کسی خفیف مخالفت کے ایسے علانیہ ذکاء کو جائز رکھے' جو حالیکہ ملک میں اعلیٰ پارٹی کی گورنمنٹ ہو - آخر میں کیورز(۱) کے قول کو مانتا پڑتا ہے کہ " ہم سلطنت کے لیے

(۱) ایطالیہ کا ایک مشہور عالم جو معاملات سیاست میں بہت قابل مانا جاتا تھا -

وہ کام کرتے ہیں' اور وہ تدابیر عمل میں لاتے ہیں جو اپنی ذات کے واسطے خراب میں بھی خیال نہیں کر سکتے "

اسکے بعد انہوں نے دول یورپ کے معاہدوں اور سیاسی اعلانات کی نسبت لکھا ہے لکھا ہے :

" میں رمانۂ حال کے معاہدات کے متعلق بحث کرنا نہیں چاہتا دیوزدہ اس زمانہ میں عہد و پیمان صرف اس لیے لکھے جاتے ہیں کہ جسوقت انکی وجہ سے کسی فریق کو تکلیف پہونچنے لگے تو فوراً چاک کر ڈالے جائیں' اشرفیکہ وہ فریق اسقدر قوت رکھتا ہو کہ بلا خدشہ اپنے عہد کو توڑ سکے " -

یہ کتاب جب شائع ہوئی ہے' تو اسکا آٹھ بارہ اخبارات میں ذکر ہوچکا ہے' اسلیے ہم زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتے' روزنامہ اسٹیٹ اکثر مقامات مستحق اقتباس و استدلال ہیں -

کارزار طرابلس

— ۰ —

ترجمہ از - روزنامہ - وجدان الشعب - روزنامہ - مقیم ہے ماسکو ہے

— * —

یہ کتاب اسی سیاحت نامہ کا اردو ترجمہ ہے - مترجم مسٹر عبداللہ خاں رئیس خورجہ ہیں - چھوٹی صاف' کاغذ اچھا لگایا گیا ہے - ترجمہ اصل کے ساتھ دشواریں غزوہ طرابلس اور اشخاص متذکرہ کتاب کی مفصلہ ذیل تصویروں بھی لگائی ہیں' جنسے کتاب کی دلچسپی میں عمدہ اضافہ ہو گیا ہے -

مسٹر عبداللہ خاں دیباچے میں لکھتے ہیں کہ یہ انکی پہلی ادبی کوشش ہے' اور ترجمہ نہایت عجلت میں کیا گیا' تاہم ترجمہ صاف اور سلیس ہے - البتہ سرسری نظر میں بعض مقامات گنجلک' اور بعض مرقعوں میں عبارت ہی خامی' اور محاورات کی غلطیاں بھی ہیں -

مختصر بات طرابلس

— * —

ترجمہ از - روزنامہ - وکیل - انجمن ہلال احمر لکھنؤ

— * —

یہ اسی کتاب کا دوسرا اردو ترجمہ ہے' جو انجمن ہلال احمر لکھنؤ کی فرمائش سے جناب شیخ شوکت علی صاحب نے - اسے کے بعد حصول اجازت مصنف کیا ہے' اور نو الکشوری پریس میں چھپا ہے - کاغذ اچھا ہے' اور چھپائی متوسط درجے کی -

ہم نے مثل پہلے ترجمے کے چند صفحات ایک دو مقام سے دیکھے - ترجمہ صاف و سلیس' اور عبارت بہتریاں اور با محاورہ ہے' البتہ بعض بعض ترکیبیں اور عربی الخصوص انگریزی ترکیبوں کا ترجمہ بہت رکیک اور غلط ہے - مثلاً جابجا " ذاکہ ہی " کی ترکیب نظر آئی جو کسی طرح صحیح نہیں' اور صدہا فارسی تراکیب صحیحہ اسکی جگہ ملسکتی ہیں -

اسکی درخت سے جسقدر رقم بچیگی' وہ انجمن ہلال احمر کے فنڈ میں شامل ہوجائیگی - اس بنا پر فیاض طابع مترجم یقیناً مستحق تعریف ہیں -

افسوس کہ ترجمے کے ساتھ نقشہ وغیرہ کا انتظام نہیں کیا گیا - البتہ در قشمے افریقہ کے مقامات جنگ کے عنایت چھاپکر لگا دیے ہیں' اور یہ بہت ضروری تھے -

---

اب نمبر ۱۲ کا سلسلہ برابر جاری رہیگا - جن حضرات نے کتابیں روانہ فرما کر یقیناً نہایت ناگوار انتظار کی زحمت گوارا فرمائی' وہ مطمئن رہیں -

---

باب المواسات و المناظرة (۱)

— * —

الاخلاق

— * —

از مسٹر مسعود احمد عباسی (امروہہ)

مضمون بالا نظر سے گذرا - حقیقت میں ایسے مضامین جو اب سب سے اول " الہلال " میں شایع ہونا شروع ہوے ہیں، سب سے زیادہ قابل توجہ و صرف وقت ہیں - کیا ہی اچھا ہو کہ ان مضامین کا سلسلہ مستقل طور پر جاری ہو جاے، تاکہ اصحاب تفکر، ارباب تمیز، میدان میں آئیں اور رفتہ رفتہ ایک ایسا علمی ذخیرہ طیار کردیں جو قوم و زبان کی ترقی کے لیے نہایت ضروری ہے - اب تک بھی ایک کمی ایسی رہی ہے جس کا اہنگ کوئی انتظام نہوا -

مگر سب سے بڑی دقت جو حال ہے، وہ اردو زبان کی علمی زبان ہونیکی نا قابلیت ہے - بڑی ضرورت ہے کہ انشاء پرداز حضرات ایک ایسی لغات طیار کریں جو بڑے علمی خیالات کو جگہ دیسکے اور مشرقی یا اردو طرز ادائے مرادکے موافق بھی ہو - میں دیکھتا ہوں کہ " الحیات " کی سرخی والے مضمون میں صرف اسوجہ سے پہلتا پن ہے کہ الفاظ کسی ایک قاعدہ اور قانون کے ماتحت نہیں ہیں، مثلاً کہیں آپ مادہ کی تقسیمہی زندہ اور غیر زندہ کی کرتے ہیں اور کہیں الیہ اور غیرالیہ کی - خیر یہ گفتگو کسی دوسرے وقت کے لیے زیادہ موزوں ہے - اسوقت صرف آپکی توجہ اور اسطرف مبذول کرانا مقصود تھا ورنہ یہ خواہش کرنا کہ صرف انہا ایک آپ ہی اس اہم کام کو بھی انجام دیں، آپکی تندرستی اور قوت پر حملہ ہوگا -

اچھے اخلاق کی دو قسمیں کی ہیں - طبیعی اور کسبی - طبیعی کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ وہ فطرتی ہوتے ہیں اور انسان پیدائش سے لیکر پیدا ہوتا ہے - یہاں مجھکو اختلاف ہے اور آگے چلکر میں اس اختلاف کی وجہ پیش کرونگا - مگر میں دیکھتا ہوں کہ کچھہ آگے چلکر آپ خود اپنی تقسیم پر قایم نہیں رہتے اور جب اخلاق کے سرچشموں کا تذکرہ کرتے ہیں تو وہاں اسکو قلیہ بنانے سے انکار کرتے ہیں -

بہرحال یہ ضرور ہے کہ آپ اخلاق میں وراثت کے اثر کے مرید ہیں - اور اثر کانٹ جیسے بعید زمانہ کے اصحاب فلسفہ کا بھی ایسا ہی خیال تھا -

معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات نے اولاد میں اپنے والدین سے جسمی مشابہت پا کر اخذ کرلیا کہ اخلاق میں بھی ایسا ہی ہوگا، اور سطحی نظر میں کچھہ شہادتیں بھی جمع کرلیں، لیکن صحیح نتائج پر آنیکے لیے جن احتیاطوں کی ضرورت ہوتی ہے، اوسکا لحاظ نہ کیا - یا یہ بھی ممکن ہے کہ ان احتیاطوں کی طرف خیال بھی اسوجہ سے نہ گیا ہو کہ اوس زمانہ کا مشہور عام مسئلہ یہ تھا کہ اولاد میں برائی بھلائی ورثہ میں والدین سے ملتی ہے - لیکن حال میں جو تحقیقاتیں اس موضوع پر ہوئی ہیں، اوں سے ظاہر ہے (بقول کارل پیرسن کے کہ) وراثت کا اثر بالکل غلط خیال ہے اور جسقدر بھی اخلاقی خصوصیات والدین کی اولاد میں پائی جاتی ہیں وہ اوس تربیت کا نتیجہ ہیں جو اولاد کو اپنے والدین کے ہاتھہ سے پہنچتی ہے اور جس میں والدین نے اپنی مخصوص عادات و اخلاق کی جھلوی اپنے اولاد کے حوالے کردی ہے -

مگر ہم دوسرے پہلو سے اسپر غور کرتے ہیں -

اخلاق صرف اوپری قوا نہیں بلکہ یہ تابع معلوم ہوتے ہیں کسی دوسری شے کے، اور وہ شے وہ ہے، جو اخلاق کے برے بھلے ہونے پر غور کرنی یا کرسکتی ہے - اس شے کو انگریزی میں مائنڈ (Mind) کہتے ہیں اور جسکا مرادف ابتک ہماری زبان میں دل تھا، مگر اب اوسکی سلطنت تو مغربیوں کے قبضہ دماغ کے پاس اوٹھہ گئی ہے اور اوسکی وقعت ایک پرست نفس سے زیادہ نہیں ہے - جو چیز کہ تخت نشین ہے وہ کیا ہے ؟ وہی جسکو مشاہدہ کہتے ہیں اور یہ نام ہے تین مظاہر کے مجموعے کا -

(۱) انفعال -

(۲) ارادہ -

(۳) سمجھہ -

میرے سامنے دوروازہ ہے اور میں اوسکو کھولنا چاہتا ہوں - گویا سمجھہ اوسکے کھولنے کی خواہش کا ایک اثر ہو رہا ہے - یہی اثر وہ ہے جسکو میں نے انفعال سے تعبیر کیا ہے - افسوس کہ زبان کے نقص کی وجہ سے میں اپنے مطلب کو الفاظ میں واضح طور پر پیش نہیں کرسکتا - آپ تصور میں میرے مطلب تک پہنچ جاوینگے - میں دروازہ کھول دیتا ہوں - یہ وہ ہے جسکو میں نے ارادہ سے تعبیر کیا ہے - اگرچہ یہ لفظ بھی اس مطلب کے لیے بہت کم مناسب ہے - ان دونوں کے ساتھہ ساتھہ ایک تیسری قابلیت اور ہے، یعنی میں جانتا ہوں کہ دروازہ کھل سکتا ہے - یہی چیز ہے جسکو میں نے سمجھہ سے موسوم کیا ہے - گویا یہ تین چیزیں : انفعال، ارادہ، اور سمجھہ، مظاہر ہیں اوس شے کے، جسکو مشاہدہ کہتے ہیں - اس لفظ کے مرادف لفظ بنانیکے لیے میں جناب کو توجہ دلاتا ہوں -

ہاں تو اسطرح یہ تین قوتیں انسان کے تمام اخلاق اور اعمال پر حکمرانی کرتی ہیں - یہی وہ ہیں جنکے بہتر ہونے سے انسان جانور سے اور جنکے ہونیسے مگر غیر مناسب حالت میں، انسان ناقص ہے، اور ہونیسے اور بہ تناسب، وہ کامل ہے -

لیکن ان تینوں مظاہر کے ساتھہ جداگانہ حیثیت سے حواس ہیں - میں جانتا آپ کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں پر جھپر اثر ہوتا ہے - فضاے آسمان میں تازے چمکتے دیکھتا ہوں تو جھپر اثر ہوتا ہے - زبان پر کڑوی میٹھی چیزیں چکھتا ہوں تو جھپر اثر ہوتا ہے - جھپر کو بھبھوتے سے مدد ہوں تو جھپر اثر ہوتا ہے - اور میں اپنے پچھلے تجربے کی بنا پر سمجھتا ہوں کہ ایک چیز جاذبی ہے تو دوسری رپلشن کے وغیرہ وغیرہ -

اگر بچے میں سمجھہ کی قابلیت نہیں ہے تو بھی بھی نہیں ہوسکتی - لیکن حواس جس بھی کسی ایک کا نہونا ان تینوں قابلیتوں پر زیادہ زیادہ موثر نہیں ہوسکتا - ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ تمام حاسوں کے نہونے پر یہ تینوں قابلیتیں بھی مفقود پائی گئی ہیں - پس اسطرح یہ تینوں قابلیتیں اور حواس کسی نہ کسی حد تک ساتھہ ساتھہ ہیں، اور یہ اوسوقت تک ہر انسان میں صحیح حالت پر موجود ہیں، جب تک عناصر انسانی میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگئی ہے - اگر دماغ سے فاسفورس نکل گیا ہے تو یقیناً سمجھہ بھی نہ ہوگی - وغیرہ وغیرہ -

پس ظاہر ہے کہ ایسے دو شخص، جنکا ہر حیثیت میں یکساں اثرات سے موثر ہونا ممکن ہوتا، خواہ وہ آپ اور ہوالی ہوں - خواہ سوشیل، یا اور کچھہ، تو ضرور اخلاق کے لحاظ سے بھی یکساں ہوتے مگر ایسا کبھی نہیں ہوتا، اور یہ ان دوسرے اثرات کیوجہ سے ہے، وراثت پر الزام ہی الزام ہے -

جب یہ ثابت ہوگیا کہ وراثت اخلاق میں کوئی دخل نہیں رکھتی تو ہم پر اپنی اولاد کے متعلق ایک ذمہ داری سلمعائد

---

(۱) یہ ایک مستقل باب کی سرخی ہے - اس وقت اسکا بلاک میار نہیں ہوا تھا، اسلیے ثانی میں دیدی گئی -

هرگز - بچه بالکل همارے اختیار میں ہے - خواہ ارسطو هم بنے اصابت رائے والا ' بڑے اخلاق والا ' اور بڑے سمجھدار وجیہ اور عقل و دانش والا بنائیں ' خواہ بالکل اسکے برعکس ' جیسا کہ آجکل روزانہ همارے جہالات سے تباہ هو رہا ہے هیں - مجھکو سینکڑوں بچوں کا تجربہ ہے ' ایک صدر جاهل ماں باپ کا شکار پایا ہے - یہ سخت درد ناک ہے - میں ان حضرات سے جو بالیکات میں نہایت تیز هیں ' جو هندوستانی یا اسلامی پالیٹکس میں بڑا حصہ لیتے هیں ' یہ اهم استدعا کرتا هوں کہ وہ ذرا اسطرف بھی نظر ڈالیں - مستقبل قریب کا نہیں وہ نسل ' جو اب سے صرف دس سال بعد طیار هوگی ' اپنی غلط کاریوں اور اپنی بے توجهی سے کالجوں ' اسکولوں اور یونیورسٹیوں کو بیکار ثابت نہ کردے - فقط

الهـــلال

سب سے پہلے تو میں آپکے ذوق علمی کا شکر گذار هوں کہ ان مضامین پر آپنے توجہ فرمائی ' اور انکی ضرورت کا اعتراف فرماتے هوے انکے پڑھنے کا دوبارہ کہولا -

یورپ مسیحیت کا ہے ہے لوگوں اور ان چیزوں کا ذوق هی نہیں ہے - بیشک مالک میں اخبارات و رسائل کے پھیلنے کا ایک زلولہ پیدا هوگیا ہے ' لیکن سطحی ' عام ' مضامین کے سوا کوئی نہیں جو خالص علمی مباحث ' افکار کا خیر مقدم کرے ایسے طیور هوں -

روشنی کا ایک هی دریچہ

آپ اسکو نہیں مانیئے مگر میں کہونگا کہ جس گھر میں ایک هی چراغ جلتا هو ' اسکی تمام دیواروں کی روشنی اسی کے دم سے وابستہ هوتی ہے - اسے کل کر دیجیے تو یہی کہونگا کہ دیواروں کا کوئل حصہ تاریک هو جائیگا ' بلکہ اس پاس کی تمام کوٹھریوں بھی اندھیری هوجائیں گی ' کیونکہ چراغ ایک هی تھا -

مسلمانوں کے ذوق و شوق دیکھیے بھی ابتدا سے ایک هی چراغ جل رہا تھا ' یعنی دائرۂ مذهبی ' اور جوش تعمیل احکام دینی کا - اس گھر کی آرزو جتنے کوٹھریاں تھیں ' اخلاق و تربیت کی هوں ' یا حکومت و سیاست کی - علم و فن کی تحقیق و جستجو کی هوں ' یا عمران و تمدن کی ' سب اسی چراغ کی روشنی سے منور تھیں - جس چیز کو وہ حاصل کرتے تھے ' مذهب کی راہ سے ' اور مذهب کے پیدا کیے هوے دائرے سے - یہ ایسی عجیب بات ہے کہ مسیحی مذهب کے اصلی دور عروج میں علم و فن پر دور مظلمہ گذرا ' پر اسلام کا اصلی زمانہ عروج وهی تھا ' جب گھر گھر علم و فن کے آفتاب درخشاں تھے :

یک چراغست دریں خانہ کہ از پرتو آں
هر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

آج همارے هزاروں علماے کرام هیں - جاکر دیکھیے یہ تفسیر و حدیث کو اس ذوق و جستجو سے نہیں پڑھتے ' جس قدر صحت سے یونانی فلسفہ اور ارسطو کے منطق میں اپنا وقت ضائع کرتے هیں - علم کلام میں بھی جتنا وقت صرف هوتا ہے ' اسے بھی ارسطوهی کے حصے میں منتقل کر دیجیے کہ دراصل وہ علم کلام نہیں بلکہ فلسفۂ یونانی هی ہے - (شرح مواقف) کو اگر آپ دیکھیں تو متعجب هوں کہ اس فن کی کتاب ہے ؟

مگر ایسا کیوں ہے ؟ کیا موجودہ زمانے کے علما کی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ حکماے یورپ کے سے خالص علمی ذوق اور علمی جذبات سے یہ سب کچھہ کرتے هیں ؟ میں تو کہہ بھی دوں مگر آپ حضرات کب کہنے لگے ؟

اصل یہ ہے کہ همارے تمام کاموں کی افتاد هی ابتدا سے ایسی پڑی ہے کہ ذوق علم ' محبت وطن ' قوم پرستی ' سوشلزم ' نیشن '

غرضکہ هر شے کا محور مذهب هوگیا ہے - قدماے فلسفہ کے حملوں سے بچنے کیلیے ضروری سمجھا کہ علما فلسفہ پڑھیں اور اس سے واقف هوں - امام الحرمین اور امام غزالی نے نصاب میں داخل کردیا - نتیجہ یہ ہے کہ آج ایشیا اور اسکندریا کے تلامذۂ فلسفہ سے زیادہ شغف ' همارے علماے دینی کو یونانی فلسفہ سے پیدا هوگیا ہے !

آپ کہیں گے کہ یہ تو ایک مذهبی خود غرضی هوئی ' علم کو تو علم کیلیے پڑھنا چاهیے ' لیکن میں کہونگا کہ اس زمانے سے بھی نظر اوپر کیجیے ' اور ابتدائی صدیوں میں اسلامی ممالک پر نظر ڈالیے - آپکو نظر آئیگا کہ هزاروں فدا کاران علم ' مذهب هیں ' جو تلاش و جستجوے مقصود میں اپنی زندگیاں صرف کر رہے هیں - یہ بھی جو کچھہ تھا ' اسلام هی کے پیدا کیے هوے والوے سے تھا -

آج بعض مستشرقین یورپ نے اسکی توجیہ یہ کی ہے کہ جسقدر حکما سے اسلام تھے ' انکو اسلام سے واسطہ هی کب تھا ؟ اور پھر جو کچھہ هوا ایرانی رنگ عجمی اثر سے هوا ' یا شام و مصر کے مسیحی حکما کی صحبت سے - لیکن سوال یہ ہے کہ ایسے هی ملحد اور بیدین لوگوں سے تمدن اخذ کرنے والے افراد ' مسیحی دور عروج میں کیوں نہیں پیدا هوے ؟ پھر ان بیچاروں کو یہ خبر نہیں ہے ابن مسکویہ ' فارابی ' ابن رشد ' ابوبکر رازی ' وغیرہ کے دینی اعتقاد و اعمال کا کیا حال تھا ؟ اکابر معتزلہ سے بڑھکر علم دوست اور فلسفہ خواں کوئی گروہ نہیں هوا ' لیکن سنتهیے هی اعمال مذهبی میں اسے زیادہ شدید التقشف ملاوراء النہر کے فقہا بھی نہ تھے - کبیرہ گناہ کے مرتکب کو وہ مومن هی تسلیم نہیں کرتے ! پس حقیقت یہ ہے کہ ساری روشنی اسی چراغ کے دم سے تھی - کوئی مانے یا نہ مانے مگر میں کہونگا کہ جب سے یہ چراغ گل هوا ' همارے علم و فن کے تمام حجرے بھی تاریک هوگئے -

اسی کو روشن کیجیے - اسلام هی بلالے کا کہ " و من یوت الحکمۃ ' فقد اوتی خیرا کثیرا ' و ما یذکر الا اولوا الالباب "

جدید تعلیم یافتہ اور افلاس علمی

یہ کیا بد بختی ہے کہ نصف صدی سے هم میں نئی تعلیم پھیل رهی ہے - قدیم علما تو آپ لوگوں کے نزدیک جہل و نادانی میں پڑے هیں ' پھر بھی وہ اپنی عزیز عمریں ان علوم کے حصول میں صرف کر رہے هیں ' جنکو اپنے عقیدے میں بہتر و اعلی سمجھتے هیں - فرمایئے کہ نئی تعلیم یافتہ گروہ میں اب تک کتنے فلسفہ داں ' کتنے سائنس کے ماهر ' کتنے مصنف ' کتنے مترجم ' اور کتنے ارباب صحائف و مجامع پیدا هوے ؟

هر سال کتنے مسلمان طلبا هیں جو یہ - اے کے بعد آگے قدم بڑھاتے هیں ' مگر میں نے کبھی نہیں سنا کہ انھوں نے ایم - اے میں فلسفہ لیا هو - اکثر تو عربی وغیرہ لیکر بآسانی اس مرحلے سے گذر جاتے هیں ' اور بعضوں نے بہت همت کی تو علم ادب اسے لیا - اور وہ بھی کم هیں -

سر چشمۂ علـــم کی خشک سالی !

(علی گڈھ) کالج کا نام لیجیے تو لوگوں کو ضیق النفس کا دورہ شروع هوجاتا ہے ' مگر کیا کیجیے کہ جو محبت اسکے نادان پرستاروں کو اسکے نقایص کے چھپانے کا مشورہ دیتی ہے ' وهی محبت نکتہ چینوں سے اسکے نقایص پر خون کے آنسو بھی رلاتی ہے - کوئی خدا کیلیے مجھے بتلائے کہ اس مرکز اسلامی ' اس معہد مسلمین ' اس قبلۂ الاسلام ' اس قرطبۂ وقت ' اس غرناطۂ عصر ' اور اس کیمبرج اور آکسفورڈ کے بروز وجود ظاہر نے اشاعت علوم جدیدۂ و فلسفہ کا آجتک

کیا سامان کیا ؟ کونسي سوسائٹي قائم کي ؟ کتنے طالبا پیدا کیے ؟ اور وہاں کے نکلے ہوے اشخاص میں سے کتنے ہیں جنہوں نے فلسفۂ و علوم جدیدہ کي کتابوں کے ترجمے کیے ہوں یا انپر کتابیں لکھي ہوں ؟

آپکو تعجب ہوگا کہ مصر میں اسوقت ہائي اسکول سے زیادہ تعلیم نہیں ہے ، اور یہ انگلستان کي علمي سرپرستیوں کا حال ہے - البتہ بیروت میں امریکن مشن ' اور جیسوئٹ فرقے نے کالج قائم کیے ہیں - لوگوں کے سطحي مذاق ' اور محض علوم یورپ کے بعض اسما و رسوم رٹ لینے کا بھي حال ہے جو یہاں ہے - تاہم اگر آپ قلم دانات پاس رہیں تو میں پچاس سے زیادہ کتابوں کي فہرست لکھوادوں جو موجودہ علوم و فنوں کے متعلق واقعي صحت و ثقاہت ' اور واقفیت و علم کے ساتھ ترجمہ کي گئي ہیں یا مستقلا لکھي گئیں ہیں - اور ویسے غیر معتبر کتابیں اور سطحي تو صدہا ہیں !

لیکن فرمائیے ' نئے تعلیم یافتہ گروہ نے اردو کیلیے کیا کیا ؟

یـــا لـلعجب !

مجکو تو بعض وقت غصہ بھي آتا ہے اور ہنسي بھي - کیا مزے کي بات ہے کہ آج جو لوگ اپنے تئیں الحاد کا نقیب سمجھتے ہیں ' جنکو علم و مذہب کے معرکے کے نظارے سے فرصت نہیں ' جنھوں نے اسلام کے شکست کا پورا فیصلہ کرلیا ہے ' جو نئے علوم اور نئے فلسفہ کے مناقب و فضائل کا ایک سیلاب عظیم اپنے حلق کے اندر سے بہا سکتے ہیں ' انکے سرمایۂ علم کا یہ حال ہے کہ فلسفہ کي میدان بات تک پر ایک مختصر تقریر کي خواہش کیجیے تو منہ تکنے لگیں ! ! آجتک اتني بھي توفیق کسي کو نہیں ملي کہ ہم کو اتنا تو بتلا دیتا کہ نیا فلسفہ ہے کیا چیز ؟ اور قدیم و جدید میں فرق کیا ہے ؟

الحاد نتیجہ سمجھا جاتا ہے شیوع علم کا ' پھر یہ کیا ہے کہ ہم میں الحاد جہل مطلق کے ساتھ جمع ہوگیا ہے ؟

بسرشت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبست !

انصاف کیجیے کہ یہ کیسي شرم و حیرت کي بات ہے کہ جو لوگ یورپ کي زبانوں کي تحصیل کریں ' وہ علوم و فنون جدیدہ سے غافل ہوں ' اور جن لڑکوں کا مایۂ تحصیل یہ نہیں ہے ' وہ آپ کے لیے کوشش کریں ؟

ایک دردِ انگیز تجربہ

کئي سال سے چاہتا ہوں کہ کم از کم اتنا تو ہو کہ اردو زبان میں ایک مختصر مگر جامع تاریخ فلسفہ مرتب ہو جاے ' جس میں قدیم فلسفہ کے مختلف ادوار و مذاہب کي تشریح کے بعد نئے فلسفے کي ابتدا کے تغیرات سے تاریخ لکھي جاے ' اور اسکے مختلف انقلابات اور مختلف اسکولوں کو اس خوبي سے بیان کیا جاے کہ معلوم ہو سکے کہ فلسفہ کا اس وقت تک کل سرمایہ کیا ہے ؟ اور قدیم و جدید کا ما بہ الامتیاز و اختلاف کس درجہ ہے ؟

میں نے کتابیں جمع کیں - کسي ایک کتاب کا ترجمہ نہیں چاہتا تھا ' بلکہ بطور خود اخذ و التقاط کے بعد ایک مستقل تصنیف -

میں نے ایسے تعلیم یافتہ مسلمانوں کو تلاش کرنا شروع کیا جو فلسفہ سے واقفیت رکھتے ہوں ' اور اس کام میں مجھے مدد دیسکیں - تلاش کا جو نتیجہ نکلا وہ میرے لیے نہایت درد انگیز تھا ' میں جانتا تھا کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں میں علم کا ذوق نہیں ' مگر اس درجہ مایوسي کا تو مجھے کبھي تصور بھي نہیں ہوا تھا - اول تو کسي نے حامي ہي نہیں بھري ' پھر بعض اصحاب ملے بھي ' تو اول ہي صحبت میں معلوم ہوگیا کہ اس میدان میں مجھ ناواقف سے بھي کئے گذرے ہیں - صرف ایک صاحب ایسے ملے ' جنسے واقعي مدد ملتي مگر مشیت الہي نے یک جائي کا موقعہ نہیں دیا - اپکو تعجب ہوگا کہ بالآخر جب ہر طرف سے مایوس ہوگیا تو ایک ہندو تعلیم یافتہ شخص نے مجھپر رحم کیا یا ' اور جو کچھ ہوگا کہہ لو اسي کي مدد سے ہوا !

یہ کیسي عجیب بات ہے کہ ایک شخص اردو میں ' اور اُس اردو میں جسکے ہندوستاني لغۃ عمومي (لنگوافرینکا) ہونے کے ہنگاموں سے تمام ملک میں ایک طوفان تحریر و تقریر برپا ہوا کرتے ہیں ' ایک مسلمان شخص کتاب مرتب کرے ' اور اسکو جسقدر مدد ملے ایک تعلیم یافتہ ہندو سے ! افسوس !

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئي
کچھہ ہوے تو یہي رندانِ قدح خوار ہوے !

ان باتوں کے لکھنے یہاں چنداں ضرورت نہ تھي ' لیکن یقین کیجیے کہ میرا دل ان حالات کي ایک نہایت سخت ٹیس اپنے اندر رکھتا ہے - میں انگریزي تعلیم یافتہ جماعت کے افلاس علمي اور شدت جہل کے درد سے زخمي ہوں - ذرا سي بھي ٹھیس لگتي ہے ' تو اپنے خیالات کے اظہار میں مجبور ہو جاتا ہوں !

افسوس کہ ہم نے اپنے قدیم علوم ' اپني پراني سوسایٹي ' اپنے گذشتہ اخلاق و آداب ' حتی کہ اپني قومیت اور مذہب تک نئي تعلیم اور یورپ کے نئے علوم و فنون کیلیے دیدیا ' لیکن یہ کیا قہر الٰہي اور کیا بد بختي ہے کہ اسپر بھي وہ جنس ہمیں نہیں ملتي بھي اور نہیں ملي - جیب تو خالي ہوا مگر دامن تہ ہاتھہ بھي متاع سے خالي ہے !

صـــدائے کـــرۂ علمیـــہ

الہلال میں " مذاکرۂ علمیہ " کا باب اسي غرض سے رکھا کہ اپني بساط کے مطابق کچھہ نہ کچھہ لکھتا رہونگا - لیکن انصاف کیجیے کہ انسان ہوں اور ہاتھہ سے لکھتا ہوں ' لکھنے کي کوئي مشین میرے پاس نہیں ہے - دماغ تو الحمد للہ کہ فضل الٰہي سے جواب نہیں دیتا ' مگر وقت اپني قدرتي مقدار کار میں میرے ساتھہ خاص رعایت کیوں کرنے لگا ؟

پھر الہلال کي ضخامت بھي محدود - اسي خیال سے (البیان) کا ارادہ کیا ' دو نمبر اسکے مرتب کرکے رکھدیے ' لیکن معمولی معین کار بھي میسر نہ آے ' مجبوراً ملتوي کو دینا پڑا اور اب اسي نہ کسي طرح نکالونگا -

آجتک کتنے اشخاص ہیں جنھوں نے الہلال کے اسي باب میں بھي کوئي مضمون لکھا یا میري مدد کي ؟ لوگوں کي زبانوں کو تقریروں میں اور قلموں کو تحریروں میں دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدمت علم و دین کے ملائکۂ مقدسین ہیں ' جنکو خدا نے مسلمانوں پر رحم کھاکر بھیجدیا ہے - لیکن کام کرنے کیلیے مستعد ہو لیے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام ہنگامۂ حرکت کا طوفان بہا لے جانے والے اجسام حیہ ' لاشوں کے ڈھیر یا پتھر کي مورتوں سے زیادہ نہ تھے ! فانظر! کیف ضربوا لک الامثال ' فضلوا ' فلا یستطیعون سبیلا (۱۷ : ۵۱) -

خود نہ لکھیں تو کم از کم اتنا ہي کریں کہ جو کچھہ لکھا جاے اسے زندہ آدمیوں کي طرح پڑھیں ' اسکي نسبت بحث و مذاکرہ کریں ' اعتراض و نقد کا سلسلہ شروع کریں ' مراسلۂ و مناظرہ کي نوبت آے ' اس سے اتنا تو ہوگا کہ آگے کو کام کرنے کي راہ صاف ہوگي ' کام کے حسن و قبح کا فیصلہ ہوگا ' نفع ایک رجحہ تشویق و ترغیب نکل آیگي -

بہر حال میں آپکا نہایت شکرگذار ہوں کہ آپنے ان چند ابتدائي اور محض سرسري طور پر لکھے ہوے صفحوں کو اپنے علمي فرق کے

[بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ۶ - ملاحظہ ہو]

مراسلات

قسطنطنیہ کی چٹھی

—:•:—

هندوستان کا اولین طبی وفد

— • —

کچھ عرصہ ہوا میں نے آپ کے کالموں کے ذریعہ سے اطلاع دی تھی کہ ہمارا طبی وفد جو انگلستان سے آیا ہے ' ہندوستان کا پہلا ہلال احمر وفد ہے کیونکہ جملہ ممبران وفد نہ صرف ہندوستانی ہیں بلکہ انگلستان سے روانہ ہونیکے قبل ہم نے اپنے وفد کا نام بھی ہندوستانی ہلال احمر رکھا تھا -

مدراس کے اخبار معمدن مورخہ ۱۷ - فروری سنہ ۱۳ - میں ایک مضمون The First Indian Medical Mission کے عنوان سے شایع ہوا ہے اور جو مشن بمبئی سے یہاں آیا ہے ' اُس کو یہ نام دیا گیا ہے - اور غالباً کلکتہ کے ڈائکٹر سہروردی کے تار برقی کے پیغام کی بنا پر اس مضمون کی اشاعت کی نوبت آئی ہے -

بہر کیف میں اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ ہندوستانی پہلا طبی وفد ہمارا ہے اور ہم نہ صرف بمبئی مشن سے کہیں پہلے یہاں پر وارد ہوے بلکہ ہم نے اُس سے کہیں پہلے حیدر پاشا خستہ خانہ میں چارج بھی اسے لیا تھا - لہذا ہم اعلان کرتے ہیں کہ بمبئی طبی وفد کے ارکان و نیز "معتمدین" و دیگر اخبارات جنھوں نے یہ غلطی کی ہے کہ بمبئی وفد کو اول قرار دیا ہے ' اپنی غلطی کا اقرار کرکے بمبئی مشن کو آیندہ اس نام سے یاد نہ کریں ' اور اُس نام کو جس کے ہم بہر طور مستحق ہیں ' غصب کرنے کی ناجایز کوشش نہ فرمالیں -

صلاح ' اقدام ' و دیگر ترکی اخبارات کے علاوہ ہمارے پاس حیدر پاشا خستہ خانہ کی زبردست شہادتیں موجود ہیں ' جن کے ہوتے ہوے اس قسم کی حرکتیں محض عبث ہیں - والسلام

انشاء اللہ آیندہ ہفتے پوری کیفیت سے مطلع کرونگا -

بندہ حسن عابد جعفری
انریری سکریٹری اول هندوستانی طبی وفد } قسطنطنیہ

الهـــلال

تعجب ہے کہ اسلام کا یورپ سے آخری وفد حیات خون کے سیلاب میں بہتا ہوا واپس آرہا ہے ' اور آپ لوگوں کو صرف اپنے "پہلے وفد" ہونے ہی کی پڑتی ہے ؟ آپ انگلستان سے گئے ' اور لوگ هندوستان سے ' مگر سب کا مقصد خدمت مجروحین اسلام ' و ادائے فرض دینی و اخلاقی تھا ' پھر آپ تمام لوگوں کی نظر صرف اپنے فرض ہی پر رہنی چاہیے ' نہ کہ ایک دوسرے کی مخالفت ' اور "پہلے" اور "آخری" ہونے پر - میں رنج و غم کے ساتھ اظہار رسالیات طبیہ سے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہوں ' جو همارے اخلاقی بدبختی همکو دکھا رہی ہے - ہر شخص چاہتا ہے کہ ارسال و فد کی شہرت کو اپنے چنگل سے نکلنے نہ دے - پھر اس راہ میں جن جن جائز و ناجائز طریقوں سے کام لیا جاسکتا ہے ' اس سے دریغ نہیں - جب کسی قوم کے بڑے دل آتے ہیں ' تو اسکے اچھے کاموں میں بھی برائی پیدا ہو جاتی ہے -

مجلس خـــدام کعبـــہ

— • —

از مسٹر مشیر حسین قدوائی - بھرسٹر ایٹ لا - لکھنو

* * *

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواههم و اللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

— • —

کفار چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونک سے بجھادیں لیکن اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچاوے گا ' چاہے کافر مخالف ہوں -

—:•:—

یہ اسکیم انجمن " خدام کعبہ " کی ہے جو میرے دوست مسٹر قدوائی نے مرتب کرکے غالباً وسط جنوری میں بھیجدی تھی ' اور اسکو الہلال کے علاوہ بصورت ایک رسالے کے شائع کرنے کا بھی ارادہ تھا ' مگر میں نے اسکو کاغذات میں رکھدیا اور آجتک شائع نہیں کیا -

اس تجویز کی ضرورت اور اهمیت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا - یقیناً کام کرنے کی آخری ساعات سے ہم گذر رہے ہیں ' اور یہ موسم خالی گیا تو پھر نا کامی و نا مرادی کے سوا کچھ نہیں - لیکن اس قسم کے اہم کاموں کیلیے مقدم امر یہ ہے کہ اسکے تمام پہلوؤں پر خیال تدبر و تفکر کے ساتھ غور کرلیا جاے ' اور طبیعت کے پورے اطمینان ' اور عزم کے انتہائی رسوخ کے بعد قدم اٹھایا جاے -

جو قدم اصطرح اٹھتے ہیں ' انکے لیے پھر نہ تو ٹھہرنا ہوتی ہے ' اور نہ رجعت -

یہ ' اور اسکے علاوہ اور متعدد پیرایۂ عمل سامنے تھے ' مگر میں کسی اور ہی فکر میں تھا - بہر حال اب چونکہ بیٹھنا نہیں بلکہ کسی نہ کسی طرف چلنا ہی ہے ' اسلیے اپنے افکار کے اعلان پر آمادہ ہوگیا ہوں - اور ساتھ ہی مسٹر قدوائی کے الفاظ میں اس اسکیم کو بھی شائع کردیتا ہوں - تاکہ لوگوں کو غور و فکر اور مشورے کا موقعہ ملے - مسٹر

[بقیہ مضمون پہلے کالم کا]

هم تمام مسلمانان هند آپکے اور نیز آپکے همراهیوں کے شکر گذار اور سچے دل سے معترف ہیں کہ اب لوگ انگلستان میں رہکر اس خدمت ملی کیلیے مضطرب ہوے ' اور یقیناً سب سے پہلے قسطنطنیہ جاکر اپنے برادران دینی کی خدمت گذاری شروع کی - لیکن خدا کیلیے اپنا وقت ان بحثوں میں صرف نہ کیجیے اور جو لوگ اپنے تئیں " پہلا وفد " کہنے کی اس مسلمانوں کی " آخری ساعات " میں بھی نا گزیر ضرورت دیکھتے ہیں ' انکو اس دولت عظمی سے مستفیض ہونے دیجیے - ان لغویات سے کوئی دینی و دنیاوی نفع حاصل نہ ہوگا - اجکل هندوستان کے طبی وفدوں نے بھی مسلمانوں کی رسوائی کا ایک نیا سامان پیدا کردیا ہے - لڑتے ہیں ' جھگڑتے ہیں ' ایک ایک وفد کے تین تین مالک و دعویدار پیدا ہوے ہیں ایک دوسرے کو بدنام کرتے ہیں - یقین کیجیے کہ قومی بدبختی کے یہی معنے ہیں - واقعد اخذناهم بالعذاب ' فماستکانوا لربهم وما یتضرعون ! !

مرصوف نے اس اسکیم کی تمہید اور نہایت شرح و بسط سے لکھا تھا ' لیکن میں نے بمقتضائے اختصار ' تمہید اور بیان ضرورت کے بعض حصے نکالدیے - زیادہ تر اس خیال سے کہ اب ضرورت توسب کے سامنے پوری وضاحت سے آگئی ہے - اصلی شے تجویز ہے - (ایڈیٹر)

کچھ شبہ نہیں کہ اللہ اپنے نور کا خود محافظ ہے - مگر کیا ہم اس نور کی امانت اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتے ؟ کیا اس نور کی حفاظت کے لیے اور کسی دوسری قوم کو چنیگا پڑیگا ؟ کیا امت محمدیہ کی موجودہ نسل اس نور کی امین نہ رہیگی ؟

دو سال سے ہماری شدید ازمائش ہو رہی ہے - کتنے مسلمان طرابلس میں شہید ہوئے ؟ کتنے بلقان میں مارے گئے ؟ ظالموں نے ہمارے بھائیوں کے خون بہانے ہی پر اکتفا نہیں کیا ' بلکہ مقدس مقامات کے اسلامی متبرک حجروں تک کو بے حرمت کیا - اونکو اصطبل بنایا ' اور آگ سے گرجے کا کام لیا ! -

اب بھی بلقان کی متفقہ قوتیں اور اونکے ساتھ تمام عیسائی دول اس بات پر متحد ہیں کہ ایڈریا نوپل کا مقام جہاں خلفاء کی قبریں اور مسجدیں ہیں ' مسلمان دولۃ کے ہاتھ سے نکال لیں -

ہم مسلمانوں پر رعب بٹھانے کے لیے بلغاریا قسطنطنیہ پر ' جہاں مسجد صوفیا اور مزار مقدسہ ہیں ' قبضہ کرنا چاہتی تھی -

مشہد مقدس کا جو حال ہوا ' وہ کسی پر پوشیدہ نہیں - جب بیسویں صدی میں بھی عیسائیت اور تہذیب مادی کا یہ زاویہ ہے تو اس بات کی اسوقت کیا ضمانت ہے کہ خدا نخواستہ کعبہ اور مدینہ کا بھی یہی حال نہ ہوگا ؟ ہم لڑکوں کو کافی سبق اسبات کا ملگیا ہے کہ ہم کسی دوسری قوت یا مذہب پر کبھی بھروسہ نہ کریں - اپنے مقدس مقامات کی حفاظت اور خدمت کی فکر ہم ہی کو کرنا ہوگا -

بھائیو ! عیسائی دولتوں کا کیا ذکر ' تمکو اب اپنے کسی ایک فرد یا فرقہ پر بھی اپنے مقدس مقامات کو نہ چھوڑنا چاہیے - ترک ہوں - یا ایرانی - یہ بیچارے تنہا یا متفقہ بھی کثیر التعداد دشمنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے - اونکی ایک قوت دس قوتوں سے مقابلہ نہیں کر سکتی - مادی تہذیب کے پیرو قوت ہی کو حق سمجھتے ہیں ترک جانوں پر جانیں دے رہے ہیں - انکی بیبیوں بیوا ہو رہی ہیں - اونکے بچے یتیم ہیں - اونکے گھر اجڑ رہے ہیں اور انکی زراعتیں پامال ہو رہی ہیں - پھر بھی وہ اکیلے کیا کر سکتے ہیں ؟ سلطان کیلیے اپنے اجداد کے مزارات ہی کو دشمنوں کے دست تصرف سے بچانا دشوار ہوگیا ہے - تمام عیسائی قوتوں کا دباؤ اونکے خلاف ہے - پھر اسکا کیسے اطمینان ہو کہ جب خانہ کعبہ ' مدینہ طیبہ ' بیت المقدس ' اور کربلاے معلی کی طرف دشمنوں کا اجتماع ہو جائیگا ' تو وہ اونکی حفاظت کر سکینگے ؟

یہ بھی تو معلوم ہو کہ اسلام کے مقدس مقامات کی عزت اور حفاظت کا فرض اکیلے ترکوں ہی کے ذمہ کیوں ہو ؟ ؟

مسلمانو ! یا تو تم آج سے اپنے کو مسلمان کہنا چھوڑ دو ' اور یا سب کے سب ابھی سے تیار ہو جاؤ کہ تم سب اپنے اسلام کے مقدس مقامات کی خدمت اور حفاظت کروگے ' اونکے لیے مستقل ذرائع اور تدابیر عمل میں لاؤگے ' اور اسلام کو کسی کی نگاہوں میں ذلیل ہونے نہ دوگے -

با وجود مسلمانوں کے اسوقت کے جوش و خروش کے ' طرابلس ' سلونیکا و برقہ کی مسجدیں بے حرمتی سے نہ بچ سکیں - اور آج ایڈریا نوپل کی مسجدوں اور مزاروں کو بھی غیر اسلامی ہاتھوں میں دیدینے کیلیے شدید زور ڈالا جا رہا ہے -

پس اگر ہمکو واقعی اپنے مقدس مقامات عزیز ہیں - اگر ہمکو واقعی اپنے مذہب سے محبت ہے - اگر ہم حرم محترم کو گوارہ پڑی ہے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں - اگر ہم اپنے ہادی اور دنیا کے اعلیٰ ترین انسان کی قبر کو کفار کے حملے سے بچانا چاہتے ہیں - اگر شہید کربلا کے مزار کا حال امام رضا کے مزار کا سا نہیں ہونے دینا چاہتے - اور اگر ہم بیت المقدس کو بلگیریا یا روس کے پنجوں میں جانے دینا نہیں گوارا کر سکتے ' تو اب ہمکو ضرور مستقل صورت تمام مقدس مقامات کی حفاظت اور خدمت کی نکالنا چاہیے -

ہم سب پر فرض ہے کہ ہم ہمیشہ انتظام کریں کہ ہمارے مقدس مقامات کی حالت درست رہے - زوار مسلمانوں کے جانے آنے میں آرام اور آسانی ہو - زوار حفظان صحت وغیرہ کا انتظام معقول ہو - اور سے اسلام کے سے عظیم الشان اور باسطوت و جبروت مذہب کی عظمت اور تقدس کا پتہ چلتا رہے - اور کوئی دوسرا مذہب اون مقدس مقامات کی طرف کبھی بھی نگاہ بد سے دیکھنے کی جرأت نہ کر سکے -

(تسبحویسز)

— * —

انہی اغراض کو مد نظر رکھکر یہ تجویز ہے کہ ایک انجمن " خدام کعبہ " کے نام سے قائم ہو - اسے ملکی معاملات سے تعلق نہ ہوگا - یہ محض اسلامی انجمن ہوگی - اور کوشش اسبات کی کی جائیگی کہ ہر مسلمان اسمیں شریک ہو ' اور اسلام کے مقدس مقامات کی خدمت پر امر بستہ ہو جاے - یہ انجمن اور مذاہب سے اون کے واسطہ رہیگی ' لیکن اگر دوسرا کوئی مذہب اسکی مدد اوت تو وہ بھی حسب امکان اسکا عوض ادیگی - امن اور آسائی بھی پالیسی رہیگی -

ہندوستان کے مسلمانوں سے امید ہے کہ وہ اپنے ملک کی انجمن خدام کعبہ میں پورا حصہ لیں گے - اسکی ممبری کا چندہ بہت کم مثلاً ایک روپیہ سال رکھا جائے گا - جو مسلمان اسقدر دے سکتے ہیں ' اسکے ممبر ہونگے - اور جو نہیں دے سکتے وہ جو اچھا دے سکیں گے ' دیں گے - یا جس طرح ہو سکیگا خدمت گذاری مقامات محترمہ میں حصہ لیں گے - ہر مسلمان جو میلاد رسول کریم کی تقریب کرتا ہے ' اچھا حصہ حفاظت مزار مقدس کے لیے نامزد کریگا - ہر شخص جو عزاداری کرتا ہے ' اچھا حفاظت کے لیے بھی دیدیا کریگا - ہر خوشی اور ہر غم کے موقع پر جہاں اور مراسم کے انعقاد دینے میں اکثر صرف ہوتا ہے ' وہاں اسی میں سے کوئی رقم خواہ ایسی ہی خفیف کیوں نہ ہو ' حفاظت کعبہ معظمہ کے نام سے نکالدی جایا کریگی - اور اس طرح ہر مسلمان کچھ نہ کچھ اچھا حصہ اپنے مقدس مقامات کی خدمت میں لیتا تو ایک معقول رقم سال بہ سال آتی رہیگی - اس میں سے اچھا تو مقدس مقامات کے راہ آمد و رفت کی درستگی یا وہاں سرائے اور ہوٹیل وغیرہ بنانے کے کاموں میں صرف ہوگی ' اور اگر اللہ نے فضل کیا اور مسلمانوں نے دل سے محبت کی تو حجاج کے لیے انجمن خدام کعبہ خود اپنے جہاز خرید سکے گی ' جنمیں ہندوستانی کھانے وغیرہ اور نماز و طہارت وغیرہ کا عمدہ انتظام کیا جائیگا -

لیکن اچھے زیادہ حصہ آمدنی کو انجمن خدام کعبہ ' مقدس مقامات اسلام کی حفاظت کے لیے محفوظ رکھیگی - یہ امر کہ روپیہ کہاں جمع ہوگا اور کسطرح صرف ہوگا ؟ خدامان خدام کعبہ اور مجلس انجمن خدام کعبہ کے تصفیہ پر رہیگا -

جو اسکیم اسوقت میرے ذہن میں اس انجمن کی ہے ' وہ حسب ذیل ہے -

اس انجمن کا هندوستان کے کسی شہر میں ایک صدر مقام ہوگا - دهلي - لکهنؤ - دلهي يا کوئي مقام جو بعد کو طے هو - صدر انجمن کے دفتر سکریٹري هونگے - صدر انجمن کي شاخيں هر هر ضلع ميں' اور هر هر ضلع کي شاخيں هر هر قصبه اور گاؤں ميں' جہاں چار مسلمان بهي هوں' قائم کي جاوينگي - هر هر شاخ کا ایک خادم خدام هوگا - هر شاخ اپنے قواعد و ضوابط خود مختار هونگي ' مگر اسکو اسي اصولي مقصد صدر انجمن سے مطابقت کي اجازت لے هوگي - هر شاخ کو صدر انجمن کے پاس اپنے قواعد اور اپنے اراکين انجمن خادمان کعبه کي فهرست بهيجنا هوگي -

خادم کعبه وہ شخص هوگا ' جو ایک روپیه سال صدر انجمن خواه کسي شاخ کو ادا کرے اپنا نام لکهادے - چنده سالانه ایک روپیه هر خادم کعبه کے لیے هوگا - لیکن وہ لوگ جو اسقدر بهي نهيں دےسکتے ' اور خدمت کعبه ميں دوسري طرح سے حصه لیتے هيں ' یا دوسروں سے مدد دلاتے هيں' وہ بهي بسي خادم خدام کعبه کي سفارش پر انجمن کے ممبر هوسکيں گے - هر خادم کعبه کا فرض هوگا که وہ جسقدر رقم یا جو معاونت انجمن خادم کعبه کے لیے حاصل کرسکتا هے ' اس سے دریغ نه کرے -

صدر انجمن خدام کعبه کي ایک شاهي مجلس هوگي ' جسميں کم سے کم دس مقامي خدام کعبه رهيں هونگے ' اور هر هر ضلع سے دو یا اور في شاخ ایک شخص مجلس صدر انجمن کا رکن منتخب هوسکيگا -

مجلس صدر انجمن کو حلقه خدام کعبه کهينگے - اور حلقه کا کم سے کم تين رکنوں کا هونا - جهانتک ممکن هوگا حلقه خدام کعبه ميں خادم خدام کعبه هي داخل هونگے - هر خادم کو خواه وہ صدر کا هو یا ضلع کا ' یه اختيارات کا ' یه حاصل هوگا که وہ :

اسلام کي خدمت سے جهي دریغ نه کرینگا - انجمن کے کسي راز کو اگر مجلس مقرر کردے ظاهر نه کریگا - کعبه اور مدینه کي حفاظت کے لیے اپني جان و مال سے حاضر رهیگا اور جو قوم اور جو مذهب که ان مقامات اور مسلمانوں کي حکومت سے نکالنے کا قصد کرے ' یا مسلمانوں کے هاتهه سے نکالنے کي کوشش ميں حصه لے' اس قوم سے اور اس مذهب سے جو اس قوم کا مذهب هو دشمني رکهیگا ' اگر اس مذهب کي کسي دوسري قوم کے حفاظت حرمين ميں عملي مدد نه دي هو -

پانچ هزار روپیه سال تک کا خرچ حفاظت انجمن کے سرانجام دینے کے لیے حلقه خدام کعبه کي مقرري تجویز یا زباني سے هوگا - لیکن پانچ هزار سے زیاده کي رقم جب خرچ کرنا هو ' تو تمام خادمان خدام کعبه کي رائيں' خواه وہ شریک حلقه هوں یا نه هوں' لینا ضروري هوگا -

هر اختلافي امر کا تصفیه اکثریت رائے سے هوا کریگا -

شاخوں کا صرف هر بهت تهوڑا هونا چاهیے ' خادم مقامي خدام کعبه کے چنده سے نکال سکیگا - لیکن هر خادم کعبه کے معائنه کے لیے ارسکا حساب تیار رهیگا - اور هر ماه اخراجات مقامي کا حساب صدر انجمن کے پاس روانه کیا جائیگا -

هر شاخ کے باقي نکل رقم جو چندے یا عطیات سے وصول هو' فوراً صدر انجمن خدام کعبه کو بهیجي جاوینگي اور رسید دستخطي خدام کعبه کي منگالي جاوینگي -

هاں کوئي اور جو چهوٹي بڑي رقم کسي انجمن خدام کعبه کے لیے وصول کرے ' ارسکو ارسي رسید انجمن دینا لازمي هوگا - رسید بهي ان دونوں یا کسي ایک سکریٹري صدر انجمن کے دستخطي هونگي - دستخط نه هو تو مهر کا هونا لازمي هوگا - صدر کے خادمان خدام کعبه اپني متفقه راے سے ایک هزار روپیه سال تک مقاصد انجمن کے سر انجام دینے ميں صرف کرسکتے هيں - اس سے زیاده کے لیے ارکنو حلقه کي رائين لینا ضروري هوگا -

بیت المال انجمن خدام کعبه رهیگا ' جهاں مجلس تجویز کرے - ایسي پانچ هزار کي رقم خادمان خدام کعبه اپني متفقه راے سے صدر مقام کے کسي محفوظ بینک کے کرنٹ اکاونٹ ميں رکهنے کے مجاز هونگے - اور جب روپیه نکالنے کي ضرورت هو تو چک پر دستخط دونوں خادموں کے هونگے -

انجمن صدر اور تمام شاخوں کا فرض هوگا که وہ وقت ضرورت هر خادم خدام کعبه کي مدد کریں' اور اگر وہ یوں انجمن کا کام نه کرسکے تو ارسکے کهانے کپڑے کے لیے مناسب رقم تجویز کردیں - خدام کعبه ميں سے جو شخص حج یا زیارت کو جانا چاهے ' ارسکي راهداري اعانت اور آرام کے لیے انتظام کردینے کیلیے خادم خدام کعبه ' صدر انجمن کے خادمان کو اطلاع دیگا ' اگر وہ شخص چاهیگا -

اگر مناسب سمجها جاویگا تو صدر انجمن بمشوره حلقه خدام کعبه اوني امتیازي پوشاک خادمان خدام کعبه کے لیے مقرر کریگي یا خدام کعبه کے لیے اوني امتیازي پهول یا دوسري علامت تجویز کردیگي -

اس انجمن سے انشیورنس کمپني کا کام بهي اسطرح لیا جاسکیگا که جو شخص خود ایک دم سے حج کے مصارف برداشت نهيں کرسکتا اور اوني خاص رقم جیسے پچاس روپیه سال هزار انجمن کو دیتا هے ' دو تین سال بعد انجمن سے تیسرے درجه کا ٹکٹ آمد و رفت اور تهانوي سو روپیه تک کي رقم حاصل کرسکیگا -

مرقومه بالا تجویز بهت اچهي نکلي هوگي اور پبلک کے سامنے اسي غرض سے پیش کي جاتي هے که اخبارات ميں یا بذریعه خط و کتابت کے هر مسلمان اسپر غور و فکر کے بعد اپنه نکته چیني کرے - تاکه پورے غور اور مشورے کے بعد ایک مکمل اسکیم تجویز هوجاوے -

یه بتا دینا ضروري هے که انجمن خدام کعبه کے قائم کرنے یا نه کرنے کا مسئله اب زیر بحث نهيں - سمجهنا چاهیے که انجمن قائم هوگئي هے -

جو کچهه زیر غور هے وہ یه هے که قواعد و ضوابط کیا هوں اور اسميں هر مسلمان کو حق هے که وہ اپني راے دے - مگر جلد - اسلیے که اب زباني باتوں کا اور زبانزد اعتراضوں کے پاس کرنے کا وقت نهيں - زباني جوش و ولولے کي بهي ضرورت نهيں کي جاتي' اسلیے که بعض مقرر دهوکا دیدیتے هيں که ولوله موضوعي هے - یا صرف چند شخصوں هي کا پیدا کیا هوا هے -

---

الهـــلال کي ایـجنسی

—:⊙*⊙:—

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں ميں الهلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هيں' تو اپنے شهر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

فهرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

(۱۹)

بسلسلۂ اشاعت گذشتہ

	پائي	آنہ	روپیہ
چاچا جان ایڈیٹر	-	۱	-
محمد علي محسن	-	۶	-
نرم نفس	-	۲	-
محمد بخش	-	۳	-
محمد محسن	-	۲	-
عالم دین	-	۲	-
غلام مصطفیٰ	-	۲	-
رحیم بخش	-	۲	-
محمد بخش ولد حسین	-	۲	-
گمنامي	-	۱	-
سلیم خیاط	-	۴	-
خانکا شاہ	-	-	۱
عبداللہ	-	۲	-
محمد بخش	-	۳	-
علي بخش	-	۱	-
بدھن	-	۲	-
پیر بخش	-	۴	-
رمضان	-	۴	-
خانو	-	۶	-
عظیم اللہ زرغن گر	۳	۳	-
محمد شفیع	-	۳	-
میانجي نتھو	-	۴	-
فتھو جھرجھ	-	۴	-
جانو قصاب	-	-	۱
میرو ولد بالے قصاب	-	-	۱
اکبو ولد بالے	-	-	۲
مولی بخش ولد بالے	-	-	۲
موجا قصاب	-	۶	-
سوداگر سي	-	۳	-
مزي نھوسي	-	۳	-
نور اللہ مستري	-	۴	-
امام بخش رھڑیا	-	۸	-
رحمت اللہ قصاب	-	۱۲	-
خدا بخش ولد نبي بخش	-	-	۲
کریم بخش قصاب	-	۸	-
مدو قصاب	-	۴	-
سوھا قصاب	-	۸	-
عبد اللہ بدھن	-	۳	-
نوي	-	۲	-
عظیم اللہ قصاب	-	۸	-
سعدي قصاب	-	۲	-
نور قصاب عمري والا	-	۸	-
عبدي قصاب	-	۴	-
گھسي مستري	-	-	۱
ایوب علیخان صاحب ٹھیکیدار بیم	-	-	۲
جناب رحیم داد خان صاحب نیلم	-	-	۵
جناب مرزا محی الدین احمد صاحب سکرٹری دارالمطالعات سرونہ-لکھنؤ	-	-	۱۰

	پائي	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب محمد سعد اللہ صاحب ایڈیٹر - بھلوار	-	-	۱۱۰۰
جناب میر بندہ علی صاحب صدیق مرزا بگ صاحب تعلقہ داران			
ایرکی آباد ضلع سنگا پور	-	-	۷۰۰
بذریعہ جناب مولانا محمد احسن ، قدیر محمد صاحب ارسلہ ٹھوڑی پور			
معرفت - - - ملاریم - - -	-	۱۲	۱۳۰

اور حسب ذیل اشیا بذریعہ چار ریک - عمامہ ایک - ٹوپي ۳ عدد - قالب ٹائیے ۱۱ ایک ۱ جامہ کلیجن ایک - اچکن ساٹن ایک - چارقاري ۱ پاجامہ ایک لٹن قمیص ۱ ایک - ٹوپٹہ ایک -

---

جناب محمد عبداللہ فیض صاحب ابن بازار	-	-	۵
جناب مولوی عبدالحق صاحب سوداگر چرم ٹھارادي - سنگاپور	-	-	۵۲۰۰

بذریعہ جناب عبدالحمید خان صاحب سوداگر			
میکھڈوریس جھارم	-	۷	۵۲۳

(بہ تفصیل ذیل)

ڈاکٹر فضل کریم صاحب	-	۱	۳
ڈاکٹر عبدالحمید صاحب	-	-	۲
صاحب اللہ بخش صاحب اورسیر	-	-	۱۵
میاں خدا داد خان	-	۳	۳
مکتو ٹریژور	-	-	۱
حسن محمد فائر مین	-	-	۱
انعام دین ٹریژور	-	-	۵
فتح علي فائر مین	-	-	۲
اللہ دتہ	-	-	۱
نور احمد خلاصي	-	۱۲	-
بہادر	-	۸	-
امام علي	-	۶	-
شادي ٹریژور	-	-	۵
مستري فتح علي	-	-	۲
حسن دین میٹ ریمانڈران	-	-	۳۰
مرزا رستم بیگ کمپونڈر	-	-	۱
محمد خادم ہسپٹال	-	۸	-
میاں محمد دین نقشہ نویس	-	-	۲
شیخ قائم الدین ٹھیکیدار	-	-	۵
مہدوران معرفت یا و سردار محمد سب اورسیر	-	-	۷۲
جزیر محمد فائر مین	-	۸	-
فیس ملی اثر	-	۹	۱

جناب مولوي محمد یعقوب صاحب	-	-	۱۱
جناب رفیع احمد صاحب سب انسپکٹر پولیس شاہجہانپور	-	-	۳۰
بذریعہ جناب نظار علي گوجرانوالہ	-	۹	۴۹
مسمات عصمت النسا مرحومہ بذمہ لطافت حسین صاحب	-	-	۵
معین الدین احمد صاحب قدوائي جہان آباد	-	-	۵
ایک بزرگ جنکا نام معلوم نہیں بذریعہ اسٹامپ	-	۴	-
گنیش پرشاد - ڈلي گنج لکھنؤ - کائے قیمتي	-	-	۱۵
عبدالکریم صاحب بي اے - کوھیما - اسام	-	-	۷۵۰

	پائی	آنه	روپیه
بذریعه جناب عبد الحی خانصاحب رائپور دان	-	۱۰	۱۵
ازجناب عبدالرزاق صاحب	-	۴	۳
از جنابِ سید غلام حسن صاحب همعدار	-	۴	۳
ایضاً بذریعه کپتان قدائی	-	۱۲	۲
ازجنده بذریعه معرفت جناب سید صاحب	-	۴	۴

لفناث بنو موسی المکته	-	۳	۲۲
[illegible] قصه فوتانه ضلع صبرنهه بذریعه قاضی			
حاجی الدین صاحب	-	-	۲۵
سردار صبو سنگها خانصاحب ڈگری جهنگ پت	-	-	۴۵
بذریعه جناب محمد عبد العزیز صاحب فتح پور			
بهاگلپور	-	-	۷۵۰
(به تفصیل ذیل)			
جناب محمد عبد العزیز صاحب	۶	-	۱۵۴
اهلیه محمد شهاب الدین صاحب	-	-	۱۰
محمد عبد المجید صاحب	-	-	۱۰
نوروب ساهو	-	-	۱۰
بیساکهی ساهو	-	۴	۱۶
شیخ عبدالرحمن	-	-	۱۰
بخشو	-	-	۱۰
والده عمر علی	-	-	۱۰
محمد حسین	-	-	۵
جکو	-	-	۲
کرامت	-	-	۵
بلا ساهو	-	-	۱
رحمان	-	-	۱
پرنا ساهو	-	-	۱
انواری ساهو	-	-	۱
حسن	-	-	۱
افضل	-	-	۱
اشرف علی	-	-	۷
عبدالکریم	-	-	۵
ابو سعید	-	-	۱
کپوری	-	۸	-
حامو	-	۸	-
متفرقات از نوردا	۶	۷	۱
اهلیه حامد حسین صاحب مرحوم	-	۴	۱۱
[illegible]			
[illegible]			

بذریعه جناب سید شاه محمد الیاس صاحب پریسیدنت

هلال احمر ضلع گیا	-	-	۱۲۵
(به تفصیل ذیل)			
فرخصت چاول سهمی	۶	۱۴	۳۴
شیخ لیاقت حسین صاحب مختار	-	۱۲	۲۰
اهلیه جناب موصوف	-	۵	۶
شیخ محمد ناصر	-	-	۳
میر مسجد حسین	-	۸	۲
شیخ حسینی	-	۸	-
شیخ چمن پٹوه	-	-	۲
مولوی عبدالحمد ماسٹر	-	-	۱
شیخ محمد رضا	-	۴	-
شیخ اظهر حسین در گاه	-	-	۲
شیخ اصغر حسین درگاه	-	۸	-
عبدل خانساهان	-	-	۳
شیخ اکبر حسن	-	-	۱
شیخ واحد علی مغلا کهار	-	-	۱
عبد الغنی ترپسر	-	-	۳
شیخ جنت جراح	-	۸	-

	پائی	آنه	روپیه
حافظ عبدالغنی	-	-	۴
شیخ کریم بخش ماهر	-	-	۱
شیخ شیرانی میرزا پور	-	-	۴
شاه رفیق	-	-	۲
جواهر علی مغلاکهار	-	-	۴
واجد میان مغلا کهار	-	-	۴
قربان میان	-	-	۴
حافظ احمد خانخان	-	-	۸
الهی بخش	-	-	۳
بوقای خانساهان	-	-	۴
شیخ امام علی	-	-	۳
کرامت میرزا پور	-	-	۲
قصاب وغیره	-	-	۶
الفت حسین امام گنج	-	-	۸
صاحب علی عرف موسی	-	-	۱
والده الهی بخش خان	-	-	۳
امیر صاحب	-	-	۸
واجب میان	-	-	۴
رسول بخش	-	-	۴
شیخ بندهو صاحب	-	-	۴
بهری میان	-	-	۱
مولوی غلام رسول صاحب	-	-	۲
ملک عبدل	-	-	۴
منشی ظهور الحق صاحب مختار	-	-	۱
از گوونده پور معرفت فضل کریم ز فرح	۳	۱	۲
عبد الرحیم عرف دهولی	-	۱	-
شیخ مراد علی	-	۱	-
همشیره جواد علی	-	۵	-
عمهٔ جواد علی	۶	-	-
شیخ مراد	-	۱	-
ملک ابوالقی ترپر	-	۲	-
زاهو میان	-	۲	-
پیر بخش خان مدهوبن دزوه	-	-	۳
شیخ الفت حسین	-	۸	-
عبد الغنی خیاط	-	۸	-
شیرانی خیاط	-	۴	-
جعفر سردار صاحب	-	-	۴
ریاض عثمانخان	-	۱	-
شیخ خیرات احمد صاحب	-	-	۴
پلگوسال پهولدیه	-	۸	-
محمد علی میان	-	۲	-
ناصر علیخان	۶	۱	-
والده بشارت خانخانه	-	۸	-
جمرانی قصاب	۹	۱	-
نامعلوم	-	۸	-
از موضع پچمها معرفت شیخ لیاقت حسین			
صاحب مختار	-	-	۵
منشی اوقای صاحب مختار	-	۱۰	۲
وزیر الدین کنسٹیبل	-	-	۱
ملک عبدالغفور کوسی	-	۲	-
اهلیه باقر مرحوم	-	-	۱
بقیه قیمت چرسه شیخ لیاقت حسین صاحب	-	-	۴
شیخ محمد حسن سردار	-	-	۲
باقر علی زمتم پور	-	-	۱
شیخ امام علی زنج	-	-	۴
شیخ رمضان علی	-	-	۲
معرفت گوندو ران پائی	۶	۵	۱
سیدین عزیز الدین بهاری	-	-	۱
سید وحید الدین مانڈی	-	-	۱

PRINTED & Published by A. K. AZAD at The HILAL Electrical Steam Rotary Press, 218 Mirzapur Street, CALCUTTA.



سسٹم راسکوپ لیوروچ ۱۹ سائز

مضبوط ' سچے ' وقت ' برابر چلنے والي ' ۴۴ محصول دو روپیه آٹھه آنه

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلي اسٹریٹ ڈاکخانه دھرمتله کلکته -

M. A. Shakur & Co., 5, 1, Wellesley Street, P. O. Dharamtollah, Calcutta.

مقوی باہ کي گولیاں



ڈاکٹر برمن کي تیار کرده قوت کی گولیاں چھ ماہ استعمالاً نمونه کیواسطے بلا قیمت دیجاتي ہیں - استعمال کے اول ہي روز اپنا فائده دکھلاتي ہیں - ضرور امتحان کیجئے - اگر آپ امتحان کرنا چاہیں تو الہلال کے حوالہ سے آج لکھئے ولایسي ڈاک سے آپکو نمونه ملیگا - یه گولیاں ۳۰ برس سے تمام هندوستان میں مشہور هو رهي ہیں طاقت دینے والي مشہور دواؤں فاسفورس - اسٹکنیا - ٹمیانا ملاکر یه بني ہیں - ریزه - رگ اور خون کو طاقت دینے والی ہیں - مریض کو اول ہي روز سے فائده معلوم هوتا ہے - چہره پر رونق اور ضعف کي حالت کو دور کرتي ہیں - دوبارہ طاقت لاتي ہیں - قیمت ۳۰ گولیونکي شیشي ایک روپیه محصول پانچ آنه -

یہ موقع هاتھه سے نه دینا چاهئے قوت کي گولیوں کا نمونه جلد منگواکر ازمائش کیجئے ایک خوراک میں فائده معلوم هوگا -

نوٹ - هماري کاذري جنتري جسمیں پوري فہرست ادویات اور سارٹیفکیٹ درج ہیں بلا قیمت ر موجوده درخواست آنے سے روانه هوتی ہیں

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۶۵ کلرتا اچندوت اسٹریٹ کلکته

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈه

— * —

اس کتب خانه میں مختلف علوم ر فنون کي کتابیں مطبوعه مصر ' شام ' بیروت اور قسطنطنیه وغیره فروخت کے لیے موجود رهتي ہیں اور نہایت مناسب ومعتدل قیمت پر شائقین کي خدمت میں روانه کي جاتي ہیں — خاصکر مکتبة المنار کي کتابیں ' حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبده اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کي تمام تصنیفات اس کتب خانے میں هر وقت مہیا رهتي ہیں - فرمائشوں کي تعمیل مستعدي کے ساتھه کي جاتي ہے - کتب خانه کي جدید فہرست تیار هو گئي ہے جو آده آنے کے ٹکٹ رصول هونے پر مفت روانه کي جاتي ہے *

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہترین عربي رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کي گذشته ۱۵ سال کي ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر في جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسري جلد اي قیمت پچاس روپے اور تیسري جلد کي قیمت پچیس روپے ہیں *

یہ کتب خانه رسالہ المنار کا کل ممالک هندوستان میں سول ایجنٹ ہے ' اور جن اصحاب کو اس رسالہ کي خریداري منظور هو چنده سالانه مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانه فرمائیں ' روپیه وصول هونے پر رسالہ براہ راست ان کي خدمت میں جاري کرا دیا جائیگا *

المشتہر

منیجر المکتبة العمیة الاسلامیة ' مدرسة العلوم ' علي گڈه

حمیدیه هوٹل

—:o:*:o:—

نمبر ۱۳۱ لورچیت پور روڈ - کلکته

همارے هوٹل میں هر قسم کي اشیاے خوردني و نوشیدني هر وقت طیار ملتي ہیں نیز اسکے ساتھه مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور اوام ده کمروں کا بھي انتظام کیا گیا ہے جو نہایت هوادار ' فرنشڈ اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھه دریافت کرنا هو بذریعه خط و کتابت منیجر هوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکي و اٹلي اور جنگ بلقان کي جمله تصویریں هماري هوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسي وغیره -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیه هوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۰۲ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۷ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۲ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta Wednesday, April 30, 1913.



اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے ' تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ' ورنہ بعد کو في پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں ' اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے وي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام ' پورا پتہ ' رقم ' اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیل کي حالت میں دفتر جواب کا معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے ذمہ دار نہ ہوگا - (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتي الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگي ہمیشہ لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جُوے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشّي مشروبات کا ' نفش امراض کي دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالي نقصان کا ادنیٰ شبہہ بھي دفتر کو پیدا ہو ' کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ ـــ کوئي صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں :- شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و مرخصوص
مولانا ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
"الہلال"

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad.
7-1 Mcleod street.
CALCUTTA.
Telegraphic Address.
"AL - HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly " " 4 - 12.

نمبر ۱۷ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۲ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲
Calcutta Wednesday, April 30, 1918.

فہرس

شذرات
شمس العلما مولانا شبلی نعمانی
مقالۂ افتتاحیہ
مفخرۃ من تاریخ العرب (معاصرۂ قرطاجنہ) ۵
مذاکرۂ علمیہ
نطب جنوبی (۳) ۹
باب المراسلۃ و المناظرہ
سہرۃ نہری
خلیفہ مامون الرشید اور الزام قتل امام رضا (ع) ۱۰
شمس العلما مولانا شبلی نعمانی اور مسئلہ القدر ۱۱
مقالات
ڈاکٹر لی بان اور موجودہ ہندوستان
ادبیات
مرض تمنا ۱۵
تازہ واردات حضرت اکبر ۱۶
غزل ۱۶
مراسلات
ہلالی چندہ ۱۶
انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ ۱۷
جلسہ سالانہ اہل حدیث کانفرنس ۱۸
عالم اسلامی ۱۹
جامعہ اسلامیہ ۱۹
دعوت الہلال کی اشاعت ۱۹
فہرست زراعتہ درۃ علیہ "

تصاویر

جنیا کا میدان عسکر (یورپین ترکی کا آخری نظارہ ۱) (لوح)
مشہور مورخ اسرئیلی یوسفوس "
قائد قرطاجنہ (ہنی بال)

اطلاع

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور اینوہو اور ٹائپ کی مشینیں ' نئی اور سکنڈ ہنڈ ملسکتی ہیں -

ہر چیز دفتر اپنی ذمہ داری پر دیتا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

(۱) ٹائپ کی ڈبل کراؤن سائز ' پین کی مشین ' جو بہترین اور قدیمی کارخانہ کی ہے - اس مشین پر صرف دو ڈھائی سال تک معمولی کام ہوا ہے - اسکے تمام اجزا پرزے درست اور بہتر سے بہتر کام دینے کے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہلال اسی مشین پر چھپتا ہے - در ہارس پاور کے موٹر میں سوا سو فی گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتی ہے -

چونکہ ہم اسکی جگہ نئے سائز کی مشینیں لے چکے ہیں ' اسلیے الگ کرنا چاہتے ہیں -

(۲) ڈیمائی مشین ' جو پاؤں سے بھی چلائی جاسکتی ہے ' ڈیمائی فولڈر سائز کی - اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر قسم کا کام جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

قیمت بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتی ہے - جو صاحب لینا چاہیں ' وہ مطمئن رہیں کہ ہم اپنی ذاتی ضمانت پر انہیں مشین دینگے ' اور اپنے اخلاقی وقار کو لین دین کے معاملات میں ضائع کرنا نہیں چاہتے -

منیجر الہلال پریس

شذرات

شمس العلما مولانا شبلي نعماني

اور

مسئلهٔ " الندوه "

— * —

اس عرصے میں اس معاملے کي نسبت جو حالات معلوم هوے ' وہ مع اُس راے کے جو بحالت موجودہ درخواست کو الف معلومه قائم کي جاسکتي هے ' حسب ذیل هیں -

زمیندار میں مولانا نے ایک مختصر چٹھي شائع کي هے ' جسمیں آیندہ تفصیلي جواب کا وعدہ هے ' اور اصلي واقعه کي نسبت چند مختصر دفعات -

علي گڈه سے ایک موثق اور معتمد قلم سے نکلي هوئي ایک تحریر پہنچي هے ' جسمیں بعض حالات تفصیل کے ساتھه بیان کیے هیں ' مگر ساتھه هي یه عجیب شرط بھي لگا دي هے که ابھي تین چار هفتے تک راقم خط کا نام ظاهر نه کیا جاے : پھر حال اصل مقصود حالات هیں نه که تشخص و تعین نسبت -

اصل یه هے که اس معاملے کي نسبت ایک آخري راے بہت جلد قائم هو جاتي ' اگر خود مولانا شبلي نعماني یه تفصیل حالات شائع کر دیتے تا که قوم آخري راے قائم کر لے - مگر افسوس هے که ابتک انهوں نے کوئي تفصیلي تحریر شائع نهیں کي ' اسلیے اسکے سوا چاره نهیں که جو حالات اس وقت تک موافق و مخالف شائع هوے هیں ' یا علي گڈه کي اس تحریر میں ظاهر کیے گئے هیں ' انهي کو پیش نظر رکھکے ایک راے قائم کر لي جاے -

جو مضامین منشي اعجاز علي اور منشي اسحاق علي نے مسلم گزٹ میں شائع کیے هیں ' اُنسے صورت واقعه یه معلوم هوتي هے :

(۱) جب الندوه میں یه مضمون نکلا تو مولانا شبلي نے فوراً پانچ مقامي ارکان کو (جنمیں دو ندوت کے صیغهٔ مال و مراسلات کے سکریٹري تھے) جمع کیا اور مجبور کیا که وہ راقم مضمون کو سزا دیں ' نیز فوراً آئندہ تک مخبري کرنے کي دھمکي دیکر اس تجویز کو منظور کرا لیا که خود ایسک هفته کي معطلي کي سزا دیں اور ڈپٹي کمشنر صاحب کو مداخلت کي دعوت دي جاے -

پس تمام ارکان و معتمدین اس دھمکي سے مرعوب و متزلزل هوکر مجبور هوے که تعمیل احکام سے انکار نه کریں ' اور اس عالم میں که " یرعونهم یوفوا بهم و تابي قلوبهم (۹ : ۹) " انکي تمام پیش کرده تجویزات کو منظور کر لیا -

(۲) لیکن چونکه یه تعمیل احکام حالت تخریف و تقیه کي تھي اور نیز جلسهٔ انتظامیه پر متحمل ' پس جب انتظامیه مجلس منعقد هوئي ' تو اس کارروائي کي مخالفت کي گئي - مسٹر مشیر حسین قدوائي نے تجویز پیش کي که کارروائي منسوخ کي جاے نیز یه که مولانا شبلي اُس سزا کے لیے جو به حیثیت معتمد دار العلوم کاتب مضمون دي گئي هے ' کاتب مضمون یعنے مولوي عبدالکریم سے معافي مانگیں - مگر پھر معافي کا ٹکڑه اثرت راے سے یا کسي اور وجه سے نامنظور هوا ' اور صرف پچھلي کارروائي منسوخ کر دي گئي -

(۳) لیکن اسکے بعد کیا حالات پیش آئے ؟ یه تاریکي میں هے ' البته پھر یکایک والي حکم نامه آورمدت کي طرف سے آیا که مولوي عبد الکریم کو بجاے منسوخ کرده ایک هفتے کي سزا کے ' چھه ماه کي معطلي کي سزا دي جاے - چنانچه ارکان ندوه نے بالاتفاق یا بالاکثریة وه سزا دیدي -

اب اس بنا پر قابل غور مندرجهٔ ذیل امور هوے :

(۱) سب سے پہلا مسئله یه هے که کیا واقعي وہ مضمون اسي سلوک کا مستحق تھا ؟

(۲) کیا یه تمام کارروائي صرف مولانا شبلي هي نے کي اور آور لوگوں نے بطور تقیه کے محض عالم جبر و اکراه میں ؟ یا یه ایک متفقه کارروائي تھي ' جسمیں پانچ آدمیوں نے باهم ملکر ایک تجویز قرار دي ؟

(۳) اگر پہلي صورت صحیح هے تو ایسي حالت میں مولانا شبلي کي یه کارروائي کس راے کي مستحق هے ؟

(۴) اور اگر صحیح نهیں هے تو باقي شرکاء کار کے ساتھه کیا سلوک کرنا چاهیے ؟

(۵) پھر سب سے آخر یه که اگر آور لوگوں کي شرکت مساوي متحقق هو جاے تو اس سے معاملے کي ذمه داري تو ضرور بٹ جائیگي ' جواب دهي صرف ایک شخص کے ذمے نهیں رهیگي اور هماري جس راے کا مستحق وہ هو گا ' اسي راے کے مستحق باقي اشخاص بھي هونگے ' لیکن کیا ایسي حالت میں آور لوگوں کي شرکت ثابت هو جانے سے مولانا شبلي محض بري الذمه هوجائیں گے ؟ اور کیا کسي غلط کام کے کرنے میں متعدد اشخاص کي شرکت ' اُس کام کو اچھا کر دیتي هے ؟ کیا ایک جرم صرف اسلیے برا هے که ایک هي شخص کرتا هے ؟

میں سمجھتا هوں که ان دفعات بحث کے مقرر کرنے میں میں نے پوري احتیاط سے کام لیا هے اور بحث کا کوئي ضروري پہلو باقي نهیں رها -

(۱)

سب سے پہلي بحث اصل مضمون کي نسبت هے - لیکن میں متاسف هوں که باوجود اسکے که میں نے مولانا شبلي ' مولانا عبد الحي ' اور منشي محمد علي محرر ندوه کے نام خطوط لکھے هیں که مجکو الندوه کا وہ پرچه (خواه کسي قیمت میں هو) وي پي بھیجدیں ' لیکن اب تک کہیں سے نه تو جواب ملا ' اور نه وہ پرچه آیا - جو کچھه معلوم هے وہ صرف یه هے که مضمون " جهاد " پر تھا ' اور نفس مسئلهٔ جهاد پر حسب نصوص قرآنیه بحث کي گئي تھي - مولانا شبلي نعماني کے خط مطبوعهٔ زمیندار اور مراسلهٔ علي گڈه سے معلوم هوتا هے که اسمیں کوئي دفعه (۱۰) کي بحث تھي ' جسمیں یه لکھا تھا ' یا بطور نتیجهٔ بحث کے اُس سے ثابت هوتا تھا که " کوئي مسلمان کسي غیر مسلم حکومت کے ماتحت نهیں رهسکتا " لیکن صرف اسقدر اشاره راے دینے کیلیے کافي نهیں هے ' جب تک که پورا مضمون سامنے نهو - بحث کرنے کے طریقے هیں ' اور استدلال کے مختلف اصول هیں - نهیں معلوم اس دفعه کو کس اصول ' کس خیال ' کس زبان ' کس لب و لهجے ' کس نص قرآن و حدیث سے مدلل ' اور کس سیاق و سبق کے ساتھه لکھا گیا هے ؟

اگر مجھسے پوچھیے تو یه خیال تو بالکل بے معنی اور لغو هے " جب تک که اسکا مقصد و سیاق و سبق سامنے نهو - کوئي مسلمان غیر مسلم حکومت کے ماتحت نهیں رهسکتا کیا معني رهتا هے " جبکه هزاروں مسلمان رهے هیں ' اور اب بھي لاکھوں مسلمان ماتحت هیں ' البته (جیسه میرے اس جملے کا مطلب کچھه هي سمجھا جاسکے

لیکن) میرا یہ اعتقاد ضرور ہے کہ اسلام دینی اور دنیوی عزت بخشنے والی ایک قوۃ الہیہ ہے ' اور جو جسم اسکے نشیمن ہوں ' وہ اس کائنات ارضی میں ذلت و پستی کیلیے نہیں بنائے گئے ہیں ' بلکہ صرف عظمت و عزت ' ہیبت و اجلال ' سطوت و جبروت ' اور رفعت و علو مرتبۃ کیلیے - پھر خواہ وہ ذلت و پستی حکومتوں کی محکومی اور غلامی کی ہو ' خواہ جہالت و بے علمی کی - خواہ غربت و فلاکت کی ہو ' خواہ بےشت و بد اخلاقی کی - میرا یقین ہے کہ مسلمان دنیا میں یقیناً صرف حاکم بننے کیلیے ہیں ' اور قرآن کریم نے اپنے پیروؤں کیلیے جو الدنیا دنیوی زندگی کا پیش کیا ہے ' وہ محکومی و ما تحتی کا نہیں ' بلکہ حکومت و افسری ہی کا ہے - وہ مسلم کی آسمانی پادشاہی کی سی پادشاہی نہیں ہے ' بلکہ استخلاف فی الارض ' اور وراثت ارض الہی کی نعمت اسی دنیا میں ہے - یہ میرا دلی اعتقاد ہے - میں اسکے لیے تعلیم اسلامی ' اور نصوص قرانی سے شہادت رکھتا ہوں - خدا نے اس بارۂ خاص میں مجھکو اپنے لطف و کرم سے ایک مخصوص بصیرت عطا فرمائی ہے - اور اسکی دعیت کو میری زندگی کا مقصد ' اور غایۃ قصوی قرار دیا ہے - و ما توفیقی الا باللہ -

پس میں نہیں جانتا کہ اُس مضمون کا مقصود کیا ہے ؟ مولوی عبد الکریم کی نسبت مجھے ایسے حالات معلوم نہیں جنکی وجہ سے میں انکو ان مباحث کا اہل سمجھوں کہ لکھنے کے طریقے اور بیان کے انداز ہیں - ممکن ہے کہ انہوں نے بہتر لکھا ہو ' اور ممکن ہے کہ ایک بے معنی ازادی دینی ' اور غیرت فقہی و نشدہ صاحبزادہ الظہری کا اظہار کیا ہو -

اس بنا پر جب تک نہ دیکھ لوں ' ایک حرف نہیں لکھونگا - البتہ جہاد کی جو حقیقت اللہ تعالے نے سمجھوائی ہے ' اور قرآن کریم نے جو روشنی اس بارے میں میرے قلب پر ڈالی ہے ' اسکو آغاز اشاعۃ الہلال سے اتنی مرتبہ لکھ چکا ہوں کہ الحمد للہ ' کثرت تکرار و مذاکرہ ' و اظہار حقیقت و دعوت سے اب جہاد کا لفظ وگوں کی زبانوں پر چڑھگیا ہے ' اور اسکے نام کو زبان سے نکالتے ہوے وگوں کو رجشت و ہراس دامنگیر نہیں ہوتی - یا اُنکا ضعف صدمے سے اس بنیاد شریعت و اصل حقیقۃ اسلامیہ کو بعض اشرار و منافقین نے اسلام کی لغت سے نکالدیا تھا ' اور نہ صرف نئی صلح کی عمارتیں ' بلکہ علماً کے حجروں اور صوفیوں کی خانقاہوں سے بھی کبھی اسکی صدا نہیں اُٹھتی تھی - لوگوں نے سمجھ لیا تھا کہ چونکہ جہاد کے معنی محض قتل و خونریزی کے سمجھ لیے گئے ہیں ' اسلیے بہتر ہے کہ سرے سے اس لفظ ہی کو بھلا دیا جاے - چنانچہ میں نے ایک معتبر شخص سے سنا ہے کہ (مسٹر بُک) نے ایک مرتبہ (علی گڈھ کالج) میں چاہا تھا کہ لکچر فقہ درسیہ سے " جہاد " کا باب بالکل نکالدیا جاے !!

(۲)

البتہ دوسرے سوال پر بربناے حالات مطبوعۂ و معلومۂ نظر الی جاسکتی ہے -

پھر کیا ان مضامین میں صورت واقعہ جیسی کچھ ظاہر کی گئی ہے ' اور جسکے پڑھنے سے ہر شخص کو بادل و ھلہ نظر آنے لگتا ہے کہ یہ سب کچھ صرف ایک ہی شخص کی کارستانیاں تھیں ' وہ بالکل صحیح ہے ؟

لیکن زمیندار کی چٹھی میں مولانا نے جو واقعہ لکھا ہے ' اُس سے ' مراسلۂ علی گڈھ سے ' نیز ازروے قرائن و درایت ' حالات بالکل مختلف صورت میں سامنے آتے ہیں -

(الف) یعنے یہ کہ ارکان جمعیۃ مجلس اولی جمع ہوے - اسمیں مولانا شبلی معتمد دار العلوم ' منشی احتشام علی معتمد مال ' مولانا سید عبد الحی معتمد مراسلات ' اور مولانا عبد الباری اور مسٹر ظہور احمد وکیل ' کن انتظامی ندوہ تھے -

بحث چلی کہ اس مضمون کی اشاعت مقاصد ندوہ کے سخت خلاف ہے اور موجب نزول عتاب حکومت ' پس اب کیا کارروائی سکی تلافی کیلیے اختیار کی جاے ؟

تمام مرتبہ خمسۂ مجلس نے (جیساکہ ایسے موقعوں پر ہوتا ہے) غور و مشورہ کیا ' اور باتفاق یا بعض ' و باتحاد اجماعی ' و بشرکت مساویانہ ' بغیر ہیچ گونہ جبر و اکراہ ' و بغیر تعصبی و تعذیب ' و بغیر تحریف ' ترہیب ' بحالت صحت و تندرستی ' بعالم سلامتی ہوش و حواس ' و بہوشیاری عقل و تمیز ' و بہ سن رشد و بلوغت ' یہ فیصلہ کیا کہ " اس واقعہ کی اطلاع ڈپٹی کمشنر صاحب کو دیدی جاے ' نیز مولوی عبد الکریم کو الندوہ کی ایڈیٹری سے معطل کردیا جاے ' کیونکہ انکا مضمون ندوہ کے اغراض و مقاصد کے خلاف ہے "

(ب) جب یہ امور بالاتفاق طے پا چکے ' تو مولانا شبلی نے کہا کہ " ان امور کے بعد مولوی عبد الکریم کو مدرسے سے بھی معطل کردینا چاہیے - کیونکہ انکا مضمون مقاصد ندوہ کے خلاف تسلیم کرلیا گیا ہے - یہ ایڈیٹری سے بھی الگ کر دیے گئے ہیں - نیز اس واقعہ کی اطلاع حکام کو بھی دی جائیگی - پس ایسی حالت میں ضرور ہے کہ مجکو بھی جوہری دعمہ داری سے سبکدوش کیا جاے - مدرسہ میرے متعلق ہے اور اندریں صورت مدرسے میں رہ کیونکر رکھے جائیں ؟ اور پھر اگر ایسا نہوا تو میں تا انعقاد جلسۂ انتظامیہ دار العلوم کی دعمہ داری سے دست بردار ہوجاونگا ' اور سبکی اطلاع کو رخصت کو دیدونگا "

بالاخر قرار پایا کہ ایک ہفتے یا دو ہفتے دیدیے (مجھے اس وقت یاد نہیں اور نہ مضامین سامنے نہیں ہیں) مولوی عبد الکریم کو مدرسے سے بھی معطل کردیا جاے -

* * *

اب اس بیان پر درایتاً نظر ڈالیے -

مولانا شبلی کے علاوہ جو لوگ شریک جلسہ تھے ' اُن میں دو معتمد اور دو کن تھے ' لیکن ان میں ایک شخص بھی انکی پارٹی کا یا انکے معاونین میں سے نہ تھا - منشی احتشام علی انکے اعتماد عمدہ دشمن ' مولانا عبد الباری سے مخالفت مشہور و واضح ' مولوی سید عبد الحی میں اور اُن میں تو کوئی مدعیانہ مخالفت نہیں ' تاہم وہ انکے موافق و معاون بھی نہیں - رہے مسٹر ظہور احمد ' تو انکا حال بھی مولوی عبد الحی کا سا ہے -

ایسی حالت میں کسی طرح یقین نہیں آ سکتا کہ ان تمام مخالفوں کے برخلاف اپنے ضمیر اور اپنے جوش جہاد فی سبیل اللہ ' و ہیجان قتال اعداء و مشرکین ' و استقامۃ فی سبیل الحریۃ کے ' محض مولانا شبلی کے کہنے سے ' اور انکی موافقت کے خیال سے ' مقتضاے و مقتضاے اس فیصلے میں شرکت کرلی ہو - علی الخصوص منشی احتشام علی ' جو بڑے بڑے معرکہ ہاے جدال و قتال مولانا شبلی کی مخالفت میں لڑچکے ہیں ' اور مولانا عبد الباری ' جنھوں نے کل کی بات ہے کہ مسئلہ نظامت کے بارے میں خطوط شائع کیے تھے ' اور پھر اس بارے میں اخبارات تک الزام و انکار کا معاملہ پہنچا تھا !!

پس یہ صورت تو کسی واقف حال کے سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی - البتہ تین صورتیں اور ہیں :

(۱) کہ یہ اشخاص مخالف تھے ' لیکن مولانا شبلی نے بعض درایع و رسائل سے انکو اسدرجہ قدرایا اور دھمکایا کہ

ہر طرف سے مجبور و بے بس ہوکر اپنے ایمان اور خدا پرستی سے دست بردار ہوگئے ' اور عالم ہراس و مرعوبیت میں جو کچھ چاہا ' اپنے منظور کرلیا - اگر یہ صورت ہو ' تو اس حالت میں ان لوگوں کا جو اس شخص کی مثل سامنے آئے کسی نہ کسی غلط ضرور ہو جاتا ہے ' جس نے بعالم مجبوری اپنی جان کی حفاظت کیلیے جھوٹ بولا ہو ' یا قتل سے خوف سے بت پرستی کی ہو ' یا سوری کا تغتہ دیکھکر ایمان و اسلام سے بطور تقیہ کے کانوں پر ہاتھ دھرا ہو -

(۲) یا پھر ایسی صورت تو پیش نہیں آئی ' مگر عدت نفاق و تذبذب یوں الاسلام یا الکفر کی وجہ سے اس مجلس میں اپنی موافق رائے دیدی ' اسکے بعد دوسری طرح کا عمدہ موقعہ ہاتھ لگ گیا تو (اس رجوع کی طرح جسکی قرآن میں مثال دی گئی ہے) دیدیا کہ "اپنی برائی صنک ' اپنی مختلف اللہ رب العالمین (۹۵ : ۱۶) " اسمیں ایک طرف ارادی و حریت بھی ہاتھ آگئی ' دوسری طرف مدتوں کی عبادت کو پہلے پہلے کا موقعہ بھی مغتنما :

چہ خوش بود کہ بر آید بہ یک کرشمہ دو کار

(۳) اور یا پھر ایک شریف آدمی کی طرح ' جسکی ایک ہی زبان ہوتی ہے ' ان لوگوں کی بھی اصلی رائے یہی تھی اور یہی ہے - اور اس کار زاری میں وہ سب کے سب برابر کے شریک و حصہ دار تھے - پس اب اس کار زاری کا جو نتیجہ ہو ' اسمیں بھی انھیں اپنا اپنا حصہ لینا چاہیے -

عقل و درایۃ کہتی ہے کہ ان تین صورتوں کے سوا اور کوئی چوتھی صورت نہیں ہو سکتی - اب اگر پہلی صورت ہے ' اور محض عالم خوف و ہراس میں ان بزرگان قوم اور علمائے دین نے اس کار زاری میں شرکت کی تھی ' تو مولانا شبلی علالیہ اس سے مستثنی ہیں ' اور معاملہ عہد حاضر اور عہد شریک لوگوں کے قلم سے منسوخ کیا جا رہا ہے - پھر کیا وجہ ہے کہ خود ان لوگوں کی زبانوں پر مہریں لگ گئی ہیں ؟ کیوں نہیں منسی احتشام علی اپنی مل سے ' مولانا سید عبد الحی اپنے مطب سے ' اور مولانا عبد الباری اپنے حلقۂ درس سے باہر تشریف لاکے اور اپنی مجبوری و بے بسی ' و عالم ہراس ' و خوف جان و مال کا افسانۂ غم انگیز اور داستان گریہ اور اپنی معتقد اور ارادت کیش قوم اور سادیقہ ؟ مجلس اور ابھی چند صدیاں نہیں گذری ہیں اور اس کے شرکاء ابھی زندہیں اب تک معلوم نہیں ہوئی ہیں - یہ کیا ہے کہ اسکے متعلق لوگوں کو عالم تذبذب میں رہنا چاہیے ہے ؟ کیوں نہیں بھی لوگ اپنے قلم سے چند سطریں لکھکر شائع کردیتے ہیں ' اور بقول انکے ہمارا دامن اس دھبے سے بالکل پاک ہے ' تا کہ قوم کو ایک القطعی اسے قائم کرنے کا موقعہ ملے ؟

اصل یہ ہے کہ اندرونی حالات ایک عرصے سے اسکے مقتضی تھے کہ پبلک میں لائے جائیں - لوگوں کو ابھی اصلیت معلوم نہیں ہے لیکن اب ضرور ہو ہی جانی چاہیئے - لوگوں کو اس امر پر غور ہونا چاہیے کہ ایک کارزاری ایک جماعت کے کی - پھر اگر وہ نفریں کی مستحق ہے ' تو سب اسکے مستوجب ہیں ' اور تحسین کی مستحق ہے تو سب کے حصے میں آنی چاہیے - کیا سبب ہے کہ تمام بار ایک ہی شخص کے اوپر ڈالا جا رہا ہے ' اور اور لوگ اس طرح دامن بچا کر اگ ہو رہے ہیں ' گویا ان سے رفع الاتام ہوئیں ' اور معصوم قدسیہ کو اس سے دنیا سردار ہی نہیں !!

تیس جماعتیں
اور ایک خطرۂ عظیم

حقیقت حال یہ ہے کہ اس واقعہ نے مختلف پہلو ' مختلف جماعتوں کی دلچسپی حاصل کرلی ہے -

ایک جماعت تو ان لوگوں کی ہے جنکو اشخاص سے بحث نہیں ' اصل کارزاری اور قابل اعتراض سمجھتے ہیں اور جن لوگوں نے کی ہے ' خواہ وہ کوئی ہوں ' انکو قابل مواخذہ یقین کرتے ہیں - یہ جماعت باہر کے عام لوگوں کی ہوگی ' اور فی الحقیقت وہی راستباز اور اسلامی ارادی کا اپنے دلوں میں سچا درد رکھنے والی جماعت ہے - ایسے لوگوں کی قدر کرنی چاہیے ' اور خدا کا شکر بجالانا چاہیے کہ دور حال کی صداماے حریت نے ایسے لوگوں کی ایک جماعت مخلصین پیدا کردی اور یہ سب سے بڑا احسان الہی ہے - آج اسلام کو جتنی توقعات ہیں ' وہ اسی جماعت اور ایسے ہی حریت خواہوں سے ہیں - فتشر اللہ سبحانہ امثالہم -

دوسری جماعت بندگان اغراض و اہواء کی

دوسری جماعت ان چند خاص اشرار و مفسدین کی ہے ' جن بندگان اغراض نے نہ تو آزادی و حریت کا کبھی خواب دیکھا ہے ' اور نہ مسئلۂ جہاد اور مسائل اسلامیہ کی وقعت و شرف کے تحفظ کی انھیں کچھ پروا ہے - ساری عمر یا تو فکر جاہ و مشغلۂ غرور و تکبر میں گئی ہے ' یا محض بے حسی و عطالۃ کے اس گھونسلے میں ' جہاں نہ تو حریت کا کبھی تصور ہوتا ہے ' اور نہ عدم حریت کا - اس دنیا میں انھیں نے قدم ہی نہیں رکھا -

لیکن ساتھ ہی ایک مدت مدید اور عرصۂ بعید سے مولانا شبلی سے تخالف و تعاند ہے ' اور بوجہ اپنے کسی خاص معاملے کے ' یا معاملات ندوہ کی اندرونی سازشوں کے ' یا اپنے عدم فروغ و رواج محرومی شہرت و نامزدگی کے ' یا عدم تغلب معاملات ندوہ و دارالعلوم کے ' یا پھر کسی اور سبب و مقصد سے (اور ارباب اغراض و اہواء کا عالم مقاصد نفسانیہ سے کنارہ ہے) ہمیشہ اپنی راتوں کی نیند ' اور دن کا کاروبار اس فکر و کاوش میں برباد کرتے آئے ہیں کہ کسی طرح انکو شکست دیں اور قوم کی نظروں میں ذلیل و رسوا کریں ' اور اسکے لیے بارہا معاہدات و مقاتلات تک کر چکے ہیں ' لیکن ہمیشہ ناکام و خاسر رہے ہیں - اب چونکہ خود مولانا شبلی کی غلطی اور تعجب انگیز کمزوری سے اس معاملے میں انکی شرارت و سعی وقوع میں آئی ' اور وقت اور موسم کے لحاظ سے پبلک اوپینین کا سہارا بھی معقول مل گیا ' تو ایک مخفی سازش کرکے اس واقعہ کو پبلک میں پیش کردیا گیا ' اور چونکہ ساتھ ہی کچھ بعضہ رسدی اسکا اثر ہوتا تھا ' لہذا یہ کوشش کی گئی کہ تمام بار انہی کے سر تذلکر اور موجودہ دور ازادی سے فائدہ اٹھا کر ' انکو قوم کی عدالت میں سزا دلوادیں ' اور اسطرح سامنے آئیں کہ لوگ سمجھیں کہ جو کچھ ہوا ' صرف مولانا شبلی ہی کی حکم پرستی سے ہوا ' اور یہ آواز حریت ' اور فدا کاران راہ جہاد و قتال ' محض ارادی کی خاطر اور مسئلۂ جہاد کے شرف کیلیے انکی مخالفت کر رہے ہیں ' اور انکو اس بات کا نہایت درجہ غم ہے کہ گورنمنٹ کو معاملات ندوہ میں مداخلت کا موقعہ نہیں دیا گیا ؟

حالانکہ ان لوگوں کا اس بارے میں جو کچھ حال ہے ' اسکا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ جب سید رشید رضا لکھنؤ آئے ' تو انکی صدارت سے اختلاف کرتے ہوئے منجملہ اور وجوہ کے ایک سبب یہ بھی تھا کہ "وہ ایک مصری شخص کے صدر بنانے سے گورنمنٹ ناراض ہو جائیگی " اور مولوی خلیل الرحمن سہارنپوری

نے بکمال ادعائے سیاسیات ' ایک ماہر فن (اسپرٹ) کے لہجے میں اسکو " مسئلۂ سیاسی " سے تعبیر کرنے کی عزت حاصل کی تھی -

تیسری جماعت ' اور قوم کے نئے دور حیات کیلیے ایک فتنۂ عظیم

لیکن ان درجماعتوں کے سوا سب سے زیادہ تعاشا طلب ایک تیسری جماعت بھی ہے - یہ وہ جماعت ہے ' جس کو مسئلۂ جہاد اور علم مداہنۃ حکام سے مدعیہ ہونا ایک طرف ' حکام کی خوشامد و عبادت ' اور انکی نفرت و اکراہ کی وجہ سے لفظ جہاد سے تبری و انکار ' انکی تمام عمر کا اندرخفۂ عمل ' اور انکے تمام اعمال و افعال کا مصدر شریعت ہے - یہ وہی ملحدین مارقین ' اور منافقین مفسدین و اعدٓ عدوے کلمۂ اسلام و مسلمین ہیں ' جنھوں نے قوم میں بزدلی اور غلامی کے شجر ملعونہ کا بیج بویا ہے ' اور پھر شیطان لعین نے اسکی پرورش اور پرداخت کا سامان کیا ہے - وہ بیج پھوٹا ' اور اسکی شاخیں شیطان کے مخفی ہاتھوں سے ارتفاع سے بلند ہوئیں - پر جیسا کہ قانون الہی ہے ' عین اُس وقت ' جبکہ اسکی بلند اور محکم شاخوں پر شیطان کی ذریات نے اپنے نشیمن بنائے تھے ' اور اسکے سائے میں فتنۂ و نفاق کا لشکر دجال آکر پناہ لیتا تھا ' یکایک باد رحمت الہی ' صر صر ہلاکت کی صورت میں نمودار ہوئی ' اور اسکے ایک تند و تیز جھونکے نے اس شجر ملعونۂ خبیثہ کو بیخ و بن سے اُکھاڑ کر پھینک دیا ' یعنی قوۃ الہیہ نے قراء عیطانیہ کو شکست دی ' شجرۂ ملعونہ کی جگہ اسلام پرستی و ایمان پژوہی ' راستبازی و حریت پسندی کی تخم ریزی ہوئی ' اور باران رحمت الہی نے اسکو اپنی ایک آیۃ اعجاز قرار دیکر ' دو سال کے اندر ہی اندر ایک ایسا درخت تناور بنا دیا کہ :

کشجرۃ طیبۃ ' اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء ' تؤتی اُکلھا کل حین - باذن ربھا ' و یضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون (۱۴:)

اسکی مثال ایک مبارک ازملکوتی درخت کی سی ہے کہ اُسکی جڑ زمین کے اندر مضبوط ' اور اسکی بلند ٹہنیاں آسمان تک پہنچی ہوئیں ! وہ قوت الہیہ کی نشو و نمایئی سے ہر وقت بارآوری کا پھل لاتا رہتا ہے - اور یہ درخت کا ذار در اصل ایک مثال ہے جو اللہ بیان کرتا ہے تا کہ لوگ سوچیں اور غور کریں -

پس جب حکمت الہی نے ایسا کیا ' تو شیطان بہت غمگین ہوا - اسکا کاروبار خراب ہوگیا ' اور اُسکی نسل کے گھرانے میں گھر گھر ماتم پڑگیا -

یہ انقلابی تبدیلی کچھ ایسے الہی ساز و سامان کے ساتھ ہوئی ' اور توفیق مقدسۂ حضرۃ الہی نے کچھ ایسے اسباب جلیلہ اور محرکات عظیمہ اسکے لیے پیدا کر دیے ' کہ انکے مقابلے میں کوئی سعی و کوشش انسانی سود مند نہیں ہو سکتی تھی - وہ جسقدر کوشش فنا مراد ہی کی عذاب الیم سے نکلنے کی کرتے تھے ' اتنا ہی اسمیں اُور زیادہ گرفتار ہوتے جاتے تھے - گویا اس دنیا ہی میں اُنکا حال جہنم کے مجرموں کا سا ہو گیا کہ :

کلما ارادوا ان یخرجوا منھا من غم ' اعیدوا فیھا و ذوقوا عذاب الحریق ! (۲۲ : ۲۲)

جب کبھی غم کے گھٹنے سے گھبرا کر اُس سے نکلنا چاہیں گے ' تو پھر اُسی میں دھکیل دیے جائیں گے ' کہ یہیں پڑے پڑے سوزش و تپش کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو !

ان میں سے اکثروں کی زبانوں پر بھی داغوں کی طرح مہریں لگ گئی تھیں ' اور بہت سے انمیں بد بختی اور انقلاب زمانہ کے غم میں سر بزانو تے تصویر ماتم و حسرت تھے ' کہ اتنے میں مولانا شبلی اور ندوہ کے معاملے کو لیکر شیخ انجدی کے ظہور کیا ' اور انکی قسمت نے اُنھیں تھوڑے اتنی یاوری کی کہ مولانا کی آنکھوں پر نخلت کا پردہ ڈالدیا ' اور انسے ایک سخت غلطی اس بارے میں ظاہر ہو گئی - چونکہ مولانا نے بھی مسلم لیگ اور مسلمانوں کی غلامانہ سیاست کے قلع قمع میں حصہ لیا تھا ' اور " پرابلمٹل ڈیوٹ " کے عنوان سے انمیں مضمون لکھکر لیڈروں کے چہل سالہ بتکدۂ سیاست کو توڑا تھا ' اسلیے یہ ایک عجیب و غریب زمان موقعہ انکو ہاتھ آگیا کہ ازاد خیالی کی نئی تحریک کو نقصان پہنچانے کیلیے ' اور قوم کو پھر کسی طلسم ابدا استبداد و الحاد سیاسی کی دعوت دینے کیلیے اس معاملے میں ازاد خیالوں کے وکیل بن جائیں ' اور نہایت زور و شور سے اس معاملے پر قوم کو توجہ دلائیں - پھر آخر میں ہمیں کہ دیکھو ! جو لوگ آزادی کے حامی اور غلامی کا الزام دینے والے تھے - جو لوگ حریت کے داعی ' اور حکام پرستی کے مخالف تھے - جو لوگ نکلے تھے کہ تم کو ہماری تعلیم کی ہوئی غلامی سے نکالیں ' اور اپنی دانہ فلائی ہوئی راہ آزادی پر چلائیں ' خود انکا حال ان معاملات میں ایسا ہے ' اور اس طرح وہ خود ہی اس تعلیم پر عامل نہیں ہو سکتے ' جسکی طرف تم کو بلاتے ہیں - پس گمراہی سے بچو ' اور انسے پہلے ناصح کو وہ جو اچھا کہہ رہے ہیں محض دھوکا اور فریب ہے - اصلی راستہ وہی ہے ' جسپر ہم نے تم کو برسوں چلایا ' پس اُور کہ تمہاری آنکھوں پر پٹی باندھکر پھر تم کو اُنھوں کے بیل کی طرح غلامی و الحاد کے چکر میں ڈالدیں !

من انصاری الی اللہ ؟

— * —

نحن انصار اللہ !!

— * —

الحمد للہ کہ گذشتہ نمبر کی اشاعت میں جو پہلی آواز " من انصاری الی اللہ ؟ " کی بلند کی گئی تھی ' اسکے لیے خدا تعالی نے اچھے بندوں کے دل کھول دیے ' اور اسکے جواب میں " نحن انصار اللہ " کی صدائے ہمت افروز و امید نواز ہندوستان کے ہر خطے اور ہر گوشے سے بلند ہونے لگی ہے - آج مسدّل کی شام تک تقریباً آٹھ سو ناموں کی فہرست کی ابتدا ہو گئی ہے ' فالحمد للہ علی توفیقہ و لہ و لطفہ -

آجکی اشاعت کے ساتھ ایک فارم بھی شائع کیا جاتا ہے ' صرف اسکی خانہ پری کرکے بھیجدیجیے - چند دنوں کے اندر جو رفتار مجاہدین خدمت اسلامی کی اللہ نے ڈالدی ہے ' اس نے میرے اندر ایک حیات تازہ پیدا کردی ہے ' اور امید ہے کہ دو دفتر کے اندر اپنی پیش نظر تعداد کو پورا دیکھ لونگا ' اور اس کے بعد دوسری منزل کی طرف بڑھونگا - فالسعی منی ' و الاتمام من اللہ تعالی -

پس ان لوگوں کو نہ تو آزادی کی اتنی بڑی ہے کہ اسکے لیے آسمان کو سر پر اٹھائیں ' نہ مسئلہ جہاد کے شرف کی ' بلکہ جہاد کا لفظ تو انکے لیے ایک مہیب خوفناک ہے ' جسکی ایک جھلک دیکھتے ہی انکا رنگ یکایک شدید کا بخار چڑھ آتا ہے ' اور اس لفظ کے توہش کی نسبت سے آج ہستکدر مشکلیں پیدا ہوتی ہیں ' وہ سب کی سب انہی جماعت کی پیدا کی ہوئی ہیں - البتہ یہ تو آزادی اور صداقت کی تحریک سے اوپر ایک درجہ تم گرتی تھی ' اور اسکی تردید کے لیے ایسے لوگوں کو بستگیں پر عالم اضطراب میں لوٹنے ' اور فرقہ بندیوں و تعاونوں کے پیچ دماغوں کو تھکانے کی ' اسلیے یہ معمہ انکے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوگیا ' اور انکو انہوں نے قوم کے ارتجاع و تفرقہ کے لیے ایک اللہ کا نام بنا لیا -

ایسی حالت میں ' میں قوم کو (جو اپنے تئیں دور آزادی میں بھی بالکل اور آمور اور سادہ لوح ہے) اس خطرۂ عظیم سے باخبر کردینا ضروری سمجھتا ہوں ' جو اسی راہ میں سنگ گراں بدیر حائل ہو جاسکتا ہے - میں نے (یونیورسٹی کمیونیکیشن) کے معاملے میں آواز بلند کی تھی ' مگر لوگوں نے اعتماض کیا ' اور پھر بالآخر جب آنکھیں کھلیں تو اصلیت منکشف ہوئی - آج میں پھر ازسرنو یہ صدا بیقین و حقیقت بدیر آواز بلند کرتا ہوں کہ یہ ایک سخت فتنۂ فساد ' اور عین موقع صلاحت ہے ' جو قوم کو دیا جا رہا ہے ' اور اس سے مقصد صرف یہ ہے ' کہ ایک شخص کو قوم کی نظروں سے گرا کر ' اسکے ذریعہ اصل تحریک کو بھی نظروں سے گرا دیا جائے : ان الذین جزب الشیطان ہم الخاسرون (۵۹ : ۲۰)

قوم کو یاد رکھنا چاہیے کہ ہر کی صداقت اور راستی اسلیے صداقت نہیں ہے کہ زید اسکا داعی ہے ' یا عمر نے اسکا ساتھ دیا ہے ' بلکہ سچ صرف اسی لیے سچ ہے ' کہ وہ سچ ہے ' اور اگر تمام دنیا اس سے منہ موڑلے ' جب بھی اسکی صداقت میں بال برابر فرق نہیں آسکتا -

پس اگر واقعہ کی وہ صورت بالکل تسلیم کر بھی لی جائے ' اور یہ ثابت و متحقق ہو جائے کہ سخت سے سخت الزامی بیان جو اس بارے میں شائع ہوے ہیں ' وہ بھی حرف حرف صحیح ہیں ' جب بھی اس معاملے کا جو کچھ اثر پڑسکتا ہے ' صرف مولانا شبلی پر ' کہ انہ اس صداقت پر ' جسکی انہوں نے صدا بلند کی تھی - میں کہتا ہوں کہ ایک انسانی زندگی کیا ہستی ہے ؟ اگر تو زور زور انسانوں سے بھی اس راہ میں لغزش ہوجائے ' تو بھی اسکی صداقت کی عزت پر کوئی بٹہ لگ نہیں سکتا - اے بے خبرو ! راستی کبھی بھی اشخاص کی پابند نہیں رہی ہے ' اور نہ اشخاص کی بعصمت سے اسکی حقیقت متاثر ہوسکتی ہے ' زنعم ما قیل :

گر من آلودہ دامنم چہ عجب
ہمہ عالم گواہ عصمت اوست

اگر یہ لوگ واقعی اپنے ایمان میں سچے تھے ' اور محض اصل کی خاطر میدان میں آئے تھے ' تو انکو چاہیے تھا کہ اپنی بحث کو صرف اصل معاملہ ' اور مولانا شبلی اور دیگر شرکاء کار تک محدود رکھتے ' اور جس سختی و تشدد سے چاہتے ' اسپر بحث کرتے - ایسی حالت میں وہ مستحق تھے کہ انکی عزت کی جاتی ' اور قوم انکی آزاد خیالی اور اصول پسندی کا اعتراف کرکے شکر گذار ہوتی - لیکن جب ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اس آخری جماعت نے مولانا شبلی کے واقعہ کو ایک آڑ بنالیا ہے ' اور اسکے پیچھے اپنی قدیمی غلامی کی تعلیم کو لیے کھڑی ہے ' تا کہ ذرا بھی اس شور و غوغا سے قوم کی راے اور استقامت میں تزلزل پیدا ہوتے دیکھے تو فوراً اسکا طرق پھر در سال کے بعد قوم کی گردن میں ڈالدے ' پھر ایسی حالت میں میرے لیے حسن ظن قائم کرنے کا کوئی موقعہ نہیں ' اور قوم کی آزادی و استقامت ' اور قوت تمیز و ادراک کیلیے ایک سخت آزمایش درپیش -

قوم کو چاہیے کہ خدا کیلیے اس فریب سے اپنے آپکو بچاے - نہ ہو کہ جس دلدل سے خدا خدا کرکے آسکے قدم نکلے ہیں ' اس نازک ترین دور صعوبت اسلامی میں (کہ اسلام اپنے ہر فرزند سے استقامت کا طالبگار ہے) پھر اسی دلدل میں گرفتار ہوجاے اور چند اشخاص کی زندہ کے اصل اصول ہی کو ہاتھ سے دیدے !!

میں نے لکھنؤ کی نارتھ ڈیشن کمیٹی کے اجلاس میں کہا تھا کہ تم نہ جناب راجہ صاحب محمود آباد کو دیکھو ' نہ میجر صاحب کو ' اور نہ کامریڈ اور الہلال کو ' بلکہ صرف اصول اور راستی پر نظر رکھو - اسی پر اعتماد کرو اور اسی کا ساتھ دو - آج میں پھر اسی آواز کو دہراتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اشخاص کی بحث سے متاثر و مرعوب نہو - میں پوچھتا ہوں کہ اگر خود الہلال ' جو دس ماہ سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی دعوت دے رہا ہے ' اگر استیلاء ہواء نفسانی سے ٹھوکر کھا کر راہ ارتداد اختیار کرلیے ' اور صداقت و حریت کی جگہ غلامی و باطل پرستی کے طرف بلاے ' تو کیا پھر تم الہلال کے گرنے سے خود بھی گر جاؤ گے ؟ فالحذر ' الحذر ' الحذر ' ایھا المسلمون الغافلون ! ولا تکونوا کالذین تفرقوا من بعد ما جاء ھم البینات ' اولئک ھم الخاسرون !!

مولانا کے اس معاملہ کو جس صورت میں ظاہر کیا گیا ہے ' حالت شہادت دے رہے ہیں کہ وہ اصلیت سے یقیناً مختلف ہے اور اس وقت تک مختلف سمجھا جائیگا ' جب تک کہ دیگر شرکا اپنے مستور چہروں سے برقعہ ہٹا کر باہر نہ آئیں گے ' لیکن (جیسا کہ میں آگے چلکر بحث دفعہ ۵ - میں بالتفصیل لکھونگا) اسمیں کوئی شک نہیں کہ دیگر اشخاص کی شرارت مسلمہ ثابت ہونے کے بعد بھی میرے عقیدے میں مولانا سے غلطی ہوئی - غلطی ہوئی ' اور افسوس کہ غیر متوقع غلطی ہوئی - لیکن میں تو یہاں تمام بیان کردہ صورت واقعہ کو تسلیم کرکے کہتا ہوں کہ اگر ایسا بھی ہو تو اس سے کیا ہوتا ہے ؟ ایک شخص یا جماعت کی لغزش قوم کو اسکی صراط مستقیم سے کیوں ہٹا دے ؟

* * *

اور اگر پہلی صورت نہیں بلکہ دوسری صورت ہے - تو ہم ایک مرتبہ چاہتے ہیں کہ ان نورانی ملائکہ کے روے مبارک کی زیارت کرلیں ' جو اپنے چہرے پر غازۂ نفاق کی ایک غلیظ تہہ جماتے ہوے نہیں شرماتے ' اور ایک طرف تو آج غلغلۂ اسلام پرستی کا ساتھ دے رہے ہیں ' اور دوسری طرف کفر پرستانہ تجاویز و احکام کی تائید و نفاذ میں بھی شریک کار و رازدان مجلس رہچکے ہیں ! یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ مولوی عبد الکریم کے جرم کی تشخیص کرنے ' اور انکے لیے فیصلۂ سزا کے لکھنے کی قل پہونچ پر بیٹھے تھے ' وہ ایک طرف تو مجرم کو سزا دیچکے ہیں ' اور دوسری طرف آج مجرم کی حمایت و فریاد رسی کیلیے اپیل بھی کرانا چاہتے ہیں ؟ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ جن ججوں نے سزا کا حکم سنایا ہے ' وہی آج مجرم کے وکیل بھی بن بیٹھے ہیں ؟ ان ھذا لشیء عجاب !!

اگر یہ بھی نہیں تو پھر تیسری صورت کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی - یہ امر قطعی ہے کہ اس بارے میں وہ برابر کے شریک مجلس و مشورہ تھے' اور جو رائے مولانا شبلی کی تھی' وہی رائے انکی تھی - اور جو کارروائی انہوں نے پسند کی' وہی کارروائی مولانا شبلی نے بھی پسند کیا - اور یہ کوئی تقلیدی کارروائی' یا محض تعمیل حکم' یا عالم جبر و اکراہ کا تقیہ نہ تھا' بلکہ انکا اصلی اعتقاد' اور انکے ایمان و ضمیر کا فیصلہ' اور وہ بہر حال ایسی حالت میں ایسی ہی کارروائی کرتے' جیسی کہ انہوں نے کی - اور اسطرح کے پر آرمایش معاملات میں انکی رائے کا سدۂ المنتہی یہی تک ہے !

(۳)

تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر واقعی یہ تمام کارروائی صرف مولانا شبلی ہی نے کی' اور اور لوگوں کو بجبر اسمیں شریک کیا' اور حسب بیان مضامین مطبوعہ' صرف ایک رہی اس تمام کارروائی کے ذمہ دار ہیں' تو ایسی صورت میں انکی نسبت کیا رائے قائم کی جاے ؟

اسکا جواب دیچکا ہوں' اور پھر دیدتا ہوں کہ اس صورت میں انکو جسقدر الزام دیا جاے صحیح ہے' اور وہ یقیناً اسکے مستحق ہیں -

لیکن گذشتہ سطور سے ناظرین کرام پر واضح ہو گیا ہوگا کہ جس قدر مواد اس معاملے میں پبلک کے سامنے لایا گیا ہے' وہ انکی تنہا ذمہ داری کے لیے کافی نہیں - واقعات صاف شہادت دے رہے ہیں کہ پانچ ممبروں میں سے ہر شخص شریک کار اور ساویانہ زبان مشورہ تھا' اور اب ندوۃ العلما کے تمام ارکان انتظامیہ باستثنائے بعض اس کارروائی کو پسند کرتے اور اس سے متفق ہیں - اور انشاء اللہ جو اور کوائف آگے چلکر پیش کرنے والا ہوں' اس سے یہ امر زیادہ واضح ہو جائیگا - ایسی حالت میں جس وقت تک نئی شہادتیں اور پیہم نہوں' اسکے خلاف راے قائم نہیں کی جاسکتی -

(٤)

چوتھا مبحث یہ ہے کہ اگر تمام اور لوگ شریک مسازی ثابت ہوجائیں تو پھر وہ کس سلوک کے مستحق ہیں ؟ اسکا جواب ظاہر ہے -

(۵)

اب رہی پانچویں بحث' یعنی یہ کہ کیا اور لوگوں کی شرکت کا ثابت ہوجانا' خود مولانا شبلی کو اس بارے میں بالکل بری الذمہ کردیگا ؟ اور کیا کوئی غلطی صواب ہوجاتی ہے' اگر اسنا کرنے والا ایک شخص نہیں بلکہ بہت سے ہوں ؟

اس وقت تک مسلمانوں کی جو روش ان امور میں رہی ہے' ندوہ کی نسبت گورنمنٹ کی جو بدگمانیاں عرصے تک قائم رہی ہیں' اسکی زندگی جس طرح گورنمنٹ کی فیاضی اور اسکے عطیہ پر ہے' اور جس درجہ گورنمنٹ کی اور نئی بدگمانی اسکے لیے مضر ہوسکتی ہے' نیز ندوے کے مقاصد جس طرح معہودہ' اور وہ ایک مخلص تعلیمی جماعت ہے' یہ' اور اس طرح کے تمام امور' انمیں کوئی شک نہیں کہ اس طریق عمل میں مولانا شبلی' مولانا عبد الباری' مولانا عبد الحی' منشی احتشام علی' اور مسٹر ظہور احمد کی متفقہ کارروائی کیلیے ایک وجہ عذر و معجوریہ ضرور ہیں - اور اسی طرح خاص مولانا شبلی کیلیے بھی' جو ندوے کی اس سرفرو زندگی کے اور اسکے کام کے چلنے کا باعث ہوے' اور گورنمنٹ کی بدگمانی دور کرائی' لیکن تا ہم یہ عذر اور معجوریہ عام طور پر آجمل کے کام کرنے والوں کیلیے ہو تو ہو' لیکن میرے عقیدے میں تو کوئی معجوریہ

نہیں عذر نہیں ہے - اصول کی پابندی ہر شے سے بالا تر ہے' اور دنیا کی کوئی معجوریہ اسکے لیے معجوریہ نہیں ہوسکتی - کہ ایسا نہ ہو کہ دنیا میں اصول کی عزت ہمیشہ کیلیے مدفون ہوجاے - اس مضمون کا شائع ہونا اگر ایک غلطی تھی تو وہ ہوگئی تھی - اب اسپر استغفار کرنا اور پریشان ہونا بالکل فضول تھا - گورنمنٹ اگر ندوہ سے اپنا عطیہ چھین لیتا ہے تو چھین لے - اسکی عمارت میں ہل چلوا دے' لیکن ہم اپنے اصول کو کیوں ہاتھ سے دیں ؟ اصلاً کسی کارروائی کی بطور خود حکم کی اطلاع دینا' انکو مداخلت کی دعوت دینا ہے' اور یہ سخت عزیزی' اپنے ہاتھوں اپنے عزت عمل کو نقصان پہنچانا ہے -

یہ عزیزی سب سے پہلی' لہذا مولانا شبلی کے اسمیں شریک تھے' کن سے بھی ہوئی - اور لوگ اگر اسطرح کی کارروائی کیلیے طیار تھے' تو انکی غلطی اور عزیزی تھی' لیکن مولانا شبلی کیلیے تو یہ کوئی معجوریہ نہ ہوئی نہ چونکہ فعل فعل آدمی عزیز تھے' پس انکی عزیزی و غلطی بھی صوب ہوگئی -

یہ فرماتے ہیں کہ نواب اسحاق خاں صاحب اور اکثر ارکان ندوہ اس سے متفق تھے' لیکن میں پالب عرض کرونگا کہ ہوں' انسے توقع ہی اس امر کی تھی ؟ توقع تو ہمہ آپسے رکھتے ہیں' اور آپکو معلوم ہے کہ انسان کیلیے سب سے بڑی درد انگیزیات کسکے توقعات کی ناکامی ہے -

* * *

ان امور کے طے ہو جانے کے بعد اب مندرجۂ ذیل پہلو بحث کے باقی رہگئے :

(۱) مضامین میں دیگر جزئی حالات ' مثلاً جلسۂ انتظامیہ کے مباحث و تجویز و ترمیم جس انداز سے بیان کیے گئے ہیں' وہ بھی صحیح ہیں یا نہیں ؟

(۲) جبکہ مولوی عبد الکریم صاحب کی نسبت ایک یا دو ہفتے کی معطلی کی سزا کا فیصلۂ ارکان خمسہ منعقدہ منصرم کردیا گیا تھا' تو یہ چھ ماہ کی سزا پھر کیوں بعرضی و خرضی بعیسر ہیچ گونہ بحث وانکار دیدی گئی ؟ اور کیا ڈپٹی کمشنر صاحب نے خود اس کی اطلاع دی' یا بعض لوگ اس بارے میں انکے پاس دوڑے ہوئے گئے اور ایک رخنہ تعقب پیدا کرنے اس حکم سزا کا تحفہ اپنے ہمراہ لاے ؟ اگر گئے تھے تو یہ کون کون بزرگ تھے ؟

(۳) جبکہ خود ارکان ندوہ کی قرار دہی ہوئی سزا کو منسوخ کردیا گیا تو پھر اب صرف ڈپٹی کمشنر صاحب کے حکم سے' اور مولوی عبد الکریم صاحب کو ایک ہفتے کی سزا سے بچا کر' چھ ماہ کی سزا میں مبتلا کر دینا' کیا معنی رکھتا ہے ؟ اور یہ ان لوگوں کی کارستانی ہے ؟

ان امور پر آئندہ نمبر میں بحث کرونگا کہ مضمون بہت بڑھگیا - و باللہ التوفیق ان یہدینا سواء السبیل -

---

۲۳ - اپریل کو سنظہی (دار السنطہ جبل اسود) سے سرکاری طور پر اطلاع دیگئی تھی کہ ۲۱- ماہ حال کی رات کو سقوطری پر حملہ کیا گیا - جنگ رات بھر ہوتی رہی - سنگینیوں استعمال کی گئیں نہیں - ۲۲ - کی صبح کو ترکوں نے معاہدانہ حملہ کیا اور وہ پسپا کردیے گئے - سقوطری کا سقوط قریب ہے - پھر کسی دن دوسرا تار آیا کہ سقوطری ساقط ہو گیا - سقوط سقوطری کی خبر کے بقول رپوٹر حلفاء کے دار السلطنتوں میں وحشی ترکوں مظاہرۂ مسرت کو حرکت دی - شہروں کو آراستہ

دیا گیا' کثرت سے شراب پی گئی' سازکے نغموں پر ناچ ' شراب کی اسقدر کثرت تھی کہ گلی کوچوں میں بھی پھرتی تھی- ارباب اتحاد الثلاثی میں بھی غیر معمولی جوش پھیل گیا - ریوٹر کا بیان ہے کہ سقوطری میں جبل اسود کی فوج نے ۱۲۰- عثمانی ترکوں گرفتار کیں - شاہ نکولس نے فوج کو رائفلیں رکھنے کا حکم نہیں دیا البتہ اسمیں زیادہ (!) البانی بھی تھے -

شاہ مونٹی نگرو کے برآمدے پر آیا اور مبعوثین حلفاء سے ملاقات ہوا - کل شہزادہ قاپلار سنجقی پہنچ گیا اور ایک پر جوش جوش کے ساتھ شاہ اور سقوطری کی کنجی ملی - جاسوس ترتیب دیا گیا جو گرجا گیا اور راستہ میں لوگوں نے پھول پھینکے -

---

اسباب سقوط

سنجقی کے تار اسباب سقوط کے باب میں خاموش تھے مگر اسلوب بیان ایسا اختیار کیا گیا تھا' جس سے معلوم ہوتا تھا کہ سقوطری کو جبل اسود کے حملہ نے ساقط کیا ہے -

۲۵ - کو قسطنطنیہ سے سرکاری طور پر سقوط کی اطلاع دیگئی' اس اطلاع میں وجہ سقوط خدا کی نافرمانی بیان کی گئی - یہ اطلاع ان لفظوں پر ختم ہوئی تھی: " فوجوں کے اپنے اسلحہ' توپیں' اور رسد' اپنے ہی پاس رہیں' اور انکو سوئس جہازوں سے ہمراہ لیکر ہوئے کی اجازت دیدی گئی " - یہ فقرے خاص انگیز تھے -

محافظ فوج نے ایسی طویل اور مردانہ مدافعت کی تھی' جس سے جبل اسود کے تمام سرچشمہ ہائے قوت خشک ہوگئے تھے اور مجبوراً سرولا سے مدد لینی پڑی تھی' پس یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ایسا عمدہ اور مرجب قابو میں آجانے' تو اسکو یوں چھوڑدیا جائے' اور پھر اسقدر یہ کہ مع ذخائر و اسلحہ! سنجقی کے تار میں صرف اسلحہ کے نہ لیے جانے کا ذکر تھا - رسد کا ذکر نہ تھا - اسلحہ نہ لیے جانے کی جو وجہ بیان کی گئی تھی' وہ یہ تھی کہ فوج میں وفادار البانی بھی تھے - ظاہر ہے کہ یہ وجہ طفل فریبی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی - البانیوں کی وفاداری تو اسی سے ظاہر ہے کہ وہ کفار (ترکوں) کی طرف سے جبل اسود کا مقابلہ کر رہے تھے - اور اگر فرض بھی کرلیا جائے کہ البانی وفادار تھے' تو کیا چند وفاداروں کے طفیل میں ان تمام کفار کو مع اسلحہ جانے کی اجازت دیدی گئی' جن سے فوراً ہی پھر لڑنے کے لیے اعلان جنگ کیا گیا تھا؟ اصل یہ ہے کہ سقوط کا باعث حملہ نہیں' بلکہ ایک سازش تھی' جس کی اطلاع ۲۸ - کو ریوٹر نے دی ہے - ریوٹر کا بیان ہے کہ حملہ اور تسلیم' دونوں طے شدہ تھے - بغداد سے اس مضمون کا ایک تار قیاپی ٹیلیگراف کو بھی موصول ہوا ہے کہ اسد پاشا اور جبل اسود میں ایک معاہدہ ہوگیا ہے' جسکی رو سے مرخر الدار کے پاس طرابلس اور بنغازی رہیگا' اور سقوطری البانیہ میں شامل ہوجائیگا - رائٹر کے اخبار لکھ رہے ہیں کہ اسد پاشا کی حرکت کے پیچھے ایک روسی سازش ہے !

وجہ معاہدہ

اسد پاشا ایک البانی سردار اور ایک دولتمند خاندان کا رکن ہے - تیرانا میں پیدا ہوا - اسکا باپ سلطان عبد الحمید کا یار تھا - خود اسد پاشا عہد حمیدی میں جندرمہ (مسلح پولیس) کا افسر ہوا - اسکے بعد یانیا کا کرنل بنادیا گیا - پھر عہد دستور میں بھی مبعوث منتخب ہوا - چھ ماہ تک وہ مدافعۃ سقوطری میں شریک رہا اور اب اس نے اپنے شاہ البانیہ ہونے کا اعلان کردیا ہے - پس اب وجہ معاہدہ ظاہر ہے -

---

معاہدہ اور دولت عثمانیہ

معاصرونکو ۶ - ماہ ہوگئے تھے سقوطری کوئی ایسی جگہ نہ تھی' جہاں سال دو سال تک کے لیے سامان رسد جمع رکھا جاتا' پس اگر معاصرہ اور طول کھینچتا تو سقوطری یقیناً ساقط ہوجاتا' خواہ عدوے خارجی کے حملے سے جیسا کہ اندرنہ میں ہوا' یا عدوے داخلی (نافرمانی خدا) کے حملے سے' جیسا کہ پاونا میں ہوا' اور بالفرض اگر ساقط نہ ہوتا تو بھی دول البانیہ کو دلوادیتیں - بہر حال اب سقوطری دولت عثمانیہ کے قبضے میں نہیں رہسکتا تھا اسلیے اس معاہدہ سے دولت عثمانیہ کو نقصان کے بدلے ایک گونہ فائدہ ہی ہوا' یعنی فوج ' اسلحہ ' اور رسد گرفتاری سے بچ گئی -

---

شرکاء سازش

باعتراف کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ شرکاء سازش اسد پاشا اور جبل اسود ہیں' رائٹر کے اخبار اس پر رروس کا اضافہ کرتے ہیں - یاد ہوگا کہ جب استقلال البانیا کا اعلان کیا تھا' تو اسوقت ظاہر کیا گیا تھا کہ اس کا بانی شاہ عیسائی ہوگا - بلکہ بعضوں نے تو یہاں تک لکھا تھا کہ پرنس نیپلس ہوگا - یوں تو خود استقلال ہی عیسائی حکومت کی پر فریب تعبیر تھی مگر ایک عیسائی کے بادشاہ ہونے کے بعد تو البانیا خالص عیسائی حکومت ہوجاتا - ممکن ہے کہ ان واقعات کو پیش نظر رکھنے دولت عثمانیہ بھی اس سازش میں شریک ہو' بلکہ عجب نہیں کہ دولت عثمانیہ کی ترغیب یا اجازت سے اسد پاشا نے یہ معاہدہ کیا ہو-

---

تعلیہ سقوطری

خبر سقوط نے وائنا' برلن' اور روما میں عالمگیر بیچینی پیدا کردی - اسٹریا نے دول کے نام ایک سرکلر شائع کیا جسمیں درخواست کی کہ دول اپنے فوجی رعب کو برقرار رکھنے کی کوشش کریں - آسٹریا نے یہ بھی تجویز کیا کہ ایتلی ریپرا' سین' جیوانی اور ڈی میڈرا کا بین القومی محاصرہ کرلیا جائے - اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تنہا آسٹریا محاصرہ کرلیگا -

۲۷ کو- وائنا کے تار میں بیان کیا گیا تھا کہ اگر دول متحدہ کارروائی کرنے میں ناکام ہوئیں تو آسٹریا تنہا کارروائی شروع کردیگی کابنٹ وان برچاولڈ اور جنرل وان هوٹزنڈارف وزیر جنگ دو گھنٹہ تک شاہنشاہ آسٹریا سے گفتگو کرتے رہے - یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جرمنی نے آسٹریا کی مدد کا وعدہ کیا ہے -

۲۸ - کو ریوٹر نے اطلاع دی کہ دول نے جبل اسود کو متفقہ یاد داشت بھیجی ہے' جسمیں اعلان کیا گیا ہے کہ جسقدر کم مہلت میں ممکن ہو فوراً سقوطری خالی کردیا جائے اور بین القومی بیڑے کے قائد کو حوالہ کردیا جائے - فوری جواب مانگا گیا ہے - اس یاد داشت کے جواب میں جبل اسود نے قانونی طور پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ فرمایش غیر منصفانہ اور ظالمانہ ہے -

کیا عملی طور پر جبل اسود نے یاد داشت کو منظور کرلیا ہے؟ اس کا جواب بھی قطعی طور پر نہیں دیا جاسکتا' مگر وائنا سے سرکاری طور پر اطلاع دی گئی ہے کہ شہزادہ قاپلار اور جبل اسود کی فوج سقوطری سے شمال کی طرف روانہ ہو رہی ہے - اب سقوطری میں کل فوج' صرف پیادوں کی پانچ بٹالین ہیں -

---

الهلال

۲۲ - جمادی الاولی ۱۳۳۱ هجری

— * —

(یه تسلسل مقالات)

— * —

صفحة من تاريخ افريقية

مدافعة صحصور

— * —

(یه تسلسل مقالات)

(۲)

محاصرة قرطاجنة

قرطاجنه کي مختصر تاريخ

حضرت مسيح کے ظهور سے ۲۳ - سو برس پہلے افريقه کي غربي پر ايک نئي ايشيائي سلطنت کي بنياد پڑي - يه سلطنت ابيض اور جبل البربر کے درميانی شاداب علاقه ميں واقع تهي -

کنعاني نسل کي ايک جماعت نے اس نئي سلطنت کي بنا ڈالي تهي - وه تاريخ ميں (فينيقيا) فينيقيوں کے نام سے هي دنيا کے اندر مشهور هوئي - انهوں نے بحري تجارت کي طرف زياده توجه کي - کشتيوں ' اور بڑے بڑے جهازوں کے ذريعه بحر ابيض ' بحر احمر اور بحر اوقيانوس (اٹلانٹک) و محيط (انگلستان) تک پهنچ گئے اور جزيروں ميں اپني نو آبادياں قائم کرکے ' علوم قديمه ميں اس درجه ترقي کي ' که رومه اور يونان کو انکي عظمت و اقتدار کا اعتراف کرنا پڑا -

غالباً قديمي متمدن قوموں ميں صرف يهي ايک قوم گذري هے ' جو مثل آجکل کي متمدن قوموں کے ' جنگ و حکمراني کے ذريعه نهيں ' بلکه تجارت و استعمار (۱) کي قوت سے ايک بہت بڑي مملکت کي مالک هوگئي تهي -

انکا دار الحکومت (صيدا) تها ' جو آج بهي ولايت شام کا ايک با رونق شهر هے -

سنه ۸۳۰ - قبل مسيح ميں (صور) کے پادشاه کے ظلم و ستم سے اپنے بهنوئي کو قتل کرديا ' کيونکه اسکي نسبت مشهور تها که چند قيمتي خزانے اس نے پوشيده جمع کر رکهے هيں - اسکي بهن (ديدن) نے جب يه حالت ديکهي تو مجبوراً (صور) سے نکل گئي ' اور جسقدر دستياب هوسکا سونا ' جواهر اپنے ساتهه لے گئي - ملک ميں ايک خاص گروه اسکے زير اثر تها ' اس نے بهي ساتهه ديا - اس طرح ايک بڑي جماعت اپنے هم وطن (افريقه) کے سواحل کا دورہ کرتي هوئي اس حصے ميں پهنچي ' جو جزائر صقليه (سسلي) کے بالمقابل واقع هے -

يه جگه اسے بہت پسند آئي - اس نے زمين کا ايک وسيع ٹکڑا قيمت دےکر خريد ليا - يهاں ايک نئے شهر کي بنياد ڈالي ' اور اپنے ساتهيوں کے علاوه ' آس پاس کے لوگوں کو بهي صيدا اور صور سے بلا کر يهاں آباد کرنا شروع کيا - سنه ۸۴۰ - قبل مسيح ميں اسکي تعمير جب اتمام کو پهنچي تو (يا تعمير کے بعد) اس نئے شهر کے نام سے مشهور هوا - اسي کا نام قرطاجنه (قرطاجنة) هے ' جو عربوں کي زبانوں پر آکر قرطاجنه (قرطاجنة) هے ' جو عربوں کي زبانوں پر آکر

قال از محاصره

تاريخ اسپانسي

بعد جب قرطاجنه کي شهرت پهيلي تو افريقه کے بعض ساحلي خطوں پر قابض هوگئے اور مجبور کيا که اسکے ساتهه عقد کرلے - ليکن اپنے نئے شهر کے سر پر قائم تهي ' آئے نه ٹوڑا ' اور عقد کے بعد جب ايکا ميں آنا چاها اور مصر هوا ' تو اس نے مانا - چند گهنٹوں کے بعد خاکستر کا

مسلسل حکومت وهاں قائم هوگئي - سمندر آبادیوں کيليے ايک بهترين ذريعهٔ ترقي تجارت و تبادل اشيا و صنائع رها هے - آبادي اور سب سے بڑا وسيع ساحلي موقعه هي عرصے ميں اسکے تاجر اطراف عالم ني اور صناعي آرتيوں نے ملک کو سرسبز

هي ميں بحر ابيض متوسط کا ايک سب اور بحري ايستگاه مراکب (۱) تسليم

نے ايک بہت بڑي جمهوري دولة کي ، کے تمام ساحلي مقامات اور جزائر اسکے ل مراکش ' ٹيونس ' الجزائر ' اور موجوده رصے کي زبردست مدافعة حرب کا مشهور نرين خطه ' يعني (طرابلس الغرب) ' يه تمام افريقي شهر قرطاجنه کے زير فرمان تهے -

بعد ابيض نے اکثر جزيروں پر آنهوں نے فوجکشي ليں اور بحري قواے جنگ کے ساتهه حمله کيا - مالٹا اور سڑا ڈيليا پر انکي فتح يابي کے واقعات طول طويل هيں -

رومیوں سے جنگ کا آغاز

جزيرهٔ صقليه (سسلي)

جزيرهٔ صقليه (سسلي) اس وقت رومانی دولة عظيمه کے

(۱) نو آبادیوں کو عربي ميں مستعمرات کہتے هيں اور نئے مقاموں پر آباد هونے کو استعمار - اس لفظ کو اردو ميں رائج هونا چاهيے - نو آبادي يا توجمه مزاج هوئے سے جمع و اضافت اور ترکيب کي حالت ميں نهايت ناموزوں هو جاتا هے - ميں اکثر اخباروں ميں ديکهتا هوں که لوگ " نو آبادیها " لکها کرتے هيں - يه ذوق سليم سے کس قدر بعيد هے ؟

(۱) مجيده فارسي ميں " استانگاه " کو " ايستگاه " لکهتے هيں - يه شاه ناصر الدين کي ترکيب کے مثر عام دور اور رائج هوگئي هے - مراکب يعني جهاز' پس جهازوں کے بحري قيام گاه متعلق ايديے ' ميں سمجهتا هوں که يه ترکيب اچهي هوگي - اردو ميں اسکے ليے کوئي خاص لفظ نهيں هے -

ماتحت تھا - حکومت قرطاجنہ اپنی بعض فتوحات کی رو میں مغلیہ کی طرف بھی بڑھی' بیزنطہ یہ قرطاجنہ سے قریب' اور ایک نہایت مفید تجارت اور خوش رسم حلزون تھا -

اسی طمعانہ اقدام سے اہل قرطاجنہ اور رومی شاہنشاہی میں جنگ و قتال کی بنیاد پڑگئی -

اہل قرطاجنہ نے آوائے جنگ بھی تھی' اسلیے شہنشاہ روم نے ایک عظیم الشان حملہ (جنگی جہازوں کا بیڑہ) طیار کرایا' اور بعد ابیض متوسط میں قرطاجنہ کے بیڑے کو شکست دیکر' انکے چند جزیروں پر قبضہ بھی کرلیا -

اسکے بعد روم سے ایک نئی فوج قرطاجنہ کے طرف روانہ کی گئی' مگر اس مرتبہ رومیوں کو شکست ہوئی' اور رومی سپہ سالار قید کرلیا گیا - لیکن اسکے بعد ہی مکرر سہ اور نئی فوجی جمعیتیں بھیجی گئیں' اور سمندر میں بھی اشت و خون جاری رہا -

یہ زمانہ دولۃ رومانی کی قوت و عظمت کا زمانہ تھا' اور اہل قرطاجنہ اسقدر فوج و سامان جنگ بھی نہیں رکھتے تھے' جسقدر رومۃ الکبریٰ' اور اسکی نوآبادیوں میں ہر طرف پھیلا ہوا تھا - انہوں نے صدیوں تک رومیوں کے مقابلے میں عزم و ثبات سے جنگ جاری رکھی لیکن بالآخر سنہ ۲۴۳ - قبل مسیح میں انہیں شکست کے اعتراف کے ساتھ صلح کرلینی پڑی' اور اقرار کرنا پڑا کہ وہ ایک سالانہ رقم بطور خراج کے ہمیشہ دولۃ رومانی کو ادا کرتے رہیں گے -

جنگ دوم

وقائع قرطاجنہ و بطل معظم

قومی شرف و عزت ایک نہایت نازک آبگینہ ہے - وہ بہت جلد ٹوٹ جا سکتا ہے' اور ہمارے معلومات کی ایک ذرا سی لاپرواہی بھی اسپر دھبہ لگا دیتی ہے - جس قوم کی خود مختاری اور حریت کے شرف پر محکومی کا دھبہ لگ گیا' اور وہ اسے نہ دھو سکی' تو پھر خزانہ بظاہر اسکے ہاتھ پاؤں اور اسے خزانے زر و جواہر سے ممتاز نظر آئیں' لیکن دنیا کی سر زمین پر اسکے لیے عزت نہیں ہے' کیونکہ اسکے شرف کا آبگینہ ٹوٹ گیا -

یہ ایک عزت انسانیۃ کا سر حلقہ ہے' جسکو دنیا کی وہ قومیں نہیں سمجھ سکتیں' جنھوں نے اپنا ذرا سا خوب عزت فراموش کردیا ہے -

اہل قرطاجنہ نے گو رومی حکومت کی شاہنشاہی کا اپنے تئیں جزو نہیں قرار دیا تھا - انہوں نے ہر مرتبہ استقلال و استقامت سے مقابلہ کیا' صدیوں تک جانفروشی اور بے جگری سے بحری و بری جنگ جاری رکھی' اور اگر شکستیں کھائیں' تو اپنے سے قوی تر دشمن کو بارہا شکستیں بھی دیں' تاہم بالآخر رومی حکومت کے اقتدار کا انہیں خراج دیکر اعتراف کرنا پڑا - یہ گو رومیوں کی غلامی اور محکومی نہ تھی - وہ اپنی حکومت اور ملک میں پورے خود مختار تھے' لیکن پھر بھی قومی ارادے کے شرف کے آلودہ ہونے ایسے خیروں کا اتنا تسلط بھی بہت تھا - ملکی شرف اور غیروں کا اقتدار ایک گھر میں جمع نہیں ہوسکتے - وہ محسوس کرتے تھے کہ ہمارے شرف و عزت کو بٹہ لگ چکا ہے' گو ہمارے پاؤں میں بیڑیاں نہیں ہیں -

مگر افسوس کہ آج دنیا میں وہ قومیں بھی بستی ہیں' جنکے پاؤں میں غیروں کی غلامی کی بوجھل بیڑیاں پڑی ہیں' اور انکی اطاعت اور تعبد کی ذلت کا طوق گلے میں ہے' لیکن اتنا حس ملی مر چکا ہے' اور قومی شرف و احترام کے جذبے سے محروم ہوگئی ہیں - پھر وہ اپنی حالت پر قانع ہیں' حالانکہ انکا خدا پسند نہیں کرتا اور وہ اسکے بخشے ہوئے فطری حق عزت کو بھول کر غلامی کی ذلت پر قناعت کرلیں' کیونکہ اس نے انسانوں کو صرف اپنی غلامی کیلیے بنایا ہے' انسانوں کی غلامی کیلیے نہیں :

ضرب المثل فرض کرو کہ ایک غلام ہے مثلاً' جو خود اپنے دماغ اور عقل و تدبر کا مالک نہیں مملوکہ بلکہ دوسروں کی ملک ہے' یقیناً وہ اپنی بات کا اختیار کسی پر نہیں رکھتا - اس کے مقابلے میں ایک دوسرا شخص ہے جو بالکل خود مختار ہے اور اپنا آپ مالک ہے اور خدا نے اسکو طرح طرح کی نعمتیں بخش دی ہیں' جنکو وہ ظاہر و پوشیدہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے' پھر بتلاؤ کیا دونوں شخص برابر ہوسکتے ہیں؟ کبھی نہیں' لیکن افسوس کہ لوگ بہت سے لوگ ہیں جو اس فرق کو نہیں سمجھتے!! (۱۶ : ۷۷)

اہل قرطاجنہ پر ایک نہیں اسی حالت میں گذر گیا - وہ رومی تسلط سے سخت متنفر تھے' لیکن چھ سو برس کی مسلسل جنگ و قتال کے بعد اب ہمتیں پست ہوگئی تھیں' اور رومی قوت و جبروت کے مقابلے کی اپنے اندر طاقت نہیں پاتے تھے - حتیٰ کہ سنہ ۲۳۸ - قبل مسیح میں عصر قدیم کے مشہور ترین قومی مدافع' اور تاراج حرب کے بطل عظیم' یعنی (ہنی بال) کا قرطاجنہ میں ظہور ہوا -

رومی حکومت اپنے زمانۂ عروج میں عظمت و جبروت' ہیبت و اجلال' اور جبر و تسلط میں موجودہ دول عظیمۂ فرنگ سے بالکل مشابہ تھی - اسکی نوآبادیاں دریاؤں اور خشکیوں میں پھیل گئی تھیں' بڑی بڑی عظیم الشان قومیں اور تمدنوں کو آسانی اپنی محکومی و غلامی پر مجبور کردیا تھا' اور پھر قتل و سلب' ظلم و عصیاں' ہلاکت و بربادی کے سوا محکوموں کو اس سے اور کچھ نہیں ملتا تھا - لیکن اگے تمام دور حیات حکومت میں

شاید کسی قوم ' اور کسی فرد نے اس تفانی و ثبات ' اور شجاعت و بسالت کے ساتھہ اپنے ملک و قوم کی مدافعت نہ کی ہوگی ' جیسی اعصار سالفہ کے اس عظیم الشان نامور (ہنے بال) کی فطرۃ حربیہ سے ظہور میں آئی !

رومیوں کی خصوصیت نہیں ' سچ یہ ہے کہ اہل قرطاجنہ کی تاریخ دفاع تمام تاریخ حرب عالم میں اپنی موثر خصوصیات کے لحاظ سے ممتاز ہے !

رومی ہزیمت

(ہنے بال) کے تفصلی حالات کا یہ موقعہ نہیں - آسے اپنے ملک کو رومیوں کی غلامی سے نجات دلانی چاہی ' اور اہل قرطاجنہ کی قومی و وطنی زندگی کی افسردہ آگ کو مشتعل کردیا - رومی اپنی حکومت و عظمت کے گھمنڈ میں مغرور تھے ' اور اپنے اختلافات و نزاعات میں بے خبر پڑے تھے کہ قرطاجنہ سے ایک جرار لشکر (ہنے بال) کی ریاست میں نکلا ' اور فتح و نصرت کے ایک سیلاب کی طرح چاروں طرف پھیل گیا - رومیوں کے بڑی بڑی عظیم الشان فوجی قوتیں ہر طرف سے روانہ کیں ' لیکن کوئی قوت اس سیلاب رواں کو روک نہ سکی - اہل قرطاجنہ شہروں کو فتح کرتے ہوے یورپ کی سرحد کو عبور کرگئے ' یہاں تک کہ وہ ہاے الپ تک پہنچ گئے ' اور اس عزم اور مستعدی کے ساتھہ روم کا محاصرہ کرلیا کہ قریب تھا کہ اسکو فتح کرلیں !

یہ محاصرہ سنہ ۲۱۸ - قبل مسیح کا ایک عظیم الشان واقعہ سمجھا جاتا ہے -

اسکے دوسرے ہی سال (یعنی ۲۱۷ - قبل مسیح میں) رومیوں سے متعدد عظیم الشان معرکے ہوے ' اور ہر معرکے میں سخت بربادکن شکستیں دیں - علی الخصوص واقعۂ میدان (کان) ' جسمیں ستر ہزار رومی قرطاجیوں کے ہاتھہ سے مقتول ہوے ' اور تمام رزم عظیم میں اس شکست نے ایک تہلکہ مچا دیا - لوگ (ہنے بال) کے نام سے لرزتے تھے ' اور اسکے حملے کے تصور سے کانپ اٹھتے تھے !

شکست بعد از فتح !

یہ ایک بہت بڑی مہلت تھی ' جو قدرت الہی نے اہل قرطاجنہ کو دی تھی ' تا کہ وہ غیروں کی غلامی سے اپنے تئیں آزاد کرلیں ' اور وہ ہر قوم کو اپنی توفیق بخشی سے سنبھلنے اور زندہ رہنے کی ہمیشہ مہلت دیتی ہے ' لیکن جیسا کہ تاریخ کا ہزارہا سالہ تجربہ بتلاتا ہے ' انھوں نے اس مہلت کی قدر نہ کی ' اور (ہنے بال) کی کامیابیوں ' اور عظیم الشان فتح یابیوں نے اہل قرطاجنہ کو مغرور کردیا - وہ آخری فتح کے نشۂ تہور کے متحمل نہوسکے ' اور اپنی طاقت اور دشمن کے ضعف کے یقین نے انکو بے پروا اور سرشار کردیا -

قوموں کے عروج و اقبال کا یہ دور ہمیشہ دنیا میں یکساں رہا ہے اور یکساں ہی نتائج اس سے پیدا ہوے ہیں - مدتوں کی غفلت اور عطالت کے بعد جوش اور مستعدی کی روح پیدا ہوتی ہے ' اور تھوڑے ہی عرصے کے اندر انکو زمین پر ممتاز بنا دیتی ہے - لیکن پھر کامیابی کا گھمنڈ ' فتح یابیوں کا غرور ' اور عزت و شرافت کی بے قدری کے جراثیم مہلکہ اُن میں پیدا ہوجاتے ہیں - وہ دشمنوں کو حقیر سمجھنے لگتے ہیں ' اپنی قوت و طاقت پر اعتماد کرلیتے ہیں ' جوش و مستعدی کی جگہ قناعت اور عطالت پیدا ہوجاتی ہے - پھر معرکے جہاں نشانی کی جگہ عیش و نشاط اور فسق و فجور میں مبتلا ہوجاتے ہیں - یہ حالت زوال کا پیش خیمہ ہوتی ہے ' مگر پھر بھی قدرت الہی تنبیہ و اعتبار کی فرصتیں دیتی ہے ' اور بیداری کی صدائیں بلند ہونے لگتی ہیں - خوش بخت قومیں اس سے عبرت پکڑ کے سنبھل جاتی ہیں ' پر بد بختوں کیلیے تباہی و ہلاکت کے سوا کچھہ نہیں ہوتا :

واذا اردنا ان نهلك قريـة امـرنـا مـتـرفـيـهـا ' فـفـسـقـوا فـيـهـا ' فـحـق عـلـيـهـا القول ' فـدمـرنـاها تـدمـيـرا (۱۷ : ۱۷)

اور جب ہم کو کسی آبادی کا ہلاک کرنا مقصود ہوتا ہے تو ہم اسکے خوش حال لوگوں کو اپنا حکم بھیجتے ہیں ' پر وہ نہیں مانتے اور نافرمانیوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں - جب ایسا ہوتا ہے تو پھر انپر ہماری حجۃ تمام ہوجاتی ہے ' وہ عذاب الہی کے مستحق ہوجاتے ہیں اور ہم اس آبادی کو بربادیوں سے ہلاک کردیتے ہیں !

یہی حال اہل قرطاجنہ کا ہوا - اپنی فتح یابیوں پر مغرور ہوکر عیش و عطالت میں ڈوب گئے ' ادھر شکستوں اور بربادیوں نے رومیوں کی آنکھیں کھولدیں - انھوں نے دیکھا کہ یہ سب کچھہ نتیجہ دشمن کی متحدہ قوت اور ہماری نا اتفاقی اور رے خبری کا ہے ' اور اگر اسی وقت اسنا علم نہ ہوا تو عجب نہیں کہ دشمن کا دوسرا محاصرہ دارالحکومت کی دیواروں کو مہدم کردے ' پس وہ عین اُس وقت ' جبکہ افکی نا کامیوں نے کامیاب قرطاجیوں کو مغرور رے پورا بنا دیا تھا ' اپنی نا کامیوں سے متنبہ ہوگئے ' اور انسانوں کی کامیابی و ناکامی کی تاریخ میں اکثر ایسا ہوا ہے کہ کامیابوں کو ناکامیابی نے نا تمام بنایا ہے ' اور نا کاموں کو انکی نا کامی نے کامیاب بنا دیا ہے !

رومیوں نے اپنے قوی کو مجتمع کیا ' اور تمام باہمی شقاق و نزاع بھلا کر ' دشمن سے انتقام لینے کیلیے مستعد ہوگئے - اب (ہنے بال) کی عظمت کے آفتاب کو گہن لگنا شروع ہوگیا تھا ' اسکی فوج کی ہمت اور مستعدی کی حرارت افسردہ ہوگئی تھی - رومیوں کی فوج ہر طرف سے نکل نکل کر بڑھتی ' اور پیہم شکستیں دیکر اپنی چھنی ہوئی زمینیں واپس لے لیتی - یہاں تک کہ تمام یورپین اور افریقی علاقوں پر اسکا قبضہ ہوگیا ' اور (ہنے بال) کو مجبور ہو کر فرار کرنا پڑا -

(ہنے بال) اپنی جماعت کی طرف سے مایوس ہوگیا تھا - اب اُس نے کوشش کی کہ رومیوں کی بعض دوسری مخالف طاقتوں سے مدد لے ' اور پھر اپنی کھوئی ہوئی کامیابی کو ڈھونڈھے ' مگر یہ بھی کامیاب نہیں ہوئی - جب اس نے دیکھا کہ رومی ہر طرف کامیاب ہوگئے ہیں ' اسکی تمام محنت رائگاں جاچکی ہے ' اور اسکی قوم پھر اُسی غلامی میں مبتلا ' اور ذلت و نامرادی سے دوچار ہے ' تو اسکی امید نے بھی جواب دیدیا ' اور مایوس و متالم ہوکر بالآخر خود کشی کرلی !!

شمع سحر

اب پھر یہ قسمت قرطاجنہ زمینوں کا حلقہ بگوش تھا - ایک زمانۂ مدید اسی حالت میں گذر گیا -

(ھے دل) کی جاں شکن شکستوں کا افسانہ اپنی پرانا نہیں ہوا تھا ' اور حفظ وطن کے زمانے بالکل مر نہیں گئے تھے - کچھ عرصے کے بعد وطنی حافظہ میں پھر سرگوشیاں شروع ہوئیں ' اور آہستہ آہستہ انہوں نے اپنی موجودہ حالت کی درستگی اور موجودہ عمارت کی اصلاحات پر توجہ کی -

رومی اب پہلے کی طرح بے خبر نہ تھے - یہ حالت دیکھ کر معاً ہشیار ہوگئے - انہوں نے دیکھا کہ اب اگر تھوڑی سی مہلت بھی اہل قرطاجنہ کو دیدی گئی ' تو ممکن ہے کہ پھر آزادی کی کوئی تحریک کوئی پیدا ہو جائے -

ہم اہل قرطاجنہ کے جس قومی دفاع کا آج ذکر کرنا چاہتے ہیں ' اسکا افسانہ اسی زمانے سے شروع ہوتا ہے :

آخری مدافعت

رومیوں کا ایک جرار لشکر جنگ کے اختتام آہستہ آہستہ بعد نکلا ' اور اہل قرطاجنہ شہر میں قائم بعد کو انکی موجودہ حالت ' اور ناگہانی حملے کی کا حال معلوم تھا ' انہوں نے پہنچتے ہی حکم د و پیش کے شہر والے اور دیہات - معمورۂ ان کو ا تو آ کر کیا کرتے ؟ لیکن جب رومی سپہ سالار جمعیۃ کے ساتھ شہر میں داخل ہوگیا تو اس مطالبہ کیا اور تمام شہر میں ایک متنفس بھی جسنے پاس کسی طرح کا بھی کوئی اسلحہ باقی قرطاجینوں نے کہ اپنی قسمت کے فیصلے سے بے اسکے بعد انہیں امیدیں مل جائینگی ' لیکن ایک دہشت و خوف ' اور حزن و ملال کی اپنی انتہا بعد رومانی سپہ سالار نے اپنا یہ آخری حکم سنا

میں اسلیے آیا ہوں کہ تمہاری قسمت فیصلہ تم کو سنادوں : رومانی مجلس شیوخ تمہاری نسبت یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اپنا قرطاجنہ چھوڑ دو ' اور ایک دوسری جگہ جاکر آباد ہو جو بالکل کھلی اور بے پناہ ہو ' جسکے چاروں طرف کوئی سنگی حصار نہ ہو ' جسمیں قلعے اور دفاع کی عمارتیں نہ بنائی جائیں ' اور جو محض تمہاری سکونت کے گھروں کی ایک بستی ہو - کیونکہ قرطاجنہ اور اسکی تمام عمارتیں مسمار کر دی جائیں گی -

یہ ایک غم و اندوہ کی بجلی تھی ' جو یکایک بدبخت قرطاجینوں پر گری - شدت غم و حسرت نے ہوش و حواس کھودیے ' اور عالم حیرت نے سکتے کی حالت طاری کر دی - ہر طرف ماتم بپا ہوگیا اور ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر رونے لگا - لوگ راستوں اور سڑکوں پر دیوانہ وار پھرتے تھے اور نہیں سمجھتے تھے کہ کیا کریں ؟

آخر میں جب آنکھ قطعی مایوسی ہوگئی اور یقین ہوگیا کہ ایسا ہی ہوگا اور انکا ہزار سالہ وطن ہمیشہ کیلیے انسے چھوٹ جائے گا ' تو انہوں نے اپنے گالوں پر طمانچے مارے ' گریباں چاک کردیے ' زمین پر لوٹنے لگے ' اور زمینوں پر لعنت بھیجی - پھر اپنے مقدروں میں گئے اور اپنے خانمرش اور غیر متحرک معبودوں سے قرطاجنہ کے حفظ و سلامتی کے لیے دعائیں مانگیں -

عموم و ہموم کا نزول جس طرح ہمت سوز اور یاس انگیز ہوتا ہے ' اسی طرح کبھی کبھی عزم و شجاعت کے مردہ دلوں اور زندہ بھی کردیتا ہے - اور مبارک ہے وہ قوم ' جو نزول مصائب پر مایوسی و عطالۃ کی جگہ ' ہمت و عزم سے کام لیتی ہے -

اہل قرطاجنہ اپنے اب انتہا درجہ کی مایوسی تھی - شہر حوالے کرچکے تھے ' اسلحہ دیچکے تھے ' لڑنے کی طاقت نہ تھی ' اور خونخوار فاتحوں کے پاس معبودوں کی دیواروں کیلیے بات سماعت مسدود تھا - لیکن اسی مایوسی نے انکے اندر عزم و ہمت کی ایک مرتبہ آخری حرارت پیدا کردی ' اور انھوں نے سوچا کہ وطن معبود کی بربادی سے پہلے کیوں نہ اپنی قسمت کی آخری آزمایش لڑکے خود بھی برباد ہو جائیں ؟

وہ اپنے سب سے بڑے معبد میں جمع ہوے اور سب نے مقدس قسمیں کھاکر عہد کیا کہ خواہ کچھ ہی ہو ' لیکن جب تک آخری قطرۂ خون ہمارے جسموں میں باقی ہے ' ہم اپنے ہزار سالہ ملک کو مسمار نہ ہونے دینگے ' اور مرینگے بھی تو اس عالم میں ' کہ ہماری مضطرب الشیں قرطاجنہ کی دیواروں ہی کے نیچے تڑپ رہی ہونگی !!

اسم کی ایک عظیم قربانی مثال

ہی و پیش نے آگے بڑھنے کا نہیں

ار حکام دیکر اپنے لئے انتظامات کیلیے انھیکا ں قرطاجنہ کو ایک فرصت آخرین حاصل تھی - ل کیلیے کہ ایک قوم اگر اپنی ملت و وطن مستعد ہو جائے ' اگر اپنی آسودہ حالی کی ا احساس ہو ' اگر وہ محکومی کے عیش پر زندگی کو ترجیح دے ' تو پھر دنیا میں کوئی جو اسکی راہ جہاد میں حائل ہو سکے ' اور کوئی ے نا ممکن ہو ' فی الحقیقت اہل قرطاجنہ کی

ہ عبرت و بصیرت ہے - ایک جابر اور قاہر قوم

ہتیار چھین لے سکتی ہے ' پر یہ طاقت تو

نہ وہ قوموں سے اُنکے دلوں کو بھی چھین لے - صرف تیز اور چمکیلے ہتیاروں ہی کے دم سے نہیں ہے ' اصلی شے تو دل کی زندگی ہے -

اہل قرطاجنہ جب آخری دفاع وطن کیلیے مستعد ہوے تو انکی کیا حالت تھی ؟ ہتیار جو جنگ کی پہلی شرط ہے ' انسے چھینے جا چکے تھے ' قلع مسمار ہو چکے تھے ' اور اسباب جنگ اور قوائے مادّۃ دفاع میں سے کوئی قوت بھی انھیں حاصل نہ تھی - تاہم انکے پاس صرف ایک ہی چیز یعنی جوش جہاد کا نا قابل تسخیر اسلحہ ضرور تھا - پس وہ اسی کو لیکر مستعد ہوگئے ' اور اگر ایک قوم مرنے کیلیے مستعد ہو جائے ' تو پھر دنیا کی کونسی قوت ہے جو اُسے روک سکتی ہے ؟

دنیا میں آدم کی اولاد کو سب سے بڑی تکلیف جو دی جا سکتی ہے ' موت ہے - اسکے بعد انسانی جبر و تعدی کا اسلحہ بیکار ہو جاتا ہے - پس اگر ایک قوم خود ہی تلخیٔ حیات کے اس آخرین جرعہ کو پینے کیلیے طیار ہو جائے ' تو پھر دنیا میں کوئی شے اسکے لیے نا ممکن نہیں - وہ سب کچھ کرسکتی ہے ' جو کچھ کہ دنیا میں حیات انسانی سے ممکن ہے -

غم و اندوہ صرف اسلیے ہے تا کہ مصیبت کے حس سے سعی و استعداد کی قوت پیدا ہو ' ورنہ آنسو بہاکر تو کسی سپاہی نے میدان جنگ فتح نہیں کیا - (لہا بقیۃ)

مذاکرۂ علمیہ

قطب جنوبی

— * —

کپتان رابرٹ اسکاٹ

(۳)

سلسلۂ بیانیہ مقطعہ ہذا نمبر (۱۲)

— * —

اسکاٹ ۸ - آدھیوں کی جمعیۃ سے ۱۱ - اپریل کو ہٹ پرالنٹ سے ایونس کیمپ روانہ ہوا - ۲۵ - مارچ کی برفباری نے راستہ کو اسدرجہ دشوار گذار کر دیا تھا کہ اس مختصر قافلہ کا مرحلہ مقصود تک پہنچنا بظاہر ناممکن معلوم ہوتا تھا - مگر حالات کی یاس انگیزی اور یاس عزم کے عنان گیر نہیں ہوتی - سفر جاری رہا - راستہ میں بحر برف کے قریب ایک طوفان نے آ لیا مگر رہ بھی سفر کا رخ واپسی کی طرف نہ پھیر سکا' اور تین دن کے پر تعب سفر کے بعد ۱۳ - کو قافلہ ایونس کیمپ پہنچ گیا - یہاں ہرکا گیا یہاں ایک منزلگاہ تھی اسکاٹ نے اس منزلگاہ کا معاینہ کیا' حالت اطمینان بخش تھی' پس ۱۷ - کو ہٹ پرالنٹ واپس آنے کے لیے روانہ ہو گیا -

۲ - نومبر تک یہیں قیام رہا - اس عرصہ میں کئی ٹڑیاں مختلف مقاصد کے لیے روانہ کی گئیں جو کامیاب واپس آئیں - اسی عرصہ میں ہٹ پرالنٹ سے ۱۵ - میل تک ٹیلیفونی لگایا گیا -

۲ - نومبر تک اسکاٹ کو روانہ ہوئے ۱۱ - مہینہ اور دو دن گذر چکے تھے - گو اس مدت کا بیشتر حصہ راہ نوردی اور کاربرداری میں صرف ہوا مگر ان اعمال و اسفار کی غایت قصوی کے نقطۂ استعداد کا نفاذ تھا - چنانچہ اس عرصہ میں مہم کی فرد عمل کا خلاصہ گودامیں اور منزلگاہوں کی تعمیر' اور نشانہائے راہ کی طیاری ہے -

نقطۂ استعداد کے تمام دفعات جب نافذ ہو چکے تو اسکاٹ نے اپنے غایۂ قصوی (قطب جنوبی) کی طرف روانگی کا ارادہ کیا - ۲ - نومبر سنہ ۱۱ - کو مہم ہٹ پرالنٹ سے روانہ ہوئی - مہم رات کو چلتی تھی اور دن کو آرام کرتی تھی - ہر چار میل کے فاصلہ پر ایک نشان راہ بنائی جاتی - عرض البلد کے ہر درجہ پر ہفتہ بھر کی رسد ذخیرہ کی تھی - یہ اسلیے تھا کہ واپسی میں (جسکی مہم کو توقع تھی) راہ کی نا شناسی یا رسد کی کمی حائل نہ ہو -

موسم خراب ' آفتاب زرپوش' ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی - نہ آسمان نظر آتا تھا اور نہ زمین' ایسی حالت میں رفتار کی استقامت یا سمت تراہ کی طرف' اسکا تسلسل باقی رکھنا بھی مشکل تھا' تاہم بابر مستعدی کے ساتھ چلتے رہے ' اور بارہا ایسی ہمہ عراقی اسکاٹ ۳ - دسمبر سنہ ۱۱ - کو مارنسٹ ہرب (Mount-Hop) سے بارہ میل کے فاصلہ کے اندر (یعنی عرض البلد کے - ۸۳ درجے اور ۲۴ - دقیقے تک) پہنچگیا -

اسکے بعد آگے بڑھا - ایک شدید طوفان کی وجہ سے برف کی خرفناک مقدار جمع ہو گئی تھی - یہ برف نہایت نرم تھی - چلنے والوں کے پیر گھٹنوں تک دھسجاتے تھے - پیادہ پا چلنا تو نا ممکن تھا - برفستانی گاڑیاں (Sledges) بھی نا کافی ثابت ہوئیں - البتہ برفستانی کھڑاوں (Skis) نے بڑا کام دیا اور واقعہ یہ ہے کہ اگر یہ نہ ہوتیں تو چلنا نا ممکن تھا -

پانچ دن کے بعد سطح برف میں کسیقدر سختی پیدا ہوئی مگر نہ اسقدر کہ کھڑاوں سے بے نیازی ہو جاتی -

۳ - سے ۱۵ - دسمبر سنہ ۱۱ - تک رفتار کی شرح غیر تشفی بخش رہی ' مگر اسکے بعد نہایت عمدہ ہو گئی - ۲۱ - دسمبر سنہ ۱۱ - کو اسکاٹ عرض البلد کے - ۸۵ درجے اور ۷ - دقیقے تک پہنچ گیا -

۳ - جنوری سنہ ۱۲ - کو اسکاٹ قطب سے صرف ۱۵ - میل کے فاصلے پر موجود تھا -

یہ اس سفر کا روزنامچہ لکھتا جاتا تھا اور انضباء مہم کے ہمدست قسط وار بھیجتا جاتا تھا -

آخری قسط یہیں سے بھیجی ہے - اسوقت مہم کے اعضاء حسب ذیل تھے -

(۱) اسکاٹ (۲) ولسن (۳) اوٹیس (۴) بارس (۵) ایونس

مہم کے ہمراہ ایک مہینہ کا سامان رسد تھا - مستقبل کے متعلق اسکاٹ اس قسط میں لکھتا ہے : " ہمیں کی امید اچھی ہے بشرطیکہ موسم کی حالت ایسی ہی رہے اور غیر مترقبہ عوائق پیدا نہوں " پھر آخر میں لکھتا ہے : " تمام انتظام تشفی بخش طور پر انجام پا گیا ہے ! غالب یہ ہے کہ اب اس سال کوئی مزید اطلاع نہ مل سکے گی' کیونکہ واپسی میں ضرور تاخیر ہوگی " -

۴ - جنوری سنہ ۱۲ - کو یہاں سے مہم آگے روانہ ہوئی - شرح رفتار ۱۲ - میل روزانہ تھی - ۱۷ - کو قطب پہنچی - ۱۷ - کو آفتاب ابر آلود تھا مگر ۱۸ - کو چھٹگیا اور آفتاب پوری طرح نظر آنے لگا - اسکاٹ کو مقیاس الارتفاع والمساحہ (Theodolite) کی پیمایش سے معلوم ہوا کہ مہم اس وقت ۸۹ - درجے ۵۹ ½ دقیقے پر ہے - قطب ۹۰ درجے پر ہے اسلیے ابھی قطب سے کسیقدر فاصلے پر تھے مگر نہایت خفیف فاصلے پر - اسکاٹ نے پیشقدمی کا حکم دیا - برفستانی خورد بر گاڑیاں (Sledge motor) مہم کو نصف میل آگے لے گئیں - جب مہم پورے ۹۰ - درجے پر پہنچگئی جو اصلی نقطۂ قطب ہے تو اسکاٹ نے بڑھکے برطانوی علم (یونین جیک) نصب کر دیا -

یہاں درجۂ حرارت (ٹھرمامیٹر) ۲۰ - درجے زیر صفر تھا - یہاں کی برف سد کی برف سے کسیقدر مختلف تھی - سد کی برف سخت تھی - اسمیں پڑیں سی تھیں ' اور پگھلنے کے بعد پانی کی معقول مقدار نکلتی تھی' مگر یہاں کی برف نرم تھی' اسمیں کوئی پرت نہ تھی' اور پگھلنے کے بعد پانی کی نہایت قلیل مقدار نکلتی تھی - شاہد مقصود سے ہم آغوش ہوکر مہم واپس ہوئی - واپسی میں درجۂ الحرارۃ ۲۰ - سے ۳۰ - درجے زیر صفر تک رہا -

شرح رفتار کا اوسط ۱۸ - میل روزانہ تھا - جسمانی حالت کی بنا پر گو سب کو یقین تھا کہ موثرات خارجیہ کی مقاومت سب سے زیادہ ایونس کرسکیگا ' مگر سوء اتفاق سے سب سے پہلے وہی مغلوب ہوا - سردی کی شدت خرفناک حد تک پہنچگئی تھی' جسے ایونس برداشت نہ کرسکا - اسکا دماغ مختل ہوگیا اور بالآخر ۱۷ فروری کو مر گیا - یہ صدمہ ان صدمات کا مقدمۃ الجیش تھا جو اس کامیاب مگر کوتاہ بخت جماعت کو پیش آنے والے تھے - ایونس کے بعد اوٹیس پر سردی کا حملہ ہوا - ہاتھوں اور پیروں کو سردی لگ گئی - اسی حالت میں کئی ہفتوں تک زندہ رہا - ظاہر ہے کہ اسوقت اسکی کیا حالت ہوئی ؟ مگر با ایں ہمہ کئی ہفتوں میں ایک دفعہ بھی حرف شکایت زبان پر نہ لایا !

(البقیۃ تقلی)

باب المراسلۃ و المناظرہ

سیرۃ نبوی

از جناب مولوی ظفر علی صاحب (بہاولپور)

آپکے خیالات کا شکریہ ادا کرنا خدا کا شکر بجا لانا ہے کہ ایسے لوگ کھڑے کردیتے ' جو دلوں میں عظمت قرآن بٹھاتے اور خیالات شیعہ مٹانے کے لیے طیار بلکہ برسر کار ہیں -

مجھے بہت دنوں سے الہلال کا مطالعہ حاصل ہے - چونکہ میں دینی امور میں قاصل اور دنیوی معاملات میں اہل الراے نہیں ہوں اسلیے الہلال سے اپنی ترتیب خیالات اور تربیت اخلاق کو غنیمت سمجھتا رہا اور راے زنی سے پرہیز کرتا رہا - لیکن ان دنوں سیرۃ نبوی کا نمونہ شائع ہونے لگا ہے -

شمس العلما علامہ شبلی نعمانی مد فیوضہ کی تحقیق اور تنقید مسلمہ ہے - بایں ہمہ آپ نے فراخ دلی سے صلاے عام کی صدا بلند کی کہ تنقید اور ترتیب کے متعلق علماے اسلام کو مشورہ کا موقع حاصل ہے -

آپکو معلوم ہو یا نہو ' مولانا کو میں نے ہی نمونہ دینے پر آمادہ کیا تھا - ممکن ہے کہ اور صاحبوں نے بھی القا کیا ہو - میرا خیال تھا کہ تالیف ہی میں علماء دیکھہ لیں ' اگر کہیں ضرورت ہو تو اپنا خیال ظاہر فرمالیں -

جسدن مولانا نے الہلال میں نمونہ بھیجا ' اسی دن مجھکو اطلاع دیدی - آپ جانتے ہیں کہ ایسی سیرۃ نبوی زمانہ کے لیے ضروری ہے - نہ صرف ضروری بلکہ اشد ضروری -

غنیمت ہے کہ لوگ بھی ضرورت محسوس کرکے سیرت کی طرف جھکے ہوے ہیں - کئی یاروں نے جلب فائدہ کے لیے پیغمبر عالم اور سوانح عمری پیغمبر وغیرہ کے نام سے کتابیں طیار کرکے بیچنا شروع کردیا ہے -

لیکن ہر طرف سے سیرۃ نبوی شبلی کی طرف آنکھہ لگی ہوئی ہے - اس شوق و شغف کو دیکھکر میں یہ کہنے کی جرات کرسکتا ہوں کہ یہ کتاب نہیں ' بلکہ ایک معجزہ اسلامی ہے کہ جس سے حرارت دینی کا انتعاش ہوجالیگا - لیکن ساتھہ ہی اسکے معائب حاصل کرکے عرض کرتا ہوں کہ صحت اور تنقید میں اسکا خیال رکھا جاے کہ اسکی تراکیب ' آخر میں کوئی مضر جزو بننے نہ پاے - ورنہ بعد از قوام ' مصالح مثلاً دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جالیگا -

(طبری) کو مولانا نے سنی المذہب ثابت کیا ہے جسکی تائید آپنے بھی کی ہے ' لیکن میرا خیال ہے کہ وہ شیعہ تھے - حاشیہ پر قول فیصل چڑھا دیا جاے -

یوم ولادت سراپا سعادت میں محل کسریٰ کا متزلزل ہونا اور کنگروں کا گرنا احادیث کے علاوہ تواریخ میں بھی موجود ہے -

شاہنامہ فردوسی کو مولانا نے شعر العجم میں تاریخی پایہ کی کتاب ثابت کیا ہے - شاہنامہ میں حالات نوشیروان میں نوشیروان کا خواب دیکھنا ' اور پھر محل کا آواز اڑنا ' اور کنگروں کا گرنا ' موجود ہے ؟

پس سیرت نبوی کو الہلال میں شائع کرتے ہوے آپ بھی حاشیہ چڑھاتے جایا کریں - تا کہ کم سے کم آپکے حواشی اور مباحث ' اسکی خوبیاں اور محاسن یا مشورہ طالب مقامات کو علما کے سامنے ظاہر کردیں اور ناظرین کو فائدہ ہو - نہیں معلوم کہ الہلال مدرسۂ عالیہ دیوبند میں جایا کرتا ہے یا نہیں ؟

اگر نہیں جاتا تو جب تک نمونہ شائع ہوتا رہے آپ براہ کرم ایک پرچہ الہلال کا مدرسۂ عالیہ دیوبند میں بھیجدیا کریں - آپکو اجر عظیم ہوگا - مدرسۂ عالیہ دیوبند کے علما سے بکمال الحاح عرض کرچکا ہے کہ مشورہ سے دریغ نکریں - امید کہ میرا یہ ناچیز خط اخبار میں چھاپ دینگے - والسلام

الہلال

جناب کے ذوق علمی اور اظہار حسن ظن کو دیکھہ کے کمال شکر گذار - دیباچۂ سیرۃ نبوی کی اشاعت سے مقصود یہی تھا کہ ارباب راے مشورہ و مذاکرہ کی راہ پیدا کریں ' مگر جیسا کہ میرا پیشتر سے خیال تھا ' ان امور کی نسبت بد مذاقی اور بے حسی اسدرجہ عام ہے کہ کسی نے اسطرف توجہ نہ کی -

صرف کلکتہ سے ایک صاحب نے ایک ضمنی امر کی نسبت تحریر بھیجی تھی جو آیندہ نمبر میں شائع کردی جاے گی -

امام طبری کی نسبت مولانا نے کوئی خاص بحث نہیں کی ہے اور نہ رھاں موقعہ تھا ' بلکہ مورخین سیرۃ کے ذکر میں ضمناً ذکر آگیا ہے - رہا الزام تشیع ' تو بروہ کرم اسکے وجوہ ارقام فرمالیے -

محل کسریٰ کے تزلزل کی نسبت شاہنامے سے استدلال تعجب انگیز ہے - اگر مولانا نے شعر العجم میں اسکی تاریخی حیثیت پر زور دیا ہے تو اس سے یہ مقصود ہوگا کہ خود فردوسی نے بطور قصص اور داستانسرایی کے واقعات گھڑے نہیں ہیں ' بلکہ قدیم دیوان کی تاریخ کا جو مواد عربی میں آچکا تھا ' اسی کو بہ حیثیت ایک دیانت دار مورخ کے نظم کردیا ہے - اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ فردوسی کو بطور ایک محدث اور مورخ سیرۃ کے تسلیم کیا جاے !! ان روایات کی نسبت فقیر کی تحریر پچھلے دنوں الہلال میں نکل چکی ہے ' اسے ملاحظہ فرمانے کے بعد امید ہے کہ جناب مطمئن ہوگئے ہونگے -

خلیفہ مامون الرشید

اور الزام قتل امام رضا (ع)

از جناب مولانا مرتضی الحسینی الدوہروی

آپکے اخبار گوہر بار میں مجھکو ایک عجیب و غریب میدان مناظرہ دربارۂ خلیفۂ مامون رشید عباسی نظر آیا - جناب نے اگرچہ معاملہ میں بڑی نزاکت اور باریک بینی اور اعتدال سے کام لیا ہے جو ضرور قابل تحسین و آفرین ہے ' مگر افسوس کرتا ہوں کہ مجھے نہ پورا اتفاق جناب کے مقالۂ محاکمہ سے ہے ' نہ اوس فریق سے ' جو جزم کرتا ہے کہ مامون رشید نے امام رضا علیہ السلام کو زہر سے شہید کرایا -

آپنے تبدیل لباس سے جو قیاس قائم فرمایا ہے ' میں اسکے اساس کو مضبوط نہیں سمجھتا ' کیونکہ تبدیل طراز و وضع دلیل لباس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خواہ نخواہ اوسنے امام علیہ السلام کو زہر بھی دلوایا ہو - مسائل سیاسی ہمارے زمانہ میں بھی سریع التغیر یا بطی التغیر ہوا کرتے ہیں مگر اوس سے انتقالی تغیر کا قیاس قائم کرلینا ہمیشہ صحیح نہیں ہوتا - مثلاً قانون اخبارات کو ملاحظہ فرمالیجے کہ اوسنے کتنے ہی رنگ بدلے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ گورنمنٹ کی نسبت یہ قیاس قائم کیا جاے کہ محبان وطن اور فدایان آزادی کے قتل عام کا حکم دیدیا ہو - کہ اوسکو جہاز پر سوار کرکے غالب کردیا اور کسی دور دراز جزیرہ میں قید کردینا ' جہاں ہوے وطن کا ہزاروں ٹھوکر کھاکر بھی پہونچنا دشوار ہو ' معاملہ قتل قرار دیا جاے ' مگر معاملہ اور معاملہ لہ میں فرق ظاہر ہے -

مامون رشید اس سطوت اور جبروت کا حکمران تھا کہ اگر وہ علانیہ امام علیہ السلام کے قتل کا حکم دیتا تو کوئی چیز اسکے نفاذ حکم میں حائل نہوسکتی تھی در حالیکہ ہارون رشید کی مطلق العنان حکومت قاہرہ سے اہل بیت رسالت سے انحراف کی ہوا وبناے عام کی طرح عالم گیر ہورہی تھی - اس صورت میں کسی فتنہ و فساد

ادبیات

عرض تمنا

ہوئیں مدتیں ہمیں خستہ و نالہ‌زاں بنے * شب کو زمانہ ہو گیا روز پہ داستاں بنے
خوب تماشا کر چکے بسمل ناز کا حضور * غمزہ بھی اے شہ حرم! مورد امتحاں بنے
جنبش سورن مژہ، آپ کی ہو جو چارہ گر * اپنی کتاب دل، دفتر لامثال بنے
میری خموشیاں بنیں درس نہ فغاں حشر * رفعت فطرت رسا، حسرت پرفشاں بنے
ریش جبیں مرا بنے ریزش سجدۂ نیاز * میری فتادگی ترے قصر کا آستاں بنے
قلب کو چھیڑ دے وہی، سرعت نشتر جنوں * یہ جرس شکستہ پھر، نالہ کا ہمعناں بنے
پھونک ہی ڈالیں قلب کو، حسن کی جلوہ پاشیاں * آگ لگا کے برق ہی، رونق آشیاں بنے
داغ غم سے ہو بلند، رشتۂ ذوق بیدلی * نقش خلش سے صورت حسرت مدعا نشاں بنے
قلب کی شعلہ پروری، ہو کے رہے حریف برق * سعی جنوں کا حوصلہ، رفعت آسماں بنے
میرا بساط درد ہو، محرم خانۂ خلش * بزم نہیں میں وسعت لذت کشتگاں بنے
ہر رگ و پے میں ڈوب جائے، شیون عرض مدعا * جنبش دست و پا سوی، نالۂ استغراں بنے
اشک سے آبیار ہے، تلخیٔ درد مند ہو * چشم بھی خونچکاں رہے، سینہ ہو گلفشاں بنے

سینہ میں دل اگر رہے، جعبۂ آرزو رہے
منہ سے اگر نکل پڑے، شوق کی داستاں بنے

(نیاز معمہ "نیاز" فتح پوری)

از تازہ واردات حضرت اکبر

کارخرم چلے نہ کیا، دیر کے التفات سے * سمجھو دغا ہے میرا رب ایسے تعلقات سے!
آپ بہت چھپائے ہیں لفظوں میں اپنے دل کا رنگ * پھر بھی ٹپک رہا ہے کفر آپکی بات بات سے!

* * *

یہ کہتا نہیں میں، کہ کسوں نے ہمکو * مسلماں رہنے کا شائق نہ رکھا
مگر یہ، کہ اوضاع عالم نے ہم کو * مسلماں رہنے کے لائق نہ رکھا

غزل

امشب این غلغلہ در کوچہ و بازار افتاد * کہ فلان مے زد و بیخود شد و سرشار افتاد
سخن از صومعہ و اہل ورع چند مکنی * کہ مرا کار بآن چشم قدح خوار افتاد
بسکہ غارت کر حسن تو جہان درہم زد * یوسف از خانہ بدر جست و بہ بازار افتاد
چہ عجب گر نگہ مست تو افتد بر من * بادہ پیمون فتد از جام چو سرشار افتاد
شیوۂ مہر زخوبان نتوان داشت طمع * کہ مرا کار بہ ایں طائفہ بسیار افتاد
محتسب از پی و، جمعی ز حریفان بہ کمین، * (شمایا) رندی پنہان تو دشوار افتاد

مراسلات

بحضور لامع النور اعلی حضرت همایونی شهنشاه گیتی پناه فلک بارگاه سلیمان جاه ظل الله **سراج الملة والدین** والی دولت خدا داد افغانستان خلد الله ملکه

—:o: *:o:—

بعد از حمد فراوان احکم الحاکمین که تصرف هیچده هزار عالم در حیطهٔ قدرت اوست و درود نامحدود بر سید کائنات خیر البشر که زبان قام و قلم زبان قاصر از منقبت او - کمترین کنیز کان ' مادر کور بخت دختر عبدالغنی و مراد ی نعف علی و محمد چراغ که سرمایهٔ حیات این مسکینه و قرة العین این عاجزه بودند و حالا در زندان کابل اسیر هستند ' بصد عجز و ادب و هزاران تضرع و الحاح گریه و زاری خود را بمسامع اجلال اعلای حضرت شهنشاهی رسانیده عارض است که از راه مراحم خسروانهٔ فرزندان این مبتلای آلام را از حبس مخلصی عنایت فرمایند - این عاجزه نمی گوید که ایشان بے قصور هستند - خدای علام الغیوب جلة عظمته می داند که حقیقت حال چیست " ان الله علیم بذات الصدور " آنچه این مسکینه توجه عالیهٔ اعلی حضرت همایونی بدان منعطف کردن می خواهد این است که حضرت حق سبحانه و تعالی چندین ذنوب صغار و کبار بندگان تقصیر پیشه را عفو می فرماید و حسابی ازاین در نمی گیرد حضرات سلاطین بر صفحهٔ زمین نائبان کردگارانند : هوالذی جعلکم خلائف فی الارض - لاجرم ایشان را نیز صفت عفو صفح و رحم وکرم کار باید فرمود " والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس والله یحب المحسنین " این عاجزه را از جهت مفارقت فرزندان که لخت جگر این مسکینه اند و از مدت پنج سال در زندان محبوس اند خواب و خور حرام گشته شب و روز اندر گریهٔ و بکا میگردد تا بحدیکه از افراط نالهٔ و اشکباری چشمم سفید و بصارت زوال پذیرفته پیش ازین طاقت مهجوری افلادکبد خویش ندارم - و لهذا بذریعهٔ این عرض داشت اظهار حالت زار خود نموده و باسماء پاک خدای عزوجل و رسول اکرم صلی الله علیه وسلم را وسیله آورده ملتمس مراحم خسروی هستم - توقع واثق از حضرت علیاء شهنشاهی بفحوای " ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء " بر حال خستهٔ این عاجزه ترحم فرموده فرزندانم را از حبس نجات عنایت خواهند فرمود - ارحم ثم ارحم یا امیر المؤمنین ! قالت اهل الدلک تخلقوا باخلاق الله - ان الله بالناس لرؤف رحیم - زیاده بعجز ادعیهٔ ترقی عظمت و جبررت و تطویل ملک و سلطنت چه عرض نماید -

عرضداشت

عاجزه والدهٔ نائمر عبد الغنی

ساکن جلال پور جٹاں - ضلع گجرات (پنجاب)

کھلی چٹھی

مسلمان ایڈیٹروں کی خدمت میں

—*—

بزرگان قوم ! السلام علی من اتبع الهدی -

جس شمع سے شبستان اسلام کی تجلی سمجھی جاتی تھی وہ اب ٹمٹمانے لگی ہے - اسلام یورپ میں چند دنوں کا مہمان ہے اور ایشیا میں بھی اسے دیر تک اطمینان حاصل نہیں رہنے کا - ہماری بربادی کے سامان آنکھوں کے سامنے صاف جھلک رہے ہیں - اسپین میں زوال قوة اسلام کی داستان پھر تازہ ہورہی ہے - گرد و پیش کے آثار و قرائن سے مستقبل اسلام پر آپ خود مجھ سے بہتر حکم لگا سکتے ہیں ' اور یہ حقیقتیں آپ پر مجھ سے کہیں زیادہ روشن ہیں - جو ہونا تھا ہوچکا ' اور جو کچھ ہونے کو ہے وہ بھی معلوم ہے - اب سوال یہ باقی رہتا ہے کہ مسلمانوں کو کسی غیبی امداد کے انتظار میں چپکے بیٹھے راہ تکنا چاہیے ؟ اپنی موجودہ حالت یا جو صورت زمانہ قائم کردے اس پر صابر و قانع ہوجانا چاہیے ؟ یا ہاتھ پاؤں مارنا چاہیے اگر کنجایش ہو ؟

اس وقت کروروں مسلمان ایسے ہیں جو سلطنت ٹرکی کے زوال کو اسلام کا زوال سمجھ کر ایمان برباد کررہے ہیں - اور ڈانواں ڈول ہے ہو رہے ہیں - بھتیرے سہل اعتقاد اور سادہ لوح مسلمان امام مہدی کے ظہور کو سر پر سمجھتے ہیں - مگر در حقیقت اسلام نہ سلطنت ٹرکی کا محتاج اور نہ ایران و افغانستان کا - اسلام کا نصب العین کشور کشائی اور حکمرانی نہیں ہے - اس کا مقصد اصلی اشاعت توحید ہے - اس راہ میں اگر ملک اور سلطنتیں حائل ہوں تو ان کی تسخیر و تغلیب کا مضائقہ نہیں - جب ہم میں دنیا طلبی پیدا ہوگئی اور حکمرانی کی چاٹ لگی تو مقصد اصلی کو بالائے طاق رکھ دیا - اب یہ حال ہے کہ زوال سلطنت کو عین زوال اسلام سمجھے ہوئے ہیں - حالانکہ اسلام ایسے ایسے مخاطرے بے نیاز ہے - جب توحید کی اشاعت کی جاتی ہے تو سلطنت خود بخود اس کے جلو میں ہمرکاب ہوتی ہے - اور اسلام کو اسکی نہ خبر ہوتی ہے نہ پروا - اشاعت توحید کی راہ میں کوئی طاقت آج حائل نہیں - آپ کو اب اس مقصد کے لیے کشور کشائی کی ضرورت نہیں - آپ آج نمونے اور سادے مسلمان بن جائیں - شعائر اسلام اختیار کرلیں - اور اشاعت توحید کے لیے ہمہ تن مستعد ہو جائیں تو آج مسلمانوں کی ساری کمزوریاں دفع ہوجائیں -

آپ خوب جانتے ہیں کہ کسی قوم کے عروج کے لیے اخوت اور اتحاد باہمی سب سے قوی عنصر ہیں - آپ اپنی تحریروں اور لکچروں میں اسی کا رونا روتے رہتے ہیں مگر آپ کو یہ نہیں معلوم کہ انہیں مقاصد اور ایسے ایسے سیکڑوں شخصی اور قومی مفاد کیلیے نماز فرض کی گئی ہے - مگر کون نماز ؟ کبھی کبھی گھر میں چار ٹکریں لگا لینے والی ہرگز نہیں - آپ پانچ وقت وضو کرکے مسجد میں تشریف لائیں ' غریب ' مسکین ' مسافر ' بیمار ' مسلمان بھائیوں کے دوش بدوش کھڑے ہوکر نماز پڑھیں - اور اقوام عالم کو دنیا دیں کہ مسلمانوں کے خدائے گھر میں ایک ہائی کورٹ کا جج ' اور ایک پنکھا کھینچنے والا قلی - ایک کانسل کا ممبر ' اور مکتب خانہ کا میانجی - ایک سید اور ایک بھنگی ' سب ایک ہیں - آپ جمعہ کے روز جامع مسجد میں آکر نماز پڑھنا اپنے اوپر لازم کرلیں '

الهلال کی ایجنسی

هندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرهٹی هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رساله ہے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا ہے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشی هیں ' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

اس طرح آپ عام مسلمانوں کي محبت ' تعظيم ' اور اعتماد ' خريد سکتے ہيں - اتحاد و اخوت بے وعظ و پند پيدا کرسکتے ہيں اور دنيا کو اسلام کي تعليم مساوات کا تماشا دکھا سکتے ہيں - پھر آپ ديکھہ ليں کہ خدا کا وعدہ جھوٹا نہيں - ہم مسلمان تو صرف کہنے کو ہيں - ملّے توحيد کي اذت سے بيبہرہ ہيں - اگر ايک جرعہ ہمارے حلق سے فرو ہوجاے ' تو ہم صاف ديکھہ ليں کہ بخت و اقبال ہماري خوشامد کرتے ہيں - پيچھے پيچھے چلے آتے ہيں اور ہم پروا نہيں کرتے - کاش ہميں اس اذت کا کچھہ بھي حس ہوتا ' جس نے بلال حبشي کو جلتے ہوے پتھر پرننگے بدن لٹايا ' جان دينے پر آمادہ کيا ' مگر کلمۂ توحيد سے توبہ کيسي ' ايک دم کے ليے چپ رہنا بھي گوارا نہ کيا -

حضرات ! يہ ہمارے اصلي نقص ہيں اور يہي مقام ضعف ہے ' اسي کي تقويت درکار ہے - پھر آپ کو يہ منصب حاصل ہوگا کہ مشوروں ميں توحيد کي اشاعت کريں اور خدا کي مرضي کو پورا کريں - آپ غريبوں اور اُن مسلمان بھائيوں کو جنھيں اپني زبان ميں طبقۂ ادنيٰ کہتے ہيں ' اپنے طمطراق ' اپني بد دماغي ' اور کبر سے مرعوب نہ بنائيں ' آپ داد خواہوں کے روکنے کے ليے اپني کوٹھيوں پر پہاڑے تعينات نہ کريں - آپ رہ چال اور رضع اختيار نہ کريں جن سے غربا ادب سے ملتے ہوے ڈريں اور ہچکچائيں - آپ عہد خلافت کي سادگيوں کو ياد رکھيں جب ايک مسلم عين خطبہ کے وقت حضرت عمر کا دامن پکڑکر کہتا تھا " حضرت پہلے آپ اس بات کا جواب دے ليجيے پھر آگے بڑھيے - يہ چادريں جو خراج ميں آئي تھيں ' سب کے حصہ ميں ايک ہي ايک پڑي تھيں - آپ اس قدر بلند قامت ہيں - اُس ايک چادر سے عبا کيونکر بنائي ؟ " حضرت عمر نہايت ٹھنڈے دل سے فرماتے ہيں : " بيٹے نے اپنے حصہ کي چادر مجھے ديدي ہے اور اُسي کو ملاکر يہ عبا بنائي ہے " تب اُس غلام نے دامن چھوڑ کر کہا : " ميں مطمئن ہوگيا اب آپ اپنا کام کريں - "

ايک دفعہ حضرت عمر خطبہ کے وقت قوم سے پوچھتے ہيں : " اگر ميں راہ حق سے الگ جاؤں تو تم ميرا کيا کرسکتے ہو " ؟ ايک شخص آگے بڑھکر کہتا ہے : " کوڑوں سے سيدھا کردونگا " آپ خوش ہوکر فرماتے ہيں : " ميں اسي جواب کا خواہاں تھا - جب تک مسلمانوں ميں ايسے آزاد خيال لوگ موجود ہيں ' ہميں کوئي ڈر نہيں " اب تو آپ لوگ ايسي باتوں کا نام رخصت رکھينگے مگر يہ اُس شخص کے واقعات زندگي ہيں ' جس کے عہد ميں اسلام کو سب سے زيادہ عروج ہوا -

ہم کو نام بنام پکار پکار کر کہنے ميں کوئي خوف اور تامل نہيں - جب تک ہم مسٹر مظہر الحق - مولوي فخر الدين - مولوي عبد المجيد - راجہ صاحب محمود آباد - صاحبزادہ آفتاب احمد خاں - مسٹر محمد علي - مياں محمد شفيع - مسٹر عزيز ' وغيرہم اور تمام مدعيان ليڈري و دردمندان اسلام کو جو قوم کے وکيل کہلانا چاہتے ہيں اور تقرير و تحرير ميں بڑي بڑي باتيں کہتے ہيں ' اور اسلام کا نوحہ پڑھا کرتے ہيں ' پانچوں وقت مسجد ميں نہ ديکھيں گے ' ہم نہ انکے کسي قول کي رفعت کرينگے نہ انکو اپنا وکيل گردانينگے -

اميد ہے کہ تمام اسلامي پريس ہماري يہ عرضداشت شائع کرکے تمام ليڈروں کے کان تک پہنچادينگے - کيونکہ يہ کوئي معمولي اپيل نہيں - اسي پر ہماري آيندہ زندگي کا - دار و مدار ہے -

آپ کا خادم - محمد مسلم عظيم آبادي

انجمن ہلال احمر

قسطنطنيہ

جناب من -

کچھہ عرصہ ہوا يہاں اسي ذريعہ سے يہ افواہ مشہور ہوئي تھي ' کہ انجمن ہلال احمر قسطنطنيہ سے سلطنت عثمانيہ کو کوئي تعلق نہيں ہے - اور يہ انجمن عيسائيوں کے ہاتھہ ميں ہے - چونکہ اسکي وجہ سے اس کار خير يعني تعميل جادہ امداد مجروحين ٹرکي کو مضرت کا اندیشہ تھا لہذا بطور رفع غلط فہمي ميں نے ہز ايکسيلنسي جناب جعفر بے عثماني کوڈسل جنرل بمبئي سے استدعا ميں استصواب کيا - جسکے جواب مورخہ ۱۸ فروري سنہ ۱۹۱۳ ع کا ترجمہ بغرض اطلاع عام درج ذيل ہے اميد ہے کہ اسکو اپنے اخبار ميں شائع فرماکر جناب معدوں فرماينگے :—

" ذيل ميں آپکي چٹھي کے جواب ميں آپ کو اطلاع ديتا ہوں - کہ عثماني انجمن ہلال احمر سلطنت عثمانيہ کے حکم اور مخصوص ارادۂ سلطاني کے ذريعہ سے قايم ہے - اور اسکے منتظم ممبروں کو انجمن کے ممبر منتخب کرتے ہيں - اور کل منتظم ممبر مسلمان ہيں - لہذا جو خبر آپ کو ملي ہے وہ غلط ہے " -

دستخط جعفر بے ...

نياز مند - قمر شاہجہان

الہلال

يہ خيال بالکل بے سروپا ہے کہ انجمن ہلال احمر قسطنطنيہ کے ممبر عيسائي ہيں اور تعجب ہے کہ کن لوگوں نے اس کذب آفريني ميں حصہ ليا ؟ البتہ يہ صحيح نہيں کہ وہ کوئي سرکاري انجمن ہے - اسکا قيام يقيناً سنہ ۱۸۸۸ - ميں ارادۂ سلطاني کے ذريعہ سے ہوا اور اب بھي سلطان وقت اسکا پيدرن ہوتا ہے ' مگر انجمن غير سرکاري ' اور حکومت کا تعلق اعزازي ہے -

جلسہ سالانہ اہل حديث کانفرنس

منعقدہ امرتسر

خدا کے فضل و کرم سے اہل حديث کانفرنس کا دوسرا سالانہ جلسہ امرتسر ميں بتاريخ ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - مارچ سنہ ۱۹۱۳ ع - بعد نماز جمعہ شروع ہوکر اتوار اور سوموار کي درميانی رات کے ايک بجے تک رہا - جلسہ کي شان و شوکت غير معمولي تھي - معزز مہمانوں کي خاطر و مدارات ميں حتي الامکان نہايت ہي دلجمعي سے کام ليا گيا - حاضرين کي تعداد ہر اجلاس ميں اندازہ سے زيادہ ہوتي تھي - علماء کرام دور دراز مقامات سے تشريف فرما تھے - قابل واعظين کي پند و نصائح ' مقررين کي مؤثر تقريروں ' حاضرين کے دلوں کو مسخر کررہي تھيں - ايک جلسہ کے بعد دوسرے جلسہ ميں حاضرين کا اشتياق افزوں دکھائي ديتا تھا - يہانتک کہ رات کے بارہ بجے سے بعد تک بھي وعظ ہوتا رہتا تھا - اور لوگ ابھي متمنی نظر آتے تھے اور بھي ہو - غرض جلسہ نہايت کاميابي سے ہوا - اور آيندہ سال کيليے معززين پشاور کي طرف سے کانفرنس کو سالانہ جلسہ کيليے دعوت دي گئي - کانفرنس کيليے چندہ بھي بمقدار بھي بحمد اللہ اچھي تعداد تک پہونچگئي - مفصل حالات اخبار اہلحديث امرتسر يا شائع ہونے والي رپورٹ ميں ملينگے -

ابو الوفاء ثناء اللہ (سکريٹري کانفرنس)

عالم اسلامی

از

اعانۃ دولۃ علیہ

— * —

بالفعل آپ کے مصائب و محن روز افزوں ہو رہے ہیں جو بالقوہ تمام مسلمانان عالم کے مصائب و محن کا مقدمہ ہے - فی الواقع یہ زمانہ مسلمانوں کے لیے قیامت صغریٰ ہے - حالات مذکورہ کے تدارک کے لیے مسلمانوں کی کوشش جاری ہے خداوند تعالیٰ اونکے مجاہدات اور مساعی مشکور فرمائے - اگرچہ اسبارہ میں مختلف تدبیروں اور انتظامات عمل میں آرہے ہیں اور اُنکا نتیجہ کم و بیش ظاہر ہو رہا ہے مگر ایک امر، جو بظاہر نتیجہ خیز ہو سکتا ہے ' غالباً ارسکی جانب ہنوز توجہ و اعتنا نہیں کی گئی ہے وہ امر یہ ہے - کہ بہت سے قطعات دنیا میں مسلمان اقلت سے آباد ہیں - علاوہ مصر و ہندوستان کے جہاں بہت سرگرمی کے ساتھہ اعانت ترکی کا سلسلہ جاری ہے بلاد چین و جاوہ و ممالک روس و ترکستان وغیرہ میں اقلت سے مسلمان آباد ہیں اور بعض ان مقامات بلکہ اکثر مقامات میں مسلمانوں کے مالی حالت بھی عمدہ ہے اور اُن میں ہمت اور حمیت بھی سنی جاتی ہے مگر اس آشوب کے زمانہ میں مسلمانان مذکورہ کے جانب سے ترکی کے اعانت کے بارہ میں کوئی صدا سماعت میں نہیں آئی ہے - ظاہراً اسکی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ممالک مذکورہ میں بوجہ فقدان رسایل اخبار و خبر رسانی یہ جمود و سکوت پیدا ہو رہا ہے ' ورنہ غالباً عمدہ نتائج پیدا ہوتے - پس مناسب معلوم ہوتا ہے ' انجمن ہلال احمر کے سلسلہ سے وہاں ایسے وفود بھیجے جائیں کہ جو قابل افراد پر مشتمل ہوں اور وہاں کے اہل اسلام سکان کی توجہ اعانت ترکی کی جانب برانگیختہ کریں - خواہ وہ اعانت بصورت چندہ ہو یا بشکل قرضہ ہو ' میرے خیال میں ایسی کوشش بہت ہی مفید اور کارگر ثابت ہوگی خصوصاً قرضہ جات کے بارہ میں بہت زیادہ کامیابی کی امید ہے - اسلیے کہ ممالک مذکورہ میں مسلمان عموماً تجارت پیشہ ہیں لہذا خصوصاً ارنکو معاملہ قرضہ میں بہت دلچسپی ہوگی - ایسی استعانت کی کوشش ہماری گورنمنٹ کے منشاء کے خلاف بھی نہوگی بلکہ امید کیجاتی ہے کہ گورنمنٹ انگلرزی کی کانسلہاے متعینہ ممالک مذکورہ اس کام میں ہماری مدد بھی کرینگے - (حکیم بشیر الدین احمد وارد جہانگیر اباد)

الہلال

جاوہ ' ترکستان ' اور بعض بلاد روس سے جنگ طرابلس اور بلقان کے زمانے میں سلطنت عثمانیہ کو ۹ برابر امداد پہنچتی رہی ہے ' اور اسکا تذکرہ اخبارات تک بھی پہنچا ہے - جنگ طرابلس کے زمانے میں ایک خطیر رقم مسلمان محمد حسین نامی نے نو لاکھہ روپیہ سے براہ راست غازی انور بے کی اعانت کی تھی ' اور اسی زمانے میں الہلال نے اسکی تصویر شائع کی تھی -

جاوہ میں نہایت جارحانہ حکومت ہے - مجھے اسمیں شک ہے کہ بازاری رہاں چندہ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

البتہ مسلمانان چین کی نسبت کچھہ معلوم نہیں ' بہرحال اب وقت صرف فراہمی چندے میں اپنے تمام قوائے عملیہ کو صرف کرنے کا نہیں رہا - ضرورت ہے کہ ایدہ کے تحفظ کیلیے کوئی راہ اختیار کی جاے -

اسلام کے عظیم الشان

معہد میں جامعہ اسلامیہ (یونیورسٹی)

کی

تجویز اور اسکی تائید

—:○:○:—

۱۵ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ کے روزانہ زمیندار میں شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی کیطرف سے ایک آرٹیکل شایع ہوا ہے - جسمیں علامہ موصوف نے مسلمانوں کی موجودہ حالت کا اظہار فرماتے ہوے دردمند دل سے یہ مبارک تجویز پیش کی ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک جامعہ اسلامیہ قائم کیجاے جسمیں تمام مذہبی اور دنیوی (جن میں علوم جدیدہ بھی شامل ہیں) علوم کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہو - محترم ناظرین ! یہ وہ آواز ہے جسپر نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو صداے لبیک بلند کرنا ضروری اور خیر مقدم واجب ہے کیونکہ جب اسلامی پبلک کو اس واجب التکریم اور عظیم الشان معہد سے رہی تعلق اور کشش ہے جو کاہ و گاہ زیارت میں دیکھی جاتی ہے تو اس اعلیٰ مقصد کیلیے مکہ معظمہ سے بہتر کوئی اور مقام موزوں نہیں ہوسکتا -

لیکن ایسی یونیورسٹی قائم ہونے میں جہاں یہ دقت ہے کہ ترکی گورنمنٹ مشکل سے اجازت دیگی - یہ بھی دقت ہے کہ عرب کے دیندار قبائل ایسی یونیورسٹی کیطرف بمشکل متوجہ ہونگے - بلکہ اکثر قبائل اس روشن خیالی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھینگے اور دوریت کا پیش خیمہ سمجھکر مانوس نہ ہونگے اور الفت نہ رکھینگے -

میرے خیال میں دونوں دقتیں رفع ہونیکی سہل صورت یہ ہے کہ مدرسہ صولتیہ کو ترقی دیکر ایک مکمل اسلامی یونیورسٹی اور عظیم الشان دار العلوم بنایا جاے -

صولتیہ وہ مدرسہ ہے ' جو ۳۸ - سال سے مرکز اسلام میں قائم ہے اور جسکا سنگ بنیاد ایک مرد خدا ' نیک سیرت بزرگ ' دور اندیش (فاضل ہند مولانا رحمت اللہ صاحب مرحوم) نے ہندوستان کو خیرباد کہکر ' حرم محترم میں بڑی اولوالعزمی اور جوش کے ساتھ سنہ ۱۲۹۲ ہجری میں اس ارادہ سے رکھا کہ اس کے ذریعہ علوم دینی کی اشاعت صحیح اصول اور اعلے پیمانہ پر جاری ہو -

مدرسہ نے اپنے بانی کی نیک نیتی اور خلوص سے بتدریج اتنی ترقی کی کہ وہ جامعہ اسلامیہ بننا چاہتا ہے - خود اسکے مہتمم مولانا محمد سعید صاحب سنہ ۱۳۲۹ ہجری کی روداد میں تحریر فرماچکے ہیں کہ مدرسہ صولتیہ کے شاندار مستقبل کیلئے مسلمانوں کو اپنی متفقہ کوشش سے کام لینا چاہیے اور جسطرح مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کیلئے تمام ملک میں ایک عام تحریک اور جوش پیدا کیا گیا تھا اسیطرح ایک مذہبی دار العلوم خاص مرکز اسلام میں قائم کرنیکا ولولہ اور خیال پیدا کیا جاے -

مسلمانوں کو اگر اپنا مذہب عزیز ہے اور وہ اپنی حالت سنبھالنا چاہتے ہیں تو وہ اسوقت اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھیں اور یاد رکھیں کہ جس اصلاح کی بنیاد مذہب کے اعظم ترین مقدس مقام پر رکھی جاوینگی اسکا اثر تمام اسلامی دنیا پر پڑیگا ' اس اصول پر کاربند ہو جاؤ یہ جڑ کو سرسبز رکھنے سے شاخیں ہمیشہ تروتازہ اور بار آور رہ سکتی ہیں -

دعـــوت الهـــلال

کي اشـــاعت عمـــومي

— * —

محترم ملت! بارک الله فی صحتکم و عافیتکم -

السلام علیکم - بهوپال میں الحمد جگه رساله الهلال آتا هے - جسکے دیکھنے کا شرف مجھکو بھي ایک درجه کي رعایت سے حاصل هے - الهلال میں جو خریدیں هیں اور جس پالیسي کو آپ اختیار کیے هوئے هیں' اوس کي مدح و ثنا تکلف محض هے - صرف یه کهدینا کافي هے که الهلال اردو رسالوں میں بیمثل و بےنظیر هے -

لیکن سانهه هي میرے نقطهٔ خیال سے اس رساله کي اشاعت سیاسي - تمدني - اور ملي اعتبار سے عامه خلایق میں هونا ضروري بلکه لازمي هے - جب تک عام لوگ اثر پذیر نه هونگے' اصلاح بعید اور سعي غیر مشکور رهیگي -

قیمت کي زیادتي اس کي اشاعت کا عوام و خواص کے درمیان ایک حجاب حاجز هے -

قلیل البضاعت معاشر اسلام مطالعه سے محروم هیں - اگرچه اون کے ملي جذبات افراد مخصوصه سے کهیں زاید اور بکار آمد هیں - مگر کم مایگي اون کو اس هادي طریق مستقیم تک پهونچنے میں سنگ راه هے - پس اس جانب آپ کو اپني خاص توجه منعطف فرمانے کي خاص ضرورت هے -

مناسب هوگا که زینت طبع کے لحاظ سے دو قسم کے رساله شایع کیے جائیں: اعلی اور ادنی - اعلی پیمانه کے رساله کو (جو آج کل شایع هوتا هے) انهي لوگوں کے لیے خاص کردیا جاے جو معنوي خوبیوں کے ساتهه صوري محاسن کو بهي پسند کرکے خواهش کریں - اور معمولی کاغذ کے غیر مصور رساله کو غربا اور عوام کے لیے مخصوص کردیا جاے -

مهرباني فرماکر اس راے ناقص میں الهلال کے ناظرین سے استصواب فرما لیجئے - اوس کے بعد آپ کي اور ناظرین الهلال کي آراء عالیه کا انکشاف اور اس جدید طرز عمل کي پسندیدگي اور انتظامات حدیثه کے متعلق اس هلال کي روشني سے' جو بدر کامل هوکر چمکنے والا هے' عامه خلائق کو مستفیض فرمائے -

خیر اندیش محمد مستقیم الدین
آڈیٹر دفتر معاسبي - بهوپال

فهـــرست

زر اعانـــهٔ دولت علیهٔ اسلامیـــه

—:#:—

(۲۰)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنه

	پائي	آنه	روپیه
بذریعه یوسف حسن خانصاحب جےپور	-	-	۱۲۰
به تفصیل ذیل :—			
مولوي معشوق علي صاحب	-	-	۷
حسن علي خانصاحب	-	-	۱
ب بیگم صاحبه	-	۱	۱۵
والده منشي یعقوب علي صاحب	-	-	۳
مقبول صاحب	-	۵	۱
دکره	-	-	۱۵
دختر معشوق علیصاحب	-	-	۲
مرزا هادي بارلیک صاحب	-	۲	۱
مرزا اختر بارلیک صاحب	-	-	۳
والده منشي یوسف علیصاحب	-	-	۱
منشي یوسف علیصاحب اسسٹنٹ	-	-	۵
شیخ کلو	-	-	۳
اصغرا بیوه	-	۱	-
مسماة بتو	-	-	۶
والده سرفراز الدین صاحب	-	۲	۶
منشي محمد عاشق علیصاحب	-	-	۶
غرباني	-	۱۱	۷
... صاحب نور باف	-	-	۱
بابو نورالدین صاحب	-	-	۱
بابو عبد المجید صاحب	-	۸	-
عبدالعزیز صاحب کمپونڈر	-	۸	-
وحید الدین خانصاحب افسر	-	-	۵
ایک مسافر	-	-	۱
خدا بخش باورچي	-	-	۱
شیخ عبد الحق صاحب	-	۳	۲
مرزا عبد العلي صاحب	-	-	۱
سید مراد بخش صاحب	-	-	۱
شیخ عبد الحق صاحب افسر	-	۳	۵
شیخ شمس الدین صاحب افسر	-	۳	
صاحبزاده جناب سید محمد ایوب صاحب	-	۱۰	۱۵
نبي داداخان صاحب	-	۲	
مولا بخش صاحب	-	۸	۱
منشي اردلي	-	۳	۱
لفافه	-	-	۶
ایم - مراد خانصاحب - امنیر - ناگپور	-	۸	۷۱
به تفصیل ذیل :—			
عطار مسافر	-	-	۲
منگل دیوان	-	-	۵
صحبت شاه	-	۸	-
کریم خان	-	-	۱
سید قاسم	-	-	۱
محمد اسحاق	-	-	۲
نواب تانیخان	-	-	۳
نواب سردار خان	-	-	۱
شیخ رسول	-	۸	-
سید بابا رگریز	-	۳	-
نواب سکندر خان اولے	-	-	۲
نواب سکندر خان ثاني	-	۳	۱
نواب داؤد خان	-	-	۲
نوابي	-	-	۱
نواب مستي علي خان	-	-	۱
نواب نور خان	-	-	۳
شیخ وزیر عطار	-	-	۵
گلاب خان پنجابي	-	-	۱
شیخ لطف قصاب	-	-	۲
یعقوب شاه فقیر	-	-	۱
امیرن بي	-	-	-

	روپیه	آنه	پائی
شیخ کهوڑو قصاب	۵	۰	۰
چاند دیوان	۳	۰	۰
عبد الرحمن [illegible]	-	۸	۰
محمد شاکر	-	۲	۰
شیخ [illegible]	-	۱	۰
امیر [illegible]	-	۱	۰
[illegible]	-	۳	۰
[illegible] چهوڑو	-	۱۵	۰
وا [illegible] خان	-	۰	۵
[illegible] دیوان	-	۹	۰
وزیر خان	-	۰	۰
سکندر قاضی	-	۳	۰
عبدو بی (ببرو) [illegible]	-	۰	۱
نائم محمد قصاب	-	۰	۲
عقور خان	-	۱	۰
محمد اسحاق	-	۱	۰
امیر شاه فقیر	-	۲	۰
امیر شاه فقیر	-	۲	۰
لالا میان	-	۰	۲
شیخ وهاب	-	۰	۱
عثمان خان	-	۰	۱
شیخ چهوڑو	-	۰	۱
امیر شاه	-	۸	۰
شیخ نصیر قصاب	-	۰	۹
محمد مراد بخش [illegible]	-	۰	۱
مامی عبد العزیز	۳	۵	۰
مامی ازدر خریج	۶	۱۲	۰

	روپیه	آنه	پائی
محمد قاسم صاحب مختار	-	۰	۰
معین الدین احمد صاحب قدوائی ندیمی رکهالپور	۱۲	۰	۳
احمد سعید صاحب - اقبال گڈه دیهور	-	۰	۴۲
به تفصیل ذیل :			
پنچایت چوپاه گران مالیوالا	۲۱	۳	۲۰
چوڑے جهوجه	-	۰	۱
قیمت کهال قربانی از شیخ نبی و حسین بخش	-	۰	۱۰
قیمت کهال قربانی از فرض محمد و ملا حسین بخش -	۳	۰	۶
قیمت کهال شیخ نبی و حسین بخش	۸	۰	۵
دین الله جهوجه	۲	۰	۰
الله دتا	۳	۰	۰
نبی بخش	۳	۰	۰
غنی	۲	۰	۰
مرکها کهرسی	۰	۰	۱
بهوری	۱۴	۰	۰
معجب الله جهوجه	۶	۰	۰
دیار الله مستری	۱۴	۰	۰
غلام نبی	۱۴	۰	۰
علی بخش دولتدار	۸	۰	۰
چهجو دهلوی	۸	۰	۰
عبد الله دهلوی	۰	۰	۱
مولی بخش درزی	۲	۰	۰
منشی فصیح الدین	۰	۰	۱
چهجن خان صاحبدار	۰	۰	۱
منشی عزیز الحق	۰	۰	۲

	روپیه	آنه	پائی
محمد ظهور	-	-	۱
حاجی میان	-	۲	-
رحمت الله ولد کریم الله	-	-	۱

	روپیه	آنه	پائی
محمد عوض خانصاحب - دهاروار - ڈهوڑ	۲۵	-	-
اعلم خان - دیوبند - مظفر نگر	۳۹	۱۰	۱
[illegible]	۰	۵	۶
نواب ان مع - احسن خانصاحب - از گان برهما	۲۰	-	-
مولوی شفیع الله صاحب اره	۵	-	-

	روپیه	آنه	پائی
محمد امیر الدین ابو نصر صاحب دهارواری اسائی	۲۵	-	-
حکیم عبد الرزاق صاحب صادقپوری	۱۳	-	-

اشتهـــار

زیر دفعـــه ۸۲ ضابطـــه دیوانی

بعدالت جناب منصف صاحب درجه دوم مقام قدیرا اسماعیل خان ٹهاکر رام راد پوکها داس ذات کهانچو سکنه تعمیل کلانچی -

مدعی بنام پهاران رشادی رادان ساطان نا بالغان مدعا علیه مقدمه مسمات جناتی والده خرد سکنه ممبر ازکنل دیهه نمبر ۳ - دعرے ضلع حیدرآباد بخانهٔ جهان خان پنشنر دفعدار -

مقدمه مندرجه صدر سے مسمی پهاران رشادی رادان ساطان نا بالغان بر بهی -

مدعا علیه مسمات جناتی والده خرد سکنه ممبر از کنل دیهه نمبر ۳ دیده دانسته تعمیل سمن سے رزپرش پهرتا ہے اسلئے بذریعه اجراء اشتهار هذا مشتهر کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیه مذکور ے بتاریخ پیشی ۳ - مئی سنه ۱۹۱۳ حاضر عدالت هذا هو کر جوابدهی مقدمه کی نمی تو ارسکی نسبت کارروائی یکطرفه عمل میں آویگی -

آج بتاریخ ۱۶ اپریل همارے دستخط اور مهر عدالت سے جاری کیا گیا ٠

اشتهـــار

زیر دفعه ۸۲ ضابطه دیوانی

بعدالت جناب منصف صاحب درجه دوم مقام قدیره اسماعیل خان ٹهاکر رام راد پوکها داس ذات کهانچو سکنه تعمیل کلانچی -

مدعی بنام جهان خان راد مرسی خان -

مدعا علیه ذات سمور سکنه ممبر از کنل دیهه نمبر ۳ ضلع حیدرآباد سنده دفعدار پنشنر دعرے ۶۳ برے تمسک

مقدمه مندرجه صدر سے مسمی جهان خان راد مرسی خان ذات سمرا سکنه جوره کنل دیهه نمبر ۳ ضلع حیدرآباد سنده -

مدعا علیه دیده دانسته تعمیل سمن سے رز پرش پهرتا ہے اسلیے بذریعه اجراے اشتهار هذا مشتهر کیا جاتا ہے که اگر مدعا علیه مذکورے بتاریخ پیشی ۳- مئی سنه ۱۹۱۳ حاضر عدالت هذا هو کر جوابدهی مقدمه کی نمی - تو ارسکی نسبت کارروائی یکطرفه عمل میں آویگی -

آج بتاریخ ۱۶ - اپریل همارے دستخط اور مهر عدالت سے جاری کیا گیا ٠ -

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.



سسٹم راسکوپ لیورواچ ۱۹ سائز

مضبوط ' سچے وقت ' برابر چلنے والی ' معہ محصول دو روپیہ آٹھ آنہ

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرمتلہ کلکتہ -

M. A. Shakur & Co., 5/1, Wellesley Street, P. O. Dharamtollah, Calcutta.



درد سر و درد رياح كي دوا



رياحي درد لحظه ميں پهاڑ هو جاتا هے - يه دوا لحظه ميں اسكو پالي كر ديتي هے - درد رياح جيسے ٹيك - چمك - ٹيس - رگوں ميں لهر كن كمي سے چاهے جسقدر تكليف هو - اس دوا كے استعمال سے فوراً رفع هوتي هے درد سر كے واسطے بهي اس دوا كا ايساهي فايده هے - نصف سر ميں هو يا تمام سر ميں كسي وجه سے كيساهي درد هو اس دوا سے رفع هو جاتا هے صرف يهي نهيں اگر سر كٹا جاتا هو پهٹا جاتا هو - اُڑا جاتا هو - اس دوا سے فوراً بند هوتا هے - اندنوں لوگ ذرا ذرا سي باتوں ميں سر دكهايا كرتے هيں كام ميں يا محنت كي باتوں ميں فكر و تردد ميں عيش و عشرت ميں دن كو رات اور رات كو دن بنانے ميں كل شكايتيں سر پر آجاتي هيں - اور هاے رے درد سر پكارا كرتے هيں ڈاكٹر برمن كي دوا ايسے لوگوں كے ليے هے - دوا كے استعمال سے فوراً درد بند هوتا هے - اسلئے هر خاص و عام كو يه دوا اپنے پاس ركهنا لازم هے -

(قيمت ۱۲ گولیوں كي ايك شيشي (۶ آنه) محصول ڈاك ايك سے چهه ڈبيه تك ۵ آنه)

ڈاكٹر ايس كے برمن - نمبر ۵ ۶ تارا چند دت اسٹريٹ كلكته

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈه

— * —

اس كتب خانه ميں مختلف علوم و فنون كي كتابيں مطبوعه مصر ' شام ' بيروت اور قسطنطنيه وغيره فرمائش كے ايسے موجود رهتي هيں اور نهايت مناسب و معتدل قيمت پر هاتهوں كي خدمت ميں روانه كي جاتي هيں — خاصكر مكتبة المنار كي كتابيں ' حضرت الاستاذ الامام شيخ محمد عبده اور حضرت السيد الامام سيد رشيد رضا كي تمام تصنيفات اس كتب خانے ميں هر وقت مهيا رهتي هيں - فرمائشوں كي تعميل مستعدي كے ساتهه كي جاتي هے - كتب خانه كي جديد فهرست تيار هو گئي هے جو آده آنے كے ٹكٹ وصول هونے پر مفت روانه كي جاتي هے *

رساله المنار (جو تمام دنيائے اسلام ميں بهترين عربي رساله تسليم كيا گيا هے) اس كي گذشته ۱۵ سال كي ۱۵ جلدیں مكمل مع فهرست مضامين موجود هيں - قيمت عام طور پر في جلد ۱۵ روپے هيں مگر دوسري جلد كي قيمت پچاس روپے اور تيسري جلد كي قيمت پچيس روپے هيں *

يه كتب خانه رساله المنار كا دلي ممالك هندوستان ميں سول ايجنٹ هے ' اور جن اصحاب كو اس رساله كي خريداري منظور هو چنده سالانه مبلغ ۱۵ روپے همارے پاس روانه فرمائيں ' روپيه وصول هو نے پر رساله براه راست اس كي خدمت ميں جاري كرا ديا جائيگا *

المشتهر

منيجر المكتبة العلمية الاسلامية ' مدرسة العلوم ' علي گڈه

حميديه هوٹل

نمبر ۱۳۱ لور چيت پور روڈ - كلكته

همارے هوٹل ميں هر قسم كي اشياے خوردني و نوشيدني هر وقت طيار ملتي هيں نيز اسكے ساتهه مسافروں كے قيام كيليے پر تكلف اور لوام ده كمروں كا بهي انتظام كيا گيا هے جو نهايت هوادار ' فرنشڈ اور بر لب راه واقع هيں جن صاحبوں كو كچهه دريافت كرنا هو بذريعه خط و كتابت منيجر هوٹل سے دريافت كر سكتے هيں - جنگ تركي و اٹلي اور جنگ بلقان كي جمله تصويريں همارے هوٹل ميں فروخت كے ليے موجود هيں مع تصوير شيخ سنوسي رئيس *

المشتهر شيخ عبد الكريم مالك حميديه هوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول مرخصوصی

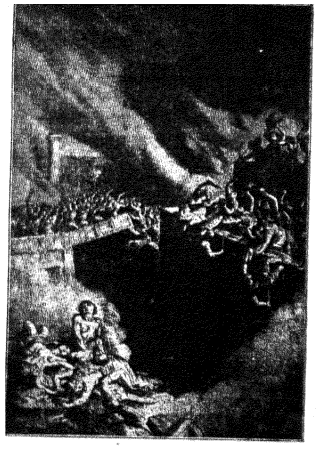
اسسہ ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۸ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۹ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 7, 1918.



اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس اگلی پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ورنہ بعد کو نئی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں ورنہ اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے رپی - بی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ حاکم ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر ہوا ب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے ذمہ دار نہ ہوگا - (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۳۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لئے اگلی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۳ اقساط میں، چھ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، نقش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائیگا -

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

انْ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (القرآن الحکیم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد الحسینی الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod Street,
CALCUTTA.
Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly " " 4-12.

نمبر ۱۸ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۹ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲
Calcutta: Wednesday, May 7, 1913.

فہرس

شذرات
شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی ۱
هفتهٔ جنگ ۳
یاقومنا اجیبوا داعی الله
مقالهٔ افتتاحیه ۵
حول الارض
مذاکرهٔ علمیه
قطب جنوبی (۳) ۸
مقالات
صفحة من تاریخ العرب (معاصرة قرطاجنه) ۹
انتقاد ۱۳
رپورٹ انجمن هلال احمر قسطنطنیه ۱۵
مطبوعات اردو ۱۵
اساس تعلیم ۱۵
تقویم القراءت ۱۵
اتحاد المسلمین و فریضهٔ زکوٰة ۱۶
بعض حدیث الاهانة جرائد و مجلات ۱۷
آزاد
مساوات ۱۸
شذرن عثمانیه
حادثهٔ ادرنه ۱۸
مراسلات
نماز جمعه ۱۹
ادبیات ۱۹
خرش پاس
نکهات ۲۱
عروس لیک
علامهٔ شبلی نعمانی پر یورپا الزامات کی حقیقت ۲۰

تصاویر

بانی ادرنه شهنشاه آدریانو ۵
جامع سلیم ادرنه ۸
مشهد قرطاجنه ۱۰

شذرات

شمس العلما مولانا شبلی نعمانی

اور

مسئلهٔ "الندوه"

(۳)

گذشته نمبر کا خلاصهٔ تحریر' امید هے که قارئین الهلال کے ذهن میں محفوظ هوگا - اس عرصے میں بکثرت خطوط ادارهٔ الهلال میں پہنچے ' اور انکا سلسله برابر جاری هے - ان خطوط کے مطالعه سے معلوم هوتا هے که الحمد لله ملک میں ارباب فهم و ادراک ' اور صاحبان عقل و بصیرت کی ایک جماعت موجود هے ' جو هر آواز کو اسکی اصلی جگهه دینے کی پوری استعداد رکهتی هے ' اور اگر حقیقت کهولکر سامنے آجاتی جاے ' تو اسکے استقبال کیلیے طیار هے - ان خطوط میں اس عاجز کی نسبت جس حسن ظن کو بیانه کا اظهار کیا گیا هے ' انکے لیے حق تعالے کا شکرگذار هے ' اور مستدعی هے که اسکے لیے استقامت و معیة حق و صداقت کی توفیق بخشی کی دعا فرمائیں ' که اصل مقصود و مطلوب یہی هے ' و باقی همه هیچ !

ان خطوط میں سخت اصرار کیا گیا هے که انهیں بجنسه شائع کردیا جاے ' لیکن میں بادب خراستگار معافی هوں که اول تو الهلال کی گنجایش محدود ' پهر زیاده اهم مقصد بالفعل پیش نظر ' اسلیے سر دست انکی اشاعت سے مجبور هوں - الا بعض اشد ضرورتی مکاتیب که انکی اشاعت ناگزیر و مفید ملت هو -

***

بسلسلهٔ اشاعت گذشته اس واقعه کے چند پہلو اور باقی رهگئے هیں :

(۱) مضامین میں دیگر جزئی حالات جو یہاں ایسے گئے ہیں' وہ بھی صحیح ہیں یا نہیں ؟

(۲) جبکہ مولوی عبد الکریم صاحب کی نسبت ایک یا دو ہفتے کی معطلی کا فیصلہ جامعۂ نظامیہ نے منسوخ کر دیا تھا تو یہ چھ ماہ کی سزا پھر کیوں تجویز ہوئی ؟ بغیر اسی انکار و عذر کے دیدی گئی ؟ کیوں نہ مولانا شبلی کے بجائے (انہوں نے تو اسے آزاد تھا) اور سزا کی منسوخی اسپر ساقط ہو گئی ؟ جناب مولانا شبلی کا تساط و استبداد باقی نہیں رہا تھا - حتی کہ انہیں معافی مانگنے ایسے لیا گیا تھا - پھر یہ ایسوقت ہوا کہ بیچارے مولوی عبد الکریم اور کرک تساط کے منہ سے نکالکر تیغ عتاب کے پنجے میں ڈالدیا گیا' اور چند یوم کی سزا کی جگہہ نصف سال کی دفعہ لگا دی ؟

کیا ڈپٹی کمشنر صاحب نے خود اسکی اطلاع دی ' یا بعض ارکن اس بارے میں خود ہی انکے پاس دوڑے ہوئے گئے اور اس سزا و عقوبت تعزیری کا ہدیۂ مبارک ' فقیہ دار العلوم ایسلیے اپنے ساتھہ لائے ؟ اگر گئے تو وہ کون لوگ تھے ؟

(۳) جبکہ خود ارکان ندوہ کی دی ہوئی سزا کو منسوخ کر دیا گیا ' حالانکہ وہ مدرسہ کا انفرادی معاملہ تھا ' تو پھر اب بعض ڈپٹی کمشنر صاحب کے احکام مستبدانہ سے چھ ماہ کی سزا دینا ' کیا معنی رکھتا ہے ؟ کیا یہ اللہ مولوی عبد الکریم صاحب کو ایک ہفتے کی خود اپنی دی ہوئی سزا سے بچانا اور ' چھ ماہ کی سرکاری سزا دلا دی جائے ؟

مجکو جو اطلاع اس بارے میں مراسلۂ علی گڈہ سے ملی ہے ' اور جسکی تصدیق خواجہ رشید الدین صاحب رئیس کھنہر کی مراسلت سے ہوتی ہے (جو اس مثلع درج رسالہ کی گئی ہے ' اور جسکی نسبت میں اپنی رائے آخر مراسلہ میں ظاہر کر دونگا) اور جو اس وقت تک صحیح اور معتمد سمجھی جاتی ہے گی ' جب تک کہ ارکان ندوہ ' اور شرفاء کار اسکی اولی باقاعدہ تغلیط نہ کریں ' وہ حسب ذیل ہے :

مجلس ارکان خمسۂ اولی کے بعد اس کارروائی کی مولانا عبد الحی نے تمام ارکان کو حسب قاعدہ اطلاع دی ' اور ۹ - مارچ کو مجلس اقتطامیہ کا جلسہ منعقد ہوا -

اسمیں بعد مباحثہ و تبصرہ و ترمیم و مخالفت ' بالاخر یہ طے پایا کہ " جو کارروائی پانچ حضرات کی مجلس نے ' نیز معتمد دار العلوم نے کی تھی ' وہ کالعدم سمجھی جاے "

اس کارروائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسی جلسہ میں منشی احتشام علی ' مولانا سید عبد الحی ' اور مولانا حبیب الرحمن صاحب شروانی ندوہ کے عہدے اور ممبری سے مستعفی ہوگئے -

اب سوال یہ ہے کہ جو مضامین اس معاملے کی نسبت لکھے گئے ' ان میں یہ ٹکڑہ کیوں حذف کر دیا گیا ؟

منشی اعجاز علی جنہوں نے اس بارے میں مضمون لکھا ہے ' منشی احتشام علی کے بھائی ہیں ' یا شاید کرنیل اور تعلق ہے مگر قریبی عزیز ضرور ہیں - تعجب ہے کہ وہ اپنے گھر کے ایک واقعہ پر روشنی ڈالنے سے کیوں قاصر رہے ؟

اگر یہ تمام کارروائی جو مولوی عبد الکریم کے ساتھہ کی گئی ' صرف مولانا شبلی ہی کے تساط کا نتیجہ تھی ' اور منشی احتشام علی ' مولوی سید عبد الحی ' اور مولوی عبد الباری صاحب محض بالجبر شریک ہوگئے تھے ' تو سوال یہ ہے کہ مستعفی کے بعد منشی احتشام علی اور مولانا عبد الحی کو کیوں اسقدر صدمۂ شدید پہنچا ' کہ اعتراض و مخالفت ہی نہیں ' بلکہ ندوہ کی ممبری ہی سے مستعفی ہوگئے ' اور ایک ایسی جماعت سے رسم و راہ رکھنا بھی انہیں گوارا نہوا ' جو مولوی عبد الکریم مصنف مضمون جہاد کی سزا کو منسوخ کر دے ؟

یہ امر صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اس واقعہ سے ان تمام حضرات کو اس درجہ تعلق تھا ' کیونکہ اگر تعلق نہوتا ' تو پھر خلفشار و منسوخی کے بعد مستعفی کیوں ہو جاتے ؟

البتہ مولانا حبیب الرحمن صاحب کا مستعفی ہونا بالکل ایک علحدہ اور بے تعلق معاملہ ہے - کیونکہ وہ پہلی کارروائی میں شریک نہ تھے ' جسکی منسوخی کا انپر اثر پڑتا - انکے مستعفی ہوجانے کیلیے وجوہ و اسباب ہونگے ' جو معلوم نہیں -

اس بحث کا سب سے زیادہ تماشا طلب حصہ یہ ہے کہ اگر یہ مضامین واقعی حریت پسندی ' صداقت فرمائی ' اور جہاد درستی کی وجہ سے لکھے گئے ہیں (اور اگر ایسا ہو تو تمام ملک جانتا ہے کہ یہ عین نتیجہ و منشاء دعوت یک سالۂ الہلال ہے) تو کیا سبب ہے کہ منشی اعجاز علی کارروائی کرنے والی مجلس کے صرف ایک رکن کی مخالفت میں تو اس درجہ سرگرم جہاد فی سبیل اللہ ہیں ' اور باقی چار ممبروں کا ' جنمیں ایک خود انکا بھائی ہے ' ذکر تک نہیں کرتے ؟ آزادی رائے اور معیۂ صداقت کا ایسا تقریہ ہے کہ انکو سب سے پہلے کارروائی مجلس کی کارروائی پر اعتراض کرنا تھا - پھر چونکہ مولانا شبلی بھی اسمیں شریک تھے ' اُن پر بھی کرنا تھا - اور ساتھہ ہی اپنے گھر کی بھی خبر لینی تھی - علی الخصوص منشی احتشام علی صاحب سے پوچھنا تھا کہ " بابا ! تم جو اس کارروائی میں شریک مساوی تھے ' اور تم کو اس کارروائی کی منسوخی کا اسدرجہ غم تھا ' کہ تم نے اپنا استعفا پیش کردیا تھا ' اور تم جو ڈپٹی کمشنر سے بمعیت مولوی خلیل الرحمن صاحب سہارنپوری جا کر ملاقات کرتے ہو ' اور حکم سزاے شش ماہہ لیکر واپس ہوتے ہو ' بتلاؤ کہ ان واقعات کو مطالبہ حریۃ و حق طلبی ' اور حکم جہاد و قتال فی سبیل اللہ سے اب میں کیونکر تطبیق دوں ؟ "

لیکن میں جانتا ہوں کہ ایسا ہونا ممکن نہ تھا - غلامی ہو یا حریت ' بندگان اغراض و اہوا نے انہیں اپنے مقاصد ردیہ کیلیے ایک آلہ بنا لیا ہے - ایسوں کی نہ غلامی موجب تاسف ہوتی ہے اور نہ ادعاء حریت موجب مسرت - یہ مقامات دوسرے ہیں -

شاید مجھسے زیادہ منشی اعجاز علی کا کوئی صداح نہوتا اگر وہ اس معاملے میں فرض حق گوئی ادا کرتے - جہاں شخصی تعلقات و عداوت کا قدم آیا ' وہاں ایک لمحہ کے لیے بھی سچائی نہیں ٹھہر سکتی - یا تو چپ رہو کہ تمہاری خاموشی انکے بولنے سے اچھی ہے ' یا بولو تو اپنے تعلقات اور عزیز داریوں کی زنجیر کو توڑو ' اور اپنے دل کو شخصی مقاصد فاسدہ سے پاک کردو -

---

ہفتہ جنگ

آسٹریا کی " آزادانہ کارروائی " کے فیصلے نے تمام یورپ میں عالمگیر اضطراب پیدا کردیا ہے ' اور کو لندن میں اسکی سرکاری طور پر تصدیق نہیں کی گئی تھی ' مگر بازاروں کی حالت خراب ہونے لگی ہے -

۳۰ - اپریل کو ریوٹر کے تار کا مفاد یہ تھا کہ آسٹریا اور جبل اسود دونوں سرحدوں پر فوجیں جمع کر رہی ہیں ' انتہی زیادہ صحیح اسوقت ۱۰ - ہزار جبلی فوج موجود ہے اور مزید فوج آرہی ہے -

مطالبہ دول کے تحریری جواب میں جبل اسود نے یہ اعلان کیا تھا کہ آخری جواب وہ اسوقت تک نہیں دیگا ' جب تک کہ یونانیوں کی عید السٹر ختم نہ ہوجائے گی -

۳۰ - اپریل کو زاوٹر نے اعلام دی کہ بین القومی حالت کی جانب سفراء دول میں نہایت اہم گفتگو ہورہی ہے - دفتر خارجیہ میں سفیر روسی' مبعوث جبلی' اور مسیو ڈاچ پاشہ ملے اور اعلان کیا گیا کہ دول کے نام جدل اسود کا جواب پیش ہوگیا ہے -

یکم مئی تک اطالیا کی پالیسی ایک راز سربستہ تھی - والنا میں کونت راں برچارلڈ نے اطالی سفیر سے ایک طویل ملاقات کی - والنا کے اخبارات نے یہ مشورہ دیا تھا کہ آسٹریا ' سقوطری کی طرف بڑھے ' اور اطالیا جنوب البانیہ پر قبضہ کرلے -

اطالیا کے نیم سرکاری اخبار ریفورما نے ایک مضمون لکھا ' جسمیں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اطالیا آسٹریا کو تنہا مسئلہ البانیہ طے کرنے نہ دیگی ' بلکہ خود بھی اسمیں حصہ لیگی -

---

تخلیۂ سقوطری

روس نے جبل اسود سے نہایت سخت الفاظ میں سقوطری کے فوری تخلیہ کا مطالبہ کیا اور اسے متنبہ کیا کہ اس سرکشی سے وہ اپنی بربادی کا سامان کررہا ہے - اس مطالبہ کے بعد یکم مئی کی صبح کو جبل اسود کے غیر متوقعہ طور پر جواب پیش کیا - جواب میں ظاہر کیا گیا ہے کہ دول نے ناظرداری تو دی ہے - جبل اسود دول کا مقابلہ کرنا نہیں چاہتا ' بلکہ انصاف چاہتا ہے - جواب میں یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ بالمعاوضہ تخلیہ سقوطری منظور ہے - پھر شام کو سفراء دول کی سر ایڈورڈ گرے سے قریبہ گھنٹہ تک صحبت رہی - اس صحبت میں اس مراسلہ پر بھی بحث کی گئی - آسٹروی سفیر کو اصرار تھا کہ تخلیہ فوری اور غیر مشروط ہو' لیکن دیگر سفراء کو زیادہ اصرار نہ تھا -

۲ - مئی کو شاہنشاہ آسٹریا نے شاہنشاہی مجلس کا ایک غیر معمولی جلسہ کیا - جلسہ میں آسٹریا اور ہنگری کے وزراء اعظم اور نائب وزیر بھی مدعو کیے گئے تھے - آسٹروی وزیر جنگ نے مجلس مدعو کی' جسمیں موجودہ حالت کو بالا ستیعاب بیان کیا - اس مجلس نے فوجی کارروائی کو پسند کیا -

ٹریبونا نے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ اگر آسٹریا نے البانیہ میں فوجی کارروائی شروع کی' اور اطالیا سے شرکت کی درخواست کی گئی' تو وہ ضرور حصہ لیگی - معظمہ جنگ کو حکم دیدیا گیا ہے کہ ضروری فوج تیار رکھے - ایک ڈویژن کافی سمجھا گیا ہے - والنا کے اخبارات لکھ رہے ہیں کہ اطالیا اور آسٹریا کی کارروائی کے اصولی امور طے پاگئے ہیں -

ہرزگوینا اور بوسینا میں فوجی قانون نافذ کیا گیا ہے - وجہ یہ بیان کی گئی کہ اہل ہرزگوینا اور بوسینیا جبل اسود کے ساتھہ عملی طور پر ہمدرد ہوچلے تھے -

۴ - مئی کو ریوٹر کو معلوم ہوا تھا کہ مجلس جنگ نے' جسکا صدر خود شاہ نکولاس تھا ' فیصلہ کیا ہے کہ تخلیۂ سقوطری کی بابت دول کے مطالبہ کو منظور کرلیا جاے - ۵ - مئی کو ریوٹر تار دیتا ہے کہ شاہ نے دول کو باقاعدہ طور پر اطلاع دی ہے کہ اس نے معاملۂ سقوطری دول کے ہاتھہ میں رکھدیا - مجلس تاج کا فیصلہ چونکہ حکومت کی راے سے مختلف ہے' اسلیے وزارت مستعفی ہوگئی ہے -

اسی تاریخ کے سنڈیچی کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ مسئلۂ تخلیۂ سقوطری پارلیمنٹ کی اس غیر معمولی نشست کے سامنے پیش کیا جائیگا ' جو ۸ - ماہ حال کو مدعو کی گئی ہے - والنا میں یہ تجویز مزید دقت حاصل کرنے اور ترمیم کی ذلت کم کرنے کے لیے بطور ایک نمایشی جنگ کے خیال کی جارہی ہے -

---

باب عالی کی کامیابی

ہمارا خیال تھا کہ مسئلۂ اسعد پاشا مرحومہ عثمانی حکومت کی سیاسی شطرنج بازی کا ایک حیرت انگیز اور ستایش طلب کارنامہ ہے ' کیونکہ اگر البانیا کی خود مختار حکومت اسی اصول پر قائم ہو ' جس پر یورپ کی لصرانی سلطنتیں قائم کرنا چاہتی ہیں ' تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ جسم اسلام کا یہ ٹکڑا اسطرح علحدہ کرلیا جاے کہ پھر کبھی بھی نہ ملسکے ' اور اتنا ہی نہیں ' بلکہ اسکے آثار باقیہ بھی مٹادیے جائیں !

گذشتہ اشاعت میں ہم نے اس خیال کی طرف مختصراً اشارہ کیا تھا ' لیکن اس ہفتے کی خبروں سے اس خیال کی غیر معمولی طور پر تصدیق ہورہی ہے - والحمد للہ علے ذالک -

یکم مئی کا تار ہے کہ " اسعد پاشا کی درخواست رسد و نقد کے جواب میں باب عالی نے تار دیا ہے کہ وہ بیروت روانہ ہوجاے - اگر بین القومی فاکہ بندی حائل ہو ' تو پھر ریلوں کا رخ کرے - باب عالی ریلوں میں رسد اور نقد بھیجدے گا -

۲ - مئی کا تار ہے : " اسعد پاشا نے زیر سیادت سلطان المعظم اپنے مستقل الراس ٹیرانا میں حکومت قائم کرلی ہے اور علم هلال بلند کردیا ہے " اس تار کے بعد عالباً اس راے میں شک کی گنجایش نہیں' جو ہم نے شرائط باب عالی کی بابت گذشتہ اشاعت میں ظاہر کی تھی - ہم نے اسکی نسبت متعدد تار تصدیق حال کیلیے ٹرکی بھی روانہ کیے ہیں -

---

البانیا

البانیا کے قیام حکومت کی خبر ابھی آپ پڑھچکے ہیں - اسکے علاوہ حسب ذیل خبریں اور وصول ہوئی ہیں :-

۲ - مئی کا تار ہے کہ اسعد پاشا نے سرویا سے فرمایش کی ہے کہ قروی ریزو اسکو دیدے - اس کے جواب میں سرویا نے اسوقت تک تعمیل فرمایش سے انکار کردیا ہے ' جب تک کہ اسعد پاشا سقوطری کو بالکل خالی نہ کردیگا -

۳ - مئی کو قسطنطنیہ کے ایک تار میں بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان مہاجرین البانیا اپنے گھروں کو واپس جارہے ہیں - عثمانی مبعوثین البانیا بھی واپس جانے والے ہیں ' کیونکہ انکو امید ہے کہ وہ قومی مجلس میں منتخب ہوسکیں گے -

پیرس کے ۴ - مئی کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ الیسو کی سب سے آخری خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن دزریزر کے قریب جاوید پاشا (جو خلیج البانیا میں سرویوں کی مقاومت کررہے تھے ' اور جنکے متعلق مشہور کردیا گیا تھا کہ انہوں نے مع ۱۵ - ہزار فوج کے سرویوں کے آگے ہتیار ڈالدیے) اور اسعد پاشا میں ایک خونریز معرکہ ہوا ' جو لمبی گھنٹے تک ہوتا رہا بالآخر جاوید پاشا کو شکست ہوئی اور فوج پریشان ہوکے بھاگ گئی -

[بقیہ کے لیے صفحہ ۳ ملاحظہ ہو]

حسب تلغرافات عمومیہ فریقین نے مداخلت کو منظور کرلیا ہے - والاء صلح کے لیے پھر لندن تجویز ہوا - دولت عثمانیہ کے والاء عثمان نظامی پاشا اور بلیزیریا آمنڈی' اور سفیر فرانسی رشید بے قرار پاے ہیں - حقی پاشا ' توفیق پاشا' اور حسین حامی پاشا کے شرائط منظور نہیں کی - والاء عثمانی مع مشیر فرانسی ۶ - اور رانہ ہونگے - اس خیال سے کہ گفتگو زیادہ طول نہ کھینچے دول گفتگو کے متعلق چند اصولی امور کا مسودہ پیش کردیں گی جب اس مسودہ پر دستخط ہو جائینگے تو پھر متخاصمین میں گفتگو شروع ہوگی -

یا قومنا اجیبوا داعی اللہ !

اے برادران ملت ! اللہ کے طرف پکارنے والے کی پکار کا جواب دو !

انفروا خفافا و ثقالا !

آہ ! وہ صبح کہ روز قیامت معلوم ' جس کو میں کوہ پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر جھوم جھوم کر ' اسکی ایک صدائے رعد آسا سے غفلت شعار ' سرگشتگان خواب ذلت و زبوالی کو بیدار کرتا ' اور چیخ چیخ کر پکارتا رہا " اٹھو کہ بہت سو چکے ' اور بیدار ہو ! کیونکہ اب تمہارا خدا تمہیں بیدار دیکھنا چاہتا ہے ! پھر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ دنیا کو دیکھ رہے ہو ' پر آسمانی نہیں سنتے جو تمہیں موت کی جگہ سے حیات ' زوال کی جگہ عروج ' اور ذلت کی جگہ عزت بخشنا چاہتا ہے !

یا ایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ و للرسول اذا دعاکم لما یحییکم واعلموا ان اللہ یحول بین المرء و قلبہ و انہ الیہ تحشرون (۸ : ۲۴)

اے مسلمانو ! اللہ اور اسکے رسول کی صدا کا جواب دو ' جبکہ وہ تمہیں بلا رہا ہے ' تاکہ تمکو موت سے نکالکر زندگی بخشے - یاد رکھو کہ اللہ جب چاہتا ہے ' انسان اور اسکے دل کے اندر ارے اجنبی ہے ' اور پھر خواہ تم اس سے کتنا ہی اعراض کرو مگر تم کو ہر پھر کے اسی کے آگے ایک دن جانا ہے !

* * *

آج آنے والی بو باندیوں اور ہلاکتوں سے نکلنے چاہیے تم بیقرار ہو ' اور اسکے لیے طرح طرح کی تدبیروں کو سوچتے اور ڈھونڈھتے ہو - لیکن یہ کیا بد بختی ہے کہ ایک لمحہ اور ایک دقیقہ کیلیے بھی تمہارے دل میں یہ خیال نہیں گزرتا کہ سب سے پہلے اسکو تو اپنے سے راضی کر لیں ' جسکے دروازے سے بھاگ کر ساری دنیا میں ہم نے ذلتوں اور نامرادیوں کی ٹھوکریں کھائیں ' حالانکہ وہ کہہ چکا ہے اور کہہ رہا ہے :

یا ایھا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ' و یکفر عنکم سیاتکم و یغفر لکم و اللہ ذو الفضل العظیم (۸ : ۳۸)

اے مسلمانو ! اگر تم اللہ سے ڈرو اور اسکے حکموں کے آگے جھک جاؤ ' تو پھر تمہیں کسی چیز کیلیے بھی کسی درجہ کی تدبیر کے کرنے کی احتیاج باقی نہیں رہیگی - وہ دنیا میں تمہارے لیے عزت و اقبال کا ایک شرف و امتیاز پیدا کردیگا ' اور تمہاری تمام برائیوں کو معاف کردیگا - وہ تو سب سے زیادہ بخشدینے والا اور صاحب رحم الطاف ہے !

* * *

پھر اگر اٹھتا ہے تو اٹھو کھڑے ہو ' کیونکہ چلنے کا وقت بھی ہے ' اور اسکے بعد موت کے سوا کچھ نہیں - آج تم کو کوئی انجمن ' کوئی جمع شدہ دراہم اور روپیہ کی مقدار ' کوئی پولیٹکل سرگرمی ' اور کوئی اتحادوں اور ممبروں کے اجتماع معض کا ایک جتھا ' آنے والے مصائب سے نہیں بچاسکتا ' جب تک کہ خود تمہارے اندر کوئی انقلابی تبدیلی نہو ' اور جب تک کہ تم اپنے خدا سے ' اسکی راہ ' اور اسکی مرضات کی راہ میں ' اپنے تئیں دے ڈالنے کا عملی عہد نہ باندھلو ' اور اسی کے بتلائے ہوئے طریقہ ' اور اسی کے حکم و ایما کے ماتحت ہوکر ' اسکے نہ ہو جاؤ -

پس یہی ہے - جسکی طرف میں تمہیں بلا رہا ہوں ' اور یہی دعوت ہے ' جسکے پکار کی راہ اس نے مجھے دکھلائی ہے - میں اٹھ ہوں ' پس تم بھی اٹھو ' تاکہ ہم سب ملکر اسکے فرروازے کو بہت کھٹکھٹائیں ' اور ہر طرف سے کنکر صرف اسی کے ہو جائیں - پھر وہ جسطرف لے جائے ' اپنے تئیں چھوڑدیں - کانٹوں پر لیجائے ' تو اپنے تلوروں کو زخمی کردیں - اور پھاروں پر چلائے ' تو انکے خلاف و راحت سے اذت اندوز ہوں - تلواروں کا زخم کھائے ' تو اسکو غیروں کے مرہم سے زیادہ مجرب سمجھیں ' اور زہر کا تلخ و مہلک جام دے ' تو اسے شربت قند و کلاب کی طرح مزے لے لیکر پی جائیں : -

پیمان تسوا بجان خریدار
من مرہم دیگران نخسوا ہم

* * *

الحمد للہ کہ صدائے " من انصاری الی اللہ " کیلیے بھی خدائے حکیم دلوں کو کھول رہا ہے ' جس نے اس صدائے دعوت الی اللہ و رسولہ کو بلند کرایا ہے - اسوقت تک دو رائے ایک سو درخواستوں کا ارسال ہے - ایسا نہیں شاید ابھی بہت سے ایک ہیں ' جو مقاصد ' اور بہت سے ہیں جو اصلیت و مقصد کی طرف سے پریشان ہیں ' مگر وہ یاد رکھیں کہ جماعۃ لہذہ نے بھی طریق دعوت اس لیے قرار دیا تھا کہ اسطریح سب سے اول ہی داں کی آزمایش اور دعوت کا امتحان ہوجائے - جسکے داں میں سچا ولولہ ہوگا ' وہ بغیر اصلیت کو پوچھے آٹھ کھڑے ہونگے ' کیونکہ ایک ایسے اتنا اشارہ ہی کافی ہوگا کہ اللہ کی راہ کی دعوت ' اور اسلام کی ایک مخلص جماعت پیدا کرنا ہے ' پھر خواہ اسکی کوئی تدبیر اور کوئی پیدایش ہو ' کہ یہ امور وسائل و ذرائع ہیں ' اور اصل حقیقت انسے مبرا تر نہیں - هذه تذکرة ' فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا !

[بقیہ مصریں معدہ نہیں کا]

سروریں نے اسعد پاشا کے لیے ڈرڈینز کا راستہ کھولدیا ' اور اسعد پاشا کی فوج کا ایک حصہ فاتحانہ طور پر داخل ہوگیا -

اسعد پاشا کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اسوقت وہ مرکز البانیا کی حالت کا مالک ہے -

سب سے آخری خبر یہ ہے کہ سرویا نے البانیا کو بالکل خالی کردیا ہے - آخری سرویں بارکش جہاز اسعد پاشا کے داخلے سے پہلے ہی صبح کو ڈورڈینز سے روانہ ہوگیا -

شاید جاوید پاشا اسعد پاشا کو دولۃ عثمانیہ سے بالکل بے تعلق سمجھ رہے ہیں ' اور یہی غلط فہمی اس معرکہ کی بنیاد ہے -

نیز نہیں کہا جا سکتا کہ ان خبروں کے تمام اجزا کہاں تک مرتبط ہیں ؟ بہر حال امید ہے کہ آیندہ ہفتے تک قسطنطنیہ کی کوئی مفصل تلغراف خصوصی اس بارے میں شائع کرسکیں گے -

الہلال

۲۹ - جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری

حول اداریہ

افکار و نتائج

انجمن اتحاد و ترقی - انقلاب وزارت - صلح و جنگ - دفاع ادرنہ - و تعمیر نو مستقبل -

(۱)

مصائب و حوادث کا نزول انسانی آراء و معتقدات کیلیے سب سے بڑی آزمایش ہے - اور انسان کے اعتقاد کا شرف و احترام صرف اس میں مضمر ہے کہ ناگہانی حوادث کے ظہور کے وقت اسکے استقلال فکر، و قوت قیام رائے کا حال کیا تھا ؟

پھر کتنے کمزور دماغ ہیں، جو حادثوں کے نشوونما یافتہ اعتقاد کو صرصر حوادث کے ایک جھونکے پر قربان کردیتے ہیں، اور کتنی ضعیف القلب ہستیاں ہیں، جو اپنی رائے کی قیمت ایک صداے رعد، اور ایک اضطراب برق کی آرزش مرعوبیت سے زیادہ ثابت نہیں کرسکتیں ؟

لیکن فی الحقیقت یہ انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے - انسانی راہ و اعتقاد کے شرف کو اس سے بہت اونچا ہونا چاہیے کہ اسکا استقلال حوادث و مصائب کے مقابلے سے عاجز ہو، اور اپنے ہستی قیام کو تغیرات کی رو پر چھوڑ دے - دنیا میں حوادث سے چارہ نہیں، پھر اگر تم نے اپنی رائے کی زندگی کا سرشتۂ حیات و ممات انکے ہاتھوں میں دیدیا، تو اسکے یہ معنی ہیں کہ خود تمہارے پاس کوئی روح فکر و ذہن نہیں - ہر لمحے میں تمہاری رائیں پیدا ہوتی، اور ہر دقیقے کے اندر انکے جنازے اٹھیں گے !

پھر یہ دنیا کی عظیم الشان ہستی، یعنی انسان کی رائے نہیں ہے، بلکہ حیات حیوانی کے وہ ابتدائی نمونے ہیں، جو ہوا کی ایک حرکت سے مرنے، اور رطوبت کے ایک قطرے سے پیدا ہوتے رہتے ہیں -

* * *

البتہ استقلال فکر، اور جمود رائے میں فرق کرنا چاہیے - تمہاری رائے اور اعتقاد کو مستقل اور محکم ہونا چاہیے، لیکن جامد و غیر متغیر نہیں ہونا چاہیے - دنیا کی ہر علمی و عملی شے پر قانون ارتقا جاری ہے، پس تمہاری رائے اور عقیدے کو بھی ترقی کرنا چاہیے - دیکھو یہ مقصود ہے کہ تمہاری ان جدوجہدوں سے، اور حق و حقیقت کی طرف متصاعد ہونے میں اس تغیر و انقلاب کیلیے بالکل مستعد رہو، جو حق کے ظہور و انکشاف سے اسپر طاری ہو، اور جب ظہور صداقت کی للکار آئے، تو خود اپنے تئیں زعمی ہوے ہوئے پیش نہ دے ! !

اعتقادات و آراء میں یہ تغیر، جو قبول حق اور سماع صداقت سے ہوتا ہے، دراصل استقلال و استحکام فکر کا منافی نہیں ہے، بلکہ اسکا ارتقا اور نشوونما ہے -

پس ضرور ہے کہ راہوں میں جمود، اور سماع حق و تلاش صدق سے اعراض نہو، لیکن اسکے ساتھ ہی استقلال و قیام میں تزلزل بھی نہونا چاہیے - وہ ایک ایسی قوت ہو کہ حق کے مقابلے کے سوا، دنیا کا کوئی حادثہ، اور کوئی سخت سے سخت قوت بھی اسکو شکست نہ دیسکے -

* * *

سقوط ادرنہ اور تسلیم سقوطی (۱) کے واقعہ نے جو فوری اور ناگہانی اثر قلوب و افکار پر ڈالا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ استقلال ثبات اور استحکام فکر کے نقطۂ بحث کو پیش نظر رکھکر، اوپر ایک نظر ڈالنی چاہیے -

سب سے پہلا اثر تو وہ مایوسی کی گھٹا تھی، جس کو میں نے تقریباً ہر طرف محیط پایا، اور میرا دل بہت غمگیں ہوا، جب میں نے آنسوؤں کی چادر ہٹا کر دیکھا، کہ جو لوگ دنیا میں صرف امید کیلیے پیدا ہوے ہیں، وہ بدبختانہ مایوسی سے مغلوب ہو رہے ہیں، حالانکہ : لا تیئسوا من روح اللہ الا القوم الکافرون ؟

پھر میں دیکھتا ہوں کہ اس واقعہ کا ایک اثر، وہ راہوں کا تغیر، اور معتقدات کا انقلاب بھی ہے، جو ترکوں کے اسلامی دفاع، انجمن اتحاد و ترقی، انقلاب وزارت، صلح سے انکار و امراء جنگ، اور ایڈریا نوپل کے دفاع کی ناکامی کی نسبت، دماغوں اور قلبوں میں پیدا ہوگیا ہے -

میں بہتوں کو جانتا ہوں جو کل تک اتحاد و ترقی کے مداح تھے، مگر سقوط ادرنہ کی خبر سنتے ہی مخالف ہوگئے - کویا ایڈریا نوپل کے جنگی دفاع کی کامیابی و ناکامی، اتحاد و ترقی کی موافقت و مخالفت کی ایک طے شدہ شرط تھی، اور اب یہ لوگ شرط کے پورا نہونے سے اپنا معاہدۂ موافقت بھی فسخ کررہے ہیں، کہ اذا فات الشرط، فات المشروط ! !

حاصل پالیسی وزارت کی شکست، اور نئی وزارت کا صلح سے انکار بھی ان لوگوں کے خیال میں ایک ایسا مسئلہ تھا، جسکے حق و باطل کا معیار صرف ایڈریا نوپل کی دیواروں کے نیچے تھا - پس جب بلغاری و سروی فوج نے اسکو توڑ کر گرا دیا، تو اسکی

---

(۱) عربی میں شہر کو حذف کردینے کیلیے " تسلیم " کا لفظ بولا جاتا ہے، جو لغت کے اعتبار سے بھی بالکل صحیح ہے -

مگر میں نے ساتھ ہی اس مسئلے کی صداقت بھی کھلی آنکھ سے دیکھ لی ہے کہ جنگ سے کوئی واقعی مسائل بھی ابتر بھی !!

* * *

لیکن افسوس ہے کہ میں اپنی رائوں کو اسقدر جلد پیدا کرنے اور پھر قبل از وقت ظاہر نہیں - میرا دماغ رائوں کا گھر ہے' پر میں ایسے مکانوں کو پسند نہیں کرتا - میں انسان کی رائے کو ایک قوت سمجھتا ہوں جو اندر ہی پیدا ہوتی ہے' اور جب موقع ہے' تو اندر ہی کی ایسی قوت سے موقع ہے - میرے عقیدے میں باہر کے حوادث و واقعات اسپر مؤثر نہیں ہوسکتے -

مجھکو معلوم ہے کہ نئی وزارت جنگ کے اعلان کے ساتھ قائم ہوئی - میں ابھی بھولا نہیں ہوں کہ ایڈریانوپل کے تحفظ کی خاطر اپنی انتہائی قوت صرف کردینے کی کیلیے (انور بے) باب عالی کے اندر داخل ہوا تھا -

مجھکو یاد ہے کہ طلعت بے نے کہا تھا : " ہم مٹ جائیں گے مگر اسلامی دنیا اور شرمندہ نہیں ہونگے "

پھر ساتھ ہی میں یہ بھی تم سب کی طرح دیکھ رہا ہوں کہ اس تمام عرصے میں نئی وزارت کے کرتوں چھپا ہوا ملک دشمن سے واپس نہیں لیا - اسکی خبر بھی رائی نہیں آئی کہ عزت پاشا نے چٹالجا سے انسلیم صوفیا اور بلغاریہ پر قبضہ کرلیا ہو - جنگ ایلیے ارادوں کے روایہ ہے - یہ بھی سچ ہے کہ نئی وزارت کے ارادی نیا خزانہ بھی آیا - سوویہ کی دیوروں کے بیچے سے نہیں نکلا ' اور اوپ نے اپنے ادعائی حیاد(۱) کے برخلاف اوئی قرضہ بھی نہیں دیا -

اسکے بعد آخری خبر جو سب کو سنائی پڑ چکا ہوں - یعنی ایڈریانوپل ساقط ہوگیا ' اور بلغاریہ داخل ہوگئی -

لیکن باوجود ان تمام یاد داشتوں ' معلومات کے ' اور باوجود ان حوادث و مشاہدے کے ' میں کہتا ہوں کہ میری جو رائے انقلاب وزارت کے وقت تھی ' اب بھی ہے - ہوں لیکن ایک لمحہ کیلیے بھی اپنی رائے طیار نہیں پاتا -

ہاں ' یہ سچ ہے کہ ایڈریانوپل کے تحفظ کی سعی' نئی وزارت کا اعلان اولین تھا' اور وہ ساقط ہوگیا - مع اپنے عظیم الشان مقبروں اور مقدس مساجد کے - مگر الحمد للہ کہ میری رائے کی تسخیر کیلیے ایک مخالف اسباب پیدا نہیں ہوے ہیں - وہ ابتک بدستور قائم و مستقل ہے - مع اس رائے کے' جو ابتدا سے عثمانی مسائل کی نسبت رکھتا ہوں ' اور مع ان خیالات کے' جو انقلاب وزارت کے وقت ظاہر کرچکا ہوں -

انجمن اتحاد و ترقی

انجمن اتحاد و ترقی کی نسبت میں اس وقت کچھ نہ کہونگا نہ مجتمعاً بار بار کہہ چکا ہوں ' اور تفصیل کا یہ موقعہ نہیں - میری رائیں مقاموں اور لمحوں میں نہیں بدلتیں - میں نے جو خیالات الہلال جلد اول نمبر (۲) میں " تصادم احزاب و تقاضی اقلیم " کے عنوان سے ظاہر کیے تھے' اب تک ان پر قائم ہوں - میری رائے کا خلاصہ یہ تھا کہ : لهم حسنات و سئیات :

خلطوا عملا صالحاً انہوں نے ملے جلے عمل کیے' اچھے بھی وآخر سیئا (۹ : ۱۰۳) اور برے بھی -

انکی غلطیوں پر شاید آخر زمانے تک نظر رکھتا ہوں' مگر ساتھ ہی مجبور ہوں کہ انکی میں انکے سیاسی کارکن اور مخلص ملک جماعت نہیں پاتا - پس وہ اپنی غلطیوں کی وجہ سے مستحق نفرین نہیں ہیں بلکہ مستحق دعا ہیں کہ خدا آیندہ انکو ٹھوکر روسے بچاے -

المنار اور الہلال

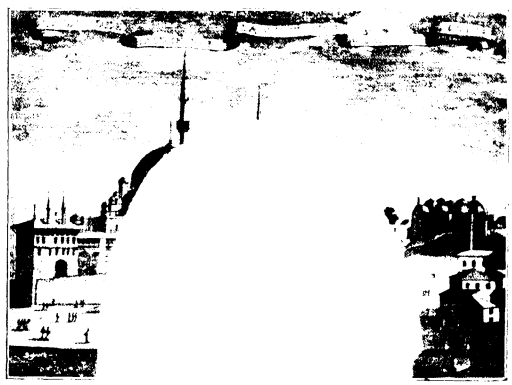
اس عاجز کے بعض بزرگ احباب اس رائے پر سخت برہم ہیں - علی الخصوص حضرة الفاضل المصلح الجليل السيد رشيد رضا صاحب المنار (مصر) جن سے اس بارے میں ' نیز تحریک لامرکزیة کی نسبت پانچ ماہ سے باہم طول طویل مراسلات جاری ہیں' اور ایک نتیجہ تک پہنچ وہ تمام مراسلات الہلال یا المنار میں شائع ں عاجز کو اس بارے میں " گمراہ " اور یں ' اور ایک ایسے بزرگ کو' جو ہم ' اپنے مکتوب مبارک میں لکھتے ہیں کہ سلام ' وہو رئیس المحققین " یعنی ایسے ہی یں میں سے ہمارا دوست ابوالکلام ہے ' اور

محققین " سے ملقب کرتے ہیں' مگر میری رائے ورنہ یہ ہے کہ میں انکو " رئیس المصلحین " سمجھتا ہوں اور ہمیشہ سمجھتا رہونگا - اس بزرگ انسان کی عزت میرے دل میں ہے' کیونکہ میں اسکو جانتا ہوں' اور اسکی خدمات دینیہ کا معترف ہوں - پس دعا کرتا ہوں کہ اگر اس بارے میں میری رائے غلطی پر ہے ' تو اللہ تعالی جلد میری ہدایت فرماے ' اور مجھپر حقیقت کے منکشف کرنے میں دیر نہ کرے : واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم -

انقلاب وزارت

البتہ جو لوگ سقوط ادرنہ اور عدم فتوحات جدیدہ کو نئی وزارت

وداع ادرنہ !!



---

(۱) ناطرفداری اور دونوں فریقوں سے الگ تھلگ رہنے کو انگریزی میں نیوٹریلٹی Neutrality کہتے ہیں لیکن اردو میں اسکے لیے کوئی عمدہ لفظ نہیں ہے - عربی میں اسکو " حیاد " کہتے ہیں ۔ ۔ چاہتا ہوں کہ یہ اردو میں بھی رائج ہو -

کے کاموں کیلئے ایک عجیب الخلقۃ منطق ہی بنا پڑا معیار حق و باطل سمجھتے ہیں ' انکو اس وقت سامنے آنا چاہیے -

اس مسئلے پر غور کرنے کیلیے زیادہ سے زیادہ حسب ذیل دو صورتیں قرار دی جاسکتی ہیں :-

(۱) دول یورپ نے اپنی پچھلی یاد داشت میں ایڈریانوپل کی حوالگی پر زور دیا تھا ' اور کامل پاشا کی وزارت نے سر جھکا دیا تھا ' مگر اتحاد و ترقی نے ایڈریانوپل کی حوالگی کو اسلامی شرف و وقار اور عثمانی روایات کیلیے خود کشی بنالیا ' اور اسی بنا پر قوم اور فوج میں برہمی پیدا ہوئی ' اور وزارت کا تختہ الٹ دیا - ٹھیک اسکا نتیجہ کیا نکلا ؟ یہی کہ جو چیز عزت سے ماننے کی جاتی تھی ' بالآخر شکست کی ذلت کے ساتھ جبراً دینی پڑی ؟

(۲) پھر آخری نتیجہ تو اس سے بھی بدتر نکلا ' کیونکہ اس صورت میں بلغاریا ایڈریانوپل کی اسلامی آبادی اور مقامات متبرکہ کی حفاظت و احترام کا وعدہ کرتی تھی ' لیکن اب ' جبکہ جبراً لے لیا گیا ' تو وہ بات بھی جاتی رہی -

(۳) نئی وزارت نے جنگ میں کونسی ایسی تبدیلی پیدا کردی ؟ نہ تو اثر ہی نے صوفیا فتح کیا ' نہ قتعی بے بلغاریہ اور سنتھیی پر قابض ہوا - کوئی نئی فتح پائی ' اور کسی حصۂ زمین کی واپسی نئی وزارت سے ہوئی - بلکہ ایڈریانوپل ' جیسا اور سٹرومنی بھی ہاتھ سے گئے -

(۴) پس کیا شوکت پاشا اور کامل پاشا ' دونوں نتیجہ کے لحاظ سے جنگ کیلیے یکساں نہیں ہیں ؟

یہی اعتراضات ہیں جو باشکال مختلفہ سامنے آتے ہیں -' میں بہت اختصار و ایجاز اور بعض بطور اشارات کے جواب عرض کرونگا ' کیونکہ اجمال الہلال کے صفحات افتتاحیہ پر جو تحریک تشدول "حزب اللہ" بالکل رکے ہوئے ہیں - اور مزید گنجایش مفقود ہے - یہ بھی جو لکھ رہا ہوں ' تو صرف اسلیے کہ موجودہ حالات کی مایوسیوں کا اقرار واستحقاق قواء عمل و استعداد کار پر ہی ہوتا ہے ' اسلیے ضرور ہے کہ پہلے غلط فہمیوں کو صاف کردیا جاے - ورنہ میں تو اجمالی اپنے پیش آنے والے کاموں میں اسطرح غرق ہوں کہ ان چیزوں کے لکھنے کا اب کوئی ولولہ ہی اپنے دل میں نہیں پاتا - اور احباب یاد رکھیں کہ میری تمام تحریریں دل کے ولولے ہی پر موقوف ہیں - یہ دوسری بات ہے کہ لکھنا ہر حال میں ہوتا ہے -

فاقول و باللہ التوفیق :

(۱)

سب سے پہلے پہلی بحث پر نظر ڈالیے - پھر میں ان نادانوں سے ' جنھوں نے اپنی رائے کی بیباگ حقائق امور کے ہاتھ میں نہیں ' بلکہ وساوس و خطرات امید و بیم ' اور جذبات و امیال حزن و نشاط کے ہاتھ میں دیدی ہے ' یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ

کیا انکی اصطلاح میں خود کشی اور موت ' دونوں ایک ہی ہیں ؟

اگر ایک بیمار جاں بلب ہو ' تو کیا ایک قدیم یونانی فلسفہ کی طرح ' اسکو رقت سے پہلے مار ڈالنا چاہیے ' یا آخر وقت تک علاج و سعی اور جد و جہد کے ذریعہ بچانے کی کوشش کرنا چاہیے ؟

جو لوگ ایڈریانوپل کو نہ بچاسکنے کی وجہ سے اسکا بخوشی دیدینا جائز بلکہ ضروری بتلاتے ہیں ' کیا وہ ایک بیمار شخص کو جو حد درجہ ضعیف ہوگیا ہو ' یہ مشورہ دینے کیلیے طیار ہیں کہ وہ خود کشی کرلے ' کیونکہ کسی نہ کسی دن تو اسکی جان ملک الموت جبراً لے ہی کر چھوڑے گا ؟

ہزاروں انسان ہیں ' جو اپنے بیمار عزیزوں کا جاں کنی کی آخری گھڑی تک علاج کرتے ہیں ' لیکن تدبیر انسانی مشیت الہی سے شکست کھاجاتی ہے ' اور بالآخر انکی جان حوالۂ موت ہوکے سے نہیں بچتی - یہ حالت دیکھکر انکے عزیز روتے ہیں ' اور انکی موت پر ماتم کرتے ہیں ' پر یہ تو اولی نہیں کہتا کہ مرنے والے کو جب مرنا ہی تھا ' تو انہوں نے ہم نے اپنے ہاتھ سے گلا گھونٹ کر مار ڈالا ؟ یہ سچ ہے کہ ایڈریانوپل کی حفاظت کا تاریخی دعوٰی بالآخر جاں نہ نہوسکا ' لیکن اسپر ہم رو سکتے ہیں ' پر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ جانے والے ایڈریانوپل کو خود ہی اپنے ہاتھوں سے لیوں نہیں دیڈالا ؟

ایڈریانوپل قسطنطنیہ کے علاوہ یورپ میں ہماری آخری متاع عزت تھی - وہ آل عثمان کی عزت و عظمت کا مزار ' اسلامی فتوحات اخیرہ کا صفحۂ افتخار ' سلاطین عثمانیہ کا مدفن ' قدیمی عثمانی دار الحکومت ' یونانی و رومانی عظمۃ مخذولہ کی یادگار مقترحہ ' اور اسلام کی ضرب شمشیر کا ایک کھلا مسیحی زخم تھا - پھر قسطنطنیہ کا ایک کھلا دروازہ ' اور شاخ زرین کے قفل عظمت کی طلائی کلید بھی تھی -

ایسی متاع عزیز و محبوب کو ایک عدیم النظیر فراقی ' اور ایک شرمندہ کن انسانیۃ کے حوالی کے ساتھ ' دور موجودہ کا تخت ابلیس لعین ' اور انسانیۃ مظلومہ کیلیے وجود مجسمۂ لعنت وعذاب الیم ' یعنی دول متحدۂ یورپ (قاتلھم اللہ تعالی) ہم سے طلب کرتا تھا ' تاکہ ہم اس جنس گرامی کو بغیر ایک قطرۂ دفاع کے بہاے ' بخوشی دیدیں ' اور اسطرح اسلام کے دامن عصمت پر اپنی عزیزوں اور بزدلیوں سے جو صدہا دھبے ہم لگا چکے ہیں ' ان میں ایک سب سے آخری مگر سب سے زیادہ ذلت بخش ' اور شرم انگیز دھبے کا اضافہ کردیں ! !

پھر آنے والی تمام نسلیں ہم پر لعنت بھیجیں ' اور وہ تاریخ میں حسرت و ندامت کے ساتھ یڑھیں کہ ہماری ذلت و بدبختی یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ عزت اسلامی کو اگر بچانے سے عاجز تھے ' تو اسکے لیے خون بہانے سے بھی مجبور ہوگئے تھے ! !

(کامل پاشا) کے اندر صلیب کی غلامی کا آسیب حلول کرگیا تھا - انگلستان کے آستانۂ صلیبی پر اسکی نود سالہ پیشانی جبہہ سائی کر رہی تھی - یقیناً وہ ایسا کرسکتا تھا ' جسکی اس نے چالیس کروڑ فرزندان اسلام کی آخرین ذلت و رسوائی کیلیے مخذول و نامراد سعی کی تھی ' لیکن اگر آج سقوط ادرنہ کی خبر سنکر مسلمانان عالم ' اور علی الخصوص مسلمانان ہند کی زبان سے بھی (جو اپنے جوش اسلامی کیلیے آج تمام ترکی میں ضرب المثل ہو رہے ہیں) ایسے الفاظ سفیہہ و رذیل نکلتے ہیں ' تو میں نہیں سمجھتا کہ اپنی بدبختی پر دیوثر ماتم کروں ؟ کیونکہ پھر تو واقعی مسلمانوں کی سیزدہ صد سالہ عزت کا خاتمہ ہوگیا ' اور ملۃ قوم الہھ کی ذلت و رسوائی کی انتہا ہوگئی - ہم لوگ صرف عالم مادیہ کی شوکت رافسری ہی کے مدعی نہ تھے ' بلکہ ہماری اصلی عظمت اقلیم دل اور عالم روح و عواطف معنویہ کی تھی - بلغاریا اور سروبا نے ایڈریانوپل کو جس معیار العقول اور مقاوق العادہ دعوٰی ملی کے بعد لیا ہے ' اور پھر جیسی عدیم النظیر شکست کے بعد اس فتح کے ادعا کا آیے موقعہ ملا ہے ' وہ ہمارے لیے خواہ کتنا ہی غم انگیز ہو ' مگر ذلت انگیز نہ تھا ' لیکن اگر اس مدافعۃ پر ایک لمحہ کیلیے بھی کسی قلب مومن میں تاسف وانفعال پیدا ہوتا ہے ' اور یورپ کے مطالبۂ ادرنہ کے وقت کو حسرت کے ساتھ یاد کرتا ہے ' تو پھر یقیناً بلغاریا اور سروبا نے نہیں مگر خود ہماری بدبختی نے ہمارے منحوس چہروں پر ایک دائمی ذلت کا داغ لگا دیا ' اور یقیناً اب ہم کو خود کشی ہی کرلینی چاہیے !!

مذکرۂ علمیہ

قطب جنوبی

—:o:—

کپتان رابرٹ اسکاٹ

(٤)

سرگذشت مہم کے آخری صفحات

—•—

اولیویس کی حالت اس درجہ یاس انگیز تھی کہ جب شب کو سوتا تھا تو صبح کو زندہ اٹھنے کی امید نہیں ہوتی تھی - اسی حالت میں کئی ہفتے گذر گئے - ۱۶ - مارچ کی صبح کو اٹھا تو دفعتاً اندھی (Blizzard) چل رہی تھی - اولیویس نے اپنے رفقا سے کہا کہ میں باہر جاتا ہوں - اسکاٹ لکھتا ہے : "ہم جانتے تھے کہ وہ موت کے منہ میں جا رہا ہے - ہم نے اسکو ہر چند اس ارادے سے باز رکھنا چاہا مگر اس نے نہ مانا اور چلا گیا - اسکے بعد پھر ہم نے اسے نہیں دیکھا" -

اولیویس کے جانے کے بعد اسکاٹ ' ولسن ' اور بارورس شمال کی طرف بڑھے - موسم غیر معمولی اور پر خوف تھا - اس حالت میں جسقدر تیز چل سکتے تھے یہ لوگ چلے - ۲۱ - مارچ سنہ ۱۲ - ۱۰ عرض البلد کے ۷۹ - درجے اور ۳۰ - دقیقے تک پہنچے - اب یہ لوگ ون ٹن کیمپ سے ۱۱ - میل کے فاصلہ پر تھے - بالکل ممکن تھا کہ ون ٹن کیمپ تک پہنچ جاتے ' مگر سوء اتفاق سے ایک سخت برفانی اندھی چلی - اسکاٹ ۲۵ - مارچ کے آخری پیغام میں لکھتا ہے : "چار دن لگ خیموں سے باہر نہ نکل سکے ' کمزور اس درجہ ہوگئے ہیں کہ لکھنا بھی مشکل ہے" - دیگر یادداشتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصے میں غذا اور ایندھن بھی ختم ہو گیا تھا -

ان مصائب کے اسباب کیا تھے ؟ اس پر خود اسکاٹ نے اپنے ۲۵ - مارچ کے آخری پیغام میں بحث کی ہے - وہ لکھتا ہے :

" یہ تمام مصائب انتظامی نہیں بلکہ بدقسمتی کا نتیجہ ہیں - ۱۱ - مارچ کو ایک ایندھن ضائع ہوگیا جس سے ہماری روانگی میں سخت تعویق ہوئی - موسم کی خرابی جو تمام یورپی سفر میں رہی اور ۸۳ - درجے کی طویل اندھی نے بھی ہمیں روک لیا - گلیشیر کے حصہ زیرین کی برف نے ہمارے قدموں کے مرمیانی فاصلہ کو کم اردیا - اچھے موسم میں گلیشیر قطع کرنا کوئی مشکل نہیں مگر جب ہم یہاں پہنچے تو ہم کو ایک دن بھی اچھا نصیب نہیں ہوا - یہ اُن مصائب کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ تھے جو سد میں ہمارا انتظار کر رہے تھے - یہاں ایسے حالات پیش آئے کہ دنیا میں کسی کو بھی انکی امید نہیں ہو سکتی تھی - چوتھی پیر عرض البلد کے ۸۵ - سے ۸۶ - درجے تک درجۂ الحرارت ۴۰ - سے ۳۰ - زیر صفر (Minus) رہا - سد میں عرض البلد کے ۸۳ - درجے پر درجۂ الحرارت دن کو ۳۰ - زیر صفر اور ۴۷ - زیر صفر رہا - "

سب سے آخری مصیبت ۱۱ - کا طوفان تھا - یہ اسقدر شدید تھا کہ اسکاٹ لکھتا ہے : " شاید ہی دنیا کی کوئی بدقسمتی اس آخری صدمہ سے بڑھ سکیگی " عرض اسی حالت میں مہم کے بقیۃ السیف اعضاء بھی شہید ہوے - کب ہوے ؟ یہ ہنوز غیر معلوم ہے اور شاید ہمیشہ غیر معلوم رہیگا -

مفقود الخبری

۲۵ - مارچ کے بعد عرصہ تک مہم کی کوئی خبر نہیں آئی ' اسلیے ایک جماعت تفتیش حال کے لیے ترتیب دی گئی - اس جماعت کے دو حصے تھے ' جنمیں سے ایک مسٹر رائٹ (Mr. Wright) کے زیر سرکردگی تھا - یہی مفتش مہم تھی ' جسے ۱۲ - نومبر کو اسکاٹ کیمپ کے اندر اسکاٹ ' بارورس ' اور ولسن کی لاشیں ملیں -

اس جماعت کے خیمہ کے اندر لاشیں رکھیں - برف کا ایک نشان بنایا جس پر ایک صلیب نصب کی - ایک کتبہ کندہ کیا جسمیں ان شہداء علم کے نام ' آنے کا مقصد ' سنہ ' اور ماہ وغیرہ وغیرہ مندرج تھا -

ماتمگساری

سنڈرل نیوز ایجنسی نے اسکاٹ کی موت کی خبر شائع کی تو فوراً شاہ جارج نے لارڈ کرزن صدر انجمن جغرافی شاہی کو تعزیت کا تار دیا - مسز اسکاٹ اسوقت فرانسسکو نامی جہاز پر تھیں - تمام دن ان کو تعزیت کے تار پہنچتے رہے - اسکاٹ کی موت ایک قومی صدمہ سمجھا گیا اسلیے تُف (صدر جمہوریۂ امریکہ) ' ڈاکٹر ولسن (سابق صدر جمہوریۂ امریکہ) تمام مستعمرات برطانیہ ' عرض دنیا نے ہر گوشہ سے شاہ جارج کے پاس تعزیت کے تار موصول ہوے - دنیا کے مشہور مجامع جغرافیۂ و قوموں نے مجالس ہاے تعزیۃ منعقد کیں ' اور دنیا کے تمام اخبارات نے اس شہادت علمی پر افتتاحیات لکھے - مصور رسالوں نے اسکاٹ کے رفقاء ' اسکے جہاز ' اسکی بیوی ' اور اس کے بچے کی متعدد تصویریں شائع کیں ' اور یادگار و تذکاری اشاعت خصوصیہ مرتب کیں - مختصر یہ کہ اسکاٹ کا ماتم اس قدر بلند آہنگی سے کیا گیا کہ بڑے بڑے شاعروں اور فلسفوں کو بھی ایسی تعزیۃ عظیمۃ الصیت نہ ہوئی ہوگی - اسکاٹ سے زیادہ اسکی با اقبال قوم کی یہ حالت قابل صد رشک و ہزار داد و تحسین ہے : فطوبیٰ للرجال ' یعیش و یموت فی قوم ' یعرف اقدار الرجال ! !

یورپ مردہ پرست نہیں ' پھر یہ جو کچھ ہوا کیوں ہوا ؟ اسلیے کہ یہ ابطال پرستی ہے اور ابطال پرستی ہی میں ہر قوم خیر یہ مضمر ہے - جو قومیں زندہ ہیں وہ اپنے ابطال کی پرستش کرتی ہیں اپنی تدوین و تشہیر کرتی ہیں - اپنی یادگاریں قائم کرتی ہیں ' کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ قوم میں بہت سی بطل نہاد طبیعتیں ہوتی ہیں مگر سوء اتفاق سے تاریک فضاء میں نشوونما پاتی ہیں - پس انکے سطح عام پر آنے کے لیے شمع راہ کی ضرورت ہے ' اور وہ ابطال اور صرف ابطال ہی کے امثال و نمایاں کرنے میں ہے -

سرمایۂ امداد

اسکاٹ کا تعلق ایک ایسی قوم سے تھا جو اپنے ابطال اور انکے پس ماندگان کے حق میں اپنے عزیز و اقارب سے بھی زیادہ فیاض ہے - اسلیے اپنے اہل و عیال کے تکفل کی درخواست نہ صرف بیمانۂ بطالۃ (Heroism) سے کرہی ہوئی بلکہ غیر ضروری بھی تھی ' مگر با ایں ہمہ اسکاٹ نے اپنے آخری پیغام میں اس طرف اشارہ کیا تھا - اسکے جواب میں انگریزی قوم نے زبان عمل سے لبیک کہا ہے -

انجمن مہم انٹارکٹیکی برطانوی ' اخبار ڈیلی ٹیلیگراف ' اور مینسن ہاؤس میں امداد کے فنڈ کھولے گئے ہیں - مینسن [بقیہ مصارف کے لیے صفحہ ۹ ملاحظہ ہو]

مقالات

صفحة من تاريخ الحرب

— * —

تاریخ حرب کا ایک صفحہ

— * —

مدافعۃ محصورین

محاصرۂ قرطاجنہ

(۳)

تاریخ دفاع امم کا ایک حیرت انگیز افسانہ

اہل قرطاجنہ کے روز دھرا معروف ہیں ' اور شہر کے حصار و تحصین کی تعمیرات میں مصروف ہوگئے - انہوں نے اپنے بڑے بڑے ہیڈلس اور مندروں اور جنگی دیواروں کو بھی اسی طرح محکم ' اور جنگے احاطے فوجی میدانوں کی طرح وسیع کیے ' پھاٹے قلعہ اور حصار کے استعمال کیا - شہر کی تمام عمارتیں اپنے ہاتھ سے منہدم کردیں ' تا کہ غیروں کے ہتھیاروں کی تعمیر سے کام نہ آ سکیں ' اور ان میں جسقدر مختلف اقسام کی معدنیات مثل لوہے اور تانبے وغیرہ کے استعمال کی گئی تھیں ' وہ سب اکٹھا کرلی گئیں ' نیز اگلی لڑائی اور تختے بھی بکثرت جمع ہوگئے -

تمام اہل شہر نے اپنے ہر قسم کے اشغال حیوت معطل کردیے - عورت ' مرد ' بوڑھے ' بچے ' سب لوگ رات دن لگاتار کام کرنے میں مصروف ہوگئے - عمارتوں سے نکالی ہوئی معدنیات اور گلا کر انسے ہر قسم کے ہتھیار طیار کرتے ' اور اسلحوں سے تلواروں کے قبضے اور نیزوں کے دستے بناتے - تمام عورتوں نے اپنے سر کے وہ حسین بال ' جنکی حسن و زیبائی جنس نسوانیت کا بہترین سرمایۂ جمال ہے ' جمال حریت و شرف وطن پر قربان کردیے ' اور انکو کاٹ کاٹ کے دیدیا ' تا کہ انسے تانت اور بٹ کر دوزخوں کی جگہہ منجنیقوں کی رسیوں اور کمانوں کے چلے بنائے جائیں ' اور انسے آگ برسانے والے تیروں سے دشمنان ملت و اعداء وطن کے سینے زخمی ہوں !

چند دنوں کی شبانہ روز کی محنت میں انھوں نے اپنے تمام انتظامات مکمل کر لیے - ہر طرح کے ہتھیاروں سے اتنا ذخیرۂ جنگ لبریز ہوگیا ' کہ ایک دیرتک قرطاجنہ بھی اپنا پیٹ بھر سکتا تھا ' جو لڑنا ہو ' اور لڑائی مفید آگے جنگ اسکے پاس نہ ہو !

رومیوں کی یلغار

رومی ایطالیا میں تھے - انھوں نے ان طیاروں کا حال سنا تو ہنسے اور یلغار کرتے ہوئے روانہ ہوگئے - انکا خیال تھا کہ پچھلے حملہ میں جا زخموں سے چور چور جنگ اور آلات کی موجودگی نے بعہد مقابلہ قرطاجنہ کے شہر حوالے کردیا تھا ' تو اب بے دست و پائی کی حالت میں کیا مقاومت کرسکے گا لیکن انھیں معلوم نہ تھا کہ

دلوں کی اقلیم میں منٹوں اور لمحتوں کے اندر انقلاب ہو جاتا ہے - اور اسی کے انقلاب سے اس دنیا کے انقلابات وابستہ ہیں !

رومی اپنے زعم یا خیال کے نشے میں سرشار چلے آتے تھے ' لیکن جب شہر کے قریب پہنچے تو انکی آنکھیں کھل گئیں ' اور انھوں نے دہشت و تحیر کے عالم میں دیکھا کہ جس قرطاجنہ کو چند ہفتے پیشتر چھوڑ گئے تھے ' جنوں کی سی معجزی قوت ' اور جادو گروں کی سی ساحرانہ طبیعت سے وہ بالکل بدل گیا ہے - اب قرطاجنہ ایک بے پناہ اور بے ہتیار آبادی نہیں ہے ' جیسی کہ بچھڑ و ظلم بنا دی گئی تھی ' بلکہ ایک مستحکم و ناقابل تسخیر قلعہ بند حصار ' جو نو تعمیر برجوں ' انیر جانبیا رکھی ہوئی منجنیقوں ' اور کمانیں چڑھے ہوئے مسلح مدافعین کی صفوں سے مستعد پیکار و دفاع ہے !!

اہل قرطاجنہ کے پاس جنوں اور ساحروں کی کوئی مخفی طاقت تو نہ تھی ' پر حریت پرستی کی جوش ملی و وطنی کا ایک مقدس فرشتہ ضرور تھا ' اور اس کی طاقت کے آگے جنوں اور ساحروں کی مزعومہ قوتیں بھی ہیچ ہیں !

مجبور ہوکر رومیوں نے محاصرہ کرلیا اور اپنی فوج چاروں طرف پھیلا دی - انکے آلات جنگ نہایت خوفناک تھے ' اور فوج کی مقدار بھی بے شمار ' لیکن با ایں ہمہ انکی کوشش محصورین کی جانفروشی کے آگے نہیں چلتی تھی ' اور جب کبھی ہجوم کرکے بڑھتے تھے ' معاً بزدلی و خلالت کے ساتھہ پسپا کردیے جاتے تھے !!

یہاں تک کہ محاصرے کے بہت طول کھینچا - کامل دو برس گذر گئے ' لیکن محصورین کا عزم و ثبات ایک روز عظیم تھا ' جس سے رومی طاقت شکوا تی تھی اور ہٹ ہوتی تھی -

محاصرہ کا تیسرا سال

از ہامہ

جمہوریۂ روم کامل دو سال کے محاصرے سے عاجز آگئی - تیسرے سال کا آغاز ہوا ' تو قدیمی سپہ سالار کی جگہ طسطیوس

(بقیہ مضمون صفحہ ۰)

ہاؤس فنڈ میں شاہ جارج اور ملکہ میری نے سو سو پونڈ اور شاہ و ملکہ ناروے نے ۵۰ - ۵۰ - پونڈ دیے ہیں -

ریجسٹر نامی اخبار نے دو فنڈ کھولے ہیں : ایک زن شلنگ فنڈ اور دوسرا زن پینی - پہلا جوانوں اور بوڑھوں کے لیے ہے ' اور دوسرا صرف بچوں کے لیے - زن پینی فنڈ سے آسٹریلیا کے یتیمخانے خریدے جائینگے اور اب تک سوا سو مسز اسکاٹ کو ملیگا - ۲۳ - فروری سنہ ۱۳ - تک کل سرمایہ امداد ۳۰ - ہزار پونڈ تک ہو چکا تھا -

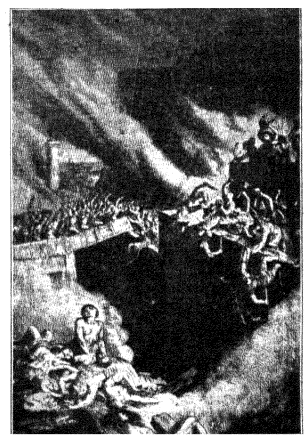
نتائج علمیہ

اس مضمون کا اصل حصہ در حقیقت نتائج علمیہ ہیں - اس سلسلے میں جو معلومات فراہم ہوئی ہیں ' انکا تعلق تین متعلقہ علوم یعنی علم طبقات الارض ' علم وظائف الاعضاء ' اور علم جغرافیہ سے ہے - یہ معلومات ان علوم کے علماء خصوصین (Specialists) کو دیدی گئی ہیں اور وہ اپنے مطالعہ میں مصروف ہیں - جب نتائج مطالعہ شائع ہونگے ' تو ان شاء اللہ العزیز ہم انکے تراجم کی اشاعت کی کوشش کرینگے -

(Tacitus) نامي ايک شجاع و باسل رومي افسر کو مقرر کيا گيا ' جسکي جنگي قابليت اُس وقت تمام روم ميں مسلم تھي -

طاسطيوس نے آکر ديکھا تو اهل قرطاجنه کے جنگي دفاع کے آلے تمام فوجي قوتيں بيکار کئي هيں ' اور اگر محض جنگي قوت پر اکتفا کرليا گيا تو برسوں بيکار جائيں گي - اسليے اس نے سب سے پہلے اسکي کوشش شروع کي که کسي طرح باهر سے رسد کے پہنچنے کے راستے بند کردیے جائيں ' تاکه محصورين فاقے کے خوف سے خود بخود شہر کھولديں -

اهل قرطاجنه کيليے دونوں راستے کھلے تھے - خشکي کا بھي اور سمندر کا بھي - طاسطيوس نے پہلے راستے کو يوں بند کرديا که ايک مرتبه هي تمام فوجي قوتوں کو مجتمع کرکے شہر پناه کي طرف بڑھنا شروع کرديا ' اور اسقدر قريب پہنچکر که ايک تير کے فاصلے سے زيادہ مسافت باقي نہيں رهي تھي ' فوج کو چاروں طرف پھيلا ديا - خشکي کي راه سے جسقدر نقل و حرکت اور آمد و رفت هوتي تھي ' اب وہ سب دشمنوں کے حملے کي زد پر آگئي تھي اور انکي نظروں سے پوشيدہ هوکر شہر ميں داخل هونا ممکن نه تھا -



النـــار و لا للعـــار

اهل قرطاجنه نے قلعے ميں آگ لگاني هے ' اور اسميں کوه کوه کر جل رهے هيں

اهل قرطاجنه کي ايک سخت غلطي

— * —

بحري راستے کي بندش کيليے اُسنے ساحل پر ايک سنگي عظيم الشان بندرگاه تعمير کرانا شروع کرديا ' تاکه وهاں بحري قوت هر وقت موجود رهے ' اور جن کشتيوں اور جہازوں پر محصورين کو رسد کي امداد بھيجي جاتي هے ' انکو راه هي ميں برباد اور گرفتار کرليا جاسکے -

اهل قرطاجنه کو اسکي خبر هوئي ' مگر بعد از وقت - اگر ابتدا هي ميں اُنھوں نے اپني کشتيوں بھيجکر دريا کي طرف سے حمله شروع کرديا هوتا تو رومي کسي طرح بندرگاه کي تعمير ميں کامياب نہو سکتے - انکي بحري قابليت جنگ اهل قرطاجنه کي هزار سالہ بحري زندگي کا مقابله نہيں کرسکتي تھي - ليکن اُنھوں نے بري راه کے بند هوجانے کے بعد سمندر کي راه پر اعتماد کرليا ' اور اسکي خوف سے بالکل غافل هوگئے - بعد کو جب تنبه هوا ' تو وقت هاتھه سے نکل چکا تھا - اُنھوں نے چند کشتيوں حملے کے ليے بھيجيں ليکن وہ کچھه نقصان نه پہنچا سکيں ' اور رومیوں نے بندرگاه کا بحري راه بھي بند کردي !

عبـــرت و بصيـــرت !!

غور کرو ! ايک بے دست و پا اور مظلوم و محصور جماعت ' جس کے قلعے مسمار کيے جا چکے تھے ' جس سے هتيار چھين ليے گئے تھے ' جسکو تمام قواه جنگ و دفاع سے ايک بر لرچے هوے کبوتر کي طرح محروم کرديا گيا تھا ' اور جسکے موجودہ مادي قوی کي کل کائنات اتني تھي که چند عمارتوں کے لرچے سے بناے هوے هتيار تھے ' يا عورتوں کے بالوں سے بٹکر طيار کيے هوے کمانوں کے چلے ' مگر وہ دنيا کي ايک عظيم الشان متمدن قوم ' اور رومیوں جيسي فاتح و مہذب قوم کو تين سال تک ايک انچ آگے بڑھنے نہيں ديتي ' اور چھ سو سکر مغلوب کرنے کيليے ايک سال کا زمانه صرف کرے ' اور پہاڑوں کي چٹانيں کاٹ کاٹ کے ' عظيم الشان عمارتيں اور بندرگاه تعمير کيے جاتے هيں !

هے ايک خلق کا خوں اشک خونفشاں په مرے
سکھائي طرز نے دامن اُٹھانے کي تجھے !

جب ايسي انسانوں کے دل اپني قوم اور اپنے وطن کي عزت کيليے باهم مل جاتے هيں ' اور اپنے اندر سچا جوش اور محکم ولوله پيدا کرليتے هيں ' تو پھر انکي متحير العقول اور ما فوق العادة قوتوں کے معجزات و خوارق کا ايسا هي حال هوتا هے : ذٰلك فليتنافس المتنافسون ' (۱۸:۸۳) و ان في ذالك لايات ' وما يعقلها الا العالمون -

* * *

اب اهل قرطاجنه کو لا علاج مشکلوں سے سامنا هوا ' اور محاصره کے مصائب روز بروز زيادہ محسوس هونے لگے - قواے جنگ کي کمي کا وہ اپنے جوش و ولوله کاري سے علاج کرسکتے تھے ' ليکن غذا کي فطري ضرورت ' اور حيات جسماني کے داعيۂ طبيعيه کا انکے پاس کيا علاج تھا ؟ راه مرور و درآمد رسد کے بند هو جانے سے وہ بالکل مجبور هوگئے -

طاسطيوس نے ديکھا که اسکي تدبير کار گر هوگئي هے ' پس اُس نے آخري حملے کي طياري شروع کردي ' اور اسميں بھي ايک سخت پر فريب حيلۂ رخنه سے کام ليا - يعني سب سے پہلے اپني طياريوں کو بندرگاه کي طرف سے شروع کيا اور فوج کا ايک بڑا حصه الگ کرکے منتظر حکم طيار رکھا - اهل قرطاجنه کي خاک وطن پر قرباني کے آخري دن قريب آگئے تھے - وہ اس دھوکے کو نه سمجھے ' اور يقين کرليا که دشمن بندرگاه کي طرف سے هي حمله آور هوگا ' پس انھوں نے اپني تباهي کي خود هي طياري کي ' اپني تمام قوتوں کو اُسي رخ پر متوجه کرديا ' اور اُس جانب کے چوبيں مورچوں ميں آگ لگادي -

ليکن يه بے فائده تھا - رومي اس جانب سے آنا هي نہيں چاهتے تھے ' جب انھوں نے ديکھه ليا که محصورين پوري طرح اس رخ پر آگئے هيں تو فوراً منتظر اور محفوظ لشکر کو حکم ديا که شمالي جانب هجوم کرکے بڑھ جائيں - يه تدبير پوري طرح کامياب هوگئي - رومي بغير کسي نقصان کے بڑھتے گئے ' اور شہر پناه کے پاس پہنچے تو مقابلے کا بالکل سامان نه تھا - انھوں نے برقي گرزوں اور سنگين هتوڑوں سے دروازے توڑ ڈالے اور محفوظ و مطمئن شہر ميں داخل هوگئے -

آخـــري ساعـــات جنـــگ

اهل شہر کي آنکھيں کھليں تو اُس وقت ' جب خونخوار درندوں کي طرح دشمنوں کے خوں آشام غول شہر کے کوچوں اور سنسان بازاروں ميں پھيل گئے تھے ' اور تير کمان سے نکل چکا تھا !

تاهم جو آگ حفظ وطن کي تين سال سے جل رهي تھي ' وہ اس قدر جلد بجھه نہيں سکتي تھي - با وجوديکه اب سعي و تدبير کا وقت جاچکا تھا اور آخري ساعات سر په نہيں ' تاهم اهل شہر ذلت کے فرار کي جگه ' عزت کي بعد از مقابله موت کيليے طيار هوگئے اور وسط شہر ميں جمع هوکر لڑنا شروع کرديا - عورتيں گھروں کي چھتوں پر چڑھگئي تھيں اور کمانيں ليکر دشمنوں پر تير برسا رهي تھيں -

بچے دریچوں میں کھڑے تھے ' اور اعداء وطن پر پتھر پھینک رہے تھے - ایک ایسی سخت خونریزی عرصہ تک جاری رہی ' جس نے تمام شہر کو خون اور لاشوں کا سمندر بنادیا - عشاق وطن اور فداکیان ملت اپنی اُن عزیز جانوں کو ' جنھیں تین سال تک عشق وطن میں ندر مصائب و شدائد رہا تھا ' ہتھیلیوں پر لے کر بڑھتے تھے ' اور خونخوار دشمنوں کی تلواروں اور تیروں پر اس بے خدری و بے جگری سے گرتے تھے ' گویا یہی انکا مطلوب و معشوق ہے !!

انسان یقیناً انسان ہے ' پر وہ درندہ بن جائے تو درندوں سے بھی بدتر ہے :

لقد خلقنا الانسان	بیشک ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر اور اچھے
فی احسن تقویم	سے اچھی ساخت پر پیدا کیا ' پھر اسی کو بدتر
ثم رددناہ اسفل	سے بدتر حالت میں لوٹا لائے کہ وہ جس
سافلین ! !	حالت کو اختیار کرنا چاہے و اپنے اندر آمادہ
(۹۵ : ۴)	سامان پاتا ہے !

یہ ظلم و سفا کی اور بربریت و سبعیت کی ایک لعنت تھی ' جو خونخوار رومیوں کے بے امان ہتھیاروں سے نکلکر قرطاجنہ کے تمام راستوں پر چھا گئی تھی - اہل شہر نے جو کچھ کیا ' یہ محض انکے جوش و قربانی کی استقامت تھی ' ورنہ در اصل اب تک وہ مقابلہ کرسکتے تھے ' اور نہ مقابلے میں کامیابی کی کوئی صورت باقی رہی تھی - بالآخر رہی ہوا جو ہمیشہ ظالم و مظلوم ' اور غالب و مغلوب کے درمیان ہوا ہے - رومیوں نے اپنی تین سال کی خونیں تشنگی کو تازہ خون کی سیلاب سے بجھانا شروع کردیا - پھر نہ عورتوں کو بخشا تھا ' نہ بوڑھوں کو ' اور نہ معصوم بچے زبان بچوں کو - زخمیوں کی کراہ ' بچوں کی گریۂ زاری ' عورتوں کی فریاد و بکا ' اور ان سب پر غالب آجانے والی وہ صدائے دہشت و انتقام ' جو رومی درندوں کی بے امان زبانوں سے نکلتی تھی - دراصل وہ آخری فیصلہ کی گھڑیاں تھیں ' جو اہل قرطاجنہ پر گذر رہی تھیں ' اور نہیں معلوم اس دنیا میں کتنی بد بخت قومیں ہیں ' جن پر یہ گھڑیاں گذر چکی ہیں !!

رومی سپہ سالار لاشوں پر سے گذرتا ہوا قلعہ تک پہنچا - جسقدر باشندے قتل و غارت سے بچے تھے ' وہ سب اسکے اندر موجود تھے - اس نے فوج کو حکم دیا کہ چاروں طرف سے بڑھکر تلوار کھینچکر محاصرہ کرلیں ' اور اس تمام عرصے میں تلواریں کب نیام میں پڑی تھیں کہ برآمد کی جاتیں ؟ جب یہ انتظام مکمل ہوگیا تو قلعہ میں آگ لگا دی گئی -

تھوڑی ہی دیر کے اندر ہر طرف شعلے بلند ہونے لگے - اب اہل جنہ کیلیے اندر آگ تھی ' اور باہر تلواریں تو آگ سے بھی زیادہ رحم انسانوں کی تلواریں - چھ دن تک شہر جلتا رہا ' اور نہیں معلوم کتنی جانیں اسکی شعلوں کی نذر ہوئیں ؟ مگر شہر بہت بڑا تھا ' اور ابھی بڑا حصہ باقی تھا ' جہاں بڑھتے ہوئے شعلوں کے میں بد بخت انسان پڑے سسک رہے تھے !!

ملت فروش و خائن وطن

هسدروبال

قوم جوش ملت پرستی کے خراہ کیسے ہی دور خدا کاری مگر تورات مقدس کی روایتوں میں کہا گیا ہے کہ باغ عدن کے ساتھ سانپ بھی تھا - پس قوم فروشوں اور خائنین ملت نہیں ہوتی ' اور اسکی آستین صداقت میں کوئی نہ کوئی موجود ہوتا ہے :

م اللہ پھر بھی وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے اُن پر لعنت و یلعنھم اللاعنون کی ' اور تمام لعنت بھیجنے والے بھی اُن پر لعنت بھیجتے ہیں ! (۲ : ۱۵۹)

ایک محفوظ اور بلند پہاڑی پر اہل قرطاجنہ کے دیوتا (اسکوں بیوس) نامی کا ہیکل تھا ' جسکی دیواریں رفیع ' اور حصار مستحکم تھا - اسمیں تو سو کے قریب استقلال پرست قرطاجنی (هسدروبال) نامی قرطاجنی افسر کی ماتحتی میں پناہگزیں تھے ' اور رومی اسکو مغلوب کرنے میں بالکل ناکام رہے تھے - لیکن جب رسد کی قلت نے بھوک کی تسکلیف سے مجبور کردیا تو هسدروبال اپنی جماعت کے اطلاع بعہد ' غداری اور بے وفائی کر کے دشمن آیا اور اپنے تئیں رومیوں کے حوالے کردیا -

رومی سپہ سالار نے اس خیانت کے صلے میں اسے اپنے پیروں کے پاس جگہ دی - وہ جب اپنا تو اوپر ہیکل کی دیواروں سے محصور قرطاجنیوں نے اسے دیکھا - وہ اپنے تئیں اس غضب کو ضبط نہ کر سکا اور بار بار یکہ خود بھی واقعی کی مصیبت میں گرفتار تھے ' جس سے بچنے کا طریقہ هسدروبال نے بتلا دیا تھا ' لیکن انکی حسیات شر بعد نے انکو نفرت و ازراہ سے بھر دیا - انہوں نے چلا چلا کر کہنا شروع کیا کہ " اے خائن اور امیدہ خصلت هسدروبال ! تجھپر ہمیشہ ایسے ہی بدقماش ہوں کہ تیری روباہی اور نامردی نے قرطاجنہ کے دامن عزت پر دھبہ لگا دیا ! ! "

عشاق ملت کے مصائب

تن جاں و تن مال و تن سر
ہر سہ بود منتی اول منزل عشق

رسد کی در آمد عرصے سے بند ہوگئی تھی - پرانے ذخیرے اب کے ختم ہوچکے تھے - اب شب و روز کا متصل فاقہ تھا ' جسمیں هسدروبال کے ساتھی مبتلا تھے - چند دن اور اسی عالم میں انہوں نے بسر کیے - وہ ہیکل کی دیواروں سے باہر کی اُس دنیا کو دیکھتے تھے ' جہاں دنیا کی تمام نعمتیں اور راحتیں موجود تھیں - وہ رومی فوج کے سامنے طرح طرح کے لذیذ اور پُر تکلف کھانوں کے دستر خوان بچھے ہوئے دیکھتے تھے ' اور هسدروبال کے پھیلانے میں بھی انکی نظر غلطی نہیں کرتی تھی ' جو ان لذائذ و نعائم میں شریک کرلیا جاتا تھا - انسے چند قدموں کے فاصلے پر یہ سب کچھ ہو رہا تھا ' لیکن انکے لیے ' اُن بد بختوں کیلیے ' روٹی کا ایک خشک ٹکڑا ' اور سمندر کے تلخ پانی کا ایک قطرہ بھی اس دنیا میں باقی نہیں رہا تھا - کیوں ؟ صرف اسلیے کہ وہ جو محبت ملت کے مجرم ' اور وطن پرستی کے قصور کے گناہگار تھے ' پھر آہ اے معبد ملت پرستی ' اور اے صنم مقدس حریت و آزادی ! تیری پرستش اور تیری محبت کے جرم نے تیرے پرستاروں کو کن کن آزمایشوں میں مبتلا نہیں کیا ' اور کیسے کیسے جانسوز آزما عذابوں سے دوچار نہیں ہوے ؟ پر تجھ میں یہ کونسی عقل ربا ' اور ہوش افگن دلفریبی ہے ' جس کی مقناطیس تعبد کی قہرمانیہ پر نظام کائنات کی کوئی قوت غالب آنہیں سکتی ؟

ترک جان در رہ آں سرو رواں این ہمہ نیست
عشق اگر نرخ نہد ' قیمت جاں این ہمہ نیست !

انکے لیے بھی عیش و راحت کا دروازہ کھلا تھا - ایک لمحہ کے اندر انکی حالت بدل جاسکتی تھی - هسدروبال نے بتلا دیا تھا کہ جس کسی کو شرف ملی ہے زیادہ حفظ نفس عزیز ہوا اسکو کیا کرنا چاہیے ؟ رومی طیار تھے کہ اگر وہ اپنے تئیں سپرد کردیں ' اور انکی غلامی کا طوق پہنے کیلیے طیار ہوجائیں تو انکو امان دیدی جاے -

لیکن انکی غیرت عشق نے اس کو گوارا نہ کیا کہ جس محبوب کے عشق مقدس میں تین سال تک رشتۂ وفاداری ہاتھ سے نہ دیا ہو، اب زندگی کی آخری ساعات میں، جبکہ انکا جانی محبوب شعلوں کے اندر سے سرگرم فغاں، اور ملت عزیز سیلاب خون کے اندر سے توصیہ فرماے استقامت و وفاداری ہے، اپنی حیات فانی کی ایک مدت مجہول و قصیر لیلیے اس سے کیا بے وفائی کریں؟

النـــار و لا لـــعـــار!!

بالآخر قبل اسکے کہ دشمنوں کے ہاتھ سے شہید کی طرح ہیکل کی دیواروں میں بھی آگ لگائی جاتی، انہوں نے خود ہی اسمیں آگ لگادی:

آ تشـــم تیـــزست و دامـــان مـی زنـم

جب آگ کے اچھے طرح دیوار و دامان میں جگہہ بنالی اور شعلے تیز ہی کے ساتھہ بھڑکنے لگے، تو تمام قرطاجی، جنمیں عورتیں بھی تھیں اور معصوم بچے بھی، ایک مقام پر آکر جمع ہوگئے اور "قرطاجنہ" کے نام کی جان سپارانہ صدائیں لگاکر، جھڑتے ہوے شعلوں کے اندر کود پڑے - عیش فانی کے اس لالہ زار سے جو عید بانی غلامی سے حاصل ہوا ہو، ایسا یہ شعلہ ہاے حیات سوز بہتر نہ تھے، جسکے اندر اپنی ملت محبوب کے ہزاروں اجسام، اور اپنی سر زمین مقدس کی صدہا عمارتوں اور گرہی ہوئی دیواروں کی خاکستر ملی ہوئی تھی؟ وہ اس شوق و ذوق اور بے ہراسی سے آگ میں کود رہے تھے، گویا مدتوں کے بچھڑے ہوے عشاق ہیں، جو اپنے محبوب کی جانب والہانہ وصل کی طرف بے تابانہ جارہے ہیں: فالموت جسر، یوصل الحبیب الی الحبیب!! (موت مثل ایک درمیانی پل کے ہے، جو دوست کو دوست تک پہنچا دیتا ہے!) -

شوہر اپنے سامنے اپنی عورتوں کو جلتا ہوا دیکھتے تھے، تاکہ غیروں کا تسلط انکے ناموس کو ہاتھہ نہ لگاے -

مائیں اپنے معصوم بچوں کو چھاتی سے لگاے ہوے شعلوں میں کودتی تھیں، تاکہ انکے بعد انکی نسل غیروں کی غلامی و معکوسی کیلیے باقی نہ رہے - والدین اپنی اولاد کے ساتھہ شعلوں سے لپٹ لپٹ کر جان دیتے تھے، تاکہ تمہرہ غیروں کی غلامی سے انکے فرزندوں کے شرف کو ہاتھہ لگے - وہ جبکہ جل رہے تھے، تو انکے جسم سوختہ کا دھواں زبان حال سے صدا لگا رہا تھا کہ "النار و لا العار"!! آگ میں جلنا منظور ہے، مگر قومی ذلت منظور نہیں!!

تلـک الا مثـال نضربهـا للنـاس
لعلهـم یتفکـرون!

عشق ملت، اور حریت پرستی کی یہ ایک مثال تھی، جو مبارک قرطاجیوں نے دنیا کو دکھلا دی - انہوں نے اپنی جانیں ضرور دیں، لیکن اپنی جانفروشی کی نظیر سے قوموں اور ملکوں کو زندگی بخش دی - اور فی الحقیقت جو لوگ اس دنیا میں مرنے میں، وہی مردوں کو زندگی بخش بھی سکتے ہیں - تم اگر صرف اپنی خاطر زندہ ہو، تو اسکے یہ معنی ہیں کہ اپنی ملت کیلیے ایک مردہ لاش ہو، پر اگر قوم کیلیے مرجاؤ، تو تم نہ صرف زندہ ہو، بلکہ ہزاروں اور لاکھوں جسموں اور ہستیوں کو زندگی بخشنے والے ہو!

اہل قرطاجنہ نے آگ کے شعلوں میں کود کر جانیں دیدیں لیکن اسلام، جسکی حیات معنوی کی پہلی شرط نفس و جسم پر موت طاری کرنا ہے، اگر ہوتا تو آگ کے شعلوں کی جگہ دشمنوں کی تلواروں کی طرف اشارہ کرتا، اور آخری مایوسی کے عالم میں بھی اسکو کبھی پسند نہ کرتا کہ اسکے فرزندوں کی جانیں یا لعل رائگاں جائیں - یہ تو سر استقلال پرست قرطاجی سر سے کفنی باندھکر اگر نکلتے، تو کم از کم ۹ سو رومیوں کو تو ضرور خاک و خون میں ملادیتے تا ہم جس جدید فدا کاری اور جاں سپاری سے انہوں نے اپنی جانیں دیں، اسکے شرف و احترام کی تاریخ عالم ہمیشہ حفاظت کریگی - آگ کے شعلوں نے انکے جسموں کو چند لمحوں کے اندر فنا کردیا ہوگا، لیکن انکی مثال حریت و تفانی کی روح مقدس کبھی فنا نہیں ہوسکتی - انہوں نے صفحۂ عالم پر اپنی یاد ہمیشہ کیلیے نقش کردی، اور آنے والی قوموں کیلیے ایک مثال عظیم چھوڑ گئے -

عبرت و نتـائج

آدمی سرگذشت از سر تا پا ایک آویختۂ حیرت اور ایک صداے موعظۂ ہے، جو قوموں کو بتلاتی ہے کہ اپنی قومی آزادی اور ملی استقلال کی قدر و قیمت پہچانیں اور اسکی محبوبیت و معشوقیت کا اندازہ کریں - انکی تاریخ اُن قوموں کیلیے ایک شاہراہ عمل کا افتتاح کرتی ہے، جنھوں نے اپنی غفلت کی لعنت میں گرفتار ہو کر غیروں کی غلامی و معکوسی کا طوق پہن لیا ہے، اور انکی ہیبت و سطوت اور قواء جنگ و اسباب تسلط سے مرعوب ہوگئی ہیں - انہوں نے کردیا ہمیشہ کیلیے اس کا فیصلہ کر دیا ہے کہ قوموں کی زندگی اور استقلال صرف قواء جنگ اور اسلحۂ و آلات کے حصول ہی پر موقوف نہیں ہے، بلکہ دلوں کے محکم جوش، مصیبت کے سچے احساس، مساعدی اور آمادگی کی صداقت، اور سب سے زیادہ کہ باہمی ایثار اور بے مہر بانی کی جگہ، اتحاد و اتفق کی زنجیروں میں بندھکر ایک دل اور ایک جان ہو جانے پر ہے - پھر نہ فوج کی ضرورت باقی رہتی ہے، نہ اسباب مادیۂ مقاومۃ و دفاع کی احتیاج ہوتی ہے، نہ ہتیاروں کے چھن جانے سے نقصان پہنچ سکتا ہے، اور نہ قلعوں کے مسمار ہو جانے سے قوت سلب ہوسکتی ہے -

انکا مقابلہ ایک نہایت متمدن اور فاتحہ قوم سے تھا، جو اُس زمانے میں یورپ کے موجودہ تمدن کی قائم مقام تھی - دشمن شہر پر قابض ہو چکے تھے، ہتیار چھین لیے تھے، اور انکی تعداد بے شمار تھی - تاہم تم نے دیکھا کہ جب انتہا درجے کی مایوسی چھا گئی، ہر طرف سے امید کا دروازہ بند ہوگیا، اور قرطاجنہ کے ہر فرد اور آنے والے وقت کا سچا اور آخری احساس ہوگیا، تو پھر انکے دل قوت اور طاقت کی ایک نئی روح سے بھر گئے، اور انکے دلوں سے ایک لمحہ کے اندر دشمنوں کی قوت، تسلط، قواے جنگ، اور کثرت تعداد کا رعب دھل گیا - پھر وہ انتہا کھوے ہوے، اور سب کے دل قوم کے حفظ کیلیے ملکر ایک ہوگئے - اگر ہتیار نہ تھے تو عمارتوں کو لڑھا نکالکر ڈھالنا شروع کردیا - اگر انسانیں نہ تھیں، تو عورتیں اپنے بالوں کی لٹیں کاٹ کاٹ کر اسکے چلے بنا لیے - پھر سب کچھہ ہوگیا، نیزنہ جو قوم مرنے کیلیے مستعد ہو جائے، خواہ وہ کیسی ہی بے دست و پا اور بے سامان ہو، مگر پھر بھی وہ ایک ایسی قوت ہے، جو سب کچھہ کرسکتی ہے، جو نا ممکن کو ممکن بنا دیسکتی ہے، اور جس پر اس دنیا کی کوئی قوی سے قوی طاقت بھی غالب نہیں آسکتی!!

آخـری نظـارہ

فاعتبروا یا اولی الابصار!!

یہ سب کچھہ ہو رہا تھا، اور خالص ملک و ملت (هسدروبال) رومی لشکر میں بیٹھا دیکھہ رہا تھا - اسکی نوجوان بیوی جسکی حسن و رعنائی تمام قرطاجنہ میں ضرب المثل تھی، ہیکل کے اندر پندگرہ زیبائی کے ساتھہ تھی، اور در چھوٹے چھوٹے بچے بھی اسکی گود میں تھے - هسدروبال کو اپنی بیوی سے عشق تھا،

اور اپنے بچوں پر مفتوں تھا - جب اس نے قوم سے غداری کرکے پرشیدہ نکل جانے کا ارادہ کرلیا تو چاہا کہ اپنی بیوی اور بچوں کو بھی ساتھ لیجائے - اسلیے اپنے ذلیل ارادے سے آپ اطلاع دی' اور طرح طرح کی تدبیروں سے سمجھانا چاہا' لیکن اس وفادار ملکہ' فدا کار وطن' اور تمثل شرافت و عظمت نے نہایت ذلت و نفرت سے اسکی تجویز کو ٹھکرا دیا' اور اسدرجہ غصے سے مضطرب الحال ہوئی کہ مسدر رومال سہم گیا - اسے خوف ہوا کہ کہیں جوش غضب میں میرے مخفی ارادے کو قوم پر ظاہر نہ کردے اور میں اپنی جان کو بھی بچاکر نہ لیجا سکوں -

افسوس کہ اس خائن مملکت کو اسپر بھی شرم نہ آئی - معجبت نفس و عشق غذائے حیوانی نے اسکو مغلوب کرلیا تھا - وہ رات کے وقت نظروں سے پوشیدہ ہوکر تن تنہا نکل آیا اور سمجھا کہ میری مثال اور غذا کا فقدان ان لڑکوں کو بھی اطاعت قبول کرلینے پر مجبور کردیگا' اور میری بیوی بھی کچھ دنوں کے بعد نکل آئیگی -

لیکن اسکے نفس ذلیل و سفیہ نے اسکو دھوکا دیا - اس نے اپنی بیوی اور اپنی جماعت کے قلب شریف کو بھی اپنا ہی سا سمجھا تھا - صبح کے وقت جب ہیکل کی دیواروں سے اسکی بیوی نے رومی سپہ سالار کے پاس آنے دیکھا' تو غیظ و غضب میں آکر چلا اٹھی اور نفرت و حقارت کے ساتھ اسپر لعنت بھیجی !

اسکے بعد آخر تک مسدر رومال کی بیوی نے اپنی قوم کا ساتھ دیا اور جب خاتمے کے آخری دن ہیکل کی دیوار سے آگ کے شعلے بلند ہوے تو اس نے اپنی قوم سے کہا :

" مجھے چند لمحوں کی زندگی ابھی مطلوب ہے - اپنے لیے نہیں' اپنے ان معصوم بچوں کیلیے نہیں' بلکہ اسنے غدار اور سفیہ باپ کیلیے' جس کو قبل اسکے کہ مقدس دیوتا آخرت کی لعنت میں گرفتار کرے' میں چاہتی ہوں کہ اس دنیا میں آج بھی ایک سزادہ دوں - افسوس کہ اس نے مجھے نہیں' مگر اپنی قوم سے بے وفائی کی - وہ آجتک میرے عشق میں ثابت قدم رہا' لیکن کاش مجھ سے بے وفائی کرتا' پر اپنی قوم سے بے وفا نہوتا !! "

اس نے یہ کہا اور اس وقت تک توقف کیا' جب تک کہ آگ کے شعلے ہیکل کے احاطے کی دیواروں تک نہ پہنچ گئے - یہ مقام رومی فوج کے بالکل سامنے اور قریب تھا - اس نے جب دیکھا کہ دیواروں میں آگ نے اچھی طرح گھر بنا لیا ہے' تو اپنے دونوں بچوں کو گود میں لیکر نکلی' اور مسدر رومال کے سامنے جاکر کھڑی ہوگئی -

مسدر رومال کی بیوی کی تقریر

اسکا مستقیم قد استقلال و ثبات کا ایک اٹھتی ستون تھا' اور اسکی حسین آنکھوں سے غیظ و غضب کی چنگاریاں نکل رہی تھیں - وہ پہلے بھی حسین تھی' لیکن اس وقت عزم و استقامت' اور عظمت رجبورت کے حسن معجزی نے اسکے اندر فرشتوں کی سی ایک ہیبت جمیل پیدا کردی تھی -

اس نے پہلے رومیوں کے لشکر اور انکے ساز و سامان کی ایک نظر حقارت قاہرانہ تذلیل کی - پھر رومی سپہ سالار کی طرف دیکھکر کہا :

" اے ظالم رومیو ! تم خوش ہوکہ تم نے ہماری بربادی و ہلاکت اپنی آنکھوں سے دیکھ لی - لیکن تم بھول گئے کہ اس دنیا کی ایسی ظالمانہ خوشیاں ہمیشہ سے عارضی ہوئی ہیں - اس وقت کو دور نہ سمجھو' جب تمہاری ہلاکت و بربادی کا وقت بھی آئیگا' اور تم کو اس وقت کو دیکھنے کیلیے ہم نہونگے ' مگر ہمارے اجسام سوختہ کی خاکستر' اور قرطاجنہ کی جلی ہوئی دیواریں کی ذرے وجود ہونگے ! "

پھر وہ اپنے شوہر کی طرف متوجہ ہوئی - اسکے چھوٹے چھوٹے بچے آنے والے وقت سے بے خبر اسکی چھاتی سے لپٹے ہوے تھے ' جبکہ اس نے کہا :

" اے مسدر رومال ! اے خائن ملکہ ! اے شقی رروسیاہ ! اے وہ ' کہ تونے اپنی قوم ' اپنے مقدس وطن ' اور اپنے دیوتاؤں سے بے وفائی کی !! یاد رکھ کہ قرطاجنہ کی جلی ہوئی دیواروں کی خاک کا ہر ذرہ تجھپر لعنت بھیج رہا ہے ' اور قیامت تک کیلیے تیری روح سفیہہ اور ہستی نجس پر انسانوں کی پھٹکار ہوگی !! تونے اپنوں کو فاقہ و موت کی حالت میں چھوڑ کر غیروں کی اطاعت قبول کرلی ! تونے اپنی اس جماعت کو چھوڑ کر جو تیرے قدموں پر سر رکھے ہوے تھی ' اس روم کے ماحوں ظالم کے قدموں تلے جگہ ڈھونڈھی ! تونے اپنی قوم کو چھوڑ دیا تاکہ وہ فاقہ و تشنگی سے ہلاک ہو اور خود بزدلی کے ایک ٹکڑے اور پانی کے ایک کورے کیلیے غیر قوموں کی ٹھوکریں کھانے کیلیے چلا آیا ! بتلا کہ تونے دیوتاؤں کی مقدس قسم' قوم کی وفاداری' اور وطن کی محبت اور بیچ کر کیا پایا ؟ اس حیات ذلت کی چند گھڑیاں' جو ممکن ہے کہ ابھی ہی ختم ہو جائیں ؟ روٹی کا ایک ٹکڑہ اور پانی کے چند قطرے' جو تو نے سو قرطاجیوں کی بھوک اور تڑپ کو بھوکر اپنے حلق کے نیچے اتارا تھا ؟ یا پھر وہ بیوی عزت اور کامرانی کا کوئی زندہ ' جو اس رومی سپہ سالار نے تجھسے کیا ہے ؟ لیکن اے شقی و سفیہہ ! بتلا کہ جب تیری قوم میں سے ایک فرد بھی اس دنیا میں باقی نہ رہا ' جب تیرا مالک آگ کے شعاروں کا ایندھن بن گیا' جب قرطاجنہ کی ہزار سالہ نسل نابود و فنا ہوگئی ' تو پھر دنیا میں تیرے لیے ' تن تنہا تیرے لیے اسے لعین و رسیاہ تیرے لیے' کونسی شے ہے ' جو عزت اور خوشی کا ذریعہ ہوسکتی ہے ؟ کیا یہ ظالم رومی تیرے سر پر زمرۃ الغیبی سے سلطنت کا تاج رکھدینگے ؟ پھر اگر وہ رکھ بھی دیں' تو تیری تمام قوم کے مٹ جانے کے بعد وہ تاج تجھکو کیا خوشی دیسکتا ہے ؟ ہزار لعنت ہو تجھپر اے مسدر رومال ' کہ تیری زندگی تیری قوم کے ہلاک ہو جانے کے بعد قیامت تک کیلیے پھٹکار ہو ہر اس زندگی پر ' جو تیرے نقش قدم پر چلے ' اور حیات دنیویہ کی فانی لذتوں ' اور تنعس و جان کے آرام و راحت کیلیے اپنی قوم اور اپنے ملک سے بے وفائی کرے ! "

شدت غیظ و غضب سے اسکا تمام جسم کانپنے لگا ' اور جب اپنی قوم کی یکسر بربادی و ہلاکت یاد آئی تو درد و غم کے زور سے اسکی آواز بند ہوگئی -

چند لمحوں تک اس نے ایک سکوت قہر کے ساتھ اپنے بدبخت شوہر کو دیکھا ' پھر ایک نگاہ اشک آلود اپنے ان بچوں پر ڈالی ' جو اسکے ارادے سے بے خبر ' اور آگی دنوں کے متصل فاقے سے زار و نزار ہوکر اسکے منہ کو مظلومانہ تک رہے تھے !

وہ کسی مخفی ارادے کا فیصلہ کرکے ' ایک استقلال آہنیں کے ساتھ آگے بڑھی - بچوں کو گود سے اتارکر اپنے سامنے کھڑا کیا اور

اپنے جنسی ضعف و صورت نسائی کے خلاف ' شہنشاہوں اور فاتحوں کی آواز میں گرج کر بولی :

" تیسری اصلی سزا وقت دور نہیں ہے ' جبکہ قرطاجنہ کا مقدس دیوتا اپنی عدالت میں تجھے اپنا کرے گا ! لیکن اس وقت بھی تیرے لیے ایک عذاب الیم درپیش ہے - پھر بتلا کہ جب تو مجھے ' اور اپنے ان بچوں کو آگ میں جلتا ہوا ' اور موت کے احتضار سے تڑپتا ہوا دیکھے گا ' تو تیرے پاس کیا عذر ہوگا ؟ کون ہے جو تجھکو اس معائینۂ تعذیب ' اور اس نظارۂ الیم سے بچالیگا ؟ یہ تیرا معبود رومی ' جسکے قدموں کی ٹھوکر اپنے کا تجھے فخر ہے ' تجھکو روٹی دیسکتا ہے ' پر اس عذاب سے تو نہیں بچاسکتا ! "

رومی سپہ سالار ' ہزار رومی افسران جنگ ' اور قشون محاصرہ ' اسطرح ساکت و صامت تھے ' گویا ان ظالم ماؤں کی طرح ' آج انکے اجسام خیمہ بھی پتھر کے بت بن گئے ہوں ! ہسدروبال کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں ' مگر کانوں میں سمندروں کی روانی ' جنگلوں کی سنسناہٹ ' اور درندوں کی مہیب دہاڑوں کی سی متوحش صدائیں آرہی تھیں - وہ اپنی بیوی کو ' جسکا پیار حسن ' اسوقت ایک فرشتۂ عذاب کی صورت میں اسکے سامنے تھا ' دیکھ رہا تھا ' لیکن نہیں سمجھ سکتا تھا کہ یہ کیا ہے ؟

شہداء ملت کی یاد میں آخرین قطرۂ اشک

اس کی بیوی نے ایک مرتبہ قرطاجنہ کے جلے ہوے کھنڈرات کو بھی بھر کے دیکھا ' پھر اپنی قوم اور اپنے ملک کی یاد میں ایک آخرین قطرۂ اشک بہایا ' اسکے بعد اپنے دونوں بچوں کا گلا گھونٹ کر آگ میں ڈالدیا ' اور انکے بعد خود بھی آگ میں کود کر ' اسکے بھڑکتے ہوے شعلوں میں روپوش ہوگئی !!

.....

.....

(البقیۃ تتلی)

اطلاع

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کی مشینیں ' نئی اور سکیند ہنڈ ملسکتی ہیں -
ہر چیز دفتر اپنی ذمہ داری پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

(۱) ٹائپ کی ڈبل کراؤن سائز ' پین کی مشین ' جو بہترین اور قدیمی کارخانہ کی - اس مشین پر صرف دو ڈھائی سال تک معمولی کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پرزے درست اور بہتر سے بہتر کام دینے کے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہلال اسی مشین پر چھپتا ہے - دو فارس پارر کے فورمز میں سولہ سو فی گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتی ہے - چونکہ ہم اسکی جگہ بڑے سائز کی مشینیں لے چکے ہیں - اسلیے الگ اروینا چاہتے ہیں -

(۲) ٹیڈل مشین ' جو پاؤں سے بھی چلائی جاسکتی ہے ' ڈیمائی ورلو سائز کی - اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر قسم کا کام جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

قیمت بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتی ہے - جو صاحب لینا چاہیں ' وہ مطمئن رہیں کہ ہم اپنی ذاتی ضمانت پر انہیں مشین دینگے ' اور اپنے اخلاقی وقار کو لین دین کے معاملات میں ضائع کرنا نہیں چاہتے -

منیجر الہلال پریس

انتقاد

— * —

رپورٹ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ

— * —

انجمن ہلال احمر عثمانی نے ایک بین الملی انجمن کی صورت اختیار کرلی ہے اسلیے عالم اسلامی کے ہر ہر گوشے کو اسکے اعمال و خدمات کے متعلق سوال کا حق ہے اور ایسے ملک کو تو خصوصاً ' جسمیں سات کروڑ مسلمان رہتے ہوں اور ہر ضرورت کے وقت اعانت کے لیے اُٹھکھڑے ہوتے ہوں - انجمن کی موجودہ شکل کو قائم ہوے تم و بیش تین سال ہوگئے - اس عرصہ میں ہندوستان سے معتدبہ مدد مالی مگر بذریعہ انجمن ہمدہ اس نے آج تک ہندوستان میں کوئی روداد شائع نہیں کی تھی - یہ ایک ناگوار بے اعتدالی تھی جو انجمن کی طرف سے ہندوستان کے ساتھ ہوتی رہی تھی - لیکن نہایت خوشی کی بات ہے کہ اس بارے میں جو تصریحیں ادارۂ الہلال اور بعض دیگر حضرات نے کی تھیں ' وہ بیکار نہ گئیں ' اور اب ایک مختصر انگریزی رپورٹ شائع کی گئی ہے -

اسمیں انجمن نے ان خدمات کی مختصر روداد شائع کی ہے جو اس نے جنگ بلقان میں انجام دی ہیں - اس روداد کو مختلف زبانوں میں شائع کیا گیا ہے - انگریزی ایڈیشن غالباً خاص ہندوستان کے لیے ہے ' اور نہ عالم اسلامی کے جس گوشے میں سب سے زیادہ انگریزی سمجھی جاتی ہے ' وہ صرف ہندوستان ہی ہے -

روداد کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں انجمن کا دائرہ خدمات صرف شفا خانوں تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ شفاخانے کے علاوہ متعدد اور طریقوں سے بھی نہایت مفید خدمات انجام دیے -

مثلاً میدان کارزار سے واپس آنے والے مجروحین کے لیے یورپین ٹرکی میں منزلگاہیں قائم ہیں ' جامیں انکے آرام کا تمام ضروری سامان تھا - قسطنطنیہ میں جو طبی وفود آئے تھے ' انکو ہر قسم کی مالی و انتظامی مدد دی - خزانہ کے خالی ہونے کی وجہ سے فوجی اور سفیرسول شفا خانوں کے پاس آلات و ادویہ وغیرہ کی کمی تھی - لیکن ارنکو جس شے کی ضرورت ہوئی ' انجمن نے اپنے ذخیرے سے مہیا کردی - عثمانی اسیران جنگ اور انکے اعزا میں مراسلت کا انتظام کیا ہوئی الحقیقت سب سے بڑی رفیع خدمت تھی - ذخیرہ وغیرہ -

کارفرمایان انجمن اخیر میں اعتراف کرتے ہیں کہ اپنے کاموں میں انجمن ہلال احمر اپنی ہمچشم انجمنہاے صلیب احمر کی برابری نہیں کرسکی ' مگر وہ کہتے ہیں کہ اسکی وجہ اعضاء انجمن کا تساہل نہیں بلکہ انجمن کی نوعمری ' کم مائیگی ' اور صرف زمانۂ جنگ کی تیاری ہے - چنانچہ اس تجربہ کی بناء پر جو انکو جنگوں میں ہوا ' مجلس انتظامیہ نے طے کرلیا ہے کہ آیندہ سے انجمن زمانۂ صلح میں بھی مصروف کار رہے - مجلس انتظامیہ محسوس کیا ہے کہ صرف آلات ' ادویہ ' اور پوشاکوں کے فراہم کرلینے سے انجمن کی تیاری مکمل نہیں ہوسکتی - اسلیے یہ بھی طے کیا گیا کہ مذکورہ بالا اشیاء کی فراہمی کے علاوہ تمہار داروں کو تعلیم خصوصی دی جاے اور اگر ضرورت ہو تو اسکے لیے ایک درسگاہ کھولدی جائے

تیمار داروں کے علاوہ باربرداری کے لیے ایک جہاز بھی لیا جائے گا تاکہ جہاں ضرورت ہو' انجمن بغیر کسی تاخیر کے اپنا سامان بھیج سکے -

اخر میں تمام معاونین انجمن کا نہایت خلوص سے شکریہ ادا کیا گیا ہے - افسوس ہے کہ انجمن نے اپنی مالی حالت کے تفصیلی تذکرہ کو اس رپورٹ میں جگہ نہ دی ' حالانکہ یہ بہت ضروری حصہ تھا ' اور اسکی تفصیل لوگوں کیلیے موجب طمانیۃ و مزید سرگرمی اعانۃ ہوتی - میں نے ارکان انجمن و معاونین کار کو پچھلے دنوں بار بار اسپر توجہ دلائی' اور اس رپورٹ کو دیکھکر پھر ایک تفصیلی مراسلہ بھیجا ہے - نیز ذاتی مصالح الدین اور شیخ جاوش کو بھی لکھا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اثرت اشغال اور جدت کی مصروفیت سے کوئی مبسوط رپورٹ شائع نہ ہو سکی - تاہم ضرورت ' ضرورت ہے ' اور اس سے اغماض نہیں کیا جاسکتا -

عام تقسیم کیلیے زیادہ نسخوں کے بھیجنے کیلیے بھی لکھا ہے تاکہ ہندوستان کی تمام انجمن ہائے ہلال احمر میں تقسیم کر دی جائیں -

مطبوعات اردو

— * —

جہنم سے پہلا اور دوسرا خط

قیمت حصہ اول ۰۲ - آنہ - حصہ دوم - دو آنہ - مقبوضہ ہے راست رام پور ممالک متعدد کے پتے سے ملسکتی ہے -

مولوی شرف الدین احمد خانصاحب ہیڈ کلرک جیل رامپور کے متعدد رسالے اردو میں شائع ہو چکے ہیں -

آجکل ایسے لوگوں کی بڑی ضرورت ہے جو اپنے فرصت کے اوقات کو ادبی خدمات کیلیے وقف کر دیں ' اور اپنی مقتدر بھر جو کچھ لکھ پڑھسکتے ہیں ' اس سے دریغ نہ کریں -

مولوی شرف الدین صاحب ایسے ہی بزرگوں میں سے ہیں - یہ رسائل انگریزی کی ایک مقبول و نئیر الشاعۃ کتاب سے ترجمہ کیے گئے ہیں' جو خود بھی غالباً یورپ کی کسی دوسری زبان کا ترجمہ ہے - اسکے مصنف نے مذہبی احکام جزاء و عقوبات کو پیش نظر رکھکر ' گن رجحانی آلام و عذاب کا نقشہ کھینچنا چاہا ہے ' جو دنیا کے تمام مذاہب میں " جہنم " کے نام سے بیان کیے گئے ہیں ' اور اسمیں قوت تخیل اور قدرت تعبیر' دونوں چیزوں سے کہ شاعری کے اجزاے اولی ہیں ' پوری طرح کام لیا ہے -

صورت بیان یہ ہے کہ ایک سخت گنہگار آدمی مرجاتا ہے اور جہنم کے عذابوں میں گرفتار ہوکر' رہانسے خطوط لکھتا ہے - اصل کتاب میں ۲۵ - خط ہیں' اور ابھی بطور نمونے کے مولوی صاحب نے دو خطوںکا ترجمہ شائع کیا ہے -

اس کتاب کے لکھنے سے مقصود یہ ہے کہ انسان کی طبیعت پر مذہبی عقائد اور احکام کے اثر کو قوی کیا جائے ' اور گناہوں سے بچنے ' اور تہذیب معاد کے عقیدے سے متاثر ہونے کا ذریعہ ہو - ترجمہ صاف اور سلیس ہے ' اور اسطرح کی ادبی اور شاعرانہ تحریروں کے ترجمہ کی مشکلات پر غالب آنے کی کوشش کی گئی ہے -

قیمت اسقدر ارزاں ہے کہ اگر ہر شخص ایک ایک نسخہ لے لے تو اسے پچھہ بھی محسوس نہ ہوگا' لیکن اگر مطالعہ ایک لمحہ کیلیے بھی دل پر رقم کر گیا تو یہ بہت قیمتی ہے - ہم مولوی صاحب کے اس مقصد رفیع و اہم کو قابل داد و تحسین سمجھتے ہیں' گر آجکل کے بہت سے مدعیان تفویر فکر و علو خیال کو اس مقصد پر ہمتی آے -

سالنامہ مدرسۂ سولتیہ مکہ معظمہ

مہتمم مدرسہ - کیرانہ ضلع مظفرنگر کے پتے سے ملسکتی ہے

مدرسۂ سولتیہ مکہ معظمہ کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہتا ہے ' اور اخباروں اشخاص اسکے کاموں سے بے خبر نہیں ہیں - یہ اسکی تازہ ترین رپورٹ ہے جو مولانا محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ نے شائع کی ہے ' اور علاوہ حالات مدرسہ کے ' اپنے تمہیدی مضامین کے لحاظ سے بھی نہایت دلچسپ اور مفید اطلاعات پر مشتمل ہے -

اس مدرسے کو قائم ہوے عرصہ ہوگیا - مکہ معظمہ اسلام اور مسلمانوں کیلیے ایک قدرتی مرکز ہے ' اور وہاں کا ہر معمولی اور ادنی کام بھی اور مقامات کے عظیم الشان کاموں سے زیادہ مفید و نتیجہ خیز ہوسکتا ہے ' بشرطیکہ وقت کی ضرورتوں ' اور اصول کار و طریق عمل سے اغماض نہ کیا جاے -

اس بنا پر مدرسۂ سولتیہ بھی ایک توجہ طلب کام ہے ' جو قائم ہے ' اور اپنی ابتدائی منازل سے گذر چکا ہے ' اور اگر اسکی طرف توجہ کی جاے تو ایک مفید تر دین قائم کی جا سکتا ہے -

میں اسکی وقت اسکی نسبت تفصیلاً لکھونگا -

یہ رپورٹ نہایت عمدہ اور پر تکلف چھپی ہے ' اور ۱۱۶ - صفحوں پر ختم ہوئی ہے - مدرسہ کی تفصیلی حالت ' جدید دار التدریس کا قیام ' سالانہ اجلاس کی روئداد ' رسائل اعانۃ و مقدار اعانت کی تفصیل ' اور اسی طرح کے ضروری بیانات پورے شرح و بسط سے درج کیے گئے ہیں -

آسان تعلیم

قیمت ۰۲ - آنہ - مصنف سے ملسکتا ہے -

اردو زبان کی ابتدائی تعلیم اور رسم الخط کا مسئلہ بھی ایک اہم اور توجہ طلب مسئلہ ہے -

یہ رسالہ مولوی عبد الرحیم صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ مال کلکٹری کیا ہے اس عرض سے لکھا ہے کہ بچوں کی تعلیم کیلیے قاعدہ بغدادی کے اصول پر اردو کی تعلیم کا بھی ایک قاعدۂ ابتدائی مرتب ہوجاے -

اسمیں ہجے کے اصول پر تمام تراکیب حروف کے اسباق بناے ہیں' اور ہر حرکت کا سبق علیحدہ ہے - ساتھہ ہی مرکب جملے مشق کیلیے دیے ہیں اور پھر اضافت وغیرہ کی مشق کرا کے چھوٹی چھوٹی عبارتیں بنائی ہیں' جنسے یقیناً بچوں کو بہت فائدہ ہوگا -

تفہیم القواعد

قیمت ۳ - آنہ مصنف سے ملسکتا ہے -

— * —

مسئلۂ صرف و نحو اردو

یہ اردو کے صرف و نحو کا ایک نیا رسالہ ہے ' جسے مولوی جلال الدین احمد صاحب جعفری زیبائی ہڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول کانپور نے مرتب کیا ہے -

یہ صرف پہلا ابتدائی حصہ ہے - دوسرا حصہ اعلی جماعتوں کیلیے اسکے بعد شائع کیا جائیگا -

اردو زبان کی ترقی و اشاعت میں یہ بات ہمیشہ عجیب سمجھی جائیگی کہ ایک طرف تو علوم و فنون کی کتابیں اسمیں لکھی جا رہی ہیں' اور دوسری طرف ابھی جامع لغت بلکہ مکمل صرف و نحو تک موجود نہیں ہے ' اور بیسیوں صرفی و نحوی مسائل ہیں' جو ابتک غیر فیصل شدہ ہیں !

اس سے بھی عجیب تر یہ ' کہ سردا اور میر تقی سے زیادہ احسان اسپر ایک عام درست انگوز ' (سر جان گسٹرسٹ) کا ہے ' جس نے سب سے پہلے اسکے قواعد کو منضبط کرایا اور یہ احسان اُن احسانات عظیمہ کے علاوہ ہے ' جو یہ حیثیت اس زبان کے رواج دھندہ ہونے اس میں (پانچ دیوان) جیسی بے نظیر انشائیوں کے مرتب کرانے ' اور اسکی مروستانہ سرپرستی کی وجہ سے ہمیشہ یاد گار رہیں گے -

بروز ف اگزمنر کلکتہ نے گذشتہ نصف صدی کے اندر صرف و نحو میں کتابیں لکھنے اور لکھوانے کی متعدد کوششیں کیں ' اور اس سے باہر بھی ملک میں متعدد کتابیں لکھی گئیں ' مگر سچ یہ ہے کہ ابتک کوئی جامع اور ہر طرح معتبر کتاب ملک کے ہاتھ میں نہیں ہے -

یہ تو آمد صرف و نحو کے تدریس فن کا حال ہے - اسکے بعد ابتدائی اور متوسط و اعلیٰ درسی قواعد کا خانہ ہے ' اور معیار نظر بلند کرکے دیکھیے تو وہ بھی خالی ہے - بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ شاید انضباط ضروریات قواعد ' و تسہیل بیان ' و ترتیب مفردات کے لحاظ سے انگریزی میں نسبتہً اچھی قواعد کی کتابیں لکھی گئی ہیں - گو اغلاط و تشویش اُن میں بکثرت ہوں -

اس سلسلے میں بہت سی کتابیں میں نے دیکھیں ' اور (تفہیم القواعد) ایک مختصر رسالہ تازہ ہے - مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ ابتک جو قواعد لکھی گئیں ' انمیں یا تو انگریزی گرامر کا اتباع کیا گیا ' یا محض عربی کا - اسلیے میں ایک سادہ و آسان رسالہ مرتب کرتا ہوں جو بچوں کے دماغ پر ابتدا ہی سے بار گراں نہو -

میں نے اسکے چند ابتدائی صفحات دیکھے - انمیں شک نہیں کہ طریق بیان بہت سہل و آسان ہے - ترتیب مسائل بھی عام اور معمولی ' مگر ہر سبق کے ساتھ ہی مشق کی عبارت بھی دیدی ہے - تقریباً تمام ضروری اقسام و ابواب کو جمع کیا ہے ' اور یہ کوشش ہر جگہ نظر آتی ہے کہ طریق تعلیم آسان اور سہل ہو -

بہتر تھا کہ طریق سوال و جواب سے بھی کہیں کہیں کام لیا جاتا کہ درس مسائل و قواعد اسلیے یہ طریقہ بہت مفید ہے -

نقشے بنانا اور باہمی تعلقات و روابط و اشعاب ابواب کو سمجھانا بھی ایک عمدہ اصول تعلیم ہے ' اور بہتر ہو اگر آیندہ اسکا خیال رکھا جاے -

---

اتحاد المسلمین

— * —

علمـاء و مصلحین راشدین و ارباب معـارف و جرائد کیلیے مخلصـ - مولوی عبید اللہ صاحب - بسکٹہ نواب وقار الملک مرحوم - متعلق مخلص مرحوم حیدر آباد - حیدر آباد (دکن) ۱۰

— * —

مولوی محمد احسن صاحب اکزکیٹو انجینیر نے یہ رسالہ اس لیے لکھا ہے تاکہ مسلمانوں کو فریضۂ قطعیہ زکوٰۃ کی ضرورت و اہمیت ' و دلائل فرضیت سے باخبر کیا جاے ' اور آمادہ کیا جاے کہ اس فرض کی طرف سے غفلت نہ کریں - اور مولوی ابوالبرکات محمد عبید اللہ صاحب نے اسی مقصد سے اسے شائع فرمایا ہے : فجزا هما الله تعالیٰ خیر الجزا ' و زاد الله و ایانا همة الاسلام !

اس رسالے کی تقریب پر بہتر ہے کہ چند کلمات فریضۂ زکوٰۃ کی فسبیے عرض کروں :

فریضـــہ زکـــوٰۃ

حکم زکوٰۃ ایک اعظم ترین فرائض مسلمین ' راہم ترین احکام شریعۂ حقۂ اسلامیہ میں سے ہے ' اور اسکی فرضیت مثل فرضیت حج و صلوٰۃ و صیام ' نصوص قطعیۂ شریعت ' اور تعامل غیر منقطع اہل اسلام سے ثابت ہے - اور منجملہ ہمارے موجودہ مطالب عظیمہ کے ایک صعیبت کبریٰ یہ ہے کہ اس فرض کی طرف سے غفلت و تساہل بالعموم طاری و ساری ' اور اسکے جمع و صرف کیلیے انتظام و اہتمام کے وسائل مفقود -

ہم نے اپنے گھر کی طرف سے آنکھیں بند کرلی ہیں ' اور دنیا کے دور دراز گوشوں میں مارے مارے پھرتے ہیں - آج یورپ میں مختلف مدارج و طبقات کے تصادم ' اور فقراۂ عمال (۱) کے افلاس و مصائب ' اور دولت کی عدم تقسیم و مرکزیۃ (۲) کی وجہ سے موجودہ ہیئۃ اجتماعیہ اور معیشۃ مدنیہ کی بنیادیں ہل رہی ہیں - اشتراکیۃ (سوشیالزم) کی اسی لیے پیدایش ہوئی - اور فوضویہ (نہلزم) کے مہیب وجود کی تولید اسی کا نتیجہ ہے - کل کی بات ہے کہ انگلستان میں مسٹر لائڈ جارج نے اُمرا و اشراف کے ٹیکس کا مسئلہ اٹھایا تھا ' اور برطانیہ کے مزدوروں کی اصلاح حالت اور تقویۃ مالی کے مقصد نے ایک سخت ہنگامہ مچادیا تھا !

یہ سب کچھ قوم کے مفلس حصے کی ضروریات کے پورا نہونے ہی کا نتیجہ ہے -

جرمنی اور بعض حصص امریکا میں غرباء و محتاجین کیلیے حکومت اور قوم کے مشترک فنڈ قائم کیے گئے ہیں -

کوآپریٹو سوسائٹیوں اور زرعی اور دیہاتی بنکیں جو آج قائم کی جا رہی ہیں ' یہ بھی در اصل اسی ضرورت کا علاج ہے کہ قوم کے محتاج اور بے مایہ حصے کی اعانت کی جاے -

لیکن اسلام نے اپنے ظہور کے ساتھ ہی ان مفاسد اجتماعیہ و مدنیہ کا علاج کردیا تھا - فریضۂ زکوٰۃ کی بہت بڑی مصلحت یہی نہیں کہ اسکے ذریعہ قوم کے مفلس و محتاج حصے کی ضروریات کا انتظام کیا جاے - نیز صدہا ملی احتیاجات مالیہ کیلیے ایک دائمی خزینہ (فنڈ) مہیا ہو جاے -

اسلام نے ایک طرف سود کو حرام کیا ' جو غریبوں اور محتاجوں کی زندگی کیلیے مہلک و سم قاتل تھا ' اور جسکے ذریعہ دولت مندوں کو اُن پر ایک جابرانہ و ظالمانہ تسلط کا مرفعہ مل جاتا تھا - دوسری طرف اسکے بدلے زکوٰۃ کو فرض کردیا ' تاکہ جن احتیاجات کی وجہ سے غریب و محتاج طبقہ سود دینے پر مجبور ہو جاتا ہے ' وہ پیش ہی نہ آئیں !

فی الحقیقۃ موجودہ زمانے کے وقت کے کاموں میں سے ایک اہم اور ضروری کام فریضہ زکوٰۃ کی تعمیل ' اور اسکے جمع و خرچ کے انتظامات کی باقاعدہ تشکیل بھی ہے ' اور اس عاجز کے بعض پیش نظر کاموں میں اسکی تحریک بھی داخل ہے : و کل امر مرهون بارقاتها -

در اصل یہ تمام مصیبتیں اسلیے ہیں کہ " امر بالمعروف و نہی عن المنکر " کے سلسلۂ حقہ کا عملاً سد باب ہوگیا ہے - علما اپنے قدرتی فرائض کو بھلا چکے ہیں ' اور دار الشفا کے طبیب خود ہی بیمار اور محتاج اطباء ہیں - ایسی حالت میں کس کس بات پر رویئے ' اور کس کس کا ماتم کیجیے !

تن همه داغدار شد ' پنبـــه کجا کجا نهی ؟

---

(۱) آجل مزدوری میں یورپ کی لیبر پارٹی کیلیے " حرب العمال " کا لفظ رائج ہے ' اور مزدوروں کیلیے عمال ہی کا لفظ زیادہ تر لیا جاتا ہے -

(۲) دولت کی " مرکزیۃ " یعنی دولت کا کسی ایک ہی جماعت اور سوسائٹی کے طبقہ میں جمع ہوجانا ' اور دیگر حصص و طبقات کا بالکل محروم رہنا - یہ حالت قدیم اور سوسائٹی کیلیے سخت ضرر رساں ہے - روسا الکہنوں کے انقراض و تباہی - اسباب اولی میں سے ایک سبب یہ بھی تھا - اسلام کا قانون توریث اور تقسیم ورثہ اسی مصلحۃ حکیمانہ پر مبنی ہے -

مولوي صاحب کي يہ سعي مستحق هزار تحسين هے کہ امر با لمعروف و تبليغ احکام شريعت ميں مصروف هيں - اسطرح کے رسائل و مطبوعات کي جسقدر اشاعت هو، داخل عبادت، بل افضل از هزار نافلہ و تہجد هے -

بعض حديث الاشاعہ جرائد و مجلات (۱)

— * —

آزاد

کانپور - قيمت سالانہ ۳ - روپيہ - ايڈيٹر مسٹر نام ہي - اے -

رسالۂ " زمانہ " کانپور اردو کے مشہور رسائل ميں سے هے - اسي کے دفتر سے يہ هفتہ وار اخبار جاري هوا هے -

صوبجات متحدہ ميں بمقابلہ پنجاب کے اخبارات کم هيں - اور عمدہ اخبارات کي جگہہ تو هر صوبے ميں ابھي بہت کچھہ خالي هے -

مسٹر نيم ايک مقبول رسالے کے ايڈيٹر هيں ، اسليے پبلک کيليے انکے اخبار کا مطالعہ پہلا تجربہ نہيں هے - اس وقت تک ميں نے ايک دو نمبر جو اسکے ديکھے، تو خبروں کے جمع کرنے، رقسے کے معاملات پر بحث کرنے ، اور حتي المقدور هر طرح کي دلچسپي کا سامان مہيا کرنے ميں سامي پايا - ضخامت بھي پنجاب کے بعض اخبارات کي طرح غير معمولي هے ، اور چھپائي لکھائي علم حالت کے لحاظ سے بري نہيں - پوليٹکل امور ميں شايد اُس نے اپني پاليسي " هندوستاني " لکھنؤ کي مثال ديکر واضح کي هے ، اور ميرا هميشہ سے يہ خيال هے کہ هندوستاني کي پاليسي بہت مفيد ، معتدل، اور اتحاد و تاليف حکام کے ساتھہ ، مصالح ملکي کے تحفظ کے اصول پر، بہت اچھي هے -

البتہ اعتدال کے معني درمياني راہ اور توسط کے هيں - يہ معني نہيں هيں کہ انسان دونوں راهوں ميں سے کسي ايک راہ سے اسقدر قريب تر هوجاے ، کہ اگر بال برابر بھي آگے بڑھے تو درمياني حصے کي جگہہ ، سرحد کو عبور کرجاے !

اردو پريس کيليے ايک مشورہ

" آزاد " کے ذکر ميں نئے اخبارات کا ذکر آگيا هے تو هم اپنے چند خيالات بطور مشورے کے ظاهر کرديںا چاهتے هيں -

نئے اخبارات جو نکلے هيں ، يا شائع هونے والے هيں ، بہتر هے کہ اُن ميں مندرجۂ ذيل امور کا لحاظ رکھا جاے :

(۱) يورپ ميں روزانہ ، هفتہ وار جرنل ، ماهوار اور سہ ماهہ کي جو ترتيب اور مضامين و مقاصد کي تقسيم هے، اسکو ضرور پيش نظر رکھنا چاهيے - ايک وقت تھا کہ ملک ميں اخبار بيني کا مذاق بہت کم تھا ، اسليے تقسيم عمل اس بارے ميں ممکن نہ تھا ، اور ضرورت اسکي تھي کہ جيسے کچھہ هوں ، مگر اخبارات نکالديے جاليں ، مگر اب حالت بدل چکي هے ، پس ضرور هے کہ رفتہ رفتہ اردو پريس کو صحيح اصول تقسيم کار ، اور ترتيب و نظام عمل پر لايا جاے ، اور يہ طوائف الملوکي اور بے راهہ روي نہو کہ هفتہ وار اخبار، روزانہ اخبارات کا مواد فراهم کررهے هيں ، اور هفتہ وار ماهوار رسائل کے سے مضامين کي تلاش ميں هيں - نتيجہ يہ هے کہ

(۱) ماهوار رسائل کيليے هم کے مشہور اديب شيخ خليل يازجي نے " مجلہ " کا لفظ منتخب کيا ، اور تمام ملک نے قبول کرليا يہ کوئي نئي اصطلاح نہيں هے ، بلکہ جاهليت عرب کي زبان ميں بھي ترديب قريب اسي مفہوم کيليے برتا جاتا تھا (منہ)

کوئي ايک صاف بھي موجود نہيں - نہ روزانہ ، روزانہ هيں ، نہ هفتہ وار ، هفتہ وار !

(۲) تصاوير اور هر قسم کي عمدہ اجزاء اخبار و رسائل ميں سے هيں ، اور موجب ازدياد اثر ، و رزاق اخبار ، و وسيلۂ حسن تفہيم و تسہيل مطالب و مسائل ، ليکن کسي کام کے کرنے کيليے ، آتے کردينا هي شرط نہيں هے ، بلکہ اسطرح کرنا ، جس طرح دنيا ميں کيا جاتا هے - ايڈيٹوري چھپائي ميں تصاوير کا انتظام ممکن نہيں اور اگر ممکن هے تو اسقدر اعلي درجہ کا کام ، جسکے مصارف کا تحمل ممکن نہيں - پھر اس سے کيا فائدہ کہ چند سياهي کے دهبوں سے صفحات سياہ کرکے مذاق سليم و حسن نظر کو زخمي کيا جاے ؟

البتہ کارٹوں ممکن هيں ، ليکن ياد رهے کہ آجکل کارٹوں کو رضع کرنا ، اور پھر انکو بنانا ايک مستقل فن لطيف و دقيق هے ، جسکے يورپ ميں خاص خاص ماهرين فن هوتے هيں ، اور اُن پر هزارها روپيہ صرف کيا جاتا هے - اسکے ليے دقت خيال ، نزاکت تخيل ، سرعت فہم ، مواد شاعري ، اور قوت مصوري کے ايک هي دماغ ميں جمع هونے کي ضرورت هے - پھر ايسے قابل مصوروں کي ، جنکے سامنے کارٹوں کے تمام اجزا لفظوں ميں پيش کرديے جاليں ، اور وہ اسطرح آنکھيں جامۂ تصوير پہنا ديں ، گويا اسنے سرا اور کوئي لباس انکے ليے موزوں هي نہ تھا ! !

مجکو خود بارها کارٹوں کا خيال هوا ، اور کئي بار بعض لطيف و نازک خاکے ذهن ميں آئے - اسکا سامان بھي اور تمام مقامات سے بہتر موجود تھا ، مگر ميں نے بہتر نہ سمجھا کہ اسي کام کو کياجاے ، اور ايک صاحب فن کي حيثيت سے نہ کيا جاے -

پس اردو اخبارات يا تو کارٹوں کا صيغہ بالکل چھوڑ ديں ، يا اسکي ذمہ داريوں کو پيش نظر رکھيں - يہ محض تمسخر نہيں هے ، بلکہ موجودہ ترقي يافتہ پريس کا ايک وقيع اور اهم کام هے -

مساوات

الہ اباد - قيمت سالانہ ۳ - روپيہ - ايڈيٹر : مسٹر نورالحسن (عليگ)

يہ اخبار حال ميں شائع هوا هے - صوبجات متحدہ ميں ابتک علي گڈہ گزٹ اور البشير وغيرہ کے سوا مسلمانوں کے هاتھہ ميں با رقعت اخبارات بالکل نہ تھے - پچھلے دنوں لکھنؤ سے مسلم گزٹ نکلا ، اور اب خوشي کي بات هے کہ اسطرف تعليم يافتہ اصحاب کو توجہ هونے لگي هے - چنانچہ " مساوات " اسي سلسلے ميں قابل ذکر هے -

اسکا ايک پرچہ ريويو کي غرض سے ميں نے اٹھاليا هے - ضخامت ۱۶ - صفحہ کي هے جو کافي هے - کاغذ عمدہ لگايا جاتا هے ، اور شايد اس لحاظ سے اپنے صوبے کے تمام اخبارات ميں ممتاز هے - خبروں کے انتخاب ، اور اهم واقعات اور کونسل کے ضروري مباحث وغيرہ کے تراجم و نقد کرنے کا بالعموم اهتمام کيا جاتا هے -

صوبجات متحدہ ميں ابھي اردو اخبارات کي بہت کمي هے ، اور پبلک ميں روز بروز اخبار بيني کا مذاق بڑھتا جاتا هے - اسليے نئے اخبارات جس قدر شائع هوں بہتر هے - اميد هے کہ الہ اباد کے اس تنہا اردو اخبار کو ، جو صوبے کے دار الحکومت سے نکلا هے ، ترقي و کاميابي کے رسائل بہت جلد حاصل هو جاليں گے -

قيمت اگر صرف ۳ - روپيہ کردي جاے تو بہتر هوگا ، کيونکہ مسلم گزٹ اور ازاد وغيرہ نے انتہائي قيمت بھي زنھي هے اسطرح اشاعت ميں بھي بہت جلد ترقي هوجاے گي -

شئون عثمانیہ

حادثۂ ادرنہ

(مقتبس از جریدۂ استقامۂ علیہ)

(۱)

ادرنہ کا بطل عظیم غازی شاہین پاشا مسلسل پانچ مہینہ تک ایک ایسی فوج گراں کے مقابلہ میں، جو اپنے دونوں بازوؤں میں ہزاروں بلغاریوں اور سربیوں اور صدھا زرہ دار اور انسان پوش توپوں کو لیے ہوے تھی، جما رہا، اور آل عثمان کے سروں کو بلند، انہی امیدوں کو زندہ، اور انکے صفحۂ تاریخ کو روشن کردیا -

یہ بطل عظیم انہی عرصہ دراز تک سلسلہ حملۂ و مدافعت جاری رکھسکتا تھا، بلکہ محاصرہ کو اٹھا دیتا، اگر مرحوم نظام پاشا، خائن ملۂ کامل کے فریب میں نہ آگیا ہوتا اور انور جنگ کے وقت اس عظیم الشان شہر تک رسد رسانی کی اجازت کی قید لگا نہ دی ہوتی، اور چٹالجا میں جنگ جاری رکھی ہوتی - یہی وہ مدحور انور جنگ مظفر ہی تھا جو ایا ہوا، جسکی بدولت بلغاریوں کو خطوط محاصرہ و مدافعت کا موقع ملا -

محاصرہ کو دو دن کم پانچ مہینے ہوے - اسوقت تک اس بطل همام کا عزم بالجزم تھا کہ راہ مدافعت میں اپنا اور اپنی فوج کا آخریں قطرۂ خون بہادینگے اور آخر مغلوب ہونگے، اور دشمن کی طاقت انطباق محاصرہ کو چیرتی ہوئی قلب شہر تک پہنچ جائیگی، تو اپنے پاس کا تمام سامان جنگ تلف کردینگے !!

مگر حکومت سابقہ نے اسے ساتھ وہ اعتماد و اهتمام نہیں کیا جسکا وہ مستحق تھا - حکومت نے اسکے اس مقصد ضرورت سے اتفاق نہیں کیا اور کامل پاشا برادر اس عزیز گیتی سلطان کے درپے ہوا، جو دولۂ عثمانیہ کے شرف و حیات، بلکہ اسلام کے شرف و وجود ہی کا خاتمہ کردینے والی تھی -

بطل ادرنہ کو جب محصورس ہوا تو حکومت اپنے اس مقصد جلیل سے متعلق نہیں، تو اس نے تسلیم شہر کی صورت میں شہر کو ادا دینے کی باب عالی کو دھمکی دی - بطل موصوف، جیسا کہ اسکے سوانح حیات سے معلوم ہوتا ہے، صاحب عزم راسخ اور شدید الرائے شخص ہے - وہ جب اسی کام کا ارادہ کرتا ہے، تو کسی قسم کے پس و پیش کے بغیر اس کو کر گذرتا ہے، پس اگر شہر حوالے کردیا جاتا، تو بھی ادرنہ کا حشر وہی ہوتا جو اسوقت ہوا - کیونکہ تسلیم کی صورت میں غازی مشیر پاشا کے جو اچھے کیا تھا، اسکو سرزنش پورا کرکے چھوڑتے -

اب صرف اس حیثیت سے بحث کرنا باقی ہے کہ تسلیم ادرنہ کی صورت میں کیا نتائج مرتب ہوتے؟ اور اب کیا مرتب ہونگے؟

یہ بات تو معلوم ہے کہ سلانیک بغیر مدافعت و مقاومت کے، صرف اس امید پر حوالے کردیا گیا تھا کہ باشندگان شہر و سرحد کا خون نہ بہایا جائیگا، مال و متاع نہ لوٹا جائیگا، اور عورتوں کے ناموس پر حملہ نہ کیا جائیگا -

مگر کیا اسکا نتیجہ یہ نہیں ہوا کہ یہ تمام جھوٹی امیدیں بیکار ثابت ہوئیں، اور وہ ہزارہا عثمانی، جنھوں نے ہتھیار حوالے کردیے تھے، فاقہ، بیرحمی، اعتراض، اور سب سے بڑھکر یہ کہ قتل کی بدترین صورت و ہلاکت کا لقمہ ہوے؟

کیا اس کا نتیجہ یہ نہیں ہوا کہ دشمن ہمارے ذخائر و اسلحہ پر قابض ہوگیا، جس سے معاصرہ یانیا (جنینا) میں اسکو مزید تنگ گیری کا موقع مل گیا؟

کیا اس تسلیم کا نتیجہ یہ نہیں ہوا کہ جان، مال، آبرو، اور جائداد (جس کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا تھا) دشمنوں اور مسیحی غیرتگروں کیلیے مباح سمجھ لی گئی اور ہر ممکن تصرف و جبر برائے، جو انسانی ظلم کرسکتا ہے، بے دریغ کیا گیا؟

سلانیک میں دشمن نے اب اپنے شرف و وقار اور عہد و پیمان کا پاس کیا، جو ان پر ادرنہ کے باب میں اعتماد کیا جاتا؟ اور اگر اعتماد کیا جاتا تو یہ دانستہ انخداع اور دولت علیہ اور اسلام کے ساتھ خیانت نہ ہوتی؟

سلانیک کی محافظ فوج نے تسلیم سلانیک سے دشمن کے قبل جمادیے کیونکہ قلعہ وغیرہ تمام سامان مدافعت و استحکام انکو ملگیا، لیکن اس بطل تاریخ (شکری پاشا) نے وہ جلیل و شریف فرض ادا کیا، جو اس کے عہدے کی حیثیت سے اس پر عائد ہوتا تھا - پس اس نے نہایت دانشمندی کی، کہ آخر وقت تک جنگ جاری رکھی، اور جب دشمن نے اندر داخل ہونے کا قصد کیا تو جو کچھ بر باد کرسکا برباد کردیا - اب ادرنہ وہ شاندار جنگی شہر نہیں ہے جو پہلے تھا - اب وہ ایک سنسان کھنڈر اور وحشت کدہ ہے !

یہ امر محال ہے کہ بلغاری ایک عرصہ دراز سے پہلے ادرنہ کی سابق جنگی اهمیت کو دوبارہ پیدا کرلیں، کیونکہ صرف قلعہ (مرعش) سالہا سال میں تیار ہوا تھا اور اسکی مزید تحصین و استحکام میں کئی سال اور صرف ہونگے تب، جب جا کے وہ اسدرجہ مستحکم ہوا کہ بلغاریوں کو اسکی فتح میں سنگین نقصانات اٹھانا پڑے - ایسے سنگین نقصان، جو آج نہیں جبکہ وہ نشۂ فتح میں سرشار ہیں، بلکہ چند دنوں کے بعد انہیں معلوم ہونگے -

بیشک بطل ادرنہ نے اپنی آخر تک مدافعت اور آخر میں ذخائر، اسلحہ، اور عمارتوں کے برباد کردینے سے عسا کر چٹالجا کی ایک خدمت جلیلہ انجام دی -

ایسے انتہائی مدافعت کے بعد سقوط ادرنہ ایک تاریخی واقعہ ہے جو بنائے عظیم و تمہید اکثیر کا مستحق ہے - اس دعوے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ دنیا کے تمام اخبارات نے اس واقعہ کو ایک حادثۂ جلیلہ قرار دیا ہے، اور تاریخ کے ان نادر واقعات میں شمار کیا ہے، جن کی مثل گذشتہ صدیوں میں مشکل سے مل سکتی ہے -

اس سلسلہ میں ہم چند عثمانی و اجنبی اخبارات کے اقوال آیندہ ہفتہ نقل کرینگے -

---

الهلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں، تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

مراسلات

نماز جمعہ اور تعطیل عام

از جناب مولوی نواب علی صاحب - ایم - اے - پروفیسر زمرہ کالج

گورنمنٹ کی موقت اور محتاج اعادہ اجازت نماز جمعہ کے عوض عام تعطیل طلب کرنے کی تحریک' اگرچہ عام طور سے مسلمانوں میں پسند کیجائیگی ' لیکن واقعات پر بھی ہمکو غور کرنا چاہیے -

ادبیات

خروش یاس

پھر ایک ستم تازہ ہے اور کاہش جاں ہے * دل سینہ ماتم زدہ میں نوحہ کناں ہے
اجڑے ہوے گلشن میں کہاں زمزمہ عیش؟ * کہہ نالہ و فریاد ہے کہہ آہ و فغاں ہے
مستقبل مجہول ہو کیا باعث تسکیں؟ * کچھہ حوصلہ افزا نہیں جو حال عیاں ہے
مذہب کی حرارت کے بہزتے نہیں شعلے * ہاں آتش خاموش کا تھرڑا سا دھواں ہے
سنتا نہیں اک سمت سے بھی حرف تسلی * دل حلقہ ماتم میں بہر سو نگراں ہے
اے شان جلالی! تری غیرت کو ہوا کیا؟ * مٹ جانیکے مسلم ' یہ حریفوں کا گماں ہے!
کیا رحم کے قابل نہیں اسلام کی حالت؟ * اے مات بیضا کے نگہباں نظر نہاں ہے؟

وحشت ہے اور آہنگ نوا ہاے سکندر
یہ طائر مجروح عدم بال فشاں ہے

رما علی (وحشت)

فکاہات

عروس لیگ

ز راہ لطف کہا کانگریس نے لیگ سے یہہ: * " نہ ایک راہ میں رہرو ہیں ہم اور آپ ' جناب!
سفر میں خوب نہیں ساتھیوں سے بے ربطی * یہہ ہمرہی ہے غنیمت کہ راستہ ہے خراب
نہیں یہہ رسم رفاقت ' حجاب دور کرو * اتار دو رخ زیبا سے " سیوتری ایدل" کا نقاب "
کہا یہہ لیگ نے ہنسکر " ابھی میں ممسن ہوں * نہیں حجاب معمع' ہے یہہ انتظار شباب "

ایڈ منتظر شباب

ہفتہ میں ایک دن آرام لینے کی رسم قدیم سے جاری ہے - سامی قوموں میں یہ رسم مذہبی حیثیت رکھتی ہے - یہود سبت (شنبہ) کے دن کوئی کام نہیں کرتے - حضرت عیسیٰ نے اگرچہ اسقدر تشدد نہیں فرمایا مگر سبت کو شعائر دین سے سمجھتے تھے کیونکہ آپ نے صاف فرما دیا تھا کہ "میں توریت کے احکام منسوخ کرنے نہیں آیا ہوں" لیکن واقعہ صلیب کے بعد عیسائیوں میں یہ عقیدہ خاصکر سینٹ پال کی تعلیم سے پھیل گیا کہ یسوع مسیح تیسرے دن (یکشنبہ) کو مردوں میں سے جی اٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا اسلیے اتوار کا دن یوم العید ہوگیا -



سسٹم رامسکوپ لیور واچ ۱۹ اسائز

مضبوط - چلا وقت برابر چلنے والی - گھڑی کی ضرورت ہے تو جلد منگائیں
محصول دو روپیہ آٹھ آنہ ہمیشہ -
ایم - اے وشکر اینڈ کو نمبر ۵ ویلسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ وہرسٹ کلکتہ

مقوی باہ گولیاں



ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ قوت کی گولیاں چھ عدد امتحانا نمونہ کیواسطے بلا قیمت دیجاتی ہیں - استعمال کے اول ہی روز اپنا فائدہ دکھلاتی ہیں - ضرور امتحان کیجئے - اگر آپ امتحان کرنا چاہیں تو الہلال کے حوالہ سے آج کھلے دامیسی ڈاک سے آپکو نمونہ ملیگا - یہ گولیاں ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس - اسٹکنیا - ڈیانا ملاکر یہ بنی ہیں - ریڑہ - رگ اور خون کو طاقت دینی والی ہیں - مریض کو اول ہی روز سے فائدہ معلوم ہوتا ہے - چہرہ پر رونق اور ضعف کی حالت کو دور کرتی ہیں - دوبارہ طاقت لاتی ہیں - قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی ایک روپیہ محصول پانچ آنہ -

یہ موقع ہاتھ سے نہ دینا چاہئے قوت کی گولیوں کا نمونہ جلد منگوا کر ازمائش کیجئے ایک خوراک میں فائدہ معلوم ہوگا -

نوٹ - ہماری کاغذی جنتری جسمیں پوری فہرست ادویات اور سارٹیفکیٹ درج ہیں بلا قیمت و موجودہ درخواست آنے سے روانہ ہوتی ہیں

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈه

— * —

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں مطبوعہ مصر، شام، بیروت اور قسطنطنیہ وغیرہ فرمائش کے لیے موجود رہتی ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر طالبین کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں — خاکسار مکتبۃ المنار کی طالبین، حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانے میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی جدید فہرست تیار ہو گئی ہے جو آدہ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مفت روانہ کی جاتی ہے *

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہترین عربی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں *

یہ کتب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان میں سول ایجنٹ ہے اور جن اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں، روپیہ وصول ہونے پر رسالہ براہ راست اس کی خدمت میں جاری کر دیا جائیگا *

المشتهر مدیر المکتبة العلمیة الاسلامیة، مدرسة العلوم، علی گڈه



حمیدیہ ہوٹل

نمبر ۱۳۱ لور چیت پور روڈ - کلکتہ

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اشیاے خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور موقع دہ کمروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار، فرنیچر اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت صاحب ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ٹرکی و البانی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہماری ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

المشتهر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

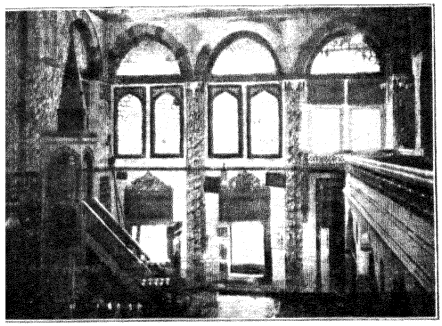
اسد اللہ شہابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۹ | کلکتہ: چہار شنبہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 14, 1913.



قیمت فی پرچہ سارھے تین آنہ

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس دوسري پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمبر کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا پانچ آنے کے وي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، ذیورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیل کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے ذمہ دار نہ ہوگا - (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۳ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہ دیں، البتہ حتي الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگي لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جزوے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشي مشروبات کا، نعش امراض کي دواؤں اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھي دفتر کو پیدا ہو، کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ — کوئي صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
محمد ابو الکلام آزاد

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.
Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۱۹ — کلکتہ: چہار شنبہ ۷ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲
Calcutta: Wednesday, May 14, 1918.

فہرس

شذرات
من انصاري الى الله ۱
شمس العلماء مولانا شبلي نعماني ۱
حفظ جنگ ۳
مقالۂ افتتاحیہ
البصائر ۵
شذرہ عثمانیہ
داستان خزانچی ۹
حادثۂ امرتسر ۱۰
باب المراسلة و المناظرہ
دعوت البلاغ ۱۱
مقالات
چند حروف اور ایک نکتۂ لطیف ۱۲
انتقاد
نقاد ۱۳
بعض نئي چيزيں ۱۳
ترکي کے کارخانے کي ترقياں ۱۵
توحيد ۱۳
مراسلات
اختلال دولت عثمانيه ۱۵
مراسلۂ آستانه ۱۷
دعوة الہلال ۱۹
صفي احتشام علي صاحب ۲۰
فہرست زراعتۂ دولۃ عليه ۲۰

تصاویر

جامع سلانيک کا منبر لوح
مجلس دفاع ملي ۹
ايلۂ طيبۂ ہلال احمر ۱۷

شذرات

من انصاری الی اللہ ؟؟

نفائس دل و دین مي دہم بہ نیم نگاہ!
بمن معاملۂ کن ، کہ راست گفتارم!

اکثر حضرات کو درخواست کے فارم کي کمي کي شکایت تھي ، اسلیے ابکے پھر چار فارم حاضر ہیں - جن حضرات کو اور زیادہ مطلوب ہوں ، " عارضي ادارۂ نظمیۂ حزب اللہ " سے دفتر الہلال کے ذریعہ طلب فرمالیں - ۲۵ ، ۲۵ ، فارموں کي کتابیں مع مضامین دعوت و تبلیغ متعلقہ بھي چھپ رہي ہیں - العجل! العجل! العجل!! فان الساعۃ آتیۃ ، لا ریب فیہا ، والعاقبۃ للمتقین!!

شمس العلما مولانا شبلي نعماني

اور

مسئلۂ " الندوہ "

(۲)

اس مسئلے کي نسبت مراسلات و مکاتیب کي کثرت کا یہ حال ہے کہ روزانہ ڈاک کي ہر تقسیم میں اتنے دس مراسلات اسي کي نسبت ہوتي ہیں - انکي کثرت سے الہلال کے صفحات کبھي جالیں ، مگر اس عاجز کا دل مطمئن ہے - ان سے ضمناً ثابت ہوتا ہے کہ قوم کي حرکت اور دفع جمود کي نسبت جو نئي امیدیں دلوں میں پیدا ہوگئي ہیں ، اور جو ابھي کبھي بعض واقعات و حوادث مخالف کے ظہور سے متزلزل ہوجایا کرتي ہیں ، في الحقیقت صحیح ،

مستحق نشر و نماء فکر و دماغ ہیں - فالحمد للہ علی لطفہ و کرمہ وھو علی کل شی قدیر!

اُن تمام مراسلات میں' جو اب تک اس عاجز کی تحریر کی نسبت ادارہ میں پہنچ چکی ہیں ' صرف سات مراسلات اور ایک خط مخالفت میں ہے ' اور باقی تمام موافقت ' و اظہار طمانیۃ ' و حسن ظن و زکاۃ ' و مزید تشکر و امتنان پر - ان مراسلات میں تقریباً تمام بزرگوں نے اسکا اعتراف کیا ہے کہ اس وقت تک موافق و مخالف' جس قدر تحریریں اس مسئلے کی نسبت لکھی گئیں ' کسی تحریر میں اس جامعیت ' اور ناطرفدارانہ و آزادانہ طریق پر بحث نہیں کی گئی' اور مسئلے کے تمام قریب و بعید' و گرد و پیش' اور نقائج و عواقب پر نظر نہیں ڈالی گئی ' جیسی کہ اسمیں کی گئی ہے - اس رائے کیلیے اُن بزرگوں کا شکر گذار ہوں ' اور سمجھتا ہوں کہ مضمون لکھتے ہوے اسکی سعی میں نے ضرور کی تھی ' اور انسان اپنی طاقت سے زیادہ کچھہ نہیں کر سکتا -

سات مخالف تحریرات میں سے پانچ مراسلات مولانا شبلی نعمانی کی تائید میں لکھی گئی ہیں - ایک مراسلہ طول طویل ہے اور اسمیں واقعات کو دھرا کر ثابت کرنا چاہا ہے کہ ابتدائی مجلس نے جو کچھہ کار روائی کی ' اور مولانا نے بمشورۂ مولانا عبد الحی اور مسٹر ظہور احمد ' و ولوی عبد الکریم صاحب کو ایک دو دن کی معطلی کی جو سزا دی " وہ مضمون کے اثر' ندوہ کی حالت ' اور اسکے مقاصد کے حفظ کے لحاظ سے بالکل حق بجانب تھی " اور اگر ایسا نہ کیا جاتا تو " کل کو دارالعلوم کی حالت کا ذمہ دار کون ہوتا ؟ " نیز یہ کہ کسی ضروری اور متعلق گورنمنٹ کارروائی کی حکام کو نقل بھیجدینا " اپنی آزادی اور پابندی اصول کے منافی نہیں " - یہ ایک " ضابطہ کی احتیاط ہے " اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہیں مداخلت کی دعوت دی گئی ہو' جیسا کہ " بغیر سرنیچے سمجھے اور انصاف و عقل سے کام لیے الہلال نے لکھدیا ہے "

مگر افسوس ہے کہ میں اس سے متفق نہیں ہو سکتا - مانا کہ اس مضمون کی اشاعت مقاصد ندوہ کے خلاف تھی ' لیکن پھر بھی ایک مضمون تھا ' جو ایک مذہبی مسئلہ کی نسبت شائع ہوا ' پس کونسی ایسی ناگزیر ضرورت آپڑی تھی کہ اسکی نسبت اپنی کارروائی کی نقل ڈپٹی کمشنر صاحب کو بھیجی جاے ؟ اگر آپ کسی کام کو اپنے کسی اصول کی بنا پر کرتے ہیں ' تو صرف اصول ہی کیلیے ایسیجیے - یہ کہاں کی احتیاط ہے کہ اسکی اطلاع دوسروں کو دیجیے ؟ باقی رہی دارالعلوم کی ذمہ داری ' تو یہ سچ ہے ' مگر اسکو کیا کروں کہ میرے اعتقاد میں اصول کی عزت اس سے بالاتر ہے کہ ایک کوئی عمارت سر سے لیکر پیر تک ڈھا ہی کیوں نہ دی جاے ' اور اس سے زیادہ تو گورنمنٹ کچھہ نہیں کر سکتی تھی -

البتہ ان مراسلات میں دو باتیں بالکل نئی معلومات پیش کرتی ہیں ' جنمیں سے ایک کو میں اپنے سلسلۂ تحریر میں ظاہر کرنے کیلیے محفوظ رکھتا ہوں ' اور ایک کو یہاں لکھکر اپنی بے اطمینانی ظاہر کرتا ہوں - کیونکہ صاحب مراسلہ خود اسکی نسبت کوئی معتبر اور باقاعدہ ثبوت نہیں پیش کرتے - یعنی وہ لکھتے ہیں کہ :

" ۹ - مارچ کو پانچ ارکان مقامی و معتمدین کا جلسہ ہوا ' جسمیں یہ تمام امور طے پاے ' لیکن آپکو معلوم نہیں کہ خود اس جلسے کے انعقاد اور علامۂ شبلی نعمانی کی شرکت سے پہلے ہی منشی احتشام علی صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب سے مل چکے تھے اور اس مضمون کی اشاعت کی اطلاع بہ نیت اظہار تقرب دے چکے تھے - افسوس ہے کہ اس طرح کی ملاقاتیں ہمیشہ مخفی ہوتی ہیں ' اور انکی نسبت باقاعدہ ثبوت دینا مشکل ہوجاتا ہے - تاہم مجکو ایک پرائیویٹ مگر موثق ذریعہ سے یہ حال معلوم ہوا ہے اور اُسی وقت اسکا ذکر لوگوں سے کر چکا ہوں "

لیکن تعجب ہے کہ جب صاحب مراسلہ اسکا باقاعدہ ثبوت نہیں رکھتے تو اخبار میں شائع کرنے کیلیے کیوں بھیجتے ہیں ؟ ہم لوگ تو صرف واقعات اور قرائن محیطۂ عقلیۂ و غالبہ ہی پر بحث کر سکتے ہیں ' اور اُنھی کا ساتھہ دیسکتے ہیں - چونکہ اسکا ثبوت باقاعدہ نہیں ہے' اسلیے اسکو سلسلۂ بحث میں شامل کرنے سے مجبور ہوں اور تصدیق نہیں کر سکتا - البتہ جلسے کے بعد انکی حکام سے ملاقاتیں اصل مبحث ہے اور وہ آگے آتا ہے -

دو مراسلات مولانا شبلی نعمانی کی مخالفت میں ہیں ' اور اُن میں ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ الہلال کی تحریر سے خوش نہیں ' اور نیز یہ کہ اصل معاملہ اور مخالفت کے مضامین پر غور کی نظر نہیں ڈالی گئی' اور مسئلے کے تمام پہلوؤں پر بحث نہیں کی گئی -

ایک خط منشی اعجاز علی صاحب کا ہے ' جنھوں نے ازراہ عنایت اپنے اُس مطبوعہ خط کی نقل بھی بھیجدی ہے " جو انھوں نے ارکان کی خدمت میں بھیجی تھی -

ان تمام موافق و مخالف حضرات کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس معاملہ میں میری فہم و بصیرت نے جیسی کچھہ اور جہاں تک میری رہنمائی کی ' میں نے اپنے خیالات ظاہر کردیے ہیں - اور وہ عالم السرائر' اور بیننده خفایاے قلوب جانتا ہے کہ اس معاملے پر بحث کرتے ہوے کسی ایک فریق کی طرفداری یا ادنی جانب داری کا تصور بھی میرے قلب میں نہ تھا ' اور اپنا جو کچھہ عقیدہ اس بارے میں ہے ' وہ آزمایش کیلیے جن پیش آنے والے مقامات کو دیکھہ رہا ہے' وہ ان ہیچ در ہے اثر معاملات کی سطح سے الحمد للہ کہ بہت بلند و ارفع ہیں' اور شاید اس قدر ارفع ' جہاں تک میرے تکلہ چیزوں کا فہم و ادراک بھی نہیں پہنچ سکتا' چہ جائیکہ عمل و زلۂ عمل فرمائی -

میں نے بحث کے پانچ ٹکڑے کردیے ' اور اصول درایت و نقد سے ہر ہر ٹکڑے پر بحث کی - میں نے وہ غلطی نہیں کی' جو کسی غلطی میں لوگوں کو شریک ثابت کرکے لوگ کیا کرتے ہیں' اور کسی کام میں فرد واحد کی جگہ جماعت کے ہاتھہ کا ہونا ' انکے نزدیک اس کام کی قوی صواب ہونے کی دلیل ہوتا ہے - پس پانچویں بحث میں بصورت تسلیم شرکت جماعت ' پھر بھی مولانا شبلی نعمانی کی ذمہ داری کو ظاہر کیا اور بلحاظ ترقعات کے انکے وجود کو زیادہ قابل توجہ قرار دیا - یہی طریق بحث ہے ' اور اتنا ہی ہے جو میں کرسکتا تھا - میرا ضمیر اس بارے میں مطمئن ہے' اور اپنے اعتقاد اور آزادی و صداقت کو بہ ہیچ وجہ ' و بہ ہیچ گونہ فرض صداقت کے آگے شرمندہ نہیں پاتا - با ایں ہمہ ممکن ہے کہ یہ تمام خیالات بھی میرے نفس کا کوئی دھوکہ ہوں ' اور میری حسیات مجکو فریب دے رہی ہوں - اگر آپ کو اسکا یقین واثق ہے تو اسکا علاج صرف یہ ہے کہ میرے حق میں دعا فرمایئے کہ اس حالت سے نجات پاؤں ' کیونکہ میں اپنے ضمیر و فکر' اور حسیات قلبیہ کی طاقت سے زیادہ تو آزاد کچھہ نہیں کرسکتا ؟ و لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا -

ساتھہ ہی دونوں فریق موافق و مخالف سے خواستگار معذرت ہوں کہ اس ذخیرۂ تحریرات و مراسلات کے لیے الہلال میں گنجایش نہیں نکال سکتا - اور نہ کوئی نیا باب خاص اس مسئلے کیلیے وضع

کرسکتا ہوں - مذاکرۂ علمیہ کے متعدد اہم مضامین ہفتوں سے پڑے ہیں ' کتابوں پر ریویو لکھنے کی جگہ نہیں ' شذرں عثمانیہ کے نہ ہونے کی وجہ سے لوگ سخت شاکی ہیں - اسئلۂ واجوبتہا کی سرخی کے بیسیوں سوالات اہم اور مفید پڑے ہیں ' جنکے جواب کیلیے صفحات نہیں ملتے - پھر آجکل سب سے اہم تر خرہ الہلال کی تبلیغ دعوت ہے - ایسی حالت میں اب اس معاملے کیلیے ایک نیا معرکہ زار کہاں سے لاؤں ؟ پچھلے ہفتے جناب خواجہ رشید الدین صاحب کی مراسلت کا بقیہ حصۂ اصلی درج ہونے سے رہگیا تھا ' لیکن اب اسکی اشاعت بھی اسی مجبوری سے روک دی ' اور انسے بھی خواستگار معافی ہوں -

البتہ صرف اب ضرورت اس امر کی باقی رہگئی ہے کہ شرکۂ جلسۂ ارکان خمسہ کی زبانیں کسی طرح کھلیں ' اور وہ اپنی شان تبرقع و حجاب فرمائی کی جلوہ فروشی کی مدت ختم کرکے قوم کے سامنے تعریف لائیں - یہ چونکہ ضروری اور معاملے کا اصلی نقطۂ انفصال ہے ' اسلیے میں اسکے لیے پوری کوشش کرونگا ' اور اگر ایسا ہوا تو بکمال ممنونیت انکی تحریروں کو شائع کردونگا -

بقیہ بحث

بسلسلۂ اشاعت گذشتہ

کارروائی کے دیگر جزئی امور میں ایک واقعہ رزولیوشن کے الفاظ میں تنسیخ و ترمیم' اور لفظ " قابل نفرت" سے مضمون کی تعبیر ہے -

مولانا کی تحریر مطبوعۂ زمیندار سے معلوم ہوتا ہے کہ رزولیوشن صاف کرکے انہوں نے دفتر میں بھیجدیا تھا ' اور اسکے الفاظ مولانا عبد الحی وغیرہ کے علم کے بعد اور تمام معتمدین کے دستخط سے بھیجے گئے تھے -

اس پر مولانا عبد الحی کی شرکت و سکوت کی بحث چلی - بعض معاصرین کہتے ہیں کہ مولانا عبد الحی طبیب ہیں' اور فن طب رجوع خلائق و ہجوم مرضی ' و کثرت وارد ین و حاضرین کا مقتضی ' پس ایسی حالت میں ایک طبیب عہدہ دار پر کسیطرح کی ذمہ داری عائد نہیں ہوسکتی ' کیونکہ مشغلۂ طبابت کی وجہ سے یقیناً بیماروں اور شذرد ین کا ہمیشہ ہجوم رہے گا ' علی الخصوص صبح کو کہ یہی وقت ادائے فرض عہدۂ معتمدی کا ہوتا ہے اور اسی وقت مریضوں کا بھی ہجوم ہوتا ہے - اس کشمکش فرائض کے بحران عظیم میں انسان نبض و قارورہ کو دیکھے یا تجویزوں اور کاغذات کے الفاظ و احکام و عبارت کو ؟

یہ توجیہہ معاملات ندوہ کے بعض جدید رکلا کی ہے ' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ خود مولانا عبد الحی اس تمسخر انگیز دفاع سے ایک لمحہ کے لیے بھی فائدہ اُٹھانا پسند نہ فرمائیں گے - کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ اس عجیب مقدمے میں اکثر رکیلوں سے انکے موکل زیادہ عقلمند اور فہمیدہ ہیں -

بہرحال اس سے اصل مسئلے پر کوئی اثر نہیں پڑتا - میری رائے اس بارے میں رہی ہے ' جو یقیناً ہر شخص کی اس بارے میں ہونی چاہیے - یعنی اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں - پہلا مسئلہ نفس تغیر و تبدل الفاظ کا ہے ' اور دوسرا لفظ " نفرت انگیز " سے تعبیر کرنے کا -

پہلے کا جواب صاف اور ایک ہی ہے - ایک تجویز جو چند شخصوں کے مشترک طور پر کسی مجلس میں قرار دی ہو' اسمیں اہ نے تغیر و تبدل کا بھی کسی کو اختیار نہیں ' اور اگر قصداً کیا جاے تو یقیناً دیانت داری کے سخت خلاف ہے -

رہا لفظ " قابل نفرت " یا " نفرت انگیز " تو یہ کہنا اور اس پر بار بار زور دینا کہ " نفس مسئلۂ اسلامیۂ جہاد " یا ایک " مجموعۂ آیات قرانیہ و احادیث نبویہ " کو مولانا نے قابل نفرت کہا ' ایک ایسی کھلی سفیہانہ و معاندانہ کذب بیانی ہے ' جس کو کوئی ذی عقل تسلیم نہیں کرسکتا - یہ بالکل ظاہر ہے کہ مضمون سے جو اختلاف کیا گیا تھا (قطع نظر از صحت و عدم صحت اختلاف) وہ کچھ اصل مسئلۂ جہاد یا آیات کلام اللہ کی نسبت نہ تھا ' بلکہ اس خاص استدلال یا نتیجۂ بحث کی نسبت' جس کو مضامین میں دفعہ (۱۰) وغیرہ سے تعبیر کیا گیا ہے' اور جسکا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ " غیر مسلم حکومت کے ماتحت مسلمانوں کیلیے رہنا کسی حالت میں جائز نہیں " پس بنابریں " قابل نفرت " کا اطلاق بھی ہر حال میں صرف اسی نتیجۂ بحث اور مخصوص استدلال کے متعلق ہوگا ' نہ کہ اصل مسئلۂ جہاد اور آیات کلام اللہ کے متعلق -

ہر شخص جو اس معاملے میں فریقانہ دماغ نہیں رکھتا ' تسلیم کریگا کہ یہ ایک بالکل کھلی اور صریح بات ہے - جو لوگ اس مسئلہ کی بدولت صفت میں آزادی و حریت کے رکھوال بل ابوالآباء بن بیٹھے ہیں ' انکی ذاتی عداوت و تعاند کا ایک بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ ایک ایسی صاف بات کے سمجھنے سے اپنے تئیں قاصر ظاہر کرتے ہیں ' اور عوام و جہلا کو یہ کہکر بھڑکاتے ہیں کہ دیکھو مولانا نے قرآن مجید کو " قابل نفرت " کہدیا ! کبرت کلمۃ ' تخرج من افواھھم ' ان یقولون الا کذبا -

غازی پور میں ایک مرتبہ ایک واعظ اور ایک عالم میں مباحثہ ہوا تھا' واعظ صاحب (جیسا کہ واعظین کا بالعموم حال ہوتا ہے) علم و قابلیت سے محروم تھے - انہوں نے اپنے حریف سے پوچھا کہ " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمہ ہے یا نہیں ؟ " اس بیچارے کو حقیقت معلوم نہ تھی - اس نے صاف کہدیا کہ " نہیں ' الکلمۃ لفظ وضع لمعنی مفرد " واعظ صاحب نے اپنے معتقدین اور مریدین کی طرف دیکھکر واعظانہ غل مچایا کہ بحث کا خاتمہ ہے ' کیونکہ ہم مسلمان ہیں ' ہمارا دین و ایمان کلمہ ہے ' اور اسی لیے سب سے پہلے میں نے پوچھا کہ کلمہ کو کیا کہتے ہو ؟ اسکے جواب میں یہ کہتا ہے کہ کلمہ کچھ نہیں ' پس یقیناً یہ مرتد ہوگیا !

بالآخر لوگوں نے واعظ صاحب کی فتح یابی کا اعتراف کیا - یہی حال ان لوگوں کا بھی ہے ' جاہلوں کو یہ کہکر مشتعل کررہے ہیں کہ مولانا شبلی نے اس مضمون کو قابل نفرت کہدیا ' حالانکہ تم اچھی طرح دیکھ لو کہ ایک نہیں پچاسوں آیتیں اور بیسیوں حدیثیں اسمیں موجود ہیں - بھلا جو شخص قرآن کی آیتوں اور حدیثوں کو قابل نفرت کہتا ہے ' اگر ہم صرف حق اور اسلام کی خاطر اسکی مخالفت نہ کریں تو کیا کریں ؟

پس یہ بات تو ظاہر ہے اور مزید بحث کی محتاج نہیں کہ " قابل نفرت " کے لفظ سے مقصود ' محض کوئی خاص نتیجۂ بحث یا استدلال ہوگا ' ورنہ آجکل کے ملاحدہ و متفرنجین بھی ایسی صراحت کے ساتھ اپنے دلی نفرت کا اظہار نہیں کرسکتے ' جہ جائیکہ مولانا شبلی قرآن و حدیث اور مسئلۂ جہاد کو " قابل نفرت " کہیں گے ؟

تاہم یہ ضرور ہے کہ :

(۱) مولانا کو اصل تجویز کے حذف و اضافہ کا سبب بتلانا چاہیے - قطع نظر اس کے کہ کیا تبدیلی ہوئی ؟ خود اصل تبدیلی قابل اعتراض ہے -

(۲) اگر مضمون کے کسی حصے یا حاصل مبحث کو غلط یا قابل اختلاف تسلیم کر لیا گیا تھا ' تو اسکے اظہار کیلیے آپ بیسیوں لفظ موجود تھے - قابل نفرت کا لفظ لکھنا ہرگز مناسب نہ تھا - اسمیں جو شدت انکار و بریت پائی جاتی ہے ' وہ میرے عقیدے میں اپنے اندر ایک سخت اعتراضی اور موہونیت رکھتی ہے - اگر کوئی چیز سیاسی حیثیت سے غلط بھی ہو ' تو اسکی سطحی کا اعتراف صرف ضروری اور بقدر اہمیت الفاظ میں ادا ہونا چاہیے - اعتراف میں تشدد و اغراق ہی سے ہماری اکثر تحریروں کی بنیاد پڑتی ہے ' اور یہ ایسی بات ہے ' جس کو اور زیادہ بہتر خود مولانا سمجھتے ہیں - تعجب ہے کہ اس معاملے میں کیوں انسے ایسے صریح غلطیاں ہوگئیں ؟

(۲)

بحث کا یہ پہلو سب سے زیادہ توجہ طلب ہے ' اور اس وقت تک جس قدر مضامین لکھے گئے ہیں ' متعجب ہوں کہ انمیں سے اس پہلو پر نظر نہیں ڈالی -

جو مضامین معاملت میں لکھے گئے ہیں ' انکی نسبت حسن ظن کا سد باب ہوجاتا ہے ' جب سوچا جائے کہ کیوں اس پہلو کو کہ نقطۂ معاملۂ بعینہ مولوی عبد الکریم کیلیے اصل مسئلہ تھا ' بالکل پبلک کی نظروں سے پوشیدہ رکھا گیا ؟

پھر ساتھ ہی اسکے جب دیکھا جائے کہ جن لڑکوں نے اس معاملے میں دلچسپی لی ہے ' انکا اس بارے میں عجیب حال ہے وہ سب اچھے گواہ تو سکتے ہیں لیکن انہیں یہ گوارا نہیں کہ اصل معاملہ پر روز دیکر ' دیگر شرکاے کار کی طرف بھی نظر اٹھائی جاے ' اور وہ اس بارے میں اپنے کسی اندرونی جذبۂ منحنی سے اس درجہ مجبور اور لاچار ہیں کہ دیگر شرکاء کار کا نام لینا ' انکے لیے ایک نوک نشتر کی چبھن رکھتا ہے - وہ سطح ہی بے تابانہ چبھ اٹھتے ہیں ' اور اپنے اضطراب والتہاب کو چھپا نہیں سکتے ' تو اس وقت تسلیم کر لینا پڑتا ہے کہ جو اچھے اوپر نظر آرہا ہے ' صرف انہا ہی نہیں ہے ' بلکہ اسکے نیچے بھی اچھا اور چھپا ہوا موجود ہے -

لیکن جنکو ذاتی و شخصی بغض و عناد ہے ' وہ شاید اسکے لیے اچھا وجوہ رکھتے ہوں گے ' لیکن ہر شخص سے تو یہ امید بیجا ہے کہ وہ بھی انہی کا سا دل اپنے پہلو میں پیدا کرلیگا - مجکو بحث صرف اصل معاملے سے ہے ' اور میں مجبور ہوں کہ ہر اس شخص کو الزام دوں ' جسکا تعلق اس سے ثابت ہو ' اور اس طرف سے بے رخمانہ آنکھیں بند کرلوں کہ کون خاک پر لوٹتا ' اور کون درد و کرب سے کراہرہا ہے ؟

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ پہلی مجلس کے جو ایک دو روز یا ایک دو ہفتے ہی سزا خود مولوی عبد الکریم کو دی تھی ' جلسہ انتظامیہ نے اسکو منسوخ کردیا - پھر مدعیان حریت وآزادی ہی رک جہاد و قتل فی سبیل اللہ پر یہ کیوں قانع گرگیا کہ ایک دن کی اپنی قرار دادہ سزا منسوخ کرے ' چھ ماہ کی سرکاری سزا چپ چپاتے دیدی ' اور غریب مولوی کو اسکے بعد معطل بھی کردیا ؟

حقیقۂ جنگ

۱۰ - کرسٹنبچی کا تار تھا کہ حکومت جبل اسود نے اپنے والاء متعینۂ میدرا کو اطلاع دیدی ہے کہ وہ مقررہ تاریخ پر بیعن القومی فوج کے سپہ سالار غالب امیر البحر کو شہر حوالہ کردیں -

۱۳ - کا روما کا تار ہے کہ بین القومی فوج میدرا میں اتر گئی - امید کیجاتی ہے کہ اتوار تک ۔قوطی پہنچ جائیگی -

البانیہ

پرنس بسمارک نے سچ کہا تھا : کہ " بلقان ایک کوہ آتش فشاں ہے " اور کوئی کسی چنگاری نے ابھی تک اتحاد دول کے تار عنکبوت میں آگ نہیں لگائی مگر ہر ہر چپہ پر خیال ہوتا ہے کہ کہیں یہیں دھانۂ آتش فشاں نہر - مسئلۂ سقوطری نے آسٹریا کا مقیاس الحرارت انتہائی درجہ تک پہنچا دیا تھا - اگر روس کی تہدید آمیز نصیحت نے عین وقت پر تدارک نہ کر لیا ہوتا تو عجب نہ تھا کہ وہ وقت آجاتا جسکے تصور سے یورپ لرز اٹھتا ہے - مسئلۂ سقوطری کو ختم ہوگیا ہے مگر بلقان کی نزاع انگیزش ابھی ختم نہیں ہوئیں اور شاید عرصہ تک ختم نہ ہوں -

البانیا سے اطالیا ' آسٹریا ' اور یونان کے مصالح و اغراض وابستہ ہیں جنمیں باہم تعارض و تقارب بھی ہے ' اسلیے اس نے سقوطری کی جگہ لے لی -

یاد ہوگا کہ آسٹریا میں جب قبضۂ سقوطری کے لیے جنگی تیاریاں ہو رہی تھیں تو اطالیا کے نیم سرکاری اخبار ٹریبونا نے لکھا تھا : " اطالیا آسٹریا کو تنہا کارروائی نہیں کرنے دیگی بلکہ خود بھی شریک ہوگی " ممکن ہے کہ سطحی دماغوں نے اس کو شدت مزدت و التلاف پر محمول کیا ہو ' مگر حقیقت نیوشوں کے لیے ایک صدا بھی جو تضارب اغراض و تعارض مصالح کی خبر دے رہی تھی -

۹ - کی کو ریوٹر اس خیال کی ان پر احتیاط لفظوں میں تائید کرتا ہے " یہ یقین کیا جاتا ہے کہ اطالیا البانیا کے لیے ایک پرٹیکشنٹ بادشاہ چاہتی ہے ' اور آسٹریا ایک کیتھولک - یہ تصادم اغراض کیا ایک جنگ مجدل کی صورت اختیار کرلیگا ؟ بہتر ہے کہ اسکے جواب کو واقعات کے لیے چھوڑدیا جائے -

خانہ جنگی

جذبۂ اشورستانی ایک سیلاب ہے جسکی حریف وہ سخت بنیاد عمارتیں بھی نہیں ہو سکتیں ' جنکو مذہب یا اخلاق کے ہاتھوں بناتے ہیں ' پس جس عمارت کی بنیاد جوش سیلاب پر ہو ' اسکی پختگی معلوم -

موجودہ اتحاد کی بنیاد " آزادی " پر تھی یا کشورستانی پر ؟ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسکو واقعات نے نا قابل تردید طور پر طے کر دیا ہے - ایسے اتحاد کا جو حشر ہونا چاہیے تھا وہ ہی ہوا -

اتحاد کا مشن ابھی مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ خانہ جنگی شروع ہو گئی اور جو تلوار اس نے نیام سے نکالی تھی اسنے کافروں (ترکوں) سے یورپ کی زمین کو پاک کرنے ' خود پاک نژاد مسیحیوں ہی کو اپنا تعدۂ مشق بنالیا !

۱۱ - مئی کا تار ہے کہ یونانیوں کی ایک کثیر تعداد مقدونیہ میں بلغاری مظالم کی شاکی ہے - اسکے بعد شکایتوں کا ایک دفتر ہے - یہ دفتر کو اس شرمناک خونچکاں مظالم نامہ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ' جو نصرانی تیغ نے انہی مقامات پر حال میں کافروں (مسلمانوں) کے خون سے لکھا تھا ' مگر تاہم وہ یورپ کی انسانیت درستی کے لیے نہایت قلق انگیز ہے ' اور یہ صرف اسلیے کہ ان مظالم کی مشق یسوع کی امت پر کی گئی ہے -

ان مظالم کے علاوہ حلفاء میں باہم معرکہ آرائیاں بھی ہوتی رہی ہیں - اس سلسلہ میں وہ معرکہ قابل ذکر ہے جو حال میں یونانیوں اور بلغاریوں میں بمقام لیفیڈا ہوا ہے - تفصیل ہنوز غیر معلوم اور نہ ایندہ توقع -

یونانی تصدمت کی تعداد ۶۰ - اور بلغاری نقصانات ۳۹ - بیان کی گئی ہے ' زر اور کہہ سکتا ہے کہ اصلیت کیا ہے ؟

شئون عثمانیه

داستان خونین

یعنی مظالم وحشت کارانهٔ اقوام مسیحیهٔ فرنگ، و روایات موثقهٔ شهداء جنگ و مراسلهٔ نگاران جرائد

(۱)

ناظرین کو یاد هوگا که پچهلے دنوں قسطنطنیه میں "مجلس دفاع ملي" کے قیام کي اطلاع الهلال کے کالموں میں دي گئي تهي -

اس مجلس نے ایک سب کمیٹي اس غرض سے بهي قائم کي تهي که جنگ بالقان میں جو مسیحي مظالم خونین یورپین ترکی کے مسلمانوں اور غیر محاربین پر شدتوں پر کیے گئے هیں، اور جو چشم دید بیانات اور روایات موثقه، مراسلهٔ نگاران جنگ کے ذریعه مشتهر هو چکي هیں، انکو ایک رسالے کي صورت میں جمع کرکے مختلف السنهٔ یورپ میں شائع کرے، تاکه یورپ کے ادعاء انسانیت و نوع پروري کا ایک آخري امتحان هوجاے -

اس سب کمیٹي کي یه مستعدي قابل تحسین هے که تهوڑے هي عرصے کے اندر اس نے اپنا کام پورا کردیا - چنانچه پچهلي ڈاک سے همارے پاس شائع کرده رودادِ مظالم کا ایک نسخه آگیا هے جو انگریزي میں هے، اور بهت ضروري هے که اسکا ترجمه اردو میں شائع کردیا جاے، تاکه جو هاتهه آج ماتم کیلیے اٹهے هوے هیں، انکو پچے اپني خانماں بربادیوں کا پورا علم هوجاے -

رسالے کے ابتدا میں سر ادم بلاک (Sir Adam Block) نے ایک مختصر اور سنجیده دیباچه لکها هے - آج کي اشاعت میں اسکا ترجمه شائع کرتے هیں - اسکے بعد اصل رسالے کا مسلسل ترجمه شائع هوتا رهے گا، اور پهر ایک رسالے کي شکل میں جمع کردیا جا لیگا -

بهتر هو اگر معاصر دهلي (کامریڈ) اسکو بجنسه نقل کرنا شروع کرے - (الهلال)

— * —

اس رسالے کے دیباچه لکهنے کي مجهه سے فرمایش کي گئي هے - اس امر کا خوف تها که ملي اور جنسي عداوتوں جو گذشته ربع صدي میں مقدونیه کے اندر برانگیخته هوئیں اور جنکا ذمه دار صرف ترکي سوء انتظام هي نه تها، اس جنگ کے چهڑنے پر بوجهائیں گي - ایک بالکل نو آموز شخص بهي بلقان کي درخواست کے ناگزیر نتائج کي تلوار سے پیش بیني کرسکتا تها -

یقیناً گذشته چند ماه میں مقدونیه کا اس سے زیاده نقصان هوا، جتنا که سالها سال میں ترکوں کي بڑي حکومت کے اندر هوسکتا تها -

جنگ کي خونفشانیوں پر، جنمیں هزارها آدمي هلاک هوے، مقدونیه کے مسلمانوں کي علمي نابودي کا بهي اضافه کیا گیا!

اس جنگ میں موجوده متمدن جنگ آرائي کے مسلمه اصول کا خیال نهیں رکها گیا - ایسي اصول شکني کي متمدن سلطنتوں کي جدید جنگوں میں نظیر ملنا آسان نه هوگا -

قاتم کا قتل و ظلم، اور دباء کے روکنے کے نا قابل هونا، اسکي عزت کے لیے نتیجه خیز نهیں هوسکتا، اور گو میں "مسلمانوں کي بهوکهڑي کي سوتیلي سمجهي هوئي پالیسي" کو انکي طرف منسوب کرنا نهیں چاهتا، مگر عملي طور پر ایسا ضرور هوا -

حامیٔ بلقان افسوس کرینگے که بڑي حد تک انهي کے قصور کي وجه سے اب مقدونیه "انڈے کا ایک خالي چهلکا" اور آتش و تیغ کي بربادکي هوئي، صرف ایک ایسي زمین رهگذر هے، جس سے مسلم آبادي، اسکي کاشت کرنے والي مصیبت اور تکلیف کے ساتهه بالکل نکالدي گئي هے!



"مجلس دفاع ملي" قسطنطنیه کي سب کمیٹي، جس نے مظالم البانیوں کي روداد تیار کي -

جنگ اور کشور ستاني، دونوں جائز قرار دیجا سکتي هیں، لیکن صرف اسي حالت میں، که وه مقبوضه مقامات کي آبادي کے لیے خوشي اور فوائد لائیں -

یه ممکن هے، مگر کسیطرح یقیني نهیں، که حکام کا تغیر مقدونیه کي مختلف عیسائي قوموں کے لیے مفید هو، مگر یه امر تواصف النهار کي طرح روشن هے که جنگ مسلمان باشندوں کے حق میں مفید هونے کے علاوه کوئي اور چیز هي ثابت هوئي، اور انکي بربادي، ملک کي آیندہ سرسبزي پر همیشه ایک مصیبت انگیز اثر رهیگي -

میں ایک منٹ کے لیے بهي یه دعوی باطل نهیں کرتا که گذشته زمانے میں ترک جرموں اور زیادتیوں سے معصوم رهے هیں، یا گذشته چند ماه میں خون ریزي کے الزام سے وه بالکل بري تهے -

تاهم دو پیمانے اور دو بٹکهرے نهیں هوسکتے - یورپ اور متحده حکومت کا وه دباؤ، جسکو ترکوں پر سخت سے سخت مسلمت (ڈیمینشن) کے پاس کرنے میں بهي کبهي باک نهوا، اس موقع پر یقیناً سخت حیرت انگیز طور پر خاموش رها هے -

اهل مشرق اور خصوصاً بلقان کے همیشه انگریزوں کي عزت، اور

ان پر اعتماد کیا ہے - کیونکہ یہ ایک منصف غیر مشہور ہیں - مجھے خوف ہے کہ یہ یقیں اب رخصت ہو رہا ہے -

صرف ان امیدجت واقعات کی مناسبت تحقیقات' اور مجرم کی سزا پر اصرار ہی کے ذریعہ سے یہ ممکن ہے کہ " ناانصافی" کا احساس شدید جو اسوقت تاروں کے دلوں میں لہلہا رہا ہے' جوش سے اٹھنے پائے -

مجھے اعتماد ہے کہ میں غلطی کر رہا ہوں مگر میری رائے ہے کہ اگر اس طرح کے واقعات کو' جیسے کہ اس اشاعت میں شائع کیے گیے ہیں' بغیر اسکے کہ ان پر توجہ اور ملامت کیجائے' گزر جانے کا موقع دیا گیا' تو ہمارے' اور ہمارے ہم زندگی مسلمان رعایا کے درمیانی تعلقات' بالآخر ایک سنگین معاملہ ہو جائیگا -

میں نے ان دریافتوں اور تحقیقوں میں حصہ نہیں لیا ہے جو اس روئداد کی اشاعت کا باعث ہوئی ہیں - تفصیل کی صحت کی بابت خواہ کتنا ہی شک کیوں نہ ظاہر کیا جائے' تاہم اس امید کیلیے کافی مقدار باقی ہے کہ یورپ' جس نے تاروں کی بد کاروں کے روئداد پر نہایت آسانی اور تیزی سے اعتبار کر لیا تھا' ان واقعات کو ایک طرف نہ ڈالدیگا جواب اسکے سامنے لائے جائینگے -

ہم رسیدہ مسلمان آبادی کے مصائب کسی طرح ختم نہیں ہوئے - ارخبیل کے بدترین گاہ سے بھی عمدہ افسانے ان فاقہ زدہ اور محتاج مہاجروں کے پہنچ رہے ہیں' جنکی ایسے سرمایہ کی سخت ضرورت تھی' تاکہ حکام کوشش کر رہے ہیں انکی موجودہ کوشش صرف اسلیے ہے کہ اس جگہ کے عوض' جسکو وہ الاطلاع طور پر ضائع کر چکے ہیں' کہوں کی تلاش کرنے سے لیے وہ اسی طرح ایستادہ اور چک پہنچ جائیں -

گذشتہ کی تلافی تو اب قریباً خارج از سوال ہے - مردے تو ہمیشہ کے لیے گئے - لیکن اگر دول یورپ میں ایک یا ایک سے زیادہ سلطنتیں ان لڑکوں کی نسبت' جو ان خوفناک ایام کے بعد مہینوں زندہ رہے' کوئی اہم دلچسپی لینے کے لیے تیار ہیں' تو ابھی حد تک ماضی کی تلخی اور گذشتہ کے زخموں کو اچھا ہونیکے ہیں - نیز مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کی مخالفت کا راستہ اس سے ہموار کیا جا سکتا ہے -

حادثۂ ادرنہ

(مقالہ نویس جریدہ مساوات لندن)

(۲)

تصریحات جرائد

اتحادی مدافعہ کے بعد ادرنہ کا سقوط ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جو ثمرۂ عظیم و مجد دائم کا مستحق ہے - اس دعوے کی سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ دنیا کے تمام اخبارات نے اس واقعہ کو حادثۂ جلیلۂ عالم قرار دیا ہے' اور تاریخ کے ان ماثور واقعات میں سے شمار کیا ہے' جن کی مثال گذشتہ صدیوں میں مسائل سے ملتی ہے -

اس سلسلہ میں ہم چند عثمانی اور اجنبی اخبارات کے اقوال نقل کرتے ہیں :

(صباح) قسطنطنیہ لکھتا ہے :

یہ خبر پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ ادرنہ' جس کے اپنی محافظ فوج سے ملی چند زیادہ فوج کے مقابلے میں اپنے ثبات سے تمام عالم کو حیرت میں ڈالدیا تھا' بلغاروں کے ہاتھوں سقوط ہو گیا - بیشک اس خبر نے ہمارے دلوں سے خون' اور آنکھوں سے آنسو نہلائے !!

مگر کیا کیجیے - یہ قضا و قدر کا حکم تھا جو رد نہیں کیا جا سکتا -

ادرنہ چہار شنبہ کے دن ساقط ہوا -

ادرنہ کے بطل عظیم شکری پاشا کے (جنھوں نے عثمانی تاریخ عسکری میں شرف عظیم کے ایک صفحۂ طلائی کا اضافہ کردیا ہے) حکومت ادرایک تار بھیجا تھا " دشمن آگے کے استحکامات پر آگیا ہے - ہماری فوج قلعہ ای طرف ہٹ آئی ہے - میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ سرکاری اور فوجی عمارتوں کے ڈھانے' توپوں کے خراب کرنے' ذخائر کے جلانے' اور اسی قسم کی تمام ضروری اور زوالیوں کے بعد اپنی زندگی کے آخری نفس حیات تک لڑونگا' تاکہ اگر میں مغلوب ہوں اور دشمن داخل ہو جائیں' تو ان کو بجا عظمت ادرنہ کی جگہ محض ایک چٹیل میدان ملے' جسمیں نہ ڈھانے کیلیے عمارتیں ہوں' نہ بے حرمتی کیلیے مساجد "

اس تار کے بعد ہمیں جسقدر معلومات ملی ہیں' انکا سرچشمہ صرفیا ہے - ان معلومات سے قائد جلیل شکری پاشا کے آخری تار کی حرف بحرف تائید ہوتی ہے - بہر نوع ابھی حقیقت حال پوشیدہ ہے کیونکہ اس بارے میں روایتیں مختلف ہیں - دل یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ شکری پاشا نے خودکشی کرلی - اسکے بعد کے تاروں نے اسکے برعکس بیان کیا - سچ یہ ہے کہ سقوط کی اصلی روئداد کے لیے ہم کو ابھی دو تین دن انتظار کرنا چاہیے "

(صباح) ایک دوسرے افتتاحیہ میں لکھتا ہے :

ان اخیری حوادث اور ان درد انگیز مصائب کے باوجود جو سقوط ادرنہ کی بدولت ہم پر نازل ہوے ہیں' ہم اپنے آپ کو ایک معزز نام کے وارث کے سامنے پاتے ہیں' جو تا ابد محفوظ رہیگا - وہ کون ؟ غازی شکری پاشا ! ادرنہ کی مشہور مدافعت اور خوارق شہامت و حمیت' جو ایک عظیم الشان مقاومت' اور ایک حیرت انگیز ثبات کے سلسلے میں ظاہر ہوے ہیں' ہماری آنکھوں کے سامنے مجسم کھڑے ہیں ! ادرنہ نے اپنے اس شاندار کارنامے سے جیش عثمانی کی تاریخ شجاعت میں ایک درخشاں اضافہ کیا ہے' اور یہ اعلام کی معجزات بسالت کا ایک مزید روشن ثبوت ہے - شکری پاشا نے مسلمانوں کے لیے ایسا نام پیدا کیا ہے' جسکو زمانہ ابھی نہیں مٹا سکتا -

ہاں ادرنہ ساقط ہو گیا' لیکن شرف عثمانی بڑھگیا - اس کے دامن عزت اور رداے عظمت کا داغ مٹ گیا -

ادرنہ کی محافظ فوج اوپر' حتی کہ کلی کوچوں تک میں !! اور یہ تمام تر صرف ایک شخص' یعنی بطل عظیم ادرنہ' شکری پاشا کی ہمت کی بدولت !!

پس اے بطل عظیم تو کہاں ہے ؟ اور اے پیکر احترام و عظمت ! تجھے کیا ہوا ؟ آہ ! اس کو حقیقت حال معلوم ہے !

لوگ کہتے ہیں کہ سرکاری اور مذہبی عمارتوں کے ڈھانے' اور توپوں کے خراب کرنے کے بعد شکری پاشا کے دشمنوں کے دیکھنے پر خود اپنی کو ترجیح دی' اور اسطرح مرحوم علمدار کی پیروی کی' کہ جب وہ یانگ چیانوں کے نرغے میں گھر گئے تھے' تو انھوں نے بھی اپنے اعدا کے دیکھنے پر موت کو ترجیح دی تھی - اگر یہ خبر صحیح ہے تو پھر بھی شکری پاشا کی کارروائی عجائب و خوارق میں شمار کیجائیگی' اور مسلمانوں پر فرض ہے کہ جب انکا نام لیا جائے تو تعظیم کے لیے سر جھکا دیں' اور اس بطل عظیم کے اعمال و خدمات کی اسی طرح قدر کریں' جسطرح کہ مغربی قومیں اپنے ابطال مشاہیر کی کرتی ہیں -

لیکن ہم صمیم قلب سے امید کرتے ہیں کہ یہ روایت غلط ثابت ہوگی' کیونکہ اسوقت وطن عزیز کو شکری پاشا ایسے مخلصوں کی سخت ضرورت ہے' جنکو اپنے وطن مقدس کی ترقی کے علاوہ اور کوئی فکر نہیں (مگر الحمد للہ کہ خودکشی کی خبر غلط ثابت ہوئی)

تصویر افکار لکھتا ہے :

" بیشک سقوط ادرنہ کا دن تمام عثمانی قوم کے لیے ماتم کا دن

ہے - ہم کو چاہیے کہ اس دن کو یاد رکھیں اور ہمیشہ ماتم کریں -

اس مصیبت کی عظمت کے اظہار کے لیے ہم کو چاہیے کہ علامات حزن و الم وضع کریں ' تا کہ وہ ہم کو یاد دلاتے رہیں کہ ہم کو اپنے دشمنان شرف سے بدلہ لینے کے لیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے -

یہ علامات حزن گو ایک عرصہ تک ہمارے زخمہائے دل کو ہرا ' اور درد و سوز کو تازہ رکھینگے ' لیکن اسکی انتہا اس پر ہوگی کہ ہم اپنے وعدوں کو پورا ' اور فرائض کو ادا کرینگے ' اور اپنے شرف کو ان داغہائے عار سے پاک کرسکینگے ' جن سے افسوس کہ وہ اسوقت آلودہ ہو رہا ہے - اور پھر اس مسجد و ملک کو واپس لے سکیں گے ' جنکو ہم اسوقت کھو بیٹھے ہیں -

گردوران سقوط میں ادرنہ کی اہلی سرگذشت کا ہم کو علم نہیں ' لیکن تا ہم ان جستہ جستہ اقوال سے جو یورپ سے ہمارے دار السلطنت میں آئے ہیں ' معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بہادر سپاہی دشمن سے زور در زور سفید اسلحہ سے لڑے ' اور جب دشمن شہر میں داخل ہوا تو سڑکوں ' گلیوں ' بلکہ گھروں تک میں ہر ہر قدم پر لڑے ' اس درجہ کشت و خون کے بعد دشمن کو کیا ملا ؟ مٹے ہوے کھنڈر ' اجڑے ہوے گھر ' جنمیں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے ' اور مفتشر پتھر ' جن پر زمانہ کا دست ہلاکت دراز ہوچکا تھا ! !

ہم میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ ہمارے حقیقی دشمن کون ہیں ؟ کیا صرف بلغاری ' یونانی ' اور سروی ہی ہیں ؟ اس واقعہ کی سنگینی نے ہمارے دردوں کو ہمارے ضبط پر غالب کردیا ہے - پس آج ہم ایسی چیزوں کا اعلان کرتے ہیں ' جن کو ہم کل تک چھپاتے تھے - آج ہم پر واجب ہے کہ ہم علی الاعلان کہدیں کہ ان دشمنوں کے علاوہ آج دشمن بھی ہیں ' جنھوں نے سقوط ادرنہ میں مدد دی - فرانس اور روس نے بوشیدہ اور علانیہ ' دونوں طور پر ' اور (انگلستان) نے صرف پوشیدہ طور پر سقوط ادرنہ میں مدد دی - فرانس اور روس نے توپیں اور اسلحہ تک معاصرین تک پہنچائی - اگر یہ اتحاد ثلاثہ مدد نہ دیتا ' تو کیا ممکن تھا کہ بلقان کی یہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہمارے سامنے ٹہر سکتیں ؟ ان ریاستوں کا ہمارے سامنے ٹہرنا کیا اس امر کی کافی دلیل نہیں ' کہ فرانس اور روس ادبی اور مادی ' دونوں طریقوں سے ' اور انگلستان صرف ادبی صورت میں ان سلطنتوں کو مدد دیتا رہا ؟

کیا ان واقعات کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ جنگ صرف ریاستہاے بلقان اور عثمانیہ میں تھی ؟ نہیں ' یہ جنگ دراصل عثمانیہ اور ریاستہاے بلقان میں نہ تھی ' بلکہ عثمانیہ اور اتحاد ثلاثہ میں تھی ' جو مجموعۂ انگلستان ' روس ' فرانس کا نام ہے -

اقدام کنندگوے صلح میں ایک فریق کا خیال تھا کہ مساعی صلح میں اہلی رکھنے انداز فرانس ہے - وہ چاہتا ہے کہ سقوط ادرنہ کے بعد صلح ہو - آج ہم کہتے ہیں کہ یہی فریق حق پر تھا "

(جون ترک) فرانسیسی لکھتا ہے :

سقوط ادرنہ کی بابت دو دن سے جو منحوس افواہیں مشہور ہو رہی تھیں ' وہ صحیح ثابت ہوئیں - یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچگیا کہ یہ عظیم الشان شہر ضرب المثل مدافعت کے بعد دشمنوں کے ہاتھوں ساقط ہوگیا -

خبر رساں ایجنسیوں کے پاس آئے ہوے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ شکری پاشا نے شہر تسلیم نہیں کیا ' اور جو کہا تھا وہی کر دکھایا - چنانچہ انھوں نے دشمنوں کے ہاتھ شہر حوالہ کرنے پر ' اپنے آگ اور لوہے سے تھیرمیں دفن کردینے کو ترجیح دی ..... وطن مقدس شکری پاشا کی تعظیم و تکریم کا حق ادا نہیں کرسکتا - حسن رضا پاشا نے اشقودرہ ' اور اسعد پاشا نے یانیا میں بیشک قابل فخر شجاعت و اخلاص کا ثبوت دیا ہے ' لیکن مرقع ابطال میں شکری پاشا کی تصویر

باب المراسلة و المناظرة

دعوت " البلاغ "

از اسکوتر از راجپور

حضرت مولانا السلام علیکم - آپکے اخبار مورخہ ۱۵- جمادی الاولی میں جو ایک پر جوش مضمون اور ایک عام ندا ہے کہ (کوئی ہے جو میرے ساتھ چلنے کے لیے طیار ہو ؟) اسکے متعلق مجھے ایک استفتاح ہے - اسکو ظاہر کرتا ہوں - امید کہ اسکو میری نیک نیتی پر حمل کر کے بد دعا نہ فرمایئے گا - یہ زمانہ چونکہ نہایت افسوس و عیاری کا زمانہ ہے - اسلیے طرح طرح کے شبہات بعض اوقات پیدا ہو جاتے ہیں - اپنے خدائے عالم الصدور کو حاضر و ناظر سمجھکر سچ سچ کہیں کہ یہ جو کچھ آپنے ارقام کیا ہے خلوص و صداقت سے کیا ہے ' یا اسمیں کوئی راز ہے ' اور کسی کی تعلیم سے کیا ہے تا کہ مسلمانوں کی حالت کا استعلان کیا جاے اور دیکھا جاے کہ اسوقت اسلام سے اُنکو کہاں تک تعلق اور اسلام کی حمایت کا کہاں تک خیال رکھتے ہیں ؟ اگر امر اول ہے اور خدا کرے یہی ہو ' تو آپ سب سے پہلے اپنے ساتھ چلنے والونکی فہرست میں میرا نام درج کرلیجیے -

الهلال

یہ قومی بدبختی کی انتہا ہے کہ ہر قلم کے متعلق شبہات و وساوس ہمارے دلوں میں پیدا ہوں !

ظہور حضرت مسیح کے وقت یہودیوں کی ایسی ہی حالت ہوگئی تھی - مگر سچ یہ ہے کہ شبہ کرنے والے بے قصور ہیں ' اور بد قسمتی سے ہماری حالت ہی ایسی ہوگئی ہے کہ جسقدر شبہات پیدا ہوں ' کم ہیں -

کہنے کی بات نہیں ' اور نہ کہنے کو کس کی نسبت کہئے ؟ مگر میں اُن لوگوں سے واقف ہوں جو قوم میں مقدس علما و واعظین کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں - ہر آن و ہر لمحہ قال اللہ اور قال الرسول انکی زبانوں پر ہے ' یا یوں کہو کہ مسجدوں کے پیش امام اور خطیب ہیں ' لیکن ان اعمال الہیہ کے ساتھ اپنے اندرونی اعمال شیطانیہ بھی جاری رکھتے ہیں ' اور جاسوسی و مخبری جیسے ملعون و خبیث مشغلہ کو انھیں ناک نہیں - فلعنهم الله في الدنيا والاخرة ' واعد لهم عذابا أليما !

ان حالات میں اگر بعض نادانوں اور فقیر کی نسبت یہ خیال پیدا ہوا ' تو انھیں بالکل معذور سمجھتا ہوں - اور اسقدر عرض کردینا کافی سمجھتا ہوں کہ میرے تمام کاموں سے مخالف ہیں ' اور الحمد للہ وہ اپنے اندر اپنے نشو و نما اور تکمیل کی قوتیں اسطرح لیے ہوے ہیں ' کہ ایک بڑھنے والے درخت کی طرح بڑھیں گے ' ایک زندہ جسم کی طرح نشو و نما پائیں گے ' اور اگر خلوص و صداقت سے محروم نہیں ہیں تو انکی پرورش کرنے والا ' خود ہی انکی پرورش کریگا -

---

دوسرے دونوں مدافعین کی تصویروں نے سروں پر آرزوئیں ہوئی - شکری پاشا کا عظمت مآب نام شہرت کے آسمان عظمت پر شرف و اعتزاز کا آفتاب دنیا کو درخشندہ ہے اور دنیا ایک نئے شخص کو دیکھ رہی ہے ' جس نے دولت عثمانیہ کے صحیفۂ مجد میں ایک نئی آیۂ فرامت اضافہ کی ہے - اس عمل جلیل نے ہمیشہ کے لیے اس عار و شین کو مٹا دیا ' جس سے دولت عثمانیہ کا دامن شرف تسلیم سلانیک کے بعد آلودہ ہوگیا تھا "

مقالات

جهد حرية اور ايک نکتۂ لطيف

از لارڈ ميکالے

(مترجمه مولوي محمد مسلم نظيم آبادي)

گو انقلابات کي ابتدا نهايت خراب ديکهي جاتي هے مگر قوم جب تک آزادانه زندگي بسر نه کرلے وه آزادي کے صحيح استعمال سے واقف بهي نهيں هوسکتي - انگريزوں کے بشمنده عموماً شورشي نهيں هوتے' اور جهاں شراب ناياب هوتي هے' وهيں باده خواري کي کثرت بهي هوتي هے - نو آزادوں کي حالت اُس لشکر کي سي هوتي هے جو رائفل اور ريوالور ميں (جهاں شراب ايي اکثرت پيداوار ضرب المثل هے) خيمه زن هو - کها جاتا هے که جب فوجي سپاهيوں کا سے روک ٹوک ايسي ناياب اور کوں بها رسواد تعيش پر دسترس هوتا هے' تو باده خواري اُن کے آنهوں پهر کا مشغله بن جاتي هے - آنهيں نشه اور بدمستي کے سوا کچهه سوجهائي نهيں ديتا - آخر رفته رفته افراط اور کثرت ' تميز اور هوش کي آنکهوں کو لهول ديتي هے ' اور جب شراب ايک آده مهينه تک روزانه صبح و شام اي غذا هو چکتي هے تو وه اپنے قيام وطن کے ايام سے بهي زياده کم نوش اور زيه اعتدال هو جاتے هيں - پس حريت کے آخري اور مستقل ثمر ' تمدن ' اعتدال ' اور رحم هوتے هيں ' پر وقتي اثرات بالعموم بحشيانه اقدام ' ناجائز غلطيوں ' اظهر من الشمس مغالطات ميں سک و اشتباه ' نهايت نازک معاملات ميں خود رائي ' اور بسا اوقات هت دهرمي هوا کرتے هيں -

ايسے هي نازک وقت ميں دشمنان حريت اُس کے مطالب کهانے لگتے هيں - يعني تعمير ابهي ادهوري هي هے اور وه سچان کهول ڈالتے پر آماده هيں - گرد و غبار کے اڑنے سے ' اوزے کوڑے سے اٹے هوئے احزے ' اور تمام مکان کي رخشت انگيز بے ترتيبي کا رونا لے بيٹهتے هيں اور طنز سے پوچهتے هيں که جس شان و شوکت اور جس امن و جمعيت کا وعده تها ' وه کهاں هے ؟ اگر ايسي هي افسوسناک اور غلط منطق پهيل جائے تو دنيا ميں کبهي کوئي نفيس مکان يا عمده حکومت تيار نه هوسکے -

ارليو سٹو ايک اطالوي شاعر نے ايک پري کي کهاني لکهي هے جو اپنے سحر کے زور سے خاص خاص زمانوں ميں نهايت کريه منظر اور زهريلي ناگن کي شکل ميں نکلتي تهي - جو لوگ اس هيئت ميں اُس کو تکليفيں پهنچاتے ' وه اُن تمام راحتوں سے محروم کرديے جاتے ' جو وه بعد کو لوگوں کو پهنچايا کرتي تهي - مگر جو لوگ با وجود اُسکي اس مکروه صورت کے ' اُس پر رحم کرتے اور حفاظت کرتے ' وه بعد کو اُن پر اپنے اصلي حسن و جمال اور دلربائي کے ساتهه جلوه نما هوتي ' اُن کے ساتهه رهتي هے - اُن کي تمام خواهشيں پوري کرتي ' اُن کے گهرونکو دولت سے بهر ديتي ' اور پهر عشق ميں اُن کو فائز المرام ' اور جنگ ميں فتحمند بنا ديتي - حريت بهي ايک ايسي هي پري هے - بعض وقت يه نفرت انگيز کيڑے کي شکل اختيار کرليتي هے ' رينگتي هے - پهنکار مارتي هے ' نيش زني کرتي هے - حيف هے اُن کي تسمت پر جو بد حواسي ميں اُس کا سر کچل ديں ' اور مبارک هيں وه ' جو اُس کے ذليل اور هيبتناک ظهور ميں بهي اُس کا جوش راحترام سے غير متزلزل پجا لاڈي اور پهراسکے حسن کے زمانے ميں اُس کا اجر عظيم حاصل کرليں !!

تازه حريت کے پيدا کرده نقصانات کا ايک هي علاج هے - اور وه خود حريت هي هے - جب کوئي قيدي پهلے پهل تنگ و تاريک تهه خانه سے چهوڑا جاتا هے ' تو وه روز روشن کي چمک برداشت نهيں کرسکتا - نه وه رنگوں ميں تميز کرسکتا هے ' نه چهرے پهچان سکتا هے - مگر اس کا علاج اُس کو پهر تهه خانے ميں بند کرديا نهيں هے ' بلکه اُس کو آفتاب کي شعاعوں سے مانوس بنانا هے - حق اور حريت کي تائيد اُس قوم کو پهلے پهل خيره نظر کرنے اندها کرده سکتي هے ' جو قيد غلامي ميں رهتے رهتے نيم کور هوگئي هو ' مگر ذرا ان کي آنکهيں کهلي رهنے دو - وه بهت جلد اس کو برداشت کرنے کے قابل هوجائيں گے - تهوڑے هي دنوں ميں لوگ عقل سے کام لينا سيکهه جائے هيں - رايوں کي پر جوش تيزي معتدل هوجاتي هے - متضاد خيالات مل جل کر ايک دوسرے کو صحيح کرديتے هيں - سچائي کے منتشر عناصر باهمي لڑائي اور جد وجهد چهوڑ کر ' اکٹها هوجاتے هيں - اور آخر کار انهي پريشان اجزا سے انصاف اور صلح کا نظام شکل پذير هوتا هے -

همارے زمانے کے اکثر مدبر اس امر کو ايک مسلم الثبوت مسئله کي حيثيت سے پيش کرديا کرتے هيں که کسي قوم کے ليے اُس وقت تک آزاد هونا مناسب نهيں ' جب تک که وه اپني حريت کے صحيح استعمال کے لائق نه هوجائے - يه مقوله اس احمق کي زبان سے زياده موزوں معلوم هوگا ' جو ٹراني روايت کے مطابق پيترا سيکهے بغير پاني ميں قدم رکهنا نهيں چاهتا تها - پس اگر قوم حريت کے ليے اتنے دنوں تک انتظار کرے که پهلے حالت ظلمي هي ميں پوري عاقل اور ذي هوش بن جائے ' تو اُس کو تا ابد صرف انتظار هي کهينچنا پڑيگا - وه دريا ميں اترنے کيليے شناوري کے سيکهنے کا انتظار کريگي ' اور شناوري بغير دريا ميں اترے تا قيامت نه آئيگي !!

[بقيه صفحه سابقه]

الهلال اغتر اشاعت سے اس وقت تک جو کچهه کهه رها هے ' اور جو کچهه کر رها هے ' ايک صاحب بصيرت شخص کيليے خود اسي ميں بهت سي نشانياں هيں - ايسي الهي نشانياں ' جو سونچهيے تو آپکے همارے درجهٔ فکر و قوت سے بهت اونچي تهيں - پس اگر سونچ سکتے هو تو سونچو ' اور سمجهه سکتے هو تو سمجهو - اگر سمجهه معطل ' اور وساوس و خطرات کا هيجان هے ' تو ميري طرف نه آؤ ' بلکه خدا کي طرف متوجه هو ' تا که وه تم پر حقيقت منکشف کردے - انسان سب کچهه کر سکتا هے ' پر اپني نيت اور مقصد کے کهوٹ کو چهپا نهيں سکتا - آج نهيں تو کل پيشانيوں دل کي مخبري کرديگي : وتلک الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون في الارض علوا و لا فسادا ' والعاقبة للمتقين -

ميرے عزيز بهائي ! معاف کرنا ' اصل يه هے که تمهاري پياس هي سچي نهيں - اگر سچي هوتي تو ميں اگر فريب سے سراب دکهلاتا ' تو تم پاني يقين کرکے بے تابانه دوڑ اٹهتے - ايک تين دن کے بهوکے پياسے سے کهو که فلاں مقام پر روٹي بٹ رهي هے ' وه سنتے هي دوڑيگا - ايسي بهوک اور پياس ايسي مهلت هي نه ديگي که اصول روايت و درايت اور قياس و تحقيق سے اس خبر کو پرکه جانچ لے - (عربي) نے اس نکتے کو سمجها تها :

ز نقش تشنه لبي داں ' بعقل خويش مناز
دلت فريب گر از جلوهٔ سراب نخورده

بهائي ! ميں نے پاني کي صدا بلند کي هے - اور مجبور هو کر کي هے ' جبکه کسي طرف سے صدا نهيں اُٹهي - پس جسکو پياس هوگي ' خود بخود دوڑيگا ' اور جسکو نهوگي وه دانشمندانه تحقيقات ' اور عاقبت بيني کي تقتيشات و تذبذب ميں رهيگا - والله يعلم سريي وعلانيتي ' وهو علي ما اقول شهيد !

انتقاد

نقاد

آگرہ - قیمت سالانہ ۳ - روپیہ - ایڈیٹر سید نظام الدین شاہ دلگیر -

ایک نیا ماہوار ادبی رسالہ ہے - ضخامت ۶۴ - صفحہ - کاغذ متوسط درجہ کا - چھپائی آگرہ کی مشہور ہے -

میں سمجھتا ہوں کہ یہ پرچہ مقبول ہوگا ' کیونکہ آجکل کے اخبار و رسائل کے اہل قلم اسمیں ابتدا سے مضامین لکھتے ' اور اسکی ترقی سے دلچسپی رکھتے ہیں - آگرہ جو فی الحقیقۃ عہد اسلامی کے دور عروج کا دار الخلافہ ' اور اردو کی ترقی اور نشو و نما میں بھی ایک حصۂ وافر رکھنے والا ' نیز میر و غالب کا مولد ہے ' ضرور ہے کہ اردو رسائل کی پیدائش اور نشو و نما کیلیے بھی اچھا وطن ثابت ہو -

جدید رسائل کیلیے چند مشورے

چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیے :

(۱) موجودہ وقت صرف اسلیے ہے کہ قلم کیا جاے - ہر شعبے میں صرف اسی کی ضرورت ہے - پس مختلف عنوانوں پر چند مضامین کا اکٹھا کردینا ' کوئی ایک رسالے کی تشکیل ضروری کیلیے کافی ہو ' مگر معداً کافی نہیں - ضرورت اسکی ہے کہ آجکل نئے رسالے جو شائع ہوں ' وہ علاوہ جمع مضامین و تحشیۂ مراسلانہ کے کوئی خاص مقصد بھی اپنے سامنے رکھتے ہوں - اردو زبان کی نظم و نثر میں ابھی کام کے تمام گوشے خالی ہیں -

(۲) پبلک کا مذاق ارباب صحائف و رسائل کے رحم کا طالب ہے - اب کچھ نہ کچھ اردو پریس کی سطح بلند ہونی چاہیے - پیشتر سے جو رسالے نکل رہے ہیں ' انکی محض تقلید کچھ بلند نظری کی بات نہیں - ہر شخص کو اپنے ہاتھوں کیلیے کوئی نئی بلندی تو ہونڈھنی چاہیے - سطحی اور بد مذاق مضامین کی اشاعت سے خود ارباب قلم کے سامنے پست نمونے پیش ہوتے ہیں ' اور پبلک کا ذوق سلیم زخمی ہوتا ہے - رسالوں کی ضخامت نصف کردی جاے تو حرج نہیں ' لیکن ہر طرح کے رطب و یابس سے کیا فائدہ ؟

(۳) نقاد کا صرف نمبر ۴ - میں نے دیکھا - اسمیں ایک مضمون " ریویو " کے عنوان سے درج ہے ' اور اسکے نیچے ایڈیٹر الہلال کا نام ہے ' حالانکہ میں نے نقاد کیلیے کوئی مضمون نہیں لکھا ' بلکہ اسکی اشاعت کی بھی خبر نہ تھی - در اصل وہ مضمون الہلال میں شائع ہوا ہے ' اور اسی سے نقل کر لیا گیا ہے - ایسی صورت میں ایڈیٹر کے نام کی جگہ الہلال کا نام درج کرنا تھا - اسکو محدثین اپنی اصطلاح میں تدلیس کہتے ہیں ' اور افسوس کہ اسکی مختلف اشکال اجکل عالمگیر ہیں -

بعض لوگ ہمیشہ فریاد کرتے رہتے ہیں کہ انکے اخبارات سے مضامین بغیر حوالہ نقل کر لیے جاتے ہیں - مگر میں تو اس فریاد کو تمسخر انگیز سمجھتا ہوں - آجتک بیسیوں اخبارات نے بغیر حوالہ مضامین الہلال سے نقل کیے ' مگر میں بجاے معترض ہونے کے خوش ہوا - کیونکہ اصل شے خیالات کی اشاعت ہے - پس اگر بغیر حوالہ محض نقل کر لیا جاے تو چنداں شکایت نہیں - لیکن یہ تو نہ کیجیے کہ مضمون نقل کیا جاے اخبار سے ' اور پبلک کو یقین یہ دلایا جاے کہ اسکے ایڈیٹر نے خاص طور پر رسالے اسلیے لکھا ہے !

(۴) آجکل یہ عادت بھی عام ہے کہ لوگ اپنی کتاب لکھتے یا رسالہ نکالتے ہیں ' اور پھر اسکی نسبت ہر قسم کی سیاہی سے کام لینے والا جو کچھ لکھدیتا ہے ' کمال فخر و مباہات کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے ' اور بعض اخبار و رسائل میں تو اسکے مستقل باب رائج جاتے ہیں ! !

لیکن میرے خیال میں یہ ایک بہت ہی چھوٹے درجے کی بات ہے ' اور اس سے انتحال کی ہمت ' اور منتہاے فکر کا پیمانہ بہت ادنے ثابت ہوتا ہے - اول تو اصولاً اصل شے کام کی خوبی ہے ' اور کوئی تعریف خواہ ایسی بھی بڑے سے بڑے قلم سے نکلی ہو ' اسپر اضافہ نہیں کرسکتی - پھر یہ اور بھی خوشی کی بات ہوتی کہ فلاں اخبار والے نے آپکی تعریف کردی - اور فلاں ایڈیٹر نے آپکو ہدیتاً کہ بہت اچھا اور دلچسپ ہے ؟ شاید جس ملک میں مستند اقلام و افکار ' نقد و تقریظ کا فرض انجام دیتے ہوں ' وہاں انکا نقل کرنا ضرورتوں ہو (اور وہ بھی تجارتی اغراض والوں کیلیے) مگر ابھی اردو پریس کیلیے تو یہ وقت نہیں آیا -

اپنی ہمتوں کو بلند کرو - لوگوں کی تعریف و ستایش سے ہماری سطح فکر کو بلند تر ہونا چاہیے - یہ دماغ کا افلاس ہے کہ وہ دوسرے دماغوں کے دستر خوان پر اپنے لیے غذا ڈھونڈھے - پھر وہ کون لوگ ہیں ' جنکی تعریف و ستایش پر " فخر و مباہات " کے الفاظ کا اسراف بیجا کرتے ہو ؟

المؤید ' العجریدہ ' الزہرہ ' اتحاد و ترقی ' البرہان ' المدار ' الہلال قاہرہ ' چہرہ نما ' شہدل ' تصویر افکار ' السلام ' وغیرہ وغیرہ ممالک اسلامیہ کے جرائد و رسائل نے الہلال کی نسبت جو کچھ لکھا ہے ' میں نے تو اسکا بھی کبھی شمار نہیں کیا -

سیکڑوں ضروری خطوط اخبار میں اسلیے نہیں شائع کرتا کہ انمیں جس طریقہ سے مجھے مخاطب کیا جاتا ہے ' اور شخصی طور پر بحث کی جاتی ہے ' اسکا میں اہل نہیں -

بعض نئی چیزیں

تاج کیسو ورائٹی ورکس

قیمت فی شیشی ۱۲ - آنہ ہے ۱ - روپیہ تک مصری فروخت ہوتا ہے - ولایتی -

عورتوں کے سر میں لگانے کیلیے خوشبودار تیل آجکل بہت فروخت ہوتے ہیں - پچھلے زمانے میں جن لوگوں کو خوشبو سے زیادہ بالوں کے حجم و طول کی خواہش تھی ' وہ ادویہ کا مصالحہ دسی ام قیمت تیل میں ڈالکر استعمال کرتی تھیں ' اور تکلف کی انتہا یہ تھی کہ قنوج یا جونپور سے چمبیلی کا تیل منگوا لیجیے - شعرا تو ابھی زلف مشکیں ' اور گیسوے معنبر کے کہلنے پر خوشبو آتی تھی تو یاسمن ہی کی -

لیکن اب نیا مذاق گھر گھر پھیلتا جاتا ہے - اسمیں اتنی ترقی تو ابھی نہیں ہوئی کہ محض آجکل ہی عطریات مالیدہ پر اکتفا کرلی جاے ' جو شیرۂ حسن پروران فرنگ ہے - البتہ آجکل کے ہندوستانی عطریات کو ملحوظ رکھکر جو بعض تیل نکلے ہیں ' انکا استعمال " عصر ترقی کی مہذب خواتین " کیلیے ایک جزو لاینفک تہذیب و ترقی سمجھا جاتا ہے -

یہ تیل کا کارخانہ بھی اسی مقصد سے کھولا گیا ہے کہ تمام ہندوستانی پھولوں کی خوشبو سے تیل بنائے جائیں - صاحب کارخانہ نے نمونے کی شیشیوں کا ایک بکس بھیجدیا ہے '

جنمیں معتدبہ قسم اور خوشبو کے تیل ہیں ' اور اسمیں شک نہیں کہ خوشبو هر شیشي کي اپنے حال پر شاهد ہے - علاوہ خوشبو کے تیول پر ظاهر کیا گیا ہے کہ معنوي دماغ اور جانوں کي مضبوطي اور افزایش کا ذریعہ ہے - جناب خالق الملک نے اسکي خوبیوں کا اعتراف کیا ہے اور بعض دیگر حضرات کي سندات بھي موجود ہیں - پس ضرور ہے کہ اسکي تصدیق کي جائے -

رهي خود اپني رائے ' تو صاحب کارخانہ کے تیول تو بیحد پسند لیکن انھوں نے اپنے سر و بال کہاں سے رنگے ؟

دمشق عطسہ پیراهن نہیں ہے
غسم آوازگي هسائے صبا دیکھا ؟

البتہ کے کارخانوں کا تیول بکثرت فروخت ہوتا ہے - لیکن بہتر ہوگا کہ لوگ اس نئے کارخانے کي همت افزائي کریں - شاید اس جماعیت سے تمام پھولوں کے تیول اور کسي کارخانے میں نہیں بنتے اور پھر اسقدر ارزانی بھي نہیں - یورپ کے موجودہ اصول تجارت و تنظیم و تناسب کے ساتھ ملک میں اس طرح کے کارخانوں کا کھلنا یقیناً همارے همت افزائي کا مستحق ہے -

ٹرکي کے کارخانے کي ٹوپیاں

شیخ سلطان محمد صاحب - مینیجر یونین جالندھر

ترکي ٹوپیوں کا استعمال اب اس درجہ بڑھا ہے کہ کچھ عرصے کے بعد یہ بھي هندوستان کي ایک مخصوص و بسیط تجارت سمجھي جائیگي ' مگر یورپ نے صرف همارے اجسام و افکار هي کو غلام نہیں بنایا ہے ' بلکہ همارے ضروریات اور احتیاج پر بھي اسي کي حکومت ہے !

یہ کیسي بد بختي ہے کہ جو چیز ترکوں کے لباس کا جزو لاینفک هو ' وہ اٹلي اور انگریا سے لي جائے !

میري معلومات ترکي میں کسي ایسے کارخانے کے وجود سے همیشہ بے خبر رهي ' جہاں عمدہ ترکي ٹوپیاں بنتي هوں - سلطان عبد الحمید نے ایک کارخانہ قائم کیا تھا مگر معمولي ٹوپیوں کا ' جو صرف سپاهیوں کے کام آتي تھیں ' یا خسۃ خانۂ همایوني کے یتیم بچوں کو دي جاتي تھیں -

پچھلے دنوں جب اطالي مصنوعات سے نفرت کے جذبات لوگوں میں پھیلے ' تو اکثر لوگوں کو خاص ترکي کے کارخانے کي بني هوئي ٹوپیوں کي تلاش هوئي - شیخ صاحب نے اسي زمانے سے خط و کتابت شروع کر دي تھي - اب انکو ایک کارخانے سے انتظام کا موقعہ ملا گیا ہے ' اور انکا بیان ہے کہ جو ٹوپیاں انکے اسٹاک میں آئي هیں ' وہ خاص قسطنطنیہ کے ایک کارخانے کي بني هوئي هیں -

اگر یہ بات ہے ' تو واقعي انھوں نے نہ صرف ایک عمدہ تجارت کا دروازہ کھولا ' جسکے فریقین تجارت مسلمان هیں ' بلکہ ایک وقت کي نہایت ضروري خدمت انجام دي -

ایک ٹوپي انھوں نے بطور نمونے کے بھیجدي ہے -

ترکي ٹوپیوں کا میں صاحب تجربہ و نقاد نہیں ' کیونکہ کبھي ارزنجلے کا اتفاق نہیں هوا ' لیکن بظاهر انکي عمدگي کیلیے یہ امور ضروري نظر آتے هیں کہ اندر کپڑے کي بناوٹ نہر ' کا لیے تو بالکل بانات کي سي اندروني ساخت نکلے ' قماش نرم هو ' اور دبازت زیادہ نہر ' سطح کي پشمینہ دار جلد بالکل مسطح اور مثل ریشم کے هو -

کرسٹي کي پانچ روپیہ اور اس سے زیادہ قیمت کي ٹوپیاں ایسي هي هوتي هیں - اور استریا سے بہتر شاید کہیں نہیں بنتي - اس ٹوپي کي قیمت ۲ - روپیہ ہے - اسلیے اسکا درجہ متوسط قیمت سے بھي گرا هوا ہے - اس قیمت کے لحاظ سے اوصاف بالا جس درجہ هونا چاهئیں ' اسمیں موجود هیں -

البتہ اسکي رنگت زیادہ سرخي مائل ہے اور اچھي رنگت کسي قدر سیاهي مائل هوتي ہے - لیکن انکا بیان ہے کہ هر رنگ کي ٹوپي انکے هاں آئگي هیں -

پس اگر یہ واقعي ٹرکي کے کسي کارخانے کي بني هوئي ہے تو اس قیمت میں غیر معمولي ٹوپیوں سے کسي طرح بري نہیں ' اور اگر بري بھي هوتیں تو بھي لوگوں کو کسي قدر ایثار سے کام لیکر اسي کو ترجیح دینا تھا -

امید ہے کہ شیخ صاحب نے اسکا اطمینان کر لیا هوگا کہ یہ واقعي ٹرکي کے کارخانے کي بني هوئي هیں -

البتہ ایک امر قابل توجہ ہے - بمبئي اور کلکتہ کي طرح ٹوپیوں کے قالب اور مقامات میں رائج نہیں ' اور عمدہ ترکي ٹوپي بغیر قالب پر چڑهي هوئي آتي ہے - جو لوگ منگوائیں کہ وہ قالب پر چڑهانے کا کیا بندوبست کرینگے ؟ بہتر هو اگر ایک قالب بھي منگوا لیا جائے ' اور اسپر چڑهاکر اور بکس میں رکھکر خریدارون کے پاس بھیجا جائے - کلکتہ میں قالب پر چڑهانے کي اجرت ایک آنہ ' اور دهلائي کے دو آنہ لیتے هیں - کچھ حرج نہیں کہ قیمت میں ایک آنے کا اضافہ کر دیا جائے -

تـــوحیـــد

جاوید میرٹھ - قیمت سالانہ ۳ - روپیہ - ایڈیٹر خواجہ حسن نظامي دهلوي

خواجہ صاحب کے مضامین نہایت کثرت سے مختلف اخبارات و رسائل میں نقل کیے جا رہے هیں ' اسلیے مزید تقریب کي ضرورت نہیں -

یہ اخبار حال میں میرٹھ سے شایع هوا ہے ' اور بہترین نام ہے ' هر اختیار کیا گیا ہے - کاغذ نہایت اچھا - ڈیمائي سالزکي پوري نصف تقطیع پر نکلتا ہے ' اور لکھائي چھپائي اتني اچھي ہے جو هفتہ وار اخبارات میں کم دیکھي گئي ہے - ان حالات کے ساتھ قیمت یقیناً ارزاں ہے -

میرٹھ ایک ممتاز شہر ہے - وهاں سے آجکل کوئي اخبار نہیں نکلتا تھا - یہ بہت ضروري ہے کہ کم از کم هر شہر سے ایک دو اردو کے اخبار جاري هوں -

امید ہے کہ اس نئے اخبار کو ترقي و ثبات کے وسائل بہت جلد حاصل هو جائیں گے -

الهـــلال کی ایـجنسی

هندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرهٹي هفتہ وار رسالوں میں الهلال پہلا رسالہ ہے ' جو باجرہ ' هفتہ وار هونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں ' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنسي لے لیجئے -

مراسلات

اختلال دولۂ عثمانیہ

اور

عصائب اسلامی

از جناب مولانا نجم الدین احمد صاحب بنگلوری دائرکٹر۔ کلکتہ

حضرت مولانا - السلام علیکم - مضمون بعنوان بالا بقلم محترم ذوالشہام الحق نظر سے گذرا - آسے بار بار پڑھا اور سوچتا رہا کہ " الہلال " جیسے با عظمت و موقر رسالے کا صفحہ ایسے مضمون سے کیوں سیاہ کیا گیا ؟ میرے ایک مشفق نے جو اسوقت میرے پاس موجود تھے فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ مولانا اپنے اخبار کے ذریعہ ہر شخص کو رائے زنی کا موقع دیتے ہیں گو وہ خیالات اخبار کی پالیسی کے خلاف ہی کیوں نہیں ؟ واقعی یہ آپکی فیاضی طبع تھی کہ آسے شایع کردیا ورنہ اسکا اہل نہ تھا - آپکے گرانقدر مضامین کو اسلامی دنیا نہایت شوق اور غور سے پڑھتی ہے - مناسب تھا کہ بطریق ترضیم اپنی رائے سے بھی " الہلال " کے ناظرین کو مطلع فرماتے -

غور سے دیکھا جاے تو ایکے نامہ نگار صاحب ' جنھوں نے اپنی غلط فہمی سے لاکھوں مسلمانوں پر اپنے ہم خیال ہزدیکی تہمت لگائی ہے ' درحقیقت کسی مسلمان کے ہمخیال نہیں - بالتشریح بحث کی ضرورت نہیں اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ الہلال کے بیش بہا اوراق کو ان باتوں پر لیا جاے - مختصراً چند سطریں آپکے نامہ نگار کے جواب میں لکھتا ہوں - امید ہے کہ الہلال میں جگہ دیکر ممنون فرمادیں -

وہ لکھتے ہیں کہ " فرق باطنیہ کے فتح کے بعد اسلام کا نام و نشان یورپ سے مٹگیا " مگر یہ کسی مسلمان کا خیال نہیں اور نہ اندلس کے سقوط کے بعد بھی ایسا خیال ہے - اسلام کو یورپ میں ابھی بہت کچھ کرنا ہے - اسکے مشن کی تکمیل باقی ہے - زمانہ نے ایک ہی پلٹا کھایا ہے - دوسرے پلٹے کا انتظار ضروری ہے - گو ہم اسے نہ دیکھیں مگر آیندہ نسلیں دیکھیں گی - ترک یورپ سے نکالدیے جائیں مگر خداے واحد کے پرستاروں کا سرزمین یورپ سے نام و نشان کیوں مٹنے لگا ؟ بوسینیا میں اسلامی آبادی موجود ہے - روس کی سرزمین میں بھی مسلمان آباد ہیں اور بقول حضرت ایڈیٹر المنار " سارے دنیا کے مسلمانوں سے اچھے مسلمان ہیں ' جنکی مذہبی روح ہمارے جوش سے زیادہ قوت رکھتی ہے " -

مغربی افریقہ' جہاں کوئی اسلامی مشن پہنچا ہی نہ تھا' کس خوشی سے اسلام قبول کررہا ہے ؟ اشاعت اس درجہ ترقی پر ہے کہ ایک موقع پر قیصر جرمنی گھبرا اٹھا ' اور آسکے روکنے کے وسائل پر توجہ دلائی ! لیکن :

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست ؟

حکومت کے جانے سے اگر اسلام مٹ جاتا تو ہندوستان میں اسوقت دس کروڑ مسلمان نہ ہوتے اور آج مسٹر احتشام الحق بھی نہوتے - تاریخ اسلام میں ایسی شکست کوئی بڑی بات نہیں - اللہ اکبر! کیسی کیسی برباد کن شکستوں کے بعد بھی اسلام کی شان میں کوئی فرق نہیں آیا ! بغداد کی سرزمین ابتک اس بات کی شاہد ہے - ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین - ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ' و تلک الایام نداولھا بین الناس -

آپکا نامہ نگار ترکوں کی مالی تنگی پر روتے ہوے اچانک ناظم پاشا کے قتل کو ترکوں کے نفاق کا نتیجہ قرار دیتا ہے - واقعات اسکے برعکس ہیں - جس عزم و شان سے ناظم پاشا مدفون کیے گئے وہ ثابت کرتا ہے کہ پاشاے موصوف کا قتل ایک اتفاقی حادثہ تھا ' جسکا ترکوں کو بھی افسوس ہے - یہ سخت بہتان ہے کہ ترکی گورنمنٹ کا کوئی محکمہ عام خوابی نظم و نسق سے آزاد نہیں - مسٹر مشیر حسین قدوائی کا وہ خط جو بطریق چشم دید واقعہ کے کچھ عرصہ ہوا پائنیر میں شایع ہوا تھا ' ظاہر کرتا ہے کہ ترکی محکمہ کا انتظام قابل تحسین اور یورپین سیاحیوں کی شکایتیں بالکل غلط ہیں - پروفیسر (زمیدی) جو ترکوں کے باب میں ایک زبردست سند مانا گیا ہے ' ترکوں کی ترقی پر بحث کرتے ہوے کہتا ہے کہ بازاریشن کے فتاح سے ترکوں کو بہت فائدہ پہونچا - ترک ہر طرح سے اپنی ترقی کے لیے کوشاں ہیں لیکن آنے دن یورپ کی دست اندازی سے آنکو موقعہ نہیں ملتا کہ ترقی کے زینہ پر پاؤں رکھ سکیں - تاہم اس تھوڑے عرصہ میں جو کچھ کر دکھایا ہے ' (بقول مرسیر لوتی) یورپ کے لیے ایک سبق ہے ' اور مسٹر بلنٹ (مدیر اوبجرور) کے قول کے مطابق تمدن کا تقاضا ہے کہ یورپ اسمیں ترکوں کی مدد کرے - افسوس ! مدد کے بدلے ترکوں کو مٹانے کے لیے سارے عیسائی دنیا متحد ہے اور شک ہے کہ ترکوں کو ایشیا میں بھی چین لینے دیگی - چنانچہ ماہ گذشتہ کے (Nineteenth Century and after) میں سروآرمی - جونسٹن ترکوں کی آیندہ زندگی پر بحث کرتے ہوے یہ منصوبہ ظاہر کرتا ہے کہ سالپرس ' سیتا ' اور مصر انگریزوں کو دیدیا جاے ' شام اور لبنان فرانس کے زیر اثر ہو - شام و میسوپوٹیا ایک یہودی سلطنت بنا دی جاے - عرب خود مختار ہو ضلع ازمیر اور ارمینیا روس کے ماتحت ہو - رزدسٹر اتلی کو دیدیا جاے - اور باقی حصہ (بشرطیکہ کچھ بچے) سلطان کے لیے چھوڑ دیا جاے - مگر یہاں بھی بیرونی معاملات جرمنی کے سپرد ہونگے ! ایسی حالت میں اطمینان کب ہو سکتا ہے ؟ تعجب تو یہ ہے کہ قوم فروش مسلمان بجاے ہمدردی کے ' الزامات کا بوچھاڑ ترکوں پر کر رہے ہیں - ترکوں کا یہ عزم' کہ ایک انچ زمین بھی بغیر لڑے نہ چھوڑیں گے ' قابل تحسین ہے - اور وہ جبتک اس بات پر ثابت قدم ہیں' اسوقت تک ہر دیانت دار مسلمان کے لیے فرض و لازم ہے کہ انکی ہمدردی و تائید کو اپنا وظیفۂ دینی و ملی یقین کرے -

جب آپکا نامہ نگار مقالحہ پر بحث کرتا ہے اور بعض سر برآوردہ اسلامی اخباروں میں اس امر کی تحریک پر تعجب کرتا ہے تو مجھے اسکے تعجب پر بے اختیار ہنسی آتی ہے - آپ فرماتے ہیں :

" ممکن ہے کہ بعض امراء قوم بعض اشیاء یورپ کا استعمال چھوڑ دیں مگر اس سے یورپ کیا صدمہ محسوس کریگا ؟ علم وہ کونا چاہیے جو ممکن ہو " مقاطعہ کی ضرورت ہے ہی نہیں ؟ یہ بات اب ماں لیجئے ہے کہ ہندوستان میں صنعت و حرفت کی ترقی ہونی چاہیے اور اسکی کامیابی کی صورت یہی ہے کہ ہم یورپ کی ساختہ کی چیزیں خریدنا چھوڑ دیں - لارڈ منٹو نے تعلیم صنعت و حرفت

پر بہت زور دیا تھا، مگر اس بات کو نظرانداز کردیا - اسکی وجہ ظاہر ہے - حالانکہ مقاطعہ و ملکی صناعت و حرفت کا ترقی پانا ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہے - سر جیمس مسٹن نے گورکھپور کی اسپیچ میں فرمایا تھا کہ مقاطعہ کے خلاف میری جتنی قوت ہے، میں صرف کرونگا، لیکن ایسی بے معنی باتیں تو اکثر سننے میں آتی ہیں - مدعا میرے لکھنے کا یہ ہے کہ باشندگان یورپ پر اسکا کیا اثر پڑ رہا ہے اور اسکی کامیابی انکی برتری کا باعث ہے یا نہیں ؟ مسٹر احتشام الحق اگر کلکتہ میں ہوتے تو انکو میں دکھلاتا کہ یہاں کے "در لیمپی سیل" بند ہو جانیسے مانچسٹر اور لنکا شایر کے کارخانے دو ہفتہ تک بند رہے - دنیا میں ہر کام ممکن ہے، لیکن کوشش شرط ہے - ایک چیز جو چین کے لیے کامیاب ہو، ترکوں کے لیے کارگر ہو - وہ ہندوستان میں کیوں نہیں مفید ہوگی ؟ شاید یہ خیال گذرتا ہو کہ گورنمنٹ اسے روکیگی، لیکن یہ اسوقت ممکن ہے، جبکہ اسکی عملی تائید میں بے عدوانی کیجائے، اور وہ موجب خلل رفاہ عام و نظم و امن ہو - میرے دلکو کوئی نہیں بدلسکتا - اگر میں دیسی چیزوں کو لوں اور یورپین ساخت کی چیزیں نہ لوں، تو اس سے سرکار بہادر کیوں ناراض ہوگی ؟ پھر کیف میں مسٹر موصوف سے فقط یہی سننا چاہتا ہوں کہ اگر مقاطعہ ممکن ہے تو وہ اسکے حامی ہیں یا نہیں ؟ امرا اس دم کو شروع کریں - عوام الناس ضرور متابعت کرینگے -

اسکے بعد اپکا نامہ نگار (قرض حسنہ) پر بحث کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہے کہ " میری راے ذاتوا ذرل ہے " ..... اسکی وجہ یہ ہے کہ انتظام سلطنت قابل تحسین نہیں " اور " وہ روپیہ بعض غدار اہلکاران سلطنت کے پرائیوٹ خزانے میں پہونچ جائیگا اور انکے لیے مزید عیش و عشرت کا سامان مہیا کرے گا " اور شکست کی وجہ یہ ہے کہ " ترک مزے سے میٹھی نیند سو رہے تھے " -

برزن عقل و دانش بباید گریست

اپکا نامہ نگار اگر (Capital) " کیپیٹل " کا ترجمہ " ای - ایچ " نہ تو کم سے کم اسکا ہم خیال معلوم ہوتا ہے - ترکی انتظام سلطنت پر میں اوپر بحث کر چکا ہوں اور زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں، لیکن دوسرے امر کی نسبت مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ کیا اتنا کانفنس ایسے ہنگام عظیم کے لکھنے سے مانع نہوا ؟ وہ ترکی سلطنت، جو کہ آج دو دشمنوں کے شکنجوں میں پھانسی ہوئی ہے - وہ ترکی سلطنت، جسے چاندی کی زنجیروں میں دشمنوں نے جکڑا ہے - وہ، جسے ایک منٹ کی فرصت بھی نہیں دی جاتی کہ اپنی حالت کو درست کرے - وہ، جو حفظ اسلام کے لیے اپنی رعایا کی خون کی ندیاں بہا رہی ہے اور وہ آخری دولۃ اسلامیہ، جسکے فرزند تمام دشمنان اسلام کے مقابلے میں تنہا سینہ سپر ہیں اور اپنی جان و مال کو قربان کر رہے ہیں، کیا ہندوستان کے چند لاکھ روپیہ کو غصب کرلیں گے ؟ حیف صد حیف مسٹر موصوف کی سمجھ پر - وہ فی الحقیقت اپنے دل میں اسلام کا اچھا درد رکھتے تو انکے قلم سے ایسی بات ہرگز نہ نکلتی - قرض دینا ہمارا فرض ہے - حساب لینا خدا کے ہاتھ میں - ہمیں اسکی پروا بھی نہیں کہ روپیہ کیسے خرچ ہو ؟ ہم کو تو اپنا فرض ادا کرنا چاہیے -

" ترک میٹھی نیند سو رہے تھے " - کاش یہی ہوتا کہ ترکوں کو تھوڑے عرصہ تک میٹھی نیند سو لینے دیا جاتا، تو آج یہ نتیجہ نہ نکلتا - انکو تو صدیوں سے ایک لمحہ کی بھی راحت نصیب نہیں -

آخر نامہ نگار موصوف سلطان المعظم کی خلافت پر شک کرتا اور پوچھتا ہے اور وہ بھی نہایت پر معنی سادگی اور بھولے پن سے کہ " کیا یہ صحیح ہے کہ قسطنطنیہ عرش خلافت ہے اور سلطان روم خلیفۃ المسلمین ہیں ؟ کیونکہ خلافت صرف تیس برس تک قایم رہی " لیکن میں یہ کہنے کیلیے مجبور ہوں کہ نامہ نگار موصوف غلط فہمی میں مبتلا ہے - وہ خلیفۃ الرسول اور امیر المومنین کو ایک سمجھتے ہیں - خلیفۃ الرسول کا زمانہ تیس برس تک رہا لیکن امیر المومنین سلاطین اسلامیہ کو علما نے لکھا ہے اور کل کا اسپر اتفاق ہے - تمام اسلامی دنیا سلطان معظم کو امیر المومنین تسلیم کرتی ہے اور علماء اسلام اس میں متفق الراے ہیں - خطبوں میں اس نام کو دعا دی جاتی ہے، اور کل خاص و عام آمین کہتے ہیں - کیا (ترمذی) کی حدیث نامہ نگار موصوف کی تشفی کے لیے کافی نہیں کہ من اھان سلطان اللہ فی الارض اھان اللہ ؟ سلطان المعظم کو امام المسلمین کل مسلمان متفق ہیں - اور ایسا ماننا واجب ہے - حدیث میں وارد ہے : من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ - امام مسلمانوں کا مسلمان ہی ہونا چاہیے - اس سے کسیکو انکار نہیں ہوسکتا : ماجعل اللہ لکا فرین علی المومنین سبیلا - پھر جب مسلمانوں کا قید امام میں رہنا ط پا چکا، تو آج سوائے سلطان المعظم کے کون اسکی قابلیت رکھتا ہے، اور مستحق ہوسکتا ہے ؟ خادم حرمین شریفین کے سوا کسیکو نہیں پہونچتا کہ وہ امیر المومنین یا امام المسلمین کہلائے -

مذہبی پیرایہ کے علاوہ سیاسی نظر سے دیکھیے - یہ زمانہ نہایت نازک ہے - ہمارگ کسیکو اپنا خلیفہ ضرور مان لیں اور رشتۂ اتحاد قایم رکھیں ورنہ کوئی مرکز سیاسی پیدا نہوگا - انکا یہ بیان کہ " کعبہ مقدس جب خدا کا گھر ہے تو خدا اپنے گھر کی آپ حفاظت کرلیگا " قریب قریب اسی قسم کی گفتگو ہے، جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کی تھی کہ : فاذھب انت وربک فقاتلا، انا ھاھنا قاعدون !! الحمد للہ کہ یہ مسلک کسی مسلمان کا نہ کبھی تھا اور نہ قیامت تک ہوسکتا ہے - کعبہ تو کعبہ ہے - اگر خدام کعبہ پر غنیم کی زیادتی ہو تو کل مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی جان و مال نثار کردیں اور اللہ کیلیے آگے بڑھیں -

آخر میں میں قوم کو ایسے لوگوں سے متنبہ کیے دیتا ہوں، کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی خود غرضی سے ایسے مرقعہ پر کچھ مضامین شایع کرکے اپنی سرخروئی حاصل کرنا چاہتے ہیں - جسوقت کہ جنگ طرابلس ہوئی تو پنجاب سے بھی ایک ایسی ہی صدا اٹھی تھی -

میرے ایک دوست جو امرتسر میں تھے، انھوں نے اسکی نسبت لکھا تھا :

" آپکے مسٹر ..... کا خط پائنیر میں ملاحظہ کیا ہوگا - اسکی وجہ اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ مسٹر موصوف سرکاری ملازمت کے خواہاں ہیں اور حال میں انکی درخواست مع سفارش کے گورنمنٹ کی خدمت میں جا چکی ہے - " !!

اطلاع

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان، اور لیتھو اور ٹائپ کی مشینیں، نئی اور سکیند ہنڈ ملسکتی ہیں -

ہر چیز دفتر اپنی ذمہ داری پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

مراسلۂ آستانہ

اولین هئیة هلال احمر هندیه

مسٹر سید حسن عابد جعفری آنریری سکرٹری اولین هلال احمر هندوستان قسطنطنیه

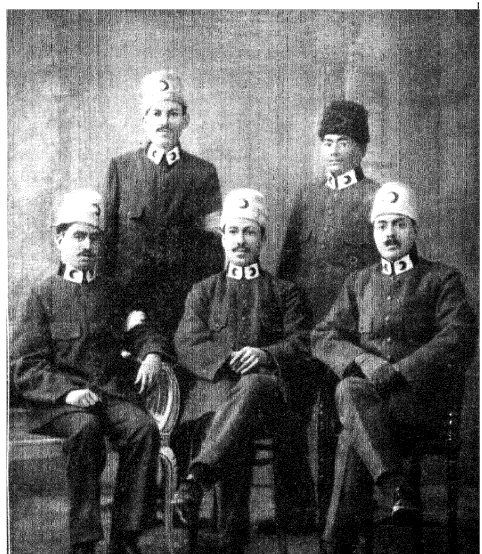
یه چند سطور پبلک کی اطلاع کی غرض سے ارسال خدمت هیں - براه کرم ان کو اپنے اخبار میں جگه عنایت فرمالیوگا -

مجهکو افسوس هے که چند هندوستانی اخبارات و نیز چند دیگر حضرات نے " غریب مسلمانان بمبئی کے طبی مشن " کو " اول هندوستان هلال احمر " کے نام سے مخاطب کیا هے - میں اس ناجایز پالیسی کی تردید پہلے کرچکا هوں لیکن مجهے خوف هے که هندوستان کے بعض مسلمان ابهی تک پورے حالات سے مطلع نہیں هوے هیں - لهذا میں دوباره اطلاع دیتا هوں -

" غریب مسلمانان بمبئی کا طبی مشن " همارے طبی مشن کے بعد قسطنطنیه میں وارد هوا اور هم سے کلی هفتوں کے بعد اس نے کام شروع کیا - همارا مشن جسکا نام " اول هندوستان هلال احمر " هے لندن سے آیا - اس کے بانی مسٹر سید محمد حسین - بی - اے - (آکسن) هیں - اور ڈاکٹر مسٹر سید آل عمران جینوز کالج (اکسفورڈ) میں - همارے مشن نے حیدر پاشا خسته خانه میں کامیابی کے ساتهه خدمات انجام دیں - اور هم کو عثمانی هلال احمر نے " برنچی هندوستان هلال احمر هیئتی " کا نام دیا هے اور تمام خط وکتابت میں اسی نام کا همیشه لحاظ رکها هے - علاوه ازیں ترکی اخبارات ' و نیز سرکاری و نیم سرکاری کاغذات ' رجسٹر وغیره وغیره میں بهی انهی اصول پر کارروائیاں عمل میں آئی هیں - ایسی صورت میں اگر کوئی طبی مشن اس بات کا دعوی کرے که وه " برنچی (۱) هندوستان هلال احمر هیئتی " هے ' تو بالکل غلط هوگا - اور هم کو مجبوراً ایسے مشن کے خلاف قانونی کارروائی کرنی پڑیگی -

یه بات یاد رکهنے کی هے که همارے مشن نے نام و نمود کی خواهش کبهی نه کی - هم هندوستانی طالب علم انگلستان کی هوسٹل آکسفورڈ میں مقیم تهے - لیکن ٹرپی کے مصایب کی کیفیت سے بیتاب هوکر اپنی تعلیم و جمله دنیاوی خواهشات پر لعنت بهیجکر خدمت اسلام کی خاطر قسطنطنیه میں آئے ' اور مجهے اس امر سے مسرت هے که همارے مشن کا نمبر اول رها - هم نے زمانۂ قیام استنبول میں کسی سے اپنی امداد نه چاهی ' اور نه اپنی مقاصد کے انجام دینے کے لیے دست سوال دراز کیا - جو کچهه بهی هم مسلمان طالب علموں سے ممکن تها ' وه هم نے اپنے ذاتی روپیه سے کیا ' اور ترک مجروحین کی خدمت میں حتی الوسع کوشش کی - اگر میں اپنے مشن کے پورے حالات سے اطلاع دوں تو مضمون نهایت طولانی هو جاویگا - میں عنقریب اپنے مشن کی رپورٹ شایع کرونگا ' اس کے ذریعه مفصل حالات پبلک تک پهونچ جائیں گے -

مقام شرم و حیرت هے که بعض مسلمان اخبار اور بعض هم وطن مسلمان همارے خدمات کا اعتراف کرنا بهی عار سمجهتے هیں اور بجاے اظهار مسرت کے زهر آلوده نا پاک نگاهوں سے همارے کوششوں کو دیکهتے هیں - مجهکو ان باتوں کے لکهنے کی ضرورت نه تهی ' لیکن سخت ناانصافی هوگی اگر میں اپنے مشن اور اپنی شیر دل نوجوان مسلمان ممبروں کے حقوق کو نظر انداز کردوں - جن حضرات کو طبی مشن کے بنانے اور بهیجنے کا تجربه هے ' وه خوب جانتے هیں که اس سے زیاده دشوار اور همت آزما کام کم هوے هیں اور ایسی خدمات عموماً پبلک چندوں کے ذریعه سے انجام دی جاتی هیں - لیکن یه فخر صرف " برانچی هندوستان هلال احمر " هی کو حاصل هے که سب سے پہلا هندوستانی مشن هے اور محض چند نوجوانوں کے سرمایه سے بنا هے ' اور یه نوجوان نوجوانوں نے صرف روپیه هی سے امداد نه کی ' بلکه خود استنبول آکے اور مجروحین کے علاج و تیمارداری میں همه تن مصروف رهے !!



مسلمان متعلمین انگلستان کی " هئیۃ طبیۃ هلال احمر "

نواب سید محمد حسین - بی - اے - آکسن (حیدرآباد دکن) - ڈاکٹر سید الخالق سایم (ڈاکٹر) - سید حسن عابد جعفری (آکره) - مسٹر سید العق (حیدرآباد) - مسٹر آل امام (لکهنؤ) -

اگرچه همارے دل مصائب اسلامیه و نیز تکالیف مجروحین کے باعث غم سے چور هیں اور هم سر بسر خدمت اسلام کے لیے تیار هیں اور انشاء الله تا دم آخر رهیں گے ' لیکن یه تو همیں کسی طرح منظور نهیں که همارے هی هم مذهب اور همارے هی هم وطن همارے کوششوں پر خاک ڈالیں اور شرمناک طریقه پر همارے اول هزیهکے نظر جانزکو هم سے چهینے کی کوشش کریں ! هم کسی صلے یا انعام کے خواهش مند نهیں هیں - هم کسی عزت مزید یا اقتدار کے حاجت مند نهیں هیں - هم مسلمان هیں ' همارے محنتوں اور کاوشوں کا نعم البدل صرف رضاء الهی هے (بس اسی کو پیش نظر رکهیے - الهلال)

(۱) " برنچی " ترکی زبان میں فارسی کے " نخستین " کے معنی میں آتا هے - یعنی " پہلا " (الهلال)

لہذا میں اطلاع دیتا ہوں کہ " برنچی ہندوستان ہلال احمر ہیئتی "
" غریب مسلمانان بمبئی کے طبی مشن " کا نام نہیں ہے اور نہ وہ مشن اس نام کا کسیطرح حقدار ہے' جیسا کہ عثمانیہ ہلال احمر فیصلہ کرچکے ہے - علاوہ اُن زبردست شہادتوں کے جنکا بیان اُوپر ہو چکا ہے' غالباً یہ بے موقع اظہار نہ ہوگا کہ پرسوں شب کو بسیم عمر پاشا افسر اعلیٰ عثمانیہ ہلال احمر نے ہماری دعوت کی تھی' اور اس میں علاوہ ڈاکٹر انصاری ڈائرکٹر آل انڈیا میڈیکل مشن - و ولوی ظفر علیخان ایڈیٹر زمیندار' طلعت بے - اسد پاشا - کمال عمر بے - و دیگر حکام ترکی بھی شامل تھے - اس موقع پر بھی ہم کو " برنچی ہندوستان ہلال احمر " کے نام سے مخاطب کیا گیا تھا اور طلعت بے و چند دیگر بزرگوں نے ہماری حقیر کوششوں کا اعتراف فرمایا تھا -

مجھے یقین ہے کہ میرے ہم ملک بھائیوں تک میری یہ تحریر پہنچیگی اور وہ آیندہ غلطی نہ کرینگے - ہم نے ڈاکٹر محمد حسین مدراسی ڈائرکٹر (غریب مسلمانان بمبئی مشن) کو تحریری نوٹس دےدیا ہے کہ جو نیا نام اُنھوں نے بمبئی مشن کو دینے کی کوشش کی ہے' وہ ناجائز ہے اور اس سے اُن کو احتراز کرنا چاہیے ورنہ ممکن ہے کہ معاملہ طول کھینچے - ڈاکٹر موصوف نے ہمارے نام کے فارم و نیز مہریں وغیرہ بھی تیار کرالی ہیں - اُن کو یا کسی دوسرے کو اس فعل کا کوئی حق نہیں ہے - بلکہ جہانتک مجھے معلوم ہے ڈاکٹر موصوف نے یہ حرکت بلا اجازت ٹرسٹیان بمبئی مشن کی ہے' اور بعض بیوقوف اشخاص انکو اپنے اغراض شخصیہ کیلیے اس طرح کی اشاعات کی ترغیب دیتے ہیں اور خود اس مشن کے سکریٹری اور دیگر ممبر بھی انکے اس فعل کے مخالف ہیں - یہ تحریر محض بغرض اطلاع اخبار ملۃ شائع کی جاتی ہے - ہندوستان کے اسلامی اخبارات نقل فرمالیں تو وجب شکریہ' ورنہ شکایت بھی نہیں -

الهـــلال

ارسالیات طبیۂ هند

اور ہماری ایک نئی قومی رسوائی

آپکے تحریر بھیجی' نیز اپنے مشن کا مرقع ' دونوں شائع کردی جاتی ہیں ' لیکن مجھے معذور رکھیے اگر اپنے خیالات کے اظہار سے اس موقع پر باز نہ رھسکوں کہ کوئی آواز آج میرے کانوں میں ایسی نہیں آتی' جو میرے دل مجروح کیلیے ایک نشتر زخم نہو !

(۱) آپکی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور آپکے با ہمت پُر جوش ساتھی " مسئلۂ عجیبۂ ولایت و آخریت " کی بعض اشاعات و مساعی کی وجہ سے یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ہندوستان میں آپ لوگوں کے اسلام پرستانہ اقدام و اعمال کی بے وقعتی کی جارہی ہے ' اور اس خیال سے بہت ملول ہیں ' لیکن میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ واقعیت اسکے خلاف ہے - ہم لوگ آپکی سعی و مجاھدۃ کے مداح ' اور اس پُر جوش خدمتہ مجاھدین اسلام کے تہہ دل سے معترف ہیں - جبکہ ہندوستانی متعلمین فرنگ کی نسبت برسوں سے ہماری معلومات پر نم ' اور اطلاعات و نتائج یاس انگیز تھے ' ہم نے مسرت و انبساط کے عالم میں سنا کہ آپ لوگ اپنے تمام اشغال کو ترک کرکے ' نقصان مال و ترک راحت جسم گوارا کرکے ' بغیر اعانۃ خارجی' محض اپنے جوش و ولولہ سے قسطنطنیہ پہنچے ' اور خدمت گذاری اخوان مجاھدین میں مصروف ہو گئے ! فجزاکم اللہ تعالیٰ عن الاسلام و المسلمین خیر الجزاء ! وکثر اللہ امثالکم ' و ثبت اللہ اقدامکم -

(۲) لیکن معاف فرمائیگا ' میں اس امر کے سمجھنے سے بالکل قاصر ہوں کہ جو لوگ اپنے " پے " اور " دوسرے " ہونے کی بحث میں پڑے ہیں ' اور اس کے پیچھے اپنی بہترین قراء عمل کو بے دریغ خرچ کر رہے ہیں ' انکی اس سعی میں ' اور اس جوش و مستعدی میں ' جس نے انکو قسطنطنیہ کے شفاخانوں میں پہنچا یا ' کیا فرق ہے ؟ ہم دیکھتے ہیں کہ جس شوق و مستعدی سے آپ ' ممبران بمبئی مشن ' اور ممبران ڈاکٹر انصاری مشن خدمت اسلامی میں حصہ لینے کیلیے دوڑے تھے' تقریباً اتنے ہی جوش سے بدبختانہ بحث افراط و عدم افراط ' و ترجیح و افضلیت ' و منافست و مسابقت ' و با ہم دگر تعاند و تباغض' و تحقیر و تفضیح و شماتت کیلیے بے تابانہ دے اختیارانہ دوڑ رہے ہیں ! پھر فرمائیے کہ ہم بدبخت' اور اپنی بد بختی کے ان مناظر شنیعۂ و معرزنہ دیکھنے والے بد بخت مسلمانان ہند' کس جوش کو اپنے سامنے لائیں' اور کس کو نظر انداز کریں ؟ کس کو یاد رکھیں' اور کس کو بھلادیں ؟ کس کی داد دیں' اور کس پر تبرا بھیجیں ؟ فاین تذھبون ؟

عزیزان من ! یہ کیا بد بختی ہے ' جو ہم کو کسی عالم میں بھی نہیں چھوڑتی ؟ اگر دشمن ہم کو زندہ رہنے کا اب مستحق نہیں سمجھتا تو کیوں اس فیصلہ پر تم برہم ہو ؟ تم کیوں دنیا میں زندہ رہو' جبکہ خود تمہارے اعمال کا یہ حال ہے ؟ ایک طرف تو لاکھوں فرزندان اسلام کی گردن سے خون کے فوارے بلند ہو رہے ہیں ' اور دوسری طرف تم لوگوں کے حلق سے خود پرستی اور خود نمائی غرور و ادعا ' اور نمایش و مباھات کا ایک سیلاب غلیظ ہے ' جو کسی طرح بند ہی نہیں ہوتا ! ایک مشن جاتا ہے مگر تین تین آدمی اسکی ملکیت کے مدعی بن بیٹھتے ہیں ' اور اس زور و شور سے اپنے اپنے دعاوی پیش کرتے ہیں ' گویا پوری ایک صدی کی موروثی جائداد تھی جو ان فداکیان اسلام سے چھن گئی ! اسکے بعد قسطنطنیہ پہنچکر ' ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے ہیں ' جوتیوں میں دال بٹتی ہے ' اور ایک دوسرے کو الزام دیتے ہیں - پھر عین اس وقت جبکہ ایڈریانوپل کے سقوط اور مسجد سلیم کی محرابوں کے نیچے ملاعنۂ بلغاریہ کے پہنچنے کی ہم خبر سنتے ہیں ' یہ بشارت اسلامی بھی سننے میں آتی ہے کہ خیموں کے اندر لڑنے جھگڑنے کے بعد اب ترکی کی عدالتوں میں بھی معاملہ پہنچنے والا ہے اور ڈاکٹر انصاری کو نوٹس دیدیا گیا ہے - گویا اب تک تو شاید خیموں کے اندر باہم لڑنے جھگڑتے تھے اور پھر بھی کسی ترک افسر کے آنے کی خبر سنکر لوگ آدمی بنکر بیٹھ جاتے تھے ' لیکن ' اب ترکی عدالت میں علانیہ مسلمانان ہند کی عظمۃ اسلامی ' اور جوش دینی ' و غیرت ملی کے نمونے پیش کردیے جائیں ! !

اس پر بھی بس نہیں کیا جاتا - ایک کہتا ہے کہ زیادہ نہ ہوا تو میں تمہارا پردہ فاش کردونگا ' دوسرا کہتا ہے کہ ذرا ٹھہر جاؤ - عدالت کی بینچ کے سامنے ہو رہیگا ' جو کچھ ہونے والا ہے - ایک کہتا ہے کہ میرے خیمے کے آگے ایک سرخ جھنڈا لہراتا ہے ' اور یہ ایک شرف جلیل اور فوز عظیم ہے ' جو بلا شرکت غیرے مجکو حاصل ہوا - ترکوں کے غول غول آتے ہیں ' اور اسکے نیچے برکت حاصل کرنے کیلیے رکوع و سجود کرتے ہیں - دوسرا کہتا ہے کہ مان لیجیے کہ یہ سچ ہے ' مگر اس سے ہوتا ہی کیا ہے کہ " عمر کوئی " کی جگہ " ہندوستان کوئی " کے نام کے قرار دینے کی فتح مبین تو ہمارے ہی دست حق پرست پر ظہور میں آئی - پہلا اسپر بگوتا ہے کہ یہ دوسری مداخلۃ بیجا اور غصب نا جائز ہے - اس واقعہ کی صداقت سے انکار نہیں' مگر یہ بھی تو ہمارے ہی صحیفۂ فتوحات آستانہ کی ایک سطر جلی ہے ! !

ایک کہتا ہے کہ تم لڑنے جھگڑنے تھے ' مگر شکر الہي بجا لاؤ کہ ہم نے اپني جماعت سے ایک سالار لشکر تمہیں مرحمت فرمایا - دوسرا کہتا ہے کہ یہي تو تمہارا دسیسۂ مخفي ہے - مگر یہ تو بتلاؤ کہ جبکہ آسمان کے نیچے آزاد گرہ دشت غربت و مصائب تھے ' اور لشکر کے بھیجے ہوے وہ خیمے ' جنکے انتظامات اور مصارف عظیمہ پر تمہیں فخر و غرور تھا ' تمہارے لیے بالکل بیکار ہو گئے تھے ' تو پھر اُس وقت کون تھا ' جس نے تمہارا ہاتھہ پکڑا ' اور اپنے خیمے دیکر ایک تاریخي کارنامۂ عظیم انجام دیا ؟

ہماري بدبختي کے جو خال و خط اس شریفانہ ارضاع و خصائل کے مرقع سے نمایاں ہوتے ہیں ' انسے قطع نظر ' صرف اسي بات کو دیکھیے کہ جو بد بخت و زبوں طالع قوم لاکھوں روپیہ ہمیں ان کاموں کیلیے بے غل و غش دیدیتي ہے ' اسکے لیے یہ حالات کیسے دردہ انگیز ہونگے ؟

جب ہندوستان سے مشن جا رہے تھے ' تو میرے ایک عزیز دوست نے پیشین گوئي کے لہجے میں کہا تھا : " یہ بہت اچھي بات ہے ' لیکن چشم تصور سے کام لیتا ہوں تو اپنے تئیں قسطنطنیہ کي سڑکوں پر پاتا ہوں ' اور دیکھہ رہا ہوں کہ ہندوستاني مشنوں کے ممبر باہم دگر ایک دوسرے سے گتھے ہوے ہیں - منہ سے نعش و دشنام و سخط ' ہاتھہ حریف کي گردن پر جما ہوا ' اور سر سے پیر تک خاک و گل میں آلودہ ! "

میں ہنسا اور کہا کہ خدا نخواستہ اسکي نوبت کیوں آنے لگي ؟ وقت کے جذبات اور مصالح کي حسیّات نے اب ہمیں بدل دیا ہے -

اسمیں شک نہیں کہ خدا نخواستہ کسي ایسي صورت کي خبر تو اب تک نہیں آئي ہے اور خدا کرے کہ آے ' لیکن باہم تخالف و تعانہ اور چارہ جوئیے عدالت تک کے حالات تو سامنے آ گئے ہیں -

(۳) خیر ' یہ حالات تو اُن رنجوہ کے ہیں جو ہندوستان اور انگلستان سے باعانۃ ہندوستان گئے - پھر یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ بھي ان بحثوں میں اپنا وقت ضائع کرنے لگے اور عدالت کي چارہ جوئي کا ذکر کرکے ' ہماري بد بختیوں کو آزرزیادہ دردہ انگیز کر دیا ؟

خدا کیلیے اب آپ ان واقعات میں اور ایک کا تو اضافہ نہ کیجیے - پیشتر ہي سے ان مشنوں کي بدولت ہماري رسوائي کا کافي سامان ہو چکا ہے -

(۴) میں اسکو پورے طور پر تسلیم کرتا ہوں کہ آپ واقعي سب سے پہلے ٹرکي پہنچے ' اور ابھي یہانکا کوئي مشن نہیں پہنچا تھا کہ آپکا خط مجھے ٹرکي سے ملا ' لیکن اگر کوئي نادان آدمي اسکو ایک بہت بڑا تمغۂ افتخار سمجھکر آپکے سینے سے اتارنا چاہتا ہے تو خود ہي اتار کر پھینک دیجیے - یہ کونسي دولت عظمی اور سعادت کبری ہے کہ اپکو مفلس ' اور اسکو قارون بنادیگي ؟ جانے دیجیے - آپکو بغیر بحث ' و تعقیب ' صرف اپنے کاموں کي ایک سنجیدہ رپورٹ شائع کر دیني چاہیے اور بس ' ہر شخص دیکھہ لیگا - لوگوں کے پاس عقل اور سمجھہ ابھي کچھہ نہ کچھہ باقي ہے -

(۵) آہ ! ان لوگوں کے اول اور دوم ہونے کو کیا سروکار ہے کہ اپني نسبت معلوم نہیں ' اب جو کچھہ گذر رہا ہے ' یہ آخري ہے ' یا اپني بربادي کي پہلي قسط ہے ؟

ایک ایسے نازک موقعہ پر ہندوستانیوں کي ایک جماعت رواں موجود ہے - اگر کم کرنا مقصود ہوتا تو کیسے کیسے عظیم الشان امور انجام پاسکتے ؟ ہم یہاں بیٹھے بیٹھے مضطرب ہیں اور بارہ بارہ صفحوں کے خط ہر ڈاک میں بھیجتے ہیں - ان لوگوں کیلیے کام ہوتا تو ان بحثوں کے سرنچلے کي مہلت ہي نہ نکلتي -

آج اگر ٹرکي میں ہندوستان کا ایک کارکن فرد موجود ہو ' تو کیا کہیں کہ وہ کیا کچھہ کر سکتا ہے -

(۶) اِس وقت کي ڈاک میں " شہدال " پہنچا - اسمیں بھي آپ لوگوں کا وہ گروپ چھپ گیا ہے ' جسکي ایک کاپي آپنے مجھے بھیجي ہے - اسکے نیچے جس طریق پر آپکے کاموں کا ذکر کیا گیا ہے وہ توصیف و تعریف میں ڈوبے ہوے ہیں - پس کام کیجیے اور صرف کام کیجیے - ان بحثوں سے کچھہ حاصل نہیں - مطمئن رہیے کہ ہم لوگ آپکي خدمات کے معترف ' اور آپ لوگوں کي اس خدمت جلیل کے تہہ دلسے شکر گذار و مداح ہیں -

دعوت الهـــلال

کي اشاعـة عمومي

از جناب حکیم غلام غوث صاحب طبیب یونانی خان پور (بہاول پور)

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته -

الهلال کي رفعت و عظمت جو لوگوں کے دلوں میں بیٹھي ہوئي ہے ' وہ اظہر من الشمس ہے - کمال کي قدر زمانہ خود بخود کرتا ہے ' اور صداقت کو رحمت الہي سے بلا واسطہ نشو و نما ہوتا ہے - جہاں تک دیکھا جاتا ہے ' الهلال نیک نیتي اور خلوص کے ساتھہ عظیم الشان کام کررہا ہے ' آپ فی نفسہ اپنے لیے لوگوں کي ستایش کو پسند نہیں کرتے ' اور میں بھي جانتا ہوں کہ حدیث شریف میں ہے : احثوا التراب فی وجوہ المداحین - یعنی مدح کنندگان کے منہ میں مٹّي ڈالي جائیگي ' لیکن ساتھہ ہي اسکے سمجھکر علم ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے : من لم یحمد الناس ' لم یحمد الله یعنی جو شخص آدمي کي ستایش نہیں کرتا ' خدا کي ستایش بھي نہیں کریگا -

میرے عقیدے میں الهلال کا شکریہ ادا کرنا خدا ہي کا شکر بجالانا ہے کہ اس سے عقاید صاف ہونے لگے ' کفر کي آلودگي اور بدعت کا زنگ جاتا رہا ' غلامي کے جال سے نکلنے کا احساس ہوا ' جمود دفع ہو گیا ' اسلامي حرارت جوش میں آئي ' اور خمود جاتا رہا - فالحمد لله علی ذالک -

الهلال کي توسیع اشاعت وغیرہ کے متعلق ارباب بصیرت کي راے اکثر نظر سے گذرا کرتي ہے - جن دنوں جناب کا ارادہ روزانہ الهلال اور ماہوار البیان جاري کرنے کا ظاہر ہوا تھا ' تو ایک صاحب نے راے دي کہ روزانہ کے ارادہ کو ملتوي کیا جائے اور البیان نکالا جائے ' تا کہ آپ زیادہ مشکلات میں نہ پھنسیں اور ممکن ہے کہ کثرت اشغال سے الهلال ہفتہ وار پھیکا ہو جاے - میں نے اس راے سے اتفاق کیا تھا -

ان دنوں ایک صاحب نے الهلال کے عام کر دینے کي تحریک کي ہے ' اور یہ تجویز پیش کي ہے کہ تصویر سے معرا ' معمولي کاغذ پر عام لوگوں کے لیے بھي چھپا کرے اور قیمت کم کر دي جاے ' تاکہ کم استطاعت لوگ بھي فایدہ اوٹھا سکیں - گویا دو قسموں میں تقسیم ہوا کرے : ایک خاص ' دوسرا عام -

افسوس ہے کہ میں اس سے اتفاق نہیں کر سکتا - وجہ یہ کہ میرے ذہن میں یہ بیٹھا ہوا ہے کہ الهلال کي وقعت کا سبب ' معنوي خوبیوں کے ساتھہ صوري حسن کا جزو لاینفک بھي ہے - ما نا کہ

حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را

لیکن ابھي ملک میں علمي مذاق نے یہاں تک ترقي نہیں کي کہ حقیقت شناسي کا مادہ صورت پذیر ہو چکا ہو - ہنوز دلي دور ہے -

میں جہاں تک خیال کرتا ہوں الہلال کی رونق کے اسباب صوری اور معنوی محاسن کے ساتھ ساتھ اسکی ارزانی قیمت بھی ہے اور وہ لاکڈیر ہے - ہر چیز جو مفت سے ہاتھ آتی ہے عزیز بھی ہوتی ہے -

اگر علم کر دیا جائے تو بچے اسے لے کر شوق سے پڑھا جائے اور جلد بندھوا کر رکھا جائے - علم اخباروں کی طرح بازار میں عطاروں کے لئے کاغذات روی کے ارخ پر فروخت ہونے لگے تا -

چونکہ مذاق علمی نے ابھی داروں میں جڑ نہیں پکڑی ہے سب لوگ ارزاں قیمت کیطرف جھک پڑینگے اور یہ لطف نہیں رہیگا - یا اپنمہ قیمت موجودہ کچھ بھی گراں نہیں ہے - بلکہ میرے نزدیک تو:

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

میری رائے یہ ہے کہ الہلال کو اسی آب و تاب میں رہنا چاہئے اور کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے - البتہ البیان کے جاری کرنے میں جلدی کیجائے - الہلال میں خبروں اور مباحث و آراء سیاسیہ کے عنوان بڑھائے جائیں - اور البیان کو تصنیفی معقول و منقول اور بسط علمی تراجم اور علوم کے زندہ کرنے کیلیے وقف کردیا جائے - تقطیع چھوٹی اور حروف نقطی ہیئت میں رکھی جائے - نیز روزانہ الہلال کے ارادہ کو سردست ملتوی کردیا جائے -

آرزو ہے کہ جس مہینہ سے البیان جاری ہو اس مہینہ کے نام سے مجھکو اطلاع بخشیں - خریداری کی بابت میں نے پیشتر عرض کر دیا ہے کہ بلا پرسش رہی - پی روانہ ہو - مگر مہینہ کے نام سے آگاہ کرنے کی ضرورت یہ ہے کہ ایک افتتاحی مضمون لکھونگا - جسکا عنوان مادہ تاریخ سے رکھونگا - پھر درج ہونا نہ ہونا پسندیدگی پر ہے -

امید کہ اس ناچیز عریضہ کو الہلال میں کہیں جگہ ضرور عنایت فرمالینگے تاکہ ارباب رائے کو اس تحریک میں رائے دینے کا موقع ملے والسلام - (آیندہ ہفتہ جواب عرض کرونگا - ایڈیٹر)

منشی احتشام علی صاحب سکریٹری مال ندوۃ العلما

(جناب ضیاء الحسن صاحب علوی - مقیم حیدرآباد - علی گڈھ کالج)

تسلیم - آپنے اپنی گذشتہ اشاعت میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تازہ واقعہ پر بحث کرکے ہمارے ایک مرقعہ پر جناب منشی احتشام علی صاحب قبلہ کے متعلق یہ تحریر فرمایا ہے کہ عشرۂ محرم میں بمجبوری انہیں گھاٹ چھوڑنا پڑا ہے - غالباً جن ذرائع سے یہ علم آپکو ہوا ہے اُنکو واقعات کے متعلق غلط فہمی ہوئی ورنہ یہ ایک بالکل بے بنیاد بات ہے - مجھے امید ہے کہ آپ اس جملہ کی تردید کرینگے اور بمصداق " صاحب البیت ادری بما فیہا " میرے بیان کی توثیق فرمالیں گے -

الہلال

میں نے تو اس امر کو بطور تعرض نہیں بلکہ بطور تعجب لکھا تھا کہ ان حالات کے ساتھ ایسی کمزوری کا اظہار موجب حیرت ہے رہا اس واقعہ کا غلط ہونا ' تو اگر غلط ہے تو مجھے اسکی غلطی کے تسلیم کر لینے میں ادنی عذر نہیں - میں نے بعض موثق اشخاص سے سنا تھا - اب آپ نے اسکی تغلیط کردی تو غلط یقین کرتا ہوں یقیناً آپ کا بیان اس بارے میں زیادہ مستحق توثیق ہے - کیا اچھا ہو اگر منشی صاحب اصل بحث کی طرف متوجہ ہوں -

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

(۲۱)

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم ' بان لہم الجنۃ

فہرست چندہ موضع پاکاں ضلع فیروزپور

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب حسین خاں حاجی الدین صاحب	۰	۰	۲۵
جناب کیمان صاحب	۰	۰	۱
جناب بہانا ماچھی صاحب	۰	۰	۱
جناب حاجی عبد اللہ صاحب	۰	۴	۰
جناب سکھریا صاحب	۰	۰	۱
جناب سرجا صاحب	۰	۰	۱
جناب عبد العنی صاحب	۰	۰	۱
جناب سمیان صاحب	۰	۸	۰
جناب کیماند صاحب	۰	۸	۰
جناب مہر الدین صاحب	۰	۰	۱
جناب قمر الدین صاحب	۰	۰	۱
جناب امیر صاحب	۰	۰	۱
جناب نامان صاحب	۰	۰	۱
جناب رحمان صاحب	۰	۰	۱
جناب حاجی متہد صاحب	۰	۰	۱
جناب محمد صاحب	۰	۰	۱
جناب ذرگر صاحب	۰	۰	۱
اللہ دتا صاحب	۰	۰	۱
بندا صاحب	۰	۰	۱
جناب محمد صاحب	۰	۳	۰
لقمان صاحب	۰	۸	۰
پیرا صاحب	۰	۰	۱
قطب الدین صاحب	۰	۰	۵
مانی ماچھی صاحب	۰	۱۰	۰
محمود صاحب	۰	۴	۰
محمد صاحب	۰	۴	۰
اسماعیل کالیا صاحب	۰	۰	۱
سچیا خوجہ صاحب	۰	۸	۰
جامون خوجہ صاحب	۰	۸	۰
میاں فضل الدین صاحب	۰	۰	۱
ہامان صاحب	۰	۸	۰
کرم کالیا صاحب	۰	۰	۱
نظام صاحب	۰	۸	۰
میاں صاحب	۰	۰	۱
جہانا صاحب	۰	۰	۱
	۰	۱	۵۱

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD AT THE HILAL ELECTRICAL PRESS, P.O. HOWRAH, 7/1, MADAN STREET, CALCUTTA



سسٹم ماسکوپ لیور واچ ۱۹ اسائز

مضبوط - سچا وقت برابر چلنے والی - گھڑی کی ضرورت ہے تو جلد منگائیں
صرف محصول ڈاک ۱۴ آنہ علیحدہ -
ایم - اے بشکر اینڈ کو نمبر ۱۵ ویسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرمتلہ کلکتہ

مقوی باہ گولیاں



ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ قوت کی گولیاں چھ عدد امتحاناً نمونہ کیواسطے بلا قیمت دیجاتی ہیں - استعمال کے اول ہی روز اپنا فائدہ دکھلاتی ہیں - ضرور امتحان کیجئے - اگر آپ امتحان کرنا چاہیں تو الہلال کے حوالہ سے آج لکھئے واپسی ڈاک سے آپکو نمونہ ملیگا - یہ گولیاں ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی - مشہور دوائیں فاسفورس - اسٹکنیا - ذہنیاتا ملائر یہ بنی ہیں - ریزہ - رگ اور خون کو طاقت دینے والی ہیں - مریض کو اول ہی روز سے فائدہ معلوم ہوتا ہے - چہرہ پر رونق اور ضعف کی حالت کو دور کرتی ہیں - دوبارہ طاقت لاتی ہیں - قیمت ۳۰ گولیونکی شیشی ایک روپیہ محصول پانچ آنہ -

یہ موقع ہاتھ سے نہ دینا چاہئے قوت کی گولیوں کا نمونہ جلد منگوا کر ازمائش کیجئے ایک خوراک میں فائدہ معلوم ہوگا -

نوٹ - ہماری کافوری جنتری جسمیں پوری فہرست ادویات اور سارٹیفکیٹ درج ہیں بلا قیمت درخواست آنے سے روانہ ہوتی ہیں -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۱۵ ویسلی تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈه

— * —

اس کتب خانہ میں معقلات علوم و فنون کی کتابیں مطبوعہ مصر ، شام ، بیروت اور قسطنطنیہ وغیرہ فروخت کے لیے موجود رہتی ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر ہانکیوں کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں — خاکسار مکتبۃ المنار کی نگہبانی ، حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانے میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی جدید فہرست تیار ہو گئی ہے جو آدہ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مفت روانہ کی جاتی ہے *

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہترین عربی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں *

یہ کتب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان میں سرل ایجنٹ ہے اور جن اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں ، روپیہ وصول ہونے پر رسالہ براہ راست اس کی خدمت میں جاری کر دیا جائیگا *

المشتـــــــهر منيجر المكتبة العلمية الاسلامية ، مدرسة العلوم، علي گڈه



حميديه هـــوٹل

—:o*o:—

نمبر ۱۳۱ لوئر چیت پور روڈ - کلکتـــه

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اشیاے خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور ہر دم کمروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار فرنشڈ اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کبھی کلکتہ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت منیجر ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہماری ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

المشتـــــــهر شيخ عبـــد الكريم مالك حميديه هوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول محرر خصوصی

اسسہ ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ : مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۰ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱٤ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 21, 1918.



اورنہ مدافع بہادری شکری پاشا

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس دلي پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر نہیں یا نہیں ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے رپي - بي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے ذمہ دار نہ ہوگا - (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۳۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہ دیں، البتہ حتي الامکان کوشش کي جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگي ہمیشہ لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشي مشروبات کا، نعش امراض کي دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاق و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ — کوئي صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد الحسینی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
7-1 Mcleod Street,
CALCUTTA.
Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۲۰ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۴ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, May 21, 1913.

اشاعۃ خصوصی بہ تذکار بطل ادرنہ:
غازی شکری پاشا!

خاتمۂ سقوط ادرنہ کی نسبت الہلال میں بہت کم لکھا گیا تھا، اور عام جراید و صحائف اس میں بھی صحیح تفصیلی حالات بہ ترتیب و اجتماع مناسب بہت کم دے سکے تھے اسلیے اس ہفتے کا نمبر مخصوص طور پر اس واقعہ کی یاد گار میں شائع کیا جاتا ہے - قلت گنجایش سے بعض ضروری مضامین بھی رہگئی ہیں - مثلاً غازی شکری پاشا کی سوانح عمری جو امید ہے کہ اگلے ایڈیشن پر چھپ جائے گی -

فہرس

اعانۂ مہاجرین عثمانیہ
شذرات
مقالۂ افتتاحیہ
بطل ادرنہ
مقالات
حیات بعد الممات
مراسلات
انجمن خدام کعبہ
جمعیۃ خدام کعبہ
شئون عثمانیہ
الاتحاد الاسلامی
اعانۂ دفاع و سقوط ادرنہ
وداع ادرنہ
حول حادثۂ ادرنہ
بعد سقوط
سقوط کے آخری دن
ادرنہ میں بطل ادرنہ
خصوصات شکری پاشا
ہمارے خزینۂ اقبال کے آخری جوہر
نظم الشاعر ادرنہ
باب المراسلۃ و العدا علیہ
سیرۃ فتحی اور نقد روایات و آثار

تصاویر

بے خانماں مہاجرین قسطنطنیہ کی سڑکوں پر — (۲)
مرقع اعانۂ دفاع و سقوط ادرنہ جسمیں متعدد تصاویر ہیں - (ضمیمہ)

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الهلال کلکته - سالانه قیمت مع محصول صرف آٹھه انه ! ! !

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار ' اور دائرہ مصباح کے پہنچے ہیں کہ "خدا کیلیے یورپین ترکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے حال پر رحم کرو ' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں ' اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی نا گہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھربار چھوڑنا پڑا ' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرنے ' انکو دفن کردیں ' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں ' لیکن جو بدنصیب زندہ ' مگر مردے سے بدتر ہیں ' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے کئی اپیلیں کرنا شاید اُن لوگوں کو ناگوار گذریں کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہ ہو چکا ہے ' اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھ خرد اسے اختیار میں ہے ' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پونڈ یعنی ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاهتا ہے ' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے ' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی تُرکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب دردِ اعانت فرمائیں گے فاجرہ علی اللہ ،

ورنہ وہ دوسروں پر بار دالنے کی جگہہ ' خرد ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاهتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے ' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو اُسے مل رہا ہے ' وہ خرد نہ لے ' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا ' لیکن آپ کیوں نہیں سمجھ ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے ' تا کہ میں دیدوں ؟

(٤) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال دو هزار الهلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھه روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے ،** انکے روپیہ میں سے صرف آٹھه آنه ضروری اخراجات خط و کتابت کیلیے رضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا ' اور ایک سال کیلیے اخبار انکے نام جاری کر دیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے ' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے ' اور صرف آٹھه آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے ' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہو جائیگا - اس طرح دو ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خرد فائدہ اٹھانے کی جگہ ' اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا ہے -

(٥) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریداروں کا ارسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے ' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں ' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر ہوا ' اس نے مجبور کر دیا ' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی ' اس سے گریز کرنا ' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلاتے رہنا ' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے ' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تعاقل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم



یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین جامع ایا صوفیہ کے سامنے

(٦) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے ' جو یورپ اور ترکی کے اعلیٰ درجہ کے با تصویر ' پر تکلف ' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القرآن ' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اُس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں ' اسکا باب " شذرات عثمانیہ " ترکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - " نامورانِ غزوۂ طرابلس و بلقان " اسکی ایک با تصویر سرخی ہے ' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں ' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات ' مذاکرۂ علمیہ ' حقائق و دقائق ' المراسلة و المناظرہ ' اسئلة و اجوبتها ' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھه آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے ' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

شذرات

من انصاری الی اللہ ؟ ؟

الا ، ان حزب اللہ هم الغالبون !

جب وہ قدیر و حکیم اپنے بندوں کو کسی کی صدا کے استقبال کیلیے کہوادے ، تو پھر کون روک سکتا ہے ؟ الحمد للہ کہ اسکی توفیق کار ساز شامل حال ، اور اسنا لطف و کرم دعا نواز و اجابت فرما ہے - یہ نہیں کہتا کہ میں پانی سے سیراب ہو چکا ہوں ، بلکہ پیاسوں کا متلاشی ہوں کہ ہم سب ملکر دریا کے کنارے پہنچیں ، اور جو نشان کہ مل چکا ہے ، اسکو دلیل راہ بنا کر چل کھڑے ہوں - یہ نہیں کہتا کہ میں پانی ہوں تاکہ تم سیراب ہو جاؤ ، بلکہ کہتا ہوں کہ پانی کے متلاشی میرے ساتھی کہ اسکا نشان پاچکا ہوں ، اور اسکے سوا تشنگی کی سیرابی کی کوئی راہ نہیں - پس جس کو پیاس ہے وہ آئے ، اور جسکا حلق سوکھ رہا ہے ، وہ پانی کی پکار پر لبیک کہے ! و تلك الامثال نضربها للناس لعلهم يتفكرون !

رسالۂ دعوت و تبلیغ مع فارموں کے علحدہ چھپ رہا ہے - ایسے حامیان دعوت الہی کی ضرورت ہے ، جو بہت جلد اسکے متعدد نسخے منگوا کر ان لوگوں تک پہنچادیں ، جنکو خود اس راہ کی تلاش و جستجو ہو - اسکے لیے صرف اطلاع کافی ہے - ٹکٹ وغیرہ بھیجنے کی ضرورت نہیں - و باللہ التوفیق و هو حسبی و الکریم و خیر رفیق -

اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

موجودہ خریداران الہلال سے علی الخصوص ، اور عام ناظرین کرام سے بالعموم التماس ہے کہ وہ موجودہ مصائب کے متعلق صدا چندوں میں شریک ہو چکے ہیں ، مگر بے خانماں مہاجرین کی امداد ، ہلال احمر اور تمسکات ، دونوں سے زیادہ اہم اور مقدم ہے - خدا را ایک نظر ان ہزارہا بچوں اور مظلوم عورتوں کے غوروں پر ڈالیں ، جو گھر کے عیش و راحت سے نا گہاں محروم ہزار موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں - بحالت موجودہ جو کچھ اور جتنی کچھ اعانت قلیل و کثیر انکے امکان میں ہو ، اس سے دریغ نہ فرمائیں - یہ خیال افسوس ناک ہے کہ ہم کہاں تک مدد کریں ؟ عزیزان ملت ! اگر ہم مسلمان ہیں ، اور رشتۂ اخوۃ اسلامی میں منسلک ، تو اس سے چھٹکارا ڈھونڈھنا عبث ہے - اگر ہم آخر تک اور یکے بعد دیگرے مدد کرتے نہ رہیں گے تو کیا کریںگے اور کہاں جائینگے ؟ اسلام کا دروازہ تو اسی وقت تک ہم پر کھلا ہے ، جب تک ا۔ فرزندوں کا ہمارے دل میں درد ہے - اگر سو مرتبہ تمہارے آگے بھائی ہاتھ پھیلا چکے ہوں ، جب بھی تمہارے مال و انتا حق باقی ہے - تم جو خدا کے آگے ہزار مرتبہ بھ میں شرماتے ، اسکے بندوں کے بار بار سوال سے کیوں ؟ مسلمان ہو تو تم کو اپنے بھائیوں کی مدد سے کبھی انسان ہو تو انسانوں کی مصیبتوں پر ہمیشہ رونا علی الارض ، یرحمکم من فی السماء ! !

اگر برادران ملت اعانت مہاجرین کیلیے ایک مرتبہ آور اٹھہ کھڑے ہوں اور تھوڑی تھوڑی رقم بھی آور فراہم کردیں ، تو یہ مشکل آسان ہو جا سکتی ہے - ساتھہ ہی " الہلال " کے خریدار بھی پہنچا کر بھی کم از کم فی خریدار ساڑھے سات روپیہ جمع ہو جا سکتا ہے - اور اشاعت دعوت حق ، و تبلیغ اسلامی کا اجر اسکے علاوہ : ذالکم خیر لکم ، ان کنتم تعلمون !

اردو پریس علی گڈھ کی ضمانت

بالآخر ہز آنر سر جیمس مسٹن نے اپنے عمل سے قول کی تصدیق کردی !

تعزیر جرم عشق ہے یے مرفہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گنہ یاں سزا کے بعد

مبارک ہے وہ حکومت ، جو اپنے نفسانی ہیجان استبداد و جور کے ضبط پر قادر ہو ، اور خسران عاجل ہے اس حکومت کیلیے ، جو جور و تسلط کی آب پاشی سے ، ملکی امیدوں کے بیج کو رقت سے بے سرسبز کردے :

تو هم شب را بسر کے می بری اے شمع ہم فرصت !
گرفتم سوختی پروانۂ آتش بجانی را !

ملکوں اور قوموں کی آزادی کی پوری تاریخ سے قطع نظر ، سب سے قریب تر مثال کو دیکھو جو اس قانون طبیعی اور ناموس انقلاب عالم کی تصدیق کرتی ہے - ہر شخص جانتا ہے کہ موجودہ ملکی زندگی اور وطنی قوت کا اصلی باعث صرف لارڈ کرزن کا پانچ سالہ عہد حکومت تھا ، اور پھر اسے جانشیں کی وہ ابتدائی پالیسی ، جسنے سخت گیری کے پھانسیوں کے تختے ، جیل خانوں کے کمرے ، اور عدالت کے کٹہروں سے کام لینا شروع کیا تھا - اگر ایسا نہوتا ، تو یقیناً بنگالیوں کی بلولہ انداز تحت وزارت هند تحریک ، اور ملک کی دہ سالہ وطنی زندگی کم از کم ایک چوتھائی صدی کیلیے ملتوی ہو جاتی -

لیکن لارڈ مارلے اور لارڈ منٹو کی وہ یادگار دانشمندی قابل داد ہے ، جس کے تالیف قلوب کی پالیسی عین وقت پر شروع کردی اور پھر اسی کا نتیجہ نکلا کہ ملکی تحریک ایک زمانۂ ممتد کیلیے پیچھے رہگئی -

پھر کیا اب ہز آنر سر جیمس مسٹن کا دربار نادری ، وطنی شورش کی جگہ اسلامی تحریک کے مقابلے میں ، ایک نئے تجربے کا خواہشمند ہے ؟

اسکا جواب واقعات نہیں بلکہ واقعات کے نتائج دینگے -

* * *

گورکھپور میں ہز آنر نے فرمایا تھا کہ میں بائیکاٹ کی تحریک کو شانہ زور کرونگا - جو شخص اپنے قول اور عمل کو یکساں ثابت کردے ، اس کی اس شریفانہ انسانی خصلت کی ضرور تعریف کرنی چاہیے - اگرچہ پہلا اقدام ظلم ، اور دوسرا اسکا وقوع ہو -

اسکا اعتراف کرنا چاہیے کہ ہز آنر ایک شریف آدمی کی اس نہایت ضروری خصلت کو اپنے اندر ثابت کرنے میں یقیناً کامیاب ہوے ہیں -

(اردوے معلی) علی گڈھ کی تازہ اشاعت سے ہز آنر کی اس اخلاقی فتح مندی کی سرگذشت معلوم ہوتی ہے - سید فضل الحسن حسرت موہانی کچھہ عرصے سے مسلمانوں میں موجودہ

مصائب اسلامی کی تحریکوں میں خاص طور پر حصہ لے رہے تھے - علی الخصوص علی گڈھ اور بعض دیگر مقامات میں انکی سعی مشکور سے ملکی صنعت و حرفت اور مصنوعات کی تحریک مسلمانوں میں جگہ پکڑ رہی تھی - جزئیہ یہ واقعہ ہزاروں کی اس شاہنشاہانہ اور مطلق العنانہ تہدید کے خلاف تھا ' اسلیے آسمو " رکگنے " کیلیے ضرور تھا کہ ہربۂ حکومت حرکت کرتا -

چنانچہ رسالۂ اردوے معلی کے پریس سے یکایک تین ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی ہے ' اور جزئیہ ہر شخص جانتا ہے کہ اسکا فائیو یا ٹین ہزار کی جگہ دس روپیے کے تین نوٹ بھی ایک وقت میں نہیں دے سکتا ' اسلیے اسکا لازمی نتیجہ یہی ہوتا تھا کہ پریس بند ہو گیا -

* * *

ہم کو اس واقعہ پر ذرا بھی تعجب نہیں اور نہ افسوس ہے - ہم نے خبر سنتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ ایڈیٹر اردوے معلی کو تبریک و تہنیت کا ایک تار بھیجا ' کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ صداقت و حریت کیلیے پوری ایک صدی کی زبانی اور قلمی جد وجہد بھی وہ کام نہیں کرسکتی ' جو ایک اٹھتے کے جابرانہ احکام ایسے مرتعوں پر کرجاتے ہیں ' اور ایسا ہونا دنیا کی گذشتہ تاریخ حریت کے لازمی اور قدرتی واقعات ' اور ہندوستان کے سفر حریت کے ناگزیر منازل ہیں - کوئی حکومت اس فاتح و مسلط حکومت سے بڑھکر اپنے لیے مہلک ' اور ملک کیلیے جدت پرور نہیں ہے ' جو اس طرح کے احکام و اعمال مستبدہ کی عادی ہو ' اور در حقیقت جبر و قہر ہی کا پانی وہ آب حیات ہے ' جو آزادی کے بیج کو جاندگروں کے تماشے کی طرح مٹتوں اور لمحوں میں بارآور کردیتا ہے - پس یہ جس قدر زیادہ ہو بہتر ہے ' اور اسمیں جسقدر زیادہ سختی ہو ' رحمت ہے - یہی چیز ہے جس نے ہمارے ہم وطنوں کو خواب غفلت سے چونکایا ' اور یہی نعمت ہے ' جسکے لیے ہم کو ترسنا چاہیے کہ ہماری پیش آنے والی زندگی کیلیے ' اگر وہ زندگی ہوگی ' تو اس جنس گرامی و محبوب کی سب سے زیادہ مانگ ہے !

ہم کو اسپر بھی کچھہ تعجب نہیں ہوا کہ بغیر کسی قانونی گرفت کے اور بغیر کسی صریح استدلال پریس ایکٹ کے ایسا کیوں کیا گیا ؟ کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ پریس ایکٹ اسلیے عالم وجود میں نہیں آیا کہ وہ ایک زنجیر ہو جو مجرموں کے پاؤں میں ڈالی جاے ' بلکہ صرف اسلیے ' تاکہ وہ ایک تیز آلہ ہو ' جو نا گہانی استیلا و ہلاکت کیلیے تلوار کا قایمقام ثابت ہو - قانون رعایا کے ہاتھہ میں بیشک وسیلۂ طلب انصاف ہے ' مگر جابر حکومتوں کیلیے تو ایک بہانۂ ظلم سے زیادہ نہیں - اس کے نفاذ کیلیے جرم قانونی کی نہیں ' بلکہ جرم حق پرستی و صداقت کی ضرورت ہے کہ :

وجودک ذنب ' لا یقاس بہ ذنب

جو لوگ اس طرح کے واقعات پر داد و فریاد کی صدائیں بلند کرتے ہیں ' اور حق و انصاف کی بے سود دہائی دیتے ہیں ' مجکو ہمیشہ اُن پر ہنسی آئی ہے - ایک اخبار کیلیے در حقیقت اس جرم سے بڑھکر آزاروں سا سنگین جرم ہو سکتا ہے کہ وہ ظلم کی چوکھٹ کا پرستار نہیں ہے ' اور حق اور صداقت کا ساتھہ دیتا ہے ؟ کیا یہ جرم طبیعی بڑی سے بڑی سزا کیلیے کافی نہیں کہ یہ نادان لوگ دوسرے جرموں کو تلاش کرنے اور پوچھنے ہیں؟ البتہ یہ دوسری بات ہے کہ ارباب ذوق و درد کہیں :

خدا گواہ کہ گر جرم ما ہمین عشق ست
گناہ گیر و مسلماں بہ جرم ما بخشند !

پس ان امور پر تو ہمیں بالکل تعجب نہ ہوا ' اور نہ ہونا چاہیے ' البتہ ہم کو تعجب ہوا ' اور صد ہزار تعجب ہوا مسلمانوں کے نئے ادعاء زندگی ' اور جدید دور حسیات ملی و اسلامی پر ' اگر اس موقعہ پر ہم انکے اندر کوئی ثبوت زندگی کا نہ پائیں گے - انکی زبانیں خاموش ' انکی آنکھیں مردہ کے سستے سے پتھرائی ہوئیں ' اور انکے جسم ایک تھڈک ی لاش کی طرح اگر کے حس و حرکت ہوگئے ! فتعسا للمسلمین ' ان یکونوا من القوم المدّثرین !!

یہ واقعہ حسرت موہانی کا نہیں ہے ' بلکہ یہ صریح مسلمانوں کے جذبات کی پامالی ' اور جدید اسلامی تحریک کو مذبوح کرنا ہے - حالانکہ سر جیمس مستن حسرت موہانی کے پریس کو بند کرسکتے ہیں ' اپنی الحمد للہ نہ انمیں یا انکے کسی ہم طریقت میں یہ قوت کبھی بھی آنے والی نہیں ہے کہ وہ سات کرور مسلمانوں کے دھڑکتے ہوے دلوں کی حرکت کو ' جنمیں اتنا خداے توانا ' حرکت میں لا رہا ہے ' اپنی اس سعی باطل سے بند کرسکیں -

ہزاروں کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اپنی جگہ سے ہلنا نہیں چاہتے مگر الحمد للہ کہ ہم ہل چکے ہیں اور اب ہمارے قدموں کو وہ پیچھے نہیں ہٹا سکتے - انکی خوش قسمتی کا وہ زمانہ گیا ' جبکہ غریب حسرت موہانی کو ' اس قتیل حریت اور فدا کار ازادی کو ' اس مجاہد حق و صداقت اور جانفروش راہ ملت پرستی کو ' اس امتحال گاہ حریت پرستی کے کوہ ثبات ' اور اس رزمگاہ صداقت کے سربکف جاں نثار کو ' پنجرے قید کردیا گیا تھا ' اور علی گڈھ کالج کے سکریٹری نے اسکے خلاف شہادت دی تھی - پھر اسکا گھر بار لٹ گیا ' اسکی عزیز کتابوں کو مٹی کی ڈھیریوں کی طرح ذلیل کیا گیا ' اسکی مسکین و صداقت پرست بیوی اور شیرخوار بچے کو طرح طرح کے جاں فرسا مصائب جھیلنے پڑے ' وہ دو سال تک روزانہ ایک من گیہوں پیستا رہا ' پر اسکی قوم اسکو بھولی رہی اور اسکی ذرا بھی خبر نہ لی - اور اس طرح اس نے بدبختانہ اپنی تاریخ میں ہمیشہ کیلیے ایک یادگار ذلت و نفرت کو اپنے ہاتھوں سے ثبت کردیا !

ہاں ' ہزاروں کو معلوم نہیں تو یہ انکی ایک درہ انگیز غلطی ہے ' مٹر ہم ایک خیرخواہ مشیر کی طرح انکو یقین دلاتے ہیں کہ وہ زمانہ گیا ' اور شاید ہمیشہ کیلیے گیا - اب مسلمان ایسے دس سال پیشتر کے وہ مسلمان نہیں ہیں ' جنکو حکومت کے بعض ستمگار ایجنٹوں نے افریقہ کے مرض الموم میں گرفتار کردیا تھا ' جنکا دین و ایمان قبلۂ حکومت کے طرف استقبال و جود ' جنکا قرآن فجر صحیفۂ استعباد و غلامی کی تلاوت ' اور جنکا ذکر و شغل فنا و استہلاک توحید تعبد حکومت و ارباب حکومت تھا ' اور علی گڈھ کالج کے ارکان طیار رہتے تھے کہ جب کبھی کوئی ضرورت منافی کلمۂ گو پیش آجاے ' تو فوراً گراهی دیکر ' معبد پرستش صاحبان " اولو الامر " کا دوگانۂ عبادت ادا کردیں :

واتخذوا من دون اللہ آلہۃ لیکونوا لہم عزا - کلا ' سیکفرون بعبادتہم و یکونون علیہم ضدا ! (۱۹ : ۸۴)

از ان لوگوں نے اپنے معبود واحد کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے ' تاکہ انکے لیے عزت ہو ! لیکن یاد رہے کہ یہ تو کبھی ہونے کا نہیں - وقت آیگا جبکہ انکے یہ معبودان باطل انکی عبادت گذاریوں اور غلامانہ بندگیوں سے انکار کردینگے اور عزت دینے کی جگہ اللہ انکے دشمن ہو جائیں گے !

* * *

اب مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئی ہیں - خود زمانے کے اور زمانے کی صدا ؤ جنبش نے اُس عمل السحر کا رد عمل کر دیا ہے ' اور اب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور اپنے کانوں سے سنتے ہیں- اب انکو معلوم ہوگیا ہے کہ حسرت موہانی کون ہے اور کیا ہے ' اور اُسکے گذشتہ معاملے کو محض ھذیانی معیت کا ایک مسئلہ سمجھنا انکی کیسی درد انگیز غلطی تھی - اب وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حسرت موہانی اس وسیع مملکت ھند میں ' جسمیں سات کروڑ مسلمان بستے ہیں' اپنی حریت دوستی اور صادقانہ جانفروشی کے لحاظ سے تمام مسلمانوں میں ایک فرد فرید ' اور ایک وجود گرانمایۂ وحید ہے - وہ ' جس نے دنیوی آسائش و لذایذ پر جاں بازانہ حق کی معیت کے مصائب و مہالک کو ترجیح دی ! وہ' جو آج تمام مسلمانان ھند میں ایک ہی خوش قسمت ہے ' جسکو راہ حریت میں امتحان عزم و ثبات دینے کی الٰہی صد رشک و حسرت فرصت کی توفیق ملی ! اور وہ ' جسکے مبارک پاؤں میں ' مقدس جرم حریت خواہی کے پاداش میں' زندان عقوبت کی زنجیریں ڈالی گئیں ' اور پھر آہ ! وہ زنجیر محبوب ' اور صد رشک و ہزار حسرت اُس زندان مقدس و مطارب پر' جو سبیل حریۃ و عشق ملۃ میں رھروان امتحانگاہ حق و صداقت کو نصیب ہوا !!

ترک جاں درزہ آں سرو رواں این ہمہ نیست
عشق اگر نرخ نہد قیمت جاں این ہمہ نیست

یہ بالکل ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ اس ضمانت کا سبب براہ راست اس سعی و جہد کے سوا کچھ نہیں ہے' جو غریب حسرت نے حال میں اسلامی مصالب جانکاہ سے متاثر ہوکر غیر ملکی مصنوعات کے مقابلے میں کی تھی ' اور جسکی کاٹ کیلیے اپنی عملی کوشش سے بعض کامیاب نتائج پیدا کردیے تھے - علی الخصوص علی گڈھ میں کئی دکانیں کھل گئیں' اور باوجود مرکز رحید استبداد و غلامی ہونے کے ' ہلال احمر ملت اور جذبات صحیحۂ اسلامیہ کے ابراز مظاہر میں وہ دیگر شہروں کے درش بدرش رہا - یہ باتیں مہینوں سے کھٹک رہی تھیں' اور کسی فرصت مناسب کا انتظار کیا جارہا تھا - فرصت قانونی تو نہیں ملی ' مگر اشتداد و ہیجان غیظ و غضب اس درجہ مستولی ہوا کہ وہ قوت ضبط و تحمل ' جسکا دلفریب ظہور تقریروں اور سرکاری مواعظ میں ہوا کرتا ہے ' دلی جذبات کے آگے قائم نہ رھسکا' اور ضمانت کا فرمان نادری صادر ہوگیا - پس افسوس اس شکست فاحش پر' جو دماغ حکمرانی کو جذبات قلب انسانی کے مقابلے میں ملی ' اور ہزار اسف اُس غلطی پر' جو انشاء اللہ نقصان ہلاکت پہنچانے کی جگہ ' ایک سرچشمۂ آب حیات ثابت ہوگی - وما ذالک علی اللہ بعزیز!

تین ہزار روپیے کی ضمانت پریس ایکٹ کی مقدار مقررۂ انتہائی کے اندر ضرور ہے ' لیکن عملا پانچ سو یا ہزار روپیے سے زیادہ طلب نہیں کی جاتی' اور صرف ایک دو مثالیں دو ہزار کی سنی گئی ہیں - پھر ہز اکسلنسی سر جیمس مسٹن بالقابہ کا دربار سطوت و جلال نہیں معلوم اتنی بڑی سنگین رقم ضمانت کیلیے کیا وجہ بیان کرسکتا ہے ؟

گورنمنٹ اس سے بے خبر نہیں کہ اردو پریس اور اسکے مالک کی کیا حالت کیا ہے ؟ حسرت موہانی جب قید سے رہا ہوکر آیا تو کوئی چیز اس دنیا میں ایسی باقی نہ تھی ' جو اسکے لیے ذریعہ تقویت مال ہوتی - ڈیڑھ دو روپیہ ماہوار کرایے کا ایک جھونپڑا ہے ' جسکے اندر ایک چھوٹی سی مصنفچی اور ایک اوٹھری ہے ' اور باہر بھی اتنی ہی مکانیت ہے - اندر وہ فقیر حریت مع اپنی کوہ عزم و ثبات بیوی کے خرد رہتا ہے ' اور باہر ایک کاٹھ کا دستی پریس اور دو چار پتھر ہیں - بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ خود اُسی نے اپنے ہاتھوں سے اردوے معلے کی کاپیاں لکھی ہیں' خود ہی پتھر پر جمائی ہیں ' اور خود ہی پریس چلا کر چھاپا ہے !

یہ دل ہلادینے والا پریس اور اسکے مالک کی ہے - کوئی دوسرا ذریعۂ آمدنی نہیں ' اور نہ اُسکی طبع غیور کسی کی شرمندۂ احسان ہونا پسند کرتی ہے - اردوے معلی کے دو چار سو خریدار ہیں - اُسکی قیمت سے بمشکل چند روپیے مہینے میں بچ رہتے ہیں' اور اسی سے دو وقت کی روٹی اور اُسکی آزادی کی بیخوفی' اور دولت لازوال حق و صداقت کے غنا غیر فانی سے مست رہتا ہے !

میں حقیر گدایان عشق را' کمین توم
شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند

اصلی دولت دل کی دولت ہے' اور غنائے فقر کے آگے دنیا کے تمام ساز و سامان ہیچ ہیں - جو فقر و فلاکت کی زندگی حق و حریت کی معیت میں گزرے و خاک پر بسر ہو' وہ چاندی سونے کے بنے ہوئے آں ایوان تعیش سے ہزار درجہ بہتر ہے' جسکے اندر حق کے چراغ کی روشنی نہ ہو - خدا کے دروازے کا فقیر ہونا' دولت و بندگان دولت کے فقیر ہونے سے کیا بہتر نہیں ؟ یہی تو اس راہ کے منازل امتحان ہیں -

و لو لا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتہم سقفا من فضۃ و معارج علیہا یظہرون و لبیوتہم ابوابا و سررا علیہا یتکئون و زخرفا و ان کل ذالک لما متاع الحیاۃ الدنیا ' والاخرۃ عند ربک للمتقین ۱۱ (۴۳ :)

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقہ کے ہوجائیں گے تو ساز و سامان دینا تو ہمارے بہاں اس درجہ حقیر و ذلیل ہے کہ جو لوگ منکران حق اور پرستاران دنیا ہیں' انکے گھروں کی چھتیں ہم چاندی کی بنادیتے اور چاندی ہی کی سیڑھیاں ہوتیں ' جس پر چڑھکر وہ چھت پر پہنچتے - اور چاندی ہی کے دروازے ہوتے اور چاندی ہی کے تخت ' جنپر تکیے لگاکر بیٹھتے' اور یہ تو مثال کیلیے چاندی کی قید لگائی گئی' سمجھ لو کہ چاندی نہیں بلکہ یہ سب اچھے خاص سونے ہی کا بنا دیا جاتا ' لیکن پھر بھی یہ تمام ساز و سامان اس دنیا کی زندگی کے چند روزہ فائدے ہیں اور آخرکی گھر بار بیان تو اللہ کے پاس صاحبان اتقاء و حق ہی کیلیے ہیں !!

ان حالات کے ساتھ ایک ایسے فقیر زندگی شخص سے تین ہزار روپیے کی ضمانت طلب کرنا ' یقینا ایک ایسا واقعہ ہے ' جو برٹش انڈیا کی تاریخ میں گورنمنٹ کے اظہار سطوت و اجلال کو ہمیشہ یاد دلاتا رہیگا !

* * *

با ایں ہمہ صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ تین ہزار کی ضمانت ایک سچے خادم ملک و ملت کے جد و جہد اور فنا کردینے کیلیے کوئی طرۂ آلہ نہیں ہے - یہ ابھی چند لمحوں اور منٹوں کے اندر ہمارے اختیار میں ہے کہ اس تین ہزار کے نوٹوں پیسے اور دھیلے بنا کر' ایک ایک مسلمان سے وصول کریں ' اور اسکا ڈھیر ہز اکسلنسی مسٹن بہادر کے پر ہیبت و جلال قصر حکومت کی ڈیوڑھی پر لگا دیں - تا کہ انکو بھی معلوم ہوجائے کہ انکے تخت فرمانروائی پر قدم رنجہ فرمانے سے پہلے ہی دنیا بدل چکی ہے ' اور اب جو کچھ جھجھ حسرت موہانی سے مانگا جارہا ہے ' وہ حسرت موہانی سے نہیں' بلکہ تمام مسلمانوں سے مانگا جارہا ہے' اور جو

کچھہ اس مقدس جماعت کے ساتھہ کیا جا رہا ہے، وہ اسکی نہیں، بلکہ اسلامی جذبات کی پامالی ہے، اور اسی حیثیت سے ہر مسلمان کے دل پر براہ راست لگتی ہے - وہ وقت گیا، جب قومی معاملات کو اشخاص کا معاملہ بنا کر مسلمانوں کو بہکایا جاتا تھا، اور حق و آزادی کو صرف ہندیوں کے سر باندھہ دیا جاتا تھا، خود ہمارے ہی وہ مفسدین و مخربین کو ہمارے سامنے ہیرو بنا کر پیش کیا جاتا تھا -

ہم نے ان دنوں کے اندر ہی اس کی تحریک شروع کردی ہوتی، لیکن صرف یہ خیال مانع آیا کہ خود اقتدار اردو کے معاملے کے انتظامی مصالح کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ آیندہ مستقل پالیسی کو معین سمجھتے ہیں، یا ابھی انتظام کو سرسری طور کا کرنا چاہتے ہیں، تاکہ یہ دو چار ہزار روپیہ کیوں حکومت کے خزانے کے سپرد کیا جائے، اور کیوں نہ اردو کے معاملے کی کوئی عمدہ تنظیم و اصلاح اور انکے کاموں کی توقی کیلیے صرف ہو - ہم نے انکو اطلاع دیدی ہے کہ سررشتہ پچاس روپیہ کی رقم حقیقۃالحال کے طرف سے آیندہ انتظامات کیلیے قبول کریں، اور ایک امدادی فنڈ کی بنیاد پڑ جائے - جواب کے انتظار کی مہلت نہیں ہے کہ یہ آخری فارم پیش ہو رہا ہے - پس آیندہ ہفتے تک اس مسئلۃ العام کا فیصلہ ہو جانے کا -

ہم کو امید ہے کہ صوبجات متحدہ کی کونسل کی اولین فرصت میں اسکی نسبت سوال کیا جائیگا - حصول انصاف کیلیے نہیں، بلکہ صرف اعلان امر کیلیے - ہم اپنے سرگرم دوست جناب ازویل خواجہ غلام الثقلین صاحب کی توجہ دلاتے ہیں، کہ وہ اس معاملے کی نسبت سب سے پہلے سوال کریں - ایسا نہو کہ گذشتہ زمانے کی طرح کونسل ہال میں کسی مسلمان ممبر کو اپنے ایک برادر ملت کے مطالبے کی نسبت کچھہ کہنے کی جرأت نہو، اور ایام زندان کے مطالبے کی نسبت سوال کرنے بھی تو ایک قابل هندو ممبر، یعنی ازویل کنڈا پرشاد رہا !

سید نذیر هاشمی اور علی گڈھ کالج

مجھہ کو ایک تار کے ذریعہ اس واقعہ کی اطلاع ملی، اور اب اردو کے معلے کی تازہ اشاعت میں اسکی تفصیل چھپی ہے - مسٹر هاشمی ایک ذهین و قابل اور پر جوش طالب علم ہیں، جو کچھہ عرصہ پہلے تکمیل تعلیم کا خیال چھوڑ کر دفتر همدرد میں آگئے تھے، اور اسکے بعد کسی سبب سے چلے آئے اور بی - اے کی تکمیل میں مشغول ہو گئے - انہوں نے کالج کے اندر مختلف موقعوں میں جنگ طرابلس و بلقان کی نسبت اظہار حسیات و جذبات اسلامیہ میں حصہ لیا تھا، بعض پر جوش نظمیں لکھی تھیں، اور ان امور کا حس و درد اپنے اندر رکھتے تھے -

ظاهر حالات میری معلومات صرف یہی ہیں -

تازہ واقعہ یہ ہے کہ وہ کالج کے ہوسٹل سے بجبر نکالدیے گئے، اور اس عالم مظلومی میں، کہ رات کا وقت تھا، آندھی زور سے چل رہی تھی، پانی لگاتار برس رہا تھا، اور پھر جس طالب علم نے رات کو انہیں کھانا پہنایا، اسکو بھی بجبر اعانت مجرم نکالدیا گیا -

یہ، اور اس سے زیادہ افسوس ناک واقعات سے مملو مراسلات میرے پاس پہنچی ہیں، - ان میں ظاهر کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب صدر جودہ قلم مقام پرنسپل کے محض انکے اسلامی مسائل پر اظہار جوش کی بنا پر یہ سب کچھہ کیا - میں نے تحقیق حال کیلیے ڈاکٹر صاحب کیخدمت میں تار بھیجا، جسکے جواب میں وہ واقعات مندرجہ اردو کے معلے کی تعلیط کرتے ہیں - ایسی حالت میں ضرور ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے ذاتی بیان کا بے انتظار کرلیا جائے - امید ہے کہ انہوں نے تار کے بعد کوئی والا نامہ اس بارے میں ضرور ارقام فرمایا ہوگا، اور اسکے بعد میں پھر بتفصیل و تشریح لکھونگا، جو کچھہ اس بارے میں لکھنا ہے -

بطل ادرنہ غازی شکری پاشا

رجل العالم و رافع منار الاسلام ! !

ثبت ست برجریدۂ عالم دوام ما !

ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن ہو جاتے ہیں - آگ کی ایک چنگاری بڑے بڑے آتشکدوں اور تنوروں کو شعلوں سے بھر دیتی ہے، ایک بیج صدها شاخیں، اور ہزاروں پھل پیدا کر دیتا ہے - باران رحمت الہی کا ایک شاداب دن، پوری فصل کو سرسبز کر دینے کیلیے کافی ہوتا ہے - موتی کا ایک بڑا دانہ، پورے ہار کی عزت بڑھا دیتا ہے - هیرے کا ایک درخشندہ ٹکڑا پورے تاج کے حسن و جمال کیلیے بس کرتا ہے - انیڑے کا ایک درخت پورے باغ کے معطر ہونے کیلیے، گلاب کا ایک قیمتی پھول پورے ایوان و منزل کی رونق کیلیے، اور یہ تمثیل سادہ تر، ایک چراغ پورے کمرے کی روشنی کیلیے کافی ہوتا ہے !

یہی حال قوموں اور ملکوں کا بھی ہے - قوموں میں جب زندگی آتی ہے تو ہزاروں افراد کے ذریعہ نہیں، بلکہ ہمیشہ سرچشمۂ حیات ایک، یا ایک سے زیادہ چند نفوس قلیلۂ وعدیدہ ہی میں ہوتا ہے - اس عالم کی زندگی قوموں سے ہے، مگر قوموں کی زندگی صرف اشخاص کے دم سے وابستہ ہے - سرزمین انسانیت میں جب ایک عمدہ بیج نثار آور ہو کر سر اٹھاتا ہے، تو اس سے صدها شاخیں پھوٹتی ہیں، اور ان میں ہزارہا تر و تازہ پھل لگنے لگتے ہیں -

پس باغ کی زمین کی طرح، اس سرزمین کی شادابی کیلیے بھی بہت سی خار دار اور بے ثمر جھاڑیوں اور درختوں کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ صرف ایک ہی درخت کی -

ایک ہی انسان چاہیے، جو انسان ہو، اور ایک پوری قوم اور ایک پورے ملک کو زندہ کردے - اس عالم کی رونق اقوام کے دم سے ہے، مگر اقوام کی زندگی صرف اشخاص ہی کے دم سے وابستہ ہے - قومیں مرتی ہیں اور زندہ ہوتی ہیں - لیکن انکی موت و حیات کے بھی معنی ہیں کہ پہلی صورت میں ان نفوس عالیہ سے خالی ہو جاتی ہیں، جنکے دم سے انکی زندگی وابستہ تھی، اور دوسری حالت میں انکے اندر ایسے وجود قدسیہ موجود ہوتے ہیں، جو اپنی زندگی کے سرچشمے سے پوری قوم کے کشت اقبال کو سرسبز و شاداب کردیتے ہیں -

کیا نہیں دیکھتے کہ کتنے آدمی ہیں، جنکا مرنا قوموں کا مرنا ہوتا ہے، اور کتنے ہیں، جو اپنے ظہور کے اندر ایک پوری قوم اور ملک کی زندگی کو پوشیدہ رکھتے ہیں ؟

قیس سا پھر کوئی اٹھا نہ بنی عامر میں
فخر ہوتا ہے گھرانے کا سدا ایک ہی شخص !

* * *

یہ قاعدہ طبیعی ہے کہ کوئی زمین خواہ کیسی ہی بنجر نظر آئے، اور خواہ کتنی ہی اسباب و رسائل کشت کاری اور تربیت و پرورش ذرعی سے محروم ہو، لیکن اگر اسکی قوت نشوونما بالکل معدوم نہیں ہوگئی ہے، تو اسکا کوئی نہ کوئی گوشہ سرسبز، اور کسی نہ کسی کونے میں کوئی بیج سرسبز اور نظر آئیگا، اور ایسا ہونا اس امر کی دلیل سمجھا جائے گا، کہ گو اس زمین کو اپنے خزانہ ہائے نباتاتی کے ظہور کے وسائل حاصل نہیں، اور اسباب و ذرائع سے محروم ہوکر بنجر اور غیر شاداب سی ہوگئی ہے، تاہم اسکی قوت

نشو و نما اب تک آمادۂ ظہور و ارتقا ہے - اور اگر دہقان کا ہاتھہ اور باران رحمت کی نظر مہیا میسر آجاے، تو فوراً اسکی حالت میں انقلاب عظیم ہو جا سکتا ہے -

بعینہ یہی حال سر زمین حیات ملۃ کا بھی ہے - گو اسکی تمام سطح سرسبزی و شگفتگی کی جگہ، خشکی و وحشت کا منظر ہو، تاہم اگر کسی ایک گوشے میں بھی چند سبز شاخیں اور پتے نظر آرہے ہوں، تو نا امید نہ ہونا چاہیے، اور سمجھنا چاہیے کہ اسکی قوت نشو و نما ابھی تک فنا نہیں ہوئی، اور دہقان کی محنت، اور ابر کی بخشش اگر ساتھہ دیں، تو کچھہ بعید نہیں کہ یہی وحشت کدۂ ارضی، ایک جنت سماری بن جاے !

* * *

آج صدیوں سے سرزمین اسلام پر جو تنزل و انحطاط قلب و دماغ طاری ہے، اس کا منظر یقیناً درد انگیز ہے، لیکن اس مایوسی میں جو چیز امید دلانے والی ہے، وہ صرف یہ ہے کہ باایں ہمہ، خشک سالی اور قحط کے آثار گو ہر طرف ہیں، مگر زمین اب تک بنجر اور شور ثابت نہیں ہوئی ہے - یہ ضرور ہے کہ وہ زمانۂ شاداب اور رو مہ موسم نمو خیز اب چلا گیا، جب ہماری سرزمین کے ایک ایک ذرے سے نامورانِ عالم اور ابطال ملت اٹھتے تھے، اور دنیا کی تاریخ کے بڑے بڑے صفحوں پر قابض ہو جاتے تھے - تاہم اب بھی جب کبھی اسباب و وسائل ظہور جمع ہو جاتے ہیں تو کہیں نہ کہیں سے صداے ابطال و امجاد کانوں میں آجاتی ہے، اور عالم اسلامی کا کوئی نہ کوئی گوشہ اوصاف و خصائل گراں مایہ کا نمونہ پیش کر دیتا ہے - اور اسطرح یقین ہو جاتا ہے کہ زمین کی قوت نشو و نما ابتک معدوم نہیں ہوئی، اور یاس و قنوط کے وقت میں ابھی دیر ہے - اب بھی اگر اس زمین کی درستگی کی جاے، اور وسائل زراعت مہیا ہو جائیں، تو اسکا چپہ چپہ کلہاے عطر بیز اور درخت ہاے شاداب سے لہلہا سکتا ہے :

ذالک بان اللہ ہو الحق،	اسلیے کہ اللہ اور اسکی پر اسرار قوتیں
و انہ یحی الموتی،	برحق ہیں، اور اسلیے کہ وہ مردوں کو
و انہ علی کل شیٔ قدیر!	زندہ کر دیتا ہے، اور نیز اسلیے کہ وہ
(۲۲ : ۷)	ہر مشکل سے مشکل بات پر قادر ہے !

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

مرحومہ دور اسلام کا ایک ایسا ہی فرزند جلیل، و رجوہ ابطال، سرتاسر صحیفۂ عظمۃ و اجلال، و رافع منار الملۃ و الاسلام - الرجل العالم :

بطل ادرنہ غازی شکری پاشا

(منع اللہ المسلمین بطول حیاتہ، و حفظ رجوہہ، من شر اعدائہ) ہے -

جبکہ جنگ بلقان کی پوری تاریخ ہمارے لیے درد انگیز و جانکاہ تھی - جب اہ ملکوں پر ملکوں کے نکلنے، اور شکستوں کے آنے کی خبریں مسلسل و غیر منقطع تھیں - جبکہ مایوسی کی ایک گھٹا تھی، جس نے ہر طرف سے ہمیں گھیر لیا تھا - جبکہ حسرت کے ساتھہ تاریخ کے گذشتہ صفحات کو ہم پڑھتے، اور اپنی موجودہ نا مردیوں کے ساتھہ انکا مقابلہ کرتے تھے - جب کہ تاریخ عثمانی کی فتح مند داستانیں ہمیں یاد آتی تھیں، اور ہم متعجب ہو ہو کر ایک دوسرے سے پوچھتے تھے، کہ اگر آج محمد فاتح، سلیم ثالث، اور بایزید یلدرم دنیا سے نابود ہو گئے ہیں، تو کیا کوئی عمر پاشا، احمد طرسوس، اور عثمان پاشا بھی ترکوں میں باقی نہیں رہا ؟ یعنی جبکہ غیروں کی فتح مندیوں نے ہمارے دلوں کو دو نیم، اور اپنی نامرادیوں نے ہماری عزت ہزار سالہ کو سر نگوں کر دیا تھا، تو یہ جنگ کے آخری ایام میں ایک اسی پیکر شجاعت و بسالت، مردوں آہنیں عزم و ثبات مدافعۃ، قہرمان دفاع ملی، بلند ساز لواے عزت اسلامی، اسلام پرست ارجمند و غیور، و جانفروش ملک و وطن محبوب کا وجود عظیم و جلیل تھا، جو ظلمت نا کامی میں نیر درخشندۂ حرب دفاع و استقلال، اور ضیاء تابان عظمت و جبروت و اجلال بنکر سماء مجد خالد پر نظر افروز نظارہ گیان عالم ہوا، اور اپنے حیرت انگیز خوارق دفاع، اور معجز العقول عزم و ثبات سے اس دور ناکامی و نامرادی میں عزت اسلامی و مجد عثمانی کو نابود و فنا ہونے سے بچا لیا ! ! فالسلام علیک یا قدوۃ الابطال ! والسلام علیک یا زبدۃ الامجاد ! !

قوموں کی زندگی اپنے نامورانِ ابطال کی عزت و یاد سے وابستہ ہے - معاصرۂ ادرنہ نہ صرف تاریخ اسلام بلکہ باتفاق موافق و مخالف، تمام تاریخ حرب عالم میں درجۂ اعزاز سے نمایاں ہے - تاریخ قریب کے مشہور معاصرے مثل پیرویس، سباستو پرل، پلیونا، لیڈی اسمتھہ، اور پورٹ آرتھر ہمارے سامنے ہیں، اور جب تمام حالات و واقعات کا مقابلہ کرتے ہیں، تو یہ آخری معاصرہ، معاصرے کے ہر چہار، بلکہ تمام جزئیات تک میں اپنا نظیر و مماثل نہیں رکھتا -

اس واقعہ کی عظمت کے یورپ کے ارباب بینش و انصاف کی گردنیں جھکا دی ہیں - فرانس اور جرمنی کے ذوی الحلقوں اور مشہور اخبارات نے تعریفیں شروع کر دی ہیں کہ اس دفاع عظیم کے اعتراف کے ثبوت میں انکے ملک و قوم کے طرف سے غازی شکری پاشا کو تحائف دیے جائیں - مصر میں بھی اسکی تجویز ہو چکی ہے، اور ترکوں نے تو اسکا سامان بھی کر دیا ہے -

تذکار شکری پاشا

بطل ادرنہ کا مسلمانان ہند کی طرف سے اعزاز و احترام !

ایسی حالت میں ضرور ہے کہ مسلمانان ہند بھی اس موقعہ پر اس اعزاز ملی میں حصہ لیں، اور بطل ادرنہ کی خدمات اسلامیہ کے اعتراف کی کوئی پر اثر یادگار قائم کریں - یہ یادگار صرف "شکری پاشا" کی یاد گار نہ ہوگی، بلکہ اسلامی دفاع و جانفروشی کا اس دور آخری میں ایک تذکرۂ عظمت و احترام ہو گا - وہ ایک طرف موجودہ نسل اسلام کے اس فرزند جلیل کی عزت کا اعلان کریگا، دوسری طرف سقوط ادرنہ کے اس داغ کو موجودہ مصائب کے داغہاے گوناگوں اور زخم ہاے بے شمار کے ساتھہ، ہمیشہ ہمارے دلوں کی جنبش اور ہماری غیرتوں کی بیداری کیلیے تازہ رکھے گا، جو ہماری سلامت و سر شاری کی بدولت، ہماری عزت کی پریشانی پر، غیروں کے ہاتھوں لگ چکا ہے -

لیکن یہ یادگار کیونکر ہو ؟ اسکا بہترین اور مفید طریق کیا ہو ؟ کوئی تمغہ ہو جیسا کہ فرانس و جرمنی اور مصر کی جانب سے پیش ہوگا ؟ یا کوئی ایسی تجویز ہو، جو خود ہندوستان میں قائم ہو، اور جو کسی اہم ضرورت وقت کو پورا کرنے کے ساتھہ بحالت موجودہ سہل و آسان بھی ہو ؟ میں چاہتا ہوں کہ اسکی نسبت ارباب فکر و راے غور فرمائیں، اور اپنی اپنی رائیں صفحات الہلال یا دیگر اخبارات میں شائع کریں - خود میری راے اسکی نسبت قائم ہو چکی ہے، مگر آخری نہیں ہے، اور انشاء اللہ اسکو تمام رایوں کے وصول ہو جانے کے بعد ظاہر کرونگا -

احرار اسلام

ادبیات

عدل فاروقی کا ایک واقعہ

ایک دن حضرت فاروق نے منبر پہ کہا : * " میں تمہیں حکم جو کچھ دوں تو کروگے منظور ؟ "
ایک نے اٹھہ کے کہا یہ کہ " نہ مانینگے کبھی * کہ تیرے عدل میں ہم کر نظر آتا ہے فتور
چادریں مال غنیمت میں جو آپ کے آئیں * صحن مسجد میں وہ تقسیم ہوئیں سب کے حضور
ان میں ہر ایک کے حصہ میں فقط ایک آئی * تھا تمہارا بھی وہی حق کہ یہی ہے دستور
اب جو یہ جسم پہ تیرے نظر آتا ہے لباس * یہ اسی ایک کی چادر سے بنا ہوگا ضرور
مختصر تھی وہ ردا ' اور ترا قد ہے دراز * ایک چادر میں ترا جسم نہ ہوگا مستور
اپنے حصے سے زیادہ جو لیا تو نے ' تو آپ * تو خلافت کے نہ قابل ہے نہ ہم ہیں مامور "

* * *

گرچہ وہ حد مناسب سے بڑھا جاتا تھا * سب کے سب مہر بہ لب تھے چہ ادانت و چہ دکور
روکدے کوئی کسیکو ' یہ نہ رکھتا تھا مجال * نشۂ عدل و مساوات سے تھے سب مخمور

* * *

اپنے فرزند سے فاروق معظم نے کہا : * " تم کو ہے حالت اصلی کی حقیقت پہ عبور
تمہیں دیسکتے ہو اسکا مری جانب سے جواب * کہ نہ پکڑے مجھے محشر میں مرا رب غفور "

* * *

بولے یہ ابن عمر سب سے مخاطب ہو کر : * " اس میں کچھہ والد ماجد کا نہیں جرم و قصور
ایک چادر میں جو پورا نہ ہوا اُن کا لباس * کر سکی اسکو گوارا نہ مری طبع غیور
اپنے حصے کی بھی میں نے انہیں چادر دیدی * واقعہ کی یہ حقیقت ہے ' کہ جو تھی مستور "

* * *

نکتہ چیں نے یہ کہا اٹھہ کے کہ ہاں اے فاروق * حکم دے ہم کو ' کہ آپ اپنے مانینگے ضرور

(شبلی نعمانی)

غزل

چند ے گرہ کشائے خم زلف بودہ ام * تا رفتہ رفتہ کار بہ بند قبا رسید
در کار عشق دیدہ وری شرط بودہ است * ہر کس نظر کشود و تماشا بما رسید
زلفش دکان مشک فروشی کشادہ است * ایں مژدہ ام بگوش ز باد صبا رسید
پیچیدہ راہ دل میان دو قاتل فتادہ است * ناوک کشاد غمزۂ و ناز از قضا رسید
شوخے کہ از غرور بہ خود ہم نمی رسد * عذرش بنالہ ہائے تو ناشنود بما رسید
قاصد ہزار گونہ سخن ساخت در پیام * بے چارہ کشت چوں بہ سر مدعا رسید

(شبلی نعمانی)

مقالات

حیات بعد الممات

از جناب مولوی نواب علی صاحب ایم - اے - پروفیسر دیوبند کالج

تمہید

میرے ایک دوست، جنہیں سائنس کے ساتھ خاص شغف ہے، ایک دن مجھسے کہنے لگے کہ دنیا میں جسقدر حقائق دریافت ہوے ہیں وہ سائنس ہی کے ذریعہ سے، ورنہ مذہب تو "واللہ اعلم" کے بیچا تحکم سے کسی مشکل مسئلہ کو حل ہونے ہی نہ دیتا، اور انسان کو ہمیشہ جاہل رکھتا - میں نے کہا: مذہب نے جن امور کو دریافت کیا ہے، انپر انصاف کی نظر ڈالنے سے پہلے ذرا معلومات سائنس کی نوعیت پر تو غور کرو! سائنس کی تمام تحقیقات کا ماحصل یہ ہے کہ چند قوانین ہیں جنکے باقاعدہ نفاذ سے کائنات کا کارخانہ چل رہا ہے - نسل انسانی کی طفولیت میں ان قوانین کا جزئی علم حاصل ہوا تھا - اب کلیات کی مشکل میں مرتب ہو کر سائنس کے نام سے مشہور ہوا ہے - مثلاً انسان نے پہلے یہ دیکھا کہ آفتاب کبھی تو دیر میں نکلکر جلد غروب ہو جاتا ہے اور کبھی جلد نکل کر دیر تک رہتا ہے - چاند کبھی گھٹتا جاتا ہے کبھی بڑھتا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ - ان روزانہ مشاہدات پر غور کرنے اور اجرام سماویہ کے متعلق اپنی معلومات میں وسعت دینے، اور پھر اُن معلومات کو کلیات کی شکل میں ترتیب دینے سے علم ہیئت مدون ہوا -

یا مثلاً انسان کو پہلے یہ معلوم ہوا کہ لکڑی آگ سے جل اٹھتی ہے، لوہا پانی میں زنگ کہا جاتا ہے - میوہ عرصہ تک رکھہ چھوڑنے سے سڑ جاتا ہے وغیرہ وغیرہ - ان مشاہدات میں جسقدر ترقی ہوتی گئی، آسیقدر اشیاء کے خواص، ترکیب، اور تحصیل کا علم بھی وسیع ہوتا گیا، اور آخر ان معلومات کے با قاعدہ ترتیب سے کیمسٹری (علم کیمیا) کی تدوین ہوئی -

یہی حال سائنس کے بقیہ شعبوں کا سمجھو - لیکن با ایں ہمہ وسعت معلومات، سائنس اب تک اتنا بھی تو نہ سمجھا سکا اور نہ سمجھا سکتا ہے کہ ان قوانین کی اصلیت کیا ہے؟ اور کیوں نافذ ہیں؟ اس دعوے کے ثبوت میں ہم اسپنسر کی مشہور کتاب "اصول اولیہ" سے ایک مثال پیش کرتے ہیں:

"یہ مسلم ہے کہ کشش ثقل کا مسئلہ تحقیقات سائنس کا ایک بڑا کارنامہ ہے اور علمی دنیا نیوٹن کی مرہون منت ہے، جسنے یہ معرکۃ الارا مسئلہ دریافت کیا - لیکن تھوڑی دیر کیلیے اس مسئلہ کی تاریخ پر غور کرو - قدیم آریہ قوموں کا یہ عقیدہ تھا کہ آفتاب ایک رتھہ ہے، جسپر آنکا آسمانی دیوتا بیٹھکر سیر کرتا ہے - ابھی اس بحث کو چھوڑ دو کہ یہ عقیدہ فی نفسہ ایسا تھا، بلکہ صرف یہ دیکھو کہ آفتاب کی ظاہری حرکت کی علت سمجھنے کے واسطے اُس زمانے کے فہم کے مطابق قدماء نے کیونکر ایک محرک دیوتا کا وجود تسلیم کیا؟ مدت دراز کے بعد جب کپلر نے یہ دریافت کیا کہ سیارے آفتاب کے گرد گردش کرتے ہیں، تو اُسکو یہ خیال پیدا ہوا کہ انکی گردش کی کچھہ علت ہونی چاہیے - اسلیے اُسنے یہ راے قایم کی کہ ہر ایک جرم سماوی میں ایک پوشیدہ روح ہے، جسکی قوت سے گردش کا ظہور ہوتا ہے - اس طرح ایک مادی مجسم دیوتا کا خیال تو باطل ہو گیا، لیکن اسکے عوض نفوس فلکیہ کا عقیدہ قایم ہوگیا - آخر میں جب نیوٹن نے اجرام سماویہ کی حرکت کو ایک ہی ہمہ گیر قانون کے دائرہ میں داخل کردیا، تو نفوس فلکیہ معطل ہوگئے اور انکی جگہ قانون کشش ثقل نے لے لی - اس طرح قدماء کے محسوس مادی دیوتا، پہلے نا محسوس نفوس کی شکل میں تبدیل ہوے، اور آخر کار ایک عسیر التخیل اور ہمہ گیر قانون کے ذریعہ میں ظاہر ہوے - کچھہ شک نہیں کہ اس قانون کے دریافت ہو جانیسے اجرام سماویہ ایک با قاعدہ نظام کے تحت میں داخل ہوگئے، جسکو عقل سلیم تسلیم کرتی ہے، لیکن یہ مشکل حل نہوی کہ اس قانون میں نافذ ہونے کی قوت کہاں سے آئی؟ اسی لیے نیوٹن نے کپلر کے نفوس فلکیہ کے عوض ایکہ کو قایم کیا، جسکی رساطت سے یہ قانون نافذ ہے -

لیکن پھر بھی یہ مشکل کہ خود ایکہ اس قانون کو کیونکر نافذ کرتا ہے؟ حل نہیں ہوتی!" (اصول اولیہ صفحہ ۱۰۳)

اس مثال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب نے جس راز کو پہلے ہی دن ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں افشاء کیا تھا، سائنس نے اسیکو ایک عمر کی کاوش و کاہش کے بعد سمجھایا بھی تو اسطرح کہ:

معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد!

لیکن مذہب کا اعجاز دیکھو کہ دور آخر میں انکی حقیقت ایک امی (روحی فداہ) کی زبان پاک سے کسطرح بیان کی گئی، جبکہ فرمایا کہ:

الشمس والقمر بحسبان	سورج اور چاند حساب سے ہیں اور تارے
والنجم والشجر یسجدان	اور درخت سجدہ کرتے ہیں

شمس و قمر، نجم و شجر، کی کچھہ تخصیص نہیں، تمام کائنات کا یہی حال ہے:

وان من شیء الا یسبح بحمدہ	اور کوئی شے ایسے نہیں جو اسکی تسبیح
ولکن لا تفقہون	و تحمید نکرتی ہو، لیکن تم انکی
تسبیحہم	تسبیح کو سمجھتے نہیں -

یہ تسبیح و تحمید کیا ہے؟ انقیاد، یعنی ایک زبردست مقنن کے ہمہ گیر قانون کی پابندی میں سر جھکا دینا - اس انقیاد کا جلوہ ان تمام پوشیدہ قوتوں میں جنکے واسطے سائنس نے اپنی اصطلاحیں مثلاً میل مرکزی، کشش اتصال، اتحاد ایٹمیاری وغیرہ وغیرہ ایجاد کی ہیں، نظر آتا ہے - انقیاد کا رنگ ان تمام قوانین کائنات میں، جنکا علم انسان کو سائنس کے ذریعہ سے ہوتا جاتا ہے، صاف جھلک رہا ہے، مگر تعجب ہے کہ سائنس کے "گروہ معتدین" کو نظر نہیں آتا؟ صدق اللہ العلی العظیم حیث قال:

لا تعمی الابصار ولکن تعمی	آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن دل جو
القلوب التی فی الصدور	سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں -

حقیقت یہ ہے کہ سائنس کی روز افزوں معلومات صرف اسیقدر سمجھاتی ہیں کہ کائنات کا کارخانہ کس طرح چل رہا ہے - اسکے سمجھنے کیواسطے آج ایک تھیوری (راے و قیاس) قایم ہوتی ہے کل دوسری، پرسوں

مراسلا

تیسری - اسیطرح انسان کی معلومات ترقی کرتی جاتی هیں' لیکن یه تمام انکشافات ان معلومات کے سامنے' جنکو خاص مذهب نے سمجھایا' محض سطحی معلوم هوتے هیں - وہ معلومات کیا هیں ؟ وہ یه هیں که یه کارخانه عبث نهیں هے اور اسلیے هم بھی جو اس کارخانے کے ایک جزء هیں' نه عبث پیدا هوے نه عبث مرتے هیں :

ما خلقنا السموت	همنے آسمان اور زمین اور جو کچھه
و الارض و ما بینهما	ان دونوں کے بیچ میں هے' نهیں
الا بالحق	پیدا کیے' مگر حق کے ساتھه' اور ایک
و اجل مسمی	ٹھهری هوئی مدت تک -
افحسبتم انما	کیا تمنے یه سمجھا هے که همنے تمکو
خلقنا کم عبثا	عبث پیدا کیا اور یه که تم همارے
وانکم الینا لاترجعون	طرف لوٹ کر نه آؤ گے ؟

کچھه شک نهیں که حیات بعد الممات کا مسئله انسان کے واسطے ایک مهتم بالشان امر هے - لیونکه اس تحقیق کے درپے هونا که کائنات کا کارخانه کسطرح چل رها هے' صرف موجوده زندگی تک هی مفید هو سکتا هے - لیکن یه معلوم کرنا که یه کارخانه کیوں چل رها هے اور همکو کیا کرنا هے' حقیقتاً ایسا هے جسپر همارے زندگی اور موت کا انحصار هے اور یهی مذهب کا اصلی کارنامه هے -

اس تقریر کا یه منشاء نهیں هے که سائنس کی معلومات جو درحقیقت دافع اوهام هیں اور سچے مذهب کی موید' حقیر اور عبث هیں' بلکه مقصود یه هے که جن مدعیوں نے اپنے محدود علم کے زعم و غرور باطل میں یه سمجھه رکھا هے که :

زعم الناس کفروا ' ان	کافروں کا گمان هے که مرنے کے بعد پھر
لن یبعثوا ' قل بلی	زنده نهونگے ! کهدے کیوں نهیں ؟ قسم هے
و ربی لتبعثن ثم	میرے رب کی که تم ضرور زنده کیے جاؤ گے
لتنبئن بما عملتم	پھر تمکو تمهارے اعمال جتلا دیے جائیں گے
وذلک علی الله یسیر	اور ایسا کرنا الله پر آسان هے -

وہ اپنی غلطی پر متنبه هو جائیں' لیونکه ارتقاء گذشته پر ایمان لانا ' مگر ارتقاء آینده ' یعنی معاد سے منکر هو جانا ' تعلیمات سائنس کی تکذیب کرنا هے (۱) جسکی وجه آسکے سوا اور کوئی نهیں جسکو شیخ عطار نے شتر مرغ کی لطیف تمثیل میں بیان کیا هے - نفس کی حیله جوئی کے متعلق شیخ موصوف فرماتے هیں :

چوں شتر مرغے بداں ایں نفس را	
ے اشهد بار نه پرد بر هوا	
گر به پر گولیش' گوید اشتلرم	
ور نهی بارش' بگوید طالرم	

یهی حال سائنس کے گروہ معتدین کا هے - طبائع جب یه رنگ اختیار کر لیتی هیں' تو قبول حق سے بهر حال دور هو جاتی هیں : نعوذ بالله من شرور انفسنا ' و من سیأت اعمالنا !

(۱) یه بحث آینده آئیگی - (منه)

انجمن خدام کعبه

(از جناب مراسلهٔ نگار بھوپال)

حضرت مولانا - السلام علیکم - آپکے اخبار الهلال مورخه ۲۳ - اپریل سنه ۱۹۱۳ میں مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹر ایٹ لا کی تجویز مجلس خدام کعبه کو میں نے بغور و بخوشی پڑھا - اس قسم کی ایک مجلس قائم کرنیکا خیال مجھکو اور نیز میرے دیگر هم خیال احباب کو کئی ماہ سے تھا - اور اسکے قواعد و مقاصد پر غور کیا جا رها تھا - الحمد لله که یه خیال همیں پر منحصر نه تھا بلکه یه خیال دوسرے مسلمانوں کو بھی پیدا هوا - اور یه ایک نیک فال هے اور بلاشک اسکو ایک تائید غیبی سمجھنا چاهیے - اس کام میں خداوند تعالی کو یه منظور هوتا هے که کسی قوم کے زمانهٔ ذلت کا خاتمه هو' اور وہ بیدار هو کر دنیا میں عروج حاصل کرے' تو اس کے افراد میں بهبودی کے خیالات خود بخود پیدا کر دیتا هے " اور شاندار مستقبل ' اور قابل حصول مدعا کی مجسم صورت اس قوم کے سامنے کھڑی هوجاتی هے - نیز اس سے یاس اور نا امیدی کے جراثیم مہلکه کو دور کرکے' ارادہ اور استقلال اور سعی کی زندگی اس میں پیدا کر دیتا هے - تاریخ و تجربه و مشاهده صاف طور پر همیں یه بتاتا هے که جس قوم میں پست همتی و یاس اور نا امیدی کی گمراهیاں پیدا هو جاتی هیں' وہ قوم خواه کتنی هی ترقی یافته هو' معزز اور هر اعتبار سے نابود هو جاتی هے ' یا ذلت و گمنامی میں زندگی بسر کرتی هے - مگر جس قوم میں الوالعزمی اور حصول مدعا میں مشکلات کا مقابله کرنے اور سر کرنیکی خوبیاں پیدا هو جاتی هیں' وہ ضرور ترقی اور عروج کے آسمان پر مثل آفتاب کے چمک کر رهتی هیں - تاریخ ترقی اقوام اس امر کی بھی شاهد هے که قوموں کی ترقی میں ان کے مذهبی پہلو نے همیشه بڑا حصه لیا هے - جس قوم میں مذهبی پابندی کے ساتھه ارادہ ' الوالعزمی' اور استقلال شامل رها هے' وہ ضرور ترقی و عروج پا کر رهی هے - لہذا هر قوم کی ترقی و عروج کے راز میں اس کا مذهب همیشه ایک جزو اعظم هوتا هے - مذهب هی ایک ایسی شے هے جو کسی قوم کے مختلف الخیال و مختلف المزاج افراد کو هم خیال بنا سکتا هے' اور جبتک که کوئی قوم هم خیال نه هو جائے ' اوسوقت تک اوسکی ترقی محال هے -

مسٹر مشیر حسین کی تجویز مجلس خدام کعبه بیشک ایک قابل قدر و قابل ستائش تجویز هے ' مگر اس تجویز میں مذهبی پہلو ایک گونه شامل نهیں هے - اس کے جواب میں یه کہا جا سکتا هے که حفاظت کعبه و مدینه خود ایک مذهبی مدعا هے اور انجمن کے ممبروں کو همخیال بنانیکے واسطے یهی مدعا کافی هے - لیکن اگر اس مسئله پر خود رائی و هٹ دهرمی کو علحده کرکے ٹھنڈے دماغ کے ساتھه غور و فکر کیا جاے' تو معلوم هو جائیگا که محض حفاظت کعبه و مدینه کا خیال و مدعا همکو ذلت سے نکالکر عروج پر پہنچانے

میں ناکامیاب ثابت ہوگا - یہ ممکن ہے کہ جو قومیں اپنے آپکو عملی صورت میں اسلام کی دشمن ثابت کر رہی ہیں اور جنکا دلی مدعا یہ ہے کہ اسلامی سلطنتوں اور حکومتوں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر اسلام کو اسقدر ضعیف اور کمزور کردیا جائے ' کہ پھر اوس میں ابھرنے کی قابلیت نہ رہے ' جب ان قوموں کو اس بات کا علم ہوگا کہ کعبہ و مدینہ کی حفاظت کیواسطے ایک ایسی زبردست انجمن ہے جسکے ممبر حرمین شریفین کی حفاظت میں اپنی جان و مال فدا کرنے پر تیار ہیں اور یہ علم ان قوموں کو ضرور ہوگا ' تو اول تو وہ قومیں اس انجمن کے درہم برہم کرنے کے لیے ہر طرح کے جائز و ناجائز ذریعے عمل میں لائینگی - اگر انکو اس مقصد میں کامیابی ہوگئی تو انکے مدعا کے حاصل کرنیکا راستہ صاف ہو جائیگا - اور اگر انکو ناکامیابی ہوئی تو ممکن ہے کہ بخیال مصلحت ' کعبہ و مدینہ سے کسی قسم کا تعرض نہ کریں ' اور تمام دیگر اسلامی ممالک کو فتح کرنے مسلمانوں کو ذلیل و خوار کردیں ' اور انکو اپنی غلامی میں داخل کرنے طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں اور انکو تمام حقوق مذہبی و ملکی سے محروم کردیں ' اور صرف کعبہ و مدینہ کو مسلمانوں کے ہاتھ میں رہنے دیں -

لہذا محض کعبہ و مدینہ کی حفاظت کا مذہبی پہلو ہمکو ذلت و پستی سے نکالکر عزت و بلندی پر نہیں پہنچا سکتا - میرا مدعا یہ نہیں ہے کہ حفاظت کعبہ و مدینہ کا مدعا ترک کرکے کوئی دوسرا مدعا پیش نظر رکھا جائے - ہرگز نہیں - ہرگز نہیں - یہ مدعا ضرور پیش نظر رہے - نہ صرف حفاظت کعبہ و مدینہ ہی ' بلکہ حفاظت کعبہ و مدینہ و بیت المقدس و کربلائے معلی و دیگر مقدس مقامات اسلامی بھی ہماری انجمن کا مدعا ہونا چاہیے - کیونکہ معاملۂ بیت المقدس عنقریب چھڑنے والا ہے ' جسکی حفاظت کیواسطے صلیبی لڑائیوں میں لاکھوں مسلمان شہید ہوچکے ہیں ' اور بیحد و حساب مال و متاع تصدق کرچکے ہیں اور جس مقدس مقام کے حاصل کرنے کیواسطے یورپ ہر طرح کوشش کر رہا ہے - علاوہ ازیں مجلس خدام کعبہ کے مقاصد میں یہ امر بھی داخل کیا جائے کہ اوسکے ہر ممبر پر پابندی احکام دین اسلام لازمی ہوگی - یعنی کلمہ کا قائل اور صوم و صلوٰۃ کا پابند ہوگا ' اور بصورت توفیق ذکوٰۃ دیگا اور حج کریگا - مجلس کے ممبروں اور کل مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد قائم رکھنے اور پھیلانیکی ہمیشہ کوشش کریگا - بغض و حسد و کینہ - غیبت و عناد و دروغ گوئی - مذاقصت وغیرہ کی برائیوں کو ترک کرکے کسی مسلمان کو کسی قسم کے نقصان پہنچانیکی صراحتاً یا کنایۃً ہرگز کوشش نہ کریگا ' اور مظاہم مسلمان کی اور اسلام کی جان و مال سے حمایت اور امداد کریگا - پھر یہ عبارت بھی اگر مناسب تصور کیا جائے تو حلف میں داخل کر دیجائے - ہماری غرض اسوقت یہ نہ ہونی چاہیے کہ ممبران مجلس کی تعداد فوراً ایک کثیر تعداد ہوجائے ' بلکہ ہمکو اس قسم کا معیار قائم کرنا چاہیے کہ جو مسلمان اوسپر عہد کرکے ممبر ہو ' اوس کی زندگی قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی زندگی کی طرح ہوجائے ' اور اسلام کا عمدہ سے عمدہ نمونہ بن جائے - اور اس قسم کا ممبر بدرجہا بہتر ہے اوس ہزار ممبروں سے ' جو احکام دین اسلام کے پابند نہیں ہیں ' اور وہ اکیلا اسلام کے ایک سو دشمنوں پر بھاری ہوسکیگا - اور نیز ہر مسلمان سے انجمن کے ممبر ہونیکی درخواست نہیجائے - اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ہمکو اس کا علم ہوجائیگا کہ دنیا میں اسلام پر فی الحقیقت اپنی جان و مال فدا کرنے والے کسقدر مسلمان ہیں اور کسقدر برائے نام مسلمان ہیں میرے خیال میں انجمن کے مقاصد اسقدر عمدہ ہیں کہ کوئی مسلمان بھی اوس کے ممبر ہونے اور حلف لینے سے انکار نہیں کریگا اور اگر کوئی بد قسمت مسلمان اس قسم کے عہد سے انکار کرے یا تامل کرے تو سمجھہ لینا چاہیے کہ فی الحقیقت اوس کے مذہبی اعتقاد میں ضعف و کمزوری ہے - اور ایسی حالت میں ہمکو چاہیے کہ اوس سے ہر قسم کا رابطہ و اتحاد قائم نہ رکھیں - اسکی کسی قسم کی رسم و تقریب میں شریک نہوں - اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں اور اسکو اسلام کا ' انجمن کا ' اور اپنا دشمن تصور کریں ' اور اسقدر ہوشیار رہیں جسقدر کہ ایک دشمن سے رہنا چاہیے -

الهـــلال

جزاہم اللہ تعالیٰ - یہ نہیں سکتا کہ جناب کی تحریر پڑھکر اس قدر طبیعت مسرور ہوئی - جناب نے اغاز تحریر میں لکھا ہے کہ ایک ایسی انجمن کے قیام کا خیال آپکو بھی تھا ' اور اب دوسری طرف سے بھی اسی صدا سنکر نہایت مسرت ہوئی کہ اس خیال نے آپکے دلوں میں بھی اپنا گھر کرلیا ہے - آپکی تحریر پڑھکر بعینہٖ یہی حال اس فقیر کا بھی ہوا - یہی خیالات ہیں جنکو اسی قدر زیادہ اضافہ کے توسیع کے ساتھہ پیش نظر رکھتا ہوں ' اور اسی لیے محض کسی انجمن کے قیام اور ایک بہت بڑے فنڈ کے مہیا ہو جانے کو اصل کار نہیں سمجھتا ' گو اجزاء ضروریۂ کار ' و منازل اینده و وسائل تقویت و اعانۃ ضرور ہیں - ہم مسلمان ہیں ' اور دنیا میں صرف کعبے ہی کی حفاظت کیلیے نہیں ہیں ' بلکہ کعبے کے ساتھہ ہوکر تمام دنیا کی حفاظت کرنے والے ہیں - یہ بد بختی ہے کہ ایسا نہیں ہے - تاہم ہم کو اپنا نصب العین ہمیشہ بلند اور رہنا چاہیے ' جو ہمارے خدا نے ہم کو بتلا دیا ہے -

جس وقت تک مسلمان اس آیۃ کریمہ کے مطابق اپنا حال و قال نہ بنالیں گے ' اس وقت تک کوئی انجمن ' کوئی اسکیم ' کوئی بڑی سے بڑی روپے کی تعداد آنکو خاک مذلت سے نہیں اٹھا سکتی : الذین ان مکنٰھم فی الارض ' اقاموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر -

ذرا توقف کیجیے - ہمیشہ کام ترتیب طبیعی سے انجام پذیر ہوتا ہے - الہلال آپکی پر عامل ہے - میں بہت جلد یکے بعد دیگرے ان تمام امور کو بالتفصیل و تشریح عرض کرنے والا ہوں - معدے کی طرح دماغ بھی ایک وقت میں غذا کی ایک ہی مقدار ہضم کر سکتا ہے -

جمعیـــة خـــدام کعبـــة

(از جناب منیر حسین صاحب خدائی - ہیرسٹرایٹ لا)

جمعیۃ خدام کعبہ کی اسکیم کا خاکہ جو الہلال میں شایع ہوا ' اوسپر اکثر حضرات نے مجھے تحریریں روانہ کیں اور اوزمیں کی سخت نہایت توقع انزا ہیں - بہت سی جواب طلب ہیں - میں بذریعہ اس اخبار کے سب حضرات کو اطلاع دیتا ہوں کہ ابھی دستور العمل زیر غور ہے - جب دستور العمل کا خاکہ حسب صلاح جناب شوکت علی صاحب اور دیگر حضرات طے ہو جائیگا تو پبلک کے پیشکش ہوگا - اور اوسپر رائیں لیکر یہ عالمگیر جمعیت قایم ہوگی -

کام اہم ہے - اللہ توفیق دے اور حمایت کرے - کامیابی یقینی ہے لیکن اصول اور ضوابط کو مکمل کرلینا ضروری ہے کہ بنیاد مضبوط ہو - اور وسعت کی اعتدال سے لنگر کی برداشت کی قوت ہو-

جناب مولانا ابو الکلام کے مرکوز خاطر کوئی اہم تحریک ہے - جسکی تمہید بلکہ ابتدائی کام بھی بذریعہ الہلال پبلک کے سامنے پیش ہے - ارض اسکیم سے بھی فایدہ اوٹھایا جاویگا - جو راہیں آرہی ہیں اور امید ہے کہ بعد کو آئیں' اونسے بھی ہم سب لوگ مستفید ہونگے - اور انشا اللہ یہ زبردست جمعیت قائم ہو جاویگی -

ہر ہر گاؤں اور ہر ہر قصبہ میں ایک شاخ ہونا چاہیے - سب سے پہلی غرض جمعیت کے قائم کرنے سے یہ ہے کہ ہر مسلمان کو اسلامی خدمت میں حصہ لینے کا راولہ ہو اور موقع ملے - ایک روپیہ سال خدام کعبہ کا چندہ ہوگا - لیکن کوئی صورت ایسی بھی نکلی جایگی جس سے وہ عام بر داران توحید اور جاں نثاران بیت اللہ جو عسرت و فلاکت دنیاوی کے بذریعہ پر جلوہ افروز ہیں' محروم نہ رہسکیں ' اور ثواب حاصل کرنے کا موقع انکو بھی حاصل رہے - اکثر حضرات نے دریافت کیا ہے کہ کیا پین اسلامک انجمن کوئی اور ہوگی - یہ اور؟

میری حقیر راے یہ ہے کہ خدام کعبہ کے مقاصد کو محدود رکھنا چاہیے - اور اسی سے ابتدا کرکے پھر انتہا پین اسلامک انجمن تک پہونچا دینا چاہیے - جس سے تمام مسلمان اور انکی انجمنیں ایک دوسرے سے ہم رشتہ اور آپس کے احوال سے با خبر ہوجاویں ' اور اعدا کے مقابلے کے لیے یہ ایک وقت سینہ سپر رہیں - یہ ابتدائی کام جمعیت خدام کعبہ کا درپیش ہے - یہ جمعیت راولہ اگلی ہوگی - لوگوں کو نظم و نسق کا عادی کریگی - ہر ہر گھر میں اسلامی خدمت کا چرچہ پیدا کریگی - اور انشاء اللہ العزیز دشمنوں کے دلوں میں رعشہ اور انکے خیالات میں زلزلہ پیدا کردیگی -

وہ جزء جسکی مسلمانوں میں کمی ہوتی جاتی ہے' یعنی اسلامی روح' پھر عود کرآیگی -

اسطرف اسلامی اخبارات نے بڑا کام کیا ہے - توقع ہے کہ اب عملی کام کے کرنے میں بھی وہ حصہ لینگے - ہر اخبار سے توقع ہے کہ وہ بار بار اس جمعیت پر اظہار آراء کرینگے - اور جمعیت خدام کعبہ کا پیغام ہر ہر قریہ میں پہنچا دینگے -

اگر دنیاے اسلام اب بھی ایک رشتہ میں منسلک ہو جاے - اگر اب بھی مسلمانان عالم اپنے حال سے باخبر اور اعدا کے ارادوں سے واقف ہو جاویں ' تو کیا تعجب ہے کہ مسلمانوں کی ترقی و عروج کا دریا پھر اوسی طرح تموج پر آجاوے جسطرح آجکل عیسائیوں کا ہے-

دیگراں هم بکنند انچه مسیحا میکرد

اگر ہم غافل رہے تو نہ صرف ہم مسلمانوں کا بلکہ ایشیاء کا خاتمہ ہے - اور سب ایشیائی اقوام اور مذاہب مغلوب ہوکر رہینگے -

چین میں مصالح ملکی نے جو عیسائیت کا راولہ پیدا کیا تھا وہ بہت ہی اندیشہ ناک آثاروں میں سے ہے -

مسلمان اگر اپنی حالت درست نہ کرینگے تو سب سے اہم الزام لزوپر یہ ہو گا کہ دنیا کو ضلالت کی طرف پہنچانے میں انہوں نے حصہ لیا - تعلیم وحدانیت سے لوگوں کو متنفر کیا -

مسلمان ہرگز اپنی حالت نہیں درست کرسکتے جبتک وہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر سب کے سب مجتمع نہ ہو جاویں - جب تک آنکا رخ ایک خدا کی طرف اور ایک قبلہ کی طرف نہ پھر جاے -

جمعیت خدام کعبہ کا مقصد یہی ہے - اور یہی اولین مقصد ہے - اسی مقصد پر کام شروع ہونا چاہیے - جمعیت کی تکمیل میں ابھی پانچ چھہ ماہ کا عرصہ لگیگا مگر ہیولی تیار ہو رہا ہے - ترتیب میں ہر شخص کی راے سے فایدہ اوٹھایا جاویگا -

میرا شاید یہ لکھدینا مناسب ہوگا کہ مجھے ایک الوالعزم شخص کا انتظار ہے جو بسم اللہ کہکر ' توکل سے علیحدہ ہوکر' کمر ہمت چست باندہ کر آگے ہو - میں اوسکے پیچھے چلنے کے لیے دامن سنبھالے بیٹھا ہوں - کوئی عالم با عمل یا رند بلاکش آگے ہو پھر اسکا میں ذمہ دار ہوں کہ اوسکا ایک مقتدی تو ایسا ضرور ہونگا جو دنیا و ما فیہا سے بیخبر ہوکر دامے' درمے' سخنے' قدمے بلکہ دل و جان سے خدمت کے لیے مستعد ہونگا - اس کام کے متعلق ابھی میری حالت حافظ (رح) کے اس شعر کے مصداق نہیں ہوئی ہے :-

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

بیشک میں ایک فینٹیک (Fanatic) (دیوانہ) مسلمان ہوں - مگر ابھی قرعہ فال میرے نام پر نہیں گرا - نہ ابھی کسی آسمان شکوہ پر اس کا تجربہ ہوا کہ وہ اوٹھا سکیگا یا نہیں - خود میری شناخت میں در چارگراں پایہ حضرات ایسے ہیں جو ظاہرا اسے اوٹھانے کی طاقت رکھتے ہیں - اللہ اونکو حوصلہ دے - استقلال دے - قوت دے - اور اوسی کے ساتھ تھوڑی سی چاشنی جنون یا یورپ کی زبان میں فینا ٹیسزم (Fanaticism) کی بھی عطا کرے - اسلیے کہ :-

ناز پروردہ تنعم نہ برد راہ بہ دوست
عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد

ہاں اس کام میں پیش راہ ہونے کے لیے کسی امیر کو نہیں چاہتے - کسی والی ملک کو نہیں چاہتے - کسی قارون کو نہیں چاہتے -

ہماری حالت خراب ہے - ہم پر بلاؤں کا نزول ہے - ہمارا جہاز گرداب میں پڑا ہے - الغرض :

اندھیرا ہے - تلاطم ہے - ہوا تند ہے - لیکن -
ہمیں کو اے محمد کیا - ہمارے نا خدا تم ہو-

ارض حجاز کا قریشی چوپان اب بھی ہماری گلہ بانی کو کافی ہے - محمد (صلعم) عربی کے نقش قدم راہنما ہیں' اور ہم کو نزول مقصود تک پہونچانے کے لیے داہل راہ بنسکتے ہیں - ہمارے لیے قرآن کریم کی ہدایت کافی اور بالکل کافی ہے - ہمارے جہاز کا اگر ناخدا کوئی بھی نہ ہو' تب بھی ہم کو یہ دعوی ہوگا :

ما خدا داریم ما را ناخدا درکار نیست

ہم کوئی سرغنا نہیں چاہتے - رہنما نہیں چاہتے - ہم صرف ایک خادم الخدام چاہتے ہیں -

کوئی خدا کا بندہ مل ہی رہیگا - یہ خدا کا کام ہے - اور خدا کا کام بند نہیں رہتا - وہ اپنا کام جوان اور بڈھے سب ہی سے لے سکتا ہے -

اگر کسی صاحب کے ذہن میں کچھہ خاص نام ایسے ہوں جو اس کاموں کے لیے مناسب معلوم ہوں اونسے بھی مطلع کریں - اتنے گراں بہا موتی ہیں جو صدف کے اندر ہی رہجاتے ہیں - میں چاہتا ہوں کہ یوں نہ ہو تو ایکس رائز (Xrays) سے کام لیکر ہر ہر صدف میں در بے بہا کی تلاش ہو - کوئی نہ کوئی گوہر ایسا مل ہی جایگا جسپر خاقان ہفت اقلیم کو بھی ناز ہو -

شئون عثمانیہ

الاتحاد الاسلامي

اثر خامہ حضرت کاتب قدیر جلال نوری بک

اتحاد اسلامي ' خلافت ' اور مسئلہ مصریہ کی بابت میرے خیالات' میرے ان اقوال سے معلوم ہوچکے ہیں جو اخبار الہلال یا نقل یا اقتباس کیا کرتا تھا' مگر آج پھر یہ مضمون اسلیے لکھ رہا ہوں کہ مجملا ان خیالات دیرینہ کو اپنے مصري اور ترکي بھائیوں کے سامنے پیش کروں' کیونکہ ان خیالات کو شاهي رعایا کے رشتۂ الفت کے استحکام اور بقیہ قواء سیاسیۂ اسلامیہ کے ثبات کے لیے سودمند سمجھتا ہوں -

یورپ صرف انہي لوگوں کو پسند کرتا ہے ' جنکا نشوونما مغربي اصول یعني وطنیت و جنسیت کي تقدیس پر ہوا ہو - اسي عنوان' ترکوں' مصریوں ' هندوستانیوں ' افریقیوں ' غرض اسلامي قوموں میں سے کہیں بھي اختلاف جنسیت کا اثر نہیں - کیونکہ اسلامي تعلیم میں نہ جنسیت کي بنیاد ہے اور نہ اسکا اثر - اسلام نے تو یہ کہا ہے کہ تمام مسلمان ایک قوم ہیں - اگر بعض اجنبي سلطنتوں کے مسلمان خلیفۃ المسلمین کي تقدیس اور اقرار بیعت کے باوجود اپنے آپ کو ایک جداگانہ قوم سمجھنا چاهتے ہیں ' تو یہ انکي سخت غلطي ہے جسکي وجہ اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ تعلیم اسلامي کي روح سے نا واقف ہیں -

اسلام (جیسا کہ زنیان کہتا ہے) " ایک زلولہ انگیز و معجز العقول طاقت ہے ' جو لغت ' جنسیت ' وطنیت ' طبیعت ' اور مزاج کے اختلاف کے با وجود ' اپنے حلقہ بگوشوں کو ایک کر دیتي ہے - " بنابریں میں کہتا ہوں کہ یورپ کا مذهب استعمار جہاں تک هرسکے دنیا میں پھیلے اور عام هو ' اور دل یورپ ایشیا ' افریقہ ' اور اوقیانوس کے ممالک میں سے جسقدر چاهیں فتح کرلیں - پر یہ تمام فتوح و استعمار مسلمانوں کے رشتۂ اخوت و الفت کو منقطع نہیں کرسکتا - بلکہ اسکے برعکس ان سلطنتوں کا ظلم و ستم جسقدر زیادہ ' اور تعدي و ترهین جسقدر گراں هوگي ' اسیقدر عالم اسلامي کي بیداري اور احساس ' دردوں زیادہ هونگے - پرایند نے ' جسکو جماعتوں کے باهمي اختلافات و منازعات نے اسدرجہ پارہ پارہ اور پامال کردیا تھا کہ وہ اپنا اتحاد قومي اور جذبۂ وطني تک بھولگیا تھا ' اسیوقت اپنا گم کردہ احساس دوبارہ پیدا کیا ' اور رشتۂ ملي و وطني کي حقیقت اور قدر و قیمت سمجھي ' جب روس ' آسٹریا ' اور پروشیا نے اسکو باهم تقسیم کرلیا - اسوقت تمام پرایند مدافعت کے لیے اٹھکھڑا هوا اور هوا جو کچھ نہ هونا تھا -

پس انگریزوں کا مصر میں احتلال ' فرانس کا تونس اور الجزائر پر قبضہ اور مراکش کو نگلنا نا (گو حاق میں پھنسگیا ہے) اطالیا کا دولت عثمانیہ کے مقابلے میں اعلان جنگ ' طرابلس اور بنغازي کو بزور اسلحہ زیر کرنے کے لیے ' وغیرہ وغیرہ ' وہ مصالب ہیں ' جنھوں نے عالم اسلامي کو بیدار کردیا ہے - حتی کہ مراکش کے قبائل ' جو همیشہ تاخت و تاراج میں مصروف رهتے تھے ' جنکے داؤں میں اپنے همسایوں کو زک دینے یا نقصان کي فکر همیشہ پوشیدہ رهتي تھي ' جو ان امور کے علاوہ کسي اور امر پر غور کرنا جانتے هي نہ تھے ' اب ترقي کے شائق هیں اور ملي و قومي رابطہ اتحاد کو مستحکم کرنے کي کوشش کر رہے هیں -

بیشک نصارا میں رومي ' قبطي ' فرانسیسي ' ارمني ' انگریز وغیرہ وغیرہ ' مختلف جداگانہ قومیں هم کو ملینگي ' مگر اسلام میں اس جنسي تقسیم کا اثر نہیں - ایک رومي ایک فرانسیسي کو اجنبي سمجھتا ہے تو سمجھے ' مگر ایک هندوستاني مسلمان ایک افریقي مسلمان کو اپنا بھائي سمجھتا ہے - یاد رکھنا چاهیے کہ پیرس یا سان فرانسسکو کا باشندہ جس نظر سے لیورپول یا نانس کے باشندے کو دیکھتا ہے ' اسي نظر سے ایک ترکي مسلم ایک قوزاني یا جاوي مسلم کو دیکھتا ہے ' بلکہ اس سے زیادہ محبت آمیز و اخوت آگیں نظر سے -

اسلام تمام اعتبارات سے برتر ہے - اسلام اقوام عالم میں ایک عالمگیر برادري یا اخوت ہے - بلاد اسلامیہ میں خواہ سلطنتوں کے مکائد و دسائس خواہ اتفاق هي پھیلیں ' اور انکے اموال و مصنوعات کتنے هي رائج هوں ' مگر یقیناً یہ چیزیں اس رشتے کو نہ توڑ سکینگي -

جلالتمآب سلطان المعظم کا مرتبہ بحیثیت خلیفۃ المسلمین کے انکے اس مرتبہ سے صدها درجہ زیادہ ارفع و اعلی ہے ' جو ان کو بحیثیت شاهنشاہ دولت عثمانیہ هونے کے حاصل ہے - مقدم الذکر صورت میں وہ تمام عالم اسلامي کے بادشاہ هیں - یہ ایک ایسي طاقت ہے - جسکا هر شخص اعتراف و احترام کرتا ہے - اس طاقت کا فرض ہے کہ آجکل ظاهر هو اور ایسے عملي نظام و تنسیق کے ساتھ ' جو اسکے مناسب هو ' تا کہ اگر یورپ اپنے مادي مصالح کا پاس کرنا چاهے تو اس کا فرض هو کہ دولت عثمانیہ کي مخالفت سے اجتناب کرے - میں پوري جرأت سے کہتا هوں کہ آیندہ خلافت اسلامیہ کي حفاظت کا کوئي طریقہ اس سے بہتر نہیں ملسکتا -

یورپ کا خیال ہے کہ مشرق میں عموماً اور عالم اسلامي میں خصوصاً ' ایسا عام کوئي اثر نہیں ' مگریہ اسکي غلطي ہے - بیشک یہ صحیح ہے کہ سیاسي جماعتوں کے اختلافات یہاں اسقدر عظیم الشان نہیں هوتے ' جتنے کہ آپس میں هوتے هیں - مگر جب کہ مذهبي اختلاف هو اور بحث و نزاع میں مذهب کي عزت کا سوال پیدا هو جاے تو افریقہ کا حبشي بھي (جو تمدن میں کمتران درجہ سمجھا جاتا ہے) اپنے مذهب عزیز کي مدافعت میں آواز بلند کرنے لگتا ہے -

دولت عثمانیہ اتحاد اسلامي کا محکم ترین ستون ہے اور اسکا فرض ہے کہ اس سے جائز طور پر مستفید هو - وہ عالم اسلامي سے خود دولت عثمانیہ کو شوکت و قوت حاصل هوتي ہے -

مصر جو اپنے آپ کو آزاد کرنے ' اپني سرسبزي سے متمتع هونے ' اور اپني گذشتہ عظمت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے کوشش کر رہا ہے ' دولت عثمانیہ کا ایک جزو غیر منفصل ہے - اسکو هم دولت عثمانیہ کے لیے منجملہ اسباب ترقي و رفعت شان کے سمجھتے هیں -

افسوس ہے کہ بعض نوجوان ' جنھوں نے واقعي اپني عزت کو محسوس کیا ہے ' ان خیالات سے ناواقف هیں ' جو انکے متعلق یورپ کے حلقوں میں دائر و سائر هیں - یورپ چاهتا ہے کہ اپنے تمدن کي برقلموني سے انکو اپنے آپ میں جذب کرلے اور حقیقت سے اندها

کر دے - ہمارا کمال و تقدم ہر مشرقی سے نفرت، اور ہر مغربی کی تقلید کے ساتھ وابستہ نہیں، بلکہ ہمارے خوش بختی اور کامیابی ایسی اشیاء میں مضمر ہے جو مشرق اور اہل مشرق کی ترقی کا باعث ہوں -

اگر ہم اپنے قومی عادات و خصائل کو چھوڑ دینگے تو ہم صفحہ ہستی سے مٹجائینگے - لیکن اگر ہم اپنے قومی عادات کو مضبوط پکڑے رہینگے، سختی کے ساتھ اپنے اخلاق کے پابند ہونگے اور اپنے مذہبی تمدن کی تعلیمات کی طرف رجوع کرینگے تو ہمیں ہمارے گذشتہ عظمت پھر حاصل ہو جائیگی، اور ترقی یافتہ قوموں کی صف میں داخل ہو جائینگے -

ولایات متحدہ امریکہ اور جاپان، جنکا رشتہ اتحاد وطنیت ہے، مغربی نفوذ کی حلقہ بگوشی اور مذہبی کے تذلل و انکسار کی وجہ سے ذلیل عظمی میں شمار نہیں کی گئیں، بلکہ اسکے برعکس ان دونوں سلطنتوں کو یہ مرتبہ صرف مغربی کو اپنے تقلید اور اسکے نفوذ کی حلقہ بگوشی سے نفرت کی بدولت حاصل ہوا -

عالم اسلامی آج اس قابل نہیں کہ دول یورپ کو نقصان پہنچاسکے - لیکن اسکا اہم ترین فرض یہ ہے کہ اپنا دینی و علمی پایہ بلند کرے اور یورپ کی صناعت و معاشت کے عالی الہمم، تمدن میں اسکا مقابلہ کرے - اگر ۴۰ - یا ۵۰ - سال تک عالم اسلامی پوری طرح کوشش کرتا رہا تو اسمیں ارباب فکر اور اہل کمال پیدا ہونے لگینگے اور آخرت یورپ جو اسوقت ہمارے ساتھ ہر ممکن خشونت و درشتی کے ساتھ برتاؤ کر رہا ہے، اس طاقت کے آگے گھٹنوں کے بل جھک جائیگا -

جو قوم اپنے شرف و وقار کو پہچانتی ہے، اپنے فرزندوں کی فطرت و جودت پر قناعت اور اپنے عمدہ اخلاق پر اعتماد کرتی ہے، محال ہے کہ کسی وقت بھی، کسی قوت کے سامنے بھی، اسکی عزت مٹ سکے - مصائب کتنے ہی مسلسل و متواتر ہوں، مظالم کتنے ہی شدید ہوں، مگر ضرور ہے کہ ایک دن آئے، جسمیں اسکی ظفر مندی کا اعلان کیا جائے -

اسلحہ کا اثر مادیات پر ہے، معجزات پر نہیں - توپیں اور بندوقیں سنگ و خشت کے قلعوں، کو فتح کرسکتی ہیں، اور اسکی فوج کو قتل کرڈالتی ہیں، مگر نہ دل کے قلعوں کو فتح کرسکتی ہیں اور نہ اسکی فوج یعنی احساسات کو قتل کرسکتی ہیں - اصلی قلعہ یہی ہے جسکو ہمیں مستحکم کرنا چاہیے، اور اصلی فوج یہ ہے، جسکی تعلیم و تربیت ہمیں کرنی چاہیے - اسی لیے جب سے دولت عثمانیہ میں حریت کا آفتاب طلوع ہوا ہے میں اس خیال کی خدمت کر رہا ہوں اور اسکو عالم اسلامی میں پھیلانا چاہتا ہوں - ممکن ہے کہ میری مساعی کامیابی کا تاج زیب فرق کرسکیں -

الهلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار سالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے، روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں، تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جایئے -

افسانۂ دفاع و سقوط ادرنہ

گاہ گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہاے سینہ را

الفقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب

وداع ادرنہ !!!

مقتبس از طنین (قسطنطنیہ)

کیا ؟ .....کیا وہ داخل ہو گئی ؟ کیا ادرنہ ساقط ہوگیا ؟ کیونکر ؟ اور کس طرح ..... ؟

وقت آگیا کہ ہم میں سے ہر شخص ایک دوسرے سے، پرنم آنکھوں، کانپتی ہوئی آواز، اور لرزہ براندام ہوئی زبان سے یہ سوالات کرے - اخوان وطن ! ادرنہ - آل عثمان کا قدیم دار السلطنت، ابطال عثمانیہ کی آرامگاہ، عثمانی مدافعت کا مطاوب، امۃ اسلامیہ کا محبوب، یعنی ادرنہ ساقط ہوگیا ! ہاں ساقط ہوگیا ! ہماری نظروں کے سامنے ساقط ہوگیا اور ہم، ہم بدبخت زندہ ہیں ! ! فیالالادرنہ ! یا للادرنہ ! !

یہ سانحہ، دلدوز سانحہ، جو ہر عثمانی کے سینہ پر مرتسم رہیگا، مہینوں اور سالوں تک نہیں، بلکہ اسوقت تک، جب تک کہ اسکی رگوں میں عثمانی خون گردش کرتا ہے !!

سہ شنبہ کو فیصلہ کن حملہ شروع ہوا، حال نے مستقبل کی بابت پیشین گوئی کی، اور ایسے روشن دلائل کے ساتھ، جسمیں تکذیب کی گنجایش نہ تھی -

اب ادرنہ کے افق سے امید کی روشنی مفقود ہو چکی تھی، نومیدی کی گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی - یہ حالت تھی جسمیں بطل ادرنہ نے لاسلکی (وائرلیس) کے ذریعہ باب عالی کو اطلاع دی : " دشمن نے سخت حملہ کیا، شدید جنگ ہو رہی ہے "

یہ آخری اطلاع تھی جو بطل موصوف نے بھیجی - ... ... ایک مدت کے بعد سنا ئی دیں توپوں کی گرج ... ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ ... ... داخل ہونے والوں کا خروش ... جوش فتح سے بد مستوں کے نعرے ... ... امید کا چراغ گل ! یاس کا استیلا ! شکوہ پاشا پر ہجوم غم، وزفور حیرت - نہیں جانتے کہ مرجائیں اور ذلت گرفتاری سے نجات پائیں، یا زندہ رہیں، اور وطن عزیز اور ملت بیضاء کے لیے اپنا لہو پانی کریں - خیالات میں تلاطم، جذبات میں ہیجان، مرگ و زیست کے لیے خرد داری، اور وطن عزیز کے لیے کشاکش .....

دشمن کے نعرے ... ... موسیقی کے نغمے ... ... فوجوں کی حرکت ..... دروازہ کھلتا ہے - ایک شخص زرد رو سفید ریش، بلند پیشانی والا داخل ہوتا ہے، اور کہتا ہے :

" اے قائد جلیل و اے محور تزلزل حرب ! دشمن ہوں مگر قدر شناس - تیری بسالت اور پامردی کا معترف و مداح - پس قدر کر اپنی، کہ دشمن تک تیری قدر کرتے ہیں - میں تجھ سے تلوار لینا نہیں چاہتا کیونکہ تجھ ایسے قائد شجاع سے تلوار لینا، تلوار کو عزت

سے محروم کرنا ہے - پس اب ہم کو سفر کے لیے تیار ہو جانا چاہیے کہ وقت قریب ہے "-

شکری پاشا اسکی طرف مڑتے ہیں - اسکے اعتناء و التفات کا شکریہ ادا کرتے ہیں -

"دہ اغاج ... ایک ہل چل ... ٹرین روانگی کے لیے تیار- فوجیں سلامی کے لیے مستعد ' شکری پاشا مع رفقا کے ٹرین کی طرف روانہ ہوتے ہیں - فوج سلامی دیتی ہے - شکری پاشا ٹرین میں بیٹھتے ہیں - کھڑکی ' سے گردن نکالتے ہیں ' شہر پر پر حسرت نگاہیں پڑتی ہیں جو کہتی ہیں :

" ادرنہ ! آہ اے عزیز ادرنہ ! تو مجھے ماں کی طرح محبوب و معظم اور بیوی کی طرح عزیز و پرناموس تھا - میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک دم میں دم ہے ' تیرے لیے مدافعت کرونگا - شب و روز مسلسل جاگا ' استحکامات و خطوط کی نگرانی کی ' خائنوں نے تسلیم کرنا چاہا تھا مگر میں نے کہدیا کہ اگر تو دشمنوں کے حوالے کیا گیا تو میں انکے پامال کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ سے تجھے تودۂ خاکستر بنادونگا - اخر وقت تک لڑا ' پر افسوس کہ تمام کوششیں فا کام ثابت ہوئیں - تو بالآخر ان ہاتھوں میں چلا گیا ' جن سے بچانے کے لیے ہزاروں مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کی تھیں ؟

میں نے اپنی قسم کی تمام باتیں پوری کردیں - البتہ میں خود زندہ ہوں - مگر اپنے لیے نہیں ' ورنہ میری تلوار میرا فیصلہ کر چکی ہوتی ' بلکہ اپنے وطن عزیز اور امۃ محبوب کے لیے ' کیونکہ وہ دشمنوں سے گھری ہوئی ہے - اسکی مصیبتوں کا ابھی خاتمہ نہیں ہوا ہے - اسے ابھی جنگ کی آگ میں سلگنا ہے - ممکن ہے کہ میں اسوقت کام آ سکوں - یہ سچ ہے کہ تو ساقط ہوگیا ' اور میں زندہ ہوں - لذائذ حیات کے لیے نہیں ' بلکہ اس جسم کے لیے ' جسکا تو ایک ٹکڑا ہے - اس تاج کے لیے ' جسکا تو ایک گوہر ہے ' اور اس قوم کے لیے ' جسکے ابطال کی تو آرام گاہ ہے !

فالوداع الوداع الوداع ! یا ادرنہ ! الوداع الوداع یا محبوبی و یا مطلوبی ! ! السلام علیک و علی من فیک من الابطال الامجاد ! ! !

.....

.....

حول سقـــوط ادرنـہ

مقتبس از لغۃ ثالثس و منیجر کاروبن

نامہ نگار جنگ ادرنہ سے لکھتا ہے :

قلبہ سے نہایت سخت تکلیف کے ساتھ میں ادرنہ پہنچا - سب سے پہلا کام میں نے یہ کیا کہ شہر کے حالات دریافت کرنے کے لیے اپنے چند دوستوں کے پاس گیا جو شہر میں موجود تھے - اہل ادرنہ آغاز جنگ میں تو گھبرائے ' مگر بعد کو عادی ہو چلے تھے - غذا کی ذرا بھی تکلیف نہیں ہوئی - سرکاری گودام کے دروازے انکے لیے الفواء جنگ کے آخر تک کھلے رہے تھے -

چونکہ غذا ہی کی طرف سے اطمینان ہوگیا تھا ' اسلیے لوگوں کی ٹولیاں جمع ہونے اور جنگ کے متعلق گفتگو کرنے لگیں - آغاز جنگ میں بلغاری توپوں نے شہر کو اس سے زیادہ نقصان نہیں پہنچایا کہ فیروز اور سلطان سلیم نامی دو محلوں کی چند عمارتیں منہدم ' نیز ۵۰ - آدمی قتل کیے - بہتر تو یہ تھا کہ منحوس الفواء جنگ نہ ہوا ہوتا ' لیکن اگر ہوا تھا تو ادرنہ میں رسد رسانی کی شرط ضرور بلغاری کی جاتی ہے - افسوس کہ سابق وزارت نے اسکی طرف توجہ نہ کی ' جسکا خمیازہ اخر کو بھگتنا پڑا - جب دوبارہ جنگ شروع ہوئی تو سامان غذا کا بڑا حصہ صرف ہو چکا تھا پھر بعض بعض چیزیں بالکل ختم ہونے لگیں - جنمیں نمبر اول نمک کا تھا -

شہر میں گرانی سرعت کے ساتھ بڑھنے لگی - امراء شہر نے ایک حد تک گرانی کا تدارک فقراء کو مالی امداد دیکر کیا ' لیکن مشکل یہ تھی کہ گرانی کے ساتھ فقراء کی تعداد بھی بڑھتی جاتی تھی - شکری پاشا کو اطلاع ہوئی تو انھوں نے اسکا نہایت عمدہ انتظام کیا اور پھر حکومت کی طرف سے روزانہ ایک وقت ہر فقیر کو روٹی ملنے لگی -

کوہ و نواح کے باشندے مع اپنے مویشی و دیگر ضروریات کے شہر چلے آئے تھے - باشندے تو یوں کی آواز سنتے سنتے عادی ہوگئے تھے ' اور اب ان آوازوں سے انمیں کوئی بیچینی پیدا نہیں ہوتی تھی - باشندوں کے آرام و راحت کے لیے شکری پاشا ہر طرح کی کوشش کرتے تھے - پولیس رات دن شہر میں پھرتی رہتی تھی ' تا کہ کوئی شخص کسی کی راحت میں خلل انداز نہ ہو سکے - اوقات تقسیم غذا کے علاوہ ' کسی دوسرے وقت کسی طرح کا بھی شور و غل نہیں ہوتا تھا -

باشندوں کی حالت دیکھنے کے لیے شکری پاشا موٹر پر شہر میں گشت لگاتے تھے ' اور شہر ہی سے استحکامات جاتے اور ضروری احکام دیتے تھے - جیسا کہ لوگوں کا بیان ہے ' غذا کی مقدار وافر موجود تھی -

گولے شہر پر گر رہے تھے ' جس سے آتش زدگی کے کئی واقعات ہوئے ' مگر آگ بجھانے کے آلات موجود تھے ' اسلیے جہاں آگ لگی ' فوراً بجھادی گئی اور زیادہ نقصان نہیں ہونے پایا - ایک گولہ ارمنی گرجے پر گرا ' جس سے گرجے کا صرف اسقدر نقصان ہوا کہ دو یا تین دن میں اسکی مرمت ہو گئی - ایک طرف تو شہر میں سامان غذا کم ہو رہا تھا ' جسکی وجہ سے گرانی بڑھ رہی تھی ' دوسری طرف عام لوگوں کے پاس روپیہ ختم ہو گیا تھا - اسلیے آخر میں غربا کو سخت تکلیف اٹھانی پڑی -

حملۂ عام شروع ہوا تو تمام لوگوں پر سخت ہیبت چھا گئی - لوگ خانہ نشیں ہوگئے - راستے اور گلیوں میں سپاہیوں کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا تھا - گولے راستوں میں گرتے تھے اور پھٹتے تھے - اہل شہر سمجھ گئے تھے کہ اب محاصرہ پر سر اختتام ہے ' اسلیے اکثر تو شہر کے باہر چلے گئے ' اور بعض جو نہ جا سکے ' وہ گھروں میں بند ہو کے بیٹھ رہے - شکری پاشا نے جب دیکھا کہ مقابلہ کامیاب ہوتا نظر نہیں آتا تو باب عالی کے حسب الحکم قلعجیں ' زنانوں ' اور تاریخی عمارتوں کے مسمار کرنے کا حکم دیدیا - توپوں کے دہانے ادھر پھر گئے اور گولے برسنے لگے - تین دن تک شب و روز گولہ باری ہوتی رہی - اسکے بعد معلوم ہوا کہ بلغاری مشرقی طرف سے شہر میں داخل ہوگئے ہیں ' مگر دیگر اطراف کی فوج ابھی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر رہی ہے - اسکے بعد توپیں خاموش ہوگئیں ' اور شکری پاشا نے آخری مراسلہ کے بعد ہتھیار ڈالدیے - ایک دن کے بعد فرمانفرما شاہ بلغاریا آئے ' اور پھر شکری پاشا صرفیہ روانہ ہوگئے - اسکے بعد اہل شہر میں سے جو لوگ گھروں میں چھپے ہوئے تھے ' دوسرے دن نکلے - بلغاری فوج نے عثمانی اسیروں کی تفتیش شروع کردی -

اس خیال سے کہ بلغاری جمع سلیم کی توپیں نہ لوٹیں ' علما و مشائخ مسجد کے دروازہ پر آ کر جمع ہوگئے تھے ' مگر انکی ایک نہ چلی ' اور بلغاریوں نے وہ سب کچھ کیا جو کرنا چاہتے تھے - تفتیش کا سلسلہ تین دن تک جاری رہا ' جسقدر اسلحہ برآمد ہوسکے گرفتار کر لیے گئے -

بعد سقوط

ادرنه کي درد انگيز مظلومي !

مقدس ارواي ٹيلي گراف لندن

فيڈر (صوفيا) کانامه نگار ادرنه سے لکھتا ہے :

ادرنه کي اسوقت يه حالت ہے که هر ديکھنے والے کو رونا آتا ہے ' اور دل پاش پاش هوجاتا ہے - ميں نے اکثر بر ميں مصطفي پاشا کو ديکھا تھا - اسوقت اسکي حالت نهايت درد انگيز تھي ' مگر جو شخص اسوقت ادرنه کو ديکھيگا ' وہ مصطفي پاشا کو بهول جائيگا - ايک طرف عثماني مقتولين کا ايک پہاڑ لگا هوا ہے ' دوسري طرف عثماني مجروحين هزاروں کي تعداد ميں پڑے دم توڑ رہے هيں ' تيسري طرف مريضوں کي ايک جماعت انکير اکاهرهي ہے ' راستے ميں چلو تو بندوقوں کي آوازوں کے سوا ' جو غالباً باشندوں پر سر نيچاتي هيں اور " رحم کرو " کي صداؤں ' مظلوموں اور ستمزدوں کے نالوں کے علاوہ ' جو دلوں کو هلاديتي هيں ' اور کوئي آواز سنائي نهيں ديتي ! !

سقوط کے بعد قريباً دو هفتے تک يهي حالت رهي - ادرنه کو يک نظر ديکھنے سے معلوم هو جاتا ہے که بلغاريوں کي سنگدلي اور آرمش کے متعلق دنيا غلطي ميں نهيں ہے -

اسوقت بلغاري فوج اس درجه فتح سے بدمست ہے ' که ايک نامه نگار نے جب ايک بلغاري افسر کي توجه ان کے انسانيت سوز مظالم کي طرف منعطف کرنا چاهي ' تو اس نے جواب ديا : " جب هم کو لوگ وحشي اور ظالم سمجھتے هيں ' تو پهر هم کيوں اپنے جذبات کي تشفي نه کريں ؟ "

سقوط ادرنه کے بعد اخبار مناڈن نے موسيو هوگ اور کو ادرنه اس غرض بهيجا که رهاں کے چشمديد حالات سے اطلاع دے - چنانچه ۱۵ - اپريل کے پرچے ميں انکي رپورٹ شائع هوگئي ہے - موسيو مذکور لکھتا ہے :

" ادرنه جسوقت ساقط هوا ہے ' اسوقت شهر ميں ۸۰ - هزار باشندے اور ۶۰ - هزار فوج تھي - يه انسانوں کي تعداد عظيم بلغاريوں کے ظالم هاتھوں ميں آگئي - اتنے علاوہ ۳۵ - هزار وہ لوگ تھے ' جو گرد و نواح سے آکے شهر ميں پناہ گزيں هوے تھے - خود بلغاري فوج جسوقت داخل هوئي ہے ' ۳۰ - هزار تھي - غرض سقوط کے بعد ادرنه ميں انسانوں کي مجموعي تعداد سوا دو لاکھ تھي -

بلغاري حکومت خواہ کتنے هي پر زور لهجه ميں دعوي کرے ' مگر دنيا يقين نهيں کر سکتي که اس تعداد عظيم کے کھانے کا انتظام وہ کر سکي هوگي - اسکا قدرتي نتيجه يه تھا که اس جسم غفير کا ايک بڑا حصه بهوکا رهتا ' اور يه ظاهر ہے که عثماني قيديوں کے علاوہ اس حالت کے ليے اور کس کا قدرتي انتخاب هوسکتا تھا ؟ - چنانچه يه واقعه ہے که هزاروں عثماني قيدي عين اُس وقت ' جبکه بلغاري پيٹ بهرے عمده غذائيں کھا رہے تھے ' بهوکے مرگئے ! !

نهر طونه پر ايک جزيره ہے ' عرصه هوا ميں رهاں گيا تھا - اسوقت وہ ايک جنت تھا ' جسميں مسلمان عورتيں ' جو هميشه پرده ميں رهتي هيں ' آتي تھيں ' آزادي سے پهرتي تھيں ' اور پهولوں کے گلدستے گهر ليجاتي تھيں - مگر آه ! اب ميں نے جاکے ديکھا تو وہ ايک وحشت انگيز قبرستان ہے ' جسميں عثماني قيديوں کي لاشيں بے گور و کفن پهينکي گئي هيں ! !

اسوقت جزيرے کا منظر اس قدر عبرت انگيز اور درد ناک ہے ' که ديکھنے والے کو بيساخته رونا آجاتا ہے -

سقوط کے آخری دن

بطل ادرنه کي تصريحات

(از نمير ايجنسي لندن)

شکري پاشا ۱۵ - اپريل کو اپني فرودگاه (اسپلينڈ پيلس هوٹل کے کمره) ميں متعدد اخبارات کے نامه نگاروں سے ملے " اور انکے سوالات کے جواب ديے - شکري پاشا نے بيان کيا که مشرقي حصے کي گرفتاري کے ۳ - گھنٹے کے بعد ' سرويوں نے قلعه حيدر لسق پر قبضه کيا - اگر وہ يه کہتے هيں که انهوں نے مجھے گرفتار کيا تو ميں زور کے ساتھ کہتا هوں که واقعه صرف يهي ہے جو ميں نے بلغاري مرکز عام ميں بيان کرديا ہے - اُس بيان کے ضميمه کے طور ميں يه کهسکتا هوں که کرنل مار شولف بلغاري محافظ شاهي پلے حيدر لسق آئے ' اور انکے اس اعلان کے بعد که ميں قيدي هوں ' هم لوگ باهر نکل گئے ' جهاں هم جنرل دانف سے ملے - رايسي ميں انهوں نے مجھے پوليس کي چوکي پر چهوڑ دينا چاها ' مگر ميري فرمايش پر مجھے ميري قيامگاه لے گئے - جب هم رهاں پهنچے تو دو يا تين گھنٹے کے بعد بلغاريوں نے مجھے گرفتار کيا - ميں نے رهاں ايک سرويي ميجر اور ايک سرويي کرنل کو موجود پايا جو مجھ سے باتيں کرنے لگے -

اس سوال پر که " آيا انهوں نے سرويي افسروں کو اطلاع دي تھي که اب وہ بلغاري اسير هيں ؟ " پاشا موصوف نے فرمايا : " نهيں اسکا مجھے خيال بھي نهيں آيا - کسي نے مجھے قيد کيا هو ' ميرے ليے سب برابر تھے - مجھے رهم بھي نه تھا که ايک دن اس سوال پر مناقشه هوگا " ايک اور سوال کے جواب ميں شکري پاشا نے کہا : " ميں نهيں کہه سکتا که آيا صرف سرويي حمله قلع کر خطوه ميں ڈال سکتا تھا - مگر جسوقت ميں گرفتار کيا گيا هوں اسوقت تک مغربي حصه گرفتار نهيں کيا جا سکا تھا "

ادرنه کے ايام آخري

شکري پاشا نے بيان کيا که جسوقت قلعه ساقط هوا ہے ' اسوقت ترکوں کے پاس آور چاريا پانچ روزکي رسد باقي تھي - آخر ميں سپاهيوں کے پاس بد ترين قسم کے آٹے کي ۲۰۰ - گرام روٹي بھي موجود تھي - اگر يقين نهيں که رسدکي معقول مقدار شهر ميں کهيں چهپي هوئي تھي ' کيونکه اچھي طرح تفتيش کرلي گئي تھي - انهوں نے اس امر کا خيال کيا که اهل شهر کو فوج سے بهتر غذا ملے ' کيونکه محصورين کي اصلي حالت کے متعلق اجانب کي شهادت کي تصديق دينا جلد کرديگي - شهر ميں گھوڑوں اور بھيڑوں کي ايک کثير تعداد موجود تھي ' مگر نمک کي عدم موجودگي کي وجه سے يه ممکن نه تھا که سپاهيوں کو ' جو پيچش ميں مبتلا تھے ' کھانے ميں گوشت بھي ديا جاتا - ايک مادۂ سيال جو نمکين پنير سے نکالا جاتا تھا ' نمک کے بدلے روٹي ميں ڈالديا جاتا تھا - رها سامان جنگ ' تو اسکي اتني مقدار وافر موجود تھي که سال بھر تک چلتا اور پھر بھي بچ رهتا -

شکري پاشا نے بيان کيا که جنگ کي آخري منزلوں ميں انکے پاس صحيح طور پر صرف ۳۰ - هزار آدمي تھے -

اس سوال پر که " آيا در مهينے کے التواء جنگ نے فوج کي اخلاقي حالت کو نقصان تو نهيں پهنچايا " شکري پاشا نے کہا : " نهيں ' مگر

میرے آدمیوں نے جب یہ دیکھا کہ بلغاریوں کے لیے فاررگیوں سے اندھی ہوئی ٹرینیں جا رہی ہیں اور وہ ضروریات زندگی تک سے محروم ہیں تو وہ یقیناً شکستہ دل ہوگئے " ان سے دریافت کیا گیا کہ" کیا یہ صحیح ہے کہ اپنی فوج کو بھاگتے ہوئے دیکھکے آپ نے کہا تھا کہ ایسی فوج کے ساتھہ لڑنا ناممکن ہے ؟ " اسکے جواب میں انھوں نے بہت زور سے کہا : " نہیں ' ہرگز نہیں ' ممکن ہے کہ مجھہ سے کہیں غلطی ہوئی ہو ' مگر میری فوج نے اپنا فرض پوری طرح ادا کیا "

پھر ان سے دریافت کیا گیا : " کیا آپ کو اولی برناس کی فیصلہ کن جنگ کا علم تھا ؟ اپنے اختیار میں ۸۰ - ہزار فوج رکھتے ہوئے آپ نے کیوں نہیں خروج کیا ؟ " پاشا موصوف نے جواب دیا کہ " بالکل شروع میں ہم نے متعدد بار خروج کیے مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ تمام خروج کیوں نا کام رہے ؟ یہ کہ اولی برناس میں جنگ ہو رہی تھی' مجھے اسکا علم نہ تھا " پاشا موصوف نے کہا کہ" انھوں نے ریل کا پل اڑا دیا کیونکہ یہ انکا فرض تھا ' مگر تسلیم کے بعد انھوں نے کوئی عمارت نہیں اڑائی - یہ غیر شریفانہ حرکت ہوتی - انھوں نے گھوڑوں کو بھی ضائع کردیا ' کیونکہ ہر ایسی شئی کو ضائع کردینا جو دشمن کے استعمال میں آسکے' انکا فرض عام تھا - مگر انھوں نے عام عمارتیں انسانیت کے خیال سے نہیں اڑائیں' کیونکہ قرآن (حکیم) کہتا ہے کہ سب کا ایک ہی خدا ہے ! "

آخر میں انھوں نے فرمایش کی کہ ایک جرمن جرنل کی اس رپورٹ کی تردید کر دیجائے کہ انکے افسروں میں اور خصوصاً انمیں اور محافظ شہر اسماعیل پاشا اور انکے اسٹاف کے چیف منیجر فواد بے میں شکر رنجی تھی - اور یہ کہ یہ شکر رنجی غیر قانونی اسباب سے بڑھگئی تھی -

صوفیا میں بطل ادرنہ کا ورود

۲۸ - مارچ کو موسم نہایت خوشگوار تھا - صوفیا کا اسٹیشن مختلف قسم کی جھنڈیوں سے ارراستہ کیا گیا تھا - اسٹیشن پر بلغاری اعیان میں سے کرنل کانشف ' قائمقام یوزف ' لفٹننٹ سترالوف ' سترایانف ایڈی کانگ وزیر جنگ ' اور معززین و رؤساء شہر کی ایک تعداد عظیم موجود تھی - ساڑھے چار بجے تھے کہ اسپشل ٹرین جسمیں شکری پاشا اور انکے رفقا کے باوہ عثمانی افسر تھے' اسٹیشن پر پہنچی - ان عثمانی اسیروں میں سے شکری پاشا کے علاوہ کسی کے کمر میں تلوار نہ تھی - عثمانی جنرل گرجیوں نے مگر انکے بشرے ان مصائب کے اقرار کو چھپا نہیں سکتے تھے' جو انھوں نے اثناء محاصرہ میں برداشت کیے تھے - رنگ زرد تھا ' چہرے مرجھائے ہوئے تھے' اور آنکھیں بیٹھی ہوئی تھیں - شکری پاشا گو معمر ہیں' چنانچہ انکی عمر اسوقت ۵۹ - سال کی ہے ' مگر انکے چہرے سے علم و وقار کا نور چمک رہا تھا ' اور انکے رفقا کے چہروں سے تجربۂ و فراست کی نہایت نیز شعاعیں نکل رہی تھیں -

سب سے پہلے وہ یوز باشی جو شکری پاشا کی خدمتگذاری کے لیے متعین کیا گیا تھا ' اترا - اسکے بعد شکری پاشا اترے اور اپنے رفقا کو اشارہ کیا کہ اتریں - چنانچہ وہ بھی اتر گئے - بلغاری افسروں نے فوجی سلام کیا - ملکی (سویلین) افسروں نے ٹوپیاں اٹھالیں - کرنل کانشف شکری پاشا کی طرف بڑھا اور فرانسیسی میں تاثر سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا : خوش آمدید ! تمام عالم ' ادرنہ کے غالب و مغلوب' دونوں کی شجاعت سے حیرت میں ہے - بلغاری ادرنہ کے بطل عظیم کی خدمت میں اپنا احترام و اجلال پیش کرتے ہیں - اے بطل عظیم ! آپ یقین کریں کہ اس مایوسی کے عالم میں آپ نے جس بسالت و شجاعت کا اظہار کیا' اس پر بلغاریوں کو استعجاب ہے ' اور اپکی ذات عالیہ کا وہ معاملانہ طور پر احترام کرتے ہیں "

شکری پاشا کرنیل موزلوف کی طرف متوجہ ہوئے ' اور پست اور رکتی ہوئی آواز میں ان جذبات کا شکریہ ادا کیا ' جو بلغاریوں نے انکے استقبال میں ظاہر کیے تھے - اسکے بعد کرنل کانشف نے قائمقام یوزف کا شکری پاشا سے تعارف کرایا - اور اس نے شکری پاشا کو اپنی حفاظت میں لے لیا -

موٹر اور دو گاڑیاں ان اسیران عثمانی کے انتظار میں کھڑی تھیں - موٹر میں شکری پاشا اور یوزف پہلو بہ پہلو بیٹھے' اور گاڑیوں میں باقی جنرل - اور اسیاہ وفد پولیس موٹر کی طرف ' جوانکے لیے فرودگاہ تجویز کیا گیا تھا ' روانہ ہوگئے -

تصریحات شکری پاشا

تفصیل و تشریح بعض امور مبہمہ ' و تغلیط مکذوبات

غیر ملکی اخبارات کے نامہ نگاروں نے صوفیا میں شکری پاشا بطل ادرنہ سے اثنا ے ملاقات میں جو سوالات کیے ' اور پاشا ے موصوف نے انکے جو جوابات دیے ' اخبار نیو فری پریس کا نامہ نگار صوفیا جسپ ذیل بیان اسکے متعلق شائع کرتا ہے :

ہم مختلف ممالک کے ۱۳ - نامہ نگار شکری پاشا کے کمرہ میں گئے - کپڑوں کی الماری میں پاشاے موصوف کی معمولی تلوار آویزاں تھی' کمرے کے ایک گوشے میں ایک چھوٹی سی لائبریری تھی ' جسمیں دفتیں اور بعض اخبارات تھے - ہم لوگ جب کمرے میں داخل ہوے ' تو پاشاے موصوف نے ہم سے مصافحہ کیا - اس تمہید ملاقات کے بعد ہم نے متعدد سوالات پیش کیے - سلسلۂ جواب شروع کرتے ہوے پاشاے موصوف نے فرمایا :

" حالت قید میں نامہ نگاران ممالک اجنبیہ سے ملاقات میرے لیے ایک نہایت افسوس ناک واقعہ ہے' لیکن پھر حال آپ دو چاہیں پوچھہ سکتے ہیں - جواب ایسلیے طیار ہوں -

(س) شریف بہادر: کیا آپ بتا سکتے ہیں ' کہ آپ نے اپنے کو بلغاریوں کے حوالے کیا تھا یا سوزوں کے ؟

(ج) میں آخری ایام میں حضراق کے مورچے میں تھا - بلغاریوں کا دعوی میری گرفتاری کی نسبت صحیح ہے' لیونکہ میں نے اپنے کو بلغاری دشمن مارلوف کے سپرد کیا تھا جو درجنگی افسروں کے ساتھہ میری ملاقات ایسلیے آیا تھا - اس بنا پر تسلیم ادرنہ کے متعلق بلغاری مرکز حربی عمومی نے جو اعلان شائع کیا تھا وہ بالکل صحیح تھا - وزیر خارجیۂ سوریا سے اس بیان کو سنکر مجھے نہایت تعجب ہوا ' کہ میں نے اپنے کو سوزوں کے حوالہ کیا تھا -

واقعہ یہ ہے کہ میں بلغاری کرنل مارلوف سوزے پاس آیا' جس سے ۱۵ - منٹ تک میں نے گفتگو کی اور اسکے بعد اسکے ساتھہ ایک گاڑی پر سوار ہو کر ایک مقام تک آیا ' جہاں میں نے کمانڈر داقوف کو پایا' اور وہاں سے ہم سب ایک موٹر پر سوار ہو کر کمانڈر کانوف کے پاس آئے' جہاں پہونچکر میں نے خواہش ظاہر کی ' کہ میں بالفعل ارنیس مورچوں میں قیام کرنا چاہتا ہوں - افسروں نے

رضامندي ظاهر کي' اور میں اپنے مستقر پر واپس آگیا- اس واقعه کے دو گھنٹے بعد دو سروي افسر آئے ' جنکو میرے اور بلغاریوں کے گذشته واقعات کی کچھه اطلاع نه تھی - یه افسر میری نسبت بعض تعریفي فقرے کہکر واپس چلے گئے - انہوں نے تسلیم ادرنه کے متعلق ایک حرف بھي مجھسے نہیں کہا -

(س) کیا جناب نے سرویوں کو اس سے مطلع کیا که بلغاري یہاں پہلے آ چکے ہیں ؟

(ج) (مسکرا کر) نہیں ' کیونکه اسکي ضرورت نه تھي - میں صرف یه جانتا تھا که میرے سامنے جو فوج ہے' وہ متفقه ریاستوں کي ہے - مجھکو سرویوں اور بلغاریوں کی باہمی مخاصمت کا بالکل علم نه تھا ' اس بنا پر خواه میں اپنے کو سرویوں کے حواله کرتا یا بلغاریوں کے ' دونوں ایک هي بات تھي - اسوقت میں نے آپ لوگوں سے حقیقت حال بیان کردي که میں نے اپنے کو بلغاري فرنٹ کے حوالے کیا تھا -

(س) یہاں یه متواتر افواهیں پہنچیں که جناب نے مارکولوف سے جب ملاقات کي اور اپنے درخواست کی که آپ اپني تلوار حوالے کردیں' تو جناب نے جواب میں فرمایا که میں اپنے پاس تلوار نہیں رکھتا -

(ج) میں یقین کرتا ہوں که پستول جسکو برابر میں اپنے ساتھه رکھتا ہوں' تلوار سے زیاده کار آمد ہے' اسي لیے اسوقت بھی تلوار کي جگه پستول هی میرے پاس تھا -

(س) کیا سرویوں نے مورچوں میں سب سے زیاده نقصانات پہونچائے ؟

(ج) سرویوں نے جو حمله کیا ' اسکا نتیجه صرف یه هوا که وہ بعض اگلے مورچوں پر قابض هوگئے - اوتکا تویخانه کو نہایت سخت بارش کر رها تھا ' لیکن میں یه سمجھه گیا تھا که حمله آوروں کا حقیقي هدف صرف مشرقي جانب ہے' اور سرویوں کے یه حملے فوج معسکر کو محض دھوکا دینے کیلیے تھے لشکي ہیں' لیکن میں یه اعتراف کرتا ہوں که انہوں نے هر حملے میں بہادري ظاهر کي -

(س) کیا قلعه میں سکون اور خاموشي تھی ؟

(ج) پاشا کے به سکونو اپني جیب سے فرانسیسي اخبار (طان) کے ۱۰ - اپریل کا نمبر نکالا جسمیں لکھا تھا : " کامل پاشا کے سقوط وزارت کے وقت ادرنه میں انتظامي جنگي افسروں کي ایک جمعیت مشتمل هوئي - اس جمعیت کے مقابلے میں شوري پاشا عاجز رہے اور آخر ان سے یه کہدیا گیا که تمہارا جو دل چاہے وہ کرو " پاشا کے اسکے بعد فرمایا : یه واقعه سه ثبوت صحت سے بالکل خالي ہے - تمام فوج آخر تک صادق ' وفادار ' اور اطاعت گذار رهي ' اور کوئي باهمي تفرق یا جمعیت مختلفه وهاں نه تھي -

اسکے بعد دسه نگاروں نے جنگ کے متعلق سوالات کا اراده کیا ' لیکن پاشا نے انکے جواب دینے سے انکار کردیا ' اسلیے گفتگو کا دوسرا سلسله شروع هوا :

(س) کیا تمام ایام محاصره میں ' روزانه جناب آستانه سے گفتگو کرتے رهتے تھے ' اور کیا آستانه نے جناب کو فوق دیوسا ' یا اسکے لڑنے پر عباس ' اور بدار حصار کی هزیمتوں کي اطلاع دي تھي ؟

(ج) بیشک ' مگر یه ضرور تھا که بے تار کي تار برقي کے آلات ابھي اچھے نہیں ہیں' اسلیے چند روز تک همیں کوئي اطلاع نہیں هوئی - اسکے بعد پاشا نے ایک ٹھنڈي سانس لي اور فرمایا :

ایسے شہر کي مدافعت میں' جو ان تمام سامانوں سے خالي هو' میں آپکوگوں کو کیا بتاؤں که کن کن مصائب کا سامنا کرنا پڑا ؟ اگر میں بتفصیل تمام واقعات بیان کروں ' تو آپ حیران هو جائینگے - حقیقت یه ہے که وقعهٔ مدافعت ادرنه دنیا کي تاریخ کا ایک عدیم النظیر واقعه ہے -

اس سے پہلے جسوقت صلح منعقد هوئی تھی ' بجز اسکے اور کوئي اثر هم پر نه پڑا که ان طویل ایام صلح میں همارا ذخیرهٔ خوراک فراہم کم هوگیا - اسوقت جب چتالجه کی فوج کو روزانه خوراک تقسیم هوتی تھی ' میری فوج روزانه ۳۵۰ - گرام کے نان سے نمک پر قناعت کرتی تھی - کچھه دنوں کے بعد ۳۵۰ - گرام سے گھٹکر صرف ۲۵۰ - گرام کی مقدار رہ گئی ' اور اسے بھی اکثر پوري خوراک ملتي ---

(س) - کتنے عرصه تک قلعه اور مقاومت کرسکتا تھا ؟

(ج) - تین دن تک ' کیونکه خوراک میرے پاس اس زیاده دن کی نه تھي - عام باشندگان شہر کے پاس بھی کھانے کي کوئي چیز نه تھي - هم نے اکثر گھوڑوں کا ملاحظه کیا ' اور ضروري چیزیں فوج کیلیے حاصل کیں' لیکن با ایں همه غیر ملکی اشخاص اور عیسائیوں کے پاس کچھه نه کچھه کھانیکی چیز ضرور تھي ' لیکن بیچارے مسلمانوں کي حالت نہایت خراب تھي - یه ان حیوانات کا گوشت کھاتے تھے جو جنگ میں بیکار هو جاتے تھے - قلعه میں بے نمک کي روٹی اور حیوانات کے گوشت کے کھانے سے تیز اتیڈیا کي بیماري عموماً پھیل گئي تھی - آخري دنوں میں تو فوج کو جو روٹی تقسیم هوتي تھي - اسمیں بھي نصف حصه مٹي کا هوتا تھا !!

(س) جناب قلعه میں کب داخل هوے ؟

(ج) - میں بعض امور کي تحقیقات کی غرض سے قوجانه میں مقیم تھا ' اور وهاں دو مہینے تک اقامت کی ضرورت هوئی - میں اس اثنا میں نہایت سخت بیمار تھا که محکمهٔ ادرنه کے تقرري کي اطلاع دي گئي - ڈاکٹر نے مجکو مشوره دیا که میں قوجانه چھوڑکر بغرض علاج آستانه چلا جاؤں ' لیکن میں اس مشورهٔ طبي کو اسلیے قبول نه کرسکا که میرے نزدیک ادائے فرض هرشے پر مقدم ہے - انہیں حالات کے ساتھه ' میں شہر میں اعلان جنگ سے صرف پانچ روز پہلے داخل هوا ' لیکن با ایں همه همارے پاس اتنا سامان ضرور تھا ' جو ایک سال تک کفایت کرتا -

(س) کیا یه صحیح ہے که جناب آخري ایام میں اپني فوج سے فراغ تھے ؟

(ج) اس خبر کي کوئي بنیاد نہیں - میں اوس فوج سے کیونکر فارغ هوسکتا تھا ' جو جو روزانه ضروري خوراک کا بھي صرف تہائي حصه پاتي تھي ؟

هماري شکست کا تنہا سبب بھوکه کا سخت و شدید حمله تھا ' جسکي مدافعت کا همارے پاس کوئي سامان نه تھا ' علاوه بریں تیس هزار قلیل التعداد فوج اوس فوج گراں کا مقابله کیونکر کرسکتي تھی' جو ایک لاکھه بتیس هزار بلغاریوں ' اور چالیس هزار سرویوں سے مرکب تھي ؟ اس تیس هزار میں سے بھي نصف مجروح اور مریض تھے ! !

(س) جناب نے ادرنه کے پل کے انہدام اور حیوانات کے قتل کا حکم کیوں دیا ؟

(ج) - اسلیے که آستانه سے مجکو بھي حکم پہونچا تھا ' اور اس لحاظ سے بھی که میں ایک مسلمان سپاهي هوں' انسان بالا کا امثال اوامر میرے لیے فرض ہے - علاوه برین جنگي مصلحتیں بھي اسي کي مقتضي تھیں - اسي بنا پر خوراک کی وہ قلیل مقدار جو میرے پاس بچ رهي تھي' اوسکو بھي میں نے جلا دیا ' اور یه حکم مجکو آستانه سے سقوط ادرنه سے پہلے هي پہنچ چکا تھا ' جسکي میں نے پھر تعمیل کر دي ؟

همارے خزینۂ اقبال کے اخری جواهر

یورپین ٹرکی کا خاتمہ

(۱)

عظیم الشان ادرنہ

مختصر حالات

نام اور حدود اربعہ

رومیلی (یورپین ٹرکی) میں ایک صوبہ ہے ' جسکی حد بندی شمال کی طرف سے اسینہ طاغ اور بلقان ' مشرق کی طرف سے بحر اسود ' جنوب کی طرف سے آستانۂ علیہ ' بحیرہ مرمرہ ' درۂ دانیال ' جزائر ارخپیل ' اور مغرب کی طرف سے دستیر طاغ کرتا ہے - رقبہ ۶۲٬۷۸۸ کیلو متر ہے - ۳۶ - ضلع اور ۵ - قسمتیں ہیں - قسمتوں کے نام یہ ہیں :

(۱) ادرنہ (۲) قلیہ (۳) اسلمہ (۴) تکفورطاغ (۵) کلی پولی

کل آبادی ۵۹ ' ۷۰ ' ۵۳ ' ۲- ہے - صوبے کا دار الحکومت ادرنہ ہے - پہلے اس صوبے کا نام تراقیہ (تھراقت) تھا ' مگر اب یہ اپنے دار الحکومت کے نام سے موسوم ہے -

مناظر طبیعی

یورپ میں یورپین ٹرکی ' اور یورپین ٹرکی میں ادرنہ ' ان مقامات میں سے ہے ' جن کے لیے قدرت نے کشادہ دستی کو زیادہ کام فرمایا ہے - دامن ہائے کوہ (جنکی اس صوبے میں کمی نہیں) لذیذ میووں ' عطر بیز پھولوں ' اور خوش منظر درختوں کے کنج ' اور نظر افروز و باصرہ افزا مرغزاروں سے معمور ہیں - پہاڑوں سے گرنے والے لطف انگیز و نغمہ طراز آبشاروں کے علاوہ ' شیریں ' خوشگوار ' اور شفاف پانی کی نہروں کا ایک ریشمی جال ہے ' جو تمام صوبے میں بچھا ہوا ہے ' اور ہر ہر گوشے کو سیراب و شاداب کرتا رہتا ہے - ہوا بھی معتدل مگر لطیف و خوشگوار ہے - مختصراً یہ کہ یہاں کے مناظر طبیعی بے حد صحت پرور ' فرحت انگیز ' اور لطف آگیں ہیں -

پیداوار

خاک ادرنہ جسطرح فرحت پرور اور نظر نواز ہے ' اسی طرح مایہ دار اور زرخیز بھی ہے - نباتات میں روئی ' انیسون ' بادام ' فندق ' کاہی ' سیب ' ناشپاتی ' خربزہ ' اور جمادات میں پشمینہ ' لوہا اور سنگ مرمر پیدا ہوتا ہے - ان خدا داد سرچشمہ ہائے دولت کے علاوہ یہاں تمول کا وہ ذریعہ بھی ہے ' جو گنج عالم کی کلید اور قدرت کی فیاضیوں سے محروم ممالک کا مدار زندگی ہے - میری مراد اس سے صنعت ہے - اصناف صنعت میں سے یہاں پشمینہ و پنبہ بافی اور اسلحہ سازی زیادہ رائج ہیں - تینوں قسم کے کارخانوں کی ایک تعداد موجود ہے جو کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے - یہاں کی مصنوعات میں سے جانمازیں ' پردے ' اور عبائیں اپنی گلکاری ' خوش رنگی ' اور پائداری کی وجہ سے مشہور ہیں - غرض کہ ادرنہ ایک شاداب ' سیر حاصل ' اور مایہ دار صوبہ ہے ' اور اسی لیے یورپین ٹرکی میں قسطنطنیہ کے بعد اسی کا نمبر ہے - شاید اب کہنا چاہیے کہ " تھا " !

ادرنہ بلحاظ دار الحکومۃ ہونے ' نیز طبعی اور صناعی ' دونوں حیثیتوں سے اس صوبے کا واسطۃ العقد ہے - یہ قسطنطنیہ سے شمال و مغرب ۱۳۰- میل دور اس سنگم پر واقع ہے جہاں مریہ ' طنجہ ' اور وارد ' تین نہریں ہم اغوش ہو کر ' ایک نظر ربا عریض سطح آب پیدا کرتی ہیں - شہر کے گرد ایک پرانی شہر پناہ ہے - جس سے سنگم کی مرجیں نگرانی ہیں - تمام شہر دلکش باغوں ' اسلامی اور غیر اسلامی تاریخی عمارتوں سے معمور ہے ' جو زبان خاموشی سے اسلاف کی جنگ آرائی ' نفاست دوستی ' رفعت پسندی ' اور شکوہ نمائی کی داستان سناتی ہیں - یہاں وہ قصر بلند ہے ' جسکو (اسکی سرائے) کہتے ہیں - اسی قصر میں بیٹھکے عثمانی سلاطین سنہ ۷۶۸ - ہجری میں " باب مسیحیت " پر ' جسے سب سے پہلے ایک صحابی نے اپنی شمشیر جہاد سے کھٹکھٹایا تھا ' جانبازانہ و مسلسل حملے کرتے رہے - یہاں تک کہ سنہ ۸۰۸ - ہجری میں وہ کھلگیا ' اور اسلام کی دیرینہ آرزو پوری ہوگئی -

شہر ادرنہ میں ۳۰ سے زاید مساجد ہیں ' جنمیں ۹ - خاص سلاطین عثمانیہ کی بنوائی ہوئی ہیں -

جامع سلیم

ان مساجد میں سب سے زیادہ قابل ذکر جامع سلیم ہے - جیسا نہ اسکے نام سے معلوم ہوتا ہے ' جامع سلیم کا بانی سلطان سلیم ثانی تھا - جو خاندان عثمانیہ کا گیارھواں تاجدار تھا اور ۷۴- سے ۹۸۲- ہجری تک حکمراں رہا - اس مسجد کی رفعت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ یہ جامع ایا صوفیا سے ۲۰- قدم بلند تر ہے - اسمیں ایک عظیم الشان گنبد ہے ' جو سنگ سماق کے دو بلند میناروں پر ٹیکا ہوا ہے - چار مناروں ہیں - ہر منارے میں ایک زینہ ہے ' جس سے مرذن سر مائذنہ تک جاتا ہے - صحن کے تین گوشوں میں قبے ہیں ' جو مسجد کی عظمت و جلال کو افزوں تر کرتے ہیں - اپنی عظمت ' استحکام ' اور خوشنمائی کے لحاظ سے ' جامع سلیم کا شمار عثمانی فن تعمیر و تمدن کے بہترین نمونوں میں ہے -

ان مساجد کے علاوہ دو بہت بڑے بازار ہیں ' جنمیں سے خوشنما تر وہ بازار ہے ' جسکو علی پاشا کہتے ہیں - یہ اسقدر طویل ہے کہ ایک متوسط رفتار آدمی ۱۵ - منٹ سے کم میں پورے بازار کا چکر نہیں لگا سکتا -

دیگر عمارات

ادرنہ میں بڑے فندق (ہوٹل) ۵۲ - ہیں - نہر طبغہ پر ایک پل بھی ہے - ان عمارتوں کے علاوہ متعدد حمام ' مدارس ' قہوہ خانے اور شفا خانے ہیں - ایک مطبع بھی ہے - سرکاری پارچہ بافی کے کئی کارخانے ہیں ' جنمیں فوجی اور انی کپڑے بنے جاتے ہیں -

گلشن آباد عالم !

زمین نہایت درجہ سرسبز و زرخیز ہے - باغوں کی یہ کثرت ہے کہ ادرنہ گلشن آباد ہو رہا ہے - صرف نہر مریہ کے ساحل پر ۵۰۰ باغ ہیں ! ان میں سے اکثر صرف کلاب کے لیے وقف ہیں - گلاب کی اسقدر کثرت کی وجہ غالباً یہ ہے کہ یہاں عرق کشی کے کئی کارخانے ہیں ' جنمیں صرف عرق گلاب کشید کیا جاتا ہے ' اور اسکے لیے ادرنہ مشہور ہے - یہاں کا عطر روح گلاب تمام دنیا میں اول درجے کا تسلیم کیا جاتا ہے -

آبادی

آبادی ۱۵۰۰۰ - ہے - جنمیں ایک ثلث بلغاری رومانی ' بقیہ دو ثلث میں یہود ' ترک ' ارمنی ' اور عام فرنگی ہیں

قدیم تاریخی معرکے

فن تاریخ کا یہ ایک زار آشکارا ہے نہ جس معما کو زیادہ بوجھنا ہے ' ان میں خون کی بارش

باب المواساۃ و المناظرہ

سیرت نبوی اور نقد روایات و آثار

از جناب مولوی محمد اسحاق صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

الہلال کی اشاعات گذشتہ میں سیرۃ نبوی کے دیباچے کے جو بعض اجزا شائع ہوے ہیں، ان میں بعض اصول نقد روایات سیرۃ کو بیان کیا گیا ہے - اسکی نسبت چند گذارشات ہیں :

روایت کے ساتھ درایت کی پلہ بپلہ نگاہداشت، ایک ایسا ضروری امر ہے، جس سے غالباً کسیکو اختلاف نہوگا - اسلیے کہ درایت، نقد روایت کے لیے ایک کسوٹی ہے، جس سے جید کو ردی سے امتیاز کیا جاتا ہے - علماے روایتیں کے اس سے جوہڑوں کا فاطفہ بند کردیا - لیکن اسکا اسطرح استعمال، جس سے قلب موضوع ہو جاے، اور جس غرض کے لیے اسکا ایجاد ہوا، اوسی کو قاع و قمع اردے، انصاف کا خون کرنا ہے -

"رازی میں قید عمرہونا چاہیے یا نہیں" فاضل ناقد نے اسمیں گفتگو کرتے ہوے، سیرت نبوی کا اکثر رواۃ غیر بالغین سے روایت ہونا لکھا کر، فرمایا ہے کہ" وقائع عالم ملکوت چونکہ اس عالم سے بالا تر ہیں اور وہ واقعات اسدرجہ کے امور ہیں کہ انکی ادا پر ہر ایک قادر نہیں - رواۃ غیربالغین نے نہیں معلوم اسطرح سے سنا، کیسا ادا کیا، اور بتک رایج کتنا کچھ تغیر آگیا ؟ اسکا کون اندازہ کرسکتا ہے - معمولی وقائع کے لیے نفس ثقاہت اور ضبط و اتقان کافی ہو سکتا ہے، لیکن واقعہ غیرمعمولی کے لیے معمول سے زاید اتقان و ضبط و ثقاہت ضروری ہے ورنہ تغیر و تبدل سے امن معرض خطر میں ہے "

ہم نہیں سمجھتے کہ وقائع عالم ملکوت کے لیے معمول سے زاید ثقہ و ضابط اور عادل ہونیکی کیا حد ہے - اصول حد یث میں فقہاء صحابہ کو اگرچہ اوسمیں بھی تفاوت مراتب ہے اور بعض کی خاص شان ہے) طبقہ علیا میں مانا گیا ہے اور بجا مانا گیا ہے - بدایت رحی کی حدیث صحیحین میں بطرق مختلفہ مروی ہے - اسکی نسبت غایت استبعاد ظاہر کیا ہے کہ " سید المرسلین کو حضرت جبرئیل نظر آویں - اونکو دیکھکر آپ کانپنے ہیں - اپنے آپکو چھپا کر اوڑھا دینا چاہتے ہیں - حواس کی نسبت شبہہ ہوتا ہے - پھر ایک عیسائی تسکین دیتا ہے - تب کہیں جا کرتسکین ہوتی ہے" اسکے راوی حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں - اونکا حفظ اور ضبط مستغنی عن البیان ہے - فی الاصابہ صفحہ (۶۹۲) جلد ۴ - قال عطاء بن ابی رباح : کانت عایشہ افقہ الناس و اعلم الناس و احسن الناس رایا فی العامۃ : -

چھ صحابی جو کثیر الروایت شمار کیے جاتے ہیں، اونمیں سے ایک حضرت عائشہ بھی ہیں - یہ مسلم ہے کہ بدء وحی کے وقت یہ پیدا نہیں ہوئی تھیں - فی الاصابہ صفحہ (۶۹۱) عایشہ بنت ابی بکر الصدیق ولدت بعد المبعث باربع سنین او خمس الخ - لیکن اونکی روایات اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں اور بعض دیگر چند صحابہ - فی الاصابہ صفحہ (۶۹۱) : روت عایشہ عن النبی صلی اللہ علیہ کثیر الطیب و روت ایضاً عن ابیہا و عن عمر و فاطمہ و سعد بن اسید بن حضیر و جداما ۃ بنت وھب و حمزۃ بنت عمر -

کا شبہہ جو ناقد علامہ کو پیش آیا ہے، تو وہ نہیں معلوم ! بوقت ادا - بوقت ادا تو ہو نہیں سکتا کہ عروہ جو اونکا بھانجا اور تابعی ہے، اون سے روایت کرتا ہے - یہ زمانہ بعد زمانۂ وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اور حضرت کے وفات کے وقت عایشہ صدیقہ ۱۸ - برس کی تھیں اور عروہ سے اس حدیث کا بیان کرنا یقیناً اس کے بعد ہوگا - رہا وقت تحمل، خواہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو جیسا کہ ظاہر ہے، یا کسی اور صحابی سے، بہر حال اوسوقت اونکے نابالغہ ہونیکا کیا ثبوت ہے ؟ جبتک تحمل کے وقت نا بالغہ ہونا ثابت نہ کیا جاے، صرف بعض احتمالات کی بنا پر یہ کہدینا کہ " سیرت نبوی کے نہایت اہم واقعات جو آجتک معرکۃ الاراء ہیں اور جن پر ارباب اراء کے مختلف گروہ قائم ہوگئے ہیں اکثر اون راویوں سے منقول ہیں جو سن بالوغ کو نہیں پہونچے " کا کیا ہے - فاضل ناقد کو اول یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ بوقت سننے کے حضرت عایشہ کم عمر تھیں - و درنہ خرط القتاد - فاضل ناقد کو جن اون واقعات کے متعلق استبعاد ہوا ہے اور اسکو درایت کے خلاف سمجھا ہے، اوسپر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ امور کچھہ بھی درایت کے خلاف نہیں ہیں - انبیاء علیہم السلام آخر بشر تھے : ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ - اور نہ لوازم بشریہ اونسے منفک ہوسکتی ہیں اور نہ طبیعت بشری بدل سکتی ہے - انسان کی فطری عادت ہے کہ جب وہ کسی غیر مالوف و غیر مانوس چیز کو جس سے کبھی سابقہ نہ پڑا ہو، دفعۃً دیکھتا ہے تو مرعوب اور خوف زدہ ہوجاتا ہے - اور پھر کسی انیس اور معتمد کے تسلی آمیز کلمات سے تشفی پاتا بھی ایک امر طبعی ہے -

باقی آیندہ

[بقیہ صفحہ ۱۰ کا]

صورہ اندرنہ پر قدرت کی اسدرجہ کرم گستری کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ وہ آماجگاہ جنگ ہوتا - رومیوں کے زمانے سے ایسے اسوقت تک صدہا ہولناک جنگیں ہوئیں، اور بارہا خون کے سیلاب، بکھرتے ہوے اعضاء، اور خون آلود انسانی پیکروں سے اندرنہ کے دلکش مرغزاروں کو ایک ایسا لالہ گوں نقش زار بنادیا، جسے دیکھکر دل فگار اور آنکھیں خونبار ہوتی تھیں - سنہ ۳۲۴ - میں قسطنطین اور لیکنیوس میں ایک خونریز معرکہ ہوا، جسمیں ہزارہا انسان کام آئے - سنہ ۳۷۸ - میں پھر میدان کارزار گرم ہوا - فریقین جنگ کاتھہ اور شاہنشاہ فالنس تھے - میدان گاتھہ کے ہاتھہ رہا - سنہ ۵۵۱ - میں پھر آتش جنگ روشن ہوئی - بلغاری اور بیزنطینی سپاہ معرکہ آرا ہوئی - لیکن بیزنطینی فوج کو شکست ہوئی - سنہ ۵۲۲ - میں بلغاروں نے فوج کشی کی، اور بیزنز شمشیر شہر میں داخل ہوگئے - سنہ ۱۱۸۹ - میں انگریز داخل ہوے مگر چلے گئے - سنہ ۱۲۰۵ - میں بور قدین نے حملہ کیا - اسوقت شہر اندرنہ بلغاروں کے قبضے میں تھا - میدان کارزار آراستہ ہوا، مگر حملہ آور فوج نے مدافع فوج کو شکست دی، اور بادشاہ اوقید کرلیا - سنہ ۱۳۶۱ میں خاندان عثمانیہ کے تیسرے تاجدار سلطان مراد اول نے آکے فتح کیا اور وہ مشہور معجل شاہی بنایا، جسکا ذکر عمارات کے سلسلہ میں آچکا ہے - سنہ ۱۲۴۵ - میں روسی فوج داخل ہوئی مگر بعد کو معاہدہ اندرنہ کے بموجب روسیوں نے شہر خالی کردیا تھا -

اب اسکا حسرت انگیز حال سامنے، اور مستقبل مجہول ہے !

[قلت گنجایش کی وجہ سے فہرست چندہ ندیجاسکی انشاء اللہ تعالی آیندہ ہفتہ میں دیجائیگی]

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PETG. PBLG. HOUSE, 7/1 Mor

مسیحا مکسچر

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اُن مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پُڈنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پُرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار، جسمیں زرم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے، نیز اُسکی سابق تندرستی ازسرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ
پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

مسیحا کا موہنی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مکھن - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کانٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بساکر معطر و خوشبودار بنایاگیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھہ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیاگیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اُگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل اوپز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

المشتہر ریوریرا اٹر
ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ ۲۲ - ۷۳
کولوٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

ریویو آف ریلیجنز - یا مذاہب عالم پر نظر

اردو میں ہندوستان اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - اس کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا بھی ایک پرچہ ہے جس کو دوست دشمن دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھتا ہے - اس رسالے کے متعلق چند ایک رایوں کا اقتباس حسب ذیل ہے :-

البیان لکھنؤ - ریویو آف ریلیجنز ہی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - عربی میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے بہتر پرچہ کسی زبان میں ہمایے نہیں ہوئے - اس کے زور آور مضامین ہر علم و فضل کو ناز ہے -

کرسچنٹ لور پول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں - اس کی تردید میں نہایت ہی فاضلانہ مضمون اس میں لکھا گیا ہے - جس سے عمدہ مضمون آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا -

مسٹر روب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور یہی رسالہ اس روکوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو جہالت سے سچائی کی راہ میں حائل کئی ہیں -

ریویو آف ریویوز - لنڈن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مضمون سے دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاہور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور مبنی ہوتی ہے - جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے حالانکہ قیمت انگریزی کا چھ ۶ روپیہ - اردو کا پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ - اردو ۲ - تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین قادیان - ضلع گورداسپور آنی چاہئیں ۰



سسٹم راسکوپ لیور واچ ۱۹ اسائز

ضخیم - چسا وقت برابر چلنے والی - گھڑی کی ضرورت ہے تو جلد منگائیں
محصول ڈاک ۱۲ آنہ - پتہ -
ایم - اے - بشکر اینڈ کو نمبر ۵۱ ویسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ ۱۰ ہیرسٹ کلکتہ

دردِ سر و دردِ ریاح کي دوا



ریاحي درد لحظہ میں پہاڑ ہو جاتا ہے - یہ دوا لحظہ میں اسکو پالي کر دیتی ہے - درد ریاح جیسے ٹیک - چمک - ٹیس - رگوں میں لہر کن کني سے چاہے جسقدر تکلیف ہو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتي ہے درد سر کے واسطے بھي اس دوا کا ایساهي فایدہ ہے - نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسي وجہ سے کیساهي درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے صرف یہي نہیں اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو - اور جاتا ہو - اس دوا سے فوراً بند ہوتا ہے - اندرونی لوگ ذرا ذرا سي باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں کام میں یا صفت کي باتوں میں فکر و تردد میں عیش و عشرت میں دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کل شکایتیں سر پر آجاتي ہیں - اور ہاے رے درد سر پکارا کرتے ہیں ڈاکٹر برمن کي دوا ایسے لوگوں کے لیے ہے - دوا کے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے - اسلئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے -

(قیمت ۱۲ گیس کي ایک شیشي (۶ آنہ) محصول ڈاک ایک سے چھہ دبیہ تک ۵ آنہ)

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵۹ ترتار اچند دت اسٹریٹ کلکتہ

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈه

— * —

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کي کتابیں مطبوعہ مصر ' شام ' بیروت اور قسطنطنیہ وغیرہ فروخت کے لیے موجود رهتي هیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر خاکسار مکتبۃ المنار کي خدمت میں روانہ کي جاتي هیں — خاکسار مکتبۃ المنار کي طلبیوں ' حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کي تمام تصنیفات اس کتب خانے میں هر وقت مہیا رهتي هیں - فرمائشوں کي تعمیل مستعدي کے ساتھ کي جاتي ہے - کتب خانہ کي جدید فہرست تیار هو گئي ہے جو آدہ آنے کے ٹکٹ وصول هونے پر مفت روانہ کي جاتي ہے *

رسالہ المنار (جو تمام دنیاکے اسلام میں بہترین عربي رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کي گذشتہ ۱۵ سال کي ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود هیں - قیمت عام طور پر في جلد ۱۵ روپے هیں مگر دوسري جلد کي قیمت پچاس روپے اور تیسري جلد کي قیمت پچیس روپے هیں *

یہہ کتب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک هندوستان میں سول ایجنٹ ہے ' اور جن اصحاب کو اس رسالہ کي خریداري منظور هو چندہ سالانہ مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں ' روپیہ و صول هونے پر رسالہ براہ راست اس کي خدمت میں جاري کرا دیا جاویگا *

المشتهر منیجر المکتبة العمیة الاسلامیة ، مدرسة العلوم، علي گڈه



حمیدیہ هوٹل

—:o*o:—

نمبر ۱۳۱ لوئر چیت پور روڈ - کلکتہ

ہمارے هوٹل میں هر قسم کي اشیاے خوردني و پوشیدني هر وقت طیار ملتي هیں نیز اسکے ساتھوں مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور هر طرہ کے کمروں کا بھي انتظام کیا گیا ہے جو نہایت هوادار فرنیچر اور بر لب راہ واقع هیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا هو بذریعہ خط و کتابت منیجر هوٹل سے دریافت کر سکتے هیں - جنگ ترکي و اٹلي اور جنگ بلقاني جملہ تصویریں ہمارے هوٹل میں فروخت کے لیے موجود هیں مع تصویر شیخ سنوسي وغیرہ -

المشتهر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ هوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

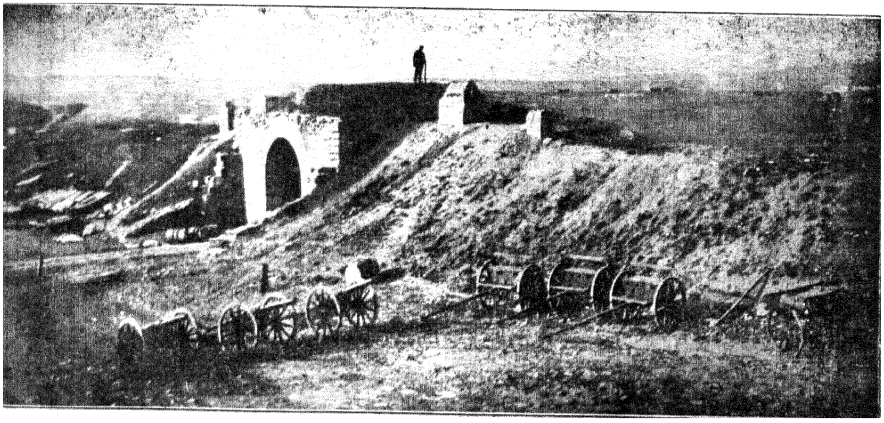
مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۰ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۱ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 28, 1913.



اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس دوسري پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر نہیں یا نہیں ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے رپي - بي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداري (اگر کوئي ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے ذمہ دار نہ ہوگا (مینیجر)

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	في صفحہ	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیے	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ في سطر انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے بیچ صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ في مربع انچ ہے - چھاپے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکي فرمایش کے مطابق آپکر جگہہ دیں، البتہ حتي الامکان کوشش کي جاے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگي ہمیشہ لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) مینیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جزو کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشي مشروبات کا، نفس امراض کي دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھي دفتر کو پیدا ہو، کسي حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نوٹ — کوئي صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المدعو بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.
Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۲۱ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲
Calcutta: Wednesday, May 28, 1918.

اتقوا اللہ ایہا المسلمون!

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانساہم انفسہم اولئک ہم الفاسقون (۵۹ : ۲۰)

مفکر نتواں گشت الکردم زنم از عشق
این نشہ بمن گر نبود با دگرے ہست

(۱) حکمۃ الہیہ اپنے کاموں میں ابتدا سے کچھ اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ اسکا اپنی کم آزمایشوں اور امتحانوں سے خالی نہیں ہوتا: احسب الناس ان یقولوا امنا وہم لا یفتنون؟ (۲۸ : ۲۰)

(۲) دعوۃ "من انصاری الی اللہ" میں بھی اولین آزمایش یہ تھی کہ بغیر اظہار و تعین کار کے لوگوں کو اپنی شرکت کے طرف بلایا گیا، اور پھر جنکے دلوں میں سچی طلب تھی، وہ بغیر فکر ایس و آل، امداد رفاقت، اور مستعد اعانت ہوگئے: وہم الذین لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔

(۳) جماعۃ "حزب اللہ" کے مقاصد و اغراض کا مضمون بھی آج کل میں چھپنے کیلئے دیدیا جائیگا اور پھر بصورت رسالے کے طبع ہوگا۔

(۴) چونکہ رسالہ مضامین تبلیغ و دعوت کے ساتھ ہی یہ رسالہ بھی قریب الختتام ہے، اسلیے اب عاجلہ اشاعت کی جگہ مضمونوں کو یکجا شائع کرنا ہی مناسب معلوم ہوا۔

(۵) پھر جبکہ پیاس ہے، انہیں کیا ہوگیا کہ "العطش" کی صدا نہیں لگاتے؟ اور جو روشنی کے متلاشی تھے، یہ کیا ہے کہ وہ روشنی کو روشنی سمجھنے میں متامل ہیں؟ پس جلدی کرو، جلدی کرو کہ عجب نہیں اس جلدی ہی میں تمہارے لیے اصلی آزمایش پوشیدہ ہو۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت، وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

فہرس

شذرات	
اردو پریس کی ضمانت	۳
ہفتۂ جنگ	۳
مقالۂ افتتاحیہ	
تلخ مے بارہ ازیں طاق مقرنس برخیز	۵
مقالات	
دولت بنی امیہ اور الہلال	۸
مراسلات	
نماز با جماعت	۱۳
الہلال کی اشاعت عمومی	۱۳
باب المراسلۃ والمناظرہ	
سیرۃ نبوی اور نقد روایات و آثار (۲)	۱۴
جماعۃ حزب اللہ اور مسلمان خواتین	۱۵
شکریہ عثمانیہ	
الاتحاد الاسلامی (۲)	۱۶
داستان خونین	۱۷
مسئلہ ارمینیا	۱۸
تصریحات ہاد برتاں	۱۸
نامہ وران غزوۂ بلقان	
شہادۃ بطل العربۃ	۱۹
فہرست چندہ زر اعانۂ ہلال احمر	۲۰

تصاویر

	صفحہ خاص
مرقع "اغاثۂ دفاع ادرنہ" نمبر ۲ - یورپین ٹرکی کے بے خانماں مہاجرین نیازی ہے	۲
	۱۹

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار' اور دفتر مصلح سے پہنچے ہیں کہ " خدا کیلیے یورپین ٹرکی کے ان لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو' جنھیں ہزارہا بیحد عزائیں' اور جاں بلب بیچے ہیں - جنکو جنگ کی تباہیوں مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ دردانگیز ہے - جو مرنے' اکثر دفن کر دیں' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں' جن میں جو ابھی زندہ' مگر مریضوں سے بدتر ہیں' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا ہاتھ کہاں بڑھے ؟ مدد کیلیے کونسی اپیلیں کیا جائیں ؟ شاید لاکھوں کو ایک ہزار بھی نہ ہوں گے کہ الہلال خصوصی چندہ جمع کرنے لگے' اور تقسیمات کا نظم بھی جاری ہے - مجبوراً جو انجمنیں خود اسکی اختیار میں ہے' انہی اپیلیے پیش کرتا ہے -



یورپین ٹرکی کے بے خانماں مہاجرین جامع ایاصوفیا کے سامنے

(۱) کم از کم یہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار روپیہ بعد ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے' کیونکہ الہلال انجمن کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا نہیں - انہی اطلاع آج ہی ٹرکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب دل اعانت فرمائیں گے فاجرہ علی اللہ ،

بلکہ یہ دوسروں پر ترغیب کا بھی' خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) لیکن صورت یہ ہے کہ بلا شک تقریباً تیس ہزار روپیہ دفتر کے امکان سے باہر ہے' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو آج ملا رہا ہو' وہ خود نہ لے' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کر دے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دلاتے' تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے' انکے روپیہ میں سے صرف آٹھ آنہ ضروری اخراجات خط وکتابت کیلیے وضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا' اور ایک سال کیلیے اخبار انکے نام جاری کر دیا جائے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے' اور صرف آٹھ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا اچھا ہے' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہوجائیگا - اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خود فائدہ اٹھانے کی جگہ' اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریداروں تک ارسال ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں' تاہم اس قرار پر پہنچکر طبیعت پر جو اثر پڑا' اس نے مجبور کر دیا' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی' اس سے گریز کرنا' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھ پھیلانے رہنا' پیش نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھاکر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے' جو یورپ اور ٹرکی کے اعلے درجہ کے با تصویر' پر تکلف' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القرآن' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اُس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ٹرکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں' اسکا باب "شئون عثمانیہ" ٹرکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "نامور ان غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکی ایک با تصویر سرخی ہے' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات' مذاکرۂ علمیہ' حقائق و رقائق' المراسلة و المناظرہ' اسئلة و اجوبتها اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جائے' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جائے -

شذرات

اردو پریس علیگڈھ کی ضمانت

گذشتہ دو سال کے اندر اسلامی مصالح کے ظہور نے مسلمانان هند میں جوش و حرکت کا ایک نیا دور پیدا کردیا - جدید اخبار رسالل کی تاسیس' مضامین مہیجہ و محرکہ کی اشاعت' مجالس کا قیام' اور حس و بیداری کے مظاہر نہ صرف بڑے بڑے شہروں' بلکہ قصبوں اور دیہاتوں تک میں پوری سرگرمی سے ظاہر ہوے اور اسکا سلسلہ اب تک جاری ہے -

یہ زمانہ مسلمانوں کے مصالح کے شدید ترین دور کا آغاز تھا' اور اسلام کی خانہ ویرانی جیسی اب ہوئی' صدیوں سے نہیں ہوئی تھی - غفلت کے بعد ناگہانی هشیاری' اور خواب کے بعد اچانک بیداری' ہمیشہ خطروں سے پر ہوتی ہے' اور دل سے اٹھے ہوے جذبات دماغ کی دانشمندیوں کے تابع نہیں ہوتے' ایسی حالت میں کچھ بعید نہ تھا کہ جوش و خروش میں ہر طرح کی بے اعتدالیاں ہوتیں' اور امن رسکون میں قسم قسم کی خلل اندازیاں پیدا ہوجاتیں - تاہم برٹش انڈیا کی تاریخ میں یہ واقعہ ہمیشہ یادگار رہیگا کہ با ایں ہمہ حالات مثل براندار' و حوادث هوش افگن و شکیب ربا' پاس کماری سے لیکر کشمیر تک' تمام مسلمانان هند نے کوئی حرکت امن و قانون کے خلاف نہیں کی' اور اگر انجمن ٹیشن کا اچھا طہور بھی ہوا' تو وہی مجلس ارائیں اور رزولیوشنوں کے پاس کرنے میں' یا چند لمحوں کی گرم تقریروں' اور مجامع و مجالس کی گاہ گاہ اٹھنے والی سرد آہوں میں -

ہم سب کچھ سنتے تھے' اور سب کچھ جانتے تھے - ہم یورپ کے زرات خانوں سے بے خبر نہ تھے' اور انگلستان کی موجودہ وزارت خارجیہ کے نظارے سے بھی انکھیں بند نہ تھیں - جنگ کی خوں ریزیاں' اور صلح کی امن جوبانہ دھمکیاں' دونوں ہمارے سامنے تھیں - ہم نے ان خونچکاں لاشوں کو بھی دیکھا' جنکا خون جنرل کچنر کی شمشیر برهنہ سے ٹپک رہا تھا' اور پھر ہم نے ان جلے ہوے گھروں' ان تودہ خاکستر آبادیوں' اور ان تڑپتی هوی لاشوں پر بھی نظر ڈالی' جس سے جنگ بلقان کے حدود ارضی کے مختلف گوشے نظارہ گیان عالم کیلیے جگر پاش اور زهرہ گداز تھے' تاہم هم کو جواب دیا جاے کہ هم نے کیا کیا؟ اور هم کو بتلایا جاے کہ هم نے کیا چاہا؟ وہ وسیع مجمع انسانی' جسکی تعداد سات کروڑ سے متجاوز بتلائی جاتی ہے' کیا ممکن نہ تھا کہ اس مرتعہ پر اپنے تئیں انسان قرار دیکر' جذبات طبعی سے مجبور انسانوں کی طرح' کچھ نہ کچھ بے عنوانیاں کرگذرتا؟ مگر سواے آس درد حسرت و ماتم کے' جو کبھی کبھی اس مجمع سے اٹھا' اور سوا ان صداہاے فغاں سنج و الغیاث کے' جو لا حاصل و ناکام اس آبادی کی وسعت سے بلند ہوئیں' کوئی صداے قانون شکن' کوئی حرکت بغاوت آمیز' کوئی سعی مخالفت حکومت' ایسی ہوئی' جو سامنے لائی جا سکتی ہے؟

میں بلا خوف تغلیط کہتا ہوں کہ انسانی مجامع کے غم و اندوہ اور اضطراب و اضطرار کی اگر کوئی تاریخ مرتب کی گئی ہو' تو مسلمانان هند کے گذشتہ دو سالہ سکون و امن اور خاموشی و قانون پرستی کی امثیں شاید کوئی نظیر نہیں ملے گی -

قوم اور ارکان حکومت' دونوں اس سے بے خبر نہیں ہیں کہ الہلال اپنے اصلی دلی خیالات کے بے کم و کاست اظہار میں نہایت مسرف ہے' اور اسمیں اور عام مسلمانوں میں یہی فرق ہے کہ انکے دل میں رہ ہے' جو اسکے زبان پر ہے' پر انکی زبان پر نہیں ہے' جو اسکے قلم پر ہے - اسلیے مجھے یہ کہدینے میں کوئی باک نہیں کہ اس تمام عرصہ میں مسلمان هند کی خاموشی و امن پرستی حد تفریط تک پہنچ گئی ہے - اور وہ قانون کے احترام اور امن کے ساتھہ رهکر جو کچھہ کرسکتے تھے' افسوس کہ انہوں نے نہیں کیا -

پھر یہ حکومت اور زمانہ' دونوں کیلیے ایک نہایت ضروری سوال ہے کہ اس عجیب و غریب حالت کے اسباب کیا تھے اور کیا ہیں؟ کل کی بات ہے کہ لازہ کرزن کے زمانے میں یہی هوئی وطنی شورش نے ظہور کیا' اور چند سالوں کے اندر ہی اندر خطرناک جوش و خروش اور خوں ریزانہ اقدامات تک معاملہ پہنچ گیا' اور اب تک قائم ہے - حالانکہ اسکے لیے بظاہر جوش و خروش پیدا کرنے کے ایسے اسباب قوی نہ تھے' جو پچھلے دو سالوں کے اندر مسلمانان هند کو پیش آے' اور جسکے نتائج معجزانہ ابھی انکے سامنے سے هٹے نہیں ہیں -

یہ نہیں ہے کہ اس تمام عرصہ میں ایک مسلمان ہاتھہ بھی کسی خلاف قانون حکومت عمل کا مجرم نہیں ہوا؟

یہ ایک سوال ہے' جسکے جواب پر غور فرمانے کی هز انز سر جیمس مسٹن بالقابہ کی گورنمنٹ کو سب سے زیادہ ضرورت ہے -

میں پورے یقین اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اسکا سبب صرف ایک ہی ہے' اور سبب اصلی و قوی ہمیشہ ایک ہی ہوا کرتا ہے - دنیا میں اسطرح کے واقعات ہمیشہ گذرے ہیں' اور انکے حالات و نتائج نے ہمارے لیے بحث و راے کا راستہ صاف کردیا ہے - آن پر نظر ڈالیے' اور ان سے بھی قریب تر خود هندوستان کی گذشتہ دہ سالہ تاریخ کو دیکھیے - صاف صاف نظر آئیگا کہ اس کا سبب اصلی اسکے سوا اور کچھہ نہیں ہوسکتا کہ لارڈ هارڈنگ کی دانشمند و مدبر' اور کاردان و حوادث اندیش گورنمنٹ نے اس تمام زمانے میں روک ٹوک اور جا و بیجا سختی و پرسش کی پالیسی پر عملدر امد نہیں کیا' اور مسلمانوں کو انکی اصلی حالت پر چھوڑ دیا - انکے نامور میں کسی طرح کی رکاوٹ نہیں ڈالی' انکے مجامع و مجالس میں کوئی علانیہ مداخلت نہیں کی گئی' اور ہر موقعہ پر گورنمنٹ نے اپنے تئیں ان تمام امور پر بے توجہ ظاہر کیا' اور اگر جوش و خروش کے ظہور میں بعض سخت گیر کارفرماؤں' اور حلقہ هاے احتساب کو کوئی بات قابل گرفت نظر آئی بھی' تو اسکی بنا پر کوئی هاروالی نہیں کی گئی -

یہ ایک قدرتی بات ہے کہ انسانی قلوب کا جوش' دبانے سے اچھلتا' اور پتنے سے اودتا ہے - اسکی مثال ایک ابلتے هوے چشمہ یا اچھلتے هوے فوارے کی سی ہے' کہ جسقدر اسکی راہ میں رکاوٹ ڈالی جاتی ہے اتنا ہی وہ زیادہ قوت اپنے اندر حاصل کرلیتا ہے - پس اس دانشمندانہ اور مستحق تحسین پالیسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ جوش و خروش اور حسیات و جذبات اور زیادہ ابھر نے اور زیادہ قوت و طاقت حاصل کرنے کا موقعہ نہیں ملا' اور وہ مثل ایک ایسے درخت کے ہوگیا' جسکو تخم اور زمین تو میسر آگئی تھی' لیکن آفتاب کی تپش اور پانی کی رطوبت میسر نہیں آئی - کیونکہ دلوں کے جوش و خروش کیلیے سختی اور سخت گیری مثل حیات بخش پانی کے' اور مثل نامیہ افزا تپش و حرارت کے ہے - اسکو اگر دبانا مقصود ہے تو پانی نہیں دینا چاہیے - پر اگر پانی دیا گیا تو وہ پہلے پھولیگا' اور اسکی جڑیں زمین

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھہ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں در تار دفتر تصویر افکار، اور دائرہ مصباح کے پہنچے ہیں کہ " خدا کیلیے یورپین ٹرکی کے ان لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو، جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں، اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی رجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا، اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرگئے، انکو دفن کر دیں، جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں، لیکن جو بد نصیب زندہ، مگر مردے سے بدتر ہیں، انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہو چکا ہے، اور تمسکات کا طم بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے، اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -



یورپین ٹرکی کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایاصوفیا کے سامنے

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر در ہزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے، کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے، اسکو خلاف مقصد دوسری جگہہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ٹرکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب دل اعانت فرمائیں گے فاجرہ علی اللہ،

وہ نہ وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ، خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک تقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے، مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو آج مل رہا ہو، وہ خود نہ لے، اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا، لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے، تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے، انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروری اخراجات خط وکتابت کیلیے وضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا، اور ایک سال کیلیے اخبار آنکے نام جاری کردیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے، اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے، اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے، پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہوجائیگا - اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خرد فائدہ اٹھانے کی جگہ، اس کار خیر کیلیے وقف کردیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کرلیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے، اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں، تاہم اس قرار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا، اس نے مجبور کردیا، اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی، اس سے گریز کرنا، اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلاتے رہنا، بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کارخیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے، لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے، جو یورپ اور ٹرکی کے اعلے درجہ کے با تصویر، پر تکلف، خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القرآن، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اُس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ٹرکی سے جنگ کی خبریں براہ راست مشرائیں، اسکا باب "شئون عثمانیہ" ٹرکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "نامور ان غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکی ایک با تصویر سرخی ہے، جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں، جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات، مذاکرۂ علمیہ، حقائق و وثائق، المراسلة و المناظرة، اسئلة و اجوبتها اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے، اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

کے اندر ' اور شاخیں اسکے اوپر دور دور تک پھیل جائیں گی !

گورنمنٹ کی یہ ایک اصلی دانشمندی اور ٹھیک ٹھیک قابلیت حکومت فرمالی کا استعمال تھا ' اور ہمارے عقیدے میں اگر ایک طرف لارڈ ہارڈنگ کے کارناموں کی تاریخ میں انکا مشہور مراسلۂ تاریخی ' تقسیم بنگال کی تنسیخ ' اور پھر جانشانہ دہلی کے بعد تحمل و ضبط کا قابل تعریف ظہور ' یادگار رہیگا ' تو اسی کے ساتھہ یہ دانشمندانہ طرز عمل بھی تعریف و توصیف کے ساتھہ یاد کیا جائے گا ' جو انھوں نے جنگ طرابلس کے بعد سے اس وقت تک اسلامی جوش و خروش کے متعلق اختیار کیا -

یہ اسکا درحقیقت وہ فطرتی اور طبیعی سبب اصلی ہے ' جس کی قومیں اور ملکوں کی گذشتہ تاریخ اور موجودہ حوادث سے تصدیق ہوتی ہے ' لیکن اسکے بعد اسکے ذیل میں بعض اور اسباب بھی قرار دیے جاسکتے ہیں ' اور انمیں اولین وجہ مسلمانوں کی یہ تمایاں قومی خصلت بھی ہے کہ وہ صبر و تحمل کے عادی اور فتنہ و شر سے گریزاں رہتے ہیں ' اور اپنی اسی خصلت کی بے اعتدالانہ تفریط کے نتائج ہیں ' جو مقدونیا میں حاصل ہوچکے ہیں -

یقیناً اس گذشتہ دو سال کے اندر انھوں نے یہ بھی ثابت کردیا کہ خواہ اضطراب و جوش کا کیسا ہی ہجوم ہو ' مگر حزم و احتیاط اور امن و سکون کا سررشتہ انکے ہاتھوں سے نہیں چھوٹ سکتا -

یہ حالت تھی ' مگر نہایت افسوس کے ساتھہ اب مسلمان دیکھیں گے کہ صریحات متعہدہ کی گورنمنٹ اس پالیسی کو ہاتھہ سے دے رہی ہے ' اور اسکا بہت بڑا عملی نمونہ آردر پریس علی گڈھ کی ضمانت ہے -

آردر سے معلی کے مضمون پر گرفت نہیں کی گئی ' اسمیں پرلیٹکل مباحث کا حصہ عرصے سے نادر اور کالمفقود ہے -

اسلے ایڈیٹر کا صرف یہی جرم نظر آتا ہے کہ اس نے اسلامی حسیات و جذبات کے اظہار میں حصہ لیا ' اور اخیری دنوں میں ملکی مصنوعات کی طرف توجہ ' اور غیر ملکی مصنوعات سے احتراز دلانے کیلیے کوشش کی - اسکا نتیجہ بھی ہوگا کہ مسلمان ' جو صرف اپنے مسلمان بھائیوں کی اعانت ' اپنے مستقبل ' اور اصلاح حال میں مصروف تھے ' اور حکومت کے طرف سے بالکل مطمئن تھے کہ وہ انکی پر امن مساعی و رحمت سے کوئی تعرض کرنا نہیں چاہتی ' یکایک محسوس کریں کہ شاید واقعۃً نفس الامر ایسا نہیں ہے ' اور یہ انکے جوش کیلیے ایک قوت افزا روک کا کام دے - پھر انکا جوش بڑھے ' اور جذبات میں ایک نئی حرکت پیدا ہو - حکومت کو غور کرنا چاہیے کہ اس نئے جوش کی ذمہ داری کیا پالیسی کے اس تغیر ' اور سخت گیری پر نہوگی ؟

کیا اسکی ضرورت نہیں ہے کہ لارڈ ہارڈنگ کی دانشمند گورنمنٹ اس مسئلہ پر توجہ کرے ؟

ہفتہ جنگ

صلح پر ابھی تک دستخط نہیں ہوے ہیں - حلقہ ہاے سیاسیہ میں یہ التواء " پر اسرار " سمجھا جارہا باعث التواء کون ہے ؟

کل کی تار برقی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ابھی عالم اسرار میں ہے ' مگر ابتدائی تاربرقیوں میں سب سے پہلے اس باب میں جسکا نام لیا گیا تھا ' وہ سرویا تھی -

۲۱ - گرریوٹر نے اطلاع دی تھی کہ سرویا کی راے ہے کہ اسکے متعلق بعض اہم معاملات میں دول کا فیصلہ کافی طور پر لازمی نہیں - وہ دستخط سے قبل ضمانت چاہتی ہے - اسی تاریخ کے دوسرے تار میں جو یہاں ۲۲ - کو موصول ہوا ' یہ بیان کیا گیا تھا کہ حلفاء بلقان کی طرف سے سرویا نے سرایذرنۃ گرے سے ان ترمیمات کے متعلق مراسلت کی ' جو صلحنامہ میں رکھلاء بلقان نے ایک جلسے میں تجویز کیے ہیں - اس جلسے میں ڈاکٹر قنیف ویلیل بلغاری بھی شریک تھا - مگر اس نے ایک تجویز بھی ان ترمیمات کی بابت پیش نہیں کی - ان ترمیمات کا جو حصہ ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ پورس کے مالی کمیشن میں بلقانی رکلا کی بھی حیثیت ہو جو دیگر رکلاء دول کی ہوگی - نیز یہ کہ جنگ سے پہلے کے عہد نامے اسوقت نافذ رہیں ' جب تک کہ ایک دوسرا رسمیع عہد نامہ تیار نہ ہوجائے -

ریوٹر کا یہ بھی بیان ہے کہ ترکی اور بلغاری رکلاء نے سرایذرنۃ گرے سے کہا ہے کہ یہ دول کا فرض ہے کہ وہ بقیہ حلفاء بلقان کے دستخط حاصل کرنے کے لیے کوئی تدبیر اختیار کریں - اور یہ کہ دول نے انکو فہمایش کی ہے ' اور یہ کہا ہے کہ اگر انھوں نے اصرار کیا تو عجب نہیں کہ وہ ان فوایدکو ضائع کردیں جو انکو عدم اصرار کی صورت میں حاصل ہوسکتے تھے -

خانہ جنگی

حلفاء بلقان کے تعلقات کی حالت دیکھیے کب تک درست رہتی ہے ؟ بلغاریا کے خلاف ' سرویا اور یونان میں ایک معاہدہ کے وجود میں اب کوئی شک نہیں رہا - ۲۹ - کو سالونیکا کا تار ہے کہ کیوالا سے کسی قدر فاصلے پر بلغاری اسکویڈرن نے یونانیوں پر آتشباری کی - اسکے علاوہ بیگمین میں بھی جنگ ہوئی - سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اس جنگ میں یونانی نقصانات کی تعداد ۳۹ - مقتول اور ۱۳۷ - مجروح ہیں -

طرابلس الغرب

بنغازی سے ۱۹ - کا تار ہے کہ سیدی غربی اور اسیلانی کے مرکزوں پر کل اطالوی فوج کا سیلاب نہایت زور کے ساتھہ امنڈا ' جسکو عربوں نے پیچھے ہٹا دیا - اسکے بعد عربوں نے اطالویں پر ایک غیر متوقعہ حملہ کیا ' مگر کمک پہنچنے کے بعد عربی حملہ بھی پسپا کردیا گیا - اطالوی نقصانات کی مقدار ۷ - افسر ۷۲ - سپاہی مقتول ' اور ۲۹ - افسر اور ۲۵۰ - سپاہی مجروح ہے -

۲۳ - مئی کے روما کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ پارلیمنٹ میں ایک سوال کے جواب میں صیغہ جنگ کے اندر سکرٹری نے یہ تسلیم کیا کہ ۳ - توپیں ضائع ہوئیں لیکن اسکے ساتھہ یہ بھی کہا کہ تسلیم سے قبل وہ بیکار کردی گئی تھیں - اس نے بتایا کہ موجودہ زمانے میں عہد قدیم کے تعصبات کے برخلاف ' توپوں کے مقابلہ میں انسان زیادہ قابل ترجیح سمجھے جاتے ہیں !!

اسی تاریخ کو سینٹ میں وزیر مال نے اعلان کیا کہ اس سال فاضلات میں ۶۵ - ملین لیر (ایک اطالی سکہ) ہیں جن میں سے ۴۲ - ملین ان مصارف کی ادائگی کے لیے رکھے گئے ہیں جو جنگ طرابلس کی وجہ سے ہوئے - اور ۱۹ - ملین بیڑے کی ترقی میں -

سقوط می میں بین القری قبضہ ہوگیا - فوج بارکوں میں مقیم کی گئی ہے -

بائشدرس کی حالت اچھی ہے - ۵ سکتی (وائرلیس) اور دیگر امور دفاعیہ (پبلک ورکس) کے لیے کوشش کیجارہی ہے -

الهلال

۲۱ - جمادی الثانیه ۱۳۳۱ هجری

فتنه مي بارد ازيں طاق مقرنس بر خيز !

أ امنتم من فی السماء	خدا جو آسمان میں ہے کیا تم اُس کے
ان یخسف بکم الارض	جلال سے نڈر ہو گئے ہو کہ زمین میں تم
فاذا هي تمور ؟ - ام	کو دھنسا دے اور وہ یکبارگی ہلا
امنتم من فی السماء	کرے ؟ یا جو آسمان میں ہے تمہیں اُس کے
ان یرسل علیکم حاصبا	غضب کا خوف نہیں رہا کہ تم پر پتھراؤ
فستعلمون کیف نذیر ؟	کرے ؟ عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا
(۶۷ : ۱۳)	کہ ہمارا ڈرانا کیسا تھا ؟

سنه ۱۰۶۴ - ع - کا واقعه هے که جزیرهٔ صقلیه (سسلی) پر توحید کي حکومت تهي - بحر ابیض متوسط کے تمام سواحل میں الله اکبر کے نعرے گونج رهے تهے - سنه ۸۳۶ ع میں یه علاقے علم اسلام کے زیر سایه آئے تهے - اس واقعه کو ۲۲۸ - برس گزر چکے تهے ' اور اس مدت مدید میں اسلامی تمدن نے سسلی میں اچهی طرح جڑ پکڑ لي تهي - سسلي کا طبي کالج تمام یورپ کا مرجع و مآب بن رها تها ' پلرمو کی عظیم الشان درسگاه سے مغربی دنیا تهذیب و شایستگي کا سبق لیتي تهي - تعلیم عام بهي تهي اور مفت بهي - تربیت کا ایسا اچها انتظام تها که همارے بورژنسگ سسٹم (نظام اقامت) سے اب تک ایسے نتائج پیدا نهو سکے - همارے کالج و یونیورسٹي تو آزاد بهي نهیں هیں اور دائرهٔ اثر بهي محدود هے ' مگر سسلي کي عربی درسگاهیں اس خصوصیت میں اس حد تک ترقي کر گئي تهیں که یورپ کي متعصبانه نگاهیں میں یه باتیں ایک طرح کا جادو نظر آتي تهیں - یه سب کچهه تها اور ترقي کے بیشتر ذرایع فراهم تهے ' لیکن جیسا که مرسیر سید یر نے خلاصه تاریخ العرب (صفحه ۱۷۷ و ۱۸۱) میں تشریح کی هے ' مسلمانوں میں بڑي کمي یه تهي که اُن کو اپني حالت کا احساس نهیں تها ' اور نه اُن میں کوئي مرکزي رابستگي تهي - هر ملک کے مسلمان اپنے اپنے حال میں مگن تهے - اسي اور اسي سے اتنا بهي تعلق نه تها جتنا چین کے ایک بهت هي معمولي یورپین کے زنج و راحت سے سر ایدورڈ گرے کي نظر خارجیه اور هوسکتا هے - بے حسي کا یه عالم تها که جزائر بلیارہ کے مسلمان ذبح کر ڈالے گئے ' جزیرهٔ قندیه چهن گیا ' جنوبي اطالیه کے بیشتر علاقے سسلیه کے زیر حکومت چلے گئے ' مگر کسي درد مند دل میں ٹیس بهي نه اُٹهي - نتیجه یه هوا که سنه ۱۰۶۸ ع سے سنه ۱۰۷۱ ع تک میں توحید کے تمام مقبوضات ثقالیت نے غصب کر لیے - سنه ۱۰۹۸ ع میں جزائر مالطه کي شامت آئي - سنه ۱۱۲۵ ع میں سواحل افریقیه کي نوبت پهونچي - سنه ۱۱۴۸ ع میں صقالیس و سرس و مهدیه و قیروان و تونس جاتے رهے ' اور بحر ابیض متوسط میں اسلامي حکومت کا بالکل هي خاتمه هو گیا - موحدین کے بعد میں کچهه علاقے واپس تو لیے ' اور تعمیر حکومت کي داغ بیل بهي پڑي - مگر یه تعمیر بهي عالم بے حسي و عدم مزاحمة کي برکت سے میرزا غالب کی اُس تعمیر سے کم نه تهي - جسکي نسبت خود اُن کو شکایت تهي :

میری یہ خرمن کا هے خون گرم دهقاں کا !

گیارهویں صدي نے انهیں واقعات کا اعاده آج بیسویں صدي میں هو رها هے - جنگ بلقان نے یورپ سے اسلامي حکومت کا خاتمه کر هي دیا - ایشائي ممالک باقي رهے تهے جن میں عرب و مضافات عرب کو مخصوص اهمیت حاصل تهي - لیکن ۱۴ - مئي سنه ۱۹۱۳ ع کو ' جس کی تفصیل لندن ٹائمز کے ۱۷ - مئي کي اشاعت میں درج هے - اس میں بهي گهن لگ گیا -

(۱) عرب کے مشهور ساحل جزیرہ " کویت " پر برطانیه عظمی کا باقاعده شاهي اثر تسلیم کرایا گیا - باب عالي کي صرف تم کي سیادت رہ جائیگي - جزیرے کے استقلال ' شئون حکومة ' معاملات داخلیه ' ارضي سیاست - ولایت عهد ' غرضیکه هر ایک بات سے ترکي سلطنت کے تعلق هوگي ' اور برطانیه و کویت کے مابین جو معاهده هوا هے ' اُس کو کاغذ کا اثر سمجهیئے -

(۲) جزائر بحرین و مسقط ' القطر سے باب عالي کے شاهي حقوق معدوم هو گئے اور نشر نفوذ کا حق انگلستان کو حاصل هوگیا - خلیج فارس میں زرشکی کرنے - معقدات (جن پهانکے والی اشیاء) اور خضراء (پروپس محفوظ) کا نظم و نسق بهي اُسي سے متعلق هوگا -

(۳) شط العرب میں انگریزي اثر غالب هوگا - دریاے دجله و فرات میں جهاز راني کے لیے دولت عظمی کو خاص حقوق و مراعات حاصل هونگے -

(۴) ایک عثماني امیشن کے ذریعه سے جس کي بضع و ترکیب میں برطانیه کو طاقتور حصه ملیگا ' شط العرب میں جهاز راني ' اور بندرگاهوں میں حکومت کے مسائل طے کیے جائینگے - عثمانی انگریزي رائے اس باب میں یه هے که امیشن کے معاون و مهندس ' دونوں شاخوں کے اعلی افسر انگریز هونے چاهیئیں - ورنه انگریزي فوائد کے حصول میں خاطر خواه کامیابي نهوگي -

(۵) بصره و بغداد کے مابین تاسیس ریلوے کا اعظمي حق برطانیه کو حاصل هوگا - بغداد ریلوے کي نظارت (ڈائریکٹرس کي مجلس) میں اس ازلام دو انگریز افسر هونگے ' جن کے ذریعه سے خرید و فروخت پر نگراني اور مالیه کے انتظام میں امتدادي سلوک روا رکها جائے گے فرائض انجام پاتا رهینگے - اس معاهده کو گویا مکمل سمجهنا چاهیئے - ۱۷ - مئي کو معاهده کے اس حصه پر جو مسئله کویت و حدود بصره سے متعلق هے دستخط هوچکے هیں - بقیه هنوز غیر مرتوم هے - اُن کو بهي کچهه مدت کي گفت و شنفت کے بعد دستخط هو هي جائینگے ' اور رسول الله صلے علیه وسلم کے دیار سے اسلامي حکومت کے خاتمه کي تحریک کے لیے ایک غیر معروف سبیل نکل آئي - اس معاهده کي تفصیل سے اخباروں کو جو نفع هوگا ' رائٹر ایجنسي نے ۱۷ - مئي کے تلغرافات میں اُس کي یوں ترجماني کي هے که " مشرق ارسط میں انگریزي فوائد برطانیه کي ترقي و تقویت کے لیے یه معاهده ایک نهایت اهم واقعه هوگا " اور تاروں کو جو خبر پهونچي اُس کا اندازه ۱۵ - مئي سنه ۱۹۱۳ م پایونیر کے اُس فقره سے هوسکتا هے جو اُس نے مشهور اورزپین اخبار " جنرل " سے نقل کیا هے که " ان معاهدین کو ایشیائي رزم کي تقسیم کا آغاز خیال کرنا چاهیے "

فرانس نے ارض شام پر قبض و دخل کي پیشرفت کے لیے مطالبات کیے هیں (۱) مدارس (۲) ریلوے (۳) بندر اور (۴)

تمام معاملات میں جن کو فرانس سے کسی قسم کا بھی تعلق ہو سکتا ہے، مخصوص رعایتیں مانگی ہیں - اور مطالبۂ مراعات کو زور دار بنانے کے لیے ۱۸ - مئی کو جنگی طیاروں کی تشمیل کے نام سے ۴۲ - کرور فرنک کا زائد خرچ بھی فوج کے لیے منظور کیا ہے تاکہ ترک ان طیاروں کی دھمکی میں آکر، مطالبات منظور کرلیں -

اس نازک وقت میں صرف ایک جرمنی ہے جو عثمانیوں کی حمیۃ کا دم بھر رہی ہے - مگر امریکن رسالہ " لٹریری ڈائجسٹ " کا بیان اگر صحیح ہے تو قسطنطنیہ میں وہ بھی درستانہ طریق پر جرمن اثر بڑھانے کے درپے ہے -

یہ تو اغیار و اجانب کی پیدا کی ہوئی مشکلیں ہیں - لیکن مسلمان بھی اس مشکل آفرینی میں ہیچھے نہیں - عثمانی ممالک میں لامرکزی کے اصول پر ہر ایک صوبہ کو خود مختار کر دینے کے لیے مصر میں بے وقت ایک مرکزی انجمن قائم کرالی گئی ہے - یہ مئی سنہ ۱۹۱۳ ع کو اس کا جلسہ تھا، جسمیں فرانس کو توجہ دلائی گئی کہ ٹرکی میں مداخلت کرکے لامرکزی کی بنیادیں مستحکم کرادے (!!!) ولایت بصرہ کی اصلاح کے لیے باب عالی نے نئے نظم و نسق کا اعلان کیا تھا - کامل پاشا کی تحریک لامرکزی جوش پھیلانے میں کامیاب ہوہی چکی ہے - المولد پہلے ہی سے شیوخ بصرہ کی تائید میں تار شائع کر چکا ہے - باب عالی کا اعلان اصلاح اظہار فساد کا ایک بہانہ بن گیا - اہل بصرہ بگڑ اٹھے ہوے - انگریزی جہاز " سلوپ ایلرٹ " مداخلت کی تاک میں منتظر تھا - حفاظت عامہ کے نام سے ساحل پر لنگر ڈال دیے - ۴ - مئی سے اب تک وہیں گرد آوری کر رہا ہے -

ارض مصر میں بھی ترکوں کی وہی سوء حالت خرخشہ سے خالی نہیں - یہاں ترکی سلطنت کی جانب سے ایک عالی کمشنر رہتا ہے - آجکل یہ عہدہ رؤف پاشا سے متعلق ہے - لارڈ کچنر کو اصرار ہے کہ آیندہ کے لیے یہ عہدہ باقی نہ رہنے پائے - باب عالی نے رؤف پاشا کا ایک دوسرا قائم مقام تجویز کیا تھا، مگر بقول المولد وغیرہ لارڈ ممدوح کے اشارہ سے مصری گورنمنٹ رضامند نہ ہوئی، اور یہ مسئلہ یوں ہی رہگیا - حال میں خدیو مصر نے ایک عام دعوت کی تھی، جس میں تمام سفرا و قناصل طالب کیے گئے تھے - لیکن علمائے حضور کی خبر تک نہ لی گئی (؟!) دوسرے اسلامی ممالک میں بھی مسلمانوں پر یہی مصیبتیں ہیں - پچھلے مہینے میں فرانس نے طنجہ کے ایک مسلمان اخبار نویس کو محض اس جرم میں حبس دوام کی سزا دیدی ہے کہ مسلمانان مراکش کو بیدار کرنے والے مضامین اس نے کیوں شائع کیے؟ تونس کا مسلک اس وقت فرانس کے ماتحت ہے - اس میں اور اس کے ہمسایہ الجزائر میں عموماً عربوں کی آبادی ہے - پچھلے سال تونس میں پندرہ لاکھ ۱۹ - ہزار ۷۸۵ - ایکڑ زمین عربوں کے زیر کاشت تھی - پیدا وار میں عشر کا طریقہ رائج ہے، جس سے گورنمنٹ کو ۱۷ - ملین فرنک کی آمدنی ہوئی - فرانسیسیوں اور فرانسیسی یہودیوں کے قبضہ میں اولاً کچھ ۹۴ - ہزار ۱۴۰ - ایکڑ اراضی ہے، مگر وہ ہر طرح کے محصول سے معاف ہیں - فرانس کو اس سے ایک پائی بھی وصول نہیں - عربوں نے اور اُن کے قائم مقام اخباروں نے جب اس پر قانونی اعتراض کیا، تو اُن سے ضمانتیں طلب ہوئیں اور در عفتہ کے لیے ایک اخبار کی اشاعت روک دی گئی - پیریس کے نیم سرکاری اخبار " طان " نے نمبر ۱۸۵۶۱ (۱۷ - اپریل سنہ ۱۹۱۲ ع) کی اشاعت میں اصول استعمار پر بحث کرتے ہوے جمہوریۂ فرانس کو مشورہ دیا تھا: " حکم کا فرض ہے کہ فرانسیسی مستعمرات کے باشندوں میں جس قدر ممکن ہو رجوع عداوت و ذرایع مخالفت پیدا کرتے رہیں، کیونکہ خیریت اسی وقت تک ہے کہ مسلمان باہم دست و گریبان رہیں " الجزائر میں اس مشورہ کی خصوصیت کے ساتھ قدر کی گئی اور مسلمانوں میں طرح طرح کے منازعے پیدا کیے گئے، مگر جنگ بلقان و طرابلس نے عام اسلامی مصائب کا احساس اس قدر وسیع کر دیا تھا کہ تمام نزاعیں فراموش ہو گئیں، اور فرانسیسیوں کا یہ جادو بھی کارگر نہ ہو سکا - نائن ٹینتھ سنچوری کی تازہ اشاعت میں مرسیر فیلپ میلیت لکھتے ہیں: "الجزائر بھی اب بیدار ہو رہا ہے - انگلستان کو مصر میں جو زحمتیں پیش آئی ہیں، وہی دقتیں فرانس کو یہاں پیش آنے والی ہیں - الجزائر کے عرب بھی استبداد و اضطہاد کے نتایج محسوس کرنے لگے ہیں، اور اُن میں بھی حقوق انسانیت کے مطالبے کے جذبات پھیل رہے ہیں - الجزائر کی حکومت نام کو آئینی ہے مگر اس کا پرواز عمل بالکل ہی استبدادی ہے - باشندوں کو ہر قسم کے ٹیکس دینے پڑتے ہیں، مگر فرانسیسیوں کو یہ سب معاف ہے - کسی عرب پر کیسا ہی ظلم ہو، فرانسیسی کے مقابلے میں اُس کی کوئی آواز نہیں سنی جائیگی، بلکہ اور اُسے قانونی شکنجہ کی کشاکشی برداشت کرنی پڑیگی - یہ ناقص نظام حکومت اب دیر تک قائم نہیں رہسکتا - فرانسیسی پارلیمنٹ کو مسلمانوں کے لیے بھی مساوات و انصاف کے حقوق دینے ہونگے - اُن کے فوائد بھی ملحوظ رکھنے پڑینگے، اور حکمرانی میں اُن کو بھی شریک کرنا ہوگا "

ایران و ایشیاے کوچک پر نظر ڈالو تو اُن کو سب سے زیادہ سو مشق ستم بنانے کی کوشش ہو رہی ہے - ریویو آف ریویوز کے اپریل کے نمبر میں " ایشیاے کوچک کی مشکلات " پر مرسیر اوٹر ران گرسٹرز کا ایک مبسوط مضمون شائع ہوا ہے، جو اصل میں آسٹریا کے مشہور اخبار " آسٹریسز رائنڈ شو " سے ماخوذ ہے - اس مضمون کا ما حصل یہ ہے کہ " روس اپنی سلطنت کو رمط ایشیا رسالبریا میں وسیع کرنے کے لیے صدیوں سے کوشش کر رہا ہے، جس کی خاص غرض یہ تھی کہ روسی گورنمنٹ کے لیے سمندر میں ایک نہ ایک مرکزی بندرگاہ مخصوص ہو جاے - لیکن ابھی تک نہ یہ کوشش بار ور ہوی نہ کوئی ثمرہ نکلا - سوال یہ ہے کہ فارس و ایشیاے کوچک میں روس کے فوائد کیوں پامال رہیں؟ شہنشاہ پطرس اعظم نے دربند و باد کوبہ (باکو) کے علاقے جس طرح ایران سے لیے تھے - سنہ ۱۸۲۸ع میں ایرانی صوبۂ اردبان جن شاطرانہ چالوں سے روس کے قبضہ میں آیا - تاریخ نے شمالی ارمینیا کے علاقے جن وجوہ سے روس کی نذر کیے - سنہ ۱۸۳۸ع میں اضلاع قارص و باطوم جس حکمت عملی سے بطرسبرگ کی حکومت میں شامل ہوے - اسی دور کا تسلسل اب بھی کیوں نہ رہے - اور رفتار سیاست منعرف کیوں ہو جاے؟ روس نے اپنے اغراض کی تکمیل کے لیے جو دقیق روش اختیار کر رکھی ہے اُس پر غور کرتے ہوے انسان محو حیرت بن جاتا ہے - سنہ ۱۹۰۷ع کے معاہدۂ روس و انگلستان نے شمالی ایران کی قسمت روس سے وابستہ کر رکھی ہے - ایک روسی سرمایہ دار کو گورنمنٹ ایران کی جانب سے اجازت مل چکی ہے کہ تجارتی کشتیوں کے لیے ارومیہ میں ایک اسٹیشن قائم کرلے - اس اجازت کا مدعا اُس وقت صاف ہو جاتا ہے جب اُن امتیازات پر نظر پڑتی ہے جو روس نے اصفہان سے تبریز، تبریز سے قزوین - اور اصفہان سے ارومیہ تک ریلوے لائینیں جاری کرنے کے لیے حاصل کیے ہیں - اور جن سے شمالی مغربی ایران کے ذیول سرکیلر میدان مربع کے علاقے اُس کے زیر اثر آگئے ہیں - با ایں ہمہ ہنوز کسی مرکزی بندرگاہ کے حصول میں کامیابی نہیں ہوئی - نہ

خلیج فارس ہی میں کار برآری ہوئی اور نہ بحر ابیض متوسط ہی میں کام نکلا - ایران کی آٹھ سو کیلو میٹر مربع زمین پر اس وقت روس قابض ہے - لیکن جس سلطنت کے مقبوضات یورپ کے قاندے ایشیائے کوچک سے ملے ہوں - جس کی دس ہزار کیلو میٹر کی لانبی ریلوے لائن نے مشرق و مغرب کی حدیں ایک کردی ہوں - ایسی بے سود رہے نتیجہ نمایشیں اُس کے لیے کیا مقید ہو سکتی ہیں ؟ "

اس ترغیب و ترہیب کا مفاد ظاہر ہے - ایران کی آزادی سلب ہو گئی - جنوب و شمال کی طوائی ہواؤں نے بنیادیں ہلا دیں ' زندوں کی جانیں قربانگاہ استبداد پر بھینٹ چڑھائی گئیں' اور مُردوں کی ہڈیوں سے چیل کوؤں کو دعوت دی گئی - یہ سب کچھ ہوا اور ہو رہا ہے - مگر مضمون نگار کی رائے میں ابھی یہ کافی نہیں - وہ چاہتا ہے کہ کل کو آنے والی قیامت ابھی اور آج ہی کیوں نہ آجاے ؟ طہران میں حکومت کے مٹے ہوے خط و خال کیوں باقی رہیں ؟ اور کیوں نہ خلیج فارس میں ایک مرکزی بندرگاہ کے بہانے احمد کی سلطنت تکوس کے لیے ایک خوشنما و خوش سواد مستعمرہ (کالونی) کی شکل میں تبدیل نہ ہو جاے ؟

درسی صورت یہ بتائی گئی ہے کہ " اسکندرونہ " پر قبضہ کرلینے سے روس کی وہ غرض پوری ہو جائیگی جس کا خواب دیکھتے ہوے مدتیں گزر گئیں - یہ مقام جو اس وقت ترکوں کے زیر حکومت ہے' بحر ابیض متوسط کا ایک نقطۂ مرکزی ' بغداد ریلوے کا ایک اسٹیشن ' اور جزیرۂ قبرص (سائپرس) کے بالمقابل واقع ہے - اسکندر اعظم کی نظروں میں اس بندرگاہ کی بہت بڑی اہمیت تھی' اور اُسی کے نام پر یہ مشہور بھی ہے - لیکن مشکل یہ ہے کہ اس در سکہ بٹھانے کے لیے ہولناک خونریزیاں کرنی پڑینگی ' اور باشندگان " ر شزل " اور " اردیل " کے مابین بڑے معرکہ کا رن پڑیگا - آجکل تو یہ شہر صرف جرمنی کے دائرۂ اثر میں واقع ہے' لیکن اس کا مستقبل صاف بتا رہا ہے کہ آگے چل کر ایک مشہور جرمن بندرگاہ اور بحر ابیض متوسط کا دوسرا ہمبرگ ہو جائیگا " یعنی روس اگر اسکندرونہ پر قبضہ کرنے میں ناکام بھی رہا ' جب بھی یہ علاقہ ترکی حکومت سے جدا ہو جائیگا ' اور جرمنی اس کو مشرق ادنی کے لیے اپنا ایک حربی مستقر بنالیگی - یہی نہیں بلکہ یورپ کی رفتار سیاست کا صحیح اندازہ کرنے کے بعد " آسٹریسزراند رشو " اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ " ایشیائے کوچک کا عنقریب تجزیہ ہو جائیگا - ترکی حکومت یورپ کی پیچیدگی سلجھانے میں منہمک ہے - اُس کو عام بھی نہرنے پائیگا کہ اُس کے پاؤں تلے سے زمین نکل جائیگی' اور اُس کے مقبوضات منقسم ہو جائینگے - سواحل بحر مرمر و ایشیائے کوچک میں بے شمار یونانی موجود ہیں - تحریک انقسام کی راہیں صاف کرنے میں اُنسے طبعاً مدد ملیگی - شام پر فرانس کا ٹکٹ پہلے ہی سے لگ چکا ہے - یہ ملک جمہوریۂ فرانس کا ایک مشرقی جزر ہو کر رہیگا - لیکن اسکندرونہ و خلیج اسکندرونہ کے مابین ایک علاقہ ہنوز بے تعلق ہے - روس ہمیشہ موقع کا منتظر رہا ہے - مناسب و موزوں وقت پیش آنے پر ادھر رخ کرنے میں آخر کیا امر مانع ہو سکتا ہے ؟ اس میں تو انگریزوں سے مصادمت یا جرمنی سے مقابلہ کا بھی خطرہ نہیں - ارمنی قوم کی آزادی کے لیے اسے نہایت سنجیدگی و متانت سے کام کرنا ہوگا - گو یہ سچ ہے کہ ترکی ارمینیا میں اس قوم کو خواہ ذبح کرڈالیں' یا روسی ارمینیا میں تاتاری اس کو سر مشق ستم بنائے رہیں ' روس کی نظروں میں دونوں برابر ہیں - تاہم اسکی ہمدردانہ کارروائیوں نے اگر شمالی سواحل بحر اسود کے ارمنیوں کو ترکی حکومت سے آزاد کرالیا تو باسفورس و در دانیال کی پر لطف آرزوئیں بر آنے کیا بات باقی رہ جائیگی ؟ دول یورپ کا کچھ یوں ہی سا کھٹکا ہے - وہ بھی اسی حد تک' کہ یورپ میں موجودہ حالت برقرار رکھنے کی کوشش ہوگی ' اور میدان جنگ ایشیا کو منتقل کردیا جائیگا " ان تصریحوں کو معمولی نہ سمجھو' یہ صرف باتیں ہی باتیں نہیں ہیں' ان پر عمل درآمد کی طیاریاں بھی شروع ہو چکی ہیں - ۱۳- مئی سنہ ۱۹۱۳ کو ارمنی وفد نے باب عالی میں جو معنی خیز یاد داشت پیش کی ہے - ارمینیا کی اصلاح پر زور دیا ہے - مسلمان مہاجرین کو اضلاع ارمینیا میں آباد کرنے پر اعتراض کیا ہے - عیسائیوں کی مصیبتیں کم کرنے' قتل و غارتگری کو روکنے' اور غیر مسلم اقوام کو جداً مسلمان بنانے کے انسداد کی جانب توجہ دلائی ہے - صدر اعظم عثمانی (شرکت پاشا) نے اس کا جواب جس طرح کے ہمدردانہ الفاظ میں دیا ہے' اور اجراے اصلاحات کی نسبت جو مستحکم وعدے کیے ہیں' ان کی صداقت و استواری کا پارلیمنٹ انگلستان تک کو یقین ہے کہ " ترکی ارمینیا میں گذشتہ خونناک مظالم کے مکرر وقوع کا مطلق اندیشہ نہیں - اس امر کی شہادت مل چکی ہے کہ مطالبات اصلاح پر عمل درآمد ہو رہا ہے " مگر کیا مقدونیہ و البانیا کے باب میں انہیں مبالغی کا اعادہ نہیں ہوچکا ہے ؟ ملک گیری کا سر آغاز عمل یہی ہے کہ اسلامی حکومتوں سے نہایت ملائم لہجہ میں اصلاح کا مطالبہ کیا جاے - پھچہ دن روز کے بعد نفاذ اصلاح میں خود دخیل بن بیٹھیں - اور جب اس مداخلت کی بنا پر اصلاحی کارروائیوں میں کھنڈت پڑجاے تو مظلوموں کی حمایت کے نام سے سلسلۂ جنگ شروع کردیں -

پھر روس کا ارادہ ظاہر ہے ' صرف تکمیل کے طریقے تلاش کرنے باقی ہیں - اُن کی نسبت دیوان عام (ہاؤس آف کامنس) میں مسٹر آسکیتھ ۸ - مئی کو سر ایڈورڈ گرے وزیر خارجۂ برطانیہ کی نیابت میں اعلان کرچکے ہیں کہ " معاہدۂ صلح پر دستخط ہوجانے کے بعد سکتے الامکان اس امر کا خیال رکھا جائیگا کہ ارمینیہ میں باقاعدہ نظم و نسق قائم کرنے کے مسئلہ پر کامل غور کیا جاے " اس غور و خوض کے کیا نتائج نکلینگے ؟ اس کے جواب کے لیے یورپ کی تاریخ استعمار کا مطالعہ کافی ہے - ممدوح ہی یہ پر معز تشریح بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ " تمام دول یورپ کی یہ رائے آرزو ہے کہ دولت عثمانیہ کو عمدہ موقع دیا جاے کہ وہ اپنے بقیہ مقبوضات کو ترقی کے پیمانہ پر لاسکے (ترکوں کی مخالفت میں) جب کوئی مسئلہ پیدا ہو تو برطانیہ اس امر کا خیال رکھیگی' اور دول یورپ کو بھی خیال رکھنا چاہیے کہ وہ مسئلہ تمام سلطنتوں کی طرف سے اجتماعی تحریک کے ساتھ پیش ہو' اور کسی قسم کی انفرادی کارروائی نہ کی جاے " اس موقعہ پر برطانیہ عظمی کی اُس سیاسی مسابقت پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے جسکی ذیل میں زبان سے تو بقیۂ مقبوضات عثمانیہ کے لیے ترقی کے بہترین مواقع بہم پہنچانے کے وعدے کیے جاتے ہیں' مگر یہ وعدے وفا اس طرح ہوتے ہیں کہ سواحل عرب و خلیج فارس کے ترکی علاقوں پر انگریزی نفوذ باقاعدہ سرایت کر جاتا ہے' اور ترک اپنی عافیت اسی میں سمجھتے ہیں کہ برائے نام سیادت کے علاوہ ہر قسم کے اختیارات فرمان روائی سے دست بردار ہو جائیں ! بحث طلب امر یہ ہے کہ تجزیۂ ٹرکی یا آزادی ارمینیہ کی تحریک پیش کرنے کا انحصار جب دول یورپ ہی کے اجماع پر ٹھہرا تو یہ کیا بھی بات ہے ؟ ان سلطنتوں کے فوائد و مصالح میں ہزار تناقض سہی ' لیکن تناقض میں بھی تو آپس رحمتیں ہوا کرتی ہیں' پھر تجزیہ عثمانیہ کی تحریک میں ایک کا متحد ہو جانا کیوں مستبعد ہونے لگا ؟

مقالات

دولة بني اميه اور الهلال

الله الله في اصحابي - خير القرون قرني - بعدات و معدنات اموية -
خلفاء راشدين ' اور صلك معروف - و ما يناسب ذلك -

از جناب مولانا عبید اللہ صاحب (امجد)

جناب کي نئے انداز کي انشا پردازيوں' خصوصاً عالمانه ارشادات اور قرآني استشهادات نے هم لوگوں کے دلوں میں اپني جو عظمت پیدا کرلي هے' اور اپني ذات سے هم بد قسمت مسلمانوں کي جو امیدیں وابسته هوگئي هیں' وہ بیاں سے باهر هیں' اور حق یه هے که اپنا وجود اور اپني تحریر' اس دعوی کیلیے برهان قاطع هے که اس قحط الرجال میں بھي بعض نفوس قدسیه پاے جاتے هیں جنهیں بلا مبالغه " لا یخافون لومة لائم " کہا جاسکے - آپ امر بالمعروف ونهي عن المنکر کا وعظ فرما رهے هیں' یا اپني معجز بیانیوں سے احیاء اموات کررهے هیں ؟ یه کیا سحر اور کیا اعجاز هے ؟ آنکھیں خیرہ ' کان سن هیں - نه ایسي تحریریں کبھي دیکھیں نه ایسي تقریریں سني هیں -

لیکن افسوس که ان باتوں کے احساس کرنے والے قلوب بھي یه دیکھکر محو حیرت بلکه غرق ندامت هوجاتے هیں که جناب اپني دراز دستیوں سے (بي ادبي معاف) اس چودهویں صدي کے ادعائي لیڈروں کو شهید اداء حق پرستي فرماتے هوے ' جوش اعجاز نمائي میں حقیقي لیڈروں یعني صحابۂ کرام تک کو مجروح ناحق شناسي فرما جاتے هیں -

---

[بقیه صفحه ۸ کا]

ان تمام واقعات کو پرهوا ر غور سے پڑهو اور پھر سوچو که دنیا همارے فنا و زوال کے لیے کیسا کیا تدبیریں کررهي هے ' اور هم کس بے خبري و بے حسي کے عالم میں هیں ؟ تزاقوں کا هجوم دروازے پر پهنچ گیا هے' اور گھر کے سونے والے کس طرح خواب غفلت میں سرشار هیں ؟

اے مقیماں تہ سقف سپہر غدار
تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار ؟
آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
ہر خرابے پہ اگر قصر ارمنہ کے گذار
کبھي قرآن کا ظاهر تھا یہاں جاہ و جلال
کبھي اسلام کا لگتا تھا یہاں پر دربار
آج تثلیث نے اس کا یہ بنایا عالم
کہ نہ توحید هے باقی نہ کہیں اسکا مزار

فلک بما قدمت ایدیکم ' یه تمام برباد یار تم نے خود اپنے و ان الله لیس بظلام هاتهوں مول لیں ' ورنه الله تو اپنے للعبید (۸ : ۵۷) بندوں کیلیے کبھي ظالم نهیں -

پھر کیا وقت نهیں آ گیا هے که " من انصاري الی الله" کي صدا عالم میں بلند هو' اور دین الهي کے آخري انصار" لبیک لبیک ! اللهم لبیک " کہتے هوے اٹھه کهڑے هوں ؟ فاین تذهبون ؟ ؟

جناب نے " بني امیه کا استبداد اور امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن " (الہلال نمبر ۱ - ج - ۲) کي بني امیه کے سفک بیجا اور خوں ناحق سے شرابور سرخي ' (کستاخي معاف) بے وقت قائم کرکے بني امیه کي قوم کو' خواه وہ حضرت عثمان رسول علیه السلام کے داماد ' یا حضرت معاویه مصطفی علیه السلام کے صهر هوں ' یا سلیمان بن عبد الملک ' یا حضرت عمر بن عبد العزیز هوں ' علیه السلام ' بلا استثنا ظالم ' فساق ' اور فجار کے الفاظ سے مخاطب فرما رهے هیں - جناب کي ان تلخ کلامیوں نے قوم رضاض (کذا فی الاصل - الہلال) کي یاد تازه کردي - اسلام میں یہي ایک فرقه هے جسنے صحابه رضي الله عنهم کو سب و شتم کرنا اپنا پیشه بنالیا هے ' اور اکابر اسلام کو گالیاں دینا جزو مذهب سمجھه رکھا هے - مکرما ! بني امیه بقول جناب کے هزار برے سہي ' پھر بھي اپنے بعد والوں سے بحکم صادق مصدوق " ایاتي علیکم زمان الا الذي بعده اشر منه حتی تلقو ربکم " (بخاري) لاکھه درجه اچھے تھے ' اسلیے انکے بعد والوں کو خصوصاً اس صدي کے مسلمانوں کو انهیں برا کہنے کا کوئي حق نهیں - پہلے یه اپنے گریبان میں منهه ڈالکر اپني سیه کاریوں کو دیکھیں اور بتالیں که انکوں کو گالي دینے کے سوا اور انکے پاس کیا رکھا هے ! ! امر بالمعروف کے واعظ کو شارع علیه الصلوة کي یه پر مغز و انفع وصیت اپنا نصب العین بنانا چاهیے که " لیعرک عن الناس ما تعلم من نفسک " (مشکوة) بني امیه کي فتوحات اسلامیه کو تہمندے دل سے دیکھیے تو روح خود علي رضي الله عنه تک کے زمانه میں مفقود نظر آئینگي - بقیه بني هاشم کا کیا ذکر هے ! میں بني امیه کے چند افراد کي افسوسناک سیئات سے بے خبر نهیں ' لیکن سابقه هي دیگر افراد کے حسنات سے چشم پوشي بھي نهیں کیجا سکتي - انکے بعض افراد نے مسلمانوں پر صف و صریح خوں ریز والے ظلم کیے هیں ' تو دوسرے افراد نے اسلام کے محدود کو قابل تعریف طریقه سے وسعت بھي دي هے ' اسلیے همیں انکے ساتهه ان الحسنات یذهبن السیئات کا انصافانه سلوک کرنا چاهیے - آپ قیامت کے دن فساق و فجار کي صف بندیاں کرکے اور بني امیه کو صف اول میں جگه دیکر اپني تئیں حق بجانب سمجھه رهے هیں تو کوئي وجه نهیں اگر نسل بني امیه کا کوئي فرد ان صفوف کے سائق وقائد هونے کا فخر نبي هاشم کو بخش دے تو آپ چیں بجبیں هوں ' کیونکه خارجین علي الامام اور بغاة و فساق کي اس قوم میں بھي کمي نهیں اور جو چیز جتني اجلي هوگي ' اوسیقدر اوسکے دهبے نمایاں بھي هونگے -

جناب نبي امیه کو مازم قرار دیتے هیں که " اسلام کي جمهوریت کو غارت کرکے شخصي حکومت کي بنیاد ڈالي " نبي امیه کا پہلا فرد جو رسول الله علیه الصلوة کا بجا طور سے جا نشین بنا ' وہ حضرت نبي الغورین رضي الله عنه تھے - انکي خلافت بھي بمشورۂ و اتفاق مهاجرین و انصار منعقد هوئي - یه پہلا دن تھا که خود جمهوریت اسلام نے نبي امیه کو بر سر اقتدار و تسلط بنایا ' اور انکے بر سر اقتدار آنے هي فتوحات اسلامیه کا ایک دریا تھا جو اُمنڈ آیا - جسکي لہریں عرب و افریقه کے آدھ نشاں صحرا کو طے کرتي هوئي هند تک

آپہنچیں ! پھر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن تھا ؟ (میں عرض کرتا ہوں - الہلال)

افسوس اسلام کی بدقسمتی اب اس سے زیادہ کیسا ہوگی کہ جن قرون اولی کی خیریت و فضیلت خود سرور کائنات علیہ التحیات نے بیان فرمائی ہو (صحیحین و سنن) آپ ایسے اسلام کے فدائی اور پرگذیدہ ارباب علم ازنہیں قرون میں بدعات و محدثات و معاصی کا بازارگرم کررہے ہیں ' اور صحابہ رضی اللہ عنہم' جنکے لیے آقائے اسلام " فانہم خیارکم " کی شہادت فرماتے ہوے " اکرموا اصحابی " (نسائی) کا حکم فرما رہے ہوں ' اور جن بزرگوں کے لیے ایسے صریح الفاظ میں تہدید فرما دی ہو کہ " اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی ! لا تتخذوہم غرضا من بعدی " اور " من اذاہم فقد اذانی " (ترمذی) آپ ازنہی بزرگوں کے ایک محترم فرد بلکہ امیرالمومنین (بخاری احمدی) حضرت معاویہ علیہ السلام کا لا ابا لانہ انداز سے ذکر فرماتے ہیں اور پھر ستم تو یہ ہے کہ جناب انکے اسی ضرب المثل حلم اور سابقہ برس کی بڑھیا کے صفوات سے درگذر فرما جانے کو خدا جانے کن نگاہوں سے ملاحظہ فرما رہے ہیں -

و اخسر العدوة لا یمر بصالح
الا و بلمزہ بکذاب اشر

الہلال

اللہ تعالی جب اپنے کسی عاجز و ناتواں بندے پر اپنا لطف و کرم مبذول فرماتا ہے ' تو اسکی نسبت اپنے بندوں کے دلوں میں حسن ظن و میلان و الفت پیدا کردیتا ہے - اور پھر خواہ وہ ' اور اسنے کام کتنے ہی حقیر و ذلیل ہوں ' لیکن اسکے بندوں کی نظروں میں عزیز و محبوب ہو جاتے ہیں : و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو فضل العظیم -

جناب ' اور جناب ایسے بزرگان حسن ظن فرما کی نسبت ہمیشہ اس عاجز و ہیچ میرز کا یقین ایسا ہی رہا ہے - یہ آسی کا فضل ہے کہ وہ آپ ایسے بزرگوں کے دلوں کو میری جانب مائل کررہا ہے - پس اللہ کا احسان ' اور جناب کے حسن ظن بزرگانہ کا تشکر و استدعاء دعاء حصول استقامت و ثبات کار ' والی اللہ ترجع الامور -

جناب نے اس بارے میں جو کچھ ارقام فرما یا ہے حیران ہوں کہ اسکے جواب سے کیونکر عہدہ برا ہوں ؟ اگر تفصیل سے کام لیتا ہوں تو ایک دفتر طاویل مطلوب ' پھر نتیجہ کچھ نہیں - اور اگر اجمال پیش نظر رہتا ہے ' تو اول تو بحث صاف نہیں ہوتی ' اور دوسرے طبیعت بھی نہیں مانتی - پھر حال مجبوراً آخری ہی صورت اختیار کرتا ہوں ' اور بر سبیل اشارہ چند معروضات ضروریہ کے اظہار ہی پر قناعت کرلیتا ہوں :

تو خود حدیث مفصل بخواں از بی مجمل
اللہ اللہ فی اصحابی !

(۱) میرا عقیدہ ہے کہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اس سماء دنیا کے نیچے وہ ایک ہی جماعۃ قدسیہ ہے ' جو انبیاء کرام علی نبینا و علیہم السلام کے بعد تکمیل انسانیۃ ' اور اخلاق و اعمال الہیہ کا اکمل و اجمل ترین نمونہ و آسوہ تھی ' اور نہ صرف تاریخ اسلام میں ' بلکہ تاریخ جمیع ازمنۂ ماضیۂ عالم میں انبیاء کرام کے مستثنے کردینے کے بعد انسانوں کا کوئی گروہ ' اور انسانیۃ کبری کا کوئی اعلی سے اعلی ظہور بھی انکے مقابلے میں پیش نہیں کیا جاسکتا - بلکہ انہی میں وہ نفوس ذکیۂ و عظیمہ تھے ' جو اپنے مظاہر اعمال کے اندر بعض اولوالعزم انبیاء بنی اسرائیل سے بھی زیادہ ظہور صفات الہیہ کے تشبہ و تخلق کا رکھتے تھے ' اور جنکی زبان حال " جٹنا بعبراً ' وقف الانبیاء علی ساحلہ " کی صداے حقیقت سے غلغلہ انداز عالم ملکوت تھی - کیونکہ " لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ " انکا دستور العمل و محور جمیع اعمال و افعال تھا ' اور اسلیے وہ سرچشمۂ " مقام محمدی " کے فیضان سے بہرہ یاب تھے ' پس اس مقام اور مقامات انبیاء گذشتۂ عالم میں جو فرق تھا ' وہ انکے اندر بھی نمایاں تھا کہ المرء مع من احب :

عن المرء لا تسئل و سل عن قرینہ
و لکم ما قیل :
جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

یہی وہ لوگ تھے کہ " یحبہم و یحبونہ " انکا مرتبۂ اختصاص تھا ' اور " رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ " کے مقام محبت و محبوبی و عشق و عاشقی سے فائز المرام تھے ! اللہ اللہ ! انکے مقامات عالیہ ' جنکے وصف و تمجید پر کلام الہی نے شہادت دی : اشداء علی الکفار رحماء بینہم ' تراہم رکعا سجداً یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا ' سیما ہم فی وجوہہم من اثر السجود: (۴۹ : ۲۹)

یہ وہ لوگ تھے ' جنھوں نے شمع نبوت سے براہ راست اپنے دلوں کو روشن کیا ' جو خلوت و جلوت میں صحبت اندوز حضرۃ رسالت ہوے - یہ وہ خوش نصیب تھے ' کہ جس آب حیات کا ایک قطرہ ہزاروں قرون و اعصار کو زندہ کردینے کیلیے کافی ہے ' اسکی بارش انکے سروں پر ہوئی ' اور جس آب زلال کے ایک جرعے کیلیے تشنگان عالم مضطر و متحسر ہیں ' اسکے دریاے بیکراں کے کنارے انھوں نے مدتوں زندگیاں بسرکیں - وہ اس وجود الہی کے جلیس تھے ' جو خلوت " ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی " کا شب گذار ' اور درس گاہ " ادبنی ربی فاحسن تادیبی " کا درس آموز لیل و نہار تھا - فہم جلساء اللہ ' لا یشقی جلیسہم - و للہ در ما قال :

غالب ندیم دوست ز آنچہ ہے دوست
مشغول حق ہوں بندگی بو تراب میں !

سبحان اللہ ! یہ کون لوگ تھے کہ دن کے غزا و جہاد فی سبیل اللہ و دعوت حق و اعلان معروف ہی میں شریک کار اور معین راہ نہ تھے ' بلکہ اُس مخاطب نداء محبت " یا ایہا المزمل " کی راتوں کی خلوت خود فروشانہ عبادت گذاریوں ' اور عاشقانہ و والہانہ اعمال محضرصہ میں بھی شریک خلوت تھے ' اور اسکی شہادت خود خدا نے دی کہ :

ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل و نصفہ و ثلثہ ' و طائفۃ من الذین معک ' واللہ یقدر الیل والنہار ' علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم ' فاقرؤا ما تیسر من القرآن ' علم ان سیکون منکم مرضی و اخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ ' و اخرون یقاتلون فی سبیل اللہ (۷۳ :)

اے پیغمبر ! تمہارا پروردگار واقف ہے اس بات سے کہ تم راتوں کو اللہ کی یاد اور ذکر کیلیے جاگتے ہو - کبھی دو تہائی رات کے قریب ' کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی - اور ایک جماعت تمہارے ساتھیوں کی اس شب بیدارانہ عبادت میں تمہارے ساتھ شریک رہتی ہے - رات اور دن کے (تمام اشغال و اعمال) کا اللہ ہی اندازہ کرسکتا ہے - اُس کو معلوم ہے کہ تم (بوجہ انہماک عبادت اور کمال محویت و خود فروشی) وقت کو محفوظ نہیں کرسکتے - اسلیے اسنے تمہارے حال پر از راہ لطف رحم کیا اور وقت کی قید اٹھادی - پس اب جس قدر بآسانی قران پڑھسکتے ہو پڑھلیا کرو ! اُس کو یہ بھی

معلوم ہے کہ تم میں سے بعض آدمی بیمار پڑیں گے ' بعض تلاش معاش و تجارت میں سیر و سیاحت کررہے ہونگے ' اور بعض خدا کی راہ میں دشمنان اسلام سے لڑتے ہونگے - پھر حال ایسی صورت میں اب صرف یہی حکم ہے کہ شب کو جستدر قرآن (تہجد کی نماز) میں بآسانی پڑھا جا سکتا ہے پڑھو ' اور اپنے نفس و جسم پر بہت زیادہ بار نہ ڈالو -

انصاف فرمائیے کہ جس شخص کا اعتقاد صحابۂ کرام کی نسبت یہ ہو ' یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جناب اسکو صحابہ کے فضائل سنانے کیلیے مخاطب بناتے ہیں ' اور انکے سب و شتم سے روکتے ہیں ' اور پھر تلاش احادیث ' و جمع مرویات کی زحمت لا حاصل گوارا فرماتے ہیں ؟

ان هذا من العجايب الزمن !

(۲) جناب کا یہ ارشاد نہایت تعجب انگیز ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بد زمرۂ ظالمین شمار کیا ! میں نے ماوک و امراء بنی امیہ کی نسبت اپنا خیال ظاہر کیا تھا ' نہ کہ خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نسبت - حضرت عثمان کو خاندان بنی امیہ سے تھے ' مگر انکا شمار خلفاء اربعہ میں ہے ' نہ کہ خلافت مروانی کے بانیوں اور اس سلسلے کے بادشاہوں میں - پھر بنی امیہ کے ذکر سے یقیناً انکے مخصوص اعمال مراد ہیں اور ہر وہ شخص اس سے مستثنیٰ ہے ' جسکے اعمال انکے سے نہ تھے - یہ امر اسدرجہ ظاہر و بین ہے کہ جناب کا اس سے تغافل موجب کمال تعجب و تحیر ہے -

یخرج الحي من الميت

(۳) پھر کیوں نہ وہ لوگ مستثنیٰ ہوں کہ ایسے ہی مستثنیٰ لوگوں میں سے وہ بزرگ حق ' مجدد شریعۃ الہیہ ' محیی السنۃ السنیہ ' قامع بدعات مروانیۂ و بنی امیہ ' یعنی حضرت عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ' جنکو حکمۃ الہیہ نے اسی خاندان میں پیدا کیا ' تا کہ انکے دست حق پرست پر شریعۃ اسلامیہ کا احیاء ہو ' اور " ملک عضوض " کے اباطیل و محدثات کا استیصال فرمائیں - پس اس وجود گرامی نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تجدید کی ' اور ایک ایک کرکے بنی امیہ و آل مروان کی پیدا کی ہوئی اُن محدثات و بدعات و منکرات شنیعہ کا انسداد کیا ' جنھوں نے خیر القرون کی شریعت خالص کو آلودۂ رمکدر فسق و معاصی شتی کردیا تھا - اور اس طرح سنت شیخین جلیلین کی (کہ سنت رسول اکرم تھی) حیات بعد الممات ہوئی ! نور اللہ مضجعہ ' و شکر اللہ مساعیہ -

تاریخ اسلام میں تبرے کی بنیاد
بنی امیہ نے کیوں اور کیونکر اسکو منبع ہیں

(۴) ازانجملہ بنی امیہ و آل مروان کی ایک سب سے بڑی ہدم شریعت اور پر معصیت و فسق و عدوان بدعت شنیعہ وہ تھی ' جسکا انتقامانہ اتباع برادران شیعہ نے شروع کیا ' اور افسوس ہے کہ بدبختانہ شاید آجتک کرتے ہیں - یعنی سب سے پہلے سر زمین اسلام میں ' جو رحم و محبت اور صلح و اخوۃ ہی کی تخم ریزی کیلیے بنی تھی ' سب و شتم اور لعن و تبرے کا تخم انھوں نے بویا ' مقدس مساجد اسلام میں ' جو صرف عبادت و طاعت الہی ' و اذکار و اشغال مقدسہ کیلیے بنائی گئی تھیں ' اپنے اغراض نفسانیۂ منکرۂ سیاسیہ سے اہل بیت نبوت اور حضرت امیر علیہ السلام پر علانیہ لعنت بھیجنی شروع کی ' اور جمعہ کے خطبۂ ثانیہ میں اس فعل شنیع و منکر کو (کہ نہیں جانتا اسکو کن لفظوں سے تعبیر کروں ؟) داخل کردیا - چنانچہ تکبیر و تسبیح کی صداؤں میں خطیب منبر پر چڑھتے تھے ' اور تحمید و تقدیس و صلوۃ و تسلیم کے بعد آخر میں حضرت علی علیہ السلام پر علانیہ لعنت بھیجتے تھے ' اور پھر شمشیر ظلم سے لوگوں کی زبانوں کو اس طرح لرزاں و ترساں رکھتے تھے کہ کسی کو اس صریح فسق عظیم ' و معصیۃ کبیرے ' و ہتک شریعۃ الہیہ کے خلاف لب کشائی کی جرات نہیں ہوتی تھی جالا ماشاء اللہ ' و هم الذين لا خوف عليهم ولا هم يحزنون -

لیکن تاریخ اسلام حضرت عمر بن عبد العزیز کی ہمیشہ رہین منت رہے گی کہ انھوں نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی اس بدعۃ کا انسداد کیا ' اور مساجد اسلام کو انکی جھنی ہوئی عزت و حرمۃ واپس دلا دی - چنانچہ لعن و تبرے کی جگہ خطبہ ثانیہ میں " ان الله يامر بالعدل و الاحسان " و ايتاء ذى القربى " و ينهى عن الفحشاء والمنكر والبغى " یعظکم لعلکم تذکرون " داخل کیا - یہ آیۃ کریمہ آجتک خطبہ جمعہ کا جزو آخری ہے ' اور ہر ہفتے سئیات بنی امیہ ' اور حسنات عمر ابن العزیز پر گواہی دیتی ہے - و قال فيه كثير عزة :

وليست ولم تسبب عليا ولم تخف
مريبا ' ولم تقبل مقالة مجرم
وصدقت القول الفعال مع الذي
اتيت ' فامسى راضيا كل مسلم
فما بين شرق الارض و الغرب كلها
مناد ينادي من فصيح و اعجم
يقول اميرالمومنين ظلمتني
بآء خذك ديناري و اخذك درهمي
فاريح بها من صقلة لمبايع
و اكرم بها من بيعة ثم اكرم

اس بزرگ جلیل امری کا یہ ایک ایسا عمل عظیم تھا کہ سادات عظام اور دودمان حضرۃ خیر الانام نے بھی اسکا اعتراف کیا - چنانچہ علامہ شیخ شریف الرضی الموسوی رحمۃ اللہ علیہ انکے مرثیے میں کہتے ہیں :

يا ابن عبد العزيز لو بكت العـ
ـين فتى امية لبكيتك
انت انقذتنا من السب والشـ
ـتم فاو اعطى الجزاء جزيتك
غيرانى اقول انك قد طبـ
ـت وان لم يطب ولم يزك بيتك
دير سمعان لا عدمتك الغوادي(۱)
خير ميت من آل مروان ميتك

(۵) ازانجملہ بنی امیہ کا سب سے بڑا ظلم جو انھوں نے اسلام پر کیا ' یہ تھا کہ خلافۃ راشدۂ اسلامیہ کو ' جسکی بنا اجماع و مشورۂ مسلمین پر تھی ' حکومت شخصی و مستبدہ ' و سلطنت ملکیہ و سیاسیہ میں تبدیل کردیا ' اور حکومت کی بنیاد شریعت پر نہیں رکھی ' بلکہ محض قوت اور سیاست پر - اور تاریخ اسلام کے تمام صغار و کبار ' و اعالی و ادانی اسپر متفق ہیں ' اور تمام اہل سنۃ و جماعۃ کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ ایک سخت بدعۃ تھی ' اور مطابق ارشاد صادق و مصدوق علیہ الصلوۃ و السلام " ملک عضوض " کا آغاز تھا - یہی ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سد باب کا پہلا دن ہے ' اور یہی دن ہے کہ تاریخ اسلام ہمیشہ اسپر ماتم و فریاد کریگی - و القضة بطولها ' فعليكم النظر على التاريخ و السفار -

لیکن محسنات جلیلۂ عمر ابن عبد العزیز میں ایک واقعہ یہ

---

(۱) حضرت عمر ابن العزیز کے سنہ ۱۰۱ - میں بمقام دیر سمعان انتقال کیا - اسی کے طرف اشارہ ہے - [منہ]

بھی ہے کہ انہوں نے سنت خلفاء اربعہ کو زندہ کیا ' اور اپنے اولین خطبۂ خلافت میں فرمایا :

ایہا الناس ! انی ابتلیت بھذ الامر من غیر رئی منی فیہ ' ولا طلبۃ ' ولا مشورۃ من المسلمین - و انی قد خلعت ما فی اعناقکم من بیعتی ' فاختاروا لانفسکم غیری (یعنے لوگو ! میں اس حکمرانی میں مبتلا ہوگیا بذریعہ جانشینی اور بیعۃ فوری کے ' اور اسمیں نہ حسب حکم شریعۃ و سنت خلفاء راشدین ' مشورہ ہوا ' اور نہ مسلمانوں کی رائیں لی گئیں - اور یہ نہ میری خواہش تھی ' اور نہ اسکا آرزومند تھا - پس میری گذشتہ بیعۃ کا جو بار تمہاری گردنوں پر ہے ' اس سے میں تمھیں رہا کیے دیتا ہوں ' اور اس مقام سے اپنے تئیں الگ کردیتا ہوں ' پس اس وقت تم جمع ہو - اپنے لیے باھمی مشورہ و اجماع سے کسی خلیفہ کو منتخب کرلو ! !)

لیکن یہ سنتے ہی تمام مسلمانوں نے با الاتفاق پکارا : قد اخترناک یا امیر المومنین ورضینا بک امیرنا یا لیمن و البرکۃ - ہم نے بس آپ ہی کو انتخاب کیا اے امیر المومنین ! اور ہم سب آپسے راضی اور خوشنود ہیں ! (طبری ' اور پورے خطبے کیلیے دیکھو ابن اثیر ' ابو حنیفہ ' ابن قتیبہ و دمیری وغیرہ)

(٦) جناب ارقام فرماتے ہیں کہ : " آپ بلا استثنے بنی امیہ کو ظالمین کے الفاظ سے مخاطب کرتے ہیں اور انتہاے غصہ میں رسول علیہ السلام کی قرابت دار یوں کو بھی بھول جاتے ہیں "

استثنے بوبناء اعمال صالحہ ہر حال میں قدرتی طور پر موجود ہے ' اور حکم اکثر پر ہوتا ہے - حضرت عثمان خود بخود مستثنے ہوگئے ' جب کہ خلفاء راشدین سے الگ بنی امیہ کا ذکر کیا گیا - اور حضرت عمر ابن العزیز اپنے اعمال خیر امویہ ' و اتباع سنت شیخین جلیلین کی بنا پر - یہ امر ایسا نہ تھا کہ موجب اعتراض ہوتا -

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی قرابت داری کی نسبت جو فرمایا ' تو اگر آپ کے حکم سے اسکا ہر حال میں لحاظ رکھوں اور اسی کو محور منقبت و منقصت قرار دوں ' تو ان مشکلات کا کون ذمہ دار ہوگا جو دو چار قدم کے بعد ہی پیش آنا شروع ہو جائیں گی ؟ شاید اسکا جناب کو خیال نہ رہا -

حسن ز بصرہ ' بلال از حبش ' سہیل از روم
ز خاک مکہ ابو جہل ' ایں چہ بوالعجبیست !

(٧) " لا یاتی علیکم زمان " الخ کا اگر مطلب یہی ہے تو آپ عمر ابن عبد العزیز پر بلحاظ تقدم زمانی ' مروان بن الحکم ' و زر شمر و زیاد کو ترجیح دیں - فہم سابقون فی الاسلام والعہد والزمان ! ! میں تو اس حدیث کا مطلب حفظ تقدم فضیلت اعمال ' و اتباع شریعۃ ' و عمل بالقران و السنۃ کی تطبیق کے بعد قرار دیتا ہوں ' اور در اصل قرار دیا جا چکا ہے - کما لا یخفی علی ارباب النظر و العلم - و ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم -

فضائل و فضائل

(٨) بحث کے مختلف مواقع ' و حکم ہر موقعہ بلحاظ اطراف بحث - ائمہ اھل سنت و جماعت نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے - بنی امیہ کے حسنات سیاسیہ و ملکیہ سے کسی کو انکار نہیں - مثلا فتوحات ممالک ' و اشاعت تمدن و علوم ' و تاسیس برید ' و تدوین دفاتر و دیوان وغیرہ و کان لہم من الوزراء و ابطال الجند و العرفاء ' من تغلبوہم علی الزمان - و افتخروا بسیوفہم البلدان ' و حفظوا لہم الملک من الاعداء بعد الحسام - فصفوۃ القول فیہم ان ھا اولاء الملوک مع ما کانوا فیہم من الترف و الانصراف الی الملذات و الشہوات ' و عدم اتباع الشریعۃ و الانحراف عن جادۃ السنۃ السنیۃ ' و اھمال الدینیہ ' کانوا علی جانب عظیم من الذکاء و الدھاء و الدرایۃ و العزم و حسن العزیمۃ و فضل السیاسۃ - و کذلک لم یحل اشتغالہم بنفوسہم عن النظر فی شئون الحکومۃ و ترقیتھا ' و العمل علی زیادۃ ثمرھا و عمرانھا ' و التوسع فی اعمالھا و ردغارات الاعداء عنھا - پس ہم انکی سئیات دینیہ کی برائی کرنے میں باک نہیں رکھتے ' اور اسی طرح انکے حسنات ملکیہ و سیاسیہ کے اعتراف میں بھی بخیل نہیں - لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ زید کے ذھین و طباع ہونے کے صلے میں ' اسکے شرب خمر و ظلم و فسق کی بھی تعریف کریں ' یا چونکہ ایک شخص خوش تقریر ہے لہذا کوبی مضائقہ نہیں ' اگر تارک صلوۃ بھی ہو ! ! مقصد اصلی یہ ہے کہ بنی امیہ نے خلافۃ دینی کو ' جسکا عمود کار اتباع شریعۃ تھا ' محض حکومت و سیاسۃ کی صورت میں مبدل کردیا ' اور جو بنیاد خلفاء راشدین نے رکھی تھی ' اسکو اپنے اغراض نفسانیہ و ھواء شخصیہ پر قربان کرکے منہدم کردیا - ظلم و منکرات کا بازار گرم ہوگیا - مشورہ کا سد باب ہوگیا ' ازالمی راے کو بزور شمشیر بند کرنا چاھا - اور علی الخصوص سب سے پہلے تاریخ اسلام میں احکام شریعۃ پر اپنے اغراض نفسانیہ و سیاسیہ کو مقدم کرنے ' اور حسب ضرورت اسمیں تحریف توجیہ نما کرنے کی بنیاد رکھی - یہی بنیاد تھی ' جسپر بعد کو آنے والوں نے بڑی بڑی عمارتیں کھڑی کیں ' اور ہمیشہ کیلیے تاریخ اسلام اپنے ابتدائی سی سالہ عہد اصلی کو ماتم و حسرت کے ساتھ یاد کرتی رہی !

میں نے آمار تحریر میں کیھدیا ہے کہ معروضات محض اجمالی بر سبیل اشارہ ہوتی ' اسلیے افسوس کہ ہر قدم پر ہجوم دلائل و واقعات کو جبراً بڑھنے سے روکتا ہوں - ورنہ یہ ایک دفتر طویل و افسانۂ طرازی ہے -

اسفار اثار و تاریخ کو اٹھائیے اور ایک ایک واقعہ پر آنسو بہائیے --

دور اوائل اور ظہور منکرات

(٩) اب متعجب ہیں کہ میں نے اس ابتدائی عہد کو دور محدثات و بدعات کہا - لیکن شدت تعجب و وفور حیرانی سے میں اسکے جواب پر قادر نہیں - فیا للعجب ! یہ جملہ لکھکر جناب نے تاریخ اسلام کے نہیں معلوم کتنے ضخیم ابواب و فصول کو دنیا سے نابود کردینا چاھا - یہ آپ کہاں ہیں اور کیا فرما رہے ہیں ؟

عہد بنی امیہ سے بھی بلند تر دیکھیے - کیا شہادت حضرت عثمان کا فتنہ ایک اشد ترین بدعت نہ تھی ؟ پھر کیا زیاد بن سمیہ کا استحاق اور اسکے لیے مجلس شہادت مقرر کرنی ایک اولین بدعۃ اسلام میں نہ تھی ؟ حالانکہ یہی زیاد تھا کہ جب اسنے حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں بشارت فتح پر خطبۂ فصیح دیا ' تو ابو سفیان اور حضرت امیر علیہ السلام ممبر کے قریب بیٹھے تھے - ابو سفیان نے کہا کہ " انہ ابن عملک " یعنے یہ تو میرا بیٹا ہے - " انا قد فتہ فی رحم امہ سمیہ " اسپر حضرت علی نے کہا کہ پھر اسکو ظاہر کیوں نہیں کرتے ؟ ابوسفیان نے حضرت فاروق کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ " انا اخاف ھذا الجالس علی المنبر " یہ شخص جو منبر پر بیٹھا ہے ' ڈرتا ہوں کہ اس ادعاء خلاف شریعۃ پر برہم ہوگا ! ! (عقد الفرید جلد ۳ - صفحہ ۲۱۱) (۱)

یہ ایک مشہور اور تفصیل طلب واقعہ ہے - علم ناظرین کی واقفیت کیلیے اختصار لکھدیتا ہوں کہ (سمیہ) جاھلیۃ کی ایک زانیۃ و فاحشہ عورت تھی - ابو سفیان اسکے پاس رہا تھا ' اور اسی سے (زیاد) پیدا ہوا تھا -

لیکن اغراض سیاسیہ سے اسکا پھر استحاق کیا گیا ' اور اسکو اپنا بھائی قرار دیا - اسکے لیے ایک خاص مجلس شہادت بھی منعقد ہوئی تھی ' جس میں گواہوں کے اظہارات لیے گئے تھے - ازانجملہ ایک گواہ ابو مریم الحمار تھا ' جس نے ابوسفیان کیلیے " سمیہ " کو مہیا کیا تھا : فقال اشہد ان ابا سفیان حضر عندی و طلب منی

(۱) لیکن اس مقالمے کو بعض عزیزوں نے عمر ابن عاص اور ابو سفیان کے درمیان لکھا ہے ' اور حضرت امیر نے کہا ہے کہ " اسکت یا ابا سفیان ! فانک لاتعلم ان عمر لو سمع ھذا القول منک ' لکان الیک سریعاً (الفخری صفحہ ۱۰۰ -) منہ

بغياً ' فقلت له ليس عندي الا سميه ' فقال هاتها على قذرها وضرها ' فاتيت بها ' فخلا معها ' فخرجت من عنده وانها لتقطر ..... ايسي شهادتي سے بالخر غريب زياده بهي شرما گيا ' اور چيخ اٹها : مهلاً يا ابا مريم ! فانما دعيت شاهدا ' ولم تدع شاتما !!

يه واقعه تمام تاريخوں ميں مسطور هے : وكان هذا اول ما ردت به احكام الشريعة ' فان رسول الله صلى الله عليه وسلم ' قضى بالولد للفراش ' وللعاهر الحجر -

اسي واقعه كي نسبت عبد الرحمن بن حسان نے كها تها :

و ترضى ان يقال ابوك زان ! اتغضب ان يقال ابوك عف

پهر كيا آپ اس سے انكار كرينگے كه يه بدعت نه تهي ؟ خير يه تو ايك خاص واقعه تها اور اُس زمانه ميں لوگوں نے اسكي تاويلين بهي كين - ليكن ميں پوچهتا هوں كه كيا خلافة على منهاج النبوة كو حكومت اور ملك عضوض ميں بدادينا بهي بدعة نه تهي ؟ كيا مشورے كا سد باب ايك اشد شديد بدعة في الدين نه تهي ' حالانكه حضرت فاروق كا يه جمله هم كو معلوم هے " لا خلافة الا من شورة ؟ كيا مسلمانوں پر جنگ ميں پاني كا روكديناں بهي بدعت نه تها ؟ جبكه دوسرا فريق غالب هوكر بهي نهيں روكتا ؟ كيا سخت سے سخت مكرر خدمے سے كام ليني ميں بهي باك نهونا ' خفيه دسائس سے مسئله حكميں كا فيصله كرنا ' اپنے اغراض سياسيه كو هر موقعه ميں شريعت پر ترجيح دينا اور اسكے ليے لوگوں كو خفيه و علانيه بيت المال سے روپيه دينا (جيسا كه خود كها كه " كنت احب الى قريش منه [اى من علي] لاني كنت اعطيهم وكان يمنعهم ' فكم سبب من قاطع وناثر عنه - استيعاب) شخصي طور پر نزور و جبر اپنے لڑكے كو ولي عهد بنانا ' عجمي شان و شكوه اور علو و رفعت سے دربار آرائي كي اساس اولين قائم كرنا ' مسجد ميں اپنے ليے عام مسلمانوں سے الگ مقصوره بنا كر نماز پڑهنا ' اور شمشير برهنه نگهبانوں كے حصار كے اندر سجده كرنا ' اور اسي طرح كي بيسيوں معدثات كو بهي بدعت تسليم نهيں كيا جاے گا ؟

فهو اول من جعل ابنه ولي العهد خليفة بعده ' واول من اتخذ ديوان الخاتم و امر بهدايا النيروز والمهرجان ' واتخذ المقاصير في الجوامع ' واول من قتل مسلما صبرا وحجرا واصحابه ' واول من اقام على راسه حرسا ' واول من قيدت بين يديه الجنائب ' واول من اتخذ الخصيان في الاسلام ' وكان يقول انا اول الملوك (ملخص از استيعاب حافظ ابن عبد البر جلد اول صفحه ۲۶۳ وغيرها)

اور پهر يه تو خود امير معاويه كے زمانے كے حالات هيں - آگے چلكر جو كچهه هوا اسپر نظر ڈاليے - ميں نے بدعات و منكر امت كا لفظ عام طور پر حكومت اموبه كي نسبت لكها تها نه كه كسي خاص شخص كي نسبت -

خلافــة مرتضــوي

(۱۰) آپ فرماتے هيں : " بني اميه كي فتوحات كو ديكهيے تو خود حضرت علي كے زمانے ميں مفقود نظر آئيں گي "

فتوحات ممالك و بلدان ' و توسيع حكومت اسلام يقيناً ايك ايسي شے هے ' كه اس تيره سو برس ميں جن جن هاتهوں پر اسكا ظهور هوا ' انكي خدمات كا اعتراف همارا فرض هے ' ليكن ميں تو اپنے مضمون ميں " امر بالمعروف و نهي عن المنكر " كے سلسلے كي تاريخ لكهه رها تها ' نه كه تاريخ فتوحات اسلاميه - پهر وهاں مجهے اس سے كيا غرض كه كن كے هاتهوں زياده فتوحات هوے هيں ' اور كون اس سے قاصر رهے هيں ؟ بحث كے مواقع اور مختلف پهلو هوتے هيں - رها حضرت اميرؓ كے زمانے ميں فتوحات خارجه كا نهونا ' تو ميں نهايت رنج و غم سے اس غلط فهمي كو ديكهه رها هوں ' جو آجكل كے نئے مذاق سياسي نے پيدا كرديي هے ' اور اسكا ظهور جناب كے اس ارشاد ميں بهي هوا هے - علم طور پر كها جاتا هے كه حضرت امير كا زمانه ايك نهايت نا كام زمانه تها - حكومت و سياست كيليے وه بالكل موزوں نه تے ' انكے زمانے ميں اسلام كيليے كوئي نئي فتح ' اور كوئي نه نئي ملكي و ارضي توسيع نهيں هوئي ' اور پهر اسكو اصول و معيار بحث قرار دينكر نهايت شديد غلطيوں اس بارے ميں كي جاتي هيں ' مگر يقين فرمائيے كه يه خيال بالكل غلط ' اور اصلاً حقيقت نهيں ركهتا ' اور نهايت افسوس ناك سطح بيني اور تاريخ كي بے خبري پر دلالت كرتا هے - رقت اور موقع تشريح كا نهيں هے - نهايت ضروري هے كه ايك مبسوط و جامع سوانح حضرت امير عليه السلام كي لكهي جاے ' اور اس غلط فهمي سے لوگوں كو نجات ملے - اگر الله نے توفيق دي تو انشاء الله يه ايك اهم خدمت تاريخ اسلام هے جسكو انجام دينا هے - يهاں اس بارے ميں اختصار ممكن نهيں اور تفصيل متعذر -

(۱۱) آپ لكهتے هيں :

" اگر نسل بني اميه كا كوئي فرد ان صفوف فساق و فجار كے قائد هونے كا فخر بني هاشم كو بخشد ے تو آپ چيں بجبيں هونگے "

گذارش هے كه جناب نے يه مفت كا شرف مجكو عطا فرمايا ' حالانكه اسكي ضرورت نهيں ديكهتا - اگر كوئي فخر در دمان مروان و وليد آج بني هاشم كو صف اولين فساق و فجار ميں قرار دے ' تو ميں كيوں چيں بجبيں هونے لگا ؟ اگر چيں بجبيں هونگے تو اشرف ترين خاندان بني هاشم يعني (محمد) بن عبد الله عليه الصلوة و السلام هونگے - اور پهر جس كو ايسا كرنا هے كرلے - معامله مجهه ميں اور اسميں نهيں هے -

غالباً جناب يه جمله جلدي ميں لكهه گئے ' اور خيال نه فرمايا كه بات كهاں تك پهنچتي هے ؟

طبري نے حضرت فاروق اور حضرت ابن عباس (رضي الله عنهما) كا مسئله خلافت كے بارے ميں ايك مكالمه نقل كيا هے - اسميں ايك موقعه پر حضرت فاروق نے ضمن كلام ميں افسوس كيا تها كه بني هاشم كے دلوں سے پرانے رنج نهيں گئے ' اور يه جس لحاظ سے كها تها بالكل صحيح تها ' مگر حضرت ابن عباس بول اٹهے كه " رسول الله (صلعم) بهي تو هاشمي هي تے ؟ "

حضرت فاروق نے فرمايا كه اب اس بحث كو جانے دو (طبري صفحه - ۲۷۷۱ -)

حضرت ابن عباس نے تو بني هاشم كي نسبت اتني سي معمولي بات پر اسقدر توجه دلائي تهي ' اور حضرت فاروق نے اس سے متاثر هوكر ترك سخن كو ترجيح دي تهي - ليكن اگر آج بني هاشم كو بانتقام بني اميه صفوف فجار و ظالمين ميں جگه دي جاتي هے ' تو دينے والے شوق سے دين ' اسميں ميرے چيں بجبيں هونے كا لحاظ نه فرمائيے -

(۱۲) پهر تمام ارشادات سابقه سے عجيب تر بلكه اعجب العجاب قول جناب كا يه هے :

" اسلام كي بد قسمتي اس سے زياده كيا هوگي كه جن قرون اولي كي خيريت و افضليت سرور كائنات نے بيان فرما دي ' آپ ايسے اسلام كے فدائي انهي قرون ميں بدعات كا بازار گرم كررهے هيں "

اور پهر ساتهه هي صحيحين و سنن كا حواله بهي جناب نے ديديا هے ' كاش اگر وه حديث آپ نقل فرما دينے تو اعتراض كے ساتهه ميري جانب سے جواب كا فرض بهي ادا هو جاتا !

براه كرم مجكو ان احاديث سے إطلاع ديجيے ' جنميں دور بني اميه و قرون مرواني كي " خيريت و افضيلت " كي شهادت دي گئي هے - افسوس هے كه ميري معدود معلومات حديث اس بارے ميں مجهے كچهه مدد نهيں ديسكتيں ' بلكه افسوس هے كه اس دور كي " خيريت و افضيلت " كي جگه معدثات و منكرات ' جبرو تسلط ' اور فساد و فتن كي خبر دينے والي احاديث كو اپنے سامنے پاتا هوں - و شتان بين ' '

مراسلات الہلال

نماز با جماعت

نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھہ پڑھنا نہایت ضروری ہے - اسکی نسبت متعدد احادیث منقول ہیں - بڑی تاکید اس امر کی ہے کہ جماعت ترک نہ کیجاے - اہمیت اور ضرورت اسکی اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں - بسبب تاکید کے علماء دین نے اس خیال سے کہ مسلمان ثواب سے محروم نہ رہیں جماعت کے مسائل میں آسانی اور سہولت پیدا کردی' یعنی دس بیس مسلمان موجود ہیں اور وہ کم میں مصروف ہیں' صرف تین آدمی کے جمع ہوے سے جماعت ہوگئی' اور پھر ہر شخص بھی شامل ہوکر نماز پڑھ لیں تو جماعت کا ثواب ملیگا - حضرت شارع علیہ السلام نے جسقدر اہمیت اور ضرورت اسکی پیش نظر رکھی تھی' وہ ان مبارک تاکیدات سے ظاہر ہے جو احادیث میں موجود ہیں - اگر مجھے راے دینے کا موقع ہوتا تو میں ضرور یہ کہتا کہ جس مقام پر پندرہ بیس مسلمان ہوں اور وہ کسی دوسرے کام میں مصروف ہوں' اذان کے ساتھہ ہی نہ آئیں اور اپنے کاروبار میں لگے رہیں' تو ایسے موقع پر تین شخصوں سے جماعت نہیں ہوتی' دس پندرہ آدمی جمع ہوکر نماز ادا کرنی چاہیے - جو لوگ پہلے سے تیار ہوں اس مبارک اور مفید سنت کے ادا کرنے کی غرض سے دوسروں کے آنے کا قدرے انتظار کریں - اس زمانہ میں فی صد پانچ آدمی بھی نماز ادا نہیں کرتے ہیں - جماعت کجا - الہلال میں میں نے مضمون دیکھے' جن میں زور دیا گیا ہے کہ جب تک ہمارے لیڈر پانچوں وقت با جماعت نماز ادا نہ کرینگے تو ہم ازکار اپنا لیڈر نہ سمجھیں گے - سبحان اللہ کسقدر عمدہ بات ہے - ہر مسلمان ایسے یہ لازمی کردانا چاہے کہ جسقدر آدمی اوسکے مکانمیں ہوں' اوسکے ساتھہ نماز با جماعت ادا کرے - اسکی اسقدر سختی سے پابندی ہونی چاہیے' کہ لا عذر شرعی کوئی نہ چھوڑے - جسطرح ہر شخص اور اپنے مکان کی حد تک جماعت کی پابندی لازم ہوگی - اگر شہر ہے تو اہل محلہ کیلیے بھی پانچوں وقت محلہ کی مسجد میں جمع ہوکر نماز ادا کرنیکی پابندی ہونی چاہیے - اگر کاروباری لحاظ کیا جاے تو محلے کی مسجد کے متعلق چند امازکی رعایتیں دی جاے - مگر جہاں قائم کرتے ہوں' نماز ہوں' جسقدر لوگ ہوں' رہیں سب کو جماعت کی پابندی کرنی چاہیے - ان امور کی پابندی اور نگرانی لیلیے اور شہر ہر تو دو شخص میر محلہ مقرر ہوں - اگر کوئی کارخانہ یا مل ہے' تو دو یا چار شخص ایڈر مقرر ہوں اور وہ نماز جماعت کی پابندی کرائیں - اسیطرح اب سر امر کی بھی ضرورت ہے کہ بجاے اسکے کہ ہر محلے کی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کیجاے' اور محلہ کے مسلمان جمع ہوں' اگر قصبہ ہے' آبادی کم ہے' تو ایک ہی مسجد جامع میں جمعہ کی نماز ادا کریں - شہر ہے' آبادی زیادہ ہے تو چار یا تین مساجد جمعہ کی نماز لیلیے منتخب کی جائیں انتخاب کیلیے ہر محلہ کے میر محلہ اور شہر یا قصبہ کے قاضی و خطیب کی کمیٹی بنائی جاے' اور اوکی راے سے بلحاظ آبادی وضرورت و فاصلہ' مساجد منتخب کی جائیں اور اسکی پابندی میں سر مو فرق نہو - سلف کے مسلمانوں میں انہیں جماعتوں کے اندر جملہ امور سرگرمیں طے ہوا کرتے تھے - ہر مسلمان کو راے دینے کا موقع ملتا تھا - مسلمانوں میں جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ہیں وہ بلاے جائیں' اونپر سختی نکیجائے بلکہ نہایت نرمی سے بتلایا جاے کہ نماز پڑھیں اور جماعت کے ساتھہ پڑھیں - یقین ہے کہ جسقدر مسلمان ہونگے' سب شریک ہو جائیں گے - اس پابندی کی فضیلت اور اہمیت صاحبان تفکر سے پوشیدہ نہیں - میں نے اسکی بنا ذاتی ہے' ہر مسلم کا فرض ہے کہ اسمیں جسقدر کامیابی ہو اوسکی فہرست مرتب کر رکھے - فہرست میں ہر مسلم کے دستخط لے رکھیں - ہر محلہ اپنا فرض ادا کریں اور صدر کمیٹی کے اوپر اپنا فرض ادا کریں - اس طریقہ سے ہر مقام کیلیے ایک معقول جماعت مرتب ہوجائیگی - ضرورت کے وقت بھی اوپر آپس میں ایک دوسرے کے دست وبازو بن جائیں گے' اور جو کام کرینگے نہایت عمدگی سے انجام دینگے - اور نماز نہایت شاندار طریقہ سے ادا ہوا کریگی - امامیہ طرائق کے لوگوں کو بھی غالباً جماعت کی پابندی میں کوئی عذر نہوگا - وہ خود بھی پیش نماز کے عقب با جماعت نماز پڑھتے ہیں' اور مسائل کے لحاظ سے شاید یہ ممکن ہے کہ اہل تشیع بنیت فرادہ جس کے عقب میں ہوں نماز پڑھسکتے ہیں فقط -

م ع

الہلال

جزاکم اللہ - زادنا اللہ و ایاکم حمیۃ الاسلام - مسئلہ پابندی نماز' و پابندی جماعت' و شرائط اقامت خمسۂ مساجد' ایک اہم ترین اور مقدم ترین مسائل وقت میں سے ہے' اور اسکا عملی طور پر انتظام اقدم و الزم - اسکے متعلق اس عاجز نے بعض امور پر غور کیا ہے - انشاء اللہ یہ ضمن " جماعت حزب اللہ " یہ تمام امور آجائیں گے - عنقریب اپنے خیالات او پیشکش ناظرین کرونگا -

فرضیۂ صلوٰۃ خمسہ کے ساتھہ الزام جماعت بھی فی الحقیقۃ فرض' و از جملۂ اسرار و مصالح فرضیۂ صلوٰۃ ہے - یہ ہمارے سب سے بڑی بد بختی ہے کہ باہمی اتحاد و تعاون و اتفاق کیلیے جتنی انجمنیں بنائے ہیں' مگر اپنی مذہبی انجمنوں کو بھول گئے ہیں - آج مسلمانوں کیلیے کسی امر میں تاسیس و ایجاد کی ضرورت نہیں ہے' بلکہ صرف تجدید و احیاء امور و احکام کی - ہمارے لیے کچھہ ضرورت نہیں ہے اونچی عمارتوں کی تعمیر کیلیے مضطرب الحال ہوں' بلکہ ضرورت صرف اسکی ہے کہ اپنے اجڑے ہوے گھروں کو آباد کریں - یہی اصولی اختلاف ہے جو اس عاجز کے اصول عمل اور ابناے عصر کے طریق کار میں ہے' اور غور کیجیے تو یہ ایک بہت بڑا نکتہ تھا' جسکو میں نے سرسری طور پر عرض کر دیا -

دعوت " انصار اللہ " کا اصل یہی اصول ہے - ان شاء اللہ تشریح کا وقت دور نہیں -

الهلال كي اشاعة عمومي

اور

كم استطاعة اشخاص

(از جناب مولوي محسن صاحب)

ميں اُن كم لياقت اشخاص ميں سے هوں جنكو كسي رهنما كي ضرورت هوتي هے - خوبي قسمت سے جس دن كه الهلال ميري نظر سے گذرا ' اُسي روز سے دل ميں يه خيال جاگزيں هوگيا كه بس اسي كو اپنا مقتدا سمجهنا چاهيے - مگر قسمت نے كچهه ايسے مصالح ميں مبتلا كر ركها هے كه فى الحال برجه زيادتى چنده اسكي خريداري كي جرأت نه كرسكا - ميرا خدا نخواسته اس سے يه مطلب نهيں كه الهلال كا چنده اُسكي حيثيت سے زياده هے ' بلكه بعدا ميرا خيال پخته هے كه اسكا چنده دس گنا بهي كرديا جائے تو بهي حق بين نگاهوں كے آگے كچهه گراں نهيں ٹهيرسكتا - گذشته اشاعت ميں كسي صاحب نے (افسوس كه فاضل كے نه هونے كي وجه سے ميں اُنكا نام نامي نهيں تحرير كرسكا) بهوپال سے اسكي قيمت ميں كمي كردينے كے چند وجوه تحرير كيے تهے ' جس سے ايك اميد هوگئي تهي كه اب ميري آنكهيں بهي بلا امداد غيرے اسكي زيارت سے مشرف هوا كرينگي - مگر افسوس صد افسوس ' كه اس هفته كي اشاعت ميں جناب حكيم غلام غوث صاحب كا مضمون ديكهكر اُس تازه اُميد پر ايك اُرس سي پڑگئي -

حكيم صاحب موصوف نے چند معالجے اُن لوگوں كے تو ضرور كهولا ديے جنكے دلوں ميں علم كي كوئى وقعت نهيں ' مگر افسوس كه اُن لوگوں كا مطلق خيال نه كيا جو كه علم درست اور كم استطاعت هيں - كاشكے جناب حكيم صاحب كے دل ميں بجاے اس خيال كے يه خيال پيدا هوتا ' كه دفتر الهلال ميں ايك فنڈ كهولا جائے ' جسكي اعانت ذي مرتبه اشخاص كے ذمه هو ' اور اُسكي غرض يه هو كه كم استطاعت لوگوں كو يه پرچه نصف قيمت پر ديا جائے ' اور خود اُسميں ايك بهت بڑا حصه اپنے ذمه ليكر ايك كثير جماعت كو اپنا ممنون و مشكور بناتے - حيف صد حيف كه اس زمانے ميں بهي ذي مرتبه اشخاص غربا كو كسي بات كے اهل هونےكے قابل هي نهيں خيال كرتے ' اور فرماتے هيں كه (هنوز دهلي دور ست) مسلمانو! يه زمانه خود داري و خود پسندي كا نهيں هے ' بلكه تمكو چاهيے كه هر گاهه رمه كو اسلامي مشنري كا ايك با كار پرزه خيال كرو ' اور چهوٹے پرزوں كا زياده خيال كرو ' كيونكه ' كثرت استعمال سے اُسكا جلد خراب هوجانا ممكن هے -

اعلان

ضروري اطلاع

عالیجناب شمس العلماء مولوي نواب امداد امام صاحب بهادر اثر با لقابه كا ديوان مطبع سركاري رياست رامپور ميں زير طبع هے - جمله شاعران با كمال كيخدمت ميں گذارش هے كه براه مهربانى قطعات تاريخ سنين حال بهت جلد راقم كے نام ارسال فرماكر ممنون فرمايا جاے ' تا كه ديوان موصوف كے همراه طبع هوسكيں - تاعلم قطعات تاريخي ۱۵ - جولائي سنه حال تك آجانا چاهئيں -

راقـــــم مصطفے علیخان

هوم سكرٹري رياست رامپور - يو - پي

باب المراسلة و المناظرة

سيرت نبوي اور نقد روايات آثار

از جناب مولوي محمد اسحاق صاحب مدرس مدرسه عاليه كلكته

(۲)

حضرت موسى عليٰ نبينا و عليه الصلوة و السلام جو نبي مرسل اور اولعزم پيغمبر هيں ' بدء وحي كے وقت وادي مقدس ميں شرف هم كلامي سے مشرف هيں ' اور "وما تلك بيمينك يا موسى" وغيره لطف آميز خطابات سے مخاطب ' اس عين حضوري كيوقت جب عصا ڈالنے كا حكم هوا اور عصاسانپ بنكر هلنے لگا تو موسى عليه السلام حسب مقتضاء بشري مڑكر پهير كر بهاگے - جب خدا تعالى نے تسلي دي ' تب جاكر سكون هوا - قال الله تعالى : فلما رآها تهتز كانها جان ' ولي مدبرا و لم يعقب ' يموسى لا تخف اني لايخاف لدي المرسلون - واقعهٔ كليم الله عليه السلام اور واقعهٔ وحي نبوي عليه السلام نوعيت كے اعتبار سے بالكل يكساں هيں - البته وه قرآن سے ثابت هے ' اور يه حديث صحيح سے - پس اگر روايت بده وحي تعجب انگيز هے تو واقعه موسى عليه السلام اعجب هے - اس بنا پر حضرت نبوي صلى الله عليه و سلم كا اول اول جبريل عليه السلام كو اُنكى اصلي صورت ميں جو ۶۰۰ پروں كے ساتهه ظاهر هوے تهے ' ديكهكر گهبرا جانا اور برجه شدت ثقل وحي كے (جسكا ثقل قرآن سے ثابت هے : انا سنلقي عليك قولا ثقيلا اور مشاهده صحابه سے ثابت هے - حديث صحيح ميں وارد هے كه اگر اتفاقا آپ ناقه قصواء پر سوار رهتے اور اوسوقت وحي آنيكا اتفاق هوتا ' تو غايت ثقل سے ناقه قصواء گهٹنے كے بل بيٹهه جاتي - اور زمانهٔ سرما ميں برجه شدت وحي آپ پسينه پسينه هوجاتے -) مرعوب هو جانا اور بدن ناسوتي پر لرزه پڑ جانا ' بسيطرح منصب نبوت اور شان پيغمبري كے خلاف نهيں ' اور نه موجب قدح روايت هے - اور پهاڑ سے گرنيكا قصد معاذ الله برجه فتور حواس نهيں بلكه جب وحي چند روز كے ليے موقوف هوگئي ' اوسوقت بسبب غايت شوق و ذوق اسكا خيال هوتا ' جيسا غايت اشتياق كے وقت جان ديدينا هر آدمي كي فطرت ميں داخل هے - فى البخاري بروايهٔ معمر عن الزهري : ثم لم ينشب و رقة ان توفي وفتر الوحي فترة حتى حزن النبي صلى الله عليه وسلم فيما بلغنا حزنا عدا منه مرارا كى يتردي من رؤس شواهق الجبال - فكلما اوفى بذروة جبل لكى يلقي نفسه . تبدي له جبريل فقال يا محمد انك رسول الله حقا فيسكن لذلك جاشه و تقر نفسه . فرجع فاذا طالت عليه فترة الوحي عد المثل ذلك فاذا اوفى بذروة جبل تبدى له جبريل ' فقال له مثل ذلك الخ - على هذا ورقه سے آپكو اطمينان هوا تو يه بهي امر طبعي هے - جب كوئي شخص كسي فن كا ماهر هو ' اور اوسكے گرد و پيش كے حالات اور معاملات اطمينان بخش هوں تو اوسكى بات بهي طبعا موجب تشفي هوتى هے - كثرت ادله سے مزيد اطمينان كا هونا منافي فطرت نهيں هے - ابراهيم عليه السلام كے واقعه سے (ولكن ليطمئن قلبي) يه ثابت هوتا هے - اور حقيقت آپكو اطمينان تو اول هي هوچكا تها ' اس سے اور زايد اطمينان هو گيا -

الغرض شواهد عقليه اور قراعد نقليهٔ قطعيه اسپر دال هيں كه بده وحي كي روايت بوجوه مذكوره مظنه اشتباه نهيں - اصول درايت سے كسيطرح ان روايات پر تنقيد نهيں هوسكتي - هذا ان اصبته فمن الله و الا فمني و من الشيطان و الله اعلم وعلمه اتم و احكم -

جماعة حزب الله

اور

مسلمان خواتین

از صالحه خاتون صاحبه بنت سید محمد صالح مرحوم (آره)

آپکي دعوت " من انصاري الي الله " کي پُر اثر آواز پرده ميں بھي پہنچي ' اور ہمارا اور مثل ہمارے اکثر ہماري بہنوں کا دل بيقرار ہوگيا ' کہ اس انجمن ميں ہم بھي کسيطرح سے شريک ہوں - چونکہ حضور نے فرقۂ نسواں کي شرکت کي نسبت صراحت سے کچھہ نہيں لکھا ' پس نہيں معلوم کہ ہماري جنس کو ' جس کا اس زمانے ميں کوئي پُرسان حال اور سچا ہمدرد نظر نہيں آتا ' شرکت کا شرف حاصل ہوگا يا نہيں ؟ يہ لکھنا عبث ہے کہ ہماري شرکت اس مبارک انجمن کے حق ميں کسقدر مفيد ثابت ہوگي ؟ دنيا ميں کوئي کام بغير مرد اور عورت ' دونوں کي شرکت کے اچھي طرح انجام نہيں پاتا - لڑائي تک ميں ' جو خاص مردونکا کام ہے ' عورتيں بيماروں اور زخميوں کي خبرگيري اور تيمار داري کا اہم کام کس خوبي سے انجام ديتي ہيں - اسي طرح عبادت ميں بھي وہ اپنے برادران دين کے ساتھہ جسطرح شانہ قديم ميں شريک ہوتي تھيں' اب بھي شريک ہوسکتي ہيں - غرضکہ کوئي کام ايسا سمجھہ ميں نہيں آتا کہ جو مردوں ہي کے فايدے اور ارزہي کي ترقي کے واسطے مخصوص ہو ' اور عورتوں کو اس سے کوئي سروکار نہو - چونکہ حضور نے کوئي تخصيص کسي کام کي نہيں کي ہے ' ہم نہيں کہہ سکتے کہ وہ کام ہمارے حسب حال اور کرنے کے قابل ہوگا يا نہيں -

اگر پرده کا خيال کيا جاے تو اسکے دو جواب ہيں : ايک يہ کہ زمانہ قديم ميں عورتيں کيا کرتي تھيں ' اور ايسے مبارک کاموں ميں شرکت کرتي تھيں يا نہيں ؟ اگر کرتي تھيں تو ہمارے واسطے بھي مثل اونکے شرکت ميں کوئي مضايقہ نہيں - دوسرے يہ کہ رسمي پرده ني زمانا خود کم ہوگيا ہے ' اور روز بروز اوٹھتا جاتا ہے - بہت سي عورتيں تعليم يافتہ اور نيم تعليم يافتہ ايک ضروري اور شرعي پرده کے ساتھہ سب کچھہ کرسکتي ہيں ' اگر کرنا چاہيں ' اور اونکے " قوامون علي النساء " بھي اونکو اجازت ديں - پھر نہي يہ معاملہ بہت ضروري ہے ' اور اميد ہے کہ حضور بھي اسکي نسبت اپني زبان فيض ترجمان سے کچھہ ارشاد فرمائينگے - ہم اتنا ضرور عرض کرينگے کہ اس زمانے ميں ہر شخص ہمارا مخالف ہي مخالف ہے ' کوئي اپنا اور ہمدرد نہيں - بعض صلاح کار حضور کے سامنے پرده کي شق پيش کرينگے ' بعض اوسکو غيرمناسب اور خلاف مصلحت بتلائيں گے ' مگر حضور ان ريا کاروں کے کہنے سننے ميں نہ آويں ' اور جيسا مناسب سمجھيں خود تصفيہ کريں ' مگر ہمارے حقوق پامال نہوں -

الہلال

آپ اور مثل آپکے ديگر اسلام پرست و با غيرت و حميت بہنوں کا يہ جوش ديني ' انکي قديمي روايات مليہ کو تازہ کرنے والا ' انکے جنس اشرف کے جذبات و عواطف کے احترام کو زندہ کرنے والا ' اور مستحق ہزار تحسين و صد ہزار حوصلہ افزائي ' و نيز موجب شکر حضرت عزاسمہ ہے - اللہ تعالے توفيق رفيق اور استقامت و ثبات ہم سب کے شامل حال فرماے -

دعوت " انصار الله " کا مقصد حقيقي اسکے سوا کچھہ نہيں ہے کہ مسلمانوں کو حقيقي مسلمان بننے کي دعوت دي جاے ' اور ايک جماعت پيدا کي جاے جو اپنے تمام اعمال و افعال ميں تعليم اسلام کے خود فروشانہ و مجاہدانہ اتباع کا نمونہ ہو ' اور اپني زندگي کو ہر طرف سے ہٹاکر ' صرف اللہ کے ساتھہ مختص کردے - پس ظاہر ہے کہ اگر اسلام و قرآن کي دعوت ميں مرد و عورت کي تفريق نہيں تو اس ميں بھي کيوں ہونے لگي ؟ اگر مسلماني کو مسلمان بنا چاہيے تو مرد و عورت ' دونوں کو چاہيے ہے - اور اسلام جو تمام عالم ميں عورتوں کو انکي اصلي عزت و حقوق دلانے والي ايک ہي قوة الہيۂ وحيده ہے ' وہ کب کسي چيز ميں امتياز و تفريق کو پسند کرتي ہے ؟

پس اگر ايک عورت مسلمہ ' اللہ اسکے احکام کي مخاطب ہے ' اگر مومنين و مسلمين کے ساتھہ مومنات و مسلمات بھي صداے الہي کے مخاطب ہيں ' اگر شريعة الہيہ اور احکام اسلاميہ اعمال حسنہ کي تمام انسانوں کو دعوت ديتے ہيں ' اور اگر اللہ کے بندے صرف مرد ہي نہيں بلکہ بالذات الہي کي طرح عورتيں بھي ہيں ' اور اگر اسکا دروازہ ہر اچھے چاہنے والے کا منتظر ہے ' تو پھر کيا امر مانع ہے اسکے ليے کہ دعوت انصار اللہ کي صدا پر وہ اپنے محترم دلوں کے اندر ولولۂ مقدس پائيں اور لبيک نہ کہيں ؟

پھر يہ ايک امر ظاہر و مسلم ہے کہ دنيا کے بڑے بڑے انقلابات بعيدۂ و قريبہ کا اگر تفحص کيا جاے تو اسميں اس جنس اشرف و متکرم کے مساعي کا ايک بہت بڑا سلسلہ نظر آے گا - يہي ہيں جنکو اللہ تعالي نے اپني مخلوقات کي مجازي ربوبيت کا منصب عطا فرمايا ہے ' اور انساني قلب و دماغ پر حکومت بخشي ہے - يہي ہيں جو اگر چاہيں تو گھر کے اندر رہکر وہ عظيم الشان انساني تبديلياں پيدا کردیں ' جو باہر کے مجمعوں اور مجلسوں ميں بڑے بڑے مصلحين و راعظين نہيں کرسکتے - يہ ماں کي صورت ميں انسان کي طبيعت پر حاکم ہيں ' اور اسکي فطرة ثانيہ انکے ہاتھوں ميں ہے - اور پھر بيوي کي صورت ميں معيشة منزلي کي ملکۂ فرماں رواں ہيں ' اور جس رنگ ميں چاہيں ' انسانوں کو رنگ دے سکتي ہيں -

زيادہ تفصيل کي گنجايش نہيں - مقصد يہ ہے کہ آج ہم ميں تبديلي پيدا کرنے کيليے ايک بہت بڑي اصولي اور بنيادي شے يہ ہے کہ ہمارے گھروں کے اندر تبديلي پيدا ہو ' اور ہماري عورتيں اس صدا کو گھروں کے اندر ياد دلائيں ' جنکو گھر سے باہر ہم سنتے ہيں ' اور پھر بدبختانہ بھلا ديتے ہيں -

اگر وہ دن آجاے کہ ہماري عورتيں آمادۂ عمل ہو جائيں ' تو الله الله ! اس دن کي عظمت و بزرگي ' اور اسکے نتائج مدهشۂ و جليلہ کا کيا پوچھنا ؟

يقين کيجيے کہ پھر ہم سب بدل جائيں ' اور ہم بدل جائيں تو دنيا کو بھي بدل جانا پڑے -

اميد ہے کہ اب آپ کي تشفي ہوگئي ہوگي ' اور ميں اطلاعاً ظاہر کردينا چاہتا ہوں کہ علاوہ اپني جماعت مخصوص مقامي کي ' باہر سے بھي اس وقت تک بہت سي خواتين غيور و اسلام پرست شريک دعوت و معين راہ ہو چکي ہيں - رہا پرده کا سوال ' تو اسکو اس مسئلے سے کوئي تعلق ہي نہيں ہے - خدا کا ہر بندہ اپني جگہ پر رہکر اپنے خدا سے ملسکتا ہے - اسکے ليے باہر نکلنے کي ضرورت نہيں - و نسال الله تعالى ان يرزقنا كمال الحسنى ' و سعادة العقبى ' و خير الاخرة و الاولى -

شئون عثمانیہ

الاتحاد الاسلامي

از حضرت کاتب قدیر: جلال نوري بک

(۲)

عالم اسلامي پر تفوق يورپ کا راز دو باتوں ميں مضمر ہے :

(۱) علوم و معارف ميں عالم اسلامي کا تنزل -

(۲) مستعمرات اسلاميہ ميں اشاعت مدنيۃ حديثہ اور منع انتشار علوم و معارف کے ليے يورپ کي سعي -

پس اگر عالم اسلامي چاہتا ہے کہ يورپ کے غالب پنجے سے ان حقوق کو واپس ليلے ' جن پر يورپ نے اپني شجاعت و بسالت يا آتشيں و سفيد اسلحہ سے نہيں ' بلکہ اختراعات و اکتشافات ' صنائع و تجارات دھاء و حزم ' اور خدع و دروغ بافي سے قبضہ ڈاليا ہے ' تو اسکا اولين فرض يہ ہے کہ وہ اپنے تمام جوش و خروش ' ولولہ و حوصلہ ' سعي و کوشش ' اور ہمت و وقت کو اس ايک مرکز پر جمع کرديں : جب تک يورپ اپنے حوصلہ و علم سے ہماري زمينوں اور اپنے مصنوعات و اختراعات سے ہماري جيبوں کو خالي کر رہا ہے ' اسوقت تک ہمارے ليے نہ انقلابات سياسيہ و اضطرابات داخليہ مفيد ہونگے ' اور نہ موتمرات اصلاحيہ و مرارزات دراليہ - کيونکہ ہماري موجودہ گونہ گوں غلاميان علم کي شائع سحر کا عمل ہيں ' جسکے رد کے ليے بھي اسي شائع سحر کي ضرورت ہے - پس عالم اسلامي کو يہ نکتہ اچھي طرح سمجھ لينا چاہيے کہ اگر وہ اس کار زار ہستي ميں آزادي کے ساتھ زندہ رہنا چاہتا ہے ' تو اسکو لازم ہے کہ اس تبغ و سپر سے فوراً مسلح ہو جاے ' جو حيثيت و حيات کے بقاء کے ليے ناگزير ہيں - يہ تبغ و سپر کيا ہيں ؟ علوم و معارف -

خطر اصفر (Yellow Peril) يورپ کے ليے خوب خوف آگيں (نائٹ ميئر) ہے ' جسے ديکھ کے چيخنے والے کي آواز پر نہ صرف ايوان سياست کے زرد ترس سونے والے ' بلکہ بندرگاہوں کے مہاجن اور بازاروں کے خوانچے والے تک چيخنے لگتے ہيں - اسليے ارباب دانش و سياست عرصے سے اس کوشش ميں ہيں کہ جسقدر جلد ممکن ہو اسکے جراثيم کو قتل کر ڈالا جاے - يورپ کا خيال ہے کہ ان جراثيم کے توالد و تناسل ' و تضاعف و تزايد کا سبب وحيد ' اتحاد اسلامي کا تخيل ہے ' اور اس اتحاد اسلامي کا عروۃ الوثقي وحدت لغت يعني زبان کا ايک ہونا ہے - پس جہاں مسلمانوں نے خود اپني لغۃ مليہ کو چھوڑ ديا ہے ' اور بغير قہر و اکراہ کے ' نہ صرف بنظر ضرورت ' بلکہ بخيال تفرنج ' و برسبيل مباہات ' فرنگي زبانيں اختيار کرنے جاتے ہيں ' وہاں تو ضرورت ہي نہيں ' مگر جن مقامات کے مسلمان ابھي اس رشتہ اتحاد اسلامي کو اپني انگليوں ميں مضبوط پکڑے ہوے ہيں ' اور اسوقت تک چھوڑنا نہيں چاہتے ' جب تک کہ گردنيں اپني جگہ سے نہ سرک جائيں ' وہاں ہر ايسي شرمناک فرنگيانہ تدابير سے اسکے چھڑانے کي کوشش کيجاتي ہے ' کہ انسانيت کي زبان ارباب تدابير کي تحقير کے بغير نہيں رہسکتي - مشرق کا ايک معمولي طالب علم بھي جانتا ہے کہ قريباً ہر ملک ميں دو زبانيں ہوتي ہيں : ايک لغۃ فصحہ کہ ايک ہي ہوتي ہے ' اور خطابت و کتابت اور خواندہ طبقہ ميں عام طور پر استعمال کيجاتي ہے - دوسري دارجہ کہ متعدد ہوتي ہيں ' اور زيادہ تر ناخواندہ و باشندگان قصبہ و دہ ميں مستعمل ہوتي ہے - دارجہ کا تعدد و تشتت لغۃ فصحہ کي وحدت پر موثر نہيں ہوتا - اہل دارجہ خواہ صحبت و معاشرۃ ' خواہ تعاليم و تربيت سے جب اس قابل ہوجاتے ہيں کہ زبان فصحہ استعمال کرنے لگيں ' تو دارجہ کو چھوڑ کے فصحہ اختيار کرليتے ہيں - کردي کي زارا ' عثماني کي ادرني ' اور بربري کي عربي سے وہي نسبت ہے ' جو فالقي ' باسکي ' اور برو فانسالي کي فرانسيسي سے ہے -

اس توطيہ و تمہيد کے بعد ميں اپنے مقصود کي طرف متوجہ ہوتا ہوں - افريقہ کي دارجے بربري ہے - رومنوں کے عہد ميں تمام قبائل شمالي افريقہ کي يہي زبان تھي ' مگر جب اسلام آيا تو اپنے ساتھ عربيت اسلاميہ کے ديگر اجزاء کي طرح لغت اسلاميہ يعني عربي بھي لايا - جسطرح کہ عالم اجسام ميں ناموس (تفازع للبقاء) (و بقاء الاصلح) جاري ہے ' اسي طرح عالم السنہ ميں بھي جاري ہے - بربري اور عربي ميں تنازع و تصادم ہوا - بربري تاب مقابلہ نہ لاسکي - اعلي طبقہ کو چھوڑ کے جہلا اور عامہ ميں پناہ گزيں ہوگئي کہ وہ ہميشہ دور و وحش کي يادگاروں کے ليے ايسي پناہ گاہيں ہيں ' جہاں تک مدنيت و ارتقاء کا ہاتھ نہيں پہنچتا ' اور اگر پہنچتا بھي ہے تو بہت عرصہ کے بعد - غرضکہ صرف سر انسگشت لکابت و خطابت ' اور اعلي و خواندہ طبقہ پر عربي کے قبضہ نے ' اور يہ حالت ہوگئي کہ تمدن و شايستگي کا ذريعہ (کہ زبان اسلوب ' بلکہ مخارج تک ہيں) عرب کے مخارج کي نقل و محاکات سمجھي جانے لگي ' بعينہ اسيطرح ' جسطرح کہ ايک اناطولي دہقاني جب قسطنطنيہ ميں چند دن رہتا ہے تو اپنا کرخت اور درشت لہجہ چھوڑ کے قسطنطنيہ کا شيريں و نرم لہجہ اختيار کرنے کي کوشش کرتا ہے - يا ايک باشندۂ نو آبادي پيرس ميں چند دن رہتا ہے تو اپنے وحشيانہ لہجہ کو چھوڑ کے پيرس کے شستہ ' شائستہ ' اور طرب انگيز ' لہجہ کو اختيار کرليتا ہے - پس گو افريقہ کي اصلي زبان بربري تھي ' مگر جب عربي آئي تو اس نے کچھہ تو دوام ملت و خلافت سے وابستگي کي وجہ سے ' اور زيادہ تر اپني جوش آميزي ' مايہ داري ' اور قدرت تعبير سے بربر کے قلم و ادب کو (جو خطابت و کتابت ' تصنيف و تاليف ' مراسلہ و مکالمہ پر مشتمل تھا) اپني وسيع شاہنشاہي ميں شامل کرليا - پس اگر فرانس لغت ' جنس ' اور وطن ميں افريقہ سے مختلف ہونے کے باوجود افريقہ کے استعمار کو جائز سمجھتا ہے ' تو اسکي وجہ نہيں کہ عربي کے اس استعمار کو " غصب " يا تداخل نا جائز قرار ديا جائے اور افريقہ سے اسکے نکالنے کي کوشش کيجائے - حالانکہ اہل افريقہ سے عربي بہ نسبت فرانس کے زيادہ قريب ہے کہ وہ انکي زبان ملي اور صديوں سے زبان ادبي ہے - مگر يورپ ' يہ يورپ مصالح پرستي ' يہ مجسمہ خود کامي ' يہ مرقع اجماع حريت

و استبداد، اس اثر اسلامی، اس مذہر ماضی اور اس رشتہ اتحاد اسلامی کو فنا کردینے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے - اور اسکی جگہ اس زبان کو زندہ کرنا چاہتا ہے، جسکا نام بربری یورپ کی تمام زبانوں میں اپنے مفہوم رحشت کے لحاظ سے بدترین دشنام ہے -

اس کارروائی میں فرانس سب سے پیش پیش ہے - اس عدل سوز مقصد کے لیے فرانس نے کیا کیا تدابیر اختیار کی ہیں ؟ افسوس ہے کہ داستان طویل اور نطاق مقالہ تنگ، مختصراً یہ کہ بربری زبان کے زندہ اور عربی کے مردہ کرنے کے لیے تیغ و زر دونوں سے کام لیا جارہا ہے، اور بعض حصوں میں یہ مساعی شنیعہ اس حد تک کامیاب ہوگئی ہیں کہ کل تک جنکی زبان کے لیے عربی، جوے سلسبیل تھی، آج انکے کانوں کے لیے وہ پگھلا ہوا سیسہ ہے، جو دوزخ میں مجرموں کے کانوں میں ڈالا جائیگا -

عربی کا ذکر عرضاً آیا تھا، مگر موضوع تفصیل طلب تھا، اور گو میں نے ایجاز کی کوشش کی مگر ایجاز بھی اتنا بڑھا کہ بجائے خود اطناب ہوگیا - مجھے کہنا یہ ہے کہ علم، زبان، صنعت، تجارت، سیاسیات، غرض ان تمام اسلحہ ہجوم و دفاع سے عالم اسلامی تہیدست ہے، جو اس رزمگاہ ہستی میں کسی قوم کو پامالی سے بچا سکتے ہیں - لیکن با ایں ہمہ تہیدستی و بے سامانی، ایک ہتیار ہے جو تیغ بھی ہے اور سپر بھی - وہ دشمن کے وار روک بھی سکتا ہے، اور خود انکے چرکے بھی لگا سکتا ہے - یہ سلاح مقدس حبل اللہ فی الارض " الاتحاد الاسلامی " ہے -

پس اب مسلمانوں کو صرف دو کام ہی کرنے ہیں :

(۱) اس رشتۂ اتحاد کو مضبوط پکڑنا، اور اسکے استحکام کی کوشش کرنا - اسکے لیے ضرورت ہے کہ ایک بین الملی زبان ہو جسکے لیے بعصد اللہ عربی موجود ہے - پس چاہیے کہ اسکی ترویج و ترقی، نشر و اشاعت، اور اسمیں نبوغ و کمال پیدا کرنے کی کوشش کیجائے، اور ہر ایسے خطے میں جہاں مسلمان ہوں، ایک ایسی جماعت ہو، جو عربی میں اپنے افکار و آراء ظاہر کرسکے اور اسطرح ہر اسلامی ملک دوسرے اسلامی ملک کے حالات سے باخبر ہو - اور انکے رنج و راحت میں شریک اور ایکدوسرے کی مشورہ و رائے سے مدد کرے -

علوم و معارف اور خصوصاً عملیہ پر خاص طور پر ترجمہ کیجائے - اور ملکی مصنوعات و تجارت کو فروغ دیا جائے - کیونکہ یورپ کی طاقت کا مدار دولت پر ہے، اور دولت کا مدار ایشیاء کی جیبوں پر - پس اگر ایشیا کی جیبوں کے منہ یورپ کے لیے بند ہوگئے تو پھر یورپ کے لیے یورپ نہ رہیگا -

داستان خونین

(۲)

سلسلۂ کیلیے نمبر (۱۹) ملاحظہ ہو

باوجود ریاستہائے بلقان کی کوششوں، یورپین پریس کی زر خریدہ خاموشی، اور یورپین وزارتوں کی سازشوں کے، کچھ حصہ ان مظالم کا، جو ریاستہائے متحدہ نے مسیحیت کے نام سے اس لڑائی میں کیے ہیں، آخر اشکارا ہو ہی گیا :

جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستیں کا

ہزاروں قیدیوں کے ہاتھ پاں کاٹے گئے یا بیرحمی سے تہ تیغ ہوے، غیر جنگجو لوگوں کی، پوری آبادیاں، جنمیں بڈھے، عورتیں،

بچے، سب شریک تھے، زندہ جلا دی گئیں - ہزاروں عورتیں اور کم عمر لڑکیاں سنگدلی سے بے عصمت کیگئیں - اس طوفان خونخواری اور بہیمیت میں جو مظالم مقدونیا پر نازل ہوا، سب سے بڑا قہر یہ ہوا کہ زخمی مرد اور بے بس عصمت دریدہ عورتیں اکثر زندہ دفن کردی گئیں !!

یہ افسانہ مظالم جو نہایت معتبر ذرایع سے ہم تک پہنچا ہے، من و عن شایع نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اول تو اسکے تفصیلی حالات اسقدر دردہ انگیز ہیں کہ انسانی طبیعت اسکی سماعت کی متحمل نہیں ہو سکتی - دوسرے اسکا خوف ہے کہ اسکے راوی بعض واقعات کی صفائی اور بلاکم و کاست ہونیکی وجہ سے پہچان لیے جائینگے، اور وہ خونخوار درندے، جو مقدونیا پر اب قابض ہیں، ان سے ضرور انتقام لینگے -

واقعات کے انتخاب میں ہمنے پوری کوشش کی ہے کہ بہت مختصر کرکے لکھے جائیں -

ہماری معذرت ٹھکانے لگ جاے، اگر وہ واقعات جو ہمنے اس رسالے میں بیان کیے ہیں، اور جو اس پورے مواد کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں، جو ہمارے پاس موجود ہے، اونکو پڑھکر تمہارا دل پسیجے اور تم لوگ اپنی گورنمنٹوں کو سمجھاؤ کہ اب اس سکوت و جمود سے (جو سازش سے کسیطرح کم نہیں) باز آئیں، جو انکی لڑائی کے پیشتر سے وتیرہ رہا ہے - اور ان مظالم کو روکیں، کیونکہ یہ اب تک جاری ہیں - اور اگر یہ نہ روکے گئے تو اوسوقت تک جاری رہینگے، جب تک کہ رومیلیا کی پوری اسلامی آبادی صفحۂ ہستی سے نہ مٹا دیگئی - ہم سے ہر روز وعدے کیے جاتے ہیں اور اسکا ثبوت ملتا رہتا ہے کہ دول یورپ مسئلہ بلقان کی نسبت تقریباً متفق ہیں، اور انکے افعال سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپ کے فریب کار سیاست کم سے کم ایک مرتبہ تو ضرور سچ بولے -

مگر یقیناً انسانیت کے سادہ مسایل پالیٹکس کے پیچیدہ مسایل سے کہیں آسان تھے، مگر ابتک اس معاملے میں کسی کوشش کا نہ کیا جانا، کیا اسکا فی ثبوت نہیں ہے کہ دول یورپ قتل و خونریزی کے واقعات سے بالکل پنبہ بگوش ہیں ؟ مگر اسی حد تک جب تک کہ ان واقعات کا تعلق مسلمانوں سے ہے -

اس رسالے کو سیاسی مسئلہ بلقان سے کوئی تعلق نہیں، مگر پھر بھی اسکے درد انگیز مطالب پوری طرح سمجھنے کیلیے ضرور ہے کہ ناظرین مسئلہ مذکور سے مختصراً آگاہ کردیے جائیں -

قطع نظر البانیا کے، جہاں مسلمانوں کی تعداد ہمیشہ سے غالب رہی ہے، مقدونیا کی آبادی بھی ابتدا سے ایک مخلوط آبادی ہے، جسمیں مختلف نسلوں اور متعدد مذاہب کے مخلوط ہوجانے سے کوئی صحیح تقسیم و تفریق ممکن نہیں - مثلاً اکثر مسلمان، سربی یا بلغاری، ہیں اور بہت سے وہ لوگ، جو یونانی کہے جاتے ہیں، دراصل البانی، یا ولاخ (رومانی) ہیں - اور وہ جو بلغاریا کے نقشجات مردم شماری کے مطابق بلغاری کہے جاتے ہیں، دراصل یونانی ہیں، جنہوں نے ترکے مارے تبدیل مذہب اردیا - اسیطرح اکثر بلغاریوں نے بھی خوف سے کلیسا سے یونان قبول کرلیا ہے - چنانچہ مقدونیا کی آبادی مجملاً یہ بتلائی جاتی ہے :

مسلمان ۴۰ - فیصدی
عیسائی ۶۰ - فیصدی

مگر یہ تعداد بلغاریوں کے حساب کے مطابق ہے - ترک اپنے حساب سے مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ بتلاتے ہیں - یعنی کم از کم دس لاکھ - مگر خواہ کسی حساب سے ہو، مسلمانوں کی تعداد دیگر

قوموں سے کہیں زیادہ (اس واقعہ کو ضرور یاد رکھنا چاہیے جسکو افسوس ہے کہ یورپ اکثر بھلا دیا کرتا ہے) اور پورے مقدونیا میں پھیلی ہوئی ہے - قوائد اور اوسکے اس پاس کے تین اضلاع بالکل اسلامی شہر ہیں - انکے علاوہ یہود (سفردیم) بھی کثرت سے آباد ہیں - صرف ایک شہر سالونیکا میں انکی تعداد اسی ہزار سے کم نہیں جو دیگر فرقوں سے کہیں زیادہ ہے - یہ لوگ ان لڑکوں کی نسل میں ہیں' جو سنہ ۱۴۹۳ء میں فلپس اور سلطنت' دونوں کے ہاتھ سے کھاپل' اور مقدس انکوزیشن کے مظالم وتشدد سے بھاگ کر ترکوں کے پاس پناہ گزیں ہوے تھے - ترکوں نے اونکے ساتھ ہمیشہ ایک بے تعصبانہ اور ہمدردانہ برتاؤ کیا - المختصر " یونانی " گوشہ جنوب مغرب اور مقامات ساحل میں' اور " بلغاری " مشرق میں ' اور " سربی " شمال میں آباد ہیں -

ہم سلطنت عثمانی کو اوس الزام سے بالکل بری الزمہ نہیں کرنا چاہتے' جو مقدونیا کی بدنظمی کے معاملے میں اوس پر عاید ہوتا ہے - ترکوں نے اس معاملہ میں بیشک غفلت اور سہل انگاری سے کام لیا' اور ریفارم (اصلاح معاملات) میں ضرور اونہوں نے سستی کی - مگر اونکے ہمسایوں کا طرز عمل اس سے بالکل جدا تھا - اونکے واسطے بدنظمی بہت ضروری تھی' کیونکہ اونکے شیطانی منصوبوں کی پرورش صرف اس بدنظمی کے گہوارہ ہی میں ہوسکتی تھی - اگر ترک اصلاح میں صرف سستی کے گنہگار تھے' تو یہ لوگ اوسی اصلاح کے جانی دشمن اور سخت مخالف تھے - اسکے علاوہ اس مخالفت کی تجویز میں ریاستہاے بلقان کے علاوہ اور لوگ بھی شریک رہے ہیں ' جنکا دانت ہمیشہ سے البانیا اور سالونیکا پر لگا تھا -

صدہا طریقوں سے مخالفت کی آگ بھڑکائی گئی' مگر اونمیں سے صرف چند ہمارے اس رسالے سے تعلق رکھتے ہیں - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نفرت صرف ترکوں ہی تک محدود نہ تھی - " یونانی " اور " بلغاری " بسبب اختلاف قوم و مذہب آپس میں اسدرجہ عناد رکھتے تھے کہ اوسکے آگے ترکوں کی مدافعت مات ہوگئی تھی -

اصلاح کے سوا اور کسی چیز سے ان متضاد عناصر میں ایک غیر طبعی اتفاق و اتحاد کا پیدا کرنا ممکن نہ تھا ' مگر اصلاح کے معنے تھے ایک متحدہ اور مطمئن مقدونیا' مگر مقدونیا کے اتحاد سے یونانیوں اور اسلافیوں کی تمام حوصلہ مندیاں خاک میں ملجاتیں -

مسئلہ ارمینیا

روسی اخبار نوکو نے ارمینیا کے متعلق سینٹ پیٹرسبرگ کے ایک مدبر کا مضمون شائع کیا ہے - مضمون نگار لکھتا ہے :

اس امر کا تصور بھی ممکن نہیں کہ دول کی مخاصمت کا نشانہ بنے بغیر روس اراضی کو حد سے زیادہ وسیع زمین حاصل کرسکے - کیونکہ اس صورت میں وہ مجبور ہوگا کہ ان تمام مقامات میں ' جن پر وہ قابض ہوا ' اتنی بڑی فوجی طاقت رکھے' جتنی کہ وہ کوہ قاف میں بھی جمع نہ کرسکا ہے' اور اگر خونریز رستخیز کے بعد چھ ہمسایہ اناطولی صوبوں کو روس نے مشغول کرلیا' تو دول عظمی کے سامنے وہ اس جوابدہی کا ذمہ دار ہو جائیگا ' جسکی اسمیں طاقت نہیں -

صوبہاے مذکور میں انتظامی خود مختاری کی بنیاد انہی ارمینوں کے لیے اس سے زیادہ مضر ہے ' جتنی کہ مفید ہے - وہاں اکثریت اسلام کو حاصل ہے - پس انتخاب میں اقلیت (مارٹی) انہی کی طرف ہوگی -

ارمنیوں کے لیے مفید ترین شے اصلاحات کا نفاذ ہے - مسئلہ شرقیہ بحث کرنے والے تمام ارباب سیاست اس امر میں میرے ہم آہنگ ہیں کہ ارمینیہ کی خوشحالی صرف ان اصلاحات سے ممکن ہے' جو (یورپ کی نظالت پر) دولت عثمانیہ نافذ کرنا چاہتی ہے -

ان خوابوں کو پورا کرنا غیر ممکن ہے' جو بعض ارمنی ارباب ہوس دیکھ رہے ہیں - اگر ہم غور کرینگے تو معلوم ہو گا کہ دولت عثمانیہ کی مشکوک حالت ہی نے ارمنیوں کو اس خیال سیاسی اور ان پر افراط مطالبات کے غاروں میں گرادیا ہے - اور بعض نے تو وہ بے سود حرکتیں کی ہیں' جنکو مستقبل کی اصلاحات سے کوئی تعلق نہ تھا -

مرجودہ جنگ بلقان کو ارمینیہ کے مستقبل سے کوئی تعلق نہیں' یہ ناممکن ہے کہ ریاستہاے بلقان کی فتوحات کا اثر مشرقی اناطولیہ پر پڑے - دول عظمی نے (اپنے مصالح کی بنا پر) بالاتفاق طے کرلیا ہے کہ ابھی اناطول ترکی ہی کے ہاتھ میں رہے - ترکی پر مرجودہ جنگ کے نتائج کا اثر خواہ کچھ ہی پڑے' مگر اسکو مسئلہ ارمینیہ سے ذرا بھی مس نہیں - اگر وہاں دول عظمی میں سے کسی کے فوائد پامال نہ کیے گئے' تو روس یا کوئی طاقت بھی شدائد جنگ کی طرف ایک قدم نہ اٹھائیگی - پس اگر ارمنی ترکی کے ساتھ اپنے تعلقات خوشگوار رکھینگے تو یہ انہی کے لیے بہتر ہوگا - انکو چاہیے کہ یورپ کا دروازہ کھٹکھٹانے کے بدلے اپنی ہی حکومت کی طرف رجوع کریں کہ انکی امیدوں کے حصول کے لیے یہ کفیل تر و قریب تر صورت ہے -

تصریحات شاہ یونان

جارج متوفی شاہ یونان اور ڈاکٹر ہرلڈت سے جو سالونیکا میں زخمیوں کے معالج ہیں' مرجودہ جنگ کی بابت بارہا گفتگو ہوئی - چونکہ جنگ بر سر اختتام تھی' اسلیے شاہ متوفی نے بعض ان امور کے اظہار میں تردد نہیں کیا' جواب تک اس نے ظاہر نہیں کیے تھے- جارج نے کہا کہ یونانیوں کے شدید ترین دشمن بلغاری ہیں ' یونانیوں اور بلغاریوں میں ایک شدید جنگ کا ہونا ناگزیر ہے -

۱۴ - برس سے ہم اس جنگ کے لیے تیار ہو رہے تھے' جس سے آج فتحمند نکلے ہیں - اس تمام مدت میں ہم کو وثوق تھا کہ کسی نہ کسی دن ضرور منزل مقصود تک پہنچینگے - اسلیے ہم نے بہت سے رنجدہ امور کو برداشت کیا - ہم نے بتحقیق یہ معلوم کرلیا تھا کہ ہم میں نہ تو قوت کی کمی ہے' اور نہ صبر و فرصت شناسی کی' لیکن ہم ترکی تخت کو نہ الٹ سکے اسلیے ہم نے اسوقت کا انتظار کیا جبکہ روالد رولی اور بیرونی جنگوں میں مشغول ہو- مرجودہ وقت ایسا ہی تھا ' اسلیے ہم نے اسکے ساتھ وہ جنگ شروع کی ' جسکا انجام ہمارے فتحمندی پر ہوا - اب یونان کو استراحت کی ضرورت ہے' مگر نہ اسطرح کہ یہ بھولجاے کہ اسکو ایک اور جنگ کے لیے تیار رہنا ہے اور تین چار سال کے بعد جس سے بچنا ناممکن ہو جائیگا - بلکہ میری راے میں عجب نہیں کہ عنقریب ہو -

ممکن ہے کہ دشمن (نام کی تصریح نہیں) جب اپنی طاقت جمع کرلے تو ہماری قوت سے تعداد میں بڑھجاے - مگر ایک سپاہی اور دوسرے سپاہی میں جو فرق ہے' وہ اس عدم توازن کی تلافی کردیگا - ہمارے بہادر فوج پر جوش ہے' اور بخلاف بلغاری فوج کیونکہ اسکی قوتیں کمی ہوئی ہیں - مجھے اپنی فوج پر اعتماد ہے ' اگرچہ اسکی تعداد اسوقت صرف ایک لاکھ ۸۰ ہزار ہے مگر ہم ضرورت کے وقت اسمیں اہم اضافہ کرسکتے ہیں - میں ایک بات اور کہتا ہوں - جسطرح کہ ہم کو اس جنگ میں مددگار ملے ہیں اسیطرح آیندہ جنگ میں بھی ہم کو معین ملجائیں گے -

ناموران غزوهٔ بلقان

شهادة بطل الحرية

رحمة الله عليك يا نيازي بك !!

شهيد راه ملة و وطن ' و فقيد الامة

حادثهٔ ملي

ناظرين نسل عثماني كے موجوده مجمع ابطال كے مشهور برگزيده ركن ' اور دستور عثماني كے اولين مجاهد ' يوزباشي (نيازي بك) كو ابهي بهولے نهوگے ' جس كا ذكر صفحات الهلال هي پر نهيں ' بلكه حوادث و واقعات عظيمهٔ عالم كے قراطيس شهرت پر بارها جالب انظار مغرب و مشرق هوچكا هے -

غزوهٔ طرابلس كے زمانے ميں غازي انور بے كے و زرد طرابلس كے بعد انكا به تبديل لباس مصر پهنچنا اور پهر افشاء راز كے بعد واپس جانا ' اور پهر انقلاب عثمانيه آخري ميں جانفروشانه عزائم كے ساتهه شريك هونا ' وه تازه واقعات هيں ' جو ابل تك همارے زبانوں پر تهے -

ممالك اسلاميه كي تازه ترين ڈاك سے معلوم هوتا هے كه عين اپني بد نصيب ملة كے دور كهولة ' مگر خود اپنے عنفوان جواني كے عالم ميں ' به فداء ملة ' خود ابناي اعداء ملك و وطن كے هاتهوں حدود ابدانيا كے اندر شهيد هوگيا ! انا لله و انا اليه راجعون -



شهيد راه ملة و وطن :
رسنمه لي نيازي بك

درحقيقت به حادثهٔ فاجعه صرف مملكت عثمانيه كا هي خسران نهيں هے ' بلكه ايك مصيبة عملي هے ' جسكے غم ميں تمام عالم اسلامي كا حصه هے - ناموران و ابطال كا نقدان زنده قوموں كيليے بهي ايك ماتم كبرى هوتا هے ' پهر اس قوم كيليے كيوں نهو ' جو اپنے دور انحطاط و تنزل كے دن گن رهي هو ' جسكے تمام خزانے لٹ چكے هوں ' جسكے تمام قواء نشو و نما مضمحل هوگئے هوں ' اور جسكا هر آنے والا دن ' بظاهر گذرے هوے دن سے بد تر هو؟

ايك دولت مند كي اشرفيوں كا صندوق بهي كهو جاے تو اسكے ليے چنداں غم و حسرت كي بات نهيں هوتي ' كيونكه اگر ايك صندوق ضائع جاتا هے تو صدها صندوق خزانے ميں موجود هوتے هيں ' اور نئي دولت و حشمت كي افزايش و ترقي كا سلسله جاري هوتا هے ' ليكن اگر ايك فقير دريوزه گر جسكي تمام متاع اسكي پهٹي هوي جيب كے چند كهوٹے سكے هوں ' ايك تانبے كا حقير و ادنى سكه بهي كهو دينا هے ' تو شدت غم و مايوسي سے اسكا دماغ چكرا جاتا هے ' اور اپني بيكسي و محتاجي پر زار و قطار رونا شروع كر ديتا هے - كيونكه دولت مند كيليے اشرفيان بهي بهچهه نه نهيں ' پر اس بدبخت كيليے تو ايك كهوٹا سكه بهي كم از تخت قيصر و تاج سكندر نهيں !!

يهي حال قوموں اور ملكوں كا بهي هے - زنده قوموں كا خزانهٔ خصائل و كمالات انسانيهٔ طرح طرح كے طلائي سكوں اور قيمتي و نادر لعل و جواهر سے لبريز هوتا هے - اور روز بروز انكي دولت ميں افزايش ' اور انكے خزانے كے حدود ارضي ميں وسعت هوتي رهتي هے - ان ميں هر صنف و فضيلة انساني كے ارباب كمال موجود هوتے هيں ' اور ايك جاتا هے ' تو دس اسكي جگه آ موجود هوتے هيں - پس كاملين و ابطال كا فقدان گو في نفسه صدمه انگيز هو ' ليكن انكے ليے چنداں موجب خسران و نقصان نهيں هوتا ' ليكن جو قومیں كه اپنا دور اقبال كهو ديتي هيں ' اور عروج و ارتقاء كي جگه ادبار و تسفل كے زمانے ميں مبتلا هوتي هيں ' انكي مثال اسي كنگال فقير كي سي هوتي هے - پس انكو تو اپنا ايك كهوٹا سكه بهي هزار درجه زائد از لعل و گهر محبوب هونا چاهيے - چه جائيكه وه لعل درخشاں ' جو فقير كي گدري هي ميں نهيں ' بلكه بادشاه كے تاج و تخت كيليے بهي زيور هو !!

هم لٹ گئے هيں - همارا خزانه تاراج ادبار هوگيا - اور همارے آنجے باغ كے پهولوں سے آج غيروں كے كاشانه و ايوان معطر هو رهے هيں - ايسي حالت ميں هم كو اپني بچي كهچي پونجي كے ايك ايك ذره كا عشق هونا چاهيے ' اور اگر آورنكو اپنے پهولوں كے لٹنے كا خوف هے ' تو هم كو اپنے گهر كے خس و خاشاك كے ضائع هوجانے كا غم هونا چاهيے !!

* * *

جب يه حال هو تو پهر آج هم (نيازي بك) كے فقدان پر جسقدر ماتم كريں كم هے -

هم اشاعت آتيه ميں انكي سوانح عمري شائع كرينگے ' جو انكي خود نوشته سوانح (خواطر نيازي) سے ما خوذ هوگي -

جنگ بلقان كے چهڑتے هي يه ملت پرست غيور مصروف خدمات اسلاميه هوگيا تها - اس نے فوج سے الگ هوكر مجاهدين كي ايك خاص جماعت قائم كي تهي ' اور اپنے درست رهمراز ' يوسف صبري بك كے ساتهه مصروف دفاع وطن ' اور جهاد في

سبیل الله تھا - آخری زمانے میں اس نے البانیا کے طرف رخ کیا کہ وہاں کے حالات زیادہ نازک اور اعانت طلب تھے - وہاں کئی معرکہ ہاے شدیدہ میں شریک رہا اور رزم رہا اور اس شجاعت و بسالت سے اپنی مختصر جماعت کو لڑایا کہ یونانیوں کو کئی سخت شکستیں دیں - بالآخر مقام (لوئیا) کو فتح کرکے فاتحانہ اسمیں داخل ہوا - یونانی بے ثبات آکر مجبور بہ فرار ہوئے -

لیکن خائن حکومت نے روس فروش البانی، جنکے افعال ایمہ و علماء نے حقیقت اس جنگ کے اسباب میں سے شمار کیے جاتے ہے، دشمنوں سے ملے ہوے تھے - انھوں نے تمام جنگ کے زمانے میں عثمانی افواج سے ساتھہ خیانت کی - اندرونی بگ نے یونانیوں کو شکست دی تھی، لیکن ان گھر کے دشمنوں کو کیا کرتا؟ یکا یک آسمانے میں خبر آئی کہ البانیوں نے ایک مرقعہ پر دھوکا دیکر نیازی بگ کو قتل کردالا ہے، اور اسکی جماعت گرفتار مصیبت و ہلاکت ہے: فسیعلم الذین ظلموا، ای منقلب ینقلبون!

فرحم الله فقیدنا الجلیل العظیم، رحمة واسعة - وانا لله و انا الیه راجعون -

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

(۲۲)

ان الله اشتری من المومنین انفسهم و اموالهم، بان لهم الجنة

فہرست چندہ موضع نبارالہ تحصیل فاضلکا ضلع فیروزپور بقیہ فہرست ۱۲۵ - روپیے کی جو سید حسین شاہ صاحب کے ذریعہ وصول ہوئی، اور جس میں سے ۵۱ - روپیہ کی تفصیل ۱۹ نمبر میں شائع ہوچکی ہے :

	پائی	آنہ	روپیہ
میاں سلیمان درویش	-	-	۴
میاں احسان	-	-	۱
نظام الدین	-	-	۲
گھرنا	-	-	۱
کہیون صاحب	-	-	۱
محمد صاحب	-	-	۱
گہا صاحب	-	-	۱
سلطان صاحب	-	-	۱
جورہا صاحب	-	-	۱
عنایت صاحب	-	-	۱
پہلو صاحب	-	-	۲
رحمت صاحب	-	-	۱
سماعیل صاحب	-	-	۱
میاں حمید صاحب	-	-	۱
جگا صاحب	-	-	۱
بدھو صاحب	-	-	۱
میاں بہادر صاحب	-	-	۵
جمال الدین صاحب	-	-	۱۵
رمضان صاحب	-	-	۱
فرید صاحب	-	-	۱
دلو صاحب	-	-	۱
سبحان و رمضان صاحبان	-	-	۱
حسین صاحب	-	-	۱
غلام رسول صاحب	-	-	۱
نور محمد صاحب	-	-	۱
بندہ صاحب	-	-	۱
حافظ صاحب	-	۱	-
حافظ سجاده صاحب	-	۱	-
میاں بہانا نجار	-	-	۱
نورالدین صاحب	-	۸	-
ملا صاحب	-	-	۱
میاں عیسی صاحب	-	۸	-
والده عیسی صاحب	-	۱	-
سبحان صاحب	-	۱	-
سید حسین شاه	-	۳	۴۰
اهلیه عبد الله صاحب دفتری مرحوم رقم مهر	-	۳	۳
خدا بخش صاحب	۳	۱	-
محبت علیصا حب	۹	۳	-
مسماة حیات بی بی بانکی پور	-	-	۴
میر واحد عمی صاحب وفرزندی انسپکٹر پولیس	-	-	۵
بذریعه محمد عبدالله خانصاحب بزرگان بکرامی ضلع بلند شهر	-	-	۱۰۵
ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب بانکی پور	-	-	۳
جان محمد صاحب کلو - برهما	-	-	۱۶
محمد رفاق صاحب شیخ پور	-	-	۵
جان محمد صاحب ٹونجی - برهما	-	-	۳
غلام مرتضی صاحب - شجاع آباد - ملتان	-	-	۵
عبدالخالق صاحب رسولی - بارہ بنکی	-	-	۵
مولانا محمد یحیی صاحب مفتی بھوپال	-	-	۲۵
حبیب الرحمن صاحب اسپتال مظفر پور	-	-	۱
معین الدین احمد صاحب قدوائی ندوی	-	-	۱۵
چودھری نجم الحسین صاحب سلہٹ	-	۱	۱۴
احمد الله خانصاحب	-	۴	۶۵
انس - ایم - پیارے صاحب - مخدوم پور - گیا	-	-	۱۵
بذریعه جناب خان صاحب مولوی محبوب عالم صاحب گوجرانوالا (به تفصیل ذیل)			
بابو عبد الغنی صاحب سب اورسیر	۳	-	۵۳
متفرق	۹	۱۵	۵۶
بذریعه محمد یوسف صاحب پنجابی	-	-	۵
بذریعه سید فضل شاه صاحب جهت بت (بتفصیل ذیل)	-	۱۲	۱۸
سردار میر منّا خان بگٹی	-	-	۲
سردار نور محمد خان بگٹی	-	-	۲
غلام محمد صحرر	-	-	۱
معلوم بگٹی	-	-	۱
پیر هان بگٹی	-	-	۱
نوجه	-	-	۱
رحم علی	-	۸	-
پٹھان	-	۸	-
نواب چاکرانی	-	۴	-
نورخان	-	۴	-
لونگ	-	-	۹
میرخان کهری	-	-	۱
سبزی کهری	-	-	۱
هما رنب	-	-	۱
محمد	-	-	۱
رمضان	-	-	۹
میرا	-	-	۱
ملا حسین	-	-	۱
چاند ر	-	-	۱
امیر خانیفه	-	-	۱۰
فیس منی آرڈر	-	۴	-
کل میزان	-	-	۱۹

[بذریعه جناب ضامن علی صاحب گرداور و به سعی ممبران مسام کلب اردو پور مواز ۳ - سو - ۴۳ - روپیه ایک آنه ۳ - پائی وصول هوچکا ہے - فجزاهم الله - تفصیل ایندہ درج هوگی -]

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE 7/1 MCLEOD STREET CALCUTTA.



مسیحا مکسچر

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اُن مقامات میں نہ تو دواخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر' اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پنٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پُرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار' جسمیں زرم جگر اور طحال بھی لحق ہو' یا وہ بخار' جسمیں مثلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں دردِ سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے' نیز اُسکی سابق تندرستی ازسرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ
پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتـــــہر ڈاکٹر ایچ
ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کراس اسٹریٹ - الہٰ آباد

ریویو آف ریلیجنـــز - یا مـــذاہب عالـــم پر نظـــر

اردو میں ہندو مذاہب اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - اس کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا بھی ایک پرچہ ہے جس کو دوست دشمن دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھتا ہے - اس رسالے کے متعلق چند ایک رایوں کا اقتباس حسب ذیل ہے :—

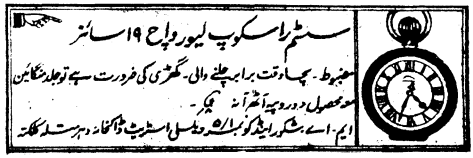
البیان لکھنؤ - ریویو آف ریلیجنز ہی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - عربی میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے بہتر پرچے کسی زبان میں شاید نہیں ہوئے - اس کے زور آور مضامین پر علم و فضل کو ناز ہے -

کریسنٹ لورپول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں - اس کی تردید میں نہایت ہی فاضلانہ مضمون اس میں لکھا گیا ہے - جس سے عمدہ مضمون آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا -

مسٹر روب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور بھی رسالہ اس زور کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو جہالت سے سچائی کی راہ میں ڈالی گئی ہیں -

ریویو آف ریویو - لندن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مضمون سے دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاہور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور صحیح ہوتی ہے - جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے سالانہ قیمت انگریزی پرچہ ۳ روپیہ - اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ - اردو ۲ - تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین قادیان - ضلع گورداسپور آنی چاہئیں •



دردِ سر و دردِ زیاح کی دوا



زیاحی درد لحظہ میں پیاز ہو جاتا ہے - یہ دوا لحظہ میں اسکو پالی کر دیتی ہے - درد زیاح جیسے ٹیک - چمک - ٹیس - رگوں میں لہر کن کنی سے چاہے جسقدر تکلیف ہو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتی ہے درد سرکے واسطے بھی اس دوا کا ایسا ہی فایدہ ہے - نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے کیسا ہی درد ہو اس دوا سے فوراً رفع ہو جاتا ہے صرف یہی نہیں اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو - اُڑا جاتا ہو - اس دوا سے فوراً بند ہوتا ہے - اندرونی لوگ ذرا ذرا سی باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں کم میں یا مفت کی باتوں میں فکر و تردد میں عیش و عشرت میں دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کل شکایتیں سر پر آجاتی ہیں - اور ہاے رے درد سر پکارا کرتے ہیں ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے لوگوں کے لیے ہے - دوا کے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے - اسلئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے -

(قیمت ۱۲ گیوں کی ایک شیشی (۶ آنہ) محصول ڈاک ایک سے چھ دبیہ تک ۰ آنہ)

ڈاکٹر ایس کے - برمن - نمبر ۵۵ ٹیرٹار اچندوت اسٹریٹ کلکتہ

المکتبۃ العلمیۃ الاسلامیۃ في علي گڈہ

— * —

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں مطبوعہ مصر، شام، بیروت اور قسطنطنیہ وغیرہ فروخت کے لیے موجود رہتی ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر خاکپی کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں — خاکسار مکتبۃ المنار کی طرف سے حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانے میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی جدید فہرست تیار ہو گئی ہے جو آدھ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مفت روانہ کی جاتی ہے ۰

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہترین عربی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں ۰

یہ کتب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان میں سول ایجنٹ ہے ' اور جن اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ: مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں ' روپیہ وصول ہونے پر رسالہ براہ راست ان کی خدمت میں جاری کرا دیا جائیگا ۰

المشتہر منیجر المکتبۃ العلمیۃ الاسلامیۃ ، مدرسۃ العلوم، علي گڈہ



حمیدیہ ہوٹل

—:o*o:—

نمبر ۱۳۱ لور چیت پور روڈ - کلکتہ

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اشیاے خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور ہر طرح کے آرام کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار، فرنشڈ اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت منیجر ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہمارے ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تمام شیخ سلسلے وغیرہ -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول عمر خصوصی

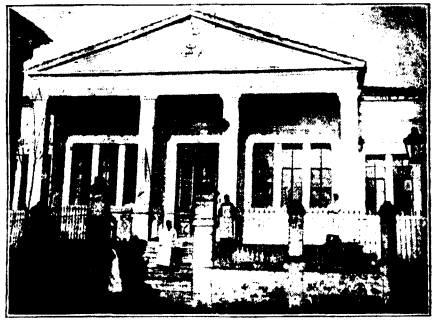
اصلاح قول الی الکلام الدعلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۸ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری | نمبر ۲۲

Calcutta : Wednesday, June 4, 1918.



لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھہ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار' اور ڈائرکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ " خدا کیلیے یورپین ٹرکی کے ان لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں' اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرنے انکو دفن کر دیں' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں' لیکن جو بد نصیب زندہ' مگر مردے سے بدتر ہیں' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سا مان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہو چکا ہے' اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنی ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ٹرکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب دردِ اعانت فرمائیں گے فاجرہ علی اللہ ،



یورپین ٹرکی کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایا صوفیا کے سامنے

وہ نہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ' خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو آج مل رہا ہو' وہ خود نہ لے' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کر دے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے' تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے'** انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروری اخراجات خط و کتابت کیلیے رفع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا' اور ایک سال کیلیے اخبار انکے نام جاری کر دیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے' اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہو جائیگا -

اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خود فائدہ اٹھانے کی جگہ' اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریدار ورنکا ارسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا' اس نے مجبور کر دیا' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی' اس سے گریز کرنا' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلائے رہنا' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے' جو یورپ اور ٹرکی کے اعلیٰ درجہ کے با تصویر' پر تکلف' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد رحید دعوت الی القرآن' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اُس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ٹرکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں' اسکا باب "شئون عثمانیہ" ٹرکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "ناموران غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکی ایک با تصویر سرخی ہے جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات' مذاکرۂ علمیہ' حقائق و رقائق' المراسلۃ و المناظرۃ' اسئلۃ و اجوبتہا اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.
Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly " " 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
مولانا ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۲ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۸ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲
Calcutta: Wednesday, June 4, 1918.

فہرس

شـــذرات
من انصاری الی اللہ ۱
اعانۂ مہاجرین ۲
مسئلۂ حج کے مبادی ۳
ہفتۂ جنگ ۳
مقـــالۂ افتتـــاحیہ
مسلمانان ہند اور گورنمنٹ کی تعلیمی حکمت عملی ۵
مقـــالات
درلعہ بنی امیہ اور الہلال (۲) ۸
ناموران غزوۂ بلقان
شہادت بطل حرۃ (۲) ۱۳
اعانۂ مہاجرین ۱۵
مراسلات
تصحیح ضروری ۱۶
مدرسہ بجاے مکتب ۱۶
قانون ازدواج بیرگاں کی تعریف ۱۷
کیا عرب سے اسلام کی حکومت مٹ جائیگی ۱۷
فہرست چندہ زر اعانۂ ہلال احمر ۱۹

تصـــاویر

گیلی پولی کا شفاخانۂ ہلال احمر
نیـــازی بے
اسعد پاشا ۱۲ ۱۳
۴

شذرات

مـــن انصـــاری الـــی اللـــہ ؟ ؟

در رہ منزل جاناں کہ خطرہاست بجاں
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

(۱) جو حضرات بغیر کسی تعریف کے محض اپنے ذاتی جوش اور قلبی داعیے سے اس دعوت کی تبلیغ میں سعی مشکور فرما رہے ہیں، اور فارموں کو طلب کرتے، رسائل کی اشاعت کیلیے اپنے تئیں پیش کرتے، اور والہانہ و بیقرارانہ اس بارے میں خط و کتابت فرما رہے ہیں، نہیں سمجھتا کہ کن لفظوں میں انکا تذکرہ کروں؟ اگر میرا ذاتی کام ہوتا تو انکا شکرگذار ہوتا، لیکن اس معاملے میں کسی کی سعی کے شکریہ ادا کرنے کا اگر کسی کو حق ہے، تو صرف اسلام کو، یا اُس خداے اسلام کو، جس نے آج مدعیوں کی آزمایش کیلیے اپنے دین معجزبیان کو اسکی غربت اولی میں چھوڑدیا ہے، اور ہزاروں زبان خدمت و جاں سپاری کیلیے ایک میدان امتحان کھولدیا ہے کہ کون بڑھتا ہے، اور کون ہے، جو خدمت ملت کی اس دولت عظمی سے فائز المرام ہوتا ہے؟

(۲) اسطرح کے بزرگوں کے جوش ایمانی اور ولولۂ ملی کو تائید الہی کے اس سلسلے کا پہلا ظہور یقین کرتا ہوں، جو الحمد للہ کہ میرے استعمال ہے، اور جسکی نسبت ایقان کامل اور طمانیۃ وثیق کیساتھ صدا روز ازل ہی سن چکا ہوں - وہ، جسکا دست مخفی ہر ظہور صداقت، اور ہر دعوت حق و ہدایت کے تخم کی آب پاشی کرتا، اور ہر اپنے اوپر بھروسہ کرنے والے کا ساتھ دیتا، اور اسکے اندر سے اپنی

صداء الہي سناتا اور بلند کرتا ہے ' آج بھي اپني نصرت غيبي کے معجزات دکھلانے پر ويسا ہي قادر ہے ' جيسا کہ ہميشہ سے رہا ہے ' اور ہميشہ رہيگا - پس ضرور ہے کہ اسکي قدرت و حکمت کے مخفي خزانے عجائب ظاہر ہوں ' اور يہ قيني ہے کہ اسکا ساتھہ دينے والے اسکي معيت کي قائم نشانياں اور کامرانياں بہت جلد اپنے سامنے ديکھليں : اللہ ولي الذين امنوا ' يخرجهم من الظلمات الى النور ' والذين كفروا ' اولياءهم الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمات ' اولئك اصحاب النار ' هم فيها خالدون (۲ : ۲۵۷)

(۳) جن صاحبان ايقان ' اور جان نثاران اسلام نے محض ايک مبہم و مجمل صداء دعوت سنکر ' اپنا نام بلا تامل پيوجديا ' اور ان تمام خطرات و رسواٴيں سے مرعوب نہ ہوے ' جو ايسے مرقعہ پر قدرتي طور پر نفس انساني ميں پيدا ہوتے ہيں ' انہوں نے في الحقيقت راہ جاں سپاري و فدويت کا پہلا امتحان ديديا ' اور اس طريق دعوت ميں في الحقيقت ايک بہت بڑي حکمت يہي پوشيدہ تھي - اس سے يہي مقصود تھا کہ سچي پياس راہنے والے ' اور جھوٹے مدعيان تشنگي ميں تميز ہو جاے - جنکو سچي پياس ہوگي ' وہ پاني کے ڈھونڈ ہي ليں گے ' اور پياس کي شدت انہيں اسنا موقع ہي نہ ديگي کہ عاقبت بينيوں اور مصلحت انديشيوں ميں مبتلا ہوں -

پس جن بزرگوں نے بلا تامل قدم بڑھايا ' وہ الحمد للہ کہ پہلي منزل امتحان سے کامياب گذر گئے ' اور بعد کي آنے والي منازل سے گذرنے کا اپنے تئيں مستحق ثابت کر ديا - ايک جوش کي مثل مقدس ' اور ايکي سبقت و پيش قدمي کي عظمت قابل احترام ہے - ليکن جو متامل ہوے اور جنکے واہمہ قلبي نے خطرات نفساني سے شکست کھالي ' انہوں نے سبقت و آزمايش کي بہترين فرصت کھودي - تائيد الہي عنقريب اس دعوت کو ايک عظيم الشان جماعة کي صورت ميں ظاہر کرنے والي ہے ' ليکن جبکہ اغراض و مقاصد کي اشاعت ہو چکيگي ' تو پھر ياد رہے کہ اسکي طرف سبقت نہ ہوسکے گي ' ليکن انکا اجر ان لوگوں کا سا اور نہيں ہوسکتا ' جنھوں نے خطرات و خدشات کے ہجوم ميں اسکا ساتھہ ديا ہے - اور يہ ايک بہت بڑي معني توفيق الہي ہے ' جس کو ملنے والي ہے ' اب بھي مل رہيگي ' اور جس کو محروم رہنا ہے ' محروم رہيگا : ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء ' والله ذو الفضل العظيم -

(۴) رسالہ اغراض و مقاصد زيرطبع ہے - انشاء اللہ ۱۵ - جون سے اسکي روانگي شروع ہو جاليگي - مضمون بہت بڑھگيا ہے ' اسليے چھپنے ميں زيادہ وقت صرف ہو رہا ہے - وما توفيقي الا بالله ' عليه توكلت واليه انيب -

اعانۂ مہاجرين عثمانيہ

کسيکہ محرم راز صباست مي داند
کہ باوجود خزاں بوے يا سمن باقيست

الحمد للہ کہ اعانت مہاجرين عثمانيہ کيليے الہلال کي صداے الغياث بيکار نہ گئي ' اور اللہ تعالى کے فضل و کرم ميں سے سب سے بڑا احسان کسي بندے پر يہ ہے کہ وہ اسکي آواز ميں اثر ' اور اسکي آہ ميں درد بخشدے -

طرفہ ان نوح لانے سے اے چشم فائدہ ؟
در اشک بھي بہت ہيں اگر کچھ اثر کريں !

اگرچہ عاجز نے اعانت کيليے صرف ضمناً اشارہ ديا تھا ' اور جو کچھہ اپني بساط ميں اس مرقعہ کيليے تھا ' صرف اسي کے پيش کرديني پر قناعت کرلي تھي ' ليکن عام طور پر معاونين کرام اور احباب و متعلقين نے جس طرح اسپر توجہ فرمائي مبذول فرمائي ' اور جس جوش و خروش سے امداد اعانت ہوگئے ' سچ يہ ہے کہ وہ ميري توقع سے بہت زيادہ ہے - ميں ديکھہ رہا تھا کہ دو سال سے اعانت مہجرين طرابلس و بلقان کيليے چندوں کا سلسلہ برابر جاري رہا اور ابتک جاري ہے - پس مجھکو خوف تھا کہ شايد لوگ اب کسي نئي تحريک کے لئے کيليے طيار نہوں ' اور چندوں کي صداؤں سے اکتا گئے ہوں - اسليے بہتر نظر آيا کہ بجاے عام تحريک و صداء اعانت طلب کے ' خود اپنے اختيار ميں جو کچھہ ہے ' اسي کيليے کوشش کروں ' اور ناظرين کو اس بارے ميں کوئي زحمت تازہ نہ دوں - گو اس زحمت کو اپنے عقيدے ميں حيات دنيوي کي ہزار نعمتوں سے بہتر سمجھتا ہوں -

پھر يہ خيال بھي ہوا کہ جس دعوت کا سب سے پہلے خود اپنے نفس کو مخاطب نہيں بنا سکتے ' ہميں کيا حق ہے کہ اسکے تخاطب کا دوسروں پر بار ڈاليں ؟ اسکے ليے کونسي دليل بتلائي جا سکتي ہے کہ کسي کام کيليے مسلمانوں کو مال و دولت لٹانے کي تعليم دي جاے ' اور خود باوجود ادعاء اسلام ' اپنے تئيں مستثنى کرليا جاے ؟

يا ايها الذين آمنوا ! لم تقولون ما لا تفعلون ؟ كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون -

يہ ضرور ہے کہ پريس کي موجودہ مالي حالت ' اور نقصان جاري و قائم کے لحاظ سے چار ہزار پرچوں کا ايک سال تک مفت جاري کرنا ايک ايسا امر ہے ' جو اکثر کو ايک بڑي جرات نہ سمجھي جاے ' تو کم از کم ايک ايسا ارادہ تو ضرور ہے ' جسکي تعميل مشکلات سے خالي نہيں - تاہم اپني نظر ميں يہ کوئي ايسي بڑي بات نہيں ہے ' جس پر لوگوں کو توجہ دلائي جاے - اداء فرض اسلامي کي ايک حقير و ادنى ترين کوشش ہے ' اور جس قدير و مقتدر نے اسکا ارادہ دل ميں ڈالديا ہے ' وہي اسکي تکميل کا سامان ' اور اسکے تحمل کي طاقت بھي بخشديگا : ومن يتوكل على الله فهو حسبه -

اس بارے ميں بعض ارباب همت کو الله تعالى نے جيسي توفيق بخشي ہے ' ميں خواہشمند ہوں کہ اسکا اعلان ہوتا رہے - اور اسي ليے آجکي اشاعت ميں (اعانۂ مہاجرين) کے عنوان سے بعض خطوط کا اقتباس شائع کيا جاتا ہے ' اور آئندہ بھي شائع ہوتا رہے گا - ان ميں بعض خطوط ايسے ہيں ' جن ميں ظاہر کيا گيا ہے کہ وہ الہلال کي اپيل کو پڑھکر اشکبار ہوگئے ' ليکن ميں اپني وہ آنکھيں انھيں کيونکر دکھلاؤں ' جو انکے خطوط کے پڑھتے وقت اتنے کم اشکبار نہ تھيں ؟ الله الله ! اس دور تنزل و غفلت ' اس ہجوم نا اميدي و مايوسي ' اس حصار نامرادي و ناکامي ميں ايسے نفوس قدسيہ ابھي موجود ہيں ' جو اپنے برادران ديني کے مصائب کا افسانہ سنکر اپني خواہشوں کا اسباب ارادش ' اور اپني زندگي کي آخري پونجي تک دےدينے پر طيار ہيں ! اور اب بھي ممکن ہے کہ تاريخ اسلام کي گذشتہ روايتيں دلوں اور دماغوں کي صورت ميں مجسم ہوکر اسلام کے ابتدائي انصار و خدام کے کارنامہ ہاے مقدس و عظيم کو زندہ کرديں !! اگر ايسا بھي ہے ' تو ابھي نا اميدي و قنوط کا آخري وقت نہيں آيا ' اور گو جو لہا شعلوں کي بھڑک سے محروم ہے ' مگر چنگاريوں کي حرارت مفقود نہيں :

کسيکہ محرم راز صبا ست ' مي داند
کہ با وجود خزاں بوے يا سمن باقيست

الهلال

٢٨ - جمادی الثانیه ١٣٣١ هجری

خم گو سر خود گیر کہ خم خانہ خراب است

مسلمانان هند اور گورنمنت کي تعليمي حکمت عملي

وما انخفضوا کم یرفعوکم و انما
رأوا خفضکم طول العیاة لهم رفعا

والذین کفروا اعمالهم	جو لوگ منکر هیں، اُن کے کام ایسے
کسراب بقیعة یحسبه	هیں جیسے چٹیل میدان میں ریت
الظمآن ماء، حتی	کہ پیاسا اُس کو دور سے پانی سمجھتا
إذا جاءه، لم یجده	دوڑتا هے، مگر جب اُس کے
شیئاً، و وجد الله	پاس آیا تو کچھ بھی نہ پایا، پایا
عنده فوفاه حسابه،	تو الله کو اپنے قریب پایا جس نے
و الله سریع الحساب	اُس کا حساب چکا دیا، اور الله
(٢٤ : ٣٩)	جلدي حساب کر دینے والا هے -

"تعلیم صحیح ایک ایسے درخت کے مشابه هے جو کسي تھرے کنارے اپني بهاري رسطیري و سرسبزي کي بهار دکها رها هو - یه درخت کس چیز سے پیدا هوا هے؟ ایک ننھے اور حقیر سے بیج سے اس کو درخت بنایا هے، جو درخت کے تمام اعمال و خواص پر حاوي هے، اور جو اس وقت خاک میں چھپا هوا هے - انسان بھي اسي درخت کے مشابه هے - بچپن میں دیکھو، وهي تمام قویٰ مخفي و مستور هیں، جو اُس کي زندگي میں نمایاں هوتے هیں - انسان کي تهذیب صرف ادبي و اخلاقي حالت کا نتیجه هے - اور کچھ نہیں"

(هربرٹ سپنسر)

هندوستان کي تعلیمي رفتار کے دماغي قوی پر جو ناگوار اثر ڈالے هیں، طبیعتیں جس طرح کند هوتي هیں، اُبھرنے والي مطرح طاقتوں پر جو گراں بار دباؤ پڑا هے، مواقع ذهنیه کي پامالي میں جیسي دست درازیاں اُس سے کي هیں، اُس کي خارجي نظیر اگر کوئي هو سکتي هے، تو "راہرٹ جسگرڈ" اور اُس کے بھائي "راجر" کي وہ حکمت عملي، جس کے زور سے ایک طرف تو سنہ ١٥٧١ ع میں جنوبي اطالیه کي عربي سلطنت پامال کرکے اسلامي دنیا سے عربوں کے تعلقات همیشه کے لیے منقطع کردیے گئے، اور دوسري طرف اس خیال سے که ملک کي تمدني و صناعي و علمي اهمیت کے اجزاے عظمیٰ اُن دنوں صرف عرب تھے، اُن کو یه امتیازي رعایتیں بھي دي گئیں که مسیحي گورنمنٹ کي نگراني میں اُن کي تعلیمگاهیں برقرار رهیں، جن میں ان کي اولاد کو ایسي تعلیم، جو منشاے حکومت کے مطابق هو، سرکاري خرچ پر دي جاے - اُس وقت تو ان مراعات کي قدر و قیمت کا عام اعتراف هوا تھا لیکن حکومت نے جو سیاسي بندشیں ان کے ساتھه وابسته کر رکھي تھیں، قومي ترقي کے لیے وہ اُس قدر مهلک ثابت هوئیں، که قومیت میں روز بروز اضمحلال آتا گیا اور آخر یه حالت هوگئي که تهوڑے هي زمانے میں عرب یا تو بالکل هي فنا هوگئے یا کچھه رہے بھي تو نصرانیت کي تهذیب نے اُن کو اپنے اندر مدغم کرلیا!

همارے ملک میں اصلاح تعلیم کا خیال تو گورنمنٹ کو اب هوا هے اور خاصةً مسلمانوں کے متعلق ابھي ٢- مئي سنه ١٩١٣ع کو تعلیمي سرکلر شائع کیا گیا هے، لیکن یورپ میں اس کي ابتدا اٹھارویں صدي کے سرآغاز سے درش بدرش هے - هنري بسٹالوزي متوفي سنه ١٨٢٦ ع (جس کے الفاظ اس مضمون کے طغراے عنوان هیں) تهذیب نظام درس کے عوامل معرکه میں پہلا شخص تھا - وہ ایک مقام پر لکھتا هے:

"آجکل تعلیم کے جو طریقے رائج هیں اُن کے اتباع نے یورپ کو بڑي سخت غلطي میں مبتلا کر رکھا هے - غلطي هي نہیں وہ آپ اپنے سامان هلاکت میں هے - ایک طرف تو وہ اعلیٰ درجه کے علوم و فنون و صنایع میں ترقي کے فلک العرش پر پہونچ گیا هے، اور دوسري جانب تعلیم طبیعي کي وہ بنیاد هي کھو بیٹھا هے جس کا مدعا یه هے که سب کو ایک تعلیم دیني چاهیے، اور سب کي تعلیم اُن کے ذوق طبعي کے موافق هوني چاهیے - مجھے معلوم نہیں که یورپ کي طرح دنیا کا اولي اور حصه ترقع کے اس درجه تک بلند، اور پھر هبوط کے ایسے قعر میں گر گیا هو - همارے براعظم کي یه حالت اُس مجسمه کے مشابه هے جس کي تصویر پیغمبروں نے کھینچي تھي که اُس کا سر ثریا سے بھي اونچا هے مگر پاؤں (جس پر یه سر قائم هے) ٹھیکري کے بنے هیں! یورپ نے اپنے ان تعلیمات کے ذریعه سے قوم کو محبت و الفت و دانائي و حکمت و مدرکات و جذبات کے لباس سے پرهنه کرکے، اُس کے دماغ میں اُنس پسندي سے وحشت، ایمان سے تنفر، اور ترهمات و خرافات سے دلچسپي پیدا کر رکھي هے - اس خلل کا سدباب میري راے میں یه هے که سطحي تعلیم کو ترک کرکے عقلي و ذهني تعلیم کو ترقي دي جاے، اور حقیقي معرفت کے مصدر و منبع کي جانب رجوع هو"۔

یه وہ الفاظ هیں، جو یورپ کي تعلیمي حالت کے متعلق کہے گئے تھے، جس کي علمي ترقي اُس زمانه میں بھي مسلم تھي، مگر صد حیف هے هندوستان پر، جو اس طویل و عریض انگریزي عهد حکومت میں عالم کے صحیح مفهوم تک سے آشنا هونے نہ پایا!!

حال میں تعلیم کي نسبت جو سرکاري سرکلر شائع هوا هے، اس نے مسئله تعلیم و اصلاح کو از سر نو چھیڑ دیا هے -

مسلمانوں کي قومیت کے آجکل جو مخصوص ترکیبي عناصر هیں، اُن سب میں شکرگزاري و ممنونیت کا عنصر هر ایک پر غالب هے، اور یهي وجه هے که سرکلر میں گورنمنٹ کي جانب سے جس سابقهٔ احسان کا اعلان هوا هے، اُس کي مدت پذیري کے جذبات سے تمام قوم کے سینے لبریز هو رهے هیں - یه احساس واقع میں قابل تعریف هے اور بهرہ عامه کي ذیل میں حکومت کا جو قدم آگے بڑھے، رعایا کا فرض هے که اسکا خیر مقدم بجا لائے، اور اُس کي قدر و قعي عزت کرے، لیکن جب اس کي اشاعت سے خود گورنمنٹ کا مدعا یه هے که نفاذ احکام سے پیشتر استشاره و استصواب کرکے مسئله کو منقح کرلیا جائے، تو کوئي وجه نہیں که اس باب میں آزادي سے بحث نہو، اور عام راے کو اصلي معنوں میں آشکارا نہ کیا جائے؟

عہد قدیم کے ایک گورنر عجمی نے ایک نامور عرب (حنظلہ بن صفوان) سے ایک مرتبہ پوچھا تھا کہ " حسن اور حسین (یعنے حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما) اس پیغمبر کی اولاد نہیں ہے ؟ " اس کے جواب دیا تھا کہ " خدا کے لیے اس ایک جملہ میں دادی تک بات تو درست کہی ہوتی " یہ بحث ضروری نہیں کہ اس واقعہ میں اور زیر مذکورہ سوال میں اس حد تک مماثلت موجود ہے ؟ البتہ اس حقیقت کو بے نقاب کر دینا ضروری ہے کہ مسلمانوں کی خیالوں پختہ معماران نقد و نظر کے لیے نہایت ضروری کارگاہ ہوئی ہیں -

(۱) اسلام اور تعلیم میں قدرتی لزوم ہے ' اس لیے ہر ایک مسلمان کی یہ خصوصیت ہوئی چاہیے کہ وہ سب سے پہلے تعلیم یافتہ ہو - عہد رسالت میں صرف اظہار ایمان ہی پر قناعت نہ تھی ' بلکہ یہ بھی تھا کہ ہر ایک مسلمان بقدر میسور قرآن کریم کی تعلیم بھی ' کہ اس زمانہ میں وہی ایک تعلیم تھی ' حاصل کرے - اس کے لیے اتنے قریبی احکام تھے کہ ضروریات زندگی کے اہم اوصاف ' حتی کہ بیع و شری اور مہر و نکاح تک میں ادائے معاوضہ کی ایسی صورت یہ بھی تھی کہ قرآن کی تعلیم دینے سے یہ حق ادا ہوجاتا ہے - اس خصوصیت پر غور کیجیے اور پھر یہ دیکھیے کہ اعلی تعلیم تو معدوم ہے ہی ' ابتدائی تعلیم میں بھی مسلمان کتنے پیچھے ہیں ؟ یا ان ہمہ سرکلر میں یہاں کیا جاتا ہے کہ ابتدائی تعلیم میں مسلمانوں کی جماعت ہر طرح فوقیت رکھتی ہے -

(۲) ہندوستان کے عام طبقات و عناصر میں اگر زبان اردو کی عمومیت کو بحث میں نہ بھی لایا جاے ' جب بھی اس قدر ماننا پڑیگا کہ تعلم اقطاع کے مسلمانوں میں اردو سمجھی جاتی ہے ' علمی پہلو سے ہر جگہ اسی زبان کی حکومت ہے ' اور جہاں دوسری زبانیں رائج ہیں وہ بھی اصل میں زبان نہیں ہیں ' بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ زبان کے لہجے ہیں ' اور ان میں بھی اردو دخیل ہے - پھر بھی گوارمنٹ کی رائے ہے ' کہ " بہت سے اقطام ایسے ہیں جن میں مسلمانوں نے اردو کا استعمال بالکل ترک کردیا ہے "

(۳) یہ درست ہے کہ اردو کے علاوہ دوسری زبانوں کے ذریعہ سے انگریزی تعلیم حاصل کرنے میں مسلمانوں کو سخت سے سخت زحمتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں ' اور یہ بھی سچ ہے کہ غالب تعداد کے مدارس تانویہ (سیکنڈری اسکولوں) کا انتظام بھی تو مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے ' لیکن اس کا علاج صرف یہ بتایا گیا ہے کہ " مسلمانوں کے لیے خاص خاص کالج و اسکول قائم کرنے سے یہ دقتیں جاتی رہینگی " سوال یہ ہے کہ ان مخصوص درسگاہوں کا سلسلہ اتنا وسیع تو ہوگا نہیں کہ تمام اسلامی آبادی کے لیے کافی ہوسکے ' لامحالہ عام درسگاہوں کے ذریعہ سے یہ تعلیم پوری کرنی پڑیگی - پھر ان درسگاہوں میں یہ مشکلیں کیوں کر آسان ہونگی ؟

(۴) مدرسۂ عالیہ کلکتہ ' اسلامیہ کالج لاہور ' اور اسلامی اسکولوں کی اصلاح کی تجویز پیش کی گئی ہے ' جو نہایت عمدہ بات ہے - اگر اس تجویز پر قابل و تجربہ کار مصلحوں کی اعانت سے عمل درآمد ہوا ' اور تعلیمی و انتظامی معاملات میں مسلمانوں کی آزادی سلب نہوئی ' تو بے شبہہ یہ ایک بہت ہی کامیاب و معقول صورت ہوگی ' مگر خوزنیہ پبلک کے اس اعتراض کا کیا جواب ہے کہ ہوگلی کالج ' حسینی آباد اسکول ' اور میرزا محسن مرحوم کے وقف اسٹیٹ کے لیے بھی ابتدا میں تحریک اصلاح ہی پیش ہوئی تھی ' مگر اصلاحی مداخلت نے تھوڑے ہی دنوں میں ان سب کے نظم و نسق سے مسلمانوں کو بے دخل کر دیا - نیشنل اسکول اعظم گڑھ اور کاظمین اسکول لکھنؤ اسی بہانہ سے ٹوٹے ہیں ' اور اسی مادہ کی اصولی ضرورت کہی ہے جس نے مدرسۃ العلوم کی حکومت میں غیروں کو مسلمانوں کی جگہ صاحب اختیار و حکومت بنا رکھا ہے -

(۵) پرائیویٹ انتظام کے ذریعہ سے اسلامی ہوسٹلوں کی تجویز نہایت مبارک ہے ' لیکن کیا حقیقت میں یہ ہوسٹل غیر سرکاری مسلمانوں کے ہاتھ میں ہونگے ؟ کیا واقع میں اسلامی خصوصیات کے مطابق یہاں تہذیب نفس کا انتظام ہوگا ؟ اور کیا یہ بھی ان باتوں کے ہوسٹلوں سے کسی مفید و سودمند نتیجہ کی امید حق بجانب ہو سکتی ہے ؟

(۲)

اب ان اصلاحات کا مقابلہ یورپ کی تعلیم و طرز تعلیم سے کیجیے جس کو ہندوستان کی تعلیمی زندگی کے لیے مثال و نمونہ کے طور پر ہمیشہ پیش کیا جاتا ہے ' اور یونیورسٹی کے ہر ایک کانووکیشن میں ہندوستانیوں سے اسی کے اتباع کی خواہش کی جاتی ہے - اس تعلیم کے خاص خاص اصول یہ ہیں :

(۱) تعلیم اس خارجی ترقی کا نام نہیں ہے جو انشا و لغت و ادبیات کی سطحی معلومات پر قائم ہو ' اصل میں تعلیم ان مخفی قوتوں کے اظہار کا نام ہے جو فطرت نے انسانی طبیعت میں ودیعت کی ہیں - علم النفس (سائیکالوجی) کے اصول پر آج یورپ میں جس تعلیم کا رواج ہے اس کا مدعا بھی یہ ہے کہ ان خیالات کو عملی صورتوں میں لانا درسگاہ عمل کا ایک جز بنا دے -

(۲) تعلیم کا پہلے یہ انداز تھا کہ علم کو محنت و کوشش سے حاصل کیا جاے اور انسان کو محنت و کوشش کا خوگر بنا یا جاے - اب یہ اسلوب ہے کہ تعلیم کا نقطۂ مرکزی صرف نفع رسانی و نفع رسانی ہے -

(۳) تعلیم کی بنیاد یہ ہے کہ نقد و اختبار و توسیع معلومات کے ذریعہ سے انسانی قوتوں کو ترقی دیجاے -

(۴) درسگاہوں میں طرز تعلیم کی اصلاح کی جائے اور درس دینے والوں کو نمونۂ تہذیب بنا یا جاے ' تا کہ وہ اپنے فرایض کو نہایت کامیابی سے ادا کر سکیں -

(۵) تلا مذہ کے سامنے مہذبانہ کا پورا نمونہ ہو ' اس کی ذہنی و عقلی و دماغی حالتیں ملحوظ رہیں ' اور درس میں ہر ایک متعلم کی مذاق و مذاق طبیعت کو ربر نظر رکھا جاے -

(۶) ابتدائی تعلیم کا پورا پورا اہتمام ہو -

(۸) تعلیم کا مقصد افراد کو ترقی یافتہ بنانا ہو -

(۸) تعلیم کے لیے فرض ہے کہ ایسے طرز و طریق پر دی جاے کہ دنیا کا ہر ایک فرد اپنی عقلی مقتدرت و طبعی استعداد کے مطابق خاطر خواہ ترقی کر سکے -

کیا کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں کہیں بھی ان باتوں کا نام و نشان ہے ؟ وہ تعلیم جسکی بنیاد محض گورنمنٹ کی مخصوص ضرورتوں کے لیے پڑی ہو ' جس کے نصاب حقیقت میں ' وضع و انتقاد میں ' اسلوب و پرداز میں ' استعداد کا جوہر ہر ایک چیز پر غالب ہو ' جسکا منشاے عمل ہی یہ ہو کہ تعلیمی دکریاں ' غلامی کی ذلیل زندگی بسر کرنے کا آل تمغا ثابت ہوں ' جو افراد کے دماغی تنزل کو ترقی دینا چاہتی ہو ' جو عقلی مقدرت و طبعی استعداد کے دبائے رہنے کی حامی ہو ' جس کے حکام فیصلہ

کر چکے ہوں کہ ہندوستان کے لیے پرائمری ایجوکیشن کا لزوم سود مند نہیں ہے ' جس کے ذریعہ سے انشا و لغت و ادبیات کی سطحی معلومات میں بھی کامیابی نہ ہوتی ہو ' جس کا خاص نتیجہ یہ ہوتا ہو کہ فطرت انسانی کی مخفی طاقتیں کسی حالت میں بھی ظہور پذیر نہ ہوسکیں ' جس کے انداز درس میں نقد و اختیار و توسیع معارف کی گنجایش ہی نہ رکھی گئی ہو ' جہاں درس دینے والے اپنے فیشن کے لحاظ سے بہترین نمونۂ تہذیب ' اور اپنے کیرکٹر کی بنا پر بہترین تمثال بربریت و رجعیت نظر آئیں ' جو اساتذہ کو تلامذہ کے ساتھ ذات آفرینی خشونت کا برتاؤ سکھاتی ہو ' جو ایک عجیب و غریب معنی میں اصول مساوات کی اس شدت سے پابند ہو کہ طلبہ کی ذہنی و عقلی و دماغی حالتیں خواہ کیسی ہی مختلف ہوں ' اور ہر ایک کے ذوق طبیعت میں چاہے کتنا ہی تباین محسوس ہوتا ہو ' مگر سارے گلے کو ایک ہی لٹھ سے ہنکایا جائے ' اور تمام طبقات مختلفہ کو ایک ہی قسم کی بے نمک تعلیم دی جائے ' ایسی تعلیم اور اس تعلیم کا اصلاحی منشور (سرکلر) ' اگر کسی قوم کی کامیاب زندگی میں معاون ہو سکتا ہے ' تو ہم کو تسلیم کرنا چاہیے کہ فطرت نے نتائج میں غلطی کی ' ورنہ محکوم مسلمانان سسلی کے لیے وہاں کی مسیحی گورنمنٹ کو فرمان مراعات کو اصل میں آیۂ رحمت ثابت ہونا چاہیے تھا ! !

(٣)

یورپ میں طرز تعلیم کے کیا اصول ہیں ؟ اس کا معیار حقیقت یوں قائم کیا گیا ہے :

(١) طرز تعلیم میں اصلی چیز نقد و نظر ہے -

(٢) ہر ایک شاخ میں درس کی ابتدا سادہ و سرسری اصول سے کرکے دقیق مسائل تک اس کو بہ تدریج پہونچانا چاہیے -

(٣) مسئلہ جب تک منتظم طور متعلم کے ذہن نشین نہ ہو جائے معلم کو آگے نہ بڑھنا چاہیے -

(٤) طرز تعلیم کو صرف عقل کے ترقی دینے والے مسائل کے دائرہ میں محدود رہنا چاہیے - مباحث علمیہ کے دوران میں دماغوں پر غیر علمی تسلط بٹھانا ' یا علمی اصول میں مذہبی تحقیق کو خلط و ضبط نہ دینا ' دماغ کے لیے ایک تشویش آفریں چیز ہے -

(٥) تلامذہ کی شخصیت قابل احترام ہے -

(٦) تعلیم کا یہ نتیجہ ہونا چاہیے کہ انسان میں جو قوتیں مخفی ہیں ' وہ آشکارا ہوجائیں - یہ نتیجہ نہ ہونا چاہیے کہ دل میں نئی قوتیں ڈال دی جائیں -

(٧) قوت کو معلومات ' اور دماغ کو تعلیم سے آمیزش دینی چاہیے -

(٨) معلمین و متعلمین کے مابین جو بزرگانہ تعلقات ہوں ان کی عمارت اس داغ بیل پر تعمیر ہونی چاہیے ' جس کی بنیاد دراصل تعلیم رسالت سے ڈالی تھی کہ " لیوقر کبیرکم و لیرحم صغیرکم " (تم میں جو بڑے ہوں ان کی بزرگ داشت کی جائے ' اور جو چھوٹے ہوں ان کے ساتھ مرحمت و مہربانی کا برتاؤ ہو)

(٩) طرز تعلیم کی خاص غرض تہذیب نفس سمجھنا چاہیے -

سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ کی نظارۂ معارف (سررشتۂ تعلیم) میں کیا اسی طرز پر تعلیم دی جاتی ہے ؟ اور کیا موجودہ اصلاحی منشور اس دل آویز و خوشگوار توقع کی ضمانت ہوسکتا ہے کہ اسکولوں اور کالجوں میں اب انہیں اصول پر تعلیم دیجا یا کریگی ؟ سرکلر میں جب ان توقعات کی تکمیل کا نام و نشان ہی نہیں ہے ' جب طرز تعلیم میں نقد و نظر سے علاقہ ہی نہیں رکھا گیا ' جہاں مسائل کے افہام و تفہیم کے لیے کوئی اسلوب تدریج ہی نہیں ' مباحث درسی کو طلبہ سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر درسگاہ کی حاضری پوری ہوجائے ' مدرسین کا صرف یہ فرض ہو کہ مقدار مقررہ تک کے لیے اپنے روزانہ لکچروں کا وظیفہ پورا ادا دیں ' عقلی ترقی کے معرکات سے علاقہ نہیں ' تلامذہ کی شخصیت کا احترام غیر ضروری سمجھا جائے ' کوشش کی جاتی ہو کہ اس طرز تعلیم سے متعلمین کی بہترین مخفی قوتیں مخفی تر ہوجائیں ' ان کے دل میں نئی نئی قسم کے قباحی استعداد پیدا ہوں ' تہذیب نفس کی غرض تدنیس قلب سے آلودہ رہے ' متعلمین و معلمین کے مابین اظہارات میں خاص قسم کے تعلقات رہا کریں ' تو پھر ان حالات میں یہ اصلاحی نمایشیں کیا مفید ہوسکتی ہیں ؟ اور ان پر شذریہ کے رزولیوشن پاس کرنے کے کیا معنی ہیں ؟

یورپ کی بیشتر مسیحی طاقتوں نے دنیائے اسلام کو جن ہولناک و ہلاکت افزا مصائب کا آماجگاہ بنا رکھا ہے ' اس کے زخم ایسے اچھے نہیں ہیں کہ معمولی مرہموں سے مندمل ہوجائیں - وہ قوم جس اور فنا کرنے کی علانیہ تدبیریں ہو رہی ہوں ' اگر ترقی اصلاح کی سرسری تجویزیں ہی اس اور پامال ہونے سے بچاسکتی ہیں ' تو کوئی شک نہیں کہ شیخ شیرازی کی

" خانہ از پاے بست ویران است "

والی حکایت میں :

" خواجہ در بند نقش ایوان است "

کی مینا کاری ' مکان کو انہدام سے محفوظ رکھنے کی سب سے اچھی ترکیب رہی ہوگی -

(٤)

یہ وہ اصول ہیں جن پر ممالک یورپ کی ہر ایک درسگاہ میں عمل در آمد فرض ہے ' اور جن کے طریق عمل میں بہت کم اختلافات پیدا ہوسے ہیں ' لیکن اب پچھلے دنوں سے فرعیات میں بعض اور اصلاحیں شروع ہوگئی ہیں ' جن کے اہم پہلو یہ ہیں :

(١) تعلیم و طرز تعلیم سے خاص غرض یہ تھی کہ تلامذہ کے قوائے عقلیہ آراستہ ہوجائیں ' لیکن اس کی کوئی سہل الوصول ترکیب متعلمین نہ تھی - اب اس کی یوں تحدید دی گئی ہے کہ صرف اعمال ذرایعہ سے اس میں کامیابی ممکن ہے -

(٢) مصلحین نے اب تک طبیعیات کی تعلیم مقدم رکھی تھی ' یہ تقدم تو اب بھی ایک گونہ مسلم ہے ' اور عملی دنیا میں سب سے زیادہ مزینل سائنس ہی کو فروغ دینے پر زور دیا جاتا ہے ' مگر اہل نظر کی راے میں قومیں عموماً زبان کی ترقی یا تنزل سے بنتی بگڑتی ہیں ' اس لیے ادبیات کی تعلیم کو طبیعیات پر ترجیح حاصل ہے -

(٣) پہلے جغرافیہ و حساب و سائنس کے درس پر زیادہ اصرار تھا ' لیکن اب اس کی جگہ زبان و ادب و تاریخ کو ملی ہے -

(٤) اب تک تعلیم نفسی کی حمایت کی جاتی تھی ' قدیم فلسفۂ عقلیہ کی تعلیم سے انکار تھا ' لیکن اس کی قدم مقام رہی اور چیز نہیں رکھی گئی تھی - اب یہ جگہ فزیکل سائنس سے معمور کی گئی ہے ' جسکے لیے پہلے صف اولیں میں ممتاز گنجایش نکالی گئی تھی -

یہ اصلاحیں اصولی و عمومی حیثیت سے یورپ میں تسلیم کرلی گئی ہیں ' اور اب ایک مدت سے یورپ کے تمام اسکولوں ' کالجوں ' اور یونی ورسٹیوں میں یہی اصول زیر عمل ہیں ' اور انہیں کے وہ

[بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ٣ ملاحظہ ہو]

مقالات

دولة بني امية اور الهلال

الله الله في اصحابي - خير القرون قرني - بدعات و محدثات امور بدعة - خلفاء راشدين ، ملك عضوض - و ما يناسب ذلك -

(۲)

حديث " خير القرون "

آپنے چونکہ قرون اولی کا لفظ کہا ہے ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً وہی مشہور حدیث مراد ہے ' جس کو امام مسلم اور ترمذی نے عمران بن حصین سے باختلاف بعض الفاظ روایت کیا ہے کہ : " خير الناس قرني ' ثم الذين يلونهم ' ثم الذين يلونهم " ترمذی کی روایات میں " خير الناس قرني " اور " خير القرن الذي بعثت فيهم " بھی ہے ' اور بعض میں " خير القرون قرني "

حاصل سب کا یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا " بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے ' پھر اسکے بعد کا ' اور پھر اسکے بعد کا "

قرن کے مفہوم کے تعین میں محدثین نے غور و خوض کیا ہے۔ لیکن چونکہ دوسری حدیث " الخلافة بعدي ثلاثون سنة " (خلافت میرے بعد صرف تیس برس تک ہے) موجود ہے ' اسلیے یقیناً اس حدیث میں قرن سے مراد دس برس کا زمانہ مراد ہے ' اور مقصود یہ ہے کہ بہترین دہ سالہ دور آنحضرت کا تھا ' اسکے بعد دوسرا عشرہ ' اور اسکے بعد تیسرا ' جسکے بقیہ چھ مہینے حضرت حسن بن علی علیہما السلام کی خلافت سے پورے ہوگئے اور پھر زمانہ شر و فتن کا شروع ہوگیا -

پس گذارش ہے کہ جس زمانے کی نسبت میں نے محدثات و بدعات کی ابتدا لکھی ہے ' اس سے خیرالقرون کی شہادت کو کیا تعلق ؟ آپ میری اس طرح کے خلط بیان سے کیوں تعجب و تحیر میں مبتلا کرتے ہیں ؟ کہاں خیر القرون کا زمانۂ خیریت و افضلیت ' اور کہاں دور امویہ و مروانیہ کے قرون جبر و تسلط و ملک عضوض ؟ خیر القرون کا عہد میمون تو بنی امیہ کی حکومت سے پیشتر ہی ختم ہوگیا تھا ' اور فی الحقیقت وہی دور اسلام کی تعلیم کا اصلی نمونہ ' اور اسکی عمر کا حاصل و مآل زندگی تھا -

میں یقیناً اس زمانے کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سد باب کا پہلا دن ' اور محدثات و بدعات کی گرم بازاری کا آغاز عہد قرار دیتا ہوں ' جسکی نسبت اسی حدیث کے بقیہ ٹکڑے میں سرور کائنات نے پیش آنے والے امور کی خبر دی تھی ' اور جس کو جناب نے غالباً بخیال ایجاز و اختصار چھوڑ دیا ' مگر میں (کہ باوجود ارادۂ و سعی اختصار ' مبتلاے اطناب ہو چکا ہوں) اسے چھوڑ نہیں سکتا ' چنانچہ جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے ' فرمایا کہ بہترین زمانہ میرا اور اسکے بعد کا ہے - مگر اسکے بعد :

ثم يأتي من بعد هم قوم '	ایک قوم آئیگی جو محض کثرت
يتسمنون و يحبون	مال و جاہ و اکل و شرب ' اور عیش
السمن ' (ترمذی جلد	نفس ' اور ادعا و نمایش میں
۲ - ابواب الفتن)	مبتلا ہو جائیگی -

اس حدیث کا راوی ابو عمران بن حصین ہے ' اور آگے چلکر مختلف رواۃ نے مختلف الفاظ میں روایت کی ہے - چنانچہ ایک دوسری روایت میں بعض الفاظ زاید ہیں -

مثلاً : " يشهدون ولا يستشهدون ' ويخونون ولا يؤتمنون ' ويفشوا فيهم السمن " - ترمذی نے اپنی اصطلاح میں اسکو " حسن صحیح " لکھا ہے -

اور مسلم کی روایت میں ان الفاظ کے بعد " ويندرون ولا يوفون ويظهر فيهم السمن " بھی ہے ' اور اس سے علاوہ نفس پرستی ' عیش پسندی ' اور دولت و جاہ و نمایش کے تبذر و انہماک کے ' عدل و امانت اور ایفاء عہد و اخلاق حسنہ کا بھی اس جماعت میں نہونا ثابت ہوتا ہے -

پس یہی جماعت ہے ' جو خیر القرون کے سہ سالہ عہد کے بعد نمودار ہوئی ' اور یہی دور بنو امیہ ہے ' جو " امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن " تھا ' اور یہی وہ دور محدثات و بدعات ' و فتن و قلاقل ' و شرور و فساد امور کا ہے ' جسکی حضرت صادق و مصدوق (روحی فداہ) نے اسی حدیث میں ' جو جناب کے استشہاد و استدلال کا عروۃ الوثقی ہے ' صاف صاف الفاظ میں اطلاع دیدی تھی ' اور پھر غالباً یہی ہے ' جسکی اطلاع کلام الہی نے بھی " واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة " فرما کر دیدی ہے : فصدق الله العلي العظيم ' و صدق رسوله النبي الكريم ' و نحن على ذلك من الشاهدين !!

اخبار ظہور فتن و منکرات

اصل یہ ہے کہ اخبار ظہور فتن ' و تحدید ازمنۂ خیر و فضیلۃ کی نسبت اگر شرح و بسط کے ساتھ لکھا جاے ' تو اتنا وافر ذخیرہ ہے ' اور اسکے متعلق بعض ایسے اہم مباحث ہیں کہ ایک پورا رسالہ چاہیے - اسکی مہلت کہاں اور پھر ضرورت بھی نہیں - آپنے ذکر کردیا ' تو کیا کروں ؟ با وجود ارادۂ اختصار و اجمال ' خود بخود بحث بڑھتی جاتی ہے -

اس بارے میں جو احادیث صحاح اور دیگر اسفار حدیث میں مروی ہیں ' اور آثار صحابۂ و تابعین میں اسکی جو تصدیق و تصدیق کی گئی ہے ' آن سب پر نظر ڈالکر علماء سلف نے اس مسئلہ کو تقریباً حل کردیا ہے - انکا بیان ہے کہ سب سے زیادہ صحیح اور صاف پیشین گوئی اس بارے میں " خیر القرون " والی حدیث ہے ' جسکو اس مبحث کا اساس و بنیاد قرار دیتے ہیں - اسمیں آنحضرت نے اپنے عہد رسالت ' اور اسکے بعد دو زمانوں کو یکے بعد دیگرے بہترین زمانہ قرار دیا ' اور یہی زمانہ " خلافۃ علی منہاج النبوۃ " اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا عہد طلائی تھا - یہ زمانہ امیر معاویہ کی خلافت سے پہلے ختم ہوگیا ' اور اسکی تصدیق ان احادیث سے ہوتی ہے ' جنمیں بتصریح اسکی اطلاع دی گئی ہے -

چنانچہ " خیر القرون " والی حدیث کے مطالعہ کے بعد اس حدیث کو دیکھیے جسکو صاحب مشکوۃ نے باب " الانذار و التحذیر " کی تیسری فصل میں درج کیا ہے :

عن ابن بشير عن حذيفه قال : قال (صلعم) تكون النبوة فيكم ماشاء الله ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ماشاء الله ثم تكون ، ثم يرفعها الله ، ثم تكون ملكا عاضاً فيكون ماشاء الله ان يكون ، ثم يرفعها الله ، ثم تكون ملكا جبريه فيكون ماشاء الله ان يكون ، ثم تكون خلافة على منهاج النبوة - قال حبيب : فلما قام عمر ابن عبد العزيز كتبت اليه بهذا الحديث اذكره اياه و قلت ارجوان تكون امير المومنين بعد الملك العاض و الجبريه

آنحضرت (صلعم) نے فرمایا : جب تک الله کو منظور ہے ، تم میں وجود نبوت باقی رہے گا ، اسکے بعد منہاج نبوت پر خلافت قائم ہوگی ، اور جب تک الله چاہیگا قائم رہیگی اور پھر اٹھالی جائیگی - اسکے بعد جور و ظلم کی پادشاہت شروع ہوگی اور جب تک منظور الہی ہے ، رہیگی - اسکے بعد محض جبر و تسلط کی حکومت ہوگی ، اور وہ بھی مشیة الہی کے مطابق رہیگی - لیکن اسکے بعد پھر ایک دور خلافت نبوت کے دور کا آئیگا -

حبیب کہتے ہیں کہ جب عمر ابن عبد العزیز تخت خلافت پر بیٹھے ، تو میں نے یہ حدیث انکو لکھکر بھیجی ، اور لکھا کہ مجھے امید ہے کہ آپ اس حدیث کی خبر کے مطابق " ملک عاض و جبر " کے بعد محض پادشاہ ہی نہیں بلکہ امیر المومنین ہونگے !

اسمیں زمانے کی کوئی قید نہیں ہے ، مگر امام مذکور کی حدیث میں جسکو امام موصوف نے دوسری جلد کے باب الفتن میں درج کیا ہے ، زیادہ تصریح ہے :

عن سعيد بن جمهان - قال ثنى سفينه : قال قال (صلعم) الخلافة في امتي ثلاثون سنة ، ثم ملك بعد ذالك ثم قال لي سفينة: امسك خلافة ابي بكر ، ثم قال : و خلافة عمر ، و خلافة عثمان - ثم قال : امسك خلافة علي ، فوجدناها ثلاثين سنة قال سعيد: فقلت له ان بني اميه يزعمون ان الخلافة فيهم ، قال كذبوا بنو الزرقاء ، بل هم الملوك من شر الملوك (تامل)

سعید سے روایت ہے کہ سفینہ نے آنحضرت کے اس قول کو روایت کیا کہ " خلافت میری امت میں صرف تیس سال رہیگی ، پھر اسکے بعد محض حکومت اور پادشاہت ہے -

اسکے بعد سعید کہتے ہیں کہ مجھسے سفینہ نے کہا کہ حضرت ابوبکر کا زمانۂ خلافت شمار کرو ، میں نے کیا - پھر کہا کہ حضرت عمر و عثمان و علی کا عہد خلافت شمار کرو ، میں نے سب کو جمع کیا تو کل تیس سال ہوے - پھر میں نے کہا کہ یہ تو سچ ہے لیکن بنی امیہ جو سمجھتے ہیں کہ ہم بھی خلیفہ ہیں ، یہ کیسی بات ہے ، حالانکہ بموجب اس حدیث اور تمہاری بیان کردہ تطبیق کے خلافت قبل از بنی امیہ ختم ہوگئی ؟ اسپر سفینہ نے کہا کہ زرقا کی اولاد نے (یعنی بنی امیہ نے) کذب بیانی اختیار کی - وہ خلیفہ کہاں ہیں ؟ وہ تو شریر ترین پادشاہوں میں سے بادشاہ ہیں "

ان تمام احادیث کی تطبیق سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ بہترین قرن آنحضرت کا تھا - اسکے بعد شیخین کی خلافت کا - اسکے بعد حضرت عثمان سے لیکر علم الجماعہ تک کا ، جبکہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے خلافت سے کنارہ کشی فرمائی - اور پھر اسکے بعد محض " ملک عاض " اور " ملک جبریہ " کا عہد فتن و فساد شروع ہوگیا ، اور وہی دور بنی امیہ ، اور " امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن " تھا -

یہ امر یہاں ظاہر کردینا ضروری ہے کہ ان احادیث اور نیز انکے ہم مطالب احادیث کی نسبت اس عاجز نے اپنے خاص پیش نظر مباحث سے اس موقع پر کچھ کام نہیں لیا ہے - چونکہ جناب نے " خیر القرون " کی حدیث کے طرف اشارہ کیا ، اور ان احادیث سے جا بجا استشہاد فرمایا ، اسلیے ضرور ہوا کہ جناب کو احادیث ہی کی طرف توجہ دلائی جاے -

پھر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ان احادیث پر جناب نے نظر نہیں ڈالی ، اور اس عاجز کے اتنا لکھدینے پر ، کہ " بنی امیہ کے عہد میں بدعات و محدثات کا بازار گرم ہوا " سقدر مقالہ و مذاقی ہوے ؟ کیا جس عہد کی نسبت یہ تصریحات موجود ہیں ، اسکی نسبت ضمناً کسی موقعہ پر کچھ اشارہ کردینے کا بھی آج کسی قلم کو حق نہیں ؟ اور کیا ان احادیث سے بالدل تص بصر کر لینے کی علة در یافت کرنے کی اس عاجز کو اجازت ملیگی ؟

یہ وہ مشہور ترین احادیث تھیں ، جنکو مشکوة وغیرہ میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے - لیکن کیا وہ حدیث بھی جناب کو یاد ہے ، جسکو ترمذی ابواب الفتن کے " باب ما جاء في الشام " میں لائے ہیں ؟ اور جس کو ابن قرہ نے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ " اذا فسد اهل الشام فلا خير فيكم " ؟ اور نیز یہ کہ ان احادیث کے معاصل ، تابعین و تبع تابعین و محدثین نے کیا قرار دیے ہیں ، جن میں ظہور فتن و فساد کی بکثرت خبر دی گئی ہے ، اور جسے اسفار حدیث کے ابواب فتن بھرے ہوے ہیں ؟ مثلاً " سیکون فتن ، القاعد فيها خير من القائم ، والقائم فيها خير من الماشي ، والماشي خير من الساعي " (متفق عليه)

براہ کرم اس بارے میں کنز العمال کے ابواب فتن ، یا کتب دلائل و خصائص ، مثل خصائص سیوطی وغیرہ کے ابواب اخبار پر ایک نظر ڈال لیجیے ، اور خدارا اسپر تعجب نہ کیجیے کہ بدعات و محدثات کی گرم بازاری دور بنی امیہ میں کیونکر تسلیم کی جاسکتی ہے ؟

اگر طبرانی و حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم اصفہانی وغیرہ کی مرویات پر بھی نظر ڈالی جاے ، تو دور بنی امیہ ، حتی کہ بعد از شہادت حضرت فاروق فتنہ و فساد و منکرات و بدعات کے متعلق ایک ذخیرۂ دفاتر و مواد مجلدات کثیرہ موجود ہے (۱)

اگے چلکر اس قدر پر غیظ لہجے میں ارشاد ہوتا ہے :

"بنی امیہ لاکھ برے سہی پھر بھی اپنے بعد والوں سے لاکھ درجہ اچھے تھے ..... آجکل کے مسلمانوں کو انہیں برا کہنے کا کوئی حق نہیں "

---

(۱) احمد و بیہقی اور طبرانی نے عروہ بن قیس سے روایت کی ہے : قال الضالة بن زيد ، ابي العشى قد ظهرت ، قال ابا و ابن الخطاب حي ، فلا اما تكون بعده -

حافظ سیوطی نے خصائص کبری اور جمع الجوامع میں ایک خاص باب اس عنوان سے باندھا ہے ، اور اخبارہ (صلعم) بالفتنة وان صبيدها قتل عمر" یعنی آنحضرت کی خبر دہی فتنہ کی نسبت ، اور یہ کہ اسکا صید حضرت عمر کا شہید ہونا ہے - اس باب کی بنیاد تو بخاری و مسلم کی حذیفہ والی حدیث ہے جو مشہور ہے ، لیکن اسکے علاوہ دیگر سنن و مسانید و معاجم کی حدیثیں بھی بکثرت جمع کی ہیں ، جسے کویا استدلال کیا ہے کہ حضرت عمر کی وفات کے بعد ہی فتنہ شروع ہوگا ، اور انکا وجود ایک دیوار درمیان میں و فتن کے ہے - غور کیجیے تو شہادت حضرت عثمان اور پھر جنگ صفین وغیرہ کے وہ مقاتلات ، جنکی دس کم سو لڑائیوں میں روایت مشہور ستر ہزار صحابہ و مسلمین قتل ہوے ، اور جنمیں ۲۰ سے زیادہ صحابۂ شرکاء بدر بھی تھے ، در حقیقت اسلام کے ابتدائی عروج کو لیجیے ایسا شدید فتنہ تھا ، جس سے ابھر آور کیا ہوسکتا ہے ؟ یورپ کے عروج جہاں میں کہ باوجود ایسے مقاتلات عظیمہ کے کیونکر اپنے عہد ابتدائی میں اسلام کی فاتحانہ ترقی قائم رہی ، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف قائید الہی و نصرت غیبی کا اعجاز تھا - (منہ)

مخدومنا ! ان دو سطروں میں کئی غلطیاں ہیں - اول تو " لا یاتي علیهم زمان الا الذي بعده اشر منه " کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہر مقدم موخر سے افضل ہو - مقصود من حیث القوم اور من حیث الاکثر ہے ' اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ بني امیہ کے زمانے میں جمیعۃ اسلام اور ممالک اسلامیہ اپنے بعد کے زمانے سے ہزار درجہ بہتر تھے - عرب کي اصلي سادگي اور ازادي ہرتے کے اندر نمایاں تھي - صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا گروہ عرصے تک موجود رہا - علم خاندان اہلبیت مطہرہ اور ائمۂ اہل بیت علیہم السلام یکے بعد دیگرے موجود رہے - مسلمانوں کے اندر زلزلہ اسلام اور جوش فتوحات بالکل تازہ اور عروج پر تھا ' وغیرہ وغیرہ - لیکن جونکہ فتنہ و فساد کے جراثیم پیدا ہوچکے تھے ' اسلیے وہ بتدریج بڑھتے گئے ' اور ہر آنے والا زمانہ گذشتہ زمانے سے بدتر ہوتا گیا - یہاں تک کہ جو ہوتے تھا ہوا ' اور آج جو حالت ہے وہ ظاہر ہے -

پھر " برا کہنے " کے حق کي نسبت بھي حدود مقرر کرنے چاہئیں ' ورنہ سیاہ و سفید کي تمیز اٹھہ جائیگي - " الحب فی اللہ و البغض فی اللہ " تمام اعمال و افعال میں مسلمانوں کا محور اعمال ہے ' اور اچھے اعمال کو اچھا سمجھنا ' اور برائي کو خواہ وہ کسي عہد میں ہوئي ہو برا یقین کرنا ' ایک ایسي شے ہے ' جسکا خود ہمارے اعمال و خصائل پر اثر پڑتا ہے - اشخاص کي بحث خود بخود پیدا ہوجاتي ہے ' جبکہ اعمال پر نظر ڈالي جاتي ہے - یزید کے مظالم پر بعد کو آنے والے کیوں فریادي ہیں ' حالانکہ آپکے اصول کے مطابق تو " لا یاتي علیکم زمان الا الذي بعده اشر منه " ؟ ؟

اطلاق لفظ فسق و ظلم نسبت بني امیہ

(۹) بہت زیادہ تاسف جناب کو اس مضمون کي " خون سے شرابور سرخي " پر ہے ' اور اسپر ' کہ بني امیہ کي طرف ظلم و فسق کو کیوں نسبت دي گئي ؟ خیر ' اور تمام باتوں کو جانے دیجیے - آپ ترمذي کي اس حدیث کي نسبت کیا کہتے ہیں ' جو اوپر گذر چکي ہے ' اور جسمیں سفینہ کا بني امیہ کي نسبت یہ قول نقل کیا ہے کہ " بل هم ملوک من شر الملوک " ؟ ؟

قاتلیں عمار بن یاسر

پھر ان احادیث مشہورہ (اور بقول سیوطي متواترہ) کي نسبت کیا ارشاد ہوتا ہے ' جنمیں حضرت عمار بن یاسر کي شہادت کي خبر دي گئي تھي ' جو جنگ صفین میں اہل شام کے ہاتھوں شہید ہوے ' اور جنمیں انکے قاتلوں کي نسبت " فئة الباغیه " کا وصف فرمایا گیا تھا ؟

عن ام سلمه و ابي قتاده	ام سلمہ اور ابو قتادہ سے روایت ہے
ان رسول الله (صلعم)	کہ انحضرت (صلعم) نے فرمایا : اے
قال لعمار : تقتلك الفئة	عمار ! میں دیکھتا ہوں کہ تجکو ایک
الباغیه (بخاري و مسلم)	باغي گروہ قتل کریگا -

حافظ سیوطي اس حدیث کو نقل کرکے لکھتے ہیں :

" هذ الحدیث متواتر ' رواه من الصحابه بضعة عشر ' کما بینت ذلك فی الاحادیث المتواتره " (خصائص کبری - جلد ۲ - صفحہ ۱۴۰)

یہ تو صحیحین کي حدیث ہے ' لیکن امام احمد و حاکم اور طبراني نے عمر ابن العاص سے روایت کي ہے کہ " سمعت رسول الله (صلعم) یقول : اللهم ارلعت قریش بعمار قاتل عمار و سالبه في النار "

یہ احادیث صفین کے اہل شام کي نسبت قرار دي جاتي ہیں ' پھر انصاف فرمائیے کہ میں نے اگر علم حکومت بني امیہ کي نسبت ظلم کي نسبت دي ' تو میرے اس جرم کے دیگر شرکاء کو کیوں فراموش کر دیا جاتا ہے ؟

جناب نے فقہ حنفي کي مشہور کتاب ہدایہ تو قطعاً پڑھي ہوگي - قضا کے ابواب میں کوئي اس قسم کي عبارت بھي جنابہ کو یاد ہے ' جسکے الفاظ یہ ہیں ؟

یجوز تقلد القضاء من السلطان	ظالم پادشاہ کے طرف
الجایر ' کما یجوز من العادل '	سے قضا کا عہدہ قبول کرنا
لان الصحابة تقلدوا من معاویه	جائز ہے ' چنانچہ صحابہ
والتابعین تقلدوا من الحجاج	نے معاویہ کي جانب سے
(هدایه مطبوعه لکھنو جلد ۳ -	قبول کیا تھا - نیز حجاج
صفحه ۱۱۷ -)	سے تابعین نے -

صاحب ہدایہ کے اس " لانا لانسه " طریق ذکر کي نسبت جناب کا کیا خیال ہے ؟

(۱۰) جناب نے یہ بھي ارقام فرمایا ہے کہ :

" آپکي ان تلخ کلامیوں نے " رفاض " کي یاد تازہ کر دي جنھوں نے صحابہ کو سب و شتم کرنا اپنا پیشہ بنا لیا ہے "

لیکن اگر اعمال مروانیہ کو ظلم و جور کے لفظ سے تعبیر کرنا رفض ہے ' تو میں بکمال مسرت و ابتہاج رفضي کہونگا ' جو امام شافعي کي طرف منسوب ہے کہ :

فلیشہد الثقلان انی " رافضي " ! !

اور خوش ہونگا کہ یہ ایک ایسا " رفض محبوب و مطلوب " ہے ' جسمیں الحمد للہ ' میرے ساتھہ وہ وہ لوگ شریک ہیں ' جنکا نام آج دنیاء اسلام بغیر دعا و تحیۃ کے نہیں لیتي :

نازم بکفر خود کہ بایمان برابر ست !

رہا تبرہ اور سب و شتم ' تو افسوس ہے کہ اس بدعۃ شنیعہ کي بنیاد اولیں بھي بنو امیہ ھي نے رکھي ' جو علانیہ بر سر منبر ذکر خدا و رسول کے ساتھہ حضرت امیر پر لعنت بھیجتے تھے ' اور اسي کا اتباع ہے ' جو شیعي دنیا بدبختانہ کر رہي ہے -

وفد بکاۃ الھلالیه علي معاویه

(۱۱) جناب نے آخر میں الھلال کے مضمون زیر نقد کے ایک جملے کي طرف اشارہ فرمایا ہے اور لکھا ہے :

" ستم تو یہ ہے کہ جناب انکے اسي ضرب المثل حلم ' اور سابقہ برس کي بڑھیا عورت کے ھفوات سے درگذر فرما جاتے ' کون خدا جانے کن نگاھوں سے ملاحظہ فرماتے ھیں ؟ "

جناب کا یہ اشارہ الھلال کے مضمون زیر نقد کي اس عبارت کي طرف ہے :

" اگرچہ طرح طرح کي بدعات و محدثات کا بازار (خلفاء راشدین کے بعد) گرم ہوگیا تھا ' تاہم چونکہ عہد نبوت کا فیضان روحاني اور تعلیم قرانی کا اثر ابھي بالکل تازہ تھا ' اسلیے پھر بھي " امر بالمعروف " کي آواز کي گونج کوفۂ و دمشق کے ایوان و محل کو لرزا دیتي تھي - سابقہ برس کي ایک بڑھیا عورت بر سر دربار بلائي جاتي تھي ' اور امیر معاویہ کے سامنے بے دھڑک اپنے وہ اشعار جوش و خروش کے ساتھہ پڑھتي تھي ' جن میں نہ صرف حضرت امیر علیہ السلام کے مناقب ہوتے تھے ' بلکہ کھلے کھلے لفظوں میں بني امیہ کے نظائع و مثالب بیان کیے گئے تھے - الخ " (الھلال جلد ۲ - نمبر ۱ - صفحہ ۹ -) -

اب اس وقت یاد نہیں آتا کہ اس مضمون میں کس عورت کي جرأت و دلیري و حق گوئي کي طرف اشارہ کیا گیا تھا ' جو جناب کے لفظوں میں " ھفوات " سے ملقب ہونے کي مستحق قرار پائي ہے ؟ امیر معاویہ کے سامنے اس طرح کي معصب

اهل بیت اور صداقت پرست و جرأت فرما عورتوں کے آئے' سوال و جواب میں خطبات بلیغهٔ و موثره دینے ' اور اپنے اشعار مدحیهٔ حضرت امیر سنانے کے متعدد واقعات تاریخ و مختارات ادبیه میں منقول هیں ' اور فی الحقیقت عرب کی آزادي ' اسلام کی تعلیم حریة ' اور قرون اولی کے امر بالمعروف کي تاریخ میں' ان میں سے هر عورت ' شرف و احترام اور عظمت و کمال کا ایک درجهٔ مخصوص و ممتاز رکھتي هے -

صاحب عقد الفرید وغیره اور امام ابوالفضل ابن طاهر نے " بلاغات النساء " (۱) میں سرده بنت عماره ' زرقاء بنت عدي' بکارة الهلالیه ' عکرشه بنت الاطش ' اور ام البراء بنت صفوان کا ذکر کیا هے' جنهوں نے جنگ صفین میں شرکت کي تھي' اور حضرت امیر کی نصرت و حمایت میں جانبازانه حصه لیا تھا - پھر امیر معاویه کے تسلط کے بعد یه لوگ مختلف تقریبات میں اسکے سامنے پیش هوے هیں' اور انکو امیر معاویه نے وه زمانه یاد دلایا هے - اسپر نهایت بے باکانه و حق گویانه حضرت امیر کے فضائل بیان کیے هیں' اور تمام اهل دربار کو اپني عظمت حق گوئي سے متحیر و متعجب بنا دیا هے !!

از انجمله (بکارة الهلالیه) کے وفد کا واقعه نهایت موثر هے' اور غالباً اس مضمون میں' میں نے آسي کي طرف اشاره کیا تھا -

صاحب بلاغات النسا نے لکھا هے که بکارة الهلالیه بالکل بڑھاپے اور ضعف و ناتواني کے عالم میں ایک مرتبه امیر معاویه کے دربار میں گئي - وه اسقدر ضعیف تھي که دو عورتوں کے طرف سے آسے تھامکر لائي تھیں - وهاں مروان بن حکم اور عمرو ابن عاص بھي موجود تھے - انهوں نے امیر معاویه سے کہا که " آپنے اسے پہچانا نا ؟ یه وه عورت هے جس نے جنگ صفین میں هم لوگوں سے مقابله کیا تھا اور یه اشعار پڑھ پڑھکر لوگوں کو سناتي تھي :

اتری ابن هند للخلافة مالکا
هیهات ذاک ' وما اراد بعید
منتك نفسك فی الخلاء ضلالة
اغراك عمرو للشقاء وسعید
فارجع بنا نکد طائر بنعوسها
لاقت علیا اسعد وسعود !

سعید بھي موجود تھا - اسنے کہا که اتنا هي نهیں ' بلکه یه اشعار بھي اسي کے هیں :

قد کنت آمل ان امرت ' ولا اری
فوق المنابر من امیة خاطبا
فا الله اخر مدتي ' فتطاولت
حتی رایت من الزمان عجبا
فی کل یوم لا یزال خطیبهم
وسط الجموع لال احمد عائبا

یعنے میري ارزو تھي که صحیح صورت آجاے ' مگر اس وقت کو اپني انکھوں سے نه دیکھوں ' جبکه بني امیه کا کوئي فرد ممبر پر خطیب نظر آے ! مگر افسوس که یه ارزو پوري نه هوئي' اور الله نے میري صورت کے وقت کو بڑھا دیا - یهاں تک که آج میں زمانے کے انقلابات کے عجیب عجیب رنگ دیکھه رهي هوں ' مسجدوں کے ممبروں پر بني امیه کے خطیب چڑھتے هیں' اور آل محمد پر علانیه لعن و طعن کرتے هیں !! "

بکاره نے ان بیانات کو سنکر امیر معاویه سے کہا :

" تیرے یه کتے مجھپر حمله کررهے هیں ' اور میرا عصاء دفاع ضعیف هے که انکو هنکا نهیں سکتي - بیشک ان اشعار کي میں هي مصنف هوں - میں پسند نهیں کرتي که اس سے انکار کروں - اب میں واپس جاتي هوں - سچ یه هے که امیر المومنین علي کے بعد زندگي میں کوئي خوشي نهیں " (بلاغات النساء صفه - ۳۰)

اسي طرح سرده بنت عماره رحمها الله کا واقعه بھي مسلمانوں کیلیے حق گوئي اور صدق لهجه کي ایک مثال عظیم اور اسوهٔ حسنه هے - یه جب امیر معاویه کي تخت نشیني کے بعد اسکے سامنے آئي تو امیر نے پوچھا :

"کیا تو وهي عورت نهیں هیں ' جس نے ایام جنگ صفین میں یه اشعار کهے تھے ؟

شمر کفعل ابیک یا بن عمارة
یوم الطعان و ملتقی الاقران
وانصر علیا والحسین ورهطه
واقصد لهند وابنها بهران
ان الامام الخیر النبی محمد
علم الهدی ومنارة الایمان
فقه العتروف وسر امر لوائه
قد ما بابیض صارم وسنان

سرده نے کہا :

" اے والله ! میں ان لوگوں میں سے نهیں هوں ' جو حق سے وقت پر پھر جاتے هیں ' اور کذب گوئي کیلیے حیله طرازیاں کرتے هیں - بیشک میں هي هوں جس نے یوم صفین میں یه اشعار کهے تھے "

امیر نے کہا : " کیا شے تھي ' جس نے ان اشعار کے کہنے پر تجکو اماده کیا " ؟

سرده نے بے باکانه و مسلمانه کہا :

" حب علي علیه السلام ' و اتباع الحق - حضرت علي کي محبت ' اور حق کي پیروي " !! (ایضاً صفحه - ۳۶)

(الهلال) میں (احرار اسلام) کا باب تاریخ اسلام کے ایسے هي امثال جلیله کے احیاء ذکر کیلیے تھا ' مگر افسوس که هجوم اشغال نے مهلت نه دي که ایک ادمي کیا کیا کرے ؟

بهرحال اس مضمون میں یا سرده کے طرف اشاره تھا ' یا بکارة الهلالیه رحمها الله تعالی کي طرف - آپ اسکو " ایک بڑھیا کے هفوات " سے تعبیر کرکے شاید کوئي خوشي حاصل فرمائے هونگے ' مگر یقین کیجیے که ایکے الفاظ پڑھکر میري آنکھوں سے تو انسو نکل پڑے - فسبحان من لا یتغیر !! ایک زمانه تھا که هم میں سے بڑھیا عورتوں کے اندر اسلام کا ایسا سچا اتباع' حق اور حریت کے ایسا گرانمایه امثال ' امر بالمعروف کا ایسا سچا ولوله' اور آزادي و صداقت کي ایسي غیر متزلزل محبت تھي - اور ایک زمانه آج کا هے ' جب که میدان اسلام ' اور رجال علم و فضل' ایسي مثالوں کا پیش کرنا ایک طرف رها' انکو " هفوات " کے لفظ سے تعبیر کرتے هیں !!

الله الله ! آس مقدس مسلمه و مومنه کا مقام عالي اور مرتبه ارفع ! جسکے دل کو خدا نے خاندان نبوت کي محبت و عشق کا خانه بنایا' جسکو حق کي معیت کي توفیق عظیم ملي ' جس نے اهل بیت محمد صلی الله علیه وسلم کي حمایت و نصرت میں اپنے سیف لسان کے جوهر دکهاے ' اور جسکي حریت و آزادي ' اور حق پرستي و صداقت پژوهي کو تخت خمشق کي

(۱) بلاغات النسا امام ابوالفضل احمد بن ابي طاهر بغدادي متوفي سنه ۲۸۰ - کي ایک نهایت دلچسپ کتاب هے' جس میں جاهلیة و صدر اسلام کي مشهور عورتوں کے اقوال و خطبات اور بلاغات و نوادر کو بطرز احسن و به تقسیم عنوان و ترتیب ابواب جمع کیا هے ' اور اس بارے میں اسکا مطالعه عقد الفرید و اغاني وغیره سے زیاده مفید اور دلچسپ هے - مصر میں چھپ گئي هے - (منه)

شوکت قیصری اور ابہت عجمی مرعوب نہ کرسکی ! آپ اسکے کارنامۂ حق پرستی کو هفوات و ترهات کے لفظ سے تعبیر کرتے هیں - کیجیے ' لیکن مجکو تو اگر اپنی تمام زندگی میں ان " هفوات " کی ایک مرتبہ پیروی کرنے کی بھی سچی توفیق ملجائے ' تو اپنی قسمت پر ناز کروں ' اور یقین کروں کہ میری بخشش کا سامان هوگیا !!

تو ز طوبی و ما ، قامت دوست
فکر هرکس بقدر همت اوست

مخدوم من ! معاف فرمائیگا ' عقائد نسبی هی نے آپکو سب کچھ نہیں دیا ' اس سے باهر بھی ذرا اپنی نظر وسیع فرمائیے - حق کی بحث فریقانہ تعصبات سے ارفع و اعلی هے ' اور اهل حق کا مسلک عدل و اعتدال ' اور افراط و تفریط سے اجتناب هونا چاهیے - آپ کو میری اس تحریر میں " رفاض " کے سب و شتم کا طریقہ نظر آیا کہ بلکہ اسمہ کی بدعات کا ضمنی تذکرہ بھی آپکے خیال میں مشرب " رفاض " هے - نہیں سمجھتا کہ اس بارے میں کیا عرض کروں ؟ تاهم اتنا عرض کیے بغیر نہیں رهسکتا کہ الحمد للہ ' اهل بیت نبوت کی محبت سے فائض الموام و ایمان افروز هوں ' اور اس عالم میں هوں کہ سب خدا کے حضور میں عبادت کیلیے جاتا هوں ' تو میری نماز بھی اس وقت تک پوری نہیں هوتی ' جب تک کہ آل محمد پر درود و سلام و تحیۃ کا هدیہ ' بش بارگاہ حضرت تبارک و تعالی نہ کرلوں کہ " اللهم صل وسلم علی سیدنا محمد و علی آل محمد ' کما صلیت وسلمت علی ابراهیم و علی آل ابراهیم انک حمید مجید :

یا اهل بیت رسول اللہ حبکم
فرض من اللہ فی القرآن انزله
کفاکم من عظیم القدر انکم
من لم یصل علیکم لا صلوۃ له !

میں تشهد میں درود کو اصطلاحی واجب نہیں بلکہ حقیقی واجب یعنی فرض سمجھتا هوں ' فسئال اللہ تعالی ان یجعلنا علی اتباع الکتاب و قرنائه اهل بیت النبی الکریم ' علیه و علی آله و اصحابه الصلوۃ و التسلیم -

(۱۲) آخر میں یہ عرض کردینا ضروری سمجھتا هوں کہ اس قسم کے مباحث و مذاکرہ کی نسبت ارباب عصر کی مختلف رائیں هیں - بعض حضرات انکو اس درجہ اهم اور اقدم سمجھتے هیں ' کہ دین و دنیا کا کوئی خیال اور اسلام و مسلمین کی کوئی مصلحت انکی نظروں میں انسے اهم نظر نہیں آتی ' اور انکے عقیدے میں اب مسلمانوں کیلیے اسکے سوا دنیا میں کوئی کام باقی نہیں رها هے کہ گذشتہ منازعات و مناقشات کی نسبت تصنیف و تالیف و جرح و تعدیل کا بازارگرم کیا جاے ' اور قوم و ملت اپنی زندگی کو اسکے مطالعہ کیلیے وقف کردے !!

ان بزرگوں کے ساتھہ ایک دوسرا روشن خیال ' اتحاد دوست اور " مصلحت " فرما طبقہ هے ' جسکا خیال هے کہ اس طرح کے تمام مباحث چونکہ اسکی مصطلحہ " مصلحت وقت " کے خلاف هیں ' اسلیے بہتر هے کہ همیشہ کیلیے انکو مدفن مقبرۂ ذهول و نسیان کردیا جاے ' اور کبھی انکی طرف اشارہ بھی نہو -

گویا اس خیال کے بزرگوں کے نزدیک سیاہ و سفید ' حق و باطل ' صدق و کذب ' نور و ظلمت ' اور معروف و منکر کی بنیاد ' حقیقت نہیں ' بلکہ " مصلحت " هے ' اور تمام تاریخی اسفار ' اور مجلدات آثار دنیا سے نابود کردینا چاهئیں ' کیونکہ وہ " مصلحت وقت " کے خلاف هیں !!

لیکن اس عاجز کا مسلک ان دونوں مذاهب سے مختلف هے - میں دونوں جماعتوں کو افراط و تفریط میں دیکھتا هوں - اپنی تمام قوت علم و دین کو محض تاراج مجادلہ و مکابرہ کرنا ' اور امور متنازعہ کو خواہ نخواہ زندہ کرکے امن و اتحاد و جمعیۃ کلمہ میں خلل انداز هونا ' عقل و شرع ' دونوں کے لحاظ سے مضر هے ' لیکن ساتھہ هی میں اس " مصلحت اندیشی " کا بھی قائل نہیں ' جسکے معنے یہ هیں کہ تاریخی مباحث و تحقیقات کا سد باب کردیا جاے ' تصحیح خیال ' و تعدیل اعتقاد ' و تجدید اعمال حسنہ ' و ترک افعال سئیہ کو روک دیا جاے ' اور دفاتر اخبار ' و اسفار آثار کے دروازوں پر یک قلم قفل چڑھا دیا جاے -

تاهم بحالت موجودہ میں اسکی بالکل ضرورت نہیں دیکھتا کہ ان مباحث میں اپنا اور ناظرین کا وقت صرف کروں - وہ وقت ' جو همارے فرصتیں قلیل ' اور ضرورتیں لا تعد ولا تحصے هیں ' اور پھر یہ بحثیں تو همارے زندگی سے وابستہ هیں ' لیکن پیش آنے والے حالات تو وہ هیں ' کہ همری زندگی هی کو مشکوک ' اور همارے هستی هی کو مفقود کردینے والے هیں -

الهلال کی گذشتہ جلد کے اختتام ' اور نئی جلد کے فاتحہ میں "امر بالمعروف و نهی عن المنکر " کی (کہ اصل مقصود دعوت الهلال هے) تاریخ کی طرف مختصر سا اشارہ کیا گیا تها ' اور اس فضل مخصوص امۃ مرحومہ کی طرف توجہ دلائی تهی کہ هر زمانے میں حکمۃ الہیہ نے احیاء شریعۃ و امر بالمعروف کیلیے برگزیدہ کان امت کو منتخب کیا ' اور انکے ذریعہ حق کا اعلان ' اور باطل کا استیصال ظہور میں آیا - اسی ضمن میں یہ ذکر بھی آگیا تها کہ اسلام کا اصلی دور زندگی ابتدائی عہد راشد تها ' اور پھر اسکے بعد هی بدعات و محدثات کا سلسلہ شروع هوگیا تها - وهاں نہ بنی هاشم اور بنی امیہ کے منازعات کا ذکر تها ' اور نہ جمل و صفین کا - نہ تعین تهی ' اور نہ تشخص - لیکن جناب نے اس طرف توجہ مبذول فرمائی ' اور اسکو رسم سب و شتم ' و اتباع "رفاض" و سب صحابۂ کرام [رضوان اللہ علیہم] سے تعبیر کیا - ایسی حالت میں ضرور تها کہ بر سبیل اجمال اپنے خیالات ظاهر کردوں - یہ کیونکر ممکن هے کہ واقعات سے بالکل چشم پوشی کرلی جاے ' اور یہ کیا استبداد و قہر اور حکم بدبش قلم و لسان هے کہ ضمناً بھی کہیں صاحبان اعمال خیر کی مدحت ' اور موسسین بدعات و محدثات کی طرف اشارۂ منقصت نہو ؟

(۱۳) پس یہ اسباب تهے ' جنکی وجہ سے الهلال کے چند صفحات اس ذکر کی نذر هوگئے - نیز اس لیے بھی کہ اس بارے میں جناب کا اصرار شدید تها ' ورنہ قارئین کرام پر واضح رهے کہ اس عاجز کے قلم و دماغ کے لیے امویۃ و عباسیہ کا مبحث نہیں ' بلکہ اب تو اسلام کا سوال درپیش هے ' اور تاریخ اسلام کا حفظ نہیں ' بلکہ نفس اسلام کے حفظ کی مہم سامنے هے - اب اسوقت " صفین " اور " جمل " کے واقعات پر غور کرنے کی مہلت کہانسے لائیں ' کہ یوم " بدر " اور " احزاب " کے واقعات تازہ هورهے هیں !!

مرحوم غالب نے اس بحث کا فیصلہ کردیا هے :

بحث و جدل بجاے مان ' میکدہ جرے ' کاندران
کس نکس از جمل نزد کس سخن از فلک نخواست

ناموران غزوهٔ بلقان

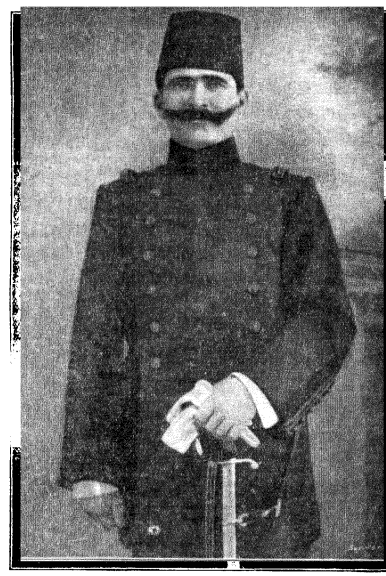
شهـــادة بطـل الحـــرية ! !

رحمة الله عليك يا نيازي بك !

حادثـــهٔ ملي

(٢)

بورپين تركي كے بهترين بلاد جمايله اور مقدونيا كي حسين ترين آبادیوں میں تیسرا نمبر (مناستر) کا ہے - یہ مغربي سر زمین میں مشرقي اوضاع و اطوار کے اختلاط کا (جو اور یین ترکي کي خصوصیت ہے) ایک نہایت دلکش نمونہ ہے - موسم کي خوبي ' قدرتي مناظر کي دلفریبي ' پہاڑوں کی قطار یں چشموں کي روانیاں یہ سراپاء روح پرور ہیں ' جنکي نعمت سے وہاں کا ہر باشندہ ' دنیا میں آتے ہي متمتع ہونے لگتا ہے -



نیازي بے اعلان دستور کے زمانے میں

اسکے اطراف و جوانب میں دور تک چھوٹے چھوٹے قصبے اور دیہات ہیں ' جنمیں سے اکثر دامن کوہ میں واقع ہیں ' اور وہاں کے باشندے اب تک بدویت اور حضریت کی درمیانی زندگی کے آثار اپنے اندر رکھتے ہیں - مقدونیا کے یہ پہاڑي عصابات (جرگے) جنکے قتل وغارت اور باهمی جنگ وجدال نے اس صوبے کو ہمیشہ حکومة عثمانیه کیلیے مصائب انگیز رکھا ' انهیں دیہاتوں اور انکے قرب و جوار کي وسیع پہاڑیوں میں بستے ہیں -

انهیں قصبوں میں ایک بڑا قصبه ' اور اضلاع کی فوجي چوکیوں کا صدر و مرکز ' رسنه نامي مقام ہے -

یہي (رسنه) نیازي بک کا مولد و منشاء ہے - یہیں وہ پیدا ہوا ' یہیں اپنی فوجی زندگی کا ایک بڑا حصه صرف کیا ' یہیں سے اس نے اپنی ملکی جاں نثاري کی حرکت شروع کی ' لیکن افسوس کہ یہاں کی آخري خاک اسے نصیب نہیں ہوئی - حالانکه اسے رسنه بہت محبوب تھا - وہ رسنه ' جسکے ایک جھونپڑے میں اس نے اپنی ملة و وطن کی راہ میں قربانی کا آخري عہد و میثاق باندھا تھا ' اور جسکی ایک رات اس نے عالم میں بسر کی تھی ' وہ صبح کو اپنی جماعت کے ساتھ عام حریت کا اعلان کرنے والے تھا ' جسکا نتیجه مجہول تھا ' اور اسکی آرزو جواں بخري ' جسکے ساتھ شادي کے بعد صرف دو ہی تمام موسم بسر کر سکا تھا ' شہر خوار بچے کو گود میں لیے ہوے اسکے وداعی الفاظ سن رہی تھی ! !

لیکن آہ اے نیازي بک ! اے پرستار ملت و وطن ! ! تیرا وطن محبوب بھي ہمارے ہاتھه سے گیا ' اور اسکے بعد تو نے بھي ہم سے کنارہ کشي کي ! کیا اس لیے کہ اپني ملة کی ذلت و نکبت تجھسے دیکھی نہ گئي ؟ اور کیا اسلیے کہ تیري غیرت عشق نے گوارا نہ کیا کہ وطن کے جانے کے بعد ' وطن کے نام لیوا دنیا میں باقي رہیں ؟

آہ ! تو ' اور تجھه ایسے شہداے ملة ' خوش نصیب ہیں کہ آنے والے وقت سے پہلے ہي دنیا سے چلے گئے ' اور اپني ملت عزیز اور وطن محبوب کي ہونے والي ذلتیں دیکھنے کیلیے باقي نہ رہے ' لیکن بتلا کہ ہم بدبخت کہاں جائیں ؟ ہم کہ زندہ ہیں ' اور اسلیے زندہ ہیں کہ اپني بربادیوں اور غیروں کي کامرانیوں کو اپني کچھه دنوں اور دیکھه لیں ! ! .....

.....

* * *

انقلاب دستور کے بعد دنیا ان لوگوں کو جانتے کیلیے نہایت مضطرب تھي ' جنھوں نے بظاہر چند ماہ کے اندر ملک میں ہمسر ملک کو بدلڈالا تھا - اسي زمانے میں نیازي بک نے اپنا روز نامچهٔ انقلاب دستور " خاطرات نیازي " کے نام سے ترکي میں شائع کیا ' جسکا انگریزي خلاصه مسٹر اي - اف - نائٹ نے کیا ' اور پھر ولي الدین بک نے عربي میں شائع کیا - اسمیں مرحوم نے اپنے ابتدائي حالات مختصر طور پر لکھے تھے -

نیازي بک کی ابتدائي حیثیت محض ایک عام سپاهي کي تھي ' سب سے پہلا امتیازي وصف جو اس سے ظاہر ہوا ' وہ جنگ یونان کا موقعه تھا ' اور اس نے ایک طرف تو فوجي حلقوں کو اسکي طرف متوجه کیا ' اور دوسري طرف ارباب حکومت کي اصلاح

طلب بے عنوانیوں کا پہلا نقش اسکے دل پر بٹھا دیا - جنگ کے ایک پرخطر موقعہ میں اس نے تنہا ۱۸ - یونانیوں کو قید کرلیا تھا ' اور ان میں بعض نہایت ممتاز یونانی فوج کے افسر تھے - وہ اپنے اسیروں کو لیکر خوشی خوشی قسطنطنیہ روانہ ہوا تھا سلطان کے حضور میں پیش ہوکر اپنی خدمت کو پیش کرے - راہ میں ادرنے پہنچکر اسے ایک امیر کا خط ملا ' اور اسکو معلوم ہوگیا کہ نیازی بک نے ساتھ یونانی اسیر ہیں - قبل اسکے کہ نیازی قسطنطنیہ پہنچے ' مابین ہمایونی سے ایک فرمان شائع ہوگیا ' جسمیں ۱۸ - یونانیوں کو تنہا قید کرلینے کے طرز نامے کو اس امیر زادے کے طرف منسوب کیا گیا تھا ' اور پھر اسکے صلے میں ترقی مراتب و مدارج کا اعلان تھا !

نیازی بک کہتا ہے کہ " یہ پہلا واقعہ ہے ' جس نے میری آنکھیں کھولیں ' اور مجکو اپنے ملک کے حکام ' اور مرکزی بد نظمی کی نسبت علم ہوا "

سنہ ۱۹۰۳ - کے اواخر میں یورپین ترکی کے اندر بلغاری جرّوں کی بغاوت اور شورش کا ہمسایوں نے انتظام کیا ' اور تمام مقدونیا میں آتش فساد بھڑک اٹھی - یہ کوہستانی اطراف اور دیہات و قصبات کے قبائل تھے ' جنھوں نے مختلف جرائم پیشہ سرغناؤں کی سر کردگی میں اپنی اپنی جماعتیں بنالی تھیں ' اور پھر باہم ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے تھے ' اور دیہاتوں اور قصبوں کو لوٹتے تھے - یہ بغاوت سنہ ۱۹۰۸ - تک قائم رہی ' جبکہ دستور عثمانی کا پہلا اعلان ہوا -

❊ ❊ ❊

حکومت نے جن لوگوں کو بلغاریوں کے مقابلے ' اور سرکوبی کے لیے متعین کیا تھا ' ان میں نیازی بک بھی تھا - وہ پانچ سال تک اپنی رجمنٹ کے ساتھ مقدونیا کے جرّوں کا مقابلہ کرتا رہا ' اور اس عرصے میں اس نے اپنی شجاعت و بسالت ' ایثار نفس و جوش خدمت ملک و ملت ' اور نوع پرستی و انسانی ہمدردی کی نہایت نمایاں مثالیں پیش کیں - اسکا وجود تمام اطراف رسنہ و مناستر کیلیے ایک رحمت الہی تھا - اس نے بلغاری اشرار کے حملوں اور لوٹ مار سے تمام اپنے قرب و جوار کی آبادی کو بالکل محفوظ کردیا تھا ' اور بڑے بڑے مشہور بلغاری ڈاکو اور سرغنے اسکے نام سے ڈرتے اور اسکی شجاعت و کاردانی کا اعتراف کرتے تھے - اسکی ہمدردیوں نے بلا اختلاف مذہب و ملت تمام اطراف و جوانب کے لوگوں میں اسکے وجود کو محبوب القلوب بنادیا تھا - اسکی موجودگی کا یقین راتوں کو تاریکی میں امن و امان کی روشنی تھا ' جو گھروں کے اندر عورتوں اور بچوں کو اطمینان کی نیند بخشتا تھا ' اور بوڑھوں اور معذوروں کو بلغاری وحوش و برابرہ کے حملوں سے پرورا کردیتا تھا -

ایک ذکی الحس اور حقیقت جو طبیعت کیلیے دنیا کے تمام حوادث و واقعات عبرت و بصیرت کا درس دیتے ہیں - صدہا عام سپاہی اور فوجی افسر نیازی کی طرح اس کام میں مصروف تھے ' لیکن نیازی بک جو کچھ کرتا ' اور جو کچھ دیکھتا تھا ' وہ کسی کو میسر نہ تھا - وہ گو اب تک انقلاب و اصلاح کی کسی تحریک میں شامل نہیں ہوا تھا ' اور اسکے خیالات میں کوئی انقلاب انگیز جنبش فکر پیدا نہیں ہوئی تھی ' باہر کے اخبارات کی ملک میں اشاعت مسدود تھی اور علی الخصوص ترکی فوجی زندگی تمام دنیا سے بے خبری اور بے فکری میں کٹتی تھی - تاہم چونکہ اسکا دل محب ملک ' ا. اسکا دماغ ند. ضد. تھا ' اسلیے وہ جو کچھ دیکھتا تھا ' محض فوجی فرض ' اور حق تنخواہ کے جذبے سے نہیں ' بلکہ اپنے ملک کی محبت ' اسکو فتنہ و فساد سے محفوظ کرنے کی آرزو ' اور خلق اللہ کے امن و رفاہ کیلیے -

لیکن اس فوجی خدمت کے اثنا میں اسپر نئی نئی باتوں کا انکشاف ہوا ' اور اُس نے حیرت اور غم کے ساتھ دیکھا کہ اسکے ملک اور ملّتی حکومت کی حالت ویسی نہیں ہے ' جیسی کہ وہ بچپن سے سمجھتا آیا ہے -

* * *

وہ لکھتا ہے :

" سب سے بڑھکر جس واقعہ نے اس زمانے میں مجھپر اثر ڈالا ' وہ یہ تھا کہ میں اپنے رفادار ساتھیوں کی زندگی کو خطرے میں ڈالکر ' راتوں کی نیند اور دن کی راحت سے اپنے تئیں یک قلم محروم کرکے ' طرح طرح کی مصیبتوں اور طرح طرح کی مشکلات کے بعد ' کسی مشہور بلغاری سرغنے ' یا کسی مشہور کوہی ڈاکو کو گرفتار کرتا ' اور اسکے خونی جرائم اور حملوں سے مظلوم انسانی آبادیوں کو نجات دلاتا ' لیکن جب اسکو مناستر بھیجدیتا ' اور وہاں سے اسکا معاملہ (یلدیز) کے ہاتھوں میں پہنچتا ' تو چند دنوں کے بعد حیرت و تعجب سے سنتا کہ " فلاں یورپین حکومت کے سفیر نے انکے معاملے میں مداخلت کی ' اور وہ فوراً باعزاز و اکرام رہا کردیے گئے " !!

یا درمیانی حکام کو رشوتیں ملگئیں ' اور تیسرے چوتھے دن ہی وہ پھر اپنے قبائل سے آملے !!

اسکے ساتھ ہی میں دیگر فوجی افسروں کو دیکھتا ' جو میری ہی طرح بلغاری باغیوں کے مقابلے کیلیے متعین تھے ' اور دیگر اطراف مقدونیا سے تعلق رکھتے تھے - نہ انکو غریب دیہاتیوں کے لٹنے کا کچھ غم تھا ' اور نہ باغیوں کی تادیب و تنبیہ کی کچھ فکر تھی - نہ انھوں نے اُن خطرناک جرّوں سے مقابلہ کرکے انھیں اپنا دشمن بنایا ' اور نہ کبھی انکو گرفتار کرنے کی کوشش کی - اپنے اپنے مقاموں پر پڑے رہتے ' اور جب کبھی کسی جگہ کے لٹنے اور تاراج قتل و غارت ہونے کی خبر آتی ' تو دوسرے تیسرے دن معائینے کیلیے چلے جاتے ' اور اپنے روزنامچے میں لکھدیتے کہ " غارتگروں کا کچھ سراغ نہ لگ سکا " !

تا ہم وہ مجھسے زیادہ محبوب و عزیز تھے - !!

میں نے سوچا کہ الہی یہ کیا معاملہ ہے ؟ کیا بچپن سے اعتقاد و فکر کی جس جنت میں مقیم ہوں ' وہ محض ایک دھوکا اور فریب ہے ؟ کیا ابتک میں نے جو کچھ سنا ' اور جو کچھ سمجھا ' وہ واقعیت اور صداقت سے خالی تھا ؟..... ؟

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ دنیا کی حکمران قومیں کی طرح ہم ایک عظیم الشان حکمران قوم ہیں ' اور ہمارا سلطان دنیا کے پادشاہوں میں ایک بڑا پادشاہ ہے ؟ اگر یہ سچ ہے تو یہ کیوں ہے کہ جن مجرموں نے ہمارے ملک کی عافیت کو تاراج کردیا ہے ' ہم انکو پکڑتے ہیں ' لیکن ہماری حکومت کو اتنا حق بھی حاصل نہیں کہ اپنی مرضی سے انہیں سزا دے ' اور وہ محض ایک یورپین سفیر کے اشارے پر بلا تامل چھوڑ دیے جاتے ہیں ! چھوڑ دیے جاتے ہیں تا کہ وہ پھر آکر ہماری سرزمین کو قتل و غارت اور نہب و سلب سے بھردیں ! تا کہ مظلوم انسانوں کی عورتیں بیوہ ' اور تا کہ انکے شیر خوار بچے یتیم ہوں !! ..... یا للعجب ! و یا للاسف .....

اگر ہماری حکومت کا یہی حال ہے ' تو پھر ہماری جانوں کو انکے مقابلے کیلیے کیوں معرض ہلاکت میں ڈالتی ہے ؟ .....

کیا یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ ہم ذلیل و حقیر ہوگئے ہیں ' اور اپنے آپکو سنبھالنے پر قادر نہیں ؟ کیا ہماری حکومت کا انتظام

اور اسکے ارکان و اعضا ویسے نہیں ہیں ' جیسے کہ پہلے تھے - اُس وقت ' جس کی روایتیں بچپنے سے میں سنتا آیا ہوں ..... پھر اگر ایسا ہی ہے تو خدایا یہ کیا بد بختی ہے ' اور تیرے ہاتھہ کو کیا ہوا کہ ہمیں نہیں پکڑتا ؟ ..... "

مقدونیا میں ایک اور نیا سامان تنبہ اور اعتبار کا پیدا ہوگیا تھا ' اور نیازی اور اسکے بعض ساتھیوں کی دبدبۂ عبرت کیلیے اسکے نظارے نے بھی سرمۂ بصیرت کا کام دیا -

مسئلۂ مقدونیا کی قبل از دستور آخری پیچیدگی اس طرح سلجھائی گئی تھی کہ دول ستہ نے اپنے ہائی کمشنروں کا ایک کمیشن متعین کر دیا تھا ' اور انکے ماتحت ترکی فوج کا ایک حصہ دبدیا گیا تھا ' جنکا مقصد بظاہر بتلایا جاتا تھا کہ سعی اجراے اصلاحات اور قیام امن ہے -

یہ ترکی فوج جو باہر کے افسروں کے ماتحت رہتی تھی ' انتظام و راحت کے لحاظ سے تمام عثمانی فوج کیلیے رشک انگیز تھی - چونکہ اسکا انتظام یوربین طاقتوں کے کمشنروں کے ماتحت تھا ' اسلیے وہ اسکو باقاعدہ تنخواہیں دلاتے تھے ' عمدہ وردیاں پہناتے تھے ' انکے جوتے ٹوٹنے ہوے ' اور انکے کرتے پھٹے ہوے نہیں ہوتے تھے ' اور ترکی زندگی کی محبوبات ' یعنی قہوہ اور تمباکو کیلیے ترستے نہ تھے -

ان سپاہیوں کا رجوع مقدونیا کی عام عثمانی فوج کیلیے ایک تازیانہ عبرت ہوگیا - وہ انکو دیکھتے اور اپنی حالت سے مقابلہ کرتے - اور پھر سوچتے کہ یہ کیا بدبختی ہے ' کہ انہی کے بھائی انہی کے سے سپاہی ' انہی کی سرزمین کے فرزند ' چند غیروں کے ماتحت رہکر عزت و خوشحالی کی ایسی رشک انگیز زندگی بسر کرتے ہیں ' اور خود وہ اپنے ملکی افسروں کے ماتحت رہکر اور اپنے ملک کی پرستش کا عہد باندھکر ' ذلت و نکبت ' افلاس و نداری ' عسرت و تنگی ' اور پریشانی و پریشان حالی میں مبتلا رہتے ہیں ؟

غیروں کو کیوں یہ عزت و عظمت حاصل ہے ' اور انکے ملک کیلیے کیوں ذلت و نکبت کے سوا کچھہ نہیں ؟

نیازی بک لکھتا ہے کہ " میں جب کبھی مقدونیا کے کمشنروں کے ماتحت سپاہیوں کو دیکھتا تو اپنے ہمراز دوست یوسف صبری سے گھنٹوں اس اختلاف حالت کے اسباب و نتائج پر بحث کرتا - "

* * *

اسی زمانے سے نیازی بک کے خیالات میں تغیر شروع ہوگیا - اسکے احساسات بدل گئے ' اسکے مشاہدات نے ایک نئی چنگاری روشن کی ' اور اسکے کانوں قلب میں " خدمت ملک و وطن " کی وہ مخفی آگ روشن ہوگئی ' جو اگر ایک بار روشن ہوجاے ' تو پھر اسکا بجھنا دشوار ہوتا ہے -

اس نے بغیر کسی مرشد و رہنما کے حیات ملکی و ملی کے سر مخفی کو معلوم کرلیا ' اور اسکو یقین ہوگیا کہ ہمارے جسموں کے اندر روح نہیں ہے - کشتی پانی سے بھرتی جاتی ہے ' اور بستر مرض روز بروز مایوسی سے قریب تر ہوتا جاتا ہے -

اسکے کانوں میں ایک فرشتہ غیبی کی ہوز فت صدا آنے لگی کہ " کوئی انسان اس خاکدان ارضی ' اس سماء دنیا کے نیچے زندہ نہیں رہسکتا ' جب تک کہ روح حریۃ اسکی رگوں کے اندر نہ دوڑ رہی ہو ' اور مملکۃ عثمانیہ کا مرض اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ ایک ضعیف کے اندر اسکے چاروں طرف کی دنیا پلٹ گئی ہے ' لیکن وہ ابتک اپنی جگہ پر پڑی ہے "

اب نیازی بک وہ نیازی بک نہ تھا ' جو چند مہینے پہلے اپنی بارک کے فوجی قہوہ خانے میں بیٹھکر اپنے اطراف و جوانب

اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

قبلہ مد ظلہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - الہلال ابھی ابھی مجھے ملا ہے - آپکا چھوٹا سا اپیل دربارۂ امداد مہاجرین پڑھنے میں آیا - آپکے ہمت پر جوش اور رشک کے آنسو نکل پڑے - اللہ تعالی آپکو اس سے بھی بڑھکر توفیق عنایت فرمارے اور مجھے بھی - لیکن میں اپنے پاس ایسی جیب کہاں سے لاؤں جسکی وسعت اسیقدر ہو ' جتنی ان بے خانماں بھائیوں ' بہنوں ' اور ماؤں کی امداد کی ضرورت ہے ' یا جسمیں الہلال کی سی قابلیت ہو کہ وہ ایک عظیم الشان ایثار کے ساتھہ اتنی بڑی رقم اپنے اندر سے اکال دے - ادھر تنگی حوصلہ ملاحظہ ہو کہ جی نہیں چاہتا کہ آپ پر بار بنوں ' یا جو قلیل رقم آٹھہ روپیہ کی دوں وہ بھی میرا ایثار نہو ' بلکہ جناب کا - اور اگر محض ایک خریدار ہی پیدا کروں تو پھر میں نے تو کچھہ بھی نہ دیا - اللہ میری منہی کو تنگ نکرے ' اور نہ میرے حوصلہ کو پست - لہذا میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اپنی بیوی کی طرف سے (اور کسقدر مقام شرم و غیرت ہے کہ آج میری بیوی جسے میرا نصف ہونا چاہیے تھا ' مجھسے بڑھگئی ہے) ایک جوڑی طلائی بندوں کی پیش کرتا ہوں - میں نے یہ جوڑی اپنے درست ..... کر دیدی ہے - وہ فروخت کرکے قیمت آپکو ارسال کردیگے - ..... میں چونکہ زیور کی قیمت اچھی ہوتی ہے اسلیے اسے روپیں فروخت کرنا مناسب سمجھا - اس ادنی سی رقم کو آپ اس چندہ میں راقم الحروف یا اسکی بیوی کی طرف سے شمار کرلیں ' لیکن ساتھہ ہی عرض ہے کہ ہرگز میرا نام آپکی فائل میں ظاہر نکیا جاوے -

پس جسوقت رقم پہنچ جاوے فقط اتنا لکھدیجیگا کہ ایک بدنصیب مسلم جسے بہت کچھہ دینے کی تمنا تھی ' لیکن جو بداعت کچھہ نہ رکھنے کے اپنے دل کے ارمان نکال نہیں سکتا "

[الہلال - ذلك ' فليتنا فس المتنافسون]

[از جناب شیخ محمود صاحب جنفہ فروش - اکوٹ ضلع اکولہ ملک برار]

السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ - اعانہ مہاجرین کے متعلق آپ نے جس ایثار اور مالی قربانی سے کام لیا ہے میں جہاں تک خیال کرتا ہوں عملی دنیا میں یہ پہلی نظیر ہے - کاش طبقہ امرا بیدار ہوتا اور مالی اعانت میں کوشاں ہوتا تو یہ آفات کی گھٹا جو مسلمانان عالم پر چھائی ہوئی ہے برزے برزے ہوکر رہجاتی - وہ مقلب القلوب انکے دلوں کو اسلام کے درد اور مسلمانوں کی ہمدردی سے بھر دے -

میرے دل نے اسبات کو گوارا نہ کیا کہ اتنی بڑی رقم کا بار آپ کی ایک واحد ذات پر ڈالا جاے - اس بنا پر نیازمند نے آٹھہ روپیہ کی حقیر رقم اعانہ مہاجرین کی مدہ میں بذریعہ منی اقر خدمت اقدس میں ارسال کی ہے - اس رقم کو آپ اخبار کی قیمت تصور نہ فرمالیں - کیونکہ اخبار کا چندہ ختم ہونے پر اخبار کی مقررہ قیمت برابر ادا ہوتی رہیگی -

[بقیہ مضمون پیچھے کالم ۴]

کے دشمنوں کی گرفتاری کی تدبیریں سوچتا تھا - اب اسکے سامنے اُن عظیم الشان دشمنوں کی صفیں تھیں ' جنکے حملے روز بروز اسکی قوم اور اسکے ملک کو برف کی طرح پگھلا رہے ' اور خشک سالی کے چشموں کی طرح سکھا رہے ہیں -

وہ اب شب و روز ایک عشق غیر معلوم ' اور ایک تلاش و جستجوے مجہول کی فکر میں مستغرق رہنے لگا .....

الهلال

از جناب مولوي يعقوب صاحب حيد مولوي اسول جموي ضلع مونگير

مخدومنا الاعظم جناب المكرم مولانا ابوالكلام آزاد - ادام الله شموس افاضتكم ساطعة على راس المومنين وجعلنا الله سبحانه و اياكم من انصار المسلمين - السلام عليكم و رحمة الله و بركاته - اعانت مهاجرين بے خانمان ترک کے ليے مبلغ آٹھ روپے ارسال خدمت هيں - ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم -

حيثيت کے بدل جانے سے حکم بھي بدل جاتا هے' اب جناب والا کے الهلال نے بحکم : الذين ينفقون اموالهم ابتغاء مرضات الله صد هزار بدر کامل کو بے فور و صد هزار مفتاح لرزيں کو هيچ کرديا - ان هذا كان لكم جزاء و كان سعيكم مشكورا - ميرا خيال هے که تيس هزار کي رقم خطير کے ايثار سے دليل راه بننے کي مثل آپ سے پہلے کوئي اخبار هندوستان کا شايد نہيں هوا هے - اسکي مقبوليت کي کافي دليل آية مذکور هے - ليونکه ابتغاء مرضات الله سے افضل ترين دوسري کوئي چيز نہيں هوسکتي - يه امتياز جناب والا کا لوجه الله هے کسي مداح کے مدحت سے اچھا اورکسي حاسد کے چشم بد فتن کے ديکھنے سے برا نہيں هوسکتا

انما نطعمكم لوجه الله لا نريد منكم جزاء ولا شكورا -

جناب والا نے غازي شکري پاشا منع الله المسلمين بطول حياته کے خدمات اسلاميه کي ياد گار قائم کرنے کا خيال جو ظاهر فرمايا هے اگر کسي حيثيت سے محمود متصور هو' مگر بنفسه به چند وجوه يه يادگار قابل اعتراض هے -

(۱) کيا يه خيال صحيح هے که قوم ترک کے افراد ميں بطل اوزنه غازي شکري پاشا سے زائد اسلام پرستي و ملک و وطن کے ليے جانفرشي کرنے والا دوسرا کوئي فرد اس جنگ بلقان ميں ثابت الاقدام نظر نه آيا ؟ اگر يه خيال صحيح هے تو اونکي يادگار کے ليے يه کافي هے که اشداء علي الکفار کي صفت سے عامه مسلمين ياد کيا کريں - تاريخ ميں اون کے ليے يه صفت باعث صد افتخار و مکرمت هے - بشق ثاني اگر ايک کے ليے کوئي يادگار قائم هو اور دوسرے کے ليے نہيں' تو ترجيح بلا مرجح هے - يقين جانيے که اس دور ناکامي و نامرادي ميں بھي هر مسلمان سياهي جوش همت وعزم و ثبات ميں خالد وقت هے' پھر ايک کے ليے يادگار قايم کيجاے اور دوسرےکے ليے نہيں' کيا يه راے صائب هوسکتي هے ؟

صوفي بالکل مفت

از جناب محمد الدين صاحب ايڈيٹر صوفي پنڈي بهاؤ الدين ضلع گجرات

تصوف کا بے نظير رساله جو پنڈي بهاؤ الدين ضلع گجرات سے ماهوار شائع هوتا هے - ان صاحبان کي خدمت ميں سال بهر تک بالکل مفت روانه کيا جائيگا - جو اسکي سالانه قيمت ايک روپيه ٥ - آنه خزينه اعانة مهاجرين عثمانيه ميں بذام ايڈيٹر صاحب الهلال کلکته بذريعه منې آرڈر بهيجديں - اور رسيد منې آرڈر جو ڈاکخانه سے ملے وه معه اپنے پته کے دفتر صوفي ميں ارسال فرمايں - رساله سال بهر تک اپنے نام جاري رهے گا - [الهلال - جزاهم الله تعالے خير الجزاء]

تصحيح ضروری

از جناب شرف الدين احمد صاحب رياست رام پور

آپ نے اپنے معزز پرچه " الهلال " مورخه ۷ مئي سنه ۱۹۱۳ ع ميں ميرے ناچيز ترجمے يعني " جہاں سے پہلے اور دوسرے خط " پر جو ريويو فرمايا هے اس ميں دو غلطياں هيں اگر براه کرم آپ ان کي صحت فرماديںگے تو ميں شکرگذار هونگا -

(۱) تقريباً دو سال سے ميں هيڈ کلرک جيل نہيں هوں بلکه اب هوم ڈپارٹمنٹ ميں عالي جناب صاحبزاده محمد مصطفى علي خانصاحب بهادر هوم سکريٹري کي عنايت آميز ماتحتي ميں اپنا فرض منصبي انجام ديتا هوں -

(۲) اصل کتاب ميں تيس خط هيں - آپ نے ۲۰ - خطوط لکھے هيں ۳۰ - ميں سے صرف دس خطوں کا ترجمه ابھي شائع هوا هے تيسرا زير طبع هے -

مدرسه بجاے مکتب

از جناب نصير خان صاحب جلال آبادي

احتشام الملک سلطان الدوله جناب احمد علي خانصاحب بهادر مرحوم شوهر بيگم صاحبه بهوپال جلال آباد ضلع مظفرنگر کے رهنے والے تھے - زاي عهد بهادر رياست بهوپال اور آن کے بهائي کرنل محمد عبدالله خان بهادر جلال آباد کے رئيس اعظم محمد ولايت علي خانصاحب کے يہاں منسوب هيں -

ان تعلقات نے بهوپال اور جلال آباد ميں رابطگي پيدا کر رکھي هے - جلال آباديوں کا ارادہ تھا که هرهائنس بيگم صاحبه بهوپال سے ايک هائي اسکول کے ليے درخواست کيجاے - يه ارادہ عملي صورت ميں ظهور پذير هونے بھي نه پايا تھا - که ايک دو اصحاب نے درخواست پيش کي - که سرکار عاليه کيجانب سے جلال آباد کے مسلمان بچوں کي تعليم کيليے ايک حافظ قرآن کا تقرر منظور فرما ديا جاے - رهاں کيا تھا - دس روپيه ماهوار پر ايک حافظ صاحب مقرر هوگئے - جلال آباد کي آبادي چار هزار هے - اسميں بڑي کوشش سے ۱۵۰ طلبه تعليم پاتے هيں - ايک سرکاري مڈل اسکول هے جس ميں متعلمين کا شمار اب سے دو ماه پيشتر ڈيڑه سو تھا - اب اس مکتب کے طفيل ميں روز بروز تعداد کم هونے لگي - سررشته تعليم سے جواب طلب هوا - اسوقت تو کچھه يوں هي سا جواب ديديا گيا هے ' ليکن تاکے - يہي حالت رهي تو کمي تعداد طلبه کي وجه سے اسکول دوسري جگه منتقل هوجائيگا - پھر آپ سمجھه سکتے هيں که اهل شهر اور مضافات کے باشندوں کو کسقدر نقصان هوگا - هرهائنس بيگم صاحبه کي توجه سے بمنظوري صاحب کلکٹر ضلع مظفرنگر اگر بجاے عاحدہ مکتب قرآني کے مڈل اسکول هي ميں مذهبي

تعلیم کے لیے - ایک مولوی کی اجازت ملجانے تو بہت مناسب ہے - یہ نیک نظیر نامور ی کا باعث ہوگی کہ سرکاری اسکول میں ایک فرمان روائے اسلام کی طرف سے مذہبی تعلیم کا انتظام ہوا - اسکول کو بھی مقابلۃً زیادہ رونق ہوگی - مسلمان طلبہ مذہبی تعلیم سے مستفید ہونگے - ہیڈ ماسٹر مدل اسکول - ہر وقت نگراں رہیگا -

قانون ازدواج بیوگان کی تحریک

از جناب نثار احمد خاں صاحب کاکوری

بیواؤں کے عقد ثانی کا مسئلہ اس قدر ضروری و اہم ہے کہ کوئی دور اندیش و معاملہ فہم دل و دماغ اس کی اہمیت سے انکار نہیں کرسکتا - میری رائے میں اسکے لیے امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں ایک خاص قانون وضع کرنے کی پرزور تحریک ہونی چاہیے - جس کا ابتدائی مسودہ یوں ہوسکتا ہے -

دفعہ (۱) صاحب کلکٹر یا سیشن جج یا اونکے ہمرتبہ عہدہ داران ریاست کو بذریعہ درخواست یا ضابطہ بیوہ کے حالات و متعلقات کی اطلاع ہونا چاہیے -

دفعہ (۲) ہر ایسی درخواست میں بیوہ کی تخمینی عمر - اسباب عدم نکاح ثانی مع ان رجوہ کے جو زائرین مرہٹیوں یا سرپرستوں کی طرف سے کہ مانع نکاح ثانی ہوں درج کرنے چاہئیں -

دفعہ (۳) ہر ایسی درخواست کے گذرنے پر عہدہ دار خود یا اپنے کسی ماتحت افسر کو خواہ وہ آنریری ہوں یا ملازم سرکاری بغرض تصدیق بیانات عرضی گذارنے مامور کرے عذرات مندرجۂ درخواست کی تصدیق کرالیگا -

دفعہ (۴) درخواست تصدیق شدہ چند معزز مقامی باشندوں کے پاس مزید تصدیق و تحقیق کی غرض سے بھیجدی جاے' اور ان کی سفارشی رپورٹ پر مناسب لحاظ کیا جاے -

دفعہ (۵) اگر شادی ہونیکے لیے سفارش ہو تو بیوہ جس شخص کی سرپرستی یا نگرانی میں ہو اس کو مناسب رقعہ و ہمراہ دیکر بیوہ کے عقد ثانی کی ہدایت کرنی چاہیے -

دفعہ (۶) مناسب مہلتوں کے بعد بھی اگر تکمیل نہو تو ایسی حالت میں مقامی معززین کو ولی و سرپرست مقرر کرکے تکمیل عقد دریکے لیے ہدایت کی جاے -

دفعہ (۷) بحالت بالغ ہونے بیوہ کے حسب سفارش مقامی معززین کے تکمیل عقد کے لیے مناسب ہدایات کی جائیں' جن کے عمل در آمد نہونے پر برادری کے ہر قسم کے رسوم میں شرکت کرنیسے آپ روک دیا جاے - خرد اسکے یہاں کی تقریب غمی و شادی میں اہل برادری وغیرہ کی شرکت ممنوع قرار دی جاے - عدول حکمی کی سزا اخلاقی و میعادی ہونا چاہیے -

دفعہ (۸) خاص عمر کی اور مریض اور ایسی بیوائیں جو صاحب اولاد ہوں اور جنکے عقد کرنیسے اونکی اولاد کی بربادی کا اندیشہ ہو مستثنی قرار دی جائیں -

دفعہ (۹) بیوہ ترکۂ شوہر اول سے محروم نکی جاے - نفاذ قانون کا اثر عقد اول سے عقد ثانی تک رہے - مکرر بیوہ ہونے پر اسے نکاح کے لیے مجبور نہ کیا جاے -

ہندو بیواؤں کے لیے بھی بہ نظر ہم وطنی و ہمدردی انسانی کوئی ایسا ہی قانون جاری ہونا چاہیئے -

کیا عرب سے اسلام کی حکومت مٹ جائیگی ؟

میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے اردو اخباروں میں آپ ہی کا ایک اخبار ایسا ہے ' جو اسلامی معاملات پر آزادی سے بحث کرتے ہوے اپنی آواز کو قسطنطنیہ کے باب عالی اور دہلی کے ایوان حکومت تک پہنچا سکتا ہے - اور گو میری ناچیز تحریر اسکے زریں کالموں کے لیے عیب ہے - مگر میں ان خیالات کو اظہار کیے ہوے بغیر نہیں رہسکتا ' جو مجھکو عرصے سے پریشان کررہے ہیں - اگرچہ مجھے یقین ہے کہ وہ اخبار کے کالموں میں شائع ہونے کا شرف نہیں پاسکتے - لیکن اس امید پر یہ ممکن ہے آپ میری رائے سے اتفاق رکھتے ہوے اپنے قلم فصاحت کو جنبش دیں وھو المقصود -

موجودہ رفتار سیاست کو دیکھتے ہوے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیندہ عرب حجاز کا حاکم اعلی کون ہوگا - یہ سوال گو بظاہر ایک سرسری بات ہے - مگر موجودہ و گذشتہ واقعات ایک آنیوالے خطرے سے مجھکو ڈرا رہے ہیں' اور میں چاہتا ہوں کہ جسطرح ممکن ہو ان خطروں کا ذکر مفصل کروں - میں جس خطرناک شہنشاہ عرب کا رجھتناک خواب دیکھ رہا ہوں - اسکی تعبیر ریوٹر ایجنسی نے ترکی و انگریزی معاہدہ خلیج فارس کو ظاہر کرتے ہوے - کردی ہے -

عرب کے موجودہ پالیٹکس کو سمجھنے کے لیے بہتر ہوگا کہ تاریخ عرب میں ترکی اور انگریزی اقتدار کے ماجراے سیاست پر بحث کرتے ہوے معاہدۂ خلیج فارس و مسئلۂ مصر پر رائے زنی کی جاے :—

" عرب میں ترکی حکومت شاہ جعفر " اول سے شروع ہوئی سلیمان صاحبقران (۱۵۲۰ - ۱۵۶۶) کے عہد میں عثمانی سلطنت منتہاے عروج پر تھی - اسوقت تمام عرب ترکی ایشیا میں شامل تھا - مگر ازنتیسویں صدی کے شروع میں مدت تک ترکی حکومت عرب میں متزلزل رہی - سنہ ۱۸۲۰ع میں ترکی حکومت کا دوبارہ اعلان ہوا - اور عبد المطلب مکہ کے شریف اعظم مقرر ہوے - لیکن شریف اور پاشا میں منافسۃ کے باعث عبد المطلب کو معزول کرکے محمد بن عون دوم حاکم مشہور کیا گیا - ۱۵ - جون سنہ ۱۸۵۸ع کو جدہ میں انگریزی قونصل کے قتل ہوجانے کی وجہ سے انگریزوں اور حجاز کے فرمانرواؤں میں لڑائی ہوئی - جدہ پر گولہ باری کی گئی' اور اس شرط پر جھگڑا رفع ہوا کہ انگریزوں کو تاوان دیا جاے اور قاتلوں کو سزا دیجاے - نہر سویس کے اجرا سے ترکی کا تعلق مکہ سے قوی ہوگیا - جدہ بحر قلزم کے سلسلہ تار سے ملادیا گیا - بعد ازاں سے مکہ کو تار پہونچنے لگے - طائف میں تار پہونچا دیا گیا - شروع سے حجاز کے لیے مخالفانہ کارروائی کا موقع نہ رہا - جنگ روس و روم میں مکہ سے سپاہیوں کے ایک رجمنٹ بھرتی کرنے کی کوشش کی گئی -

سنہ ۱۸۶۹ میں مدینہ ' جدہ ' مکہ اور طایف میں عثمانی دفاتر اور محکمے قائم ہوے - مکہ میں عبد اللہ ایک ہر دلعزیز شریف تھا - اسکے بعد اسکا بھائی مقرر ہوا جو سنہ ۱۸۸۰ع میں قتل کردیا گیا - اوسی سال عبد المطلب دوسرے مرتبہ شریف ہوا - گو کہ اسنے انتظامات تو اچھے کیے مگر طبیعتیں چلے ہی سے آپ کی جانب سے متنفر ہوچکی تھیں - عزل کی درخواست کی گئی -

عثمان پاشا نے آکر اس حسن و معمر شریف کو معزول کردیا ' اور شہر کی حکومت خود سنبھال لی - ۱۸۸۲ میں حسین کا بھائی عون الرفیق شریف مقرر ہوا' اس در عملی سے بدویوں نے بغاوت کر دی - رفیق مدینہ بھاگ گیا - اور عثمان پاشا

کي معزولي تک ريس نه آيا' عثمان پاشا سے اهل مکه ناراض تهے - کيونکه آنهوں شريف کے بهوں اور غلاموں کو قتل کرکے شهر ميں آن کے سروں کي تشهير کرائي تهي - صفوة پاشا آنهوں جانشيں نے بغاوت فرو کي - حجاز اور يمن کے درميان عسير کا علاقه هے' يهاں کے لوگ قديم سے بهادر اور آزادي پسند هيں' زيدي مذهب کے پهر هيں - سنه ۱۸۲۲ سے ۱۸۱۷ تک ترکي افواج نے ان کوهستانيوں سے ۶ لڑائياں کيں - مگر هر مرتبه شکست هوئي - سنه ۱۸۳۳ ر ۱۸۳۴ ميں پهر لڑائي جاري هوئي - اگست ۱۸۳۴ ع ميں بڑے معرکے کي لڑائي هوئي - جسميں ترکوں کي فتح هوئي - مگر عرب ترکي قلعوں پر چهاپے مارتے رهے - اور ستمبر ميں ترک پهر شکست کها کر واپس گئے - سنه ۱۸۳۶ ميں پهر حمله کيا گيا - مگر پهلے سے زياده نقصان اٹهانا پڑا -

سنه ۱۸۳۰ ميں عربوں نے ترکوں سے يمن کو جبراً خالي کرالیا - مگر ۱۸۷۲ - ميں ترک پهر صنعاء يمن ميں داخل هوگئے - کيونکه امام يمن قبائل کي غارتگري کا انسداد نهيں کرسکتا تها - اسليے مخه کے سوداگروں نے ترکوں کو حکومت کے ليے دعوت دي - مارچ سنه ۱۸۷۲ ميں احمد مختار پاشا کے زير کمان بيس هزار جرار ترکي فوج براه جده بهيجي گئي - جو ۵ اپريل کو صنعاء ميں داخل هوئي - اهل شهر نے بغير لڑائي دروازے کهول ديے - فوجيں صنعاء کے شمالي و جنوبي علاقوں ميں هر سمت پهيل گئيں - جب يه فوج سلطان انجح کے علاقه کي طرف بڑهي - جسنے انگلستان سے عهد نامه کيا تها' تو عدن کے انگريزي رزيڈنٹ نے جنگي ٹرپ خانه اور رساله بهيجا - اور گورنمنٹ انگريزي نے بابعالي ميں اعتراضات پيش کيے - حتي که دسمبر سنه ۱۸۷۲ ميں ترکي فوج واپس آگئي - سنه ۱۸۷۵ ميں يمن کي جانبي سرحد پر يورش هوئي - جو فرو کردي گئي - فوج نے صنعاء پر قابض هوکر امام يمن کو معزول کرديا تها - مگر مذهبي اثر کي وجه سے اسکو شهر ميں رهنے کي اجازت تهي - اور عثماني سلطنت کے وفاداري کي شرط پر اُس کو پنشن بهي عطا هوئي - آسکي وفات پر يحيي حميد الدين زيديوں کا امام اور باب عالي کا وظيفه خوار قرار پايا' سنه ۱۸۹۲ ميں چار سو ترکي فوج يلغي مزمان سے جده کے شمالي ساحل پر ٹيکس وصول کرنے گئي - عربوں نے حمله کرکے اُس کو نيم جان کر ڈالا - اور حميد الدين کو زبردستي سپه سالار بناکر تمام قبيلے جهاد کے ليے آماده هوگئے - يمن ميں صرف ۱۵- هزار ترکي فوج تهي - صنعاء سے امام بهاگ گيا - اور باغيوں نے شهر پر قبضه کرليا - مخاله' طائر' بيوم پر بهي تسلط هوگيا - صنعاء - حديده اور شمال کے در جهوٹے شهروں کے سوائے تمام يمن باغيوں کے هات آگيا - اور فيضي پاشا گورنر سابق کي سرعسکري ميں حديده کو کمک بهيجي گئي' جو مخاله کو فتح کرتے هوے آگے بڑهي - تيس ميل پر اسکي مزاحمت کي گئي - باغي بارہ روز تک سيدي المهرالي کے زير کمان ايک تنگ درے ميں مزاحم رهے - آخر پسپا هوکر پهاڑوں ميں بهاگ گئے اور ترکي فوج بڑهکر صنعاء پر قابض هوگئي - جنوري سنه ۱۸۹۳ کو تمام شهر مسخر هوگيا - سڑکيں کهل گئيں - بغداد پر ترکوں نے سنه ۱۶۳۸ ميں قبضه کيا - جو آجتک صوبه کا پايۂ تخت هے - سنه ۱۸۸۴ ميں بصره بغداد سے عاحده کيا گيا - القطيف اور الحسا پر ترکوں کا قبضه سنه ۱۸۷۱ ميں هوا - الحسا آجکل ولايت بصره کا ايک حصه سمجها جاتا هے - اور دف هف ميں نجد کا متصرف پاشا رهتا هے - جزيره نماي القطر ميں ترکي فوج کا قلعه هے' بحرين اور کويت کے شيخ ترکي کے باجگذار هيں -

انگريزي اثر

فرمان رواے عمان کو انگريزوں سے وظيفه ملتا هے عدن برٹش مقبوضات ميں ايک اهم جزيره هے - يه يمن - بحيرۂ قلزم اور تمام مغربي عرب کا راسته هے' پهلے پهل سنه ۱۶۰۹ ميں کپتان شارر کے ايسٹ انڈيا کمپني کا جهاز ليکر عدن گيا تها وهاں اُسے قيد کرکے فديه لے کر رها کيا گيا - اس جهاز کے دو انگريزوں نے روپيه دينے سے انکار کيا - آنکو صنعاء ميں پاشا کے پاس بهيجديا گيا - سنه ۱۶۱۰ ع ميں ايک اور انگريزي جهاز سے دغا کي گئي - سنه ۱۸۲۰ ع ميں بحيرۂ هند (انڈين اوشين) کے کپتان هنس عدن گئے - سنه ۱۸۲۹ ع ميں کورٹ اف ڈائرکٹر نے عدن کو کوئله کا اسٹيشن بنانا چاها - مگر پهر اس خيال سے باز رهے - ليکن ساحل عدن ميں جب ايک جهاز کے ٹوٹ جانے پر بدويوں نے مسافروں اور ملاحوں پر دست درازي کي تو گورنمنٹ بمبئي نے عدن پر سنه ۱۸۳۸ ميں ايک مهم بهيجي - اور لکها که عدن همارے حوالے کر ديا جاے - سنه ۱۸۳۹ ميں تين سو يورپين اور چار سو هندوستاني فوجوں نے جهاز والگا سے گولہ باري کي اور اسکو مسخر کرليا - عربوں نے براہ خشکي چار مرتبه عدن لينے کي کوشش کي ' مگر هر مرتبه نقصان کے ساتهه ناکامياب رهے - اسکي باڈيريں ' دمدمے سڑکيں - قلعے بهت مستحکم هيں - هر سال حفاظت کے ليے نئي تعميرات کي جاتي هيں - اور پرانے کو مضبوط کيا جاتا هے - يه مقام جو تجارت کا ايک بڑا مرکز اور دنيا ميں اول درجے کا کوئے کا اسٹيشن هے احاطۂ بمبئي کے زير حفاظت هے - ايک ريزيڈنٹ اور دو اسسٹنٹوں کے هات ميں عدن انتظام هے' نهر سويس کے اجرا سے تجارت بڑهتي جاتي هے - عدن اپنے نواح کي چهوٹي چهوٹي عربي رياستوں کے استحکام کا بهي ذمه دار هے - جزائر سقوطره اور جزائر کوريا موريا بهي عدن سے ملحق کرديے گئے - اور افريقه کا ساحل سومال بهي - سقوطره کا رقبه ۱۳۸۲ ميل مربع سے زائد هے - اور آبادي دس هزار کے قريب - سنه ۱۸۸۶ ميں سلطان سقوطره سے اسکي حفاظت کا عهد نامه هوا - کوريا موريا کے پانچ جزيرے سلطان مسقط نے بحيرۂ قلزم کا سلسلۂ تار قائم رکهنے کے ليے انگريزوں کو دے تے جو بهت زرخيز هيں - حديده کے شمال بحيرۂ قلزم ميں طولاً ۱۵ - ميل اور عرضاً ۵ - ميل جزيرۂ کمران (کامران) واقع هے - يه بهي مقبوضات انگريزي ميں خيال کيا جاتا هے - يهاں حجاج کو قرنطينه ميں رهنا پڑتا هے - جزائر بحرين پر بهي انگريزوں کا اثر هے - موجوده سردار شيخ عيسي کو سنه ۱۸۹ ميں انگريزوں هي نے تخت نشين کيا - اور اپني حفاظت ميں ليا - سنه ۱۸۷ ميں اسکو با قاعده حاکمران بناکر دوسرے مدعيوں کو هندوستان ميں جلاے وطن کرديا - بو شهر کا انگريزي رزيڈنٹ ان جزائر کي نگراني کرتا هے - تاهم يه سلطان کے مقبوضات سمجهے جاتے هيں -

بحيرۂ قلزم کے سرے پر جزيرۂ پوروم سنه ۱۷۹۹ع ميں ايسٹ انڈيا کمپني کے قبضه ميں آيا - اور بمبئي سے وهاں فوج بهيجي گئي - مگر چند هي روز ميں واپس بلالي گئي - سنه ۱۸۵۷ ميں پورا پورا انگريزي دخل هوگيا - سنه ۱۸۶۱ ميں لائٹ هارس کي تکميل هوئي' اور قلعه ميں مستقل فوج متعين کي گئي - مصر کے عربي مقبوضات پر بهي انگريزي حفاظت رهتي هے - جزيرۂ نماے سينا - اور بحيرۂ قلزم کا ساحلي علاقه نهر سويس کے گورنر جنرل کے زير حفاظت هے - خليج فارس اور بحيرۂ روم کو ملانے کے ليے فرات سے بصره تک اور پورٹ سعيد سے مشرق هوکر بصره تک ريلوے بنانے کي تجويزيں هيں - مجوز انگريزي و مصري حکومت هے - انگلستان سنه ۱۸۷۲ سے بهي راستے سے ريل بنانا چاهتا هے مگر ابهي عملي صورت ميں نهيں لا سکا -

باسفورس کے ایشیائی ساحل سے انقرہ (انگورہ) کو جو ریل آتی ہے وہ جرمن کے ایک سنڈیکیٹ کے زیر اهتمام ہے - اس لائن کے بغداد تک وسیع ہو جانے کی تجویز ہے - عرب میں انگلستان کے دو حاکم رہتے ہیں - ایک بو شہر کا برٹش رزیڈنٹ جو قونصل جنرل کے نام سے مشہور ہے - دوسرا عدن میں اوسی نام سے رہتا ہے - بو شہر کے رزیڈنٹ کی نسبت لارڈ کرزن نے کہا ہے کہ " اسکو اگر خلیج فارس کا بادشاہ بے تاج کہا جائے تو درست ہے - اس کے ماتحت ایک دو مسلح جہاز رہتے ہیں - ایرانی اور عرب اپنے جھگڑوں میں اسکو سرپنچ بناتے ہیں - ایک جہاز خاص اسکی ضرورت کے لیے رہتا ہے " اس شاہی اثر کا قائم کرنیوالا کرنیل راس اور اسکا پیشرو سر لوئس پیلی تھا - بحرین کے سرداروں سے بحری امن کے قیام اور دول غیر کی مزاحمت اور انسداد غلامی کے لیے عہد نامے ہو چکے ہیں - القطر کے جنگجو عربوں سے بھی عہد نامے کیے گئے - سنہ ۱۸۵۳ میں دیگر قبائل سے اس شرط پر دائمی عہد نامہ ہوا تھا کہ بحری لڑائی نہ کیجائے - تمام جھگڑے برٹش رزیڈنٹ سے فیصل کرائے جاتے ہیں - اسکے علاوہ ایک خاص عہد نامے کے رو سے شیخ بحرین نے اس مجمع الجزایر کو انگریزی حفاظت میں دیدیا ہے - سواحل الحسا و القطر کے عرب قبائل ترکی حکومت کے مطیع ہیں - مگر انگریز ان کے منازعات میں بھی دخل دیتے ہیں - القطیف سے بصرہ تک ترکی علاقہ پایا جاتا ہے ملک گیری کی ہوس عرب کو اپنے ماتحت بنانے کی بیحد خواہشمند ہے - اور جبکہ ترکی سلطنت میں ضعف کے آثار پائے جاتے ہیں تو یہ تخیل بالکل بجا ہے کہ مصر کی طرح بصرہ و بغداد میں بھی ہماری قوت زور پکڑے گی - اور مقدس سرزمین کے ہم وارث ہونگے - ان حدیثوں نے کا غذی لڑائی شروع کر دی ہے - بری و بحری عساکر سے امداد کا وعدہ لیا ہے - امیر البحر نے خلیج فارس میں بحری قوت مستحکم کی ہے - پولیٹکل افسروں کے اسٹاف و سلسلۂ تلگراف کی توسیع ہوئے کو ہے - کویت کا جزیرہ ترکی سلطنت کے ماتحت ریاست ہے مگر معمولی سیاست جو چاہے انقلاب پیدا کر دے - ترکوں کا فرض ہے کہ اس سیاسی کشمکش کو جہانتک آنکو فرصت اجازت دے دور کرنے پر جلد متوجہ ہوں - اور اپنے حقوق ہی کی نہیں بلکہ دراصل اسلام کی حفاظت کریں - مضمحلہ ممالک کو اگر واپس لینے کی طاقت نہیں رکھتے تو کم سے کم اپنے بچی ہوئی املاک کو تو بچائیں اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو منتظر رہیں کہ :

" قوے از غیب برون آید و کارے بکند "

اصلاح

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کی مشینیں ' نئی اور سکینڈ ہنڈ ملسکتی ہیں -

ہر چیز دفتر اپنی ذمہ داری پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

(۱) ٹائپ کی ڈبل کراؤن سائز ' پیدن کی مشین ' جو بہترین اور قدیمی کارخانہ ہے - اس مشین پر صرف دو ڈھائی سال تک معمولی کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پرزے درست اور بہتر سے بہتر علم کیلیے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہلال اسی مشین پر چھپتا ہے - دو ہارس پاور کے موٹر میں سولہ سو نفی گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتی ہے -

چونکہ ہم اسکی جگہ بڑے سائز کی مشینیں لے چکے ہیں - اسلیے الگ کردینا چاہتے ہیں -

(۲) ٹیڈل مشین ' جو پانچ سے بھی چلائی جاسکتی ہے ' ڈیمائی فولیو سائز کی - اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر قسم کا علم جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

فہرست
زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ
(۲۳)

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم ' بان لھم الجنہ

[بذریعہ جناب غلام علی صاحب گرداور و بہ سعی مبلغان مسلم کلب اودے پور میواڑ ۳ - سو - ۲۳ - روپیہ ایک آنہ ۳ - پائی

(بتفصیل ذیل)

	پائی	آنہ	روپیہ
نبی بخش صاحب	-	۱۳	-
شیر خاں صاحب	-	۱۰	۱
جماعت کفش دوزاں	-	۴	۱۶
کریم بخش صاحب	-	۱۰	۱
قاسم صاحب	۶	۶	-
رحیم بخش صاحب	-	۱۳	-
مستری رحیم بخش صاحب	-	-	۵
اسحاق صاحب	-	۱۳	-
قادر بخش صاحب	-	۱۳	-
اللہ رکھا جی اوستا	-	۱۳	-
نقی خاں عرف ناھتو	-	۱۳	-
نتو جی	-	۱۰	-
احمد بخش صاحب	-	۱۳	-
عبدالستار صاحب	۹	-	۳
جماعت کمہار بوئی	۹	۹	۶
فقیر محمد و ابراہیم - فخرالدین صاحبان	۶	۱۳	۱۲

علاوہ ازیں ایک انگشتری طلائی بھی عنایت کی ہے - جو خرید ہوکر جداگانہ قیمت دوسرے مدنی آرڈر کے ہمراہ روانہ کیجاویگی

اعلم خاں صاحب	۹	۱۳	-
معراب خاں	۱۰	۱۰	۹
پیش طلب خاں	-	۱۰	۱
خواجو صاحب	۹	۱۰	۱
رمضان خاں صاحب	-	۱۰	۱
معراب صاحب	-	۱۰	۱
میاں نمد پوش صاحب	-	-	۲
منشی صحب اللہ خانصاحب	-	-	۱
جمعدار مندھی سلطان محمد صاحب	-	۳	۱۶
مندھی فقیر محمد صاحب	-	۱۳	-
دفعدار تاج محمد صاحب	-	۷	۲
شمس الدین صاحب	-	۶	۲
رتن لال صاحب	-	۱۳	-
پیر بخش صاحب	-	۶	-
صوبہ دار جیونی خاں صاحب	-	۱۳	-
امین اسماعیل صاحب	-	۱۳	-
رحیم بخش صاحب	-	۱۱	۲
ایک خانون	-	۱۳	-
محمد اکبر خانصاحب	-	-	۸
بابت فاتحہ سید صاحب	-	-	۳
بابت فاتحہ محرم	-	۷	۱۹
از نشان بردار و دفعدار حوالدار	-	۳	۳
اللہ بیلی صاحب	-	۳	۱۶
میاں امال شاہ صاحب	-	-	۵
سلیمان صاحب	-	-	۵
داؤد جی سنگ تراش	-	-	۵
حسن بخش جی سنگ تراش	-	-	۳
عظیم جی سنگ تراش	-	-	۱
رحمن بخش جی رانی	-	-	۱
اللہ رکھا جی چوڑیگر	-	-	۳
فضل الدین جی سنگ تراش	-	-	۳
فخرالدین جی سنگ تراش	-	-	۲
نفاجی فقیر	-	-	۱
امیر خاں جی	-	-	۱
امام بخش جی	-	-	۱
عوض خاں جی	-	-	۱
زمان خانجی حولد	-	-	۱

	پائي	آنه	روپيه
د زر علي جي سنگ تراش	•	•	۱
سليمان جي سنگ تراش	•	•	۱
پچو جي سنگ تراش	•	•	۱
ڈيرو جي سنگ تراش	•	•	
سائدي گوالي جي	•	۸	•
سڳران بخش جي سنگ تراش	•	۱۴	۱
پڙو جي صاحب	•	۱۳	•
علي جي صاحب	•	۳	•
فاڪر زئي شير زئے پور	•	۱۵	•
محمد حسن خان صاحب	•	•	۵
دوستدار خان ڪي جي	•	•	۱
سردار گوالي خانجي	•	۸	•
سردار حڪيم علي جي	•	۸	•
سردار شير محمد جي	•	۸	•
حسان بردار سردار خانجي	•	•	۱
ڪل محمد جي	•	۸	•
عنايت خان سپاهي	•	۸	•
غلام حسين جي سپاهي	•	۸	•
خدا بخش جي سپاهي	•	•	۱
زردار خانجي سپاهي	•	۸	•
خواجو خان جي سپاهي	•	۸	•
الهار خان جي سپاهي	•	۸	•
گالو جي سپاهي	•	۲	۲
سليمان جي سپاهي	•	•	۱
نور خان جي سپاهي	•	۸	•
[illegible]	•	•	•
مير خان جي سپاهي	•	۸	•
چهڙ خان جي سپواڻي	•	۴	•
ڪپور جي ٻوڙي سار	•	۸	۲
دهن جي ٻوڙي سار	•	۴	•
تاهو جي ٻوڙي سار	•	•	[illegible]
حافظ محمد اسمٰعيل صاحب	•	•	۲
فقير روش شاه جي	•	•	•
فقير چمن شاه	•	۲	•
پير محمد جي	•	۸	•
ڪپسر ٻوڙي سار			
گلاب صاحب	•	۴	•
بهشتي مائي	•	۸	•
محمد صديق صاحب	•	۸	•
لال محمد صاحب	•	•	•
هوادار غلام رسول صاحب	•	•	[illegible]
جمعدار اڪبر محمد صاحب	•	۱۲	•
مبارڪ صاحب	•	٦	•
اوستا خواجه بخش صاحب	•	۲	۷
ابراهيم صاحب	•	•	۴
عبدالرحمن صاحب	•	•	۸
الله ملهي صاحب	•	۱۳	•
مستي الهي بخش صاحب	•	۱۰	۱
جمعدار سردار خانصاحب	•	۱۳	•
اصغر صاحب	•	۳	•
قمرالدين صاحب	•	۱۳	•
ولي محمد صاحب	•	•	۱
وزير خانصاحب	•	•	۱
صحراب خانصاحب	•	۱۳	•
مفتي ڪريم الدين صاحب	•	٦	•
ميان علي محمد صاحب	•	•	۴
سيد مراد علي صاحب	•	۱۳	•
غلام علي صاحب	•	۱۰	۱
ڪريم بخش صاحب	•	۱۳	•
حسن بخش صاحب	•	۱۳	•
حڪيم اڪبر محمد صاحب	•	۱۳	•
حڪيم مشتاق احمد صاحب	•	۱۳	•
ملا رحمن بخش صاحب	•	۱۳	•
وزير خان صاحب	•	۱۳	•
الله بخش صاحب	•	۱۳	•

	پائي	آنه	روپيه
ڪريم بخش صاحب	•	۱۳	•
ڪالو شاه صاحب	•	۱۰	۱
پير بخش صاحب	•	۱۳	۱
نور بخش صاحب	•	•	۲
مسماة سڪينه بائي	•	۳	•
ڏائي سڪينه بائي	•	٦	•
زوجه پڙو جي صاحب	•	۱۳	•
مولوي عبداللطيف صاحب	•	۱۳	•
ڪريم بخش صاحب	٦	۱۳	•
ڪهڙو صاحب	٩	٦	–
فتح محمد صاحب	–	۱۳	–
شفيع محمد صاحب	–	۱۳	–
قطب الدين صاحب	–	٦	–
فتح محمد صاحب	–	۱۳	–
امير الدين صاحب	–	۳	–
مسماة گالي مائي	–	٦	–
حوالدار شاهو مڱڻهار صاحب	–	۱۳	–
مفتي ابراهيم هاشم صاحب	–	۱۳	–
نور محمد صاحب	–	۱۳	–
ابراهيم صاحب	–	–	۲
ٻاوا ج ڪهڙو جي ٻوڙگر	–	٦	–
ٻاڏو صاحب			
گالو صاحب	۳	۳	–
چاند محمد جي اوستا	–	۱۰	۱
مسماة سائر ڏائي	–	٦	–
[illegible]الدين صاحب	–	۱۳	–
اسماعيل صاحب	–	–	۱
ڏڪها جي ٻهشتي	–	–	۱
الهي بخش صاحب	٦	٦	–
ڪرم بخش جي اوستا	۳	۲	–
ڪمال صاحب	–	–	۱
مير سيد شاه خانصاحب	–	۴	۴
خانساماه صاحب	–	–	۲
محمد يوسف صاحب	–	۸	–
اوستا هلال بخش صاحب	۳	۳	–
اوستا چاند محمد صاحب	–	۸	–
اوستا علي محمد صاحب	٦	۹	–
اوستا چاند محمد صاحب	٦	۱	–
والده سبحان بخش صاحب	٦	۱	–
زاده علي جي اوستا	–	۱	–
زوجه قاسم جي اوستا	–	٦	–
زوجه الله بخش اوستا	–	۹	–
همشيره غوث محمد صاحب اوستا	–	–	۱
زوجه غوث محمد صاحب			
ڪل محمد جي	٦	۱	•
شيخ ڏاڏي بخش جي	۳	۳	•
قادر بخش جي	–	۱۳	–
گالو جي	۳	۳	–
ڪهاسي جي	۳	۳	–
ڪريم خانصاحب	–	۸	–
الله راڪهه جي	۹	–	–
رحيم بخش جي ٻوڙگر	–	٦	–
سبحان بخش جي ٻوڙگر	–	٦	–
قاسم جي اوستا	۹	٦	–
خواجو جي ميوه فروش	–	۱۳	–
مصاحب خانصاحب	–	–	۱
ٻيا ما ڏل ڪڏه ميواڙ	–	–	۳۰

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

میں محض نمونہ اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمونہ کے سانھہ فالدے کا بھی جوباں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر " موھنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ھی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کرلی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیاگیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیر پا ھونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اُگتے ھیں - جوبں مضبوط ھوجاتی ھیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ھوتے درد سر' نزلہ ' چکر' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل انویز ھوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے -

تمام بڑا فروشوں اور عطر فروشوں کے ھاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

المشتـــــہر رپروپرائٹر

ایچ - ایس - عبد الغفی کیمسٹ ۲۲ و ۷۳

کرلو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ



مسیحـــا کا موھنـــی کسم تیـــل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ھی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ھیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تول - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کایا پلٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایاگیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاھری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائیفس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ

ریویو اف ریلیجنـــز - یا مـــذاھب عالـــم پر نظـــر

اردو میں ھندو مذاہب اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مذھب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ھیں - اس کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا یہی ایک پرچہ ہے جس کو دوست دشمن دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند ایک رایوں کا اقتباس حسب ذیل ہے :—

البیان لکھنؤ - ریویو آف ریلیجنز ھی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - عربی میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے باہر پرچے کسی زبان میں شایع نہیں ھوئے - اس کے زور آور مضامین پر علم و فضل کو ناز ہے -

کریسنٹ لور پول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ھوا ہے - ھمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاھل عیسائی الزام لگایا کرتے ھیں - اس کی تردید میں نہایت ھی فاضلانہ مضمون اس میں لکھا گیا ہے - جس سے عمدہ مضمون آج تک ھماری نظر سے نہیں گذرا -

مسٹر وب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ھوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذھبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ھوگی - اور یہی رسالہ اُن روکوں کے دور کرنے کا ذریعہ ھوگا - جو جہالت سے سچائی کی راہ میں قائم کی گئی ھیں -

ریویو آف ریویز - لندن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو مذھب اسلام کے زندہ مذھب ھونے کے مضمون سے دلچسپی رکھتے ھیں چاھیئے کہ ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاھور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ھی فلسفیانہ اور عمیق ھوتی ہے - جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے سالانہ قیمت انگریزی پرچہ ۳ روپیہ - اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ — اردو ۲ — تمام دوکانداروں بنام منیجر میگزین قادیان - صلع گورداسپور آنی چاھیئیں ۵



سسٹم راسکوپ لیور واچ ۱۹ سائز

مضبوط - بہتا وقت برابر چلنے والی - گھڑی کی ضرورت ہے تو جلد منگائیں

مع محصول دو روپیہ آٹھ آنہ ٹیکہ -

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱۵۰ ویلسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ وہرسٹل کلکتہ

درد سر و درد رياح کي دوا



رياحي درد لمحظہ ميں پھاڑ ہو جاتا ہے - يہ دوا لمحظہ ميں اسکو پاني کر ديتي ہے - درد رياح جيسے ٹيک - چمک - ٹيس - رگوں ميں لہر کن کني سے چاہے جسقدر تکليف ہو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتي ہے درد سر کے واسطے بھي اس دوا کا ايساہي فايدہ ہے - نصف سر ميں ہو يا تمام سر ميں کسي وجہ سے کيساہي درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے صرف يہي نہيں اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو - اُڑا جاتا ہو - اس دوا سے فوراً بند ہوتا ہے - اندنوں لوگ ذرا ذرا سي باتوں ميں سر دکھايا کرتے ہيں کم ميں يا مفت کي باتوں ميں فکر و تردد ميں عيش و عشرت ميں دن کو رات اور رات کو دن بنانے ميں کل شکايتيں سر پر آجاتي ہيں - اور ہاے رے درد سر پکارا کرتے ہيں ڈاکٹر برمن کي دوا ايسے لوگوں کے ليے ہے - دوا کے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے - اسلئے ہر خاص و عام کو يہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے -

(قيمت ۱۲ ٹکيوں کي ايک شيشي (۶ آنہ) محصول ڈاک ايک سے چھہ ڈبيہ تک ۵ آنہ)

ڈاکٹر ايس کے برمن - نمبر ۵۵ تارا چند دت اسٹريٹ کلکتہ

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈہ

— * —

اس کتب خانہ ميں مختلف علوم و فنون کي کتابيں مطبوعہ مصر، شام، بيروت اور قسطنطنيہ وغيرہ فروخت کے ليے موجود رہتي ہيں اور نہايت مناسب و معتدل قيمت پر حاذقين کي خدمت ميں روانہ کي جاتي ہيں — خاصکر مکتبة المنار کي کتابيں، حضرت الاستاذ الامام شيخ محمد عبدہ اور حضرت السيد الامام سيد رشيد رضا کي تمام تصنيفات اس کتب خانے ميں ہر وقت مہيا رہتي ہيں - فرمانفرس کي تعميل مستعدي کے ساتھہ کي جاتي ہے - کتب خانہ کي جديد فہرست تيار ہو گئي ہے جو آدہ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مفت روانہ کي جاتي ہے *

رسالہ المنار (جو تمام دنيائے اسلام ميں، بطريق مروجہ رسالہ تسليم کيا گيا ہے) اس کي گذشتہ ۱۵ سال کي ۱۵ جلديں مکمل مع فہرست مضامين موجود ہيں - قيمت عام طور پر في جلد ۱۵ روپے ہيں مگر دوسري جلد کي قيمت پچاس روپے اور تيسري جلد کي قيمت پچيس روپے ہيں *

يہہ کتب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان ميں سول ايجنسٹ ہے، اور جن اصحاب کو اس رسالہ کي خريداري منظور ہو چندہ سالانہ مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائيں، روپيہ وصول ہو لے پر رسالہ براہ راست ان کي خدمت ميں جاري کرا ديا جاويگا *

المشتہر منيجر المكتبة العمية الاسلامية ، مدرسة العلوم، علي گڈہ



ايڈيٹر الہلال

کي لکھي ہوئي اردو زبان ميں سرمد شہيد کي پہلي سوانحعمري جسکي نسبت خواجہ حسن نظامي صاحب کي راے ہے کہ با عتبار ظاہراس سے اعلي اور شاندار الفاظ آجکل کوئي جمع نہيں کرسکتا اور باعتبار معاني يہہ سرمد کي زندگي و موت کي بعينہ ہي نہيں معلوم ہوتي بلکہ مقامات دروہي پر ايک مسلسلانہ اور البيلا خطبہ نظر آتا ہے - قيمت صرف تين آنے -

آنيوا لے انقلابات

کے معلوم کرنيکا شوق ہو تو حکيم جاماسپ کي ناياب کتاب جاماسپ نامہ کا ترجمہ منگا کر ديکھيے جو مولا محمد الواحدي ايڈيٹر نظام المشائخ نے نہايت فصيح اور سليس اردو ميں کيا ہے - پانچہزار برس پہلے اسميں بحساب نجوم و جفر آجکے کي بابت جسقدر پيشينگوئياں لکھي گئي تھيں وہ سب ہو بہو پوري اتريں مثلاً بعثت آنحضرت صلعم - معرکہ کربلا - خاندان تيموريہ کے عروج و زوال وغيرہ وغيرہ قيمت تين آنے *

المشتہر منيجر رسالہ نظام المشائخ و درويش پريس ايبھي دہلي

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن العظيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول عمر خصوصی

اسسہ ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۳ — کلکتہ: چہار شنبہ ۵ رجب ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 11, 1918.



قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھہ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار، اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ " خدا کیلیے یورپین ترکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو، جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں، اور جاں بلب بچے ہیں - جنگ و جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا، اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرگئے، انکو دفن کر دیں، جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں، لیکن جو بد نصیب زندہ، مگر مردے سے بدتر ہیں، انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہو چکا ہے، اور تمسکات کا علم بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے، اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -



یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایا صوفیا کے سامنے

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنی ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے، کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے، اسکو خلاف مقصد دوسری جگہہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب دل اعانت فرمائیں گے فاجرہ عالی اللہ، وانہ وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ، خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے، مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو آسے مل رہا ہو، وہ خود نہ لے، اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا، لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے، تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے،** انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروری اخراجات خط و کتابت کیلیے رکھکر باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا، اور ایک سال کیلیے اخبار اُنکے نام جاری کردیا جائے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے، اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے، اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے، پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہو جائیگا - اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خرد فائدہ اٹھانے کی جگہہ، اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے، اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں، تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا، اس نے مجبور کر دیا، اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی، اس سے گریز کرنا، اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلانے رہنا، بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے، لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے، جو یورپ اور ترکی کے اعلے درجہ کے با تصویر، پر تکلف، خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد رحید دعوت الی القرآن، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اُس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں، اسکا باب "شئون عثمانیہ" ترکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "نامور ان غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکی ایک با تصویر سرخی ہے، جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں، جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات، مذاکرۂ علمیہ، حقائق و رقائق، المراسلۃ و المناظرۃ، اسئلۃ و اجوبتہا، اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جائے، اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جائے -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد الدہلوی

مقام اشاعت
۷۰ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
half-yearly " " 4-12.

نمبر ۲۳ — کلکتہ: چہار شنبہ ۵ رجب ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲
Calcutta: Wednesday, June 11, 1918.

فہرست

شذرات
مسجد مچھلی بازار کانپور ۱
فہرست زر اعانۂ ہلال احمر ۱۴
فلسفۂ فطریہ ۱۴
فرانس میں استعمال انیوس ۱۴
مقالۂ افتتاحیہ
مسئلۂ سود ۵
مذاہرۂ علمیہ ۱۰
اخلاق و آداب میں مرور زمانہ کا اثر
وثائق و حقائق ۱۳
نقائع و عبر
دار زار طرابلس
مدنیۂ اطالیا ۱۴
ادبیات
مذہب یا سیاست ۱۶
مغرب اقصیٰ ۱۷
معرکۂ سینغل
تاریخ حسینات اسلامیۂ مسلمانان ہند کا ایک ورق
اعانۂ مہاجرین ۲
فہرست چندہ زر اعانۂ ہلال احمر ۱۹

تصاویر

شالیاک اور اسکے مقروض کا وکیل ۶
طرابلس میں ایک جرمن پادری کو اطالیوں نے گرفتار کر لیا ۵
طرابلس کے مظلوم و فقیر العال لوگ جنکو حراست میں رکھا ہے
قلعہ مراکش کا ایک تاراج شدہ بازار ۱۸

شذرات

مسجد "مچھلی بازار" کانپور

کانپور کی مسجد کے انہدام کا مسئلہ اخبارات تک پہنچ چکا ہے - واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:

کان پور میں ایک نئی سڑک نکل رہی ہے، جس کا نام اے - بی روڈ ہے - یہ سڑک کلس بازار اور مچھلی بازار ہوتی ہوئی مول گنج جائیگی - کلس بازار میں ایک مندر سڑک کے وسط میں پڑتا تھا - میونسپالٹی نے اسکے متولی سے مندر کے لیئے بی بابت گفتگو کی، چنانچہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ مندر دیدیا گیا -

مچھلی بازار میں بھی ایک مندر بعینہ اسیطرح حائل تعمیر شاہراہ تھا، اسپر بھی میونسپالٹی نے قبضہ کرنا چاہا مگر اسکے متولی نے صاف انکار کردیا، اور شہر میں یہ خبر گرم ہوگئی کہ اگر مندر مسمار کیا گیا تو میونسپالٹی کے معماروں کا تیشہ پہلے سروں پر پڑیگا، اسکے بعد مندر کی دیواروں کی نوبت آئیگی! پس ایسی حالت میں ضرور تھا کہ اس مندر کی قسمت کا فیصلہ اسکے پیشرو کی طرح نہ ہوتا -

زمانۂ قدیم کے برخلاف موجودہ زمانے کی سیاست کے فیصلے خریدے جاسکتے ہیں - البتہ یہ ضرور ہے کہ انکی قیمت نہایت گراں ہوتی ہے -

جن ہاتھوں میں اسقدر قیمت دینے کی ہمت ہوتی ہے، وہ اسکے فیصلے خرید لیتے ہیں، پھر تو یہی دست ہیں، انکو مجروحی کی شکایت زیبا نہیں -

غالباً پہلے مندر کی طرح اس مندر کیلیے بھی بالا ہی بالا حکومت سے فیصلہ ہو چکا تھا، مگر ان حالات کے بعد عاقبۃ الامور -

یہ واقعہ ہز آنر سر جسس مسٹن بالقابہ کے عہد حکومت کا ایک امید افزا اور سبق آموز واقعہ تھا - ہم نے سنا ہے کہ مزید تصدیق سے ہندؤں کو جسقدر مسرت ہوئی' اتنی ہی مسلمانوں کو بھی ہوئی - اور اگر تو اسلیے کہ جہاں تک ہمیں علم ہے ' کانپور کے ہندو اور مسلمانوں کے تعلقات نہایت خوشگوار ہیں' ثانیاً اسلیے بھی کہ دنیا کے قانون حیات اجسام اور حکومتوں کے اصول کار کا ایک تازہ ترین تجربہ ہوگیا تھا ' اور معلوم ہوگیا تھا کہ اگر مسلمان بھی اپنے شعائر دینیہ اور ناموس ملت کی حفاظت کے لیے استقامت و پامردی کے ساتھ کوشش کرینگے ' اور اسکی مطلوبہ قیمت دینے کے لیے تیار رہینگے تو ضرور انکی خواہشوں کا بھی لحاظ رہا جائیگا -

اس واقعہ کے چند دنوں بعد مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ اس منظر کے مغرب و جنوب میں چند گز کے فاصلے پر جو ایک مشہور و آباد مسجد واقع ہے' اسکا بھی ایک حصہ صرف اسلیے لے لیا جائیگا کہ مجوزہ سڑک کی کجی نکل جائے -

حسن اتفاق سے اسی زمانے میں صوبے کے ہر دلعزیز لفٹننٹ گورنر دورہ فرماتے ہوئے کان پور تشریف لائے -

بورڈ کے بعض مسلمان ممبروں نے ہز آنر سے مسئلۂ مسجد کے متعلق گفتگو کی - جہاں تک ہم کو علم ہے' ہم یہ اکھنے کیلیے مجبور پاتے ہیں کہ ہز آنر نے حسب عادت اسپر نہایت ہمدردی ظاہر کی اور اطمینان دلایا کہ مسلمانوں کی مذہبی عمارت کا احترام ہر حال میں ملحوظ رہیگا -

اس سے زیادہ اسی وعدے کیلیے صاف اور صریح الفاظ نہیں ہو سکتے ' جو کہے گئے تھے کہ " ہندو مسلمانوں کے معابد میں اسی طرح بھی دست اندازی نہیں کیجائیگی "

صوبے کے سب سے بڑے حاکم کے اطمینان دلانے کے بعد پبلک کو ضرور مطمئن ہونا ہی چاہیے - پھر ایک وعدہ کی حیثیت سے دیکھیے تو اسکا اخلاقی احترام نا گزیر ہے - پس مسلمانان کانپور بالکل مطمئن اور فارغ البال ہوکر بیٹھ گئے - جو قوم آج تمام مساجد عالم کی طرف سے بے پروا اور فارغ البال ہو' جسکو ان تمام مساجد سے اعظم و اقدس ' اس عبادت گاہ الہی اور اولین مسجد اسلام کی طرف سے بھی کوئی بے اطمینانی اور تشویش فکر نہو' جسکا وجود اسکی ہستی ملی و دینی کا حقیقی سرچشمۂ حیات ہے ' وہ اگر ایک ملک کے ایک شہر ' اور ایک شہر کی بھی ایک مسجد کی فکر سے فارغ و آسودہ خاطر ہو بیٹھے ' تو یہ کونسی تعجب کی بات ہے ؟

مسلمانوں کی غفلت تو ضرور قابل تعریف ہے کہ دنیا کی دوسری فکر بھی اسمیں خلل انداز نہیں ہو سکتی ' لیکن قدرت کی اس ضد کی بھی داد دینی چاہیے کہ اسنے بھی انکے ہر اطمینان کو اضطراب سے بدلدینے کا پورا تہیہ کر لیا ہے - ہمارے ہر اطمینان کی طرح اس اطمینان کی عمر بھی زیادہ نہ نکلی - تھوڑی ہی مدت کے بعد امپرومینٹ ٹرسٹ کمیٹی نے اس صاف و صریح وعدے کے باوجود ' یہ رزلیوشن پاس کر دیا :

" مسجد کا مشرقی حصہ لے لیا جاے اور اسکے عوض میں مسلمانوں کو مسجد کے مغربی حصے میں زمین کا ایک ٹکڑا دیدیا جاے "

کمیٹی کا یہ رزولیوشن جب بورڈ کے جلسے میں تصدیق (کنفرمیشن) کے لیے پیش کیا گیا ' تو مسلمان ممبروں نے اسکی ' اور بالاخر اس جلسے میں اس رزولیوشن کی دینی پڑی -

قاعدہ ہے کہ اہم اراضی متنازعہ فیہ کے معائنہ کے لیے مجسٹریٹ ضلع خود آتا ہے - چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ مجسٹریٹ ضلع کانپور مسجد کے معائنے کیلیے بہ نفس نفیس تشریف لائے اور " بوٹ پہنے ہوے " مسجد کے اندر تشریف لے گئے - معززین شہر اور مقربان بارگاہ میں سے اکثر اصحاب انکے پیچھے پیچھے دست بستہ موجود ہونگے ' مگر مجھے اسمیں شک ہے کہ کوئی " مسلمان " بھی انکے ساتھہ تھا یا نہیں ؟

اس معائنہ کے بعد شہر کے سر بر آوردہ مسلمانوں کا وفد کلکٹر ضلع کے دربدولت پر حاضر ہوا ' اور " اپنی چہل سالہ مسلمہ قومی پالیسی " کے اصول پر بصد عجز و نیاز و الحاح و زاری التجا کی کہ اپنے فرمان واجب الاذعان پر نظر ثانی فرمائی جاے ' لیکن ارشاد ہوا کہ قضاء مبرم کے فیصلے میں ترمیم ممکن نہیں !

بورڈ کا جب دوسرا جلسہ ہوا تو اسمیں ایک مسلمان ممبر نے اسکی نسبت تجویز پیش کی ' مگر نا منظور کر دی گئی -

اس معاملے کی سرگذشت میں سب سے زیادہ اہم اور قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں مسلمانوں کی اعانت کیلیے بورڈ کے انصاف پسند ہندو ممبر بھی مستعد تھے ' اور اس سے کانپور کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات کی نسبت تعجب انگیز مسرت ہوتی ہے -

بورڈ کے تیسرے جلسے میں ہندو اور مسلمان ممبروں نے متفقہ طور پر ایک آر زرویشن پیش کیا ' جس کا مقصد یہ تھا کہ " مسجد کا کوئی جزو کسی حالت میں بھی نہ لیا جائے ' اور اگر بالفرض بورڈ کے کسی ایکٹ کی رو سے ایسا کرنا جائز بھی ہو ' تو وہ ایکٹ منسوخ کر دیا جائے " لیکن بورڈ کے تمام انگریز ممبروں نے قاطبۃً اس تجویز سے اختلاف کیا ' اور خود چیرمین صاحب نے انکا پوری قوت سے ساتھہ دیا -

تعداد میں ہندو مسلمانوں کی متحدہ تعداد زیادہ تھی - قاعدہ سے اس کو پاس ہو جانا چاہیے تھا ' مگر پاس ہونا یا نہونا صرف تعداد کی اقلیت و اکثریت ہی پر موقوف نہیں ہے ' اور صرف تعداد کے دیوتا کی پوجا جو آج ہندو مسلمان اپنے تعلقات کے مسائل میں کر رہے ہیں ' انہیں کون سمجھاے کہ یہی انکی سب سے بڑی گمراہی ہے - اصل شے قوت ہے ' اور ایک قوی وجود بھی ہو ' تو وہ ہزارہا انسانوں پر غالب ہوتا ہے - جب یہاں ایک اور ہزار کی مقابلہ کیا جا سکتا ہے تو پھر اس مقابلے کی نسبت زیادہ بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ' جس میں ہندو مسلمان ممبروں کے مقابلے میں ایک سے بہت زیادہ افراد حکومت کی صدائیں کار فرما تھیں' اور اگر یہ بھی نہ ہوتا ' جب بھی صرف چیرمین صاحب بہادر کی ایک نگاہ گرم ہی کیا کم تھی ؟

بہر حال رزولیوشن منظور نہوا ' البتہ ہندو مسلمان ممبروں کے اتحاد اور یک راے ہو جانے کا یہ نتیجہ ضرور نکلا کہ اس رزولیوشن کی جگہ ایک دوسرا رزولیوشن اس مضمون کا قرار دیا گیا کہ بورڈ ہز آنر سے سفارش کرے کہ مسجد کا وہ حصہ منہدم نہ کیا جاے

اسکے بعد بعض حضرات کے مشورے سے یہ طے پایا کہ ہز آنر کی خدمت میں ایک میمورییل بھیجا جاے - چنانچہ ایک میمورییل تیار کیا گیا ' جس پر عمائد ' رؤسا ' علماء اور اعیان شہر میں سے ۱۲ - ہزار آدمیوں کے دستخط تھے - علماء شہر کا ایک فتوی بھی اسکے ساتھہ منسلک کیا گیا تھا -

" چہل سالہ مسلمہ قومی طرز تحریر " کے مطابق یہ میمورییل کمال عجز و تذلل کے " اظہارات اسلامیہ " سے لبریز تھا ' اسکا آغاز

اور اتمام ' درنوں دعا پر تھا ' اور اسکا لفظ لفظ الحاح و منت ' خشوع و خضوع ' ارادات و عقیدت ' و تضرع و ابتہال تعبدانہ میں ڈوبا تھا ! !

تا ہم جو واقعات اخبارات میں شائع ہوے ہیں ' انسے معلوم ہوتا ہے کہ ہز آنر بالقابہ نے مقامی حکام سے مشورہ کے بعد میموریل مسترد کردیا :

درهمی می شد م کز اینقدر زنار می بستم ! !

کانپور کی خصوصیت نہیں - ہر جگہ اس طرح کے کاموں کو عوام انجام دے نہیں سکتے ' اور بد قسمتی سے خواص نے ' جو آج اسلام کے جزو کل کو اپنے ہاتھوں میں رکھنے کے خواہشمند ہیں ' صرف دعاؤں کے اٹھے ہوے ہاتھوں ' اور زمین پر رر بسجود سروں کے رکھنے ہی کی مشق کی ہے - حالانکہ اسطرح عالم کی ادنے ترین موجودات یعنے جمادات تک کا مقابلہ ممکن نہیں ' چہ جائیکہ ذی روح اور دارائے قوت انسان کا ' جو صرف قوت ہی کا قائل ' اور صرف زر رہی کا بندہ ہے !

یہ سچ ہے کہ حریفانہ طالب حق کی جگہ عجز و تذلل کے ساتھہ التماس معروضات ' زیادہ آسان اور آرام دہ طریقہ ہے ' اور بہتر تھا کہ ہمیں اسی کا عادی رکھا جاتا ' لیکن کیا کیجیے کہ حالات و تجارت اور صد مشاہدات و نتائج اسکے برعکس ہیں ' اور اگر اپنی گذشتہ اور موجودہ حالت پر قانع نہ رہیں ' تو اسمیں ہمارا قصور نہیں -

اسی کانپور میں ' اسی معاملے سے متصل ' اور اسی مسئلہ کے مماثل ' دو مندروں کا واقعہ موجود ہے - پہلا منہدم ' مگر دوسرا اپنے وجود حی و قائم کے اندر ایک صداے تنبہ ' اور ایک اعلان بصیرت ہے - پھر کیا وہ اس قانون حیات کی شہادت نہیں دے رہا کہ " ہر شے کی زندگی صرف اسکی قوت کے اظہار میں ہے ' نہ کہ تذلل اور عجز انکسار میں " ؟

یہ تو تازہ واقعات ہیں ' گذشتہ واقعات کو بھی اگر سامنے لایا جاے تو اسی کانپور میں نظائر کی کمی نہیں ' مولٹنج کے چوراہے پر بھی ایک مسجد واقع ہے - جب ہالسی روڈ نکال رہی تھی تو بعینہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا ' یعنی مسجد کا ایک حصہ لیے بغیر سڑک صاف نہیں ہوسکتی تھی - اسوقت کلکٹر ضلع ہالسی صاحب تھے - مسلمانوں کا ایک وفد انکے پاس گیا اور اسوقت کے مسلمان شاید اسوقت کے سے مسلمان نہ تھے - اس مسئلہ کی بابت گفتگو کی - صاحب موصوف نے شعائر اسلامیہ پر دست درازی مناسب نہ سمجھی ' مسجد کی ایک انچ زمین بھی نہ لی ' اور سڑک کو دیسا ہی رہنے دیا - چنانچہ آج تک یہ مسجد ۴ - فیٹ سڑک پر نکلی ہوئی ہے ' اور میں خود اسے دیکھہ چکا ہوں -

رہی حاکم ہے اور رہی قانون - پھر یہ کیا ہے کہ جس عمارت پر آج سے پہلے دست درازی جائز نہیں رکھی گئی تھی ' اس پر آج با ایں ہمہ گریہ و زاری ' تضرع و فغاں سنجی ' اظہار رضا کیشی و دعا گوئی ' بے نیازانہ دست درازی دیکھا رہی ہے ؟ یہ زمانہ قوت پرستی کا ہے - اسمیں فغاں سنجی بے سود ' اور استکباری بیکار سمجھی جاتی ہے - جس قوم کا مبلغ جد و جہد یہیں تک ہو ' اسکو کوئی زندہ تسلیم نہیں کرتا - مردوں کو ٹھکراتے ہیں ' مگر زندہ انسان کی تعظیم کیلیے استقبال کیا جاتا ہے !

بہرحال یہ تو اس مسئلے کی پچھلے سر گذشت تھی - میموریل بھیجنے والوں اور رزولیوشن پاس کرنے والوں کو جو دیکھہ کرنا تھا کرلیا ' اور جو کچھہ اسکے نتائج تھے ' سامنے ہیں ' لیکن اب سوال یہ نہیں ہے کہ کل تک کیا ہوا ؟ بلکہ غور اسپر کرنا ہے کہ کل کیا ہوگا ؟

عہد و مواعید ' امید و توقع ' سعی و سفارش ' آہ و زاری ' عرض تمنا ' اور امروز و فردا ' تابکے ؟ اور غفلت و اهمال تا بکجا ؟ یہ بھی عجب نہیں کہ عمائدین کانپور کو اپنی دعا ہاے اقبال دولت ' اور گدایانہ التماسات و معروضات سے فرصت نہ ملے ' اور اسلام کی ناموس و عزت کا جو کچھہ فیصلہ ہونے والا ہے ہوجاے - ہمارا تخاطب اسوقت عمائدین کانپور سے نہیں بلکہ وہاں کی عام پبلک سے ہے - ہم کو تازہ ترین حالات معلوم نہیں ' لیکن آخری اطلاعات تک حالات بدستور تھے - اگر انہیں اپنی مسجد کا بھی وہی حال دیکھنا منظور نہیں ' جو حال میں انکے سامنے ایک مندر کا ہوچکا ہے ' تو خدا را آنے والے وقت کو محسوس کریں ' اور اپنی اور اپنی مسجد مقدس کی عزت کی حفاظت کو ارباب دولت و جاہ و رسوخ کے ہاتھوں میں بالکل چھوڑ دینے کی جگہ ' خود اپنے ہاتھوں میں لیں - یہ بھی ضرور نہیں کہ قانون کی خلاف ورزی کی جاے - پورے امن ' اور پورے سکون کے ساتھہ ہم اپنے ہر حق کیلیے اپنے جذبات اور انکی قوت کا اظہار کرسکتے ہیں - علم باشندگان شہر کو فوراً عید گاہ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کرنا چاہیے - شہر کے علماء اور بزرگان دینی کا فرض اصلی ہے کہ اس معاملے کو غیر متزلزل قوت اور مصمم ثبات کے ساتھہ اپنے ہاتھہ میں لیں ' اور تمام مسلمانان شہر کو اس جلسے میں حتماً جمع کریں - اس دن شہر کی دکانیں بند ہونی چاہییں ' اور ہر کاروباری مسلمان کو اپنے خداے قدوس و ذوالجلال کی عبادت گاہ کی عزت کیلیے ایک دن وقف راہ الہی کردینا چاہیے - جلسہ پورے سکون اور وقار کے ساتھہ ہو ' مگر اسکی در و دیوار تک سے جوش ملی و جذبۂ اسلام پرستی کی گرمی کے شرارے نکلیں - اسمیں یہ صاف صاف ظاہر کردیا جاے کہ مسجد کی سرا ہمیں کچھہ معلوم نہیں کہ ہم مسلمان ہیں ' اور ہمارے جسموں سے زندہ گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے ' کٹی ہوئی رگوں اور ٹپکتے ہوے خون کے ساتھہ ہاتھ لیے جاسکتے ہیں ' مگر یہ محال قطعی ہے کہ مسجد کی زمین ' اسکی عمارت ' بلکہ اسکی چار دیواری کے اندر کے کسی جزو سے ' ایک انچ ' ایک انگل ' ایک جو برابر بھی کوئی ٹکڑہ الگ کیا جاسکے ! !

تم اپنے اندر قوت پیدا کروگے تو قوت بھی تمہارا ساتھہ دیگی - خدا تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں کی صرف اتنی ہی تعریف نہیں کی کہ وہ اللہ کو پکارتے ہیں (ان الذین قالوا ربنا اللہ) بلکہ اسکے ساتھہ یہ بھی کہا کہ " ثم استقاموا " پھر اسپر مظبوطی کے ساتھہ جم بھی گئے ہیں - پس استقامت اصل کار ' اور تمام کامیابیوں اور نصرت یابیوں کا سبب اصلی ہے -

مسجدوں کی جب کبھی بحرمت چھوٹی ہے تو یہ صرف چند عمارتوں کا سوال نہیں ہوتا ' بلکہ قومی عزت و ذلت ' اور دینی تذلیل و تعظیم کا - ایک نظیر اگر آج قائم ہوگئی ہے ' تو کل کیلیے اسکے دامن میں ہزاروں واقعات پنہاں ہوتے ہیں - اس وقت مسجد کے وضو خانے کا سوال ہے - کس کو معلوم ہے کہ کل محراب و منبر کا نہ ہوگا ؟ اگر مسجدیں ڈھاکر سڑکیں نکالی جا سکتی ہیں ' تو پھر اقلیم ہند کے کسی شہر کی کسی مسجد کی زندگی بھی خطرے سے خالی نہیں -

اگر مسلمانان کانپور نے خود استقامت دکھلائی ' تو وہ مطمئن رہیں کہ تمام مسلمانان ہند انکے ساتھہ ہیں ' اور یہ ضرور ہے کہ ہز انر سر جیمس مسٹن بالقابہ کی دانشمند گورنمنٹ بھی انکی نصاف طلبی کی صدا سے اغماض نہ کریگی - و للہ عاقبۃ الامور -

فہرست زراعانۂ ہلال احمر

زر اعانۂ دولۃ علیہ کی فہرست گذشتہ نمبر میں جہاں تک شائع ہوچکی ہے ' اسکا میزان مجموعی حسب ذیل ہے - ابھی بقیہ فہرست کی اشاعت باقی ہے ' اور سلسلہ برابر جاری رہیگا -

کل رقم مجموعی از ابتداء فہرست ۲۲٬۲٬۱۸ -
روانہ شدہ باسم ہلال احمر ۹٬۳٬۱۱ -

فہرست نمبر (۱) کی مجموعی رقم ۸٬۱۱ - تھی ' جو ہلال احمر کے نام چندے میں شامل کردی گئی - اسکے بعد ۳ - سو باونڈ فہرست نمبر ۲ و ۳ و ۵ - سے روانہ کیے گئے - پس دونوں کی مجموعی رقم ۸ لاکھ میزاں ہے -

باسم وزیر اعظم دولۃ علیہ بلا تخصیص ہلال احمر ۵۰۰٬۱۱ -
بقیہ ..... ۷٬۴۰٬۲

جو فہرست اس نمبر سے شائع ہوگی ' اسکی رقوم اسکے عملا وہ ہیں -

ان رقوم کی فراہمی میں جن حضرات نے سعی فرمائی اور نیز جو حضرات آج بھی مصروف سعی ہیں ' ہیجا ہوگا اگر الہلال انکا شکر گذار ہو ' کیونکہ انھوں نے جو کچھ کیا ہے ' اسکی شکر گذاری کا حق کسی انسان کو نہیں - انکا اجر صرف اللہ کے یہاں ہے ' اور وہی بس کرتا ہے -

---

فلسفۂ نظریہ فلسفہ سے حکمت عملی اور حقائق اشیا سے آگاہی مراد ہے - فیلسوف یا فلاسفر کی اصطلاح ایسے لوگوں کے لیے استعمال ہوا کرتی ہے ' جو ہر ایک چیز کو نقد و اختبار کی نظر سے دیکھتے ہوں اور کسی شے کی نسبت سرسری حیثیت سے کوئی حکم نہ دیتے ہوں - یہ بات تو پرانی تھی ' لیکن یورپ کی قوت اختراع نے اب ایک اور فلسفہ ایجاد کیا ہے ' جس کا مدعا یہ ہے کہ کسی چیز کی نسبت فیصلہ کرنے کے لیے حقیقت شناس نظر کی حاجت نہیں - اس فلسفہ کا نام فلسفہ نظریہ ہے ' اور اس کے علم بردا لنصن کے فیلسوف پنڈری (ڈاکٹر ہارٹسن) ہیں - انھوں نے " کنٹمپریری ریویو " کی تازہ اشاعت میں ہندوستان کے آداب و اخلاق پر بحث کی ہے ' اور اس ذیل میں ہندوستان کے لیے استقلال اداری (سیلف گورنمنٹ) کے حقوق اس لیے تسلیم نہیں کیے ہیں کہ " محکمۂ پولیس و ریلوے اور بیشتر سرکاری دفاتر کے ہندوستانی اہلکار ' جھوٹے ' رشوت خوار ' غماز ' بے اعتبار ہوا کرتے ہیں - یہ ملک ایسی سوسائٹی پیدا کرنے سے قاصر ہے ' جس کے ایوان وطنیت کے ستون صداقت و عزت نفس اور انصاف و رحم قرار دیے جاسکیں " اس الزام کو ایک حد تک مان لینا چاہیے اور ہر ایک سچے ہندوستانی کو اس کے مٹانے کی کوشش کرنی چاہیے ' لیکن اگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ دو برس ہوئے ' مسٹر کیر ہارڈی نے دیرن علم (ہاؤس آف کامنس) میں فرقۂ عمال (لیبر پارٹی) کی اخلاقی کمزوریوں کا ذمہ دار گورنمنٹ کے طرز عمل کو قرار دیا تھا ' اور مسٹر بونرلا کی تقریر بھی اس کی تائید میں تھی ' تو سوال یہ ہے کہ ہندوستان کے تنزل آداب و زوال اخلاق کا کون ذمہ دار ہے ؟ اور یہ ذمہ داری کیونکر پوری ہوسکتی ہے ؟

ایں سخن را چہ جواہست ' تو ہم می دانی !

احسن المسائل کامل کا اردو ترجمہ کنز الدقائق - فقہ کی کتاب مسئلہ - قیمت ایک روپیہ - پتہ : منیجر مطبع فاروقی دہلی



فرانس میں استعمال افیون دماغی قوی میں غیر طبعی زلزلہ و ہیجان پیدا کرنے کے لیے یورپ نے مختلف قسم کے پر تکلف مئیفات پسند کرلیے ہیں ' لیکن یہ چیزیں سرور کے لیے کافی نہ تھیں - تکمیل سرخوشی کے لیے پیرس میں اب افیون کا استعمال بھی شروع ہوگیا ہے ' اور وہ بھی عیش پرست فرقہ ہی میں نہیں ' بلکہ جنگی پیشہ کے افسروں اور ملاحوں میں - فرانسیسی اخبارات اس موضوع پر طویل الذیل مضامین شائع کررہے ہیں کہ شراب کے استعمال نے سروں سے دستار تو پہلے ہی اچھال دی تھی ' اب افیون کی آمیزش سے دیکھیے سر بھی باقی رہتا ہے یا نہیں ؟ حال میں وزیر بحریہ نے فرنچ اخبار " ماٹن " کو اطلاع دی ہے کہ اس کے استیصال کے لیے حکومت مناسب تدبیریں اختیار کرنے کی تحریک منظور کرچکی ہے -

اس واقعہ کو ہندوستان کی حالت سے ملائیے کہ یہاں افیونیوں کا شمار کس قدر وسیع ہے ؟ مگر بجائے اس کے کہ سد باب کے لیے گورنمنٹ کوئی حکم نافذ کرتی ' پندرہ بیس برس پہلے لکھنؤ میں ایک آنریبل ممبر سے استعمال افیون کی تائید و تصویب میں تقریر کرائی گئی تھی ' اور اس سے بھی چالیس پچاس برس پہلے جب چین میں استیصال افیون کی پہلے پہل تحریک ہوئی تھی تو ولف تاریخ چین (جیمس کارکن) کی تشریح کے مطابق برطانیۂ عظمی کو اس سے جنگ کرنی پڑی تھی کہ ترک افیون کی وجہ سے جب چین میں افیون کی کھپت نہ رہیگی تو ہندوستان کے مالیہ کو نقصان پہونچیگا ! !

پچھلے چند سالوں میں چین کی آہ و زاری سے مجبور ہوکر افیون کے مسئلے پر توجہ بھی کی گئی تو ایسے قیود و شرائط کے ساتھ ' جنکی وجہ سے برطانیہ کا دست کرم ابھی ایک عرصے تک ہندوستان اور چین میں اس جام مسموم کی بخشش جاری رکھیگا ! !

نزدیکان دور و دوران نزدیک ! ! پولنیڈ کا ملک ' جسے عربی میں برلونیا کہتے ہیں ' ایک مدت سے جرمنی ' آسٹریا اور روس کے درمیان تقسیم ہو چکا ہے - جرمنی سے جو حصہ متعلق ہے ' اس کی مجلس حرب (جنگی کونسل) کے نائب الرئیس (وائس پریسیڈنٹ) مسیو سیداہ نے ریچسٹاگ (جرمن پارلیمنٹ) کی گذشتہ نشست (سشن) میں ٹرکی ریولیشن کے تعلقات پر بحث کرتے ہوئے تقریر میں اس پہلو پر زور دیا تھا :

" دولۂ عثمانیہ دوستانہ سلوک اور مہربانی کے برتاؤ کی مستحق ہے - بر اعظم یورپ میں یہی ایک سلطنت ہے ' جس نے اس زمانے میں پولینڈ کی حمایت کی ' جبکہ تمام یورپ اس کا دشمن ہورہا تھا ' اور خود مسیحی دنیا اس کو پامال کرنے کی فکر میں تھی - پولینڈ تقسیم بھی ہوگیا اور یورپ نے اس انقسام کو تسلیم بھی کرلیا ' مگر ٹرکی نے اب تک اس کی تصدیق نہیں کی - ایسی شریف سلطنت کے دکھہ درد میں شریک نہونا احسان فراموشی ہے "

اس تقریر کا جرمن قوم پر تو کچھ اثر نہوا ' مگر پول (اہل پولینڈ) نہایت متاثر ہیں اور ٹرکوں کے لیے بڑی فراخدلی سے ' چندہ فراہم کررہے ہیں -

پولینڈ کی نصرانیت کو تو اسلام سے یہ ہمدردی ہے ' مگر ہندوستان میں اسلام بعض ایسی صورتوں کے اندر بھی موجود بتلا یا جاتا ہے ' جو ترکوں کی اعانت کے جذبات کو مسلمانان ہند کی قوتوں کی بربادی بتلاتے ہیں ! !

الہلال

۰۰ رجب ۳۱ ۱۳ هجری

مسئلۂ سود

به تذکرۂ تحریک انڈیپنڈنٹ خواجہ غلام الثقلین صاحب

(۱)

یا ایها الذین آمنوا ! لا تاکلوا الربوا اضعافاً مضاعفة ، واتقوا اللہ ، لعلکم تفلحون (۳ : ۱۲۵)

مسلمانوں ! سود کے لینے سے پرہیز کرو کہ وہ (سود در سود کی صورت میں) بڑھتا چڑھتا ہوتا چلا جائے ، اللہ سے ڈرو (کہ ظلم و زیادتی سے اسکا غضب ظہور میں آتا ہے) عجب نہیں کہ اس طرح تم دنیا میں فلاح پاؤ -

انڈیپنڈنٹ خواجہ غلام الثقلین صاحب نے پچھلے دنوں مسئلہ سود کے متعلق صوبجات متحدہ کی کونسل میں جو مبسوط تقریر کی تھی ، وہ تمام اخبارات اردو و انگریزی میں چھپ چکی ہے - میں وقت فرصت کا منتظر تھا کہ اسکو پڑھسکوں -

اس تقریر کا اخبارات نے عام طور پر تذکرہ کیا ہے ، لیکن میں اسکو دوسری نظر سے دیکھتا ہوں -

سب سے پہلے جناب خواجہ صاحب کو ایک ایسے ضروری اور اہم مسئلے پر ایک مبسوط ، مدلل ، اور پر مغز تقریر کرنے کیلیے تمام قوم کی طرف سے مبارک باد کا مستحق سمجھتا ہوں - انہوں نے فی الحقیقت ممبری کے انتخاب کیلیے بہت جلد اپنے تئیں مستحق ثابت کردیا ، اور اپنی قابلیت اور قومی خدمات کے قدیمی ولولے اور جوش کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس بارے میں جو توقعات کی جاسکتی تھیں ، سچ یہ ہے کہ ان میں ذرا بھی نا کامی نہیں ہوئی -

ہماری حالت اپنے ہم وطن بھائیوں سے بالکل مختلف ہے ، اور حالت مختلف ہے تو ہماری تحسین و تقبیح اور جرح و تعدیل کو بھی مختلف ہونا چاہیے - ان میں قابلیت اور اداء فرض کا قحط نہیں ہے - وہ مجالس عامہ اور کونسل کے ہال ، دونوں میں اپنی قابلیت کے بہتر سے بہتر مظاہر رکھتے ہیں ، اور موجودہ ہندوستان کے چہل سالہ عہد میں انہوں نے اپنے کاموں کی ایک اچھی تاریخ مرتب کرلی ہے - لیکن ہماری حالت اسے بالکل متضاد ہے - قابلیت اور اداء فرض ، دونوں میں ہمارا خانۂ عمل صفر سے زیادہ نہیں - پس ایسی حالت میں اگر ہماری قوم کے اندر کوئی چھوٹا سے چھوٹا ملہم بھی قابلیت اور صداقت کے ساتھ انجام پائے ، تو اسکو آوازوں کے بہتر سے بہتر کام کے برابر سمجھنا چاہیے - جوہریوں کے بازار میں ہیرے کے صرصع ہار کو بھی کوئی نہیں پوچھتا ، لیکن کسی کوئلے کی کان میں مرتی کا ایک دانہ بھی لیکر نکل جائیے ، تو ہر شخص کی نظر پڑیگی کہ یہ کیا چیز ہے ؟

کونسل کی تاریخ میں مسلمان ممبروں کا تذکرہ

ہندوستان میں مجلس وضع قوانین کی ابتدا کو ایک قرن سے زیادہ زمانہ گذر گیا ، اور زمام پر بھی کونسل کا ایک پورا عہد انتخاب گذر چکا ہے - لیکن اس تمام عرصے کی پوری تاریخ پڑھ ڈالیے - یہ کیسی شرم کی بات ہے کہ وہ تمام اور صرف ہندوؤں کی قابلیت ، ازاد پیدائی ، حق پرستی ، اور اداء فرض کے صدہا شاندار واقعات سے بھری پڑی ہے ، اور سوائے ایک واقعہ کے ، مسلمانوں کیلیے کوئی تذکرۂ نمایاں اپنے اندر نہیں رکھتی !

ایک واقعہ سے میرا مقصود سید صاحب مرحوم ہیں ، جو کونسل کے ابتدائی عہد میں دو بار شامل کیے گئے ، اور جنہوں نے مشہور " البرٹ بل " کے مباحثہ میں یادگار حصہ لیا تھا -

اور زمام کے بعد صرف مسٹر مظہر الحق کو جانتا ہوں ، جنکو مسلمان ممبروں کی عام حالت سے یقیناً مستثنی کردینا چاہیے -

کونسل کے اندر اظہار قابلیت کے متعدد مواقع ہیں - سب سے پہلی چیز تو مناسب اور ممکن النفاذ قوانین کا مسودہ پیش کرنا ہے - پھر عام مباحث و مذاکرات میں علم و قابلیت اور اجتہاد فکر و رائے کے ساتھ حصہ لینا ، ہر معاملہ اور قانون کے متعلق ملکی مصالح اور اغراض کی حمایت کرنا ، سرمایہ تجاویز و خیالات کے بے اعتدالانہ اثر کی اعتدال و قابلیت کے ساتھ مخالفت کرنا ، بجٹ وغیرہ کے اہم مواقع پر عمدہ اور مفید مباحث و انتقادات پیش کرنا ، ملک کی عام حالت پر نظر رکھنا ، اور اسکے درس و مطالعہ سے کونسل کے کاموں میں مدد لینا ، شمار و اعداد کو ہر معاملے کی نسبت خاص طور پر محفوظ رکھنا ، اور ہر بحث میں ان سے کام لینا ، مفید اور نتیجہ خیز سوالات کرنا ، اور انکے جوابات سے ملک کی عام معلومات اور رائے میں اضافہ ، اور حکومت کی غلطیوں کا انکشاف کرنا - یہ ، اور اسی طرح کے صدہا مواقع ہیں ، کہ ایک قابل شخص کی قابلیت کیلیے کونسل ہال میں آزمایش ہو سکتے ہیں -

پھر حق گوئی اور راست بیانی ایک جوہر اصلی ہے ، جسکی ہر موقعہ پر ضرورت ہے - اور جو ایک روشنی ہے ، جس سے کونسل کا ہال ہی نہیں بلکہ ہر جگہ روشن ہو سکتی ہے -

لیکن افسوس کہ اس تمام عہد گذشتہ و زماں میں مسلمان ممبروں نے ، ان تمام امور میں سے کسی ادنیٰ ترین قسم کا بھی اپنے تئیں اہل ثابت نہیں کیا -

البتہ ایک چیز ہے ، جسکی قابلیت کا انہوں نے ہر موقعہ پر ثبوت دیا - اور ایسا قاطع و مانع ، کہ ہندوستان کی کوئی قوم اسکے مقابلے میں اپنے عجز صریح کو نہیں چھپا سکتی - یعنی ملک اور ملکی امیدوں کی تذلیل ، جہل و نادانی کے ساتھ ہر سرکاری خواہش کا استقبال ، اور ہر صدائے حکومت کے آگے بلا تامل رکوع و سجود - اور یہ وہ صفت ملکوتیہ ہے ، جو ملاء اعلیٰ و کروبیان عالم بالا کیلیے بھی بہترین وصف ہے ، چہ جائیکہ کونسل ہال میں انسانوں کیلیے کہ : لا یسبقونہ بالقول ، وھم بامرہ یعملون ! ! (۱)

اس سے بھی زیادہ دردانگیز بات یہ ہے کہ برائی کے ظہور کی اصلاً دو شکلیں ہوتی ہیں : ایک نیکی کا علم ، اور دوسرا بدی پر اصرار - پہلی صورت بہتر ہے ، اگر دوسری صورت پیش نہ آے - ایک شخص کچھ نہیں کرتا - یہ بری بات ہے - لیکن اس شخص سے تو وہ ہزار درجہ بہتر ہے ، جو نہ صرف یہ کہ نیک کام نہیں کرتا ، بلکہ

(۱) سورہ انبیا میں یہ ایسے فرشتوں کی تعریف میں ہے یعنی وہ اللہ کے احکام پر ایسے عامل ہیں کہ اسکے کسی حکم کے خلاف نہیں کرتے - (منہ)

اس سے بھی زیادہ یہ کہ برائیوں پر مصر ہے :

مرا بخیر تو امید نیست ' شر مرسال

مسلمان ممبروں نے اتنا بھی نہیں کیا کہ اپنے وجود سے کچھ کام نہیں لیا ' بلکہ اس سے زیادہ یہ ' کہ جب کبھی کچھ کام کیا بھی تو یہی کیا کہ ملک کو نقصان پہنچایا ' اور ہمیشہ اسکی بہتروں امیدوں کیلئے ایک سنگ گراں بنکر حائل راہ رہے - یہ ہماری پیشانی پر ایک ایسا داغ سیاہ ہے ' جو افسوس کہ مٹ نہیں سکتا -

بہر حال یہ تو خود ایک مبحث ہے - ضمناً ذکر آجاتا ہے تو خیالات کو روک نہیں سکتا - خواجہ صاحب کی تقریر پڑھکر مجھے سب سے زیادہ خوشی یہ ہوئی کہ کونسل ہال میں ایک مسلمان ممبر نے ایک اہم اور ضروری مسئلہ کی نسبت لب کشائی کی ' اور اسپر قابلیت اور صرف وقت کے ساتھ غور کیا - یہ بات فی نفسہ گو بہت اہم نہیں ' مگر ہمارے بازار میں جس جنس عام کی نایابی ہے ' اسکے ملنے پر خصوصیت کے ساتھ ہمیں کہ خوش ہوں ' گو آوروں کے حال وہ عام ہو -



" تو صرف ایک رطل گوشت اسے سکتا ہے ' اور عدالت کا فیصلہ واجب التعمیل ہے "

یعنی شائیلاک یہودی اور اسکے مقروض کا وکیل

شیکسپیر نے اپنے مشہور ڈراما (مرچنٹ آف وینس) میں ایک سود خوار یہودی کی نسبت اور اسکے مقروض کی مظلومی کا جو نقشہ کھینچا ہے ' وہ اس درجہ مشہور ہے کہ محتاج تعریف نہیں -

حال میں لندن کے تیاتری لین کے دار التمثیل (تھیٹرہال) میں اسکی تمثیل (ایکٹ) نئے ساز وسامان سے دکھلائی گئی تھی - مسٹر فارمس نے شائیلاک کا ' اور مسز ٹرٹ الیٹ نے مقروض کی بیوی کا پارٹ لیا تھا - یہ تصویر اس تمثیل کے اس حرفہ کی ہے ' جبکہ مقروض کی بیوی وکیل کے بھیس میں آئی ہے ' اور اس نے خونخوار شائیلاک سے کہا ہے کہ " بیٹر " اپنے قرض کے بدلے ایک رطل گوشت مقروض کے جسم سے کاٹ لے ' مگر شرط یہ ہے کہ صرف ایک رطل ہو "

مسئلہ سود اور قرآن کریم

خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں (سود در سود) کے اُن نتائج پر قانون کو توجہ دلائی ہے ' جس نے تاریخ کے قدیم ترین زمانے کی طرح اس دور میں بھی انسانوں کی آبادیوں کو ویران کیا ہے ' انکی کوشش اور محنت کے نتائج کو بغیر کسی حق طبیعی کے دوسروں کی طرف منتقل کر دیا ہے ' اور نہیں معلوم کتنے عالیشان محل ہیں ' جو اسکی بدولت خاک کا ڈھیر بنگئے ہیں ' اور کتنے وسیع قبرستان ہیں ' جنکے اندر اس کی تباہی و ہلاکت کے مجروح پڑے سورہے ہیں !!

میں نے ہمیشہ اس امر پر غور کیا کہ قرآن کریم نے انسانی معاصی و جرائم کے متعلق طرح طرح کی وعیدیں فرمائی ہیں ' لیکن سود کے متعلق ایک لفظ ایسا کہدیا ہے ' جس سے سخت تر وعید اور کسی سخت سے سخت جرم و معصیت کی نسبت بھی نہیں آئی - اسکا سبب کیا ہے ؟

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ و ذروا ما بقی من الربوٰا ' ان کنتم مومنین - فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ (۲ : ۲۷۸)

مسلمانو ! اگر تم صاحب ایمان ہو تو اللہ سے ڈرو اور تمہارے پچھلے لین دین میں جو کچھ سود باقی رہگیا ہے ' اُسے چھوڑ دو ! (پھر) اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور رسول کے ساتھ اترنے کیلیے خبردار ہو جاؤ کہ یہ

فی الحقیقت اللہ اور اسکے رسول سے اعلان جنگ ہے - (۱)

قرآن کریم نے اس آیت میں سود کے لینے پر اصرار کو " حرب من اللہ و رسولہ " سے تعبیر کیا ہے کہ اسکے لینے والے اللہ اور اسکے رسول سے لڑنے کیلیے مستعد رہیں !

بظاہر یہ تشدد تعجب انگیز معلوم ہوتا ہے - انسان کی وحشیت اور ہمجیت نے دنیا میں کیسی کیسی مہیب معصیتیں کی ہیں ' اور وہ جب سبعیت و درندگی پر آجاتا ہے تو اسکے اعمال کس درجہ خونناک ہو جاتے ہیں ؟ لیکن یہ کیوں ہے کہ قرآن کریم نے کسی انسانی معصیت کو بھی " حرب من اللہ و رسولہ " سے تعبیر نہیں کیا ' اور اس وعید کیلیے صرف سود ہی کو (کہ محض ایک لین دین اور معاملات کی چیز ہے ' اور زیادہ سے زیادہ انسانی خود غرضی کا ایک ظہور) تمام رذایل انسانیہ میں سے منتخب کیا ؟

حرب من اللہ

انسانی خود غرضی

یہاں اسکی تفسیر مقصود نہیں ہے ' مگر اشارہ ضروری ہے -

سود کے کاروبار کی اگر کبھی تاریخ مرتب کی جاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس آیت کی بہتر سے بہتر تفسیر خود بخود ہو جاتی -

جلب نفع اور خود غرضی سے اس دنیا کے عجیب ترین جانور کا (جسکو انسان کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے) کوئی فعل خالی نہیں - اور اگر خالی ہے ' تو صرف وہ فعل ' جو اس سے بہ حیثیت مخلوق حیوانی کے صادر نہیں ہوتا ' بلکہ اسکے اندر کی وہ روح انسانیۃ کبریٰ اور معنی خلافۃ الٰہیہ کام کرنے لگتی ہے ' جو مقام ملکوتیۃ سے بھی ارفع ' اور در باب مقام قدوسیت اعلیٰ ہے - مذہب ' قانون ' اخلاق ' سوسائٹی ' اور اسی طرح کی تمام بندشیں صرف اس خود غرضی ہی کے مظاہر شدیدہ کو روکنے کیلیے ہیں - اور اگر اس خونناک جانور کے پاؤں میں اتنی بھی بیڑیاں نہ ہوتیں ' تو اغراض و استجلاب نفع کا تصادم دنیا کو شیطان کا تخت ' اور

(۱) " فاذنوا بحرب من اللہ " مفسرین نے مختلف اقوال جمع کیے ہیں کہ اس سے مقصود کیا ہے ؟ اذنوا کو بعض نے بکسر ذال و مد ہمزہ بر وزن " آمنوا " پڑھا ہے ' اور بعضوں نے بفتح ذال ' لیکن مقصود دونوں سے یہی ہے کہ معلوم کرلو یا خبردار ہوجاو - حرب من اللہ سے بعض مفسرین نے حقیقی معنی لیے ہیں ' یعنی جو سود لیں گے ' انسے اللہ اور اسکا رسول قتال کریگا ' اور وہ اس سے خبردار ہو جائیں ' لیکن فی الحقیقۃ یہاں حرب سے مراد واقعی جنگ نہیں ہے ' بلکہ وعید و عقاب اور تہدید و ترہیب مین مبالغہ مقصود ہے ' یعنی اس فعل کو باوجود یہ نہ ترک نہ کرنا ' ایک ایسا جرم قرار دیا ہے ' جو گویا اللہ اور اسکے رسول کے مقابلہ میں حربی جنگی بننے کے مماثل ہے - اسی لیے ترجمہ میں میں نے اسکو واضح کردیا ہے - (مدیر)

دوزخ کا نمونہ بنا دیتا : لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم - ثم رددناہ اسفل سافلین ، الا الذین آمنوا و عملو الصالحات فلہم اجر غیر ممنون (۹۶ : ۶)

انساني خود غرضي کا مہيب ترين ظہور

اس خود غرضی کا ایک بد ترین ظہور، جمع و حصول مال کی بھوکھ ہے ، جسکو پیاس کہنا چاہیے ، اگر استسقا کی تشبیہ اسپر راس آجاے - لیکن اگر غور سے دیکھا جاے تو اعمال انسانیہ میں اس مرض کا اولی ظہور اس درجہ انسان کے ملکوتی خصائل کے لیے مہلک ، اسکی بہیمیت و سبعیت کیلیے مقوی ، ہیئۃ اجتماعیہ اور مجامع انسانیہ کی صحت مدنی کیلیے سم قاتل، اور عالم مخلوقات کے اس جمیل ترین مخلوق یعنی انسان کو خرفناک درندہ بنا دینے کیلیے ایک عمل السحر نہیں ہے ، جیسا کہ سود، اور سود خواری کی زندگی کی مختلف شکلیں -

اخلاق و خصائل انسانیۃ کا آئیدہ تو اسدرجہ تاریک ہے ، کہ تجارت اور کاروباری معیشت کی زندگی کی تہیس کا بھی متحمل نہیں ہوتا ، اور ہمدردی و مروت کا پیشمہ بجھنے بجھنے کو پہنچ کر ہی جاتا ہے - پھر ظاہر ہے کہ اسکے لیے سود (جس سے بغیر حق محنت حصول نفع کا اصول غیر ملحوظ قائم ہو جاتا ہے) کس درجہ مضر ہوگا ؟

یقیناً تمام انسانی معاصی میں صرف یہی معصیت " حرب من اللہ و رسولہ " ہے ، کیونکہ اور کسی معصیۃ میں انسان خدا کے بندوں کیلیے اس درجہ کے رحم اور خونخوار نہیں ہو جاتا ، جس درجہ سود در اپنا وسیلۂ معاش بنا لینے کے بعد اور سرتا پا مجسمۂ شقاوت و قساوت ، و غلظت و صلابت ہو جاتا ہے - اور خدا کے بندوں کے آگے بے رحمی سے مغرور ہونا ، فی الحقیقت خدا کے آگے مغرور ہو کر آمادۂ جنگ و پیکار ہونا ہے -

* * *

انسان کے ان تمام بڑے بڑے جرائم پر، جنکو اسکی خود غرضی کا دیو اسکے اندر سے انجام دیتا ہے ، اپنے سامنے لاؤ، اور ایک ایک کرکے دیکھو ! بڑے بڑے عادی مجرموں کو تم دیکھوگے کہ بارہا انسانی مظلومی اور بیکسی کے آنسو انکی آنکھوں کو اشکبار، اور انکے دلوں کو نرم کر دیا ہے - سخت سے سخت بے رحم ڈاکو اور قاتل کی فطرت بھی تم سن سکتے ہو کہ اس نے کبھی اپنی بے رحمی و قساوت کے کسی عمل کو انجام دیتے وقت، ایک بیوہ عورت کی فریاد ، ایک بیکس عورت کی گریۂ و زاری ، اور ایک یتیم بچے کے مضطربانہ فغان العذابت پر اپنی کھینچی ہوئی تلوار پھینکدی، اور چند لمحوں کیلیے اسکی بھولی ہوئی معنی انسانیۃ اسے یاد آ گئی - تاریخ اور ملفی روایات نے ان ڈاکوؤں کے حالات قلمبند کیے ہیں ، جو ایک طرف تو دولت مندوں کو لوٹتے ، اور مال و دولت سے بھرے ہوے قافلوں کو تاخت و تاراج کرتے تھے ، دوسری طرف صدہا بیوہ عورتیں اور بیکس و مسکین خاندان تھے ، جنکو ایک فیاض طبع دست دریہم ، اور ایک دریاے بخشش بادشاہ کی طرح ، امداد و اعانت سے مالا مال کردیتے تھے - انگلستان کے قرون متوسطہ اور ہندوستان کے گذشتہ زمانے کے بڑے بڑے ڈاکوؤں کی نسبت ہر شخص جانتا ہے کہ انھوں نے قصبات و دیہات کی بیکس عورتوں کیلیے با قاعدہ وظائف و مشاہرے مقرر کردیے تھے ، اور روم کے ایک مشہور ڈاکو نے ٹیٹس سے کہا تھا : " میرا مجرم ہاتھ بادشاہ کے مقدس ہاتھ سے زیادہ غریبوں اور بیکسوں کی مدد کرتا ہے ، اگرچہ وہ بادشاہ اور میں ڈاکو ہوں "

یہی حال تقریباً انسان کے تمام بڑے بڑے جرائم کا ہے ، اور فضیلۃ انسانیۃ ہر بڑی سے بڑی زندگی کی تاریکی میں بھی ، کبھی نہ کبھی اپنی روشنی کو بے نقاب کردیتی ہے -

لیکن اسکے مقابلے میں ایک سود خوار زندگی کو لاؤ - وہ چور نہیں ہے ، وہ ایک داکو کے نام سے دلیل و حقیر نہیں کیا جاتا ، لوگ اس سے پناہ نہیں مانگتے ، بلکہ اسکو ڈھونڈھتے ہیں - وہ پہاڑوں کی غاروں ، اور جنگلوں کے گنجان گوشوں میں مجرموں کی طرح نہیں چھپتا - وہ سوسائٹی سے مردود و مطرود نہیں ہے - اس نے بادشاہ کے قانون کے توڑنے اور انسانوں کے آداب و مراسم کی حقارت کا بھی جرم نہیں کیا - وہ ایک شہری ہے ، جو مثل ایک شریف باشندۂ شہر کے انسانوں میں رہتا ، اور جسم اجتماعی میں عضو صحیح کی طرح شامل ہے - با ایں ہمہ اسکے اعمال کا کیا حال ہے ؟ وہ ڈاکو سے بڑھکر آبادی کو غارت کرتا ، وہ قاتل سے زیادہ انسانی حیات کو موت سے تبدیل کرتا ، وہ عادی مجرم سے زیادہ سوسائٹی کو ایذا کرتا ، وہ ایک درندہ سے بھی خوفناک تر خوں آشام، اور بھیڑیے اور جنگلی سور سے بھی بڑھکر حیات انسانی کا دشمن ہے - پھر ان سب سے زیادہ یہ کہ سخت سے سخت بے رحم ڈاکو کی آنکھوں سے بھی کبھی نہ کبھی رحم کا ایک قطرۂ اشک ٹپک پڑتا ہے ، پر یہ معمول مطبعی ہے کہ اسکی قساوت و شقاوت کبھی بھی کسی تڑپتے ہوے جسم اور کسی پھڑکتی ہوئی زبان پر ایک لمحے ، ایک دقیقے ، اور ایک عشر دقیقے کیلیے بھی ترس نہیں کھاے !!

(سکسپیر) کے ایک (شائیلاک) کا ذکر ہے سود ہے - دنیا میں اس وقت تک کتنے ہزار شائیلاک گذر چکے ہیں ، اور کتنے ہمارے سامنے موجود ہیں !!

ایک اہم نکتہ

اگر ایک شخص چور ہے ، ڈاکو ہے ، قاتل ہے ، تو قانون اسکو قتل کر سکتا ، اور انسانی آبادی اس سے پناہ مانگے گی، لیکن ایک سود خوار، جو کہتا ہے کہ " انما البیع مثل الربوا " اسکا علاج کیا ہے ؟ اس نے تجارت کی ایک دکان کھولدی ہے ، اور ضرورت و احتیاج انسان کے ہوش و حواس کو معطل کردیتی ہے - ڈاکو سے انسان بھاگتا ہے ، لیکن " شائیلاک " کے پاس تو اسکا مطالبم فرضدار خود ہی دوڑ کر گیا تھا - پس فی الحقیقت قتل و غارت کسی قانون اور مذہب کیلیے اسدرجہ سخت کی مستحق نہیں ہو سکتے ، جسقدر کہ سود ، اور سود خواری کی مہیب زندگی -

پھر کیا " حرب من اللہ و رسولہ " سے اسکی تعبیر صحیح نہیں ؟ اور کیا تمام مذاہب عالم میں اسلام ہی وہ سب سے بڑی خصوصیت ہیں کہ اس نے باوجود جاہلیت عرب کے اس میں غرق ہونے کے سود خواری کو سب سے بڑا جرم اور معصیۃ کبیرہ قرار دیا ؟

تجارت اور امین دین کی بے رحمیوں ، اور ظلم کے رحمیوں میں بہت بڑا فرق ہے - انسان کے تمام مظالم اور بے رحمیاں ایسی ہیں کہ انسانوں کیلیے کوئی دام اور کشش اپنے اندر نہیں رکھتیں - وہ سرتا پا نفرت اور مبغوضیت ہیں - لوگ انسے پناہ مانگتے ہیں - لیکن روپیہ کا امین دین ایک ایسی شے ہے ، کہ خواہ کیسے ہی سخت سے سخت عنوان ظلم سے ہو ، لیکن چونکہ احتیاج اور ضرورت کو وقتی اور فوری طور پر دور کرنے والی ہے ، اسلیے انسان اس سے بھاگ نہیں سکتا ، بلکہ پناہ مانگنے کی جگہ خود ہی اسکی طرف دوڑتا ہے - وہ جانتا ہے کہ سود خوار ایک بے رحم ڈاکو اور خونخوار درندہ ہے ، لیکن جنگل کے ڈاکو سے نفرت کرتا ، اور اس شہری ڈاکو کے آگے عاجزی سے ہاتھ جوڑتا ہے ، تا کہ وہ اسے اپنے دام ظلم میں پھنسانے

لیلیے چن لے ' اور اسکو مجبور ہے تیغ قسارت و بے رحمی کرنے سے انکار نہ کرے !!

اسکا نتیجہ یہ ہے کہ اور تمام ہزارہا انسانی بے رحمیوں کسی آبادی کو اسطرح نقصان نہیں پہنچا سکتیں ' جس درجہ پورے شہر میں ایک " سود خوار " کا وجود پہنچا سکتا ہے -

یہی ہے کہ قرآن کریم اسکو سب سے بڑی وعید الہی کا مستحق قرار دیتا ہے -

اسکی علت اصلی

اصل یہ ہے کہ کسی خود غرضی کے عمل اور بے رحمی کے کام میں اسقدر استمرار اور مداومت نہیں ہے ' جیسی کسی کاروباری بے رحمی میں - قاتل ایک شخص کو چند لمحوں میں قتل کر ڈالے گا ' ڈاکو ایک گھنٹے کے اندر ایک قافلے کو لوٹ لیگا ' لیکن سود خوار کا عمل ظلم دائمی ' اور انسانی عمروں ' خاندانوں ' اور نسلوں تک جاری رہتا ہے - وہ جس شکار کو پکڑتا ہے ' اسکی مظلومی و بیکسی کا نظارہ برسوں تک دیکھتا رہتا ہے ' اور جب تک ہمیشہ کے لیے اسکے آنسو ' آہیں ' اور کراہنے کے نظارہ کا تحمل اپنے اندر پیدا نہ کرلے ' وہ سود خوار نہیں بن سکتا - اسی کا نتیجہ ہے کہ اسکی قسارت و بے رحمی سب سے زیادہ سخت ' اور تمام جرائم کے عادیوں سے زیادہ مستقل و مستحکم ہوتی ہے - وہ چونکہ ہمیشہ اپنی بے رحمی کے شکاروں کی مظلومی کو دیکھتا رہتا ' اور انکی بیقراریوں کے مقابلے کے اپنے دماغ کو عادی بناتا رہتا ہے ' اسلیے رفتہ رفتہ اسکے تمام نواے ملکوتیہ پر ایک عالم ظلمت طاری ہوجاتا ہے ' اور رحم و ہمدردی کے جذبات اس طرح بیکار و معطل ہوجاتے ہیں کہ کوئی قوی سے قوی محرک بھی انہیں زندہ نہیں کرسکتا -

یہ کیا بات ہے کہ ڈاکو رحم کرتا ' مگر سود خوار کی آنکھیں ہمیشہ خشک رہتی ہیں ؟ اسکا سبب یہی ہے کہ ظلم کا استمرار اور بے رحمی کی مداومت ڈاکو کو راسی نہیں ' جیسی اور جس درجہ کی بے رحمی میں ایک سود خوار کی تمام زندگی بسر ہو جاتی -

قرآن کریم کی ایک تشبیہ

کیا نہیں دیکھتے کہ اسی حالت مخصوص کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے ' جبکہ اس نے سود خواری کی زندگی کا انفاق فی سبیل اللہ کے بعد ذکر کیا ' جو اسکا ضد حقیقتی ہے :

الذین یاکلون الربوا '	جو لوگ کہ سود کھاتے ہیں ' وہ کھڑے
لا یقومون الا کما یقوم	نہ ہوسکیں گے مگر اس پاگل کی طرح '
الذی یتخبطہ الشیطٰن	جسکو شیطان کے اثر نے مخبوط
من المس ' ذلک بانہم	الحواس بنا دیا ہو ' اور یہ اسلیے
قالوا انما البیع مثل	ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ضرور بیع و شراء
الربوا (۲ : ۲۷۶)	بھی مثل سود ہی کے ہے -

افسوس ہے کہ علم (متدارل) مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں اس امر پر بالکل توجہ نہیں کی کہ سود خوار کی زندگی کو اس تمثیل کے ساتھ کیوں بیان کیا گیا ؟ اور پھر اس تمثیل اور حالت کا سبب " ذالک " کہکر آنکے اس قول کو کیوں قرار دیا کہ " بیع بھی مثل سود کے ہے " ؟

اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز امر یہ ہے کہ ان بزرگوں میں سے اکثر نے اس بیان حالت کو بعض آثار مرویہ کی بنا پر صرف قیامت کے دن ہی کیلیے مخصوص کر دیا ہے ' اور اسکی تفسیر یوں کی ہے کہ " لا یقومون - الی یوم القیامۃ من قبورھم " یعنے یہ حالت صرف قیامت کے دن ہی کی نسبت بیان کی گئی ہے -

اور سود خوار قیامت کے دن قبروں سے اسطرح اٹھائے جائیں گے ' جیسے کوئی مصروع اور آسیب زدہ پاگل ہوا کرتا ہے - اور پھر اسکی مختلف توجیہات قرار دی ہیں -

فی الحقیقت قرآن کریم کے حقائق و معارف کے متعلق آج ایک اہم مبحث ارباب نظر کیلیے یہ بھی ہے کہ اسکے اکثر ارشادات و تمثیلات و بیانات ' جن میں اسی دنیا کی زندگی اور انکے اعمال و نتائج کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ' صرف قیامت اور بعد الممات کی زندگی کیلیے مخصوص سمجھ لیے گئے ہیں ' اور سخت ضرورت ہے کہ اس مبحث پر نظر ڈالی جاے -

میں انشاء اللہ ماہوار رسالے میں " سود " کے مسئلہ پر ایک مبسوط مضمون لکھونگا جسکے متعلق بعض خاص مباحث پیش نظر ہیں ' اور اس موقعہ کی تفصیل بھی بہتر ہے کہ اسی وقت کیلیے ملتوی کردی جاے ' لیکن یہاں اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ درحقیقت اس آیۂ کریمہ کی تفسیر وہی امور ہیں ' جنکو اوپر بغیر کسی ترتیب کے لکھ چکا ہوں -

مفسرین صحابہ کی جو روایات اس بارے میں موجود ہیں ' وہ یقینا مستحق قبولیت ہیں - یہ میرا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر میں لغۃ عرب اور صحابہ کی تفسیر ' یہی دو چیزیں اصل ہیں ' اور اگر صرف انہیں دو اصولوں کو پیش نظر رکھا جاے تو آج تمام مشکلات و عراقب قرآن کا خاتمہ ہے - لیکن تاہم اخیرت کی زندگی اس دنیا کی زندگی ہی کا نتیجہ ہے ' اور جو نتیجہ نکل ہونے والا ہے ' اسکی مثال آج چشم ہاے بصیرت اور دیدہ ہاے اعتبار کیلیے ہمارے سامنے کردی گئی ہے - پھر کیا ضرور ہے کہ ہر نتیجۂ عمل کو صرف قیامت ہی کے دن پر اٹھا رکھا جاے ' اور خود دنیا میں جس شے کا سراغ لگ سکتا ہے ' اسے ایسے صرف دنیا سے باہر ہی کا نظارہ کریں ؟

ایک تفسیری اشارہ

اصل یہ ہے کہ اس آیۂ کریمہ میں ایک سود خوار زندگی ' اسکے عادات و خصائل ' اسکے اعمال و افعال ' اور ان کے نتائج کی جیسی جامع و مانع تشبیہ دی گئی ہے ' وہ گویا اس مسئلہ کی ایک پوری کتاب ہے - اہل عرب کا خیال تھا کہ شیطان اور جن کے ضرب سے انسان مجنون و لا یعقل ہوجاتا ہے ' اور صرع (مرگی) کی بیماری در اصل ایک طرح کا آسیب ہوتی ہے - (مس) جنوں کے معنی میں بولا جاتا ہے ' اور (ممسوس) پاگل کو کہتے ہیں -

خدا تعالی نے اس آیت میں سود خوار زندگی کو ایک آسیب زدہ پاگل ' اور ایک مصروع کے حالات و خصائص سے تشبیہ دی ہے ' اور مقصد اسکے وہی حالات ہیں ' جو آج دنیا کی زندگی میں پیش آتے ہیں -

ایک شخص ' جو پاگل ہوگیا ہو - ایک مجنون ' جسکی عقل و دانش بالکل معطل ہو - ایک مخبوط الحواس ' جسکے ہوش و حواس کا کارخانہ بگڑ گیا ہو - ایک مصروع ' جو مرگی کے اشتداد سے اپنے اوپر حکومت نہ رکھتا ہو - غور کرکے دیکھیے کہ اسکی حالت کیا ہوتی ہے ؟ وہ عالم انسانوں کے طرح ایک کامل و سالم انسان ہوتا ہے - اسکے تمام اعضا و جوارح صحیح ہوتے ہیں ' اسکے تمام امیال و جذبات بالکل ایک تندرست آدمی کی طرح درست ہوتے ہیں - وہ بظاہر بیمار نہیں ہوتا - چلتا ہے ' پھرتا ہے ' بھوک کا اظہار کرتا ہے ' اور پیاس سے ویسا ہی بیقرار ہوتا ہے ' جیسا کہ دنیا کا ہر صحیح المزاج -

تاہم وہ انسان نہیں ہوتا ' کیونکہ انسانوں میں ایک سب سے بڑی قیمتی چیز ہے جو اسمیں نہیں ہوتی -

یہی حال ایک سودخوار زندگی کا ہے - بظاہر اسمیں کوئی برائی نہیں ہوتی - وہ سوسایٹی کا ایک جزو ' اور شہر کا ایک جائز باشندہ ہوتا ہے - عام تاجروں کی طرح اسکی بھی ایک تجارت ہوتی ہے - وہ مبادلۂ اشیا کی تجارت نہیں کرتا تو کیا ہوا ؟ ایک ہی جنس کو دیتا اور ایک ہی جنس کو لیتا ہے ' تو کیا نقصان لازم آگیا ؟ پھر بھی یہ ایک کاروبار اور بیع و شراء ہی ہے - وہ ڈاکو کی طرح لوٹتا نہیں ہے ' اور چور کی طرح چھپ کر چوراتے نہیں آتا - جائز لین دین میں پہلی شرط فریقین معاملہ کا راضی ہونا اور جبر و اکراہ کا نہونا ہے ' اور یہ ظاہر ہے کہ وہ جب کبھی معاملہ کرتا ہے تو آنمی سے کرتا ہے جو اسکی شرائط کو بخوشی منظور کرتے ' اور اسکے معاملے پر اپنی پوری رضا ظاہر کرتے ہیں - وہ تلوار لیکر لوگوں کو نہیں دھمکا تا کہ اس سے روپیہ لیں ' اور اسکی شرائط کے آگے سر جھکا دیں -

پس ایک شریف انسان ' ایک با امن شہری ' ایک جائز کاروباری آدمی میں جو کچھ ہونا چاہیے ' اسمیں ہوتا ہے ' اور کوئی بات بظاہر اسکے خلاف نظر نہیں آتی -

لیکن ان تمام مظاہر انسانیت و مدنیۃ کے ساتھ ' دوسری طرف دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ہے ' مگر ایک شریف انسان اور ایک کاروباری شہری میں سب سے زیادہ ضروری جوہر جو ہونا چاہیے ' اسمیں نہیں ہے - وہ باوجود انسان ہونے کے ایک خوفناک درندہ ہے ' وہ باوجود شریف زندگی ہونے کے رذالت و سفاہت اور وحشیت و بربریت کا ایک پیکر مجسم ہے - وہ باوجود ایک جائز باشندۂ شہر ہونے کے درندوں کے بھٹ اور وحشیوں کے جنگل کا ایک جانور ہے - اس نے گو تجارت کی دکان کھولی ہے مگر وہ ایک ڈاکو ہے ' جو خود تاجروں کو لوٹتا ' اور بے رحم چوروں کی طرح انکے صندوقوں کو خالی کر دیتا ہے ! !

ایک پاگل آدمی باوجود انسان صورت ہونے کے انسان نہیں ہوتا ' کیونکہ اسکا نظام حواس و ادراک درہم و برہم ہو جاتا ہے ' اور یہی شے انسان کا اصلی جوہر شرف ہے - بالکل اسی طرح ایک سود خوار باوجود ایک جائز باشندۂ شہر اور شریف زندگی ہونے کے ' شریف نہیں ہوتا ' کیونکہ اسکے تمام جذبات و عواطف ملکوتیہ اور فضائل خصائل و اخلاق معطل ہو جاتے ہیں ' اور یہی وہ چیزیں ہیں جو معطل ہو جائیں تو:

فلم یبق الا صورۃ اللحم والدم !

اور زیادہ اس تشبیہ پر نظر ڈالیے ! ایک مصروع آدمی کھاتا ہے پیتا ہے ' عقل و حواس کی باتیں کرتا ہے ' بالکل ایک بھلے چنگے آدمی کی طرح اپکے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا ہوتا ہے ' لیکن دفعتاً اسکی حالت میں ایک انقلاب عظیم ہو جاتا ہے - اسکے ہاتھ پاؤں کھینچنے لگتے ہیں ' اعصاب میں تشنج ہونے لگتا ہے ' خون کا دوران جاری و ساری یکایک بند ہو جاتا ہے - بالکل اس مشین کی طرح جسکا انجن یکا یک پھٹ گیا ہو ' اسکے ہوش و حواس کے کیل پرزے بند ہو جاتے ہیں ' وہ چکراکر زمین پر گر جاتا ہے ' احتضار موت کی سختیوں کی طرح ایڑیاں رگڑتا ہے ' منہ سے کف جاری ہو جاتا ہے ' اور دیکھنے والے متحیر و متعجب ہو کر رہ جاتے ہیں کہ چند لمحوں کے اندر ایک صحیح و سالم ' مضبوط و توانا ' ذی حس و دارے ہوش و حواس انسان کی حالت میں ' یہ کیا انقلاب عظیم ہو گیا ؟

بعینہ یہی حالت سود خوار کی بھی ہوتی ہے - عالم جذبات و عواطف کی دنیا بھی اجسام و جوارح انسانی کا ایک پیکر ہے - ٹھیک ٹھیک مثل ایک مصروع کے دنیا کے سامنے وہ نمودار ہوتا ہے - اسمیں از فرق تا بقدم کوئی چیز ایسی نہیں ہوتی ' جو ایک شریف اور شہری زندگی کی مخالف ہو - وہ ڈاکوؤں کی طرح جنگل کے پوشیدہ گوشوں اور پہاڑوں کے تاریک غاروں کو تلاش نہیں کرتا ' بلکہ ہر مدنی وجود کی طرح شہر اور انسانوں کی آبادی کا خواستگار ہوتا ہے - وہ عین آبادی کے وسط میں مکان بنا کر رہتا ہے - وہ کسی شریف شہری کی طرح بازاروں میں خرید و فروخت ' اور گھر کے اندر معاقات و معجت میں مصروف نظر آتا ہے - تم اسکو ہر طرح ایک شریف آدمی کی طرح پاتے ہو - وہ تمہارے ساتھ نرمی و محبت سے باتیں کرتا ' تمہارے استقبال کیلیے خوش آمدید کہتا ' تم کو لحاف و رداء کے ساتھ اپنے پاس بٹھاتا ' تمہارے ساتھ کھاتا پیتا ' اور چلتا پھرتا ہے - لیکن با ایں ہمہ ' جب کہ تم ان مظاہر انسانیۃ سے متاثر ' ان علائم اہمال و عواطف سے مطمئن ' اور ان ابرازات تمدن و حضریۃ سے خوش وقت ہوئے ہو ' تو یکایک اسکے نظام جذبات و خصائل میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہونے اٹھتا ہے - صرع کے جن کی طرح سود خواری کا شیطان اسمیں حلول کر جاتا ہے ' اسکی طبیعۃ ثانیہ کے ہیجان کا اول اسکے دل کے اندر جوش کھا کھا کر ابلنے اٹھتا ہے - اسکی صورت متغیر ہو جاتی ہے - رحم و انسانیۃ کی ایدۃ و نرمی کی جگہ ' وحشیت و سبعیت کے آثار و علائم سے اسکی پیشانی مکروہ بن جاتی ہے - اسکا چہرہ جو چند لمحے پیشتر ایک انسان کی طرح حسین تھا ' دفعۃً ایک خونخوار درندے کی طرح مہیب ہو جاتا ہے - اسکی آنکھوں میں قساوت و بے رحمی کی سرخی پھر جاتی ہے - اسکی ناک کے نتھنے ہیجان غیظ و غضب سے خون آشام درندوں کی طرح پھولنے لگتے ہیں ' اسکا دماغ معطل ہو جاتا ہے ' اور تمام جذبات و عواطف انسانیۃ و ملکوتیۃ اسکے صفحۂ ذہن سے یک لخت محو ہو جاتے ہیں - پھر ایک مصروع اور آسیب زدہ مریض کی طرح وہ اپنے قابو میں نہیں ہوتا اور نہ اسکے ہوش و حواس اسکے اختیار میں ہوتے ہیں - اسکے سامنے صرف " سود " کا شیطان ہوتا ہے ' جو اسکو مسلوبالرم کے معمول کی طرح اپنے قبضے میں کر لیتا ہے - اسکی آنکھ اور کان ' دونوں انسانیۃ کی حکمرانی سے باغی ہو کر صرف شیطان کے تابع فرمان ہو جاتے ہیں - پھر نہ وہ " سود " کے سوا کچھ دیکھتا ہے اور نہ سود کے سوا کچھ سنتا ہے - جس طرح ایک آسیب زدہ کسی مجہول و غیر مرئی وجود کو دیکھکر اسکو پکارتا اور اسکی طرف اشارہ کرتا ہے - اسی طرح وہ صرف " سود " ہی کی طرف اشارہ کرتا ' اور صرف "سود" ہی کی آواز کو سننا چاہتا ہے - اسکا میدہ تہور و ظلم ' اسکے سامنے خاک پر لوٹتے ' زخمیوں کی طرح چیختے ' یا جاں کنی میں تڑپنے والوں کی طرح تڑپے ' پر اسکو کچھ نظر نہیں آتا - وہ مدہوش اور پاگل کی طرح ان سب باتوں سے بے پروا و بے علم ' صرف " سود ' سود ' سود " کہکر پکارتا ' اور اسکے لینے کیلیے اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے ! ! ان الذین یاکلون الربوٰا ' لا یقومون الا کما یتخبطہ الشیطان من المس ! !

* * *

اس تذکرے کو کہاں تک طول دوں ؟ الہلال کے صفحات ان مباحث کیلیے محل موزوں نہیں - جسقدر زیادہ غور کرتے جائیے گا اور نئی حالتوں کو اپنے سامنے لائیے گا ' اتنا ہی اس تشبیہ کی جامعیت اور احاطہ کا انکشاف ہوتا جاے گا - یہ صرف سرسری اشارات ہیں ' جنسے ایک فکر سلیم اندازہ کر سکتا ہے کہ امثال

مذاکرۂ علمیہ

و شبہات درآنیہ اپنی ہر مختصر سی مختصر نشیبہ کے اندر بھی مطالب عالیہ ' مرامض حمیدہ ' اور سرائر فطریہ کا ایک بحر بے کنار ' بل اوقیانوس حکم و معارف پیدراں ہے - فہم انسانی اسکے سراج میں قبل سکتی ہے ' پر اسکا احاطہ نہیں کر سکتی کہ :

تقاصر عنہ افہام الرجال

اور پھر یہ اسکا فضل ہے کہ جس خوش نصیب کو چاہے ' اپنے علم حکیم کے چند قطرات معارف سے سیراب کرنے کیلیے چن لے - اسکے لیے محض علم و فضل اور مطالعہ علوم کا دعوا بیکار ہے : انہ بل ھو ایات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم ' و ما یجحد بآیاتنا الا الظالمون (۲۹ : ۴۸)

ولو ان ما فی الارض من	یہ زمین پر لاکھوں اور کروروں درخت
شجرۃ اقلام ' والبحر	جو تم دیکھ رہے ہو ' اگر ان سب کی
یمدہ من بعدہ سبعۃ	شاخوں کو قلم بنادیا جائے ' اور تمام کے تمام
ابحر ' ما نفدت	و بیدراں سمندروں سے سیاہی کا کام لیا
کلمات اللہ ' ان اللہ	جائے ' اور وہ بھی اس طرح کہ جب سمندر
عزیز حکیم !	ختم ہوکر خشک ہو جائیں ' تو ویسے ہی
(۳۱ : ۲۶)	سات نئے عظیم الشان سمندر انکی جگہ

آ موجود ہوں ' اور اس طریقے پر اللہ تعالے کی کلمات و آیات درلکھا جائے ' پھر بھی یقین ہے کہ وہ کبھی تمام نہوگی ' کیونکہ وہ حکیم و عزیز ہے " !! (البقیۃ تتلی)

تاج روغن گیسو دراز

تین مختلف اقسام - مختلف خوشبو اور مختلف قیمتوں کے مقبول روغن ہیں جن کو ہندوستان بھر کے مشہور ترین حکیم - ڈاکٹر اور دیدہ مفید مانتے ہیں

تاج روغن بادام مغشیہ تاج روغن زیتون یاسمن

فی شیشی ۴ فی شیشی ۴

تاج روغن آنولہ وبنولہ علاوہ

فی شیشی ۱۲ر محصول داک

ساختہ - دی انگلش ٹریڈنگ کمپنی

سوری دروازہ دہلی

باب المراسلۃ والمناظرہ

اخلاق و آداب میں موروثی اثر

یعنی اولاد میں انکے ماں باپ اور خاندان کے اخلاق و خصائل کا اثر بطور وراثت طبیعی کے ہوتا ہے یا نہیں ؟

از جناب مراسلہ نگار فاضل صاحب امضا

(ایک مخصوص نظر علمی)

ناظرین کرام کو یاد ہوگا کہ الہلال نمبر [۱۳] - جلد [۲] میں ایک مضمون [اخلاق] کے عنوان سے درج ہوا تھا - اسمیں اخلاق کے سرچشموں پر بحث کرتے ہوے بتلایا گیا تھا کہ اسکا ایک ذریعہ وراثت بھی ہے -

جناب مولوی محمود صاحب عباسی نے اس سے اختلاف کیا ' اور ایک تحریر بھیجی جو صیغۂ " مراسلہ و مناظرہ " نمبر [۱۵] میں شائع ہوئی تھی اور اسمیں میں نے وعدہ کیا تھا کہ اس مسئلے پر ایک مستقل مضمون لکھونگا -

پھر میں اپنے حالات میں غرق ہو گیا اور لکھنے کی مہلت نہ ملی - لیکن نہایت خوشی کی بات ہے کہ بعض قابل و وسیع النظر اہل قلم نے اس موضوع پر توجہ کی ہے ' اور ایک معقول مضمون بعرض اشاعت عنایت فرمایا ہے - الہلال ابتداے اشاعت سے تعلیم یافتہ جماعت کی بد مذاقی کا فریادی ہے ' مضر اس قسم کے مضامین کا لکھنا اور الہلال تک پہنچنا اس امر کا ثبوت ہے کہ اب علم درست طبیعتیں اشغال علمیہ کی طرف متوجہ ہونے لگی ہیں - فالحمد للہ علی ذلک -

آج کی اشاعت میں یہ مضمون شائع کیا جاتا ہے ' لیکن میں نے جس مضمون کا وعدہ کیا تھا ' اسکی ضرورت ابتک باقی ہے اور اسکے متعلق مزید بحثوں سامنے ہے - انشا اللہ پہلی فرصت میں اسکو ظہور کرونگا - (ایڈیٹر)

۲۳ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ - کے الہلال میں ڈبل نا مہ نگار مسٹر محمود عباسی نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوے کہ " اخلاق میں اثر وراثت کو بالکل دخل نہیں " چند قابل التفات جملے تحریر کیے ہیں - مسٹر مرصرف نے جو باتیں پیرو فیسر (کارل پیرسن) کے طرف منسوب کی ہیں ' وہ یا تو غلط فہمی پر مبنی ہیں ' یا انسے یہ پایا جاتا ہے کہ حضرت عباسی نے پروفیسر مرصرف کی کوئی تصنیف نہیں دیکھی -

عباسی صاحب تحریر فرماتے ہیں :

" بقول کارل پیرسن ' وراثت کا اثر بالکل غلط ہے ' اور جسقدر بھی اخلاقی خصوصیات والدین کی اولاد میں پائی جاتی ہیں " وہ اس تربیت کا نتیجہ ہیں ' جو اولاد کو اپنے والدین کے ہاتھوں

اب ذرا پروفیسر کارل پیرسن کی بھی تحریر ملاحظہ ہو - وہ (نیشنل لائف فرم دی سٹیڈ پائنٹ آف سائنس National life from the stand point of science) میں اخلاقی وراثت کے اصول پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

" والدین کے چال چلن اور اخلاق و اطوار' انکی خوبیاں' انکی برائیاں' انکی عادات' انکی بیماریاں - سب کی سب ایک مقررہ نسبت کے ساتھ انکے بچوں کو ورثے میں ملتی ہیں - آدمی کے سر کی شکل' اس کی دماغی قابلیت و حالت' گھوڑوں کی کھال کا رنگ' اوپیوں کے پھول کی پنکھڑیاں' پھر اور بہت سی باتیں بغیر کسی استثنا کے موروثی ہیں - قصہ مختصر انسان کے ادنیٰ سے ادنیٰ اخلاق سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاق تک' تمام و کمال موروثی ہیں - "

پھر ہکسلے لیکچرز (Huxley Lectures) (۱) میں پروفیسر کارل پیرسن فرماتے ہیں :

" ایک اخلاقاً نا تندرست سٹاک سے اخلاقاً تندرست سٹاک کا پیدا ہونا از قبیل محالات ہے - اور یہ خیال کرنا کہ یہ محال نہیں ہے' ایسا ہی لغو ہے' جیسا یہ خیال کہ چیتے بغیر رنگدار دھبوں کے پیدا ہوسکتے ہیں - ایک بیمار اخلاق کی نسل کو ایک تندرست نسل کے ساتھ ملانیکا بدیہی نتیجہ یہی ہے کہ تندرست نسل کمزور ہو جائیگی - مثال کے طور پر یہ کہدینا کافی ہے کہ گندھک کے تیزاب میں جسقدر پانی ملائے جاؤ گے' اتنا ہی وہ کمزور ہوتا جائے گا - اخلاقی و جسمانی امراض میں مبتلا نسل سے قوم کو نجات دینے کا صرف یہی علاج ہے کہ اسے آہستہ آہستہ مفقود ہو جانے دیا جائے - تعلیم اور اصول حفظ صحت' اور دیگر اثرات' انسان کے موروثی اخلاق کو ہرگز ہرگز تبدیل نہیں کرسکتے "

یہ مقولے مشتے نمونہ از خروارے ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہیں' تاکہ وہ ملاحظہ فرمائیں کہ مسٹر عباسی کا یہ بیان کہ کارل پیرسن انکے ہم راے ہے' بے بنیاد اور محض غلط فہمی پر مبنی ہے -

اخلاق پر ایک بہت ہی عالمانہ بحث (مجھے معاف فرمایا جائے' اگر تصحیح بحث نہ لیجیے ایسا کہوں) کرکے عباسی صاحب لکھتے ہیں :

" یہ ثابت ہوگیا کہ وراثت اخلاق میں کوئی دخل نہیں رکھتی ... "

میں حیران ہوں کہ صاحب موصوف نے اپنے مضمون میں کہاں یہ ثابت کیا ہے کہ وراثت کو اخلاق میں کوئی دخل نہیں ؟ کیونکہ بحث تو وہ کررہے ہیں انفصال و ارادہ کی' جسمیں وراثت کا ذکر تک نہیں - شاید وہ اس غلط عقیدہ کو بھی اپنے خیال میں کافی و شافی ثبوت اپنے دعوی کا خیال کرتے ہونگے - اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ عقیدہ صحیح تھی (حالانکہ نہیں ہے) تو بھی اس ایک فقرہ سے یہ بات کہاں پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی کہ اخلاق موروثی نہیں ہیں ؟ پھر ہے ہی اب ہم اس موضوع پر اپنی طرفسے کچھ نہ کہیں' اور صرف مشاہدات و تجارب میں اس مسئلے کے فیصلے کو تلاش کریں کہ کہاں تک اخلاق میں وراثت کو دخل ہے' اور کس درجہ ہمارے دعوے کا دعوا قابل تسلیم ہے ؟

(ولیم پیئرسن) سائنٹفک جرنل میں لکھتے ہیں :

" ہمیں آج تک اس امر میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی کہ وراثت کے اثرات کو تبدیل کرسکیں - عورت کے بانمر ہونیکے وقت سے لیکر بچے کے رحم سے باہر آنے تک' ایک ذرہ بھر ہم بھی کو باہر نکال نہیں سکتے' اور نہ ایک ذرہ بھر خوبی رحم کے اندر بھیج سکتے ہیں - بچے کے پیدا ہونیکے بعد کسی قسم کی تعلیم یا دواؤں کے ذریعہ اس بچے کے موروثی اخلاق کو ہرگز ہرگز نہیں بدل سکتے - سویٹ پیز (ایک قسم کا پھول ہے) کا پودہ زمین سے پانچ فٹ بلند ہو جاتا ہے' حالانکہ اس کا ہم نوع سمال پیز زمین سے ایک فٹ بھی اونچا ہونے نہیں پاتا - چھوٹی جو سویٹ پیز کو بلند ہونے میں مدد دیتی ہے' اور بغیر اس کے وہ اس بلندی تک کبھی بھی پہنچ نہیں سکتا' سمال پیز کو کسی طرح بھی اونچا نہیں کرسکتی - انسان کے لیے تعلیم و حفظ صحت ایسی ہی ہے' جیسے پیز کے لیے چھوٹی - جس بچے میں صلاحیت کا مادہ موجود ہے' اسے یہ اپنے ظہور تدریجی یا ارتقاء تدریجی (development) میں مدد دیتے ہیں' اور بغیر ان کے وہ صلاحیت ضائع ہو جاتی ہے - مگر اس بچے کو' جسمیں وہ صلاحیت موجود ہی نہیں' ہرگز ہرگز انسے کوئی مدد نہیں مل سکتی" -

اس بہت بڑے اور مستند شخص کے قول سے در اصول قابل بحث پیدا ہوتے ہیں جن پر ہم ایک سرسری نظر ڈالیں گے :

اول - انسان کے اخلاق کا زیادہ حصہ موروثی ہوتا ہے -

دوم - موروثی اثرات کا دور کرنا موجودہ علم کے مطابق محالات سے ہے - ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ محالات عقلی میں سے ہے' بلکہ ابھی تک انسان کا علم اس درجہ وسیع نہیں ہوا کہ وہ ان اثرات کے دور کرنے میں کامیاب ہو -

اصول اول کی تحقیق کرتے ہوئے (سر فرانسس گالٹن Sir Francis Galton) علم یوجینکس کے بانی مبانی حسب ذیل مشاہدات پر پہنچے :

(الف) وراثت کے اثرات میں نصف والدین کا' چوتھائی والدین کے چاروں دادیں کا' آٹھواں حصہ تیسری پشت کے آٹھوں اجداد کا ..... و قس علی ہذا ..... ہوتا ہے - (ملاحظہ ہو بحث بر قانون وراثت سر فرانسس گالٹن A debate on Sir Francis (Galton's Law of Ancestral Inheritance)

ہم اس بات کے ماننے کیلیے تیار ہیں کہ اس قانون میں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت ہے' اور جوں جوں علمی تحقیقات کا دائرہ وسیع ہوتا جائیگا' یہ قانون بھی خود بخود ایک عملی صورت اختیار کرتا جائیگا - مگر اس بات کے ماننے کے لیے کہ یہ قانون سرے سے ہی غلط ہے' ہم ہرگز تیار نہیں ہیں' جب تک کہ ہمارے پاس کوئی کافی معتبر ثبوت موجود نہو -

(ب) اگر جسمانی و اخلاقی تندرستی کے مدارج مقرر کیے جائیں' اور انمیں سب سے اعلیٰ درجہ خاندان (الف) کا ہو دوم (ب) کا' سوم (ج) کا' چہارم (د) کا' پنجم (ر) کا' اور ششم (س) کا' و علی ہذا' تو تحقیقات نے ثابت کردیا ہے کہ اگر قسم (ج) کے ۳۵ - آدمی اپنے سے ایک درجہ ادنیٰ قسم میں شادی کرلیں تو وہ صرف ۶ - بچے قسم (ج) کے پیدا کرسکیں گے' اور اگر وہ قسم (س) میں شادی کریں تو صرف ایک بچہ قسم (ج) کا پیدا کریں گے - حالانکہ ۲۵۰۰ - جوڑے قسم (س) کے صرف ایک بچہ قسم (ج) کا پیدا کرلیں گے' اور (س) سے گئیا قسم کے جوڑے ایک بھی (ج) کی قسم کا بچہ پیدا نہیں کرسکتے !! اس کا ماحصل یہ ہے کہ جسمانی و اخلاقی کمزوری کے اسباب

(۱) پروفیسر ہکسلے کی یادگار میں بڑے بڑے سائنس داں کسی نہ کسی زیر نظر مضمون پر سال بھر کے اندر ایکدفعہ لیکچر دیا کرتے ہیں - چونکہ پروفیسر کارل پیرسن یوجینکس میں فاضل ہے مثل تسلیم کیے جاتے ہیں' اس لیے انھوں نے اس مضمون پر کئی دفعہ لیکچر دیئے ہیں - اس لیکچروں کے مجموعہ کا نام ہے (ہکسلے لیکچرز بائی کارل پیرسن)

ہمارے آبا و اجداد کی طرف منسوب ہونے چاہئیں اور وہی انکے ذمہ دار ہیں -

رائل کمیشن نے (جو سنہ ۱۹۰۴ع میں ان معاملات پر غور کرنیکے لیے مقرر ہوئی تھی) اپنی تحقیقات کا سلسلہ چار سال تک جاری رکھا - اُس کے سنہ ۱۹۰۸ع میں تحقیقات کی ایک رپورٹ مرتب کی جو بلیو بک (Blue Book) کی شکل میں چھپ گئی ہے - اس رپورٹ میں صدہا مثالیں دیکر یہہ ثابت کیا گیا ہے کہ دماغی کمزوری اور جنون عموماً مورثی ہوتے ہیں - ہم اس میں سے ناظرین کی دلچسپی کے لیے چند واقعات کا اقتباس کرتے ہیں :

اول - ایک ایسے شخص کا حال جو چند مرتبہ چوری کے جرم میں سزا یاب ہو چکا تھا - اس کے کئی بیٹے تھے - بڑا لڑکا ۱۸ - سال کی عمر سے لیکر ۳۲ - سال کی عمر تک ' ۳۴ - دفعہ سزا یاب ہوا - دوسرا لڑکا پندرہ سال کی عمر سے لیکر ۲۹ - برس کی عمر تک ۱۷ - دفعہ اسی چوری کے الزام میں قید ہوا !

دوم - ایک چودہ سال لڑکے کا حال' جس نے اس عمر تک پہنچنے سے پہلے تین مرتبہ پرن ٹینول (Portonville) کے جیلخانہ میں سزاے قید کی عقوبتیں جھیلیں - اس کا باپ اسی جیل خانے میں کئی دفعہ جا چکا ہے' اور اس کی ماں شارع عام میں شراب پی کر مدہوش ہوجانیکے جرم میں سزا پا چکی تھی -

سوم - ایک صحیح و سالم آدمی کا واقعہ ' جسنے ایک ایسی عورت سے شادی کی' جو کہ سرقۂ صغیرہ کے جرم میں کئی دفعہ سزاے قید بھگت چکی تھی - اسکی نسبت انسپکٹر جنرل جیلخانہ جات کی رپورٹ کا ترجمہ حسب ذیل ہے :

" اس جوڑے کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں - بڑی لڑکی مقامی پاگل خانے میں عمر کا زیادہ حصہ بسر کر چکی ہے - چھوٹی لڑکی ابھی کنواری ہے لہذا والد کے زیر حفاظت ہے - پولیس ابھی اسکی نسبت کچھہ رپورٹ نہیں کر سکتی -

بقیہ دو لڑکوں سے دو کنبے چلے : (م) و (ن) -

پہلے کنبہ کا باپ مقامی پاگل خانے میں رہ چکا ہے ' اور ابھی تک بڑی غضبناک طبیعت رکھتا ہے - اس کی پہلی بیوی سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں - لڑکی کی پیدایش کے چھہ ہفتے بعد وہ مرگئی -

اس کے بڑے لڑکے کا اعمالنامہ حسب ذیل ہے ' اگرچہ اس کی عمر ابھی صرف پچیس برس ہی کی ہے :

گیارہ سال کی عمر میں اسے چوری کرنیکے جرم میں تربیتی کی گئی - اٹھارہ سال کی عمر میں اینڈرور Androver میں ایک گھڑی چرانیکی پاداش میں اسے ایک ماہ کی قید ہوئی - اسی سال ونچسٹر کالج میں فریب دہی کی غرض سے اپنا نام داخل رجسٹر کرانیکے جرم میں اسے ایک ماہ کیلیے جیلخانہ کی ہوا کھانی پڑی - پھر منچسٹر میں چند گھڑیاں چرانیکی جرم میں وہ ایک ماہ کیلیے قید خانے میں بھیجا گیا - پھر السٹر میں چوری کے جرم میں دو ماہ کیلیے قید رہا - ۱۹ - سال کی عمر میں ڈاکہ مارنے کی سعی کے الزام میں بمقام مین فیلڈ Man field ایک ماہ کیلیے بادشاہ کا مہمان رہا - اسی سال السٹر میں ایک گھڑی چرانیکے جرم میں اسے ایک ماہ کی اور قید ہوئی - اسی سال پھر سات دن کیلیے بھیک مانگنے کی خاطر بند کردیا گیا - بیس سال کی عمر میں بمقام نارچ کیس بکس چرانیکی غرض سے ایک ماہ کیلیے مقفل کردیا گیا - اسی سال سٹیمفورڈ میں بھیک مانگنے کے جرم میں چودہ دن کے لیے پھر قید کیا گیا - پھر ایک ماہ السٹر میں چوری کے لیے ' اور تین ماہ ڈاکے کے الزام میں شاہی چہار دیواری میں مقید نظر آیا ..... چوبیس سال کی عمر میں اسے شارع عام میں بازاری زبان استعمال کرنیکی پاداش میں ۱۰ - شلنگ جرمانہ ہوا' اور اسی سال چوری کے الزام میں ۱۵ - ماہ کیلیے جیلخانہ بھیج دیا گیا !!

دوسرا لڑکا گیارہ سال کی عمر میں چوری کے جرم میں گرفتار ہوا ' اور اسے چار ماہ کیلیے ایک ریفورمیٹری (Reformatory) (یعنے تربیت خانۂ جرائم و اراذل - الہلال) میں بھیج دیا گیا - اور اسکے بعد ۵ - دفعہ مجسٹریٹ کے سامنے چوری کے الزام میں حاضر کیا گیا -

باقی تینوں بچے ابھی بہت خورد سال ہیں " -

یہ تو ایک کنبہ تھا - اب دوسرے کنبے یعنی (م) کا حال بھی سن لیجیے :

" دوسرے بھائی کے نو بچے تھے (بخوف طوالت ہم اس طول طویل داستان کا لب لباب درج کرینگے) پہلا لڑکا گیارہ دفعہ چوری کے الزام میں قید ہوا - ایک لڑکی پاگل خانہ میں ہے - دوسری لڑکی ایک شادی شدہ نوجوان کے ساتھہ تعلق ناجائز پیدا کرکے اور اپنے والدین کو چھوڑ کر بھاگ گئی ' اور بہت عرصہ تک اسی کے پاس رہی " نتیجہ جو ہوا وہ ناظرین خیال کرسکتے ہیں - باقی بچوں کا حال بھی اسی پر قیاس کرلیجیے -

" چہارم - ایک فاحشہ عورت کے گیارہ حرامی بچے جنے - انمیں سے پانچ لڑکیاں اس فعل بد کی کئی دفع مرتکب ہوچکی ہیں -

پنجم - ایک کمزور دماغ عورت کو چند شہدوں نے گمراہ کرکے بے عصمتی پر آمادہ کیا ' جسکا نتیجہ دو ولد الزنا لڑکیوں کی صورت میں نمودار ہوا - بڑی لڑکی کی عمر اس وقت (یعنی بر وقت تحقیقات کمیشن) ۱۸ - سال کی ہے ' اور وہ دو ولد الحرام بچوں کی ماں ہے ' اور چھوٹی لڑکی ناجائز حمل سے ہے "

یہہ واقعات ایسے نہیں کہ انکو محض مستثنیات کہہ کر نظر انداز کر دیا جاے ' بلکہ یہہ ایسے واقعات ہیں جو ہر روز مشاہدے میں آتے رہتے ہیں - کمیشن کی رپورٹ میں ایکو ایسے صدہا واقعات ملیں گے ' جنکو ہمنے بخوف طوالت نظر انداز کر دیا - جن حضرات کو زیادہ شوق ہے وہ اس رپورٹ کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں -

ان تلخیصات علم و تجارب سے وہ دونوں اصول ' جو ہمنے بیان کیے تھے ' ثابت ہوتے ہیں ' یعنی :

اول - اخلاق کا زیادہ حصہ مورثی ہوتا ہے -

دوم - کسی قسم کی خارجی تعلیم یا تربیت ان موروثی اثرات کو بدل نہیں سکتی -

ریفورمیٹری یا پاگل خانے عارضی طور پر انکے فوری اثر کے ظہور کو روک سکتے ہیں ' مگر جب بیمار انکی حفاظت سے نکلا ' پھر اپنی فطرت کو لوٹا - واقعہ سوم خاص طور پر قابل غور ہے - تقریباً سب کے سب لڑکے گیارہ سال کی عمر میں چوری کے جرم میں ماخوذ ہوے - اور پھر باقی تمام عمر اسی میں مشغول رہے - ریفورمیٹری میں چار سال تک اور ہر طرح کی تعلیم وغیرہ کے زیر اثر رہنے کے بعد بھی ایک لڑکے کی چوری کی عادت نہ گئی !!

یہ خیال کرنا کہ ہماری تحریر کا ماحصل یہ ثابت کرنا تھا کہ " تمام اخلاق موروثی ہی ہوتے ہیں " غلط ہوگا - ہمارا ماحصل صرف

وثائق و حقائق

نتائج و عبر

استبداد کے نتایج انسان کو دنیا ہی میں نظر آجاتے ہیں یورپ میں روس کی وسعت حکومت سب پر فائق ہے' اور یہ ظاہر ہے کہ مغربی مدنیت کے تماشاگاہ میں اس وسیع رقبۂ حکومت کے فرمانروا کو ایک خاص حیثیت سے تہذیب کا ممثل تسلیم کرنا چاہیے - مغرب کی تہذیب و مدنیت پر گو زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے' اسلیے کہ ادرنہ و سلانیک و مناستر و قوصوہ و طرابلس و مقام رضا (علیہ السلام) میں اس کے اصول عمل اچھی طرح عالم آشکار ہوچکے ہیں' تاہم عجیب بات یہ ہے کہ خود اہل مغرب ان اصول کو مشرق کے مقابلہ میں جائز رکھنے پر بھی ان کے ممثلوں سے نفرت کرتے ہیں' اور سخت اظہار نفرت کے متمنی ہوتے ہیں - نقولا (قیصر نکولس زار روس) کی حکومت نے مسلمانوں کے مدارس بند کردیے' مظلوموں بلقان کی اعانت کرنے والوں پر سختیاں کیں' اظہار بے طرفی (نیوٹرلیٹی) پر بھی ارسال فوج و اسلحہ و سامان رسد سے جبل اسود (مانٹی نگرو یا قرہ طاغ) کی طرفداری میں حصہ لیتی رہی' اور دول یورپ کے اس اجماع کا باعث ہوئی کہ یورپ کی مہذب سرزمین میں مسلمانوں کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے - یہ سب کچھ ہوا' اور اس کے نتایج سے تمام اہل مغرب مستفید ہورہے ہیں' مگر نقولا کی جان عذاب میں ہے - آسایش کی زندگی اس کو نصیب نہیں' آزادی کے فوائد اسے حاصل نہیں' پولیس کی حراست میں اس کی عمر کٹتی ہے' اٹھتے' بیٹھتے' سوتے' جاگتے' کسی عالم میں بھی سپاہیوں کا پہرہ اس سے جدا نہیں ہوتا - ولیم قیصر جرمنی کی شاہزادی لویزی کے بزم عقد میں شرکت کے لیے برلین آتا ہے' یہاں فوج کے حصارے جان تو بچ جاتی ہے' مگر اسٹیشن سے ایوان سلطنت تک کی مختصر مسافت میں تماشائیوں اور راہ گیروں کے نعرہ ہاے تحقیر تو پ و تفنگ بن کے اس پر برستے ہیں ! ! اگر اس کی اخلاقی حس پہلے ہی مردہ نہوچکی ہوتی' تو یہ آتش بازی اسکے سوزش جسم و روح کیلیے کافی تھی -

---

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۲]

یہ ثابت کرنا تھا کہ " وراثت کو اخلاق میں دخل ضرور ہے " جن حضرات کو اس مضمون پر ایک مبسوط نظر ڈالنے کا شوق ہے اور انگریزی بھی جانتے ہیں' وہ ان ہر دو کتابوں کے علاوہ' جنکا حوالہ ہمنے اپنے مضمون میں دیا ہے' مندرجۂ ذیل کتب کا بھی ضرور مطالعہ فرمالیں :

اول - Heredity مصنفہ جے - اے - ٹامسن J. A. Thomson

دوم - ہاؤس آف کامنز ڈیبیٹ رپورٹ - مورخہ ۱۷ - مئی سنہ ۱۹۱۲ - جلد ۳۸ - نمبر ۶۴ -

سوم - رپورٹ رائل کمیشن سنہ ۱۹۰۴ - سنہ ۱۹۰۸ -

چہارم - کرائم اینڈ ان سینٹی - ڈاکٹر مرسیر Crime and Insanity.

(حقی)

نقولا پر کیا منحصر ہے ؟ یورپ کے کسی مستبد (فرمانروا) کو بھی رعایا کی ہمدردی حاصل نہیں - کہتے ہیں کہ اسلامی دنیا کا قدیم دستور العمل انسان کی آزاد شخصیت کے حق میں ایک نہایت بدذما قرنطینہ تھا' لیکن سول یہ ہے کہ ان مستبدین کے رعیہ سہنے' کھانے پینے' سونے جاگنے' چلنے پھرنے' اوڑھنے اور چپ رہنے کا جس کاوش سے احتساب کیا جاتا ہے' یہ کیا ہے ؟ وہ انسان کو غلام بناتے ہیں' دنیا میں غلامی پھیلاتے ہیں' قدرت کے بہترین عطیۂ حریت کے استعمال کو' جس سے چڑیاں بھی اپنے گھونسلوں میں اور مچھلیاں بھی اپنے آبخور میں محروم نہیں ہیں' انسان کے ایسے حرام بتلاتے ہیں' مگر خود ان کی حالت کیا ہے ؟ وہ خود اپنے دار السلطنت میں اپنے ہی محکوم شیخ البلد (لارڈ میر) اور تشریفاتی (چمبرلین) کے غلام ہوتے ہیں - بارہ گھنٹے پہلے جب تک انہیں اطلاع نہ دیں اور ان سے اجازت نہ لے لیں' شہر کے کسی حصے میں نہ آسکتے ہیں نہ جاسکتے ہیں - آزادی کے ساتھ سیر و تفریح وہ نہیں کرسکتے' تماشا گاہوں میں وہ نہیں جاسکتے' کسی عمومی شخص (پبلسک مین) سے ملنا چاہیں' کسی کو کچھ لکھنا چاہیں' کوئی بات کرنا چاہیں' سب میں بھی قید ہوگی کہ مجلس مستشار جب اور جس سے ملنے کی اجازت دے' اس کی پابندی کریں' جو مسودہ مرتب ہو' رہی لکھیں' جن امور کی تلقین کی جائے' رہی ان کی زبان سے ادا ہوں - ظاہر ہے کہ ان قیود کے ساتھ ضمیر کی آزادی کا تصور کر قائم رہ سکتی ہے ؟ ان حالتوں میں اگر انہیں رعایا کے مصائب کا احساس نہو' استبداد کی جفاکاریاں نظر نہ آئیں' مظلوموں کی فریاد سنائی نہ دے' تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے ؟ جس کا نور ایمان (کانشنس) مردہ ہوچکا ہو' جس کے ضمیر کی زندگی موت سے بدل چکی ہو' اس کو زندہ سمجھنا ہی غلط ہے - مراحل زندگی کے طے کرنے میں حیوان استبداد کی جانب سے جو باتیں سنگ راہ ہوں' انہی سے انکی شکایت کرنا کے فائدہ ہے؟ ایک اسٹیچو ہے' ایک کابد ہے' ایک مجسمہ ہے' جو کسی خاص طاقت سے مردم آزاری کے وظائف ادا کررہا ہے - اس سے گلہ و شکوہ کیوں کرو ؟ اس کے آزار سے محفوظ رہنے کے لیے کوئی معقول و جائز و با اصول ترکیب کیوں نہیں نکالتے ؟ خسرو شعرا مدت ہوئی' اس حقیقت کی ترجمانی کرچکا ہے' جسے اس کی روح حکمۃ شعریہ' بہ تبدیل الفاظ' آج بھی سنا رہی ہے :

رسید نالۂ من از جفاے استعباد
بر آسمان' و شنیدند تیر و کیوانش
اگر بکاوش حکومت نمی رسد' زاں است
کہ سنبلا است کہ از جسم' پارہ شد جانش

عرب میں ایک مثل مشہور ہے : " الحر لا یحتمل الضیم " شریف آدمی سب کچھ برداشت کرلیگا' لیکن کوئی ایسی کارروائی' جس سے اس کی آزادی و عزت نفس کو صدمہ پہونچتا ہو' کبھی بھی برداشت نہیں کرسکتا -

(۱) و لا یقیم علی ضیم یراد بہ
إلا الأذ لان عیر الحی و الوتد
(۲) ھذا علی الخسف مکوس برمتہ
و ذا یشج فلا یرثی لہ أحد

---

(۱) کوئی صحیح جس پر جور و ستم مظور ہو وہ اس حالت کو کبھی گوارا نہ کریگی - بجز دو ذلیل چیزوں کے [۱] قبیلہ کا اونٹ [۲] اور اس کے باندھنے کی میخ -

(۲) یہ [اونٹ] تو بے آب و گیاہ' ریگزار سے بندھا ہوا' سر جھکائے رہتا ہے - اور اس [میخ] پر چوٹ ہوتی ہے تو کوئی اس پر رحم بھی نہیں کرتا -

کارزار طرابلس

لیکن ہم ہیں کہ یہ سب کچھ دیکھتے ہیں' اور یہ سب سنتے ہیں' پھر بھی اپنے خاموش و استبداد پسند رویے حس طور عمل سے مراپی روم کے اس تخیل کا مجسم نمونہ بنے ہوے ہیں کہ :

چشم باز و گوش باز و این دکا خدرہ ام بر چشم بندی خدا

نئی مہینے ہوے مطالعۂ بلقان کے متعاق یورپ سے داد رسی کے توقع پر ترکوں نے ایک انجمن قائم کی تھی' جس نے میر مجلس غازی احمد مختار پاشا تھے - انجمن نے بلقانیوں کے مظالم کی ایک مفصل و مبسوط رپورٹ (تقریر) مرتب کرکے دول یورپ کے پاس بھیجی تھی' جس پر کہیں سے جواب تو ملا' مگر انسدادی کارروائی کسی نے بھی نہ کی اور اسکی توقع بھی نہیں - تین ہفتے ہوے' ترکی اخبار " صباح " نے اس رپورٹ کے متعلق ایک صاحبِ فرانسیسی مدبر کا ایک مضمون نقل کیا تھا' جس کا مفاد یہ تھا کہ " نادان و نافہم بچوں کو راحت پہونچانے اور زحمتوں سے بچانے کا تو دستور ہے' اور یہ دستور کچھ ایسا نامرزوں بھی نہیں' مگر جو قوم قدرت کی دی ہوئی طاقتوں کے استعمال سے بے خبر ہو' اور مصالب سے بچنے میں اپنی طاقت کا سہارا پکڑنے کی جگہ غیروں کے بھروسے پڑی رہے' وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اسے کسی قسم کی امداد بھی دی جاے " یہ ضابطہ قابل تسلیم ہو یا نہو' مگر ترقی پذیر دنیا کا آج یہی پر عمل ہے' اور یہی وہ بنا تھی جس پر کلمی سال ہوے' کوریا کے شاہی ایلچی کو جاپانی حکومت کی شکایت کرنے پر ہیگ کانفرنس میں پھانسی دے دی گئی تھی - ان مراتب کو پیش نظر رکھکر سوچو اور سمجھو' کہ جس زوال حریت کا تم مرثیہ پڑھتے ہو' جس فنا و جلالت کا تمہیں رونا ہے' جس بناے قومیت کے انہدام کا زخم و صدمہ ہے' کیا کبھی تم نے مناسب و معقول ذرایع سے اس کے واپس لانے کی بھی کوشش کی ؟ اور اس بات میں جائز طریقوں پر اپنی طاقت کا بھی استعمال کیا ؟ نفس میں صحیح طور پر کام کرنے کا ولولہ بھی نہیں تو لبوں کی شکوہ سنجی سے کیا حاصل ؟

نہو جب دل ہی پہلو میں تو پھر مونہہ میں زباں کیوں ہو ؟

الفانسو فرمانرواے اندلس پر ایک مشہور فوضوی (انارکسٹ) نے' جس کا نام سانشز ہے' کچھ زمانہ ہوا گولی چلائی تھی - یہ شخص اصل میں فرقۂ اشتراکیہ (سوشیا لوجسٹ پارٹی) کا ممبر تھا اور الفانسو کی حکومت کا استبداد دیکھ دیکھ کے اُس کا دشمن ہوگیا تھا - ارتکاب جرم کے بعد پولیس نے اُسے گرفتار کرلیا - قاعدہ تو یہ ہے کہ ایسے مجرموں کے مقدمات محکمۂ عرفیہ (ورث مارشل) میں پیش ہوتے ہیں' اور جرم کی تحقیقات خفیہ اور بالمل ہی خفیہ کی جاتی ہے' مگر ملک کی صحافت (پریس یا اخباری اجتماع) نے ایسے تند و ترش لہجہ میں صداے احتجاج بلند کی کہ' حکومت کو معمولی و آئینی عدالت میں ارجاع مقدمہ کی اجازت دینی پڑی' جس کے علانیہ اجلاس ہوتے رہے' اور اب تک ہو رہے ہیں - مجرم کا جواب دعوی یہ ہے کہ " الفانسو کی حکومت نے اصول

مدنیۃ اطالیا

اطالیا اسوقت جس سب سے بڑی اُمید کی جستجو' جس سب سے بڑی منزل کے لیے تگا پو' اور جس سب سے زیادہ صحیح راستے کو اختیار کر رہی ہے' وہ یہ ہے کہ لیبدہ اور برقہ کے اطراف و جوانب میں اپنی ہزارہا بکھری اور پھیلی ہوئی رعایا کو نوآباد' اور ان اطراف کے مذہب کو ایک کردے' - اور طرابلس میں بربادی اندلس' یعنی اس مصیبت دلدوز' اس آفت اسلام سوز کے احیاء کے ذریعہ' تاریخ کو بازگشت کا موقع دے !

اس نے ان ملمع کار الفاظ میں سادہ لوحوں کو شہ' جاہلوں کو فریب' اور کند ذہنوں سے سخن سازی شروع کی ہے کہ انکو صرف متمدن بنائے' ان کی حالت کو ترقی دینے' انکے شہروں کو آباد کرنے' اور ان کی ثروت کے چشموں کو پھیلانے کے لیے آئی ہے' اور یہ ایسے وقت میں' کہ اہل طرابلس کو اطالی برباد کن جہاز نیست و نا بود کر رہے تھے' اطالی تلواریں انکے گلے کاٹ رہی تھیں' اطالی توپیں انکے گھر بار اور چھوٹوں بڑوں پر آتش افشانی کر رہی تھیں' اور اطالی فوج عزتوں کو چاک' اہل و عیال کو قید' اور مال و دولت کو دست برد کر رہی تھی !

حالانکہ ان شہروں میں اس حکومت نے صرف اسلیے احتلال (قبضہ) کیا ہے تاکہ اپنے بکھرے ہوے یورپوں کو اسمیں جمع کرے' انکے ناکردہ گناہ اصلی باشندوں کو اپنے آہنی پنجہ ظلم میں دبالے'

[بقیہ مضمون پہلا کالم]

اشتراک کو سخت صدمے پہونچا لے ہیں' کارفرماؤں کے مقابلے میں کارکنوں کی کچھ پیش نہیں جاتی - معدلت کے جو اصول ہیں اُن میں خود استبداد غالب ہے - تمام ظالمانہ احکام الفانسو ہی کے نام سے نافذ ہوتے ہیں' لہذا اُس کے قتل کی کوشش کوئی بے اصول و غیر آئینی کوشش نہیں کہی جاسکتی - جسم کے کسی عضو میں کوئی مہلک خرابی آجاتی ہے تو اُسے کاٹ دیتے ہیں کہ دوسرے اعضا بھی اس سے متاثر نہو جائیں' انسان کی ہیئۃ اجتماعیہ میں بھی یہی کیفیت ہے' اور اُس کی ضرر رسانی کا استیصال بھی اسی ضابطہ کے تحت میں ہونا چاہیے "

خود یورپ کی فضا تو ان صداؤں سے گونج رہی ہے' مگر وہ مشرق سے جاتا ہے کہ اسکے سکوت تعہد میں انصاف جوئی اور حق طلبی کی آواز سے بھی خلل نہ پڑے !!

قرآن کریم کی اصطلاح میں یہی چیز اخلاقی " تطفیف " ہے :

ویل للمطففین ' الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون ' و اذا کالوھم او وزنوھم یخسرون (۸۳ : ۱)

بربادی و تباہی ہو تول میں کم دینے والوں کیلیے ' کہ جب لوگوں سے خود کوئی شے ماپ کرلیں تو پورا پورا لیں ' لیکن جب انکو دیں تو کم کرکے دیں !!

طرابلس میں اطالیٰ افسروں نے ایک جرمن پادری کو گرفتار کیا ہے - اس جرم میں کہ اس نے رحم و انسانیت پر وعظ کیا تھا !!



اور انکے لیے گذشتہ صدیوں کی وحشیت و درندگی پھر عود کر آے !

ہر شخص جانتا ہے کہ اطالیا سواحل بنغازی سے (جہاں تک کہ اسکے بیڑے کی توپوں کے گولے جاتے ہیں) آگے اب تک نہیں بڑھسکی ہے - بیس دن ہوے کہ اس نے نفس بد نے اسے سمجھایا کہ کم از کم (سانیہ فقیہ محمد بن شتوان) پر کہ سواحل بنغازی سے صرف آدھہ گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے ' یلغار کرے - اسکی بزدل فوج استحکامات بنائی' اور سرحدیں مستحکم کرتی ہوئی نکلی' اور برابر پیش قدمی کرتی ہوئی بڑھتی گئی - یہاں تک کہ شدہ شدہ بیس گھنٹے کی مسافت طے کرگئی - جب ان شیران حریف ایگن کے نیستانوں کے قریب پہنچی تو وہ ایک بار ہی پھرے اور اس زور سے حملہ کیا کہ چند لمحوں کے اندر ہی صدہا لاشیں تڑپ گئیں ' اور جو بچے' وہ اس عالم میں بھاگے' کہ ساحل بحر سے ادھر ایک لمحہ کیلیے بھی کہیں دم نہ لیا !!

مگر مزے کی بات یہ ہے کہ ایک طرف تو بنغازی میں اطالیا کی جنگی حالت یہ ہے' دوسری طرف سرکاری خبریں کہتی ہیں کہ اب تک اطالیا نے سادہ لوحان طرابلس سے نرم کلامی کا سررشتہ ہاتھہ سے نہیں دیا ہے - وزیر مستعمرات (نوابادی) ان سے وعدے کرتا ہے' انہیں امیدیں دلاتا ہے ' انہیں پھسلاتا ہے ' انہیں بہلاتا ہے ' کیونکہ اسکو یقین ہے کہ ملک داری ' ستمگری ' خانماں بربادی ' عصمت دری ' اور مردم کشی سے نہیں ہوتی بلکہ نرمی ' فریب ' روباہ بازی ' اور سیم و زر کے عرض میں دنی الطبع و سفلہ مزاج دلوں کی خریداری سے ہوتی ہے !! با این ہمہ اسکی فوج میں ایک جماعت ہے جو قتل و سفاکی وغیرہ وغیرہ سے دلوں کی آگ بھی روشن کرتی رہتی ہے - پس اگر اطالیا اپنی اس فرنگیانہ ستمرانیوں کو نرمی اور حسن سلوک خیال کرتی ہے تو اللہ اکبر ! اُس وقت کیا ہوگا جب کہ سختی ' کینہ کشی ' تنگ گیری اسکے اُن خیالات کو پورا کریگی ' جنکو اسکا کینہ پرور سینہ چھپاے ہوے ہے ؟ ؟

کل کی بات ہے کہ بنغازی میں ایک غریب الوطن جرمنی کے پادری کو اسلیے قید کر دیا گیا تھا ' کہ وہ اپنے معمولی مواعظ میں انسانی رحم و ہمدردی کے الفاظ بکثرت کیوں برتتا ہے ؟

بعض دیگر ارباب مستعمرات حکومتوں کی پیروی میں ' حکومت اطالیا نے بھی بنغازی کی فوج کے لیے بازار والوں کو (کہ متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں) بجبر بھرتی کرنا ' اور عوام کے لیے رزق کے دروازے بند کرنا شروع کردیا ہے - بالکل مبالغہ نہ ہوگا ' اگر کہا جاے کہ اسوقت طرابلس کے اطالیٰ مقبوضات میں احتیاج ' فاقہ ' اور ضرورت کی جو گرم بازاری ہے ' اسکی نظیر کہیں نہیں ملسکتی -

عرب طرابلس کے ساتھہ حکومت اطالیا جو کچھہ کرنا چاہتی ہے ' اسکا اندازہ اسکے اعمال و احکام سے ہو سکتا ہے -

غیر اطالیٰ مال پر ۵ - فیصد چنگی لگائی گئی ہے - اطالیٰ ممالک میں آلو اور اسی قسم کی دو ایک چیزوں کے سوا پیدا ہی کیا ہوتا ہے ' جو اطالیٰ تاجر لاکے یہاں فروخت کرینگے ؟ اسکے علاوہ شہری عربوں کا مدار زندگی تو اطالیٰ بڑوں کے صاف کرنے پر ہے - پس اگر اطالیٰ اسباب راحت و آرام لاے بھی تو یہ تہیدست انکو خریدینگے کہاں سے ؟ غرض گرانی جزہیگی اور غریب طبقہ ' کہ آبادی کا بیشتر حصہ ہے ' فاقۂ صرت کا شکار ہوگا -

تمام دیسی تاجر اس خیال سے ایک تنگ بازار میں نظر بند کیے گئے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے اسکندریہ تجارت کے بہانے چلے جائیں اور مجاھدین سے ملجائیں !

چند مدارس بھی کھولے گئے ہیں اور یہ یورپ کا سب سے بڑا شیطانی دسیسہ ہے - ان میں قرآن حکیم کے علاوہ (جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ پڑھا یا جائیگا) باقی تمام تعلیم صرف اطالیٰ زبان میں ہوگی جو کچھہ شروع بھی ہوگئی ہے -

ایک معمولی اطالیٰ کی رپورٹ پر عربوں کو انکی زمینوں سے بیدخل کر دیا جاتا ہے ' اور وہ زمینیں نہایت ارزاں قیمت پر اطالیوں کے ہاتھہ فروخت کر دی جاتی ہیں - ان مصالحہ پر مستزاد یہ ہے کہ جب سے اطالیٰ آئے ہیں ' قحط و گرانی برابر رہتی ہے اور بھوک کا خراج دینے کے لیے وہ بدبخت اپنی زمینیں اور گھر اطالیوں کے ہاتھہ نہایت کم قیمت پر خود ہی فروخت کر ڈالتے ہیں -

دولت عثمانیہ نے جو استقلال اداری دیا ہے ' اسکی حالت یہ ہے کہ نائب السلطان اپنے گھر تک پر عثمانی علم نصب نہیں کر سکتا !



بنغازی میں بازار کے فقیر العال لڑکوں کو جمعیت ہلال احمر کی طرف سے اپنی شامل ہیں اسلیے قید کر لیا ہے کہ وہ اپنا تمام سامان فوج کے حوالے نہیں کر دیتے

ادبیات

مذهب یا سیاست

تم کسی قوم کی تاریخ اٹھا کر دیکھو ' * دو ہی باتیں ہیں کہ جن پر ہے ترقی کا مدار
یا کوئی جذبۂ دیرینہ تھا ' کہ جس نے دم میں * کر دیا ذرۂ افسردہ کو ہم رنگ شوار
ہے یہ وہ قوت بسر زور کہ جسکی ٹکر * سنگ خارا کو بنا دیتی ہے اک مشت غبار
اسکی زد کھا کے سر زور جاتی ہے بنیاد زمیں * اس سے ٹکرا کے بکھر جاتے ہیں اوراق دیار
یہ اسیکا تھا کرشمہ کہ عرب کے بچے * کھیلنے جاتے تھے ایوانگہ کسرا میں شکار
وہ اُلٹ دیتے تھے دنیا کا مرقع دم میں * جاکے ہاتوں میں رہا کرتی تھی اونٹوں کی مہار
اسکی برکت تھی کہ صحراے حجازی کی سموم * بنگئی دہر میں جاکر چمن آراے بہار
یہ اسیکا تبسا کرشمہ کہ عرب کے رہزن * فاش کرنے لگے جبریل امیں کے اسرار

یا کوئی جاذبۂ ملک و وطن تھا ' جسنے * کردیے دم میں قوای عملی سب بیدار
ہے اسی مے سے یہ سرمستی آحرار وطن * ہے اسی نشے سے یہ گرمی ہنگامۂ کار

آپ دونوں سے کیے دیتے ہیں ہم کو معذور * نہ سیاست ہے نہ ناموس شریعت کا وقار
مدتوں نعمت سیاست کی تجارت ہی نہ تھی * کہ وفاداری مسلم کا تھا یہ خاص شعار
اب تجارت ہے مگر دایرۂ نعمت یہ ہے * کہ گورنمنٹ سے اس بات کے ہوں عرضہ گذار
" ہم کو پامال کیے دیتے ہیں اہناے وطن * در ہے ' بس جاے نہ یہ فرقۂ اخلاص شعار
یہ بھی اک گونہ شکایت ہے غلاموں کو ضرور * کہ مذاہب میں ہے کم حلقہ بگوشوں کا شمار "

اب رہا جذبۂ دینی ' تو وہ اسطرح مٹا * کہ ہمیں آپ ہی آتا ہے اب اس نام سے عار
وضع میں ' طرز میں ' اخلاق میں ' سیرت میں ' کہیں * نظر آتے نہیں کچھ حرمت دیں کے آثار
آپ نے ہم کو سکھاے ہیں جو یورپ کے علوم * اس ضرورت سے نہیں قوم کو حرگز انکار
بحث یہ ہے کہ وہ اس طرز سے بھی ممکن تھا * کہ نہ گھٹتا کبھی ناموس شریعت کا وقار
ہم نے پہلے بھی تو اغیار کے سیکھے تھے علوم * ہم نے پہلے بھی تو اس نشہ کا دیکھا ہے خمار
نام لیوے تھے ارسطو کا ادب سے ' ہر چند * تھے نقادوں کے بھی گوشۂ گذار
جانتے تھے مگر اسبات کو بھی اہل نظر * کہ حریفوں کو نہیں انجمن خاص میں بار
یعنی یہ بادۂ عرفاں کے نہیں درق شناس * بزم اسرار کے یہ لوگ نہیں بادہ گسار

آج دہر بات میں ہے شان تدرج پیدا * آج دور رنگ میں یورپ کا نمایاں ہے شعار
ہیں شریعت کے مسایل بھی وہیں تک مقبول * کہ جہاں تک اُنھیں معقول بتائیں اغیار

نہ شریعت ' نہ سیاست ' تو پھر آپ کسکے لیے * یہ ننگ و دو ہے ' یہ شورش ہے ' یہ غل ہے ' یہ پکار ؟

(شبلی نعمانی)

مغرب اقصے

معرکۂ سینغل

الجزائر میں منطقہ استنبرلیہ کے قریب ایک مقام ہے' جو العنق کے نام سے معروف ہے - اس میں ایک بازار ہے جسکو (سوق سنیغال) کہتے ہیں - ۱۰ - اپریل کو اس بازار میں اس آتش وطن و حریت پرستی کے پھر شعلے بھڑکے' جو آج ایک صدی سے باشندگان مغرب اقصیٰ کے سینوں میں سلگ رہی ہے' اور جسکے بجھانے کے لیے بارہا اعداء حریت و انسانیۃ یعنی فرانسیسی ملاعنہ کی تلواریں جزائری خون کی نہریں بہا چکی ہیں -

اس معرکۂ مقدسہ یا کرشمہ طرازی حریت و وطن پرستی کی داستان تازہ عربی ڈاک سے موصول ہوئی ہے -

یورپین اور متمالسہ کے حریت پرست قبیلوں کے مجاہدین کا ایک

(بقیہ صفحہ ۱۵)

سرکاری دفتروں کی حالت عجیب و غریب ہے - مسلمان ملازموں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں جو اطالوی زبان اچھی طرح جانتا ہو' مگر بااین ہمہ وہ فریب دہی کیلیے رکھے گئے ہیں اور انکا کام یہ ہے کہ کھروں میں بیٹھے رہیں - قطع نظر اسکے کہ اس سے بیکاری کی عادت پیدا ہوتی ہے' ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ پنشن ہمیشہ نہیں ملیگی اور جلد یا بدیر مرتوف ہو جائیگی' پھر وہ خاں شبینہ تک کو محتاج ہو جائیں گے -

ڈاک کے محکمے میں ایسے لوگ رکھے گئے ہیں جو عربی حروف تک نہیں پہچانتے ! عدالتوں میں اہل کریت و یونان رکھے گئے ہیں' جنھوں نے اطالوی تبعیت کو قبول کرلیا ہے - مختصراً یہ کہ جن محکموں سے عربوں کو شب و روز کام پڑتا ہے' انمیں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو عربی پوری طرح جانتا ہو -

اس مختصر مضمون میں ان تمام مظالم و مصائب کا استقصاء ناممکن ہے جو اس وقت طرابلس میں نازل ہو رہے ہیں اور جنمیں سے ہر ایک' برق خوں ریز ہے' اور جو اسلیے گرائی جا رہی ہے کہ شہری و ساحلی عربوں کی بیخکنی کردی جاے -

چونکہ شیخ سنوسی (متع اللہ المسلمین بطول بقائہ) نے اطالیا کے موجودہ مقاصد اور آیندہ کے پوشیدہ ارادوں کو محسوس کرلیا ہے' اسلیے اعلان کردیا ہے کہ انکا جہاد برابر جاری رکھا جائیگا - یہاں تک کہ اللہ اسلام اور اسکے دشمنوں میں فیصلہ کردے -

یہ تمام حال ساحلی مقامات اور شہر کا ہے - البتہ اندرون طرابلس اب تک شر لعنۃ مسیحیہ سے محفوظ ہے' اور یہ اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ وہ اسکے مستقبل کو اسکے حال سے بہتر کردے -



فاس دار الحکومت مراکش کا ایک تاراج شدہ بازار
حملہ فرانس کے بعد

جم غفیر سوق سینی غال میں جمع ہوا - ان جانبا زان راہ حریت و وطن کی تعداد صرف ۱۸ - سو تھی' جنمیں ۶ - سو اسپ سوار' اور ۱۲ - سو پیادے تھے -

اس اجتماع کا مقصد یہ تھا کہ مرکز نخیلہ میں فرانسیسی غار تگران حریت پر حملہ کیا جاے - (مرلویہ) کے بعض مرکزوں نے اسکی اطلاع جنرل آلیکس کو دیدی -

مغرب اقصیٰ کے مشرقی حصے کے فرانسیسی قائد نے یہ طے کیا کہ ان مجاہدین کرام کے آغاز عمل سے پہلے آن پر حملہ کرکے' انکا شیرازہ برہم کردیا جاے - اس قرار داد کی بنا پر اس نے ایک ریجیمنٹ ترنیب دی' جسکی قیادت خود اپنے ہاتھ میں لی' اور ۹ - بجے شب کو مرادہ سے نکل کے روانہ ہوگیا - صبح ہوتے ہوتے نخیلہ کے قریب پہنچا' اور اسکی معاذات میں مقیم ہوگیا -

اس تازہ فوج کی آمد فرانسیسی محافظ فوج کے لیے ایک مژدہ جاں بخش تھی' جو ان مجاہدین راہ حریت کی تیغ خوں آشام سے آنھیں نجات دینے کے لیے آئی تھی - اس نے نہایت گرمجوشی اور مسرت آمیز ازخود رفتگی کے ساتھ استقبال کیا' اور اپنی جماعت میں سے بھی چند پلٹنیں بطور مزید کمک کے ساتھ لے لیں -

یہ مجموعی فوج دو حصوں میں منقسم ہو کے آگے بڑھی - اور کوہ زاغ سے آنے کے مجاہدین کرام کی منزلگاہ کی طرف روانہ ہوگئی - منزلگاہ سے جب اسقدر قریب پہنچگئی کہ خیموں کی چوٹیاں نظر آنے لگیں تو فرانسیسی توپخانہ مرکز مناسب کی جستجو کی غرض سے پیچھے رہگیا' اور دونوں رجیمنٹ آگے بڑھیں - صبح کا وقت تھا - قریباً ۵ - بجے تھے - دفعتاً ایک آواز سنائی دی - یہ آواز ایک مغربی مجاہد کی بندوق کی تھی' جو اس نے فرانسیسی ملاعنہ کے سوارو ں پر سر کی تھی - آواز بمشکل خاموش ہوئی تھی کہ نعرہ ہاے تکبیر بلند ہوئی' اور نعروں کے ساتھ ہی مختلف اطراف و اکناف سے سواروں کی ٹولیاں آتی ہوئی نظر آئیں - گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی تھیں' اور سرعت رفتار کی یہ حالت تھی کہ ٹاپیں بمشکل زمین پر پڑتی تھیں - بندوقیں سواروں کے سینوں سے لگی ہوئی تھیں' اور دھانوں سے گولیوں کی بارش ہورہی تھی - مجاہدین کرام اور جنرل ملاعنۂ فرانسیسیہ میں چونکہ مسافت زائد تھی' اسلیے گولیوں کی زد سے محفوظ تھے - سوار پیادوں کے انتظار میں رک گئے - پیادے جب آگئے تو سب ملکے آگ برساتے ہوے آگے بڑھے - مجاہدین نے جو نقشۂ جنگ تجویز کیا تھا' وہ یہ تھا کہ سواروں کی ٹولیاں مختلف اطراف و اکناف سے نکلیں' اور دشمن کے طرف اس انداز سے بڑھیں' کہ جب اسکے قریب پہنچ جائیں تو انکا ایک حصار آہنیں

بن جائے - اسمیں دشمن هر چہار طرف سے گھرا هو ' اور اسقدر شدید آتشباری کی جائے کہ تھوڑی هی دیر میں گھوڑوں کی زینیں سواروں سے خالی نظر آنے لگیں ! !

مجاهدین اسلام کا پڑاؤ معرکہ گاہ سے ۴ - سو میٹر کی مسافت پر تھا ' فرانسیسی انسان پاش توپوں نے اس پر گولیاں برسانی شروع کر دیئے - پڑاؤ قلعہ نہ تھا کہ اسکی سنگین دیواریں اپنے پناہ گزینوں کے لیے سینہ سپر هوتیں - فدا کاران حریت نے دیکھا کہ اب تبدیل مقام ناگزیر ہے - فوراً اسکے انتظام میں مصروف هوگئے - فرانسیسیوں نے اس مشغولیت کو مغتنم خیال کیا - جنرل الیکس جو اب تک دور کا راغ کی چوٹی پر تھا ' رفتار جنگ دیکھ رہا تھا ' اترا ' اور فوج کو لیکے دفعۃً مگر انتظام کے ساتھ ٹوٹ پڑا - حملہ خطرناک موقع شناسی کے ساتھ کیا گیا تھا ' جسکا نتیجہ عموماً فوج حریف کی پراگندگی ' پر همی ' اور دیوانہ وار گریز کی صورت میں نکلتا ہے ' مگر یہ علم برداران حریت جوش سر فروشی کے ساتھ کمال جنگ آرائی بھی رکھتے تھے - پیادوں میں فوراً ایک انتظام قائم کیا گیا ' اور اپنے سامنے کے نشیب و فراز سے پورا فائدہ اٹھانے کا موقع حاصل کر لیا -

حملہ آوروں نے آگ برسانا شروع کر دیا - دشمن کے کرہ ہائے آتشیں شہاب ثاقب تھے کہ فضا سے زمین پر بکثرت آرہے تھے ' مگر سواروں کی بے جگری کا یہ عالم تھا کہ نہایت بے پروائی سے هر طرف گھوڑے آڑاتے پھرتے تھے ' اور برق کی طرح کبھی یہاں تھے اور کبھی وہاں ! !

٥ - بیچے صبح سے زوال آفتاب تک ایک گھنٹہ بعد تک آتشباری هوتی رهی ' اور گو فرانسیسی فوج ایک طرف تربیت یافتہ اور دوسری طرف فرانس کے جہنمی اسلحہ سے آراستہ تھی ' مگر با ایں همہ ان جانباز پرستاران اسلام و وطن کی " بنیان مرصوص " کو اپنی جگہ سے نہ هٹا سکے ' اور عاجز هو کے خود هی نخیلہ واپس چلے گئے - مجاهدین کرام میں بعض نے مرحزۃ الجیش (بالکل آخر کی فوج) پر تھوڑی دیر تک آتشباری کی ' لیکن بیشتر حصہ اوہ و جبال کی طرف چلا گیا -

اس معرکۂ خونریز کے اسطرح انجام پذیر هونے کے بعد مجاهدین غیور ' کارزار سے شہداء اور مجروحین کو لائے - تجہیز و تکفین اور معالجہ سے فراغت کے بعد اپنی جماعت کی رخنہ بندی کے طرف متوجہ هوے -

مجاهدین سرفروش اور ضروریات جنگ کی فراهمی کے بعد ایک دوسرے فرانسیسی مرکز کی طرف انہوں نے اپنے حملے کا رخ کیا - قالہ قالی کی مانعتی میں تھوڑی سی فوج تھی - ان مجاهدین میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے ' جو فرط شوق جہاد سے با قاعدہ جنگ کا انتظار نہیں کر سکتے تھے - دن کو تر نہیں جاتے تھے کہ مصلحت عامہ کے خلاف هوتا - البتہ رات کو پیٹ کے بل رینگتے هوے قلعہ تک پہنچ جاتے تھے - رفتار کا یہ انداز اسلیے اختیار کیا گیا تھا کہ دشمن کو انکی آمد کا علم نہ هو - قلعہ کے قریب پہنچکر بندوقیں سر کرتے تھے جن سے کم از کم اتنا تو هر رهتا کہ دشمن کے سپاهی اور جانور مرنے ' زخمی هونے ' اور کچھ نہیں تو کم از کم انکی تمام شب اضطراب و قلق اور خوف و بیم هی میں گزرتی -

جنرل الیکیس نے یہ طے کر لیا تھا کہ جو قبیلہ یا جماعت راہ حریت پرستی میں علم جہاد بلند کرے ' اسکی تعذیب و تنکیل کے لیے وہ مع اپنے انسان صورت بھیڑیوں اور آلات جہنمیہ کے فوراً پہنچ جاے ' اور اسوقت تک سفاکی و خونریزی جاری رکھے '

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان هند

کا ایک ورق

اعانۂ مہاجرین

تسلیم - مجھے یقین ہے کہ آپ مجھکو اور میرے لڑکے ..... کو نہ بھولے هونگے - سال گذشتہ میں نے ارزاں ملنے کے لالچ میں برخوردار ... کے نام سے پرچہ جاری کرا دیا تھا ' اور بعد میں آپکو یاد هوگا کہ میں نے هی یہ واقعہ لکھکر آپ سے استدعا کی تھی کہ پوری قیمت آٹھ روپیہ روانہ کردیں ' مگر آپنے یہ گوارا نہیں فرمایا کہ میرے لڑکے سے پوری قیمت لیجاے - اس مرتبہ آٹھ روپیہ اخبار کی واجبی قیمت سے بھی کم قیمت بھیج چکا هوں - آب آپنے ٨ - آنہ قیمت کا اعلان کیا ہے اور ٧ - روپیہ ٨ آنہ مطلوم ترکوں کے واسطے وقف کردیا ہے - میرے پاس واللہ الفاظ نہیں هیں ' جنکے ذریعہ آپکی اس فیاضی کا اعتراف کروں ' اور آپکو بتلادوں کہ میری ذات پر آپکے اس ایثار نے کیا اثر کیا ہے ؟ مگر هاں میں اس نتیجہ پر پہونچا هوں کہ هنوز دنیا میں ابتداے اسلام کا نمونہ باقی ہے ! !

موقع تو یہ ایسا تھا کہ عالم کبیر کے استاد ملا جیون صاحب کے اس قصہ کو دهرا لیا جاتا ' کہ جب وہ سراے میں منزل مقصود پر طویل سفر کرکے پہونچے ' تو سستی سواری ملجانے پر پھر مکانڈو واپس روانہ هوگئے ! پس اسوقت مکرر الهلال خرید لیا جاتا - مگر میں آپسے سچ کہتا هوں - آپنی حالت هر اعتبار سے قابل اعانت ہے ' اور میرا دل هرگز نہیں گوارا کرتا کہ آپ جن نقصانات کو برداشت کر رہے هیں ' ان سے زیادہ آپسے توقع زہی جاے - بعدا اگر آسانی سے ممکن هوتا تو میں

[بقیہ مضمون پہلا کالم]

جب تک یہ علم مبارک سرنگوں نہ هو جائے - قبائل الجزائر کی حالت معلوم ہے - وہ بے برگ و نوا ' بے اعوان و انصار ' بے علوم و معارف انسانوں کا ایک گروہ ہے ' جن سے انکی عزیز ترین متاع یعنی حریت و استقلال سلب کرلی گئی ہے ' اور گو اس پر ایک مدت مدید گزر گئی ' مگر وہ اپنی چھنی هوئی حریت و حکومت کو نہیں بھولتے - هر وقت ایک آگ سی لگی رهتی ہے ' اور جب فرانس کے مظالم کا دامن اسکو هوا دیتا ہے تو اس سے شعلے بلند هونے لگتے هیں - انکو خون کی بارش ' دبا سکتی ہے ' مگر بجھا نہیں سکتی -

معرکۂ سیفنا ل کے بعد مرکز نخیلہ کی طرف سکون هو گیا - مگر دوسرے مرکز کے قریب شعلے بھڑک رہے تھے - جنرل مذ کور نے اپنی مستعدی اور قدرت کے اظہار کے لیے اس کی طرف بھی فرانسیسی بھیڑیوں کا ایک غول بھیجا ' مگر تمام نقل و حرارت اور خونریزی و سفاکی کا ماحصل یہ ہے کہ اسوقت دو نوں مرکز خطرے میں هیں ' اور فرانسیسی محافظ فوج هر وقت خوفزدہ رهتی ہے -

مراکش

آخر ترین رپورٹ سے معلوم هوتا ہے کہ تزنیت ' ایت براز انشیدن ' اور ایت عزبردہ میں ایک حرکت علم پھیلی هوئی ہے - یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ الہبا کی جماعت فرانسیسی مقبوضات مراکش پر تاخت و تاراج کر رهی ہے : ولعل الله یحدث بعد ذلک امرا -

اس تیس هزار کي رقم میں ایک معقول حصه اپنے ذمه لے لیتا ' مگر میں مجبور هوں - لهذا آج ۸ - روپیه بهیجتا هوں ' اور آپکو اسلام کے خلوص کي قسم دیتا هوں که انکو بلا اجراے پرچه ارمغان فنڈ میں قالدین ' اور الهلال کے بالعوض صرف ان حقیر روپیوں کے جواب میں ایک خط خاص اپنے قلم کا باطمام خیریت مزاج مجھے بهیجدیں - کیونکه ایک سال سے مجھے اسکا اشتیاق هے ' اور سال گذشته سے باوجود میري خط و کتابت کے آپکا دستی خط نهیں ملا هے - اگر آپنے روپیه لینے میں تامل کیا تو میں خدا کو گواه کرتا هوں که پهر تابعیات میرے آپکے تعلقات غائبانه بهي نوهینگے ' اور آپ ایک مخلص کو کهوکر افسوس کرینگے -

هاں جب تک آپ اپنے قلم خاص سے خیریت لکهکر نه بهیجینگے ' یه روپیه میري ملکیت رهیگا - میري یه تحریر هرگز آپ اخبار میں نه درج فرمائیں ' اور اگر ضرورت هو تو میرا نام نهو -

الهـــلال

آپ اُن لوگوں میں هیں که اپنی ایک نظر شوق ' الهلال کی بهتر سے بهتر قیمت هے - کیا کیجیے که کوئی کام بغیر بقدرضرورت روپیے کے قائم نهیں رهسکتا ' ورنه الهلال کی صدا تو فیضي کے الفاظ میں یه هے :

نفائس دل و دین می دهم به نیم نگاه
بمن معاملهٔ کن که راست گفتارم

باقی آپنے اس عاجز کے اس ارادهٔ محقرهٔ ترسیل اعانه کي نسبت جو الفاظ لکهے هیں ' تو میرے حق میں دعا کیجیے که ان حقیر و نا قابل ذکر امور کي جگه ' کسی واقعی قابل ذکر و یاد خدمت ملی انجام دینے کی توفیق پاؤں - یه جناب نے کیا ارقام فرمایا که " دل گوارا نهیں کرتا که اس سے زیاده آپ سے توقع رکهی جاے " ؟ یه بات هی کونسی تهی که قابل توقع هوتی ؟ توقعات کا پورا میدان تو ابهی خالی پڑا هے ' اور وه پیش آنے والا هے - اگر اُن توقعات کا تهوڑا بهت بهي اهل ثابت هوا ' تو سمجهونگا که زندگی اور زندگی کے ولولے بیکار نه گئے - ورنه جس معبود کی تقدیس کیلیے جان و ناموس کی قربانیوں کی ضرورت هے ' وهاں ان حقیر مالي نقصانات کی نذر کو کون پوچهتا هے ؟

در مدرسه کس را نه رسد دعوي توحید
منزل گه مردان مرحـــد سر دار ست

صداے اعانت مشتهره الهلال مورخه ۱۴ - جمادي الثانیه ۱۳۳۱ هجري کے جواب میں الله روپیه میں بهي پیش کرتا هوں - بذریعه قیمت طلب پارسل رسول فرما کر منزل مقصود تک بهجوا دیجیے - باقي رها جناب کا ایک سال کے لیے الهلال بهجوانا ' وه جناب کا اختیار هے - بهجوائیں یا نه بهجوائیں - الهلال اور الله آنه !

نرخ بالا کن که ارزاني هنوز

خیر ' جزاکم الله خیرالجزاء -

مکرر آنکه - مشفقي منشي صوبه خانصاحب برانچ پوسٹماسٹر جهت پٹ بتقریب تولد فرزند سعید خود بجاے آنه روپیه کے مبلغ ۱۰ - روپیه اسطرح پر پیش کرتے هیں که دس روپیه کا رسي - پي - پرچه الهلال کا ان کے نام بهیجا جاوے - جسمیں سے آنه آنه قیمت الهلال براے ایک سال وضع کرکے بقیه سات روپیه داخل فنڈ زر اعانه مجروحین عساکر عثمانیه جمع کیا جاے -

ثالثا - مصبي سید فضل شاه صاحب سب اسسٹنٹ سرجن جهت پٹ جو پہلے سے الهلال کے خریدار هیں ' مبلغ سوله روپیه بتقریب تولد فرزند سعید خود اسطرح پیش کرتے هیں که بمجرد رسیدن عریضه هذا ' مبلغ سوله روپیه کا رسي - پي - اکے نام بهجوایا جاوے - اسمیں سے پندره روپیه تو داخل فنڈ اعانه مجروحین کیا جاوے ' اور آنهه آنے میں الهلال ایک سال کے واسطے بخدمت با برکت سیدي و مولائي حضرت شاه ابو الخیر صاحب نقشبندي مجددي بمقام کوئٹه (بلوچستان) جاري فرما دیویں ' اور باقي آنهه آنے میں سید فضل شاه صاحب یعني خود معطي کے واسطے الهلال از ابتداے یکم جولائي سنه ۱۹۱۳ - لغایت - ۳۰ - جون سنه ۱۹۱۴ع تک جاري فرما دیویں - کیونکه ان کا مرجوعه چنده ۳۰ جون سنه ۱۹۱۳ کو ختم هو جاویگا -

(جناب محمد الحبي صاحب سے اور - پیر محمد صاحب پوسٹ آفس سجد شمال مغرب)

اعانهٔ مهاجرین میں کمترین کے طرف سے ایک نهایت هي ناچیز هدیه ۱۰ - روپیه کا (نوٹ نمبر ۱) منظور فرمادیں ' نیز چاهتا هوں که الهلال کے دفتر پر کسی طرح کا برجهه نهو - میں الهلال کي اهانت کو بهی اعانهٔ مهاجرین سے کم نهیں سمجهتا - کیونکه وه اگر جسماني مهاجرین کی اعانت هے ' تو یه اُن روحاني مهاجرین کي اعانت هے ' جنکے دل سے حب اسلام اور ایمان قریبا هجرت کر چکي هے - اور اس قوت اور روح اسلامي کو مسلمانوں کے دلوں میں آباد کرنے کے واسطے الهلال کی دعوت ایک غیبي تائید هے .....

یهاں خدا کے فضل سے هر شخص اپنے مشن بلکه اپنے طریق تبلیغ کو دل سے ایبک کہتا هے - خدا اپنے فضل اور قدرت کاملہ سے سرسبز کرے ' حوادث زمانه سے بچاے اور آپکي ذات اور " الهلال " کو باعث تقویت دین و ایمان مسلمانان عالم کرے -

کیا هي اچها هو که آپ تمام اردو پریس کے ذریعه یا هینڈ بل کي شکل میں اپنا اشتهار " اعانت مهاجرین " عام پبلک کے هاتهوں میں پهونچانیکی کوشش فرمائیں -

" اعانهٔ مهاجرین " کا اشتهار موجوده صورت میں صرف الهلال هي کے ناظرین دیکهه سکتے هیں ' مگر اصل مدعا اور اصل غرض تو یه هے که اس " ایک پنتهه دو کاج " میں عام پبلک شریک هو ' اور آپکا هاتهه بٹائے -

الهـــلال

یه درست هے - اسي غرض سے اسکا اعلان تمام معاصرین کیخدمت میں بهیجدیا گیا تها - بعض حضرات نے بصیغهٔ مراسلات ' بعض نے بمعارضه اشتهارات معاصرانه ' اور بعض نے پورے ایک صفحه کي اجرت لیکر چهاپا ' اور بعض نے شائع هي نهیں کیا - جسکے سب کا شکرگذار اور دعا گو هوں - اب علیحده اوراق پر چهپوا لیا هوں که متفرق طور پر تقسیم هو سکے -

(جناب محمد مصطفی صاحب (حیدر آباد)

براه کرم بموجب تجویز مذکور ایک پرچه الهلال میرے نام جاري کیجیے ' اور پہلا پرچه ۱۵ - روپیه ۸ - آنه کا رسي - پي - کر بهیجدیجیے - منجمله اس رقم کے ۸ - روپیه الهلال کي قیمت مهجرا کرکے حسب تجویز مذکوره بالا کارروائي فرمائیے ' اور بقیه ۷ - روپیه ۸ - آنه بلا معارضه الهلال ' میري جانب سے اعانت مهاجرین فنڈ میں داخل کرکے مطلع فرمائیے -

جناب محمد تقي صاحب - كوئٹه

گوئٹه ايک بہت چهوٹا مقام هے ' اور نا رهنے کي وجه سے هماري مرتبه غريب مسلمانان گوئٹه چنده هلال احمد وغيره کي ' ليکن تهوڑي سي امداد ترک مهاجرين کوايسے هي موسم هے - آپکے مضمون سے ارگزئي کچهه عجيب اثر هوا هے - ميں نے خاص طور پر قبائل گذارش کي هے که اس چنده ميں اپني اپني طرف سے ايک ايک پيسه بهي شامل کريں ' کل روپيه غريب الوطن مسلمانوں کا هے -

جناب محمد سراج الدين صاحب جامع پور پور

حسب ارشاد والا اعانت بے خانمان مهاجرين کي صدا پر ليبک کهتے هوئے ' ايک هزار روپيه پيش کرتا هوں ' جو آپکے حکم ميں شريک هزار روپيه قيمت اخبار ادا کرتے هيں ' اور اسيقدر رقم زر اعانت ميں بهي دينا چاهتے هيں -

آج الهلال ميں ايک مضمون بابت اعانة مهاجرين عثمانيه ديکهکر ايک قسم کي مسرت روحاني پيدا هوئي اور دل دهڑکنے لگا - الله تعالي آپکو جزاء خير دے که جو هم جيسے خزيده نفوس زر خمسار رده شخص اس قوم کي خدمت سے بهرهمند فرماتے هيں - بالفعل پانچ روپيه هم دردمند اپني طرف سے ' اور دو روپيه اپنے ملازم حيدر الدين کي طرف سے ارسال خدمت عالي کرتے هيں - انشاء الله تعالي اور بهي کوشش کرتے رهينگے والسلام -
حکيم فتح محمد " عمدة الحجاج " و خادم عبد القيوم حيدر آباد سنده

جناب من ' السلام عليکم - حسب وعده سات روپيه آٹهه آنه برائے اعانة مهاجرين ارسال خدمت عالي کرتا هوں ' دل ايک هفته زاورات کا جسکا تخمينه پچاس روپيه کا هوا ' ارسال کيا هے ' اميد هے که وه بهي پهونچگيا هو - فهرست ميں درج کرنے کيليے تو اسکي تصريح ضرور کرديجيے که غريب عورتوں کے زيورات ضلع بارهبنکي سے اس غرض کيليے بهيجا هے -

(معين الدين احمد قدوائي ندوي)

جناب من - مبلغ آٹهه روپيه ارسال خدمت والا کرتا هوں ' مهرباني فرماکے اعانة مهاجرين کے فنڈ ميں جمع اور لکهيے - اخبار بهيجنے کي ضرورت نهيں -

(مهدي حسين)

برائے " اعانة مهاجرين " حقير ۸ - روپيے کي رقم پيش کيگئي هے ' مگر الهلال کي سالانه مقرره قيمت برابر ادا هوتي رهيگي - يه رقم اسکے علاوه هے -

(شيخ محمود سوداگر جفت)

مبلغ آٹهه روپيه رزانه خدمت هيں - اخبار بهيجنے کي تکليف نه فرما ويں ' خداوند کريم آپ کي کوششوں کو بابرکت فرمائے -

(رکن الدين - مري)

بانم ۲۵ - روپيه بتقريب شادي برادرم منشي لطيف الدين کي صاحب برائے امداد مهاجرين ٹرکي ارسال خدمت هيں -

(ضياء عباسي هاشمي)

فهرست

زر اعانة دولت علية اسلاميه

(۲۴)

بمعي جناب حافظ محمد اکبر خان صاحب شروانی ایف - اے - هماپور ' سید محمد رياض الحسن گنگيري و حافظ محمد مسلم خان صاحب شروانی حسن پور ۳ - سو ۶۱ - روپيه ۹ - ۱۰ -
(بتفصيل ذيل) :

	روپيه	آنه	پائي
والده عبد الجليل خانصاحب	۲۳	۴	۰
(نقد ۲ روپيه قيمت زيور ۲۱ روپيه ۴ آنه)			
والد حافظ محمد شعيب خانصاحب	۱۵	۷	۰
والد حافظ محمد اکبر خانصاحب	۱۵	۰	۰
محمد اسحاق خانصاحب	۱۰	۰	۰
حافظ محمد زبير خانصاحب	۱۰	۰	۰
والده محمد هاشم علي خانصاحب	۷	۶	۳
(نقد ايک روپيه ايک پيسه قيمت زيور ۵ روپيه ۶ آنه)			
محمد اسماعيل خانصاحب	۷	۰	۰
عبد الواسع خانصاحب	۷	۰	۰
والده محمد عبد الواسع خانصاحب	۶	۶	۰
(نقد ايک روپيه قيمت زيور ۵ روپيه ۶ آنه)			
صغير عبد الجليل خانصاحب	۵	۰	۰
همشيره حافظ محمد علي اکبر خانصاحب	۴	۰	۰
محمد حامد علي خانصاحب	۴	۰	۰
عبد الجليل خانصاحب	۲	۰	۰
حافظ محمد سلام خانصاحب	۲	۰	۰
مسمات مهر بانو	۲	۰	۰
حاجي عبد الوهاب خانصاحب	۱	۰	۰
مداري صاحب	۱	۳	۰
عبد العزيز خانصاحب	۱	۰	۰
والده مداري خانصاحب	۱	۰	۰
ولي محمد خانصاحب	۱	۰	۰
چودر صاحب	۱	۰	۰
ذکر علي صاحب	۱	۰	۰
محمد ادريس خانصاحب	۱	۰	۰
محمد سليمان خانصاحب	۱	۰	۰
محمد نصير الله خانصاحب	۲۵	۰	۰
پسر محمد ادريس خانصاحب	۱	۰	۳
منشي اشرف خانصاحب	۱	۰	۰
مداري صاحب	۱	۰	۰
متفرق	۲	۶	۳
متفرق	۳	۱۰	۹
اهليه حاجي وهابي خانصاحب مرحوم	۱	۱۰	۰
(نقد ۲ آنه قيمت زيور ايک روپيه ۸ آنه)			
متفرق	۳	۱	۱
تکاجي	۰	۲	۰
تکاجي	۰	۰	۹
متفرق	۰	۹	۰
متفرق	۰	۴	۰

باقي آينده

آل انڈيا شيعه سنٹرل بورڈنگ هوس

ضرورت هے

۱۳ - رجب سنه ۱۳۳۰ کو آل انڈيا شيعه سنٹرل بورڈنگ هوس کا افتتاح هوگا ' جو شيعه طلبا اس بورڈنگ ميں داخل هونا چاهتے هيں وه فوراً اپني درخواستيں بنام انڑيري سکريٹري آل انڈيا شيعه سنٹرل بورڈنگ هوس بمقام خاتان منزل زيرکنڈ لکهکر ارسال کريں فقط -

سيد امجد عليخان

انڑيري سکريٹري

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA



مسیحـــا کا موهنـــي کسم تیـــل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا هي کرنا هے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکني اشیا موجود هیں اور جب تہذیب و شایستگي ابتدائي حالت میں تهي تو تیل - چربی - مسکه - گهی اور چکني اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافي سمجها جاتا تها مگر تہذیب کی ترقي نے جب سب چیزوں کي کاٹ چهانٹ کي تو تیلوں کو پهولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایاگیا اور ایک عرصه تک لوگ اسي ظاهري تکلف کے دلدادہ رهے - لیکن سائینس کي ترقي نے آج کل کے زمانه میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا هے اور عالم متمدن نمود کے ساتهه فائدے کا بهي جویاں هے بنابریں هم نے سالها سال کي کوشش اور تجربے سے هر قسم کے دیسي و ولایتي تیلوں کو جانچکر " موهني کسم تیل " تیار کیا هے اسمیں نه صرف خوشبو سازي هي سے مدد لي هے بلکه مروجه سائنٹیفک تحقیقات سے بهی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئي کام چل نہیں سکتا - یه تیل خالص نباتاني تیل پر تیار کیاگیا هے اور اپني نفاست اور خوشبو کے دیر پا هونے میں لاجواب هے - اسکے استعمال سے بال خوب گهنے اُگتے هیں - جڑیں مضبوط هوجاتي هیں اور قبل ازوقت بال سفید نہیں هوتے دوره سر' نزله' چکر' اور دماغي کمزوریوں کے لیے از بس مفید هے اسکي خوشبو نہایت خوشگوار و دل انگیز هوتي هے نه تو سردي سے جمتا هے اور نه عرصه تک رکهنے سے سڑتا هے -

تمام بڑا فروشوں اور عطر فروشوں کے هاں سے مل سکتا هے قیمت في شیشي ۱۰ آنه علاوه محصولڈاک -

المشتـــــهر رپررپرا الٹر

ایچ - ایس - عبد الغني کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳

کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتـــه

ریویو اف ریلیجنـــز - یا مـــذاهب عالـــم پر نظـــر

اردو میں هندو مذاهب اور انگریزي میں یورپ امریکه و جاپان وغیره ممالک میں زنده مذهب اسلام کي صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبي علیه السلام کي پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پهیلائي گئي هیں - اس کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دنداں شکن جواب دینے والا بهي ایک پرچه هے جس کو درست دلسوز دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجها هے - اس رسالے کے متعلق چند ایک راؤں کا اقتباس حسب ذیل هے :-

البیان لکهنؤ - ریویو آف ریلیجنز هي ایک پرچه هے جس کو خالص اخلاقي پرچه کہنا صحیح هے - مرني میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے بہتر پرچے کسي زبان میں شایع نہیں هوئے - اس کے زور آور مضامین پر علم و فضل کو ناز هے -

کریسنٹ لور پول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچه دلچسپ مضامین سے بهرا هوا هے - همارے نبي کریم صلے اللہ علیه وسلم کي ذات پاک کے متعلق جو جاهل عیسائي الزام لگایا کرتے هیں - اس کي تردید میں نہایت هي فاضلانه مضمون اس میں لکها گیا هے - جس سے عمده مضمون آج تک همارے نظر سے نہیں گذرا -

مسٹر ڈب صاحب امریکه - میں یقین کرتا هوں که یه رساله دنیا میں مذهبي خیال کو ایک خاص ضرورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت هوگي - اور یہي رساله اس روکاوٹ کے دور کرنے کا ذریعه هوگا - جو جہالت سے عیسائي کي راه میں ڈالي گئي هیں -

ریویو آف ریویز - لنڈن - صفحاتي ممالک کے باشندوں کو جو مذهب اسلام کے زنده مذهب هونے کے مضمون سے دلچسپي رکهنے هیں چاهیے که ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاهور - یه رساله بڑے پایه کا هے - اس کي تحقیقات اسلام کے متعلق ایسي هي فلسفیانه اور عمیق هوتیں هے - جیسي که اس زمانه میں درکار هے سالانه قیمت انڈیني پرچه ۳ روپیه - اردو پرچه ۲ روپیه - نمونه کي قیمت انڈیني ۳ آنه - اردو ۲ آنه - تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین قادیان - ضلع گورداسپور آني چاهئیں ۰



سسٹم راسکوپ لیور واچ ۱۹ سائز

مضبوط - چمکدار - وقت برابر چلنے والی - گھڑی کی ضرورت ہے تو جلد منگائیں

ہر محصول دو روپیہ آٹھ آنہ بکر

ایم - اے - مشکور اینڈ کو - مرچنٹس ویچ میکرز اسٹریٹ واچ کمپنی - ہیرسٹ کلکتہ

درد سر و درد رياح كي دوا



رياحي درد لمحه ميں پهاڑ هو جاتا هے - يه درد لمحه ميں اسكو پالي كرديتي هے - درد رياح جيسے ٹيك - چمك - ٹيس - رگوں ميں لهركن كي سے چاهے جسقدر تكليف هو - اس درد كے استعمال سے فوراً رفع هوتي هے درد سر كے واسطے بهي اس درد كا ايساهي فايده هے - نصف سر ميں هو يا تمام سر ميں كسي وجه سے كيساهي درد هو اس درد سے رفع هو جاتا هے صرف يهي نهيں اگر سر كٹا جاتا هو پهٹا جاتا هو - آرزا جاتا هو - اس درد سے فوراً بند هوتا هے - اندنوں لوگ ذرا ذرا سي باتوں ميں سر دكهايا كرتے هيں كام ميں يا مغت كي باتوں ميں فكر و تردد ميں عيش و عشرت ميں دن كو رات اور رات كو دن بنانے ميں كل شكايتيں سر پر آجاتي هيں - اور هاے رے درد سر پكارا كرتے هيں ڈاكٹر برمن كي درا ايسے لوگوں كے ليے هے - درا كے استعمال سے فوراً درد بند هوتا هے - اسلئے هر خاص و عام كو يه درا اپنے پاس ركهنا لازم هے -

(قيمت ۱۲ گيوں كي ايك شيشي (۶ آنه) محصول ڈاك ايك سے چهه دبيه تك ۵ آنه)

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵۶ ستارا چندوت اسٹریٹ کلکتہ

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈه

— * —

اس كتب خانه ميں مختلف علوم و فنون كي كتابيں مطبوعه مصر، شام، بيروت اور قسطنطنيه وغيره فرمنے كے ليے موجود رهتي هيں اور نهايت مناسب و معتدل قيمت پر هاكتيوں كي خدمت ميں روانه كي جاتي هيں — خاصكر مكتبة المنار كي كتابيں، حضرت الاستاذ الامام شيخ محمد عبده اور حضرت السيد الامام سيد رشيد رضا كي تمام تصنيفات اس كتب خانے ميں هر وقت مهيا رهتي هيں - فرمائشوں كي تعميل سلسلے كے ساتھ كي جاتي هے - كتب خانه كي جديد فهرست تيار هو گئي هے جو آده آنے كے ٹكٹ وصول هونے پر مفت روانه كي جاتي هے *

رساله المنار (جو تمام دنياكے اسلام ميں بهترين مربي رساله تسليم كيا گيا هے) اس كي گذشته ۱۵ سال كي ۱۵ جلديں مكمل مع فهرست مضاميں موجود هيں قيمت فام طور پر في جلد ۱۵ روپے هيں مگر دوسري جلد كي قيمت پچاس روپے اور تيسري جلد كي قيمت پچيس روپے هيں *

يهه كتب خانه رساله المنار كا كل ممالك هندوستان ميں سول ايجنٹ هے ' اور جن اصحاب كو اس رساله كي خريداري منظور هو چنده سالانه مبلغ ۱۵ روپے هميارے پاس روانه فرمائيں ' روپيه وصول هونے پر رساله براه راست اس كي خدمت ميں جاري كرا ديا جاويگا *

المشتهر منيجر المكتبة العمية الاسلامية ، مدرسة العلوم، علي گڈه



ايڈيٹر الهلال

كي لكهي هوئي اردو زبان مين سرمد شهيد كي پهلي سوانحعمري جسكي نسبت خواجه حسن نظامي صاحب كي راے هے كه با اعتبار ظاهر اس سے اعلى اور شاندار الفاظ آجكل كوئي جمع نهيں كرسكتا اور باعتبار معاني يه سرمد كي زندگي و موت كي بحث هي نهيں معلوم هوتي بلكه مقامات درويشي پر لوگ مستقانه اور البيلا خطبه نظر آتا هے - قيمت صرف تين آنے -

آنيوا لے انقلابات

كے معلوم كرنيكا شوق هو تو حكيم جاماسپ كي ناياب كتاب جاماسپ نامه ترجمه منگا كر ديكهيے جو صلا محمد الواحدي ايڈيٹر نظام المشائخ نے نهايت فصيح اور سليس اردو ميں كيا هے - پانچهزار برس پهلے اسميں بحساب نجوم و جفر آجكے كي بابت جسقدر پيشينگوئياں لكهي گئي تهيں وه سب هو بهو پوري اتريں مثلاً بعنت آنحضرت صلعم - معركه كربلا - خاندان تيموريه عروج و زوال وغيره وغيره قيمت تين آنے -

المشتهر منيجر رساله نظام المشائخ و درويش پريس ايڈيشي دهلي

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول محرر خصوصی

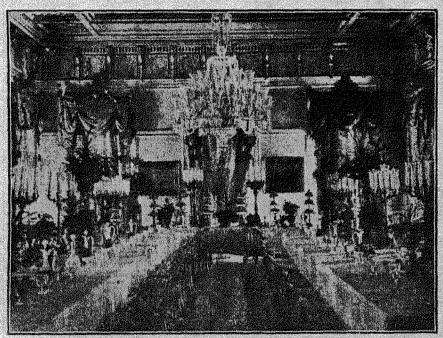
اسسٹنٹ ایڈیٹر ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوہ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آ

نمبر ۲۴ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۲ رجب ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 18, 1918.



لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار" اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ " خدا کیلیے یورپین ٹرکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو ' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں ' اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا ' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ دردانگیز ہے - جو مرگئے ' انکو دفن کر دیں ' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں ' لیکن جو بدنصیب زندہ ' مگر مردے سے بدتر ہیں ' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سا مان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہو چکا ہے ' اور تمسکات کا تم بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے ' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -

(۱) کم ازکم دو ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے ' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے ' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ٹرکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب دردِ اعانت فرمائیں گے فاجرہ علی اللہ ،

دوسرے وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ ' خود بھی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے ' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو اُسے مل رہا ہو ' وہ خود نہ لے ' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقینا میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا ' لیکن آپ کیوں نہیں سمجھ ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے ' تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے ' انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروری



یورپین ٹرکی کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایاصوفیا کے سامنے

اخراجات خط و کتابت کیلیے رفع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا ' اور ایک سال کیلیے اخبار اُنکے نام جاری کردیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے ' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے " اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے ' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہوجائیگا - اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خود فائدہ اٹھانے کی جگہ ' اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریدار انکا اوسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے ' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں ' تاہم اس قار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا ' اس نے مجبور کر دیا ' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی ' اس سے گریز کرنا ' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلائے رہنا ' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے ' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے ' جو یورپ اور ٹرکی کے اعلے درجہ کے با تصویر ' پر تکلف ' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القرآن ' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اُس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ٹرکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں ' اسکا باب "شئون عثمانیہ" ٹرکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "نامور ان غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکی ایک با تصویر سرخی ہے ' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب مؤثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں ' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات ' مذاکرۂ علمیہ ' حقائق و رقائق ' المراسلۃ و المناظرہ ' اسئلۃ و اجوبتہا ' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے ' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مولانا ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

«الہلال»

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

عشماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲٤ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۲ رجب ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, June 18, 1918.

فہرس

شذرات

دوسری جلد کی آخری اشاعت ۱

انباء العالیم

مسئلہ شام و مصر

بے طرفی یا طرفداری

هفته جنگ

مقالۂ افتتاحیہ

مسئلۂ سود (۲) ۵

مذاکرۂ علمیہ

حظ و کسب (۱) ۸

مقالات

نتائج و ثمر ۱۱

نامورانِ غزوۂ بلقان

شہادت بطل حریۃ (۳) ۱۳

شئون عثمانیہ

مسلمانان جزائر فلیپائن ۱۶

مراسلات

واقعۂ سید هاشمی ۱۷

دمشق نمبر ۱۸

تاریخ حسینات اسلامیۂ مسلمانان هند کا ایک ورق

اعانۂ مہاجرین ۱۸

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ ۲۰

تصاویر

محمود شوکت پاشا مرحوم ۲

سرائے یلدز کا ڈائننگ ہال ۱۴

وسنے کا ایک نظارہ ۱۵

شذرات

دوسری جلد کی اخری اشاعات

تذکار شہداء اسلام

(۱) نامورانِ غزوۂ طرابلس کے سلسلے میں شہداء اسلام کے حالات ایک مخصوص طرز میں لکھے جانے تھے - ایک مدت سے طبیعت افسردہ ہے - بےحوصلہ کر گیا کہ شہیدانِ ملت کی یاد میں کوئی صحبت عام منعقد نہیں ہوئی - جس قوم کو ایلیے اب دنیا میں صرف "ماتم و حسرت" ہی کا ایک شعار باقی رہگیا ہو، آخر اسے کہاں تک اپنے اس ایک ہی شغل محبوب سے کبھی نہیں رہنا چاہیے؟

دلِ یاس درد و الم بھی ہو مغتنم ہے، کہ آخر
نہ ہو نالۂ سحری ہے بسۂ آہ نیم شبی ہے

(۲) شہداء بلقان اور جاں نثاران اسلام کے حالات و تصاویر کا ایک بڑا ذخیرہ مدت سے مہیا ہے، مگر لکھنے کی مہلت نہ تھی - ارادہ تھا کہ الہلال کی ایک "خونین اشاعت" خاص شہداء اسلام کی یاد گار اور مخصوص تذکار میں شائع کی جائے -

(۳) حسب ارادہ تو ترتیب مضامین کی مہلت نہیں، ارادہ ہے کہ آئندہ کی دو اشاعتیں خاص طور پر "تذکار شہداء" میں شائع کی جائیں - عام ابواب مضامین کے علاوہ اس مخصوص مرقعات اور مقالات ہونگے -

(۴) نمبر "حزب اللہ" کے مقاصد کی تشہیر متعلق جن مضامین کا انتظار ہے، وہ بھی جلد ان میں شائع کیے جائیں گے - رسالے کے مفت پیدا ہوتی جاتی ہے - اسکو مکمل کرنے کی خاطر کہ پھر بعض دیگر ابتدائی معلومات کیلئے اسی کا بھیجدینا کافی ہو - رماترفیۃ

النبـــاء الاليـــم ! !

والفـــزع الاكبـــر

ابھي کل کي بات ھے کہ مرحوم (نیازي بک) کي شہادت کے حادثے پر لکھتے ھوئے ھم نے ایک ماتمي تمہید لکھي تھي' اور اپني خاندان بربادیوں کو ایک تھي دست تقریر سے تشبیہ دي تھي' جسکو اپني بچھي کھچي پونجي کا ایک ایک پیسہ' اشرفیوں اور زر و جواھر سے بھي زیادہ محبوب ھوتا ھے -

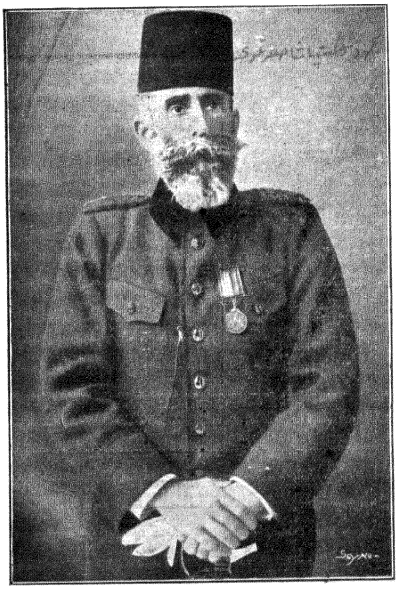
لیکن ابھي وہ قصۂ غم ختم نہوا تھا کہ ھز ایکسلنسي معمود شوکت پاشا کے ناگھاني قتل ھوجانے کي خبر الیم نے ایک تازہ زخم کا سامان دلوں کے لیے کر دیا' حالانکہ اگر دلوں کے زخم ھي مطلوب ھیں تو اُنکي پیشتر ھي سے کیا کمي تھي ؟

لیکن آہ' اب زخموں کے دن گئے' جسم پر اگر دس بیس زخم ھوں تو انھیں زخم کہنا چاھیے' لیکن جو جسم از فرق تا بقدم زخموں کے سوا کچھہ نہو' وہ نئے زخموں کے لیے کہاں سے جگہ لائے ؟ اب اسکے لیے زخموں کے استقبال کا انتظار نہیں' ھے' بلکہ زخم سے بھي بڑھکر کسي چیز کا' یعني موت کي تڑپ اور فنا کے نظارے کا ! !

ھو چکیں غالب بلائیں سب تمام
ایک مرگ ناگھاني اور ھے !

حیران ھوں کہ اس حادثۂ ھائلہ اور اس فزع اکبر کي تمہید ماتم و تعزیت میں کیا لکھوں ؟

نئي مصیبتوں کي سختي پچھلي مصیبتوں کو بھلا دیتي ھے' اور بیماري کے آخري ایک دن کے شدائد' مہینے بھر کي مصیبتوں کو فراموش کرا دیتے ھیں - ھمارے گھر کي آتشزدگي کو صدیاں گزر گئیں' لیکن پچھلے دو سالوں سے تو ھر لمحہ کسي نہ کسي نئي بربادي کے استقبال ھي میں کٹ رھا ھے - مصیبتوں کي جب یہ کثرت ھو تو ماتم گساروں کي زبانیں فغاں سنجي سے' اور ھاتھہ سینہ کوبي سے بھي کیوں نہ تھک جائیں ؟ حوادث و مصائب کي کثرت کي حد ھے کہ اب ماتم گساروں کو نئے ماتموں کیلیے اظہار غم و اندوہ کا بھي نہیں ملتے - کثرت غم سے انکھوں کے آنسو خشک ھیں' زبانیں بھي اگر بند ھو جائیں تو عجب نہیں ؟ وہ کے دسانوں میں ایسے گھرانوں اور خاندانوں کي کي گئي ھیں' جن پر ایک ھي وقت میں ھزاروں ٹ پڑے تھے' مثلاً کوئي جنگ' جس نے ایک ھي افراد کو تہ تیغ کر دیا - کوئي بیماري' جس گھنٹوں کے اندر سب کے جنازے اٹھہ گئے' کا حادثہ' جسکي پاداش میں سب کے بے محض افسانے ھي نہیں ھیں' بلکہ



مرحـــوم محمـــود شـــوکت پاشـــا

اس ماتم سرائے عالم میں نہیں معلوم روز ایسے کتنے حوادث و واقعات ھیں' جو گذرتے ھیں' اور ایک ایک زندگي کے اندر ایک ایک مجسم افسانہ پنہاں ھے -

غور کیجیے تو یہ چند افراد کے مصائب ھیں مگر ھماري قومي و ملي بربادیوں کا بھي یہي عالم ھے - صاف معلوم ھوتا ھے کہ ھمارے کسي فرد ھي پر نہیں' بلکہ فرزندان ملت کے پورے گھرانے پر ایک ھي وقت کے اندر ساري مصیبتیں گھر آئي ھیں - ماتم و حسرت کا ایک جنازہ طیار کرتے ھیں' زبانیں فغاں سنجي میں' اور ھاتھہ سینہ کوبي میں مصروف ھوتے ھیں' لیکن ابھي اس پر بھي بھر کے رونے بھي نہ پاے تھے کہ ایک دوسرے جنازہ کي طیاریاں شروع ھوجاتي ھیں ! پھر کس کس کا ماتم کیجیے' اور کس کس پر رو لیجیے ؟

کلیم از دست بیداد کے نالیم ؟
بہ کشت ما گذار لشکر آفتاد ؟

بربادیوں کي یہ انتہا ھے کہ اگر ھماري بچھي کھچي دولت غیروں کے ھاتھوں جنگ کے میدان میں نہ لٹي' تو شہر کي گلیوں میں خود اپنے ھي ھاتھوں تاخت و تاراج کي جا رھي ھے !

میرا ھو آشیانہ' اور آدھا جلا ھوا ؟
بجھہ بھي گئي تھي آگ تو بجلي کو کیا ھوا ؟

اب مرگ بیمار اپنا ایک ایک دن گنا کرتا ھے' اور جب سختیوں اور بے چینیوں کا ایک آفتاب غروب ھوتا ھے تو کہتا ھے کہ ایک دن اور گذر گیا - یہي حال ھماري ملت بیمار' اور امت مریضہ کا ھے - یہ لوگ جو آج جنگ کے میدانوں یا امن کي ساز شوں میں ٹرپ رھے ھیں' دراصل ھمارے بقیہ ایام حسرت کے چند ایام معدودہ تھے' جو ایک ایک کر کے یکے بعد دیگرے ھم سے رخصت ھو گئے - مرحوم شوکت پاشا بھي ھماري بقیہ زندگي کا ایک آخري شاندار دن تھا' اور افسوس کہ آج وہ بھي غروب ھوگیا - انا للہ وانا الیہ راجعون -

حادثے کے متعلق خبریں بالکل مبہم ھیں' اور تفصیـــل حادثـــہ خاص تفصیل بھي ھمارے پاس نہیں پہنچي -

تمام قارئین کا خلاصہ یہ ھے کہ گذشتہ بدھہ کو مرحوم ایک موٹر کار میں سوار جا رھے تھے - انکے ساتھہ ایڈیکانگ موجود تھے - یکایک ایک مقام پر دو آدمیوں نے ریوالور سے حملہ کیا اور گولي نشانے پر لگي - وہ خود اور ایک ساتھي' دونوں شہید ھوگئے -

پولیس نے اس مرتبہ پر حیرت انگیز مستعدي اور انتظامي قابلیت دکھائي - کسي طرح کي بد امني نہ ھونے دي - فوراً قاتلوں کي تفتیش شروع ھوگئي - اب تک کئي گرفتاریاں عمل میں آچکي ھیں - ایک شخص ترپال قدیري نامي زیادہ مشتبہ ھے' جو مالٹا کے ایک انگریز کے مکان میں پرورش تھا - تاھم قطعي سراغ لگا لینے کا کوئي اعلان نہیں ھوا ھے -

سلطان المعظم نے فوراً عہدہ صدارت عظمی پر پرنس حلیم پاشا کو مقرر کر دیا ' اور نہایت اعزاز اور احتشام سے رسوم تدفین عمل میں آئے -

جو حالات قسطنطینہ کے پیش نظر ہیں ' انکے لحاظ سے اس واقعہ کی علت تاریکی میں نہیں رہسکتی - یہ قطعی ہے کہ یہ حادثہ انجمن اتحاد و ترقی کے مخالفین کی سازش سے وقوع میں آیا ' جو آخری انقلاب کے بعد سے مصروف کار تھے - لیکن خواہ کچھ ہو ' ٹرکی کے برباد شدہ خزانے کا ایک سب سے زیادہ قیمتی ہیرا تھا ' اور وہ بھی اسکے ہاتھ سے نکل گیا !!

آیندہ اشاعت میں مرحوم کے حالات شائع کرینگے ' اور اب ماتم گساران ملت کیلیے اسکے سوا کیا کام باقی رہگیا ہے کہ بربادیوں پر ماتم ' اور تباہیوں پر مرثیہ خوانی کرتے رہیں !

مسئلہ شام و مصر

ایشیا میں ترکی سلطنت کے خوشگوار مستقبل کی نسبت چند ہی روز ہوے ' دول یورپ نے کیا کچھ امیدیں قائم نہیں ؟ لیکن یہ امیدیں جس انداز سے پوری ہو رہی ہیں ' اُس کی تشریح معاہدۂ لوزان و بحیرہ کی زبان حال نے اپنے خاموش آئینے میں اچھی طرح کر دی ہے -

فرانس نے قبضۂ شام کے لیے مناسب موقع و محل پیدا کرنے کے لیے چند مخصوص رعایتوں کی خواستگاری کی ہے ' اُس کے واقعات بھی آشکارا ہو چکے ہیں - ایکو دی پیرس نے اب یہ نئی خبر سنائی ہے کہ ایشیاے ٹرکی میں بھی فرانسیسی مصالح و فوائد کی نگرانی و حفاظت لازمی ہے - سوال یہ ہے کہ کہاں لازم نہیں ؟ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے ' صرف یورپ ہی کیلیے ہے ' اور جو نہیں ہوتا ' اسکے مطالبے کا بھی صرف یورپ ہی کو حق حاصل ہے - آدمی جب مرجاتا ہے تو زمین کے اوپر رہنے کا اُسے کوئی حق نہیں رہتا ' لیونکہ اب اسکے لیے صرف یہی باقی رہگیا ہے کہ چند بالشت زمین ' زمین نے نیچے لیجر قانع ہو جاے ' مگر زندہ انسانوں کیلیے زمین کی پوری وسعت وقف ملکیت ہے -

یہی حال مردہ حیات و صفات کا بھی ہے - جو قومیں زندہ ہیں ' انکو پورا حق حاصل ہے کہ مردوں سے زمین خالی کرائیں - اسمیں شام اور ایشیاے کوچک ہی کے چند بچے بچاے گوشوں کی کیا خصوصیت ہے ؟

وزیر خارجیہ نے اس موضوع کو بہت بڑی اہمیت دی ہے ' اور وزیر بحریہ بھی اس کی تائید میں ہے - امید کی جاتی ہے کہ جنگی بیڑہ کا ایک حصہ سواحل مشرق ادنی کی نگرانی کے لیے مخصوص کر دیا جائیگا ' تا کہ یہاں بھی فرانس کا سیاسی رسوخ مستحکم ہو جائے -

دوسری جانب مدبرین برطانیہ مصر میں انگریزی افواج کی تعداد بڑھانے پر زور دے رہے ہیں ' اور عذر یہ قرار دیا ہے کہ اگر کسی دشمن نے مصر پر حملہ کر دیا ' تو کیوں کر مقابلہ ہو سکیگا ؟

فتنۂ اعرابی پاشا کے بعد انگریزی تجارت کی حفاظت کے نام سے مصر و اسکندریہ میں ڈھائی ہزار انگریزی فوج کا قیام ضروری سمجھا گیا تھا ' اور سلطان روم و خدیو مصر سے اسکی اجازت بھی لے لی گئی تھی - مرحوم مصطفے کامل پاشا کی تحریک و جذبات و طنیت میں جب ترسیع ہوی ' اور انگریزی قبضۂ مصر کے خلاف آواز بلند کی گئی ' تو یہ تعداد پانچ ہزار ' اور پھر چھ ہزار کر دی گئی -

اب اس سے بھی زیادہ بڑھانے کا سوال در پیش ہے ' اور مالٹا کی جگہ اسکندریہ کو فوجی مرکز بنانے کا مسئلہ پیش نظر -

بیشک یہ عذر معقول اور تعلیل درست ہے - مصر کے حملہ آوروں کی مدافعت ' ضرور ہے کہ انسانیۃ پرست برطانیہ ہی انجام دے - البتہ رامی نیل کے بدبختوں کو یہ سوچنے کی مہلت ضرور ملنی چاہیے کہ خود برطانیہ کے حملۂ حال و مستقبل سے مصر کی مدافعت کون کریگا ؟

بے طرفی یا طرفداری

سرزۂ طرابلس کے سر آغاز ہی میں برطانیۂ عظمی کی جانب سے بے طرفی (حیادۃ یا نیوٹرلٹی) کا اعلان ہوا تھا ' اور اس اعلان کی تجدید محاربات بلقان میں کی گئی تھی ' مگر عملی حالت یہ تھی کہ اطالیوں کو بازبرداری کے لیے اژدروں اور خچروں کی ضرورت پڑی تو جزیرۂ مالٹ سے یہ ضرورت پوری ہو گئی ' لیکن ترکوں کی امداد کے لیے جب مرحوم انوار طرابلس الغرب کے قصد سے بھیس بدلے ہوے مصر پہنچا ' تو ادعائی بے طرفی نے اُن کو حراست میں لیکر قسطنطنیہ واپس کر دیا - ترکی جنگی جہاز (حمیدیہ) نے چند مرتبہ بندر گاہ سعید و اسکندریہ کے چکر لگائے تھے ' جہاں اُس کے لیے کوئلے کا ذخیرہ بہم پہونچایا گیا تھا ' " بے طرفی " نے اس کی مخالفت کی اور وہ سلسلہ بند ہو گیا ' مگر یونانی بیڑے نے ۱۸ - اپریل ۱۹۱۳ - کو جب سوئس کا چکر لگایا ہے تو پورٹ سعید میں اُس کے لیے کوئلے کی فراہمی میں پولیس کی اعانت و امداد ' طرفداری نہیں سمجھی گئی !!

انگلستان و ہندوستان میں جنگ بلقان کی عکسی تصویریں دو روز ہوئیں اخبارات و رسائل کے ذریعہ سے عام ہو چکی ہیں ' مگر جب دہلی کی ایک مسلمان ایجنسی قاہرہ سے یہی تصویریں منگاتی ہے تو اسسٹنٹ الکنزرکستم ہاؤس بمبئی پارسل کو روک لیتا ہے کہ ہندوستان میں تصویروں کا داخلہ قانونی اجازت کے خلاف ہے ! قانون سے نابلد قانون بے طرفی مراد ہوگا اور جس طرز پر یہ پارسل روکا گیا ہے ' اُس سے واقعات سابقہ کی تجدید منظور ہوگی - اس طرز عمل میں جو خرابت ہے ' عالم راے بے شبہ اس کو متعجبانہ چشم و ابرو سے دیکھ رہی ہے ' لیکن غور سے دیکھیے تو اس میں حیرت و غرابت کی کیسا بات ہے ؟ جس ملک کی رعایا کو حکمرانی میں شرکت کا حق ہی حاصل نہو ' وہاں ایسے شتر گربہ اگر ظہور میں نہ آئیں تو یہ بات البتہ تعجب کی ہوگی -

هفتۂ جنگ

سنہ ۱۹۰۸ع سے پہلے البانیہ کی بہادر قوم کو ترکی سلطنت میں مخصوص امتیازات حاصل تھے - مجلس شوری نے حقوق کے لحاظ سے جب اقوام و افراد کے امتیازی مدارج اُٹھا دیے تو گورنمنٹ کے جانب سے البانیوں کی ناز برداری میں قدرۃً کمی ہوئی تھی ' اور طبعاً یہ " حور بعد الکور " گراں گزرتا تھا یورپ نے آزادی کی امید دلا کر ' اسماعیل کمال بک کو ' جو سلطان عبد الحمید خاں کا مقرب السلطنۃ اور انقلاب ثانی کے دنوں میں چند روز کے لیے وزیر اعظم و میر مجلس مبعوثان (پریسیڈنٹ ترکی پارلیمنٹ) بھی رہ چکا تھا ' سلطنت البانیہ کی توقع ہوئی - وزیر اعظم فرید پاشا ' جنھیں خاندان سلطانی میں دامادی کا شرف حاصل تھا ' اس آگ پر تیل ٹپکاتے رہے - البانیوں نے اول مطالبۂ اصلاح کی صدا بلند کی ' اور پھر بغاوت کر دی - باب عالی نے اس کو بزور شمشیر فرو کرنا چاہا ' ہنوز

یہ قضیہ ختم نہوا تھا کہ طرابلس میں جنگ چھڑ گئی - ترک ادھر متوجہ تھے ' ادھر میدان خالی تھا ' البانیہ میں جمہوریت کا اعلان ہوا - اسماعیل کمال بک رئیس الجمہور قرار پائے - جنگ بلقان کے سر آغاز ہی میں وعدے ہوے تھے کہ البانیہ کی آزاد جمہوریت کو تمام یورپ صدق دل سے مان لیگا - البانیوں نے بلقانیوں کا ساتھ دیا ' ترکوں سے ہر معرکہ میں جنگ ہوتی رہی ' اور آخر اسعد پاشا نے اشقودرہ (سکوطری) کو اسی امید پر جبل اسود کے لیے خالی کر دیا -

تخلیہ کے دوسرے ہی دن آے یورپ کے وعدے مشتبہ محسوس ہونے لگے ' اور نظر آگیا کہ وہی سلطنتیں جو کامل و مکمل طور پر استقلال البانیہ کے وعدے کر چکی تھیں ' اب بھری پارلیمنٹ میں سر ایڈورڈ گرے اُن کے خیالات کی یوں ترجمانی کر رہے ہیں ' کہ البانیہ کی حکومت ترکی سلطنت سے تو آزاد ہوگی مگر یورپ کی نگرانی سے آزاد نہوگی ! !

لیکن اسعد پاشا خود البانیہ کا پادشاہ بن بیٹھا ' اور ایوان شاہی پر ترکی جھنڈا نصب کرکے عثمانی سیادت کا اعلان کر دیا - اٹلی و آسٹریا نے حمایت کی - انگلستان اس پر رضامند نہ تھا ' اُس نے اپنے دست پروردہ مصری شاہ زادہ (احمد فواد پاشا) کو نامزد کرنا چاہا - یہ امید ایسی تھی کہ مصر میں شاہ زادے کو جس قدر اعزازی عہدے حاصل تھے ' سب سے دست بردار ہو جانا پڑا - مگر جب سلطنت کی آرزو بر آنے کا وقت آیا تو قدیم آسمانی تعلیم کی حقیقت سمجھ میں آگئی ' کہ آدم (ع) جرأت کرکے شجر ممنوعہ کی جانب بڑھے تو تھے ' لیکن ہاتھ کچھ نہ آیا - آلے اپنی برہنگی کی ندامت اُٹھانی پڑی !

اشقودرہ اس وقت یورپ کی حفاظت میں ہے ' مگر اس حفاظت سے غالبا مسلمانان اشقودرہ کی عزت اور بھی غیر محفوظ ہوگئی تھی - شاید وہ آمادہ ہو چلے تھے کہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیں - انگلستان کو یہ والہانہ دیدار تھا ' جس کے لیے فوجی طاقت سے زیادہ اور کیا چیز موزوں ہو سکتی تھی ؟ ٧ - جون کی شب میں ریسٹ ڈارگ شائر کے ایک دستۂ فوج کو روانگی کا حکم ملا - رپوٹر نے یہ خبر مشہور ہی کی تھی کہ مظلومان اشقودرہ کی سرکوبیاں تھدیدی پورگئیں - البانیہ میں جہاں جہاں اسلامی آبادی کم ہے وہاں آج کل مسلمانوں کی حالت بالکل ہی غیر محفوظ ہو رہی ہے ' لیکن پارلیمنٹ انگلستان میں جب اس کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر بھی گورنمنٹ کی جانب سے یہی جواب ملتا ہے کہ " اس باب میں کسی موثر کاروائی کا اعلان ممکن نہیں "

ہدیں پر میری لڑتے ہیں سگان کوی دوست

بلغاریہ و سرویہ میں مفتوحہ ترکی علاقوں کے قبض و دخل کے متعلق اس قدر کشاکش بڑھی کہ روس و جرمنی اور فرانس کو بڑی سختی سے تہدید کرنی پڑی - دونوں سلطنتوں نے روس کی ثالثی تسلیم کر لی ہے - بلغاریہ کی مجلس وزرا اس مداخلت کرنے اصول سمجھ کر مستعفی ہوگئی ہے - ڈاکٹر ڈینیف نئے وزیر اعظم مقرر ہوے ہیں ' اور وہ جدید وزارت بھی مرتب کر چکے ہیں - اس جنگ سے تباہی کا جو خطرہ تھا وہ تو رک گیا ہے ' مگر سرویس کی بلغاریہ فوج ہیضے سے تباہ ہوتی جاتی ہے -

انگلستان کی راے میں " اب اس حالت میں از سر نو جنگ کا چھڑ جانا انسانیت کے بالکل ہی خلاف ہے " یعنی اس سے قبل کی خونریزی اور مسلمانوں کا قتل عام تو شاید خلاف انسانیت نہو ' مگر اب دو فرنگی حکومتوں کی معرکہ آرائی سے مسیحیوں کی جان و مال خطرہ میں پڑ جائیگی ' لہذا یہ جنگ ضرور خلاف انسانیت ہوگی - بااین ہمہ روسانیہ کو یہ فلسفہ تسلیم نہیں ہے - اُس نے اعلان کردیا ہے کہ مشرقی یورپ کے سیاسی میزان اقتدار میں خلل پڑنے کو وہ کبھی گوارا نہیں کرسکتی - ضرورت پڑی تو نہایت کوشش و جاں فشانی کے ساتھ اُس کو تلوار کے زور سے اس معاملہ میں دخل دینا پڑیگا - وہ اپنی فوجیں فراہم کرنے کی ضرورت بھی ظاہر کرچکی ہے -

عثمانیوں اور بلقانیوں میں صلح کرانے کے لیے لندن میں جو کانفرنس اجلاس کررہی تھی ' اُس کی نشستیں پوری ہو چکی ہیں - اصولاً تو معاہدۂ صلح پر پہلے ہی دستخط ہو چکے ہیں ' تفریع مراتب باقی ہے ' جسکی نسبت رسالے مصالحت کی خواہش ہے کہ ہر ایک حکومت کے مابین جدا جدا عہد نامے ہو جائے تو زیادہ آسانی کے ساتھ قطعی نتائج نکل سکتے تھے -

مرحوم شوکت پاشا

کامل پاشا کی جماعت نے - جو مصر کو قطعی طور پر ' مسٹر ایلفرڈ بلنٹ آدیٹر اخبار ایجپٹ لندن کے بیان کے مطابق انگلستان کے ہاتھوں فروخت کردینے ' شام میں فرانس کا قابضانہ رسوخ تسلیم کرنے ' اور عرب میں انگریزی سلطنت کے زیر اثر ایک جداگانہ حکومت قائم کرنے کا فیصلہ کرچکی تھی - اپنے اغراض کو پورا ہوتے نہ دیکھکر غالبا (قدری تو پال) کے ہاتھوں غازی محمود شوکت پاشا کو شہید کرادیا - قاتل کے تعلقات ایک فرنگی سلطنت کے سفارتخانے سے بھی بیان کیے جاتے ہیں ' تاہم اسکی تفصیل شاید بعد کو آئے کہ اس حادثے میں یورپ کے دست سیاست نے کیا کام کیا ہے ؟ خونریز جماعت کو امید تھی کہ اس انقلاب کے بعد حکومت اُن کے ہاتھ آجائیگی ' مگر یہ آرزو پوری نہوئی - فوجی نظم و نسق کے روح شہزادہ سعید حلیم پاشا وزیر اعظم مقرر ہوے ' جنھیں اس سے قبل تک صرف وزارت خارجہ کی ریاست حاصل تھی - خاندان خدیویہ مصر کے وہ ایک مشہور ممبر اور اتحاد و ترقی کے سرگرم کارکن ہیں -

شام و عراق میں کامل پاشا کو شورش پھیلانے میں خاطر خواہ کامیابی ہوچکی ہے - شام کی حالت سنبھالنے کے لیے سابق وزیر اعظم (حسین حلمی پاشا) انسپکٹر جنرل مقرر کرکے بھیجے گئے ہیں - عراق کا بندوبست بھی عن قریب ہوا چاہتا ہے ' لیکن یہ پیشینگوئی کون کرسکتا ہے کہ سلطنت کا اب کیا حال ہوگا ؟

زر اعانۂ " اردوے معلے "

الہلال میں اگرچہ کوئی باقاعدہ تحریک اس بارے میں نہیں کی گئی تھی ' کیونکہ سید صاحب کا ارادہ معلوم نہ تھا ' مگر بعض ارباب درد نے بطور خود چند رقوم بھیجدیں - اب چاہتا ہوں کہ اسکی فہرست کھول دی جاے - الہلال میں جو کچھ لکھا جاچکا ہے ' ارباب درد و غیرت کیلیے کافی ہے ' اور اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ وہ دلوں کو اس کیلیے کھول دے -

ایڈیٹر الہلال ٥٠ - روپیہ - ایک صاحب درد ١٠ - روپیہ - ایک با غیرت و حمیت خاتون ٥ - روپیہ - جناب سید مرتضی صاحب (پٹنہ) ٥ - روپیہ - جناب سید فضل الرحمن صاحب ٣ - روپیہ -

الهلال

۱۲ - رجب ۱۳۳۱ هجری

مسئلۂ سود

به تذکرۂ تحریک اخیر خواجه غلام الثقلین صاحب

(۲)

الشیطان یعدکم الفقر و یأمرکم بالفحشاء ، واللہ یعدکم مغفرۃ منہ و فضلاً و اللہ واسع علیم - یرتی الحکمۃ **من یشاء و من یؤت الحکمۃ ، فقد اوتی خیرا کثیرا ، وما یذکر الا اولو الالباب** (۲ : ۲۷۲)

شیطان تم کو تنگ دستی سے ڈراتا ہے ، اور برائیوں پر آمادہ کرتا ہے - لیکن خدا اپنی طرف سے مغفرت و برکت کا وعدہ کرتا ہے - اسکا خزانۂ فضل وسیع ، اور وہ سب کے حال سے واقف ہے - وہ جس کو چاہتا ہے ، دانائی اور حکمت عطا فرما دیتا ہے ، اور جس کو حکمت ملے تو بیشک اُس نے بڑی دولت پالی ، اور نصیحت بھی وہی مانتے ہیں ، جو ارباب عقل و بصیرت ہیں -

بقیہ مبحث اشاعت گذشتہ

اصل یہ ہے کہ اس تشبیہ میں علۃ تشبیہ وہ اضطراری حالت ہے ، جو نفسی مضبوط الحواس یا مصروع کی اپنے دماغ اور دماغی قوی کے مقابلے میں ہوتی ہے - یہی مجبوری ، بے اختیاری ، اور اضطرار ، ایک سود خوار کو اپنے عوامل ادبیہ اور جذبات و عواطف کے مقابلے میں پیش آتا ہے - وہ بغیر حق و معصیت اور صرف وقت کے روپیہ حاصل کرنے کا عادی ہوکر ، اسکو ایک حق قدرتی و قانونی سمجھنے لگتا ہے - دولت کی افزائش کا یہ غیر معمولی وسیلہ اسکی طمع و ہوس کو عام انسانی مطامع کے درجے سے المضاعف کردیتا ہے - وہ چونکہ شب و روز ایک ظالمانہ حصول نفع اور بے رحمانہ جانب زر ہی زندگی میں رہتا ہے ، اسلیے رفتہ رفتہ اسکی طبیعت کے تمام امیال و جذبات پر یہی جذبہ حاوی ہوجاتا ہے ، اور اسکا دماغ روپیہ کی تعداد کی کمی و زیادتی کے مسئلے کے سوا کسی اور چیز کو سمجھنے یا محسوس کرنے سے عاجز ہوجاتا ہے - اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ با وجود انسان ہونے کے ، اپنے تئیں سعیبہ کی مقارمت کرنے انسان نہیں رہسکتا ، اور ایک پاگل اور مصروع شخص کی طرح سراسر بے وجود مضطر ، و از فرق تا بقدم پیکر اضطرار و مجبوری ہو جاتا ہے !

* * *

یہی سبب ہے کہ قرآن کریم نے سود خواری پر اصرار کرنے والے کیلیے سب سے بڑی وعید نازل کی ، اور اسکو " حرب من اللہ و رسولہ " سے تعبیر کیا -

یہاں تک بحث عام انسانی اخلاق و خصائل کے نتائج کے لحاظ سے تھی ، لیکن اسکے بعد اقتصاد و تمدن کے لحاظ سے "حرب من اللہ و رسولہ" کہنے کے اسباب و علل پر نظر ڈالنا باقی ہے ، اور اسکے ذیل میں نہایت اہم مباحث اُن اصول مدنیہ ، جدیدہ اسلامیہ کے متعلق ہیں ، جنکی بنا پر وہ دولت کی مرکزیۃ ، و عدم تقسیم ، و تحصل اشخاص ، و تمول افراد ، و ضعف کسب و عمل ، کا سخت مخالف ، اور ہر اُس ذریعۂ معاش و طرق زندگی کا دشمن ہے ، جس سے اسطرح کی حالتیں پیدا ہو جائیں -

مگر بحث کے اس تسرے کو اب نہیں چھیڑتا ، کیونکہ مضمون بہت بڑھگیا ہے - انشاء اللہ مجلۂ شہر یہ (مظہار رسالے) میں اسکو اسی وقت لکھونگا -

عود الی المقصود

لیکن سود کے شجرۂ خبیثہ کا بنیادی بھل ، اور اصول سود خواری کی مہیب ترین صورت ، وہ جرثومۂ (۱) حیات مدنیۂ ، وہ اعد عدوے انسانیۂ ، اور وہ مہلک عمران بلاد ، عفریت خون آشام ہے ، جسکو (سود در سود) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ، اور جسکی تیغ ہلاکت نے نہیں معلوم اس وقت تک دنیا کی کتنی آبادیوں کو ویران ، کتنے محل و ایوان کو اسقدر ، کتنے بیوت اشراف و اعیان کو فنا ، کتنے پر رونق بازاروں کو سنسان ، اور کتنی عزتوں اور شرافتوں کو ذلتوں اور رسوائیوں ، بربادیوں اور تباہیوں ، نکبت و مسکنت ، فلاکت و ادبار ، سے بدل دیا ہے ! !

اگر عجائب و غرائب عالم کو کوئی یک جا دیکھنا چاہے ، تو اسکے لیے سب سے بڑی عجیب و غریب شے اس مسئلے کی بوالعجبی بھی ہوگی - یہ ایسی عجیب بات ہے کہ قانون جور کو مجرم قرار دیتا ہے ، قاتل کو پھانسی پر چڑھاتا ہے ، ڈاکوؤں کے سراغ میں جنگلوں اور غاروں میں بھٹکتا ہے ، اور جرم کی تلاش میں شب و روز حیران و سرگرداں رہتا ہے ، مگر ہزار جوروں اور بیدادوں سے بڑھکر تنہا مجرم تو خود اسکی آستین میں پل رہا ہے - جسکو اُس نے ایک خونخوار بھیڑیے کی طرح مظلوم انسانوں کے گلے پر چھوڑ دیا ہے ، جسکے جرائم کو وہ رونق دیتا ، اور جسکی درندگی کو وہ دودھ پلاتا ہے - اسکی طرف سے وہ بالکل غافل ہے ، اور غافل ہی نہیں ، بلکہ صریح طور پر اسکی حمایت کر رہا ہے !

آج ملک کے افلاس و فلاکت پر کوہرمنت کے سرکاری اور تعلیم یافتہ ملکی حلقوں میں بحثیں کی جاتی ہیں ، اور اُن لوگوں کی تعداد بکثیر پر نظریں دوڑائی جاتی ہے ، جو اسقدر بے حد ہیں ، کہ دو وقت کی روٹی بھی انہیں میسر نہیں آتی - یقیناً ایسے لوگ مستحق رحم ہیں ، اور انکی تعداد دادا بھائی نوروزجی کے گذشتہ قابل قدر شمار و اعداد میں ایک کروڑ سے متجاوز بتلائی گئی ہے ، لیکن ہندوستان کی آبادی صرف ایک کروڑ ہی نہیں ہے ، بلکہ اس تعداد سے تیس چالیس گنا زیادہ ہے - جن لوگوں کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں آتی ، وہ ملک کی خوشحالی کا راز نہیں ہیں - اصلی جماعت وہ ہے جسکو دو وقت کی روٹی سے زیادہ ملنا چاہیے ، مگر افسوس ہے انکا بھی بمشکل ملتا ہے - یہ ایک کروڑ کی تعداد ملک کے پاؤں کی ایک انگلی ہے ، حرارت بھی جائے تو غم نہیں ، لیکن اسکے جسم کی تڑپنے کی بھی وہ لاکھوں انسان ہیں ، جو شہر سے باہر ، عام زراعت پیشہ آبادی کی صورت میں اور شہر کے اندر متوسط الحال اور اوس سے کسی قدر ادنے طبقات کی صورت میں موجود ہیں ، اور جنکی خوشحالی سے ملک کی خوشحالی ، اور جنکی تباہی سے اس پورے پر اعظم کی تباہی ہے -

وہ جرائم پیشہ جو ملک کے اس اکثر حصۂ آبادی کو گھن کی طرح کھوکھلا کر رہے ہیں ، ایک نہیں بلکہ متعدد ہیں ، اور جس فضا سے آتے ہیں ، وہ بھی ایک نہیں بلکہ مختلف ہیں - ان کے

(۱) جراثیم کا مفرد ہے ، جو اجمال خورد بینی جرثومی (مثنی ذرب) کیلیے کہا جاتا ہے - یعنی وہ مہلک کیڑے ، جنکے اثر و نفوذ سے [illegible]

اولیں اور قوی اسباب کی تلاش میں حکومت اور طرز حکومت کا سوال پیدا ہوتا ہے ' اور اسکے بعد خود ملکی اور داخلی مفاسد کا - انہی میں سے ایک سبب اعظم اور ایک جزئیۂ قاتل' سود کا بھی مسئلہ ہے ' اور اسکے لیے اسی عذر و دلیل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ' کہ بواسطہ اسکی جواب دہی اور تمام تر ذمہ داری قانون کے سر ہیں تھہر؟

گورنمنٹ اگر اس سے غفلت کررہی ہے اور اپنی غفلت پر قانع ہے ' تو اسکا کوئی شکوہ نہیں - ایک اسی پر کیا موقوف ہے - آج ملک کا تو یہ حال ہے کہ :

ماجرا ہاست بآں چشم فسوں ساز مرا

لیکن پھر ستم یہ ہے کہ با ایں ہمہ حالات بینہ و قاطعہ ' وہ ملک کی خوشحالی کی مدعی' اور اسکے اسباب افلاس کی سراغ رسانی کی بڑی خواہشمند بھی ہے -

از حسن این چہ سوال ست کہ معشوق تو نیست ؟
این سخن را چہ جوابست ' تو ہم میدانی !

خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں شرح و بسط کے ساتھ سود در سود کے حالات و نتائج پر نظر ڈالی ہے' اور آخر میں گورنمنٹ سے خواہش کرتے ہیں کہ قانون خواب غفلت سے چونک اٹھے ' اور اپنی ہوشیاری کے اصلی مرقعہ پر آنکھیں بند نہ کرلے - اس حالت کا علاج صرف یہی ایک ہے کہ قانوناً سود در سود کے سلسلۂ لامتناہی اور اضعافاً مضاعفہ کی غیر محدود افزایش کو محدود کردیا جائے' اور بالعموم سود کی ایک ایسی شرح خاص مقرر کردی جائے ' جس سے زیادہ کے لین دین کرنے کا کسی کو اختیار نہو ' اور عدالت ڈگری دینے سے انکار کردے -

خواجہ صاحب کی اس خواہش میں یقیناً تمام ملک بالاتفاق انکا ساتھہ دیگا -

انہوں نے ہندوستان میں سود کے ابتدائی قانون کا ذکر کرکے انگلستان کے قوانین کا ذکر کیا ہے ' اور پھر ان حالات پر نظر ڈالی ہے' جنکی وجہ سے شرح سود کا غیر محدود ہونا ملک کو ایک دائمی طاعون سے زیادہ نقصان پہنچا رہا ہے - قانون میں آج اسکے لیے کوئی روک نہیں کہ ایک روپیہ سود در سود کے اصول پر' ایک عرصے کے بعد سو یا ہزار روپیہ کیوں نہ ہوجائے ؟ اور اگر روزانہ نظائر و واقعات پر نظر ڈالی جائے تو قندیلان خیبر " اضعافاً مضاعفہ " کا ہر شخص اپنے سامنے ایک وسیع قبرستان آباد پائیگا - خواجہ صاحب نے چند مثالوں کے طرف اشارہ کیا ہے' جنمیں چند روپیوں کے قرض کیلیے دس ہزار روپیہ کے سود در سود کی ڈگری دی گئی ہے ' اور اگر تھوڑا سا وقت خاص اس مسئلے کے نظائر الیمہ جمع کرنے پر صرف کیا جائے ' تو صدہا مثالیں بعوالۂ فیصلہ ہاے عدالت ' گذشتہ چند سالوں کے اندر کی بیان کی جا سکتی ہیں -

" شائیلاک " کا ایک نیا گھرانا

عام مہاجنوں اور یہود خصلت بنیوں کی ہندوستان میں کیا کمی تھی کہ ایک نئی مصیبت سیاح کابلیوں اور ولایتی پٹھانوں کی پیدا ہوگئی ہے - یہ کابلیوں کا ایک بہت بڑا گروہ ہے' جو ہندوستان میں سود کی باقاعدہ تجارت کرنے کیلیے آتا ہے ' اور بڑے بڑے شہروں کے علاوہ تمام دیہات و قصبات میں پھیل جاتا ہے - روپیے کی ایک تھیلی انکے کمر میں ہوتی ہے ' اور ایک خطرناک اور مقروض انگن لاٹھی ہاتھہ میں - کم تنخواہ کے ملازمت پیشہ اشخاص ' بے سرمایہ دکاندار' غریب اہل حرفۂ وصناع' عام مزدور اور بیوہ عورتیں ' اور وہ تمام جمعیۃ انسانیہ کا [illegible] جیسے عظیم الشان شہر کے یورپین کوارٹر میں' ایک قسی القلب

حیات میں سے کچھہ نصیب نہیں ' ان ظالم صیادوں کے نظر اک سود کا نخچیر ہے' اور انکے مناظر ایسے دردناک ' اضطراب انگیز' اور چشم انسانیت کیلیے گریہ آور ہیں' کہ انکو دیکھکر ممکن نہیں ' کوئی انسان قانون کی مجرمانہ اور معصیت پرورانہ غفلت واغماض پر اپنے حق بجانب غیظ و غضب کو روک سکے -

ان لوگوں کی کوئی خاص شرح مقرر نہیں ' بلکہ مقروض کی احتیاج پر موقوف ہے' اور جیسی سخت مجبور کن اسکی ضرورت ہوتی ہے' اتنی ہی رقم بھی سود کی مقرر کردی جاتی ہے- راکفیلر وغیرہ امریکن کروڑپتیوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انکی آمدنی اسقدر وسیع ہے کہ گھنٹوں کے حساب سے اسکی تقسیم ہو سکتی ہے - یہی حال ان کابلی مہاجنوں کی شرح سود کا بھی ہے - اسکا حساب بھی مہینے کی قید سے نہیں بلکہ ایک ایک روز کے حساب سے کیا جاتا ہے - اکثر حالتوں میں ایک روپیہ کا سود ایک دن کیلیے دو آنہ' اور بعض حالتوں میں ایک آنہ ہوتا ہے !!

غریب آبادی اپنی ضرورتوں سے مجبور ہوکر انکے دام میں پھنستی ہے - سینٹ (پال) نے نقارۂ مسیح کی تعلیم اباحت دیتے ہوے کہا تھا : " شریعت گناہگار کو سزا دیسکتی ہے' پر بچا نہیں سکتی " یہ ایک سخت فریب تھا' لیکن میں صحیح طور پر کہتا ہوں کہ قانون صرف ڈگری دیسکتا ہے' پر مظلوم کو بچا نہیں سکتا -

ان کابلیوں کا کاروبار ایک طلسم عذاب ہے' جسمیں ایک مرتبہ اگر کوئی شخص پھنس گیا تو پھر " سود در سود " کے پھیر سے نکلنا محال ہے - ساری عمر سود کے دینے ہی میں گذر جاتی ہے' اور پھر بھی وہ پورا نہیں ہوتا' اصل رقم کا کیا سوال ہے ؟

ابھی کل کی بات ہے کہ کلکتہ کی عدالت خفیفہ میں ایک پریشیں عورت نے ایک کابلی پر مداخلت بیجا کی نالش کی تھی' جو روپیہ مانگتے ہوے اسکے مکان میں گھس آیا تھا - مقدمے کے چلنے سے معلوم ہوا کہ مدعیہ کی نانی نے ۲۴- روپیہ اس سے قرض لیا تھا' جسکا سود ادا کرتے ہوے دو نسلیں گذر گئیں - اصل رقم اب تک باقی ہے' اور ابھی سود کا سود بھی پورا ادا نہیں ہوا !

سب سے زیادہ عجیب بات روپیے کے دینے میں انکی دلیری اور کسی فیاض آدمی کی طرح بے عذری ہے - لین دین کا عدم اعتماد اور قانونی تحفظ معاملہ کی شرائط کا پورا نہونا بھی معاملات قرض کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے' اور اسکی بدولت بہت سے لوگ قرض لینے سے بچ جاتے ہیں - مگر کابلیوں کیلیے یہ تمام چیزیں بے اثر ہیں - انسے معاملہ کرنے کیلیے صرف ایک ہی شرط کافی ہوتی ہے ' یعنی انسے معاملہ کرنا اور روپیہ کی طلب - پھر خواہ کیسا ہی بے اعتبار اور مفلوک الحال شخص طالب قرض ہو' لیکن انہیں ابداً انکار نہیں - اسلیے کہ انہیں اپنے پونجی کی قوت پر بھروسہ ' اور سب سے زیادہ اپنی لاٹھی کی بے امان قہرمانیت اور ہمہ وقت مستعد قرقی پر پورا اعتماد ہے - انکا قانون' انکی عدالت ' انکا جج' سب کچھہ رہی ایک سحرکار لاٹھی ہے - وہ بے خطر روپیہ دیدیتے ہیں ' کیونکہ جانتے ہیں کہ انکا مقروض قرض لیتے وقت صرف انکے دھنے ہاتھہ سے روپیہ ہی نہیں لے رہا تھا ' بلکہ بائیں ہاتھہ کی جبار و قہار لاٹھی کو بھی دیکھہ رہا تھا !!

میں جہاں رہتا ہوں ' اسکے قریب ہی چند غریب دھوبیوں کے گھر ہیں - کبھی ہفتہ اس سے خالی نہیں جاتا کہ اس بے امان گروہ کی قساوت ' اور سود کے نتائج مصزنہ کا کوئی الم ناک نظارہ نہ دیکھتا ہوں - میں نے بارہا دیکھا ہے کہ عین دن کے وقت ' کلکتہ

کابلي اپنے مقرض کو اسکے گھر کے اندر سے گھسیٹتا ہوا سڑک پر لایا ہے - وہ رو رہا ہے' منتیں کر رہا ہے' اسکے پانوں پر لوٹ رہا ہے ' لیکن کوئي طاقت نہیں ہے ' جو اسکی قہار لاٹھي سے اُسے امان دیسکے ' اور کوئی ہاتھ نہیں ہے ' جو اس ظالم کیلیے مندفع ہو - پینل کوڈ ہائي کورٹ کے کتب خانے کي الماري میں' اور جج ایک عالیشان ایوان انصاف کے تخت عدالت پر بے خبر متمکن ہے !!

قانون کي درد انگیز ناکامي

حقیقت میں یہ عجیب بات ہے کہ قانون انصاف کے نام سے اپني پوجا کراتا ہے ' لیکن جتکو انصاف کي ضرورت ہے' وہی سب سے زیادہ انصاف سے محروم ہیں - دنیا میں قانون کي مجلدات سے صدہا کتب خانے بھرے ہوے ہیں ' عدالتوں کي عمارتیں سر بفلک کھڑي ہیں ' پولیس کا دیوتا سڑکوں کے ہر ناکے پر اپنا علم انصاف لیے ہوے اثبات وجود کر رہا ہے ' اور یہ تمام سامان اسدرجہ وسیع اور عظیم الشان ہے ' جسکو دیکھکر خیال ہوتا ہے کہ دنیا عدل و داد سے معمور' اور ظلم و بے انصافي سے پاک ہوگئي ہے ' اور انصاف کا فرشتہ دنیا کے کرنے کرنے میں مظلوموں کي فریاد الغیاث کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے ' تاکہ انکو اپنے پروں کے اندر پناہ دے !!

لیکن اگر عدالت کدرنگ سر بفلک میناروں سے نظریں ہٹا کر' زمین کي آبادیوں کے اندر جالیے' اور کسي ایک شہر کا ایک محلہ' ایک محلہ کا ایک مکان ' اور ایک مکان کا ایک گوشہ بھي دیکھیے' تو اس وقت صاف نظر آجائے کہ ظالم کا خونخوار دیو اب تک بدستور آزاد و حکمراں ہے - اسکے پانوں میں کوئی بیڑي نہیں - اسکا خنجر پرانے سے پرانے غیر متمدن عہد کي طرح بے نیام ہے - اسکي بے امان کاٹ برابر اپنا کام کر رہي ہے' مگر قانون کو اپنے قیمتي عدالت خانوں سے جھانکنے کي مہلت نہیں :

عسس بخانۂ و شہ در خرمسرا خفتست

ممکن ہے کہ امرا کے جگمگاتے ہوے محل ' قانون کي روشني سے منور ہوتے ہوں ' مگر روشني کي ضرورت برق تاب ایوانوں میں نہیں ہوتي ' بلکہ تاریک حجروں اور تہہ خانوں میں ' اور افسوس ہے کہ انکي تاریکي کیلیے روشني کا کوئي وسیلہ نہیں -

فی الحقیقت دنیا میں جملہ قانون کا قانون کبھي بھي انسداد مفاسد و مظالم میں کامیاب نہیں ہوا' اور یہي نا کامي ہماري رہنمائي کرتي ہے اور بتلاتي ہے کہ نظام اصلاح و عدل کے قیام کے لیے دنیا ان قوانین سے بالا تر ایک الہی قانون یعني مذہب کي محتاج ہے' جسکي حکومت جسموں پر نہیں بلکہ دلوں پر ہو !!

اضعافاً مضاعفہ

پس یہي سبب ہے کہ قران کریم نے " اضعافاً مضاعفہ " کہکر سود در سود پر خاص طور پر زور دیا -

یہ " اضعافاً مضاعفہ " اسی سود در سود کے نتائج کی طرف اشارہ ہے' اور جو حال کابلیوں کے سود اور ظالم مہاجنوں کي بڑھوتري کا آج نظر آ رہا ہے ' یہی ہے جو جاہلیت عرب میں رائج تھا - اور اسکی تفصیل اُن روایات و آثار سے معلوم ہوتي ہے' جنکو (امام طبري) نے اپنی عظیم الشان تفسیر میں بہ ذیل آیات ربا جمع کیا ہے - علی الخصوص حضرت (عبد اللہ بن عباس) کی مشہور حدیث مطالعہ طلب ہے -

اسلام دنیا میں آیا' تاکہ ہر طرح کے ظلم و جور سے عالم انسانیت کو نجات دلاے ' اور دنیا کیونکر اس سے انکار کر سکتی ہے کہ سود کے بارے میں اسکا ساتویں صدی عیسوی کی تاریک فضاء عالم میں اسقدر صاف اور صریح صدا بلند کرنا ' ایک احسان عظیم اور ایک فضیلت کبری نہ تھا ؟

وکنتم علی شفا حفرۃ من	اور ظہور اسلام سے پہلے تمہارا یہ حال
النار فانقذکم منھا ' کذلک	تھا کہ گویا تم آگ کے گڑھے کے کنارے
یبین اللہ لکم ایاتہ ' لعلکم	آلگے تھے ' لیکن اسلام کا ہاتھہ دستگیري
تھتدون - (۳ : ۱۰۰)	دیلیے ظاہر ہوا' اور خدا نے تم کو بچالیا - اسي طرح اللہ اپني نشانیاں ظاہر و بیں کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ -

دنیا آج سود کے نتائج الیمہ کو محسوس کرے تو غنیمت ہے ' اور قانون اسکے انسداد کي ضرورت کو پالے تو بہت بہتر ہے ' لیکن اللہ کے قانون کو جو کچھہ کرنا تھا ' وہ کر چکا' اور جو حکم دینا تھا ' دے چکا - یہ ہماري گمراہي ہے کہ انسانوں کے بناے ہوے قانون کي عزت کرتے ہیں' لیکن الہي قانون کو بھول جاتے ہیں حالانکہ :

و من احسن من اللہ	جو لوگ یقین کرنے والے ہیں ' انکے
حکما لقوم یوقنون؟	لیے اللہ سے بہتر حکم دینے والا اور قانون
(۵ : ۵۶)	نافذ کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے ؟ ؟

یہ مسلمانوں کا اصلي مشن ہے

پس میں " سود " کے مسئلے کو عام نظروں سے بالکل مختلف دیکھتا ہوں' کیونکہ بہتوں کے نزدیک میري سب سے بڑي سعادت ' اور بہتوں کے نزدیک میري سب سے بڑي ضلالت یہی ہے کہ ہر مسئلے پر نظر ڈالتے ہوے میرے لیے دلیل راہ صرف " اسلام " ہی کا ہاتھہ ہوتا ہے :

ان الذین یبایعونک	جو لوگ داعی اسلام کے ہاتھہ میں اپنا ہاتھہ
انما یبایعون اللہ ' ید	دیکر بیعت کے عہد کا ہاتھہ دیتے ہیں'
اللہ فوق ایدیھم '	تو انکے ہاتھہ پر اُسکا ہاتھہ نہیں ہوتا ' بلکہ
(۴۸ : ۱۰)	در اصل خود خدا کا ہاتھہ ہوتا ہے !!

فالحمد للہ' الذي ھدانی لھذا' و ھو یھدي من یشاء إلی صراط مستقیم -

پس میں " مسئلۂ سود " کی تحریک کو محض ملک کا ایک اقتصادي مسئلہ نہیں سمجھتا ' بلکہ یہ ایک خالص اسلامی تحریک ' اور اسلام کے مشن کا احیاء ہے ' اور تمام مسلمانوں کو اپنا فرض دینی سمجھکر اسکے مصائب و شدائد کے انسداد کی سعی کرنا چاہیے ' اور یقین کرنا چاہیے کہ یہ حیثیت اسلام کے فرزند ہونے کے انکا اصلی مشن یہی ہے کہ خدا کے بندوں کو ظلم و ریاکي کے مصائب سے نجات دلائیں - سود کیلیے جب اور جہاں تم ہوگا وہ اسلام ہي کا تم ہے -

اس تحریک کی سلسلہ جنبانی کرتے ہوے ' آنریبل خواجہ غلام الثقلین نے فی الحقیقت ایک اسلامي فرض ادا کیا ہے ' اور مسلمان کو اسکا اعتراف کرنا چاہیے -

ہندوستان میں اسلام کو اپنا فرض ادا کرنا ہے - وہ ہر طرح کے ظلم و عدوان کي بیڑیاں کاٹنے کیلیے آیا ہے ' اور تمام عالم سے قطع نظر' خود ہندوستان کے پانوں انہی بہت بوجھل ہیں - ظالم زرداتي کی یہ بھي ایک زنجیر ہے ' اور مسلمانوں کو اپنا فرض دینی سمجھکر اس سے ملک کو نجات دلانے کیلیے سعي کرنا چاہیے -

خواجہ صاحب کا ارادہ ہے کہ وہ اسکے لیے ایک انجمن قائم کرینگے' اور با قاعدہ طور پر اسکي کوشش جاري کی جائیگی - کام کرنے کیلیے اس صیغے میں بہت بڑا وسیع میدان موجود ہے ' اور انجمن کا خیال نہایت صحیح اور ایک بالکل وقت کي ضرورت ہے - امید ہے کہ ارباب راے و اثر اس بارے میں ضرور خواجہ صاحب کی اعانت فرمائینگے - و نسائل اللہ تعالی ان یوفقنا و سائر اخواننا لمسلمین لما یحبہ و یرضاہ -

مذاکرۂ علمیہ

مفردات جذبات

علم النفس کا ایک باب

حظ و کرب (۱)

از : مسٹر عبد الماجد - بی - اے - (لکھنؤ)

(۱)

تمہید

قانون ارتقاء کی سب سے زیادہ اہم دفعہ ' انتخاب طبیعی و تزاحم فی الحیات کا مسئلہ ہے - خیر و شر ' نور و ظلمت ' جذب و دفع ' ایجاب و سلب ' کون و فساد ' القیام و خرق ' اجتماع و انتشار ' ان سب کی متضاد قوتیں ہر لحظہ و ہر آن اپنا عمل کر رہی ہیں - بلکہ سچ یہ ہے کہ کائنات نام ہی اسی تزاحم و انشاش کا ہے ' اور دنیا کی حقیقت اس سے زائد کچھ نہیں کہ وہ ایک اسپیج ہے ' جس پر بقا و فنا کے متقاض الخواص پیاسے ہر وقت اپنا کرتب کر رہے ہیں !!

جسوقت تک کسی شے میں اجتماع ' ایجاب ' کون ' اور القیام نے عناصر کا پلہ زبردست ہے ' ہم کہتے ہیں کہ وہ شے زندہ ہے یا اسکی ہستی قایم ہے - اور جہاں اس میں انتشار ' خرق ' سلب ' اور فساد نے عنصر نے غلبہ حاصل کیا ' وہ شے ہمارے اصطلاح میں فنا یا مردہ ہو جاتی ہے - پس کسی مخلوق کے زندہ رہنے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے ماحول کے مقابلے میں اسکے اندر ایسی استعداد موجود ہے ' جسکے باعث اسکے موثرات حیات افزا کا پلہ ' بہ نسبت عوامل مہلکہ کے بھاری ہے - جس مخلوق میں یہ استعداد جتنی زیادہ ہوگی ' اسی نسبت سے وہ بہتر ' اور زیادہ مدت تک زندگی بسر کرسکیگی -

یہ قانون ' عالم موجودات کے ذرہ ذرہ پر محیط ہے ' جسکی پابندی سے انسان مستثنیٰ نہیں - اگر اسے زندہ رہنا ہے ' تو ضرور ہے کہ اس میں اُن تاثرات کا حصہ ' جو حیات کو قایم رہنے والے ' اسکی قوتوں کو بڑھانے والے ' اور جسم و نفس کو بالیدگی پہنچانے والے ہیں ' بہ نسبت ان تاثرات کے زیادہ ہو ' جو اسکی قوت کو گھٹانے والے ' اسے کمزور و ناتواں بنانے والے ' اور اسے موت کے طرف لیجانے والے ہوتے ہیں - اور یہ کہ جہاں تک اسکی سعی و انتخاب کو دخل ہے وہ ہمیشہ اول الذکر نوعیت کے مقابلہ میں آخر الذکر نوعیت کے تاثرات کو اختیار کرے -

احساس حظ و کرب

لیکن سوال یہ ہے کہ انسان کے پاس ان عوامل متضادہ میں امتیاز کرنے کا ذریعہ کیا ہے ؟ کیا شے ' جسکی بنا پر وہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ فلاں افعال اسکے بقائے حیات کے حق میں مفید ہونگے ' اور فلاں مضر ؟ اگر کہیے کہ تجربہ و آزمایش ' تو اس جواب کا ناکافی ہونا ظاہر ہے - اسلیے کہ قبل اسکے کہ انسان عوامل مہلکہ کے تجارب سے فایدہ اُٹھا کر آیندہ اُن سے محترز رہنے کے قابل ہو ' دوران تجربہ ہی میں اُسکا کام تمام ہو جایگا - اسلیے فطرت نے خود نفس انسانی میں ایک ایسی قوت ودیعت کر رکھی ہے ' جسکے باعث وہ فی الفور ' مضر کو مفید سے ' اور زہر ہلاہل کو آب حیات سے تمیز کرسکتا ہے ' اور یہ وہ شے ہے جسے ہم حیات نفسی میں (احساس حظ و کرب) سے تعبیر کرتے ہیں -

مزید توضیح

یعنے جو اشیاء ہمیں خوش ذایقہ معلوم ہوتی ہیں ' جتنی چیزیں خوشبودار ہوتی ہیں ' جن آوازوں کا سننا خوشگوار معلوم ہوتا ہے ' جن نظاروں کا دیکھنا مرغوب ہوتا ہے ' جن چیزوں کے مس کرنے میں لذت محسوس ہوتی ہے ' غرض کہ جو چیزیں کسی حیثیت سے بھی ہم میں لذت ' مسرت ' انبساط ' حظ کا احساس پیدا کرتی ہیں ' وہ علی العموم وہی ہوتی ہیں ' جو ہمارے قیام حیات کے حق میں مفید ہوتی ہیں - اسی طرح جو ماکولات و مشروبات ہمیں بد ذایقہ معلوم ہوتے ہیں ' جو آوازیں کرخت ہوتی ہیں ' جن چیزوں میں بو آتی ہے ' جن نظاروں سے آنکھ میں خستگی یا خیرگی محسوس ہوتی ہے ' جن اجسام کو مس کرنا ناگوار گذرتا ہے ' غرض جن چیزوں سے ہم میں کسی حیثیت سے بھی ' درد ' کرب اذیت اور انقباض کا احساس پیدا ہوتا ہے ' وہ وہی چیزیں ہوتی ہیں ' جو صحت انسانی کو نقصان پہنچانے والی اور انسان کے لیے مردی الی الفنا ہوتی ہیں - اور چونکہ یہ بھی انسان کی جبلت میں داخل ہے کہ وہ ہمیشہ اُنہیں افعال کو اختیار کرتا ہے ' جن سے اُسے حظ حاصل ہوتا ہے ' یا حصول حظ کی توقع رہتی ہے ' اسلیے فطرت نے ہم میں (احساس حظ و کرب) ودیعت کرکے ہمیں ایک ایسے قابل اعتماد و دلیل راہ کی سپردگی میں دیدیا ہے ' جو قدم قدم پر ہمیں مضرت کی راہ سے خبردار ' اور منفعت کی راہ کی طرف مستعد کرتا رہتا ہے ' اور جسکی رہبری میں ہم بے خوف و خطر ' نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ منازل حیات طے کرسکتے ہیں -

قانون توارث

لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ مختلف چیزوں کے احساسات ہمارے نفس میں ہمیشہ ہی ازخود ایک معین وضع پر قایم ہیں ' بلکہ ان احساسات کا مبدء اصلی دراصل تجربہ ہے ' خود بچربہ ' تجربۂ افراد نہیں ' بلکہ تجربۂ متوارث ہے ' اور اس مسئلہ کا حل قانون توارث میں ملتا ہے -

قانون توارث کا منشا یہ ہے کہ خصایص جسمانی کی طرح ' اسلاف کے خصایص ذہنی بھی بخلاف میں وراثۃً منتقل ہوتے ہیں ' اور جن خصایص کو چند پشتیں ' علی الاتصال ' اختیار یا ترک کرتی رہتی ہیں ' وہ آگے چلکر نئی نسل کے افراد میں یا تو مستقل طور پر جزو بنکر جاتی ہیں ' یا اُن سے بالکل فنا ہوجاتی ہیں -

(۱) یہ دراصل ایک مستقل کتاب کا ایک ٹکڑہ ہے ' جو جناب مراسلہ نگار ہمیں بھیجکر لکھ رہے ہیں (الہلال)

اس قانون کی روشنی میں مسئلۂ احساس کی تشریح یوں ہو سکتی ہے کہ جن چیزوں کو ہمارے اسلاف نے آج سے ہزاروں لاکھوں سال پیشتر اپنے لیے نقصان رساں پایا ' اُن سے اجتناب کرنے لگے ' اور انکی طرف سے انکے دل میں ایک ناخوشگوار کیفیت پیدا ہوگئی ' جس پر بعد کی نسلیں بھی عملدرآمد کرتی رہیں - یہانتک کہ آج اُن اشیاء کا محض نظارہ یا تصور ہی ہمارے لیے موجب الم ہوتا ہے -

اسی طرح جن چیزوں کو انکے نفع کی بنا پر ہمارے اسلاف پشتہا پشت سے اختیار کرتے رہے ہیں ' انکی پسندیدگی ہمارے نظام عصبی میں ایسے گہرے طور پر منقش ہوگئی ہے ' کہ ہمیں انکے نظارہ یا تصور ہی میں ایک لطف و انبساط محسوس ہوتا ہے -

نظریۂ بالا کی تائید ہماری روزانہ زندگی میں اکثر حسیات سے ہوتی رہتی ہے - اتنی بات ہر شخص اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہے کہ زیادہ بد ذایقہ و بودار چیزوں سے استفراغ ہوجاتا ہے ' لیکن برخلاف اسکے جو غذا جتنی زیادہ رغبت سے کھائی جاتی ہے ' اتنی ہی زیادہ جزو بدن ہوتی ہے - خوشگوار و تازگی بخش مناظر بصارت کو قوت دیتے ہیں ' بخلاف اسکے تیز و ناگوار روشنی بینائی کو صدمہ پہنچاتی ہے - اسی طرح تازہ ہوا میں سانس لینا ' بھوک کے وقت کھانا کھانا ' نیند بھر سونا ' ایک حد مناسب تک ورزش کرنا ' جہاں ایک طرف انسان کے لیے بیحد مفید ' بلکہ اسکے قیام حیات کے لیے ناگزیر ہیں ' وہاں دوسری طرف کس درجہ خوشگوار و باعث تفریح بھی ہیں ؟ غرض کرب و مضرت ' اور حظ و منفعت کا تلازم ' اکثر چیزوں میں ہر شخص کو نظر آتا ہے -

تاہم بعض مثالیں ایسی بھی ہر شخص کے پیش نظر ہیں جو بظاہر اس کلیہ کے منافی معلوم ہوتی ہیں - کونین کے فوائد محتاج بیان نہیں ' لیکن کیا اس سے زیادہ تلخ اور بد ذائقہ کوئی دوسری دوا ہے ؟ عمل زوجیت بقائے نسل کے لیے لازمی ہے ' لیکن کیا اسکے بعد ضعف و کسل لاحق نہیں ہوتا ؟ کسی اعلیٰ مقصد کے لیے اپنے تئیں خطرہ میں ڈالدینا بداہۃً حفظ نفس کے منافی ہے ' مگر ایک شہید تخیل (آئیڈیل) کو ' ایک ہیرو کو ' اسی جانسپاری میں لطف آتا ہے -

نفع و ضرر

یہ ' اور اسی قسم کی دوسری مثالیں بے شبہ نہایت صحیح ہیں ' لیکن نظریۂ بالا کے معارض نہیں - اصل یہ ہے کہ ہر انسان پر تین مختلف نقطۂ ہائے خیال سے نظر کی جا سکتی ہے :

ایک اس حیثیت سے ' کہ وہ مستقلا ایک علحدہ وجود ذاتی رکھتا ہے -

دوسرے اس اعتبار سے ' کہ وہ مجموعۂ انسانیت کا ایک جزو ' اور بحر انسانیت کا ایک قطرہ ہے -

تیسرے اس لحاظ سے ' کہ اس میں توالد و تناسل کے ذریعے اپنے ہی ہم جنس دوسری مخلوقات کو پردۂ عدم سے میدان شہود میں لانے کی قابلیت موجود ہے -

اس بنا پر ان حسیات ثلاثہ کی مطابقت میں انسانی نفع و ضرر پر بھی تین مختلف حسیات سے نگاہ ڈالی جا سکتی ہے :

(۱) نفع و ضرر ' افراد کے لیے -
(۲) " ہیئۃ اجتماعیہ کے لیے -
(۳) " نسل کے لیے -

ان منافع و مضرات سہ گانہ کے درمیان تخالف و تناقض پایا جانا ' نہ صرف ممکن ہے ' بلکہ کثیر الوقوع ہے - یعنی ایسا اکثر واقع ہوتا ہے کہ ایک فعل اپنے فاعل کے لیے سخت مضرت رساں ہے ' مگر بقائے نسل کے لیے اسکا ارتکاب لازمی ہے - یا ایک فعل ' افراد کے لیے بجائے خود ' مضر ہے ' لیکن ہیئۃ اجتماعیہ کے قیام کے لیے ناگزیر ہے -

انفرادی و اجتماعی نفع و ضرر

سانھہ ہی ' فطرت انسانی کا یہ قانون بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ثبات عقل اور صحت نفس کی حالت میں ' علی العموم انفرادی منافع و مضار ' ہمیشہ اجتماعی اور نسلی منافع و مضار کے تابع و مغلوب رہتے ہیں - اس قسم کے متناقض الاثر افعال کے ارتکاب کے وقت انسان انبساط و انقباض ' دونوں کی کیفیات تقریباً ساتھہ ہی ساتھہ محسوس کرتا ہے - اسکی ایک بہتر مثال فعل وظیفۂ زوجیت ہے -

چونکہ ایک طرف نسلی حیثیت سے یہ نہایت مفید ' بلکہ لازمی ہے ' اسلیے اسکے عمل میں انسان ایک خاص لذت محسوس کرتا ہے ' مگر چونکہ دوسری طرف یہ انفرادی طور پر انسان کے لیے مضر و مضعف بھی ہے ' یعنی اس میں سے ایک قلیل ذخیرۂ قوت کو خارج کردیتا ہے ' اسلیے معاً انسان کو کسل اور تکان کا ناخوشگوار احساس بھی ہوتا ہے ' مگر جیسا ہم ابھی کہہ چکے ہیں ' چونکہ انفرادی منافع ' نسلی منافع کے سامنے مغلوب رہتے ہیں ' اسلیے ضعف و کسل کے اندیشہ سے انسان اس فعل کے ارتکاب سے باز نہیں رہ سکتا -

یا مثلاً جب والدین ' اپنا پیٹ کاٹ کر اور خود فاقہ کر کے اپنی اولاد کو غذا پہنچاتے ہیں ' تو اس حالت میں وہ تکلیف و راحت سے تقریباً ساتھہ ساتھہ متحسس ہوتے ہیں - تکلیف اس لیے کہ فاقہ کشی کرکے ' وہ اپنی ذات کو ہلاکت کی طرف لے جانے میں معین ہوتے - ہیں ' اور راحت اس بنا پر ' کہ اس فعل سے بقائے نوع کا سامان کرتے ہیں -

یہی تماشا حیوانات میں بھی نظر آتا ہے : بعض نہایت بزدل جانوروں (مثلاً مرغیوں) کو دیکھا ہوگا کہ دشمن کی مدافعت کے وقت اپنے بچوں کو الگ ہٹا کر خود اس سے مقابلہ کرنے پر تل جاتے ہیں - ظاہر ہے کہ یہ فعل بسقدر منجر بہ ہلاکت ہوتا ہے ؟ اور اسلیے انہیں اس سے نہایت سخت اذیت ہوتی ہے ' تاہم اپنی نسل کی حفاظت میں انہیں بجائے خود ایک لذت و راحت محسوس ہوتی ہے ' جو انکے ذاتی خطرہ و اذیت کے حق میں نعم البدل کا کام دیتی ہے -

انفرادی اور اجتماعی منافع کا تصادم

ایسی ہی کیفیت سے انسان کو اُن مواقع پر بھی دوچار ہونا پڑتا ہے ' جہاں منافع انفرادی و منافع اجتماعی کے درمیان آکر تضاد پڑجاتا ہے - حب قوم ' حب ملت ' اور حب وطن میں افراد سخت سے سخت صعوبات برداشت کرتے ' بلکہ اپنی جان تک دیدیتے ہیں - یہاں یہ نہیں ہوتا کہ انسان کو تکلیف محسوس ہی نہ ہوتی ہو ' بلکہ یہ کہ جو اچھا ہوتا ہے ' اُسکی حقیقت یہ ہے کہ نفع اجتماعی کا احساس لذت (جسے وہ " ادائے فرض " " ایفاء حق " وغیرہ دلفریب کن القاب سے تعبیر کرتا ہے) انسان کی نفع ذاتی کے حس لذت پر غالب آجاتا ہے -

ایک ہی فعل میں اجتماع نفع و ضرر

علاوہ بریں ' محض انفرادی حیثیت سے بھی بعض افعال اپنے اندر مضرت و منفعت ' دونوں کے کافی مدارج موجود رکھتے ہیں '

اور اسی بنا پر، اُن افعال سے ایک فوری اذیت، لیکن اسکے بعد ایک دیر پا لذت محسوس ہوتی ہے - مثلاً فرض کرو کہ کسی شخص کا ایک دانت ہلنے لگا ہے، اور ڈاکٹر اور اسے مجبوراً اکھڑوانا پڑا ہے - غور کرو کہ اسی حالت میں اس شخص کی مضرت و منفعت، دونوں کے سامان ایک ہی فعل کے ذریعہ انجام پا رہے ہیں - وہ یہ ہے کہ مضرت ہنگامی ہے، اور منفعت مستقل : یعنی ایک طرف تو اسکا ایک عزیز عضو، ایک جزو جسم، اس سے علیحدہ کیا جا رہا ہے - اور دوسری طرف اسکی ایک اذیت، ایک تکلیف کا بھی ازالہ کیا جا رہا ہے، پس غور کرو کہ اسے اول الذکر نقطۂ خیال سے تکلیف، اور آخر الذکر حیثیت سے راحت محسوس ہو - چنانچہ دانت اکھڑاتے (اور اسی نوعیت کے تمام اعمال جراحی کے) وقت، ایک ہنگامی تکلیف، مگر اسکے بعد ایک مستقل راحت سے لذت یاب ہونا، اسی تناقض عملی اور تناقض اثری کا نتیجہ ہے -

الام و لذات محض اضافی ہیں

ہمارے آلام و لذات، جیسا کہ ہر شخص کو نظر آتا ہے، دنیا کی تمام اشیاء کی طرح اضافی و اعتباری ہوتے ہیں - ایک شے ایک شخص کے لیے موجب راحت ہے، مگر دوسرے کے لیے باعث کلفت - یا خود اسی شخص کے لیے ایک ہی شے مختلف حالات و واقعات کے درمیان، مختلف احساسات رکھتی ہے -

اس تغیر احساسات کی وجہ صاف ظاہر ہے، یعنی وہی افراد کی جلب مضرت و منفعت کی قابلیت - اور چونکہ اس استعداد، اس قابلیت میں ہر وقت تغیر ہوا کرتا ہے، اسلیے (حط و کرب) کے احساسات میں تغیر ہونے رہنا بھی لازمی ہے - وہی غذا جو بھوک کے وقت نہایت خوشگوار معلوم ہوتی تھی، شکم سیری کی حالت میں ہمارے لیے کوئی رغبت نہیں رکھتی - اس کا سبب صرف یہ ہے کہ پہلی صورت میں وہ ممد حیات تھی، اور اب برخلاف اسکے مضرت بخش ہوگئی ہے -

ایک اعتراض

رہی یہ بات کہ بعض دوائیں ہیں، (مثلاً مونیں) جو مفید ہونے کے ساتھ ہی سخت بد ذائقہ بھی ہوتی ہیں، تو اسکا جواب یہ ہے، کہ انکا بد ذائقہ ہونا، نظریۂ بالا کے عین مطابق ہے، اسلیے کہ وہ فی نفسہ نہایت مضر صحت ہوتی ہیں، اور ہمیں اُن سے شفا جو حاصل ہوتی ہے، تو صرف اس لیے کہ وہ اپنے سمی اجزا سے، امراض کے پیدا کردہ زہر کا توڑ کر دیتی ہیں، اور اس طرح کو آخر کار انسان کو شفا حاصل ہو جاتی ہے، لیکن اس سے اُن ادویہ کی فطرۃً سم آلودہ بدل نہیں سکتی -

خلاصۂ بحث

صفحات بالا میں نظریۂ احساس کی جو تشریح کی گئی، اسکا خلاصہ یہ نکلا کہ افادہ و انبساط، اور مضرت و انقباض مرادف الفاظ ہیں - لیکن "افادہ" و "مضرت" میں پھر بھی ابہام ہے - علم وظائف الاعضا کی مدد سے یہ پردہ بھی اُٹھ جاتا ہے، اور صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ افراد کا افادہ و نقصان دراصل نام ہے عملی الترتیب انکے اعصاب جسم کے معتدل و واجب، اور غیر معتدل و ناواجب عمل کا -

پس اب نظریۂ بالا کو ان الفاظ میں کہہ سکتے ہیں :

"اعصاب جسوقت تک ایک حد معین اور طرز مناسب کے ساتھ کام کرتے ہیں، حیات انسانی کو تقویت، اور اسلیے نفس کو انبساط حاصل ہوتا ہے - اور جہاں انکی فعلیت میں خواہ کیفی خواہ کمی حیثیت سے اختلال ہوا، حیات انسانی میں بھی انحطاط، اور اسلیے نفس میں بھی انقباض پیدا ہو جاتا ہے"

چنانچہ بعض اکابر علماء نفس نے اسی کلیہ کو اختیار کیا ہے - ورزش بالکل نہ کرنا، یا غیر معتدل طور پر کرنا، دونوں صورتوں میں ایک ناخوشگوار اور انقباضی کیفیت کا احساس ہوتا ہے، بر خلاف اسکے معتدل ورزش کرنے سے طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے - ایک موسیقی داں کی خوش الحانی تھوڑی دیر تک لطف دیتی ہے، لیکن اگر دیر تک رہے تو گراں گزرنے لگتی ہے - احباب کا لطف صحبت تھوڑی دیر کے لیے ہوتا ہے، لیکن اسکے بعد طبیعت اُکتا جاتی ہے - ریل اگر اپنی معمولی رفتار سے چل رہی ہو، تو ہم خوشی کے ساتھ دریچوں سے باہر جھانکتے ہیں، لیکن اگر وہی فاصلہ ایک نہایت سست رفتار بیل گاڑی، یا نہایت سریع السیر برقی مشین کے ذریعے طے کرنا پڑے، تو دونوں صورتیں ہمیں ناگوار ہونگی - اسلیے کہ پہلی صورت میں اعصاب بصری کے سامنے ایک ہی منظر، حد سے زیادہ دیر تک رہیگا، جس سے انسان اُکتا جائیگا، اور دوسری صورت میں تمام اشیاء، اس سرعت کے ساتھ آنکھ کے سامنے یکے بعد دیگرے آتی جائینگی، کہ کسی شے پر نظر نہ جم سکیگی، اور انسان پریشان ہو جائیگا -

ہوا جبتک سبک و لطیف ہے، خوشگوار معلوم ہوتی ہے، مگر وہی ہوا تند ہوکر، آندھی کی شکل میں کسقدر تکلیف دہ ہو جاتی ہے؟ روشنی، جسوقت تک ہلکی ہے، لطف دیتی ہے، لیکن تیز ہوکر وہی روشنی تڑپ کہلاتی ہے، اور آنکھوں میں خیرگی پیدا کردیتی ہے - آواز میں دلکشی و ترنم اُسی وقت تک ہے، جبتک وہ ایک حد خاص سے بلند نہیں ہونے پاتی، لیکن تیز ہوتے ہی ایک تکلیف دہ شور و غوغا کی صورت اختیار کرلے، کان کو کسقدر ناگوار معلوم ہونے لگتی ہے؟

یہ تمام تمثیلات شواہد ہیں اس دعوے کے، کہ ایک ہی شے، جبتک کہ اعصاب کو ایک حد معین و طرز خاص تک ملائم کرتی رہتی ہے، خوشگوار و انبساط بخش رہتی ہے، اور جب اپنے حدود سے متجاوز ہوکر اعصاب کو متاثر کرنے لگتی ہے تو ناگوار اور باعث انقباض ہو جاتی ہے -

ایک ضروری نکتہ

احساس کی بحث میں یہ نکتہ غالباً سب سے زیادہ اہم ہے کہ قوت ارادی اپنی فعلیت میں سرتاسر احساسات کے تابع اور محکوم ہوتی ہے - یعنی انسان، اپنے قصد و ارادہ سے اُنہی افعال کو اختیار کرتا ہے، جن سے آخر براہ راست انبساط حاصل ہوتا ہے، یا حصول انبساط کی توقع رہتی ہے (۱) اور جن افعال سے اجتناب کرتا ہے، وہ وہی ہیں، جو اسکے لیے موجب انقباض ہوتے ہیں - یہ فطرت انسانی کا ایک عالمگیر قانون ہے - اس سے انسان کا کوئی فعل ارادی مستثنیٰ نہیں - رند و اوباش، عالم و فاضل، زاہد و صوفی، سب اس حیثیت سے مساوی ہیں - فرق صرف یہ ہے کہ کسی کو جام و مینا میں حظ و لطف آتا ہے، کسی کو مطالعۂ کتب و انہماک علمی میں، اور پھر کسی کو حور و قصور کے تصور میں - بڑا سے بڑا مرتاض زاہد، جس نے جسم کو ہر طرح کی اذیت و تکلیف کا خوگر بنا رکھا ہے، اور بڑا سے بڑا مشقت پسند عالم، جو انہماک کتب بینی و استہلاک غور و فکر سے بالکل نحیف و زار ہوگیا ہے، دلوں کو اگر ٹٹولو، تو معلوم ہوگا کہ ان سب لوگوں کو انہی مشاغل و ریاضات میں حظ حاصل ہوتا ہے، اور ریا ہی حظ، جیساکہ عام افراد کو پر تکلف لباس اور لذیذ ماکولات و مشروبات میں

(لہا بقیۃ)

مقالات

وثائق و حقائق

نتائج و عبر

قال موسى لقومه: استعينوا بالله و اصبروا، ان الارض لله، يورثها من يشاء من عباده، و العاقبة للمتقين - قالوا: اوذينا من قبل ان تاتينا و من بعد ما جئتنا، قال: عسى ان يهلك عدوكم ويستخلفكم في الارض فينظر كيف تعملون (۷: ۱۱۳)

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: "اللہ سے مدد مانگو اور صبر کیے رہو، ملک تو سب اللہ ہی کا ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اُس کا وارث بنا دیتا ہے، اور حسن انجام پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے" وہ لگے کہنے کہ "تمہارے آنے سے پہلے اور تمہارے آنے کے بعد بھی ہم تو اذیت ہی اٹھاتے رہے" موسیٰ نے کہا "اب وہ وقت قریب آ رہا ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کردے، اور تم کو اُنکا قائم مقام بنا لے، پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو" -

دنیا میں ہمیشہ ناکامیوں نے کامیابی کی بنیادیں محکم کی ہیں - جسقدر بندشیں بڑھتی گئیں، جتنا استبداد زیادہ ہوا، جیسے جیسے مظالم ترقی کرتے گئے، اُسی تناسب سے حوصلہ بھی بڑھتا گیا، اور ہمت نے بھی پر پرواز نکالے - شیر کو چوٹ لگتی ہے، زخم کھاتا ہے، مجروح ہو جاتا ہے، مگر درماندہ ہو کر ہمت نہیں ہار دیتا - جوش انتقام میں دوڑتا پھرتا ہے، اور جب تک اپنی ابتدائی ناکامی کو انتہائی کامیابی کی صورت میں تبدیل نہیں کر لیتا، خاموش نہیں ہوتا -

غاز (کیس) کو شیشے میں بند کر دیتے ہیں، دبائے ہیں، مگر وہ دباؤ کو نہیں مانتی اور پھوٹ بہتی ہے - درخت کی شاخیں قلم کرتے ہیں، کاٹتے ہیں، بے برگ و بار کر دیتے ہیں، لیکن بہار آتے ہی اُس میں اور زور نمو ہوتا ہے، پھولتا ہے، پھولتا ہے، ہرا بھرا ہو جاتا ہے !!

سمندر کو مطیع بنانے کی کیا کیا کوششیں کیجاتی ہیں ؟ اُس کی پشت پر جہاز چلاتے ہیں، چڑھتے ہیں، سینہ چیر ڈالتے ہیں، بحری تار کا جال بچھا کر اُسکے قلب میں شگاف کر دیتے ہیں، لیکن وہ خبر بھی نہیں ہوتا - آخر جب شدائد بہت بڑھتے ہیں، نا قابل برداشت ہو جاتے ہیں، تو وہ دفعۃً کروٹ لیتا ہے، ہیجان میں آتا ہے، اور "نعوذ باللہ من غضب العلیم" کا ایک معمولی طوفان، ساری بندشوں کی دھجیاں بکھیر دیتا ہے !!

یہی حال قوموں کے ہبوط و صعود، ترقی و تنزل، حرارت و سکون، اور موت و حیات کا بھی ہے - قومیں گرتی ہیں، اس لیے کہ اُبھریں - سوتی ہیں، اس لیے کہ پھر جاگیں - پیچھے ہٹتی ہیں، اس لیے کہ آگے بڑھیں -

مصائب کے تنوع نے بے شبہہ ہماری موجودہ حالت خراب کر رکھی ہے، خستہ کر رکھی ہے، مگر جراحت کو نا قابل اندمال کیوں فرض کیے لیتے ہو؟ دنیا تو اسی کا نام ہے کہ مصائب و مشکلات پیش آئیں، زندگی تلخ ہو جائے، اذیتوں کا طوفان اُمنڈ پڑے، اس تلاطم میں انسان ہر ایک زحمت کے مقابلہ کو اوٹھ کھڑا ہو، اُس کی کوششیں بار بار ناکام ثابت ہوں، قدم قدم پر ٹھوکریں لگیں، چلتے اور گر گر پڑے، لیکن پھر سنبھلے اور سب کچھ سنبھال لے -

یعقوب بن لیث ایک ٹھٹھیرا تھا - اُس نے جب دکان بڑھائی ہے، اور درستوں سے حصول عظمت و عزت کے تذکرے کیے ہیں، تو لوگ اُس کے باتوں پر ہنستے تھے:

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا

وہ اس طعن و تشنیع کا چند مختصر لفظوں میں جواب دے دیا کرتا تھا:

"میرے پاس مال نہیں ہے، دولت نہیں ہے، اعوان و انصار نہیں ہیں، ملک کثیر و ملک رانی میں سابقۃً معرفت حاصل نہیں، مگر کیا میرے پاس وہ دل بھی نہیں ہے جس نے ایک خراسانی کافر کو (ابو مسلم) بنا دیا تھا؟"

دمشق کا جب تخت اُلٹا، اور بنی امیہ کے جاہ و جلال نے آل عباس کیلیے جگہ خالی کی، تو اس انقلاب کا علم بردار (ابو مسلم) نامی ایک نو مسلم خراسانی تھا - یعقوب بن لیث کا اشارہ اسی طرف تھا کہ اگر ایک نو مسلم ایک عظیم الشان حکومت کو خاک میں ملا سکتا ہے، اور ایک نئی حکومت کی بنیاد رکھ سکتا ہے، تو پھر ہر انسان کیلیے جو ہمت و عزم رکھتا ہو، یہ کیوں نا ممکن ہے ؟

یہ عزم راسخ، یہ ہمت بلند، یہ جلالت آفریں حوصلہ، ایک ایسے شخص کے تھے، جس کے حصے میں دنیا اور اُس کی نعمتوں سے کوئی نمایش و نمودار کی بات نہیں آئی تھی، مگر یہ حساس دل تھا، یہ اللہ اکبر کی صدائیں تھیں، یہ "لیستخلفنهم فی الارض (قابلیت و صالحیت رکھنے والے ایمانداروں کو زمین پر خدا اپنا جانشین بنائیگا) کے وعدے پر یقین رکھنے والے جذبات تھے، کہ اُن کی برکت سے بالآخر ایک مجہول رے کے حیثیت ٹھٹھیرا ایران کا بادشاہ ہو گیا، اور خلافۂ رہے زمین کی عظمت اور سیاہ و سلطنت بھی اُس کا بچہ بگاڑ نہ سکی - تاریخ ایران یعقوب بن لیث کی داستان عظمت و جلال آجتک سنا رہی ہے !!

ذلك بان الله مولى الذين امنوا، و ان الكافرين لا مولى لهم (۴۷: ۱۰)

یہ اس لیے ہوا کہ حقیقت میں ایمانداروں کا مالک اور کارساز خدا ہے، اور جو خدا کی قدرت کے منکر ہیں، اُن کا کوئی بھی مالک اور کارساز نہیں -

آجکل کا سنۂ ۱۹۱۳ ع، سنہ ۱۳۲۳ ھ کے اندلس سے کیا گزرا نہیں ہے، جہاں مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ ہوچکا تھا، مسجدوں میں

شراب پرتگالي کے دور چلتے تھے ' تماشا گاہوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کي تمثیل (ایکٹ) ہوتي تھي - الفانسو ہفتم نے ملک ہي نہیں ' آزادي و عزت سے بھي مسلمانوں کو بے دخل کر رکھا تھا - اس معصب اعانت میں پرانے مذاق اور پرانے خیال کا ایک فقیر منش مزاج آدمي ' جس کے پاس بجز ایمان اور عمل صالح کے اور اوني سازوسامان نہیں ہوتا - یہ شخص (محمد بن عبد الله) مشرق سے روشني لیکر مغرب میں اکیلا آتا ہے ' اور اکیلے ایک خدا کي جانب بندوں کو بلاتا ہے ' اور اتباع قرآن و احیاء سنت رسول کي دعوت دیتا ہے - اس دعوت میں صرف اُس کا ایک شاگرد (عبد المومن) ساتھ ہے ' لیکن صداقت کو بہت سے ساتھیوں کي ضرورت نہیں پڑا کرتي - اُس کي تنہا کوششیں حکومت میں انقلاب پیدا کردیتي ہیں ' اور سنہ ١١٤٧ - سے سنہ ١١٩٧ - تک کي قلیل مدت میں ' اندلس کي تثلیث پر دو بارہ توحید غالب آکر زمین کو آسمان کے اس مقدس پیغام کا مفہوم سمجھا دیتي ہے :

فانتقمنا من الذین اجرموا ... جن لوگوں نے جرم کیے تھے ہم نے
و کان حقا علینا نصر ... اُن سے انتقام لیا ' اور ہم پر حق تھا
المومنین (٣٠ : ٤٠) ... کہ ایمان داروں کي مدد کریں -

یہ انتقام و نصرت کچھ اُسي زمانہ سے مخصوص نہیں ' اور نہ قدرت کاملہ کے وعد و رعید میں کسي عہد کي تخصیص ہوا کرتي ہے - ایمان کي خصوصیت اگر اب بھي ہمارے افعال سے نمایاں ہو ' اور قانون الہي کي اس دفعہ پر اگر اسوقت بھي ہمیں سچا ایمان حاصل ہو جائے کہ " ان العزة لله " و لرسوله " و للمومنین جمیعاً " (عزت صرف الله کے لیے ' اُس کے رسول کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے ہے) اور ہم اپني اس کھوئي ہوئي عزت اسلامي کو واپس لانے کے لیے با اصول کوششیں کرنے لگیں ' تو اس حالت میں خدا پر بھي حق ہے کہ ہماري مدد کرے ' اور جو لوگ فنائے حق و عدل کے مجرم ہیں اُن سے انتقام لے ' اور پھر یہي صداقت الہي ہے ' جو (من انصاري الی الله) کي صداے دعوت میں اپنے ڈھونڈھنے والوں کو ڈھونڈ ہوتي ہے ' لیکن افسوس کہ " قلیلاً ما تذکرون " ایسے بہت کم ہیں ' جنکے پاس عبرت آشنا دل ہوں !

فتنۂ تاتار (جس نے ساتویں صدي میں تمام عالم اسلامي کو زیر و زبر کر دیا) اسکا پہلا سر مشق جلال الدین خوارزم شاہ تھا - اُس کا یہ عالم تھا کہ ہولاکو خاں کي حملہ آور فوج پیچھے پیچھے اور غفلت و مے گساري و مخمور یت آگے آگے رہتي تھي - آج کسي شہر میں مقابلہ ہوا ' تاتاریوں نے خوارزم شاہیوں کو پسپا کردیا ' پادشاہ سازو سامان چھوڑ کر بھاگ نکلا ' رات کو بڑي مشکلوں سے کسي محامن میں پناہ لي ' لیکن پھر شراب و شاہد اور رود و سرود کا مشغلہ شروع ہوگیا - دوسرے دن تاتاري یہاں بھي آپہونچے ' اور خوارزم شاہ بھاگ کر کسي دوسري جگہ پناہ گزیں ہوا - پھر وہي دور چل نکلا ' اور رات بھر جام و مینا کي صحبت عیش میں بسر ہوئي - یہي تباہ کاریاں تھیں ' جن سے متاثر ہوکر بادشاہ کے خاص شاعر تک کا دل بھر آیا تھا اور اس نے لکھا تھا کہ :

شاہا ز مئي گساں چہ بر خواہد خاست
و ز مستي ہر زماں چہ بر خواہد خاست
شہ مست ' جہاں خراب ' دشمن پس و پیش '
پیداست کزیں میاں چہ برخواہد خاست

بادشاہ اس پر بھي متاثر نہوا ' اور آخر اپني سلطنت ہي نہیں ' بلکہ دنیاے اسلام کي ساري عظمت و عزت بھي اسي امر پر بیٹھا -

یہ واقعات آج سے سات سو برس قبل کے ہیں ' لیکن آج اپني حالت کو دیکھیے ' کیا ہماري غفلت و بے حسي اُس عہد کي سرمستي سے بڑھي چڑھي نہیں ہے ؟

ہندوستان میں ہیں تو ہندوستان سے باہر نہ جائیے - یہیں کا ماضي و حال سلف و خلف کے موازنے کیلیے کافي ہے - ایک عہد تو وہ تھا کہ (خان دوراں) کو عین معرکۂ جنگ میں نماز پڑھتے ہوے گولي لگتي ہے ' وہ شہید ہو جاتا ہے ' سپاہي بد دل ہو جاتے ہیں ' لشکر میں تفرقہ پڑ جاتا ہے ' اسي عالم میں معین الملک (میر منو) اُٹھتا ہے ' مرحوم سپہ سالار کي لاش کو آگے رکھ لیتا ہے ' اور اس شدت سے حملہ کرتا ہے کہ احمد شاہ ابدالي جیسے نبرد آزما کو " دست ستیز " پر " پاے گریز " کو ترجیح دینی پڑتي ہے - دشمنوں سے میدان خالي ہوجاتا ہے ' اور رہی فوج جو ایک گھنٹہ قبل سراسیمہ ہوکر بھاگ گئي پر تلي بیٹھي تھي ' اپنے احساس کے بیدار ہوتے ہي حریفوں کو بھگا کر دم لیتي ہے -

اب اُسي قوم کي یہ حالت ہے کہ مدنیۂ فرنگ اُس پر یکسر مسلط ہو چکي ہے ' دین و دولت لے چکي ہے ' علم و فضل لے چکي ہے ' تہذیب و تمدن لے چکي ہے ' اُس کے تمام موارد حیات کو فنا کرچکي ہے ' اور اب اُس کے بقیہ انفاس حیات کو نیست و نابود کردینے پر آمادہ ہے - مذہب کي لاش آگے پڑي ہوئي ہے ' اور وہ اُسے چھوڑ کر پیچھے بھاگے جا رہے ہیں -

و اضیعة الناس و الدین الحنیف وما
تلقاہ من حادثات الدهر اجواد
هتک و قتل و احداث یشیب بها
راس الولید و تعذیب و اصفاد

ہاے ' یہ لوگوں کي تباہ کاري ' یہ مذہب مقدس کا ضائع ہونا ' یہ حوادث زمانہ سے شرفا کا ابتلا میں گرفتار ہو جانا ! !
عصمت کي پردہ دري ہو رہي ہے ' جذبات کا قتل عام ہے ' حوادث ایسے پیش آرہے ہیں کہ بچوں کے بال سفید ہو جائیں ' طرح طرح کے عذاب ہیں اور گرفتاریاں وقوع میں آرہي ہیں ! !

وقت آگیا ہے کہ ان حالات پر ہم غور کریں ' ان معاملات کو پیش نظر رکھیں ' ان مقدمات و نتائج سے اثر پذیر ہوں ' اور اُس دیرینہ روش کو ' جو فرسودہ ہو چکي ہے ' جو ہمیشہ بے سود ثابت ہوا کي ہے ' جس نے قوم کو راہ حیات سے محروم کر رکھا ہے ' ترک کرکے اس نئي وادي میں قدم رکھیں ' جس کا خدا نے ہم سے وعدہ کیا ہے ' اور پھر اُس پیغام آسمانی کو یاد رکھیں جو خدا نے مقدس کوہ سینا پر موسی (علیہ السلام) کي زبانی بني اسرائیل کو دیا تھا :

" دیکھو ! میں آج کے دن تمہارے آگے برکت ' و لعنت دونوں کو رکھے دیتا ہوں - برکت ' جب کہ تم اپنے خدا کے احکام کو ' جن کا میں آج تم کو حکم دیتا ہوں ' مانو - اور لعنت ' جب کہ تم اپنے خدا کي فرماں برداري نہ کرو ' اور اُس راہ سے پھر کے ' جس کي بابت میں آج تم کو حکم دیتا ہوں ' پرائے معبودوں کي ' جنھیں تم نے نہیں جانا ' پیروي کرو "
" جب تیرا خدا تجھ کو اُس سر زمین میں جہاں تو جاتا ہے کہ اُس کا وارث بنے ' داخل کریگا تو اُس برکت کو تو جرسیم کي پہاڑي پر ' اور اُس لعنت کو جبل ایبال پر سے سنائیگا ..... تم اردن پار جاتے ہو کہ اُس سر زمین کے ' جو تمہارا خدا تمھیں دیتا ہے ' وارث ہو - تم اُس کے وارث ہوگے اور اُس میں بسوگے ' لہذا تم اُن تمام حقوق و احکام کي محافظت کرو ' جنھیں میں آج تمہارے سامنے رکھتا ہوں ' اور اُن پر عمل کرو (استثنا - ١١ : ٢٦ - ٣٢)

پچھلی مئی میں واشنگٹن کے ایک مدرسہ ثانویہ (سکینڈری اسکول) میں طلبہ کا امتحان تھا - جوابات کیلیے ایک یہ شرط بھی لگادی گئی تھی کہ جواب کی کاپیوں پر خاتمۂ مسائل کے بعد جہاں نام لکھے جاتے ہیں' وہاں ہر ایک متعلم نہ یہی لکھے کہ تکمیل تعلیم کے بعد وہ کیا کرنا چاہتا ہے ؟ طلبہ کا شمار ذہانی سر تھا - ان میں بجز دس لڑکوں کے ' جنھوں نے تعلیم کے ذریعہ قوم کو فائدہ پہونچانے کے لیے سررشتۂ تعلیم کی ملازمت پسند کی تھی' اور سب نے آزاد کاروباری زندگی کی جانب رغبت ظاہر کی - اور سرکاری ملازمت کو پسند کرنے والا کوئی نہ نکلا - طلبا میں ایک غریب گھرانے کی نوخیز لڑکی بھی تھی - اس نے اپنے نام کے ساتھ لکھا تھا : " میں امریکہ کی پریسیڈنٹ (رئیس الجمہور) بننا چاہتی ہوں " غریب لڑکی کو معلوم تھا کہ اس کی حالت خستہ ہے ' خراب ہے ' بے بس ہے ' بے کس ہے' عورتوں کو رئیس الجمہور بننے کا حق بھی حاصل نہیں ' لیکن حقیقی معیار تعلیم نے اس کے خیالات بلند کر دیے تھے' اور اس کو یقین تھا کہ مدعاے تعلیم یہی ہے کہ گرے ہوے دل و دماغ ہمیشہ گرے ہی نہ رہیں بلکہ ان کو ابھرنے اور عزت کی سب سے اونچی سطح تک پہونچنے کا موقع مل سکے -

تعلیمی روشنی کا نقطۂ شعاعی (فوکس) ایک طرف تو یہ ہے' اور دوسری جانب یہ ہے کہ پڑھو' پڑھ کر گریجویٹ بنو' لیکن صرف اسلیے کہ تمھارے لیے چاکری کی کوئی سبیل نکل سکے - تم اپنی ساری زندگی اسی غلامی میں بسر کردو' اور اسی کو حاصل ایام سمجھو :

ما همه بندهٔ و این قوم خداوندانند !!
فاعتبروا یا اولی الابصار !!

کچھ اوپر سو برس ہوے ' ہندوستان میں انگریزی حکومت آئی' اور جدید علم و فن کو اپنے ساتھ لائی - اسکول بنالے ' کالج قائم کیے' تربیت گاہ (ہرسٹل) و اقامت گاہ (بورڈنگ ہاؤس) کی بنیاد ڈالی ' وظیفے دیے ' ملازمتوں کا دروازہ کھولا ' سررشتۂ تعلیم کی رسی دراز کی - یہ سب کچھ ہوا ' لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ تعلیم کا نظام اور اس کا طرز و طریق ہی ایسا ناقص تھا کہ تعلیم یافتہ گروہ نہ ذہنیات ہی میں ترقی کر سکا' نہ دماغ ہی آراستہ ہوے ' نہ عملی طریق پر ملک کی ثروت بڑھانے کی ضرورت محسوس ہوئی ' اور نہ ایجاد و اختراع ہی کی جانب توجہ پیدا ہوئی - اس تمام تعلیمی تگ و دو اور غوغاے علم کا نتیجہ صرف اسی قدر نکلا کہ سرکاری دفتروں میں محرری و نظامت کے لیے کم معاوضہ پر فرنگی کلرکوں نہیں مل سکتے تھے ' ہندوستانیوں کو انگریزی میں بہرہ نہ تھا ' انگریزی افسر ہندوستانی محرروں کے محتاج بھی تھے' اور ان کے ہاتھوں زحمت بھی اٹھاتے تھے - پس سرکاری یونیورسٹیوں نے یہ زحمت رفع کردی - کلرکی کے لیے اس تعلیمی ترقی کے دور میں ہر قسم کے ہندوستانی گریجویٹ مانے لگے' جن کی زندگی کا ماحصل یہی ہوتا ہے کہ کمالیں ' کھالیں ' اور گورنمنٹ کی غلامی میں عمریں گذار دیں !!

خلاص حافظ ازاں زاف تابدار مباد

یہ حالت تو ہندوستان کی ہے' جہاں ایک نہیں پانچ سرکاری یونیورسٹیاں بیچ سے موجود ہیں ' اب ایک اور نئی یونی ورسٹی ڈھاکے میں قایم ہونے والی ہے' اور پچھلے دنوں سر جارج کلارک گورنر بمبئی نے احمد آباد گجرات میں بھی ایک سرکاری یونی ورسٹی قائم کرنے کی راے دی تھی - اسکے مقابلے میں ارض شام کی حالت دیکھیے' جہاں ایک یونی ورسٹی بھی نہیں - گورنمنٹ کی طرف سے اولی کالج بھی قائم نہیں ہے - صرف گورنمنٹ اسکول ہیں یا بیروت میں مشنریان امریکہ کا ایک بہت ہی مختصر کالج ہے جو اپنا ہی امتحان لیتا ہے ' اور سند دیتا ہے -

تام تعلیم کا نظام اتنا سودمند ہے ' نشر و ارتقاے دماغ پر اس قدر زور دیا جاتا ہے ' اظہار مواہب فطریہ کے مجربات اس درجہ ہو رہے ہیں' کہ وہی معمولی تعلیم آن میں مصنفین و مخترعین پیدا کرسکتی ہے ' مگر ہماری غیر معمولی تعلیم ایجاد و اختراع کے سمجھنے اور عالم و فنون کا صحیح مطالعہ کرنے میں بھی مدد نہیں دے سکتی !

عبد اللہ اقندی البستانی ارض شام کے ایک مشہور بزرگ ہیں' جن کو تعلیمی حیثیت سے یونی ورسٹی کی کوئی ڈگری حاصل نہیں - حال میں انھوں نے ایک نئی چیز دریافت کی ہے جس کا غلغلہ دمشق و بیروت سے نکل کر اوروپ تک پہونچ گیا ہے -

تنباکو کے نقصانات اس قدر عام اور وسیع ہیں کہ ان مضرتوں کا تذکرہ اب ایک طرح کا اعلام معلوم ہوگیا ہے - علماے حفظ صحت اس کے ضرر پر رسالے لکھ چکے ہیں ' بڑی بڑی انجمنیں اسکی عادت چھوڑنے کے لیے قایم ہیں ' اور حکومتوں نے اسکے لیے قوانین نافذ کیے ہیں ' نام جوشی ایک صحی سے جزو زندگی ہوگئی ہے ' اسکا ترک بہت مشکل ہے -

عبد اللہ بستانی کو فاسفۂ اجتماع کی اس حقیقت کا علم تھا کہ جس طرف پبلک کا عام رجحان ہو اور یہ رجحان پختہ ہو چکا ہو ' اس کی فوری بندش کی کوششیں ہمیشہ ناکام رہتی ہیں - اصلاح البتہ ممکن ہے اور وہ بھی تدریجی رفتار سے مقبول ہوسکتی ہے - تنباکو میں مضرت کی جو خاص چیز ہے وہ ایک قسم کا زہریلا مادہ ہے جو استعمال کرنے والوں کے اعضاء رئیسہ پر بہت برا اثر ڈالتا ہے - اس مادہ کا علمی نام " نیکوٹین " ہے' اور وہی ان مضرتوں کا باعث ہے - بستانی کی اختراعی قابلیت نے ایک ایسی چیز نکالی ہے کہ تنباکو کے مزے اور ذائقہ دار میں فرق بھی نہیں آنے پاتا ' اور یہ مادہ بھی اس سے نکل جاتا ہے - مصر کے سنیٹری کمشنر (افسر محکمۂ حفظان صحت) ڈاکٹر بیٹسر نے اس اکتشاف کی نہایت کامیاب تصدیق کی ہے -

ایجاد کی عملی تصدیق یوں ہوی کہ ایک سو خرگوشوں کے خون میں مادہ (نیکوٹین) پچکاری کے ذریعہ پہونچایا گیا - ہفتوں پورے بیس ہفتے بھی نہیں گزرے تھے کہ سب کے سب مرگئے - پھر اس مادے سے الگ کیے ہوے تنباکو کے جوہر سے دوسرے خرگوشوں پر یہی عمل کیا گیا' مگر وہ بالکل زندہ رہے ' اور ان کی طبعی حالت میں اولی تغیر پیدا نہیں ہوا -

فاضل مکتشف نے پچھلے مہینے میں اس اکتشاف کے متعلق مصر میں ایک لکچر بھی دیا تھا' اور اس ایجاد کا تجربہ دکھلا دیا تھا ' چنانچہ علمی دنیا کے مخالف حصوں سے انھیں پر زور مبارکباد دی گئی ہے -

کیا ہندوستان میں بھی وہ دن آئیگا کہ تعلیم کا صحیح معیار اور درست انتظام قائم ہو ' اور تعلیمی نتائج میں علمی اکتشاف و اختراع کی صورت میں ظاہر ہوا کریں ؟

ناموران غزوهٔ بلقان

شهادة بطل الحرية

رحمة الله عليك يا نيازي !!

حادثهٔ ملي

(٣)

انجمن ميں شركت

(نيازي بك) كے خيالات كا تغير روز افزوں تها - اسكے تفكرات سياسيه روز بروز عميق تر هوتے جاتے تے - عشق ملة اور هواے حرية كے ايك مهجوب غير مرئي كي ياد نے اسكي تمام حسيات و جذبات ذهنيه پر قبضه كرليا تها -

ليكن تاهم اب تك اسكا سفر بے مقصود، اور اسكي تفحصات فكريه مجهول تهيں -

اٹلي كے مشهور داعي حريت (جوزف ميزيني) نے جب اپنے هم وطنوں كو غير ملكي سپاهيوں كى قيد ميں سڑك پر سے گذرتے هوے ديكها تها، تو عشق حرية كي آگ اسكے سينے ميں بهڑك اٹهي تهي - وه اپني مخفي بيقراري سے مضطر، اور اپنے التهاب قلبى سے مضطرب تها، ليكن تهوڑے هي دنوں كے اندر بغير كسي تلاش و جستجو كے، خود بخود آپ ايك مخفي ملكي جماعت كا پته ملگيا، اور اسكي شركت كے ساتهه هي اسكى تاريخى زندگي شروع هوگئي -



مشهور " سـوائے يـاـدز "
كا ڈالفينگ هال

بعينه اسى طرح نيازي بك كو بهي زياده انتظار كرنا نهيں پڑا - اس انقلاب طبيعت پر بيقراري كا ايك سال بهى نهيں گذرا تها كه آپ " انجمن اتحاد و ترقي " كا ايك مخفى داعي ملگيا، جس نے انجمن كے مقاصد و اغراض سے مطلع كيا، اور بتلايا كه " جن افكار ميں تم مبتلا ے اضطراب هو، يهي اضطراب هے، جس نے ملك كے هزاروں فرزندوں كو تم سے بهت پهلے رشتهٔ اتحاد و اشتراك عمل ميں منسلك كر ديا هے "

(نيازي بك) لكهتا هے : " اس راه ميں (انور بے) كے ارشاد طريقت اور دليل راه بننے كا ميں هميشه شكر گذار رهونگا "

انجمن كے قبل از مستور كاموں كے ذكر كا يه موقعه نهيں - تيس برس كے اندر مختلف مقامات ميں رهنے اور حوادث و موانع كے ظهور سے تركے اور منتشر هونے كے بعد، بالا خر انجمن كي مركزي جمعية پيرس ميں آكر مقيم هوگئي تهي، مگر اپنے كاموں كي طرف سے بالكل نا اميد تهي، اور سراے يلديز كي مخالفانه و حريفانه كوششوں كا مقابله كرنے كرنے عاجز آگئي تے - يهاں تك كه سنه ١٨٩٦ - سے مقدونيا كے مسئلے نے يورپين تركي كے مسئلے كي صورت اختيار كرلى، اور دول سته نے صاف صاف اسميں مداخلت كا اعلان كر ديا - انجمن نے سوچا كه يه وقت خاموشي اور صرف نظر كا نهيں هے، اور تركي كے ليے جو كچهه هونا هے، ضرور هے كه دول يورپ كے مطامع كے ظهور سے پهلے هي هو جاے - اس نے ديكها كه برلن كا نگريس كے معاهدے ميں سے الحاق بوسينيا و هرزي گونيا وغيره كا برا سبب دولة عثمانيه كا غير آئيني حكومت هونا ظاهر كيا گيا تها، اور اسكي تصريح كردي گئي تهي كه اگر سنه ١٨٨٧ - كي عثماني پارليمنٹ قائم رهي اور اصلاح و ترقي كرتي رهي، تو يورپين تركي كي علحدگي يا خود مختاري كا سوال بالكل چهوڑ ديا جاے گا -

پس اگر اس وقت كوئي داخلي انقلاب نه هوا، تو مقدونيا اور بقيه يورپين تركي كا دولت عثمانيه سے نصل قطعي اور يقيني هے -

چنانچه انجمن اتحاد و ترقي نے اپني مركزي جماعت، پيرس كي جگه مصر ميں قرار دي - پهر اسكے بعد سنه ١٨٩٧ - ميں خود مقدونيه كے مركزي اور فوجي مقامات (سلانيك) اور (مناستر) ميں منتقل كردي گئي، اور اسكے داعي و نقيب طرح طرح كے بهيسوں اور لباسوں ميں تمام فوجي آباد يوں كے اندر پهيل گئے -

انجمن كے پر اسرار اعمال

انجمن خطروں اور هلاكتوں ميں گهري هوئي تهي، اسليے اس نے قديمي انقلابى اور مخفي جماعتوں كے اصول پر اپنے تمام كاموں كے طريقے قرار ديے تے - اسكے نقيب سر سالئي ميں شامل هوكر لوگوں كے خيالات كو ٹٹولتے، اور انكي طبيعت كا اندازه لگاتے رهتے - جب انكو كسي شخص كے خيالات ميں تغير و اصلاح اور مصائب ملك و ملت كے حس كا پته لگتا، تو پهر اسكو طرح طرح كي آزمايشوں ميں ڈالتے، اور كچهه عرصے تك اسكے خيالات كي إستقامت كى تفتيش كرتے - جب وه مستقل اور قابل وثوق ثابت هو جاتا تو پهر اسكو اطلاع ديتے، كه جن چيزوں كے تم متلاشى هو، انهى كيليے

مخلصین امت رجال نثاران ملت کي ایک مخفي جماعت موجود هے -

لیکن وہ کہاں هیں ؟ کون لوگ هیں ؟ کیا نام هے ؟ کون کون آن میں شریک هو چکا هے ؟ ان امور کي ابهي اسکو کوئي اطلاع نهیں دي جاتي تهي ' تا که اگر وہ دهوکا دینا چاهے ' تو اسکے شر سے انجمن محفوظ رهے -

جب وہ اُس مخفي جماعت میں شریک هونے کیلیے طیار هو جاتا ' تو اسکے آگے نهایت سخت پر امتحان و محن کاموں کو پیش کیا جاتا ' اور شدید سے شدید شرطیں سنائي جاتیں - اس منزل سے بهي گذر جاتا ' تو پهر وہ نقیب اسکو اپنے ساتهه لیتا ' اور رات کے پچهلے پهر کي تاریکي میں آنکهوں پر پٹي باندهکو کسي غیر معروف اور شهر سے دور مقام پر لیجاتا ' وهاں ایک نهایت پر خوف اور هیبت انگیز مختصر سي صحبت هوتي - چار پانچ سیاہ پوش اجسام هونے ' جنکے چهرے نقاب سے چهپے هوے ' اور جنکي آوازیں هیبت اور جبروت میں ڈوبي هوئي هوتیں - دو شخص برهنہ تلواروں کو اجنبي کے سر پر بلند کرتے ' اور ایک شخص قران مجید اسکے هاتهه میں دیتا - پهر قبلہ رو هو کر " حلف و میثاق مقدس " کے مندرجۂ ذیل الفاظ اسکی زبانی دهراے جاتے :

" میں آج خدا کی عبودیت ' اسکي عدالۃ کے احترام ' اسکے رحم کي پیروي ' اسکے قوانین حریۃ ' مساوات ' اخوت ' اور بني نوع انسان کے طبیعي حقوق کي نگهداشت کے عهد کي تجدید کرتا هوں - آج سے میري جان ' میري عزت ' میري آبرو ' میرا مال ' اور میري تمام قوتیں میري نهیں رهیں ' بلکه اُس جماعت کي ' جو انکو ملک کي سعادت و حریت اور اسکو ظلم و استبداد اور طمع و غصب اجانب سے نجات دلانے کي راہ میں خرچ کرینگي - مجهپر اور میري نسل پر تا قیامت الله کي لعنت اور پهٹکار هو ' اگر میں آج کے مقدس حلف و میثاق کي خلاف ورزي کا کبهي تصور بهي اپنے دل میں لاؤں - ....."

انجمن کے پر اسرار اعمال کے عجائب کا یه حال تها که عام آبادي ایک طرف رهي ' خود سراے یادیز کے ڈالیگ هال کے اندر دو آدمیوں سے اسکے بهیس بدلے هوے نقیب نے مقدس حلف لیا تها !!

فوجي مسئلہ

نیازي بک بهي ان تمام منازل سے گذرا ' اور رسنہ سے پوشیدہ مفاستر میں لایا گیا ' جهاں ایک مخفي اور مجهول الحال مقام پر اس نے عشق ملت اور فداے وطن کي مقدس قسم کهائي ' اور پهر واپس آکر انجمن کي دعوت و تبلیغ کا کام شروع کردیا ' اور تهوڑے هي دنوں کے اندر اسکي پلٹن کے اکثر افسر اور ساتهي بهي انجمن میں شامل هوگئے -

انجمن اپنے کاموں میں نهایت تیزي سے مصروف تهي ' اور وقت مناسب کا انتظار کر رهي تهي - تُرکي کي فوج نظام سات رجمنٹوں میں منقسم هے ' جسکو (فیلق) کهتے هیں ' اور یهي فدائي نظامیه اسکي فوج کي اصلي طاقت هیں - ان میں سے دوسري اور تیسري رجمنٹیں یورپین تُرکی کے صدر مقامات سلانیک ' مناستر ' اسکوب ' ادرنه ' اور ازمیر میں تهیں ' اور چوتهي رومللي میں -

باقي چار ' یعني پهلي ' پانچویں ' چهٹی ' اور ساتویں میں سے ایک دار الخلافه میں ' اور تین بلاد بعیده یعني دمشق ' بغداد ' اور یمن میں متعین تهیں -

انجمن نے ان میں سے تین رجمنٹوں کو جو یورپین تُرکي میں مقیم تهیں ' اور جنکے چهتیس هزار سپاهي عثماني فوج کا اعلی ترین حصے تهے ' اپنے ساتهه کرلیا تها ' اور اسکے تمام چهوٹے بڑے افسروں نے انجمن کي اطاعت کي قسم کهالي تهي -

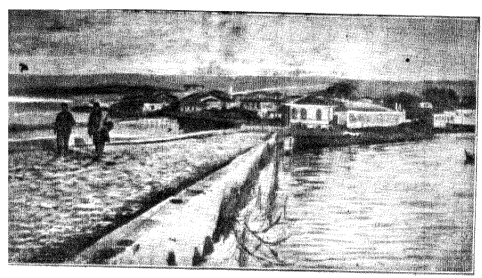
(غازي انور ے) اور مرحوم نیازي اسي تیسري رجمنٹ سے تعلق رکهتے تهے -

پهلي رجمنٹ جو دار الخلافه میں تهي ' اسکے تمام بڑے افسر حتی که سراے یاهیز کے محافظین انجمن کے ممبر تهے -

بقیه چار رجمنٹیں اسقدر دور تهیں ' که انکي وجه سے وقت پر کوئي مدد قسطنطنیه پهنچ نهیں سکتي تهي -

انجمن کي اصلي حکمراں جماعت

پس انجمن نے دیکها که اب کام حد تکمیل کے قریب هے ' اور فوجي صعوبت کا مسئله تقریباً طے هوگیا - اب وہ صرف اسي منتظر تهي که پهلي رجمنٹ کے جهوٹے افسروں اور علم سپاهیوں میں جو خفیه نقیب پهیلے هوے تهے ' وہ بهي اپنے کاموں کو مکمل کرلیں ' لیکن حالات نے انتظار کي مهلت نه دي - سنه ۱۸۹۸ میں شهنشاه اگوستہ اور زار [illegible] کي مشهور ملاقات بمقام (ریوال) نے مقدونیا کي ازادي کا مسئله تقریباً طے کر دیا ' اور انگلستان اور روس نے متفق هوکر اور ایک اینگلو رشین اسکیم مرتب کرکے ' باب عالي کو بهیج دي -



مرحوم نیازي کا مرحوم وطن !!
رسنہ کا ایک نظارہ !

اب وہ وقت آگیا تها که انگلستان اور روس یورپین تُرکي کے فصل کا فیصله کر چکے تهے ' اور اب دو هفتے کے اندر مقدونیا کي قسمت کا آخري فیصله هو جانے والا تها !

پس انجمن کي جماعۃ عامله نے ۲۰ - جون سنه ۱۸۹۸ع - کي رات کو آخري فیصله کردیا ' که اب کام بلا تاخیر شروع کردیا جاے -

یه جماعت عامله انجمن کي اصلي حکمراں جماعت تهي - اسکي تعداد پانچ ممبروں سے زیادہ نه تهي - دنیا کي تاریخ میں همیشه یه لوگ عجیب و غریب تسلیم کیے جائیں گے ' کیونکه اپنے کاموں کي طرح ' یه خود بهي نهایت عجیب تهے - خود انجمن کے تمام ممبر اور شرکاء بهي واقف نه تهے که هماري حکمراں جماعت کہاں هے ' اور وہ کون لوگ هیں ؟ صرف انکے احکام تهے ' جو نقیبوں کے ذریعه ممبروں تک پهنچ جاتے تهے - ممبروں میں کاموں کي تقسیم هوگئي تهي - ان میں سب سے بڑي جماعت فدائیوں کي تهي - انکا کام صرف یه تها که جو حکم پهنچے ' اُسي وقت اسکي تعمیل کریں ' گو اسمیں کیسا هي خطره کیوں نهو - ان فدائیوں کو بهي معلوم نه تها که هم پر حکومت کرنے والے اور احکام بهیجنے والے کون لوگ هیں ؟ وہ صرف حکموں کو سنتے تهے ' اور اسکي تعمیل کیلیے سر فروشانه طیار رهتے تهے -

شئون عثمانیه

عالم اسلامی

مسلمانان جزائر فلپ پائن

جزائر فلیپائن ریاستهاے متحده امریکه کے ماتحت هیں - ان جزائر میں اسوقت ٥ - لاکھ مسلمان آباد هیں -

جزائر (مورو) جزائر فلیپائن کی حکومت کے ماتحت هیں - جزائر (مورو) پر ١١ - سال تک میجر رنلی حکمران رها - میجر مذکور نے اپنے عہد میں فرائض حکمرانی نہایت خوبی سے ادا کیے اور باشندوں میں هر دلعزیز و معتمد علیه هو گیا -

سرین (نیویارک امریکه) کو اپنے نامه نگار قسطنطنیه کے خط سے معلوم هوا هے که میجر رنلی فلیپائن کی اسلامی آبادی کے وکیل مطلق کی حیثیت سے آجکل آستانهٔ علیه آئے هوے هیں -

میجر مذکور آستانه پہنچتے هی شیخ الاسلام کے پاس گئے ' اور وہ تمام سرکاری کاغذات پیش کیے ' جن کی بنا پر یه خدمت وکالت انکے متعلق کی گئی هے -

میجر مذکور نے مسلمانان جزائر مورو اور اپنے مقصد کے متعلق گفتگو کرتے هوے بیان کیا :

" مسلمانان فلیپائن نے انکو اسلیے اپنا وکیل بنا کے بھیجا هے ' تاکه وہ (یعنی میجر مذکور) سلطان المعظم سے مسلمانان فلیپائن کے رئیس دینی یا خلیفے کی حیثیت سے ملیں اور نیابةً عرض کریں که جلالتماب ریاستهاے متحده امریکه کی پالیسی یعنی تفریق حکومت و مذهب کی بابت اطمینان فرمائیں - اور میجر موصوف بدلائل قاطعه جلالتماب کو یقین دلائیں که ریاستهاے متحده امریکه اپنے دل میں اپنی مسلمان رعایا کے ساتھه بد سلوکی کا خیال پرورش نہیں رکھتی ' کیونکه وہ اسلام پر چلنے کی کوشش کرتے هیں ' اور چاهتے هیں که ایک هی وقت میں وہ مومن کامل بھی هوں اور امن درست شہری بھی "

میجر رنلی نے کہا :

" ممکن هے که ان اسباب کا دریافت کرنا مشکل هو ' جنکی بنا پر ایک قدیمی و فطری زندگی بسر کرنے والی جماعت نے میرے غیر مسلم هونے کے باوجود یه خدمت مجھے متعلق کی ' لیکن میں کہتا هوں که میں اپنے عہد حکومت میں اپنی اعتماد و اعتبار کے حاصل کرنے میں همیشه کامیاب هوا ' کیونکه میں نے ان پر محبت و مروت کا اظہار کیا ' اور انکو یقین دلایا که وہ موجودہ حالت میں نیک کردار مسلمانوں کے راستے پر نہیں چل رهے هیں اور اصلاح کے محتاج هیں "

یه حالات تھے ' جنکی بنا پر انهوں نے میجر رنلی کو اس مقصد کے لیے اپنا وکیل بنا کے بھیجا هے - خط سے معلوم هوتا هے که آج سے پہلے کبھی انهیں اس مقصد کے لیے کسی شخص کو بھیجنے کا اتفاق نہیں هوا -

چنانچه وہ اپنے اسی خط میں سلطان المعظم کو لکھتے هیں :

" اب هماری تمام امیدیں آپ هی کے هاتھه وابسته هیں - هم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے ' جس سے هماری تعلقات آپکے تعلقات سے زیادہ قریب هوں - کیونکه آپ جانشین رسول الله اور هم تمام مسلمانوں کے خلیفه هیں - اسکے علاوہ کوئی اور شخص ایسا نظر بھی نہیں آتا جس سے یه امید هو که وہ اتباع اسلام کے باب میں هماری خواهشوں کے پورا کرنے میں همیں مدد دیگا "

میجر رنلی اپنی اور مسلمانان مورو کے تعلقات کی سرگذشت بیان کرتے هوے کہتے هیں :

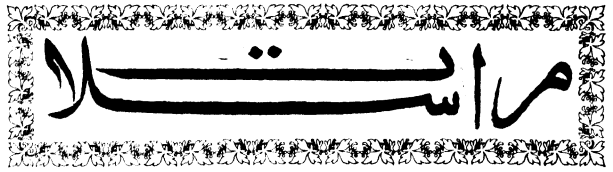
" میرے اور مسلمانان مورو کے تعلقات ان مساعی کی بدولت هوے هیں ' جو میں نے آستانے میں انجام دی تھیں - جسوقت یه جزائر ریاستهاے متحده امریکه کو ملے هیں اسوقت اسکا معتمد مستر ارسکار ٹرروس آستانے میں مقیم تھا - اسکو جب معلوم هوا که هماری نئی مستعمرات (نو آبادیوں) میں بہت سے مسلمان بھی هیں ' تو وہ سلطان عبد الحمید خاں سے ملا ' اور معاهده ریاستهاے متحده و صوبه طرابلس الغرب پیش کیا ' جسکی دفعه ١١ - میں لکھا تھا :

" چونکه ریاستهاے متحده کی حکومت کی بنیاد کسی حیثیت سے بھی مسیحیت پر نہیں هے ' اور چونکه یه حکومت مسلمانوں کے اسباب راحت ' انکے عقائد ' انکے مذهب کے ساتھه ' کسی طرح بد سلوکی کا ارادہ نہیں رکھتی ' اور نیز کیونکه وہ آج تک کسی مسلمان قوم سے معرکه آرا نہیں هوی هے ' اسلیے فریقین اس امر پر متفق هیں که دونوں ملکوں کے تعلقات باهمی کے انقطاع کے لیے مذهبی امور سبب نه قرار دیے جائیں "

چونکه سلطان عبد الحمید خاں کو ان جزائر کا حال معلوم نه تھا ' اسلیے پہلے انهوں نے یه دریافت کرنا چاها که آیا درحقیقت ان جزائر میں مسلمان رهتے هیں ؟ اور کیا انمیں سے کوئی جماعت ادائے فریضهٔ حج کے لیے حجاز بھی آئی هے ؟ پھر اسی غرض سے انهوں نے ایک تار بھی مکه معظمه بھیجا - حسن اتفاق سے ان جزائر کے دو شخص وهاں موجود تھے - سلطان عبد الحمید نے ان دونوں آدمیوں کے هاتھه مسلمانان جزائر کے پاس خطوط بھیجے ' اسمیں انهوں نے نصیحت کی تھی که حکام کے ساتھه دوستی و محبت کے تعلقات رکھیں - یه انهیں خطوط کا اثر تھا که جب یہاں اگنیلڈو کے قاصد آئے ' اور باشندوں کو بغاوت میں شرکت کی دعوت دی ' تو مسلمانوں نے شرکت سے صاف انکار کردیا -

میجر رنلی کو مسلمانان فلیپائن (ٹرن مس) کہتے هیں - ٹرن مس کے لفظی معنی بادشاہ ' باپ ' یا سردار کے هیں -

مسلمانوں نے ایک بہت بڑی مرصع انگشتری بھی بطور یادگار انکو دی هے ' اور وہ هر وقت اسے فخریه زیب انگشت رکھتے هیں -



مسلمانوں میں میجر رنلي کي هر دلعزيزي اور محبوبيت کا يه عالم هے که جب سے وه روانه هوے هيں ' هر نماز جمعه کے بعد جو لوگ قران حکيم پڑهسکتے هيں ' وه سوره ياسين ' اور جو لوگ اس نعمت سے محروم هيں ' وه دو رکعتيں پڑهکے دعا مانگتے هيں که ٹرن ماس ميجر رنلي باحترام و اکرام آستانے پهنچيں ' سفراء و جلالتماب سلطان المعظم سے ملاقات هو ' اور مقصد سفر ميں کامياب هوں ' اور پهر بخير و خوبي و راحت و آرام هزائر رابس آئيں ! !

جلالتماب سلطان معظم کيطرف سے جو عريضه بهيجا گيا هے وه نهايت فصيح و بليغ عربي ميں لکها گيا هے - يه عريضه ايک سفيد مچهلي کے کاغذ کے غلاف ميں هے -

يه غلاف سرخ ' زرد ' اور سبز ' تين رنگوں کے فيتے سے آراسته هے - يه رنگ غالباً اسواسطے انتخاب کيے گئے هيں که يهي رياستهاے متحده امريکه کا شعار هے -

اس واقعه سے متعدد نتائج نکلتے هيں :

(۱) سلطان المعظم کا به حيثيت خليفه دور دراز کے هزائر تک پر ذي اقتدار هونا -

(۲) مسلمانوں کي امن پسندي ' جو هر جگه نمايان هے -

(۳) ٹرکي نے هندوستان کے مسلمانوں کے نام غدر سنه ۵۷ کے بعد ايک فرمان بهيجا تها ' جس ميں شورش و بد امني سے بچنے کي ترغيب دي تهي - ٹرکي کا يه ايک احسان عظيم هے جسکو شايد گورنمنٹ اف انڈيا بهلا چکي هو ' مگر اس واقعه سے معلوم هوتا هے که صرف هندوستان هي کي خصوصيت نهيں ' بلکه جزائر فلپيائن کے مسلمانوں کو بهي ٹرکي نے امن و وفاداري کي تعليم دي تهي ' اور اس طرح اسنے اپنے اثر کو يورپ کي نو آبادیوں ميں کبهي يورپ کے زعم کے مطابق وسيلۂ شورش و بغاوت نهيں بنايا - شورش تو يقيناً اچهي بات نهيں ' ليکن بهتر تها که ٹرکي اپنے اثر سے طلب حقوق و حصول حريت کي سعي ميں کام ليتي -

(۴) مسلمانوں کي احسانمندي اور احسان پرستي ' که ايک مسيحي کا سلوک انسے اچها هوا ' تو اسکے ليے دعائيں مانگيں ' اور اسکو باپ کهکر پکارتے هيں - افسوس که اس احسان پرستي کا انهيں يورپ سے جو جواب ملا ' اسکا اشاره اب تغير خصلت کي طرف هے ' اور مبارک هيں وه ' جو اس اشارے کو سمجهيں اور اسپر عمل کريں !

الهـــلال کي ايجنسـي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں ميں الهلال پهلا رساله هے ' جو باقاعده هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ايک عمده اور کامياب تجارت کے متلاشي هيں ' تو اپنے شهر کے ليے اسکے ايجنٹ بن جائيں -

واقعـــۂ " سيـد هاشمي "

قائم مقام پرنسپل کي تصريح

کچهه عرصه سے سيد هاشمي کے کالج سے اخراج کے متعلق اخبارات ميں غلط اور بے بنياد خبريں شايع هو رهي هيں - اس قسم کي افواهيں خواه غلط هوں يا صحيح ' کسي حالت ميں نه طالب علم کے ليے مفيد هيں نه کالج کے ايسے - ميں مناسب سمجهتا هوں که اسکے متعلق اصل واقعات شائع کردئے جائيں - يه مشهور کيا گيا هے که سيد هاشمي نے ٹينس ڈنر کي مخالفت اس بنا پر کي که همارے بهائيوں پر صيحيت آ رهي هے ' اور اس مخالفت کي سزا ميں انهيں نکال ديا گيا - اسکے اصل واقعات يه هيں :

ڈنر کي تاريخ سے دو هفته پيشتر ٹينس کميٹي کا ايک جلسه هوا جسميں سيد هاشمي شامل تهے ' اور اس جلسه ميں يه قرار پايا که پراني عهده داروں کي علحدگي اور نئے عهده داروں کے چارج اپنے کي تقريب ميں ايک ڈنر ديا جاوے - اس کميٹي ميں سيد هاشمي نے کسي قسم کي مخالفت نهيں کي - ڈنر کي تاريخ مقرر هوگئي - مهمانوں کے پاس انويٹيشن جا چکے ' جسکو انهوں نے قبول کرليا ' تمام جنس خريدي جا چکي - آخر وقت ميں هاشمي نے کالج کے کچهه اور طلباء کو جنکا ڈيپوٹيشن سے کچهه تعلق نهيں تها بهوکا کرنيکه رزولیوشن پاس کرايا که ٹينس ڈنر نهيں هونا چاهيے - اسپر ٹينس کميٹي کا جلسه هوا ' اور يه بيان کيا گيا که انکو ڈنر کي مخالفت کميٹي ميں کرنا چاهيے تهي - اگر اسکا مقصد همدردانه هوتا تو وه ٹينس کي کميٹي ميں مخالفت کرتے ' اور پندره روز خاموش رهکر ايسے وقت ميں ' جبکه ڈنر کا ملتوي هونا نا ممکن تها ' ايسے نا جائز طريقه سے اعتراض نکرتے - کميٹي نے يه خيال کيا که اسکا يه فعل که کميٹي ميں بيٹهکر خاموشي سے ايک بات کي موافقت کرنيکے بعد باهر جاکر اوسکے خلاف اور رنگ ورغلانا ايک شريف علي گڈه والے کے ليے ڈنگر کے خلاف هے - چنانچه ٹينس کميٹي کي ممبري سے اونکا نام خارج کردیا گيا ' اور يه معامله يهيں ختم هوگيا - اونکے اخراج کے اسباب يه هيں :-

(۱) پچهلے تين سالوں ميں ٹيوٹر کے پاس اونکے متعلق خراب رپورٹيں آئيں ' اور اونکو متعدد مرتبه اونکے ٹيوٹر نے متنبه بهي کيا - اور ايک مرتبه کچهه نا گوار گفتگو بهي هوئي -

(۲) اونهوں نے اپنے اسسٹنٹ کي سچ مچ کے خلاف جهوٹي روايتيں مشهور کيں -

(۳) اونهوں نے سنيئر اسٹاف کے ايک پروفيسر کو هيرت ميں ڈالکر دهوکا ديا ' جسپر پرنسپل صاحب نے بهت تنبيه کي ' اور کها که تمهاري سي بات پوري نکاليے جائينگے -

(۴) تمهرايرے سالانه اجتماع ميں وه باتيں کرتے هوے پکڑے گئے -

(٥) فضل الحسن مرحاني ڈپٹي اردو کے معلمي کو جو سڈيشن میں سزاياب ہوچکے ہیں پرنسپل نے بہ اتفاق آنریري سکرٹري کالج میں آنیکي اور طالبعلموں کو اُنسے ملنے کي ممانعت کي ہے - سید هاشمي نا ارسے ربط و ضبط رها اور اونکے پلیڈیات کے نوٹس نمایش میں تقسیم ہونے میں نمایاں حصہ لیا -

یہ مشہور کیا جاتا ہے کہ اونکو آندهي اور مینهہ میں رات کے وقت نکالا - جس طالبعلم نے اونکو اپنے یہاں ٹھہرایا اونکو نکالا - اور جسنے روکي، نکالي اونکو بهي نکالدیا - اسکے متعلق واقعات یہ ہیں کہ اونکو جبکہ آٹھہ بجے کالج سے چلے جانے کے ایسے کہا گیا، اور انکي متعدد قسم کي فیس معاف کر کے اونکو سفر خرچ کے لیے روپیہ بهي دیا گیا - اور کہا کہ اوسي روز پانچ بجے کي گاڑي سے چلے جاویں، اور اسسٹنٹ ٹیوٹر صاحب اونکو اسٹیشن پر روانہ کرنے گئے - وہ اوس روز نہیں گئے، اور تین دن تک ایک طالبعلم کے یہاں چهپے رہے، جسکي کسیکو کوئي اطلاع نہیں کي گئي - ان طالبعلم کے خلاف چونکہ پہلے کوئي بات نہیں تهي اسلیے اونکو متبدئہ کر کے اونکا کمرہ تبدیل کر دیا گیا، اور کوئي سزا نہیں دیگئي - هاشمي کے اخراج کے بعد پرنسپل اور ٹیوٹر نے نوٹس دیدیا تها کہ کوئي طالبعلم سید هاشمي کو ریسیو نکرے - ایک طالبعلم نے اس حکم کے خلاف سید هاشمي کو ایک شاندار ڈنر دیا، جسمیں بہت سے طلبا کو مدعو کیا - سید هاشمي کو هار پہنایا - اسپر اس طالبعلم کو صرف ایک ماہ کے لیے اسٹیپلیٹ کیا - اس طالبعلم کي پہلے سے بهي کچهہ شکایتیں تهیں - سید هاشمي کي روانگي دهلي کو شام کے پانچ بجے هوئي، اور اوس روز اتفاق سے خاص طور پر موٹر اچها تها - اونکے روانہ هونے کے بعد ٹیوٹر اور اسسٹنٹ ٹیوٹر میرے مکان پر آئے - ان تمام واقعات کے لکهنے کے بعد میں اخبارات کے ایسے ایڈیٹروں سے جو کالج کے درست هیں اپیل کرتا هوں کہ وہ کالج کے متعلق خبریں شایع کرنیسے قبل آنریري سکریٹري یا پرنسپل سے واقعہ کي تصحیح کرلیا کریں - مجهے خوشي ہے کہ چند اڈیٹر صاحبان نے تصحیح کے لیے پرنسپل یا آنریري سکریٹري کو لکها -

ضیاء الدین احمد

قائم مقام پرنسپل ایم - اے - او - کالج - علیگڈه

داستان خونیں

مظالم بلقان اور اسکي اشاعت

حضرت مولانا - السلام علیکم ورحمة الله و برکاته - آپکے اخبار مورخہ ١٤ - مئي سنہ ١٣١٩ سے ظاهر هوتا ہے کہ مجلس دفع ملی نے جو روئداد مظالم بلقان کي شائع کي ہے اور اوسکے تراجم مختلف السنہ یورپ میں کیے گئے هیں - اوسکي ایک کاپي انگریزي آپکے پاس پہنچ گئي ہے، اور آپ اوسکا ترجمہ اپنے اخبار میں رفتاً فرفتاً چهاپتے رهینگے - آپنے یہہ خیال بهي ظاهر فرمایا ہے کہ اگر همدرد اسکو چهاپ دے تو بہت بہتر هو، میري راے ناقص میں نہ صرف همدرد بلکہ کل روزانہ اور هفتہ وار اسلامي اخباروں میں اسکي اشاعت از بس ضروري ہے - اور میں اُمید کرتا هوں کہ ان اخبارات سے پرائیوٹ خط و کتابت کرکے آپ اسکا انتظام فرمائینگے - اخباروں کي اشاعت کے بعد جیسا کہ آپکا خیال ہے اس روئداد کو ایک رسالہ کي صورت میں شائع کیا جاے -

تاریخ حسینات اسلامیۂ مسلمانان هند کا ایک ورق

اعانۂ مهاجرین

اعلان جان فروشي

جناب عبد الحي خاں صاحب از دیوبند لکهتے هیں

حضرت مولانا مد ظله العالي - سلام مسنون - اسوقت یورپین ترکي کے مظالم و بے خانماں مهاجرین کے مصائب اور احتیاج کے تار کا مضمون اور اُنکے حال زار کا مرقع جانگزا مندرجۂ الهلال پیش نظر ہے -

کیا عرض کروں کہ دل بیتاب کیا کہہ رہا ہے، اور آنکهوں سے کیا بہہ رہا ہے؟ جس ایثار سے آپنے بذریعہ قیمت اخبار ٣٠ هزار کي فراهمي کا انتظام و اعلان فرمایا ہے وہ نہایت مستحسن اور سہل الحصول طریقہ ہے - بفضلہ تعالی قوم میں هزاروں عالی همت اور صاحب دل ایسے

[بقیہ مضمون پہلا کالم]

اسکے متعلق اسقدر عرض کرنا ضروري تصور کرتا هوں کہ اس روئداد کا ترجمہ آپ خود فرمائیں - اور اگر کوئي اور شخص انگریزي سے اردو میں ترجمہ کرے تو بهي آپ اوسپر خاص نظر و اصلاح فرما دیں - یہ رسالہ اردو ٹائپ میں نہ چهپے، بلکہ لیتهوگراف میں، کیونکہ عوام الناس ٹائپ کو اچهي طرح نہیں پڑهہ سکتے، اور کم از کم اوسکے پڑهنے میں دقت محسوس کرتے هیں - اس رسالہ کے ترجمہ میں مغلق الفاظ سے حتی الوسع احتراز کیا جاے، کیونکہ بد قسمتي سے هندوستان میں عربي تقریبا معدوم و مفقود هوگئي ہے - یہ رسالہ خرشخط هو، مگر کاغذ کي پروا نہیں، خواہ کیسا هي کم قیمت هو - اسکي ایک لاکهہ کاپیاں تمام هندوستان میں کم سے کم شائع کي جائیں - اور اصلي قیمت (Cost Price) پر فروخت کیجائیں - میں نہیں جانتا کہ اس روئداد کا عربي میں بهي ترجمہ هوا ہے - لیکن اگر نہیں هوا تو ضرور هونا چاهیے - اور مصر اور شام اور بلاد عرب طرابلس وغیرہ مقامات میں اسکي هزاروں کاپیاں مشتہر کرني چاهئیں - حج بیت اللہ کے موقع پر اسکي اشاعت خصوصیت سے کیجاے، تا کہ مسلمانوں کي آنکهیں کهلیں، اور وہ خواب غفلت سے کروٹ لیں - اجکي ڈاک میں بطور چندہ دس روپیہ کا منی آرڈر اس رسالہ کي اشاعت کي غرض سے آپکي مبارک خدمت میں بهیجتا هوں - اُمید ہے کہ اسکي اشاعت کے لیے بہت زیادہ چندہ کي ضرورت نہوگي اور تهوڑي سي سعي سے کافي چندہ هوجائیگا - کل شہروں میں الممہ مساجد جامع کے پاس یہ روئداد مفت بلا قیمت جانی چاهیے - اس روئداد کے عربی ترجمہ کے لیے آپ قسطنطنیہ میں خط و کتابت فرماکر انتظام باسانی فرماسکتے هیں - میري راے میں اس اشاعت سے ایک اور بهي مدعا حاصل هوگا، اور وہ یہہ کہ گورنمنٹ برطانیہ کے رحم اور دیگر یورپین حکومتوں کي بے رحمي اور قساوت کا اندازہ عامۂ خلائق کو بفحواے تعرف الاشیاء باضدادها هوجائیگا والسلام -

راقم ایک مسلمان

موجود ہیں کہ ارنمیں سے صرف ایک متنفس ہی اتنی قلیل رقم کو بلا تکلف دیکر' مظلوم مہاجرین کی اعانت فرما سکتا ہے - ذرا ہمت کو کام فرمایا جاے تو ارباب ہمم کیلیے یہ امر کچھہ بھی دشوار نہیں :

همت مردان نیشتر لا و نعم را

عجب نہیں جو ابتک کسی غیور همدرد نے رقم مطلوبہ آپ کی معرفت قسطنطنیہ بھیجوا دی ہو - یا آپکو بذریعہ قیمت اخبار حسب اعلان ایک معتد بہ رقم وصول ہوچکی ہو - واللہ باللہ وتاللہ -

آہ ! آہ ! ! مولانا - خدا کی قسم میرے پاس اسوقت بجز نقد جان کوئی سرمایہ نہیں ' جس سے اپنے مظلوم بھائیونکی اعانت کرسکوں ' البتہ کوئی خرید فرما لے تو میں بکنے کیلیے تیار ہوں ' مگر حیراں ہوں کہ مجھہ بدترین خلایق کو کون خریدیگا ؟ مجھہ میں نہ ایاز کا سا حال و قال ' نہ یوسف کا سا حسن و جمال ' پھر کہنا ہوں کہ کوئی مجھہ نہ سہی مگر انسان ہوں - مسلمان ہوں -

جبکہ ادنے ادنے اشیاء چندہ کے جلسونمیں روپیوں اشرفیوں سے بذریعہ نیلام نہایت احترام کے ساتھہ بک گئی ہوں ' اور جبکہ پھٹے کپڑے ٹوٹے جوتے تک بک جاتے ہیں ' تو کیا دس کروڑ اهل اسلام میں ایک خریدار سراپا ایثار بھی مجکو میسر نہ آئیگا ؟

پھر ہاں اے جان عزیز ! بتا کہ اب تیرا کیا عزم ہے ؟ گو تو سب سے عزیز سہی اور نقد دو عالم تیرے مقابلہ میں ہیچ ' مگر تیری محبت کی قسم کہ تو جان آفرین کی خوشنودی سے تو زیادہ ہرگز عزیز نہیں - اگر تو اسوقت بھی کام نہ آئی تو پھر کس کام کی - خدا را تامل نکر اور اپنے ستم رسیدہ بھائیوں کی اعانت میں قربان ہوجا !

یا خدا میری اس صدائے جانفرشی کو در اجابت تک پہونچا اور شرف قبول عطا فرما - و افوض امری الی اللہ -

حضرت مولانا - حاشا آپ میری اس تحریر کو شاعرانہ تعلی یا دیوانے کی بڑ خیال نہ فرمائیں - میں آپکو بعزم و استقلال ' بہ ثبات عقل و هوش ' بر رضا و رغبت ' بلا اکراہ و جبر مطلع کرتا ہوں ' بلکہ اختیار دیتا ہوں کہ جو صاحب ' جس دامن چاهیں ' مجکو خرید فرمالیں یا آپ جسکے هاتھہ جس قیمت پر چاهیں فروخت فرما کر زر قیمت فوراً قسطنطنیہ روانہ فرمادیں - اچھہ عذر نکرونگا ' اور تا زیست اپنے مولی کی غلامی سے انحراف نکرونگا ' معاملہ طے ہوجانے پر باضابطہ خط غلامی بھی لکھدونگا - و باللہ التوفیق -

یہ خادمہ ایک غریب شوهر کی زوجہ ہے - جو کثیر العیال بھی ہیں - میرے غریب شوهر مسمی منشی محمد عبد الکریم صاحب سکنہ قسط پاں بازار سکندر آباد نے ابھی ابھی مجھسے فرمایا کہ ہمارے ترک بھائی ' بہنیں ' اور مائیں ' جو مہاجرین ہیں ' بڑی سخت مصیبت میں ہیں - اون کی امداد کے لیے حضرت مولانا ابوالکلام مدظلہ نے اپنا اخبار مفت بھیجنے کا وعدہ فرما کر اعلان شائع کر دیا ہے - یہ خادمہ آپکی دن دونی رات چوگنی دولت بڑھنے کے لیے اور درازی عمر کے لیے دعا کرتی ہے -

جبسے کہ جنگ طرابلس اور جنگ بلقان شروع ہوئی - اور ہمارے پیارے ترک بھائیوں ' بہنوں ' اور ماؤں ' اور ننھے ننھے بچوں پر ظالم بلقانیوں نے اطالیوں نے مظالم کیے ہیں - انکا حال سن سنکر میرا اور میرے شوهر کا کلیجہ پاش پاش ہو چکا ہے - هم دونوں جب کبھی اپنے بچوں کو محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو همارے پیارے و عزیز ترک شہداء ' پیاری مائیں ' پیاری بہنیں - پیارے و عزیز بچے یاد آجاتے ہیں ' اور بے اختیار آنکھہ سے جھڑی شروع ہوجاتی ہے - .....

آہ اے رب العالمین ! تیری شان قہاری کو کیا ہوگیا ؟ تیرے حبیب کی امت پر یہ کیسی مصیبت ہے ؟ تو اور تیرا عرش سکوت میں کیوں ہے ؟ تیری رحمدانیت اور تیرے حبیب کی رسالت کی گواهی دینیکا بدلہ یہ هم سے لیا جا رہا ہے -

مجھے بچپن سے اردو اخبارات دیکھنے کا شوق ہے ' لیکن اب اخبارات دیکھتی ہوں تو اسلام پر هر طرف ایک اندھیاری سی چھائی هوئی معلوم هوتی ہے - اب تو یہی بہتر معلوم هوتا ہے کہ دنیا کے کل مسلمان ایک دل هوکر اسلام کی حفاظت کا عہد کرلیں - اسکا نتیجہ جو کچھہ خدائے پاک کو منظور هوگا - هوگا - همارا بھروسہ تو اس خدائے رحمدہ لا شریک پر ہے - میں تو اس دن کو اپنے لیے عید سے بڑھکر جشن کا دن سمجھوں جس دن اپنے شوهر اور اپنے نو سالہ فرزند کو شہید هوتے دیکھوں - اور میں خود بھی " فاطمہ بنت عبد اللہ " کے قدم بقدم چلکر شہید هوں ' جو جنگ طرابلس میں شہید هوکر حوران بہشتی کے آغوش میں کھیل رہی ہے ' اور جسکا حال حضور نے اخبار میں لکھا تھا -

کل میرے غریب شوهر نے آٹھہ روپیہ کلدار بذریعہ منی آڈر (اعانۂ مہاجرین عثمانیہ) کے لیے بھیجا ہے ' اسی سلسلہ میں آج یہ خادمہ بھی آٹھہ روپیہ بذریعہ منی آڈر ارسال کرتی ہے - همکو کسی معارضہ کی ضرورت نہیں -

(از جناب محمد حسین صاحب سکریٹری انجمن هلال احمر بلگام)

در زمانہ زمیندار میں اعانہ مہاجرین کے عنوان سے الہلال کا شایع شدہ مضمون نظر سے گذرا - آپکے عالی همتی اور ایثار سے الہلال کی چار هزار کاپیاں رقعت امداد مہاجرین کی هیں - جزا کم اللہ احسن الجزا - آپکی اس عالی همتی کی صرف زبانی داد دینا تو نہایت آسان امر ہے ' لیکن اصل بات یہ ہے کہ کچھہ عملی کارروائی بھی کر دکھلائی جاے - اسی خیال سے میں نے آج نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں ایک مختصر تقریر بیان کی ' اور مسلمانوں سے اس امر کی تحریک کی کہ کم از کم هر ایک مسجد کے لیے ایک الہلال ضرور خریدا جاے جسکی خریداری هم خرما و هم ثواب سے بھی بڑھکر ہے - اسی وقت آٹھہ روپیہ جمع هوگئے جو آپکی خدمت میں بذریعہ منی آرڈر روانہ کئے گئے هیں - وصول فرما کر الہلال امام صاحب مسجد بلگام کے نام جاری فرما دیں -

ارادہ ہے کہ هر ایک مسجد میں جا کر لوگونکو اسکی خریداری پر آمادہ کروں تا کہ ایک معقول تعداد الہلال کے خریداروں کی پیدا هو جاے - اور اس طرح مہاجرین کی بھی اعانت هو -

الهـــلال

(شکر اللہ امثالکم - کہہ نہیں سکتا کہ جناب کے اس خلوص و درد اسلامی نے میرے دل میں کیسی جگہ پیدا کر لی ہے ؟)

حضرت مولانا - اللہ تعالی آپکے علم و فضل میں برکت و اضافہ کرے - مجھہ ضعیف و نحیف کا عزیز از جان فرزند عبد الرحیم کاتب بعمر ۲۲ - سال آپ کے اخبار الہلال کا عاشق شیدا تھا - جب تک الہلال کو دیکھہ نہ لے ' آسے چین نہ پڑتی تھی افسوس کہ اس

ضعیفی میں مجھے داغ جدائی دیگیا' یعنی چند ماہ بیمار رهکر انتقال کر گیا - میری بقیه عمر ضائع هوئی - کیا کروں کدهر جاؤں ؟ مهاجرین بلقان کا درد ناک احوال جو آپ نے الهلال میں تحریر کیا هے اس سے دلپر سخت صدمه پهنچا - مرحوم کے طرف سے ایک روپیه چنده ارسال کرتا هوں' ارسکو قبول فرمادیں' اور میرے بیٹے کے حق میں دعا فرمائیں که خدا ارسکی مغفرت کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگهه دے آمین -

الهـــلال

(عظم الله اجورکم بمصابکم - اللهم اغفره وارحمه ' وانت خیر الراحمین)

(نضل کریم حکیم ڈویژنل کورٹ هوشیار پور)

عزیزہ اهلیهٔ برادرم ڈاکٹر اشفاق محمد صاحب حکیم مقیم هاتهی دروازه امرت سر دو تین ماه سے بعارضه بخار بیمار هیں - تبدیل آب وهوا کی غرض سے یهاں آئی تهیں - بیماری کی شدت سے چونکه وہ بهت دلگیر اور مایوس تهیں ' اسلیے انهیں خیال هوا که اپنے زیورات راہ خدا میں دیدیں - چنانچه دو بالیاں جو امرت سر میں غالباً ۵۸ روپیه کو خریدی گئی تهیں ' مجھے دیدیں که انهیں کسی عمده مصرف میں لگا دیا جاوے - کل رات الهـــلال کو پڑهتے هوے دل میں خیال آیا که اعانت مهاجرین سے اچها مصرف اور کوئی نهیں هو سکتا -

آج هر دو بالیاں ڈبیا میں بند کرکے ارسال خدمت والا هیں - یه خالصاً آپکی نذر هیں ' آپ پسند کریں تو انهیں اعانهٔ مهاجرین میں بهیجدیں - اور مریضه کے حق میں دعاے صحت فرمائیں -

الهـــلال

(الله تعالی اُس مومنهٔ مخلصه کو صحت عطا فرماے - جمیع قاریین الهلال سے التجا هے که انکی حق میں دعا ے صحت و سلامتی فرمائیں)

(از جناب ظاہر احمد خاں صاحب سہسرامی)

همارے والد ماجد مرزا یمن بیگ احمد خانصاحب ناظر عدالت دیوانی برایر الهلال دیکها کرتے هیں - اس هفته کے الهلال کو دیکهکر نهایت غمگین هوے ' اور مهاجرین کی حالت دیکهکر دل بهر آیا - چنانچه ۳ - سو روپیه اپنے مشاهره سے پس انداز اس ارادہ سے کیا تها که حج کو تشریف لیجاوں - مگر حالت مهاجرین قابل رحم هے - فوراً حکم دیا که کل روپیه " بمد اعانهٔ مهاجرین " دفتر الهـــلال کو بهیجدیں که منزل مقصود تک پهونچ جاے - اور ان بیکسوں کی دستگیری هو - لهذا حسب الحکم جناب مرصوف الصدر مبلغ ۳ - سو روپیه بذریعه کرنسی نوٹ بیمه ارسال هے - امید که رسید سے بهت جلد مطلع کرینگے - اور " اعانت مهاجرین " کے مدمیں جمع کرینگے -

فهرست زر اعانهٔ مهاجرین عثمانیه

(۱)

	پائی	آنه	روپیه
جناب انوار الحق صاحب سوداگر - پوریاں - شاهجهانپور	-	-	۱۶
مسلمانان قصبه رسولی بذریعه جناب برهان حسین صاحب	-	۷	۱۶
جناب عبدالرضا خانصاحب - آر - ے - آر - کمپنی - لکهیم پور	-	-	۳۲
جناب حاجی محمد محی الدین صاحب بنگلور	-	-	۵
جناب عبد المجید خانصاحب انسپکٹر - شورکوٹ جهنگ	-	-	۱۰
زمینداران گهرٹه بذریعه غلام محمد صاحب	-	۱۵	۲
جناب مولانا سبحان احمد خانصاحب ناظر عدالت بهاگل پور	-	-	۳۰۰
جناب احمد حسین صاحب ٹهیکه دار نهر درگئی پشاور	-	-	۳۰
جناب معزالدین احمد صاحب سبزیمنڈی - اله آباد	-	۱	۱۵
غیور مسلمانان بازید پور - مونگیر	-	۵	۱۶
جناب ایم - ترابعلیخا نصاحب - تعمیلدار حیدر آباد دکن	-	-	۵۰
مسلمانان جهلم	-	-	۱۰۰
جناب عبد الغفور صاحب - بسبی برهما	-	۱	۱
جناب امراؤ علی صاحب دهلی	-	-	۲
جناب مولوی حبیب الدین صاحب دهلی	-	۸	-
جناب ایم امین الدین صاحب بیرسٹر لائل پور	-	-	۳
جناب محمد اشفاق الدین خانصاحب سب انسپکٹر رامپور	-	-	۸
جناب میراں بخش صاحب پٹواری هوشیارپور	-	-	۵۰
جناب منشی مهدی حسن صاحب محرر چنگی پرتاب گڈه اودہ	-	-	۸
جناب سید فضل احمد صاحب - خوشبو ساز بریلی	-	-	۱۵
جناب ایم - حصول احمد صاحب انراری مجسٹریٹ خیر آباد	-	-	۱۰۰
مسلمانان کهونٹی بذریعه عزیز الحق صاحب معتار - کهونٹی - رانچی	-	-	۲۰
جناب محمد نصیر صاحب موضع هرگاواں بریلی	۹	-	۱۰۳
جناب ور بیگ صاحب ریل جرانپور	-	-	۵
جناب ڈاکٹر عبد الله خانصاحب بکانی - کوئٹه	-	-	۳
جناب شیخ فضل احمد صاحب - گجرات	-	۸	۷
جناب سید محمد تقی صاحب - از کوئٹه	-	-	۶۵
جناب سید فضل شاه صاحب جهت پت	۶	۸	-
میاں نذیر حسین صاحب از لوهیا نواله ضلع گوجرا نواله	-	-	۳
جناب جمال خاں کشمیری کلهر - گوجرا نواله	-	-	۱
ایک صاحب درد از قصور لاهور	-	-	۵۰
معین الدین احمد صاحب قدوائی نذری	-	-	۷

بذریعه معین الدین احمد صاحب قدوائی نذری زیورات

(به تفصیل ذیل)

جوشن نقری مرصّع ۱۹ عدد - جوشن نقری ساده ۲۳ عدد - کوٹه نقری - بجلی طلائی ایک جفت - کیل طلائی ایک عدد - چوڑی نقری ۴ عدد - چهلی نقری ۴ عدد - آرسی نقری ایک عدد

جناب سید علی حامد شاه صاحب سجاده نشین سنڈی هردوئی	-	۳	۳
شیخ محمد بخش صاحب سکریٹری ٹرکش ریلیف فنڈ - امرتسر	-	-	۳
باقی آینده			

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD AT THE HILAL ELECTROPLATE PRESS PRESS HOUSE 7/2 Mel

مسیحا مکسچر

هندوستان میں نه معلوم کتنے آدمي بخار میں مرجا یا کرتے هیں' اسکا بڑا سبب یه بھي هے که اُن مقامات میں نه تو ڈاکٹر' اور نه کوئي حکیمی اور مفید پٹنٹ ڈوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبي مشورہ کے میسر آسکتي هے - همنے خلق الله کي ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالها سال کي کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا هے' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعه اشتهارات عام طور پر هزارها شیشیاں مفت تقسیم کردي هیں تاکه اسکے فوائد کا پورا اندازه هوجاے - مقام مسرت هے که خدا کے فضل سے هزاروں کي جانیں اسکي بدولت بچي هیں اور هم دعوے کے ساتھه کهه سکتے هیں که همارے عرق کے استعمال سے هر قسم کا بخار یعني پُرانا بخار - مرسمي بخار - باري کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار' جسمیں زرد جگر اور طحال بھي لمس هو' یا وہ بخار' جسمیں متلي اور قے بھي آتي هو - سردي سے هو یا گرمي سے - جنگلي بخار هو - یا بخار میں درد سر بھي هو - کالا بخار - یا آسامي هو - زرد بخار هو - بخار کے ساتھه کنٹیاں بھي هوگئي هوں - اور اعضا کي کمزوري کي وجه سے بخار آتا هو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا هے' اگر شفا پانے کے بعد بھي استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتي هے' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا هونے کي وجه سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستي و چالاکي آجاتي هے' نیز اُسکي سابق تندرستي ازسرنو آجاتي هے - اگر بخار نه آتا هو اور هاتھه پیر ٹوٹتے هوں' بدن میں سستي اور طبیعت میں کاهلي رهتي هو - کام کرنے کو جي نه چاهتا هو - کھانا دیر سے هضم هوتا هو - تو یه تمام شکایتیں بھي اسکے استعمال کرنے سے رفع هوجاتي هیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوي هوجاتے هیں -

قیمت بڑي بوتل - ایک روپیه - چار آنه
چھوٹي بوتل بارہ - آنه

پرچه ترکیب استعمال بوتل کے همراہ ملتا هے
تمام دوکانداروں کے هاں سے مل سکتي هے

المشتهـــــــر رپورپرا الٹر

ایچ - ایس - عبد الغني کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولوٹولا اسٹریٹ - کلکته

ریویو اف ریلیجنز - یا مذاهب عالم پر نظر

اردو میں هندوستان اور انگریزي میں یورپ امریکه و جاپان وغیرہ ممالک میں زنده مذهب اسلام کي صحیح تصویر پیش کرنے والا - مصنوم نبي علیه السلام کي پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فهمیاں پھیلائي گئي هیں - اس کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا بھي ایک پرچه هے جس کو درست مذهب دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا هے - اس رسالے کے متعلق چند ایک رایوں کا اقتباس حسب ذیل هے :-

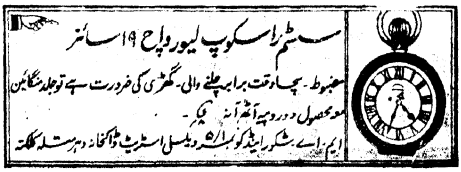
الہلال لکھنؤ - ریویو اف ریلیجنز هي ایک پرچه هے جس کو خالص اخلاقي پرچه کہنا صحیح هے - هندي میں الناظر اور اردو میں ریویو اف ریلیجنز سے بہتر پرچے کسي زبان میں شایع نہیں هوئے - اس کے زور آور مضامین پر علم و فضل کو ناز هے -

کریسنٹ لوز پوری - ریویو اف ریلیجنز کا پرچه دلچسپ مضامین سے بھرا هوا هے - همارے نبي کریم صلے الله علیه وسلم کي ذات پاک کے متعلق جو جاهل عیسائي الزام لگایا کرتے هیں - ان کي تردید میں نہایت هي فاضلانه مضمون اس میں لکھا گیا هے - جس سے عمدہ مضمون آج تک همارے نظر سے نہیں گذرا -

مسٹر روب صاحب امریکه - میں یقین کرتا هوں که یه رساله دنیا میں مذهبي خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت هوگي - اور بھي رساله اس روکوں کے دور کرنے کا ذریعه هوگا - جو جہالت سے سچائي کي راہ میں ڈالي گئي هیں -

ریویو آف ریویوز - لنڈن - مغربي ممالک کے باشندوں کو جو مذهب اسلام کے زنده مذهب هونے کے مضمون سے دلچسپي رکھتے هیں چاهیے که ریویو اف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاهور - یه رساله بڑے پایه کا هے - اس کي تحقیقات اسلام کے متعلق ایسي هي فلسفیانه اور معیق هوتیں هے - جیسي که اس زمانه میں درکار هے سالانه قیمت انگریزي پرچه ۳ روپیه - اردو پرچه ۲ روپیه - نمونه کي قیمت انگریزي ۳ آنه - اردو ۲ آنه - تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین قادیان - ضلع گورداسپور آني چاهیئیں ٥



[۱]

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کیوجہ سے پتلے دست پیٹ میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں - اور اگر اسکی حفاظت نہیں ہوئی تو ہیضہ ہوجاتا ہے - بیماری ہو جانے سے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے - اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھہ رکھو - ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے' اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ہے - مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے -

قیمت فی شیشی ۴ - آنہ ڈاک محصول ایک سے
چار شیشی تک ۵ - آنہ -

عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بوڑھے تک کو ایکسان فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل وعیال والے کو گھر میں رکھنا چاہیے - تازی ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے - رنگ بھی پتوں کے ایسا سبز ہے - اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی ہے - مندرجہ ذیل امراض کیواسطے نہایت مفید اور اکسیر ہے :
نفخ ہوجانا' کھٹا ڈکار آنا - درد شکم - بد ہضمی اور متلی - اشتہا کم ہونا ریاح کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے -

قیمت فی شیشی ۸ - آنہ محصول ڈاک ۵ - آنہ

پوری حالت فہرست بلا قیمت منگواکر ملاحظہ کیجئے -

نوٹ — ہر جگہ میں ایجنٹ یا مشہور دوا فروش کے یہاں ملتا ہے -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵۵ و ۶۰ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

[۲۳]



گھر بیٹھے عینک لیجیے

زندگی کا لطف آنکھوں کے دم تک پھر آپ اسکی حفاظت کیوں نہیں کرتے ؟ صرف اسلیے کہ قابل اعتماد عینک آسانی سے نہیں ملتی ؟ مگر اب تو یہ دقت نہیں ایک اطلاعی کارڈ پر ہمارا معائنہ چشم حاضر ہوگا بالکل نئے اصول پر امتحان لیجائیگی -

ایم - ایں - احمد - اینڈ سنس
نمبر ۱۵/۱ رپن اسٹریٹ - ڈاکخانہ ویلسلی - کلکتہ

[۲۴]



عمدہ ام شیریں

آپ خرید نا چاہتے ہیں تو ملیح آباد کا "سفیدہ" - منگا لیجے ۳۲ دانہ کی قیمت ۳ - روپیہ ۱۵ - آنہ - ۶۴ - آم تک محصول وخرچ ایک روپیہ - ۱۵ - جولائی - تک ملسکتا ہے پھر نہیں - پھول پتی کے بیچ' پودہ ہے' آم کی قاشیں بالکل سستے داموں لیجئے

نذیر برادرس کنول هار ایجنسی ملیح آباد - لکھنؤ

[۲۵]

اشتہار

چند قومی نظمونکا مجموعہ جلکی قیمت انجمن مہاجرین اسلام میں داخل کیجائیگی -

ڈیڑھ آنے کی ٹکٹ آنے پر - ایک فرد - روانہ ہوسکتا ہے
۶ آنے کی ٹکٹ آنے پر - ۶ - فرد " " "
۸ آنے کی ٹکٹ آنے پر - ۱۲ - فرد " " "

الہشتہر خاکسار خادم الدھر سید غلام باری زہر - محمد منزل بہار

[۱۸]



لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام احمد الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۵ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۹ رجب ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 25, 1918.



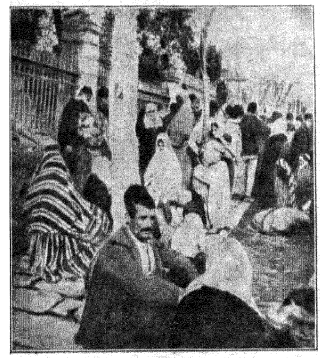
بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف اٹھہ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں در تار دفتر تصویر افکار' اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ " خدا کیلیے یورپین ٹرکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں' اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ دردانگیز ہے - جو مرگئے' انکو دفن کر دیں' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں' لیکن جو بدنصیب زندہ' مگر مردے سے بدتر ہیں' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہو چکا ہے' اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -



یورپین ٹرکی کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایا صوفیا کے صحن میں

(۱) کم ازکم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنی ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ٹرکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب دود اعانت فرمائیں گے فاجرہ علی اللہ ،

وہ وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ' خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو آسے مل رہا ہو' وہ خود نہ لے' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی بیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا' لیکن آپ کیوں نہیں سمجھ ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے' تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب اٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے'** انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروری اخراجات خط وکتابت کیلیے رفع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا' اور ایک سال کیلیے اخبار اُنکے نام جاری کردیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے' اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہوجائیگا - اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خود فائدہ اٹھانے کی جگہہ' اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریدار ونکا ارسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کرلیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا' اس نے مجبور کر دیا' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی' اس سے گریز کرنا' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلاتے رہنا' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمالیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے' جو یورپ اور ٹرکی کے اعلے درجہ کے با تصویر' پر تکلف' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القرآن' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اُس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ٹرکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں' اسکا باب "شئون عثمانیہ" ٹرکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "نامہ رسان غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکی ایک با تصویر سرخی ہے' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات' مذاکرۂ علمیہ' حقائق و دقائق' المراسلۃ و المناظرہ' اسئلۃ و اجوبتہا' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و مرخصوصی
ابوالکلام احمد المدعو بآزاد

خام اشاعت
۷۰۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad
7/1 Mcleod Street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address.
"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.
If-yearly 4-12

جلد ۲ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۹ رجب ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۲۵
Calcutta, Wednesday, June 25, 1918.

فہرس

شذرات
حالت السید الاوان
حفظ ناموس
تربیت بر خطر مادات
مقتضیہ بیدلی
مقالۂ افتتاحیہ
السفاہ والسفہاء
تتمہ شذرات
مسئلۂ علمیہ
خطوط و کرت (۲)
تتمہ شذرات
زر اعانۂ اردو معلی
اخبار اسلام
العروۃ فی الاسلام
مقالات
البلاغ المبین
وثائق و حقائق
اقتراحات
کارزار طرابلس
ایک قوم عظیم
تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند کا ایک ورق
اعانۂ مہاجرین
فہرست زر اعانۂ مہاجرین ششماہیہ

تصاویر

مرحوم محمود شوکت پاشا اپنے وطنی لباس میں — صفحہ خاص
وزارت عثمانیہ کا مرقع
سفر یجت کے بعض مناظر

اطلاع

خریداران الہلال کی خدمت میں

الہلال کی دوسری ششماہی جلد کا یہ اخری پرچہ ہے - جن حضرات نے گذشتہ جولائی میں سالانہ قیمت دی تھی، یا جنھوں نے جنوری میں ششماہی مرحمت فرمائی تھی، انکا حساب اس اشاعت سے ختم ہو گیا - اگر انکو کیلیے الہلال کی اعانت مقصود ہو، تو براہ کرم اس نمبر کو دیکھتے ہی انکو کیلیے قیمت روانہ فرمائیں، یا ایک کارڈ لکھکر دی - پی - کی اجازت دیں - ورنہ مجبوراً انکی خدمت میں انکو پرچہ روانہ نہو گا -

تذکار شہداء اسلام

الہلال کی "اشاعۃ خونیں"

افسوس ہے کہ جس مخصوص اشاعت کا وعدہ پرسوں میں دربارہ کیا گیا تھا، اسکی ترتیب کی بالکل مہلت نہ ملی - تکلیفیں تو معمولی حدود میں - الحمد للہ کہ حال کی ابتدائی اشاعات میں ایسا عجیب واقعہ اتفاق ہو گیا - اضافہ ہفت میں اور بھی ہیں - صرف مضامین کی ترتیب باقی ہے -

الندیر

شذرات

خاتمة السنة الاولى

فهجي لسان صدر كه غم دل نگفته ماند
اسرار عشق انچه توان گفت ' گفته ايم

الحمد لله كه الهلال كي اشاعت كے پہلے سال كا يه اخري پرچه هے - اس پرچے پر دوسري ششماهي جلد ختم هوگئي ' اور اشاعت ابتدا سے تيسري جلد شروع هوگئي : فالحمد لله في البداية و الانتهاء ' و الشكر له في السراء و الضراء - و نسئال الله ان يوزعنا اعمال الحسنى ' و سعادة العقبى ' و خير الاخرة و الاولى :

بسا زعاشقان جهان خبر ما نما ند كسے
بغير باده كه ما هم خدمتيم و بس

اس موقعه پر بهت سے خيالات تھے ' جو معرض تحرير ميں آجاتے تو بهتر تها - جس زندگي كيليے هر ساعت اور هر لمحے ميں اپنے نفس و اعمال كا احتساب ضروري هے ' كم از كم چهه مهينے كے بعد تو اسپر ايك نظر دال لي جاے - سب سے بهتر " فراماً فاتبين " انسان ليليے خود اسكا ضمير هے ' اور جو لوگ اس فرشتهٔ تبهي كي صدا كي سماعت حاصل نه كرليتے هوں ' انكو احتساب اعمال ليليے قيامت كے دن كي ضرورت نهيں رهتي - وه جب كبهي اپني جستجو ميں نكلتے هيں تو خود انكے اندر سے آواز آتي هے :

اقرا كتابك ' كفى ... اپنے اعمال كي كتاب پڑهلے ' آج تے
بنفسك اليوم ... دن اسي دوسرے هاتهه حساب و شمار كي
عليك حسيبا ! ... ضرورت نهيں ' خود تيرے ضمير هي كا
(١٧ : ١٥) ... احتساب تيرے ليے كافي هے !

ليكن افسوس هے كه بعض ضروري اور مقدم افكار نے خاتمهٔ جلد كے لكهنے كي مهلت نه دي ' اسليے الله تعالى كے شكر ' معاونين كرام كے تبجيد ' ذكر ' اور آئنده ليليے طالب توفيق رفيق ' و استقامت و ثبات كي دعا پر ' اس جلد كو ختم كرتا هوں ' اور آئنده اشاعات كے فاتحهٔ جلد ثالث كے مضمون پر بعض ضروري گذارشات رقمطراز هوتا هوں -

جو كچهه كيا جا رها هے ' سب كے سامنے هے - اور جو كچهه كرنے كا اراده هے ' اسكے ليے ادعا نهيں - صلے كي نه كبهي خواهش هوئي ' اور نه ذكته چيني كي سماعت سے انكار هے - اگر كوئي ايك لمحه بهي خدمت ملة اور اعلاء حق كا نصيب هوا ' تو يه اسكا فضل هے - اور اگر نيتوں ميں كهوٹ اور كاموں ميں قصور رها ' تو يه ميرے نفس كي كمزوريان هيں : ما اصابك من حسنة فمن الله ' وما اصابك من نفسك فمن نفسك -

پهلي صورت ميں تحسين كي خواهش نهيں مگر انصاف كي التجا ضرور هے - اور دوسري حالت ميں اعتراف سے گريز نهيں ' مگر دعا كي التماس البته ركهتا هوں - فنعوذ با لله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا و من يهدي الله فما له من مضل ؟

مسئله ارمنيه ... ايشيائي تركي ميں زياده تر اتراك قومين آباد هيں : ترك ' ارمني ' عرب ' كرد ' يوناني - ارمني بڑي تعداد ارمنيوں كي هے جن كي آبادي ٣٩ فيصدي هے - مسٹر تهومپسن كي راے ميں يهي قوم سب سے زياده سر مشق ستم هے ' وه كهتے هيں :

" قتل و غارت ' لوٹ مار ' عفت دري ' اور زبردستي مسلمان بنا ليني ' زمين و املاك كو جبراً ضبط كر لينے كي كارروائياں كچهه اڑهاي نصف صدي سے على الاتصال جاري هيں - حكام كے دستبرد سے اسكا انتظام ازل هي هوچكا تها كه ارمنيوں نے اسلحه لے ليے تھے - اسليے غريب نصراني ارمني اپني حفاظت خود نهيں كرسكتے - حكام كي ريشه دوانيوں سے اكثر قتل عام هوتے رهے هيں ' اور جو لوگ قتل هونے سے بچ رهے ' جلاے وطن كرديے گئے - عجيب ترين امر يه هے كه ارمني يه تمام مصيبتيں جهيلتے هيں ' پهر بهي انكي دلي آرزو يهي هے كه دولت عثمانيه كا ايك جزو بنكر رهيں - اس معامله ميں وه اسقدر ازخود رفته هيں كه اگر آج يورپ انكو آزاد بهي كرا دے تو وه اسكو منظور نهيں كر سكتے "

يه تخيلات اس قدر غرابت آفريں تھے كه مقامي اينگلو انديں معاصرين كي عصبيت بهي ١٨ - جون سنه ١٩١٣ م كي اشاعت ميں ان كو مجموعهٔ تضاد مانلے پر مجبور هے ' كيونكه " ارمنيونكو زرسي زعايا بننے كي اجازت دي جاتي هے ' جب بهي وه تركي رعايا بنكر هي رهنا پسند كرتے هيں "

مسٹر تهومپسن انگلستان كو الزام ديتے هيں كه " تركي كو تمام بد عنوانيوں سے روك سكتا تها - اب بهي موقع هے كه ايشيائي تركي ميں سلسلهٔ اصلاح جاري هو تو فرنگي سلطنتيں آس پر نگراني ركهيں - نيز فرنگي حكام نگران مقرر كيے جائيں "

انگلشمين اس راے كي تحسين كرتے هوے اس كے عملي نفاذ ميں مشكلات كے پيش آمد سے خوف زده هے ' تاهم آس نے قطعي فيصله كر ديا هے كه " فرنگي سلطنتوں كي امداد سے انگلستان كو حق حاصل هے كه دولت عثمانيه سے نصرانيوں كے حقوق كي نگراني كے ليے باقاعده مطالبه كرسكے ' كيونكه دنيا بهر ميں اس وقت برطانيه هي سب سے بڑي " اسلامي سلطنت " هے " يعني " سب سے بڑي اسلامي سلطنت " كا يه حق نهيں هے كه مسلمانوں كو مظلوميت سے بچانے كا مطالبه كرے - البته آس كو يه حق ضرور حاصل هے كه سب سے بڑي اسلامي سلطنت هونے كي عجيب و غريب خصوصيت كو اسطرح عمل ميں لاے كه بقيهٔ اسلاف مسلمان سلطنتوں كے داخلي نظم و نسق ميں ' مداخلت و دراندازي كرے ' انكي رهي سهي زندگي كا بهي خاتمه كردے !!

ترکوں پر نظر عنایت ... ان قدر گرلز كو آزاد كان ترك كي ناكامي پر افسوس هے ' آن كي راے ميں جس كي ترجماني مينچسٹر گارجين نے كي هے " اب يهي بهتر هے كه تركي مقبوضات يورپ كو فرنگيوں كے رحم پر چهوڑ كر ايشيائے اوچك چلي جاے " تركوں كو آنهوں نے درستانه صلاح دي هے كه " وه اپني فوج كو از سر نو مرتب كرے اس قدر طاقتور اور زبردست بنا ليں كه اگر كوئي سلطنت آن پر حمله كرنے كا قصد بهي كرے تو خود آس كي هستي معرض خطر ميں آجاے " آن كو صاف اعتراف هے كه " آجكل كي دنياے سياست آسي كے حق ميں انصاف كرتي هے جو زبردست هو ' حاميِ آسي كي هوتي هے جو طاقت ركهتا هو ' جن كي طرف سے ذرا بهي انديشه هوا كه على حاله چهوڑ دينے سے قوت پكڑ جاينگے ' پهر آن كي خير نهيں " ان اصول موضوعه كي ترتيب و تمهيد سے فارغ هونے كے بعد لكهتے هيں :

" سلطنت عثمانيه كو زياده انواج كي ضرورت نهيں كيونكه آسكو صرف دو سرحدوں كي حفاظت كرني هوگي ' ميڈيا سے ايفرس تك كي ' اور داماں كوه قاف كے حدود كي " فوج ميں غير مسلمان عنصر كا داخله بهي آن كے خيال ميں ضروري هے -

سياسي اصلاحات كے ضمن ميں اجرا و توسيع ريلوے كي ضرورت پر زياده زور ديتے هيں كه " اناضول (اناطوليه) سے عرب كے داندي مل جائيں ' سلطان روم قسطنطنيه سے دست بردار هوجائيں ' خلافت كا نشيمن دمشق يا حلب ميں قائم هو ' عربوں سے قوت قريبه حاصل رهے " اسكے بعد راے دي هے كه :

یہ اصلاحات قدرتی و سیاسی اصول کی بنا پر ہیں ' کیونکہ قسطنطنیہ کے دارالخلافہ رہنے سے یورپ کی توجہ ادھر زاید رہیگی ' علاوہ اسکے قسطنطنیہ کے تمام قدرتی مناظر میں روز بروز کمی بھی آتی جاتی ہے ' موجودہ مجلس مبعوثان عثمانی کو اس بہشت ارضی (قسطنطنیہ) کا چھوڑنا طبعاً گوارا نہوگا ' تاہم جو مدبر جب کبھی اس اہم کام کو انجام دیگا ' وہ ضرور تحسین و آفرین کا مستحق ہوگا " !!

ہفتۂ جنگ

اب یہ بات صاف ہوگئی کہ محمود شوکت پاشا مرحوم کے قاتل انگوریزی رعایا کے افراد تھے ' اور سازش دہل میں خارجی سیاست کو تعلق تھا - کامل پاشا اس کے علم بردار تھے ' اور پچھلے دنوں ان کی آمد قسطنطنیہ اسی سلسلہ ربط کے متعلق تھی - ان کی سازش نے موجودہ ترکی حکومت کو خاک میں ملا دینے کا فیصلہ کر لیا تھا - طلعت بے ' نائل بے ' عاصم بے ' ان سب کے قتل کا تہیہ ہوچکا تھا ' مگر صرف وزیر اعظم کے سرگئی ' اور سب بچ رہے - کامل پاشا کے فرزند اس انقلابی تحریک کے سرغنہ تھے ' جو اپنے بہت سے رفیقوں کے ساتھ گرفتار ہوے ہیں - ان لوگوں کو امید تھی کہ انقلاب میں وہ برسر حکومت آجائینگے ' اور ممالک عثمانیہ کا خاطر خواہ تجزیہ کرکے دول فرنگ کی ہمدردی حاصل کرلینگے ' مگر منصوبہ ناکام رہا ' راز افشا ہوگیا ' اور اب باب عالی اس انقلابی پودکر کے قطعی استیصال میں منہمک ہے - ۲۰ سرغنوں کے لیے سزاے موت کا حکم ہوا ہے جن میں ۱۲ - کو میدان بایزید میں پھانسی دے دی گئی - کامل پاشا کے حفید (پوتے) ایک اطالی جہاز میں سوار ہو کر بھاگ گئے - اجانب نے ان کو پناہ دی ہے کہ اب تک سمجھ پھر کیوں ان آتش پاروں سے اشتعال شورش میں مدد ملیگی - دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت برطانیہ کے جس معاہدہ کی رو سے بلقانیوں اور عثمانیوں میں صلح کرادی ہے ' لندن ٹائمس نے اس کی تفصیل شائع کردی - معاہدہ کے اہم دفعات یہ ہیں :

(۱) مسیحی مقبوضات عثمانیہ کے وہ تمام علاقے جو " ایڈرس " سے " میڈیا " کے خط وسطی کے قرب میں واقع ہیں ' بلقانیوں کو تفویض کردیے جائینگے - حد بندی کا تصفیہ ایک بین الدولی کمیشن کے ذریعہ سے ہوگا -

(۲) البانیہ کی حد بندی اور حکومت البانیہ کے تمام متعلقات کا فیصلہ یورپین سلطنتیں کرینگی ' ترکی جزائر بحر سفید (بہ استثناے جزیرۂ کریت و جزیرہ نماے کوہ آتھوس) کا مسئلہ بھی دول فرنگ ہی پر واگزار ہوگا -

(۳) جزیرۂ کریت بلقانیوں کو دے دیا جائیگا - دولت عثمانیہ کو جو سیاسی و سلطانی ذخیرہ حقوق حاصل ہیں ' وہ ان سب سے دست بردار ہو جائیگی ' اور یہ تمام حقوق بلقانیوں کو مل جائینگے -

(۴) اس جنگ سے جو مالی نقصانات ہوے ہیں ' ان کی تعویض کا سوال وہ بین الدولی کانفرنس حل کریگی ' جو اسی غرض کے لیے عن قریب پیرس میں منعقد ہونے والی ہے - مقترحات (یا مغصورات) کی تقسیم بھی اسی کانفرنس کے ذریعہ ہوگی -

(۵) اسیران جنگ ' سیاسی حدود اختیارات ' قومیت اور تجارت کے مسائل بلقانیوں اور عثمانیوں کے باہمی معاہدہ سے طے ہونگے -

اس معاہدہ نے یورپ کے تمام علاقے ' جن میں صرف تہریس کا ایک بہت ذرا سا جزو اور قسطنطنیہ کے مضافات شامل نہیں ہیں ' اسلام سے لے کر نصرانیت کو دلا دیے ' اور اب خلافت اسلامیہ کے لیے وہاں مذہبی حقوق بھی باقی نہیں رہے - ادھر سے تو صفائی ہوگئی ' لیکن اب خود بلقانیوں کی باہمی کدورت سیاسی مطلع کو روز بروز مکدر کرتی جاتی ہے - سرویا و بلغاریا کی کشاکش آویزش کی حد تک پہونچ گئی - سرحدیں فوجوں سے لبریز ہیں - روس کی سعی مصالحت سے کوئی خوش نہیں - اتحاد بلقان کے ہر رکن کو اس سے اختلاف ہے - اسٹریا تک اس کے تحکم سے ناراض ہو رہا ہے - بلغاری متطوعین (والنٹیرز) کے ایک دستے نے سرویا کی باقاعدہ فوج پر حملہ شروع کردیا - ۱۲ - جون کے حملے میں کچھ سرویی مقتول و مجروح بھی ہوے - روس نے ایک کانفرنس کے ذریعہ مصالحت کرانی چاہی تھی - سرویا نے اس میں شرکت سے انکار کر دیا ' اور تصفیہ مناقشات میں صرف آگ اور تلوار کو حکم بنانے کی خواہش ظاہر کی - ۲۳ جون کو روس کے الحاح و اصرار پر اس کی نالش تو منظور کرلی ہے مگر کسے معلوم کہ کل کیا ہوگا ؟ مقدونیہ کے مقام کو ہر لی (کوبر للو) میں جو بلغاریہ کی سرحد پر واقع ہے اس نے ایک لاکھ چالیس ہزار سپاہ فراہم کرلی ہے ' ہر وقت دارالحکومۃ بلغاریا یہاں سے صرف ایک سو میل کے فاصلہ پر ہے ' اس سے بلغاریوں کو خوف ہے کہ سرویی فوجیں صوفیا پر حملہ کردینگی - یونان و بلغار میں بھی کشمکش کی ابتدا ہوگئی ہے - مقدونیہ اس وقت یونانیوں کے قبضہ میں ہے - بلغار کو یونان سے شکایت ہے کہ مقدونیہ میں بلغاری رعایا پر سخت مظالم ہو رہے ہیں - اس نے اپنی فوجیں سرحد مقدونیہ پر جمع کر رکھی ہیں کہ تلوار کے زور سے اس شکایت کا انسداد کر سکے - دوسری جانب یونان کا مطالبہ ہے کہ مقدونیہ کے وہ علاقے جو تاریخی روایات و قومیت کے لحاظ سے یونانی ہیں ' بلغاریوں کے قبضہ سے یونانیوں کو واپس ملنے چاہئیں - خاتمۂ جنگ کے بعد سے بلغاریہ کی روش باب عالی کے ساتھ ایک گونہ تواضع و تذلل کا پہلو لیے ہے - یونان کو اس کی بھی شکایت ہے کہ یونانی حکومت کی مخالفت کے لیے یہ روش اختیار کی گئی کہ اگر جنگ تک نوبت آئے تو عثمانیوں کی امداد سے یونانیوں کو منہزم کیا جاے - جزائر بحر سفید کے قبضہ کا تصفیہ پیرس کانفرنس کے متعلق ہے ' مگر یونان نے ابھی سے ان جزائر کے لیے تگ و دو شروع کردی ہے ' جس سے ریوٹر ایجنسی کی راے میں جنگ کے خطرات قریب آتے جاتے ہیں - اور اب یہ احتمال اس قدر قریب ہو رہا ہے کہ ملکۂ یونان نے سیاحت جرمنی کا ارادہ ملتوی کردیا - کیونکہ بلقان میں صورت معاملات کی تبدیلیوں ایسی نہیں ہیں کہ اس حالت میں سیر و سیاحت کے لیے ملک سے باہر جانے کا موقع مل سکے -

پیرس کی بین الدولی کانفرنس کے ابتدائی مراتب طے ہوگئے ' کانفرنس کے لیے پچاس ممبر منتخب ہوے ہیں ' جن میں عثمانیوں اور بلقانیوں کے علاوہ دول ستہ (برطانیہ ' فرانس ' روس ' جرمنی ' آسٹریا ' اٹلی) کے ممبر بھی شریک ہیں - کانفرنس میں حسب ذیل مسائل پیش ہونگے :

(۱) ترکی سلطنت کے ذمے قرضہ فرنگستان کا جو بار ہے ' وہ ہر ایک ترکی علاقہ پر منقسم ہے ' اور ہر جگہ کی آمدنی سے ایک خاص مقدار اس قرضے میں دی جاتی ہے - بلقانیوں نے جو علاقے فتح کیے ہیں ' ان سے جس قدر قرضہ کی رقم ادا ہوتی تھی ' اب وہ کس حد تک باقی رہیگی ؟ بلقانی اس کو یکمشت ادا کردینگے یا سود کی سالانہ قسطوں کی صورت میں دیتے رہینگے ؟ دونوں صورتوں میں ترکی تمسک لینے والوں کے لیے کیا ضمانت ہوگی ؟

(۲) بلقانیوں کو کس قدر تاوان جنگ دلا یا جائے -

ترکی تمسکات میں زیادہ حصہ فرانس کا ہے ' جو طبعاً اس باب میں زور دیگا ' لیکن اس وقت تک مجرائے سیاست بلقان سے بھی مسطبط ہوتا ہے کہ ترکی قرضے کی جو مقدار بلقانیوں کے ذمے عائد ہوگی ' وہ کم از کم ایک کروڑ بیس لاکھ پونڈ ' اور زاید از زاید دو کروڑ پونڈ ہوگی -

الهلال

١٩ - رجب ٣٢١ ١٣ هجری

الداء والدواء

یعنی

جماعت " حزب الله " کے اغراض و مقاصد

(١)

یا ایها الناس ! قد جاءتکم موعظة من ربکم و شفاء لما فی الصدور ، وهدی و رحمة للمومنین - قل بفضل الله و برحمته ، فبذالک ، فلیفرحوا ، وهو خیر مما یجمعون (١٠ : ٥٧)

ز خمه بر تار رگ جان مي زنم * کس چه داند تا چه دستان مي زنم
ز خمه بر تارم پریشان مي رود * کهن نوا های پریشان مي زنم
خامه همراز دم گرم منست * آتش از نے در نیستان مي زنم

باز شوقم در خروش آورده ست * باز هوے همچو مستان مي زنم
دی به یغما داده ام رخت و متاع * امشب آور در شبستان مي زنم
جوے شیراز سنگ راندن ابلهي ست * بهر گوهر تیشه بر کان مي زنم
گریه را در دل نشاطے دیگرست * خنده بر لب های خندان مي زنم
بند هر خواهش ز دل مي بگسلم * نقش هر صورت بعنوان مي زنم
دعوئے هستي ، همان بت بند گیست * کافرم گر لاف ایمان مي زنم

در خرابات ندیدستي خراب * باده پنداري که پنهان مي زنم
تو دریغا بیني و من خود هنوز * جام مے در بزم اعیان مي زنم

مي ستیزم با قضا از دیر باز * خویش را بر تیغ عریان مي زنم
لعب با شمشیر و خنجر مي کنم * بوسه بر سر طور و پیکان مي زنم

در جنون بیکار نتواں زیستن
آتشم تیزست و دامان مي زنم

تمہید (١)

یه بار بار کہا گیا ہے که عالم اسلامي کے گذشته اخیري مصائب نے مسلمانوں میں تنبه و اعتبار کے جیسے غیر معمولي علائم و آثار پیدا کردیے ہیں ، انکا دو سال اوردھر وجود نه تھا -

اس قسم کے آراؤ قیاسات همیشه مظنون ، اور مستقبل کے نتائج کے محتاج هوتے ہیں ، اور انکي صحت و عدم صحت کے دلائل منشوں اور امحروں کے واقعات و حوادث سے متغیر هو جاتے هیں - وہ قدیر و حکیم ، جو ایک چھوٹے سے بیج کو ایک عظیم الشان نباتاتی هستي تک پہنچاتا ، اور پھر خود اس سے هزاروں بیج پیدا کرتا ہے ، صرف اسکے هاتھ میں ہے که بیداریوں کو استوار ، عبرتوں کو نتیجه خیز ، اور متحرک نعشوں کو حي و قائم اجسام کی صورت میں بدل دے :

ان الله فالق الحب و النوی ، یخرج الحي من المیت ، ذالکم الله فانی تؤفکون (٦ : ٩٥)

"بیشک خدا هي ہے جو زمین کے اندر بیج کے دانے کو (جبکه وہ محض امید

من الميت و يخرج الميت من الحي - فالكم الله ، فانى يوفكون ؟ (۶ : ۹۵)

(بیج کی حالت میں ہوتا ہے) پھاڑ کر (امید کو کامیابی) ایک قوی و تناور درخت پیدا کر دیتا ہے - وہی زندگی کو موت سے، اور موت کو زندگی سے نکالتا ہے - یہی قدرت کی نیرنگیاں دکھلانے والی ذات قدس، تمہارا خدا ہے، پھر تم کدھر بہکے جا رہے ہو، اور کیوں اسکی طرف نہیں جھکتے ؟ "

علائم و آثار

لیکن اسمیں شک نہیں کہ سمندروں کا پانی اُڑتا اور پھر ابر کی صورت میں پھیل جاتا ہے - یہ یقینی ہے کہ پانی کے برسنے سے پہلے موسم بدلتا، اور اپنے آنے سے پہلے اپنی علامتوں کو بھیجتا ہے - طوفان کے آنے سے پہلے طوفانی ہوائیں چلتی ہیں، اور برسات سے پہلے ابر نلیظ کی چادریں آسمان پر پھیلا دی جاتی ہیں :

اللہ الذي يرسل الرياح فتثير سحابا ، فيبسطه في السماء كيف يشاء و يجعله كسفا ، فترى الودق يخرج من خلاله ، فاذا اصاب به من يشاء من عبـاده اذا هـم يستبشرون (۳۰ : ۷۴)

" اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادلوں کو اپنی جگہ سے اُبھارتی ہیں، پھر خدا جس طرح چاہتا ہے اُنسے کام لیتا ہے - کبھی بادلوں کو آسمان پر پھیلا دیتا ہے، کبھی اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے، اور تم دیکھتے ہو کہ اچانک درمیان سے مینہ نکلا چلا آتا ہے ! پھر جب اپنے بندوں میں سے جن پر برسانا چاہتا ہے، برسا دیتا ہے، تو وہ (زندگی پا کر) خوشیاں منانے لگتے ہیں ! ! "

یہ علائم نظریہ اور آثار طبیعیہ جو تم کو دنیا میں اپنے سے باہر نظر آتے ہیں، بعینہٖ تمہارے اندر بھی موجود ہیں - تم جو اس عالم صورت و جسم کے ذرے ذرے کی پرستش کرتے ہو، بھول گئے ہو کہ ایک اقلیم قلب و معنی بھی ہے، اور اس " عالم صغیر " میں جو کچھ ہے، اُسی " عالم کبیر " کا عکس و ظلال ہے :

الم تـر الى ربك كيف مد الظل ؟ (۲۵ : ۴۷)

کیا تم نے اپنے پروردگار کی اس حکمت و قدرت کو نہیں دیکھا کہ اُس نے کیونکر " ظل " یعنی سائے کو پھیلا دیا ہے ؟

سر روحانيان داري رلے خود را نديدستي
بخواب خود درا تا قبلهٔ روحانيـان بيني

آفتاب طلوع ہوتا ہے، اور اپنے سایے کو اپنے ساتھ متحرک کرتے ہوئے غروب ہو جاتا ہے (۱) چاند نکلتا ہے، اور عروج و مہاق کی منزلیں طے کرتا ہوا نظر آتا ہے (۲) موسم بدلتے ہیں اور نئی نئی ہوائیں چلتی ہیں - سمندروں میں طوفان اُٹھتے ہیں، اور آسمان پر بجلیاں چمکتی ہیں - جبکہ موسم خشک اور گرم ہوتا ہے تو بارش کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں، اور جب علامتوں کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے تو بارش کا نزول ہوتا ہے - غرضکہ جو دنیا تمہارے سامنے موجود ہے، وہ طلوع و غروب، عروج و مہاق، تساط و تنزع، تضارب و تصادم، تعادل و تسابق، تسفل و ترقی، تبدل و تعدد، اور ایاب و ذہاب کا ایک یکسر مرقع ہے، جسکے مناظر متلوّن، اور جسکے مظاہر و امثال متحرک ہیں -

بعینہٖ یہی حال اُس دنیا کا بھی ہے جو تمہارے سامنے نہیں، مگر تم میں موجود ہے - وہاں بھی طلوع و غروب ہوتا ہے، اور جبکہ تاریکی چھا جاتی ہے تو آفتاب درخشندہ ظلمت سے اپنا سر نکالتا ہے - وہاں بھی موسم بدلتے ہیں، اور ہوائیں متغیر ہوتی ہیں - بہار عیش حیات کا پیغام لاتی ہے، اور خزاں افسردگی و ملالت کے ساتھ ظہور کرتی ہے - وہاں بھی سمندروں میں طوفان اُٹھتے ہیں، اور زمینوں پر موسم کی تند و تیز ہوائیں چلتی ہیں - جب موسم بدلتا ہے، تو یہاں کے آسمان کے طرح، وہاں کا آسمان بھی بدلجاتا ہے - اور جب پانی برسنے کو ایسے آتا ہے، تو پہلے ابر کے محیط ٹکڑوں اور سرد ہواؤں کے مرطوب جھونکوں کو بھیجدیتا ہے - قحط اور خشک سالی اس سرزمین کی سب سے بڑی مصیبت سمجھی جاتی ہے، لیکن وہاں بھی اس سے بڑھکر اور کوئی مصیبت نہیں - جب آسمان اپنی دریا نوالی کا اور زمین اپنی بخشش کا دروازہ بند کر دیتی ہے، تو دریا اُتر جاتے ہیں، اور سیر حاصل زمین خشک ہو کر چٹیل میدان بن جاتی ہے - پھر موت اور بربادی دنیا پر چھا جاتی ہے، اور انسان اپنی غذا سے محروم ہو جاتا ہے -

یہی حال وہاں کا بھی ہے - البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں کی خشک سالی جسم کو غذا سے محروم اور دنیا کی، اور وہاں کا قحط قالب و روح کیلیے پیغام ہلاکت ہوتا ہے - پس یہاں جسم کیلیے موت ہے، جسکے بعد بھی زندگی باقی رہتی ہے، اور وہاں دل کیلیے ہلاکت ہے، جسکی ہلاکت کے بعد زندگی کا کوئی سامان نہیں !

و القلب تحمل ما لا يحمل البدن !

جسم و جان، رنگ و بو، لفظ و معنی، صورت و حقیقت، یہی دو مختلف دنیاؤں اور موجود و مشہود کی دو اقلیمیں، ہیں جنکو انسان الہی " عالم آفاق و انفس " سے تعبیر کرتا ہے :

سنريهم اياتنا في الآفاق و في انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق (۴۱ : ۵۲)

ہم اپنی نشانیاں عالم کائنات کے مختلف اطراف و جوانب میں بھی دکھلائیں گے اور انکے نفس کے اندر بھی، یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائے کہ بیشک وہی حق ہے -

اور یہی وہ عالم معنوی ہے، جسکے آثار و علائم، اور آیات و اسرار پر قرآن کریم توجہ دلاتا ہے، اور جس سے آزاد آدم کی غفلت و اعراض پر وہ ہر جگہ متاسف ہے کہ :

وفي انفسكم افلا تبصرون ؟ (۵۱ : ۲۱)

اور کیا جو کچھ تمہارے نفس کے اندر موجود ہے، اسے تم نہیں دیکھتے ؟

ما بعد آثار و عقب علائم

پس کہ آثار و علائم ہمیشہ مظنون، اور مستقبل کا چہرہ ہمیشہ تاریکی میں ملفوف ہوتا ہے، تاہم علامتوں کے ظہور میں شک

[نوٹ صفحہ ۵]

(۱) فطرۃ انسانی مجاہد پسند واقع ہوئی ہے - خالق انسان نے عمل اسلیے نہیں کیا کہ بعض مقررہ کام، جو اغراض و مقاصد کی تشریح کیلیے ایک مبارک اضطراب اپنے اندر رکھتے ہیں، یہ تمہید ناگوار گذرے، وہ سنی سنائی باتوں کے اعادے سے کیا فائدہ ؟ ایسی جہاں انہوں نے اتنی عمر تک صبر کیا ہے، وہاں چند دنوں کا اور انتظار گوارا فرمالیں تو بہتر ہے - ہر کام ترتیب طبعی سے انجام پاتا ہے - اغراض و مقاصد جو بچے اُن تمام امور و نظر ذال ابتدا ضرور رہی ہے، جنکے بے وقت پیش نظر ہونے سے، مقصود اصلی مجہول میں آ نہیں سکتا - لوگوں نے بے شمار خطوط و استفسارات اس تمہیدی امور کی اصلاح آچکے ہیں، اور اسکے سوا چارہ نہیں کہ تمہید ہی میں اپنے خیالات صاف صاف عرض کر دوں اگلے چلکر یہ تمہید ہی تشریح مقاصد کا کام دیگی، اور اسمیں صرف چند صفحوں کی دیر ہے -

(۲) ایام مہاق سے مراد اصطلاح نجوم میں مہینے کی وہ آخری راتیں ہیں جب چاند کھوئی لگتا ہے، یعنی نصف آخری (منہ)

نہیں - یہ ضرور ہے کہ موسم بدل رہا ہے ' اور انکھیں ابر کی پھیلی ہوئی چادروں کو ' اور جسم ٹھنڈی ہواؤں کو محسوس کررہے ہیں - پس پانی کا برسنا ضروری ہے ' اور گرمی جس قدر تیزی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے ' اتنا ہی بارش کے نزول کو متیقن بھی اور دیتی ہے -

دلوں کی اقلیم میں ایک شورش بپا ہے - اسکے سمندر تہہ و بالا ہورہے ہیں - موجوں اور طوفانوں کا زور ہے - آسمان کی رنگت بدل رہی تھی ' مگر اب سیاہ اور تاریک ہوگئی ہے - اور بجلی بھی چمکتی تھی ' پر اب گرج گرج کر زمین پر گرنا چاہتی ہے - فضاء آسمان ایک معرکۂ دار وگیر ' اور ایک محشر رستخیز برپا گئی ہے - اور کائنات کی ہر شے ابھرنے اور اچھلنے کیلیے بیقرار ہے - اگر بادل گرج نہیں آرہی ' تو یہ کوند و غبار کیوں ہے ؟ اگر آگ نہیں جل رہی ' تو یہ دھواں کہانسے اٹھ رہا ہے ؟ اور اگر کچھ ہونے والا نہیں ہے ' تو یہ ہونے کی علامتیں کیوں ظاہر ہورہی ہیں ؟

اَن فی ذالک لذکری ' لمن کان لہ قلب ' او القی السمع و ھو شہید -

دھقان آسمان کو دیکھکر سمجھ لیتا ہے کہ اسے کیا کرنا چاہیے اور کشتی بان طوفان کے آنے سے پہلے کشتی کو کنارے تک پہنچا دیتا ہے - پس ضرور ہے کہ دلوں کی شورش و اضطراب سے معنی نہو ' اور اس اقلیم کے حوادث و تغیرات کے اشارات گویا سمجھے جائیں -

عالم اسلامی آج ایک آخری انقلاب کے کنارے پر ہے ' اور تبدیلیوں اور انقلابوں کی وہ تمام علامتیں اسکے چہرے میں موجود ہیں ' جو دنیا کے گذشتہ سخت سے سخت انقلابات کی تکمیل سے پہلے ہمیشہ ظاہر ہوا کی ہیں - وہ انقلابات عظیمہ ' جنھوں نے دنیا اور دنیا کے مناظر کو یکسر پلٹ دیا - وہ تغیرات مدھشہ ' جنھوں نے قوموں اور ملکوں کی تاریخ یک قلم اولٹ دی - وہ ' جنھوں نے زمین کے جغرافیے اور اسکی خشکی اور تری کے حدود میں تبدیلیاں کردیں - وہ ' جنھوں نے انسانی نسلوں کے عمران و تمدن اور انکے عوائد و خصائل کی عمارتوں کو ڈھاکر پھر ازسر نو تعمیر کردیا ' اور وہ ' جو اسلیے ظاہر ہوتے ہیں تاکہ حیات و ممات امم کے قانون الہی کے مطابق ' زمین اور زمین کے بسنے والوں کو ازسرنو پا بدل دیں - ٹھیک ٹھیک ایسے ہی مظاہر و آثار کو اپنے آگے اور یمین و یسار رکھتے تھے ' جیسے کہ آج دنیا کے سامنے ظاہر ہورہے ہیں - یہ دنیا میں ہمیشہ ہوچکا ہے ' اور ایسا ہونا انقلابات امم و ملل کے ایک دائمی قانون کے ماتحت ہے : و ما تسبق من امۃ اجلھا و ما یستاخرون (۱۵ : ۵) (۱)

تہیۂ سفر

منجملہ علائم و آثار مخصوصہ کے ایک علامت یہ بھی ہے کہ رفتہ پر ماتم اور آیندہ کی حسرت کی جگہ اب بہت سے دماغ ہیں ' جو غم بھی کرنا چاہتے ہیں ' اور محض ماتم و فریاد پر قانع نہیں - یہ احساس عالم ہے اور عالم اسلامی کے دیکر اکناف و اطراف سے قطع نظر ' خود ہندوستان میں بھی با وجود استیلاء یاس و قنوط موجود ہے - اور اگر صحیح وسائل اختیار کرلے ' تو فی الحقیقت انقلاب حالت کا اسے پہلا بیج سمجھنا چاہیے -

کل کی فکر آج ہر شخص کے سامنے ہے - فکر مستقبل اب صرف خاص دماغوں ہی کا حصہ نہیں رہا ' بلکہ اخبارات کے دفاتر کی طرح کسی دیہات کی ایک چکی پیسنے والی عورت بھی سمجھنے لگی ہے - کل تک مصائب کے ورود کا خوف تھا ' اسلیے صرف ذہن و دماغ ہی انکو محسوس کرسکتے تھے ' مگر آج جبکہ وہ ظاہر ہوچکے ہیں اور بقیہ ظہور سامنے ہے ' تو انکے سمجھنے کیلیے دماغ کی نہیں بلکہ دیکھنے کے لیے آنکھوں کی ضرورت ہے - اور دماغ کم ہوں مگر آنکھوں کی کمی نہیں -

کچھ تو مایوس ہیں اور کچھ متلاشی ' مگر انتظار دونوں کو ہے - پہلوں کو اگر راہ دکھلادی جائے تو چلنے سے انکار نہیں ' گو ابھی انکے قدم ساکن ہیں - اور دوسرے فکر و جستجو میں حیران ہیں کہ کس طرف کا رخ کریں ' اور منزل کو معلوم ہے مگر راہ باز نہیں !

بیداری کے بعد غفلت

ھو یقاسی رقدۃ بعد الیقظۃ ھو یقول اللھم لم ترینا نفہم

مگر جیسا کے میں مختصراً اشارہ کرچکا ہوں ' آج کسی قدر تفصیل کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ غفلت کے معنی صرف بستر ہی پر سونے کے نہیں ہیں بلکہ سونے کے ہیں ' اور جو مسافر بستر غفلت سے اٹھکر راہ میں سوجائے ' وہ گو بستر سے اٹھ چکا ہے ' لیکن نیند سے بیدار نہیں ہوا -

سفر کا تہیہ ہی مطلوب نہیں ہے ' بلکہ صحیح راہ سفر کا معلوم کرنا اور پھر اسپر چلنا ' دونوں باتیں شرط کار ہیں - کیا فائدہ اس سے کہ آپنے بستر کے آرام اور خواب نوشیں کی راحتوں کو خیرباد کہا ' جبکہ نیند میں ضائع ہونے والی زندگی ' بستر کی جگہ ' راہ کی گم کردگی اور ضلالت پیمائی میں ضائع ہورہی ہے !

آج اس بارے میں بلند ترین حد نظر ' اور فکر و جستجو کا آخرین سدرۃ المنتہی جو لوگوں کے سامنے ہے ' وہ اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ حفظ اسلام و مقامات مقدسۂ اسلامیہ کے نام سے ایک وسیع اور عظیم الشان فنڈ جمع کیا جائے ' اور ہر مسلمان بقدر استطاعت اسمیں حصہ لے - نیز وہ عہد کرے کہ کعبۂ معظمہ کی حفاظت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیگا -

اسمیں کوئی شک نہیں کہ زمین کی وراثت اور تاج و تخت حکومت میں سے جو کچھ ہمارے پاس باقی رہا تھا ' وہ ہماری غفلتوں اور نادانیوں کی نذر ہوگیا - جو باقی ہے ہر آن و ہر لحظہ خطرے میں ہے ' اور اگر کوئی متاع آخری رہگئی ہے تو وہ صرف اسلام کا مبدء اولی اور دعوت الہی کا اولین سرچشمہ ہے - جہاں " فاران " کی چوٹیاں ہیں ' جسپر " سعیر " کے بعد خداوند خداء سینا نے کتاب شریعت اور شمشیر عدل کے ساتھ ظہور کیا - جہاں وہ محترم زمزم " غار " ہے ' جسکی تاریکی میں " داعی الی اللہ و سراج منیر " کی روشنی سب سے پہلے نمودار ہوئی ' اور جو دعوت اسلامی اور ملۃ حنیفہ کے اس اولین داعی کی یادگار ہے ' جس نے اپنے نفس و جاں کی قربانیوں کا اسوۂ حسنہ دکھلا کر ' حقیقت اسلامیہ کی پہلی بنیاد رکھی تھی :

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین- فیہ ایات بینات مقام ابراھیم ' ومن دخلہ کان امنا - (۳ : ۹۱)	" وہ عبادت الہی کا پہلا گھر ' جو انسانوں کی عبادت گذاری کیلیے بنایا گیا " بھی تھا ' جو شہر مکہ کی سرزمین میں فیضان و برکت الہی کا مرکز اور عالم و عالمیاں کیلیے سرچشمۂ ہدایت ہے - اسمیں حکمت الہیہ کی بہت سی کھلی کھلی نشانیاں ہیں - اور انہی

نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی اسلام کے اولین داعی حضرت ابراھیم کا " مقام " مقدس ہے - جو شخص اس بیت الہی

(۱) اور کوئی امت نہ اپنے مقررہ وقت سے آگے بڑھسکتی ہے اور نہ پیچھے رہسکتی ہے - (منہ)

کي برکتوں ميں داخل ہوگيا ' اسکے ليے پھر ہميشہ کيليے امن و امان ہے "

پس ضرور ہے کہ ہر مسلم ہستي اسکي خدمت گذاري کي راہ ميں اپنے تئيں قربان کر دينے کا حلف اٹھا لے ' اور يہ بھي ضروري ہے کہ انڈمن کيليے پوري سعي و مجاہدت کے ساتھ ايک عظيم الشان اسلامي خزينہ فراہم کيا جاے ' جو ہر موقعہ پر ہمارے ليے وسيلۂ کار اور ذريعۂ رفع احتياجات ہو ' اور اسکے ليے بہتر سے بہتر اشخاص اپنا وقت بے دريغ صرف کريں -

يہ سب کچھ سچ ہے - اس سے کسي طرح انکار نہيں ' ليکن سوال يہ ہے کہ جو ضرورت ہمارے سامنے ہے ' جس منزل کي تلاش و جستجو ہے ' جس مقصود کے کھوج ميں قدم اٹھے ہيں ' اور جس ليلي کے فراق ميں مجنوں صفتاں عشق کي يہ کچھ بيقراريان ہيں ' کيا اسکے ليے صرف اتنا ہي کافي ہے ؟ کيا صرف ايک عہد کا لے لينا ' اور ايک بہت بڑے فنڈ کا قائم کر لينا ہي ہماري کوششوں کا اصل مقصود ' اور ہمارے امراض کا علاج رحيد ہے ؟

جو سوال ان کاموں کے شروع کرنے کا سبب تھا ' مشکل يہ ہے کہ اختيار کرنے کے بعد بھي وہي سوال سامنے آجاتا ہے :

گشت راز ہ گر آن راز کہ افشا مي کرد

مدتوں مجکو صرف مشغول آہ و بکا رہنے کا الزام ديا گيا - کئي ماہ سے لوگ معترض ہيں کہ صدا اٹھ رہي ہے مگر مدعا کا پتہ نہيں - اسکے اسباب سے تفصيلي بحث کبھي نہ کبھي ہورہيگي ' اور عنقريباً مضمون کے آخر ميں کروں ' مگر يہاں صرف اسقدر کہنا چاہتا ہوں کہ يہ خاموشي بے وجہ نہ تھي - ياران راہ نے منزل مقصود کي جستجو کو جتنا آسان سمجھ رکھا ہے ' شايد اسقدر آسان نہيں ہے :

بيا کہ مسئلۂ عشق ازاں دقيق تر است
کہ حل شود شرف از فکر باطل ہمہ کس

لوگ سفر کا اعلان کرديتے ميں بہت جلد باز ہيں مگر بہتر ہو اگر يہ جلدي قدموں کي جگہ دماغوں کو سرنچلنے ميں نصيب ہو -

روپيہ کا جمع کرنا ايک نہايت اہم کام ہے ' اور خدمت کعبہ تو ہر مسلمان کا شعار ملي ہے - پانچ وقت جس تجلي گاہ معبود حقيقي کي طرف روز ہمارا منہ ہوتا ہے ' دن ميں ايک مرتبہ بھي کيا اسکي طرف ہمارا دل نہوگا ؟ اس زلزلے کي آگ جسقدر ممکن ہو بجھا ليے ' اور اگر کچھ بھڑکي ہے تو دامن سے ہوا ديجيے - ليکن کہنا صرف يہ ہے کہ اسکے بعد مشکل حل نہيں ہو جاتي ' اور عقدۂ کار کي گرہ بدستور باقي رہتي ہے - پھر کہتا ہوں کہ يہ سب شاخيں ضرور ہيں ' سوال يہ ہے کہ جڑ کہاں ہے ؟ باغ بسانے کي تدبير يہ نہيں ہے کہ درختوں کي شاخوں پر پيچکاري سے پاني ديجيے - پہلي بات يہ ہے کہ جڑ کو تر و تازہ کيجيے - آپکو يہ معلوم نہيں تو ممکن ہے کہ دوسروں کو معلوم ہو -

تو گل از باغ مي خواہي من از گل باغ مي جويم
من از آتش دخان بينم تو آتش از دخان بيني

فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (۱۶ : ۳۵) پھر اگر تمہيں معلوم نہيں تو صاحبان فکر و ذکر سے دريافت کرو ؟

صرف روپيے پر زور دينا

ايک خطرناک غلطي ہے

يقيناً حالات نے ہميں بتلا ديا ہے کہ " ضروريات ملي " کي غرض سے ايک وسيع " خزينۂ ملي " (نيشنل فنڈ) کا ہميشہ مہيا رکھنا کس درجہ ضروري ہے ؟ پس ضرور ہے کہ اسکا سامان کيا جاے - ليکن صرف کسي ايسي انجمن کا قائم کرليا ' آن آنے والے مصائب کو کيونکر دور کرسکے گا ' جو چاروں طرف سے ہم پر امنڈنے والے ہيں ؟ کيا ملکوں اور قوموں کا انقلاب ايک ايسا معاملہ ہے ' جسکو ايک دو کرور روپيہ بطور رشوت ديکر ہم اپنے حسب مرضي طے کرالينگے ؟ کيا کرايے کي فوجيں ' اور کرايے کا جوش لندن اور برلن ميں ملتا ہے کہ جب کبھي کوئي فوج بلاد اسلاميہ پر حملہ آور ہوگي تو ہم تار کے ذريعہ اجرت طے کرکے فوراً انہيں ميدان کي طرف روانہ کرديں گے ؟ کيا ہماري قسم برباديوں اور نامرادياں صرف اسليے نہيں کہ ہم نے ہميشہ اپنے پاس روپيہ جمع نہ رکھا ' اور يورپ نے صرف افلاس کا الزام رکھکر ہم سے سلانيک اور ايڈرينا نوپل لے ليا ؟

فرض کيجيے کہ کل کو فرانس نے شام پر علانيہ قبضہ کرليا چاہا ' اور اسکي خبر ريوٹر نے ہميں پہنچادي - اس وقت ہمارے پاس ايک نہايت طاقتور انجمن ہوئي جسکے خزانے ميں دو سال کا چندہ چودہ کرور روپيہ موجود ہوا - پھر بتايں ہمہ دولت فراوان ' ہم کيا کرينگے ؟ ايم - پراڈنکرے کو تار ديں گے کہ ہم سے ۱۴ - کرور روپيہ ليکر شام کے قبضے کا ارادہ ترک کردو ؟ يا سرايڈورڈ کرے سے درخواست کرينگے کہ ہم سے ۱۴ - کرور روپيہ ليکر اپنے اتحاد ثلاثہ کے مقاصد اور فيصلۂ مسئلہ مشرقي کو واپس کرليجيے ' اور کرايے کي ايک عظيم الشان اور قاہر و باسل فوج از راہ رعايا پروري ساحل بيروت پر اتار ديجيے ؟ فمالكم كيف تحكمون ؟

ممکن ہے کہ بعض خوش اعتقاد بزرگوں کا ايسا خيال ہو :

و للناس فيما يعشقون مذاهب

ليکن :

فاش مي گويم و از گفتۂ خود دل شادم
بندۂ عشقم و از ہر دو جہاں آزادم

اگر مثال کيليے فرض ہي کرنا ہے تو زيادہ بہتر مثال کيوں نہ فرض کي جاے ؟ فرض کيجيے کہ کل کو انگلستان نے مسئلۂ عراق کا قطعي فيصلہ ضروري سمجھا ' اور اسپر قبضے کا اعلان کرديا تو پھر اس وقت ہمارا يہ عظيم الشان فنڈ کيا خدمت انجام ديگا ؟ عزيزان من ! ملکوں اور زمين کے ٹکڑوں کا نيلام نہيں ہے کہ آپ بھي زيادہ سے زيادہ بولي دينے کيليے اپني جيب کو مستعد رکھيں - يہ تو قوتوں کا مقابلہ اور طاقتوں کي نبرد آزمائي ہے - صرف آپکي جيب بھاري ہوگئي تو اس سے کيا ہوتا ہے ' جبکہ دل ہي خالي ہے !

معمورۂ دلے اگر ست ہست باز گولے
کيں جا سخن بہ ملک فريدوں نمي رود

اس وقت کے مستعد جوش و خروش اور طاقتور حسيات اسلاميہ کو محض روپيے کے جمع کر ديني ہي ميں خرچ کر ڈالنا ' اپنے ہاتھوں اپني آخري فرصت کو کھونا ہے - روپيہ کي ضرورت اور قوت سے انکار نہيں ' ليکن خدا را اتني پرستش تر نہ کيجيے کہ قوم کي ساري قوتيں صرف اسي ميں ضائع ہوجائيں ؟

ہمارے سامنے آج ہمارا زوال ہے ' ہم بربادي کے کنارے پر کھڑے ہيں ' اور اپني تجہيز و تکفين کا سامان اپني آنکھوں سے ديکھ رہے ہيں - ہمارے پاس اب اتني مہلت نہيں ہے کہ بار بار نسخے آزمائيں ' اور بہت سے طبيبوں سے رجوع کريں - ہم کو اس وقت صرف ايک ہي نسخے کي ضرورت ہے ' اور صرف ايک ہي طبيب کي - ہمارے امراض يقيناً بے شمار ہيں ' اور فرصت ہوتي تو ايک ايک کا علاج کرتے ' مگر اب تو ايسے نسخے کي تلاش ہي پر انحصار زندگي اور اميد صحت ہے ' جو ايک ہو ' مگر اپنے اندر ہمارے تمام بے شمار امراض کا علاج رکھتا ہو -

پھر اگر ہم نے محض خدمت حرمین کا عہد کیا اور ایک رقم ماہوار یا سالانہ اسکے لیے نکالدی ' تو گو یہ بہت اچھا کیا ' اور کئی حیثیتوں سے مفید ہوگا ' لیکن کیا اس سے ہمارے تمام اُن امراض کا علاج ہوجائے گا ' جنہوں نے صدیوں سے ہمارے جسم کو گھلا رکھا ہے ' اور اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ :

لیس خستہ اگر دیر زید ' شام بمیرد !

کہا جاتا ہے کہ اسلامی حکومتوں کا خاتمہ ' اور ترکی کا بدرجۂ قصوی انحطاط ایک ایسا واقعہ ہے ' جس نے حرمین شریفین کی حفاظت کو خطرے میں ڈالدیا ہے ' پس اب صرف اسلیے اُٹھے اُٹھتے ہونا چاہیے - اگر یہ تسلیم کو بھی لیا جائے کہ ہمارے لیے صرف یہی ایک کام علاج اصلی ہے ' تو سوال یہ ہے کہ اس مقصد کو بھی کیونکر حاصل کرینگے ؟ ہمارے پاس در ہی چیزیں ہونگی - یا ممبروں کا عہد یا انجمن کے خزانے کا روپیہ ' عہد و قرار تو پ و تفنگ کا کام دے نہیں سکتا ' اور روپیہ لیکر حملہ آور واپس نہیں ہو سکتے - پھر :

چیست یاراں طریقت بعد ازیں تدبیر ما ؟

فرض کیجیے کہ اگر تمام مسلمانان ہند نے حرمین شریفین کی جگہ آج ایڈریا نوپل کی (مسجد سلیم) کی حفاظت و خدمت کا عہد کرلیا ہوتا ' اور اس کام سے ایک فلس بھی انکے پاس بچا ہوتا ' تو کیا ایڈریا نوپل کو وہ بچالیتے ؟

ایام جنگ میں ہم نے جو کچھ مالی مدد دی ' وہ نتائج کی مصداق نہ تھی - کیونکہ وہ جنگ ' اور اسلام و صلیب کے مقابلے کا وقت تھا ' اور بغیر فکر نتائج و عواقب ' ہمارا فرض دینی و جہادی یہ تھا کہ جو کچھ بن پڑے ' اس سے دریغ نہ کریں - آج بھی جبکہ مہاجرین کے مصالب کے حالات ہمارے سامنے ہیں ' ہمارا فرض دینی ہے کہ انکی اعانت کریں - اور یہ اعانت کچھ اس بنا پر نہیں ہے کہ اس سے مصالب اسلامی کا خاتمہ ہو جائے گا -

لیکن جبکہ ہم آئندہ کیلیے انتظام کرنا چاہتے ہیں ' جبکہ مسلمانان عالم کا مستقبل ہمارے سامنے ہوتا ہے ' اور جبکہ آیندہ کی حفاظت کے نام سے ہم قوم کو دعوت دیتے ہیں ' تو ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ ہم قدم پر نتائج و عواقب امور کا لحاظ رکھا جائے ' اور اس وسیلۂ فوز و فلاح کی جستجو کریں ' جسکے حاصل ہو جانے کے بعد آیندہ کیلیے اِن مصالب کے نزول و ہجوم کا قطعی سد باب ہو جائے -

کعبہ کی خصوصیت

حاجی بروہ کعبہ رواں کیں راہ دین ست
خوش می رود ' اما نہ مقصود نہ اینست

پھر صرف " خدمت کعبہ " کی خصوصیت سے بھی میں متفق نہیں ہو سکتا - یہ سچ ہے کہ آج بڑی ضرورت مسلمانوں میں تنظیمات عمل (آرگنائزیشن) کی ہے ' اور مسلمان کعبے ہی کی حفاظت کیلیے اسلامی ممالک کی بقا کے بھی خواہشمند ہو سکتے ہیں ' مگر ضروری ہے کہ اسی وقت اسکی تشریح بھی کردی جائے - نہو کہ ہمتیں پست ہوجائیں ' اور تمام موجودہ قوتیں اسی دائرے میں سمٹ آئیں کہ " صرف حدود کعبہ و مدینہ کی حفاظت ہی ہمارا فرض ہے اور بس " -

جو کچھ کہہ رہا ہوں ' بہتر تھا کہ آپ آپ سمجھتے - میں بغیر کسی اندیشہ و تامل کے اپنے عقیدے کا اعلان کردینا چاہتا ہوں ' اور حیات ملت کا یہ ایک اساس قویم ہے ' جس سے اگر آج غلطی کی گئی تو عجب نہیں کہ اس دور مصالب و نا امیدی میں بے ہمت داؤں کیلیے کوئی سہارا باقی نہ رہے -

بقیہ شذرات

أفلا تنقسون ؟

مصر کی مجلس ہلال احمر نے محمد بک کو مسلمانان ادرنہ (ایڈریا نوپل) کی موجودہ حالت کا اندازہ کرنے کے لیے بھیجا تھا - اُن کا بیان ہے کہ ادرنہ میں چالیس ہزار مسلمان اس وقت ایسے درد انگیز حالوں میں ہیں کہ تن ڈھانکنے کو کپڑا ' اور سد رمق کو دن رات میں ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں - چار ہزار مسلمان زخمی پڑے ہیں ' اور ۲۶ - ہزار قیدی ہیں - مفاستر میں ۱۵ - ہزار ' سلانیک میں اس سے بھی زیادہ - اور تمام مقدونیہ کے ستم رسیدہ و بے خان و ماں اسلامی آبادی کا شمار تو ایک لاکھ سے بھی زاید ہے - یہ وہ بے سروسامان لوگ ہیں ' جن میں اتنی بھی سکت نہیں رہی کہ ظالموں کے دست ستم سے جھرٹ کر قسطنطنیہ تک اپنے آپ کو پہونچا سکیں اور وہاں اُن کے لیے کوئی انتظام ہو -

اس حالت میں اگر کوئی دردرسیدہ و دردمند دل ان بلا کشاں صلیب کی اعانت کے لیے کوئی تدبیر سوچتا ہے اور اُس کے مطابق کام کا آغاز کردیتا ہے ' تو اُس پر تعریضیں ہوتی ہیں کہ ترک خود اپنے بھائیوں کی امداد سے مقصر ہیں تو ہم کیوں یہ بلا اپنے سر لیں ؟ :

و اذا قیل لہم : انفقوا مما رزقکم اللہ ' قال الذین کفروا للذین اٰمنوا انطعم من لو یشاء اللہ اطعمہ ؟ ان انتم الا فی ضلال مبین (٣٦ : ٣٨)

جب اُن سے کہا گیا کہ " خدا کی دی ہوئی روزی سے خرچ کرو " تو منکروں نے ایمانداروں کو جواب دیا : " کیا ہم ایسے کو کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو آپ کھلا دیتا ؟ تم لوگ تو صریح گمراہی میں پھنسے ہو جو ایسا کہتے ہو "

فرنگی سلطنتیں

واے بر ریشے کہ آن را از نمک مرہم کنند

خوش ہیں کہ باب عالی نے ایشیائے ترکی کے متعلق نظم و نسق میں اصلاحیں منظور کرلی ہیں ' جن کا اہم پہلو یہ ہے کہ یہ پورا ملک چھ صوبوں پر تقسیم کیا جائیگا - ہر صوبہ کا انتظام چھ ممبر اور ایک گورنر کے متعلق ہوگا جو سب کے سب گورنمنٹ کے ملازم سمجھے جائینگے ' اور جن میں ایک ثلث فرنگی ہونگے - اس کمیشن کے ذمے چار مختلف شعبوں کی نگرانی ہوگی (١) عدالت - (٢) تعلیم - (٣) پولیس - (٤) رفاہ عام - جدا جدا ہے (جنگی پولیس) ہر صوبہ کے لیے علیحدہ علیحدہ ہوگی ' جس کے سرکاری (کمیشنر) و غیر سرکاری (نان کمیشنر) افسر فرنگی ہوا کرینگے - فرانسیسوں نے پچھلے تین سالوں میں معاملات اتنا طول کر ایک طرح اپنے ہات میں لے لیا ہے - گورنمنٹ کا کوئی ایسا محکمہ نہیں ہے جس میں ایک نہ ایک فرانسیسی کارفرما یا کارکن نہو - اس مداخلت کے سرخیل جنرل برمن ہیں ' جن کی حسن خدمت کے ترک بھی معترف ہیں - وہ ترکی گورنمنٹ کے فرائض ملازمت بھی ادا کرتے ہیں ' اور در پردہ فرانس کا نفوذ و رسوخ بھی بڑھاتے رہتے ہیں - اس تمہید مداخلت کی بنا پر انگلستان نے تسلیم کرلیا ہے کہ فرانسیسی افسروں کے علاوہ اور جتنے افسر ہونگے ' سب انگریز ہونگے ' یعنی اتحاد برطانیہ و فرانس ' جو مصر و مراکش کے متعلق چلے سے قایم ہے ' اب مشرق صغیر بھی اُسی سلسلہ میں منسلک ہو جائیگا !!

مرہم از لبہاش می جویند ہر جان نگار
واے بر ریشے کہ آن را از نمک مرہم کنند !

مذاکرۂ علمیہ

مفردات جذبات

علم النفس کا ایک باب

حظ و کرب

اثر : مسٹر عبد الماجد - بی - اے - (لکھنؤ)

(۲)

چند اہم تفریعات

گذشتہ نمبر میں احساس کی بابت اصولی نظریہ کا بیان تھا - صفحات ذیل میں اس مسئلہ کی چند اہم تفریعات درج کی جاتی ہیں :

(۱) دنیا کی کوئی لذت ' درد و اذیت کی آمیزش سے پاک نہیں ہوتی ' بلکہ ہر انبساط کے اندر انقباض کا شایبہ لازمی طور پر شامل رہتا ہے -

یہ ہم ابھی اوپر کہہ چکے ہیں کہ حظ نام ہے اعصاب کے ایک محدود و متعین عمل کا ' اور چونکہ ہر عمل سے اعصاب میں اسی نہ کسی قدر تکان پیدا ہونا ضروری ہے ' اسلیے کوئی حظ ایسا نہیں ہوسکتا ' جسکے متعاقب کرب نہ واقع ہو - جس طرح ہر کون کے لیے فساد اور ہر معنحت کے لیے خستگی لازمی ہے ' اسی طرح ضروری ہے کہ ہر حرکت عصبی کے بعد ایک کسل و تکان پیدا ہو ' اور اسی کا نام انقباض ' کرب ' اذیت ہے -

گذشتہ نمبر کی آخری سطور میں قوت ارادی اور احساسات کے تعلق پر بحث کرتے ہوے ظاہر کیا گیا ہے کہ انسان کے تمام افعال ارادیہ حس اذیت و الم کے تابع ہوتے ہیں - اسکے متعلق ایک ضروری نکتہ نوٹ کرلیا رہے ' اور وہ یہ ہے کہ :

بعض موجودہ علماء نفس کو اس کلیہ کی ہمہ گیری سے انکار ہے ' اور تعجب ہے کہ پروفیسر جیمس جیسا دقیق النظر عالم نفس بھی انکا ہم زبان ہے - یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ افعال انسانی کا ایک بڑا حصہ اسی کلیہ کی ماتحتی میں انجام پاتا ہے ' جیمس ایک خطیبانہ انداز میں کہتا ہے :

" کون شخص ہنسنے کی لذت کے لیے ہنستا ' اور غضب ناک ہونے کے استلذاذ سے غضبناک ہوتا ہے؟ کون شخص نہ چھپنے کی تکلیف رفع کرنے کی غرض سے چھپتا ہے ؟ کون شخص غم و غصہ اور خوف کی حالت میں حصول لذت کے لیے انکی صلاح زم حرکات کا مرتکب ہوتا ہے ؟ " (پرنسپلز آف سایکولوجی جلد ۲ - ۵۵۰)

لیکن عرض یہ ہے کہ یہ حرکات ' اور نیز افعال عاطفہ ہمارے ارادے کی محکوم ہی کب ہوتے ہیں ؟ یہ تو افعال اضطراری ہیں ' جو بلا قصد ہم سے از خود سرزد ہوجاتے ہیں - حالانکہ احساس حظ و کرب کا دایرۂ عمل بہ حیثیت محرکات افعال ارادی تک محدود ہے - یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ محرکات افعال صرف موجودہ احساسات ہی نہیں ہوتے ' بلکہ احساسات کے تصورات بھی ہوا کرتے ہیں - (عدہ)

(۲) کوئی حیات انسانی ' الم و تکالیف سے قطعاً پاک نہیں رہ سکتی -

چونکہ حیات عبارت ہے مجموعۂ حرکات سے ' اور حرکات نام ہے انتشار سالمات کا ' جو مرادف ہے انقباض و کرب کا ' اسلیے ہر نوع حیات کے لیے کرب و اذیت ناگزیر ہے - پھر چونکہ ہر حیات انسانی لازمی طور پر حیات اجتماعی ہونی چاہیے ' اور حیات اجتماعی ممکن نہیں ' جبتک کہ افراد کی آزادی اعمال محدود نہ کردی جاے ' اور اسی تحدید حریت کا نام احساس کرب ہے ' پس اسلیے بھی درد و الم حیات انسانی میں ناگزیر ہے -

(۳) قوت احساس ' مدارج تمدن کے متناسب ہوتی ہے - احساس ' چونکہ نفس کے ایک خاص شعبے کا نام ہے ' اسلیے اسکا تشور نما عام نفسی تشور نما کے تابع ہوتا ہے - یعنی جن لوگوں کے عام قواے نفس نمو یافتہ ہوتے ہیں ' انکی قابلیت احساس بھی ترقی ہوتی ہوتی ہے - اور چونکہ متمدن اقوام ہمیشہ غیر متمدن باشندوں کے مقابلے میں ذہنی حیثیت سے بلند پایہ ہوتی ہیں ' اسلیے انکے افراد بھی نسبتہً نہایت ذکی الحس ہوتے ہیں ' اور ایسے ادنیٰ سے ادنیٰ واقعات سے متاثر یا متقام ہوتے ہیں ' جنکے وقوع کی غیر متمدن افراد کو خبر تک نہیں ہوتی -

کسی مہذب اور نرم پوش کے نرم و گداز بستر پر خفیف شکن بھی اگر رہجاتی ہے ' تو وہ چبھن بہ جبیں ہوجاتا ہے ' لیکن ہندوستانی دھقان بلا تکلف فرش خاک پر لیٹ رہتا ہے ' اور اسکی پیشانی پر ہلکی سی ہلکی شکن کا نشان بھی نہیں ہوتا -

متمدن ممالک میں ہلکے سے ہلکے عمل باید کے لیے ہوشیار سے ہوشیار ڈاکٹر ' اور بہتر سے بہتر انتظامات درکار ہوتے ہیں ' اسکے مقابلے میں وحشی قبایل کے افراد بلا کسی ساز و سامان کے بلا تکلف اپنے ہاتھ ' پیر ' اور دیگر اعضاء جسم فٹ ڈالتے ہیں -

عوام اس طرح کے واقعات کو طبقۂ اعلیٰ کے تصنع پر محمول کرتے ہیں - حالانکہ یہ صحیح نہیں - تمدن کی بلندی کے ساتھ ' احساسات کا نازک و دقیق ہوجانا بھی لازمی ہے -

ایک اور وجہ متمدن افراد کے زیادہ متاثر عن الاحساسات ہونے کی یہ ہے کہ چونکہ اُن میں عقل ' دور اندیشی ' اور پیش بینی زیادہ ہوتی ہے ' اسلیے بہ نسبت وحشیوں کے وہ نتایج افعال کا اندازہ انکے وقوع سے بہت پیشتر کرلیتے ہیں ' اور اسی لیے وقوع واقعات سے بہت پیشتر ہی وہ حظ یا کرب سے متاثر ہونے لگتے ہیں - فرض کرو کہ ایک بکری ذبح کرنے کے لیے ہم نے خرید کی ' مگر چونکہ وہ اپنی قسمت سے ناواقف ہوتی ہے ' عین ذبح ہونے کے وقت تک اُسے کوئی غم نہیں ہوتا - برخلاف اسکے جس انسان کو پھانسی کا حکم سنا دیا جاتا ہے ' وہ اسی وقت سے گھلنے لگتا ہے - اسی طرح جوں جوں انسان تمدن اور عقل و علم میں ترقی کرتا جاتا ہے ' اسی کے ساتھ ساتھ وہ اپنے آلام و اذیات ' دوسروں کے اسباب بھی بڑھاتا جاتا

ہے ' اور اکثر حالات میں اصل واقعات مسرت و غم سے زیادہ ' ان چیزوں کا تصور خوش آیند یا روح فرسا ہوتا ہے (۱) -

پھر محض انسان کی عقل و پیش بینی ہی نہیں ' بلکہ اسکی تعلم زائیدہ صناعیاں و دستکاریاں ' ریل ' تار ' جہاز ' ہوائی جہاز ' و آلات جنگ ' جہاں ایک طرف اسکے اسباب راحت و مسرت میں اضافہ کرتے ہیں ' وہاں دوسری طرف اسکی تکالیف و پریشانی کا سامان بھی اپنے اندر رکھتے ہیں -

(۳) مختلف احساسات ' معاشرت کی وقعت و قیمت کے لحاظ سے مختلف درجات میں رکھے جاسکتے ہیں -

ہمارے احساسات ' اگرچہ من حیث الاحساس ' سب کے سب مساوی درجہ کے ہوتے ہیں ' تاہم بازار معاشرت میں انکی قیمتیں مختلف ہوتی ہیں - بعض احساسات پست و ادنی خیال کیے جاتے ہیں - بعض بلند و اعلی ' اور بعض بلند تر و اعلی تر - یہ فرق مراتب ' محض اتفاق کی بنا پر نہیں ' بلکہ ایک خاص اصول کے ماتحت ہے - یعنی

جو احساسات ' بقاے افراد و حفظ نوع سے براہ راست متعلق ہیں ' وہ ادنی درجہ کے ' اور جو اس سے صرف بعید و بالواسطہ تعلق رکھتے ہیں ' وہ اعلی درجہ کے سمجھے جاتے ہیں - بہ الفاظ دیگر ' احساسات کی پستی و بلندی کا انحصار لوازم حیات سے علی الترتیب انکے قریب و بعید تعلقات رکھنے پر ہے

اس کلیہ کی توضیح چند مثالوں سے ہوگی - غور کرو نوع یا نسل کی بقا کا دار و مدار کس فعل پر ہے ؟ ظاہر ہے ' کہ عمل زوجیت پر ' لیکن یہ بعینہ وہ فعل ہے ' جس سے تعلق رکھنے والے احساسات کا ذکر تک ہر مہذب سوسایٹی میں سخت معیوب خیال کیا جاتا ہے ' اور تمام الفاظ ' جو اس فعل کی جانب بعید اشارہ بھی کرتے ہیں ' " فحش " خیال کیے جاتے ہیں - اسکے بعد ان افعال کا نمبر ہے ' جو اس عمل کے مقدمات کا کام دیتے ہیں - مثلاً یورپ میں کورٹ شپ - اس قسم کے افعال اتنے شرمناک نہیں خیال کیے جاتے - چنانچہ ہم علانیہ انکے متعلق گفتگو کرسکتے ہیں - تاہم انکی حالت عمل پر شرم و حجاب کا پردہ پڑا رہتا ہے ' یعنی سوسایٹی اسکو جایز نہیں رکھتی کہ ان افعال کا وقوع علانیہ ہو - اس سے بھی اتر کر وہ افعال ہیں ' جنکا تعلق فعل بقاے نسل سے نہایت بعید ہوتا ہے - مثلاً عورت کا خارجی ذرایع ' یعنی لباس ' زیور وغیرہ سے اپنے تئیں دلفریب بنانا - ظاہر ہے کہ اس تزئین و آرایش کا مقصد محض نمایش ہوتا ہے ' تاہم اگر شوہر یا اس خاص شخص کے علاوہ ' جسکے لیے یہ سامان کیا گیا ہے ' کسی اور شخص کی نظر اس پر پڑ جاتی ہے تو سخت معیوب ہوتی ہے - غرض کہ جو احساسات بقاے نسل سے تعلق رکھنے والے افعال سے جتنا زیادہ وابستہ ہوتے ہیں ' اتنے ہی وہ پست و ادنی درجہ کے سمجھے جاتے ہیں -

یہی حال ان افعال کا بھی ہے ' جن پر افراد کی حیات کا انحصار ہے - خیال کرو کہ جسم کی تمام خارج کردہ کثافتوں ' یہانتک کہ ناک صاف کرنے اور تھوکنے کا ذکر بھی مہذب حلقوں میں کسقدر مکروہ و ناشایستہ سمجھا جاتا ہے ؟ رفتہ رفتہ جوں جوں شایستگی و نفاست مزاجی ترقی کرتی جاتی ہے (اور جسکا نمونہ ہمیں آج کل کی اونچے طبقہ کی یورپین خواتین میں ملتا ہے) معدہ انتڑیاں ' شکم ' لبلبہ ' وغیرہ آلات ہضم کا نام لینا تک سخت بد تہذیبی خیال کیا جانے لگتا ہے - کھانا کھانے کا فعل ' بہ ظاہر اس اصول کے منافی معلوم ہوتا ہے ' اور بلا شبہ ایک حد خاص تک وہ اس کلیہ کے مستثنیات میں داخل ہے ' لیکن صرف ایک حد تک ' اس سے زاید نہیں - کھانا کھانے کی حالت میں دفعۃ کسی غیر شخص کا آجانا ' کھانے والے اور آنے والے ' دونوں کو محجوب کر دیتا ہے - ہم خود جب کسی کھانا کھاتے ہوے شخص سے ملتے ہیں تو کوشش کرتے ہیں کہ اسکے کھانے پر ہماری نگاہ نہ پڑے - اسکے علاوہ ضیافتوں کے موقع پر اسکا خاص اہتمام رہتا ہے کہ کھانے والوں کی توجہ ' گفتگو وغیرہ دیگر مشاغل کی جانب مصروف رہے ' اور اعلی طبقوں میں غذا کے ذایقہ وغیرہ کا ذکر تک کرنا سخت بد مذاقی خیال کیا جاتا ہے - اس سے ظاہر ہوگا کہ کھانا کھانے کی مثال بھی کلیہ بالا کے معارض نہیں ' بلکہ ایک حد تک موید ہے -

اسکے مقابلے میں ان مشاغل کو دیکھنا چاہیے ' جنکا قوام حیات سے نہایت بعید تعلق ہے ' اور جنھیں ہم صرف تفنن طبع کے لیے اختیار کرتے ہیں - مثلاً کسی قدرتی سینری (منظر) میں دریا پہاڑ ' سمندر ' سبزہ زار وغیرہ ' یا کسی اعلی درجہ انسانی صناعی کو دیکھکر ' یا وہ احساسات جو سماع موسیقی سے پیدا ہوتے ہیں ' نہایت اعلی خیال کیے جاتے ہیں ' اور جن لوگوں کے یہ احساسات قوی ہوتے ہیں ' انھیں " صاحب ذوق " و " خوش مذاق " وغیرہ کا لقب دیا جاتا ہے -

استحالۂ احساس

(۴) بعض حالات میں ممکن ہے کہ انبساط ' انقباض ' اور انقباض ' انبساط کی شکل میں تبدیل ہو جاے -

احساس حظ و احساس کرب ' جیساکہ ہم اوپر کہہ آے ہیں ' چونکہ تمام ہے کسی ذات اور اسکے ماحول کے درمیان علی الترتیب موافقت و غیر موافقت کا ' اور یہ بالکل ممکن ہے کہ جو شے پہلے ہمارے مزاج کے موافق تھی ' اب نا موافق ہوگئی ہو - یا جو پہلے نا موافق تھی ' اب موافق ہوگئی ہو - اس لیے انبساط کا انقباض میں ' اور انقباض کا انبساط میں تبدیل ہو جانا بھی بالکل ممکن ہے - جو لوگ بچپن میں کھیل کود ' آپک پھاند پر جان دیتے تھے ' بڈھے ہوکر اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں - بعض غذائیں اب ہم رغبت سے کھانے لگے ہیں ' حالانکہ چند سال پیشتر انکی صورت سے بھی کراہیت آتی تھی - سردی کے موسم میں برف کو چھونا تک گوارا نہ تھا ' لیکن گرمیوں میں آپ ذوق و شوق سے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں - یہ تمام واقعات اسی کلیہ بالا کے تحت میں حل ہوتے ہیں - اس " استحالۂ احساسات " کی حسب ذیل صورتیں ہوسکتی ہیں :

(الف) ماحول میں تغیر - مثلاً موسم ' اور آب و ہوا وغیرہ کی تبدیلی -

(ب) ذات میں تغیر ' مثلاً عمر میں نشوونما ' دفعۃ کسی مرض میں مبتلا ہوجانا ' یا اس سے شفا پانا -

یہ دونوں صورتیں غیر ارادی ہوتی ہیں ' اور علی العموم دفعۃً ' لیکن جو صورت انسان کے تصرف و اختیار کے اندر ہے ' اسکا نام ہے :

(ج) مشق و تمرین ' یعنی نا موافق چیزوں کی تدریجی مزاولت کرکے انکو موافق بنا لینا اور انس خوگر ہوجانا - [رہیں اکتساب

(۱) اسکا نتیجہ ہر شخص کو اپنی زندگی میں ہوا ہوگا کہ اکثر آیندہ مصایب کا تصور ' خود اس مصایب سے بڑھکر تکایف دہ ہوتا ہے - غالب نے خوب کہا ہے :-

بے تلتک در بلا بودن بہ از بیم بلاست
قمر دریا سلسبیل و زورق دریا آتش سد

مزید کی عملی تدابیر، تو اولاً تو اس بحث کے چھیڑنے کا یہ موقع نہیں، دوسرے ہم اسکی کسی قدر تفصیل اپنے ایک علحدہ مضمون میں کرچکے ہیں]

حس لذت و الم کا ایک اہم فرق

(۶) آلم کی طرح لذات کبھی تیز و شدید نہیں ہوسکتیں - دیکھا ہوگا کہ شدید درد کی حالت میں ساری رات کروٹیں بدلتے رہتے ہیں اور کسی پہلو کل نہیں پڑتی - فرط غم کی حالت میں پچھاڑیں کھاتے ہیں اور سینہ کوبی کرکے کرتے اپنے تئیں ہلکان کر ڈالتے ہیں، لیکن فرط مسرت میں کبھی یہ بے تابی اور بیقراری طاری ہوتے نہ دیکھی ہوگی - اسکی وجہ ظاہر ہے - انبساط نام ہے اعصاب کی معتدل ورزش کا، اور اس پر انبساط کا اطلاق اسی وقت تک ہوسکتا ہے، جبتک کہ اس میں اعتدال ہے، اور جہاں انبساطی کیفیت حدود اعتدال سے متجاوز ہوئی، وہ انبساط نہیں رہتی، بلکہ بجائے خود ایک کرب و الم ہوجاتی ہے - اطمینان، سکون، چین، کل، راحت، کے حدود مقرر ہیں، لیکن اضطراب، بیقراری، بیچینی، بے کلی، کرب کی کوئی انتہا نہیں ہوسکتی -

وجدان

احساس کا نظریہ مع اسکی اہم تفریعات کے بیان ہو چکا - اب دو لفظوں میں صرف یہ کہدینا باقی ہے کہ احساس، جسکے دو رخ ہیں: ایک حظ اور انبساط کا، دوسرا کرب و انقباض کا، وجدان کی منزل اولیں کا نام ہے - وجدان جسوقت تک سادہ، بسیط اور مفرد حالت میں ہے، احساس کہلاتا ہے اور جب پیچیدہ، مرکب اور مخلوط شکل اختیار کر لیتا ہے، تو جذبے کے نام سے موسوم ہوتا ہے - گویا احساسات، جذبات کے عناصر و مفردات ہیں - یعنی جذبات کی جب تحلیل کی جاتی ہے، تو آخر کار وہ احساسی کیفیات ہی پر آکر ٹھیر جاتے ہیں - جذبات کی ماہیت، اور مہمات جذبات کی مفصل تشریح، آیندہ ابواب کا موضوع ہے -

الهـــلال

یہ مضمون کتاب کا ایک ٹکڑہ ہے، اور امید ہے کہ اسکے اور ابواب بھی شائع ہوں - مسٹر عبد الماجد آں معدودے چند تعلیم یافتہ ارباب علم میں سے ہیں، جنکو تصنیف و تالیف اور تراجم علمیہ سے شوق ہے - ان ابواب کی اشاعت سے انکا مقصود یہ ہے کہ طرز تحریر اور اسلوب بیان کے متعلق اگر ارباب علم مشورہ دیسکیں، تو قبل از اشاعت کتاب اس سے فائدہ اٹھالیں، مگر مجھے اسمیں شک ہے کہ لوگ اس طرح کے مضامین کو غور سے پڑھنے اور رائے دینے کی زحمت گوارا کرینگے -

بالفعل صرف ایک امر کے طرف اشارہ کردینا ضروری ہے - مضمون میں جا بجا " حس لذت و الم " کو " حظ و کرب " سے تعبیر کیا ہے، اور اسی کو بصورت اصطلاح عنوان میں بھی جگہ دی ہے - لیکن اسکے لیے " لذت و الم " ہی کے الفاظ زیادہ موزوں اور صحیح تھے -

اول تو " حظ " کے معنی لذت کے نہیں بلکہ حصے کے ہیں (الحظ: النصیب، جمعہ حظوظ) البتہ اردو اور شاید فارسی میں لذت کیلیے برلتے ہیں، لیکن باعتبار لغت غلط ہے، اور عربی میں تو اس معنی کا نہیں پتہ نہیں -

پھر جب " لذت " کا ایک لفظ پیشتر سے اسکے لیے موجود ہے، اور عربی میں ٹھیک ٹھیک اسی مفہوم کو ادا کرتا ہے، جو مباحث علم النفس میں آپکا مقصود ہے، تو دوسرا لفظ کیوں تلاش کیا جاے؟ اردو میں لذت کا لفظ اپنے اصلی معنی سے ہٹا کیا ہے، اور مختلف موقعوں پر برلا جاتا ہے، لیکن عربی میں یہ ہمیشہ " الم " کے مقابلے میں لایا جاتا ہے، اور لغت میں اسکی تعریف " نقیض الالم " ہے -

" کرب " اور " الم " میں بھی فرق ہے - کرب صرف " حزن " کے معنوں میں آتا ہے، لیکن " الم " میں اس سے زیادہ وسعت اور تعمیم ہے -

بقیـــه شـــذرات

هنا و هنـــاك

محمد شریعی پاشا مصر کے ایک نامور دولتمند رئیس ہیں - ارض شام میں انھوں نے تین شاخ در شاخ ریلوے لائین جاری کرنے کی درخواست کی ہے -

(۱) ایک لائین غزہ سے بیرسبع تک -
(۲) غزہ سے یافا و بیت المقدس تک -
(۳) غزہ سے مصر تک -

ان درخواستیں خود اہل شام نے بھی دی ہیں، جن میں ایک اجراء ریلوے اور ایک جہاز رانی کے متعلق ہے - ٹرامرے کے لیے بھی ایک درخواست پیش ہوئی ہے، جو امید ہے کہ منظور ہوجائیگی -

مسلمانان شام کی اس پر آشوب حالت کا اندازہ کیجیے کہ مظالم یورپ نے ان کے دل پاش پاش کردیے ہیں، مگر بقاے حیاۃ کی فکروں سے وہ اس حالت میں بھی غافل نہیں! نہ اس لیے کہ مظلومان بلقان کا ان کو درد نہیں ہے، بلکہ محض اس لیے کہ وقت فرصت سے فائدہ اٹھانے میں اگر پیش قدمی نہوئی تو یہی اجارے فرنگی سرمایہ داروں کو ملجائینگے - لیکن ہندوستان کی حالت نستعلیق افسوس ناک ہے کہ تمام موارد ثروت پر غیر ہندوستانی قومیں قابض ہوتی جاتی ہیں، تاہم کسی ہندوستانی سرمایہ دار کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا، اور بارجود روزہ مصائب کے، پھر بھی آنکھیں بند ہیں!

زر اعانـــهٔ " اردوے معلے "

جناب محمد ناظم صاحب صدیقی رادرس نے لکھتے ہیں:

آپکے اخبار الہلال میں " اردو پریس علیگڈہ کی ضمانت " کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے، اسکو پڑھکر بہت صدمہ، ہوا اور آسوقت اور بھی اضطراب پیدا ہوا، جب میرے ایک دوست مسٹر غلام جیلانی نے ہر حال ہی میں علیگڈہ سے تشریف لائے ہیں ان تمام امور کی تصدیق کی جو کچھہ جناب حسرت موہانی کی عربت کا حال اپنے اخبار میں درج فرمایا ہے - واقعی ایک ایسے پریس سے تین ہزار کی ضمانت طلب کرنا سراسر ناانصافی ہے - ہملوگ اپنی حیثیت کے مطابق موجودہ احباب سے ایک ایک روپیہ جمع کرکے اپکی خدمت میں بھیجتے ہیں - آپ جسطرحپر چاہیں اس روپیہ سے حضرت موہانی کی امداد فرمادیں - ہملوگ استدعا کرتے ہیں کہ آپ بہت جلد اسکے متعلق ایک با قاعدہ فنڈ قائم کردیں - ہملوگ کوشش کرکے جسقدر بھی روپیہ یہاں سے جمع ہوسکیگا، آپکی خدمت میں بھیجینگے -

جن صاحبوں نے ایک ایک روپیہ دیا ہے انکے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:

مسٹر غلام جیلانی - مولوی امام علیصاحب - مسٹر رشید محمد مولوی شہباز خانصاحب - محمد ناظم صدیقی -

احرار اسلام

الحرية في الاسلام

(۱)

منجملہ ان مقاصد مہمہ کے ' جنکے لیے الہلال شائع کیا گیا ' ایک مقصد اہم احرار اسلام کا باب تھا -

ارادہ تھا کہ منجملہ مستقل ابواب مضامین کے ' یہ باب بھی بالالتزام ہمیشہ چند صفحات کا سرعنوان رہیگا ' اور اسکے نیچے تاریخ اسلام کے ماضی و حال کے وہ واقعات اور سوانح حالات درج ہوا کرینگے ' جنسے غفلت پیشگان ملت کو اپنا حق پرستی و حریت روشی کا بھولا ہوا خواب یاد آجائے گا -

لیکن اسکے لیے سب سے پہلے بطور دیباچہ و توطیۂ مضامین کے ' ایک مبسوط تمہید کی ضرورت تھی ' تاکہ اسلام اور حریۃ صحیحہ کے رشتے کو نمایاں طور پر ظاہر کردیا جاے -

الہلال جلد اول کے دوسرے نمبر ہی سے اسکا سلسلہ شروع کرنا چاہا ' اور اسکی پہلی تمہیدی قسط " الحریۃ فی الاسلام " کی سرخی سے شائع بھی کی ' لیکن اسکے بعد سے آجتک کہ دسویں جلد کا اختتام درپیش ہے ' اسکے متعلق ایک حرف لکھنے کی مہلت نہ ملی - احباب کرام نے بارہا یاد دلایا ' اور بھولا تو میں بھی نہ تھا ' لیکن کیا کرتا کہ اپنی بساط میں زندگی اور زندگی کے اوقات کی ایک ہی ایندت تھی - کن کن عمارتوں کی دیواریں اس سے چنتا ' اور ایک ہی پتھر کو کہاں کہاں لگاتا ؟

فرصت دیدن گل آہ کہ بسیار کم است
و ارزوے دل مرغان چمن بسیار ست !

اب چاہتا ہوں کہ الہلال میں یہ سلسلہ بالالتزام شروع ہو جاے - سب سے پہلے " اسلام و حریت " کے تعلق پر مختلف پہلوؤں سے نظر ڈالنی چاہیے ' اور اسکے لیے سب سے پہلے قران کریم ' پھر احادیث صحیحہ ' اور اسکے بعد آثار صحابۂ و تابعین ' اور تاریخ اسلام کے عام حالات و سوانحات سے مدد لینی چاہیے -

سلسلۂ بیان کیلیے ضروری تھا کہ الہلال جلد (۱) نمبر (۲) کا تمہیدی مضمون سامنے آجاے ' اسلیے آج کی اشاعت میں وہ مکرر شائع کیا جاتا ہے - اسکے بعد اصلی سلسلہ جو طیار و مستعد ہے ' شائع ہونا شروع ہو جاے گا -

و ما توفیقی الا باللہ -

یا صاحبی السجن ! اے یاران محبس ! بہت سے مالک اور
ارباب متفرقون خیر آقا بنا لینا اچھا ہے یا ایک ہی خداے
ام اللہ الواحد القہار ؟ قہار کے آگے جھکنا ؟ تم جو اللہ کو چھوڑ
ما تعبدون من دونہ کر دوسرے معبودوں کی پوجا کر رہے ہو '
الا اسماء سمیتموھا تو یہ اسکے سوا کیا ہے کہ چند نام ہیں
انتم و اباؤکم ما جو تم نے اور تمہارے پیشروؤں نے گھڑ
انزل اللہ بھا من لیے ہیں ؟ حالانکہ خدا نے تو اسکے لیے
سلطان " ان الحکم کوئی سند بھیجی نہیں - اے گمرا ہو
الا للہ " امر الا یقین کرو کہ تمام جہان میں حکومت
تعبدوا الا ایاہ ' صرف اُس ایک خدا ہی کیلیے ہے
ذلک الدین اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اُسی کے
القیم ' و لکن اکثر آگے جھکو ! یہی دین اسلام کا سیدھا
الناس لا یعلمون راستہ ہے لیکن افسوس کہ اکثر لوگ
(۱۲ : ۴۱) ہیں جو نہیں سمجھتے !!

انسان کے تمام نوعی فضائل و محاسن اور عاؤ و شرف کا اصلی منبع (توحید) ہے - اس کا اعتقاد انسان کو خدا کے آگے جسقدر تذلل و تعبد اور انکسا و ابتہال کے ساتھ جھکاتا ہے ' اُتنا ہی خدا کی پیدا کی ہوئی تمام کائنات کے آگے سر بلند و مغرور کر دیتا ہے - دنیا کی کوئی طاقت ' اور خدا کے سوا کوئی ہستی ' اسکے دل کو مرعوب و محکوم نہیں کرسکتی - وہ ایک چوکھٹ پر سر جھکا کر ' اور تمام بندگیوں اور فرماں برداریوں سے آزاد ہو جاتا ہے ' اور ایک کا ہو کر سب کو اپنا بنا لیتا ہے -

(اسلام) اسی اعتقاد کی دعوت لیکر آیا ' اور (ان الحکم الا للہ) کی صدا کے ساتھ حکومت ' خاندان ' نسب ' رسم و رواج ' اور تمیز قوم و سرزبوم کی وہ تمام بیڑیاں کٹ کر گر گئیں ' جنکے بوجھ سے نوع انسانی کے پاؤں شل ہوگئے تھے ' لیکن یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ آج صدیوں سے اُسکے پیرو اپنے اندر اس حریت بخش تعلیم کا کوئی ثبوت نہیں رکھتے - انکے تمام اعمال یکسر نفس و اوہام اور انسان و اجسام کی غلامی و تعبد کا نمونہ ہیں ' اور وہ جن بیڑیوں کو کاٹنے آئے تھے ' اُنسے زیادہ برجھل بیڑیاں آج خود اُنکے پاؤں کا زیور ہیں !!

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست!

پھر کیا ایک ہی علت دو متضاد نتائج پیدا کرسکتی ہے ؟ اور کیا تاریخ اسلام کے آغاز کے صفحے ' اُسکے وسط و آخر کے مقابلے میں غلط اور پُر فریب تو نہیں ہیں ؟ اور اگر نہیں ہیں ' تو کیا اسلام کی دعوت کی گھڑی ' چند ابتدائی سالوں ہی تک کیلیے کوکی گئی تھی ؟

یہ سوالات ہیں ' جو قدرتی طور پر اس موقعہ میں پیدا ہوتے ہیں -

گذشتہ نصف صدی سے عالم اسلامی کی نئی بیداری آزادی و حریت کے ولولوں سے معمور ہے - علی الخصوص پچھلے چھ سالوں کے اندر تمام اسلامی ممالک میں جمہوریت اور آزادی کی تحریکیں پیدا ہوئیں ' ایران اور ترکی میں پارلیمنٹیں قائم ہوئیں '